الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة

بعون خلاق نشأتین و تائید جناب رسول الثقلین
مبین راز الحسین منی وانا من الحسین

جلد اول

کتاب مستطاب جامع اسرار کاشف استار المسمی بہ

مائتین

فی مقتل [illegible]

ازمصنفات جناب معلی القاب کاشف غوامض اسرار مبین حقائق
آثار واخبار مروج فضائل ائمۂ مصطفین ناشر عزائے حضرت
ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام علیہم صلوات اللہ الملک المبین جناب سید غلام حسنین صاحب کنتوری
دام ظلہ العالی

بحسن سعی کارپردازان مطبع [illegible] جناب مصنف ادام اللہ مجدہ

در مطبع مطلع العلوم واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی ما انعم و علمنی من تاویل الاحادیث ما لم اکن اعلم و نجانی من
الشکوک و الشبہات و ابعدنی من الاوہام المہلکات نبصرت بما لم یبصروا و فہمت ما لم یفہمو
و لم یذکر و الصلوة علی سیدنا محمد و آلہ صلوة لا منتہی لحدہ و لا حساب لعدہ و لا مبلغ لغایتہ

بعد حمد و صلوة کے خاکسار ہیچمدان سید غلام حسنین موسوی کنتوری نیشاپوری بخدمت
برادران اسلامی کے یہ ظاہر کرتا ہی کہ چونکہ میرا نام بنظر طالع وقت ولادت کے ذاکر حسین
رکھا گیا ہی اور ہفدہم ربیع الاول روز عید ولادت باسعادت سرور انس و جان حبیب
المنان میری بھی ولادت ہی طالع وقت جو برج حوت ہی اوسکے خواص مجربہ علم نجوم کو تو
مین بنظر حرمت شرعیہ ہرگز اعتقاد نہین کرتا مگر ہر وقت یاد آوری مظلوم کربلا علیہ التحیة
والثنا بسبب اوس میرے نام کی ہو ضرور مثل ماہی بے آب کے تڑپ جاتا ہون یہ مناسبت
برج حوت کی ہی جو طالع وقت ولادت ہی۔ اور سعادت یوم اور تاریخ ولادت پر البتہ
مجھے ناز اور فخر ہی جسکا ضروری اثر یہ ہونا چاہیے کہ جسطرح جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
و آلہ و سلم ہمیشہ اپنے چھوٹے فرزند حسین ابن علی علیہما السلام خامس اصحاب الکسا کی نازبرداری
بنظر رفاہ اپنی امت مجوبہ مرحومہ کے فرمایا کرتے تھے تاکہ وہ پارہ جگر اوس جناب کا مع
اپنے اہل بیت اور اصحاب کے اوسے امت پر فدا ہو جاوے اور جو جو مواعید صحیحہ بخشش
امت کے خدا کے پاک نے اوسکے شہادت پر اپنے محبوب سے فرمائین ہین اون کے پورے
ہونیکا پورا موقع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو از روز شہادت تا روز شفاعت ملجاوے اور حدیث
مروی کتب فریقین کا دوسرا فقرہ انا من الحسین کے پورے معنی سمجھ مین ہم سب کے آجائین

دل ہمارے مضطرب ہو جاتے ہین اور جوڑ بند ہمارے کانپنے لگتے ہین ظنّاً مِنّا
اِنَّ اَفضَلَ الاَعمالِ بَعدَ ما اَوجَبَ اللہُ سُبحانَہٗ عَلَینا ھُوَ البُکاءُ اَوِ التَّباکِی اِمّا
مِن خَشیَۃِ اللہِ اَو عَلیٰ مُصابِ سَیِّدِنَا الحُسَینِ ؑ یہ بیقراری اور گریہ وزاری
ہم اس خیال سے کرتے ہین کہ افضل ترین عبادت بعد اس طاعت کے جسکو خدا نے
ہم پر واجب کیا ہے یہی رونا ہے خواہ شبیہ رونے کی بنائے خوف خدا سے اور
اور مصیبت پر جناب امام حسین علیہ السلام کے فَقَد قالَ سَیِّدُنا وَاِمامُنا عالِمُ اَھلِ البَیتِ
عَلَیہِ السَّلامُ کُلُّ عَینٍ باکِیَۃٌ یَومَ القِیامَۃِ اِلّا عَینٌ بَکَت عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلامُ فَاِنَّھا ضاحِکَۃٌ مُستَبشِرَۃٌ
بِنَعِیمِ الجَنَّۃِ اسلیے کہ فرمایا ہے حکماً ہمارے سردار اور امام عالم اہلبیت جناب صادق
علیہ السلام نے کہ سبکی آنکھین بروز قیامت گریان ہونگی سواے اُس آنکھ کے جو روئی ہوگی
مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی کہ وہ آنکھ جسکے سر مین ہے وہ شخص خندان ہوگا اور نعمتہاے
بہشت سے خوشحال کیا جائیگا وَفِی بَعضِ الرِّوایاتِ قَد اَخبَرَنا بِوُجُوبِ دُخُولِ الجَنَّۃِ
لِلباکِینَ عَلَیہِ اور بعض روایات سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ اُس مظلوم کی مصیبت پر
رونیوالے کا بہشت مین داخل ہونا اُس پر واجب ہے بَل وَفِی بَعضِھا اَنَّ لِلباکِی ھُوَ اَیضاً
لِلمُتَباکِی بلکہ بعض روایتون سے یہ بھی پیدا ہے کہ جو مرتبہ رونے والے کا ہے وہی
اُسکا مرتبہ ہے جو رونے والے کی صورت بنالے وَکَیفَ لا یَبلُغُ اَجرُ البُکاءِ عَلیٰ مُصابِہٖ
اِلیٰ تِلکَ الغایَۃِ وَاِنَّ مُصابَہٗ اَعظَمُ المَصائِبِ وَالمُعطِی لِلثَّوابِ اَجوَدُ الاَجوَدِینَ
اور کیون نہ اس درجہ تک ثواب گریہ پہونچے یعنی ضرور پہونچنا ہی چاہیے اسلیے کہ مصیبت
بھی تو اُس مظلوم کی بالاتر جملہ مصائب سے ہے اور ثواب کا دینے والا خدا ہے جو بڑا سخی
اور جواد ہے اور سب سے اُسکی سخاوت بڑھی ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ فَکَما شَرَّفتَنا دُونَ الاُمَمِ
السّالِفَۃِ بِتِلکَ التَّشرِیفاتِ فَاجعَل قُلُوبَنا فِی کُلِّ حِینٍ تَمِیلُ اِلیٰ ما اَعدَدتَ لَنا
مِنَ الثَّوابِ الجَزِیلِ خداوندا جسطرح تو نے ہمکو یعنی امت محمدی کو بہ نسبت اور انبیا کی امتون کے
اُن بزرگیون سے خاص کر مشرف کیا ہے اب ہمارے دلون کو ہر وقت ہر دم راغب
کردے اُسی ثواب کے حاصل کرنے مین جو تو نے ہمارے واسطے مہیا فرمادیا ہے

رَاغِبَةً اِلٰی قَصْدِ السَّبِیْلِ وَنَافِرَةً عَنِ الْبِدْعَاتِ وَلَا بَاطِیْلِ ہمکو دلی رغبت پیدا
ہو جاے اس عزاداری مین اوس میانہ روی کے جو افراط اور تفریط کی طرف
نہ لیجاتی ہو اور ہمارے دلون کو نفرت رہی اون بدعت اور حرام امور سے جو اس
عزاداری مین لوگ بڑھا گھٹا دیتے ہین اور اون جھوٹی باتون سے جو لوگ
بناوٹ کرکے اسی عزاداری مین شریک کر دیتے ہین اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِی
کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ خداوندا تو نے قرآن مجید مین
ارشاد فرمایا ہی کہ بہت سے عمل خیر ایسے ہین کہ اونکے کرنے سے بہت سے گناہ
معاف ہو جاتے ہین وَلَیْسَ عِنْدَنَا حَسَنَةٌ خَالِصَةٌ نُعِدُّھَا لِاِذْھَابِ
سَیِّئَاتِنَا الْمُخْلِقَةِ اَفْضَلَ مِنَ التَّعَزِّیْ بِعَزَاءِ سَیِّدِنَا وَاِمَامِنَا اور ہمارے
پاس کوئی نیک عمل خالص ایسا نہین ہی جسکو ہم ذخیرہ کرین اپنی بداعمالی کے
دور کرنے کی غرض سے اس گریہ وبکا سے بڑھکر جو ہم اپنے امام مظلوم کی مصیبت مین
کرتے ہین اَللّٰھُمَّ فَاذْھَبْ لِسَیِّئَاتِنَا الْمُخْلِقَةِ الَّتِیْ اِقْتَرَفْنَاھَا فِیْ تِلْکَ السَّنَةِ
... فِی السَّنَةِ الْحَاضِرَةِ وَالْمُقْبِلَةِ خدا بس ہمارے اون گناہان
عظیم کو دجلکے ایک ہی مرتبہ کرنے سے اسسال ہم پورا نے بدکارون مین داخل
ہو گئے ہین (نعوذ باللہ منہا) دور کر دے برکت سے اسی عبادت گریہ وبکا کی جو
آجکی تاریخ جسے ادا ہو رہی ہے اور تمام سال ہم اسکو ادا کرینگے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ
تَعْلَمُ اَنَّ النَّاسَ فِیْ اِقْبَالِ السَّنَةِ الْجَدِیْدَةِ اَکْثَرُھُمْ یَشْتَغِلُوْنَ بِاُمُوْرِ مَعَاشِھِمْ
خداوندا تجھے خوب معلوم ہی کہ اکثر آدمی شروع سال مین برکت سمجھکر اپنے امور معاش مین
مشغول ہو جاتے ہین فَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا بِالْحَرَامِ وَلَیْسَ عِنْدَھُمْ
مَا یُرْضِیْکَ عَنْھُمْ مِنْ ذِکْرِ الْمَعَادِ پس زمین پر دوڑتے پھرتے ہین بارادہ فاسد مثل
چوری یا در غصب وغیرہ دیگر امور حرام کے اونکے پاس کوئی ایسی بات نہین ہوتی ہی
جو تیری خوشنودی کا باعث ہو کر انجام کار مین اونکی بازگشت تیری ہی طرف ہونے
والی ہے یعنے محبت حرام نے اونکو یاد قیامت بھلا دی ہے وَاَمَّا نَحْنُ فَقَدْ

اور یہ وہی معنی ہین جنکے بیان مین ایک باب جداگانہ ہمنے اسی کتاب مین لکھا ہی۔ اوسیطرح
بلاتشبیہ یہ ذرۂ بیمقدار اُسے روز متبرک کی برکت سے ایسا شیفتہ اور دلدادہ اپنے آقا
اور امام ہمام خامس آل عبا شہید الشہدا کا ہوا ہے کہ جب سے مجھے کسی قدر شعور ہوا محبت
اوس پارۂ جگر رسول کے میرے دل اور دماغ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی پائی کبھی
مجھے یاد نہین آتا ہے کہ جب کبھی از خود یا کسی دوسرے کے ذکر سے یاد اوس جناب کی
مجھے ہوئی ہوا اور میرا دل پھر دوسرے کام کی طرف متوجہ ہوا ہو مین نے اوقات
مختلفہ مین اپنے عمر کے جتنا جتنا مجھے علم اور ادراک بڑھتا رہا طرح طرح کی باتین متعلق نشر
فضائل اور اظہار معجزات اوسی جناب کے ہمیشہ کرتا رہا اور رہونگا انشاء اللہ تعالی
اٹھارہ برس کے عمر سے جب سے مجھے دو مرتبہ زیارت جمال مقدس حسین بن علی علیہ السلام کی
خواب مین ہوئی مجھے اس امر کا زیادہ خیال رہتا تھا کہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
اسقدر ناز برداری اپنے اس فرزند دلبند کی فرمائی حتے کہ اُنکے ساتھ کھیلنے والے حبیب بن مظاہر
کی اسی فرزند کے شیدائے دلی ہونے سے پہلے کیا جیسا کہ حدیث مین وارد ہی پھر ایسے
علیم دانائے غیبیات امور کا اسقدر فریفتہ ہونا تا اینکہ اُسکی سواری کا ادب بجا لاور حمت [illegible]
زبان مبارک سے ارشاد فرمانا آخر اسکی کیا ضرورت داعی تھی۔ جب بخوبی کتب فریقین کو
دیکھا اور کتب سیر اور تواریخ اور متون احادیث کو پڑھا اب تو بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ خاطرداری
اور ناز برداری بنظر قرابت اور یگانگت کے نہ تھی اسلیے نبی اللہ کو قرابت کا پاس اسقدر کیا معنی
بلکہ محض بغرض رفاہ امت محبوبہ یہ لاڈ پیار فرماتے تھے اور امت سے زیادہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کون سی چیز پیاری ہوسکتی ہی اسیطرح سیرت ہمارے امام ہمام حسین بن علی علیہ السلام کی جب
معلوم ہوئی اور آپ کے اقوال افعال پر جب معتبر کتب فریقین سے اطلاع ہوئی اور تعصب اور
جنبہ داری سے قطع نظر کرلی تب بخوبی معلوم ہوگیا کہ یہ راز و نیاز درمیان نواسے اور نانا کے
جو کچھ تھا غرض اور غایت اوسکی یہی تھی کہ امت محمدی کا بیڑا پار ہو دگر ہیچ اس کتاب مین اکثر مقامات پر
اس دعوی کی پوری تصدیق منقولات معتمدہ سے بضمن ضمیمہ دلائل عقلیہ بطور جدلیات کے
ہمنے کردی ہی چنانچہ ملاحظہ ناظرین مین آئیگا مسلمان ہندو ارکو پہلے اس امر کا اعتقاد کرنا واجب ہی

کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فعل اور قول متعلق با مور ہدایت خواہ عموماً بدون وحی آلہی کے
نہ ہوتا تھا اور وحی خدا مین بجز منافع بندگان خدا کے کسیطرح کا ضرر مخلوقات ناممکن ہو۔ جب عقیدہ
درست ہو جاوے پہر جو جو اقوال اور افعال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب فریقین مین
مندرج ہین اونکو ملاحظہ کرنا چاہیے اور اونمین بہت کے مصالح پر نظر کرنے سے یہ صاف ظاہر ہو گا کہ
ضرور وہ نازبرداری قرابت اور یگانگت کے راہ سے نہتھی تعصب کو چھوڑکر ہمارے کلام کو
دیکھنا چاہیئے۔ اب رہے جناب امام حسین علیہ السلام اگرچہ اونکا سن شریف بروقت وفات اپنے نانا کے
چھہ سات برس کا تھا مگر علماے محدثین اور صحابہ اور تابعین نے اوس جناب کی روایت
حدیث کو مثل روایت بالغان کامل العقل معتبر مانا ہی جسطرح بیعت اسلامی امیر المومنین علی
علیہ السلام کو بحالت صغرسن کامل بیعت سمجھکر ایک بڑی فضیلت اوس جناب کی سبب پر
ثابت کی ہی کتب رجال فریقین کو دیکھو اور احادیث مرویہ امام حسین علیہ السلام کی تصدیق اور
تحقیق کرو اور اونکے علم اور فضل کو علماے مصنفین کتب مناقب اہل بیت سے یقین کرو تو
یہی بات صحیح برآمد ہوگی۔ اب اوس سے بڑھکر سنیے۔ ہمنے باب عمر بن سعد مین جو اِس
کتاب کا باب ہشتم وچہارم بنظر فہرست مطبوعہ اشتہار ہے ایک حدیث معتبر حذیفہ
سے بدین خلاصہ نقل کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بزمانہ حیات اپنے جد نامدار صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خبر دی تھی کہ میرے قتل کیواسطے طغاۃ اور نا ہنجاران امت جمع ہونگے جنکا سردار
اور افسر عمر بن سعد ہو گا۔ حذیفہؓ نے شاید براہ تعجب پوچھا کہ اے صاحبزادہ یہ بات آپ کو
آپ کے نانا نے بتلائی ہی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ نہین۔ اب حذیفہ کو شاید اور بہی
تعجب دامنگیر ہوا کہ شش سالہ پسر کہین براہ لہو اور لعب کے یہ بات نہ کہہ رہا ہو۔ لہذا بخدمت
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوے اور اپنے رفع تردد کی غرض سے یہ سارا ماجرا
بیان کیا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عِلْمُہٗ عِلْمِی وَعِلْمِی عِلْمُہٗ یعنی جو کچھ میرا پارہ جگر حسین جانتا ہی
وہ میرا علم ہی اور جو مین جانتا ہون وہی اسے معلوم ہی۔ اس حدیث سے بہی تصدیق حدیث
اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ کی پوری ہوتی ہی اور کیون نہوے خدا نے نور سے پیدا
کیے ہین پانچون تن محمد است و علی فاطمہ حسین و حسن۔ بہرحال جب امام حسین علیہ السلام کی یہ حالت ہو

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اونکو اپنا جزء متحد فرما چکے اب ہمکو اور جملہ مسلمانونکو لازم ہی کہ جسطرح جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کو صحیح جانتے ہین بلکہ جو فعل بظاہر کچھ پیچیدگی
رکھتا ہی اوسکے تاویل واجب سمجھتے ہین اوسیطرح اس نور دیدہ مصطفےٰ کے افعال و اقوال کو بھی صحیح جانین
اور خلاف ظاہر جو روایات ہون اونکی تاویل اور تصحیح کرین - اس کتاب مین بڑا اہتمام یہی کر رہا
ہون کہ جسقدر ارشادات امام حسین علیہ السلام متعلق بہ ماجراے شہادت ہین اون مین جو نصوص اور
کھلے ہوئے امور ہین وہ تو خیر اور جن اقوال اور افعال سے کچھ فوائد پوشیدہ ہین خواہ بظاہر
کسی قسم کا شبہہ اوپر وارد ہوتا ہی اونکی تاویل اور تصحیح کرون جس علم کے ذریعے سے ہو سکے
منجملہ اون علوم کے جنکو قطرہ از دریا مین جانتا ہون سُبحَانَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ
اَنتَ العَزِیزُ الوَهَّابُ یہ پہلی غرض میری اس کتاب کے تصنیف سے ہی - دوسری غرض
یہ ہی کہ اس کتاب مین تمامی اصحاب خلت مآب جو رفیق بالتحقیق مظلوم کربلا کے تھے
اونکے پورے حالات کتب رجال فریقین سے درج کرون اور اون کے علم و فضل شجاعت
اور اسوۂ حسنہ کا پورا بیان کرون اسلیئے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اِنِّی لَا اَرٰی اَصحَابًا اَخیَرَ
مِن اَصحَابِی مین اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب کو نہین سمجھتا ہون اسیطرح
جملہ افسران لشکر عمر بن سعد کے نامی فراعنہ اور افسران فوج کے خسران دین اور دنیا کا پورا
حال اور اون کے نسب اور حسب کی تحقیق بھی کرون جسقدر ممکن ہی - اگر خدا نے میری عمر کی
درازی اسقدر فرمائی کہ یہ مہم عظیم طے ہونے تک زندہ رہا تو اوسکے رحمت ہی ورنہ مجھے
امید ہی کہ میرے دین کے اساطین علماے کرام بھی اس کتاب کے ابواب کو پورا فرمائینگے
اور یہ نہ سمجھین گے کہ یہ کتاب خاص میری تصنیف سے ہی بلکہ ہر ایک عالم دین اسکو اپنی
ذاتی تصنیف تصور فرما کر میرے زمانۂ حیات مین بھی جو کچھ امداد کتب اور مطالب کی جس سے
ہو سکے قُربَۃً لِوَجہِ اللہِ کرین اب مین ابواب جلد اول کے شروع کرنے سے پہلے ایک خطبہ
آمد آمد محرم الحرام کا جسکو مین ہمیشہ پہلی تاریخ محرم کے مجالس عزا مین تبرکاً پڑھتا ہون جسطرح
چاند رات کو دعاے ہلال صحیفۂ کاملہ سجادیہ کا ورد ہی اور یہ خطبہ جملہ ذاکرین کے پڑھنے کی
غرض سے مین نے تصنیف کیا ہی اوسکو مع ترجمہ اُردو بنظر برکت کے لکھون کہ نہایت

مناسب ہی اور مضامین عالیہ پر شامل ہی اور آغاز سال مین ایسا امتحان سخت جو اہل بیت
رسالت سے لیا گیا ہی اون کے پیروان کو یقین دلاتا ہی کہ اونکو کیا کرنا چاہیے - یہ بھی اسی
خطبے سے معلوم ہو گا کہ مجھے دخول ماہ محرم سے کسقدر بیخودی اور اضطراب قلب ہوتا ہی
اوتنا تو نہین جتنا جناب صادق علیہ السلام اور جناب امام رضا علیہ السلام کو ہوتا تھا۔ مگر میری
معرفت مراتب امام مظلوم مین جسقدر کم ہے بہ نسبت ائمہ علیہم السلام کے اوسیقدر میری بے تابی
بھی کم ہی لِاَنَّ الْمَعْرُوْفَ بِقَدْرِ الْمَعْرِفَۃِ خداوندا ہماری آنکھون مین وہ روشنی عطا کر کہ ہم
اون بزرگان معصومین کو جو شریک مجلس عزا ہوتے ہین بروقت ذکر مصائب اپنی
آنکھون سے دیکھ لیا کرین اور ہماری نابینائی دور کردے بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَعَزِّیْنَ بِعَزَاءِ الْخَامِسِ مِنْ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ
حمد کرتا ہون اوس خدا کی جسنے ہمکو عزادار بنایا اوس پارہ جگر محمد مصطفٰے کا جو پانچوان بزرگ ہی
پنجتن پاک مین جنپر چادر تطہیر نازل ہوئی وَشَرَّفَنَا فَاَعْطَانَا الْعُیُوْنَ الْبَاکِیَۃَ وَالْقُلُوْبَ
الْخَاشِعَۃَ وَالصُّدُوْرَ الْمُنْشَقَّۃَ وَالْاَکْبَادَ الْحَرَّاءَ فِیْ مَصَائِبِ اِمَامِنَا شَہِیْدِ الشُّہَدَاءِ بزرگی
اور شرف دیا ہمکو اوسی خدا نے اسطرح کہ ہمکو چشمہاے گریان عطا کین اور دل ہمارے
نرم اور باخشوع پیدا فرمائی سینہ ہمارے اس مصیبت مین چاک چاک ہونے والے
جگر ہمارے تپان اور سوزان پیدا کیے مصیبت مین ہمارے امام مظلوم کے جنکا لقب شہید الشہدا ہی
(مترجم) زیارت ناحیہ مین یہی لقب امام حسین ع کا وارد ہی اور اسکے معنی شرح زیارت مذکورہ
مین ہمنے بیان کردی ہین فَطَالَمَا کُنَّا مَتٰی سَمِعْنَا اَحَادِیْثَ مَصَائِبِہٖ اَوْقَرَاْنَا الْمَرْوِیَّاتِ مِنْ
نَوَائِبِہٖ جَزِعْنَا وَبَکَیْنَا حَتّٰی بُلَّتْ خُدُوْدُنَا مدت سے ہمارا یہ حال چلا آتا ہی کہ جسوقت آپ کے
مصائب کو ہم پڑھتے ہوئے سنتے ہین یا خود ہم کو روایات مصائب یاد آتی ہین اسقدر ہم بیتاب
ہو جاتے ہین اور روتے ہین کہ ہمارے دونون رخسارہ آنسوون سے تر ہو جاتے ہین اَوْمَتٰی ذُکِرَ
عِنْدَنَا اَوْذَکَرْنَا نَحْنُ مِمَّا جَرٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اَہْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ تَضْطَرِبُ قُلُوْبُنَا وَتَرْتَعِدُ
فَرَائِصُنَا یا جسوقت ہمارے سامنے ذکر اون مصائب کا ہوتا ہی خواہ ہم خود اونکو یاد کرتے ہین

اِسْتَقْبَلْنَا سَنَتَنَا هٰذِهٖ بِتِلْكَ التَّعْزِيَةِ مگر ہمارا یہ حال ہے کہ ہمنے شروع سال یعنے
پہلی تاریخ محرم کو اس جدید سال کا استقبال کیا ہے اسطرح پر کہ امام مظلوم کی عزاداری یعنی
گریبان چاک سر برہنہ رونے والے پیٹنے والے اور تمام رسوم تعزیت کے ادا کرنے
والے معاش دنیوی سے بالکل جدا ہوکر - ہاے ہاے بعضے دیندار ونکو سنا ہے
کہ گھر بار تک لٹا دیتے ہین - خاص میرا طریقہ یہ ہے کہ نماز مین دعا بھی کرتا ہون تو فقط
صلوۃ محمد و آل محمد پر اسلئے کہ اس مصیبت کو یاد کرکے پھر کوئی خواہش دنیوی باقی
نہین رہتی ہے لِاَنَّكَ قَدْ اَجْرَيْتَ فِيْ اَوَائِلِ السَّنَةِ مِنْ مُصَابٍ اُصِيْبَ
بِهٖ اَهْلُ بَيْتِ نَبِيِّكَ اسلئے یہ طریقہ ہمکو کرنا لازم ہے اور بدشگونی کا عقیدہ
دور کر دیا ہے کہ خدایا تو نے آغاز سال ہی مین اپنے نبی کے برگزیدہ اہلبیت کو بڑے
بڑے مصائب مین مبتلا فرمایا ہے وَاَمَرْتَنَا بِالتَّعَزِّيْ فِيْ تِلْكَ الْمَصَائِبِ اور
ہمکو حکم دیا ہے کہ شروع ہی سال مین عزادار بنین فَقَدْ عَلِمْنَا اَنَّهُمْ صَلَوَاتُكَ
وَسَلَامُكَ عَلَيْهِمْ لَمَّا كَانُوْا مِنْ اَشْرَفِ عِبَادِكَ نَصِيْبًا فَاَصَابُوْا مِنَ الْاَجْرِ
مَا هُوَ اَعْظَمُ الْاُجُوْرِ كُلِّهَا فِيْ مَبْدَاِ السَّنَةِ پس ہمکو معلوم ہوگیا کہ یہ اہلبیت علیہم
السلام چونکہ تیرے بندون مین اشرف ہین اور ہر ایک اجر مین انکا حصہ زیادہ تھا
لہذا شروع سال مین انکو درجہ شہادت ملا جس سے بڑھ کر اور کونسا درجہ ثواب
ہوگا وَشَرَّفْتَنَا بِاَجْرِ التَّعْزِيَةِ تَشْرِيْفًا لَنَا بِاُسْوَتِهِمْ اور ہمکو تو نے شرف اور بزرگی
عطا فرمائی اسی عزاداری کی بدولت اسلئے کہ ہمکو پیروی پوری ہو جاے اون حضرات کی
حزن اور ملال اور اندوہ مین هَلْ اَنْتُمْ نَحْنُ مَوْعُوْدُوْنَ عَلٰى لِسَانِ حُجَجِكَ اَيْضًا اَنَّا اِذَا
اَقَمْنَا تِلْكَ الْعَزَاءَ كَمَا هُوَ حَقُّ الْاِقَامَةِ پھر علاوہ فضیلت اور ثواب عزاداری کی
ہم تک یہ بھی وعدہ الٰہی زبانی ائمہ علیہم السلام کے پہونچا ہے کہ اگر ہم اس عزاداری مین پورا ہوا
اوسکا حق ادا کرین اور جسطرح سے مطلوب الٰہی ہے اوسیطرح بجا لائین افراط اور تفریط سے
اسکو ناجائز نہ کردین ثُمَّ نَقُوْلُ حِيْنَ مَا جَرَتْ عُيُوْنُنَا بِالدُّمُوْعِ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
فَوْزًا عَظِيْمًا پھر جسوقت ہماری آنکھون سے آنسو جاری ہون صدق دل سے یہ کہین کاش اگر

مین بھی ہمراہ ان شہیدونکے دشت کربلا مین حاضر ہوتا بڑے اجر عظیم شہادتکو پہونچ
جاتا فَکَاَنَّا قَدْ قُتِلْنَا بَیْنَ یَدَیْ اِمَامِنَا فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا اس کہنے سے ہمارا یہ مرتبہ
ہوجائیگا کہ جیسے ہم بھی شہید ہوچکے ہین ہمراہ امام مظلوم کے دشت کربلا مین اللہ اکبر
کیا پرورش ہے کیا بندہ نوازی ہے وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَکُوْنَ فِیْ زُمْرَۃِ الْاٰخِذِیْنَ بِثَارِہٖ مَعَ
اِمَامٍ مَھْدِیٍّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صلعم اور اگر تو چاہے بار الٰہا تو ہمکو داخل کردے
گروہ مین اون مجاہدونکے جو عوض خون ناحق لین گے امام مظلوم کا جہاد کرکے ہمراہ جناب
امام مہدی علیہ السلم کے اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا یُھِلُّ ھِلَالٌ مِنْ اَھِلَّۃِ شَھْرِنَا ھٰذَا اِلَّا وَقَدْ لَبِسَ
رِجَالُنَا وَنِسَآئُنَا لِبَاسَ الْحُزْنِ وَالْعَزَاءِ خداوندا کوئی چاند محرم کا ایسا نہین آتا ہے کہ
ہملوگ زن و مرد لباس ماتمی نہ پہنتے ہون وَلَیْسَ یَنْزِلُ مَلَکٌ مِنْ مَلَائِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ
فِیْ مَجْلِسٍ یُحْیٰی فِیْہِ اَمْرُ نَبِیِّکَ اِلَّا وَقَدْ یَرٰنَا مَعَاشِرَ الشِّیْعَۃِ بَاکِیْنَ نَاحِیْنَ
اور کوئی فرشتہ تیرے مقربان بارگاہ سے اوس مجلس مین نازل نہین ہوتا ہے
جسمین تیرے نبی کی نبوت اور اونکے اوصیا کی امامت کا ذکر ان مصائب کے بالنسبی
تازہ نکیا جاتا ہو اور ہملوگونکو وہ فرشتہ روتا ہوا اور نوحہ کنان ندیکھتا ہو فَلْتَشْھَدَنَّ
وَلْتَشْھَدُ حُجَجُکَ وَالْمَلَائِکَۃُ الَّذِیْنَ یُشْرِکُوْنَنَا فِیْ تِلْکَ الْعَزَاءِ اِنَّ نِسَآئَنَا
وَرِجَالَنَا ھُمُ الَّذِیْنَ وَصَفَھُمْ نَبِیُّکَ اَنَّ الرِّجَالَ مِنْ اُمَّتِیْ یَنُوْحُوْنَ عَلٰی رِجَالِنَا
وَنِسَآئُھُمْ یَنُحْنَ عَلٰی نِسَآئِنَا پس تجھکو خدا اپنا گواہ گردانتے ہین اور تیرے برگزیدہ نبی
اور اماموںکو اور اون فرشتگان مقرب کو گواہ کرتے ہین کہ ہمارے مرد اور ہماری عورتین
وہی ہین جنکے وصف مین تیرے نبی نے فرمایا ہے کہ میری امت کے کچھ مرد ہم اہلبیت کے
مردونکی مصیبت پر روئینگے اور اونکی عورات ہماری عورات کے مصائب پر روئینگے
اَفَلَیْسَ یَبْلُغُکَ یَا اِلٰھِیْ اَنَّ بِلَادَنَا فِیْ تِلْکَ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ قَدْ ضَجَّتِ
الْاَصْوَاتُ بِھَا کیا تجھے خدایا یہ خبر نہین پہونچتی ہوگی کہ ہماری بستیان ور شہر اور
گاؤن ان دنون رات دن رونیکی آواز سے گونج رہی ہین اور شور محشر برپا ہو رہا ہے
فَمِنْ رِجَالٍ بَاکِیْنَ وَمِنْ نِسْوَۃٍ نَائِحَاتٍ کسی جگہہ مردون نے مجلس عزا برپا کر رکھی ہین

اور ڈہارین مار مار کر رو رہے ہین کسی جگہ زنانی مجلس ہو رہی ہے اور عورتین طمپلا
رہی ہین صَارِخَاتٍ صَارِخَ الثَّکْلیٰ یسی بیتابی سے یہ عورتین چلا رہی ہین جیسے کسی
عورت کا بچہ مر گیا ہے لَاطِمَاتِ الْخُدُوْدِ وَنَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ رخسارون پر طمانچے
مار رہے ہین بال سرونکے کہولدیتے ہین یُخَیِّلْنَ مَا کُنَّ فِیْہِ زَیْنَبُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ صَلَوٰتُ اللّٰہِ
عَلَیْہِمَا انکے سوجی ہوے رخسارے اور کہلے ہوے بالونکو دیکھکر ہماری خوزادن
زینبؑ اور ام کلثوم کی صورت آنکھون تلے پہر جاتی اور دیگر حرم محترم کی تصویر ماتم نظر
آجاتی ہے کُلَّمَا یَمُرَّ عَلَیْہِنَّ مِنْ مَا رَاٰہُ یَظُنُّ اَنَّہٗ قَدْ قُتِلَ اَعِزَّۃُ اَقَارِبِہِنَّ رُوْحِیْ لَہُنَّ
الْفِدَاءُ جب کسی کا گذر انکی مجلس عزا مین ہوتا ہے اوسے یہی گمان ہوتا ہے انکی بیتابی
اور تڑپنے کو دیکھکر شاید کہ انکا کوئی عزیز قریب مر گیا ہے جسکا سوگ برپا کر رکھا ہے میری
جان ان رونے والی عورتون پر فدا ہو جائے کیسی خلوص سے یہ عزاداری کرتی ہین اَللّٰہُمَّ فَکَیْفَ
اَلْقَیْتَ فِیْ تِلْکَ الْقُلُوْبِ مَوَدَّۃَ الْقُرْبیٰ خداوندا مجھے تعجب اسی کا ہے کہ ہمارے زن و مرد کے
دلونمین محبت اہلبیت کی کیونکر تو نے ڈال دی ہے اَمْ کَیْفَ خَشَّعْتَہَا اِلیٰ ذٰلِکَ الْمَبْلَغِ اور
کیونکر تو نے اسدرجہ تک ہمارے دلونکو نرم کر دیا ہے ثُمَّ کَیْفَ اَلْہَمْتَ اَصَاغِرَنَا
فَہُمْ یَرَوْنَ کِبَارَہُمْ فَیَبْکُوْنَ اَلْکِہِمْ کِبَارِہِمْ پہر زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ہمارے چہوٹے
چہوٹے بچے جب ہمکو روتا ہوا دیکہتے ہین ہمسے زیادہ وہ بلکنے لگتے ہین اور پہوٹ پہوٹ کر
رونے لگتے ہین حَتّٰی یَزِیْدُوْنَ فِیْ کَآبَتِنَا فَلَا نَتَمَالَکُ مِنَ الْبُکَاءِ انکے رونیسے
تو اور بہی ہماری حالت تباہ ہو جاتی ہے کہ ہمکو تاب گریہ باقی نہین رہتے
وَ یَتَیَقَّنُ بِکُوْنِنَا مِنْ اَنْصَارِ ذٰلِکَ الشَّہِیْدِ الْمَظْلُوْمِ اور ہمکو یقین ہو جاتا ہی
کہ ضرور ہم ہی لوگ ہین جو زمانہ غیبت مین انصار امام مظلوم ہو رہے ہین اَللّٰہُمَّ فَبَارِکْ
لَنَا فِیْ تِلْکَ الْعَزَاءِ خداوندا اب برکت دے دنیا اور آخرت کی ہمکو اس عزاداری مین
وَ اجْعَلْ عَاقِبَتَنَا خَیْرًا مِنَ الْاُوْلیٰ اور ہمارے انجام کو آغاز سے بہتر کر دے یعنے
روز افزون توفیق ہماری بڑہتی رہے اس عزاداری کے برپا کرنے مین وَصَلَّی اللّٰہُ
عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ درود خدا کا ہو ہمارے آقا اور سردار محمد پر اور اونکی اولاد پاک پر فقط

باب اول نزول ملائکہ جناب رسالتمآب پر خاک شفا لیکر جسکو جناب ام سلمہ رض کی سپرد فرمایا تھا اور بیان چند معجزات جناب رسالتمآب کے اور ہر عاشورا کو خاک شفا کا خون ہو جانا اور جواب اس شبہہ کا اور ایک حکایت بچشم دید خاک شفا کے سرخ ہونیکی

اِنَّ المرءَ المُسْلِمَ اِذا تصفّحَ کُتُبَ الاَحَادِیثِ حَقَّ التَّصَفُّحِ وَ نَظَرَ فِیمَا رُوِیَ مِنْ اِخْبَارِ اللّٰہِ تعٰ نَبِیَّہٗ وَ اِخْبَارِ النَّبِیِّ اَصْحَابَہٗ مسلمان آدمی جب حدیث کی کتابونکو دیکھے اور جو خبر دہی خدا نے اپنے نبی کو کی ہے اور جو خبر دہی جناب رسالتمآب نے اپنے اصحاب سے کی ہے اوسمین غور کرے وَ اِخْبَارِ الصَّحَابَۃِ عَوَامَ الاُمَّۃِ بِمَا یَجْرِی عَلٰی ذُرِّیَّۃِ الرَّسُوْلِ مِنْ سَفْکِ الدِّمَاءِ وَ الْھَتْکِ وَ الاَسْرِ وَ غَیْرِہٖ مِنَ المَصَائِبِ اور یہ بھی دیکھئے کہ اصحاب نے عوام امت کو کیسی کیسی خبرین سنائی ہین کہ ذریت رسول اللہ پر کس قسم کی مصیبتین گذرینگی خون ناحق اونکا بہایا جائیگا بظاہر ہتک حرمت بھی ہوگی قید بھی ہونگی اور مصائب عظیمہ مین بھی مبتلا ہونگی لَمْ یَشُکَّ فِیْ اَنَّ ذَالِکَ مِنْ مُعْجِزَاتِ سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ اِخْبَارُہٗ بِالْغَیْبِ پہر اوسکو یعنی دیکھنے والے اور سننے والے کو کسیطرح شک نہین ہو سکتا کہ یہ بات ہمارے نبی کے معجزات مین سے ہے جو اونہون نے خبر دہی غیب کی فرمائی ثُمَّ اِذا تَدَبَّرَ فِیْ تِلْکَ الاَخْبَارِ حَقَّ التَّدَبُّرِ وَ کَانَ مِنْ ذَوِی الاِیْمَانِ وَ الْعَقْلِ السَّلِیْمِ یَجْزِمُ بِاَنَّ ذَالِکَ الاِھْتِمَامَ لَہٗ وَجْہٌ وَجِیْہٌ سِیَّمَا عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ پہر جسوقت ان روایتون مین خوض اور فکر بخوبی کرے اور ایمان بھی اس شخص کا درست ہو اور عقل بھی سلیم ہو ضرور اسکے دل کو یقین ہو جائیگا کہ یہ اہتمام خدا کا کہ جسکی ہتک حرمت ہونے والی ہے اوسی نبی نے اپنی زبان سے اسکو بیان کیا اور پیشین گوئی فرمائی ضرور اسکے واسطے کوئی سبب عظیم درکار ہے لِاَنَّ ذَالِکَ عَلَی الظَّاھِرِ یُوْجِبُ وَھْنًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِہٖ عِنْدَ الْجَاھِلِ بِالاَسْرَارِ الاِلٰھِیَّۃِ وَ النَّاکِبِ

عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ اسلئے کہ اپنی مُنھ سے اپنی ذلت بیان کرنے مین بظاہر ایک سُبکی ہی
جاہل کی نظر مین جسکو اسرار خدا پر اطلاع نہو اور صراط مستقیم سے وہ شخص جدا ہو
فَلَا يُتَصَوَّرُ السَّبَبُ فِيهِ إِلَّا إِعْلَاءٌ لِدِينِهِ وَمَزِيدُ التَّصْدِيقِ لِنُبُوَّتِهِ اور یہ سبب
جس نے جناب رسالتمآبؐ کو اس پیشین گوئی پر مضطر کیا تھا یہی ہے کہ ان وقعات کی
واقع ہونے مین آپ کے دین کی ترقی تہی اور آپکے نبی برحق ہونیکی تصدیق زیادہ
ہوتی تھی بَيَانُ ذٰلِكَ أَنَّ أَرْبَابَ الْحَدِيثِ وَالرِّوَايَاتِ مِنَ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ
مُطَبِّقُونَ عَلٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ فِي حَيٰوتِهِ أَخْبَرَ مِرَارًا عَنْ شَهَادَةِ الْحُسَيْنِ
وَمَا يَجْرِي عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ بیان اسکا یہ ہے کہ راویان حدیث دونون مذہب کے
اسبات پر متفق ہین کہ جناب رسالتمآبؐ نے اپنے زمانہ حیات مین چند مرتبہ خبر دی تھی
شہادت جناب امام حسینؑ کی اور بیان کر دیا تھا جو مصائب اونکے اہلبیت پر گذرنے
والے ہین وَلَا يَكُونُ إِخْبَارُهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ قَالَ اللهُ تعہ وَمَا يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى اور یہ خبر دہی جناب رسالتمآبؐ کی بدون حکم خدا کے
نہین ہو سکتی فرمایا خداوند عالم نے کہ اپنی خواہش سے ہمارے نبی کچہ نہین کہتی ہین
جو کہتے ہین وہ محض وحی ہونیکے بعد کہتے ہین وَأَيْضًا قَدْ أَوْحَى اللهُ سُبْحَانَهُ إِلٰى نَبِيِّهِ
مِنْ حِينِ وِلَادَةِ الْحُسَيْنِ إِلٰى حِينِ وَفَاتِ النَّبِيِّ مِرَارًا اور یہ بھی بالاتفاق روایات سے
ثابت ہے کہ خداوند عالم نے وحی نازل فرمائی جناب رسالتمآبؐ پر روز ولادت
امام حسین سے تا روز وفات جناب رسالتمآبؐ کے چند مرتبہ بہ نسبت شہادت
امام حسین علیہ السلام کے كَمَا هُوَ مَرْوِيٌّ فِي كُتُبِ السِّيَرِ بَلْ حَاصِلُ تِلْكَ الْقِصَّةِ كَأَنَّهُ
مُتَوَاتِرٌ أَوْ مُسْتَفِيضٌ چنانچہ تاریخی کتابون مین اسکی روایت کی گئی ہے بلکہ اس قصہ کا
حاصل گویا متواتر ہے اور عام لوگون مین پھیلا ہوا ہے فِي تَرْجَمَةِ تَارِيخِ أَعْثَمِ الْكُوفِي
وَهُوَ مِنْ مَشَاهِيرِ عُلَمَاءِ أَهْلِ السُّنَّةِ رِوَايَاتٌ عَدِيدَةٌ تَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ چنانچہ
ترجمہ فارسی تاریخ اعثم کوفی مین جو ایک مشہور عالم اہلسنت کی ہین بہت سے روایتین
اسی قسم کی لکھی ہین جنمین خبر دہی جناب رسالتمآبؐ کی اس شہادت پر مذکور ہے

تاریخ اعثم کوفی سے روایت نزول جبرئیل بخاک خاص کربلا

وَاَتَمُّ دَلَالَةً عَلٰی اِهْتِمَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی بِذٰلِکَ مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اور نہایت پوری دلالت کرنے والی اس بات پر کہ خداوند عالم کو اس شہادت کا بڑا اہتمام تہا وہ روایت ہے جسکو اسی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن عباسؓ کہتے ہین رَاَیْتُ جِبْرَائِیْلَؑ وَمَعَهٗ اَفْوَاجٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ وَهُمْ نَاشِرُوْا اَجْنِحَتِهِمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ یَبْکِیْ وَیَرِنُّ عَلٰی مُصَابِ وَلَدِهِ الْحُسَیْنِ حضرت جبرئیل کو مین نے دیکھا کہ اونکے ساتھہ فوج فوج ملائکہ اپنے بال وپر کھولے ہوے خدمت مین جناب رسالتمآبؐ کی آئے اور جبرئیلؑ رو رہے تہی اور باواز دردناک زاری کرتے تھے مصیبت پر فرزند اون جناب کی جنکا نام حسینؑ ہے وَیُعَزِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّبِیُّ یَاْمُرُهٗ بِالصَّبْرِ وَتَمَالُکِ الْبُکَاءِ اور پرسہ دیتے تھے جناب رسول خداکو اور وہ جناب حضرت جبرئیل کو صبر کی تاکید فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ رونا موقوف کرو ثُمَّ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ اَعْطَی النَّبِیَّ تُرْبَةً مِنْ تُرَابِ مَقْتَلِ الْحُسَیْنِؑ بعد اوسکے حضرت جبرئیل نے ایک مٹی مقتل امام حسینؑ کی جناب سرور کائنات کو دی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَدْ شَمَمْتُ اَنَا اَیْضًا مِنْ تِلْکَ التُّرْبَةِ وَکَانَتْ تَفُوْحُ کَالْمِسْکِ الْاَذْفَرِ ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے بھی اوس مٹی کو سونگھا تہا وہ مٹی مثل مشک تندبو کی بودیتی تھی ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ کُلُّ الْمَلَائِکَةِ مِنَ الْوَافِدِیْنَ عَلَی النَّبِیِّ قَدْ لَطَخُوْا اَجْنِحَتَهُمْ بِتِلْکَ التُّرْبَةِ وَزَفُّوْا اِلَی السَّمَاءِ بعد اوسکے وہ فرشتے جو ہمراہ حضرت جبرئیل کے آئے تھے سبھون نے انکے بال وپر اوس مٹی سے بھر لئے اور آسمان کیطرف روانہ ہوے وَلَمْ یَبْقَ فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی مَلَکٌ اِلَّا وَقَدْ شَمَّهَا وَمَسَحَ بِهَا جَبِیْنَهٗ وَعَیْنَیْهِ پھر کوئی فرشتہ آسمان پر باقی نہ رہا جس نے یہ مٹی نہ سونگھی ہو اور اپنی پیشانی پر اسکو نہ ملا اور آنکھون سے نہ لگایا ہو ثُمَّ شَمَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَبَکٰی بُکَاءً اَشَدِیْدًا بعد سب فرشتونکے چلے جانیکے جناب رسول خدا نے اوس مٹی کو سونگھا اور بہت روے وَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِکْ فِیْ قَاتِلِ وَلَدِیْ اور فرمایا کہ خداوندا برکت دینا اور آخرت کی نہ دینا میرے فرزند کے قتل کرنے والے کو ثُمَّ نَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تِلْکَ التُّرْبَةَ اُمَّ سَلَمَةَ وَحَکٰی لَهَا مَا یَجْرِیْ عَلَی الْحُسَیْنِ بعد اوسکے حضرت نے وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کو دی اور جو کچہ جناب امام حسینؑ پر

گذرنے والا تھا سب ام سلمہؓ سے بیان فرمایا ثُمَّ قَالَ احْفَظِي تِلْكَ التُّرْبَةَ فَإِذَا رَأَيْتِ
أَنَّهَا صَارَتْ دَمًا عَبِيطًا فَاعْلَمِي أَنَّهُ قَدْ حَانَ الْوَقْتُ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ وَلَدِي
بعد اوسکے فرمایا کہ بحفاظت رکھہ چھوڑو اس مٹی کو جسوقت دیکھنا کہ یہ مٹی خون تازہ ہو گیی ہے
جان لینا کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہی کہ میرا فرزند حسین قتل کیا جاتا ہے وَفِي سِرِّ الشَّهَادَتَيْنِ
عَنِ الْبَيْهَقِيِّ وَأَبِي نُعَيْمٍ وَفِي الْبِحَارِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ تِلْكَ التُّرْبَةَ جَاءَ بِهَا مَلَكُ الْمَطَرِ
اور سر الشہادتین مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے بیہقی اور ابو نعیم سے روایت
کی ہی اور بحار مین علامہ مجلسی نے انس سے کہ یہ مٹی فرشتہ باران خدمت مین جناب
سرور کائنات کی لایا تھا فَأَخَذَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ فَصَيَّرَتْهَا فِي طَرَفِ خِمَارِهَا جناب ام سلمہؓ نے
وہ مٹی لیلی اور اپنی اوڑھنی یا ڈوپٹہ کے کنارے مین اوسکو باندھ لیا اور بعض روایتونمین
حضرت عزرائیل کا اس مٹی کو لانا دیکھا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کبھی مرتبہ یہ مٹی خدا نے
جناب رسالتمآب کو بھیجی ہے وَعَنْ سَمَاعَةَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَ
أُمِّ سَلَمَةَ حَتَّى مَاتَتْ رَحِمَهَا اللهُ تَعَالَى اور بحار مین سماعہ سے روایت کی ہی کہ جناب
صادقؑ نے فرمایا کہ وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کے پاس اُس وقت تک رہی کہ وہ دنیا سے
گئین خدا کی رحمت اون پر ہو قُلْتُ وَهَذِهِ الرِّوَايَةُ مَشْهُورَةٌ قَلَّ مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا مِنَ
الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ رُوِيَتْ فِي كُلِّ زَمَانٍ وَكُلِّ حِينٍ مین کہتا ہون کہ یہ مٹی کی روایت ایسی مشہور ہی کمتر
کوئی مسلمان ایسا ہوگا جس نے اِسکو نہ سنا ہو اور ہر زمانہ مین اور ہر وقت اسکی روایت
برابر ہوتی چلی آئی ہے وَقَدِ اشْتَمَلَتِ الرِّوَايَةُ الْمَرْوِيَّةُ فِي تَارِيخِ أَعْثَمِ الْكُوفِيِّ عَلَى سِتَّةِ كَرَامَاتٍ
لِنَبِيِّنَا وَعَلَى كَرَامَةِ وَلَدِهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَى جَلَالَةِ قَدْرِ أُمِّ سَلَمَةَ
اور یہ روایت اعثم کوفی کی چھ معجزون پر جناب رسالتمآبؐ کی شامل ہے اور کرامت پر اونکے
فرزند امام حسینؑ کی اور جلالت قدر جناب ام سلمہؓ پر بھی دلالت کرتی ہے أَمَّا الْكَرَامَةُ الْعَامَّةُ
لِسَيِّدِنَا رَسُولِ اللهِ فَإِخْبَارُهُ بِمَا يَكُونُ وَهُوَ الْإِخْبَارُ بِالْغَيْبِ الْمَخْصُوصُ بِهِ اللهُ
لیکن عام کرامت جناب رسالتمآبؐ کی جو کرامت تشنگانہ کو شامل ہی وہ تو یہی ہے
کہ یہ غیب کی خبر دہی آپنے کی اور غیب کی خبر دہی مخصوص خداوند عالم سے ہے

وَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اور اپنے غیب پر خدا کسیکو
آگاہ نہین کرتا ہے سوائے اوس شخص کے جو رسول مقبول خدا کا ہو اور غیب منحصر
پانچ چیزون مین ہے اونمین سے ایک یہ بھی ہے کہ وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
کوئی آدمی نہین جانتا ہے کہ موت اوسکی کس زمین پر واقع ہوگی فَاِخْبَارُهٗ بِشَهَادَةِ
اِبْنِهٖ کَرَامَةٌ لِلنَّبِیِّ وَدَلِیْلٌ عَلٰی کَوْنِهٖ نَبِیًّا مُرْسَلًا پس خبر دہی شہادت کی اور اوسکی مطابق
اوسکا واقع ہونا یہی کرامت ہے جناب رسالتمآب کی اور آپکے رسول مقبول ہونے پر دلیل حتمی ہے
وَاَمَّا تَفْصِیْلُهَا عَلٰی سِتَّةِ کَرَامَاتٍ فَالْاُوْلٰی وُقُوْعُ الشَّهَادَةِ کَمَا اَخْبَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِهَا پہلا معجزہ
اب رہی تفصیل اون چھ معجزون کی پس پہلی کرامت تو یہ ہے کہ جسطرح آپنے خبر دی تھی
شہادت کی اوسی طرح واقع ہوئی وَالثَّانِیَةُ اِخْبَارُهٗ بِصَیْرُوْرَةِ التُّرْبَةِ دَمًا عَبِیْطًا یَوْمَ قَتْلِ دوسرا معجزہ
الْحُسَیْنِ دوسری کرامت یہ تھی کہ آپنے خبر دی تھی کہ مٹی بروز شہادت خون تازہ ہو جائیگی
وَقَدْ وَقَعَ کَمَا اَخْبَرَهٗ کَمَا هُوَ مَرْوِیٌّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَسَیَاْتِیْ
اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہے واقع ہوا چنانچہ یہ روایت بھی جناب ام سلمہ رض سے
مشہور ہے اور قریب ہے کہ ہم اسکو بیان کرین وَهٰذَا اَمْرٌ کَوْنُهٗ اِخْبَارَ الْغَیْبِ یَشْتَمِلُ عَلٰی
کَرَامَةٍ وَاِعْجَازٍ لَا یُتَصَوَّرُ مَا فَوْقَهٗ اَمْرٌ مُعْجِزٌ اور یہ بات باینکہ خبر دہی غیب کی تھی
خاص مٹی کا خون ہو جانا یہ بھی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اس سے بڑھکر کونسا معجزہ خیال مین آسکتا ہے
وَلَعَلَّهٗ مِنْ اَخَصِّ الْمُعْجِزَاتِ لِسَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ اور شاید کہ یہ معجزہ خاص معجزون مین ہمارے
نبی کے داخل ہے فَاِنَّ شَهَادَةَ الْحُسَیْنِ کَاَنَّهَا عَیْنُ شَهَادَتِهٖ اسلئے کہ شہادت جناب امام حسین کی
گویا عین شہادت جناب رسالتمآب کی ہے وَلَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْصِیَاءِ تِلْکَ
الْمَنْزِلَةَ اَعْنِیْ صَیْرُوْرَةَ تُرْبَةِ قَبْرِهٖ یَوْمَ وَفَاتِهٖ دَمًا عَبِیْطًا ۔ اور کسی نبی کو نہ کسی
وصی نبی کو یہ منزلت خدانے عطا کی کہ اوسکی قبر کی مٹی بروز وفات خون تازہ ہو جاسے
ثُمَّ کَمَا لَمْ یُخَصِّصِ النَّبِیُّ ﷺ اَنَّ کَوْنَهَا دَمًا مَخْصُوْصٌ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ نَخْبُ وَلَا تَصِیْرُ دَمًا فِیْمَا یَاْتِیْ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ چونکہ جناب رسالتمآب نے یہ نہین فرمایا کہ مٹی فقط
ایک ہی دن خون ہو جائیگی اور قیامت تک ہر سال جو دن عاشورہ کا ہوگا اوسمین نہو گی

وَقَدْ وَعَدَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اِکْرَامًا لِنَبِیِّهٖ اِبْقَاءَ مُعْجِزَاتِهٖ وَدِیْنِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اور خدا نے
وعدہ کیا ہے بنظر عزت افزائی ہمارے نبی کی کہ اونکے معجزے اور اونکا دین قیامت تک
باقی رہیگا وَاِبْقَاءَ تِلْكَ الْعَزَاءِ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ
اور یہ بھی خدا نے وعدہ کیا ہے کہ یہ عزاداری اور اسکے متعلق جو معجزات ہین اونکو بھی
خدا قیامت تک باقی رکھیگا فَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ مِنَ الْخَوَاصِّ اللَّازِمَةِ لِتِلْكَ التُّرْبَةِ
اَنْ تَصِیْرَ دَمًا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ عَاشِرٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ بَعْدَ وُقُوْعِ تِلْكَ الشَّهَادَةِ پس کچہ دور
نہین ہے کہ اس مٹی کی خاصیت خدا نے یہی رکھی ہو کہ ہمیشہ بروز عاشورا بعد شہادت
اوس جناب کے خون ہوجایا کرے وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِكَ اِمْتِنَاعٌ عَقْلِیٌّ وَلَا شَرْعِیٌّ اور اس
مٹی کے خون ہونے مین نہ عقلی محال ہے نہ شرعی اَمَّا الْعَقْلِیُّ فَکُلُّ مَا یَاْکُلُهُ الْحَیْوَانُ یَسْتَحِیْلُ
دَمًا عقلی تو یہ بات ہے کہ جو چیز حیوان کی غذا ہے کھانے کے بعد خون بنجاتا ہے گھاس
اور پتی اور مٹی وغیرہ وَاَمَّا الشَّرْعِیُّ فَلَیْسَ مَنْعُهٗ نَصٌّ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ اور شرعی
دلیل پس قرآن اور حدیث سے یہ نہین ثابت ہوا کہ مٹی سوا ے ایکدن کے اور کبھی
خون نہین ہوسکتی ہے وَاِنَّ مَنْ یُنْکِرُهٗ فَاِنَّمَا یُنْکِرُ اَمْرًا مُعْجِزًا اور جو مسلمان اسکا انکار
کرتا ہے پس وہ ایک معجزہ نبوت کا منکر ہے وَمَا یُنْکِرُهٗ اِلَّا مَنْ کَانَ مُبْغِضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
وَمُعَانِدًا لِاَهْلِ بَیْتِهٖ اسکا انکار وہی شخص کریگا جسکو بغض اور عناد جناب رسالتمآب ص
اور اونکے اہلبیت سے ہوگا اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ اَنْ نَکُوْنَ مِنْهُمَا ہم پناہ مانگتے ہین خدا سے
کہ اوس جناب اور اونکے اہلبیت کے دشمنو نہین ہون عَلٰی اَنَّ کَوْنَ تِلْكَ التُّرْبَةِ دَمًا
یَوْمَ عَاشُوْرَا فِیْ کُلِّ عَامٍ مِمَّا قَدِ اشْتَهَرَ شُهْرَةً مُتَاخِمَةً لِلْیَقِیْنِ علاوہ یہ ہے کہ
خاک شفا کا بروز عاشورا خون ہوجانا ہرسال ایسی مشہور بات ہے کہ درجہ یقین کو پہونچ
گئی ہے وَاِنِّیْ عَلٰی رُؤْیَةِ ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ اور مین نے چونکہ بچشم خود اس
معجزہ کو دیکھا ہے اسلیئے مین اپنے دین و دیانت سے اسکی گواہی بھی دیتا ہون فَقَدْ
رَاَیْتُ بِعَیْنِیْ وَرَاٰی کَثِیْرٌ مِنْ اَقْرِبَائِیْ وَاَهْلِ بَلَدِیْ مِنَ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ لَیْلَةَ
عَاشِرِ الْمُحَرَّمِ اِلٰی بَعْضِ یَوْمِهٖ مین نے اپنی دونون آنکھون سے دیکھا ہے اور بہت سے میرے

عزیز قریب اور اہل وطن نے بھی دیکھا ہے کہ ایک شب عاشور کو عجیب واردات تھوڑے
دن چڑہے تک ہوئی اَنَّ الصُّرَّةَ وَالسُّبْحَةَ وَالْاَلْوَاحَ الَّتِی یُسْجَدُ عَلَیْهَا مِنْ تِلْكَ التُّرْبَةِ
كُلُّهَا ظَهَرَتْ عَلَیْهَا نُقَطٌ اَحْمَرُ یعنی وہ یہ بات ہے کہ جتنے صرہ خاک شفا کے اور جتنے
تسبیحیں اور کنٹھہ اور جتنی سجدگاہیں اس خاک پاک کی تھیں سب پر سرخ سرخ چتیان خون کی
نمودار ہوئیں وَكَانَ ذٰلِكَ بِمَشْهَدٍ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ الَّذِیْنَ اَكْثَرُهُمْ اَحْیَاءٌ اِلٰی
یَوْمِنَا هٰذَا وَفِیْهِمْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالشِّیْعَةُ اور یہ معجزہ سامنے بہت سے مرد اور عورتوں کے
ظاہر ہوا کہ اکثر اونمیں سے ابتک کہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری ہے زندہ موجود ہیں اونمیں سنی اور شیعہ
دونوں مذہب کے آدمی ہیں وَبِالْجُمْلَةِ فَمَنْ اَقَرَّ وَاعْتَقَدَ اَنَّهَا صَارَتْ یَوْمَ قُتِلَ فِیْهِ
فَرْخُ رَسُوْلِ اللّٰهِ دَمًا عَبِیْطًا وَلَمْ یَمْتَنِعْ عِنْدَهٗ ذٰلِكَ اور خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو اقرار ہے
اور معتقد اس بات کا ہے کہ یہ خاک پاک بروز شہادت امام حسین ؑ خون تازہ ہو گئی تھی
اور اوسکے نزدیک اوسکا خون ہو جانا محال نہیں ہے فَكَیْفَ یُنْكِرُ كَوْنَهَا دَمًا بَعْدَ ذٰلِكَ
الْیَوْمِ پھر وہ شخص کیونکر انکار کر سکتا ہے کہ یہ مٹی بعد اوس دن کے بھی بروز عاشورا خون
ہو سکتی ہے ثُمَّ كَیْفَ یَسْتَحِیْلُ عِنْدَ الْمُسْلِمِ وَالْمُؤْمِنِ بِمُعْجِزَاتِ النَّبِیِّ صَیْرُوْرَةُ التُّرَابِ
دَمًا فِیْ كُلِّ عَامٍ وَهِیَ جُزْءٌ مِنْ اَرْضِ قَبْرِهٖ پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مسلمان جو معجزات
نبی پر ایمان لایا ہے اوسکے نزدیک اس مٹی کا ہر سال بروز عاشورا خون ہو جانا کیونکر
محال ہو سکتا ہے اسلیے کہ یہ مٹی جزء ہے اوس زمین کی جسمیں قبر امام حسین کی بنی ہے
وَقَدْ رَوٰی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ بَصْرَةَ الْاَزْدِیَّةِ
وَالْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ كَمَا فِی السِّرِّ الشَّهَادَتَیْنِ حالانکہ احمد بن حنبل نے اپنی
مسند میں اور بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدی سے اوس نے جناب ام سلمہ سے اور
بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے جسکو سر الشہادتین میں مولوی شاہ عبد العزیز
صاحب لکھتے ہیں اَنَّ الْحُمْرَةَ الَّتِیْ تَظْهَرُ فِی السَّمَاءِ هِیَ اَثَرٌ مِنْ اٰثَارِ شَهَادَةِ الْحُسَیْنِ
کہ یہ زیادہ سرخی جو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے یہ ایک نشانی ہے آثار شہادت امام حسین
کی وَقَدْ خَاصَمَهٗ فِیْ ذٰلِكَ بَعْضُ الْمُلْحِدِیْنَ بِاَنْ قَالَ اِنَّ الْحُمْرَةَ قَدْ كَانَتْ قَبْلَ

ذٰلِكَ اَيْضًا اگرچہ بعض دہریہ بیدین نے اس روایت پر احمد بن حنبل وغیرہ کی اعتراض کیا ہے کہ یہ ایک امر قدرتی ہے اور شفق کا وجود ہمیشہ سے چلا آتا ہے تاریخی کتابوں میں موجود ہیں وَاُجِيبَ بِاَنَّهَا وَاِنْ كَانَتْ مَوْجُودَةً قَبْلَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ لٰكِنَّهَا كَانَتْ قَلِيلَةً اور اس شبہ کا جواب فریقین نے یہ دیا ہے کہ سرخی شفق اگرچہ ہمیشہ سے تھی مگر کم ہوتی تھی وَازْدَادَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ بِكَثِيرٍ لیکن جب حضرت کی شہادت ہوئی ہے اوس دن سے بہت زیادہ ہو گئی ہے فَاِذَا كَانَ اِحْمِرَارُ الْفَلَكِ وَاَرْجَائِهِ فِي كُلِّ اَزْمِنَةٍ جَائِزًا كَيْفَ يَسْتَحِيلُ اِحْمِرَارُ التُّرْبَةِ الَّتِي فِيهَا مَدْفَنُهُ پھر اگر آسمان کا سرخ ہو جانا اور اطراف آسمان کا سرخ ہونا ہر صبح و شام کو جایز ہے پھر روز عاشورا ہمیشہ اوس مٹی کا سرخ ہو جانا جس میں قبر آپ کی بنی ہے کیونکر محال ہو سکتا ہے جَعَلَنِيَ اللّٰهُ جُزْءًا مِنْ تُرَابِ تِلْكَ الْبُقْعَةِ الشَّرِيفَةِ خدا مجکو بھی اسی مکان متبرک کی مٹی میں ملجانا نصیب کرے اَلْكَرَامَةُ الثَّالِثَةُ اِخْبَارُ النَّبِيِّ لِاُمِّ سَلَمَةَ وَاِعْطَاءُهُ تِلْكَ التُّرْبَةَ اِيَّاهَا دُونَ غَيْرِهَا مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَفِيهِ سِرٌّ جَلِيلٌ وَحِكْمَةٌ بَالِغَةٌ تیسری کرامت یہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے اس خبر کو فقط حضرت ام سلمہ سے بیان کیا اور خاص اونہیں کو یہ مٹی سپرد کی اور کسیکو مرد اور عورت میں سے اسکا امانت دار نفرمایا اسمین بھی ایک بڑا راز ہے اور پوری حکمت ہے وَهُوَ اَنَّ عِلْمَهُ بِعَوَاقِبِ الْاُمُورِ كَانَ قَطْعِيًّا اور وہ راز یہ ہے کہ آپ کا علم یقینی تھا انجام کار میں ان امورات کے وَذٰلِكَ لَا يَكُونُ اِلَّا لِمَنْ كَانَ وَجِيهًا عِنْدَ اللّٰهِ كَمَا كَانَ سَيِّدُنَا رَسُولُ اللّٰهِ اور یہ علم اوسیکو ہوتا ہے جسکی عزت او منزلت خدا کے نزدیک ایسی ہو جیسے ہمارے جناب رسالتمآب کی تھی فَاِنَّ مَجِيءَ جِبْرَئِيلَ بِتِلْكَ التُّرْبَةِ وَاِعْطَائَهُ لِلنَّبِيِّ اِنَّمَا كَانَ بِاَمْرِ اللّٰهِ اسلیے کہ حضرت جبرئیل کا اس مٹی کو لانا اور جناب سرور کائنات کو دینا یہ خدا ہی کے حکم سے تھا وَكَانَ مِنْ اِرَادَتِهِ سُبْحَانَهُ اَنْ تَبْقٰى تِلْكَ التُّرْبَةُ مَصُونَةً اِلٰى يَوْمِ قَتْلِهِ لِتَصِيرَ دَمًا عَبِيطًا منظور الٰہی یہ تھا کہ یہ مٹی بحفاظت باقی رہے تا روز قتل امام حسین خون تازہ ہو جاے

وَيَرَاهَا النَّاسُ اَنَّهَا صَادِقَةٌ كَمَا اَخْبَرَبِهِ النَّبِيُّ صلعم اور اہل مدینہ دیکھین کہ مٹی اوسیطرح
خون ہوگئی جسطرح کہ نبی اللہ نے اسکی خبر دی تھی وَيَسْتَفِيضُ خَبَرُهَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ
فَيُصَدِّقُوْا بِالنَّبِيِّ صلعم اور خبر اس مٹی کی خون ہونیکے عام ہوجاے اور تصدیق نبوت جناب
رسالتمآب کی سب لوگ کرین وَيَعْلَمُوْا اَنَّ تِلْكَ الشَّهَادَةَ الْعُظْمٰى الَّتِيْ شَرَّفَ اللّٰهُ
بِهَا الْحُسَيْنَ ع مِنْ اَعْظَمِ الْمَوَاهِبِ الْاِلٰهِيَّةِ اور یہ بھی سب جان لین کہ یہ بڑے
شہادت جس سے خدا نے امام حسین کو مشرف کیا ہے ایک بڑی بخشش اور عطاے اسلئے
ہین سے ہے وَيُذْعِنُوْا بِكُلِّ مَا اَخْبَرَبِهِ النَّبِيُّ صلعم فِيْ تِلْكَ الشَّهَادَةِ فَيَبْقٰى ذِكْرُهَا اِلٰى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ اور یہ بھی سب کو یقین ہوجاے کہ جو فضائل اور نتایج اس شہادت کے دنیا اور
آخرت مین جناب رسالتمآب فرماگئے ہین وہ بھی سب درست ہین پس اونکا ذکر اور بیان
قیامت تک باقی رہے وَلَا يَحْصُلُ بَقَاءُ تِلْكَ التُّرْبَةِ مَصُوْنَةً اِلَّا اَنْ تُصَانَ حَقَّ
الصِّيَانَةِ اور اس مٹی کا محفوظ باقی رہنا اسیطرح پر ہو تاکہ جو حق اسکی حفاظت کا ہے ادا کیا
جاے حَتّٰى تَصِلَ مَصُوْنَةً اِلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ بَاقِيَةً اِلٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ
تاکہ یہ مٹی بحفاظت پہونچ جاے آئمہ علیہم السلام تک جو اولاد جناب رسالتمآب مین ہونگے
اور ہمیشہ باقی رہے جبتک اسکا باقی رہنا مشیت الہی مین گذرا ہے کَمَا رَوَاهُ سَدِيْرٌ عَنْ
اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ تِلْكَ التُّرْبَةُ عِنْدَنَا عَلٰى مَا فِي الْبِحَارِ چنانچہ سدیر نے حضرت
امام باقر ع سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے وہ مٹی جو ام سلمہ کے پاس تھی اب بھی
ہم اہلبیت کے پاس موجود ہے یہ روایت بحار کی ہے وَيَظْهَرُ مِنْهُ اَنَّهَا مَصُوْنَةٌ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ وَهِيَ الْاٰنَ عِنْدَ اِمَامِنَا الْحُجَّةِ الْقَائِمِ اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ مٹی قیامت تک محفوظ رہے گی اور آج تک وہ مٹی ہمارے امام قائم آل محمد کے
پاس ہے وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَحْرٰى بِذٰلِكَ الْحِفْظِ اَحَدٌ مِنْ اُمِّ سَلَمَةَ لِوُجُوْهٍ
لَا نُرِيْدُ ذِكْرَهَا عَلَى التَّفْصِيْلِ اور خدا اور رسول کے نزدیک ام سلمہ سے زیادہ کوئی شخص لایق
تر اس مٹی کے محفوظ رکھنے کا نہ تھا اور اسکی کئی وجہین ہین جنکا بیان ہم تفصیل اس کتاب مین
مناسب نہین سمجھتے ہین بَلْ نَقُوْلُ مُجْمَلًا اِنَّهٗ كَانَ قَدْ جَرٰى فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ تعم اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ رح

اَنْ کَانَ یُحِبُّ الْحُسَیْنَ فِیْ حَیٰوۃِ جَدِّہٖ کَذٰلِکَ یُحِبُّہٗ بَعْدَ وَفَاتِہٖ اَیْضًا بلکہ مجملا ہم اسے قدر
کہتے ہین کہ علم الٰہی مین یہ بات گذری تہی کہ جناب ام سلمہ جسطرح حضرت امام حسین کو حالت
حیات مین اونکے نانا رسول اللہ کی دوست رکہتی تہین اسیطرح بعد وفات اون جناب کی
بہی دوست رکہین گے بَلْ تَتَکَفَّلُ اُمُوْرَ فَاطِمَۃَ وَوُلْدِھَا مِثْلَ اُمِّھَا خَدِیْجَۃِ الْکُبْرٰی
اِنْ کَانَتْ مَوْجُوْدَۃً بلکہ جناب ام سلمہ متکفل رہینگے جناب فاطمہ اور اونکی اولاد کی پرورش
اور پرداخت مین مثل جناب خدیجہ کبرا کی اگر وہ زندہ ہوتین وَلَمَّا کَانَ فِیْ بَقَاءِ تِلْکَ
التُّرْبَۃِ اِظْھَارُ کَرَامَۃِ الْحُسَیْنِ اَیْضًا فَلِذَا اخْتَصَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم بِصِیَانَتِھَا بہا اور چونکہ اس
مٹی کے باقی رہنے مین اظہار کرامت جناب امام حسینؑ کا بہی منظور تہا لہذا جناب رسول خدا
نے اوس مٹی کی حفاظت کرنی ام سلمہ رح کو سپرد کی اَلْکَرَامَۃُ الرَّابِعَۃُ اَنَّ النَّبِیَّ ص قَالَ
لِاُمِّ سَلِمَۃَ فَاِذَا رَاَیْتِھَا صَارَتْ دَمًا عَبِیْطًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ وَلَدِی الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ
چوتہی کرامت اس حدیث مین یہ ہے کہ جناب سرور کائنات نے ام سلمہ سے فرمایا کہ جب
تم دیکہنا کہ یہ مٹی خون تازہ ہوگئی جان لینا کہ میرا فرزند حسین قتل کیا گیا وَھُوَ نَصٌّ صَرِیْحٌ عَلٰی
اَنَّ تِلْکَ الشَّھَادَۃَ تَقَعُ فِیْ حَیٰوۃِ اُمِّ سَلِمَۃَ فَھُوَ اِخْبَارٌ بِطُوْلِ عُمْرِھَا اَیْضًا اور یہ ارشاد
حضرتؐ کا صاف دلالت کرتا ہے کہ جناب امام حسین کے شہادت زمانہ حیات ام سلمہ مین
واقع ہوگی ورنہ کیونکر مٹی کا خون ہونا دیکہہ سکتی نہین پس یہ ارشاد حضرت کا جناب ام سلمہ کے
طول عمر کی بہی خبر دیتا ہے وَلَقَدْ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنَّھَا رَاَتْ بِعَیْنِھَا کَمَا اَخْبَرَھَا
رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَمْ تَمُتْ اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ اور سچ فرمایا تہا جناب رسالتمآب نے چنانچہ
جناب ام سلمہ نے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ مٹی خون ہوگئی اور اوس دن تک زندہ بہی رہین
وَکَانَ تِلْکَ الرِّوَایَۃُ دَالَّۃٌ عَلٰی حَیٰوۃِ اُمِّ سَلِمَۃَ اِلٰی یَوْمِ شَھَادَۃِ الْحُسَیْنِ ع کَذٰلِکَ
الرِّوَایَاتُ الْاُخَرُ مُصَرِّحَۃٌ بِہٖ بَلْ بَعْضُھَا تَدُلُّ عَلٰی بَقَائِھَا بَعْدَ ذٰلِکَ اَیْضًا اور جسطرح
یہ روایت مشہور دلالت کرتی ہے کہ جناب ام سلمہ تا روز شہادت امام حسین زندہ رہین اور
مٹی کا خون ہوجانا اپنی آنکہون سے دیکہا اور اسیطرح اور بہت سی روایتین بتصریح انکے زندہ
رہنے پر تا روز شہادت امام حسین دلالت کرتی مین بلکہ بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے

ف چوتہا معجزہ

کہ بعد شہادت بہی ام سلمہ باقی رہین فمنہا روایۃ سماعہا نوح الجن یوم قتل الحسین کما
فی سر الشہادتین عن ابی نعیم از انجملہ جنونکی گریہ وزاری سننا ام سلمہ کا بروز شہادت امام
حسین ؑ جسکو سر الشہادتین مین ابو نعیم سے روایت کی ہے ومنہا روایۃ رؤیتہا النبی ؐ
فی المنام فی ذلک الیوم از انجملہ ام سلمہ کا جناب رسالتمآب کو باحال پریشان خواب مین دیکہنا اسی
دن کی یہ بہی روایت مشہور ہے ومنہا روایۃ خروجہا الی قبر رسول اللہ یوم دخول اہل البیت
الحسین ؑ فی المدینۃ وفی یدہا القارورۃ التی فیہا تربۃ الحسین وقد صارت دما
یوم قتلہ کما فی روضۃ الشہداء از انجملہ یہ بہی روایت روضۃ الشہدا کی ہے کہ جناب ام سلمہ
بروز داخلہ اہلحرم مدینہ مین دمشق سے واپس ہوکر قبر جناب رسالتمآب پر تشریف لائین اور
اونکے ہاتہ مین وہی شیشی تہی جسمین وہ مٹی بروز عاشورا خون ہوگئی تہی ومنہا ما فی صحیح مسلم
من ان الحارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعۃ وعبد اللہ بن صفوان سئلا ام سلمۃ عن الجیش
الذی یخسف بہ الارض وکان ذلک حین جہز یزید جیشا الی المدینۃ فکانت وقعۃ
الحرۃ فی سنۃ ثلث وستین از انجملہ یہ بہی روایت صحیح مسلم کی ہے کہ حارث بن عبد اللہ اور عبد اللہ
ابن صفوان نے جناب ام سلمہ سے اوس لشکر کی نسبت پوچہا جسکے زمین مین دہس جانیکی خبر
جناب رسالتمآب صلعم نے دی تہی اور یہ سوال ام سلمہ سے اوسوقت کیا گیا تہا جبکہ یزید ملعون نے
سنہ ۶۳ ہجری مین ایک لشکر بطرف مدینہ کے بہیجا تہا اور اوسکے مدینہ مین پہونچنے سے وہ واقعہ ہوا جو
بنام واقعہ حرہ مشہور ہے اور جو کچہ ظلم وستم اہل مدینہ پر گذرا اوسکو سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین مین
دیکہو ومنہا تدل علی حیوۃ ام سلمۃ بعد شہادۃ الحسین علیہ السلام اقوال المورخین ایضا
فمنہا ما نقل فی الاصابۃ عن ابن حبان ان وفاتہا کانت فی سنۃ احدی وستین بعد
ما جاءہا نعی الحسین اور حضرت ام سلمہ کے بعد شہادت تک زندہ باقی رہنے پر اقوال مورخین بہی
دلالت کرتے مین از انجملہ ابن حجر نے اصابہ مین خود ابن حبان سے نقل کیا ہے کہ وفات جناب ام سلمہ کی
سنہ ۶۱ ہجری کے آخر مین ہوئی بعد آنے خبر شہادت امام حسین کے وفیہ عن ابی نعیم انہا ماتت سنۃ
اثنین وستین اور یہی اصابہ مین ابو نعیم سے منقول ہے کہ وفات جناب ام سلمہ کی ۶۲ ہجری مین
ہوئی وفی تقریب التہذیب تزویجہا کان سنۃ ثلث او اربع وعاشت بعد ذلک

سِتّین سَنَۃً اور تقریب التہذیب مین ابن حجر نے لکھا ہے کہ نکاح جناب ام سلمہ کا جناب
رسالتمآب سے سنہ ہجری مین یا ؁ہجری مین ہوا تہا اور ساٹھہ برس اس نکاح کے بعد زندہ
رہین وَھٰذَا اَیْضًا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّھَا بَقِیَتْ اِلٰی سَنَۃِ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ اور یہ قول ہی
دلالت کرتا ہے کہ جناب ام سلمہ ؁ ہجری تک موجود تہین وَبِالْجُمْلَۃِ فَالرِّوَایَاتُ الدَّالَّۃُ
عَلٰی حَیٰوتِھَا یَوْمَ شَھَادَۃِ الْحُسَیْنِ مُسْتَفِیْضَۃٌ خلاصہ یہ ہے کہ زندہ ہونا جناب ام سلمہ کا
بروز شہادت امام حسین روایات فریقین سے بخوبی ثابت ہے فَمَا اشْتَبَہَ عَلَی الْوَاقِدِیِّ
وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ قُتَیْبَۃَ اَنَّھَا تُوُفِّیَتْ سَنَۃَ تِسْعٍ وَّخَمْسِیْنَ فَسَھْوٌ ظَاھِرٌ
یُفْضِیْ اِلٰی اِنْکَارِ الرِّوَایَاتِ الْمُسْتَفِیْضَۃِ بَلْ اِلٰی اِنْکَارِ الْمُعْجِزَۃِ پس جو واقدی اور عبد اللہ
بن مسلم کو اشتباہ ہوا کہ ام سلمہ نے ؁ہجری مین انتقال کیا سہو اور غلطی اسمین ہے اور
مشہور روایات بلکہ معجزی ہونے انکار لازم آتا ہے اَلْکَرَامَۃُ الْخَامِسَۃُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبَرَ
اُمَّ سَلَمَۃَ بِاَنَّھَا لَا تَکُوْنُ مَعَ الْحُسَیْنِ فِیْ سَفَرِہٖ ذٰلِکَ بَلْ تَکُوْنُ بَعِیْدَۃً عَنْہُ پانچوین
کرامت یہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے خبر دی ام سلمہ کو کہ وہ ہمراہ امام حسین کے اس سفر مین ہونگی
بلکہ اونسے دور ہونگے اور معرکہ کربلا اپنی آنکہونسے نہ دیکہین گے وَتَعْرِفُ یَوْمَ قَتْلِہٖ بِاَنْ تَرَی
التُّرْبَۃَ دَمًا عَبِیْطًا وَتُعَرِّفُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِہٖ وَکَانَ کَمَا اَخْبَرَ النَّبِیُّ ۱۲ اور ام سلمہ روز شہادت
شناخت اسیطور پر کرینگے کہ اوس خاک کو خون ہوتے ہوے دیکہین گی اور اہل مدینہ کو
بہی یہ خبر دینگی کہ آج فرزند رسول کی شہادت ہوگئی چنانچہ ایساہی کچہ ہوا کہ جناب ام سلمہ نے
دیکہا اور اہل مدینہ کو دکہلایا اور مجلس عزا بروز عاشورا برپا کی اَلسَّادِسَۃُ اَنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ وَ
اِنْ کَانَ عَلَی الظَّاھِرِ اِخْبَارًا مَحْضًا لٰکِنَّہٗ فِی الْمَعْنٰی کَاَنَّہٗ نَھْیٌ مِّنَ الْخُرُوْجِ عَنْ بَیْتِھَا
چہٹی کرامت یہ ہے کہ فرمانا جناب رسالتمآب کا کہ ام سلمہ کربلا مین نہونگی اگرچہ بظاہر خبر امر آئندہ
کی ہے لیکن اس سے یہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ ام سلمہ کو چونکہ زوجہ رسول کی ہین گہر سے باہر نکلنا جائز نہ
ہوگا ھٰذَا اِذَا کَانَ مَجِیْءُ جِبْرَئِیْلَ عہ بِالتُّرْبَۃِ قَبْلَ نُزُوْلِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور یہ
کرامت اوس وقت اس حدیث سی ثابت ہوتی ہے اگر حضرت جبرئیل یہ مٹی قبل نازل ہونے
اس آیہ کے لائے ہون جسمین خداوند عالم نے ازواج نبی کو گہر سے نکلنے کو حرام فرمایا ہے اور

فرمایا کہ تم اپنے اپنے گہرونمین رہو اور جسطرح قبل یعنے زمانہ جاہلیت مین گہر سے باہر نکلتی تہین اب
نہ نکلو وَاِنْ کَانَ مَجِیُ جِبْرَئِیلَ بِالتُّرْبَةِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْآیَةِ فَاِنَّمَا اِحْتَاجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی
مَنْعِهَا عَنِ الْمَسِیْرِ مَعَ الْحُسَیْنِ لِاَنَّهَا کَانَتْ تُحِبُّهُ حُبًّا شَدِیْدًا وَقَلَّ مَا کَانَتْ تُفَارِقُهُ
اور اگر اس مٹی کا لانا حضرت جبرئیل کا بعد نازل ہونے اس آیہ کے واقع ہوا تہا پہر جناب رسالتمآبکو
احتیاج منع کرنیکی ام سلمہ کو سفر عراق سے یہ تہی کہ ام سلمہ جناب امام حسینؑ کو بہت دوست رکہتی
تہین اور کمتر اونسے جدا ہوتی تہین وَکَانَ مِنْ عَلَامَاتِ حُبِّهَا اَنَّهَا کُلَّمَا کَانَتْ تَدْعُو الْحُسَیْنَ
تَقُوْلُ یَا وَلَدِیْ یَا بُنَیَّ کَمَا یَقُوْلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ص وَلَا تَقُوْلُ یَا ابْنَ فَاطِمَةَ اور منجملہ علامات محبت
ام سلمہ کے ایک یہ بہی بات ہے کہ جب ام سلمہ حضرت امام حسین کو پکارتی تہین اپنا بیٹا اور فرزند کہکر
پکارتی تہین جسطرح جناب رسالتمآب بہی یہی کہکر حضرت کو پکارتے تہے وَالْحُسَیْنُ اَیْضًا
لَمَّا کَانَ یَدْعُوْهَا یَقُوْلُ یَا اُمَّاهُ وَلَا یَقُوْلُ یَا جَدَّتِیْ اور جناب امام حسینؑ بہی حضرت
ام سلمہ کو اپنی مان کہتے تہے نانی نہین کہتے تہے اور بقیہ احوال محبت کا آیندہ بیان ہوگا

باب دوم تزویج ام سلمہ جناب رسالتمآب سے اور اہتمام حضرت کا اونسے نکاح کرنیمین
اور مصلحت اس نکاح کی اور بعض فوائد جو اس نکاح سے اہلبیت کو
پہونچے کہ اونہین کی وجہ سے شاید حضرت نے ان سے نکاح کیا تہا

قَالَ ابْنُ الْاَثِیْرِ فِیْ اُسْدِ الْغَابَةِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلِمَةَ سَنَةَ ثَلَاثٍ بَعْدَ
وَقْعَةِ بَدْرٍ ابن اثیر جذری نے جو عالم مورّخ اہل سنت سے ہین اونہون نے کتاب
اسد الغابہ مین یہ لکہا ہے کہ ام سلمہ کا نکاح سرور کائنات سے سنہ ۳ تین ہجری مین بعد جنگ
بدر کے واقع ہوا وَقَالَ الْاَکْثَرُوْنَ کَمَا فِیْ رَوْضَةِ الْاَحْبَابِ وَتَارِیْخِ سِبْطِ
ابْنِ الْجَوْزِیْ وَتَارِیْخِ الْخَمِیْسِ وَالْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّیَّةِ وَتَحْصِیْلِ الْکَمَالِ وَ
کِتَابِ الْاِعْلَامِ بِسِیْرَةِ النَّبِیِّ ص اِنَّ تَزْوِیْجَهَا وَقَعَ فِیْ شَوَّالِ سَنَةَ اَرْبَعٍ مِنَ
الْهِجْرَةِ اور بہت سے کتب سیر اور تاریخ مثل روضۃ الاحباب و
تاریخ سبط ابن جوزی اور تاریخ خمیس اور مواہب لدنیہ اور تحصیل الکمال
اور کتاب اعلام مین لکہا ہے کہ نکاح جناب ام سلمہ سنہ ۴ ہجری مین

جناب رسالتمآب سے ہوا ہو اب ہم روایت ابن اثیر کو نقل کرتے ہین عن ام سلمۃ قالت لما
انقضت عدتہا من ابی سلمۃ بعث الیہا ابو بکر یخطبہا علیہ فلم تزوجہ
ام سلمہ رض سے روایت ہو کہ جب اونکا عدہ وفات شوہر اول ابو سلمہ کا ختم ہو گیا ابو بکر نے درخواست
کی کہ مجھسے نکاح کرو ام سلمہ نے اسکو منظور نہین فرمایا فبعث الیہا رسول اللہ ص عمر بن الخطاب
یخطبہا علیہ پس جناب رسول خدا نے عمر بن خطاب کو بھیجا کہ میری طرف سے نکاح کی درخواست کرین
فقالت اخبر رسول اللہ انی امرأۃ غیری وانی امرأۃ مصبیۃ جناب ام سلمہ نے تین عذر کیے
اور کہا کہ تم جاکر رسول خدا ص سے عرض کرو کہ ایک تو مجھے یہ عذر ہو کہ میری طبیعت مین
غیرت اور رشک دوسری عورتون پر زیادہ ہو اور آپ کے ازواج متعدد ہین اور دوسرا
عذر یہ ہے کہ مین لڑکے بالے والے عورت ہون اونہین کی پرورش مجکو کیا کم ہے
ولیس احد من اولیائی شاہدا اور تیسرا عذر یہ ہو کہ اسوقت کوئی میرا ولی اور قریب
رشتہ دار موجود نہین ہو جو مستم یا رضامند خواہ گواہ اس نکاح کا ہو سکے فاتی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ فذکر ذلک لہ عمر بن خطاب یہ جواب لیکر خدمت مین حضرت کے آئے
اور لفظ بلفظ بیان کیا فقال ارجع الیہا فقل لہا اما قولک انی امرأۃ غیری فادعو اللہ
فیذہب غیرتک حضرت نے فرمایا کہ تم پلٹ جاؤ او ام سلمہ رض سے کہو کہ یہ عذر تمہارا رشک اور
غیرت کا اسکے واسطے مین خدا سے دعا کرونگا اور اسکو تمسے دور کر دیگا واما قولک انک امرأۃ
مصبیۃ فستکفین صبیانک اور یہ عذر تمہارا کہ میرے لڑکے بالے ہین اونکی پرورش
کرنے مین کچھ میرے گھر مین رہنے سے ہرج نہو گا یہین رہکر کرنا واما قولک لیس احد
من اولیائی شاہدا فلیس احد من اولیائک شاہد ولا غائب یکرہ ذلک اور
یہ قول تمہارا کہ کوئی میرا ولی اور عزیز قریب حاضر نہین ہو اسکا جواب یہ ہو کہ کوئی تمہارا
عزیز یہان ہو یا نہو میرے ساتھ عقد کرنے مین ناراض نہو گا قلت وقال ابن القیم فی
زاد المعاد وقد قیل ان الذی زوجہا من رسول اللہ ابن عمہا عمر بن الخطاب و ابن القیم نے
اپنی کتاب زاد المعاد مین یہ لکھا ہو لوگ کہتے ہین کہ نکاح جناب ام سلمہ رض کا عمر ابن الخطاب نے
پڑھا تھا جو برادر عم ام سلمہ رض کے تھے ونسب ام سلمۃ وعمر یلتقیان فی کعب اور نسب ام سلمہ رض اور

عمر بن خطاب کا کعب مین جا کر مل جاتا ہی اور سلسلہ یہ ہی کہ عمر بن الخطاب بن نفیل ابن عبد اللہ
ابن عبد العزا ابن ریاح ابن عبد اللہ ابن قرط ابن رزاح ابن عدی ابن کعب اور ام سلمہ دختر امیہ
بن مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب و عَلٰی کُلِّ حَالٍ کَانَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ فِیْ یَوْمِ تَزْوِیْجِہَا مِنْ رَسُوْلِ اللہِ
اِمْرَءَۃً ذَوَاتَ اَبْنَاءٍ - اور کوئی روایت صحیح ہو ۳ سنہ مین ہجری کی یا چار
ہجری جناب ام سلمہ جس دن نکاح مین سرور کائنات کی آئی ہین کئی لڑکے انکے پیدا
ہو چکے تھے وَلَا اَقَلَّ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ عُمُرُہَا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ خَمْسَۃَ عَشَرَ سِنِیْنَ بس کم سے کم یہ ہے
کہ اوس دن آپ کی عمر پندرہ برس کی تو ہوگی فَتَکُوْنُ یَوْمَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَ اٰلِہٖ عُمُرُہَا اَزْیَدَ مِنْ عِشْرِیْنَ پس بروز وفات جناب رسالتمآب انکی عمر بیس برس سے
زیادہ ہوگی اور جب ۱۱ سنہ ہجری مین یہ بیس برس سے زیادہ کی تھین فَتَکُوْنُ یَوْمَ شَہَادَۃِ
الْحُسَیْنِ اَعْنِیْ فِیْ سَنَۃِ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ عُمُرُہَا اَزْیَدَ مِنْ سَبْعِیْنَ اس حساب سے بروز شہادت
امام حسین جو ۶۱ سنہ ہجری مین ہوئی ستر برس سے زیادہ انکی عمر ہوگی اَمَّا اِہْتِمَامُ رَسُوْلِ
اللہِ فِیْ تَزْوِیْجِہَا مَعَ اَنَّہَا کَانَتْ ذَاتَ اَبْنَاءٍ وَہِیَ غَیْرٰی فَلَا یَخْلُوْ مِنْ حِکْمَۃٍ بَالِغَۃٍ
اب اہتمام جناب رسالتمآب کا حضرت ام سلمہ سے عقد کرنے مین باوجودیکہ
وہ لڑکے والے تھین اور مزاج مین اونکے رشک اور غیرت بھی زیادہ تھی خالی از حکمت
اور اعجاز نہین ہے وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِلَّا اَنْ یَقْضِیَ مِنْہَا اَغْرَاضًا لَا یُمْکِنُ قَضَاءُہَا مِنْ غَیْرِہَا
اور غرض جناب رسالتمآب کے معلوم ہوتی ہے کہ جناب ام سلمہ جو خدمت گذاری
اولاد رسول کی کرینگی اور کسی آپ کے ازواج مین سے وہ نہوگی فَکَانَ کَمَا اَرَادَ رَسُوْلُ
اللہِ فَاِنَّہَا کَانَتْ کَافِلَۃً لِمُہِمَّاتِ اَوْلَادِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ کہ ویسا ہی واقع ہوا کہ باوجودیکہ جناب ام سلمہ کی
مزاج مین دوسرے زوجہ سے رشک تھا مگر جناب رسالتمآب کی دعا کی برکت سے جناب
فاطمہ اور اونکی اولاد کی پرورش اور پرداخت وہی کرنے لگین یہ بھی ایک معجزہ ہے جناب
رسالتمآب کا وَاَیْضًا کَانَتْ مُؤْتَمَنَۃً عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ وَعِنْدَ عَلِیٍّ فِیْ اَکْثَرِ الْاُمُوْرِ
جناب ام سلمہ امانت دار تھین نزدیک جناب رسالتمآب کی کہ اکثر نزول وحی انہین کے
گھر مین ہوتا تھا اور جناب امیر کے نزدیک بھی اکثر باتون مین انہین پر اعتماد تھا بعد وفات

جناب رسالتمآب کے وَلْنَذْکُرِ الْآنَ مَا نَحْنُ بِصَدَدِہٖ مِنْ قَضِیَّۃِ اُمِّ سَلَمَۃَ اِلٰی یَوْمِ شَہَادَۃِ الْحُسَیْنِ
اب ہم اپنے اصلی مطلب کو بیان کرتے ہین کہ جناب ام سلمہؓ کا کیا حال تھا بعد اسکے کہ نکاح مین
جناب رسول خدا کے آئین تا روز شہادت امام حسین قَدْ رَوَاہُ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَالْمُفَسِّرُوْنَ
اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَۃُ التَّطْہِیْرِ دونون مذہب کے محدثین اور مفسرین نے اس
روایت کو بالاتفاق ذکر کیا ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوئی وَھِیَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا اور یہ وہی آیت ہے کہ جسمین خدا فرماتا ہے ارادہ خدا کا
بس یہی ہے کہ پلیدی اور ناپاکی تمسے اے اہلبیت رسول اللہ دور کردے اور کامل طہارت
تمکو دیدے فَجَعَلَ النَّبِیُّ مَعَ نَفْسِہٖ اَرْبَعَۃً مِّنْ اَہْلِ بَیْتِہٖ وَھُمْ فَاطِمَۃُ وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ تَحْتَ
الْکِسَاءِ جناب رسالتمآب نے اپنے ساتھ چار شخص انکو اپنے اہلبیت مین سے اوس چادر مخصوص کے
نیچے بٹھایا یعنے فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین کو ثُمَّ دَعَی اللّٰہَ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَہْلُ بَیْتِیْ
فَاَذْہِبْ عَنْہُمُ الرِّجْسَ وَطَہِّرْہُمْ تَطْہِیْرًا پھر دعا مانگی اوس جناب نے کہ خداوندا یہی لوگ میرے
اہلبیت ہین ان سے تو پلیدی اور ناپاکی کو دور کردے اور انکو پاک اور پاکیزہ کردے
وَکَانَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ حَاضِرَۃً فِیْ ذٰلِکَ الْمَقَامِ فَاَرَادَتْ اَنْ یُّدْخِلَہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ تَحْتَ الْکِسَاءِ
جناب ام سلمہ اوسی مقام پر موجود تھین انکا یہ ارادہ ہوا کہ نبی اللہ مجکو بھی اس چادر کے
نیچے داخل کرلین لِاَنَّہَا زَعَمَتْ اَنَّ کَوْنَہَا مِنْ اَہْلِ الْبَیْتِ مُیَسَّرٌ اسلئے کہ جناب ام سلمہؓ کو یہ خیال ہوا
کہ اہلبیت مین مین بھی داخل ہوسکتی ہون لٰکِنَّ ھٰذَا الْفِعْلَ مِنَ النَّبِیِّ ھُوَ سِرٌّ مِّنَ الْاَسْرَارِ الَّتِیْ لَا یَطَّلِعُ
عَلَیْہِ اِلَّا الْوَاقِفُ اور یہ فعل حضرت کا ایک راز الٰہی ہے جس پر سواے راز دار اسرار الٰہی کے اور
کوئی واقف نہین ہوسکتا فَلِذَا مَنَعَ النَّبِیُّ اُمَّ سَلَمَۃَ اَنْ تَدْخُلَ تَحْتَ الْکِسَاءِ
اسی واسطے جناب رسالتمآب نے ام سلمہؓ کو منع فرمایا کہ تم اس چادر کے نیچے نہ داخل ہو
یعنے تم اہلبیت مین نہین داخل ہو وَقَالَ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ اور تم اے ام سلمہؓ نیک انجام ہو
خاتمہ تمہارا بخیر ہوگا کَمَا ھُوَ مَرْوِیٌّ وَمَاثُوْرٌ چنانچہ یہی مضمون فریقین کی کتابون مین مندرج ہے
فَقَوْلُہٗ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ یَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ خَاتِمَتِہَا پس فرمانا جناب رسالتمآب کا ام سلمہ سے کہ تم نیکی پر ہو
اونکے انجام بخیر ہونے پر دلالت کرتا ہے وَھٰکَذَا وَقَعَ اور یہی واقع ہوا جو حضرت نے

فرمایا تھا اور یہ آٹھوان معجزہ ہی بہ نسبت ام سلمہ رح کے جو اس باب مین لکھا گیا ہی وَلَسْتُ
اَتَحَقَّقُ اَنَّ وَاقِعَةَ الْكِسَاءِ كَانَتْ قَبْلَ مَجِيِّ جِبْرَئِيْلَ بِالتُّرْبَةِ اَوْ بَعْدَهَا
اسوقت مجھے اس بات کی تحقیق منظور نہین ہی کہ نزول آیہ تطہیر حضرت جبرئیل م کی
خاک تربت امام حسین ع لانے سے پہلے ہوا یا پیچھے ہوا بَلْ نَقُوْلُ اَيًّا مَا كَانَ فَاُمُّ سَلَمَةَ
كَانَتْ مُطِيْعَةً لِزَوْجِهَا بلکہ مین اس مقام پر یہ کہتا ہون کہ سپردگی اس مٹی کی
ام سلمہ رح کو کسی وقت کیون نہ ہوئی ہو مگر جناب ام سلمہ رح بجان و دل مطیع تہین اپنے شوہر
جناب رسول اللہ م کے طَالِبَةً لِمَرْضَاتِهٖ تَابِعَةً لِاَمْرِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ خوشنودی جناب رسالتمآب کی
طالب تھین حکم خدا اور رسول م کے پیرو تھین مُوَالِيَةً لِمَنْ كَانَ قَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ
مَحَبَّتَهُمْ عَلٰى كَافَّةِ النَّاسِ دوستدار تھین ان اہل بیت رسول م کی جنکی محبت خدا نے
تمام آدمیون پر واجب کی ہی قَدْ حَفِظَتْ مَا اَوْصَاهَا النَّبِيُّ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَحَفِظَتِ الْاَمَانَةَ
جس بات کی وصیت جناب رسالتمآب نے ام سلمہ رح کو اپنے اہل بیت کے حق مین
فرمائی تھی اوسکو یاد رکھا اور جو امانت یعنے خاک تربت امام حسین ع جناب رسول خدا نے
اونکو سپرد کی تھی تا بمرگ اوسکو محفوظ رکھا چنانچہ بحار مین جناب صادق م سے یہ روایت
مذکور ہے وَمِنَ الْبَيِّنِ الْوَاضِحِ اَنَّهَا لَمَّا صَانَتِ التُّرْبَةَ الْمَنْسُوْبَةَ اِلَى الْحُسَيْنِ حَتّٰى
مَاتَتْ فَمَا ظَنُّكَ بِصِيَانَتِهَا لِمَحَبَّةِ الْحُسَيْنِ وَاَخَوَاتِهٖ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ وَصَايَا النَّبِيِّ
فِيْهِمْ اور بہت کھلی ہوئی بات ہی کہ جس پارسا اور فرمانبردار بی بی کا یہ حال ہو
کہ جو مٹی جناب امام حسین ع کی طرف منسوب ہوئی تھی اوسکو تا بمرگ اپنی جان سے
زیادہ تر عزیز رکھا پس قیاس کرنا چاہیے کہ حضرت امام علیہ السّلام اور اون کی
بہنون اور اولاد وغیرہ کے ساتھ کس حسن سلوک سے پیش آتی ہونگی اور کیسی
محبت کرتی ہونگی اور دیگر وصیتون کو اون کے بارہ مین کسطرح بجالاتی ہونگی

باب سوم معرکۂ کربلا یا معجزہ چلتے وقت مدینہ سے حضرت امام حسین ع کا ام سلمہ رح کو دکھلا دینا اور خواب مین جناب رسول خدا کی خبر دینا

ام سلمہ رض کو بروز شب عاشورا اور خواب تناقض کا جو اس خواب مین نظاہر ہوا ہی اور تائید اس خواب کی اور چند معجزون سے

فِی البحارِ لَمَّا عَزَمَ الحُسَینُ عَلَی الخُرُوجِ مِنَ المَدِینَۃِ اَتَتہُ اُمُّ سَلَمَۃَ فَقَالَتْ یَا بُنَیَّ لَا تُحْزِنِّی بِخُرُوجِکَ اِلَی العِرَاقِ بحار مین روایت کی ہو کہ جب امام حسین نے مدینہ سے چلنے کا قصد کیا جناب ام سلمہ رض آپ کے پاس تشریف لائین فرمانے لگین کہ ای فرزند عراق کی طرف جانیکی خبر مجکو دو فَاِنِّی سَمِعْتُ جَدَّکَ یَقُولُ یُقْتَلُ وَلَدِی الحُسَینُ بِاَرْضِ العِرَاقِ فِی اَرْضٍ یُقَالُ لَهَا کَرْبَلَا اسلیے کہ مین نے تمھارے نانا سے سنا ہی وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند حسین ع عراق مین اوس زمین پر شہید ہوگا جسکا نام کربلا ہو فَقَالَ لَهَا یَا اُمَّاہُ وَاَنَا وَاللہِ اَعْلَمُ ذٰلِکَ وَاِنِّی اَعْرِفُ مَنْ یُقْتَلُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی وَاِنِّی مَقْتُولٌ لَا مَحَالَۃَ وَلَیْسَ لِی مِنْ هٰذَا بُدٌّ ترجمہ امام حسین ع نے کہا کہ ای مادر گرامی مین بھی اس بات کو اچھی طرح جانتا ہون اور مین پہچانتا ہون جو شخص میرے اہل بیت کو قتل کریگا اور مین بھی ضرور قتل کیا جاؤنگا کوئی چارا مجکو نہین ہی جو قتل سے بچ جاؤن وَاِنِّی وَاللہِ لَاَعْرِفُ الْیَوْمَ الَّذِی اُقْتَلُ فِیهِ وَاَعْرِفُ مَنْ یَقْتُلُنِی وَاَعْرِفُ الْبُقْعَۃَ الَّتِی اُدْفَنُ فِیهَا مین قسم بخدا اوس دن کو بھی جانتا ہون جسدن میرے شہادت ہوگی اور اپنے قاتل کو بھی پہچانتا ہون اور اپنی جاے قبر کو بھی پہچانتا ہون جسمین دفن کیا جاؤنگا وَاِنِّی اَعْرِفُ مَنْ یُقْتَلُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی وَقَرَابَتِی وَشِیْعَتِی اور مین پہچانتا ہون اون لوگون کو جو میرے اہل بیت اور اہل قرابت اور میرے دوستون مین سے قتل کیے جائنگے وَاِنْ اَرَدْتِ یَا اُمَّاہُ اُرِیْکِ حُفْرَتِی وَمَضْجَعِی ثُمَّ اَشَارَ اِلَی جِهَۃِ کَرْبَلَا اور اگر آپ کہیے تو مین اپنی قبر اور اپنی خواب گاہ آپکو دکھلا دون بعد اوسکے امام علیہ السلام نے کربلا کیطرف اشارہ کیا فَانْخَفَضَتِ الْاَرْضُ حَتّٰی اَرَاهَا مَضْجَعَہٗ وَمَدْفَنَہٗ وَمَوْضِعَ عَسْکَرِہٖ وَمَوْقِفَہٗ وَمَشْهَدَہٗ زمین مدینہ کی پست ہوگئی اور کربلا کی زمین دیکھی ہوئی یہانتک کہ ام سلمہ کو اپنی خواب گاہ اور اپنی جاے دفن حضرت نے دکھلا دی اور اپنی لشکر گاہ اور فرودگاہ اور خاص وہ مقام جسمین آپ شہید ہوئے ہین سب کو سامنے ام سلمہ کے کر دیا اور بصورت مثالی ہین وہ مرقع دکھلا دیا جس سے روز عاشور کی صورت ام سلمہ رض کی آنکھون کے سامنے پھر گئی

فعند ذلک بکت ام سلمة بکاءً شدیدًا وسلمت امرہ الی اللہ تصور شرط ہے کہ چونکہ جناب
ام سلمہؓ بہت دوست رکھتی تہین اوس جناب کو تڑپ گئی ہونگی اور بے تاب ہوگئی ہونگی
راوی کہتا ہے کہ جناب ام سلمہؓ زار قطار رونے لگین اور کہا کہ مین تمکو خدا کے سپرد کرتی ہون
وہ تمکو اس سے بچالیگا فقال لہا یا اماہ قد شاء اللہ عز وجل ان یرانی مقتولا مذبوحا ظلما وعدوانا
امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا کی مشیت بنظر مصالح کے یہی جاری ہوئی ہے کہ مجھے بچشم قدرت
مقتول اور مذبوح براہ ظلم اور عداوت دشمنون کے دیکھے وقد شاء ان یری حرمی ورہطی ونسائی
مشردین اور یہ بھی خدا کی مشیت ہے کہ میرے اہل حرم اور میرے قبیلہ کو اور میرے
ساتھ کی عورتونکو متفرق اور دیار بدیار پھرتا ہوا دیکھے واطفالی مذبوحین مظلومین ماسورین مقیدین
اور میرے اطفال چھوٹے اور بڑے اون پر چند قسم کی مصیبت ہوگی تو ذبح کیجائین مظلوم
ہوکر اور کچھ دور دور پھرائے جائین قید ہوکر وھم یستغیثون فلا یجدون ناصرا ولا معینا۔
وہ اطفال اور اہلبیت فریاد کرین اور کوئی اونکا مددگار اور معین بھی نہ پہونچے
وفی روایة ان الحسین مسح یدہ علی وجہہا ففتح اللہ عن بصرہا حتی اراہا ذلک کلہ
اور ایک روایت مین یہ ہے کہ جناب امام حسینؑ نے اپنا دست مبارک چہرہ پر ام سلمہؓ کے
پھیرا خدا نے اونکی بصارت باطنی کی آنکھ کھولدی اور معرکہ کربلا کو پورا پورا دکھلادیا
وفی روایة اخری قالت ام سلمة وعندی تربة دفعہا الی جدک رسول اللہ ﷺ فی قارورة
اور ایک روایت مین یہ ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا میرے پاس وہ مٹی ہے جسکو تمہارے
نانا نے مجھے دیا تھا شیشہ مین بند کی ہوئی رکھی ہے فقال واللہ انی مقتول کذلک وان
لم اخرج الی العراق لقتلونی ایضا امام حسینؑ نے کہا کہ مین اسیطرح قتل کیا جاؤنگا
اگر عراق کو نہ جاؤن پھر بھی یہ لوگ مجھے قتل کرینگے ثم اخذ تربة فجعلہا فی قارورة واعطاہا
وقال اجعلیہا مع قارورة جدی پھر جناب امام حسینؑ نے اپنے پاس کی
ایک مٹی شیشہ مین بند کرکے جناب ام سلمہؓ کو دی اور کہا کہ اسکو بھی آپ ہمراہ اوسی شیشہ کے
رکھئے جو میرے نانا نے آپکو سپرد کیا ہے فاذا فاضتا دما عبیطا فاعلمی انی قد قتلت جب ان
دونون شیشون مین خون جوش مارے اوسوقت جاننا کہ مین شہید ہوگیا

وَفِی بَعضِ الرِّوَایَاتِ اَنَّ الحُسَینَ فَوَّضَ الکُتُبَ وَالوَدَائِعَ مِنَ الاَنبِیَاءِ وَالاَوصِیَاءِ اِلیٰ اُمِّ سَلَمَۃَ
اور بعض روایت مین یہ ہے کہ چلتے وقت جناب امام حسینؑ نے کچہ کتابین اور دیگر
اشیا جو انبیا اور اوصیا علیہم السلام کے آپکو پہونچی تہین جناب ام سلمہ کو سپرد فرمائین
وَاَمَرَهَا اَن تُفَوِّضَهَا اِلیٰ عَلِیِّ ابنِ الحُسَینِ اِذَا رَجَعَ عَنِ العِرَاقِ اور جناب ام سلمہ کو
حکم دیا کہ یہ امانت جناب سید الساجدین کو سپرد کرینگی جب وہ عراق سے واپس آئین
وَلَا یَبعُدُ ذٰلِکَ فَاِنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ کَانَت مُؤتَمَنَۃً وَقَد رَوٰی فِی البِحَارِ عَن اَعلَامِ الوَریٰ اَنَّ
اَمِیرَ المُؤمِنِینَ ع لَمَّا سَارَ اِلَی الکُوفَۃِ اِستَودَعَ اُمَّ سَلَمَۃَ کُتُبَہٗ فَلَمَّا رَجَعَ الحَسَنُ دَفَعَهَا اِلَیہِ
کچہ بعید نہین ہے اسلئے کہ جناب ام سلمہؓ امانت دار اہلبیت کی تہین اسی وجہ سے
بحار مین کتاب اعلام الوریٰ سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جب آخری
سفر کوفہ کیطرف کیا یہی چند کتابین جناب ام سلمہؓ کو سپرد فرمائین جب حضرت امام حسنؑ
بعد شہادت جناب امیرؑ کے واپس آئے وہ امانت جناب ام سلمہؓ نے آپکو سپرد کی
قُلتُ فَهٰذَا مَا کَانَ مِن اَمرِهَا یَومَ خُرُوجِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ اِلَی العِرَاقِ یہ کیفیت جناب ام سلمہؓ کی
جو بیان ہوئی اوسدن کی تہی جس دن جناب امام حسینؑ نے مدینہ سے عراق کا سفر کیا
ثُمَّ اِنَّمَا بَقِیَت فِی دَارِهَا تُعَالِجُ اُمَّ فَاطِمَۃَ بِنتِ الحُسَینِ الَّتِی قَدِ اشتَهَرَتِ الرِّوَایَاتُ بِاَنَّهَا
کَانَت مَرِیضَۃً پہر بعد روانگی جناب امام حسینؑ کے اور گہر اُجاڑ اور سنسان ہوجانیکے جناب
ام سلمہؓ اپنے گہر مین رہین اور دل بستگی اونکی اسی مین تہی کہ فاطمہ صغرا دختر امام حسینؑ کی
خبرگیری کرتی تہین اور اونکو تسلی اور دلاسا دیا کرتی تہین وَتَرَکَ الحُسَینُ اِیَّاهَا فِی المَدِینَۃِ مَعَ
کَونِهٖ اَملَأُ قَلبًا مِن حُبِّهَا لِابتِلَائِہٖ بِالفِرَاقِ وَصَبرِهٖ عَلَیہِ فاطمہ صغرا کے چہوڑ جانیکا سبب
مدینہ مین باوجودیکہ جناب امام حسین اون سے بہت مانوس تہے یہی تہا کہ آپ کے صبر کا
امتحان خدا کو منظور تہا کہ جسکو بہت دوست رکہتے ہین اور وہ بیمار کہ جان بلب بہی ہورہی ہے
اور کوئی اوسکا پرسان حال سوائے خدا کے باقی نہو اوسکے فراق پر بے صبر کرین اور
موت واقع نہونے فاطمہ صغرا کے باوجود اس علالت اور مصائب فراق کی کل عزیزون نے
جسمین ماں اور بہنین بہی داخل ہین اسمین صبر فاطمہ صغرا کا امتحان تہا

نَبِیٍّ وَاُمُّ الْبَنِیْنَ اَعْنِیْ اُمَّ عَبَّاسٍ وَاِخْوَتِہٖ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کِلْتَاھُمَا کَانَتَا فِی الْمَدِیْنَۃِ
جناب ام سلمہ رح اور حضرت ام البنین رض مادر جناب عباس ؑ اور اونکے بھائیون کی یہ دونون
مدینہ مین تشریف رکھتی رہین وَالْحُسَیْنُ سَارَ اِلَی الْعِرَاقِ حَتّٰی حَضَرَتِ اللَّیْلَۃُ الْعَاشِرَۃُ مِنَ الْمُحَرَّمِ
جناب امام حسین ؑ عراق کی طرف تشریف لے گئے یہان تک کہ نوین تاریخ محرم کی گذر کر
دسوین شب آئی فَقَدْ رَوٰی فِی الْبِحَارِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَصْبَحَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ
تَبْکِیْ فَقِیْلَ لَھَا مِمَّ بُکَائُکِ فَقَالَتْ لَقَدْ قُتِلَ ابْنِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اللَّیْلَۃَ
چنانچہ بحار مین جناب امام باقر ؑ سے روایت کی ہے کہ صبح عاشورا کو جناب ام سلمہ رح
خواب سے روتی ہوئی اوٹھین پوچھا گیا کہ آپ کے رونیکا کیا سبب ہے کہنے لگین ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ آج شب کو میرے فرزند امام حسین ؑ کی شہادت ہوگئی وَذٰلِکَ اَنَّنِیْ
مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُنْذُ مَضٰی اِلَّا اللَّیْلَۃَ فَرَاَیْتُہٗ شَاحِبًا کَئِیْبًا دلیل اسکی یہ ہے کہ
جسدن سے جناب رسول خدا ؐ نے وفات پائی ہے مین نے کبھی آپ کو خواب مین نہین
دیکھا سوائے آجکی شب کے اور آج دیکھا بھی تو اسطرحپر دیکھا کہ آپ کی صورت بدلی ہوئی تھی
اور بہت رنجیدہ اور ملول دردناک آپ ہو رہے تھے فَقَالَتْ قُلْتُ مَالِیْ اَرَاکَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ شَاحِبًا ام سلمہ کہتی ہین مین نے عرض کی کیا بات ہے اے
رسول خدا ؐ کہ مین آپ کو متغیر پاتی ہون فَقَالَ لَمْ اَزَلْ مُنْذُ اللَّیْلَۃِ اَحْفِرُ الْقُبُوْرَ لِلْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ جناب
رسالتمآب نے فرمایا کہ مین آج تمام شب حسین ؑ اور اونکے اصحاب کے واسطے قبرین کھودتا رہا
ترجمہ حدیث کا تمام ہوا قُلْتُ وَلَمَّا کَانَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ مُوْصَاۃً بِاِخْبَارِ تِلْکَ الشَّہَادَۃِ مُفَوَّضَۃً
عِنْدَھَا التُّرْبَۃُ فَلِذَا اَخَصَّ النَّبِیُّ اِیَّاھَا بِالْاِخْبَارِ بِمُقَدِّمَاتِ الشَّہَادَۃِ اَیْضًا
مین کہتا ہون کہ چونکہ جناب ام سلمہ رض کو وصیت ہوچکی تھی کہ اس شہادت کی خبر اہل مدینہ کو
دینگے اور مٹی بھی انکو سپرد کی گئی تھی اسی واسطے جناب سرور کائنات نے خاص ام سلمہ رض کو
اون چیزون کی خبر دی جو شہادت سے پہلے ہونے والی تھین اَمَّا حَفْرُ الْقُبُوْرِ فَلَعَلَّہٗ عِبَارَۃٌ
عَنْ تَزْکِیَتِہَا وَتَصْفِیَتِہَا وَتَعْطِیْرِھَا بِالرَّوَائِحِ الطَّیِّبَۃِ قبرون کا کھودنا جو اس خواب مین ارشاد فرمایا شاید مراد
اوس سے اونکا صاف کرنا غبار وغیرہ سے اور پاکیزگی اونکی بڑھانے اور خوشبوہاے جنت سے اونکو معطر کرنا مراد ہے

وَكُلُّ ذٰلِكَ اِكْرَامًا لِوَلَدِهٖ وَالْمُسْتَشْهَدِيْنَ مَعَهٗ یہ سب باتین اپنے فرزند کی تکریم اور عزت افزائی اور جو لوگ آپکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اونکی عزت افزائی کی نظر سے تھین اَوْ يَكُوْنُ فِيْ ذٰلِكَ سِرٌّ اٰخَرُ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ عُقُوْلُنَا یا اوسمین کوئی راز ایسا ہے کہ ہماری عقل وس تک نہین پہونچی وَاَمَّا قَوْلُهَا اِنَّ ابْنِيَ الْحُسَيْنَ قُتِلَ اللَّيْلَةَ فَكَاَنَّهَا حَمَلَتْ فِعْلَ النَّبِيِّ مِنْ حَفْرِ الْقُبُوْرِ عَلٰى مَا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ یہ جناب ام سلمہ رح نے جو کہا کہ آج شب کو شہادت امام حسین ع کی واقع ہوگی شاید اونھون نے قبر کھودنے کے فعل کو اوسی بات پر حمل کیا جسپر عادت جاری ہے فَاِنَّ حَفْرَ الْقَبْرِ اِنَّمَا يَكُوْنُ بَعْدَ مَوْتِ الْاِنْسَانِ اسلیے کہ قبر انسان کی بعد مرنے کے کھودیجاتی ہے وَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ ذٰلِكَ لِاِهْتِمَامٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِخْبَارٌ عَنْ وُقُوْعِ الشَّهَادَةِ فِيْ صُبْحَةِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ اور یہ ام سلمہ رح کو معلوم نہوا کہ یہ اہتمام جناب رسالت مآب ص کا واسطے خبر دہی اس امر کے ہے کہ اس شب کی صبح کو شہادت واقع ہوگی مَعَ اَنَّهٗ كَانَتِ التُّرْبَةُ عِنْدَهَا وَجَعَلَهَا النَّبِيُّ عَلَامَةً عَلٰى ذٰلِكَ حالانکہ وہ مٹی جناب ام سلمہ رح کے پاس موجود تھی جسکو جناب سرور کائنات ص نے نشانی ذریعہ شناخت روز شہادت مقرر فرمایا تھا وَلٰكِنَّ النِّسَاءَ لِرِقَّةِ قُلُوْبِهِنَّ وَلَا سِيَّمَا اُمُّ سَلَمَةَ لِكَوْنِهَا مَشْغُوْفَةً بِحُبِّ ابْنِهِ الْحُسَيْنِ ع لَمْ تَتَمَالَكْ نَفْسَهَا وَاضْطَرَبَ قَلْبُهَا فَعَلِمَتْ اَنَّ ابْنَهٗ قُتِلَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مگر عورتون کے دل چونکہ نازک ہوتے ہین خصوصًا جناب ام سلمہ رح جنکی محبت کا حال معلوم ہوچکا ہے انکو ضبط باقی نرہا بیخود ہوگئین اور یقین ہوگیا کہ اسی شب کو شہادت واقع ہوگی وَلٰكِنْ كَانَ مَقْصُوْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ يَنْعِيَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَرْخَهٗ وَلَعَلَّهٗ كَانَ قَدِ اشْتَبَهَ عَلَيْهِمْ تِلْكَ الرُّؤْيَا ذٰلِكَ الْاَمْرَ فَنَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ص ثَانِيًا يَوْمَ عَاشُوْرَا اور چونکہ جناب رسالت مآب کو خبردہی روز شہادت کی اہل مدینہ کی منظور تھی اور اس خواب سے جناب ام سلمہ رح کے غالبًا لوگون کو اشتباہ ہوگیا لہذا دوبارہ پھر جناب سرور کائنات ص نے دنکو روز عاشور کے دوسرا خواب جناب ام سلمہ رح کو دکھلایا فِي الْبِحَارِ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا رَاقِدٌ فِيْ مَنْزِلِيْ بحار مین ہے کہ ابن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ مین

اپنے گھر مین سو رہا تھا اِذْ سَمِعْتُ صُرَاخًا عَالِيًا مِنْ بَيْتِ اُمِّ سَلِمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ م
یکایک مینے سنا کہ جناب ام سلمہؓ کے گھر سے چیخنے کی آواز بلند ہو رہی ہے فَخَرَجْتُ
يَتَوَجَّهُ بِي قَائِدِي اِلٰى مَنْزِلِهَا مین گھبرا کے اپنے گھر سے نکلا اور ایک آدمی نے میرا ہاتھ
پکڑے ہوئے لیجا کر ام سلمہ رض کے گھر تک مجکو پہونچا دیا وَاَقْبَلَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ اِلَيْهَا
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مین بھی پہونچا اور بہت سے زن و مرد مدینہ کے اونکا بھی ہجوم
دروازہ پر جناب ام سلمہؓ کے ہو گیا تھا فَلَمَّا انْتَهَيْتُ اِلَيْهَا قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ
مَا لَكِ تَصْرُخِيْنَ وَتَغُوْثِيْنَ فَلَمْ تُجِبْنِي جب مین قریب ام سلمہؓ کے پہونچا مین نے کہا
ای ام المومنینؓ یہ کیا بات ہے کہ تم چلا کر روتی ہو اور فریاد کرتی ہو میرے کلام کا
اُس جناب نے کچھ جواب نہین دیا وَاَقْبَلَتْ عَلَى النِّسْوَةِ الْهَاشِمِيَّاتِ وَقَالَتْ يَا بَنَاتِ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسْعِدْنَنِي وَابْكِيْنَ مَعِي ہاشمی عورتون کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ای
دختران عبد المطلب تم میری اعانت کرو اور میرے ساتھ بیٹھ کر رو فَقَدْ قُتِلَ
وَاللّٰهِ سَيِّدُكُنَّ وَسَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ قسم خدا کی آج تمہاری سردار اور سردار
جوانان بہشت کی شہادت ہو گئی قَدْ وَاللّٰهِ قُتِلَ سِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَيْحَانَتُهُ الْحُسَيْنُ
قسم ہے خدا کی فرزند رسول اور میوہ باغ رسالت امام حسینؑ قتل ہو گئے فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَمِنْ اَيْنَ عَلِمْتِ ذٰلِكِ ابن عباس رض کہتے ہین مینے پوچھا کہ ای ام المومنینؓ تمکو یہ کیونکر معلوم
ہوا قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْمَنَامِ السَّاعَةَ شَعِثًا مَذْعُوْرًا اُسوقت ام سلمہؓ نے مجھے
کہا کہ ابھی ابھی مین نے خواب مین جناب رسالتمآبؐ کو دیکھا ہے کہ پریشان حال تھے اور دل
گرفتہ بخود تھے وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ فَجَعَلْتُ اَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ اور بعض
روایات مین ام سلمہؓ سے یہ بھی وارد ہے کہ مین اٹھ کر آپ کی سر مبارک اور ریش مبارک کی خاک
جھاڑنے لگی فَسَاَلْتُهٗ عَنْ شَاْنِهٖ ام سلمہ کہتی ہین مینے حضرت سے پوچھا کہ یہ آپ کی بیقراری کیسی ہے
اور کیسی حالت آپ پر اسوقت طاری ہے فَقَالَ قُتِلَ ابْنِيَ الْحُسَيْنُ وَاَهْلُ بَيْتِهِ الْيَوْمَ حضرت نے
فرمایا کہ آج میری فرزند حسینؑ اور انکی اہلبیت کی شہادت ہو گئی فَدَفَنْتُهُمْ وَالسَّاعَةَ فَرَغْتُ مِنْ دَفْنِهِمْ
ابھی مین انکو دفن کرایا ہون اور انکی اس دفن سے جو مجکو کرنا چاہیے تھا فراغت کر چکا

مراد اس دفن سے دفن روحانی ہے قَالَتْ فَهَمَمْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ الْبَيْتَ وَاَنَا لَا اَكَادُ
اَنْ اَعْقِلَ ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ وہ خواب دیکھکر مین اوٹھہ کھڑی ہوئی اور گہر کی اندر گئی مگر میری حواس
درست نتھے اور نہ کچھہ میری سمجھ مین آتا تہا فَنَظَرْتُ فَاِذَا بِتُرْبَةِ الْحُسَيْنِ الَّتِيْ اَتٰى بِهَا
جِبْرَئِيْلُ مِنْ كَرْبَلَا فَقَالَ اِذَا صَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا فَقَدْ قُتِلَ اِبْنُكِ ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ
ناگاہ مینے دیکھا وہ مٹی حسین کی جسکو حضرت جبرئیل کربلا سے لائے تہے اور کہہ گئے تھے کہ جب
یہ مٹی خون تازہ ہوجائیگی معلوم کرلینا کہ تمہارے فرزند کی شہادت ہوگئی وَاَعْطَانِيْهَا النَّبِيُّ
فَقَالَ اجْعَلِيْ هٰذِهِ التُّرْبَةَ فِيْ زُجَاجَةٍ اَوْ قَالَ فِيْ قَارُوْرَةٍ وَلْتَكُنْ عِنْدَكِ اُس مٹی
کو جناب رسالتمآب نے مجھے دیا تہا اور فرمایا تہا کہ کسی آبگینہ مین یا شیشی مین رکھہ چھوڑو اور ہمیشہ
تمہارے پاس رہے وَاِذَا صَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا فَقَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُؑ اور جب یہ
خون تازہ ہوجائے گی اسوقت جاننا کہ حسینؑ شہید ہوگئے فَرَاَيْتُ الْقَارُوْرَةَ الْاٰنَ
وَقَدْ صَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا تَفُوْرُ مینے اُس شیشہ کو اسوقت جاکر دیکھا مٹی خون تازہ ہوگئی
تہی اور خون جوش مار رہا تہا قَالَ فَاَخَذَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ ذٰلِكَ الدَّمِ فَلَطَخَتْ
بِهِ وَجْهَهَا ابن عباسؓ کہتے ہین کہ جناب ام سلمہؓ نے تہوڑا سا خون اُس شیشہ سے لیکر
اپنے چہرہ پر ملا وَجَعَلَتْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مَاتَمًا وَمُنَاحَةً عَلَى الْحُسَيْنِؑ اور اسی خون
آلودہ چہرہ سے مجلس ماتم بپا امام حسینؑ کے بیٹھین اور نوحہ و فریاد کرنے لگین فَجَائَتِ
الرُّكْبَانُ بِخَبَرِهٖ وَاَنَّهٗ قُتِلَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ پہر اس روز کے بعد جب سوارون کا قافلہ خبر امام حسینؑ
کی لیکر آیا سب اُن لوگون نے بیان کیا کہ اوسی دن آپ شہید ہوئے جسدن جناب ام سلمہؓ نے
یہ سب کچھہ دیکھا تہا وَقَالَتْ سَلْمٰى رَاَيْتُ الْقَارُوْرَةَ مَوْضُوْعَةً بَيْنَ يَدَيْهَا اور سلمی مدنیہ
نے روایت کی ہے کہ مینے اوس شیشی کو بچشم خود دیکھا کہ سامنے جناب ام سلمہؓ کی وہی دن
رکھی ہوئی تھی وَاَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الْقَابِلَةُ پہر ابن عباس سے
روایت ہے کہ جب عاشور کا دن گذر گیا اور گیارہوین شب آئی رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
فِيْ مَنَامِيْ اَغْبَرَ اَشْعَثَ مین نے شب کو خواب مین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا اس صورت سے کہ تمام بدن اقدس

آپ کا گرد سے اٹا ہوا ہی اور بہت پریشان حال ہین فَذَکَرْتُ لَہٗ ذٰلِکَ پس ام سلمہ رح کے خواب کو مین نے حضرت سے بیان کیا مطلب یہ ہی کہ چونکہ ابن عباس کو شک تھا ام سلمہ رح کے خواب کی حضرت سے تصدیق چاہی وَسَاَلْتُہٗ عَنْ شَانِہٖ اور آپ کی پریشانی اور غمناک ہونے کا سبب بھی پوچھا فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ اِنِّیْ فَرَغْتُ مِنْ دَفْنِ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ حضرت نے فرمایا کہ تجھکو ابھی تک نہین معلوم ہے یا تجھکو یقین نہین ہوا بیان ام سلمہ رح پر کہ مین دفن حسینؑ اور اصحاب حسینؑ سے فارغ ہو چکا

باب چہارم تصدیق خواب ام سلمہ رح کی غرض سے ایک زاغ کا دیوار فاطمہ صغرا پر خبر دہی کیواسطے آنا اسیطرح ایک اور طائر کا واسطے خبر دہی اہل مدینہ کے آنا اور تین سو یہودیونکا مسلمان ہونا اور جواب اُن شبہات کا جو دور سے ان طائرونپر کیاجاتا ہی اور بدشگونی کا جواب

ثُمَّ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ قَدْ بَالَغَ فِیْ تَصْدِیْقِ مَنَامِ اُمِّ سَلَمَۃَ وَتَصْدِیْقِ صَیْرُوْرَۃِ التُّرَابِ دَمًا اَنَّہٗ لَیْسَ مِنْ صُنْعِ النَّاسِ وَاِنَّمَا ھُوَ مِنْ مُعْجِزَاتِ نَبِیِّنَا صلعم بعد اسکے یہ بھی جاننا چاہیئے کہ خدا تعالی نے برکت دعا رسول خدا سے خواب ام سلمہ رح کے سچ کرنے مین بڑا مبالغہ فرمایا ہی اور اسیطرح اوس مٹی کے خون ہو جانے مین اس بات کا اہتمام خدا نے فرمایا کہ یہ معجزہ ہی اور انسانی طاقت سے باہر ہے کسی آدمی نے کوئی ایسا فعل نہین کیا ہی جس سے عوام امت کو دھوکہ دے فَجَعَلَ بَعْضَ الْعَلَامَاتِ الْبَیِّنَۃِ اَوْضَحَ مِنْہُمَا حَتّٰی اَنْ بَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا نَاعِبًا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ اور بعض علامتین ان دونون باتون سے زیادہ تر واضح اور روشن خبر دہی شہادت مین اوسی دن ظاہر فرمائین چنانچہ ایک زاغ کو خدا نے بھیجا دیوار فاطمہ صغرا پر جو سنانی اہل مدینہ کو دینے آیا تھا کَمَا رُوِیَ فِی الْبِحَارِ عَنْ مَوْلَانَا زَیْنِ الْعَابِدِیْنَؑ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ جَآءَ غُرَابٌ فَوَقَعَ فِیْ دَمِہٖ اور بحار مین جناب سید الساجدینؑ سے روایت کی ہی آپ فرماتے ہین جسوقت جناب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک

زاغ آیا اور آپ کے خون پر گرا ثُمَّ تَمَرَّغَ وَطَارَ فَوَقَعَ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى جِدَارِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ یعنی وہ کوّا خون میں حضرت کے لوٹ کر اوڑا اور مدینہ میں پہونچکر دیوار فاطمہ صغرا دختر امام حسینؑ پر آکر بیٹھا فَرَفَعَتْ رَاْسَهَا فَنَظَرَتْ اِلَيْهِ فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا وَاَنْشَاَتْ تَقُوْلُ فاطمہ صغراؑ نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ ایک زاغ جسکے پروں میں خون بھرا ہوا ہی دیوار پر بیٹھا ہی بیتاب ہو کر فاطمہ صغراؑ رونے لگین اور یہ شعر زبان پر لائین جو شامل ہین اون سوال و جواب پر جو فاطمہ صغراؑ سے اور اوس زاغ سے باتین ہوئین ہے نَعَبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ مَنْ تَنْعَاهُ وَيْلَكَ يَا غُرَابُ کوّا درد آمیز آواز سے بولا مین نے کہا وائے ہو تجھپر کسکی سنانی لایا ہی اور مجھے وسواس مین ڈالتا ہو اس مقام پر اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ گریہ و زاری جناب ام سلمہؓ اور زنان بنی ہاشم کی پہلے سے ہو رہی تھی وہی قرینہ ہو گیا کہ یہ زاغ سُنانی لایا ہی ے قَالَ الْاِمَامُ فَقُلْتُ مَنْ ؎ قَالَ الْمُوَفَّقُ لِلصَّوَابِ ؎ اِنَّ الْحُسَيْنَؑ بِكَرْبَلَا ؎ بَيْنَ الْاَسِنَّةِ وَالضِّرَابِ زاغ نے کہا کہ مین امام برحق کی سُنانی لایا ہون مین نے پوچھا کون امام زاغ نے کہا وہی امام جنکو خدا نے راہ صواب کی توفیق دی حسین ابن علیؑ جنہون نے کربلا مین اپنے تئین نیزہ اور شمشیر مین محصور کرایا اور زخمہاے کاری نیزہ و شمشیر کے اون کے بدن پر لگے فَابْكِ الْحُسَيْنَ بِعَبْرَةٍ ؎ تُرْجِي الْاِلٰهَ مَعَ الثَّوَابِ ؎ ای فاطمہ صغراؑ بڑے بڑے آنسوؤن سے حسینؑ کی شہادت پر روو اور اس رونے مین نیت خالص اسکی رکھو کہ خدا تمکو ثواب اخروی عطا کریگا یعنی بہ نیت ثواب رونا چاہیے نہ بنظر درد قرابت پدری کے کہ وہ تمھارے باپ تھے قُلْتُ الْحُسَيْنَ فَقَالَ لِي بِحَقٍّ لَقَدْ سَكَنَ التُّرَابَ مین نے کہا کہ وہ حسینؑ جو میرے باپ ہین زاغ نے کہا مین سچ کہتا ہون وہی امام حسینؑ آج پیوند زمین ہو گئے ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِهِ الْجَنَاحُ فَلَمْ يُطِقْ رَدَّ الْجَوَابِ بعد اوسکے وہ پھڑپھڑایا اور بیخود ہو گیا یا مر گیا پھر اوسمین طاقت جواب دینے کی باقی نرہی فَبَكَيْتُ مِمَّا حَلَّ بِي ؎ بَعْدَ الدُّعَاءِ الْمُسْتَجَابِ مین کیا کہون کیسی حالت مجھپر طاری ہوئی اوسکی یہ بیتابی دیکھکر پھر مین بھی رونے لگی مگر پہلے دعاء مغفرت مین نے کر لی تب روئی اس شعر کے دو معنے سمجھ مین آتے ہین ایک تو یہ کہ جناب فاطمہ صغراؑ کو یہ خیال ہوا کہ محبت اس زاغ کی ایسی پوری تھی کہ بیان حال کرتے کرتے مر گیا اور

مین زندہ ہون پس اسکی واسطے فاطمۂ صغرا نے پہلے دعاء مغفرت کر لی تب اپنے والد بزرگوار پر روئین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ دعاء مغفرت چونکہ مستحب ہے کہ پہلے آدمی جب کسی کی خبر مرگ سنے اوسے دعاء مغفرت دیکر تب گریہ وزاری کرے قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَنَعَتَهُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا قَدْ جَائَتْنَا بِسِحْرِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ محمد ابن علی کہتے ہین کہ یہ خبر فاطمۂ صغرا نے اہل مدینہ کے پاس کہلا بہیجی ان لوگون نے کہا کہ جادوگری خاندان عبد المطلب کی ظاہر کرتے ہین کچہ اس بات کا یقین نکرنا چاہئے فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ اَنْ جَائَهُمُ الْخَبَرُ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِؑ بہت ہی تہوڑا زمانہ گذرا تہا کہ مدینہ مین خبر شہادت امام حسینؑ کی پہونچ گئی قُلْتُ وَلَيْسَ هٰذَا الْخَبَرُ مِنْ بَابِ التَّطَيُّرِ الْمَنْهِيِّ عَنِ اعْتِقَادِ صِحَّتِهِ مین کہتا ہون کہ یہ خبر زاغ کے آنیکی اُس بدشگونی مین داخل نہین ہے جسکی صحت کا اعتقاد کرنا شرعا جائز نہین ہے فَاِنَّ التَّطَيُّرَ هُوَ الْاِعْتِقَادُ بِوُقُوعِ بَعْضِ الْاُمُورِ الْمُسْتَنْكَرَةِ وَالتَّشَاؤُمِ بِهَا عِنْدَ رُؤْيَةِ بَعْضِ الطُّيُورِ اَوِ الْوُحُوشِ كَمَا هُوَ سَجِيَّةُ الْكُفَّارِ اَوِ الْجُهَّالِ اسلیے کہ تطیر کے معنی یہ ہین کہ جانور پرند اور چرند کو آگے پیچہے آتی ہوئی دیکہکر بعض آیندہ امور کی بدحالی پر شگون لیا جاتا ہے جیسا کہ طریقہ کفار اور جہال کا ہے وَقَدْ رَوٰى اَبُوْ زُرْعَةَ فِي شَرْحِ الْاَحْكَامِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ اور ابوزرعہ عالم اہل سنت نے اپنی کتاب شرح احکام مین عائشہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ فرماتی تہی کہ اہل جاہلیت کو یہ اعتقاد تہا کہ بدشگونی عورت اور گہر اور چوپایہ یعنی جانورون کی لیتی تہے یعنی اُن امور کے واقع ہونیسے عورت وغیرہ کو منحوس قرار دیتے تہے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ اطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اور خداے تعالی نے قرآن مین فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کو کوئی مصیبت پہونچتی تہی حضرت موسیؑ اور انکی ہمراہیون کو بدقدم کہتے تہے اور اُنپر تہمت کرتی تہے کہ اُنہین کے نحوست سے ہمپر مصیبت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان سے بہی بدشگونی کفار لیتے تہے اَمَّا قَضِيَّةُ نَعْبِ الْغُرَابِ فِي الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَجِيْءِ غُرَابٍ اٰخَرَ فِي مَجْلِسِ

شومی شگون کا جواب

يَزِيْدَ يَوْمَ وُرُوْدِ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّنَا كَمَا فِي نُوْرِ الْعَيْنِ لیکن سنائی لانا مدینہ مین اس زاغ کی یا دربار یزید مین ایک زاغ کا اُس دن آنا جس دن اہل بیت رسالتؐ داخل دمشق ہوئے ہین جسکو ملا ابواسحق اسفرائنی نے اپنی کتاب نور العین مین ذکر کیا ہے فَهُوَ تَصْدِيْقٌ لِمُضَاهَاتِ تِلْكَ الْقَضِيَّةِ لِقَضِيَّةِ هَابِيْلَ وَقَابِيْلَ حَيْثُ رُوِيَ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى قَاتِلِ الْحُسَيْنِؑ اَشَدُّ مِنَ الْعَذَابِ الَّذِيْ يُعَذَّبُ بِهٖ قَاتِلُ هَابِيْلَ ان دونون زاغون کا بحکم خدا آنا یہ تصدیق اس بات کی ہے کہ قصہ شہادت امام حسینؑ مشابہ قصہ ہابیل وقابیل کے ہے چنانچہ کتب سماوی مین وارد ہوا ہے کہ جو عذاب قاتل حسینؑ پر کیا جائے گا بہت زیادہ ہوگا اُس عذاب سے جو قاتل ہابیل پر کیا جائیگا فَكَمَا اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ الْغُرَابَ فِيْ قَضِيَّةِ هَابِيْلَ حَيْثُ قَالَ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ پس جس طرح کہ خدا نے ایک زاغ کو قضیہ ہابیل مین بھیجا تھا چنانچہ قرآن مین فرمایا ہے کہ خدا نے ایک کوّے کو بھیجا جو اپنی منقار سے زمین کو کھودرہا تھا كَذٰلِكَ بَعَثَ غُرَابَيْنِ فِيْ قَتْلِ الْحُسَيْنِؑ فَاَحَدُهُمَا يَعِيْ بِقَتْلِهٖ فِيْ دِمَشْقَ وَاِظْهَارِ كَوْنِهٖ مِنْ اَعْظَمِ الْاُمُوْرِ ایک تو وہ زاغ تھا جو دمشق مین یزید کے تنبیہ کیواسطے خدا نے بھیجا تھا کہ ظاہر کردے کہ قتل جناب امام حسینؑ کا نہایت امر عظیم ہے وَثَانِيْهُمَا فِي الْمَدِيْنَةِ اور دوسرا زاغ مدینہ مین خبر شہادت لیکر آیا جو میرے نزدیک تصدیق خواب ام سلمہؓ اور مٹی کے حزن ہوجانے کی کرتا تھا وَكِلَاهُمَا يُصَدِّقَانِ وَيُخْبِرَانِ بِمَا وَقَعَ لَا اَنَّ مَجِيْءَ اَحَدِهِمَا كَانَ تَطَيُّرًا یہ دونون زاغ تصدیق کرنے آئے تھے اور خبر دیتے تھے اُس بات کی جو واقع ہوچکی یہہ بات نہین ہے کہ اُنکے آنے سے کوئی بدشگونی لیگئی فَبَعَثَهُمَا اللّٰهُ لِيُخْبِرَا الْمُنْكِرِيْنَ بِذٰلِكَ ان دونونکو خدا نے اسواسطے بھیجا تھا تاکہ جو لوگ منکر وقوع شہادت یا عظمت شہادت کے ہین انکو تصدیق اسکی ہوجائے وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ مَا قَالَ اور دلالت کرتا ہے اسی بیان پر وہ کلام جو زاغ نے جناب فاطمہ صغرا سے کہا وَفِيْهِ مِنْ حِفْظِ الْحُدُوْدِ الشَّرْعِيَّةِ مَا هُوَ

رونے کے بارہ مین جو زاغ نے فاطمہ صغرا سے کہا اوسمین شریعت کی پابندی کسقدر رہی یہی کلام دلالت کرتا ہی کہ یہ زاغ خدا کا بھیجا ہوا تھا وَلَیْتَ شِعْرِی کَیْفَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ مِنْ بَابِ التَّطَیُّرِ فَاِنَّ الْغُرَابَ قَدْ تَمَرَّغَ بِدَمِ الْحُسَیْنِؑ وَاَتٰی بِالْخَبَرِ مجھے بڑا تعجب ہی اس روایت سے بدشگونی کیونکہ ظاہر ہوسکتی ہی حالانکہ زاغ خون مین لوٹکر اس علامت کو لیے ہوئے خبر دینے آیا تھا وَلَمَّا اَتٰی بِمَا اُمِرَ بِهٖ مِنَ اللّٰهِ مَاتَ مِنْ شِدَّةِ الْکَآبَةِ وَالْحُزْنِ عَلٰی سِبْطِ الرَّسُوْلِ اور جب اوس حکم کی بجا آوری کرچکا جو خدا نے اوسکو دیا تھا مرگیا شدت رنج اور قلق سے اوپر فرزند رسول کے ثُمَّ لَمَّا قَالَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ مَا قَالُوْا وَنَسَبُوْا فَاطِمَةَ اِلَی السِّحْرِ فَظَنِّیْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَظْهَرَ اَمْرًا اَوْضَحَ مِنْ ذٰلِکَ پہر جبکہ اہل مدینہ اس زاغ کی خبر دہی کو جو ایک معجزہ تھا سحر کہنے لگے مجکو یہ گمان ہی کہ خداوند تعالیٰ نے اونکے منہ توڑنے کے واسطے ایک معجزہ ظاہر فرمایا وَهُوَ مَجِیْءُ طَائِرٍ مِنَ الطُّیُوْرِ فَاِنَّهٗ جَاءَ یُرَفْرِفُ وَالدَّمُ یَتَقَاطَرُ مِنْ اَجْنِحَتِهٖ وَدَارَ حَوْلَ قَبْرِ سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ وہ معجزہ یہ ہی کہ ایک اور پرند آیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گرا چاہتا ہی اور خون اوسکے پرون سے ٹپکتا تھا اسی حالت سے گرد قبر جناب رسالتمآب کے پہرا یُعْلِنُ بِالنِّدَاءِ اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا بہت بلند آواز سے اوس نے پکارا آگاہ ہوجاؤ کہ حسین ابن علیؑ میدان کربلا مین شہید ہوگئے وَمَعَ ذٰلِکَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ لَمْ یَتَفَطَّنُوْا اس پرندہ کی آوازدہی کے بعد بھی اہل مدینہ کو پورا یقین نہین ہوا فَلَمَّا جَاءَ خَبَرُ قَتْلِهٖ عَلِمُوْا اَنَّ ذٰلِکَ الطَّائِرَ کَانَ یَنْعٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ بِقَتْلِ وَلَدِهِ الْحُسَیْنِؑ پہر جب خبر شہادت حضرت امام حسینؑ کی آئی تب یقین ہوا اہل مدینہ کو کہ وہ پرندہ جناب رسالتمآب کو اون کے فرزند کی شہادت کی خبر دینے آیا تھا هٰذَا مَا کَانَ اِخْبَارُ النَّبِیِّ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ بِقَتْلِ وَلَدِهٖ یہ سب جو اوپر گذرا یعنی دو خواب جناب ام سلمہؓ کی اور مٹی کا خون ہوجانا اور حکایت زاغ اور اس طائر کی یہ پانچون باتین فقط اسواسطے تھین کہ اہل مدینہ کو خبر شہادت کی پہونچی اور یقین کرین وَلَمْ یَکْتَفِ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِذٰلِکَ الْقَدْرِ بَلْ اَظْهَرَ مُعْجِزَةً بَیِّنَةً اُخْرٰی اَسْلَمَ بِهَا ثُلُثُ مِائَةٍ مِنْ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ اور ان پانچ باتون پر جناب رسالتمآب نے اکتفا نہین فرمائی بلکہ ایک ایسا معجزہ ظاہر فرمایا

جسکے برکت سے تین سو یہودی گیارھوین تاریخ محرم کی مسلمان ہوے قال المجلسی رح
وَقَدْ نُقِلَ اَنَّہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ الَّذِیْ جَاءَ فِیْہِ الطَّیْرُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ
رَجُلٌ یَہُوْدِیٌّ جناب مجلسی فرماتے ہین منقول ہو کہ اوسیدن یعنے بروز عاشور کہ طائر
خبر دہی شہادت کیواسطے مدینہ مین آیا تہا یہہ بھی ایک ادرامر معجزہ کا واقع ہوا کہ مدینہ مین
ایک یہودی رہتا تہا وَلَہٗ بِنْتٌ عَمْیَاءُ زَمِنَاءُ طَرْشَاءُ مَشْلُوْلَۃٌ وَالْجُذَامُ قَدْ اَحَاطَ بِبَدَنِہَا
اس یہودی کی ایک لڑکی زمین گیر بہری اور مشلول تھی کہ ہاتھہ پاؤن اوسکے رہگئے تھے
اور جذام کی بیماری اوسکے تمام بدن مین پہیل گئی تھی فَجَاءَ ذٰلِکَ الطَّائِرُ وَالدَّمُ یَتَقَاطَرُ
مِنْہُ وَوَقَعَ عَلٰی شَجَرَۃٍ یَبْکِیْ طُوْلَ اللَّیْلَۃِ یہی طائر اہل مدینہ کو خبر شہادت دیکر ایک مقام پر
آیا اور خون اوسکے پر وںسے ٹپک رہا تہا ایک درخت پر جا بیٹھا اور تمام شب روتا رہا
وَکَانَ الْیَہُوْدِیُّ قَدْ اَخْرَجَ اِبْنَتَہٗ تِلْکَ الْمَرِیْضَۃَ خَارِجَ الْمَدِیْنَۃِ اِلَی الْبُسْتَانِ وَتَرَکَہَا
فِی الْبُسْتَانِ الَّذِیْ جَاءَ الطَّیْرُ وَوَقَعَ فِیْہِ اوس یہودی نے اپنی لڑکی جو بیمار تھی
اوسکو مدینہ کے باہر پہونچایا تہا اور اوسی باغ مین اوسکو چہوڑا تہا جسمین وہ طائر جا بیٹھا تہا
مِنَ الْقَضَاءِ الْمُقَدَّرِ وَاِنَّ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ عَرَضَ لِلْیَہُوْدِیِّ عَارِضٌ فَدَخَلَ
الْمَدِیْنَۃَ لِقَضَاءِ حَاجَتِہٖ وَلَمْ یَقْدِرْ اَنْ یَّخْرُجَ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ اِلَی الْبُسْتَانِ
الَّذِیْ فِیْہَا اِبْنَتُہُ الْمَعْلُوْلَۃُ قضاے الٰہی سے اوس یہودیکو ایسی ضرورت
درپیش ہوئی کہ اوس شب کو مدینہ سے باہر نکلنا نہو سکا اور اوس باغ تک نہ پہونچا
جسمین اوسکی بیٹی بیمار تھی وَالْبِنْتُ لَمَّا لَمْ یَاْتِہَا اَبُوْہَا تِلْکَ اللَّیْلَۃَ لَمْ تَنَمْ طُوْلَ اللَّیْلَۃِ
وہ لڑکی اپنے باپ کے آنیکی منتظر رہی جب وقت آنیکا گذر گیا اور معلوم ہوا کہ اب نہ آئیگا
تمام شب نہین سوئی لِاَنَّ اَبَاہَا کَانَ یُسَلِّیْہَا حَتّٰی تَنَامَ اسلئے کہ اوسکا باپ شب کو اوسکو
تسلی دلاسا دیکر سلاتا تہا قُلْتُ فَہِیَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِنْ ہَجْرِ اَبِیْہَا وَکَذٰلِکَ ہِیَ اَوَّلُ
لَیْلَۃٍ فَارَقَ الْحُسَیْنُ اِبْنَتَہَا الصَّغِیْرَۃَ الَّتِیْ مَاتَتْ فِی السِّجْنِ
مین کہتا ہون کہ یہ پہلی شب تھی اس دختر کو جو اپنے باپ سے چہوٹ کر تنہا رہی تھی
اسیطرح یہ پہلی شب تھی فراق امام حسین کی اوس چہوٹی صاحبزادی کو جسنے قید خانہ مین

انتقال کیا ہے اور وہ جناب سکینہ کے علاوہ اور لڑکی ہے وَكَانَ الْحُسَيْنُ يُحِبُّهُمَا حُبًّا
شَدِيدًا وَلَا تَنَامُ لَيْلَةً إِلَّا وَهِيَ فِي حِضْنِ أَبِيهَا اور جناب امام حسینؑ کو اس صاحبزادی سے
محبت زیادہ تھی شاید یہ صاحبزادی بھی رات کو حضرت کے پاس سوتی ہو چونکہ بہت
چھوٹی تھی مبالغہ ہو سکتا ہے کہ حضرت کے سینہ پر سوتی ہو فَأَنَّهَا أَيْضًا لَمْ تَنَمْ طُولَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ
اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ صاحبزادی بھی تمام شب نہ سوئی ہوگی اور رونے مین بسر کی
ہوگی اب تتمہ روایت یہودی کو ہم بیان کرتے ہین فَسَمِعَتْ بِنْتُ الْيَهُودِيِّ
عِنْدَ السَّحَرِ بُكَاءَ الطَّيْرِ وَحَنِينَهُ دختر یہودی نے قریب صبح کے اوس طائر کی آواز دردناک
رونے کی سنی فَبَقِيَتْ تَتَقَلَّبُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ إِلَى أَنْ صَارَتْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الَّتِي
عَلَيْهَا الطَّيْرُ یہ لڑکی زمین پر ہاتھ پاؤن مارنے لگی اور اوٹھتی بیٹھتی جسطرح ممکن ہوا
اوسی درخت کے نیچے تک پہونچی جسپر وہ پرندہ بیٹھا رو رہا تھا وَصَارَتْ كُلَّمَا حَنَّ
ذَلِكَ الطَّيْرُ تُجِيبُهُ أَيْضًا مِنْ قَلْبٍ حَزِينٍ اب اسکی یہ کیفیت ہوگئی کہ درخت پر تو طائر روتا تھا
اور نیچے درخت کے یہ لڑکی بھی روتی تھی اور فریاد کرتی تھی اور دلکی بیتابی ظاہر کرتی تھی
فَبَيْنَمَا هِيَ كَذَلِكَ إِذْ جَرَى قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ فَوَقَعَتْ عَلَى عَيْنِهَا فَفُتِحَتْ ثُمَّ قَطَرَتْ
أُخْرَى عَلَى عَيْنِهَا الْأُخْرَى فَبَرِئَتْ ابھی یہ لڑکی رو رہی تھی - کہ ایک قطرہ خون کا اوس
طائر کے پر سے ٹپک کر اسکی ایک آنکھ پر گرا فوراً اسکی آنکھ کھلگئی اور روشن ہوگئی
پھر دوسرا قطرہ اسکی دوسری آنکھ پر گرا وہ بھی آنکھ کھلگئی ثُمَّ قَطَرَتْ عَلَى يَدَيْهَا فَعُوفِيَتْ
ثُمَّ عَلَى رِجْلَيْهَا فَبَرِئَتَا پھر دو قطرہ اسکے ہاتھون پر گرے ہاتھ سیدھی ہوگئی پھر
پاؤن پر گرے پاؤن کا شل جاتا رہا وَعَادَتْ كُلَّمَا قَطَرَتْ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ تُلَطِّخُ بِهِ جَسَدَهَا
اب اس لڑکی کا یہ حال ہوگیا کہ جو قطرہ خون کا اوسکے پرونسے ٹپکتا تھا یہ لیکر اپنے بدن
پر ملتی تھی فَعُوفِيَتْ عَنْ جَمِيعِ مَرَضِهَا مِنْ بَرَكَاتِ دَمِ الْحُسَيْنِ ؑ سب بیماریان اسکی
برکت خون ناحق امام حسینؑ سے دور ہوگئین اور بالکل صحیح و تندرست ہوگئی فَلَمَّا
أَصْبَحَتْ وَأَقْبَلَ أَبُوهَا إِلَى الْبُسْتَانِ فَرَأَى بِنْتًا تَدُورُ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهَا ابْنَتُهُ جب صبح ہوئی اور
باپ اسکا باغ مین آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک لڑکی صحیح وسالم اُس باغ مین چلتی پھرتی ہے

اوسنے مطلق نہ پہچانا کہ یہ میری بیٹی ہے فسئلہا انہ کان فی البستان ابنۃ علیلۃ لم تقدر
ان تتحرک فقالت واللہ انا ابنتک اوس مرد یہودی نے تب
اوس لڑکی سے پوچھا کہ مین کل اپنی لڑکی بیمار یہان چھوڑ گیا تہا جسکو ہلنے کی بھی طاقت نہ تھی
اوس لڑکی نے کہا کہ قسم بخدا مین تیری وہی بیٹی ہون جو بیمار تہی فلما سمع کلامہا
وقع مغشیا علیہ فلما افاق وقام علی قدمیہ فاتت بہ الی ذلک الطیر
سنتے ہی اس بات کی چونکہ دفعۃً مسرت کی خبر سنی تھی یہودی کو غش آیا جب ہوش مین آیا
اور کھڑا ہوا وہ لڑکی اپنے باپ کو اوسی مقام پر لائی جہان پر وہ طائر درخت پر بیٹھا ہوا تہا
فراٰہ واکرا علی الشجرۃ یان من قلب حزین یحترق لما راٰی مما فعل بالحسین
دیکھا کہ اوس درخت پر بیٹھا ہوا رو رہا ہے اور درد دل کو ظاہر کر رہا ہے سوز وگداز
طبیعت مین اوسکے آگیا ہے اوس مصیبت کو دیکھکر جو کچھ جناب امام حسینؑ پر دشمنونکے
ہاتھ سے پہونچی ہے فقال لہ الیہودی اقسمت علیک بالذی خلقک ایہا
الطیر ان تکلمنی بقدرۃ اللہ تعالی یہودی نے کہا قسم دیتا
ہون تجکو اوس خدا کی جس نے تجکو پیدا کیا ہے تو گویا ہو جا قدرت خدا سے اور
بیان کر دے کہ یہ کس برگزیدہ بارگاہ کا خون ہے جو تیرے پرون سے ٹپک رہا ہے
فنطق الطیر مستعبرا وہ طائر گویا ہوا اور گریہ گلوگیر مین مبتلا تہا ثم قال انی کنت واکرا علی بعض
الاشجار مع جملۃ من الطیور عند الظہیرۃ پہر کہنے لگا کہ مین بعض درختون پر آشیانہ مین بیٹھا ہوا
اور بہت سے اور پرندے بھی اوس درخت پر میرے ساتھ بوقت زوال آفتاب کے
بیٹھے تھے واذا بطیر ساقط علینا وہو یقول ناگاہ ایک پرندہ اوڑتا ہوا ہمارے غول مین آبیٹھا
اور یہ کہنے لگا ایہا الطیور تاکلون وتتنعمون والحسین فی ارض کربلا فی ہذا الحر علی الرمضا
طریحا ظامیا ای پرند جانورو تم کہا رہے ہو اور عیش کر رہے ہو اور حسینؑ زمین کربلا مین ایسے
گرم وقت مین زمین گرم پر پڑے ہوے ہین اور پیاسے ہین والنحر دام ورأسہ
مقطوع علی الرمح مرفوع اور گردن سے اونکی خون جاری ہے سر اونکا کاٹ کر نیزہ پر
چڑہایا گیا ونساؤہ سبایا حفاۃ عرایا اہل حرم انکے قیدی بنا لے گئے ہین اور برہنہ پا وبے چادر

ومقتنعہ کی گئی مین فلما سمعن بذلک تطایرن الی کربلا جب ان پرندون نے یہ خبر سنی سبھون نے صحراے کربلا
کیطرف پرواز کی فرایناہ فی ذلک الوادی طریحا ہم ہونے اس جناب کو دیکھا کہ اسی زمین پر پڑے ہوے ہین الغسل من دمہ الکفن
الرمل السافی علیہ اپنے خون مین نہائے ہوئے اور بجائے کفن کے ریگ منی پڑی ہوی جسم مبارک
پر پڑی ہوئی ہے فوقعنا کلنا نوح ونتمرغ بدمہ الشریف ہم سب کے سب لاش
اقدس پر گر پڑے اور خون مین اس جناب کے لوٹنے لگے وکان کلا منا طار الی ناحیۃ
مجھے ایسا خیال ہے کہ شاید ایک پرندہ ہم مین کا ایک ایک طرف کو اوڑگیا فوقعت انا فی ہذا
المکان مین اوڑتے اوڑتے اسجگہہ پہونچ گیا جہان تو مجھے دیکھہ رہا ہے فلما سمع الیہودی
ذلک تعجب جب یہودی نے یہہ حال سنا اوسکو تعجب ہوا وقال لو لم یکن الحسین
ذا قدر رفیع عند اللہ ما کان دمہ شفاء من کل داء اور کہنے لگا کہ اگر حسین کی قدر
ومنزلت خدا کے نزدیک برتر نہوتی تو اونکا خون ہر مرض کے شفا دینے والا نہوتا ثم اسلم الیہودی
واسلمت البنت پھر وہ یہودی بھی مسلمان ہوا اور اسکی لڑکی بہی مسلمان ہوئی واسلم
ثلث مائۃ من قومہ اور تین سو یہودی اسکی قوم کے اور بہی مسلمان ہوئے اقول ہذہ
الروایۃ انما جعلناہا تتمۃ لاخبار النبی اہل المدینۃ بقتل ولدہ الحسین مین کہتا ہون
کہ اس روایت کو ہم نے خاتمہ باب خبر دہی رسالتمآب اہل مدینہ کو شہادت سے اپنے
فرزند کے گردانا ہے لانی قد ذکرت فی اخر روایۃ غراب الناعی علی جدار فاطمۃ
الصغریٰ اسواسطے کہ ہم نے آخر مین اس کوے کی روایت کے بیان کیا ہی جو سنانی لیکر آیا تہا
اور دیوار جناب فاطمہ پر بیٹہا تہا انہا لما اخبرت بنعی الغراب عن شہادۃ ابیہا قالوا انما
ذلک من سحر بنی ہاشم یہی تو کہا ہے آخر مین اس روایت کے جسوقت جناب فاطمہ صغرا
نے خبر دی اہل مدینہ کو کہ ایک کوا میرے باپ کی شہادت کی خبر لایا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ
یہ بہی ایک جادو بنی ہاشم کا ہے وکذلک قال یزید یوم ورود اہلبیت نبینا مجلسہ لما
نعی الغراب فی ساعتہ ہذہ انہ من سحر بنی ہاشم اسیطرح یزید نے بھی کہا
تہا جسدن اہل بیت اسکے دربار مین داخل ہوئے اور کوا بہی اسی وقت اکر بولنے لگا تو یزید نے
کہا یہ جادو بنی ہاشم کا ہے فلیس یبعد ان یکون قد دعی رسول اللہ صلعم من اللہ تعـ

اَنْ یُظْهِرَ بَعْضَ مُعْجِزَاتِهٖ عَلَی الْمُنْکِرِیْنَ لِاِعْجَازِهٖ پس کیا بعید ہے کہ جناب رسول خدا
سے دعا کی ہو کہ اونکی بعض معجزون کو منکرین معجزہ پر ظاہر کر دے رَدًّا لِمَا زَعَمُوْا اَوْ
نَسَبُوا السِّحْرَ اِلٰی بَعْضِ اَهْلِبَیْتِهٖ تاکہ منکرون کا قول رد ہوجاوے اور جو نسبت سحر کے
بعض اہل بیت رسالت یعنی فاطمہ صغرا کی طرف کی ہے باطل ہوجاوے وَاِنَّ ذٰلِکَ لَحَرِیٌّ
اَنْ یَفْعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مُجَازَاةً لِمَا صَبَرُوْا اور یہ قدرت نمائی اعجاز دکھلانے کے مناسب
ہے کہ خدا اسکو کرے بعوض اس صبر کے جو اہل بیت رسالت نے ظلم اعدا پر کیا ہے وَاَنَّهٗ
یُحِقُّ الْحَقَّ وَیُبْطِلُ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ خدا کا تو کام یہی ہے کہ حق کو ظاہر کر دیتا
ہے اور باطل کو نیست و نابود کر دیتا ہے اگرچہ کافرون کو ناگوار ہی کیون نہو اَمَّا کَوْنُ تِلْکَ
الرِّوَایَةِ مِنَ الْاٰحَادِ وَغَیْرَ مَرْوِیَّةٍ فِی الْکُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ کَمَا یَظُنُّ بَعْضُ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهٗ فَهُوَ
اَمْرٌ غَیْرُ مُخْتَصٍّ بِتِلْکَ الرِّوَایَةِ اب رہا یہ اعتراض کہ یہودی کے لڑکی کا صحت پانا اور تین سو یہودیون
کا مسلمان ہونا یہ ایک ہی شخص کی روایت ہے یعنی خبر واحد ہے اور معتبر کتابون مین نہین پائی جاتی
ہے جیسا کہ بعض بے علم کرتے ہین پس یہ اعتراض کچھ خصوصیت اس روایت سے نہین رکھتا
بَلْ اَکْثَرُ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِیْ صَدَرَتْ اَوْ تَصْدُرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا تَکُوْنُ بِمَحْضَرٍ عَامٍّ بلکہ اکثر
معجزے جو معجز نماؤن سے واقع ہوئی یا قیامت تک واقع ہوتے جاینگے وہ مجمع عام مین نہین
ہوتے ہین اِذْ لَیْسَ مِنْ شَرْطِ الْاَمْرِ الْمُعْجِزِ اَنْ یَقَعَ بِمَحْضَرٍ عَامٍّ اس لیے کہ معجزہ کی شرط
یہ نہین ہی کہ مجمع عام ہی مین واقع ہو اِنَّمَا شَرْطُهٗ اَنْ یَقَعَ وَلَهٗ ضَرُوْرَةٌ دَاعِیَةٌ بِالنِّسْبَةِ
اِلٰی شَخْصٍ وَاحِدٍ اَوْ اَشْخَاصٍ مُتَعَدِّدَةٍ شرط معجزہ یہی ہے کہ بروقت ضرورت کے واقع ہو
اور وہ ضرورت خواہ بہ نسبت ایک شخص کے ہو خواہ بہت سے اشخاص کی ہو جبکی خبر دیسی ہو وہ معجزہ
متواتر ہو جاتی وَالضَّرُوْرَةُ هٰهُنَا وَاضِحَةٌ اور ضرورت معجزہ کی قصہ یہودی مین بخوبی ظاہر ہے وَهُوَ تَصْدِیْقُ
اِخْبَارِ الطَّیْرِ بِکَوْنِهٖ مُرْسَلًا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْدَ تِلْکَ الْمُعْجِزَةِ اور وہ ضرورت یہ تھی کہ اس طائر کا خدا
کا بھیجا ہوا آنا بطور ثبوت پہنچتا ہو جاوے بعد ظاہر ہونے اس معجزہ کے کہ یہودی کی لڑکی تندرست ہو گئی اَمَّا مَا یَتَوَهَّمُ اَنَّهٗ کَیْفَ یُمْکِنُ اَنْ یَطِیْرَ طَائِرٌ
مِنْ کَرْبَلَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ اور یہ جو شبہ کیا جاتا ہے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ طائر کربلا سے مدینہ
تک اتنی جلد اڑکر پہونچ جاوے فَاِنَّمَا تِلْکَ مَسَافَةٌ بَعِیْدَةٌ لَا یُمْکِنُ قَطْعُهَا فِیْ مُدَّةٍ قَلِیْلَةٍ

هی من ساعة الی ساعتین اسلیے کہ دونون جگہون کا فاصلہ دور دراز کا ہے اتنا فاصلہ
گہنٹہ دو گہنٹہ کی پرواز مین طی نہین ہو سکتا ہے فمن یؤمن بآیات اللہ ویؤمن بمعجزات
الرسول واہل بیتہ فلا یکاد ان یشک فی ذلک پس جو شخص آیات خدا پر ایمان لا چکا
ہے اور خدا کی قدرت کا بہی قائل ہے اور یقین کرتا ہے کہ جناب رسالتمآب صاحب اعجاز تھے
اور اُنکے اہل بیت ائمہ طاہرین بہی انھین کے برکت سے معجزنمائی کر سکتے تہے پس ایسا شخص
با ایمان اور صاحب یقین تو کبہی اس معجزہ مین شک نہین کر سکتا اما المنکر المرتاب و
الناصب لعداوتہم فلتسکیتہ حجج اخری مذکورۃ فی الکتب الکلامیۃ لکن جو شخص
منکر معجزات ہے اور جسکو ہمارے نبی کی معجزنما ہونے مین شک ہے یا جو شخص دشمنی اہل بیت
کو ظاہر کرتا ہے اور محض براہ عداوت انکار حق کرتا ہے اسکے چپ کرنیکے واسطے وہ دلیلین رکہی
ہین جو ہمارے علم کلام کی کتابون مین لکہی گئی ہین ثم کیف نشک فی تلک المعجزۃ و
امثالہا وقد علمنا ان تلک الشہادۃ کان الغرض منہا ظہور المعجزات فحسب -
اور پہر کیونکر ہم شک کر سکتے ہین ایسی ایسی معجزون کے ظاہر ہونے مین حالانکہ ہمکو بخوبی معلوم
ہو چکا اس شہادت کے واقع ہونے سے غرض یہی تہی کہ معجزات ظاہر ہون اور بس لاعلاء
کلمۃ اللہ ودین الاسلام الی یوم القیامۃ تاکہ حکم خدا اور دین اسلام قیامت تک بلند رہے
وکانی اخبرت ان بعد شہادۃ الحسین ظہر الف معجزۃ من یوم عاشورا الی یوم رجوع
اہل البیت بالمدینۃ اور مجہو پوری خبر ملی ہے کہ بعد شہادت امام حسین کے ہزار معجزہ ظاہر ہوئے
از روز عاشورا تا روز واپسی اہل بیت علیہم السلام مدینہ مین وانی انشاء اللہ نذکرہا واحدا بعد
واحد فی ابواب کتابی ہذا اور مین انشاء اللہ ایک ایک معجزہ اسی اپنی کتاب کے ابواب مناسب مین بیان
کرونگا بعد ان ظفرت باسانیدہا فی الکتب المعتبرۃ من الفریقین انتظار اتنا ہی کہ معجزون
کے اسناد کتب معتمدہ فریقین سے مل جائین اور جبتک تصحیح روایت نہین ہوتی عقلی یا نقلی دلیل
سے تب تک اس کتاب مین کسی روایت کا ذکر کرنا میرے ارادہ کے خلاف ہے الحمد للہ
کہ باب ام سلمہ رضی اللہ عنہا جیسا کہ مین چاہتا تہا ویسا ہی پورا پورا تمام ہو گیا

باب پنجم حضرت امام حسینؑ مجبور کسی بات مین نتھے اور نہ کبھی ایسی بات آپ سے نے بیتابی وغیرہ کی فرمائی بلکہ اپنے اختیار اور رغبت سے بغرض شفاعت امت اور بقاء دین اسلام یہ مصائب گوارا فرمائے اور ثبوت ورود افواج ملائکہ اور جنات آپ کی مدد کیواسطے کتب فریقین سے اور جواب بعض شبہات کا۔

اِنَّ اَکْثَرَ الرِّوَایَاتِ الْمَرْوِیَّةِ فِیْ سِیْرَةِ الْحُسَیْنِؑ وَشَہَادَتِہٖ مِنَ الَّذِیْنَ شَہِدُوا الطَّفَّ وَلَمْ یَکُوْنُوْا مِنْ مُوَالِیْہِ بَلْ مِنْ حِزْبِ اٰلِ اَبِیْ سُفْیَانَ جو سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر روایتین جو حالات جناب امام حسینؑ مین متعلق آپ کی شہادت کی کتابون مین پائے جاتے ہین انہین لوگون سے منقول ہین جو کربلا مین حاضر تھے اور آپ کے پیرو اور دوست نتھے بلکہ گروہ یزید مین داخل تھے اَوْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ فَهُمْ مُتَرَدِّدُوْنَ شَاکُّوْنَ فِیْ اَدْیَانِهِمْ یا اون لوگون سے یہ روایتین منقول ہین جو نہ ادہر تھے نہ اودہر تھے پس یہ لوگ اپنی دین مین خود متردد تھے اور شک مین گرفتار تھے وَمُذَبْذَبُوْنَ بَیْنَ کَوْنِ الْحُسَیْنِؑ عَلَی الْحَقِّ وَاِمَامَ الْخَلْقِ وَبَیْنَ کَوْنِ یَزِیْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ کَذٰلِکَ یہ لوگ دو دلے تھے اور ان کو یہ ثابت نتہا کہ جناب امام حسینؑ حق پر ہین اور امام برحق ہین یا کہ یزید خلیفہ ہے وَبَعْضُهُمْ وَاِنْ کَانُوْا قَدْ عَرَفُوا الْحَقَّ وَلٰکِنَّهُمْ لَمْ یَلْتَزِمُوْا بِهٖ عَلٰی مَاۤ اَوْصَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْۤ اَهْلِ بَیْتِهٖ اور بعض لوگ ایسی بہی تہے کہ اگرچہ حقیقت امام حسینؑ کی ان پر ظاہر تہی مگر دیدہ و دانستہ انہون نے خلاف اُس وصیت جناب رسالتماب کے عمل کیا جو حضرت نے اپنے اہلبیت کے حق مین فرمائی تھی وَاَمَّا الْکُفَّارُ کَالْمَجُوْسِ وَغَیْرِهِمْ فَهُمْ یُنْکِرُوْنَ اَصْلَ الدِّیْنِ یہ تین قسم کے راوی مسلمان تھے رہے کفار مثل مجوس وغیرہ کے اون سے بہی اکثر روایتین منقول ہوئی ہین وہ تو اصل دین اسلام ہی سے منکر ہین وَلَا یَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ ذٰلِکَ الْحَرْبَ مِنَ الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّةِ جِهَادٌ اَمْ دِفَاعٌ کفار تو اسکے معتقد نہین ہین کہ یہ دین کی لڑائی بھی جہاد تہا یا دفاع تہا وَاِنْ کَانَ یَزِیْدُ وَاَتْبَاعُهٗ اَیْضًا کَذٰلِکَ کَمَا ظَهَرَ مِنْ اَقْوَالِہ

وافعالہ بعد تلک الواقعۃ اگرچہ یزید اور پیروان یزید بہی انھین کفار مین داخل تہے۔
چنانچہ انکے قول اور فعل اور حرکات وسکنات جو بعد واقعہ شہادت امام حسین کے ظاہر ہوے
اُسی پر دلالت کرتے ہین من ھدم والاحراق ونھب وقتل المستامنین فی بیت اللہ وحرم
المدینۃ علی مشرفہا الاف التحیۃ والسلام کہودنا اور جلانا اور لوٹنا اور خانہ کعبہ مین پناہ
لینے والون کو خواہ حرم مدینہ منورہ مین پناہ گرفتہ لوگون کو قتل کرنا تحیہ اور سلام خدا کا ہو آنحضرت
جناب پر جنہون نے حرم مدینہ کو بزرگی دے رکہی ہے الغرض یہ سب باتین اُن لوگون کے کفر
پر پوری دلیل ہین دیکہو سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین مین کیسا کچہ لکہدیا ہے وبالجملۃ
فالروایات التی تروی فی المقاتل مع کونہا مختلفۃ العبارات والالفاظ وکونہا
مرویۃ عن ھؤلاء القوم کیف نعول علیہا خلاصہ یہ ہے کہ جو روایتین کتب تاریخ
مین اس قسم کی نقل کی گئی ہین باوجودیکہ الفاظ اور عبارتین بہی اونکی مختلف ہین اور پہر راوی
ایسے دشمن دین جنکا حال اوپر بیان ہو چکا کیونکر ہم انپر اعتماد کرین اعنی الروایات
التی دالۃ علی انحطاط الشان لمولانا وسیدنا الحسین واھل بیت نبیّنا
مراد یہان پر اُن روایتون ہی سے ہے جو انحطاط شان اور کمی مرتبہ صبر وکرامت امام حسین اور اہلبیت آنحضرت پر دلالت کرتی ہین
فانہا من موضوعاتہم المفتریات فلا ینبغی لمسلم ان یعتقدھا صحیحۃ
ان کان یجب عندہ مودۃ القربی یہ روایتین بنائی ہوئین اور محض افترا کی باتین ہین
انھین دشمنون کی کسی مسلمان کو مناسب نہین ہے کہ ایسی روایتون کو صحیح سمجہے بشرطیکہ
دوستی اہل بیت کی اُسکے نزدیک واجب ہو اور اسکو جزء ایمان جانتا ہو ولم یکن من الناصبین
لاھل البیت والقائلین بانہ لم ینتظم للحسین امر بل قتل بسیف جدہ
فض اللہ افواھہم انما قالوا الکلمۃ الکفر اور دشمن اہل بیت مین داخل نہو جو دشمن
خدا یہ کہتے ہین کہ حسین سے امر خلافت کا انتظام نہو سکا اپنے نانا کی تلوار سے مارے
گئے خدا اونکے موتہہ کو توڑے خاک انکے موتہہ مین پڑے جو ایسی کفر کی باتین کرتے ہین
ولما کان من سجایا السلف الی یومنا ھذا انکار المصائب قدیما وانہم
ینکرون تلک الروایات کما ھی مانون بہ اور چونکہ عادت اور خصلت ہماری علماء گذشتہ

بلکہ آج تک کو علماء کی یہی ہی کہ مصائب کا ذکر اور ان روایتوں نے کم و کاست بیان کرتے ہین جسطرح جریھہ
روایتین وارد ہوئی ہین وَقَلَّ مَا یُرْوٰی فِیْهَا عَنِ الْاَئِمَّةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اور کمتر احادیث
مصائب آئمہ علیہم السلام سے مروی ہین فَحَفِظَهَا قَوْمٌ مِّنَ الْمُوَالِیْنَ لِاَهْلِ الْبَیْتِ کَمَا
سَمِعُوْهَا وَ وَعَوْهَا جسطرح یہ روایتین اونہین راویون سے پائی گئین لفظ بلفظ اسکو
پیروان اہل بیت نے بھی یاد کرلیا ہے وَلَمْ یَتَعَرَّضْ اَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ لِتَنْقِیْحِ مَا یَنْبَغِیْ
اَنْ یُنَقَّحَ اور کسی عالم نے جو تنقیح مناسب تھی ان روایات کی نہین فرمائی فَقَدْ رَسَخَتْ
فِیْ اَذْهَانِنَا تِلْکَ الرِّوَایَاتُ بِلَا تَاوِیْلٍ بس ہماری طبیعتون مین یہی روایات جم گئین اور
تاویل انکی معلوم نہوئی اِمَّا لِاَنَّهُمْ لَمْ یَلْتَفِتُوْا اِلَی الْمَفَاسِدِ الَّتِیْ قَدْ حَانَ اَنْ تَظْهَرَ مِنْهَا
یا تو علما نے ان مفاسد کیطرف سے خیال نہ فرمایا جو ان روایتون سے ظاہر ہوا چاہتی ہین
اس زمانہ مین جب دہریت کا زور شور ہوتا جاتا ہے اَوْ لِاَنَّهُمْ لَمْ یَجِدُوْا فِی السَّامِعِیْنَ اَنْ
یَّسْتَنْکِرُوْا مَا قَدْ سَمِعُوْا مِنْ تِلْکَ الرِّوَایَاتِ یا یہ سبب تہا کہ علماء سابقین نے بروقت
ذکر کرنے ان روایات کے سامعین مین کسی ایسی کو نہ پایا جو ان روایات سے انکار کرتے وَاَمَّا
اَنَا فَقَدْ اَضْمَرْتُ فِیْ نَفْسِیْ اَنْ لَّا اَذْکُرَ فِیْ کِتَابِنَا هٰذَا الرِّوَایَةَ اِلَّا اَنْ نُّبَیِّنَ مَا لَهَا وَمَا
عَلَیْهَا لیکن مینے اپنے دلمین پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کتاب مین جو روایت اس قسم کی
لکھون اسکی تاویل بھی کرون اور جو اعتراض اس روایت پر وارد ہوتا ہے اوسکو دفع کردون
اور جو نتیجہ اس روایت سے نکلتا ہے اوسی بھی بیان کردون وَالْاٰنَ فَنَذْکُرُ اَنَّ الْحُسَیْنَ
لَمْ یَکُنْ مَجْبُوْرًا فِیْمَا اَصَابَهٗ اب ہم کہتے ہین کہ جناب امام حسین پر جو مصیبتین گذرین ان مین وہ
مجبور نہین تھے بَلْ کَانَ اللّٰهُ تعم قَدْ جَعَلَهٗ قَادِرًا مُّخْتَارًا وَلِیْ عَلٰی تِلْکَ الدَّعْوٰی مِنَ
الدَّلَائِلِ مَا اُحَدِّثُ لَکَ مِنْهَا ذِکْرًا بلکہ خدا نے انکو قادر و مختار کیا تھا اور میرے
واسطے اس دعوی پر بہت سی دلیلین ہین جنکو اب مین ذکر کرونگا اَمَّا الْاَوَّلُ فَاِنَّ الْعَبْدَ.
لَیْسَ بِمَجْبُوْرٍ فِیْ اَفْعَالِهٖ کَمَا هُوَ مَذْهَبُ اَهْلِ الْحَقِّ پہلی دلیل یہ ہی کہ بندہ اپنے افعال
مین مجبور نہین ہے چنانچہ مذہب حق یہی ہے وَاِلَّا لَکَانَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ ظُلْمًا قَبِیْحًا
تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ورنہ ثواب اور عقاب دونون سے ظلم قبیح لازم

لازم آتا ہے خدا مبرا ہے اور برتر ہے ظلم کرنے سے فَاِذَا کَانَ الْحُسَیْنُ قَادِرًا مُخْتَارًا وَاخْتَارَ
تِلْکَ الشَّہَادَۃَ بِحُسْنِ رَائِہٖ لِمَصَالِحَ قَدْ ظَہَرَتْ مِنْہَا وَتَظْہَرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ پھر
جب حضرت امام حسین قادر ومختار تھے اور اس شہادت کو اپنی عمدہ رای سے گوارا فرمایا تھا
بغرض ان مصلحتون کی جو شہادت سے ظاہر ہوئین اور قیامت تک ظاہر ہوتی جائنگی بَلْ یَزْدَادُ ظُہُوْرُہَا اِلٰی
مَاشَاءَ اللّٰہُ بلکہ ان کرامات کا ظہور بڑہتا جائیگا جبتک مشیت خدا کی جاری ہے فَکَیْفَ
یَجُوْزُ اَنْ یَشْکُوَ وَیَقُوْلَ مَاھُوَ شَانُ الْمُضْطَرِّیْنَ الْمَرْعُوْبِیْنَ وَکَیْفَ یَجْزَعُ وَیَفْزَعُ
پھر کیونکر جائز ہے کہ آپ شکایت کے کلمات کہتے اور ایسی باتین کرتے جو شان مضطر اور
خوف زدہ لوگون کی ہے اور کیونکر نالہ وفریاد بدون کسی ضرورت شرعی کے آپ کر سکتے تھے
فَکُلَّمَا یَرْوُوْنَہٗ مِنْ جَزَعِہٖ وَاضْطِرَابِہٖ فَہُوَ لَیْسَ عَلٰی مَا یَنْبَغِیْ عَدَا مَا اسْتَثْنَیْنَہٗ
پس جتنی باتین بے صبری اور خوف زدہ ہونے کی آپ کی نسبت یہ لوگ بیان کرتے ہین ہرگز
مناسب شان امام حسینؑ کے نہین ہین سوای اُن باتون کے جنکو ہم بے صبری سے جدا ثابت
کردینگے جن کو اور انبیاؑ نے بھی کہا ہے وَالثَّانِیْ اَنَّ الْحُسَیْنَ کَانَ اَشْجَعَ النَّاسِ فِیْ زَمَانِہٖ
وَاَرْبَطَہُمْ جَاْشًا وَاَمْلَاَہُمْ قَلْبًا مِّنَ الشَّجَاعَۃِ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جناب امام حسینؑ اپنے زمانہ
مین فرد یگانہ شجاعت مین تھے شیر دل اور شجاعت سے انکا دل بھرا ہوا تھا حَتّٰی اَنَّہٗ قَدْ رُوِیْنَا فِی
الْاَدْعِیَۃِ الْمَاْثُوْرَۃِ اَنَّ الشَّجَاعَۃَ مِنْ خَوَاصِّہِ الْخَاصَّۃِ یہانتک جو دعائین منقول ائمہؑ
سے ہین اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ شجاعت ایک خاصہ حضرت امام حسینؑ کا تھا فَکَیْفَ یَجُوْزُ اَنْ یَّخَافَ
مَنْ کَانَ فِی الشَّجَاعَۃِ قَدْ بَلَغَ اَقْصَی الْمَدَارِجِ پھر کیونکر وہ شخص خائف وترسان ہو سکتا ہے
جو شخص شجاعت مین اعلی درجہ کو پہونچا ہو ثُمَّ کَیْفَ یُدْعَی الْعَارِفُ بِسِیْرَۃِ الْحُسَیْنِ اَنَّہٗ کَانَ
مَرْعُوْبًا مُضْطَرِبًا فِیْمَا اَصَابَہٗ پھر کیونکر اعتقاد کر سکتا ہے جو شخص حضرت کی سیرت سے آگاہ ہو
کہ آپ خوف زدہ اور مضطرب تھے کَلَّا ثُمَّ لَیْسَ ھٰذَا ظَنَّ الْمُؤْمِنِ فِی الْحُسَیْنِؑ کبھی ایسا
گمان مرد دیندار کو بہ نسبت امام حسینؑ کے نہین ہو سکتا بَلِ الْعَارِفُ بِسِیْرَتِہٖ وَاِنْ کَانَ
غَیْرَ مُؤْمِنٍ اَیْضًا فَاِنَّہٗ لَا یَعْتَقِدُ اَنَّہٗ کَانَ وَجِلًا خَائِفًا کَمَا یَدُلُّ عَلَیْہِ تَوَارِیْخُ الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی
بلکہ جو شخص آپ کے حالات کو جانتا ہے اگرچہ مسلمان نہ بھی ہو وہ بھی اسکا اعتقاد نہین کریگا کہ آپ ڈرتے

سے تھے اور خوف کرتے تھے دیکھو کتب تواریخ یہود و نصاریٰ کو کہ وہ کیا لکھتے ہیں اَلثَّالِثُ اَنَّ
الْحُسَيْنَ ؑ مِنْ بَدْءِ شُعُوْرِهٖ اِلٰى اَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ مَتٰى مَا سَمِعَ مِنْ جَدِّهٖ وَاَبِيْهِ وَاَخِيْهِ
اَنَّهٗ يُقْتَلُ وَيُصِيْبُهٗ مِنَ الْمَصَائِبِ فَرِحَ وَسُرَّ وَزَادَ غَرَامُهٗ فِيْهَا تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت
امام حسین نے ابتدای سن شعور سے تا روز شہادت جب کبھی اپنی نانا اور باپ اور بھائی سے
خواہ اور کسی سے اپنے شہید ہونیکی خبر سنی اور جو مصیبت میں آپ پر گذرنیوالی تھین وہ آپ کی گوش زد
ہوئین خوش ہو جاتے تھے اور دل آپ کا شاد ہو جاتا تھا وَكُتُبُ السِّيَرِ وَالْاَحَادِيْثِ مَشْحُوْنَةٌ
بِهٖ اور کتابین سیر اور احادیث کی اسمضمون سے بھری ہوئی ہین فَمَنْ كَانَ سِيْرَتُهٗ هٰكَذَا
وَيَكُوْنُ مُنْتَظِرًا لِمَا يُصِيْبُهٗ مُدَّةَ عُمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا اُصِيْبَ بِهٖ فَهُوَ يَبْكِيْ وَيَخَافُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ ذٰلِكَ پس جو شخص سیرت اسکی ایسی ہو اور شبانہ روز منتظر اپنی شہادت کا رہتا ہو
جب وہ زمانہ آ لے اور شہادت کے آثار نمایان ہو جائین روی اور فریاد کرے اور ڈری نعوذ باللہ
ایسا نہین ہو سکتا ہے وَاِنَّمَا ذٰلِكَ قَوْلُ الْمُعَانِدِ لِدِيْنِ الْاِسْلَامِ اور یہ قول کہ آپ ڈرتے تھے
اور مضطرب ہو جاتے تھے اوسی بددین کا ہے جو دشمن دین اسلام کا ہے قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ
الْاَسْفَرَائِيْنِيْ لَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ ؑ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بِاَهْلِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ قَاصِدًا اِلَى الْكُوْفَةِ
وَالْعِرَاقِ اَتَتْهُ اَفْوَاجٌ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ملا اسحاق اسفرائنی جو ایک عالم علماء اہل سنت سے
ہین نور العین مین لکھتے ہین کہ جب حضرت امام حسین ؑ اپنی اہل عیال کو لیکر بقصد کوفہ و عراق
مدینہ سے نکلے فوج ملائکہ حضرت کی خدمت مین آئی وَبِاَيْدِيْهِمُ الْحِرَابُ وَهُمْ رُكُوْبٌ عَلٰى
نُجُبِ الْجَنَّةِ ہاتون مین فرشتون کے ہتیار اور آلات حرب تہی اور ناقہای بہشتی پر سوار
تھے فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ وَقَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَيَّدَ جَدَّكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ
اُمُوْرٍ كَثِيْرَةٍ سب فرشتون نے عرض کی اور کہنے لگے کہ اے حسین آپ کی نانا رسول اللہ صلعم
کی خدا تعالے نے مدد بہت سی اوقات مین بہت سی باتون مین فرمائی تھی وَاِنَّ اللّٰهَ تعہ قَدْ اَمَرَنَا
اَنْ نُطِيْعَكَ فِيْ جَمِيْعِ مَا تَاْمُرُنَا بِهٖ اور اب خدا تعالی نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم آپ کی
اطاعت کرین اور جو کچھ آپ ہم کو حکم دین اسکو بجا لائین وَنَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ اِنْ كُنْتَ
تَاْمُرُنَا اَنْ نَسِيْرَ مَعَكَ اِلَى الْكُوْفَةِ وَالْعِرَاقِ وَاَيِّ مَحَلٍّ تُرِيْدُهٗ نَنْصُرُكَ

عَلٰی کُلِّ مَنْ تَعَرَّضَ لَکَ بِسُوْءٍ ہم آپ کی خدمت مین حاضر رہین اگر آپ کا حکم ہو آپ کے
ہمراہ کوفہ اور عراق کو چلین یا جہان آپ جانے کا قصد کرین ہمکو حکم ہے کہ ہم آپ کی نصرت
کرین جو شخص آپ سی بری طرح سے پیش آئے اُسکی ہٹانے اور دور کرنے مین ہم کوشش کرین
وَنُقَاتِلُ مَعَکَ جَمِیْعَ مَنْ قَاتَلَکَ اور ہم لڑین جو شخص آپ سی لڑنیکا ارادہ کرے فَقَالَ لَھُمُ الْحُسَیْنُ
لَاحَاجَۃَ لِیْ بِکُمْ فَاللّٰہُ تَعَالٰی یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ حضرت امام حسین نے فرمایا مجکو تمہاری نصرت
کی کچہ حاجت نہین ہے اور خدا وہی کرتا ہے جو اسکی مشیت مین جاری ہوتا ہے فَقَالُوْا اِنَّ
اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَمَرَنَا اَنْ نُّطِیْعَکَ وَنَرُدَّ عَنْکَ کُلَّ مَا تَخْشَاہُ اون فرشتون نے عرض کی
کہ ہمکو خدا نے حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کرین اور جس چیز سے آپ ڈر گئے ہین اسکو آپ سی ہٹا دین
اور دور کر دین فَقَالَ لَھُمْ لَا سَبِیْلَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ وَلَا عَلٰی قِتَالِیْ حضرت نے فرشتون سی فرمایا
کسی شخص کو مجہپر غالب آنیکی مجال نہین ہے اور نہ کوی سبب ایسا ہی کہ مجہ سے کوئی شخص لڑے
لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ عِنْدِیْ یُوْجِبُ الْقِتَالَ اسلئے کہ مجہ مین کوئی ایسی بات ہی نہین ہے
جسکے سبب سی کوئی شخص میرے دشمنون مین سی مجہسے لڑنیکو واجب سمجھے وَاِنَّمَا اَنَا عَامِدٌ
اِلٰی بُقْعَتِیْ وَحُفْرَتِیْ مین تو عمدًا اور اختیارًا اُس گہر کو جاتا ہون جو ازل سے خدا نے میری
تجویز کیا ہے اور وہی جگہہ میری قبر کی ہے یہ سنکر وہ سب فرشتے پلٹ گئے قُلْتُ وَتِلْکَ الرِّوَایَۃُ
رَوَاھَا شَیْخُنَا الْمُفِیْدُ عَنِ الصَّادِقِ بِاخْتِلَافِ عَنْ اَلْفَاظٍ اَسْقَطَھَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْاَسْفَرَایِنِیْ
اَوْلَمْ تَصِلْ اِلَیْہِ بِتَمَامِھَا مین کہتا ہون اس روایت کو جناب شیخ مفیدؒ نے امام جعفر صادق سی بہی نقل کیا ہی
باختلاف چند الفاظ کے جنکو ملا ابو اسحق نے ساقط کر دیا یا تو کسی غرض خاص سی یا یہ کہ انکو یہ
روایت پوری نہین پہونچی وَھِیَ ھٰذِہٖ اور وہ الفاظ جو امام جعفر صادقؑ نے فرمائے ہین وہ یہ ہین
فَقَالَ لَھُمُ الْمَوْعِدُ حُفْرَتِیْ وَبُقْعَتِیَ الَّتِیْ اُسْتَشْھَدُ فِیْھَا وَھِیَ کَرْبَلَاءُ وَاِذَا وَرَدْتُّھَا فَاْتُوْنِیْ
حضرت امام حسینؑ نے اُن فرشتون سے فرمایا کہ میری وعدہ گاہ وہ جگہہ جہان میری قبر ہے اور
وہ مکان ہے جسمین کہ مین شہید کیا جاؤنگا وہ زمین کربلا ہے وہی مقام نصرت کا ہی جب
مین وہان پہونچون تمکو چاہیے کہ وہان پر حاضر ہو اور اس روایت کی تصدیق روایت کافی کلینی
سے ہم آگے ذکر کرینگے کہ فرشتے آئے مگر دیر مین آئے فَقَالُوْا یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ مُرْنَا نَسْمَعُ

وَنُطِيعُ فَهَلْ تَخْشٰى مِنْ عَدُوٍّ يَّلْقَاكَ فَنَكُوْنَ مَعَكَ فرشتون نے عرض کی ای حجت خدا
آپ ہمکو حکم دیجئے جسکو ہم بسر وچشم بجالائین کیا کسی دشمن سے آپکو خوف ہی کہ راہ مین آپسے
ملیگا اگر ایسا ہو تو ہمارا لشکر آپ کے ہمراہ چلی فَقَالَ ع لَاسَبِيْلَ لَهُمْ عَلَيَّ وَلَا يَلْقَوْنِيْ بِكَرِيْهَةٍ
اَوْ اَصِلَ اِلٰى بُقْعَتِيْ حضرت نے فرمایا کہ ان دشمنون کا خوف مجھپر نہین ہی اور اگر راہ مین وہ
ملیں گے بھی تو کچھ گزند نہین ہونچا سکتے جب تک مین اپنی وعدہ گاہ تک ہونچون ترجمہ حدیث کا تمام
ہوا اَقُوْلُ وَقَدْ ظَهَرَ مِنْهُ اَنَّ الْحُسَيْنَ ع لَمْ يَكُنْ مَجْبُوْرًا وَلَمْ يَكُ خَائِفًا وَّلَا وَجِلًا
مِمَّا يَلْقَاهُ ان دونون روایتون سے دونو باتین ثابت ہوگئین کہ حضرت امام حسین ع نہ تو مجبور
تھے اور نہ خائف وترسان تھے اوس مصیبت وبلا سے جو انکو پہونچنے والی تھی وَاَمَّا مَا يُقَالُ
فِيْ تِلْكَ الرِّوَايَةِ مِنْ اَنَّهَا دَالَّةٌ عَلٰى مَزِيَّةِ شَجَاعَةِ الْحُسَيْنِ ع عَلٰى جَدِّهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ
فَاِنَّهٗ طَلَبَ النُّصْرَةَ مِنَ اللّٰهِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَفْوَاجَ الْمَلٰٓئِكَةِ لِنُصْرَتِهٖ اور
یہ اعتراض جو اس روایت پر کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین ع کی فضیلت لازم آتی ہی جناب رسالتماب ع
پر اسلئی کہ اون جناب نے بارہا طلب نصرت کی اور خدا نے انکی نصرت کیواسطی فوج ملائکہ بھیجی وَرَدُّ الْحُسَيْنِ
اَفْوَاجَ الْمَلٰٓئِكَةِ الَّذِيْنَ قَدْ اَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِيَّاهُمْ لِنُصْرَتِهٖ اور جناب امام حسین نے
افواج ملائکہ کو جنکو خدا نے آپ کی نصرت کیواسطے بھیجا تھا واپس کردی پس انکی شجاعت جناب
رسالتماب کی شجاعت سی زیادہ معلوم ہوتی ہے وَهٰذَا اِنَّمَا يَسْتَحِيْلُ عِنْدَ الْعَقْلِ وَيَاْبَاهُ الشَّرْعُ
اَيْضًا اور یہ بات بنظر عقل کی بھی محال ہے اور شریعت بھی اسکو ناجائز کرتی ہے کسی نبی پر اسکی
وصی اور نائب کو فضیلت نہین ہوسکتی فَنَقُوْلُ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا مَزِيَّةٌ تُفَضِّلُ الْحُسَيْنَ ع
عَلٰى جَدِّهٖ مین کہتا ہون کہ اس بارہ مین کچھ زیادہ فضیلت حضرت امام حسین ع کو اپنے نانا پر نہین
تھی لِاَنَّ جَدَّهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَشَارَ اِلَى الْحُسَيْنِ ع وَاَمَرَهٗ بِكُلِّ مَا يَفْعَلُهٗ اس لئی
کہ خود جناب رسالتماب نی حضرت امام حسین ع کو وصیت فرمای تھی اور جو کچھ آپ کرتے تھے اپنے نانا کی
حکم کی اطاعت سے کرتے تھے وَالْمُطِيْعُ كَيْفَ يُخَالِفُ الْمُطَاعَ اور جو شخص کسی کا مطیع اور فرمانبردار
ہو اپنے مالک اور حاکم کی مخالفت کیونکر کرسکتا ہی فَاِنَّ شَهَادَتَهٗ مِنَ الْمَوَاعِيْدِ الَّتِيْ قَدِ
اسْتَوْثَقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمَ وُلِدَ الْحُسَيْنُ ع اسلئے کہ شہادت آپ کی ان وعدون سے تھی

جواب اعتراض فضیلت حضرت امام حسین ع بر رسول خدا صلعم

یہی جس عہد و پیمان کو جناب رسول خدا نے مستحکم اور مضبوط خدا سے کر لیا تہا اوسی دن سے جب سے حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے بلکہ بعض روایتون مین دیکہا گیا ہے کہ ولادت سے پہلے یہ عہد و پیمان ہو چکا تہا فَاِنْ کَانَ الْحُسَیْنُ یَسْتَعِیْنُ بِاَفْوَاجِ الْمَلَائِکَةِ فَکَیْفَ کَانَ یُسْتَشْهَدُ وَکَیْفَ یُوْفِیْ بِعَهْدِہٖ عَهْدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ جواب اگر جناب امام حسینؑ فوج ملائکہ سے نصرت لیتے کیونکر شہید ہوتے اور کیونکر وہ عہد پورا ہوتا جو عہد جناب رسالتمآب نے خدا سے کیا تہا ثُمَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ ثُمَّ اَتَتْهُ طَائِفَةٌ مِنْ مُؤْمِنِی الْجِنِّ بعد ذکر روایت نزول ملائکہ کے پہر ملا ابو اسحق نے نور العین مین لکہا ہے کہ پہر اسکے بعد خدمت امام حسینؑ مین ایک گروہ جنات کا جو مومنین تہے حاضر ہوئے وَسَاقَ الرِّوَایَةَ کَمَا وَرَدَتْ عَنِ الصَّادِقِؑ ملا ابو اسحاق نے ورود جن کی روایت اسی طور سے نقل کی جسطرح بحار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے وَنَحْنُ نَذْکُرُ اَلْفَاظَهَا عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهَا اَبْلَغُ وَاَتَمُّ مُرَادِ لَنَا ہم اس مقام پر وہ الفاظ اس روایت کے لکہتے ہین جو بحار مین شیخ مفید رہ سے منقول ہین اونہون نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے اسلئے کہ وہ الفاظ پورے ہین اور ہماری تمام اغراض اون سے پوری ہوتی ہین قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَتَتْهُ اَفْوَاجُ مُسْلِمِی الْجِنِّ فَقَالُوْا یَا سَیِّدَنَا نَحْنُ شِیْعَتُکَ وَاَنْصَارُکَ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ فوج مسلمان جنون کی خدمت مین جناب امام حسینؑ کے حاضر ہوئی اور عرض کی جنات نے ای سردار ہمارے ہم سب لوگ آپ کی پیرو ہین اور اپ کے انصار مین داخل ہونے کو حاضر ہوے ہین فَمُرْنَا بِاَمْرِکَ وَمَا تَشَاءُ اب حکم دیجئے آپ ہم کو اور جو کچہ اپ کی خواہش ہو اوس کو ظاہر فرمائیے فَلَوْ اَمَرْتَنَا بِقَتْلِ کُلِّ عَدُوٍّ لَکَ وَاَنْتَ بِمَکَانِکَ لَکَفَیْنَاکَ ذٰلِکَ اگر آپ ہم کو حکم دین کہ اپ کی تمام دشمنون کو ہم قتل کر ڈالین اور آپ اسی جگہہ تشریف رکہتے ہون ہم ہی فقط اس حکم کی تعمیل مین کافی ہین فَجَزَاهُمُ الْحُسَیْنُ خَیْرًا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا تمکو اس حسن عقیدت کی جزای خیر عطا فرمائے اَوَمَا قَرَأْتُمْ کِتَابَ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَ عَلٰی جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِؐ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُشَیَّدَةٍ کیا تم نے وہ قران نہین

پڑہا ہے جو میری نانا رسول اللہ ﷺ پر اوترا ہے اُسمین خدا فرماتا ہے جہان کہین تم ہوگے موت
ضرور تمکو آئیگی اگرچہ تم بلند اور مضبوط برجون مین کیون نہ جا چہپو وَقَالَ سُبحَانَہٗ لَبَرَزَ الَّذِینَ
کُتِبَ عَلَیهِمُ القَتلُ اِلیٰ مَضَاجِعِهِم اور پہر یہی خدانے فرمایا ہے کہ ضرور نکلینگی اپنے
گہرون سے وہ لوگ جن پر قتل یعنی شہید ہوجانا واجب کردیا گیا ہے اور اپنی خوابگاہ کے مقام
مین ضرور پہونچ جائینگے وَاِذَا اَقَمتُ بِمَکَانِی فَبِمَاذَا یُبتَلیٰ هٰذَا الخَلقُ المَتعُوسُ
وَبِمَاذَا یُختَبَرُونَ اگر مین اس مقام پر ٹہرا رہون اور تم میری سب دشمنون کو قتل کرڈالو
پس امتحان اس خلقت خدا کا جو ہلاکت مین گرفتار ہو رہی ہے کس بات سے کیا جائیگا اور
کس چیز سے ان لوگون کا امتحان لیا جائیگا یعنی میری شہادت خدانے ذریعہ امتحان
خلائق گردانا ہے وَمَن ذَا یَکُونُ سَاکِنَ حُفرَتِی بِکَربَلَا اور مین یہان رہون پہر کون
شخص میری قبر مین رہیگا جو کربلا مین بنی ہوئی ہے وَقَدِ اختَارَهَا اللّٰهُ یَومَ دَحیِ الاَرضِ
وَجَعَلَهَا مَعقِلًا لِشِیعَتِنَا وہ کربلا جس کو خدانے تمام زمینون مین اوسی دن پسند کیا تھا
جدن زمین کو پیدا کیا تھا اور اُس کربلا کو ہمارے شیعون کیلیے جائے پناہ مقرر فرمائی
وَیَکُونُ لَهُم اَمَانًا فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَةِ وہ کربلا جو ہمارے شیعون کیواسطے امان
آفات دنیا اور آخرت کی ہے وَلٰکِن تَحضُرُونَ یَومَ السَّبتِ یَومَ عَاشُورَا الَّذِی اُقتَلُ
فِی اٰخِرِهٖ وَلَا یَبقیٰ بَعدِی مَطلُوبٌ مِن اَهلِی وَنَسَبِی وَاِخوَتِی وَاَهلِ بَیتِی
لیکن تمکو چاہیے کہ بروز شنبہ جو عاشورا کا دن ہے اس دن حاضر ہو یا مراد یوم السبت سے
یہ ہے کہ یوم اسائش و آرام مکدرات دنیا سے ہمارے واسطے ہے اوس دن حاضر ہو جس کے آخر روز مین
شہید ہونگا اور بعد میری شہادت کی پہر کوئی شخص جسکی طلب درگاہ الہی مین ہے باقی نرہیگا
میری اہل سے اور میری ہم نسب اور میری بہائی اور میری اہلبیت مین سے جنکی جنکی شہادت
مطلوب ہے کوئی باقی نرہیگا وَیُسَارُ بِرَاسِی اِلیٰ یَزِیدَ لَعنَهُ اللّٰهُ اور میرا سر یزید کے
پاس بہیجا جائیگا فَقَالَت الجِنُّ نَحنُ وَاللّٰهِ یَا حَبِیبَ اللّٰهِ وَابنَ حَبِیبِهٖ لَولَا اَنَّ اَمرَکَ
طَاعَةٌ پس جنات نے عرض کی کہ ہمکو قسم بخدا ای حبیب خدا اور فرزند حبیب خدا اتنا ہی
خیال ہے کہ اگر آپ کا حکم بجالانا طاعت الہی نہوتا وَاَنَّهٗ لَا یَجُوزُ لَنَا مُخَالَفَتُکَ قَتَلنَا جَمِیعَ

أَحَدٌ اِلَيكَ قَبلَ اَن يَصِلُوْا اِلَيكَ اور آپ کے خلاف حکم کرنا ہمکو حرام ہنوتا تو ہم تمام
دشمنون کو آپ کے قتل کرڈالتے قبل اسکے کہ وہ آپ تک پہونچتے اور آپ سے بی ادبی
کرلی فَقَالَ لَهُم نَحنُ وَاللہِ اَقدَرُ عَلَيهِم مِنكُم حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدا ہمکو تم سے
زیادہ اسپنے دشمنون کے ہلاک کرنے پر قدرت ہے وَلٰکِن لِيَهلِكَ مَن هَلَكَ
عَن بَيِّنَةٍ وَيَحيٰى مَن حَىَّ عَن بَيِّنَةٍ مگر ہم صبر اس واسطے کرتے ہین تاکہ جو شخص ہلاکت
دنیا اور اخرت مین گرفتار ہو جاوے یا مر جاوے حجت خدا اُس پر بھی تمام ہو جاوی اور جو
زندہ رہے اوسپر بہی حجت پوری پوری ظاہر ہو جاوے حدیث تمام ہوئی اَقُولُ اَمَّا
قَولُهٗ عَلَيهِ السَّلَامُ اِنِّی اِذَا لَم اُقتَل اِلَى اٰخِرِهٖ مین کہتا ہون کہ یہ جو حضرت
نے فرمایا کہ اگر میری شہادت ہنوگی تو یہ خلائق جو تباہ کار ہے اسکا امتحان
کیونکر ہوگا فَالمُرَادُ بِالاِختِبَارِ لَيسَ اِختِبَارُ حِزبِ اٰلِ مَروَانَ وَاَولِيَاءِ الشَّيطَانِ
الَّذِينَ قَتَلُوهُ وَسَلَبُوهُ فَقَط پس مراد اس امتحان سے فقط امتحان بنی امیہ
اور پیروان شیطان کا جنہون نے آپ کو قتل کیا اور لوٹنے وغیرہ کی بدعت کی انہین
کا امتحان فقط منظور نہین بَلِ الاِختِبَارُ العَامُّ لِجَمِيعِ الاُمَّةِ اِلَى يَومِ القِيَامِ
بلکہ مراد حضرت کی امتحان عام تمامی امت سے قیامت تک ہے بِدَلِيلِ قَولِهٖ
جَعَلَهَا اللہُ مَعقِلًا لِشِيعَتِنَا وَيَكُونُ لَهُم اَمَانًا فِى الدُّنيَا وَالاٰخِرَةِ اس
پر دلیل وہی ہے جواب سے فرمایا کہ ہماری کربلا کو خدا نے جای پناہ ہمارے دوستون
کے کردیا ہے اور امان دنیا اور اخرت انکے واسطے اسی مین ہے اَلَا تَرىٰ اِنَّ المُبغِضِينَ
لَهٗ وَلِاَولِيَائِهٖ كَائِنِينَ مَن كَانُوا فِى كُلِّ عَصرٍ وَاَوَانٍ كَيفَ يَستَهزِءُونَ بِنَا
الزَّائِرِينَ وَاِذَا نَحنُ نَذكُرُ مَصَائِبَهٗ وَنَتَعَزّٰى بِعَزَائِهٖ کیا نہین دیکھتے ہو کہ
دشمن اُس جناب کے اور دشمن آپ کی دوستون کی کوئی کیون ہنو ہر زمانہ مین اور ہر وقت
کیسی خندہ زنی کرتے ہین ہمپر جب ہم زیارت کربلا کو جاوین یا مصائب جناب سید الشہدا
کو بیان کرین اور عزاداری اس جناب کی عمل مین لاوین بَل بَعضُهُم بِمَثَابَةٍ مِنَ التَّعَصُّبِ
يُحَاوِلُونَ اَن يُقَاتِلُونَا فَيَقتُلُونَ اَنفُسَنَا بلکہ بعضون کو تو اسدرجہ کا تعصب ہے

جنکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم سے لڑین اور زیارت کو جانے پر یا عزاداری کرنے پر ہمکو قتل کرین وَاِنْ لَمْ یَسْتَطِیْعُوْا ذٰلِکَ لَمْ یَدَعُوْا اَذِلَّۃً وَلَا ھَوَانًا اِلَّا اَصَابُوْنَ بِہٖ لِکَوْنِنَا مَوَالِیْنَ لَکَ اور اگر ہمارے قتل پر قادر نہون پھر اون کا یہ ارادہ ہوتا ہے کوئی ذلت اور رسوائی باقی نرہجاوے جو ہم دوستداران اہل بیت کو نہ پہونچائین فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی صَبْرًا یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ پس خدا سے ہم شکایت کرتے ہین صبر کیجئے ای اباعبداللہ الحسین فَاِنَّکَ وَلَوْ قَاسَیْتَ الْاَحْزَانَ وَصَبَرْتَ عَلٰی مُصَابِکَ حَقَّ الْاِصْطِبَارِ اسلیے کہ اگرچہ آپ نے بڑی بڑے رنج اُٹھائے اور بڑی بڑی ایذائین آپ کو پہونچین اور اپنی مصیبتون پر اُتنا ہی صبر کیا جو حق صبر کرنیکا تھا وَلٰکِنْ لَمْ تَخْرُجْ ضَغَائِنُ قُلُوْبِ اَعْدَائِکَ اِلَی الْاٰنَ لیکن جو کینہ آپ کے دشمنون کے دلون مین پڑ گئے ہین باوجود اسقدر ایذا دہی کے ابھی تک اُن کے دلون سے نہین نکلی فَنَحْنُ اَیْضًا صَابِرُوْنَ عَلٰی مَا یَاتُوْنَ بِہٖ اِلَیْنَا پس ہم لوگ بھی آپ ہی کی پیرو ہین صبر کرتی ہین جو کچھ دشمنان دین کے ہاتھ سے ہمکو پہونچے بَاکُوْنَ عَلٰی مَصَائِبِکُمْ لَا عَلٰی مَصَائِبِنَا ہم تو ہمیشہ آپہی کی مصیبت پر روئینگے اور ہم جو مصیبت کہ دیکھینگے آپ کی پیروی و محبت مین اُسپر ہرگز نروئینگے بلکہ خوش ہونگے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلِمَنْ یَرْضٰی بِاَفْعَالِنَا ذٰلِکَ الْعَزَاءَ مَنْزِلًا کَرِیْمًا عِنْدَکَ تَجْمَعُنَا فِیْہِ مَعَ اَوْلِیَائِکَ الْمَعْصُوْمِیْنَ خداوندا ہماری واسطے اور جو شخص ہماری اس عزاداری پر راضی ہو اور ہمارا ساتھ دے اُسکے واسطے بھی ایسا بزرگ مقام اپنی جوار رحمت مین تجویز کر دے جسمین ہم یکجا ہو جائین ہمراہ تیرے اولیاء معصومین کے صلوات اللہ علیہم اجمعین

باب ششم توجیہ کلام حضرت کی جو آپ نے جنون سے فرمایا کہ ہم اپنے دشمنون کے ہلاک کرنے پر تم سے زیادہ قادر ہین

اِنَّمَا قَالَ الْحُسَیْنُ ع نَحْنُ اَقْدَرُ عَلَیْھِمْ مِنْکُمْ تَشْبِیْھًا لَھُمْ بِمَا وَرَدَ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ فِیْ سُوْرَۃِ سَبَا حضرت امام حسینؑ نے یہ جو لشکر جن سے ارشاد فرمایا کہ ہمکو اپنے دشمنون کے قتل کرنے پر تمسے زیادہ قدرت ہے اسمین مشابہت پیدا ہوتی ہے اوس قصہ سے جو خدا نے قران مجید کی سورہ سبا مین

ارشاد فرمایا ہے لَمَّا ذَکَرَ سُبْحَانَہٗ مِنْ اَمْرِ بِلْقِیْسَ وَاَخْبَارِ الْھُدْھُدِ بِقَوْلِہٖ
وَلَھَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ جب خدا نے ذکر کیا قصہ جناب بلقیس کا اور ہدہد کی خبر ہی کہ
بلقیس کے پاس ایک تخت بہت بڑا ہے ثُمَّ ذَکَرَ قَوْلَ سُلَیْمَانَ اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ
بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ بعد اسکے قول حضرت سلیمان کا نقل فرمایا کہ آپ نے
حاضرین دربار سے ارشاد کیا کہ تم مین کوئی ایسا ہے جو اس تخت کو اوٹھا لائے قبل
اسکے کہ وہ لوگ میرے مطیع ہوکر حاضر ہون قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْکَ قَبْلَ
اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ ایک جنیث جن نے کہا کہ مین اس تخت کو اتنا جلد لاؤنگا کہ آپ
بہی دربار کو برخاست کرکے اپنی مسند خلافت سے اوٹھنے نہ ہونگے فَلَمَّا کَانَ قَوْلُ
الْعِفْرِیْتِ مُشْتَمِلًا عَلٰی دَعْوٰی عَظِیْمَۃٍ یَفْتَخِرُ بِھَا عَلٰی بَنِیْ اٰدَمَ چونکہ دعوی اس خبیث
کا بہت بڑا تہا جس سے بنی آدم پر اسکو فخر کرنا منظور تہا وَلَا یَرْضَی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَنْ یُّوْقِرَ
بَنِی الْجَانِّ عَلٰی اَشْرَفِ مَخْلُوْقَاتِہٖ اَعْنِیْ بَنِیْ اٰدَمَ اور خدا کو یہ بات پسند نہین تہی کہ جنات کو صاحب
توقیر اور فضیلت اتنا کرے کہ انسان سے انکی عزت بڑہجائے فَلِھٰذَا لَمْ
یَتَمَالَکْ اٰصَفُ بْنُ بَرْخِیَا عَلٰی مَا حَکَاہُ سُبْحَانَہٗ اسی سبب سے جناب آصف
بن برخیا کو ضبط نہ باقی رہا اور اوٹھے جیسا قرآن مین خدا ارشاد فرماتا ہے وَقَالَ
الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ اور کہا اس
شخص نے جسکو تہوڑا سا علم کتاب کا حاصل تہا یعنی ایک اسم اعظم معلوم تہا مین اس
تخت کو اتنا جلد لاؤنگا کہ آپکی پلک نہ جہپکنے پائیگی فَلَمَّا لَمْ یَرْضَ اٰصَفُ بْنُ بَرْخِیَا
مِنْ تَفَوُّقِ الْجِنِّ عَلٰی نَفْسِہٖ فَکَیْفَ یَرْضٰی بِہٖ الْحُسَیْنُ جسوقت حضرت
آصف بن برخیا وصی سلیمان علیہ السلام اس جن کی اپنے اوپر فائق ہونے سے راضی نہوے
پس جناب امام حسین جنون کی فضیلت سے اپنے اوپر کیونکر راضی ہو سکتی تہے اِذْھُوَ
ثَمَرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ اَفْضَلُ الْبَرِیَّۃِ اسواسطیکہ وہ جناب فرزند اس
رسول کے تہے جو تمامی مخلوقات سے افضل ہین وَ ابْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ الَّذِیْ
قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْہِ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ

عِلْمُ الْكِتَابِ اور بیٹے اُس علی بن ابیطالب کے ہین جن کی شان ہین خدا نے قرآن مین
فرمایا کہ کہدو اے محمدؐ کافرون سے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین
گواہی دینے کو خدا کافی ہے اور وہ دوست خدا کا جسکو تمام علم کتاب یعنی علم
لوح محفوظ کا حاصل ہے کَمَا هُوَ مَرْوِيٌّ فِي التَّفَاسِيْرِ چنانچہ تفسیر فریقین مین
اس آیہ کا شان نزول جناب امیر کی شان مین ہے اگرچہ بعض مفسرین اہل سنت
نے اس آیہ سے حضرت جبرئیل کو بھی مراد لیا ہے فَاِنَّ اٰصَفَ بْنَ بَرْخِيَا كَانَ عِنْدَهٗ
عِلْمٌ مِّنْ بَعْضِ الْكِتَابِ وَهُوَ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ الَّذِيْ بِهٖ يَتَصَرَّفُ الْعَالِمُ بِهٖ فِي
طَيِّ الْاَرْضِ یعنی وہ اسم اعظم انکو دیا تہا اسلیے کہ جناب آصف بن برخیا کو بعض علم کتاب تہا جسکا جاننے والا طے
الارض کا معجزہ کر سکتا ہے وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ كُلَّ عِلْمٍ وَّكُلَّ
فَضْلٍ فَكَيْفَ يَرْضَى الْحُسَيْنُ بِشَيْءٍ بَنَاهُ وَهُنَّ لِبَنِيْ اٰدَمَ اور علی ابن ابیطالب
مین خدا نے ہر ایک چیز کا علم اور ہر قسم کی فضیلت جمع کر دی تہی پہر کیونکر راضی ہوتے
اس کلام کو سنکر حضرت امام حسین علیہ السلام جسمین شکستگی بنی آدم کی پیدا
پیدا ہوتی تہی وَلَا يَرْضَى فِيْهِ وَهُنَّ لَهٗ وَلِاَبِيْهِ اور نیز خود جناب امام حسین اور انکی پدر بزرگوار کی
بہی اسمین کسر شان لازم آتی تہی فَكَاَنَّهٗ اَرَادَ بِمَا لَمْ يَرْضَ وَصِيُّ سُلَيْمَانَ اَنْ يَّفْتَخِرَ عَلَيْهِ
اَحَدٌ مِّنَ الْجِنِّ فَكَيْفَ يَرْضٰى وَصِيُّ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى الَّذِيْ هُوَ اَفْضَلُ
الْاَنْبِيَاءِ وَوَصِيُّهٗ اَفْضَلُ الْاَوْصِيَاءِ پس گویا جناب امام حسین نے اپنے زیادہ
قادر ہونیسے یہ مراد لی کہ ہرگاہ وصی سلیمان راضی نہوئے اسبات پر کہ جن آپ کے سامنے
اپنا فخر ظاہر کرے پہر کیونکر راضی ہو سکتے ہین وصی محمد مصطفیٰ جو تمامی انبیا پر افضل ہین
پس اُن کے وصی تمام اوصیا پر فضیلت رکہتے ہین اَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَفْوَاجِ
الْجِنِّ وَلٰكِنْ تَحْضُرُوْا يَوْمَ السَّبْتِ وَهُوَ يَوْمُ عَاشُوْرَا فَيُصَدِّقُ فِيْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ
اَبُوْ اِسْحَاقَ اَنَّهُمْ حَضَرُوْا الطَّفَّ كَمَا اَمَرَهُمُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لیکن قول اُس جناب کا گروہ جن سے کہ یوم سبت بروز عاشورا
تمکو حاضر ہونا چاہیے اسکی تصدیق ملا ابو اسحق کی روایت سے ہوتی ہے

ہوتی ہے کہ وہ لوگ بموجب حکم آپ کے کربلا مین حاضر ہوئے تہی چنانچہ ہم اس کو باب آئندہ مین لکھینگے اب ہم اُن اسباب کو بیان کرین جنکی وجہ سی جناب امام حسینؑ نے افواج ملائکہ اور جن کو آخر وقت عصر عاشورا مین طلب فرمایا تھا ٭

باب ہفتم اُن اسباب کا بیان جنکی وجہ سے نصرت ملائکہ اور جن حضرت نے منظور نہین فرمائی اونکو آخر روز عاشورا مین طلب فرمایا

اَمَّا تَخْصِیْصُ اِحْضَارِ الْجِنِّ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ فِیْ اٰخِرِ یَوْمِ عَاشُوْرَا کَمَا اَمَرَ بِہٖ الْحُسَیْنُ فَعِنْدِیْ لَہٗ وُجُوْہٌ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ رہی یہ بات کہ جناب امام حسینؑ نے فوج ملائکہ اور جن کو آخر روز عاشورا مین جو وقت آپ کی شہادت کا تہا طلب فرمایا اس طلب کرنے کے میرے نزدیک چند سبب تہے اور خدا بہتر جانتا ہے مین اپنے گمان مین یہی اسباب سمجہہ رہا ہون اَمَّا اَوَّلًا فَاِنَّھُمْ اِنْ حَضَرُوْا فِیْ اَوَّلِ الْیَوْمِ اَوْ وَسَطِہٖ وَ کَانُوْا مُرِیْدِیْنَ لِنُصْرَتِہٖ پہلا سبب یہ تہا کہ فوج ملائکہ اور جن اگر اول روز عاشورا یا وسط روز مین حاضر ہوتی اور ارادہ آنکا حضرت کی نصرت کا تہا وَکَانَ یَبْرُزُ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَیُقْتَلُ وَیُسْتَشْھَدُ اور کیفیت روز عاشورا کی صبح سے دوپہر تک یہ تہی کہ ایک ایک شخص آپ کی اصحاب اور اہل بیت سے میدان جنگ مین لڑنے جاتا تہا اور شہید ہوتا تہا وَکَانَتِ الْاَطْفَالُ یَبْکُوْنَ وَ یُوَلْوِلُوْنَ وَیَبْلُغُ اَصْوَاتُھُمْ وَاسْتِغَاثَتُھُمْ اِلٰی ذُرْوَۃِ السَّمَآءِ اطفال خورد سال کی یہ کیفیت تہی کہ رو رہے تہے اور خروش اُنکے رونیکا خیمہ گاہ مین برپا تہا اور فریاد العطش آسمان تک جاتی تہی وَفِیْ اَیْدِیْھِمُ الْقِرَبُ وَالْاَوَانِیْ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لِکُلِّ مَنْ یَبْرُزُ اِئْتِنِیْ بِشَرْبَۃٍ مِنَ الْمَآءِ وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ اَنَا اٰتِیْکُمْ بِہٖ اِنْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہاتون مین چہوٹی چہوٹی مشکین سوکھی ہوئی اور خالی برتن لیے ہوئے کہڑے تہے اور جو شخص میدان جنگ کی طرف جاتا تہا اس سے کس منت اور عاجزی سے درخواست کرتے تہے کہ ہمارے واسطے تہوڑا سا پانی لیتے آنا وہ مجاہد سعادتمند یہ سنکر تڑپ جاتا تہا اور رو دیتا تہا اور کہتا تہا کہ انشاءاللہ اگر مین زندہ پہرا تو ضرور

ضرور پانی لیکر آونگا وَالْحُسَیْنُ یَنْظُرُ اِلٰی مَا یَجْرِیْ عَلَیْهِ وَیَقُوْلُ وَا قِلَّةَ نَاصِرَاهُ
اور حضرت امام حسین دیکھہ رہے تھے جو کچھ انپر گذرتی تہی اور فرماتے تھے افسوس ہے
کہ ہمارے انصار کم ہین وَمَرَّۃً یَقُوْلُ وَاغَوْثَاهُ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا هَلْ
مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنَّا هَلْ مِنْ رَاحِمٍ یَرْحَمُ عَلٰی اَهْلِبَیْتِ الرَّسُوْلِ اور کبھی فرماتے
تھے کہ افسوس ہے کہ اسوقت کوئی فریادرس نہین ہی کوئی ایسا بھی ہے جو اسوقت ہماری
نصرت کرے کوئی ایسا بھی ہے کہ ان اذیتون کو ہم سے دفع کرے کوئی ایسا بھی ہے
جسکو اہلبیت رسول پر رحم آئے هَلْ مِنْ مُسْلِمٍ یَسْقِیْنَا شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ
نَشِفَتْ اَکْبَادُنَا مِنْ شِدَّۃِ الظَّمَاءِ کوئی مسلمان بھی اب باقی ہے جو ہمکو تہوڑا سا
پانی پلائے کہ اب تو شدت تشنگی سے ہماری جگر خشک ہو گئے ہین وَکُلُّ ذٰلِكَ لَمْ یَکُنْ
اِلْحَاحًا وَّلَا اِکْبَابًا اور یہ سب باتین جو آپ فرماتے تہے بنظر الحاح و احتیاج اور
گڑ گڑی کے نعوذ باللہ نہ تہین قدرت تھی کہ اگر زمین پر پانون مار دیتے اُسی جگہہ چشمہ
جاری ہو جاتا بَلْ کَانَ اِتْمَامًا لِلْحُجَّةِ وَاِشْهَادًا لِلّٰهِ تع وَوَصِیَّةً عَنْ جَدِّهٖ بلکہ محض بنظر
اتمام حجت یہ کلمہ آپ ارشاد فرماتے تھے اور خدا کو مظالم امت پر گواہ کرتے تہے اور
وصیت اپنے نانا کی بجا لاتے تہے کیا خوب ایک مداح اہلبیت نے نظم کیا ہے رحمت خدا کی
اُسپر ہو سے حسین اور طلب آب ای معاذ اللہ ٭ تمام کرتی تہے حجت سوال آب نہا ٭ فَاِنْ حَضَرَ
اَفْوَاجُ الْمَلٰئِکَةِ وَالْجِنِّ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ کَیْفَ یَسُوْغُ لَهٗ تِلْكَ الْاِسْتِغَاثَةُ
اگر اسوقت فوج ملائکہ اور جن حاضر ہوتی یہ استغاثہ کرنا حضرت کا کیونکر صحیح و درست ہوتا
وَکَیْفَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَا جَبَّارُ یَا مُنْتَقِمُ اِنَّ عَبْدَكَ الْحُسَیْنَ عَم قَدِ اسْتَغَاثَ
فَلَمْ یَسْتَغِیْثُوْهُ وَاسْتَرْحَمَ فَلَمْ یَرْحَمُوْهُ فَلَا یَتِمُّ الْحُجَّةُ عِنْدَ اللّٰهِ تع یَوْمَ الْحَشْرِ
اور کیونکر بروز قیامت آپ شکایت بحضور پروردگار کر سکتے کہ ای جبار ای منتقم حقیقی تیرے
بندہ فرمانبردار حسین نے انسے فریاد کی پس فریاد کو نہین پہونچے اور ان سنے نرم دلی
اپنے حال پر طلب کی پس ان اشقیا کو رحم نہ آیا اور جب آپ یہ شکایت نکر سکتے تو اتمام
حجت بروز حشر نہوتا اَلثَّانِیْ اِنَّ الْاَصْحَابَ وَالْاَقْرِبَاءَ الَّذِیْنَ اسْتُشْهِدُوْا مَعَهٗ

اِنْ کَانُوْا اَحْیَاءً وَیَاْتِیْہِمْ نُصْرَۃٌ مِنْ اَفْوَاجِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْجِنِّ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ
اصحاب و اہلبیت جناب کے ہمراہ شہید ہوئے اگر زندہ ہوتے اور انکی حالت حیات میں فوج
ملائکہ اور جن کی آمد ہوتی فَاِنَّہُمْ وَاِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ مُطِیْعِیْنَ لِاَمْرِہٖ وَلٰکِنَّہُمْ لَمْ
یَکُوْنُوْا مَعْصُوْمِیْنَ وَلَا حُجَجَ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ پس وہ شہدا اگرچہ وہ مومن کامل
تھے اور حکم امام کے بدل و جان فرمانبردار تھے مگر معصوم نہیں اور حجت خدا میں داخل نہیں تھے
بشریت اونپر غالب تھی فَعَسٰی اَنْ یَسْئَلُوا الْحُسَیْنَ اَنَّکَ قَدْ طَلَبْتَ النُّصْرَۃَ مِنْ بِلَادٍ
مُخْتَلِفَۃٍ کَالْبَصْرَۃِ وَالْیَمَنِ وَالْغَاضِرِیَّۃِ وَغَیْرِہَا شاید بمقتضای بشریت وہ لوگ حضرت سے
کہہ بیٹھتے کہ آپ نے نصرت مختلف مقامات سے طلب فرمائی تھی مثل بصرہ اور یمن اور غاضریہ وغیرہ
کے وَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْاٰنَ وَاَیَّدَکَ بِالنَّصْرِ فَاَرْسَلَ اِلَیْکَ عَسْکَرَ الْجِنِّ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ
فَخُذْہُمْ اَنْصَارَکَ وَقَاتِلِ الْکُفَّارَ وَاَحْرِزْ مِنْہُمْ عَنْ اٰخِرِہِمْ خدا نے آپ پر نظر بخشش
کرکے اب اسوقت آپ کی تائید فرمائی ہے کہ لشکر ملائکہ اور جن کو آپ کی نصرت کیواسطے
بھیجا ہے اب آپ انکو اپنے انصار میں داخل کرکے کفار بدکردار سے لڑیں اور ان سب
کو شکست فاش دیں فَاِنْ اَجَابَ الْحُسَیْنُ مَسْئَلَتَہُمْ فَلَا یَفُوْزُ بِتِلْکَ الشَّہَادَۃِ
الْعُظْمٰی الَّتِیْ اَشَارَ اِلَیْہَا بِقَوْلِہٖ لِاَفْوَاجِ الْجِنِّ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ الخ پھر اگر
جناب امام حسینؑ بموجب درخواست اپنے اصحاب و اہلبیت کے نصرت ملائکہ اور
جن کو منظور کر لیتے اس درجہ شہادت عظمی کو نہ پہونچتے جسکی طرف آپنے لشکر جن کی
طرف خطاب کرکے آیہ قرآنی کی تلاوت فرمائے تھے کہ مجھپر شہید ہوجانا خدا نے واجب
کردیا ہے وَمَعَ ذٰلِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ صَبِیْحَۃِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ لَقَدْ نَعَی الْحُسَیْنَ فِی
الْمَنَامِ وَقَالَ یَا بُنَیَّ اِنَّکَ تَاْتِیْنِیْ الْیَوْمَ بَعْدَ الْعَصْرِ اور اسکی علاوہ صبح
عاشورا کو جناب رسول خدا نے خواب میں حضرت امام حسین کو خبر دی تھی کہ اے فرزند
آج بعد عصر کے تم ہمارے پاس پہونچ جاؤ گے وَکَانَ حَاضِرًا فِی الطَّفِّ یَرَاہُ الشُّہَدَاءُ
حِیْنَ احْتِضَارِہِمْ وَیَقُوْلُوْنَ لِلْحُسَیْنِ ہٰذَا جَدُّکَ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰی اور جناب سرور
کائنات میدان کربلا میں موجود تھے کہ شہدا انکو بوقت احتضار کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ

کہ اے حسین یہ آپ کے نانا رسولخدا محمد مصطفےٰ تشریف رکھتے ہیں وفی یدہٖ ماء
ومن کاسٍ الاوفیٰ ویقول لک العجل العجل فانا مشتاقون الیک اور آپ کیواسطے
جام پر آب لئے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ای حسین جلدی آؤ ہم تمہارے مشتاق ہیں هذا
وان لم یقبل الحسین مسئلۃ اصحابہ فی ذلک فعسیٰ بعضهم ان یکرهوا
شیئاً وهو خیر لهم یہ بات تو اسوقت تھی جب کہ آپ اپنے اصحاب کا کہنا مان لیتے اور اگر
آپ انکا کہنا اور انکی درخواست منظور نکرتے شاید کہ وہ بات ناگوار ہوتی جو انکی حق میں بہتر تھی
اور سبیل ہو جاتے انما الامر الی اللہ ورسولہ والامام المفترض بالطاعۃ حکم
وہی ہے جو خدا اور رسول اور امام واجب الطاعۃ صادر فرماتے ہیں اور عقل بشری انکی مصلحتون
کو نہیں پہونچ سکتے الثالث ان الحسین ع کان مجاهداً فی سبیل اللہ وافواج
الملائکۃ والجن ایضاً من جملۃ المسلمین اور تیسرا سبب یہ ہے کہ جناب امام حسین
مجاہد فے سبیل اللہ تھے جو مسلمانون کے جماعت سے ہوا ہوتا ہے اور جن اور ملائکہ ان پر
بھی حکم مسلمانون کا جاری تھا فان حضروا وقد قامت الحرب باوزارها یجب
علی الامام الحکم علیهم بالجهاد من اعداء الدین لنصرۃ الاسلام پس اگر جن اور
ملائکہ اسوقت آتے جب لڑائی کا بازار گرم تھا واجب ہو جاتا امام پر کہ ان کو اعداء دین سے
لڑنے کا حکم دین واسطے نصرت اسلام کے هذا اما کان علی ظاهر الشریعۃ یہ وجوب
حکم وہی بنظر ظاہر شریعت کے تھا واما حکم الباطن فی تلک الواقعۃ فهو غیر هذا الحکم
کما کان لبعض من تقدم من الامم السابقۃ لیکن حکم باطنی حضرت کا مخالف
اس حکم ظاہری کے تھا جس طرح اور بعض امتہای سابقہ پر بھی ہو چکا ہے فالحسین
علیہ السلام مع اصحابہ کان مأموراً بتلک العبادۃ وهی ان یعرض نفسہ للقتل
پس جناب امام حسین مع اصحاب کے محکوم اس عبادت پر تھے کہ اپنے نفس کو فدا کرین اور
شہادت حاصل کرین فلهذا امر افواج الملائکۃ والجن ان یحضروا فی
الطف بعد العصر وهو زمان قریب من زمان شهادتہ وظهور الامر
علی الظاهر اسواسطے حضرت نے فوج ملائکہ اور جن کو حکم دیا کہ وہ لوگ کربلا میں بعد عصر

کے آئین جو زمانہ قریب زمانہ شہادت حضرت سے کے تھا اور شکست ظاہری آپ کو
ہو چکی تھی وَیُؤَیِّدُ ذٰلِکَ مَا رَوَاہُ اَبُو اِسْحٰقَ فِی نُوْرِ الْعَیْنِ حَیْثُ قَالَ اور اسی کی تائید
وہ روایت کرتی ہے جسکو ملا ابو اسحاق نے کتاب نور العین مین لکھا ہے چنانچہ
کہتے ہین وَرُوِیَ عَنِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی یَقُوْلُ
لَمَّا الْتَقَی الْحُسَیْنُ وَعَسْکَرُ بْنُ سَعْدٍ روایت کی ہے جناب صادق رضی اللہ عنہ
سے وہ فرماتے تھے کہ مین نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہی کہتے تھے کہ جب جناب
امام حسینؑ اور لشکر ابن سعد کا مقابلہ ہوا وَقَامَ الْحَرْبُ بَیْنَہُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ النَّصْرَ حَتّٰی
رَفْرَفَ عَلٰی رَاْسِ الْحُسَیْنِ" اور لڑائی دونون لشکرون مین شروع ہوئی تو خدای
تعالی نے نصرت کو مجسم کرکے نازل فرمایا تا اینکہ سر اقدس جناب امام حسین پر سایہ
افگن ہوئی جیسے کوئی پرندہ بروقت زمین پر اوترنے کے اپنے بال و پر اسطرح جیسے ڈھیلے
کرکے ہلاتا ہی گویا اب گرا چاہتا ہے وہی صورت نصرت کی اسوقت تھی ثُمَّ خُیِّرَ
بَیْنَ النُّصْرَۃِ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَبَیْنَ لِقَاءِ رَبِّہٖ بعد اسکے خدائی اس جناب کو اختیار
دیا تھا کہ تم مختار ہو چاہو اپنے دشمنون پر فتحیابی اختیار کرو اور چاہو ملاقات اپنے
پرورد گار کی اختیار کرو فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّہٖ عَلَی النُّصْرَۃِ عَلٰی اَعْدَائِہٖ حضرت نے
ملاقات پروردگار کو ترجیح دیا اپنے دشمنون کے مغلوب ہونے پر وَرَوَاھَا
السَّیِّدُ رح عَنِ التَّرْسِیِّ عَنْ کِتَابِہِ الْمُسَمّٰی بِمَعَالِمِ الدِّیْنِ اسی روایت کو جناب
سید ابن طاؤس نے ترسی سے روایت کی ہے کہ انہون نے اپنی کتاب معالم الدین مین
روایت کی ہے وَالرَّابِعُ لَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِظْہَارَ فَضِیْلَۃِ الْحُسَیْنِ وَالشُّہَدَاءِ
الَّذِیْنَ مَعَہٗ عَلٰی سَائِرِ الشُّہَدَاءِ کَمَا تَعْلَمُ فَاِنَّ شَہَادَتَہٗ کَانَتْ عَیْنَ شَہَادَۃِ
النَّبِیِّ" چوتھا سبب یہ ہے چونکہ خداوند عالم کو منظور تھا کہ فضیلت حضرت امام حسینؑ کی مع
شہدائے کربلا سب شہیدون پر باقی رہے اس لئی کہ شہادت اس جناب کی عین شہادت
جناب رسالتمآب کی تھی کَمَا اَثْبَتَ ذٰلِکَ بَعْضُ عُلَمَاءِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَبَیَّنَہٗ فِیْ سِرِّ
الشَّہَادَتَیْنِ چنانچہ اس بات کو بعض علماء اہل سنت نے ثابت کیا ہے اور شاہ عبد العزیز نے

چوتھا سبب

کتاب سر الشہادتین مین اسکو تفصیل بیان کیا ہے وَکَانَ مِنْ مَصَالِحِ
ذٰلِکَ الْعَزَاءِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اور منجملہ مصلحتہاے الٰہی کے یہ بہی تہا کہ ارواحِ
شہداے کربلا کو قیامت تک خدا باقی رکہے وَیَبْکِیْ عَلَیْہِمْ کُلُّ مَنْ خَلَقَہُ اللّٰہُ
سُبْحَانَہٗ مِنَ الشَّجَرِ وَالْحَجَرِ وَالْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰئِکَۃِ مُخْلِصِیْنَ
فِیْ ذٰلِکَ الْعَزَاءِ اور تمامی مخلوقات خدا اونکی مصیبت پر روے درخت اور پتہر اور زمین
وآسمان اور آدمی اور جن اور فرشتے اور ان سب کا رونا خالص اونہین بزرگوارون کی مصیبت
پر ہو جن کو خدا اسنے اور شہدا پر فضیلت دی ہے وَلِہٰذَا قَدْ کَانَ الْحُسَیْنُ مَحْکُوْمًا
مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ اَنْ لَّا یُشْرِکَ فِیْ تِلْکَ الْفَضِیْلَۃِ الْجِنَّ وَالْمَلٰئِکَۃَ اسیواسطے جناب امام حسینؑ
کو حکم خدا یہ تہا کہ اس فضیلت مین جن اور ملائکہ کو شریک نکرین فَاِنَّھُمْ اِذَا قَاتَلُوْا وَ
جَاھَدُوْا مَعَہٗ فَلَا یَخْلُو الْاَمْرُ مِنْ اَنْ یَّکُوْنُوْا اِمَّا غَالِبِیْنَ اَوْ مَغْلُوْبِیْنَ اسلیے
کہ جن اور فرشتے اگر آپ کے ہمراہ کفار سے لڑتے اور جہاد کرتے دو حال سے خالی نتہا
یا اونپر غالب آتے یا مغلوب ہو جاتے فَاِنْ غَلَبُوْا وَقَتَلُوْا اَعْدَاءَ اللّٰہِ عَنْ اٰخِرِھِمْ
لَمَا تَمَّ اَمْرُ اللّٰہِ وَلَمَا اُوْفِیَ بِعَھْدِہٖ کَمَا ذَکَرْتُہٗ سَابِقًا اگر فرشتے اور جن دشمنان
خدا پر غالب آتے اور ان سب کو قتل کر ڈالتے وہ حکم خدا
کا جو حضرت امام حسینؑ کو تہا اسکی پوری بجا آوری نہوتی اور ایفاء وعدہ جناب رسالتماب
نہوتا جیسا اسکو مینے اوپر ذکر کیا ہے وَاِنْ قُتِلُوْا وَاسْتُشْھِدُوْا مَعَ الْحُسَیْنِ فَالْبَاقُوْنَ
مِنْ بَعْدِھِمْ مِنْھُمَا اِذًا یَبْکُوْا وَیَتَعَزَّوْا بِذٰلِکَ الْعَزَاءِ وَلَمْ یَکُنْ بُکَاءُھُمْ خَالِصَۃً
عَلٰی فَرْخِ الرَّسُوْلِ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اور اگر ملائکہ اور جن جو نصرت کو آتے وہ
دشمنون کے ہاتہ سے مار جاتے اور شہادت پاتے پس جو ملائکہ اور جن باقی رہجاتے جب
وہ اس مصیبت پر روتے اور اس عزاداری کو برپا کرتے انکا رونا اور عزاداری کرنا خالص
مصیبت پر فرزند رسولؐ اور اُن کے اہلبیت اور اصحاب پر نہوتا بَلِ الْجِنُّ وَالْمَلٰئِکَۃُ
الْمُسْتَشْھَدُوْنَ اَیْضًا کَانُوْا شُرَکَاءَ فِیْ ذٰلِکَ بلکہ ملائکہ اور جن جو شہید ہو جاتے
وہ بہی اس فضیلت مین شریک ہوتے اور رونیوالے جن اور ملائکہ اُن پر بہی روتے

امام حسین نے مگر قدرت الٰہی ہمارے پہونچنے سے پہلے جاری ہو چکی تھی جب ہم دشت کربلا مین پہونچے آپ شہید
ہو چکے تھے وَمِنْهَا مَا رَوَاهُ فِي أَسْرَارِ الشَّهَادَةِ مِنْ حَالَاتِ النِّسَاءِ الطَّاهِرَاتِ فِي مَجْلِسِ ابْنِ
زِيَادٍ اور ازین قبیل وہ بھی روایت ہے جسکو اسرار الشہادت مین منجملہ اُن حالات
اہل بیت کے ذکر کیا ہے جو دربار ابن زیاد مین گذرے قَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ فَبَيْنَمَا
نَحْنُ كَذَٰلِكَ إِذْ تَرَىٰ شَخْصٌ وَهُوَ يَقُولُ جناب ام کلثوم فرماتی ہین اجی
ہم لوگ دربار ابن زیاد مین موجود تھے کہ ایک شخص نظر آیا اور وہ کہتا تھا ؎
وَاللّٰهِ مَا جِئْتُكُمْ حَتَّىٰ بَصُرْتُ بِهِ ❊ بِالطَّفِّ مُنْعَفِرَ الْخَدَّيْنِ مَنْحُورًا ❊ قسم
خدا کی ای اہل بیت رسول مین تمہاری خدمت مین یونہین نہین حاضر ہوا ہون بلکہ مین
نے دیکھ لیا ہے میدان کربلا مین جناب امام حسین کو اُنکے دونون رخسار
خاک آلودہ ہو گئے تھے اور پس گردن سے سر مبارک جدا کر دیا گیا تھا اسکے بعد
اور بھی چند اشعار ہین قَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْجِنِّ جناب
ام کلثوم علیہا السلام نے اُس سے فرمایا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین ایک جن ہون
أَسْلَمْتُ عَلَىٰ يَدِ أَبِيكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي بِئْرِ ذَاتِ الْعَلَمِ وَقَدْ وَجَبَ
عَلَيَّ نُصْرَتُكُمْ آپ کے والد بزرگوار امیر المومنینؑ کے ہاتھ پر مین بئر ذات العلم مین
مسلمان ہوا تھا مجھ پر اہلبیت کی نصرت واجب تھی فَجِئْتُ وَالْأَمْرُ قَدْ فَاتَ
فَيَعِزُّ عَلَيَّ يَا آلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَكُمُ الْكِتَابُ
پس مین بارادہ نصرت دشت کربلائے معلی مین حاضر ہوا مگر وقت نصرت کا گذر چکا تھا
حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے مجھپر سخت ناگوار ہے ای آل رسول
یہ مصیبت اور یہ ایذا جو آپ کو پہونچی ہے یعنی مجھسے نہین دیکھا جاتا ہو اب بھی ای میری
شاہزادی اور صاحبزادی آپ کو کچھ حاجت ہے تو مجھسے ارشاد فرمائیے
فَقَالَتْ اِمْضِ لِشَأْنِكَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ فَلِلّٰهِ الْمَشِيَّةُ فِينَا جناب ام کلثوم نے
فرمایا کہ تو اپنا کام کر اور چلا جا خدا تیرے ارادہ مین برکت دے ہم اہل بیت کے
حق مین مشیت خدا یونہین جاری ہوئی ہے لَا نَقْدِرُ أَنْ نَرْفَعَ قَضَاهُ بِذَٰلِكَ

اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ہمکو نہین قدرت ہی کہ قضاء الہی کو پلٹ دین اور جن مصیبتون مین تو ہمکو دیکھہ رہا ہی انکو ہٹا دین ان سب باتونکی ہمکو ہمارے نانا رسول اللہ نے خبر دی ہی وَہَاتَانِ الرِّوَایَتَانِ تَدُلَّانِ عَلٰی اَنَّہُمْ قَدْ حَضَرُوْا فِی الطَّفِّ کَمَا کَانَ اَمَرَہُمُ الْحُسَیْنُ ـ یہ دونون روایتین دلالت کرتی ہین کہ جنات حاضر ہوی میدان کربلامین جسطرح حضرت امام حسین نے انکو حکم دیا تہا وَتَاَسَّفُوْا عَلٰی مَا فَاتَہُمْ مِنَ الْمُوَاسَاۃِ وَکَذٰلِکَ الْمَلٰٓئِکَۃُ الَّذِیْنَ قَدْ اَمَرَہُمُ الْحُسَیْنُ ـ سَیَاْتِیْ رِوَایَتُہٗ مَجِیْئِہِمْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اور جنات کو افسوس ہوا اس باتکا کہ نصرت امام حسین کی انسے فوت ہوگئی اور یہی حال ان ملائکہ کا ہوا جنکو حضرت نے کربلامین حاضر ہونیکا حکم دیا تہا چنانچہ بعد بیان حالات جن کے ہم اسکو بہی بیان کرینگے وَلَمَّا فَاتَہُمْ مَا فَاتَ جَعَلُوْا شِعَارَہُمُ الْبُکَاءَ عَلٰی مُصَابِہٖ وَقَدْ رُوِّیْنَا مِنَ الْعَامَّۃِ وَالْخَاصَّۃِ رِوَایَاتٍ کَانَّہَا مُتَوَاتِرَۃٌ بِہَتْفِ الْہَوَاتِفِ وَنَوْحِ الْجِنِّ اور چونکہ جن اور ملائکہ سے یہ امر عظیم فوت ہوگیا اب طریقہ اپنا انہوں نے یہ مقرر کیا ہے کہ حضرت کی مصیبت پر قیامت تک رویا کرین اور ہمکو فریقین سے اسقدر روایتین بہم پہونچین ہین گویا حد تواتر کو پہونچ گئی ہین کہ ہاتف غیبی ہوامین اوڑتے پہرتے تہے اور دور دراز ملکون مین خبر شہادت بیان کرتے پہرتے تہے اور جنات نوحہ کرتے پہرتے تہے وَکَمَا اَنَّہٗ سَمِعَ قَوْمٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَغَیْرُہُمْ بُکَاءَ الْجِنِّ وَنِیَاحَہُمْ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ کَذٰلِکَ یَسْمَعُوْنَ بُکَاءَہُمُ الْاٰنَ اور جس طرح کہ زمانہ وقوع شہادت مین بہت سے مسلمانون نے بلکہ اور مذہب کے لوگون نے بہی گریہ وزاری اور نوحہ وفریاد جن کی سنی ہے اسیطرح اب بہی سنتے ہین بَلِ الْبَعْضُ یَرَی الْجِنَّ مُشْتَغِلًا بِاِقَامَۃِ الْعَزَاءِ کَمَا نَحْنُ نُقِیْمُہٗ بلکہ بعض آدمی جن کو مجلس عزا برپا کی ہوئی دیکہتے ہین جسطرح ہم لوگ تعزیہ داری کرتے ہین وَفِیْ ذٰلِکَ حِکَایَاتٌ وَرِوَایَاتٌ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ وَاَوَانٍ وَقَلَّ مَنْ لَمْ یَسْمَعْ وَلَمْ یَرَ ذٰلِکَ اور اس بارہ مین بہت سے حکایتین اور روایتین ہر زمانہ مین سنی جاتی ہین کمتر کوئی ایسا ہوگا کہ جس نے یہ باتین نہ سنی ہون اور روایت کرنے والی کو نہ دیکہا ہو فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ وَلَا تُنْکِرَنَّ ذٰلِکَ فَاِنَّہٗ اِنْکَارٌ لِمَا اَرَادَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مِنْ اِبْقَاءِ ذٰلِکَ الْعَزَاءِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ہرگز اس بات مین شک نہ کرنا چاہیے اور نہ اسکا انکار کرنا چاہیے اسلئے کہ انکار کرنا

اس بات کا گویا انکار اوس چیز کا ہے جسکو خدا نے ارادہ کیا ہے کہ اس عزاداری کو قیامت تک باقی رکہے قَالَ فِی سِرِّ الشَّهَادَتَیْنِ وَاَخْرَجَ اَبُو نُعَیْمٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوْحُ عَلَی الْحُسَیْنِ سر الشہادتین مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے روایت کی ہے ابو نعیم نے حبیب ابن ثابت سے اوسنے کہا مینے خود سنا جن کو کہ نوحہ کرتا تہا امام حسینؑ کے نام پر وَهِیَ تَقُوْلُ ؎ مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَهٗ ٭ فَلَهٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ ٭ اَبَوَاهُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ ٭ وَجَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ رسول خدا نے حسینؑ کی پیشانی چومی تھی پس اُنکے رخسارے چمک رہے تھے ماں اور باپ اُنکے بزرگ نسب قریش مین تہے اور نانا اُنکے ہر ایک کے نانا سے بہتر تہے و اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ مِنْ طَرِیْقِ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ نَوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ قُبِضَ النَّبِیُّ اِلَّا اللَّیْلَةَ وَمَا اَرٰی اِبْنِیْ اِلَّا وَقَدْ قُتِلَ یَعْنِی الْحُسَیْنَ ابو نعیم نے سلسلہ حبیب ابن ثابت مین خبل ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہین کہ مینے جن کو نوحہ کرتے ہوئے نہین سنا جب سے وفات جناب رسول خداؐ کی ہوئی سوا آج کی شب کے اور میری تو یہی رائے ہے کہ میری فرزند امام حسینؑ ضرور شہید ہوگئے فَقَالَتْ لِجَارِیَتِهَا اُخْرُجِیْ فَاسْئَلِیْ فَاَخْبَرَتْ اَنَّهٗ قَدْ قُتِلَ وَاِذَا الْجِنَّةُ تَنُوْحُ ؎ اَلَا یَا عَیْنُ فَانْهَمِلِیْ بِجُهْدٍ ٭ جناب ام سلمہ نے ایک اپنی جاریہ سے کہا کہ باہر نکل کر پوچھہ تو کیا بات ہے وہ گئی اور پہر آکر خبر دی کہ تحقیق ہے جناب امام حسینؑ شہید ہوگئے اسوقت جنات رو رہے ہین اور نوحہ پڑہ رہے ہین آگاہ ہوجا ای آنکہہ رونیوالون کی اور جہان تک کوشش ہوسکے رونا چاہئے اَیْضًا عَنْ مَزِیْدَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوْحُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَهِیَ تَقُوْلُ ایضا ابو نعیم نے مزیدہ اور اوسنے اپنی مان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہے مینے سنا کہ جن نوحہ پڑہتے تہے اور یہ کہتی تھے ؎ اَنْعِیْ حُسَیْنًا هَبَلًا ٭ کَانَ حُسَیْنٌ جَبَلًا ٭ مین سنانی لایا ہون اور بڑے بڑے آنسوون سے رو رہا ہون اور خبر دیتا ہون شہادت حسینؑ کی کہ وہ دنیا سے کوچ کر گئی حسین صبر و استقامت مین مثل پہاڑ کے تہے انکو لغزش نہین ہوئی قُلْتُ وَهٰذِهٖ

الروایات مع الروایات التی فی البحار تزید علی عشرین طرقا اکثرھا من الصحابۃ
والموثوقین بھم مین کہتا ہون کہ یہ روایتین مع اُن روایتون کی جو بحار مین منقول ہین بیس طریقہ سے پہونچی
ہین اکثر اُن روایتون کے راوی صحابہ اور معتمدین سے ہین والنقل من ورود افواج
الجن فی الطف قال حسن محمد بن الازدی فی کتابہ المسمی بمثیر الاحزان
وھو کتاب معتمد عندی اب ہمکو چاہیے کہ لشکر جن کے آنے کی خبر کربلا مین بروز عاشورا
بھی بیان کرین حسن محمد ازدی نے اپنی کتاب فارسی مین جس کا نام مثیر الاحزان ہے یون
کہا ہے اور یہ کتاب میری نزدیک نہایت معتبر ہے لما فیہ من رد الروایات
الضعیفۃ والاستدلال علی ما یجوز ویحرم ویستحب فی تلک التعزیۃ
اسلیئے کہ اس کتاب مین مصنف نے جو روایتین ضعیف اور مخالف مذہب حق کے
تھین انکو رد کیا ہے اور جو کچھ اس عزاداری مین جائز ہے اور حرام ہے اور مستحب ہے اسکو بدلیل
ثابت کیا ہے الغرض اسی کتاب مین لکھتے ہین ان ورود افواج الجن فی الطف
کان بعد غربتہ جن کی فوج کربلا مین اُسوقت پہونچی جسوقت جناب امام حسینؑ کو غربت
نے گھیر لیا تھا ولعل المراد منہ انہ لم یبق من اقربائہ وانصارہ احد شاید
مراد غربت سی یہ ہے کہ اُسوقت کوئی اہلبیت اور انصار مین سی باقی نرہا واستاذنوا منہ للبراز
فلم یاذن لھم جن حاضر ہوئے اور حضرت سی اجازت طلب کی کہ آپ کے دشمنون سی لڑین
پس آپ نے اونکو اجازت نہین دی وقال انکم ترونھم وھم لا یرونکم اور فرمایا کہ میری
نزدیک یہ بات پسند نہین ہے کہ تم اونکو دیکھتے ہو اور وہ تمکو نہین دیکھہ سکتے قالوا نحن
نتشکل بصور الاناس ونحاربھم کحرب الانسان جنات نے عرض کی کہ ہم آدمیون کی
شکل بنجاینگی اور ویسی لڑائی لڑینگی جو آدمی آپس مین لڑتے ہین فان قتلنا کنا من المستشہدین
بین یدیک اگر ہم مارے گئے تو اُن لوگون مین داخل ہو جائنگے جنہون نے آپ کی
ہمراہ شہادت پائی ہے قال اذن فقدت لذۃ العیش واشتقت الی لقاء اللہ
وتیقنت الیوم بشہادتی حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ شہید ہو گئے اونکی بعد لطف
زندگی کا اُٹھہ گیا اور اشتیاق ملاقات پروردگار مجھکو زیادہ ہے اور مجھے یقین بھی ہو گیا

اعتراض کا جواب

ہے کہ آج میری شہادت ضرور ہونی چاہیے قُلْتُ اَمَّا مَا يُقَالُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى اَيَّدَ
رَسُوْلَ اللهِ بِجُنُوْدٍ لَمْ تَرَوْهَا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ فَكَيْفَ قَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ
اِنَّكُمْ تَرَوْنَهُمْ وَهُمْ لَا يَرَوْنَكُمْ مین کہتا ہون اس روایت پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ خدا تعالی
نے جناب رسالتمآب کیواسطے کمک فوج ملائکہ کی بھیجی تھی وہ بھی ایسی ہی تھی جنکو کفار
نہین دیکھہ سکتے تھے پس کیونکر جناب امام حسین نے لشکر جن سے فرمایا کہ تم انکو دیکھتے ہو وہ تمکو
نہین دیکھتے ہین فَنَقُوْلُ اِنَّ ذٰلِكَ الْحَرْبُ لَهُ اَحْكَامٌ خَاصَّةٌ قَدْ بَيَّنْتُهَا مِرَارًا
وَمُلَخَّصُهُ اَنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لَمْ يَكُنِ الْحُسَيْنُ مَاذُوْنًا فِيْ اِبْقَاءِ عِرْضِهٖ وَنَفْسِهٖ
اَنْ يَاْتِيَ بِاَمْرٍ مُعْجِزٍ خَارِجٍ عَنِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ مین جواب اسکا یہ دیتا ہون کہ یہ لڑائی
اور جہاد جو بروز عاشورا کر رہے تھے اسکے واسطے احکام خاص تھے جنکو مینے بارہا بیان کیا ہی
اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آپ کو آج کے دن اپنی ابرو اور جان کی حفاظت مین اظہار معجزہ
کی اجازت نہتھی جو طاقت بشری سے باہر ہے اسی واسطے جنات کی فوج کو آپ نے لڑنیکا
حکم نہین دیا قَالَ فِيْ مُثِيْرِ الْاَحْزَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ طَائِفَةً مِنَ الْجِنِّ الطَّيَّارَةِ كَانُوْا
يَمُرُّوْنَ سَائِحِيْنَ فِي الْهَوَاءِ مثیر الاحزان مین لکھاہے کہ ایک گروہ جنون کا طیارہ
کہلاتی ہین یعنی اوڑتے پہرتے ہین ہوا مین اوڑتی ہوئے چلے جاتی تھے حَتّٰى مَرُّوْا بِالطَّفِّ
وَرَاَوْا اَنَّ الْحُسَيْنَ عَرِقَ وَحْدَةٍ وَكَآبَةٍ یہانتک کہ کربلا مین انکا گذر ہوا دیکھا انہون نے
کہ جناب امام حسین تنہا کیسی رنج واندوہ مین گہیری ہوئے ہین فَنَزَلُوْا وَقَالُوْا نَحْنُ نُرِيْدُ مِنْ اَنْ نَكُوْنَ
اَنْصَارَكَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ زمین پر اوترے اور حضرت کی خدمت مین اکر کہنے لگے ہم چاہتے
ہین کہ آج ہم آپ کے انصار مین داخل ہو جائین فَاِنْ اَذِنْتَ لَنَا لَنُهْلِكُ جَمِيْعَ اَعْدَائِكَ
فِيْ اٰنٍ وَاحِدٍ اگر آپ اجازت دین تو ہم آپ کے تمام دشمنون کو آن واحد مین ہلاک
کر ڈالین فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اُخَالِفَ اَمْرًا اَمَرَنِيْ جَدِّيْ رَسُوْلُ
اللهِ حضرت نے اون سے فرمایا کہ مجہے اسکی طاقت نہین ہی کہ خلاف حکم اپنے نانا رسول اللہ
کے مین کر سکون وَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِي الْمَنَامِ اَنَّهٗ ضَمَّنِيْ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ جَبْهَتِيْ وَقَالَ
يَا حُسَيْنُ اِنَّ اللهَ قَدْ شَاءَ اَنْ يَرَاكَ مَقْتُوْلًا مینے خواب مین اس جناب کو دیکھا ہے

کہ اس جناب نے مجکو اپنے سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ ای حسین خدا کو
یہ منظور ہوا ہے کہ تمکو شہید دیکھے مُلَطَّخًا بِدَمِائِكَ مُخَضَّبًا شَيْبَتُكَ مِنْ دَمِ نُحَاكَ قِفَاكَ
اپنے خون مین تم لوٹتے ہوی ہو اور اسی خون سے داڑھی تمہاری خضاب کیجاے
پس گردن سے سر تمہارا جدا کیا جاوے وَاَنَا وَاللّٰهِ صَابِرٌ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَهُوَ
خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ اور مین قسم بخدا ان سب باتون پر صبر کرونگا جب تک کہ خدا میری نسبت
کوئی حکم صادر نفرمائے اَقُوْلُ وَالْاٰنَ فَلَمْ يَبْقَ لَنَا شَكٌّ فِيْمَا نَظَمُوْهُ فِي الْمَرَاثِي الْقَدِيْمَةِ
وَالْجَدِيْدَةِ مِنْ مَجِيْءِ زَعْفَرِ الْجِنِّيِّ يَوْمَ عَاشُوْرَا مین کہتا ہون اب کچھ شک باقی نہین رہا
کہ جو کچھ مرثیونمین قدماء شعرا خواہ زمانہ حال کے مرثیہ کو نظم کرتے ہین کہ زعفر جن روز
عاشورا کربلا مین آیا تہا وہ صحیح ہے فَلَعَلَّهٗ قَدْ بَلَغَهُمْ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ لَمْ يَصِلْ
اِلَيْنَا اَصْلُهٗ کیا عجب ہے کہ ان لوگون کو کسے اور طریقہ سے بتصریح نام زعفر جن
کے یہ روایت پہونچی ہو جسکی اصل اب تک ہمکو معلوم نہین ہے وَالْاٰنَ
لَسْتُ فِيْهِمَا مِنَ الشَّاكِّيْنَ اور اب ہمکو اس روایت مین کسی طرح کا شک
باقی نہین ہے وَكَيْفَ لَا تَبْكِي الْمَلَائِكَةُ وَالْجِنُّ وَاِنَّهَا الْمُصِيْبَةُ مَا
اَعْظَمَهَا وَاَعْظَمَ رَزِيَّتَهَا فِي الْاِسْلَامِ اور ملائکہ اور جن کیونکر نہ روئین حالانکہ یہ
بڑی مصیبت ہے جس کا بہت بڑا اثر ہوا اور بڑا اثر اسکا اسلام مین پہونچا
وَاَمَّا حَدِيْثُ الْمَلَائِكَةِ فَقَدْ رَوَاهُ فِي الْكَافِي عَنْ حَرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ
رہی روایت ملائکہ کی پس کافی مین حریز سے روایت کی ہے حریز کہتے ہین کہ
مین نے خدمتمین جناب جعفر صادق ع کے عرض کی مَا اَقَلَّ بَقَائَكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَاَقْرَبَ اٰجَالَكُمْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ مَعَ حَاجَةِ النَّاسِ اِلَيْكُمْ یا حضرت کیا سبب ہے کہ
بہت ہی کم عمر ہوتی ہے آپ لوگون کی جو امام برحق ہین اور قریب قریب موت ایک
امام کی دوسرے امام سی واقع ہوتی ہے باوجودیکہ احتیاج بنی آدم کو آپ کی زندہ
رہنے مین زیادہ ہے فَقَالَ ع اِنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا صَحِيْفَةً فِيْهَا مَا يَحْتَاجُ
اِلَيْهِ اَنْ يَعْمَلَ بِهٖ فِيْ مُدَّتِهٖ حضرت نے فرمایا کہ ہم مین سے ہر ایک امام

کے واسطے ایک صحیفہ خاص نازل ہوچکا ہے اسمین کل وہ چیزین مندرج ہین جسکی احتیاج
اس امام کو ہے کہ اپنی ایام امامت مین اُسپر عمل کرے فَاِذَا انْقَضٰی مَا فِیْہَا
مِمَّا اُمِرَ بِہٖ عَرَفَ اَنَّ اَجَلَہٗ قَدْ حَضَرَ جب وہ سب باتین پوری ہوجاتین جنکی
بجا آوری اس امام برحق پر اپنے زمانہ امامت مین واجب تہی پہچان لیتا ہے
کہ اب زمانہ موت کا قریب آیا فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَنْعٰی نَفْسَہٗ
وَاَخْبَرَہٗ بِمَا لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ پس جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف لاتے
ہین اور اسکی خبر مرگ اوسی امام سے بیان فرماتے ہین اور خبر دیتے ہین کہ تمہارے
واسطے یہ اجر وثواب درگاہ الہی مین مقرر ہوا ہے وَاِنَّ الْحُسَیْنَ قَرَاَ صَحِیْفَتَہُ الَّتِیْ
اُعْطِیَہَا وَفُسِّرَ لَہٗ مَا یَاْتِیْ بِنَعْیٍ اور جناب امام حسین نے بہی اپنا وہ صحیفہ پڑہا تہا
جو انکو عطا ہوا تہا اور اُسپر توضیح بیان کردیا گیا تہا جو کچہ اونکی خبر دہی شہادت مین کیا
جائیگا وَبَقِیَ فِیْہَا اَشْیَاءُ لَمْ تَنْقَضِ فَخَرَجَ لِلْقِتَالِ جو احکام اس صحیفہ مین مندرج تہے
اُسمین ہی کچہ باتین ایسی باقی رہگئی تہین جو ابھی عمل مین نہین آئین تہین پس آپنے
بقصد جہاد مدینہ سے سفر کیا وَکَانَتْ مِنْ تِلْکَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ بَقِیَتْ اَنَّ الْمَلٰئِکَۃَ
سَئَلَتِ اللّٰہَ فِیْ نُصْرَتِہٖ فَاَذِنَ لَہَا انہین باقیماندہ امور مین ایک یہ بہی بات رہ
گئی تھی کہ ملائکہ نے خداوند عالم سے درخواست کی تہی کہ ہم اس جناب کی نصرت کو
جائینگے اور خدا نے اُن کو اجازت دی تہی فَمَکَثَتْ تَسْتَعِدُّ لِلْقِتَالِ وَتَتَاَہَّبُ لَہٗ
حَتّٰی قُتِلَ فَنَزَلَتْ وَقَدِ انْقَطَعَتْ مُدَّتُہٗ اتنی دیر ہوئی کہ جہاد پر امادہ ہوتے
ہوتے اور ساز وسامان حرب وضرب کا درست کرتے رہے یہانتک کہ اس جناب
کی شہادت ہوگئی پس وہ فرشتے اوسوقت پہونچے کہ آپ کی مدت حیات منقطع ہوچکی
تھی اور آپ شہید ہوچکے تھے فَقَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یَا رَبِّ اَذِنْتَ لَنَا فِی الْاِنْحِدَارِ ربنا
وَاَذِنْتَ لَنَا فِیْ نُصْرَتِہٖ فَانْحَدَرْنَا وَقَدْ قَبَضْتَہٗ فرشتون نے درگاہ الہی مین عرض
کی خداوندا تو نے ہمکو زمین پر اُترنے کی اجازت دی تہی اور جناب امام حسین کی نصرت
کرنیکا حکم فرمایا تہا بموجب حکم کے ہم اوترے دیکہا ہمنے کہ روح مطہر کو اونکی تو نے قبض کرلیا

اور شہادت اونکی ہوچکی اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہے ہم کیا کرین فَاَوحَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَیہِم اَنِ الزِمُوا قَبرَہٗ حَتّٰی تَرَوہُ قَد خَرَجَ فَانصُرُوہُ خداوند عالم نے اونکو وحی فرمائی کہ اب تم مجاور قبر امام حسینؑ رہو اوس روز تک کہ وہ قبر سے نکلیں اور رجعت کرین اوسوقت تم اونکی نصرت کرو وَابکُوا عَلَیہِ وَعَلٰی مَا فَاتَکُم مِن نُصرَتِہٖ فَاِنَّکُم قَد خُصِّصتُم بِنُصرَتِہٖ وَبِالبُکَاءِ عَلَیہِ اوس زمانہ رجعت تک تم سب مصیبت پر اوس مظلوم کے رویا کرو اور اس بات پر افسوس کرکے روتے رہو کہ آج کی نصرت تم سے فوت ہوئی تمکو خاص کردو قسم کی منزلت عطا ہوئی انصار مین امام حسین کے ہوگی اور رونے والون مین بھی اونکی مصیبت پر تمہارا شمار کیا گیا فَبَکَتِ المَلٰٓئِکَۃُ تَعَزِّیًا وَحُزنًا عَلٰی مَا فَاتَھُم مِن نُصرَتِہٖ فَاِذَا خَرَجَ یَکُونُونَ اَنصَارَہٗ پس وہ فرشتے روئے عزائے حسین مظلوم مین اور اس اندوہ مین کہ اون سے نصرت اوس جناب کی فوت ہوگی جب آپ رجعت کرینگے اور قبر سے اوٹھین گے وہ فرشتے آپ کے انصار مین داخل ہونگے ترجمہ حدیث تمام ہوا میرے گمان مین یہ وہی فرشتے ہین جنکو حضرت نے بروز عاشورا طلب کیا تھا چنانچہ اوپر بروایت فریقین مذکور ہوئی

باب ۹ نہم روانگی حضرت مسلمؓ بن عقیل رحمہ اللہ بطرف کوفہ از مکہ معظمہ

اِنَّ اَصحَابَ الحُسَینِؑ وَاَقرِبَائَہُ الَّذِینَ صَحِبُوہُ فِی الطَّفِّ وَسَایَرُوا مَعَہٗ مِنَ المَدِینَۃِ اَو لَحِقُوا بِہٖ فِی اَثنَاءِ الطَّرِیقِ اِلٰی یَومِ عَاشُورَا وَاِن کَانَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنھُم بِحَیثُ لَم یَخلُقِ اللّٰہُ تَعَالٰی مِثلَہٗ فِی البَسَالَۃِ وَالنَّبَالَۃِ وَالشَّجَاعَۃِ وَالشَّھَامَۃِ وَالصِّدقِ وَالصَّفَاءِ وَالمُرُوَّۃِ وَالعَدَالَۃِ وَالتَّمَسُّکِ بِالحَبلِ المَتِینِ وَالعُروَۃِ الوُثقٰی اِلٰی اَن خَتَمَ اللّٰہُ لَھُم بِحُسنِ عَاقِبَتِھِم تحقیق یہ تھے اصحاب امام حسین علیہ السلام اور اونکی اقربا جنھون نے آپ کے ہمراہی کربلا کے سفر مین کے اور مدینہ سے آپ کے ہمراہ چلے خواہ راہ مین یا کربلا مین پہونچ کر عاشورہ کے دن تک آپ سے ملے اگرچہ ہر ایک اون مین کا ایسا تھا جسکا مثل خدا نے جوانمردی اور بلند نامی اور شجاعت اور دلیری اور راستی وصفائے باطنی اور مروت اور عدالت مین

اور پیروی کرنے مین اہل بیت کے جو حبل المتین دین کے ہین نہین پیدا کیا چنانچہ خاتمہ بھی اونکا کیسا بخیر ہوا جیسا جناب سید مرتضیٰ فرماتے ہین لَهُمْ نُفُوْسٌ عَلَى الرَّمْضَاءِ مُهْمَلَةٌ وَاَنْفُسٌ فِیْ جِوَارِ اللّٰهِ یَقْرِیْهَا ؛ بدن اونکے تو ریگ گرم کربلا پر پڑی ہوئی تھی اور ارواح طیبہ کی اونکے جوار رحمت الٰہی مین خدا خود مہمانداری کرتا تھا لٰکِنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدْ فَازَ مِنْ بَیْنِهِمْ بِالذُّرْوَةِ الْعُلْیَا وَبَلَغَ مِنَ الْمَرَاتِبِ الَّتِیْ ذَکَرْتُ الْمَبْلَغَ الْاَقْصٰی لیکن مسلم بن عقیل رحمہ اللہ اون سب مین سے بڑی بلند جگہہ پر پہونچے اور جن مرتبونکا ذکر اوپر ہوا ہی اونکے اعلیٰ تر مقامات پر فائز ہوئے وَلِذَا اخْتَارَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ بَیْنِهِمْ فَاَرْسَلَهٗ اِلَی الْکُوْفَةِ نِیَابَةً عَنْهُ اور اسیواسطے حضرت امام حسین ؑ نے اپنے کل اصحاب وعزیزون مین سے انکو پسند کرکے اپنا نائب خاص کرکے اونکو بطرف کوفہ کے بھیجا وَقَدْ مَنَحَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمُسْلِمٍ کَرَامَاتٍ شَتّٰی بِهَا قَدْ ضَاهٰی اَمْرُهٗ بِاَمْرِ الْحُسَیْنِ کَمَا سَیَاْتِیْ حق تعالیٰ نے جناب مسلم کو چند کرامتین ایسی عطا فرمائین جنکی وجہ سے حضرت مسلم رح کو بعض حالات مین جناب امام حسین ؑ سے مشابہت ہوگئی وَکَتَبَ الْحُسَیْنُ ؑ فِیْ کِتَابِهِ الَّذِیْ اَرْسَلَهٗ مَعَ مُسْلِمٍ اِنِّیْ بَاعِثٌ اِلَیْکُمْ اَخِیْ وَابْنَ عَمِّیْ الْمُفَضَّلَ عِنْدِیْ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ مُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ اِلٰی اٰخِرِ مَا رَوَاهُ السَّیِّدُ فِی اللُّهُوْفِ اور جو خط کوفیون کے نام حضرت مسلم کے ہمراہ آپ نے بھیجا تھا اوسمین یہ لکھا تھا کہ مین تمھارے پاس اپنے چچازاد بھائی کو روانہ کرتا ہون جو میرے نزدیک میری اہل بیت مین فضیلت یافتہ ہین اور اونکا نام مسلم بن عقیل رح ہی جیسا کہ سید ابن طاؤس نے لہوف مین آخر تک اس روایت کو ذکر کیا ہی فَالْحُسَیْنُ ؑ فَضَّلَ مُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ پس اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے جناب مسلم رح کو اپنی تمام اہل بیت پر فضیلت دی تھی مَعَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا یَوْمَ التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ فِیْ کَرْبَلَا حالانکہ جو خطبہ نوین تاریخ محرم کی کربلا مین آپ نے پڑھا ہی اوسمین یون فرمایا تھا اِنِّیْ لَا اَرٰی اَصْحَابًا خَیْرًا مِنْ اَصْحَابِیْ وَلَا اَهْلَ بَیْتٍ اَبَرَّ وَاَوْصَلَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ کہ مین اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب تجویز نہین کرتا اور نہ کسی کے اہل بیت یعنی اقربا کو اپنی اہل بیت سے زیادہ قرابت کا حق ادا کرنے والی اور صلہ رحم

بجالانے والے جانتا ہون فَنَعلَمُ مِنہُ اَنَّ مُسلِمًا قَد کَانَ اَفضَلَ فِی البِرِّ وَالصِّلَۃِ مِن
کُلِّہِم رَحِمَہُمُ اللّٰہُ پس اوس خط کے اور اِس خطبہ کی عبارت ملانے سے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت
مسلمؑ حق قرابت وصلہ رحم بجالانے مین اون سب پر فضیلت رکھتے تھے رحمت خدا کی سب پر ہو
وَکَیفَ لَا یَکُونُ کَذٰلِکَ وَقَد جَمَعَ مُسلِمٌ خِصَالًا لَم یَجتَمِع فِی اَحَدٍ سِوَاہُ وَاِن وُجِدَ
بَعضُہَا فِی البَعضِ اور کیون ایسا رتبہ حضرت مسلم کا نہو حالانکہ اوس جناب مین چند خصلتین
ایسی جمع تھین کہ وہ سب کے سب کسی اور اصحاب و اہل بیت مین فراہم نتھین اگرچہ کسی مین
بعض بعض یہ صفات پائی بھی گئی تھی وَلنَذکُر مِنہَا عَشَرَۃَ خِصَالٍ ہم یہان پر دس خصلتین
اون مین سے بیان کرتے ہین اَلاُولٰی مِنہَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلعم قَالَ فِی حَقِّہٖ یَومًا اَنَّ مُسلِمَ بنَ
عَقِیلٍ یُقتَلُ فِی وِلَاءِ ابنِی الحُسَینِ یَبکِی عَلَیہِ عُیُونُ المُؤمِنِینَ وَیُصَلِّی عَلَیہِ المَلَائِکَۃُ
المُقَرَّبُونَ پہلی فضیلت حضرت مسلمؑ کی یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اونکے حق مین ایک دن
ارشاد فرمایا کہ مسلم فرزند عقیل میرے فرزند حسینؑ کے محبت مین قتل کیا جائیگا پس جو مومن
میری امت مین ہین اونکی آنکھین مسلمؑ کی مصیبت پر رولینگی اور ملائکہ مقرب مسلم پر
درود بھیجینگے یا یہ معنی ہین کہ اونکے جنازے پر نماز پڑھینگے حدیث کا ترجمہ تمام ہوا
قُلتُ اِن کَانَ المُرَادُ مِنَ الصَّلٰوۃِ الدُّعَاءَ فَہُوَ یَدُلُّ عَلٰی فَضِیلَتِہٖ فَقَط مین کہتا ہون
کہ لفظ صلوۃ سے اگر دعا کے معنی لیے جائین یعنی ملائکہ درود پڑھینگے اس سے تو فقط
فضیلت حضرت کی ثابت ہوگی وَاِن کَانَ المُرَادُ مِنہَا صَلٰوۃَ الجَنَازَۃِ فَیَدُلُّ مَعَ ذٰلِکَ
عَلٰی اَنَّ مُسلِمًا یُقتَلُ فَرِیدًا غَرِیبًا فِی مَوضِعٍ لَا یُصَلِّی عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَحَدٌ اور اگر لفظ
صلوۃ سے نماز جنازہ کے معنی مراد ہین تو باوجود فضیلت کے یہ حدیث حضرت مسلمؑ کی تنہائی
اور غریبی پر بھی دلالت کرتی ہے یعنی ایسے مقام مین تنہا شہید کیے جائینگے جہان اون کے
جنازہ پر کوئی نماز نہ پڑھیگا دوست بخوف تقیہ اور دشمن براہ عداوت پس ملائکہ مقربین اونکے
جنازہ پر نماز پڑھینگے وَعَلٰی ہٰذَا فَکَانَ کَمَا اَخبَرَ بِہٖ رَسُولُ اللّٰہِ بَل کَانُوا یَجُرُّونَ
بِرِجلَیہِ جیسا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا نماز تو بڑی معنی کیسی لاش
مطہر کے پاؤن مین رسی باندھکر کھینچتے پھرتے تھے ثُمَّ اِنَّ تِلکَ الفَضِیلَۃَ الَّتِی اَخبَرَ

فضائل حضرت مسلم بن عقیل

فضیلت اول

بِهَا النَّبِيُّ اَعْنِی شَهَادَتَهٗ فِی وِلَاءِ الْحُسَیْنِ مَرْوِیَّةٌ لِحَبِیْبِ ابْنِ مُظَاهِرٍ رح اَیْضًا
پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ امر فضیلت جو جناب رسالت مآب نے بحق حضرت مسلم ارشاد کیا
یعنی دوستی مین امام حسین ؑ کے شہید ہونا حبیب ابن مظاہر کے حق مین بھی ایسا ہی
ارشاد فرمایا ہو لکِنْ لَمْ یَقُلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ حَقِّهٖ مَا قَالَ فِیْ حَقِّ
مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ مِنَ الصَّلٰوةِ لیکن حبیب ابن مظاہر کی نسبت یہ ارشاد نہین فرمایا کہ
کہ ملائکہ اونکے جنازے پر نماز پڑھین گے فَعُلِمَ مِنْهُ اَنَّهٗ لَا یُقْتَلُ فِیْ مِثْلِ تِلْكَ الْغُرْبَةِ الَّتِیْ
یُقْتَلُ فِیْهَا مُسْلِمُ بْنُ عَقِیْلٍ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حبیب ابن مظاہر ایسے غربت مین شہید نہو نگے
جس بیکسی سے حضرت مسلم کی شہادت ہو گی لِاَنَّهٗ قَدْ صَلّٰی عَلَیْهِ وَعَلَی الشُّهَدَاءِ رِجَالٌ
مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ بَعْدَ دَفْنِهِمُ الشُّهَدَاءَ فِی الثَّانِیْ عَشَرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ اسلیے کہ حبیب ابن مظاہر
کے جنازہ پر ہمراہ جملہ شہداء کربلا کے قوم بنی اسد نے نماز پڑھے بارھوین تاریخ محرم کی
بعد دفن کرنے لاشہاے شہداء کے فَالْاَوْلٰی اَنْ یُّرَادَ بِالصَّلٰوةِ الْمَعْنَی الثَّانِیْ پس بہتر یہی ہے
کہ حضرت مسلم کی روایت مین صلوۃ کی یہی دوسرے معنی مراد لیے جاوین یعنی ملائکہ مقربین
نماز جنازہ پڑھین گے اَلثَّانِیْ اَنَّ سَیِّدَةَ النِّسَاءِ ؑ بَکَتْ عَلٰی جَسَدِهٖ وَاعْتَنَقَتْهُ
وَوَضَعَتْهُ فِیْ حِجْرِهَا کَمَا رَاٰهُ حُرُّ بْنُ یَزِیْدَ الرِّیَاحِیُّ فِیْ مَنَامِهٖ دوسری فضیلت فضیلت دوم
حضرت مسلم رح کی یہ ہو کہ جناب فاطمہ رض اونکی خون آلودہ لاش پر روئین اور اوس
لاش کو جسکی اعضا صدمہ سے ٹھوکرون کے راہ کے پتھرون سے پارہ پارہ ہو گئے تھے
آپ نے گود مین لیا جیسا کہ حر ابن یزید نے اس کیفیت کو خواب مین دیکھا ہو وَلَبِسَتْ
لِبَاسَ الْحُزْنِ فِیْ عَزَائِهٖ کَمَا فَعَلَتْ لِوَلَدِهِ الْحُسَیْنِ ؑ اور ماتمی کپڑے عزاداری مین
حضرت مسلم ؑ کے پہنے جسطرح اپنے فرزند امام حسین ؑ کی تعزیت مین جناب سیدہ ؑ عزادار
ہوئی تھین فَکَانَتْ اَوَّلَ الْبَاکِیْنَ عَلَیْهِ عَلٰی مَا اَخْبَرَ اَبُوْهَا پس گویا پہلے رونے
والون مین لاش مسلم پر جناب سیدہ تھین جیسا اونکے والد بزرگوار رسول خدا نے
حدیث مذکور سابق مین ارشاد فرمایا ہو اَلثَّالِثُ اِنَّ الْحُسَیْنَ ؑ فَضَّلَهٗ عَلٰی خَوَاصِّ فضیلت سوم
اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَوَثَّقَهٗ وَعَدَّلَهٗ حَتّٰی اَقَامَهٗ مَقَامَ نَفْسِهٖ فِیْ اَخْذِ الْبَیْعَةِ

وَاِرْشَادِ الْاُمَّةِ تیسری فضیلت حضرت مسلم رح کی یہ ہی کہ حضرت امام حسین ع نے اپنی خاص
اصحاب اور اہل بیت پر اونکو فضیلت دی اور اونکو ثقہ اور معتمد اور عادل تجویز فرمایا
یہانتک کہ اپنا قائم مقام کرکے امت سے بیعت لینے مین اور ہدایت کرنے مین اونکو
سرفراز فرمایا یہ کتنی بڑی فضیلت ہی وَفَوَّضَ اِلَیْہِ اَمْرَہٗ نِیَابَۃً عَنْہُ اور اپنا خاص کام
یعنی ہدایت اور اجراے احکام دین بطور نیابت کے حضرت مسلم کو سپرد کیا فَمَا اَحْسَنَ
مَا اَدّٰی بِہِ الْاُمُوْرَ الْمُفَوَّضَۃَ اِلَیْہِ پس کس خوبی سے حضرت مسلم رح نے اون کامونکو
انجام دیا اور اطاعت امام وقت کی کیسی اچھی کی تمام اون امور مین جو اونکو سپرد
کیئے گئے تھے وَکَذٰلِکَ یُؤَدِّیْ کُلُّ جَلِیْلٍ عَنْ جَلِیْلٍ اور اسیطرح جو بلند مرتبہ کسی بلند
مرتبہ کا نایب ہوتا ہی اپنے سپردگی کی خدمات بجالاتا ہی وَکَیْفَ لَا وَھُوَ سُلَالَۃٌ مِنْ
نَسْلٍ جَلِیْلٍ قَدْ اَدّٰی عَنْ جَلِیْلٍ اور کیون ایسا نہوتا حضرت مسلم بھی تو خلاصہ خانوادہ
بزرگ تھے اور ایک بڑے مرتبہ کے شخص تھے جنھون نے ایک بلند مرتبہ امام زمانہ کا حق
ادا کیا وَاَوَّلُ قَتِیْلٍ مِنْ اَنْصَارِ ذٰلِکَ الْقَتِیْلِ اور حضرت مسلم پہلے شہید ہین انصارین سے
جناب سید الشہدا کے وَالرَّابِعُ اَنَّہٗ لَمْ یَنْسَ رِعَایَۃَ وَاجِبِ الْحَقِّ لِمَوْلٰنَا الْحُسَیْنِ ع — فضیلت چہارم
اِلٰی اَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ چوتھی فضیلت یہ ہی کہ حضرت مسلم رح نے حق امام حسین ع کو تا دم مرگ
فراموش نہین کیا یہانتک کہ اپنے وعدۂ شہادت پر وفا کیا وَلَمْ یَنْسَ ذِکْرَ الصَّلٰوۃِ
وَالسَّلَامِ عَلٰی اِمَامِہٖ اور درود و سلام اپنے امام پر بھیجنے کو کسے وقت فراموش
نہین کیا حتی کہ سامنے ابن زیاد ملعون کے باوجودیکہ کس شدت مین مقید تھے مسلسل
درود و سلام امام حسین ع پر آپ کی زبان مبارک سے جاری رہا وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلٰی خُلَفَاءِ الْجَوْرِ
وَمَنْ یَقُوْمُ مُقَامَہُمْ وَاِنْ قُطِعَ لِذٰلِکَ اِرْبًا اِرْبًا اور خلفاے جور اور اونکے قائم مقامون پر
بلفظ امیر المومنین سلام نکیا بلکہ یہ کہا کہ مین تو اسوقت سواے اپنے بھائی امام حسین ع کے دنیا مین
کسی کو امیر المومنین نہین جانتا اور یہ کلام وہانتک ارشاد فرمایا کہ آپ کے بدن کے ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالے گئے اَلْخَامِسُ اَنَّہٗ قَدْ اَخَذَ مَعَہُ اثْنَیْنِ مِنْ وُلْدِہٖ لِیَجْعَلَہُمَا — فضیلت پنجم
فِدَاءً عَنْ سَیِّدِہٖ وَاَخِیْہِ الْحُسَیْنِ پانچوین فضیلت حضرت مسلم رح کی یہ ہی کہ اپنے ہمراہ

کوفہ کی طرف دو صاحبزادہ لے گئے تاکہ اونکو اپنے سردار اور بھائی امام حسینؑ پر
فدا کریں وَاَظُنُّ اَنَّہٗ اَوْصٰی اِلٰی زَوْجَتِہٖ رُقَیَّۃَ اَنْ تَفْدِیَ عَلَی الْحُسَیْنِؑ اِبْنَیْہِ الْبَاقِیَیْنِ
فَفَعَلَتْ کَمَا اَوْصَاھَا اور مجھے گمان یہ ہی کہ حضرت نے اپنی زوجہ رقیہ کو جو بہن
امام حسینؑ کے تھین چلتے وقت وصیت فرمائی تھی کہ دو فرزند باقی ماندہ کو کربلا مین میرے
امام پر فدا کرنا چنانچہ جناب رقیہ نے ویسا ہی کیا جیسے وصیت حضرت مسلم نے
کی تھی اَلسَّادِسُ اَنَّ شَہَادَتَہٗ بِالْکُوْفَۃِ وَمَسِیْرَ الْحُسَیْنِؑ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ
کَانَا فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ چھٹی فضیلت حضرت مسلمؒ کی یہ ہی کہ آپ کی شہادت کوفہ مین اور روانگی فضیلت ششم
امام حسینؑ کی مکہ سے بطرف عراق کے یہ دونون باتین ایک ہی دن واقع ہوئین فَظَہَرَ
تَاْوِیْلُ مَا کَانَ الْحُسَیْنُؑ یَقُوْلُہٗ مِرَارًا اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُ اللّٰہَ فِیْ ذٰلِکَ پس اب اچھی طرح
امام حسین علیہ السلام کے اس قول کی تاویل درست ہوگئی جو آپ بار بار فرمایا کرتے تھے
کہ مین مکہ مین ہیچ کر عراق جانے کا خدا سے استخارہ کرونگا وَاَیْضًا مَا کَانَ یَقُوْلُ
اِنِّیْ رَاَیْتُ فِیْ مَنَامِیْ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَوْصَانِیْ بِشَیْءٍ لَا اَقُوْلُہٗ لِاَحَدٍ حَتّٰی
اَلْقَاہُ وَاِنْ اَصَرَّ لِاِظْہَارِہٖ بَعْضُ اور یہ بھی حضرت امام حسین فرماتے تھے کہ مین نے اپنے
نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہی اوس جناب نے ایک بات کی مجھے
وصیت کی ہی جسکو مین کسی سے بیان نہ کرونگا جب تک مین اپنے نانا سے جا ملون اگرچہ
اس خواب کی تفصیلی بیان کرنے پر بعض لوگون نے مثل محمد ابن حنفیہؒ وغیرہ کے
امام حسینؑ سے اصرار بھی کیا مگر آپ نے نہین بیان فرمایا فَکَانَتْ شَہَادَۃُ مُسْلِمٍ مُقَدِّمَۃً
اَوْ تَوْطِیَۃً لِشَہَادَۃِ الْحُسَیْنِؑ اب معلوم ہوگیا کہ شہادت حضرت مسلمؑ کی گویا مقدمہ
اور تمہیدی بات تھی جناب امام کی شہادت کے واسطے مراد یہ ہی کہ پہلے اونکی شہادت ہولی
تب امام حسینؑ اپنی شہادت پر پوری پوری آمادہ ہون وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ اَخْبَرَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ بِذٰلِکَ فِی الْمَنَامِ اور کچھ دور نہین ہی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عالم رویا مین یہی وصیت حضرت امام حسینؑ کو فرمائی ہو کہ شہادت مسلمؑ کے ہولے تب تم
آمادہ شہادت ہونا وَقَالَ لَہٗ سِرًّا یَا بُنَیَّ فَاِنَّ فَوْزَکَ بِالسَّعَادَاتِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی

عَلٰی مَا وَعَدَکَ اللّٰہُ بِہٖ اَمْرٌ مَحْتُوْمٌ مُقْتَضِیٌّ بِالْقَضَاءِ الْمُبْرَمِ لَا مَحْوَ فِیْہِ وَلَا بَدَا اور فرمایا ہوگا کہ
اے میرے فرزند تیرا پہونچنا اون سعادات و رتبہ ہاے بلند پر جنکا خدا نے تجھسے وعدہ کیا ہی
امر حتمی ہی جس پر قضاے مبرم جاری ہوئی ہی اب یہ حکم نہ بدلیگا نہ پلٹیگا فَمُسْلِمٌ
مُقَدَّمُ الْجَیْشِ وَھُوَ السَّابِقُ فِیْ جُنْدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ پس حضرت مسلم سرگروہ لشکر ہوئے
اوس گروہ خدا پرستون کی جنکو غلبہ قیامت تک ہی گو وہ بظاہر مغلوب تھے وَھٰذَا
بِنَاءٌ عَلٰی عِلْمِہٖ بِالْبَاطِنِ اور اوس تاویل کی بنا علم باطنی پر امام حسینؑ کی بنیاد کی ہی

فضیلت ہفتم

اَلسَّابِعُ اَنَّ الْحُسَیْنَ فَقَدَ لَذَّۃَ الْحَیَاۃِ بَعْدَ قَتْلِ مُسْلِمٍ ساتوین فضیلت یہ ہی کہ
جناب امام حسینؑ کا لطف زندگی جاتا رہا بعد شہادت حضرت مسلمؑ کے حَیْثُ قَالَ بِمَحْضَرٍ مِنْ
اَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ لَمَّا اُخْبِرَ بِقَتْلِہٖ وَنَظَرَ اِلٰی تَھَیُّؤِ بَنِیْ عَقِیْلٍ لِاَخْذِ ثَارِہٖ لَا خَیْرَ
فِی الْعَیْشِ بَعْدَ ھٰؤُلَاءِ اسواسطے کہ حضرت نے سامنے اپنے اصحاب و اہل بیت کی ارشاد فرمایا
جسوقت خبر شہادت حضرت مسلم کی پہونچی اور اولاد عقیل کو آمادہ انتقام لینے پر دیکھا وہ صاحبزادے
یہی کہتے تھے کہ قسم بخدا اب ہم پھر پلٹ کر نجائینگے جب تک بدلہ خون مسلم کا نہ لے لین
یا ہم بھی مثل مسلمؑ کے شہید نہ ہو جائین اوسوقت حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ پھر جب ایسے
عزیز و دلسوز دنیا مین نرہین لطف زندگی کیا باقی رہا اَلثَّامِنُ اَنَّہٗ کَانَ مُحْتَاطًا فِیْ دِیْنِہٖ

فضیلت ہشتم

آٹھوین فضیلت یہ ہی کہ حضرت مسلمؑ کو اپنے مذہبی مسائل مین بڑی احتیاط اور پوری پابندی
تھی جو شان نائب خاص امام کی ہی حَتّٰی اَنَّہٗ اِقْتَدَرَ عَلٰی قَتْلِ ابْنِ زِیَادٍ وَلَمْ یَقْتُلْہُ لِاحْتِیَاطِہٖ
فِی الدِّیْنِ تا اینکہ حضرت مسلم کو پوری قدرت ہوگئی تھی ابن زیاد کے قتل کرنے پر اور پھر بنظر
احتیاط دینی کے اوسکو قتل نہین کیا وَتِلْکَ الْقِصَّۃُ ھِیَ الْمَذْکُوْرُ مِنْ اَمْرِ شُرَیْکٍ فِیْ دَارِ ھَانِیْ
یہ وہی قصہ ہی جو شریک قاضی کا ہانی کے گھر مین واقع ہوا فَاِنَّ مُسْلِمًا رح لِمَا لَمْ یَقْتُلْہُ
مَعَ اَنَّ شُرَیْکًا اِنَّمَا تَمَارَضَ اِخْتِیَالًا فِیْ قَتْلِہٖ اسلیے جب حضرت مسلمؑ نے ابن زیاد کو
قتل نہ کیا حالانکہ شریک نے اپنے تئین مصنوعی بیمار ڈالا تھا اسی غرض سے کہ ابن زیاد کو
جب اوسکی عیادت کرنے آنی اسی حیلہ سے قتل کرین فَقَالَ لَہٗ شُرَیْکٌ مَا مَنَعَکَ عَنْ
قَتْلِہٖ قَالَ خَصْلَتَانِ جب ابن زیاد آیا اور حضرت مسلمؑ نے باوجود قرار داد قتل نہ کیا تب

شریک نے حضرت مسلمؑ سے پوچھا کہ ایسا موقع پاکر پھر آپ کو کون چیز مانع ہوئی اس
ملعون کے قتل کرنے سے حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ دو چیزین مجکو مانع ہوئیمن اَمَّا اَحَدُهُمَا
فَكَرَاهَةُ هَانِي فَاِنَّهٗ قَالَ اِنِّي لَا اُحِبُّ اَنْ يُّقْتَلَ فِي دَارِي پہلا سبب یہ ہی کہ ہانی جو صاحب خانہ
ہی اوسکو اپنے گھر مین ابن زیاد کا قتل ناگوار تھا اونھون نے یہ کہا تھا کہ مجھے نہین پسند ہی
کہ ابن زیاد میرے گھر مین قتل کیا جائے اس بیان سے حضرت مسلمؑ کی یہ بات ثابت ہوئی
کہ بدون اجازت مالک کے کسی جگہہ کوئی فعل واجب بھی بجا نہ لانا چاہیے وَاَمَّا الْاُخْرٰى
فَحَدِيْثٌ حَدَّثَنِيْهِ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ م دوسرا سبب یہ ہی کہ مجسے عام لوگون نے ایک
حدیث جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہی اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْاِيْمَانَ قَيْدُ
الْفَتْكِ فَلَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ ایمان مانع مکر و دغا ہی پس چاہیے کہ
مومن کسیکو مکر و دغا سے قتل نکرے ترجمہ حدیث تمام ہوا قُلْتُ قَالَ فِي مَجْمَعِ الْبِحَارِ هُوَ
اَنْ يَّاتِيَ صَاحِبَهٗ وَهُوَ غَافِلٌ فَيَشُدُّ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُهٗ مین کہتا ہون اس حدیث کے معنی
مجمع البحار مین یون لکھے ہین کہ فتک کی یہ صورت ہی کہ ایک شخص کسے پاس جائے اور وہ آدمی
غافل ہو اور جانے والا اوسپر حملہ کرکے اوسکو قتل کرے اور قاموس مین ہی فَتَكَ بِهٖ اِنْتَهَزَ مِنْهُ
فُرْصَةً فَقَتَلَهٗ یعنی وقت فرصت کا منتظر رہے اور جب گھات لگ جائے قتل کر ڈالے
اور حاشیہ بحار مطبوعہ طہران مین فتک کے معنی مکر و حیلہ و ناگاہ گرفتن کے لکھین ما و رب کا
حاصل یہ ہوا کہ حیلہ اور مکر سے خواہ علی الغفلت قتل کرنے سے ایمان مانع ہی وَهٰذَا يَحْتَمِلُ وَجْهَيْنِ
اب اس حدیث مین دو احتمال ہوئے اَلْاَوَّلُ اَنَّ اِيْمَانَ الْمُؤْمِنِ مَانِعٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّقْتُلَ اَخَاهُ
الْمُؤْمِنَ بِالْغَدْرِ یعنے پہلا احتمال یہ ہی کہ ایمان مومن کا برادر مومن کو بحیلہ اور فریب قتل کرنے سے
مانع ہی بشرطیکہ اوسکا قتل مباح بھی ہو وَعَلٰى هٰذَا يَكُوْنُ اِيْمَانُ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُوْلِ كِلَيْهِمَا قَيْدًا
الْفَتْكِ اس احتمال پر حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ قاتل اور مقتول دونون کا ایمان مکر و حیلہ سے
قتل کرنیکا مانع ہی وَلَمَّا كَانَ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ هُوَ هٰذَا فَلِذَا قَالَ شَرِيْكٌ بَعْدَهٗ قَالَ مُسْلِمٌ
وَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّمَا قَتَلْتَ كَافِرًا چونکہ ظاہر حدیث انہین معنون پر دلالت کرتا ہی اور شریک
یہی سمجھے تھے کہ حضرت مسلمؑ نے ابن زیاد کو مومن سمجھکر قتل نکیا لہذا بعد سننے اس حدیث کے

جناب مسلم سے شریک نے کہا کہ اگر آپ اسکو قتل کرتے یہ تو ایک کافر ملعون واجب القتل
تھا اَلوَجہُ الثّانی فی معنَی الحدیثِ اَنَّ اِیمانَ المؤمنِ قَیدُ الفَتکِ مُطلقاً واِن
کانَ المقتولُ کافراً دوسرے معنے حدیث کے یہ ہین کہ ایمان مؤمن کو مکر اور حیلہ کرنے سے
مانع ہی اگرچہ مقتول کافر بھی ہو والحاصِلُ اَنَّ المؤمنَ لا یَحتالُ ولا یَخدَعُ فی قتلِ احدٍ
مؤمناً کانَ المقتولُ اَو غیرَ مؤمنٍ اور حاصل دوسرے معنی کا یہ ہوا کہ مومن کبھی حیلہ
اور مکر سے کسیکے قتل ہین نہین کرتا ہی عام اس بات سے کہ مقتول مومن ہو یا غیر مومن و
ھٰذا التَّعمیمِ الذی یُستفادُ مِنَ الحدیثِ یکونُ مُقتضَی الاحتیاطِ فی الدّینِ فی کلا
الوجہینِ ما فعلہُ مُسلِمٌ رح اور اسی عام معنون کی نظر سے جو حدیث سے سمجھے جاتے
ہین احتیاط دین کا مقتضا دونون صورتون مین وہی تھا جو حضرت مسلم نے کیا وبالجملۃِ
فھٰذا اَدَلُّ علٰی کونِہٖ مُتفقّہاً حقَّ التّفقّہِ کما ھُوَ المناسبُ للنّائبِ الخاصِّ عنِ
الاِمامِ اور یہ نہایت احتیاط بڑی دلیل اس بات پر ہی کہ جناب مسلم ع پورے عالم دین
تھے جیسا نایب خاص امام کو ہونا چاہیے اَمّا الخَدیعۃُ المجوّزۃُ فِی الحربِ فمغایرۃٌ للقتلِ
لیکن لڑائی مین جو فریب دینا شریعت مین جائز ہی وہ اور بات ہی اور بدون لڑائی کے بغفلت
قتل کرنا یہ اور بات ہی اَلتّاسِعُ اَنَّ علیّاً امیرَ المؤمنینَ ع اَتٰی فی منامِہٖ لیلۃَ قُتِلَ
فی صبیحتِہا واَخبرَہٗ بشہادتِہٖ نوین فضیلت سب سے بڑھکر حضرت مسلم کی یہ ہی کہ جناب
امیر علیہ السّلام حضرت مسلم کو خبر بشارت شہادت کے دینے تشریف لائے اوس رات کو جسکی صبح
کو حضرت مسلم ع شہید ہوئے کما رَوَی ابو مِخنفٍ اِنَّ مُسلماً رح لمّا وَصَلَ الٰی دارِ طوعۃَ
باتَ فیہا چنانچہ ابو مخنف نے روایت کی ہی کہ جب حضرت مسلم طوعہ کے گھر پہونچے اور وہ
رات اوسی گھر مین بسر کی فلمّا اَصبحَ وطلعَ الفجرُ رفعَ مُسلِمٌ راسہٗ پس جب صبح ہوئی حضرت
مسلم ع نے سر اوٹھا کر دیکھا فاِذا ھُوَ بالمرأۃِ واقفۃٌ وفی یدِھا اِناءٌ فیہِ ماءٌ فناوَلتہُ الاِناءَ
فاَخذہٗ کیا دیکھا کہ وہ عورت یعنی طوعہ سامنے کھڑی ہی ایک ہاتھ مین ایک برتن پانی سے بھرا ہوا
حضرت مسلم ع کو دیا آپنے وہ پانی لیا فقالَت یا فتٰی ما رأیتُکَ رقدتَ ھٰذہِ اللّیلۃَ طوعہ نے
عرض کی ای جوان رعنا مین نے آج کی تمام شب آپ کو سوتے ہوئے نہین دیکھا کیا سبب ہی کہ تمام شب

فضیلت مسلم

آپ کو نیند نہین آئی بعض روایات مین ایسا دیکھا ہی کہ جسطرح شب عاشور کو امام حسین عم نے عبادت مین بسر کی
اسیطرح اس شب کو حضرت مسلم بھی تمام شب عبادت اور دعا مین مصروف رہے یہ بھی مشابہت اپنے امام سے حضرت کو تھی
فَقَالَ اِنِّیْ رَقَدْتُ فَرَاَیْتُ عَمِّیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَهُوَ یَقُوْلُ لِیْ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ پس حضرت مسلم نے
طوعہ سے کہا کہ شب کو یونہین میری آنکھ جھپک گئی تھی قدرے سو گیا تھا کہ مین نے اپنے چچا امیر المومنین
علی ابن ابی طالب کو خواب مین دیکھا مجھسے فرماتے ہین کہ مسلم رح بہت جلد اور شتاب ہمارے پاس آؤ اب
دیر نکرو وَمَا اَظُنُّ اِلَّا اَنَّهَا اٰخِرُ حَیَاتِیْ مِنَ الدُّنْیَا وَاَوَّلُهَا مِنَ الْاٰخِرَةِ اب مجھے اسی کا یقین ہی کہ آج کا
دن میری دنیاوی زندگی سے آخری دن ہی اور حیات جاودانی آخرت کا پہلا دن ہی یعنی آج مین ضرور
شہید ہونگا روایت کا ترجمہ تمام ہوا قُلْتُ وَذٰلِكَ فَضِيْلَةٌ لَا يُتَصَوَّرُ عَلَيْهَا مَزِيْدٌ مین کہتا ہون کہ یہ ایسی
فضیلت ہی کہ جس سے بڑھکر آدمی کے واسطے کوئی فضیلت خیال مین نہین آسکتی اِذْ قَدْ رُوِیَ فِی الْکَافِیْ
عَنْ حَرِيْزٍ عَنِ الصَّادِقِ ع مِنْ خَوَاصِّ الْاَئِمَّةِ اسلیے کہ کافی مین حریز جناب صادق ع سے روایت
کرتے ہین کہ منجملہ خاص باتون کی ائمہ علیہم السلام کے ایک یہ بھی بات تھی اَنَّهٗ مَتٰی یَنْقَضِیْ عَهْدُهٗ یَاْتِیْهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَهٗ وَیُخْبِرُهٗ بِمَا لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْاَجْرِ وَالْکَرَامَةِ کہ جب کسی امام کا وقت
رحلت قریب آتا تھا اور زمانہ اوسکی زندگی گذر جانے کا قریب ہوتا تھا جناب رسالتمآب ص اوس
امام کے پاس تشریف لاتے تھے خبر مرگ لیکر اوس امام کو آپ خبر دیتے تھے کہ تمھارے واسطے درگاہ الٰہی مین
یہ اجر اور یہ کرامت مہیا ہی وَحَیْثُ اَنَّ مُسْلِمًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ یَکُنْ مِنَ الْاَئِمَّةِ بَلْ کَانَ نَائِبًا
خَاصًّا عَنِ الْاِمَامِ پھر چونکہ حضرت مسلم رح کو امام حسین ع نے اپنا نایب کیا تھا پس امام تو نتھے بلکہ نائب خاص امام کے
تھے لَمْ یَاْتِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالنَّعْیِ اسیواسطے جناب رسول خدا حضرت مسلم کی خبر مرگ لیکر نہین تشریف لائے
بَلْ اَتَاهُ وَصِیُّهٗ وَوَزِیْرُهٗ عَلِیٌّ ع یَنْعِیْهِ بِاللُّحُوْقِ بہ بلکہ وصی اور وزیر رسول خدا علی ابن ابی طالب ع حضرت مسلم کو
خبر مرگ دینے تشریف لائے اور کہا کہ جلدی آؤ ہمارے پاس وَالْمُنَاسَبَةُ ظَاهِرَةٌ اور مناسبت تشریف آوری مین
جناب امیر کے کھلی ہوئی ہی وَهِیَ اَنَّ الْاِمَامَ یَاْتِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم وَخَلِیْفَةُ الْاِمَامِ اَتَاهُ خَلِیْفَةُ الرَّسُوْلِ
یعنی امام جو نائب رسول ہین اونکو خبر مرگ دینے خود رسول اللہ تشریف لاتے ہین اور نایب امام کو خبر مرگ دینے
نائب رسول خدا تشریف لائے وَهٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْتُهٗ مِنْ فَضَائِلِهٖ اَرْجُوْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ
یَشْفَعَنِیْ بِهٖ عِنْدَ اللّٰهِ اور یہ فضیلت جو مین نے ذکر کی ہی مین امید کرتا ہون جناب رسالتمآب ص سے کہ میری شفاعت

فضیلت دہم

بروز حشر صلہ مین اسی تاویل کے فرماوینگے اَلْعَاشِرُ اَنَّهُ رح مُنِعَ مِنَ الْمَاءِ عِنْدَ شَهَادَتِهٖ
كَمَا مُنِعَ الْحُسَيْنُ ع دسوین فضیلت حضرت مسلم رح کی یہ ہی کہ پانی اونپر بند کیا گیا وقت شہادت
کے جسطرح جناب امام حسین پر پانی بند کیا گیا تھا فَاِنَّ مُسْلِمًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِالْمَاءِ
فَلَمَّا هَمَّ اَنْ يَشْرَبَ لَمْ يُمْكِنْهُ ثُمَّ الثَّانِيَةَ فَلَمْ يُمْكِنْهُ فِي الثَّالِثَةِ فَسَقَطَتْ اَسْنَانُهُ فِي
الْقَدَحِ اور جب پانی دیا گیا اور تین مرتبہ آپ نے پینے کا قصد کیا تیسری مرتبہ مین آپ کے دانت
اوکھڑ کر پیالے مین گر پڑے فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَوْ كَانَ لِي مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُومِ لَشَرِبْتُهٗ جب
دانت گر پڑے تو حضرت مسلم رح نے فرمایا الحمد للہ اگر یہ پانی میری قسمت مین ہوتا تو ضرور اسکو
پی لیتا مطلب آپ کا یہ تھا کہ اب دنیا کا آب و دانہ آپ کی قسمت مین باقی نہین رہا وَذٰلِكَ
اَمْرٌ مُعْجِزٌ لَا يَفْهَمُهٗ اِلَّا الْعُلَمَاءُ اور یہ دانتون کا خود بخود گر پڑنا ایسی عجیب بات ہی جسکی
سمجھ مین عقل انسانی عاجز ہی سوائے عالمان اسرار آلہی کوئی اسکو سمجھ نہین سکتا فَاِنَّ سُقُوطَ
الْاَسْنَانِ بِلَا سَبَبٍ مُسْقِطٍ لَا بُدَّ وَاَنْ يُسْنَدَ اِلٰى اَمْرٍ مُعْجِزٍ اسلیے کہ دانتون کا خود بخود گر پڑنا
بدون کسی ایسے سبب کے جس سے دانت گر پڑتے ہین ضرور ہی کہ یہ امر بھی معجزنما کے
معجزے کی طرف نسبت دیا جاوے فَتَاَمَّلْ فِي هٰذِهٖ فَقَدْ كَشَفْتُ لَكَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ
اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ان دسون خصلتون کو بغور و تامل دیکھنا چاہیے کہ مینے ناظر کتاب ہذا پر
ایک دروازہ علم کا کھول دیا ہی اگر خدا چاہے تو دیکھنے والے کے سمجھ مین آجائے

باب دہم کیفیت روانگی جناب مسلم رح بطرف کوفہ از مدینہ

وَكَانَ اِرْسَالُ الْحُسَيْنِ لِمُسْلِمٍ مِنْ مَكَّةَ جناب امام حسین ع نے حضرت مسلم رح کو مکہ معظمہ سے
بطرف کوفے کے بھیجا تھا وَسَرَّحَ مَعَهٗ قَيْسَ بْنَ مُسْهِرِ الصَّيْدَاوِيِّ وَعُمَارَةَ بْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ السَّلُوْلِيِّ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَزْدِيِّ اور تین شخصونکو حضرت مسلم رح کے
ہمراہ آپنے روانہ فرمایا تھا قیس ابن مسہر اور عمارہ ابن عبداللہ اور عبدالرحمن بن عبداللہ
وَفِي اللُّهُوْفِ اَنَّ الْحُسَيْنَ ع بَعَثَ مَعَهٗ دَلِيْلَيْنِ مِنْ مَكَّةَ اور لہوف مین سید ابن طاؤس
روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مسلم رح کے ساتھ دو رہبر کر دیے تھے فَاِنْ صَحَّ ذٰلِكَ

الرِّوَايَةُ فَلَعَلَّهُ اَمَرَهُ اَنْ يَتْرُكَ الْجَادَّةَ وَيَسِيْرَ عَلٰى غَيْرِ الْجَادَّةِ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
اگر یہ روایت لہوف کی صحیح ہو تو کیا عجب ہو کہ حضرت امام حسینؑ نے جناب مسلم رح کو حکم دیا ہو
کہ شاہراہ کو چھوڑ دین اور غیر مشہور راہ کعبے سے مدینے تک جائین وَالدَّاعِيْ اِلٰى ذٰلِكَ
هُوَ الْخَوْفُ مِنْ اَنْ يُحَاطَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الْكُوْفَةِ اور سبب اس حکم دینے کا وہی خوف
تھا دشمنون سے کہ قبل کوفہ مین پہونچنی کے ایسا نہو کہ راہ مین حضرت مسلم گھر جائین قَالَ الْمَجْلِسِيُّ رح
فَاَقْبَلَ مُسْلِمٌ رح حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ بحار مین لکھا ہو کہ حضرت مسلم رح روانہ
ہوکر مدینہ پہونچے اور مسجد نبوی مین نماز پڑھی مین کہتا ہون یہ آخری نماز تھی جو حضرت مسلم رح نے
مسجد نبی مین پڑھی ثُمَّ وَدَّعَ مُسْلِمٌ مَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِهٖ بعد اسکے حضرت مسلم رح رخصت ہوئے
اپنے اون عزیزون سے جنکو دوست رکھتے تھے یہ روایت بحار کی ہو قُلْتُ لَعَلَّ هٰذَا التَّوْدِيْعَ
كَانَ لِمَنْ لَمْ يَسِرْ مِنْ اَهْلِهٖ مَعَ الْحُسَيْنِ مین کہتا ہون شاید یہ رخصت ہونا حضرت مسلم رح کا
اپنے اون عزیزون اور عیال سے ہو جو ہمراہ امام حسینؑ کے نہین گئے تھے وَيَحْتَمِلُ اَيْضًا اَنَّ
اَهْلَهٗ كُلَّهُمْ كَانُوْا فِي الْمَدِيْنَةِ اور اسکا بھی احتمال ہو کہ کل اہل و عیال حضرت مسلم کے مدینے
مین تھے فَلَمَّا رَجَعَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ ثُمَّ سَارَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْعِرَاقِ فَسَارَ اَهْلُهٗ مَعَ الْحُسَيْنِ
پھر جب حضرت امام حسینؑ مکے سے مدینے کو پلٹ آئے اور یہ بات اوسوقت ہوئی تھی کہ جب
حضرت مسلم رح اور ہانی کی خبر انکی حضرت تک پہنچ ہو گئے اور آپ گھبرائے اور مضطر ہوئے اوسی
بیقراری مین مدینہ اگر عراق کو آپ روانہ ہوئے اوسوقت اہل عیال حضرت مسلم کے آپ کے
ہمراہ ہوئے وَهُوَ الْاَقْرَبُ عِنْدِيْ كَمَا يَاْتِيْ اور یہی احتمال میرے نزدیک قریب الصحت ہو
چنانچہ آیندہ ابومخنف سے اسکی روایت آتی ہو وَكَيْفَ مَا كَانَ فَلَا يَخْلُوْ ذٰلِكَ عَنِ اضْطِرَابٍ
فِي الرِّوَايَةِ اور کچھ کیون نہو بحار کے اس روایت مین اضطراب پایا جاتا ہو لٰكِنَّ عِبَارَةَ
السَّيِّدِ اَضْبَطُ وَاَوْثَقُ لیکن لہوف کے روایت مضبوط اور معتمد زیادہ معلوم ہوتی ہو وَ
هُوَ اَنَّ مُسْلِمًا وَدَّعَ فِي الْمَدِيْنَةِ مَنْ اَحَبَّ وَلَيْسَ فِيْهَا لَفْظَةُ اَهْلِهٖ لہوف کے یہ
روایت ہو کہ حضرت مسلم نے مدینے مین وداع کیا اور رخصت ہوئے اون لوگون سے جنکو دوست
رکھتے تھے اس روایت مین اہل و عیال سے رخصت ہونے کا ذکر نہین ہو اور کیونکر ہوتا

کہ جناب رقیہ اپنے بھائی امام حسین؂ کو چھوڑ سکتی تھین اور مدینے مین بے اونکے رہ سکتی تھین
جنھون نے چارون بیٹے اپنے حضرت پر نثار کیے اور مُنہ سے اُف نہین کیا ثُمَّ اسْتَأْجَرَ
مُسْلِمٌ دَلِیْلَیْنِ مِنْ قَیْسٍ وَخَرَجَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ پھر حضرت نے دو راہبر اونکو قبیلہ قیس سے
اجرت دیکر ساتھ لیا اور مدینہ سے باہر چلے فَاَقْبَلَ الدَّلِیْلَانِ یَتَنَکَّبَانِ عَنِ الطَّرِیْقِ فَضَلَّا
عَنِ الطَّرِیْقِ وہ دونون راہبر حضرت کے ساتھ روانہ ہوئے اسطرح پر کہ سیدھا راستہ چھوڑ
چھوڑ کر راہ چلتے تھے خوف دشمنان کی وجہ سے اسی سبب سے راہ بھول گئے وَاَصَابَھُمَا
عَطَشٌ شَدِیْدٌ فَعَجَزَا عَنِ الْمَسِیْرِ اور پیاس اونکو زیادہ لگی اسلیے کہ نامعلوم راہ چلی تھی جدھر
پانی نتھا اور ایسی پیاسی ہوئی کہ راہ چلنے سے عاجز ہوگئے فَاَوْمَاَءَلَہٗ اِلٰی سَنَنِ الطَّرِیْقِ بَعْدَ
اَنْ لَاحَ لَھُمَا ذٰلِکَ جب چلنے سے عاجز ہوئے اوسوقت اشارے سے حضرت مسلم رح کو ایک
روشن اور کھلی ہوئی راہ بتائی کہ وہ راہ اون پر اچھی طرح ظاہر ہو چکی تھی اور بخوبی اوسے
پہچان چکے تھے فَقَالَ لِمُسْلِمٍ ھٰذَا الطَّرِیْقُ یَنْتَھِیْ اِلَی الْمَآءِ لَامَحَالَۃَ فَلَا تُفَارِقْہُ اور حضرت
مسلم رح سے اون دونون نے کہا کہ یہ راستہ جسے ہمنے اشارہ سے بتایا ہی ضرور آپ کو پانی
ملیگا اسکو آپ یاد رکھیے اور اس سے الگ نہو جیےگا فَسَلَکَ مُسْلِمٌ ذٰلِکَ السَّنَنَ وَمَاتَ
الدَّلِیْلَانِ حضرت مسلم رح اوسی راہ روشن پر چلے اور دونون راہبر اوسی جگہ مارے پیاس کے
تڑپ کر مر گئے یہ روایت تمام ہوئی قُلْتُ ھٰذِہٖ اُوْلَی الْمُضَاھَاتِ لِمُسْلِمٍ رح بِالْحُسَیْنِ میں کہتا ہون
یہ پہلی مشابہت ہی حضرت مسلم کو حالات حضرت امام حسین؂ سے فَاِنَّ الْحُسَیْنَ اَیْضًا بَعْدَ مَاجَرٰی
بَیْنَہٗ وَبَیْنَ حُرِّ بْنِ یَزِیْدَ الرِّیَاحِیِّ مُکَالَمَاتٌ وَسَلَکَ الطَّرِیْقَ الَّذِیْ لَایَنْتَھِیْ اِلَی الْکُوْفَۃِ
وَلَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ قَاعِدُہٗ طِرِمَّاحَ بْنَ عَدِیٍّ رح اسلیے کہ جناب امام حسین؂ بھی جب
آپ سے اور حر سے تکرار ہو چکی اور بعد قرارداد باہمی کے ایسی راہ آپ نے اختیار کی جو نہ تو
کوفہ کو جاتی تھی اور نہ مدینہ کی طرف اور اوس راہ کے بتلانے والے اور آپ کے اونٹ کے
چلانے والے حضرت طرماح رح تھے جنھون نے دعوی کیا تھا کہ مین ایسی راہ پہچانتا ہون
فَالْمَشْھُوْرُ اَنَّہٗ ضَلَّ الطَّرِیْقَ مَعَ اِدِّعَائِہٖ مَعْرِفَتَہٗ پس مشہور یہ ہی کہ جناب طرماح رح اوس
راہ کو بھول گئے باوجودیکہ اوسکے پہچاننے کا دعوی کیا تھا وَلٰکِنَّ اللہَ تَعَالٰی اَوْصَلَھُمْ اِلٰی

مَنَازِلِهِمْ وَاِنْ سَارُوْا دَنَا هُوَ اِلَى الْاَرْضِ فَقَدْ اَصْبَحُوْا فِیْ اَرْضٍ وَصَلُوْا مِنْهَا اِلٰی نِیْنَوٰی
مگر خداوند عالم نے اون بزرگون کو اون کے خاص مقامات تک پونہچا دیا اگرچہ تمام رات اوس جنگل
مین چلتے رہے اور سرگردان پہرا کیے مگر صبح اونکو اوسی جگہہ پر ہوے جہان سے براہ راست
نینوی تک پہونچ گئے اَمَّا الْعَطَشُ الَّذِیْ اُصِیْبَ بِهٖ مُسْلِمٌ رح فِیْ اَوَّلِ مَسِیْرِهٖ وَیَوْمَ شَهَادَتِهٖ
فَهِیَ مُضَاهَاةٌ ثَانِیَةٌ وَاقْتِفَاءٌ لِاَثَرِ الْحُسَیْنِ ع لیکن پیاس کا صدمہ جو حضرت مسلم رح کو ابتداے
سفر مین اور نیز بروز شہادت پونہچا یہ دوسری مشابہت حضرت مسلم رح کو تھی مصائب امام حسین ع سے
اور پیروی تھی جو نائب کو اپنی منیب سے ہونی چاہیے فَلَمَّا مَاتَ الدَّلِیْلَانِ مِنَ الْعَطَشِ
وَقَدْ کَظَّهٗ اَیْضًا پھر جسوقت دونون راہبر مارے پیاس کے مرگئے اور حضرت مسلم رح کی بھی
حالت پیاس نے تباہ کر رکھی تھی کَاَنَّهٗ خَطَرَ بِبَالِهٖ اَنَّ ذَهَابِیْ اِلَی الْکُوْفَةِ لِاَمْرٍ فَوَّضَهٗ
الْحُسَیْنُ اِلَیَّ لَعَلَّ فِیْهِ سِرًّا مِنَ الْاَسْرَارِ گویا حضرت مسلم رح کے دل مین یہہ بات ائی کہ میرا
کوفہ کی طرف جانا اوس کام کے واسطے جسکی بجاآوری امام حسین ع نے میرے سپرد کی ہی شاید
اوس مین کوئی راز نہانی ایسا ہو جو مجہپر واضح نہین ہی وَاَیْضًا یَحْتَمِلُ اَنَّ الْحُسَیْنَ اَمَرَهٗ اَنْ یُخْبِرَهٗ
بِکُلِّ مَا یَجْرِیْ عَلَیْهِ اَوْ یَصِلُ اِلَیْهِ مِنَ الْاَخْبَارِ وَالْاٰثَارِ یہ بھی احتمال ہی کہ جناب امام حسین ع نے
حضرت مسلم رح کو چلتے وقت حکم دیا ہو کہ جو کچہ اوپر گذری یا جو خبر اونکو پونہچی سب سے ہمکو مطلع کرنا
فَلِذَا کَتَبَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِیْلٍ اِلَی الْحُسَیْنِ کِتَابًا یَقُوْلُ فِیْهِ انہین دونون احتمال مذکورہ
بالا سے حضرت مسلم نے جناب امام حسین کے نام پر ایک خط لکہا جسکی عبارت یہ ہی بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْمَوْضِعِ الْمُضِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ مَعَ الدَّلِیْلَیْنِ لِیْ
یہ خط اوس مقام سے لکہ رہا ہون جسکا نام مضیق ہی بعد حمد اور نعت کے معلوم ہو کہ مین
مدینہ سے روانہ ہوا دو راہبر اپنی راے سے مقرر کر کے ساتہ لیے فَجَازَا عَنِ الطَّرِیْقِ فَضَلَّا
وَاشْتَدَّ عَلَیْهِمَا الْعَطَشُ فَلَمْ یَلْبَثَا اَنْ مَاتَا دونون راہبر شاہراہ چھوڑ کر چلے پس راستہ
بھول گئے اور پیاس نے ہملوگون پر غلبہ کیا کچہ دیر نگذری کہ تڑپ تڑپ کر وہ دونون راہبر
پیاس سے مرگئے وَاَقْبَلْنَا حَتّٰی انْتَهَیْنَا اِلَی الْمَاءِ فَلَمْ نَنْجُ اِلَّا بِحُشَاشَةِ اَنْفُسِنَا ہم
آگے بڑھے اور چلتے چلتے ایسے مقام پر پونہچے جہان پانی ملا مگر حال یہ ہوا کہ دم واپسین ہمارا

بانی تھا جب پہونچے وَذٰلِکَ الْمَاءُ بِمَکَانٍ یُدْعیٰ الْمُضِیْقَ مِنْ بَطْنِ الْخَبْتِ یہ پانی جہان ظاہر ہی
اوس مقام کا نام مضیق ہی اور یہ پانی قبیلہ بنی کلب کا ہی اور خبت کے نام سے مشہور ہی وَقَدْ
تَطَیَّرْتُ مِنْ تَوَجُّھِیْ ھٰذَا فَاِنْ رَاَیْتَ اَعْفَیْتَنِیْ وَبَعَثْتَ غَیْرِیْ وَالسَّلَامُ مجھے ان مصائب
کے پیش آنے سے فال بد ہوئی ہی اور اس سفر کے انجام سے مین ڈرتا ہون اگر آپ کے بھی رای
مبارک مین ایسا ہی کچھ ہو تو مجھے معاف کیجیے والسلام خط کا ترجمہ تمام ہوا قُلْتُ ھٰذَا
کِتَابٌ یَنْطَوِیْ عَلیٰ عِدَّةِ مَصَالِحَ یَنْبَغِیْ لِکُلِّ نَاصِحٍ اَمِیْنٍ مُشْفِقٍ عَلیٰ وَلِیِّہٖ اَنْ یُظْھِرَھَا
عَلَیْہِ وَیَسْتَشِیْرَ مِنْہُ مین کہتا ہون یہ خط حضرت مسلم رح کا بہت سی مصلحتون پر شامل ہی اور
سزاوار ہی ہر ایک خیرخواہ اور امانت دار پر جو اپنے ولی نعمت پر دل سے فدا ہو اور اوسکی
مضرت سوچ کر ڈرتا ہو اوسپر یہی واجب ہی کہ ان مصالح کو ظاہر کرے اور ان امور مین
اوس سے مشورہ کرے وَلَمَّا کَانَ مُسْلِمٌ رح قَدْ بَعَثَہُ الْحُسَیْنُ م اِلَی الْکُوْفَةِ وَاَقَامَہٗ
مَقَامَ نَفْسِہٖ فِی الْاِرْشَادِ وَالْھِدَایَةِ وَاَخْذِ الْبَیْعَةِ لَہٗ فَکَانَ یَحِقُّ عَلَیْہِ اَنْ یُخْبِرَہٗ بِکُلِّ
مَا یَجْرِیْ وَیَقَعُ مِنَ الْحَوَادِثِ چونکہ حضرت مسلم کو جناب امام حسین ع نے بطرف کوفہ کے بھیجا تھا
اور اپنا قائم مقام ہدایت امت اور بیعت لینے مین اپنے واسطے فرمایا تھا سزاوار بحق مسلم م
یہی تھا کہ جو کچھ ادہر گذری اور جو جو نئی باتین پیش آئین سب کی اطلاع حضرت م کو کرتے رہین
ثُمَّ ضَلَالُ الطَّرِیْقِ عَنِ الدَّلِیْلَیْنِ مَعَ کَوْنِھِمَا عَرِیْفَیْنِ اَمْرٌ عَجِیْبٌ یُعْجِبُ کُلَّ مَنْ یَرَاہُ
وَیَسْمَعُہٗ پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ راہبرونکا راستہ بھول جانا جنکا پیشہ راہ بتلانے کا ہو
اور خوب شناخت راہون کی اونکو ہوتی ہی یہ بھی ایک ایسی بات ہوئی جسے دیکھکر اور سنکر
ہر ایک آدمی کو تعجب ہوتا ہی لِاَنَّہٗ لَا یَخْلُوْ عَنْ اِحْتِمَالَیْنِ اَمَّا اَنَّھُمَا ضَلَّا الطَّرِیْقَ بِمَشِیَّةٍ
اَمْضَاھَا اللّٰہُ فِیْھِمَا فَمَاتَا اسلیے کہ ایسے واقفکارونکا راہ بھول جانا دو احتمال سے خالی نہین ہی
یا تو مشیت الٰہی اونکی حق مین یون ہی جاری تھی کہ راہ بھول گئے اور پیاس سے مر گئے
وَاِمَّا اَنَّھُمَا ارْتَکَبَا اِضْلَالَ الطَّرِیْقِ عَامِدَیْنِ لِلْبَغْیِ وَالْعِنَادِ کَمَا یَدُلُّ عَلیٰ ذٰلِکَ
شِدَّةُ الْعَطَشِ الَّذِیْ مَاتَا فِیْہِ دوسرا احتمال یہ ہی کہ براہ دشمنی دیدہ و دانستہ اونھون نے راہ
بھلا دی اور ایسی راہ لیگئے جدہر پانی نہ ملنے سے آدمی تڑپکر مر جائے چنانچہ وہ پیاس سے مرین

مرگئی اسپر دلالت کرتی ہی فیظن انھما اراد ان یموت مسلم و من معہ ایضا من
العطش و لکن وقاہ اللہ عن شرہما اسوقت ایسا بھی خیال ہوتا ہی کہ ادن رہبرونکا
ارادہ یہ تھا کہ حضرت مسلم اور اونکی ہمراہی اصحاب بھی پیاس سے ہلاک ہوجائین مگر خدا نے
اونکی شر سے حضرت کو بچالیا و لم یکن مسلم عالما بخبایا الامور و مغیباتہا اور حضرت
مسلم کو پوشیدہ باتین اور غیب کے امور معلوم نہ تھے بل کان یبنی کلہا علی الظاہر والظاہر
کما عرفت لا یخلو عن تردد فی ختیار احد ہذین الامرین فلذا اخبر بہ اخاہ
استکشافا لہ بلکہ حضرت مسلم کل باتونکی ظاہر پر بنا کرتی تھی اور ظاہر حال جیسا معلوم ہوچکا
خالی اس تردد سے نتھا کہ دونون احتمال ہین سے جما اور یقینا کونسا واقع ہوا اسی واسطے
حضرت مسلم نے اپنے بھائی امام حسین کو اس حال کی خبر دی تا کہ حقیقت حال معلوم ہوجائے
و ایضا لا یبعد ان یکون الحسین قد اخبرہ بانہ یعود من مکۃ الی المدینۃ
ثم یسیر منہا الی العراق ان اقتدر علی ذلک و لم یمنعہ مانع اور یہ بھی کچھ بعید نہین ہی
کہ امام حسین نے حضرت مسلم کو خبر دی ہو کہ وہ مکہ سے مدینہ کو واپس آکر پھر وہانسے عراق کو
روانہ ہونگے بشرطیکہ اسپر قادر رہے اور کوئی مانع پیش نہ آئے فلذا کتب مسلم الیہ
حال الطریق و انحاء العلامات اسی خیال سے حضرت مسلم نے آپ کے نام یہ خط لکھا اور
راہ کی حالات کو مفصل درج کیا اور نشانیان شناخت راہ کی بتوضیح تمام بیان کردین و ذکر
عدم وجدان الماء ثم ورودہ الی المضیق من بطن الخبت و وجدانہ ہناک ماء البئر
کلب اور یہ بھی حضرت مسلم نے لکھا کہ اس راہ مین پانی نہین ملتا پھر یہ لکھا کہ مین مقام مضیق
پر پہونچا یہان پر ایک چشمہ پانی کا ملا جو بنی کلب کی طرف منسوب ہی لیکون
ذلک معاونا للحسین فی سفرہ من المدینۃ الی العراق یہ سب
باتین اس غرض سے حضرت مسلم نے لکھین کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام
مدینہ سے عراق کا سفر کرین آپ کو شناخت راہ مین میری تحریر سے اعانت پہونچی
اور پانی کا پتا اسی خیال سے دیا کہ ایسا نہو آپ کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے بچے
آئین گے تو پیاس سے ہلاک ہوجائین اسیواسطے پانی کی جگہہ بہت توضیح سے لکھدی

باب یازدہم تاویل قول حضرت مسلمؑ جو استغفار شامل ہی اور تاویل لفظ جبن کی جو بہ نسبت حضرت مسلمؑ کے وارد ہے

اَمَّا قَولُهٗ فِی الْکِتَابِ وَقَدْ تَطَیَّرْتُ مِنْ تَوَجُّهِیْ هٰذَا فَهُوَ مَرْوِیٌّ بِلَا خِلَافٍ
یہ قول حضرت مسلمؑ کا جو خط مین لکھا کہ مجھے اپنے اس سفر مین پیاس اور رہبرون کے
مرجانے سے فال بد ہوئی ہو اسکو تو راویون نے بالاتفاق نقل کیا ہو لٰکِنْ مَا کَتَبَهٗ
الْحُسَیْنُؑ فِیْ جَوَابِهٖ اِلٰی مُسْلِمٍ فَقَدِ اخْتَلَفَتِ الرِّوَایَاتُ فِیْهِ ہان مگر امام حسینؑ نے
اس خط کے جواب مین جو کچھ حضرت مسلمؑ کو لکھا ہو اوسمین مختلف روایتین ہین وَالَّذِیْ
رَوَاهُ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَهُوَ اَنْسَبُ وَاَلْیَقُ بِشَاْنِ ذٰلِكَ الْبَطَلِ الضِّرْغَامِ الَّذِی اخْتَارَهُ
الْحُسَیْنُ مِنْ بَیْنِ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَفَضَّلَهٗ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ابو مخنف نے جس
عبارت سے اس جواب کو نقل کیا ہو وہ مضمون بہت مناسب اور لائق تر ہی اس بہادر اور
دلیر کی شان سے جسکو جناب امام حسینؑ نے اپنے تمام اصحاب اور اہل بیتؑ سے منتخب
کیا اور سب پر فضیلت دی قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَکَتَبَ الْحُسَیْنُ فِیْ جَوَابِهٖ ابو مخنف کہتے ہین
کہ جناب امام حسینؑ نے حضرت مسلمؑ کے خط کا جواب ان الفاظ سے لکھا اَمَّا بَعْدُ
یَا ابْنَ الْعَمِّ اِنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ مَنْ یَّتَطَیَّرُ وَلَا یُتَطَیَّرُ بِهٖ
بعد حمد و صلوٰۃ کے اى میرے چچازاد بھائی مسلمؑ تمکو معلوم ہو کہ مین نے اپنے نانا رسول خدا
سے سُنا ہو وہ فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت مین کوئی ایسا نہین ہی جو کسی چیز سے فال بد لے
اور نہ ہمارے مصایب اور واقعات سے فال بد لی جاتی ہی مطلب یہ ہو کہ ہم اہل بیت
کسی اور کے واقعات سے فال بد لیتے ہین نہ کسی اور کو چاہیے کہ ہمارے ظاہری مصائب کو
دیکھکر فال بد سوچے فَاِذَا قَرَاْتَ کِتَابِیْ هٰذَا فَامْضِ عَلٰی مَا اَمَرْتُكَ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ جس وقت میرا یہ خط تم پڑھنا فورا روانہ ہو جانا بنابر تعمیل ان
امور کے جو تم سے کہا گیا ہی سلام تمپر ہو اور رحمت خدا کی و برکات الٰہی تمپر نازل ہو خط
کی عبارت تمام ہوئی وَلَیْسَ فِیْهِ ذِکْرُ الْجُبْنِ وَضُعْفِ الْقَلْبِ اَصْلًا اس خط مین بنابر روایت

الی مخنف جبن اور ضعف قلب کا کہین ذکر نہین بل کَانَ الحُسَینُ ع حَمَلَ قَولَہٗ قَد تَطَیَّرتُ
الخ عَلٰی مَا یَنبَغِی اَن یُحمَلَ عَلَیہِ بلکہ امام حسین ع نے حضرت مسلم کے بدفالی کے قول کو اوسی بات پر
حمل کیا اور وہی معنی اور مراد حضرت مسلم رہ کے آپ نے قائم رکھی جسکا مراد لینا مناسب تھا
وَھُوَ تَخَوُّفُ مُسلِمٍ عَلَی الحُسَینِ ع وَاَھلِ بَیتِہٖ لَا تَخَوُّنُہٗ عَلٰی نَفسِہٖ وہ معنی یہ تھے کہ
حضرت مسلم رہ کو جناب امام حسین ع اور اونکی اہل بیت پر اس فال بد سے خوف تھا نہ یکہ حضرت
مسلم اپنے تلف جان پر خوف اس فال بد کا کرتے تھے وَاستَدَلَّ بِقَولِ جَدِّہٖ فِی عَدَمِ
التَّطَیُّرِ مِنھُم اور حدیث نبوی اسی کی دلیل مین حضرت نے لکھے کہ ہم اہل بیت فال بد نہ لیتے
ہین اور نہ ہم سے کسی کو فال بد لینی چاہیے وَاَمَّا رِوَایَۃُ شَیخِنَا المُفِیدِ کَمَا فِی البِحَارِ
وَاِثَارَۃِ الاَحزَانِ فَھِیَ ھٰکَذَا لیکن روایت جناب شیخ مفید کے بحار مین اور جناب
غفران مآب سید دلدار علی کی کتاب اثارۃ الاحزان مین اسطرح پر لکھی ہے فَکَتَبَ الحُسَینُ
اَمَّا بَعدُ فَخَشِیتُ اَن لَا یَکُونَ حَمَلَکَ عَلَی الکِتَابِ اِلَیَّ فِی الاِستِعفَاءِ عَنِ التَّوَجُّہِ
اَلَّذِی وَجَّھتُکَ لَہٗ اِلَّا الجُبنُ جواب لکھا امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلم رہ کو بعد
حمد و صلوۃ کے معلوم ہو کہ مجھے مکروہ معلوم ہوا ایسا نہو کہ سبب تمہارے خط لکھنے کا میرے
نام پر کہ جسمین تم استعفا کرتے ہو اوس طرف کے جانے سے جدہر مین نے تمکو بھیجا ہے سوا
جبن کے اور کوئی چیز نہو یہ لفظ حدیث کی ہے وَلَم یَکتُبِ الحُسَینُ فَخَشِیتُ اَن یَکُونَ
بَدَلَ قَولِہٖ لَا یَکُونُ اور یہ نہین لکھا ہے حضرت امام حسین ع نے کہ مجھے ناپسند ہوا کہ تمہارے
استعفا کرنے کا سبب سوائے جبن کے اور کوئی چیز نہین ہے وَلَم یَکتُب اَیضًا مَا کَتَبتَ
ذٰلِکَ اِلَّا اَن کُنتَ جَبَانًا تَخَافُ ھَلَاکَ نَفسِکَ اور یہ بھی حضرت نے نہین لکھا کہ اے مسلم
تم نے یہ خط اوسوقت لکھا ہے جسوقت تم پر معاذ اللہ بزدلی چھائی ہوئی تھی اور اپنی ہلاکت
کا خوف کر رہے تھے وَفَرقٌ بَینَ ھٰذَینِ القَولَینِ وَبَینَ مَا کَتَبَہُ الحُسَینُ ع بڑا فرق ہے
ان دونوں عبارتوں مین جو ہم نے لکھی ہین اور اوس عبارت مین جو حضرت نے خط مین
لکھی ہے فَاِنَّ فِی قَولِ الحُسَینِ ع اِستِثنَاءً مُفَرَّغٌ اسلیے کہ اس امام حسین ع کے کلام مین
استثنا مفرغ ہے وَالمُستَثنٰی مِنہُ وَھُوَ خَبَرُ کَانَ مَحذُوفٌ وَالجُبنُ بَدَلٌ مِنہُ

اَوْ لَا بِمَعْنٰی غَیْر اور مستثنیٰ منہ خبر کَانَ کے محذوف ہو اور اَلْجُبْنُ کی لفظ اوسی سے بدل واقع ہو یا لفظ اِلَّا کے معنون مین لفظ غیر کے ہو فَیَکُوْنُ الْمَعْنٰی فَقَدْ خَشِیْتُ اَیْ کَرِھْتُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ حَامِلُکَ فِی الْاِسْتِعْفَاءِ شَیْءٌ غَیْرُ الْجُبْنِ اب معنی کلام حضرت کے یہ ہوئے کہ مجھے ناگوار ہو ایسا نہو کہ سبب تمھارے استعفا دینے کا کوئی اور امر نہو سوائے جبن کے وَیَدُلُّ بِمَفْهُوْمِهِ الْمُخَالِفِ اَیْ لَا اَخْشٰی اِنْ لَّمْ یَکُنْ ذٰلِکَ الْحَامِلُ جُبْنًا بَلْ شَیْئًا اٰخَرَ اور یہ کلام اپنے مفہوم مخالف سے اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ مجھے ناگوار نہین ہو اگر کوئی اور سبب تمھارے استعفا دینے کا ہو سوائے جبن کے یعنی اگر کوئی اور سبب ہو تو اوسے بیان کرو وَھٰذَا الْمَفْهُوْمُ یُسَمّٰی بِلَحْنِ الْخِطَابِ کَمَا بُیِّنَ فِیْ اُصُوْلِ الْفِقْهِ اس مفہوم کو علم اصول فقہ مین لحن الخطاب کہتے ہین وَمِنْ لَطَائِفِ الْمَقَامِ هُوَ اَنَّ الْحُسَیْنَ لَمْ یُسْنِدْ اِلٰی مُسْلِمٍ اَلْجُبْنَ بِالْاِثْبَاتِ اور لطایف مقام سے یہ بات ہو کہ حضرت امام حسین نے جبن کی نسبت جناب مسلمؑ کی طرف بطور اثبات کے نہین فرمائی بلکہ نفی کی نسبت دی وَلَمْ یَنْسِجْ کَلَامَهٗ عَلٰی مِنْوَالٍ یَکُوْنُ قَوْلُهٗ نَصًّا قَطْعِیًّا عَلٰی ذٰلِکَ اور اپنے کلام کو ایسی طرز عبارت مین نہین وارد کیا جس سے قطعاً نسبت جبن کی حضرت مسلم کے طرف ثابت ہو بَلْ اَدّٰی ذٰلِکَ بِعِبَارَۃٍ یَکُوْنُ عَدَمُ جُبْنِهٖ رَاجِحًا وَجُبْنُهٗ مَرْجُوْحًا بلکہ ایسی عمدہ عبارت مین اس مطلب کو ادا کیا جس سے جبن کے نہ واقع ہونے کو ترجیح ہوتی ہو اور جبن واقع ہونے کا احتمال مرجوح معلوم ہوتا ہو وَھٰذَا اَدَابُ الْبُلَغَاءِ فِیْ مُخَاطَبَاتِهِمْ لِمَنْ یَکُوْنُ شَانُهٗ اَرْفَعَ مِنْ اِنْتِسَابِ شَیْءٍ مُسْتَهْجَنٍ اِلَیْهِ اور یہی طریقہ فصیح اور بلیغون کا ہو جب ایسے شخص سے کلام کرتے ہین جسکے شان بلند ہو اس بات سے کہ اوسکی طرف کسی بُری چیز کی نسبت دیجاوے حَتّٰی اَنَّهٗ قَدْ یَنْسِبُ الْمُتَکَلِّمُ اِلٰی نَفْسِهٖ مَا یُرِیْدُ اِنْتِسَابَهٗ اِلَی الْمُخَاطَبِیْنَ یہان تک تو ہو کہ کبھی متکلم اپنی طرف نسبت اوس چیز کی دیتا ہو جس چیز کی نسبت دینی مخاطبین کی طرف چاہیے یعنی اپنے اوپر ڈھال کے دوسرون کو سناتا ہو قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا لِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ سورۂ یٰس مین خدا نے فرمایا اور کیا چیز مجکو باعث ہو اور کون سی چیز مجکو منع کرتی ہو کہ مین اوس خدا کی پرستش نہین کرتا

جس نے مجھے پیدا کیا ہی اور اوسے خدا کی طرف تم سب کی بازگشت ہونے والی ہی یہان پر
مراد حضرت ابراہیمؑ کی یہ ہی کہ مخاطبین سے فرمائین کہ وَمَا لَكُمْ لَا تَعْبُدُوْنَ یعنی تمکو
کون سی چیز مانع ہی جو تم اوس خدا کی پرستش نہین کرتے جس نے تمکو پیدا کیا اور اوسی کی طرف
تمہاری بازگشت ہی یون نہین ارشاد کیا بلکہ اپنے اوپر ڈھال کے فرمایا کہ مجکو کون سی چیز
مانع ہی کہ مین خدا کی پرستش نہین کرتا فَالْحُسَيْنُؑ كَرِهَ اَنْ يَنْسِبَ الْجُبْنَ اِلٰى اَخِيْهِ
الْبَطَلِ الضِّرْغَامِ بِالْاِيْجَابِ بَلْ اَسْنَدَهٗ بِعُنْوَانٍ اٰخَرَ پس امام حسینؑ کو ناگوار ہوا کہ جبن کے
نسبت اپنے ایسے بھائی کی طرف بطور اثبات کے فرمائین جو بہادر اور دلیر ہی بلکہ جبن کا ذکر
اور طریقہ پر کیا جس سے نفی جبن کے ثابت ہوئے فَكَاَنَّ الْحُسَيْنَ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ
اَنَّ لِهٰذَا الْاِسْتِعْفَاءِ الَّذِيْ كَتَبْتَهٗ اِلٰى مَحَامِلَ عَدِيْدَةٍ غَيْرِ الْجُبْنِ فَبَيِّنْ لِيْ مَا حَمَلَكَ
عَلَيْهِ حَتّٰى اسْتَعْفَيْتَ پس گویا حضرت امام حسینؑ نے اس کلام سے اپنے یہ مراد لی ہی
کہ یہ استعفا جو تم نے خط مین لکھا ہی میرے نزدیک اسکے بہت سے اسباب ہین سوا سے
جبن کے اب تم بیان کرو کہ تمھین استعفا دینے کا کیا سبب ہی وَالْمَحَامِلُ الَّتِيْ يَنْبَغِيْ اَنْ
يُحْمَلَ عَلَيْهَا ذٰلِكَ الْاِسْتِعْفَاءُ عِنْدِيْ خَمْسَةٌ مین کہتا ہون وہ اسباب جو حضرت مسلمؑ کو
استعفا دینے پر باعث ہوئے تھے میرے نزدیک پانچ تھے اَلْاَوَّلُ مَا حَمَلَ عَلَيْهِ
الْمُحَسِّنُ مِنْ خَوْفِهٖ عَلٰى اَخِيْهِ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَلَعَلَّهٗ اَقْرَبُ الْمَحَامِلِ پہلا سبب تو وہی ہی
جن معنون پر امام حسین نے حضرت مسلم کے کلام کو حمل کیا کہ وہ اپنے بھائی امام اور اونکے
اہل بیت پر اس فال بد سے خوف کرکے مستعفی ہوگئے تھے اور شاید یہی احتمال اقرب
احتمالات ہی فَاِنَّ مُسْلِمًا لَمَّا قَرَءَ كِتَابَ اَخِيْهِ قَالَ اَمَّا هٰذَا فَلَسْتُ اَتَخَوَّفُهٗ
عَلٰى نَفْسِيْ كَمَا فِي الْبِحَارِ اس لیے حضرت مسلم نے جسوقت جواب اپنے خط کا پڑھا تو یہ
کہا کہ یہ بد فالی جو مین نے اپنے خط مین لکھی تھی اوس سے خوف اپنے نفس کی ہلاکت پر
مجکو نتھا چنانچہ بحار مین اسکو روایت کیا ہی وَيُؤَيِّدُهٗ مَا اَوْصٰى بِهٖ مُسْلِمٌ بِمَحْضَرِ ابْنِ
زِيَادٍ لِعُمَرَ ابْنِ سَعْدٍ اور اسی قول کی تائید کرتی ہی وہ وصیت حضرت مسلم کے جو سامنے
ابن زیاد کے عمر سعد ملعون سے آپ نے کی تھی فَاِنَّهٗ قَالَ الْوَصِيَّةُ الثَّالِثَةُ اَنْ تَكْتُبُوْا اِلٰى

أخي وإمامي أن يرجع عنكم فقد بلغني أنه خرج بنسائه وأولاده ولئلا يصيبه ما أصابني
یہ کہا تھا حضرت مسلم نے کہ تیسری وصیت میری یہ ہو کہ میرے بھائی اور میرے امام کو لکھ بھیجو
کہ وہ کوفہ کے راہ سے پلٹ جائین مجھے خبر پہونچی ہو کہ وہ جناب اپنی عورتون کو اور لڑکو نکو
لیکر ادھر روانہ ہوئے ہین اگر یہان آئے تو اون پر بھی یہی مصیبت پڑیگی جو مجھپر آج پڑی ہو
وصدق مسلم في قوله لست أتخوف على نفسي بہت سچی تھی حضرت مسلم اپنے اس قول
مین کہ مین اپنے نفس کی ہلاکت سے نہین ڈرتا وكيف يخاف على نفسه من كان في
الشجاعة ومقاومة الشجعان والفرسان بحيث يفر منه جم غفير اور کیونکر اپنی
موت سے وہ شخص ڈرتا جسکی شجاعت شجاعان عرب اور بہادرون سے لڑنے مین یہ
تھی کہ بڑے بڑے گروہ اونکی مقابلہ سے بھاگ جاتے تھے ولا يجدون منه ملجأ إلا
أن يفروا من بين يديه اور کوئی چارہ اور کسی طرح کی پناہ اونکو نہین ہوتی تھی بجز اسکے
کہ آپ کے سامنے سے بھاگ جائین وكان يأخذ اثنين أو أربعا من أشرار الكوفة
ويرميهم إلى السقف زور جسمانی کی یہ کیفیت تھی کہ دو دو اور چار چار آدمی کو نیان
بدنہاد کو پکڑ کر چھت پر پھینک دیتے تھے وكان ذلك يوم برزه وجهاده كما
يأتيك نبأه بعد حين یہ حال اوس دن کا ہو جس دن کوفہ مین آپ نے جہاد کیا ہو چنانچہ
اسکا بیان آپ کی شہادت کے باب مین ہم کرینگے انشاء اللہ تعالی والثاني من المحامل
أن مسلما كره أن تكون بمسيره إلى الكوفة ينسب إليه ويرمى بأنه هو الذي سار
أولا إلى أهل العراق أهل الغدر والخيلاء ولم يعتذر عند أخيه دوسرا سبب استعفا
دینے کا یہ تھا کہ بمقتضای بشریت حضرت مسلم رح کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ کوفہ کی طرف جانے
سے اونکی طرف نسبت دیجائے اور طعن اور تشنیع اس بات کی لوگ کرین کہ مسلم؏ یہ وہی شخص
ہین کہ پہلے آپ بطرف عراق کے گئے جہان کے لوگو نکا مکر اور فریب کھلا ہوا تھا اور اپنے
بھائی سے یہ عذر بھی نکیا ثم سار لذهابه وتشويقه إليه أخوه پھر جب آپ کوفہ مین
پہونچے تو اپنے بھائی کو بھی شوق دلایا کہ وہ بھی عراق کی طرف روانہ ہون فلذا كتب
إلى الحسين أن يعفوه عن ذلك ويبعث غيره یہی سمجھکر حضرت امام حسین؏ کو لکھا کہ

مجھے اس بدنامی سے معاف کیجیے اور کسی دوسرے کو بھیجیے اور اوس مین بھی یہ شرط
کی کہ اگر آپ کے نزدیک یہ عذر میرا معقول اور پسندیدہ بھی ہو وَمَعَ ہٰذَا فَقَدْ دَلَّ
بِکَلَامِہٖ ہٰذَا عَلٰی اَنَّ الْمَسِیْرَ اِلَی الْکُوْفَۃِ مِنَ الْاُمُوْرِ الْوَاجِبَۃِ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکْتُبْ اَنْ یُعْفِیَنِیْ
وَیُعْفِیَ غَیْرِیْ اَیْضًا اور باوجودیکہ اپنی نسبت نجاتی کے بشرط منظوری حضرت امام حسین ع
کی درخواست کی لیکن اسی کلام مین یہ بھی نکتہ رکھدیا کہ عراق کا جانا منجملہ واجبات
کے ہو اور یہ نہ لکھا کہ مجھے بھی معاف کیجیے اور کسی اور کو بھی نہ بھیجیے وَالرُّمَاۃُ ہُمُ الَّذِیْنَ
کَانُوْا یَمْنَعُوْنَ الْحُسَیْنَ عَنِ الْمَسِیْرِ اِلَی الْعِرَاقِ مِنْ اَقْرِبَائِہٖ وَغَیْرِہِمْ اور طعنہ زنی کرنے
والے یہ وہی لوگ تھے جو حضرت امام حسین ع کو عراق کی طرف جانے سے منع کرتے تھے اپنی
حضرت کے عزیز قریب بھی تھے اور اغیار بھی تھے اور رشتہ نازک جو حضرت مسلم کو جناب
امام حسین سے تھا وہ ظاہر ہے کہ حضرت کی بہن رقیہ آپ کو منسوب تھین مَعَ اَنَّہُمْ کَانُوْا
یَعْلَمُوْنَ مَا یَؤُوْلُ اِلَیْہِ اَمْرُ الْحُسَیْنِ وَاَہْلِ بَیْتِہٖ مِمَّا قَدْ تَظَافَرَتِ الْاَخْبَارُ وَالرِّوَایَاتُ
عَنِ النَّبِیِّ ص وَعَنْ عَلِیٍّ ع فِیْ بَابِہٖ باوجودیکہ وہ منع کرنے والے اور طعن و تشنیع کرنے والے
خوب جانتے تھے کہ حضرت امام حسین ع اور اونکی اہل بیت کا کیا انجام ہونے والا ہے
اسلیے کہ احادیث اور روایات جناب رسالت مآب ص اور جناب امیر سے در بارہ مصائب
امام حسین ع کے مشہور تھین اور خاص اور عام کو اچھی طرح معلوم تھا وَمَعَ کَوْنِ الْحُسَیْنِ
مُذَکِّرًا لَہُمْ وَطَالِبًا لِنُصْرَتِہٖ مِنْہُمْ فَلَمْ یُشَارِکُوْہُ وَلَمْ یَنْصُرُوْہُ اور باوجود اسکے
کہ حضرت امام حسین ع بھی اون لوگون کو وہی روایات یاد دلاتے تھے اور پند اور نصیحت
کرتے تھے اور اپنی نصرت و یاوری اون سے طلب کرتے تھے شرکت اور نصرت تو
درکنار اولٹی طعن و تشنیع پر آمادہ ہوتے تھے وَقَدْ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ فِیْ بَابٍ اَفْرَدْتُہٗ
لہٰذا مین نے اس مضمون کو ایک جداگانہ باب مین ذکر کیا ہے جسمین خاص ایسے ہی
لوگونکا ذکر ہو وَاَمَّا مُسْلِمٌ فَقَدْ بَذَلَ نَفْسَہٗ لِوَجْہِ اللّٰہِ وَاَطَاعَ مَا اَمَرَہٗ بِہٖ اَخُوْہُ اور جناب
مسلم تو ایسے برگزیدہ خدا تھے جنھون نے جان اپنی راہ خدا مین دیدی اور جو حکم اونکے بھائی
نے اونکو دیا تھا اوسکی پوری اطاعت کی کہ کَانَ رُوْحِیْ لَہُ الْفِدَا اِقْدَامًا عَلَی الْمَہَالِکِ

ولم یخف لومۃ لائم فیہ بعد ورود کتاب اخیہ میری جان فدا ہو جائے مسلم پر جنہون
نے پیش قدمی کی اور سب سے آگے بڑھکر بڑے بڑے ملعونون مین اپنے تئین ڈالا اور
کسی بدگو کی بدگوئی اور طعنہ زنی کا اس بارہ مین خوف نہ کیا بعد پہونچنے اس خط کے جسکا
ذکر ہو چکا ہی فبرز وحدہ الی مائۃ الف او یزیدون اور تنہا اکیلا آدمی بلکہ لاکھون کے
مقابلہ کرنے کے واسطے روانہ ہوئے اور مقابلہ بھی کیا **الثالث** ان مسلما کان یعز
علیہ فراق الحسین فی تلک الایام وتلک الحالۃ وھو فی ضنک العیش پس سبب
استعفا کا یہ تھا کہ حضرت مسلم پر جدائی حضرت امام حسینؑ کی از حد شاق تھی ایسے ایام اور
ایسی حالتون مین کہ اوس جناب پر بسبب ایذادہی دشمنون کی زندگی تلخ ہوگئی تھی لا یجد
ملتجأ یلتجأ الیہ ولا ملاذا یلوذ بہ مع قلۃ الانصار وکثرۃ الاعداء یہ حال تھا کہ جناب
امام حسینؑ کوئی جگہ ایسی نہین پاتے تھے جسمین پناہ لین اور نہ کوئی مقام آپکو ایسا
ملتا تھا کہ جہان چندے بسر کرین انصار کی کمی تھی اور دشمنون کی کثرت فان فی مثل
تلک الاوقات یعز علی الاقرباء وخلص الاصدقاء ان یترکوا صدیقھم ولا یحضروا
مشھدہ ولا یشارکوہ ایسے ہی اوقات مین عزیز قریب اور خالص دوستون کو بشدت
ناگوار ہوتا ہی کہ اپنے عزیز اور دوست کو تنہا چھوڑین اور اوسکے پاس حاضر نہین اور انکی
مصیبت مین شریک نہون ولھذا روی فی بعض المقاتل کروضۃ الشھداء ان
مسلما حین خرج عن مکۃ وتودیعہ اماہ واخاہ کان یبکی کثیرا لا یتمالک
عن الدمعۃ اسی سبب سے روضۃ الشہدا مین روایت کی ہی کہ جسوقت حضرت مسلم مکہ سے روانہ ہوئے
تھے جناب امام حسینؑ کو رخصت کرکے تو اوسوقت بہت روئے تھے اور آنسو آجاتے تھے تھمتے نہ تھے
فسئل عن ذلک بل رمی بانک تبکی مخافۃ عن القتل والھلاک لوگون نے پوچھا
بلکہ طعنہ زنی کی کہ تم اپنے قتل وہلاک سے ڈر کر روتے ہو فانما یرسلک اخوک الی حد
السیوف وترادف الاجال ومبارزۃ الابطال اسلئے کہ تمہارے بھائی تمکو تلوارونکی
باڑھ پر چلنے کو بھیجتے ہین جہان موت کا بازار گرم ہوگا اور بہادرون سے لڑنا و مقابلہ کرنا
پڑیگا فقال لا وحاشا ان اتخوف علی نفسی بذلک حضرت مسلم نے کہا کہ نہین ہرگز

ایسا نہین کہ مین اپنی ہلاکت کا خوف کرون اور اپنی موت سے ڈر کر روؤن بَلْ اِنَّمَا اَبْکِیْ
عَلٰی فِرَاقِ اَخِیْ وَابْنِ عَمِّیْ وَهُوَ فِیْ کَاٰبَةٍ وَحُزْنٍ بلکہ مین فراق پر اپنے بھائی کے روتا ہون
کہ اونکو ایسی رنج اور مصیبت مین چھوڑ کر جدا ہوتا ہون فَاِنِّیْ قَلَّمَا تَرَکْتُهٗ فِیْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ
وَقَلَّمَا عِشْتُ بَعِیْدًا عَنْهُ اسلیے کہ مجھے کمتر اتفاق ہوا ہی کہ زمانہ تنگی اور فراخی مین اونسے
الگ ہوا ہون اور بہت کم اپنے ایام زندگانی اونکی خدمت سے الگ رہکر بسر کیے ہین
اَلرَّابِعُ اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَکُنْ مِنَ الْحُجَجِ الْمَعْصُوْمِیْنَ فَمَدَارُ عِلْمِهٖ کَیْفَ یَبْلُغُ بِمَدَارِکِ
عِلْمِ الْاِمَامِ چوتھے یہ ہی کہ حضرت مسلم ائمہ معصومین مین داخل نتھے پس اونکا پایہ علم کیونکر
امام کے مراتب علمی کو پہونچ سکتا وَالْاِنْسَانُ یَتَبَدَّلُ مَصَالِحُهٗ حَیْثُ یَتَبَدَّلُ الْاُمُوْرُ
الْحَادِثَةُ الْمُتَغَیِّرَةُ وَلِهٰذَا یَخْتَلِفُ اٰرَائُهٗ ہر ایک آدمی کا یہی حال ہی کہ اوسکی
مصلحتین بدلتی رہتی ہین جون جون امور اور حالات بدلتے ہین اور نئے نئے پیدا ہوتے
ہین اسی سبب سے آدمی کی تجویزین بھی بدلتی رہتی ہین فَیَوْمَ خُرُوْجِهٖ عَنْ مَکَّةَ ثُمَّ
یَوْمَ مَسِیْرِهٖ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی یَوْمِهٖ هٰذَا قَدْ رَاٰی وَسَمِعَ وَشَاهَدَ وَعَلِمَ مَالَمْ
یَرَهُ وَلَمْ یَسْمَعْهُ وَهُوَ فِیْ مَکَّةَ اَوِ الْمَدِیْنَةِ پس جسدن حضرت مسلم رح مکہ سے چلے
تھے اور پھر جب مدینہ سے روانہ ہوئے اور آج کے دن تک جو کچھ آنکھ سے دیکھا اور سنا
اور جن چیزونکا مشاہدہ کیا اور جو چیزین آپ کو معلوم ہوئین اونکو زمانہ موجودگی مکہ
مین نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا فَالْیَوْمَ کَاَنَّهٗ تَیَقَّنَ مِنْ تَهَیُّاِ بَنِیْ اُمَیَّةَ عَلٰی قِتَالِ الْحُسَیْنِ
پس آج کے دن یعنی جس دن حضرت امام حسین کے نام خط لکھا گویا کہ حضرت مسلم کو یقین
ہو گیا تھا کہ بنی امیہ حضرت امام حسین ع سے لڑنے پر ضرور آمادہ ہونگے اور یہی مطلب اس
فقرہ کا ہی جو آپ نے لکھا تھا کہ مجھے انجام اس سفر کا اچھا نہین نظر آتا فَلَا یَبْعُدُ اَنَّهٗ
قَدْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّهٖ اَنَّهٗ لَوْ کَانَ فِیْ مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالِ مَعَ اَخِیْهِ لَکَانَ فَدٰی
بِنَفْسِهٖ مَعَهٗ کچھ دور نہین ہی کہ حضرت مسلم ع کو گمان اسکا ہوا کہ اگر ایسے وقت ہمراہ حضرت
کے ہوتے تو اپنی جان فدا کرتے وَوَقَی الْحُسَیْنَ وَاَهْلَهٗ عَنْ شَرِّ الْاَعْدَاءِ اِلٰی مَا اسْتَطَاعَ
وَسَاوَرَ مَعَهٗ حِیْنًا بَعْدَ حِیْنٍ کَیْفَ مَا یَرَاهُ اور جناب امام حسین اور اونکے اہلبیت

دشمنون کی شرارت سے بقدر اپنی طاقت کے بچاتے اور حضرت کے ساتھ وقت بوقت
مشورہ کرتے جیسا مقتضا اونکی راے کا ہوتا وھذا اَولیٰ عِندہٗ مِن اَن یَسیرَ وَحدہٗ
وَیُقتلَ وَھُوَ لا یَدری مَا اُصِیبَ بِہِ الحُسَینُ اور یہ شرکت حضوری حضرت مسلم کے نزدیک
بہتر معلوم ہوئی اس بات سے کہ تنہا کوفہ کو جائین اور وہان جاکر شہید ہون اور جس مصیبت
مین حضرت امام حسینؑ مبتلا ہون اوسکی انکو خبر بھی نملے فَلِذٰلِکَ تَحَسَّرَ عَلیٰ مَا کَانَ یَفُوتُہٗ
فَاستَعفیٰ اسی نظر سے آپ کو حسرت ہوئی اوس نصرت اور یاوری پر جو دور رہنے سے
فوت ہوتی تھی پس استعفا لکھا وَتَمَنّٰی بِقَلبِہٖ مَا کَانَ یَرجُوہُ مِن حُسنِ الصَّنِیعَۃِ وَالبِرِّ
وَالوَفَا اور دل مین آرزو کی اوس خوش کرداری اور حُسن سلوک اور وفاداری کی جسکو
ابھی ہم نے بیان کیا ہو اَلخَامِسُ اِنَّہٗ لَمَّا عَلِمَ یَقِیناً اَنَّ اَخَاہُ یُستَشھَدُ وَ
الَّذِینَ مَعَہٗ اَیضاً یُستَشھَدُونَ لَا مُحَالَۃَ پانچوان سبب یہ ہی جب حضرت مسلمؑ کو
یقین ہوگیا کہ جناب امام حسینؑ اور آپ کے ہمراہی اور اصحاب و اہل بیت ضرور شہید ہونگے
وَالشَّھَادَۃُ مَعَ الحُسَینِ لَھَا مَدَارِجُ لَا یَرقیٰ اِلَیھَا اِلَّا مَن یُستَشھَدُ مَعَہٗ
اور ہمراہ امام حسینؑ کے شہید ہونے کے جو مرتبہ ہین اون مراتب کو وہی لوگ پہونچین گے
جو آپ کے ہمراہ شہید ہونگے وَاِنَّہٗ مَقتُولٌ بِالکُوفَۃِ بَعِیداً عَنِ الحُسَینِؑ وَعَن طَفِّ
کربلا اور اپنی نسبت یہ خیال ہوا کہ مین کوفہ مین دور حضرت امام حسینؑ سے اور خارج
میدان کربلا سے شہید کیا جاونگا فَعَسیٰ اَن لَا اَفُوزَ بِتِلکَ المَدَارِجِ فَتَمَنّٰی ذٰلِکَ
وَاستَعفیٰ پس شاید شہداے کربلا کے مراتب کو نہ پہونچون اسی آرزو مین کوفہ کے جانے
سے مستعفی ہوئے اور یہ خیال حضرت مسلم کا بہت درست اور بجا تھا وَلِدَفعِ ذٰلِکَ
الاِشتِبَاہِ لَمَّا استَغَاثَ الحُسَینُ فِی الطَّفِّ اٰخِرَ الاِستِغَاثَۃِ ثُمَّ نَادیٰ اَصحَابَہٗ
وَاَھلَ بَیتِہِ المُستَشھَدِینَ بَینَ یَدَیہِ اسی شبہ کے دفع کرنے کی غرض سے جب حضرت
امام حسینؑ نے روز عاشورہ آخری استغاثہ فرمایا اور بعد اوسکے اپنے اصحاب اور اہل بیت
کو جو سامنے آپ کے شہید ہوئے پڑے تھے اونکو آواز دی کہ اوٹھو اور ہماری مدد کرو
فَبَدَأَ بِالنِّدَاءِ وَقَالَ اَوَّلاً یَا مُسلِمَ ابنَ عَقِیلٍ وَیَا ھَانِیَ ابنَ عُروَۃَ قُومَا لِکَرَامَۃِ

هٰذَیْنِ الشَّهِیْدَیْنِ جب شہیدون کو نام بنام آپ نے پکارنا شروع کیا سب سے پہلے فرمایا
کرامی مسلمؑ بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور یہ نام لینا حضرت کا ان دونون بزرگوارون
کے ہمراہ شہداء کربلا کے اسی غرض سے تھا کہ ان دونون بزرگونکی کرامت اور فضیلت
ظاہر ہوجائے وَنَصًّا عَلٰی اَنَّهُمَا وَاِنِ اسْتُشْهِدَا بَعِیْدًا عَنِ الطَّفِّ لٰکِنَّهُمَا دَاخِلَانِ فِیْ
زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ الَّذِیْنَ اسْتُشْهِدُوْا مَعَهٗ فِی الطَّفِّ بَلْ هُمَا سَابِقَانِ عَلَیْهِمْ فِیْ ذٰلِكَ
اور صاف صاف کہدینا آپ کو منظور تھا کہ مسلم اور ہانی اگرچہ دور میدان کربلا سے شہید
ہوئے ہین مگر وہ دونون شہداء کربلا کے گروہ مین داخل ہین بلکہ ان شہیدون
سے پیش رو اور آگے بڑھ گئے ہین اَلَا تَرٰی اَنَّ مِیْثَمَ التَّمَّارَ رح اَیْضًا قَدْ قَتَلَهٗ
ابْنُ زِیَادٍ فِی الْکُوْفَةِ قَبْلَ قُدُوْمِ الْحُسَیْنِ بِالْعِرَاقِ بِعَشَرَةِ اَیَّامٍ کَمَا فِیْ نَضْدِ
الْاِیْضَاحِ عَنِ الْمُفِیْدِ رح خیال کرنا چاہیے حضرت میثم تمار رح کو ابن زیاد نے کوفہ مین قتل نضد الایضاح
کیا دس روز پہلے داخلہ امام حسین سے عراق مین جیسا کہ کتاب نضد الایضاح مین شیخ
مفید رح سے روایت کی ہے فَیَکُوْنُ مَقْتَلُهٗ بَعْدَ قَتْلِ مُسْلِمٍ بِاَیَّامٍ پس بنابر اس
روایت کے شہادت حضرت میثم تمار کی بعد شہادت حضرت مسلم رح کے چند روز
گذر جانے کے واقع ہوئے یعنی تخمیناً دس روز کے بعد وَلَمْ یَذْکُرِ الْحُسَیْنُ ع فِیْ تِلْكَ
الْاِسْتِغَاثَةِ اِسْمَهٗ مگر جناب امام حسین نے اپنے استغاثہ مین میثم تمار کا نام نہین لیا
لِاَنَّ مِیْثَمًا وَاِنْ قُتِلَ فِیْ وِلَاءِ اَهْلِ الْبَیْتِ لٰکِنَّ قَتْلَهٗ لَا یَتَعَلَّقُ بِهِمْ رِضْوَانُ اللّٰهِ
عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اسواسطے کہ حضرت میثم تمار بھی اگرچہ دوستی اہلبیت
کے شہید کیے گئے مگر اونکی شہادت کا تعلق اون خاص امور سے نہین ہے جو شہداء کربلا
مخصوص تھے خوشنودی خدا کی ہو میثم تمار سے اور شہداء کربلا سے بھی وَهُوَ
جَلِیْلٌ قَدْ کَشَفَ اللّٰهُ بَصَرِیْ عَنْ ذٰلِكَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ یہ ایک بڑا
راز تھا جو خدا نے مجھپر ظاہر کیا پس خدا کی حمد کرتا ہون اور شکر گذاری ہمیشہ کرتا ہون وَبِالْجُمْلَةِ فَالْحِکَمُ
فِیْ ذٰلِكَ الْاِسْتِغْفَاءِ کَثِیْرَةٌ اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ سبب استعفا دینے کے حضرت مسلم کو بہت سے ہونگے فَلِذَا کَتَبَ الْحُسَیْنُ
اِلَیْهِ اَنَّ مَا ذَا اَحْمَلَكَ عَلَی الْاِسْتِعْفَاءِ اسیواسطے جناب امام حسین نے حضرت مسلم کو لکھا کہ سبب تمکو استعفا دینے کا کیا

باب ۱۲ دوازدہم بدفالی یا بدشگونی کی تاویل جو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے خط مین درج ہے

اَمَّا حَدِیثُ التَّطَیُّرِ فَلَوْ لَا اَنَّ الْحُسَیْنَ حَمَلَهُ عَلَی الطِّیَرَةِ لَاَمْکَنَ لَنَا اَنْ نَحْمِلَهُ عَلٰی مَحَامِلَ صَحِیحَةٍ اُخْرٰی رہی بات بدفالی و بدشگونی کی پس اگر جناب امام حسینؑ نے اوسکو بدشگونی قرار دیا ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم اوسکے معنی صحیح اور بھی بیان کرتے وَیُمْکِنُ الْاٰنَ اَنْ نَقُولَ مگر اب اوسکو بدشگونی کے معنون پر سمجھ کر ہم کہتے ہین اِنَّهُ لَمَّا کَانَ مُسْلِمٌ قَدْ تَوَجَّهَ اِلٰی اَمْرٍ خَطِیرٍ یَعْقُبُهُ الْمَهَالِكُ کہ چونکہ جناب مسلمؒ ایسے کام کرنے کے واسطے چلے تھے جو ایک امر عظیم تھا اور ہلاکت کا سامنا اوسکے آغاز اور انجام مین دونون وقت تھا وَکَانَ الْحُسَیْنُ فِی تِلْكَ الْاَیَّامِ اَشَدَّ اِهْتِمَامًا بِاِرْسَالِ الْکُتُبِ وَاِرْسَالِ وَاحِدٍ بَعْدَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِهِ اِلٰی بِلَادٍ اُخْرٰی کَالْبَصْرَةِ وَالْیَمَنِ وَغَیْرِهَا اور جناب امام حسینؑ کو ان دنون بڑا اہتمام تھا خطون کے روانہ کرنے مین اور یکی بعد دیگرے اپنے اصحاب کو مختلف مقامات پر آپ روانہ کر رہے تھے مثل بصرہ اور یمن وغیرہ وَکَانَ بَعْضُ اَقْرِبَائِهِ وَاَصْحَابِ جَدِّهِ وَغَیْرُهُمْ یُشِیرُونَ اِلَیْهِ بِتَرْكِ التَّعَرُّضِ لِبَنِی اُمَیَّةَ اور بعض اقرباے امام حسینؑ اور بعض اصحاب جناب رسالت مآب وغیرہ آپ سے کہتے تھے کہ بنی امیہ سے آپ چھیڑ چھاڑ نکرین بلکہ اونکو اونکی حالت پر چھوڑ دین بَلْ یُصِرُّونَ وَیُعْلِنُونَ بِاَقْوَالِهِمْ اَنَّ الْحُسَیْنَ مُصِرٌّ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَا یَنْبَغِی لَهُ الْخُرُوجُ عَلَیْهِمْ بلکہ وہ لوگ اصرار کرتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ امام حسینؑ ضد کرتے ہین اس بات پر اور اونکو مناسب نہین ہے کہ بنی امیہ سے متعرض ہون وَاِنَّمَا یَجِبُ عَلَیْهِ اَنْ یَسْلُكَ مَسْلَكَ اَخِیهِ الْحَسَنِؑ فَیُصَالِحَ مَعَهُمْ وَیُبَایِعَ یَزِیدَ تَقِیَّةً امام حسینؑ پر تو یہی واجب ہے کہ اپنے بھائی امام حسنؑ کا طریقہ اختیار کر کے بنی امیہ سے مصالحہ کر لین اور یزید سے تقیہ کر کے بیعت کرین وَقَدِ اضْطَرَبَتْ فِی ذٰلِكَ عُقُولُ الرِّجَالِ فَهَامُوا وَتَاهُوا وَکَانُوا یَاتَمِرُونَ فِی ذٰلِكَ ان لوگون کی

عقلین مضطرب ہو گئی تھین ادہر سے اودہر دوڑتے پھرتے تھے اور شبانہ روز یہی مشورہ
اور یہی چرچا کرتے پھرتے تھے بنظر اون اغراض فاسدہ کے جو اونکے دلون مین تھین
مَعَ عِلْمِهِمْ بِاَنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَمَرَ الْحُسَيْنَ بِالْجِهَادِ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْقُعُوْدَ باوجودیکہ وہ
سب جانتے تھے کہ خدا نے اور خدا کے رسول ؐ نے امام حسین ؑ کو جہاد کا حکم دیا ہی اور جہاد کا
ترک کرکے بیٹھ رہنا اونپر حرام کیا ہی نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ قَوْلِهِ الْمَشْهُوْرِ الْمَرْوِيِّ
بِلَا خِلَافٍ صاف صاف ارشاد کردیا جناب رسول خدا ؐ نے ایک حدیث مین جو مشہور ہی
اور بالاتفاق سب مسلمان اوسکی روایت کرتے ہین اِبْنَايَ هٰذَانِ اِمَامَانِ قَامَا اَمْ
قَعَدَا یہ دونون میرے فرزند حسن و حسین امام ہین جہاد کرین یا ترک جہاد کرکے گھر بیٹھین
اِذِ الْمُرَادُ مِنَ الْقِيَامِ الْجِهَادُ وَمِنَ الْقُعُوْدِ الْمُصَالَحَةُ مَعَ مُعَاوِيَةَ هٰذَا اسواسطے کہ قیام
سے مراد اس حدیث مین جہاد امام حسین ؑ کا ہی اور قعود سے مراد صلح کرنا امام حسن ؑ کا معاویہ سے
ہی یہ تمہید تو ہو چکی ثُمَّ التَّطَيُّرُ وَالطِّيَرَةُ اَصْلُهٗ فِيْمَا يُقَالُ بِرُؤْيَةِ السَّوَانِحِ وَالْبَوَارِحِ مِنَ
الطَّيْرِ وَالظِّبَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ اب دیکھو کہ تطیر اور طیرہ کی لفظ کلام عرب مین اوس بدشگونی
اور فال بد کے واسطے بولی جاتی ہی جو سانحہ اور واردات پرند جانورون وحرنی وغیرہ
چرندہ جانورون پر گذرتے ہین کہ اونکے آگے پیچھے داہنے بائین واقع ہونے سے شگون
لیا جاتا ہی وَقَلَّ مَا يَخْلُوْ عَنْ تِلْكَ الْحَوَادِثِ زَمَانٌ وَلَاسِيَّمَا فِي السَّفَرِ ان حوادث سے
بہت کم زمانہ خالی گذرتا ہی خصوصاً جب آدمی سفر مین ہو وَكَثِيْرًا مَا وَقَعَ لِمَوْلَانَا الْحُسَيْنِ
فِيْ سَفَرِهٖ مِنْ تِلْكَ الْاُمُوْرِ اور بہت ایسا ہوا کہ حضرت امام حسین ؑ کے سفر مین بھی ایسے
امور واقع ہوئے اور قریب ہی کہ جب تک آپ سفر مین ہین واقع ہوا کرینگے فَكَانَ مُسْلِمًا
اَرَادَ دَفْعَ الْاِشْتِبَاهِ عَنْ تِلْكَ الْوَسَاوِسِ مِنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ فِيْ سَفَرِهٖ پس گویا حضرت
مسلم کا بدشگونی کا مضمون لکھنا تین فائدون پر شامل تھا ایک تو یہ کہ بعد آنے جواب خط
کے اون لوگون کے وسوسہ دور ہو جائین جو حضرت مسلم کے ہمراہ سفر مین تھے اور اسی
غرض سے خط لکھنے کے بعد بانتظار جواب آپ ٹھہر گئے اَوْ مِنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسَايِرُوْنَ
مَعَ الْحُسَيْنِ فِيْ سَفَرِهٖ دوسری غرض یہ تھی کہ جب حضرت جواب خط لکھوائینگے تو جو لوگ

حضرت کے ساتھ سفر مین ہین وہ بھی اسکو سنلین گے اونکا بھی شبہہ دور ہوجایگا
اَوْ مِنَ الَّذِیْنَ کَانَ الْحُسَیْنُ ؑ یُرْسِلُهُمْ اِلٰی جِهَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ وَبِلَادٍ نَائِیَةٍ لِلْاِسْتِنْصَارِ
تیسری غرض حضرت مسلم کی یہ تھی کہ جن لوگون کو حضرت امام حسین ؑ دور دراز شہرون مین
طلب نصرت کے واسطے بھیجتے ہین اون سے بھی یہ وسوسہ اثناء راہ مین دور ہوجایگا
فَکَانَ السُّؤَالُ عَنْ مَسْئَلَةِ الطِّیَرَةِ وَاِظْهَارِ عَدَمِ مَشْرُوْعِیَّتِهَا بِاَیِّ نَحْوٍ اتَّفَقَ مِنْ
اَهَمِّ الْاُمُوْرِ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ پس بدشگونی کا مسئلہ پوچھنا اور اوسکے ناجائز ہونے کا شریعت
مین ظاہر کرادینا کسی عنوان سے کیون نہو ایسے وقت مین جسوقت حضرت مسلم نے پوچھا ہی
کیسی ضروری بات تھی اور کسقدر اسکی ضرورت تھی وَلِذٰلِكَ اَجَابَ الْحُسَیْنُ ؑ بِمُقْتَضٰی
اِرَادَتِهٖ حَیْثُ کَتَبَ اِلَیْهِ اِنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ اسی واسطے
حضرت امام حسین ؑ نے موافق خواہش جناب مسلم رح کے جواب دیا چنانچہ اون کے جواب
خط مین پوری حدیث الطیرہ کہ مین نے اپنے نانا سے یہ سنا ہی فَکَمَا اَنَّ غَرَضَ مُسْلِمٍ
لَیْسَ اِلَّا اِشْعَارَ غَیْرِهٖ بِذٰلِكَ پس جسطرح سے غرض حضرت مسلم کی بدشگونی کے
لکھنے سے فقط یہی تھی کہ اور لوگون کو اس مسئلہ سے آگاہی ہوجاوے کَذٰلِكَ لَمْ یَکُنْ غَرَضُ
الْحُسَیْنِ ؑ بِذٰلِكَ الْخِطَابِ اَنَّ مُسْلِمًا مِنَ الَّذِیْنَ یَتَطَیَّرُوْنَ بِتِلْكَ الْحَوَادِثِ اسیطرح
حضرت امام حسین ؑ کی غرض اس لکھنے سے یہ نتھی کہ حضرت مسلم ایسے ہین جو بدشگونی
کو مانتے ہین وَکَثِیْرًا مَا یُوْرَدُ الْخِطَابُ اِلٰی مُخَاطَبٍ لَا یَکُوْنُ الْغَرَضُ مِنْهُ اِلَّا اِسْمَاعَ
غَیْرِهٖ اور بہت ایسا ہوتا ہی کہ ایک بات کسی سے کہی جاتی ہی اور مطلب کسی اور کا سنانا
ہوتا ہی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِنَبِیِّهٖ وَلَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ خدا نے اپنے نبی کی طرف
خطاب کرکے قرآن مین فرمایا کہ اگر تم مشرک ہوجاؤگے سب عمل تمھارے خراب اور باطل
ہوجائینگے اور کسی امر خیر کا تمکو ثواب نہ ملیگا فَاِنَّ الْغَرَضَ مِنْهُ اِسْمَاعُ الْمُکَلَّفِیْنَ مِنَ الْاُمَّةِ
لَا اِسْمَاعُ النَّبِیِّ ؐ اسلیے کہ غرض خداوندعالم کی اس کلام سے یہ ہی کہ امت محمد ؐ کے مکلفین
اسکو سنین اور خالص عبادت خدا کی کرین نبی کا سنانا منظور نتھا معاذ اللہ وہ کیونکر
عبادت مین ریا وغیرہ کرسکتے وَقَدْ کَانَ مِنْ سِیْرَةِ الْاَصْحَابِ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَسْئَلُوْنَ

عَنِ النَّبِيِّ ص اَوِ الْاَئِمَّةِ عَنِ الْمَسَائِلِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَهَا اِسْمَاعًا لِغَيْرِهِمْ مِنَ الْجُهَّالِ وَهٰذَا مَعْرُوْفٌ مِنْ طَرِيْقِهِمْ اور اصحاب کا بھی یہ طریقہ جاری تھا کہ جناب رسالت مآب سے خواہ اور اماموں سے اکثر ایسے مسئلے پوچھتے تھے جو انکو معلوم تھے بغرض جاہلوں کے سنانے کے تاکہ وہ لوگ واقف ہو جائیں اور یہ بات صحابہ کی مشہور ہی اور بڑا فائدہ ہدایت کا اس سے ہوتا تھا فَلَمَّا كَتَبَ الْحُسَيْنُ ع فِيْ جَوَابِهٖ مَا كَتَبَ وَاسْتَدَلَّ عَلٰى نَفْيِ التَّطَيُّرِ بِقَوْلِ جَدِّهٖ ص كَانَ ذٰلِكَ اَنْفٰى لِلشَّكِّ عَنْ قُلُوْبِ الْحُضَّارِ بِحَضْرَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ جسوقت حضرت امام حسین نے جواب اسکا وہ لکھا جو اوپر مذکور ہوا اور بدشگونی کے ناجائز ہونے پر اپنے نانا کے ارشاد سے دلیل ذکر فرمائی یہ بات زیادہ شک دور کرنے والی تھی دلوں سے اون لوگوں کے جو ہمراہ حضرت امام حسین ع کے تھے وَاَيْضًا عَنِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ مُسْلِمٍ وَاِنْ كَانَ يُمْكِنُ لِمُسْلِمٍ اَيْضًا اَنْ يَدْفَعَ الشَّكَّ عَنْ اَصْحَابِهٖ وَيَرْوِيَ فِي التَّطَيُّرِ مَا كَانَ عَرَفَهٗ وَسَمِعَهٗ اگرچہ ممکن تھا کہ حضرت مسلم ع بھی اپنے اصحاب کے دل سے شک دور کر دیتے اور در بارہ بدشگونی جو کچھ اونکو معلوم تھا اور جو کچھ سنا تھا اوسے بیان کرتے وَلٰكِنْ اِفَادَةُ الْاِمَامِ الْمُفْتَرَضِ الطَّاعَةِ نَصًّا اَبْلَغُ وَاَنْفَعُ فِيْ ذٰلِكَ مگر ارشاد فرمانا امام کا جنکی اطاعت واجب ہی اور صاف صاف منع کرنا بدشگونی کے ماننے سے بہت بکار آمد اور زیادہ مفید اس بارہ مین تھا وَلَاسِيَّمَا اِنَّهٗ بَيَانٌ فِيْ وَقْتِ الْحَاجَةِ مِنْ حَيْثُ لَا يَجُوْزُ تَاخِيْرُهٗ عَنْهُ خصوصاً کہ اس مسئلہ کا بیان عین ہر وقت حاجت تھا کہ تاخیر اوسکی اوسوقت سے کرنی نہین چاہیے ثُمَّ لَمَّا كَانَ مِنْ مَوَاعِيْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اِتْمَامُ نُوْرِهٖ بِالْحُجَجِ وَاَوْلِيَائِهٖ پھر چونکہ وعدہ خدا کا یہی ہی کہ اپنے نور کو لئے انبیا اور اوصیا ہی کے واسطے پورا کرتا ہی وَقَدْ كَتَبَ الْحُسَيْنُ اِلٰى مُسْلِمٍ اَنْ لَا يَلْتَفِتَ اِلَى التَّطَيُّرِ بَلْ مُرَادُهٗ اَنْ يَمْضِيَ لَهَا اور حضرت امام حسین ع نے جناب مسلم کو لکھا کہ اس بدشگونی کی طرف ہرگز التفات نکرین بلکہ مراد حضرت کی یہ تھی کہ اوسکو ایک امر آسان اور بے اثر سمجھیں كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ رَوَاهُ ابْنُ طُرَيْحٍ النَّجَفِيُّ فِيْ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ چنانچہ ایک اور حدیث مین وارد ہوا ہی جسکو مجمع البحرین مین روایت کیا ہی اَلطِّيَرَةُ عَلٰى مَا تَجْعَلُهَا اِنْ هَوَّنْتَهَا تَهَوَّنَتْ وَاِنْ شَدَّدْتَهَا تَشَدَّدَتْ وَاِنْ لَمْ تَجْعَلْهَا شَيْئًا لَمْ تَكُنْ

شَيْئًا وہ حدیث یہ ہی فرمایا حضرت ؐ نے بدشگونی کا یہ حال ہی کہ جیسا آدمی کا عقیدہ
اوسکی بنسبت ہوگا اوسی طرح واقع ہوتی ہی اگر اوسکو امر آسان سمجھے آسان ہوجاتی ہی
اور اگر اپنی نیت فاسد سے اوسکو سخت سمجھے سختی مین ڈالتی ہی اور اگر نہایت پختہ عقیدہ
سے اوسکو بے اصل سمجھے کچھ بھی نہین اوسکا اثر ہوتا وَكَانَ مُسْلِمٌ لَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهَا وَارْتَحَلَ
عَنْ مَنْزِلِهٖ اور جناب مسلم رح نے اپنے دلی اعتقاد سے کچھ اوسکی طرف التفات نہین کیا تھا
اور اوس منزل سے کوچ کردیا تھا فَاَظْهَرَ اللّٰهُ كَرَامَةَ مَوْلٰنَا الْحُسَيْنِ ؑ فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا
پس خدا نے کرامت جناب امام حسین ؑ کی اس بارہ مین بھی ظاہر کردی فَاِنَّ مُسْلِمًا بَعْدَ
وُرُوْدِ كِتَابِ الْحُسَيْنِ ؑ لَمَّا ارْتَحَلَ نَزَلَ بِمَاءٍ لِطَيٍّ پس حضرت مسلم رح بعد آنے جواب
خط کے کوچ کرکے ایسی منزل پر اوترے جہان پر چشمۂ آب قبیلہ بنی طی کا تھا فَاِذَا
بِرَجُلٍ وَاَبُوْ مِخْنَفٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ مُسْلِمٍ قَدْ رَمٰى ظَبْيَةً فَصَرَعَهَا کہ ناگہان
ایک شخص نے اور بقول ابو مخنف ایک ہمراہی نے حضرت مسلم رح کے ایک ہرنی کا تیر سے شکار کیا
اور کامیاب ہوا فَقَالَ مُسْلِمٌ نَقْتُلُ عَدُوَّنَا كَذٰلِكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى حضرت مسلم رح نے کہا
کہ اسیطرح اپنے دشمن کو انشاء اللہ قتل کرینگے قُلْتُ فَاِنْ كَانَ مَوْتُ الدَّلِيْلَيْنِ وَاِصَابَةُ
الْعَطَشِ وَضَلُّ السَّبِيْلِ تَطَيُّرًا لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُلْتَفَتَ اِلَيْهِ كَانَ صَيْدُ الظَّبْيِ تَفَاؤُلًا مین
کہتا ہون کہ اگر دونون راہبرونکا مرجانا اور پیاس کا شدت کرنا اور راہ کا بھول جانا
بنا بر عقیدۂ عوام کے فال بد تھا جسکی طرف التفات کرنا مناسب نہین ہی تو ہرنی کا شکار
فال نیک ہوگیا اور برائی فال بد کی عوام کے اعتقاد سے بھی جاتی رہی وَكَانَ النَّبِيُّ ؐ
يَكْرَهُ الطِّيَرَةَ وَيُحِبُّ الْفَالَ كَمَا رَوَاهُ اَبُو الْعَبَّاسِ الْبُوْنِيْ فِيْ كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى بِشَمْسِ
الْمَعَارِفِ اور جناب رسالتمآب بدشگونی کو برا جانتے تھے اور فال نیک کو
دوست رکھتے تھے اس حدیث کو ابو العباس بونی نے اپنی کتاب شمس المعارف
مین روایت کی ہی اور مطلب یہ ہی کہ عام لوگون کی بھی اس کرامت کے ظاہر ہونے سے
زبان بندی ہوگئی وَنَعُوْدُ اِلٰى ذِكْرِ مَا فَهِمَهُ الْحُسَيْنُ ؑ وَحَمَلَ عَلَيْهِ قَوْلَ مُسْلِمٍ فِي التَّطَيُّرِ
پھر ہم بیان کرتے ہین کہ امام حسین ؑ نے حضرت مسلم رح کی لفظ بدشگونی سے کیا مراد لی

حَیثُ قَالَ مَا مِنَّا اَهلَ البَیتِ مَن یَطَیَّرُ وَلَا یُتَطَیَّرُ بِهٖ اسلیے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم
اہلبیت نہ کسی چیز کی بدشگونی لیتے ہین اور نہ ہمارے مصایب سے کسی اور کو
بدشگونی لینی چاہیے یَعنِی اِن تَطَیَّرتَ یَا اَخِی بِمَا ظَهَرَ لَکَ فِی سَفَرِکَ هٰذَا وَخِفتَ مِنهُ
عَلَیَّ وَعَلٰی اَهلِ بَیتِی آپکی مراد یہ ہی کہ اى بھائی مسلم رح اگر تم نے فال بد کا خیال کیا ہی
اوس واقعہ کو دیکھ کر جو تمکو اس سفر مین پیش آیا ہی اور ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر
تمکو خوف ہلاکت ہوا ہی فَاعلَم اَنَّهُ مَا مِنَّا اَهلَ البَیتِ مَن یَتَطَیَّرُ وَلَا یُتَطَیَّرُ بِهٖ
وَلَعَلَّ المُرَادَ مِنهُم الاَئِمَّةُ عَلَیهِمُ السَّلَامُ پس تمکو جاننا چاہیے کہ ہملوگ یعنی بارہ امام
مین سے کوئی ایسا نہین ہی جو کسی چیز کی بدشگونی لے اور نہ ہماری مصیبت سے کسی
اور کو بدشگونی لینی چاہیے فَلَا نُبَالِی بِالمَوتِ اِن کَانَ لِوَجهِ اللّٰهِ پس ہملوگ اوس موت سے
نہین ڈرتے ہین جو راہ خدا مین واقع ہو بَل لَا نَرَی الحَیٰوةَ مَعَ اَعدَاءِ اللّٰهِ اِلَّا بَرَمًا
وَالشَّهَادَةَ اِلَّا سَعَادَةً بلکہ ہملوگ وہ زندگی جو ہمراہ دشمنان خدا کے بسر ہو اوسکو اپنی
ہلاکت سمجھتے ہین اور شہادت کو ایسے وقت عین سعادت جانتے ہین وَکَاَنَّکَ لَا تَشُکُّ
بَعدَ مَا دَرَیتَ مِن تَقیِیدِ الحُسَینِ قَولَهُ مَا مِنَّا اَهلَ البَیتِ اَنَّهُ حَمَلَ قَولَ مُسلِمٍ
عَلٰی اَنَّهُ یَخُوفُ عَلَی الحُسَینِ وَاَهلِ بَیتِهٖ لَا عَلٰی نَفسِهٖ اور اب تو کچھ شک باقی نہ رہا تقیید
جناب امام حسین ع سے امر تطیر کو ساتھ اہل بیت کے اس امر مین کہ حضرت مسلم رح کو
خوف ہلاکت امام حسین ع اور اونکے اہل بیت کا تھا اپنی ہلاکت کا خوف نہین کرتے تھے
هٰذَا اِنَّمَا مَعنٰی مِنَ التَّاوِیلَاتِ فَقَد کَانَ عَلٰی مُقتَضَی الظَّاهِرِ مِن سُوَالِ مُسلِمٍ
وَجَوَابِ الحُسَینِ ع یہ تاویلین گذرین جسقدر اسی بنا پر تھین جو ظاہری معنی سوال مسلم رح و جواب
امام حسین ع کے ہین اَمَّا الوِجدَانُ السَّلِیمُ وَالذِّهنُ المُستَقِیمُ مِمَّن کَانَ عَارِفًا
مَاهِرًا بِاَسَالِیبِ کَلَامِ المَعصُومِینَ فَیَحکُمُ جَزمًا بِاَنَّ السُّوَالَ وَالجَوَابَ کِلَیهِمَا لَم
یَکُونَا عَلٰی وَفقِ الظَّاهِرِ لیکن وجدان سلیم اور ذہن مستقیم اوس شخص کا جو شناسا اور
ماہر طرز کلام ائمہ معصومین کا ہی یقینًا حکم کرتا ہی کہ یہ سوال و جواب دونون ظاہری طریقہ پر
نہین ہین بَلِ المُرَادُ اَنَّ مُسلِمًا یُخبِرُ اَخَاهُ بِاَنَّ اِبتِلَائِی بِتِلکَ المَصَائِبِ یُشعِرُ وَیُوذِنُ

بابتلائک ایضاً بالعطش وغیرہ بلکہ حضرت مسلم رح بطور رمز اور کنایہ کے اس بات کی
خبر دیتے تھے کہ میرا مبتلا ہونا ان مصائب مین ظاہر کرتا ہی کہ آپ بھی پیاسے شہید
ہونگے اور یہ مصیبتین آپ کو پہونچین کی لانّک جعلتنی نائباً منابک فکلما اصابنی
لابدّ وان یصیبک اسلیے کہ آپ نے مجھے اپنا نائب مقرر کیا ہی پس جو مصیبت مجھے
پہونچی ضرور ہی کہ وہ آپ کو بھی پہونچی فاجاب انّہ لیس منّا اھل البیت من یتطیّر
ویخاف علی نفسہ من ظہور المخاوف والحوادث والسوانح والبوارح پس جواب
لکھا امام حسین ع نے کہ ہم اہل بیت کی شان سے یہ بات نہین ہی کہ بدشگونی کو اعتقاد کرکے
اپنی ہلاکت سے ڈرین اور خوف کرین خوفناک حوادث شبانہ روز کے واقع ہونیسے
ولا منّا من یتطیّر بہ ویتشاءم منہ فانّک یا اخی من اھل بیتی لا نتطیّر بک وبما
اصابک اور نہ ہم اہل بیت مین کوئی ایسا ہی جسکی مصیبت سے بدشگونی لیجاوے اسلیے
کہ ای بھائی مسلم تم میرے اہل بیت مین سے ہو ہم تمھاری مصیبت کو فال بد نہین سمجھ سکتے
وھذا یدلّ علی کمال مرتبتہ وعلوّ مدارجہ وقد رفع اللہ سبحانہ وتعالی قدرہ
علی لسان نبیّہ لما مضی من الروایات اور یہ کلام ان معنون سے حضرت مسلم کے کمال مرتبہ
پر دلالت کرتا ہی اور اونکے مدارج کی بلندی اس سے ظاہر ہوتی ہی جسطرح خدا نے حضرت
مسلم رح کو بموجب ارشاد جناب رسالتمآب کے بلند مرتبہ فرمایا ہی اور روایتین اس
بارہ مین اوپر گذر چکی ہین فتامّل جدّاً فانّما اطنبت فی تاویلہ ھذا لما زعمہ بعض
المعاندین للائمۃ علیھم السلام اس باب کو لازم ہی کہ مومن خوب غور سے دیکھے اور
سوچے مین نے تاویل مین اس روایت کی اسی واسطے طول دیا ہی مجھے منظور ہی رد کرنا
قول بعض دشمنان ائمہ علیہم السلام کا جسنے بہ نسبت حضرت مسلم کی بے ادبی کی ہی
ثمّ اعلم انّ تلک التاویلات انّما نحتاج الیھا اذا سلّمنا تلک الروایۃ التی ھی
من الآحاد یہ بھی جاننا چاہیے کہ ان تاویلون کی احتیاج ہمکو اوسوقت ہی اگر ہم اس
بدشگونی کو تسلیم بھی کرین اسلیے کہ یہ ایک ہی راوی سے روایت کی ہی اور خبر واحد ہی
ولا مقول کما قال المحقق الدربندی فی اسرار الشہادۃ انّما من الآحاد الشاذۃ

اور اگر اس روایت کو مانین تو ہم بھی وہی جواب دینگے جو محقق دربندی نے اسرار الشہادت مین لکھا ہی کہ یہ ایک روایت شاذ و نادر ہی و فضائل مُسلم کا تُہا مُتواترۃ اور روایات فضیلت حضرت مسلم کی متواتر ہین فَلَا تَقُومُ تِلْكَ الرِّوَايَةُ مُعَارِضَةً لَهَا فَهِيَ أَوْلَى بِالسُّقُوطِ وَلَا يَنْبَغِي اَنْ يُلْتَفَتَ اِلَيْهَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ پس یہ ایک روایت شاذ ہی متواتر روایات فضائل کا مقابلہ نہین کر سکتی بہتر یہی ہی کہ اوسکو اعتبار سے ساقط کردین اور اسکی طرف کچھ التفات نکرین الحمد للہ کہ یہ بھی تاویل قاعدہ سے علم تنقید کے درست ہی وَلَعَلَّ شَيْخَنَا الْمُفِيدَ اَخَذَهَا عَنْ بَعْضِ النَّوَاصِبِ وَهُمْ يَرْوُوْنَ مِثْلَ تِلْكَ الْاَرَاجِيفِ فَتَدَبَّرْ اور شاید کہ جناب شیخ مفید نے یہ روایت جُبن کی بعض مورخین متعصب سے نقل کی ہو کہ وہ لوگ ایسی جھوٹی خبرین بہ نسبت اہل بیت کے روایت کیا کرتے ہین سمجھ لینا چاہیے وَيَتْلُوْ هٰذَا الْبَابَ بَابُ دُخُوْلِ مُسْلِمٍ بِالْكُوْفَةِ وَكَيْفِيَّةِ شَهَادَتِهٖ اس باب کے بعد وہ باب لکھا جائیگا جسمین داخلہ حضرت مسلم کا اور اونکی شہادت کی کیفیت لکھی جائیگی اِنْشَاءَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ واضح ہو کہ ماجرای شہادت حضرت مسلم کا بیان ایک رسالہ مفردہ مین لکھونگا لہذا ابھی ملتوی کیا ہی

باب سیزدہم خبر پہونچنی امام حسین علیہ السلام کو شہادت حضرت مسلم علیہ السلام کی اور مشورہ کرنا اولاد عقیل سے

اِنَّ مَوْلَانَا الْحُسَيْنَ ع وَاِنْ كَانَ عَالِمًا بِمَا يَكُوْنُ مِنْ اَمْرِهٖ وَاُمُوْرِ اَصْحَابِهٖ وَلٰكِنْ كَانَ يَبْنِيْ مُجْمَلَ الْاُمُوْرِ فِيْ كُلِّ مَا يُصِيْبُهٗ عَلَى الظَّاهِرِ جناب امام حسین ع اگرچہ سب کچھ جانتے تھے جو اونپر اور اونکے اصحاب پر گذرنے والا تھا لیکن سب باتون کی بنا ظاہر شریعت پر کرتے تھے جو مصیبت اونپر نازل ہوتی تھی كَمَا هُوَ الْمَنْهَجُ الْقَوِيْمُ وَعَلٰى هٰذَا اَبْنِيْ فِيْ قَضِيَّةِ مُسْلِمٍ وَهَانِيْ بْنِ عُرْوَةَ جیسا کہ طریقہ استوار شریعت محمدی کا ہی اور اسی طریقہ پر خبر وہی ہین شہادت حضرت مسلم رض اور ہانی بن عروہ کی آپ نے ظاہری امور پر بنا کی تھی قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ لَمَّا قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ وَهَانِيْ بْنُ عُرْوَةَ وَانْقَطَعَ خَبَرُهُمَا عَنِ الْحُسَيْنِ قَلِقَ قَلَقًا عَظِيْمًا ابو مخنف کہتے ہین جب حضرت مسلم اور ہانی ابن عروہ کوفہ مین شہید ہوگئے اور اون کی خبر

آنی بند ہوگئی جناب امام حسین ؑ کو اس نئے خبر سے بہت بڑا قلق ہوا وَجَمَعَ اَهْلَهُ وَ
اَخْبَرَهُمْ بِمَا حَدَّثَتْهُ نَفْسُهُ وَاَمَرَهُمْ بِالرَّحِيْلِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اوسوقت آپنے اپنے عزیزونکو
جمع کیا۔ اور اونسے اپنے دل کی بیتابی بیان کرکے حکم دیا کہ اب مدینہ کی طرف کوچ کرنا چاہیے
فَشَدُّوْا عَلَى الْجِمَالِ وَخَرَجُوْا سَائِرِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى دَخَلُوْهَا محمل ور کجاوے درست کرکے
سب بزرگوار مکہ سے چلے اور ہمراہ حضرت کے چلتے چلتے مدینہ مین داخل ہوئے فَاَتَى قَبْرَ
جَدِّهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْتَزَمَهٗ وَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا پس روضۂ اقدس جناب رسالتمآب
مین داخل ہوئے اور قبر مبارک سے لپٹ کر بشدت روئے فَهَوَّمَتْ عَيْنَاهُ بِالنَّوْمِ فَرَاٰى
جَدَّهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ يَا وَلَدِيْ اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ اَلْوَحَا اَلْوَحَا فَبَادِرْ اِلَيْنَا فَنَحْنُ مُشْتَاقُوْنَ اِلَيْكَ
روتے روتے آپ کی آنکھ جھپک گئی دیکھا آپ نے نانا کو تشریف لائے ہین اور کہتے ہین کہ
ای فرزند میرے اب جلدی کرو اور بہت جلد ہمارے پاس آؤ کہ ہم سب تمہارے مشتاق ہین
فَانْتَبَهَ الْحُسَيْنُ ؑ قَلِقًا مُشْتَاقًا اِلٰى جَدِّهٖ خواب سے جناب امام حسین ؑ بیدار ہوئے اس
حالت مین کہ قلق مین مبتلا تھے اور شوق ملاقات اپنے نانا کا بڑھا ہوا تھا فَدَخَلَ عَلَيْهِ
اَخُوْهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ وَاَخْبَرَهٗ بِمَا فِيْ نَفْسِهٖ وَقَالَ يَا اَخِيْ اِنِّيْ اُرِيْدُ الرَّحِيْلَ
اِلَى الْعِرَاقِ فَاِنِّيْ قَلِقٌ عَلَى ابْنِ عَمِّيْ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ اوسوقت جناب محمد حنفیہ بھائی امام حسین ؑ کے
آپ کے پاس آئے آپ نے اپنے دلی ارادہ کو اون سے ظاہر کیا اور فرمایا کہ ای بھائی میرا ارادہ
روانگی عراق کا ہے اسلیے کہ مجھے دل تنگی ہے اور گھبرا رہا ہوں اپنے بھائی چچازاد مسلم ابن عقیل
کی خبر نملنے سے ثُمَّ ذَكَرَ اَبُوْ مِخْنَفٍ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَابْنِ عَبَّاسٍ
وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْمُكَالَمَاتِ اسکے بعد ابومخنف نے جو باتین اور گفتگو حضرت سے اور محمد ابن حنفیہ
اور ابن عباس وغیرہ سے ہوئی تھین اونکو بیان کیا وَاِنَّهٗ لَمْ يَرْضَ الْحُسَيْنُ اِلَّا اَنْ سَارَ
مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْعِرَاقِ حَتّٰى بَلَغَ الْحَاجِرَ مِنْ بَطْنِ الرُّمَّةِ اور یہ بیان کیا ابومخنف نے
کہ حضرت امام حسین کسی امر پر راضی نہوئے سوائے اسکے کہ مدینہ سے بطرف عراق کے
روانہ ہوئے یہانتک کہ بنا بر بعض روایات منزل حاجر پر بطن رمہ سے پہونچے وَقَالَ
اَبُوْ مِخْنَفٍ حَتّٰى بَلَغَ الْجُبَانِيَّةَ مِنْ بَطْنِ الرَّمْلَةِ اور ابومخنف کے نزدیک کی یہ منزل بنام

خباثیہ مشہور ہی جو بطن رملہ سے ہی فَبَعَثَ قَیْسَ بْنَ مُسْهِرٍ الصَّیْدَاوِیَّ عَلٰی رِوَایَۃِ
اَبِیْ مِخْنَفٍ اسی مقام سے آپ نے قیس ابن مسہر صیداوی کو بنابر روایت ابو مخنف
کے کوفہ کو روانہ کیا واضح ہو کہ یہ قیس وہی بزرگ ہین جنکو حضرت امام حسین نے منجملہ
تین شخصون کے ہمراہ حضرت مسلم کے روانہ کیا تھا اب انکا حضرت امام حسین کے ساتھ
ہونا بعید معلوم ہوتا ہی مگر شاید حضرت مسلم رح کا خط لیکر مکہ مین ہی واپس آئے ہون
اوسوقت یہ روایت انکی کوفہ کے بھیجنے کی صحیح ہو جائیگی وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعَثَ
عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ یَقْطُرٍ اَخَاہُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے اس مقام
سے عبد اللہ ابن یقطر کو بطرف کوفہ روانہ کیا یہ آپ کے بھائی ایسے تھے کہ انکی ماں کا حضرت
نے دودھ پیا تھا وَیُمْکِنُ بَعْثُہُمَا جَمِیْعًا لِشِدَّۃِ الْحَاجَۃِ اِلٰی اِسْتِخْبَارِ مَا جَرٰی عَلٰی
مُسْلِمٍ مِنْ اَہْلِ الْکُوْفَۃِ اور ممکن ہی کہ دونون بزرگوارون کو آپ نے بھیجا ہو اسلیے کہ
حاجت دریافت حال جناب مسلم ع کی زیادہ تھی کہ اہل کوفہ کے ہاتھ سے اون پر کیا گذری
وَلَمْ یَکُنِ الْحُسَیْنُ ع عَلِمَ بِخَبَرِ مُسْلِمٍ اِلٰی ذٰلِکَ الْمَقَامِ اِلٰی اَنْ نَزَلَ الْخُزَیْمِیَّۃَ وَاَقَامَ بِہَا
یَوْمًا وَلَیْلَۃً اس منزل تک حضرت کو جناب مسلم کی شہادت کی خبر برسم ظاہر نہین پہونچی
تھی تا آنکہ آپ منزل خزیمیہ مین داخل ہوئے اور ایک شبانہ روز وہان مقام کیا فَلَمَّا
اَصْبَحَ اَقْبَلَتْ اِلَیْہِ اُخْتُہٗ زَیْنَبُ فَقَالَتْ یَا اَخِیْ اَلَا اُخْبِرُکَ بِشَیْءٍ فَقَالَ الْحُسَیْنُ مَا ذَاکَ
جب صبح ہوئی تب آپ کی بہن زینب آپ کے پاس آئین اور کہنے لگین کہ ای بھائی مین
آپ سے بیان کرون جو کچھ مین نے رات کو سنا ہی حضرت نے فرمایا کہ ای بہن کیا تم نے سنا ہی
بیان کرو فَقَالَتْ خَرَجْتُ فِیْ بَعْضِ اللَّیْلِ لِقَضَاءِ حَاجَۃٍ فَسَمِعْتُ ہَاتِفًا یَہْتِفُ وَہُوَ
یَقُوْلُ حضرت زینب ع نے کہا کچھ رات باقی تھی کہ جب مین خیمہ سے باہر صحن مین آئی مین نے
سنا کوئی شخص پکار پکار کر یہ دو شعر پڑھ رہا ہی اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آواز ہاتف غیبی کی ہی
اَلَا یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجُہْدٍ ✧ وَمَنْ یَبْکِیْ عَلَی الشُّہَدَاءِ بَعْدِیْ
آگاہ ہو اے آنکھ زینب کی اور بقدر اپنی کوشش کے سرمایہ آنسوؤنکا جمع کرلے اور
کون رویگا شہیدون کے حال پر بعد اسوقت کے جو مین آواز دے رہا ہون عَلٰی

قَوْمٌ تَسُوقُهُمُ الْمَنَايَا ✧ بِمِقْدَارٍ اِلَى اِنْجَازِ وَعْدٍ ✧ وہ شہدا ایسے لوگ ہین
کہ جنہین اونکی مرگہاے معین اونکے وعدگاہ شہادت پر لیے جاتے ہین اوسی زمانہ مین
جو اونکے ایفاے وعدہ کے واسطے خدا نے مقرر کیا ہو فَقَالَ لَهَا الْحُسَيْنُ ع يَا اُخْتَاهُ
كُلُّ الَّذِىْ قُضِيَ فَهُوَ كَائِنٌ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اے بہن زینب جو کچہ قضاے الٓہی
مین گذرا ہو وہ سب ہونے والا ہو قُلْتُ مَا اَخْبَرَتْ بِهٖ زَيْنَبُ وَمَا اَجَابَ عَنْهَا الْاِمَامُ
كُلُّ ذٰلِكَ كَاَنَّهٗ نَصٌّ صَرِيْحٌ عَلٰى مَا سَيَقَعُ فِيْ يَوْمِهٖ هٰذَا مین کہتا ہون جو کچہ حضرت زینب
نے ہاتف غیبی سے سنکر بیان کیا اور جو کچہ اُنکے جواب مین جناب امام حسینؑ نے ارشاد
فرمایا یہ سب باتین بہی پوری پوری دلالت کرتی ہین جو آج کے دن واقع ہوا چاہتا ہو
وَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّهَا صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا كَانَتْ عَالِمَةً بِالْاَسْرَارِ اور اس رمز وکنایہ
سے دونون بہن بہائی کے یہ بہی معلوم ہوگیا کہ جناب زینب جملہ رازہاے شہادت کو
جانتی تہین اَمَّا قَوْلُ الْحُسَيْنِ ع فَيَحْتَمِلُ مَعْنَيَيْنِ لیکن جناب امام حسین ع کا فرمانا کہ جو
قضاء الٓہی مین گذرا ہو وہ ہونے والا ہو اوسکے معنون مین دو احتمال ہین اَحَدُهُمَا
اَنَّهٗ اَرَادَ بِهٖ مَا قَضَى اللّٰهُ تع عَلَيْهِ وَعَلَى الَّذِيْنَ مَعَهٗ پہلا احتمال یہ ہو کہ آپ نے قضاے
الٓہی جاری ہونے سے یہ مراد لی کہ مجہپر اور میرے ہمراہیون پر جو کچہ قضاء الٓہی مین گذرا ہو
وہ ضرور واقع ہوگا فَاِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ تَسُوْقُهُمُ الْمَنَايَا اِلٰى مَنَازِلِهِمْ اسلیے یہ ہمراہیان
حضرت وہی لوگ تہے جنکو موت انکی اونکی وعدگاہ پر کہینچے لیے جاتی تہی اور کس جلدی سے
چلے جاتے تہے وَالثَّانِيْ اَنَّ الَّذِيْ جَرٰى فِيْ مَجِيْءِ خَبَرِ مُسْلِمٍ مِنَ الْقَضَاءِ فَهُوَ كَائِنٌ
وَسَيَظْهَرُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ دوسری مراد حضرت کی یہ تہی کہ خبر شہادت مسلم کے آنے مین
جو کچہ قضاء الٓہی مین گذرا ہو وہ تم سب پر ظاہر ہو جائیگا فَيَكُوْنُ اِخْبَارُ الْهَاتِفِ الْمُطَهَّرَةِ
فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ كَاَنَّهٗ تَوْطِيَةٌ يَنْعِيْ مُسْلِمِ ابْنِ عَقِيْلٍ كَمَا ظَهَرَ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
پس ہاتف کی خبر وہی آج کی شب حضرت زینب ع کو گویا سنانی کی ایک تمہید تہی یعنی
وہ ہاتف مسلم رح کی سُنانی لایا تہا جیسا آج کے دن تہوڑا دن رہے سب پر ظاہر ہوگیا
فَيَكُوْنُ مَعْنَى الْبَيْتَيْنِ اللَّتَيْنِ اَنْشَدَهُمَا الْهَاتِفُ هٰكَذَا اب ان دونون بیتون کے معنی

جسکو ہاتف غیب نے پڑھا ہی اسطرح سمجھنے چاہیئں اَلَا یَا عَیْنُ زَیْنَبَ اِجْمَعِی الدُّمُوْعَ وَاجْعَلِیْهَا ذَخِیْرَةً مُعَدَّةً لِلْبُکَاءِ آگاہ ہوجا ای آنکھ زینب کی اور آنسوون کو جمع کر لے اور اونکا ذخیرہ فراہم کر لے رونے کے واسطے بِاَنَّكِ قَدْ قَارَبْتِ اَنْ یَبْلُغَكِ خَبَرُ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَغَیْرِهٖ اسلیے کہ تو ایسے زمانہ کے نزدیک پہونچ گئی ہی کہ اب تجھکو خبر شہادت مسلم وغیرہ پہونچنے والی ہی وَهُمُ الَّذِیْنَ سَاقَتْهُمُ الْمَنَایَا حَتّٰی اَنْجَزُوْا مَوَاعِیْدَهُمْ وَاسْتُشْهِدُوْا بِالْکُوْفَةِ یہ بیچارے غریب وہ لوگ ہین جنھین انکی موت انکے وعدہ گاہ کو کھینچ لے گئی اور وہان جاکر اپنے وعدے کو وفا کیا اور کوفہ مین شہید ہوگئے وَلَمَّا کَانَتْ زَیْنَبُ مِنْ جُمْلَةِ النِّسَاءِ اللَّاتِیْ سَایَرْنَ مَعَ الْحُسَیْنِ ع کَافِلَةً لِمِثْلِ الْمُهِمَّاتِ مُوْدِعَةً اِلَیْهَا تِلْكَ الْاَسْرَارُ فَلِذَا اَحَضَّ لَهَا یَقِفُ اِخْبَارَهَا بِالنَّعْیِ اور چونکہ حضرت زینب ع اون سب عورتون مین جو حضرت امام حسین ع کے ہمراہ آئی تھین بالخصوص ایسے امور کی مکلف تھین اور یہ اسرار اونھین کو سپرد تھے یعنی سب کی ماتم دار وہی تھین اسیواسطے ہاتف غیبی نے بحکم خدا سُنائی حضرت مسلم ع کی پہلے اونھین کو سنائی وَلْنَذْکُرْ مَا جَرٰی بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَنَّهٗ کَیْفَ اُخْبِرَ الْحُسَیْنُ بِذٰلِكَ الْخَبَرِ اب ہمکو چاہیے کہ ہاتف کی خبر ہی کے بعد جو کچھ واقع ہوا ہو اوسے بیان کرین اور یہ لکھین کہ حضرت امام حسین ع کو یہ خبر کیونکر پہونچی اور کیسا تلاطم اوسدن اہل بیت مین ہوا قَالَ الْمُفِیْدُ رح رَوٰی عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سُلَیْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الْمُشْمَعِلِّ الْاَسَدِیَّانِ جناب شیخ مفید فرماتے ہین کہ عبد اللہ بن سلیمان اور منذر ابن مشمعل جو دونون اسدی ہین اونھون نے روایت کی قَالَا لَمَّا قَضَیْنَا حَجَّتَنَا لَمْ یَکُنْ لَنَا هِمَّةٌ اِلَّا الْلِحَاقُ بِالْحُسَیْنِ ع فِی الطَّرِیْقِ یہ دونون راوی کہتے ہین کہ جب ہم نے اپنا حج پورا ادا کر لیا اب کوئی ہمارا ارادہ باقی نرہا تھا بجز اس بات کے کہ راہ مین حضرت امام حسین ع سے ملجائین فَاَقْبَلْنَا نُرْقِلُ نَاقَتَنَا مُسْرِعَیْنِ حَتّٰی لَحِقْنَاهُ بِزَرُوْدٍ ہم متوجہ سفر ہوئے اور اپنے ناقہ کو دوڑاتے ہوئے چلے تا ایکہ منزل زرود پر حضرت سے جاملے فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُ اِذَا نَحْنُ بِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ قَدْ عَدَلَ عَنِ الطَّرِیْقِ حِیْنَ رَاٰی الْحُسَیْنَ ع جب ہم قریب حضرت کے پہونچے ناگاہ ہمنے

ایک آدمی کو دیکھا جو کوفہ کا رہنے والا تھا اور چلا آتا تھا کہ یکایک وہ راہ کو چھوڑ کر
دوسرے راستے پر چلنے لگا جب اوس نے حضرت امام حسینؑ کو اس راہ سے آتے ہوئے
دیکھا فَوَقَفَ الْحُسَیْنُ کَاَنَّہٗ یُرِیْدُہٗ ثُمَّ تَرَکَہٗ وَمَضٰی وَمَضَیْنَا نَحْوَہٗ جناب امام حسینؑ اسکو
دیکھکر ٹھہر گئے جیسے کہ آپ اوسکے آنے کے منتظر تھے پھر جب وہ راستہ چھوڑ کر الگ ہو حضرت
بھی اسکا انتظار ترک کر کے اپنی راہ پر چلے اور ہم بھی حضرت کی طرف چلے فَقَالَ اَحَدُ
مِنَّا لِصَاحِبِہٖ اِذْھَبْ بِنَا اِلٰی ھٰذَا لِنَسْاَلَہٗ فَاِنَّ عِنْدَہٗ خَبَرًا مِنَ الْکُوْفَۃِ ہم میں سے ایک نے
دوسرے سے کہا آؤ اسکے پاس چلیں اور اس سے پوچھیں ضرور اسکو کوئی نئی خبر کوفہ کی معلوم
ہوگی فَمَضَیْنَا حَتّٰی اَنْتَھَیْنَا اِلَیْہِ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَالَ وَعَلَیْکُمَا السَّلَامُ پس ہم
دونوں چلے اور اوسکے پاس پہونچ گئے اور اوسپر سلام کیا اور اوسنے ہم دونوں کو جواب سلام دیا
قُلْنَا مِمَّنِ الرَّجُلُ قَالَ اَسَدِیٌّ قُلْنَا نَحْنُ اَیْضًا اَسَدِیَّانِ فَمَنْ اَنْتَ ہم نے کہا تم کس قبیلہ
سے ہو اوسنے کہا میں اسدی ہوں ہم نے کہا اسدی تو ہم بھی ہیں تم کون ہو قَالَ اَنَا
بَکْرُ بْنُ فُلَانٍ فَانْتَسَبْنَا لَہٗ اوس نے کہا میرا نام بکر ہی اور فلاں شخص کا بیٹا ہوں پس
ہم نے اپنے نسب کا سلسلہ اوس سے ملایا غرض انکی یہ ہی کہ جب قرابت ثابت ہو جائے تو
یہ خبر بیان کرنے میں وحشت نکریگا ثُمَّ قُلْنَا لَہٗ اَخْبِرْنَا عَنِ النَّاسِ وَرَاءَکَ پھر ہم نے
اوس سے کہا کہ بیان کرو کوفہ کے آدمیوں کو کس حال پر چھوڑ کر آئے قَالَ نَعَمْ لَمْ
اَخْرُجْ مِنَ الْکُوْفَۃِ حَتّٰی قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِیْلٍ وَھَانِیُ بْنُ عُرْوَۃَ اوس نے کہا کہ ہاں میں
کوفہ میں موجود تھا کہ مسلم ابن عقیل اور ہانی ابن عروہ دونوں قتل کیے گئے وَرَاَیْتُھُمَا
یُجَرَّانِ بِاَرْجُلِھِمَا فِی السُّوْقِ اور میں نے بچشم خود دیکھا کہ دونوں بزرگواروں کے پاؤں
میں رسیاں باندھکر بازار میں اونکی لاش کھینچی جاتی تھی قُلْتُ وَزَادَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فِیْ رِوَایَتِہٖ
عَنِ ابْنِ رَبِّہٖ قَالَ وَرَاَیْنَا رُءُوْسَھُمَا فِی الْاَسْوَاقِ یَلْعَبُ بِھِمَا الصِّبْیَانُ میں کہتا ہوں
ابو مخنف نے یہی روایت ابن عبدربہ سے نقل کر کے اتنا اور زیادہ لکھا ہو وہ کہتا ہو کہ ہمنے
دیکھا دونوں بزرگواروں کے سر لٹکے لیے ہوئے بازاروں میں کھیل رہے تھے وَنَرْجِعُ
اِلٰی رِوَایَۃِ الْاَسَدِیَّیْنِ اب ہم بقیہ روایت اسدیین کی طرف رجوع کرتے ہیں قَالَا فَاَقْبَلْنَا

حَتّٰی لَحِقْنَا بِالْحُسَیْنِ ٭ دونون اسدی کہتے ہین کہ ہم اپنے اوس عزیز سے اس خبر کو پوچھکر

ملنے اور پھر اگر جناب امام حسین ؑ سے ملگئے فَسَایَرْنَاہُ حَتّٰی نَزَلَ الثَّعْلَبِیَّۃَ مُمْسِیًا پس چلے

حضرت کے ساتھ یہان تک کہ وہ جناب منزل ثعلبیہ پر رات کے وقت پہونچے فَجِئْنَاہُ حِیْنَ

نَزَلَ فَسَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیْنَا السَّلَامَ جب آپ کا سامان سفر سب اوتر چکا اور با طمینان

حضرت بیٹھ چکے ہم خدمت مین حاضر ہو کر سلام بجا لائے حضرت نے جواب سلام دیا فَقُلْنَا لَہٗ

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اِنَّ عِنْدَنَا خَبَرًا اِنْ شِئْتَ حَدَّثْنَاکَ بِہٖ عَلَانِیَۃً وَاِنْ شِئْتَ سِرًّا ہم نے عرض

کی رحمت خدا آپ پر ہو ہم کو ایک خبر معلوم ہوئی ہے اگر آپ اجازت دین علانیہ سب کے سامنے

عرض کرین ورنہ تخلیہ مین آپ سن لیجیے فَنَظَرَ اِلَیْنَا وَاِلٰی اَصْحَابِہٖ ثُمَّ قَالَ مَا دُوْنَ ھٰؤُلَاءِ

سِرٌّ حضرت نے ہماری طرف دیکھا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف نظر ڈالی اوسکے بعد فرمایا کہ

اِن لوگون سے کسی بات کا پردہ نہین اور کوئی راز ہمارا اِن سے مخفی نہین ہے ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ اوسوقت خاص خاص لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے فَقُلْنَا لَہٗ رَاَیْتَ الرَّاکِبَ

الَّذِیْ اِسْتَقْبَلْتَہٗ عَشِیَّ اَمْسِ ہم نے عرض کی آپ کو یاد ہے کل شام کو جو سوار آپ نے دیکھا

تھا کہ وہ آپ کے سامنے سے آتا تھا اور آپ اوسکے انتظار مین ٹھہر گئے تھے فَقَالَ نَعَمْ

قَدْ اَرَدْتُ مَسْئَلَتَہٗ حضرت نے فرمایا کہ ہان میرا ارادہ تھا کہ مین اوس سے کوفہ کی خبر پوچھون

فَقُلْنَا وَاللّٰہِ قَدِ اسْتَبْرَئْنَا لَکَ خَبَرَہٗ وَکَفَیْنَاکَ مَسْئَلَتَہٗ ہم نے عرض کی قسم بخدا کہ ہم نے

پوری پوری خبر اوس سے پوچھلی ہے اب آپ کے پوچھنے کی کچھ احتیاج باقی نہین رکھی

وَھُوَ امْرُءٌ مِنَّا ذُوْ رَاْیٍ وَصِدْقٍ وَعَقْلٍ اور وہ شخص ہمارے قوم و قبیلہ سے ہے اوسکی تجویز

بھی اچھی ہے اور سچا بھی ہے عقل بھی اوسکی درست ہے وَاِنَّہٗ حَدَّثَنَا اَنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ مِنَ

الْکُوْفَۃِ حَتّٰی قُتِلَ مُسْلِمٌ وَھَانِیُ بْنُ عُرْوَۃَ وَرَاٰھُمَا یُجَرَّانِ فِی السُّوْقِ بِاَرْجُلِہِمَا

اوس نے ہمکو خبر دی ہے کہ اوسکے زمانہ موجودگی کوفہ مین حضرت مسلم و ہانی شہید کیے گئے

اور بچشم خود اوس نے دیکھا کہ بازار مین دونون کی لاشین پاؤن مین رسّی باندھکر کھینچی

جاتی تھین فَقَالَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا یُرَدِّدُ ذٰلِکَ مِرَارًا

حضرت نے انا للہ زبان پر جاری کیا اور بار بار فرماتے تھے رحمت خدا کی اون دونو پر نازل ہو

فقلنا له ننشدک الله فی نفسک و اهل بیتک الا انصرفت من مکانک هذا
ہم نے عرض کی کہ ہم بنظر خیر خواہی آپ کی ذات اور آپ کے اہل بیت کی
عرض کرتے ہین اور آپ کو یاد دلاتے ہین کہ اب آپ کچھ نکیجیے اسی جگہہ سے پلٹ جایئے
وانه لیس لک بالکوفة ناصر و لا شیعة بل نتخوف ان یکونوا علیک اور یہ بھی
ہم عرض کرتے ہین کہ اسوقت کوفہ مین کوئی شخص آپ کا مددگار نہین ہے بلکہ ہمین خوف
اسکا ہی کہ تمام اہل کوفہ آپ پر چڑھائی کرینگے فنظر الی بنی عقیل فقال ما ترون فقد
قتل مسلم حضرت نے اولاد عقیل کی طرف دیکھکر فرمایا اب تمھاری کیا رائے ہی مسلم رح تو
شہید ہوچکے فقالوا والله ما نرجع حتی نصیب ثارنا او نذوق ما ذاق اون
سعادتمندون نے عرض کی قسم بخدا ہم کبھی نہ پلٹین گے جب تک بدلا خون ناحق کا نہ لینگے
یا ہم بھی شہید ہوجائین فاقبل الحسین علینا فقال لا خیر فی العیش بعد هؤلاء
پس حضرت امام حسین ع ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ ایسے عزیزون کے مرجانے کے
بعد پھر زندگی مین کیا مزہ باقی رہیگا فعلمنا انه عزم علی المسیر فقلنا له خار الله
لک فقال یرحمکم الله ہمکو معلوم ہوگیا کہ حضرت تہ دل سے روانگی پر آمادہ ہین اور
ہرگز فسخ عزیمت نکرینگے پس ہمنے عرض کی کہ خدا آپ کو اس سفر مین نیکی عطا کرے اور یہ
سفر آپ کو مبارک ہو آپ نے فرمایا تم پر بھی خدا کی رحمت نازل ہو فقال له اصحابه
والله انک ما انت مثل مسلم بن عقیل اصحاب نے عرض کی کہ آپکا رتبہ کچھ اور ہی اور مسلم ابن عقیل کی اور
کیفیت تھی ولو قدمت الکوفة لکان اسرع الناس الیک نسکت اگر آپ کوفہ مین تشریف
لیجاینگے لوگ دوڑ دوڑ کر آپکی خدمت مین حاضر ہونگے یہ سنکر اور اپنے انجام کو علم امامت سے حضرت جانکر چپ
ہوگئے اور پھر کچھ نہ ارشاد فرمایا جیسے کچھ جانتے ہی نہ تھے فدا ہو جان میری آپ پر اس چپ رہنے پر

باب چہاردہم بیان سبب مشورہ کرنے امام حسین ع کا اولاد عقیل سے باوجودیکہ وہ کم سن نوجوان ناآزمودہ کار تھے

قلت المشاورة فی الرجوع او المسیر من بنی عقیل مع کونهم احداثا شبابا

اَوْصِبْیَانًا لَیْسَ لَهَا اَنْ نَجْعَلَهَا عَلَی التَّحْقِیْقِ مین کہتا ہون مشورہ کرنا ویسی کا خواہ
روانگی کا اولاد عقیل سے باوجودیکہ وہ لوگ نوخیز جوان یا لڑکے تھے مناسب نہین ہو کہ
اوس مشورہ کو درحقیقت ہم مشورہ سمجھین وَاِنْ کَانَتْ فَاِنَّمَا هِیَ اِخْتِبَارٌ لِاٰرَائِهِمْ
وَهِمَمِهِمْ فِی النُّصْرَةِ وَالْوَفَاءِ اور اگر بیچ مچ یہ مشورہ ہی تھا تو اوس سے غرض یہ تھی کہ
اونکی تجویز اور ارادہ کا امتحان کیا جائے کہ وہ لوگ حضرت کی نصرت اور وفاداری مین
کس درجہ پر ہین وَاِلَّا فَقَدْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ قَدْ اَشَارَ اِلَیْهِ وَشَاوَرَهٗ فِیْ ذٰلِكَ اَكْثَرُ الصَّحَابَةِ
الْجِلَّةِ وَالتَّابِعِیْنَ ورنہ سب کو معلوم ہو کہ اس سفر کرنے مین جناب امام حسین سے اکثر اصحاب
جناب رسالتمآب اور تابعین نے مشورہ کیا وَاَیْضًا بَعْضُ اَعِزَّاءِ اَقْرِبَائِهٖ كَمُحَمَّدِ بْنِ
الْحَنَفِیَّةِ وَجَعْفَرِ بْنِ عَقِیْلٍ وَغَیْرِهِمْ وَاسْتَمَرَّ ذٰلِكَ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِیْنَةِ
اِلٰی یَوْمِهٖ هٰذَا بلکہ نہایت عزیز قریب حضرت کے جیسے محمد ابن حنفیہ اور جعفر ابن عقیل وغیرہ
نے اس بارہ مین برابر مشورہ حضرت سے کیا اور یہ مشورہ جس دن سے آپ مدینے سے
چلے آج کے دن تک برابر جاری رہا ہو فَقَدْ اَصَرُّوْا وَاَلَحُّوْا عَلَیْهِ فِی الْاِمْتِنَاعِ عَنِ الْمَسِیْرِ
اِلَی الْعِرَاقِ بلکہ وہ سب لوگ اصرار کرتے رہے اور الحاح اور زاری کرکے آپ کو عراق کے
سفر سے منع کرتے رہے لٰكِنَّ الْحُسَیْنَ لَمْ یَرْضَ بِقَوْلِهِمْ لِكَوْنِهٖ عَارِفًا بِمَا اَوْجَبَ اللّٰهُ
عَلَیْهِ مِنَ الْمَسِیْرِ مگر جناب امام حسین ع اونکے مشورے پر راضی نہوئے اسلیے کہ آپ کو معلوم تھا
کہ خدا نے یہ سفر آپ کے اوپر واجب کیا ہو وَاَیْضًا فَفِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مَعَهٗ مِنْ اَنْصَارِهٖ
وَاَهْلِ بَیْتِهٖ مَنْ یَكُوْنُ الْمُشَاوَرَةُ مَعَهٗ اَحْرٰی وَاَلْیَقَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَحْدَاثِ قَطْعًا
سَلَامُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اور یہ بھی خیال کرو آج ہی تو حضرت کے ساتھ انصار اور اہلبیت
مین ایسے ایسے لوگ موجود تھے جن سے مشورہ کرنا زیادہ لائق اور پسندیدہ تھا بہ نسبت
اسکے کہ ان نوخیز لڑکون سے مشورہ کرتے سلام خدا کا سب پر ہو وَلَمَّا كَانَتْ رِوَایَةُ
الْمُشَاوَرَةِ هٰذِهٖ مِنَ الْمَشْهُوْرَاتِ اور چونکہ روایت مشورہ کرنے کی اولاد عقیل سے
بہت مشہور ہو وَقَلَّ مَنْ رَوٰی مِنْ حَالَاتِ مَسِیْرِهٖ اِلَّا وَیَرْوِیْ ذٰلِكَ اَیْضًا اور بہت
کم ایسے لوگ ہین جنہون نے حضرت کے سفر کا حال بیان کیا ہو اور اس روایت کا ذکر نکیا ہو

فَقَدْ یَجِبُ عَلَیْنَا اَنْ نَقُوْلَ فِیْہِمَا مَا یَکُوْنُ اَحْرٰی وَاَنْسَبَ لِشَانِ الْاِمَامِ فِیْ مِثْلِ
تِلْکَ الْاُمُوْرِ لہذا ہم پر واجب ہی کہ اس روایت مین ہم ایسی بات کہین جو مناسب
اور لائق شان امام کے ہو فَاِنَّ اُنَاسًا مِنَ السُّفَہَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ بَصِیْرَۃٌ
یُبْصِرُوْنَ بِھَا اَوْ یَتَبَصَّرُوْنَ عَسَاھُمْ اَنْ یَقُوْلُوْا فِیْ ذٰلِکَ مَا یَمُجُّ مِنْ اِسْتِمَاعِہٖ
الْاَسْمَاعُ اسلیے کہ ناوان آدمی اور یہ وہ لوگ ہین کہ جنھین بصیرت باطنی ایسی نہین ہو کہ خود
انکو نیک و بد کی شناخت ہو اور نہ شناخت کرانے سے انکو معرفت حق و باطل کی ہو آئی ہی
شاید اس روایت کو سُنکر ایسی بات کہین جسکے سننے سے نفرت پیدا ہو فَنَقُوْلُ اَمَّا
کَوْنُ الْمُشَاوَرَۃِ اَمْرًا حَسَنًا فَقَدْ نَطَقَ بِہِ الْقُرْاٰنُ الْمَجِیْدُ اما ہم کہتے ہین کہ مشورہ کا
اچھا ہونا تو قرآن مجید سے بخوبی ثابت ہو حَیْثُ عَدَّھَا اللہُ مِنْ صِفَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَقَالَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ اسلیے خدا نے مشورہ کو مومنین کی صفات مین شمار
کیا ہی اور فرمایا کہ مومنین کا طریقہ یہی ہی کہ آپس مین امور غیر منصوصہ من اللہ والرسول
مین مشورہ کرتے ہین ثُمَّ خَصَّ نَبِیَّہٗ مُحَمَّدًا ص فَقَالَ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ پھر خاص کر اپنے
نبی کو حکم دیا کہ مشورہ کرو اپنے اصحاب سے جو کام تمکو در پیش ہو وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ
لَمْ یَکُنْ مُحْتَاجًا اِلٰی مُشَاوَرَۃِ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ حالانکہ سب جانتے ہین کہ جناب رسالتمآب ص
کبھی کسی سے مشورہ کے محتاج نتھے فَاِنَّہٗ کَانَ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ
یُوْحٰی اسلیے کہ وہ جناب اپنی خواہش سے کچھ نہین فرماتے تھے بلکہ جو کچھ فرماتے تھے وہ وحی
آسمانی ہوتی تھی فَمَنْ کَانَ مُجْمَلُ اَفْعَالِہٖ وَاَقْوَالِہٖ وَحْیًا مِنَ اللہِ سُبْحَانَہٗ فَکَیْفَ یَحْتَاجُ
اِلٰی مُشَاوَرَۃِ الْمَخْلُوْقِیْنَ پس جس شخص کے تمام افعال اور اقوال وحی خدا سے ہوتی ہون
وہ کیونکر مخلوقین کے مشورہ کا محتاج ہو سکتا ہی وَلٰکِنَّہٗ مَعَ ذٰلِکَ الْاِسْتِغْنَاءِ اُمِرَ
بِالشُّوْرٰی اِیْلَافًا لِلْقُلُوْبِ مُحَبِّبًا لیکن وہ جناب بھی باوجود استغنا کے مشورہ کرنے
پر مامور ہوئے اس غرض سے کہ اسمین تالیف قلوب مسلمانون کی تھی اور کوئی غرض نہ تھی
فَلَمَّا کَانَ النَّبِیُّ صلعم کَوْنُہٗ کَذٰلِکَ مُلْتَزِمًا لِلْمُشَاوَرَۃِ فَمَا ظَنُّکَ بِالْحَسَنَیْنِ ع ہرگاہ
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ مستغنی مشورہ سے تھے ضرور مشورہ کیا کرتے تھے

بحکم خدا اب حضرت امام حسینؑ کی نسبت مشورہ کرنے مین کیسا گمان ہمکو کرنا چاہیے
اچھا یا برا وَاِنَّهٗ كَيْفَ يُخَالِفُ سُنَّةَ جَدِّهٖ وہ جناب اپنے نانا کی سُنت کو کیونکر ترک
کرسکتے تھے فَثَبَتَ اَصْلُ الْاَمْرِ مَحْجِيَّةِ لِلْمُشَاوَرَةِ اب اتنا تو ثابت ہوا کہ مشورہ کرنا بہرحال
اچھی بات ہی وَبَقِيَ اَنَّهَا مِنْ اَيِّهِمْ يَلِيْقُ وَمِنْ اَيِّهِمْ لَا تُسْتَحْسَنُ اب یہ بات بیان کرنی
باقی رہی کہ مشورہ کرنا کن لوگون سے چاہیے اور کن لوگون سے نچاہیے فَنَقُوْلُ فِيْ ذٰلِكَ
اِنَّ الْمُشَاوَرَةَ لَهَا اَغْرَاضٌ غَيْرُ مَحْصُوْرَةٍ اب ہم کہتے ہین کہ مشورہ کرنے کے واسطے بیشمار
اغراض ہوتے ہین فَقَدْ يَكُوْنُ الْغَرَضُ مِنْهَا اِجْتِمَاعُ الْاٰرَاءِ وَاسْتِحْسَانُ بَعْضِ وُجُوْهِ
الْاَمْرِ الْمُشَارِ لَهٗ اَوْ تَحْتِمَةً کبھی غرض مشورہ سے یہ ہوتی ہی کہ بہت سی رائین متفق ہوجائین
اور جس چیز کے واسطے مشورہ کیا گیا ہی اوسکے کرنے نہ کرنے کی خوبیان ظاہر ہوئین یا اوسکا
کرنا ضروری قرار پائے وَقَدْ يَكُوْنُ اِظْهَارًا لِاِسَاءَةِ الرَّأْيِ مِنْ بَعْضِ الْمُشِيْرِيْنَ کبھی مشورہ
اس غرض سے ہوتا ہی کہ بعض مشورہ دینے والون کی رائے خراب کا اظہار ہوجائے كَمَا
هُوَ مِنْ مُشَاوَرَةِ الْحُسَيْنِؑ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ فِيْ مَكَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا لِلْخُرُوْجِ
اِلَى الْعِرَاقِ چنانچہ ہم نے معتبر کتابون سے اہل سنت کی عبداللہ بن زبیر کا مشورہ دینا
عراق کی طرف جانے کو نقل کیا ہی اوس باب مین جسمین مشورہ غیر مصلحین کا ذکر ہی وَقَدْ
يَكُوْنُ الْغَرَضُ مِنْهَا لِكَوْنِ بَعْضِ الْحُضَّارِ عَلَى الظَّاهِرِ فَاسِدَ الرَّاْيِ اَوْ كَوْنِهِمْ مِنَ
الْاَذِلَّاءِ اَمْرٌ اٰخَرُ اور کبھی مشورہ کا کوئی اور سبب ہوتا ہی یعنی چونکہ بعض حاضرین کسی دربار
رئیس اور امیر کے بظاہر اونکی رائے لوگون کے نزدیک خراب ہوتی ہی اور اونکو ذلیل اور
حقیر لوگ سمجھتے ہین فَيُرِيْدُ اَمِيْرُهُمْ وَسَيِّدُهُمْ اَنْ يَدْفَعَ ذٰلِكَ الْمُتَّكِئَ عَنْهُمْ وَعَنْ غَيْرِهِمْ
فَيَكُوْنُ الْمُشَاوَرَةُ اِعْزَازًا لَهُمْ بس اونکا امیر و سردار اون سے مشورہ کرکے یہ چاہتا ہی
کہ اون کے شک کو خود اون سے یا اور لوگون سے جو اونہین حقیر سمجھ رہے ہین دور کرے
یہ مشورہ اونکی عزت افزائی کی غرض سے ہوتا ہی هٰذَا مَا نَقُوْلُهٗ فِي الْمُشَاوَرَةِ الْعَامَّةِ
یہ چند باتین ہم نے عام مشورہ کے بارہ مین بیان کین اَمَّا الْمُشَاوَرَةُ الْخَاصَّةُ الَّتِيْ
نَحْنُ بِصَدَدِ ذِكْرِهَا فَلَهَا اَيْضًا مُرَجِّحَاتٌ شَتّٰى رہا وہ مشورہ خاص جسکے بیان کے

درپے ہم اسوقت ہین اوسکی ترجیح دینے کے بھی بہت سے امور ہین منہا کون الامر
المشار فیہ مختصًا باشخاص اختصاصًا لا یوجد ذلک فی غیرہم از انجملہ ایک یہ بھی
بات ہی کہ امر مشورہ طلب مین چند اشخاص کو ایسی خصوصیت ہو کہ اور لوگون مین وہ
خصوصیت نپائی جائے وان کان غیرہم ابلغ فی الرأی والتجربۃ اگرچہ اور لوگ
رائے اور تجربہ مین ان مخصوص لوگون سے زیادہ بھی ہون کما ان بنی عقیل بعد
استماع الخبر من الاسدیین کانوا احقاء لذلک جس طرح اولاد عقیل بعد سننے خبر
شہادت حضرت مسلمؓ کے اسدیین سے زیادہ تر لائق تھے اسبات کے کہ اونہین سے
مشورہ کیا جائے ولا یساویہم احد من اصحاب الحسین واہل بیتہ فی ذلک
اور کوئی شخص اصحاب اور اہل بیت سے انکے برابر مستحق مشورہ کرنیکا نتھا فان الدم
المسفوح من دمائہم والذل والھوان المخبر بہ انما حدثت فیہم اسلیے کہ جو خون
ناحق کو نہین گرایا گیا تھا حضرت مسلمؓ کا وہ انہین صاحبزادونکا خون تھا اور جس ذلت
اور خرابی کی خبر آئی تھی وہ انہین کے خاندان خاص مین واقع ہوئی تھی یعنی حضرت
مسلمؒ انہین کے خاندان کے ایک معزز و بزرگ آدمی تھے فہل یستحسن عند احد
فی مثل تلک الحال ان یترک الالتفات عمن یجب تعزیتہ ویتحتم سلوتہ بای نحو
کان ویستشیر فی ذلک عن غیرہم اب کسی عاقل کے نزدیک یہ بات پسندیدہ ہوسکتی ہی
کہ ایسی حالت مصیبت مین ترک التفات کیا جائے اون لوگون سے جنکی تعزیت کرنی
واجب ہی اور جنکو تسلی دینا کسی طرح پر کیون نہو پر ضرور ہو اور اورون سے اسکا مشورہ
کیا جائے فتلک المشاورۃ انما ھی کانت تعزیۃ لہم فلا تکون مستحسنۃ عن غیرہم
پس یہ مشورہ بجاے ماتم پرسی کے تھا لہذا اور لوگون سے یہ مشورہ کرنا ہرگز اچھا نتھا
ویزید لہ بیانا لما ادعیناہ ان الحسینؑ بعد استماع ذلک الخبر قد اتی بثلاثۃ امور
اور زیادہ توضیح ہمارے بیان کی اس طور پر ہوتی ہی کہ حضرت امام حسینؑ نے بعد سننے خبر
شہادت مسلمؒ کے تین کام کیے احدھا المشاورۃ مع بنی عقیل وھذا کان عندی
لاغراض ثلاثۃ ایک تو یہ فعل آپ نے کیا کہ اولاد عقیل سے مشورہ کیا اور یہ فعل حضرت کا

میرے نزدیک تین غرض سے تھا الاول تسلیۃ بنی عقیل و تعزیتہم بذلک و قد
احسن اللہ لہم العزاء فی ذلک پہلی غرض حضرت کی اولاد عقیل کو تسلی دینا اور ماتم پرسی
کرنی اس ماتم مین تھی اور یہ دستور ہی کہ مصیبت ناک آدمیون سے بروقت ادائے تعزیت
کے زیادہ پوچھہ پانچھہ کیجاتی ہی اور خدا نے اس ماتم پرسی کا اجر اونکو اچھا دیا الثانی
خضوع نفسہ و بیان اضطرارہ لقلۃ الانصار دوسری غرض حضرت کی یہ تھی کہ مین
اسوقت ایسا بظاہر کمزور ہو رہا ہون اور اسقدر مجھے اضطرار بجہت کمی انصار کے ہے
وقد صار الیوم الی حال یستشیر الاحداث من البنین اور یہ کیفیت میرے اضطرار کی
پہونچی ہی کہ آج نوخیز اور لڑکون سے مجھے مشورہ کرنا پڑا و یرید علی الظاہر ان یبنی امرہ
علی ما رأوا اور بظاہر ایسا ارادہ آپ کا معلوم ہوتا تھا کہ اب جوان لڑکون کی راے ہو
اوسی پر آپ کاربند ہوین و لا یبعد ان یکون ما رواہ السید رح فی اللہوف من نتائج
تلک المشاورۃ اور کچھ دور نہین ہی کہ جناب سید نے لہوف مین جو روایت کی ہی وہ نتیجہ اسی
مشورہ کا ہو یعنی اس مشورہ کے بعد پھر کسی کو تاب گریہ باقی نہ رہے قال الراوی فارتج
الموضع بالبکاء والعویل لقتل مسلم بن عقیل و سالت الدموع علیہ کل مسیل
راوی کہتا ہی کہ وہ تمام مقام گونج اوٹھا رونے سے اور بلند آواز چلانے سے خبر شہادت
مسلم ابن عقیل کی سنکر اور آنسو بے حد و پایان ہر شخص کی آنکھ سے جاری ہوئے اس
روایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی بیتابی سے رو رہے تھے فان مجی خبر
قتلہ وان کان من اعظم المصائب فی ذلک الیوم اسلیے کہ سنائی آئی حضرت مسلم کی
اگرچہ آج کے دن ایک بڑی مصیبت کی خبر تھی لکن مشاورۃ الحسین عن بنی عقیل
قد زاد فی الحزن والبکاء وانصداع القلوب زیادۃ لا مزید علیہا مگر تصور کرنے
سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت امام حسین ع کا مشورہ کرنا اولاد عقیل سے اوسوقت یہ بھی ایک
ایسا گریہ خیز فعل تھا جس سے حزن اور بکا بڑھ گیا اور دلون کے پھٹ جانے کی نوبت
پہونچی اور اتنا زیادہ صدمہ ہوا کہ اوس سے زیادہ پھر کوئی چیز تصور مین نہین آسکتی والثالث
من الاغراض اظہار جلادتہم واعلان وفاء اہل بیتہ علی عوام الامۃ

اور تیسری غرض اون سے مشورہ کرنے کی یہ تھی کہ اون کی بہادری اور دلیری اور
اپنے اہل بیت کی وفاداری کو عوام امت پر ظاہر کرین وَلَاسِیَّمَا عَلَی الْاَسَدِیَّیْنِ
اَلَّذَیْنِ قَالُوْا بَعْدَ اِخْبَارِهِمْ بِذٰلِكَ اَنْ یَنْصَرِفَ عَنْ مَسِیْرِ الْکُوْفَةِ خصوصًا اسکا اظہار
اون دونون اسدی آدمیون پر ضرور تھا جو خبر شہادت لائے تھے اور بعد خبر دہی
کے اونھون نے درخواست کی تھی کہ اب آپ کوفہ کے سفر سے پلٹ جائین فَاِنَّهُمَا لَمَّا
سَمِعَا مَقَالَةَ بَنِیْ عَقِیْلٍ وَتَصْمِیْمَ عَزْمِهِمْ عَلٰی اَخْذِ الثَّارِ لَمْ یَبْقَ لَهُمْ رَیْبٌ فِیْ
ثَبَاتِ عَزْمِ الْحُسَیْنِ ؑ اسلیے کہ جب اون دونون نے بنی عقیل کا جواب سنا اور اونکا
پورا ارادہ انتقام لینے پر دریافت کیا اب اونکو کچھ شک باقی نہ رہا کہ جناب امام حسین ؑ کا
قصد مصمم ہے فَاِنَّ الْاَحْدَاثَ وَالصِّغَارَ مِنَ الْاَبْنَاءِ لَمَّا تَکَلَّمُوْا بِذٰلِكَ فَمَا ظَنُّكَ بِالَّذِیْنَ
مَعَهٗ مِنْ اَبْطَالِ الْفُرْسَانِ کَعَبَّاسِ بْنِ عَلِیٍّ ؑ اسلیے کہ جب نوخیز اور چھوٹے چھوٹے لڑکون نے
ایسی بہادرانہ تقریر کی پھر جو لوگ بہادر اور دلیر جوان حضرت کے ہمراہ تھے مثل جناب عباس ؑ
کے اونکا کیا حال ہوگا وَهٰذَا اَنَا ذَکَرْتُهٗ مِنَ التَّاوِیْلَاتِ اِنَّمَا هِیَ عَلٰی تَقْدِیْرِ اَنْ یَکُوْنَ
الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ الْحُسَیْنِ لِبَنِیْ عَقِیْلٍ مَا تَرَوْنَ فِی الْاِنْصِرَافِ عَنِ الْمَسِیْرِ اَوْ بَقَائِیْ عَلَیْهِ
لِقَرِیْنَةِ الْتِمَاسِ الْاَسَدِیَّیْنِ بِذٰلِكَ اور یہ تاویلین جو ہم نے بیان کی ہین انکی اوسوقت
ضرورت ہے جب حضرت امام حسین ؑ کے کہنے کا بنی عقیل سے یہ مطلب ہو کہ اب تمھاری راے
میرے پلٹ چلنے مین یا نہ پلٹنے مین کیا ہے اور ان معنون پر قرینہ یہ تھا کہ دونون اسدیون نے
حضرت کے پلٹنے کی درخواست کی تھی وَاِنْ کَانَ الْمُرَادُ مِنْهُ مَا تَرَوْنَ فِیْ مَسِیْرِکُمْ اِلَی
الْعِرَاقِ اَوِ انْصِرَافِکُمْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَلَا حَاجَةَ اِلَی التَّاوِیْلِ اَصْلًا اور اگر مطلب حضرت کا
یہ ہو کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہے عراق کو چلوگے یا مدینے کو پلٹ جاؤگے پھر تو کسی تاویل
کی حاجت ہی نہین وَیَدُلُّ عَلٰی ذٰلِكَ قَوْلُ الْحُسَیْنِ ؑ لَهُمْ فِی الْیَوْمِ التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ
حَیْثُ قَالَ لَهُمْ کَفَاکُمْ قَتْلُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ اور انھین معنون پر دلالت کرتا ہے ارشاد
کرنا جناب امام حسین ؑ کا بنی عقیل سے جو نوین تاریخ محرم کو آپ نے فرمایا تھا کہ تم چلے جاؤ
بس مسلم ؑ کی شہادت تمھارے لیے کافی ہے وَاَیْضًا یُؤَیِّدُ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ لَا نَرْجِعُ حَتّٰی

نصیب ثار نا اور اس بات سے بھی یہی معنی ظاہر ہوتے ہین کہ جناب امام حسینؑ
نے اونہین کے پلٹنے کے بارہ مین اون سے پوچھا تھا کہ اب تمھاری کیا صلاح ہے اور اونہون
نے جواب یہی دیا کہ ہم نہ پلٹین گے جب تک انتقام اپنا نہ لینگے اسلیے کہ اونہون نے اپنی کیفیت بیان کی
اَلثَّانِیْ مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ اَتیٰ بِهَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ اِسْتِمَاعِ الْخَبَرِ مَا رَوَاهُ فِی
الْمُنْتَخَبِ وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَیْضًا اور دوسرا کام جو حضرت امام حسینؑ نے بعد
سننے خبر شہادت جناب مسلمؒ کے کیا وہ یہ تھا جو منتخب مین اور بعض نسخہ ہای مقتل ابی مخنف
مین بھی اوسکی روایت کی ہو اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ خَبَرَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ اِغْتَمَّ وَاسْتَرْجَعَ نکتہ عجیبہ
وَدَخَلَ الْخَیْمَةَ کہ جب حضرت نے خبر شہادت جناب مسلمؒ کی سنی مغموم ہوے اور انا لله
زبان پر جاری فرمایا اور داخل خیمہ اہل بیت ہوئے وَدَعٰی بِنْتَ مُسْلِمٍ وَضَمَّهَا اِلٰی
صَدْرِهٖ وَمَسَحَ یَدَهٗ عَلٰی رَاْسِهَا دختر مسلم کو جو آپ کی بھانجی بھی تھین بلایا اور اپنے
سینے سے لگایا اور دست مبارک اپنا اونکے سر پر پھیرا جسطرح یتیمون کی تعزیت کا دستور ہی
فَقَالَتْ لَهٗ یَا عَمِّ اَظُنُّ بِهٖ اِنَّ اَبِیْ قَدْ قَضٰی نَحْبَهٗ اوس صاحبزادی نے کہا اے چچا ان باتون
سے مجھے ایسا خیال ہوتا ہی کہ میرے باپ کی شہادت ہوگئی یہان پر ایک نکتہ باریک یہ سمجھنا
چاہیے کہ اوس صاحبزادی نے آپ کو چچا کہکر پکارا ماموں نہین کہا اونکا مطلب یہ تھا
کہ اب حضرت میرے باپ کی جگہ میری سرپرستی کرینگے اور اسی سے معلوم ہوتا ہی فَلَمَّا
سَمِعَ ذٰلِكَ لَمْ یَتَمَالَكْ مِنَ الْبُكَاءِ وَقَالَ نَعَمْ قَدْ قُتِلَ اَبُوْكِ کہ جب حضرتؑ نے
صاحبزادی کا یہ کلام سنا کہ جسمین چچا کہنے سے اپنی سرپرستی کا بھی اشارہ تھا آپ کو تاب
گریہ باقی نرہی اور بیتاب ہوکر آپ نے فرمایا کہ ہان تمھارے باپ شہید ہوگئے اس
بیتابی کے جو حجة الله کو ہوئی دو سبب معلوم ہوتے ہین ایک تو خبر شہادت سنکر پہلے سے
دل بھرا ہوا تھا دوسرے اوس صاحبزادی کی درخواست سرپرستی اور اپنا آمادہ شہادت
ہونا اس نے اور بھی حضرت کو بیتاب کردیا فَنَادَتْ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَبَكَتِ النِّسَاءُ
كُلُّهُنَّ پس وہ صاحبزادی چلا چلا کر رونے لگی اوسکے رونے سے تمامی عورات کے رونے
سے کہرام برپا ہوا اَقُوْلُ لَقَدْ صَدَقَ مَا سَمِعَتْهُ زَیْنَبُ كَمَا مَرَّ مین کہتا ہون البتہ تحقیق

ہوگئی اوس خبر کی جو ہاتف غیبی سے دی تھی کہ ذخیرۂ اشک جمع کر رکھو اور حضرت زینب نے سنی تھی جیسا اوپر بیان ہو چکا ہو وَهٰذَا اَمَّا فَعَلَهٗ تَعْزِيَةٌ لِلنِّسَاۗءِ كَمَا كَانَ مُشَاوَرَةُ بَنِيْ عَقِيْلٍ تَعْزِيَةً لِلرِّجَالِ اور یہ فعل حضرت کا بنظر ماتم پرسی عورتون کے تھا جیسے بنی عقیل سے مشورہ کرنا اوسے تعزیت مردونکی تھی وَالثَّالِثُ مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ اَتٰى بِهَا الْحُسَيْنُ عم فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَا قَالَهُ السَّيِّدُ رح اور تیسری بات جو آج حضرت امام حسین عم سے واقع ہوئی وہ یہ ہو کہ سید ابن طاوس فرماتے ہین ثُمَّ سَارَ الْحُسَيْنُ ع حَتّٰى بَلَغَ زُبَالَةَ پھر روانہ ہوئے حضرت امام حسین ع تا اینکہ منزل زبالہ پر پہونچے اس روایت مین بجائے ثعلبیہ کے زبالہ کی لفظ درج ہو اسکا مضائقہ نہین ہو فَاَتَاهُ خَبَرُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ فَعَرَفَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةً مِمَّنْ مَعَهٗ اسی جگہ آپ کو خبر شہادت مسلم رح کی پہونچی اوس خبر سے جتنے لوگ آپکے ہمراہ تھے سب کو آگاہ کر دیا فَتَفَرَّقَ اَهْلُ الْاَطْمَاعِ وَالْاِرْتِيَابِ پس جتنے لوگ طمع دنیا سے آپ کے ہمراہ تھے اور جنکے دلون مین شک تھا سب جدا ہوگئے وَبَقِيَ مَعَهٗ اَهْلُهٗ وَخِيَارُ الْاَصْحَابِ اور خاص آپ کے اہل بیت اور منتخب اصحاب رہگئے اَقُوْلُ وَسَيَاْتِي الْقَوْلُ فِيْ ذٰلِكَ بَعْدَ هٰذَا مین کہتا ہون کہ اس بات کا بیان کہ حضرت نے اون لوگونکو کیون الگ کر دیا آگے آتا ہی

باب پانزدہم ملاقات فرزدق شاعر کی چوتھی مرتبہ جناب امام حسین علیہ السلام سے منزل زبالہ سے چلکر

وَمِنْ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ لَمَّا سَارَ الْحُسَيْنُ عم فَلَقِيَهٗ فَرَزْدَقُ الشَّاعِرُ الْمُسَمّٰى بِهَمَّامٍ اس مقام سے جب حضرت چلے تب فرزدق شاعر جنکا نام ہمام ہو حضرت سے ملے وَهٰذَا اللِّقَاۗءُ كَانَ رَابِعُ اللِّقَاۗءِ مِنْهُ اور یہ چوتھی ملاقات ہو کہ فرزدق نے حضرت سے از روز ورود مکہ معظمہ کی تھی، فَاِنَّ اَوَّلَ مَا لَقِيَهٗ وَالْحُسَيْنُ عم مُقِيْمٌ بِمَكَّةَ كَمَا رَوَاهُ فِي الْبِحَارِ اسلیے کہ پہلے جب فرزدق نے ملاقات کی ہو اور آپ مکہ مین مقیم تھے جیسا کہ بحار مین روایت کی ہو قَالَ وَلَقِيَهُ الْفَرَزْدَقُ فِيْ حَرَمِ بَيْتِ اللّٰهِ فَقَالَ الْحُسَيْنُ ع يَا فَرَزْدَقُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ النَّاسِ خَلْفَكَ مجلسی رح بحار مین کہتے ہین کہ فرزدق نے خانۂ کعبہ کے حرم میں آپ سے

ملاقات کی حضرت نے فرمایا ای فرزدق مجھسے بیان کرو کہ تم اہالیان کوفہ کو کس حال پر
چھوڑکر آئے ہو قَالَ الْفَرَزْدَقُ قُلُوبُ النَّاسِ مَعَكَ وَسُيُوفُهُمْ عَلَيْكَ فرزدق نے
عرض کی کہ دل سے تو اہل کوفہ آپ کے ساتھ ہین مگر تلوارین اونکی آپ کے قتل پر تلی ہوئی
ہین يُرِيدُ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ اَنَّ اَهْلَ الْكُوفَةِ وَاِنْ يَعْتَقِدُونَ بِاَنَّكَ اِمَامٌ حَقٌّ مُفْتَرَضُ
الطَّاعَةِ مطلب فرزدق کا اس قول سے یہ ہی کہ اہل کوفہ ایسے شقی ہین کہ باوجودیکہ آپ کو
دلی اعتقاد سے امام برحق واجب الطاعت سمجھتے ہین وَاَنَّ يَزِيدَ وَاَتْبَاعَهُ اَهْلُ الْبَغْيِ
وَالطُّغْيَانِ ضَالُّونَ مُضِلُّونَ اور یہ بھی جانتے ہین کہ یزید اور پیروان یزید باغی اور طاغی
ہین خود بھی گمراہ ہین اور خلائق کو بھی گمراہ کرتے ہین وَلٰكِنْ سُيُوفُهُمْ مَشْهُورَةٌ عَلٰى
قَتْلِكَ مگر باینہمہ دیدہ و دانستہ اونکی تلوارین آپ کے قتل پر کھنچی ہوئی ہین فَلَا تَسِرْ
اِلَيْهِمْ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا كَتَبُوا اِلَيْكَ مِنْ اَنَّهُمْ يَفْدُونَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ پس آپ
انکی طرف نجایئے اور انکی تحریر پر فریفتہ نہو جیے جو اونھون نے لکھا ہی کہ اپنے مال و جان
آپ پر فدا ہونگے وَيُقَاتِلُونَ مَعَكَ اَعْدَاءَ الدِّينِ اور آپ کے ہمراہ ہوکر دشمنان دین سے لڑینگے
وَلَمَّا كَانَ هٰذَا الْكَلَامُ الَّذِي قَالَهُ الْفَرَزْدَقُ مَعَ وَجَازَةِ اَلْفَاظِهِ جَامِعَ الْمَعَانِي
كَثِيرَةٍ اور چونکہ یہ کلام مختصر فرزدق کا بہت سے معنون پر شامل تھا حَتّٰى اَنَّهُ كُلَّمَا
تَدَبَّرَ فِيهِ النَّاظِرُ ظَهَرَ لَهُ مِنَ الْفَوَائِدِ الْعَوَائِدِ مَا لَا يَخْفٰى یہان تک کہ جسقدر اس
کلام مین فکر کرنے والا سوچے عجیب عجیب فائدے اسکے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ پوشیدہ نہین ہی
وَالْفَرَزْدَقُ رَجُلٌ شَاعِرٌ بَلِيغٌ كَمَا يَعْلَمُ اِلَيْهِ كَلَامُهُ اور فرزدق ایک مرد شاعر اور بلاغت
سے بھرا ہوا ہی جیسا اوسکے کلام سے ظاہر ہوتا ہی فَلِذَا قَالَ الْحُسَيْنُ فِي جَوَابِهِ قَوْلًا يُحَيِّرُ
فِيهِ الْاَوْهَامَ وَيَتَحَيَّرُ فِي اِدْرَاكِ مَرَامِهِ الْاَفْهَامُ اسیواسطے حضرت امام حسین نے
اوسکا جواب ایسا دیا جو عاقلون کو حیرت مین ڈالتا ہی اور جسکے مطلب سمجھنے مین تحیر ہوتا ہی
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْ نَزَلَ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى نَعْمَائِهِ حضرت نے فرمایا
کہ اگر قضا و قدر اوسیطرح پر جاری ہوئی ہی جسکو ہم پسند کرتے ہین پس ہم خدا کی حمد بجا لاتے ہیں
اوسکی نعمت دینے پر وَاِنْ حَالَ الْقَضَاءُ دُونَ الرَّجَاءِ فَلَمْ يَبْعُدْ مَنْ كَانَ الْحَقُّ نِيَّتَهُ

وَالتَّقْوٰی سِیْرَتُنَا اور اگر ہماری امید کے بر آنے مین قضاے الٰہی حائل ور مانع ہوگی پہر بھی
حق سے دور نرہیگا وہ شخص جسکی نیت حق پر ہو اور جسکی سیرت تقوی اور پرہیزگاری کی ہو
وَقَدْ شَرَحْنَا هٰذَا الْحَدِيْثَ الْمُعْضِلَ فِيْ بَابِ الْمَنَامَاتِ الَّتِيْ رَاٰهَا الْحُسَيْنُ ؑ مِنْ
يَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى يَوْمِ عَاشُوْرَا اس مشکل حدیث کے معنونکی ہم نے بخوبی
شرح کردی ہے اوس باب مین جسمین ہم نے وہ خواب بیان کیے ہین جو حضرت امام حسین ؑ
نے از روز رحلت مدینہ سے آپ چلے ہین لی ورتا روز عاشورا آپ نے دیکھے ہین لٰكِنْ نَذْكُرُ
مَعْنًى وَاحِدًا هٰهُنَا اَيْضًا مگر ایک معنی اس حدیث کے ہم اس مقام پر بھی بیان
کرتے ہین وَهُوَ اَنَّهٗ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ كَمَا تَقُوْلُهٗ يَا فَرَزْدَقُ اِنَّهُمْ
مَعَنَا بِاِذْعَانِ قُلُوْبِهِمْ وَهُوَ الَّذِيْ نُحِبُّهٗ مِنْهُمْ وَمِنْ عَامَّةِ الْاُمَّةِ وہ معنی یہ ہین
حضرت فرماتے ہین کہ اہل کوفہ جیسا تم بیان کرتے ہو ای فرزدق کہ وہ دل سے معتقد ہماری
امامت کے ہین اور یہی وہ بات ہے جسکو ہم دوست رکھتے ہین کوفیون سے بلکہ تمام امت
سے کہ سب ہمکو امام جانین فَاِنْ جَرَى الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللّٰهَ اب اگر قضای
الٰہی اسیطرح جاری رہے جو ہمکو محبوب ہے یعنی کوفیون سے خلاف اطاعت ہمارے
کوئی امر سرزد نہو پس حمد خدا ہم بجا لاتے ہین وَاِنْ لَّمْ يَجْرِ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّهٗ وَ
ظَهَرَ مِنْهُمْ خِلَافُ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا بِقُلُوْبِهِمْ وَسُيُوْفُهُمْ عَلَيْنَا اور اگر قضاے الٰہی
حسب خواہش ہمارے جاری نہوئی اور کوفیون سے خلاف اطاعت ہمارے سرزد ہوا
کہ دل سے بھی ہمارے معتقد نرہے اور تلوارین بھی اونہون نے ہمپر کھینچین فَيُقَاتِلُوْنَنَا وَيَقْتُلُوْنَنَا
فَفِيْ تِلْكَ الْحَالَةِ اَيْضًا لَا نَبْعُدُ مِنَ الْحَقِّ اور ہم سے لڑین اور ہمکو قتل کرین اسوقت بھی ہم
حق سے دور نہونگے بَلِ الْحَقُّ مَعَنَا فِيْ كِلْتَا الْحَالَتَيْنِ فَاِنَّ قَصْدَنَا وَنِيَّتَنَا الْحَقُّ اَيْ اِظْهَارُ
الْحَقِّ وَاِعْلَاءُ كَلِمَةِ الْحَقِّ وَسِيْرَتُنَا التَّقْوٰى مِنَ اللّٰهِ اسلیے کہ ہمارا قصد اور نیت ہماری
حق پر ہے یعنی حق کا ظاہر کرنا اور دین اسلام کا جاری کرنا ہے اور خصلت ہماری خوف خدا
کی ہے وَالْحَاصِلُ اَنَّ النَّبِيَّ وَالْاِمَامَ لَا يُشْتَرَطُ فِيْ كَوْنِهٖ اِمَامًا حَقًّا الْاِسْتِيْلَاءُ وَالْغَلَبَةُ
اور حاصل کلام آپ کا یہ ہے کہ نبی ؐ اور امام کے برحق ہونے مین غلبہ کفار پر شرط نہین ہے

فَاِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ؑ وَاِنْ اُلْقِيَ فِي النَّارِ النُّمْرُوْدِيَّةِ لٰكِنَّهٗ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ اَيْضًا
نَبِيًّا وَحُجَّةٌ اسلیے کہ حضرت ابراہیم ؑ اگرچہ نمرود نے اونکو آگ مین ڈالدیا تھا مگر اوسوق
بھی وہ نبی اور حجت خدا تھے ثُمَّ لَقِيَهُ الْفَرَزْدَقُ ثَانِيًا وَالْحُسَيْنُ قَدْ خَرَجَ عَنِ الْ
وَهُوَ مُقْبِلٌ اِلَيْهَا پھر دوبارہ فرزدق نے حضرت سے اوسوقت ملاقات کی کہ حضرت
سفر کر چکے تھے اور فرزدق حج کرنے آتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ملاقات آٹھوین
کو پہلی منزل مین حضرت سے ہوئی فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اَعْ
عَنِ الْحَجِّ عرض کی فرزدق نے میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون اے فرزند رسول
اسقدر جلد مکہ سے کیون روانہ ہوئے کہ حج بھی آپ نے ادا نہین کیا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّ
لَوْ لَمْ اَعْجَلْ لَاُخِذْتُ حضرت نے فرمایا اگر مین جلد سفر نکرتا مکہ ہی مین گرفتار کر لیا
ثُمَّ لَقِيَهٗ ثَالِثًا بَعْدَ مَا اَدّٰى مَنَاسِكَ الْحَجِّ فَلَقِيَ الْحُسَيْنَ ؑ فِيْ بَعْضِ الْمَنَازِلِ
عَنْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ پھر تیسری ملاقات فرزدق نے حج سے فارغ ہو کر بعض منزلون
کی اوسوقت چند مسائل حج وغیرہ کے حضرت سے پوچھے ثُمَّ سَارَ اِلٰى اَيْنَ قَصَدَ
اَمَّا اِلَى الْكُوْفَةِ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ بعد اوسکے فرزدق اپنی منزل مقصود کو روانہ ہوئے
ظاہر یہ ہی کہ بطرف کوفہ کے گئے فَلَمَّا سَارَ الْحُسَيْنُ مِنْ زُبَالَةَ لَقِيَهٗ فَرَزْدَقُ رَابِعًا
عَلَيْهِ پس جب امام حسین منزل زبالہ سے کوچ کر کے چلے چوتھی مرتبہ فرزدق حضرت سے
اور آپ پر سلام عرض کیا ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَيْفَ تَرْكَنُ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ
وَهُمُ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا ابْنَ عَمِّكَ مُسْلِمَ ابْنَ عَقِيْلٍ وَشِيْعَتَهٗ پھر کہا کہ اے فرزند
کیا سمجھکر آپ اہل کوفہ کی طرف جاتے ہین حالانکہ ان لوگون نے آپ کے چچا زاد بھائی
کو اور اونکے دوستونکو شہید کر ڈالا فَاسْتَعْبَرَ الْحُسَيْنُ بَاكِيًا فرزدق کے اس کہنے
حضرت پر رقت طاری ہوئی ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُسْلِمًا فَقَدْ سَارَ اِلٰى رَوْحِ
رَيْحَانِهٖ وَتَحِيَّتِهٖ وَرِضْوَانِهٖ بعد اوسکے حضرت نے فرمایا خدا رحمت کرے مسلم رح
پہونچ گئے اوس مقام پر جہان آسائش گاہ ہی اور ہوائے خوشبو اور رحمت ا
میوہ ہاے جنت سے پائینگے اور خوشنودی خدا اوسی مقام پر ہی قُلْتُ اَمَّا اسْتِعْبَا

وان كان على الظاهر بانه اخبر بقتل احب اهل بيته و شيعته مین کہتا ہون کہ
حضرت کا دل بھر آتا اور رو اوٹھنا اسطرح پر کہ آنسوؤن سے آنکھ حضرت کی بھر گئی اگرچہ
بظاہر اسکا یہی سبب ہی کہ خبر شہادت دوست ترین اہل بیت کی یعنی حضرت مسلم اور اونکے
دوستونکی آپ نے سنی تھی لکنه لا یبعد ایضا ان یکون استعباره لما قاله
الفرزدق تاییدا لقوله الذی کان قد قاله فی حریم الکعبة مگر یہ بھی کچھ بعید نہین ہی
کہ آپ کے دل پر صدمہ اسکا گذرا ہو کہ فرزدق نے یہ قول اپنے پہلے قول کی تائید مین
کہا ہی جسکو اول ملاقات حرم کعبہ مین فرزدق کہہ چکا تھا چنانچہ اوپر گذر چکا فیکون
الحسین منزجرا متلهفا علی استبداده و عدم تبصره بعد ما هداه
و بین له فی جواب قوله کما فسرت معناه پس جناب امام حسینؑ کبیدہ خاطر ہوئے
اور افسوس آپ کو ہوا فرزدق کے اصرار باطل پر اور اس بات پر کہ بعد اسکے کہ آپ ہدایت
کر چکے اور اوسکے کلام کا جواب دیچکے ابھی تک اوسکی چشم بصیرت نہین کھلی فان السفهاء
من الناس اعم من ان یکونوا من اتباع الحسین بالسنتهم او من اهل البغی و
ان اصروا فی طعنه و اظهار قبائح مسیره الی الکوفة اسلیے کہ نادان آدمی عام ہی اس
بات سے کہ زبانی پیرو حضرت کے تھے یا دشمن حضرت کے تھے اگرچہ اونھون نے طعن اور
تشنیع مین اصرار کیا اور کوفہ کے سفر کے قبائح زیادہ ظاہر کیے لکن لم یلتفت الحسین
الی هفواتهم و لم ینزجر من مکالماتهم مگر حضرت امام حسینؑ نے ادن نادانون کی یاوہ گوئی
کی طرف کچھ التفات نہین کیا اور نہ اونکی باتون سے آپ دل تنگ ہوئے اما الفرزدق
فهو رجل ذو فقه و درایة و مع ذلک فلا یظهر من اطواره المعاندة و الخصومة
لیکن فرزدق جو ایک مرد باخبر اور دانا ہی اور بافہم اوسکے اطوار سے عناد اور خصومت
بھی ظاہر نہین ہوتی ہی فلا ینبغی له بعد تصریح الحسین بانه علی الحق فی کلتا الحالتین
ان یشعره بتلک الاقاویل التی لا تخلو عن اساءة الظن فیه پس فرزدق کو نہین مناسب تھا
بعد ازان کہ حضرت نے بتصریح فرما دیا تھا کہ مین غالب ہون یا مغلوب ہو جاؤن دونون حالتون
مین حق پر ہون اور پھر فرزدق ایسی باتین کہین جو بدگمانی سے بہ نسبت حضرت کے خالی نہون

بل کانہ قیاس فاسد بمقابلۃ النص وھو کما تری غیر سدید بلکہ اب ایسا خیال
کرنا فرزدق کا محض عقل آرائی بمقابلہ حدیث کے ہے اور یہ بات بخوبی ظاہر تھی کہ بہت بڑی
بعید مبعد عن الحق اعاذنا اللہ والمسلمین منہ ویداری سے یہ بات بہت دور
اور راہ حق سے دور کرنے والی ہے کہ فعل امام پر پیدا ہوتا ہے خدا اپنی پناہ مین ہمکو اور تمام
مسلمانون کو رکھے ولولا ان ارباب السیر قد حکوا قصائد الفرزدق واشعاره
فی ولاء اھل البیت وافحام المعاندین کما روی فی قضیۃ سیدنا السجاد ع لقلت
فی حقہ ما قلت اور اگر ایسا نہوتا کہ تاریخی حالات مین فرزدق کے قصیدہ اور اشعار بمضمون
دوستی اہل بیت اور ابطال کلام دشمنان اہل بیت کے منقول ہین چنانچہ جناب
سید الساجدین ع کے حالات مین بھی فرزدق کا کلام مروی ہے پس مین فرزدق کی شان مین
کچھ اور کہتا وتلک القضیۃ ما جری بینہ وبین عبد الملک فی بعض سنین الحج
من انشاد ھذہ القصیدۃ یہ قصہ وہی ہے جو فرزدق نے عبد الملک کے سامنے
ایک قصیدہ شان مین جناب سید الساجدین کی پڑھا تھا جبکہ اوس شقی نے
دیدہ و دانستہ حضرت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی تھی اوسمین کا ایک شعر یہ بھی ہے
ھذا الذی یعرف البطحاء وطأتہ + والبیت یعرفہ والحل والحرم
یہ وہ عالی مقام ہین کہ تمام باشندے مکہ معظمہ کے انکی جائے قدم کو پہچانتے ہین مطلب
یہ ہے کہ جس جگہہ انکا قدم زمین پر پڑتا ہے یا جس جگہہ اور جس زمین پر بروقت ولادت انکا
پڑا ہے اوسکو پہچانتے ہین اور خانہ کعبہ خود انکو پہچانتا ہے اور جس مقام پر احرام حج کا
جاتا ہے اور تمام زمین حرم بیت اللہ بھی انکی شناسا ہے فھو من الشعراء المادحین لا ینبغی
بنا ان نقول فی حقہ الا ان نستغفر لہ فیما قالہ واذی فرخ الرسول
مداح اہل بیت مین سے ہین مناسب نہین ہے کہ ہم اونکے حق مین کچھ کہین سواے
کہ اونکے بارہ مین استغفار کرین اس بے ادبی سے جس سے اونہون نے فرزند رسول
ایذا دی ولینظر اھل الاحلام الی حلم الحسین ع وفرط رأفتہ علی امۃ جدہ
اب صاحبان عقل جناب امام حسین ع کے حلم کی طرف دیکھین اور خیال کرین کہ آپ

از رحمت اور مہربانی اپنے نانا کی امت پر کسقدر رکھی اِنَّہٗ اِستَعبَرَ وَبَکیٰ ثُمَّ تَرَحَّمَ
عَلیٰ اَخِیہِ المُستَشہَدِ مُسلِمِ بنِ عَقِیلٍ کہ فرزدق کے اس کلام کو سننے کے بعد آپ کا
دل بھر آیا اور حضرت نے رو دیا اوسکے بعد رحمت دلی کا اظہار کیا اپنے شہید بھائی مسلم
ابن عقیل پر وَبَیَّنَ مَا لَہٗ عِندَ اللّٰہِ مِنَ الاَجرِ وَھُوَ فَوزُہٗ بِرَوحِ اللّٰہِ وَرَیحَانِہٖ
وَجَنَّتِہٖ وَرِضوَانِہٖ اور بیان کیا آپ نے جو اجر و ثواب حضرت مسلم کو قرب الٰہی میں ملا تھا
یُرِیدُ بِذٰلِکَ رَدَّ الفَرَزدَقِ کِنَایَۃً وَھِیَ اَبلَغُ مِنَ الصَّرَاحَۃِ اس کلام سے بکنایہ حضرت
نے قول فرزدق کو رد کردیا کہ تصریح سے رد کرنا ایسا شامل بلاغت پر نہیں ہوتا جسقدر
رمز و کنایہ سے ہوتا ہے لَاسِیَّمَا بِالنَّظَرِ اِلَی المُخَاطَبِ البَلِیغِ لَا رَیبَ الشَّاعِرِ خُصُوصًا نسبت
ایسے مخاطب کے جو بلاغت سے بھرا ہوا اور خردمند اور شاعر تھا کہ اوسکو کنایہ و اشارہ ہی
کافی ہے ثُمَّ اَنشَاَ الحُسَینُ ؑ یَقُولُ وَھِیَ اَربَعَۃُ اَبیَاتٍ تَدُلُّ عَلیٰ اَربَعَۃِ اُمُورٍ
پھر حضرت نے چار شعر پڑھے جو چار ہی باتوں پر دلالت کرتے ہیں فَقَالَ اَوَّلًا

وَاِن تَکُنِ الدُّنیَا تُعَدُّ نَفِیسَۃً ؎ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعلیٰ وَاَنبَلُ

اگر دنیا کی چیزیں مال و دولت کی نفیس شمار کی جاتی ہیں پس ثواب الٰہی کا گھر آخرت
میں بہت بڑا اور بلند مرتبہ ہے اور ایک معنی مصرعہ اولیٰ کے یہ بھی ہو سکتی ہیں اگر نفائس
دنیوی کو لے فرزدق تو نفیس شمار کرتا ہے فَاعلَم اَنَّہٗ لَا یَبلُغُ نَفَائِسُھَا العَارِیَۃُ
اِلیٰ حَدِّ النَّفَائِسِ الاُخرَوِیَّۃِ البَاقِیَۃِ پس جان تو کہ نفائس دنیاوی کہ فانی ہونے میں
نفائس دوامی آخرت کو نہیں پہونچ سکتے وَھِیَ رَوحٌ وَرَیحَانٌ الخ اور یہ نفائس اخروی
وہی ہیں جنکو حضرت مسلم رح پہونچے لَا یَصِلُ اِلیٰ تِلکَ النَّفَائِسِ الیَومَ اَحَدٌ اِلَّا مَن
یَنصُرُنَا اَھلَ البَیتِ اور ان نفائس کو آج کے دن کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے سوائے اسکے
کہ ہم اہل بیت کی نصرت کرے وَاَنتَ یَا فَرَزدَقُ عَلیٰ غَفلَۃٍ مِن ھٰذَا اَنتَ تَذکُرُھَا مِرَارًا
وَتُذَکِّرُنِی اور تو بار بار نفائس دنیاوی کو یاد کرتا ہے اور مجھے یاد دلاتا ہے اور نفائس
اخروی سے غافل ہوگیا ہے ثُمَّ صَرَّحَ الحُسَینُ ؑ بِاَنَّھَا تَحصُلُ مِنَ الشَّھَادَۃِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ
وَبَیَّنَ فَضلَھَا بعد اوسکے آپ نے تصریح کی اس بات کی کہ وہ نفائس اخروی شہادت پانے سے

حاصل ہوتے ہین اور شہادت کی فضیلت آپ نے بیان فرمائی اور کہا ع
وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِأَتْ ٭ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ
اور اگر بدن آدمیون کے موت سے مرجانے کے واسطے پیدا کیے گئے ہین پس مرد کا تلوار سے
مارا جانا راہ خدا مین بہی افضل ہی وَھٰذَا مَعَ اَنَّہٗ بَیَانٌ لِفَضْلِ الشَّہَادَۃِ جَوَابٌ بَلْ رَدٌّ
لِقَوْلِ الْفَرَزْدَقِ اور یہ شعر باوجودیکہ بیان فضیلت شہادت مین وارد ہی جواب بلکہ
رد قول فرزدق کا بہی ہی حَیْثُ قَالَ لَہٗ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ تَرْکَنُ اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ
اسلیے کہ فرزدق نے کہا تہا کہ ای فرزند رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کیا سمجہکر آپ کوفیون کی طرف
جاتے ہین جنہون نے حضرت مسلم رض کو شہید کرڈالا وَالْمُرَادُ مِنْہُ اَنَّکَ تَرٰی تَوَجُّہَکَ
اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ اَمْرًا قَبِیْحًا قَبُحْتَ وَقُبْحُہٗ مَا جَہِلْتَ بِہٖ اور مراد حضرت کی یہ ہی کہ تجہے میرا
جانا بطرف اہل کوفہ کے قبیح معلوم ہوتا ہی تو خود قباحت مین گرفتار رہا اور جس امر کا شعور
دینے آیا ہی وہ بہی قبیح ہی وَاَنَا اَرَاہُ اَفْضَلَ مِنْ کُلِّ الْاُمُوْرِ بَلْ اَوْجَبَ عَلَی الْاِنْسَانِ
اور مین اس بات کو سب باتون سے افضل جانتا ہون بلکہ مجہپر واجب ہی کیونکہ
فَاِنَّ الْمَوْتَ لَمَّا کَانَ اَمْرًا لَا بُدَّ مِنْہُ لِلْاِنْسَانِ فَاَفْضَلُہٗ اَنْ یُّقْتَلَ الْاِنْسَانُ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ بِالسَّیْفِ اسلیے کہ موت سے جب آدمی کو چارا نہین ہی تو پس افضل یہی ہی کہ راہ خدا
مین تلوار سے مارا جائے ثُمَّ اَشَارَ بِاَنَّہٗ یُکْثِرُ الْاِیَابَ وَالذَّھَابَ فِیْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَ
یَتَرَدَّدُ وَیَسِیْرُ فِیْ تَحْصِیْلِ رِزْقِہٖ حَتّٰی اَنَّہٗ لَقِیَہٗ فِیْ مُدَّۃِ الْقَلِیْلَۃِ اِیَابًا وَذَھَابًا
اَرْبَعَ مَرَّاتٍ پہر آپ نے اشارہ کیا فرزدق کی طرف کہ وہ تحصیل رزق مین دوڑتا
پہرتا ہی اور زیادہ آمد و رفت دنیا کی طلب مین کر رہا ہی یہانتک کہ اس تہوڑی
مدت مین شاید چار مرتبہ حضرت نے اوسکو آتے جاتے دیکہا فقال ع
وَاِنْ تَکُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا ٭ فَقِلَّۃُ حِرْصِ الْمَرْءِ فِی الرِّزْقِ اَجْمَلُ
اور اگر رزق بانٹے ہوئے ہون کہ مقدر نے قسمت مین ہر شخص کی لکہدیا ہی پس آدمی کو حرص
مین تلاش رزق کی کمی کرنی بہی عمدہ بات ہی یَعْنِیْ بِلَا رَیْبٍ اَنَّہٗ فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ یَنْبَغِیْ
وَلَا یَبْرَحُ سَاعِیًا یَتَرَدَّدُ وَلَا یَتَفَکَّرُ فِیْ مَآلِہٖ وَقَدْ سَلَکَ عَلَیْہِ الْحِرْصُ الْمَذْمُوْمُ

آپ کا مطلب یہ ہی کہ فرزدق طلب رزق مین دوڑ رہا ہی اور ہمیشہ آمد و شد کر رہا ہی
اور اپنے انجام کو کچھ نہین سوچتا ہی اور حرص مذموم نے اوسپر غلبہ کیا ہی ولعل ذلک
قد عرفہ من سیماۂ فلذا قال فیہ ما ترٰی مع عدم التصریح بذمہ ولومہ
وھذا من اعظم الاخلاق اور شاید یہ کیفیت فرزدق کی صورت ظاہری سے آپنے
پہچانی ہو اسی واسطے بکنایہ ایسا کچھ فرمایا باوجودیکہ تصریح مذمت اور ملامت کی اسمین
نہین ہی اسواسطے کہ اوروں پر ڈھال کے ایک عام بات ارشاد فرمائی ہی اور یہ آپ
کی بزرگی اخلاق کی بات ہی ثم انہ لما علم من عزمہ وشغفہ فی تحصیل المال وحرصہ
بما ترٰی تیقن انہ لیس من الذین یلیق منہم الاستنصار فی بذل
النفوس پھر جب آپ نے جانا کہ اسکو تحصیل مال مین بیخودی ہی اور حرص اسکی جیسے کہ ظاہر
ہو ملاحظہ فرمائی پس یقین ہوگیا کہ یہ شخص اون لوگون مین نہین ہی جنسے طلب نصرت
جان دہی مین کیجائے فاشار الیہ بانہ ان لم تکن لنا من الناصرین ببذل النفوس
پس اشارہ کیا اوسکی طرف کہ اگر تو ہماری مدد اپنی جان نثاری سے نہین کر سکتا ہی
فکن من المنصرۃ ببذل المال بل قدم اللہ سبحانہ بذل الاموال علی بذل النفوس
لما فیہ من المصالح والحکم پس کم سے کم نصرت یہ ہی کہ جہاد مین اپنے مال سے امداد کرے
بلکہ خدا تعالی اپنے مال کی نصرت کو جان بازی کی نصرت پر مقدم کیا ہی بسبب اسکے کہ
مال کے دینے مین بہت سی مصلحتین ہین فقال عز من قائل والذین جاھدوا باموالھم
وانفسھم فی سبیل اللہ الایہ پس فرمایا خدائے بزرگ نے اور جو لوگ جہاد کرتے ہین
اپنے مال اور جان سے راہ خدا مین پس مال دینے کو مقدم فرمایا فلذا قال الحسین ؑ شعر

وان تکن الاموال للترک جمعھا   فما بال متروک بہ المرء یبخل

فرمایا حضرت امام حسین ؑ نے کہ اگر مال دنیا کے جمع کرنے کا یہی نتیجہ ہی کہ آدمی چھوڑکر مر جائے
پس کیا فائدہ ایسے مال سے جسکے خرچ کرنے مین آدمی بخل کرتا ہی ھذا ما یستفاد من
ظاہر کلامہ یہی وہ مطلب تھا جو ظاہر کلام امام سے پیدا ہوتا ہی فان انشادہ
الابیات التی تضمنت تلک الامور المذکورۃ لا یکون مجانا لا طائل تحتہ

لِاَنَّہٗ لَاِمَامُ الْحَقِّ وَحُجَّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَۃُ اسلیے کہ آپ کا ان اشعار کا پڑھنا جو ایسی باتون کو شامل ہین بیجا نہین ہی کہ اوس سے کوئی فائدہ نہو اسلیے کہ وہ امام برحق ہین اور پوری حجت خدا کی اونکی ذات ہی فَکَیْفَ یَلْغُوْ فِیْ قَوْلِہٖ وَکَیْفَ یُنْشِدُ الْاَشْعَارَ بِلَا غَرَضٍ صَحِیْحٍ شَرْعِیٍّ پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ آپ اشعار بدون غرض صحیح شرعی کے پڑھتے هٰذَا مَا دَرَیْتُہٗ فِیْ تِلْکَ الْقَضِیَّۃِ اِلٰی غَایَتِیْ هٰذِہٖ وَعَسٰی اَنْ یَّکْشِفَ اللّٰہُ بَصَرِیْ فِیْمَا لَمْ اَتَبَصَّرْہُ فِیْ ذٰلِکَ بَعْدَ حِیْنٍ اور کیا عجب ہی کہ خدا میری بصیرت کو زیادہ کرے تا کہ مجھے معلوم ہو جاین اور فوائد اس کلام کے جو آج تک نہین معلوم ہین

باب شانزدہم عبد اللہ بن یقطر کی خبر شہادت آنے کے بعد رخصت کر دینا امام حسین؏ کا اپنے عام ہمراہیونکو اور جواب اوس اعتراض کا جو اس فعل پر حضرت کے لوگون نے کیا ہی

ثُمَّ لَمَّا اَتَاہُ خَبَرُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَقْطَرَ وَھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ مِنْ بَطْنِ الرَّمْلَۃِ قَالَ السَّیِّدُ رحمہ فَاسْتَعْبَرَ بَاکِیًا وَقَالَ پھر جب عبد اللہ بن یقطر کی خبر شہادت حضرت کو پہونچی اور یہ وہ بزرگ ہین جنکو حضرت نے اپنا خط کوفیون کے نام لکھکر منزل بطن رملہ سے روانہ کیا تھا اور انھون نے وہ جانبازی کی کہ خط پھاڑ ڈالا اور ابن زیاد کو ندیا اور شہید ہو گئے سید ابن طاؤس فرماتے ہین کہ اس خبر کو سنکر بھی حضرت کا دل بھر آیا اور رونے لگے اور یہ فرمایا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلِشِیْعَتِنَا مَنْزِلًا کَرِیْمًا وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خداوندا ہمارے واسطے اور ہمارے دوستون کے واسطے ایک بہت کرامت اور منزلت کی جگہ عطا کردے اور ہمکو اور ہمارے دوستونکو ایسی جگہ یکجا کردے جہان تیری رحمت نے اپنا گھر کیا ہی اسلیے کہ تو ہر چیز پر قادر ہی وَیُسْتَفَادُ مِنْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَنَّ النَّاسَ اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ کَانُوْا مُجْتَمِعِیْنَ مَعَہٗ بعض روایتون سے ایسا معلوم ہوتا

کہ آج کے دن تک انبوہ کثیر آپ کے ہمراہ تھا قَالَ المُفِیدُ رح فَاَخرَجَ لِلنَّاسِ کِتَابًا
فَقَرَءَ عَلَیہِم فَاِذَا فِیہِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ جناب شیخ مفید رح فرماتے ہین کہ اوسوقت
آپ نے ایک لکھا ہوا کاغذ نکالا اور سبکو پڑھکر سنایا جسمین یہ لکھا ہوا تھا بسم اللہ
الرحمن الرحیم اَمَّا بَعدُ فَاِنَّہُ قَد اَتَانَا خَبَرٌ فَظِیعٌ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقِیلٍ وَہَانِی بنِ عُروَۃَ
وَعَبدِ اللّٰہِ بنِ یَقطُر بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہو کہ ہمکو ایک خبر سخت اور خراب پہونچی ہے کہ
مسلم رح اور ہانی اور عبد اللہ بن یقطر شہید کیے گئے وَقَد خَذَلَنَا شِیعَتُنَا فَمَن اَحَبَّ
الاِنصِرَافَ فَلیَنصَرِف فِی غَیرِ حَرَجٍ لَیسَ عَلَیہِ ذِمَامٌ ہمارے شیعون نے جو بظاہر
مدعی ہماری دوستی کے تھے ہمکو چھوڑ دیا اب جس شخص کا ارادہ پھر جانے کا ہو اسی جگہ سے
پلٹ جائے اوسپر کسی قسم کا الزام نہین ہے اور نہ ہم اپنی بیعت سے اوسکو پابند کرتے ہین
کہ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِکَ لِاَنَّہُ عَلَیہِ السَّلَامُ عَلِمَ اَنَّ الاَعرَابَ الَّذِینَ اتَّبَعُوہُ اِنَّمَا اتَّبَعُوہُ
وَہُم یَظُنُّونَ اَنَّہُ یَاتِی بَلَدًا قَد اِستَقَامَت لَہُ طَاعَۃُ اَہلِہَا یہ فعل حضرت نے اِس
نظر سے کیا آپ کو معلوم تھا کہ یہ صحرائی لوگ جو آپ کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین انھون نے
آپ کی ہمراہی اسیواسطے اختیار کی ہے اور انکا گمان یہ ہے کہ حضرت اسواسطے شہر کوفہ مین
تشریف لیے جاتے ہین جہان کے باشندون نے آپکی اطاعت پوری پوری قبول کر لی ہے
فَکَرِہَ اَن یَسِیرُوا مَعَہُ اِلَّا وَہُم یَعلَمُونَ عَلٰی مَا یَقدِمُونَ پس آپ کو یہ بات ناپسند
ہوئی کہ اونکو دھوکا رہے بلکہ اگر ہمراہ چلین تو اصلی حالت کو جان بوجھکر چلین ہٰذَا
مَا قَالَہُ المُفِیدُ رح یہ وہ بات تھی جسکو جناب مفید رہ نے لکھا ہے اَقُولُ مَا قَالَہُ رح ظَاہِرٌ
لَاسُترَۃَ فِیہِ مین کہتا ہون جو کچھ شیخ مفید نے فرمایا کھلی ہوئی بات ہے کچھ اسمین پردہ نہین ہے
فَاِنَّ اَہلَ الکُوفَۃِ قَد کَانُوا بَایَعُوا مُسلِمًا وَہُم اُلُوفٌ وَاشتَہَرَ ذٰلِکَ فِی البِلَادِ
اسلیے کہ اہل کوفہ نے حضرت مسلم سے بیعت کی تھی اور وہ ہزارون آدمی تھے اور یہ خبر دور
دور تک مشہور ہو چکی تھی فَلِذَا اجتَمَعَ مَعَ الحُسَینِ اَہلُ الاَطمَاعِ اسی سبب سے جن
لوگون کو طمع دنیاوی تھی وہ حضرت امام حسین ع کے ہمراہ جمع ہو گئے تھے ثُمَّ لَمَّا نَکَسَ
اَہلُ الکُوفَۃِ عَلٰی رُءُوسِہِم وَخَانُوا وَغَادَرُوا حَتّٰی کَانَ مِن اَمرِ مُسلِمٍ مَا کَانَ

پھر جب اہالیان کوفہ دین سے پھر گئے اور خیانت اور غدر اختیار کیا اور جناب مسلم
بیکس پر گذرا جو کچھ کہ گذرا تو کان یجب علی الحسین ع اجبار غدرھم ورفع الالتباس
عن الذین کانوا معہ اذ لا غدر فی الاسلام پس جناب امام حسین ع پر واجب تھا کہ اہل
کوفہ کے غدر اور خیانت کو سب پر ظاہر کردین اور شبہہ اپنے ہمراہیون کے دل سے نکال دین
اسلیے کہ دین اسلام مین فریب دہی جائز نہین ہے اما ما یظن من انہ ع کان مجاہدا
فی اللہ ولا بد للمجاہد ان یجمع الانصار والغزاۃ ویکثر سواد عسکرہ ما یقولہ
جو ناصبی اور دشمنان اہلبیت وغیرہ کہتے ہین کہ امام حسین ع راہ خدا مین جہاد کرنے
چلے تھے اور اکثر مجاہدین کو واجب ہے کہ اپنے انصار اور غازی مسلمانون کو جمع کرے
اور اپنے لشکر کی جماعت کو بڑھاوے والحسین ع قد فرق شمل المجتمعین لدیہ
وقلل جمعھم ولم یزد عددھم فکیف یکون مجاہدا حضرت امام حسین ع نے
الٹی بات کی کہ جو لوگ آپ کے ہمراہ بغرض جہاد مجتمع ہوئے تھے اونکی جماعت کو توڑ
اور اپنے لشکر کی تعداد گھٹا دی اور اون لوگون کو ترغیب نکلنے کی دی اور اون سے بحسن سلوک
پیش آئے یہ کیسا جہاد تھا اور کیونکر آپ مجاہد ہو سکتے ہین فان جدہ رسول اللہ و
اباہ علیا قد کانا یعملان علی خلاف ما فعلہ اس لیے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
اپنے جہاد مین اور جناب امیر علیہ السلام بھی اپنے جہاد مین اسکے خلاف عمل کرتے تھے و
فی مجاہدات الرسول م وعلی کان المنافقون واھل الاطماع اکثر من المخلصین
اسلیے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مجاہدات مین اور جناب امیر علیہ السلام
اپنی مجاہدات مین منافقین اور ارباب طمع دنیاوی زیادہ ہمراہ رکھتے تھے لیکن
یحفظھم رسول اللہ م وعلی ع ویحثھم ویمنیھم ولا یدرھم ان یتخلفوا
پس جناب رسول خدا م اپنے عہد مین اور جناب امیر ع اپنے زمانہ جہاد مین اون لوگون کو
پند و نصیحت کرتے تھے اور ترک جہاد کے عذاب سے ڈراتے تھے اور ثواب جہاد بیان کر کے
اونکو امیدوار درجات آخرت کا کرتے تھے اور کسی طرح اونکو اپنی ہمراہی سے جدا
ہونے دیتے تھے وان کان یخش اکثرھم من الزحف او تخبر الکفار من اخبار المسلمین

فرق جماعت امام حسین و جماعت مجاہدین

فہٰذا اما کان سنتہ جدہ وابوہ اگرچہ ایسے لوگ اکثر تو یہی ہی کہ عین معرکۂ جہاد سے
بھاگ جاتے تھے یا مسلمانون کی خبر کفار کو پہونچاتے تھے یہ تو وہ طریقہ ہی جسکو جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی نے جاری فرمایا تھا وہی من اقوی الشبہات التی
ترتسخ فی اذہان عوام المؤمنین اور یہ ایک بڑا قوی شبہہ ہی منجملہ اون شبہات کے
جو عام شیعون کے دل مین جم جاتا ہی وقد یذکرہا مخالفونا ببیان آخر اسد
وامتن مما ذکرت اور ہمارے مخالفین و دشمنان اہل بیت عم اس شبہہ کو ایسی آب و تاب سے
بیان کرتے ہین جو بیان نہایت استوار اور مضبوط ہوتا ہی کہ بظاہر لاجواب معلوم ہوتا ہی
فلا بد لنا من استیصال تلک الشبہۃ بحیث لا یبقی لہا اثر فی اذہان العوام
پس ہمکو ضرور ہی بیخ کنی اس شبہہ کی اسطرح پر کہ کچھ بھی اثر اذہان عوام مین اسکا باقی نرہے
فنقول اما اولا فقد سمعت انہم کانوا اعرابا واہل الاطماع ولم یکونوا
مجتمعین للجہاد پہلے تو ہم یہ کہتے ہین کہ اوپر بیان ہو چکا ہی یہ وحشی صحرائی لوگ تھے اور بطمع
مال و دنیاوی جمع ہوئے تھے جہاد کرنے کا غرض انکی نتھی بل لانہم کانوا قد اخبروا
بان امر الحسین قد صلح وخلی من الحرب والضرب اذ قد بایعہ الناس علی ید
مسلم بن عقیل بلکہ یہ لوگ ایسا خیال کرکے جمع ہوئے تھے کہ امر خلافت امام حسین ع کا
درست ہو گیا ہی اب لڑائی بھڑائی کا کچھ کام نہین ہی کہ لوگون نے حضرت سے بتوسط
جناب مسلم رح کی بیعت کر لی فالخلافۃ متمہدۃ وابواب العطا مفتوحۃ فندخل
الکوفۃ ونأکل الاموال ونأخذ السہام من الصدقات پس خلافت درست ہو چکی ہی
آمدنی مال و زر کے دروازہ کھل گئے ہین اب کوفہ مین پہونچکر مال حاصل کرینگے اور سہام
اور حصہ جو صدقات کی تقسیم مین لگائے جاتے ہین اونکو حاصل کرینگے والدلیل علی ذلک
ان الحسین ع لما سار من المدینۃ وہو فی خوف وروع من اعدائہ فلم یجتمع
معہ احد من الذین اجتمعوا الیوم معہ ومن امثالہم بل ولم یحضروا عندہ
حتی شاع خبر مسلم رح باخذ البیعۃ اور دلیل اسپر یہ ہی کہ جب حضرت مدینہ سے چلے تھے
اور خوف دشمنون کا آپ پر تھا اوسوقت کوئی اونمین سے یا مثل انکے اور لوگ پاس نہ پہنچے تھے

سامنے حضرت کے نہ آتے تھے جب تک کہ بیعت لینے کی خبر حضرت مسلم کی کوفہ سے شائع
نہین ہوئی تھی فَمَن کَانَ عَلٰی مَا وَصَفتُ مِن نِیَّاتِهِم کَیفَ یَطمَئِنُّ اَحَدٌ مِنَ العُقَلَاءِ
پس جن لوگون کی نیتونکی یہ کیفیت ہو کوئی عاقل ایسے لوگون پر اطمینان کر سکتا ہی
وَکَیفَ لَا یَظُنُّ بَل یَتَیَقَّنُ اَنَّهُم اِذَا سَمِعُوا خِلَافَ مَا سَمِعُوهُ اَوَّلًا یَکُونُوا مِن
اَشَدِّ الاَعدَآءِ اور کیونکر عاقل کو انکی نسبت بدگمانی نہوگی بلکہ یقین ہو جائیگا کہ جبوقت
یہ لوگ برخلاف خبر اول کے اب یہ خبر سنین گے سب سے زیادہ یہی دشمن ہو جائینگے فَکَونُهُم
مَعَ الحُسَینِ وَهُوَ فِی قِلَّةٍ مِنَ الاَنصَارِ المَوثُوقِ بِهِم یُدخِلُهُ لَا مَحَالَةَ فِی خَطَرٍ عَظِیمٍ
پس ان لوگون کی ہمراہی ایسے وقت مین کہ ابھی پورے انصار آپ کے جمع نہین ہو چکے تھے
ضرور حضرت کو محل خوف مین ڈالتی تھی وَهُم مَعَهُ فِی اللَّیلِ وَالنَّهَارِ وَالقِیَامِ وَالمَسِیرِ
وَلَا یُمکِنُ اِخفَاءُ الاُمُورِ الَّتِی یَجِبُ اِخفَاؤُهَا مِن تِلکَ الاَحزَابِ دن رات اور کوچ
اور مقام مین اونکا ساتھ تھا اور جن باتون کا مخفی کرنا ایسے نااہل آدمیون سے ضروری
اوسکا موقع نہین ملتا تھا فَکَانَ بَقَاؤُهُم مَعَهُ یُوجِبُ المَضَارَّ العَظِیمَةَ وَالمَفَاسِدَ
الفَخِیمَةَ لہذا اونکا حضرت کے ساتھ رہنا بڑے بڑے ضرر اور بہت سے مفاسد کا سبب تھا
فَلِذَا یَجِبُ عَلَی العَاقِلِ اَن یَتَنَحّٰی عَنهُم وَیُخرِجَهُم عَن مُعَسکَرِهٖ لہذا واجب ہی کہ عاقل
ایسے لوگون سے دور رہے اور اونکو اپنے پڑاو اور لشکر گاہ سے نکالدے وَاَیضًا فَاِنَّ
تَکَفُّلَهُم مِنَ الاِطعَامِ وَاِرزَاقِهِم وَکِسوَتِهِم لَا بُدَّ وَاَن یُبذَلَ فِیهِ مِنَ الاَموَالِ
اور دوسری یہ بات ہی کہ اون کے کھانے پینے کی کفالت اور دیگر امور کی خبر گیری مین مال
کثیر کا خرچ درکار تھا وَالاَموَالُ کَمَا تَعلَمُ اَنَّهَا کَیفَ کَانَت مُجتَمِعَةً عِندَ الحُسَینِ
اور مال کی آمدنی تو معلوم ہی کہ جناب امام حسین؈ کو اوس زمانہ مین کیسی تھی فَاِن لَّم یَعلَم
فَیَکُونُ ذٰلِکَ اَشَقَّ عَلَیهِم مِنَ المَوتِ پھر اگر حضرت اونکی خبر گیری ضروری نہ کرتے
یہ بات تو موت سے زیادہ اونپر ناگوار تھی وَاَیضًا فَاِنَّ یَزِیدَ وَاَتبَاعَهُ کَمَا تَعلَمُ اَنَّهُم
کَانُوا تَوَسَّعُوا فِی بَذلِ الاَموَالِ وَتَجهِیزِ العَسکَرِ وَفَتَحُوا اَبوَابَ البَذلِ وَالعَطَاءِ اور یزید
اور پیروان یزید کا یہ حال تھا کہ مال لٹانے پر پورے آمادہ ہو گئے تھے اور لشکر کی درستی

مصارف کثیر سے کر رہے تھے داد و دہش کے دروازے کھول دیے تھے حَتّٰی اَنَّہٗ
مَنْ لَمْ یَکُنْ اَھْلًا لِاَنْ یُعْطٰی مِاَئَۃً فَقَدْ اَعْطَوْہُ اُلُوْفًا مِنَ الدَّرَاھِمِ وَالدَّنَانِیْر
یہان تک کہ جو شخص قابل سکے نتھا کہ اوسکو سو درہم یا دینار دیے جائین اوسکو ہزارون
روپیہ دیتے تھے وَاَعَدُّوْا لَھُمْ اٰلَاتِ الْحَرْبِ وَالضَّرْبِ وَاَعْطَوْھُمُ الْمَرَاکِبَ مِنَ
الْخُیُوْلِ وَالْبِغَالِ وَغَیْرِھَا اور تمام سامان اور آلات حرب اور ضرب کے اپنے لشکریون
کے واسطے فراہم کرتے تھے اور سواری کے واسطے اون لوگون کی گھوڑے اور خچر اور اونٹ
وغیرہ تقسیم کرتے تھے وَلَمْ یَکْتَفُوْا عَلٰی اِجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَطْ بَلْ کَثَّرُوْا سَوَادَ الْعَسَاکِرِ
مِنْ اِجْتِمَاعِ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَعَبَدَۃِ الْاَصْنَامِ الَّذِیْنَ قُتِلَ اٰبَاءُھُمْ وَاَقَارِبُھُمْ
فِیْ مُجَاھَدَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص وَعَلِیٍّ ع اور فقط مسلمانون کے جمع کرنے پر یزید نے اکتفا نہین
کی تھی بلکہ یہود اور نصارا اور اون بت پرست کافرون کو بھی جمع کیا تھا جنکے باپ دادا
اور رشتہ دار جہادون مین جناب رسالت مآب ص اور جناب امیر ع کے مارے گئے تھے
وَاَظْھَرُوْا لَھُمْ اَنَّھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ الْاِنْتِقَامَ عَنْ قَتْلَاھُمْ اور ان کافرون سے اس
بات کا اظہار کرتے تھے کہ ہم اس لڑائی مین تمھارے مقتولین کا انتقام اور بدلا لیتے ہین
تم بھی ہمارا ساتھ دو حَتّٰی قَالَ یَزِیْدُ ؎ لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَھِدُوْا
چنانچہ بالاتفاق یہ روایت ہی کہ جب سر حضرت کا مع اہل بیت یزید کے سامنے گیا تو
اوس نے دربار عام مین یہہ چند اشعار پڑھے کاش آج کے روز میرے وہ بزرگ جو بدر مین
مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ مین نے کیسا بدلا لیا وَقَالَ
الَّذِیْنَ شَھِدُوْا الطَّفَّ مِنْ اَعْوَانِ یَزِیْدَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ لَمَّا سَاَلَھُمُ الْحُسَیْنُ ع
یَوْمَ عَاشُوْرَا اَنَّکُمْ بِمَاذَا تَقْتُلُوْنَنِیْ اور اکثر پیروان یزید سے جو کربلا مین حضرت سے
لڑنے آئے تھے اور جب حضرت امام حسین ع نے بروز عاشورا پوچھا کہ تم مجکو کس سبب سے
قتل کرتے ہو اَلِسُنَّۃٍ غَیَّرْتُھَا اَمْ لِبِدْعَۃٍ اَحْدَثْتُھَا اَمْ لِحَقٍّ وَاجِبٍ تَرَکْتُہٗ
کیا مین نے کوئی سنت رسول اللہ ص کو بدل دیا ہی یا کوئی بدعت دین اسلام مین نئی حادث
کی ہی یا کوئی حق واجب کسی کا مین نے چھوڑ دیا ہی فَقَالُوْا اِنَّمَا نُقَاتِلُکَ بُغْضًا مِنَّا

لِاَبِيْكَ عَلِيٍّ فَاِنَّهٗ قَتَلَ شُيُوْخَنَا وَاَسْلَافَنَا اون لعینون نے یہی جواب دیا کہ ہم آپ کو
محض آپ کے باپ سے چونکہ ہمکو بغض ہی قتل کرتے ہین کہ اونھون نے ہمارے بڑون کو
مارا ہی اور قتل کیا ہی فَمَتٰى كَانَ اِهْتِمَامُ يَزِيْدَ وَاَتْبَاعِهٖ هٰكَذَا وَكَانَتْ لَهُمُ
الْخَزَائِنُ وَالدَّفَائِنُ وَاَمْوَالُ الْمُسْلِمِيْنَ مُعَدَّةً وَكَفُّ الْحُسَيْنِ؏ وَاَعْوَانِهٖ صِفْرٌ
پھر جب اہتمام یزید اور پیروان یزید کا اسقدر تھا اور خزینہ اور دفینہ اموال مسلمین
لوٹ کر خوب اونکے پاس فراہم تھے اور ادہر جناب امام حسین؏ اور آپ کے معین اور مددگارونکا
ہاتھ تنگ اور خالی تھا فَكَيْفَ كَانَ يَسْتَقِيْمُ لَهٗ تَجْهِيْزُ الْجُيُوْشِ وَالْعَسَاكِرِ وَبَذْلُ الْاَمْوَالِ
پھر کسطرح درستی لشکر اور سامان حرب و ضرب کا مال کا تقسیم کرنا آپ سے ہوسکتا میرے
مان باپ فدا ہون آپ کی غریبی اور عسرت اور تنگدستی اور بیچارگی پر وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْتَهٗ
لَيْسَ احْتِمَالًا عَقْلِيًّا فَقَطْ اور یہ باتین جو مین نے لکھی ہین محض احتمال عقلی نہین ہی بَلْ لَهٗ مِنَ
الشَّوَاهِدِ مَا رَوَاهُ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ مِنْ اَرْبَابِ السِّيَرِ بلکہ میرے اس کلام پر بہت سے
شاہد اور نظیر ہین فریقین کی سیر اور تاریخ سے موجود ہین اَنَسِيْتَ قَوْلَ شِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ
وَغَيْرِهٖ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ؏ لَمَّا سَاَلَهُمْ يَزِيْدُ وَكَانَ يُرِيْدُ اَنْ يُنْكِرَ وَيَتَحَاشٰى مِنَ الْاَمْرِ
بِقَتْلِهٖ وَالرِّضَاءِ بِهٖ کیا کسی کو بھول گیا ہی قول شمر وغیرہ قاتلان حسین کا جسوقت یزید نے
اون سے پوچھا اور ارادہ یزید کا یہ تھا کہ انکار کرے اور دست بردار ہوجائے اِس بات سے
کہ اوسنے حضرت کے شہید کرنیکا حکم دیا تھا اور اس بات سے یزید راضی تھا لِمَا عَلِمَ يَقِيْنًا
مِنْ وُقُوْعِ الْغَدْرِ وَالْفِتْنَةِ وَشَقِّ الْعَصَا فِيْ دِمَشْقَ وَزَوَالِ اِمْرَتِهٖ عَاجِلًا اس سبب سے
کہ یزید پر یقینا ثابت ہوگیا تھا کہ اب غدر ہوا چاہتا ہی اور فتنہ اوٹھیگا اور دمشق کے لوگونمین
جوش پیدا ہوجائیگا اور اوسکی سلطنت کا زوال بہت جلد ہوجائیگا فَقَالَ مُمْتَحِنًا لِطَبَائِعِ
كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ؏ وَكَانَ الْاَشْقِيَاءُ يُنْكِرُوْنَهٗ وَيَنْسِبُ ذٰلِكَ اَحَدُهُمْ اِلَى الْاٰخَرِ
اوسوقت یزید نے ایک ایک کی طرف خطاب کرکے کہا کہ سچ بتلاؤ کسنے حضرت امام حسین؏ کو قتل
کیا ہی اور وہ اشقیا انکار کرتے جاتے تھے۔ اور ایک دوسرے پر اس فعل کی نسبت کرتا تھا
حَتّٰى اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اِنْ لَمْ تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا اَقُوْلُ فَقُلْتُ لَكَ مَا هُوَ الْحَقُّ

فِی ذٰلِکَ یہان تک کہ اخیر مین ایک کہنے والے نے کہی دیا کہ اے یزید اگر صاف گوئی پر مجہسے
ناراض نہو تو مین سچی سچی جو بات ہے اوسکو بیان کردون فَقَالَ لَہٗ یَزِیْدُ قُلْ مَا بَدَا لَکَ یزید نے
اوس سے کہا کہ اچہا جو تجہکو منظور ہے اوسکو بیان کر دے قَالَ اِنَّمَا قَتَلَ الْحُسَیْنَ ؑ مَنْ
جَہَّزَ الْجُیُوْشَ وَقَسَّمَ الْاَمْوَالَ وَبَذَلَ الْعَطَایَا وَتَغَلَّبَ فِی الْبِلَادِ وَکَتَبَ
الْمَکَاتِیْبَ وَاَرْسَلَہَا اِلَی النَّوَاحِیْ وَالْاَطْرَافِ کہا اوس شخص نے کہ قاتل جناب امام حسین کا وہی
شخص ہے جس نے لشکر کشی کا سامان درست کیا اور مال سے لوگون کو بہت کچہہ دیا انعام
اور جایزہ تقسیم کیے ملکون پر جبراً متصرف ہوا خطوط لکہکر دور دور بہیجے فَاِنْ کُنْتُ اَنَا
فَعَلْتُ ذٰلِکَ فَقَدْ تَمَّلْتُہٗ وَاِلَّا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ فِیَّ اب اگر یہ سب کام مین نے کیے
ہین تو مین ہی اس جرم کا مرتکب ہوا ہون ورنہ میری نسبت جو تجہکو حکم کرنا ہو کر دے
فَسَکَتَ اللَّعِیْنُ کَاَنَّہٗ اُلْقِمَ حَجَرًا ھٰذَا ھُوَ مُحَصَّلُ الرِّوَایَاتِ یہ سنکر یزید ایسا چپ ہوا جیسے
کوئی شخص پتہر نگل جائے اور بول نہ سکے یہ خلاصہ ہے روایات فریقین کا اَمَّا مَا یَتَمَسَّلُ
بِہٖ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی الْجِہَادِ وَفِعْلِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فَہُوَ
قِیَاسٌ مَعَ الْفَارِقِ الْبَیِّنِ اور یہہ جو خارجی اور ناصبی نظیر مین فعل جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کو بیان کرتے ہین یہ نظیر غلط ہے اور بہت
ظاہر فرق ہے جہاد مین امام حسین ؑ اور اون دونون بزرگون کے وَشَتَّانَ مَا بَیْنَ
مُجَاھَدَاتِہِمَا وَبَیْنَ جِہَادِ الْحُسَیْنِ ؑ مِنَ التَّفْرِقَۃِ اور بہت بڑا تفرقہ ہے جہاد مین
اون بزرگوارون کے اور جہاد امام حسین ؑ مین وَھٰذَا مِنَ الْاُمُوْرِ الْبَدِیْہِیَّۃِ الَّتِیْ
لَا یُنْکِرُھَا اِلَّا مُکَابِرٌ عَنِیْدٌ اور یہ ایسی کہلی ہوئی بات ہے کہ جسکا انکار سوائے اوس دشمن
کے اور کوئی نہین کرتا جو بدیہی باتون کا انکار کرے وَاِنِّیْ اِلٰی غَایَتِیْ ھٰذِہٖ مَعَ کَثْرَۃِ
شَغَفِیْ وَغَرَامِیْ فِیْ تَصَفُّحِ الْقَضَایَا الَّتِیْ جَرَتْ بَیْنَ الْحُسَیْنِ ؑ وَبَیْنَ اَعْدَائِہٖ وَقَدْ طَالَعْتُ
مِنْ کُتُبِ السِّیَرِ وَالْمَقَاتِلِ مَا لَا اُحْصِیْ اور مین اسوقت تک باوجودیکہ مجہے زیادہ توجہ ہے
اون جہگڑون کی تلاش مین جو درمیان امام حسین ؑ اور اون کے دشمنون کے واقع
ہوئے اور اسی تحقیق مین اتنی کتابین تاریخ اور مصائب کی دیکہہ لین جنکا شمار نہین کر سکتا

جواب دلیل شبہ کا جو مخالف رسول خدا کے افعال جہاد مین نسبت امام حسین علیہ السلام کے کہتے مین

وَلٰكِنْ مَا دَرَيْتُ اَنَّ الْحُسَيْنَ ؑ وَمَنْ مَعَهٗ كَيْفَ كَانُوْا يَعِيْشُوْنَ وَمَاذَا كَانُوْا
يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَقَدْ سُدَّتْ عَلَيْهِمْ اَبْوَابُ الْمَدَاخِلِ لیکن مجھے آج تک
نہین معلوم ہوا کہ اس زمانہ خلفشار مین جناب امام حسین ؑ اور اونکے ہمراہی کیونکر ایام
زندگی بسر کرتے تھے اور آب و خورش کے اسباب کیونکر فراہم ہوتے تھے حالانکہ تمام
ابواب آمدنی کے حضرت پر بند کردیے گئے تھے فَمِنْ اَيْنَ كَانَ يَاْتِيْهِمُ الرِّزْقُ الْمَقْسُوْمُ
اور کہان سے رزق ضروری آپ کو ملجاتا تھا وَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا مِنَ الْمُوَرِّخِيْنَ
تَعَرَّضَ بِذِكْرِهٖ وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ مِنْ اَهَمِّ الْاُمُوْرِ اور کسی مورخ کو مین نے ایسا نہین
پایا جو اس بات سے اپنی کتاب مین تعرض کرتا حالانکہ یہ ایک بڑی مصیبت کی بات تھی
جسکا ذکر کرنا نہایت ضروری تھا وَالسَّبَبُ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ اَكْثَرَ اَرْبَابِ السِّيَرِ وَغَيْرِهِمْ
لَيْسَ لَهُمْ حَظٌّ مِنْ عُلُوْمِ التَّمَدُّنِ وَلَا لَهُمْ غَوْرٌ فِيْ ذٰلِكَ اور سبب اسکا یہی ہے کہ اکثر
مورخین وغیرہ کو علم معاش سے بہرہ نتھا اور نہ ایسی باتین وہ سوچتے تھے اور نہ اوسکی
طرف متوجہ ہوتے تھے وَلِهٰذَا تَرٰهُمْ يَرْوُوْنَ اُمُوْرًا مُتَضَادَّةً وَيَرَوْنَ اٰرَاءً
مُتَنَاقِضَةً اسی واسطے دیکھا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی مخالف باتون کی روایت
کرتے ہین اور تجویزین بھی اونکی باہم مخالف ہوتی ہین اِذَا لَاحَظَ اَقْوَالَهُمْ بَعْضٌ مِنَ
الْفِرَقِ الضَّالَّةِ كَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَغَيْرِهِمْ تَكُوْنُ اٰرَاؤُهُمْ اُضْحُوْكَةً مَحْضَةً
عِنْدَهٗ وَيَرْجِعُ التَّنْقِيْصُ اِلَيْنَا مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اگر کوئی غیر مذہب والا جیسے یہود اور
نصاریٰ وغیرہ ان مورخین کے متناقض اقوال کو دیکھے قابل ہنسی اور ٹھٹھا کرنے کے
انکی باتین اوسکو معلوم ہونگی اور الزام اس خرابی کا ہملوگون کی طرف عائد ہوتا ہے
وَلَوْلَا خَوْفُ الْاِطَالَةِ لَذَكَرْتُ هٰهُنَا مِنْ اَقْوَالِهِمْ مَا يَتَحَيَّرُ مِنِ اسْتِمَاعِهٖ اَرْبَابُ الْاَلْبَابِ
اور اگر خوف طول کلام کا نہوتا تو اس مقام پر بطور نمونہ کے مین اونکے چند اقوال کو لکھتا
جسکے سننے سے عاقلون کو تحیر ہوجاتا وَلٰكِنْ قَدِ الْتَزَمْتُ بِتَزْيِيْفِ اَقْوَالِهِمُ الْمُتَضَادَّةِ
وَتَاْوِيْلِهَا فِيْ كُلِّ بَابٍ عَلٰى مَا اسْتَطَعْتُ لیکن مین نے اس کتاب مین التزام کیا ہے کہ
اون کے مختلف قولون کو جہانتک ممکن ہو درست کرون اور ہر ایک باب مین اس کتاب کے بقدر

اپنی استطاعت سے اون کی تاویل کرون فلنرجع الی ما نحن بصدده ونقول
اب ہم اوسی مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین جسکے اثبات کے درپے ہین اور کہتے ہین
انما فعل الحسین ع ذلک واظهر هذا لان شیعته لیختبر الذین اتبعوه من الاعراب
انهم ماذا یصنعون بعد الاطلاع علی ذلک الخبر لان اسیواسطے حضرت امام حسین ع نے
یہ خبر اون لوگون کو سنائی تھی تاکہ امتحان ہوجائے اون صحرائی لوگون کے ارادہ کا اور
نیت کا حال معلوم ہوجائے کہ بعد سننے اس خبر کے کہ کوفیون نے حضرت کا ساتھ چھوڑدیا
وہ لوگ کیا کرتے ہین اور کسطرح حضرت سے پیش آتے ہین فکان کما ظنه الحسین ع
انهم تفرقوا یمینا وشمالا پس وہی ہوا جو حضرت کو خیال تھا کہ وہ لوگ داہنی بائین
متفرق ہوگئے اور کوئی باقی نرہا ولم یبق معه الاخیار اصحابه واهل بیته الذین هم
دعائم الاسلام وبهم اید الله دینه الذی ارتضی لهم بس وہی چند لوگ رہگئے جو
منتخب اور برگزیدہ اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت مین سے تھے کہ وہ ستون دین اسلام
تھے اور اونہین سے خدا نے اپنے اوس دین کی تائید کی جو اون کے واسطے پسند کیا تھا
وقد بقی ههنا ان السید رح روی فی اللهوف کما مر ان الحسین ع عرف
ذلک الخبر للاعراب فی منزل زبالة بعد مجیء خبر مسلم رح والمفید رح
روی ذلک بعد مجیء خبر عبد الله بن یقطر یہ بات یہان باقی رہی کہ لہوف
مین آپ کے رخصت کرنے کی کیفیت بعد پہونچنے خبر شہادت جناب مسلم رحمہ اللہ کے
روایت کی ہے اور جناب شیخ مفید رحمہ اللہ نے یہ خبر دینی اور اونکا رخصت کرنا بعد پہونچنے
خبر شہادت عبد اللہ بن یقطر کے لکھا ہے ولا تناقض فی القولین اصلا لانه یمکن
ان یکون الحسین ع عرفهم مرتین مرة اجمالا کما فی منزل زبالة ومرة
بالتفصیل فقرأ علیهم الکتاب وهذا بین لا اشکال فیه اور ان دونون
روایتون مین کچھ تناقض نہین ہے ہوسکتا ہے کہ حضرت نے دومرتبہ اونکو رخصت
کرنے کی گفتگو کی ہو ایک مرتبہ بالاجمال منزل زبالہ مین اور ایک مرتبہ بالتفصیل کہ تحریر
اپنی اونکو سنائی اور رخصت کیا اور یہ بات ظاہر ہے اسمین کوئی اشکال نہین ہے

باب ہفدہم ملاقات عمر بن بوذان کی جناب امام حسین علیہ السلام سے اور گفتگو باہمی جو اوسوقت ہوئی

قَالَ فِی الْبِحَارِ ثُمَّ سَارَ الْحُسَیْنُ حَتّٰی مَرَّ بِبَطْنِ الْعَقَبَةِ فَنَزَلَ عَلَیْهَا بحار مین روایت کی ہے کہ
پہر حضرت بعد متفرق کرنے جماعت اعراب کے روانہ ہوکر منزل بطن عقبہ پر پہونچے وہان پر
مقام کیا فَلَقِیَهُ شَیْخٌ مِنْ بَنِیْ عِکْرِمَةَ یُقَالُ لَهُ عُمَرُ بْنُ بُوْذَانَ پس ایک معزز آدمی قبیلہ
بنی عکرمہ کا وہان آپ سے ملا جسکا نام عمر ابن بوذان ہے فَقَالَ لَهُ اَیْنَ تُرِیْدُ فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ
الْکُوْفَةَ شیخ نے عرض کی کہ کہان جانیکا آپ کا قصد ہے آپ نے فرمایا مین کوفہ کو جاتا ہون
قَالَ لَهُ الشَّیْخُ اُنْشِدُكَ اللّٰهَ لَمَّا انْصَرَفْتَ شیخ نے عرض کی کہ مین آپ کو قسم یاد دلاتا ہون خدا
کی کہ آپ اسی جگہہ سے پلٹ جائین فَوَاللّٰهِ مَا تَقْدِمُ اِلَّا عَلَی الْاَسِنَّةِ وَحَدِّ السُّیُوْفِ
بخدا ے لایزال کہ آپ کوفہ کو نہین جاتے ہین بلکہ نیزہ کی نوکونپر اور تلوارونکی باڑہ پر
جانیکا قصد کرتے ہین وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ بَعَثُوْا اِلَیْكَ لَوْ کَانُوْا کَفَوْكَ مَؤُنَةَ الْقِتَالِ
وَوَطَّؤُا لَكَ الْاَشْیَاءَ فَقَدِمْتَ عَلَیْهِمْ کَانَ ذٰلِكَ رَاْیًا اور یہ لوگ کوفہ کے جنہون نے آپ کے
پاس خط خطوط اور زبانی پیام بہیجا ہے اگر سامان ضروری لڑائی کا آپ کے واسطے مہیا
کردیتے اور جن چیزون کی بروقت کارزار کے حاجت ہوتی ہے وہ سب آپ کے واسطے مہیا اور
آمادہ کردیتے اور پہر آپ اونکی طرف جاتے اوسوقت البتہ عقل تجویز کرسکتی تھی کہ جانا آپکا درست
اور بجا ہے فَاَمَّا عَلٰی هٰذِهِ الْحَالِ الَّتِیْ تَذْکُرُهَا لِیْ فَاِنِّیْ لَا اَرٰی لَكَ اَنْ تَفْعَلَ لیکن اس
حالت مین جسکو آپ مجھسے بیان کررہے ہین مین کسی طرح تجویز نہین کرتا ہون کہ آپ کوفہ کو
تشریف لیجائین فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ یَا عَبْدَ اللّٰهِ لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّاْیُ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی
لَا یُغْلَبُ عَلٰی اَمْرِهِ حضرت نے فرمایا اے بندۂ خدا راے اور تجویز کوئی مجھپر مخفی نہین ہے اور
مین ان باتون کو خوب سمجھتا ہون مگر خدا یتعالی کے حکم پر کوئی غالب نہین ہوسکتا ثُمَّ قَالَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاللّٰهِ لَا یَدَعُوْنَنِیْ حَتّٰی یَسْتَخْرِجُوْا هٰذِهِ الْعَلَقَةَ مِنْ جَوْفِیْ پہر حضرت نے بتصریح
اوس سے ارشاد فرمایا کہ قسم بخدا مین کہین کیون نہ چلا جاؤن یہ لوگ میرا پیچھا نچھوڑینگے

جب تک کہ یہ میرا دل جو مصائب اوٹھاتے اوٹھاتے خون ہو گیا ہی میرے جسم سے
باہر نکال کر پھینک ندین یعنی یہ ضرور مجکو شہید کرینگے فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ
مَنْ یُذِلُّهُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا اَذَلَّ فِرَقِ الْاُمَمِ جب مجھے شہید کرینگے خداے عادل انپر ایسے
شخص کو مسلط کریگا جو ان کو ایسا رسوا اور خوار کردیگا کہ ان سے زیادہ تر رسوا اور
ذلیل کسی امت مین کوئی فرقہ پیدا نہین ہوا ہی ترجمہ حدیث تمام ہوا اور اسی حدیث کی
شرح پر اس باب کو مین ختم کردونگا اور اسکے بعد باب ملاقات حر کا حضرت امام حسین سے
اَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الشَّیْخَ ذُوْ رَاْیٍ سَدِیْدٍ وَلَعَلَّهٗ مِنَ الْمُمَارِسِیْنَ فِیْ اُمُوْرِ التَّمَدُّنِ
وَالسِّیَاسَةِ کَابْنِ عَبَّاسٍ رض مین کہتا ہون کہ عبد اللہ بن یوذان نہایت پختہ کار آدمی
تھا اور کیا عجب ہی کہ انتظام امور تمدن اور سیاست اور سلطنت مین اسکو بڑی مشاقی
حاصل ہو جسطرح ابن عباس رض کو بھی ایسی ہی مشاقی تھی اسلیے کہ اونھون نے بھی
حضرت امام حسین ع سے ایسا ہی کچھ کہا تھا فَاِنَّهٗ اَحْسَنَ النُّصْحَ بِقَدَرِ مَا یَجِبُ عَلَیْهِ مِنْ
ظَوَاهِرِ الْاُمُوْرِ اسلیے کہ عبد اللہ بن یوذان نے خیر خواہی اور نصیحت دوستانہ کی
اوسیقدر باتین عرض کین جو بنظر ظاہری امور کے اوسپر واجب تھا وَبَیَّنَ فِیْ لَفْظٍ مُّوْجَزٍ
مَا لَا یَحْوِیْهِ کَلَامٌ مُّطْنَبٌ اور اپنے مختصر کلام مین اتنی باتین بیان کردین جو بڑے
طولانی کلام سے ادا نہین ہو سکتی ہین ذَکَرَ اَنَّ الَّذِیْنَ کَتَبُوْا اِلَیْكَ بِالْخُرُوْجِ لَوْ کَانُوْا
مِنَ الْاَصْدِقَاءِ لَکَفَوْكَ مُؤْنَةَ الْقِتَالِ اس نے کیا اچھی بات کہی کہ یہ لوگ جنہون نے
آپ سے درخواست کوفہ مین آنے کی اور دعوی خلافت کرنے کی کی ہی اگر سچے دوست
آپ کے ہوتے تو جہاد کیواسطے جو جو سامان درکار ہی وہ بھی مہیا کردیتے وَلَهَیَّئُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ
الَّتِیْ یَجِبُ اِعْدَادُهَا لِتَجْهِیْزِ الْجُیُوْشِ وَالْعَسَاکِرِ وَکُلِّ مَا یَجِبُ اِعْدَادُهٗ لِلْجِهَادِ اور درست
کردیتے اون سب چیزون کو جنکی فراہمی درستی لشکر مین بغرض جہاد کرنے کے ضروری ہی
وَاِذْ لَمْ یَفْعَلُوْا ذٰلِكَ فَهُمْ قَدْ غَرُّوْكَ اور جب ایسا نہین کیا ہی اور فقط زبانی باتو نپر ٹالا ہی
تو انھون نے آپ کو فریب دیا ہی فَلَا یَنْبَغِیْ لَكَ اَنْ تَغْتَرَّ بِاَقْوَالِهِمُ الَّتِیْ یُخَالِفُ عَنْهَا فِعْلُهُمْ
پھر آپ کو بھی مناسب نہین ہی کہ آپ اونکی زبانی باتو نپر فریب مین آئین کہ وہ باتین

انکے دلی ارادون کے خلاف ہین وَاَمَّا قَولُ عُمَرَ بنِ بُوذَانَ فَاَمَّا عَلٰی هٰذِهِ الحَالِ الَّتِی
تَذكُرُنِی الخ فَیُشعِرُ بِاَنَّهٗ قَد سَأَلَ الحُسَینَ ؑ عَن كُلِّ مَا یَجِبُ السُّؤَالُ عَنهُ مِن كِفَایَةِ
المُؤْنَةِ وَغَیرِهَا اور یہ جو عمر بن بوذان نے حضرت سے کہا کہ یہ کیفیت جو آپ بیان کر رہے
ہین اس کہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس شیخ نے جملہ حالات اور واقعات کو حضرت سے
پوچھہ لیا تھا اور یہ بھی دریافت کر لیا تھا کہ سوائے نامہ اور پیام کے اور پیش آمد کوفیون کے
آپ کے ساتھ فراہمی ضروریات جہاد مین کیسی ہی وَفَسَّرَ لَهُ الحُسَینُ ؑ كُلَّ ذٰلِكَ وَلٰكِن
تَرَكَهُ الرَّاوِی وَلَم یَذكُرهُ اور جناب امام حسین ؑ نے ان سب باتون کو مفصل اوس سے
بیان کر دیا تھا مگر راوی روایت نے اون کو ترک کر دیا اور ذکر نہین کیا اسی قسم کی خرابی
تاریخی حالات کے بیان کرنے مین ہوتی ہی فَلِذٰلِكَ قَالَ الشَّیخُ فَاِنِّی لَا اَرٰی لَكَ اَن تَفعَلَ
اور اونہین حالات کے سننے کے بعد عمر بن بوذان نے کہا کہ ایسی حالت جب کوفیون کی ہی
تو پھر میری رائے تجویز نہین کرتی کہ آپ کوفہ کو تشریف لیجائین وَاَجَابَ الحُسَینُ ؑ یَا شَیخُ
لَا یَخفٰی عَلَیَّ الرَّأیُ اور حضرت نے یہ جواب دیا کہ مصلحت عقلی مجھپر بھی پوشیدہ نہین ہی
فَاِنَّهٗ مِنَ الاُمُورِ الظَّاهِرَةِ وَنَحنُ بِحَمدِ اللّٰهِ نُدرِكُ دَقَائِقَ الاُمُورِ اسلیے کہ جو کچھہ تیری
تجویز مین آتا ہی یہ تو کھلی ہوئی بات ہی اور ہم تو بعنایت الٰہی باریک باتون کے بھی
دقائق سمجھتے ہین وَلٰكِنَّ المَامُورَ مَعذُورٌ مگر جس بندۂ خدا کو کوئی حکم قطعی خدا کرے
وہی حکم اوسکو ظاہری تجویزون کے خلاف کرنے کے واسطے عذر ہوجاتا ہے
فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَنَا بِاَمرٍ لَا بُدَّ لَنَا مِنَ الاِتیَانِ بِهٖ فَاِنَّهٗ تَعَالٰی لَا یُغلَبُ عَلٰی اَمرِهٖ اسلیے
کہ خدا نے ہمپر ایک حکم جاری فرمایا ہی جسکی بجا آوری مین ہمکو کچھہ چارا نہین ہی اسلیے
کہ خدا تعالی کے حکم پر کوئی شخص غالب نہین ہوسکتا وَاِنِّی كَمَا زَعَمتَ لَستُ بِمَغرُورٍ
بِمَا نَقَلُوهُ مِنَ الكِتَابَةِ اِلَیَّ وَبَیعَةِ مُسلِمٍ ؒ ثُمَّ خَلعِ البَیعَةِ وَقَتلِهِم اِیَّاهُ اور مین
فریب مین نہین آیا ہون کوفیون کی خطوط نویسی اور بیعت کرنے پر مسلم رح کی بھ
بیعت کو توڑ دینا اور اونکو قتل کرنا یہ سب کچھہ مجکو معلوم ہی وَعَسَاهُم اِنَّهُم سَوفَ
یَقتُلُونَنِی اور قریب ہی کہ یہ مجھے بھی قتل کرینگے یہ بھی مجکو خوب معلوم ہی ثُمَّ صَرَّحَ

عَلَیْہِ السَّلَامُ بِعِلَّۃِ الْاَمْرِ الْغَیْرِ الْمَغْلُوْبِ بعد اوسکے اب حضرت نے بتصریح بیان کیا کہ وہ
حکم خدا کا جسکے سبب سے مین دیدہ و دانستہ خلاف عقل ظاہری کے کر رہا ہون اوسکا سبب
کیا ہی وَاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لِمَا اخْتَارَ قَتْلِیْ وَھَتْکِیْ مَعَ کَوْنِیْ اَعَزَّ وَاَشْرَفَ عِنْدَ اللّٰہِ فِیْ
زَمَانِیْ ھٰذَا مِنْ کُلِّ مَخْلُوْقٍ عِنْدَہٗ اور سبب کیا ہی کہ خدا تعالی نے میرا قتل ہوجانا اور
میرے اہل بیت کی اسیری پسند فرمائی حالانکہ مین اپنے زمانے مین تمامی مخلوقات مین
عزت و شرف مین خدا کے نزدیک زیادہ ہون وَھُوَ اِذْلَالُ الْمُتَاَمِّرِیْنَ عَلَیْکُمْ بِالْجَوْرِ
وَاِظْہَارُ کَوْنِہِمْ مِنَ الْکَفَرَۃِ اللِّئَامِ وَاَعْدَاءً لِدِیْنِ نَبِیِّہٖ سَیِّدِ الْاَنَامِ وہ سبب یہ ہی
کہ ذلیل ہوجائین بنی امیہ جنھون نے ظلم اور جور سے مسلمانون پر حکم رانی کی ہی اور ظاہر ہوجائے
یہ بات کہ یہ سب کافر بدکیش ہین اور دین جناب رسالت مآب م کا بلند نامی پائے اِذْ قَدْ اِشْتَبَہَ
الْیَوْمَ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ حَتّٰی ظَنَّ النَّاسُ اَنَّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ ھُمُ الْاَحِقَّاءُ بِالْخِلَافَۃِ وَھُمْ
اُمَرَاءُ الدِّیْنِ وَھٰذَا الْمُؤْمِنِیْنَ یہان تک کہ تمام آدمیون کو ایسا کچھ خیال ہوگیا ہی
کہ بنی امیہ ہی سزاوار خلافت ہین اور امیر المومنین دین اسلام مین یہی لوگ ہین اور
مومنین کی جا سے پناہ انھین کی طرف ہی فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ یَعْنِیْ فَاِذَا قَتَلُوْنِیْ وَفَعَلُوْا
بِاَہْلِ بَیْتِیْ مَا فَعَلُوْہُ مِنَ الْقَتْلِ وَالْہَتْکِ وَالنَّہْبِ وَالْاَسْرِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ پھر جب یہ لوگ وہ
افعال کرینگے جو انکا ارادہ ہی یعنی مجکو شہید کرین گے اور ہتک حرمت اور لوٹنا اور
قید کرنا عورتون کا اور بہت سے افعال سب کرلین گے وَفَعَلُوْا مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ
لَا یَجُوْزُ ارْتِکَابُہَا فِیْ کُلِّ مَشْرَبٍ وَفِیْ کُلِّ شَرِیْعَۃٍ جب انسے ایسی ایسی باتین
سرزد ہونگی جنکا کرنا کسی مشرب اور کسی شریعت مین جائز نہین ہی فَکَیْفَ وَفِی الشَّرِیْعَۃِ
السَّہْلَۃِ السَّمْحَۃِ وَالْمِلَّۃِ الْبَیْضَاءِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ عَلٰی صَاحِبِہَا السَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ
پہ جا کہ شریعت اسلام جسکے مسائل نرمی اور آسانی پر مبنی ہین اور دین روشن جسکو
جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمایا ہی اور پر سلام خدا کا اور تحیات
نازل ہو اوس مین یہ باتین کیونکر جائز ہو سکتی ہین فَیَعْلَمُ کُلُّ جَاھِلٍ غَبِیٍّ وَمُعَانِدٍ
غَوِیٍّ وَمُؤْمِنٍ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ اَنَّھُمْ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ اوسوقت جب یہ سب کچھ

کر چکین گے ہر ایک جاہل بے عقل ور دشمن تیرہ درون اور مومن سب کو معلوم ہو جائیگا
کہ یہ بنی امیہ بدترین مخلوقات الٰہی سے ہین لَيْسَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنَ الدِّينِ وَلَا لَهُمْ
حَمِيَّةٌ وَلَا لَهُمْ وَقَارٌ اور دین اسلام سے اونکو کسیقدر بہرہ نہین ہی اور نہ انکو کچھ
اور شرم اور غیرت ہی فَيُسَلِّطُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَنْ يُذِلُّهُمْ وَهُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبُو عُبَيْدَةَ وَغَيْرُهُ
مِنَ الْقَتَلَةِ وَالسَّفَكَةِ لِدِمَائِهِمْ اب خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کریگا جو انکو
خوب ذلیل کرے جیسے مختار یا اور لوگ جو انکو قتل کرین اور انکی خون ریزی کرین
وَالْمُهْلِكَةِ لِعِرْضِهِمْ يَنْفُوهُ مِنَ الْاَرْضِ وَيَكُونُوا اَذَلَّ فِرَقِ الْاُمَمِ
اور وہ لوگ خدا پیدا کریگا جو انکی آبرو و عزت کو خاک مین ملا دینگے اور روے زمین سے
نام انکا مٹا دینگے اور ذلیل ترین فرقہ بنی آدم مین یہی لوگ ہو جائین گے وَكَانَ
كَمَا اَخْبَرَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اَوْ اَرْبَعِ سِنِيْنَ پس جیسا امام عالی
مقام نے ارشاد فرمایا تھا مین چار برس سے کم کے اندر سب کچھ واقع ہو گیا وَهٰذَا وَاِنْ كَانَ
جَوَابًا لِسُؤَالِ سَائِلٍ وَاحِدٍ وَهُوَ عُمَرُ بْنُ لُوْذَانَ لٰكِنَّهُ جَوَابٌ لِجُمْلَةِ الْمَانِعِيْنَ لَهُ
مِنَ الْمَسِيْرِ اِلَى الْكُوْفَةِ اور یہ ارشاد حضرت کا اگرچہ بظاہر جواب ایک ہی شخص کے قول کا ہی
یعنی عمر بن لوذان کا مگر در اصل جتنے لوگ آپ کو بطرف کوفہ کے جانے کو منع کرتے تھے
سب کا جواب یہی ہو گیا اَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَدَعُوْنِيْ حَتّٰى يَسْتَخْرِجُوا الْعَلَقَةَ عَنْ
جَوْفِيْ یہ جو حضرت نے فرمایا کہ بنی امیہ مجکو نہ چھوڑینگے جب تک کہ میرا دل جو خون ہو گیا ہی
اوسکو میرے جسم سے نکال نہ لین يُرِيْدُ بِالْعَلَقَةِ قَلْبَهُ الَّذِيْ قَدْ ذَابَ فَاسْتَحَالَ
مِنْ شِدَّةِ الْكَاٰبَةِ وَالْحُزْنِ وَتَوَاتُرِ الْهُمُوْمِ وَالْغُمُوْمِ كَاَنَّهُ الدَّمُ الْمُنْجَمِدُ
بِاَدْنَى الْغِلَظِ آپ کا مطلب یہ ہی کہ میرا دل جو گھل کر بسبب زیادتی حرارت رنج اور مصیبت
کے اور پے در پے افکار اور آلام شبانہ روزی کے مثل ایسے خون کے ہو گیا ہی جسمین
تھوڑی سی غلاظت آجائے اسی کو علقہ کہتے ہین وَفِيْهِ اِشَارَةٌ بَلِيْغَةٌ وَهِيَ اَنَّهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مُشْرِفٌ عَلَى الْهَلَاكِ اور اس مین نہایت نازک اشارہ ہی
اس بات کا کہ وہ جناب اب قریب بہلاکت ہو رہے ہین اتنے صدمات آپ کو پہونچ چکے

وَيُنْبِئُنَا دُ اِشْرَافُهٗ عَلَى الْهَلَاكِ مِنْ تَعْبِيْرِهٖ الْقَلْبَ بِالْعَلَقَةِ اور قريب
بہلاکت ہونا آپ کا اِس سبب سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے اپنے دل کو لفظ علقہ سے
تعبیر کیا ہی فَاِنَّ خِلْقَةَ اللَّحْمِ كَمَا بَيَّنَهٗ سُبْحَانَهٗ فِيْ كِتَابِهِ الْمَجِيْدِ اِنَّمَا تَكُوْنُ بَعْدَ
اِسْتِحَالَاتٍ ثَلٰثٍ اسلیے کہ گوشت کی پیدائش جسطرح خدانے قرآن مین بیان فرمائی ہی
بعد تین قسم کے تغیرات کے ہوتی ہی فَاُوْلٰى اِسْتِحَالَاتِ النُّطْفَةِ الْاِسْتِحَالَةُ بِالْعَلَقَةِ
پہلا تغیرِ صورت جو نطفہ مین ہوتا ہی وہ یہی ہی کہ نطفہ نیم بستہ خون ہوجاتا ہی جسکو علقہ
کہتے ہین ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهَا الْمُضْغَةُ دوسرا تغیر یہ ہی کہ علقہ سے مضغہ بنتا ہی جسکو نرم لوتھڑا
گوشت کا کہنا چاہیے ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْهَا اللَّحْمُ پھر مضغہ سے صورت بدلکر گوشت بن جاتا ہی
وَهٰذَا فِيْ اَوَّلِ النَّشْأِ اور یہ بات ابتدائی خلقت کی ہی فَاِذَا ذَابَ اللَّحْمُ وَانْعَكَسَ الْاَمْرُ
پھر جب گوشت پگھل جائے اور خلقت کے برخلاف گوشت کی صورت بدلنے لگی فَاَوَّلُ مَا
يَؤُوْلُ اِلَيْهِ الدَّمُ هِيَ الْمُضْغَةُ وَبَعْدَ مَا يَؤُوْلُ اِلَى الْعَلَقَةِ پس پہلے حرارت غریبہ قلب کی
صورت بگاڑ کر قلب کو مضغہ کی حد تک پہونچاتی ہی اوسکے بعد مضغہ سے علقہ ہوجاتا ہی ثُمَّ
اِذَا اشْتَدَّتِ الْحَرَارَةُ فَتُصَيِّرُهَا دَمًا كَمَا كَانَ پھر جب حرارت اور زیادہ بڑھے مضغہ کا
خون ہوجاتا ہی وَاِذَا اسْتَحَالَ الْقَلْبُ دَمًا فَقَدْ مَاتَ الْاِنْسَانُ اور جب دل آدمی کا خون ہوگیا
اوسی وقت مرجاتا ہی وَثَبَتَ مِنْ هٰذَا اَنَّ الْحُسَيْنَ ؑ قَدِ اسْتَحَالَ قَلْبُهٗ اِسْتِحَالَتَيْنِ وَقَرُبَ
كَوْنُهٗ دَمًا فَهُوَ مُشْرِفٌ عَلَى الْمَوْتِ اس قول سے حضرت کے معلوم ہوا کہ رنج اور صدمات
اوٹھاتے اوٹھاتے دو تغیر تو آپ کے دل مین گویا ہو چکے اور قریب ہی کہ دل آپ کا خون
ہوجائے پس آپ کا زمانہ موت قریب آپہونچا ہی وَلَا يَعِيْشُ اِلَّا اَيَّامًا قَلَائِلَ اور اب
سوائے چند روز کے آپ زندہ نرہینگے وَهٰذِهِ الْكِنَايَةُ وَاِنْ كَانَتْ اَبْلَغَ مِنَ الصَّرَاحَةِ
قَدْ كَنّٰى بِهَا الْحُسَيْنُ مَرَّةً لِاَخِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَمَرَّةً لِابْنِ عَبَّاسٍ وَمَرَّةً لِاَصْحَابِهٖ
مُخَاطِبًا لِابْنِ الزُّبَيْرِ وَمَرَّةً رَابِعَةً لِعُمَرَ بْنِ لُوْذَانَ اور یہ کنایہ اپنے مصائب کا چار مرتبہ
حضرت نے ارشاد فرمایا ایک مرتبہ اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے اور دوسری مرتبہ ابن عباس
سے اور تیسری مرتبہ اپنے اصحاب سے سامنے ابن زبیر کے اور چوتھی مرتبہ عمر بن لوذان سے

فکان یقول ذلک وان القوم لا یکادون یفقھون حدیثا یہ کلمہ اگرچہ بار بار
حضرت نے ارشاد کیا مگر میری سمجھ مین نہین آتا کہ وہ لوگ کیسے تھے کہ بات نہین
سمجھتے تھے وکفی بھم خیبۃ وخسرانا ان الحسین علیہ السلام ینادی جہارا ان
قد آل امرہ من شر الاعداء حتی ذاب قلبہ علقۃ اون لوگون کی زبان کاری اور
خرابی نیت پر یہی بات کافی ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام پکار پکار کر کہتے تھے
کہ میری حالت دشمنون کے ستانے سے یہان تک پہونچی ہو کہ میرا دل گھل گیا اور خون
ہوگیا ثم یرمونہ بانہ مصر علی عزمہ ولا یقبل نصحھم ولا یمضی بما یشیرونہ الیہ
یہ سب سنکر اور پھر جناب امام حسین علیہ السلام پر الزام لگاتے تھے کہ وہ حضرت
اپنے ارادہ پر اصرار کر رہے ہین اور ہماری نصیحت کو نہین مانتے اور ہماری
راے پر عمل نہین کرتے وھل ھذا الا جھل او تجاھل فھم یوذون
الحسین علیہ السلام باقوالھم مع علمھم بذلک ھیھات ثم
ھیھات اور یہ طعنہ زنی یا تو محض جہالت کی وجہ سے تھی یا جان بوجھ کر
جاہل بنتے تھے پھر تو وہ اپنی باتون سے جناب امام حسین علیہ السلام کو
ایذا دیتے تھے اور دیدہ و دانستہ دشمنی کرتے تھے افسوس ہزار
افسوس اونکی دشمنی پر جو دوستی کے پردہ مین تھی واقول لھم کما
قال اللہ تعالی قل اعملوا فسیری اللہ عملکم مین اون کی شان مین
یہی کہون گا جو خدا نے قرآن پاک مین ارشاد فرمایا ہو کہ آج جو چاہو سو کر لو
بہت قریب ہو کہ خداے تعالی تمہاری زشتی اعمال کو دیکھیگا یعنی سزاے اعمال
تمکو ملیگی ولنختم الکلام ھنا ونذکر بعد ذلک من لقاء
الحر بن یزید الریاحی اب چاہیے کہ اس باب کو اسی جگہہ پر ہم ختم
کرین اور اسکے بعد ملاقات حر بن یزید ریاحی کی حضرت امام حسین علیہ السلام
سے جو راہ مین ہوئی ہو بیان کرین الحمد للہ رب العالمین ونصلی علی
محمد وآلہ المعصومین

باب پنجم ملاقات حر بن یزید ریاحی کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور پانی پلانا لشکر حر کو اور بعض معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو اس دن ظاہر ہوئے

كَانَ الْحُرُّ رَجُلًا شُجَاعًا عَابِدًا لِلْأَصْنَامِ مَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنَ الْخِدَاعِ وَالْمَكْرِ شَيْءٌ حر بن یزید ایک مرد شجاع اور دلیر اور دلاور تھا مکر اور فریب اوسے کچھ نہین آتا تھا وَلَمْ يَكُنْ صَحِبَ الْعُلَمَاءَ وَالْحُكَمَاءَ أَعْنِي أَصْحَابَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور کبھی حر کو صحبت اصحاب ائمہ علیہم السلام کی جو عالم اور عاقل لوگ تھے نصیب نہین ہوئی تھی وَكَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ عُمْرِهِ قَدِ انْقَضَىٰ فِي الْحَرْبِ وَالضَّرْبِ فَلِذَا كَانَ عَالِمًا بِالشُّجَاعَةِ وَقَدْ كَمُلَتْ لَهُ فُنُونُ الْحَرْبِ اور زیادہ زمانہ اوسکی عمر کا لڑتے بھڑتے گذرا تھا اسی وجہ سے شجاعت مین نامی ہوگیا تھا اور فنون جنگ مین کامل تھا فَلَمَّا دَخَلَ ابْنُ زِيَادٍ بِالْكُوفَةِ وَأُخْبِرَ بِوُرُودِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَطْرَافِهَا وَأَنَّهُ قَدْ قَرُبَ مِنْهَا جب ابن زیاد بصرہ سے روانہ ہوکر کوفہ مین پہونچا اور اوسکو خبر معلوم ہوئی کہ جناب امام حسین علیہ السلام بھی اسی اطراف مین آچکے اور قریب کوفہ کے پہونچ گئے ہین أَرْسَلَ ابْنُ زِيَادٍ حُرَّ بْنَ يَزِيدَ الرِّيَاحِيَّ وَأَمَّرَهُ عَلَىٰ أَلْفِ فَارِسٍ وَجَهَّزَ لَهُ جَيْشَهُ ابن زیاد نے حر بن یزید ریاحی کو روانہ کیا اور ہزار سوارون کا انکو افسر کرکے لشکر درست کیا وَقَالَ لَهُ جَعْجِعْ بِالْحُسَيْنِ ع حَتَّىٰ تُقْدِمَهُ إِلَى الْكُوفَةِ اور حر سے کہا کہ اسقدر جناب امام حسین کو تنگ کرنا کہ کسی اور طرف جانے نپاوین اور گھیر کر کوفہ مین لانا قَالَ ابْنُ نَمَا رَه وَرُوِيتُ بِإِسْنَادِي أَنَّ الْحُرَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ ع يَوْمَ عَاشُورَا لَمَّا وَجَّهَنِي ابْنُ زِيَادٍ إِلَيْكَ خَرَجْتُ مِنَ الْقَصْرِ فَنُودِيتُ مِنْ خَلْفِي أَبْشِرْ يَا حُرُّ بِخَيْرٍ ابن نما رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے اپنے سلسلہ روایت مین یہ روایت پائی ہو کہ حر نے بروز عاشورا جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی کہ جسوقت مجھ ابن زیاد نے

آپ کے گھیر لانے کے واسطے روانہ کیا ہی اور مین قصر امارت کوفہ سے نکلا پس پشت سے
میرے یہ آواز آئی کہ ای حر خوشخبری ہو تجکو نیکی سے فَالْتَفَتُّ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا مین نے
پیچھے پھر کر دیکھا تو کوئی شخص مجکو نظر نہ آیا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا هٰذِهٖ بِشَارَةٌ وَاَنَا اَسِیْرُ
اِلٰی حَرْبِ الْحُسَیْنِ ؑ مین نے بجائے خود کہا قسم بخدا یہ بشارت نہین اسلیے کہ مین تو امام حسین
علیہ السلام سے لڑنے جاتا ہون شاید مطلب حر کا یہ تھا کہ یہ وسوسہ شیطانی ہی وَمَا اُحَدِّثُ
نَفْسِیْ بِاتِّبَاعِكَ اور اوسوقت ای مولا میرے میرے دل مین اسکا خیال نتھا کہ مین آپ کی
پیروی کرونگا فَقَالَ الْحُسَیْنُ ؑ لَقَدْ اَصَبْتَ اَجْرًا وَخَیْرًا حضرت امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا کہ جس نیکی کی تجھے بشارت ہوئی تھی آج اوس کو پہونچ گیا وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ
لِاَبِیْ مِخْنَفٍ اِنَّهٗ ؑ قَالَ اِنَّمَا بَشَّرَكَ بِهِ الْخِضْرُ ؑ اور بعض نسخون مین ابو مخنف کے
یہ لفظ وارد ہی کہ حضرت امام حسین ؑ نے حر سے یہ فرمایا کہ جو بشارت تجکو حضرت خضر ؑ نے
دی تھی وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ نُوْدِیَ یَا حُرُّ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ اور بعض روایتون مین یہ ہی کہ حر کو
ندا آئی ای حر بشارت ہو تجکو بہشت کی قَالَ الْحُرُّ ثَكِلَتْنِیْ اُمِّیْ كَیْفَ اُبَشَّرُ بِالْجَنَّةِ وَاَنَا
اَقْدِمُ عَلٰی حَرْبِ الْحُسَیْنِ ؑ حر نے کہا میری مان میرے ماتم مین بیٹھے کیونکر مجھے بشارت بہشت
کی دیجاتی ہی اور مین جناب امام حسین ؑ سے لڑنے جاتا ہون قُلْتُ وَهٰذِهٖ هِیَ الْبِشَارَةُ
الْاُوْلٰی مِنَ الْبِشَارَاتِ السِّتِّ الَّتِیْ بُشِّرَ بِهَا الْحُرُّ لٰكِنَّهٗ لَمْ یَتَفَطَّنْ بِهَا مین کہتا ہون
یہ پہلی بشارت ہی منجملہ اون بشارتون کے جو حر کو شہادت نصیب ہونے مین ہوئی تھین مگر اس
پہلی بشارت سے حر کو اپنے انجام بخیر ہونے سے آگاہی نہوئی فَاِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا جُنْدِیًّا
مَدْرَكُ عِلْمِهٖ وَمَبْلَغُ دِرَایَتِهٖ اَدْنٰی وَاَقْصَرُ مِنْ ذٰلِكَ اسلیے کہ حر ایک مرد سپاہی
تھے اونکا علم اور اونکی عقل اسدرجہ سے کم تھی کہ ایسے اسرار کو سمجھتے وَالْبِشَارَةُ الثَّانِیَةُ
مَا اشْتُهِرَتْ وَقَدْ نَظَمَهٗ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ فِی الْمَرَاثِیْ اور دوسری بشارت جو مشہور ہی
اور بعض شعرا نے اوسکو مرثیون مین بھی نظم کیا ہی وَاِنِّیْ اِلٰی غَایَتِیْ هٰذِهٖ لَمْ اَظْفَرْ
بِاَصْلِهَا فِی الْكُتُبِ الْمَوْجُوْدَةِ الْحَاضِرَةِ اور مین نے اسوقت تک اوس روایت کی اصل
کسی کتاب مین جنکو مین نے دیکھا ہی نہین پائی وَلٰكِنْ لَمَّا اَمَرْنَا بِالتَّوَسُّعِ فِیْ تَذْكَارِ

[illegible]

فقرۂ دوسری بشارت

الْمَصَائِبِ وَالْفَضَائِلِ بِشَرْطِ اَنْ لَا يَكُوْنَ ذٰلِكَ مُخَالِفًا لِضَرُوْرِيَاتِ الْمَذْهَبِ
فَلِذَا لَا نُبَالِیْ بِذِکْرِهَا لیکن چونکہ ہمکو اجازت ہی کہ مصائب اور فضائل کی روایتون
مین زیادہ تحقیق کے درپے نہون بشرطیکہ وہ روایت خلاف ضروریات مذہب کے
نہو اسی وجہ سے اس بشارت کے ذکر کرنے مین جو مذہبی عقیدہ سے کچھ مخالف
نہین ہی ہم بھی کچھ خوف نہین کرتے ہین اور لکھتے ہین وَہِیَ اَنَّ الْحُرَّ ذَاتَ یَوْمٍ مِنْ
تِلْکَ الْاَیَّامِ رَاٰی فِیْ مَنَامِہٖ اَنَّہٗ یَدُوْرُ فِیْ سِکَکِ الْکُوْفَۃِ یَطْلُبُ نَعْلًا لِیُصْلِحَ
نِعَالَ فَرَسِہٖ وہ روایت یہ ہی کہ حر نے ایک شب انہین ایام مین کہ جب کوفیون کی چرھائی
حضرت امام حسین علیہ السلام پر تھی خواب مین دیکھا کہ وہ کوفہ کی گلیون مین پھر رہا ہی
بتلاش ایک نعل بند کے کہ اوسکے گھوڑے کی نعل بندی کرے حَتّٰی مَرَّ اِلٰی بَابٍ مِنْ
اَبْوَابِ الْکُوْفَۃِ فَرَاٰی حَوْلَ الْبَابِ مِنَ النِّسَاءِ الْبَاکِیَاتِ النَّادِبَاتِ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِکَ
یہان تک کہ پھرتے پھرتے ایک دروازہ کوفہ پر پہونچا اوس دروازہ کے آس پاس دیکھا
کہ بہت سی عورتین بین کر رہی ہین اور چلا چلا کر رو رہی ہین حر کو یہ ماجرا دیکھکر تعجب ہوا
وَسَاَلَ عَنْ بَعْضِ تِلْکَ النَّائِحَاتِ مَنْ اَنْتُنَّ وَعَلٰی مَنْ تَبْکِیْنَ وَتَنْدُبِیْنَ اونہین
عورتون سے جو رو رہی تھین حر نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کسپر رو رہی پیٹتی ہو فَقَالَتْ
وَیْحَکَ یَا حُرُّ اَلَمْ تَعْرِفْ سَیِّدَۃَ النِّسَاءِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءَ بِنْتَ نَبِیِّکَ ایک نے اون
عورتون مین سے کہا کہ وائے ہو تجھپر اے حر تو جناب سیدہ اپنے نبی کی دختر کو نہین پہچانتا ہے
وَقَدْ اَتَتْ بِعَزَاءِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ وَہٰذَا رَاْسُہٗ مُعَلَّقٌ عَلٰی ذٰلِکَ الْبَابِ وہ معصومہ
عزادار ہوکر جناب مسلم بن عقیل کی تشریف لائی ہین اور یہ سر اوس مظلوم کا اس
دروازہ پر لٹکایا ہوا ہی قَالَ الْحُرُّ فَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِیْ وَدَنَوْتُ مِنْہَا وَسَلَّمْتُ عَلَیْہَا
حر کہتے ہین کہ میرے بدن مین لرزہ پڑا اور شانونکا گوشت مارے خوف کے ہلنے لگا
پس قریب جناب سیدہ ؑ کے مین گیا اور سلام بجا لایا فَقَالَتْ لِیْ یَا حُرُّ اُوْصِیْکَ
بِاَنْ لَا تَقْتُلَ اِبْنِیْ وَقُرَّۃَ عَیْنِی الْحُسَیْنَ وَلَا تَشْرِکْ فِیْ قَتْلِہٖ مجھے ارشاد فرمایا کہ مین تجھے
وصیت کرتی ہون اے حر کہ تو میرے فرزند اور نور چشم حسین علیہ السلام کو قتل نکرنا اور نہ اوسکے

قتل مین شریک ہوتا فانتبہ الحر مذعوراً یحثو التراب علی راسہ یہ خواب دیکھ کر
بیدار ہوا اور خوف اوسپر غالب تھا اور خاک اوڑاتا تھا اور اپنے سر پر ڈالتا تھا قلت
ہذہ بشارۃ ثانیۃ وبعدھا ایضاً لم ینتبہ حتی سار الحر مع فرسانہ نحو
الحسین ع یہ دوسری بشارت ہی حر کی شہادت کی اسکے بعد بھی حر بیدار نہوا یہانتک
کہ اپنے سوارون کو لیکر جناب امام حسین ع کی طرف چلا قال المجلسی رحمہ ثم سار الحسین ع
من بطن العقبۃ حتی نزل شراف جناب مجلسی بحار مین فرماتے ہین کہ پھر جناب امام حسین ع
نے منزل بطن عقبہ سے کوچ کر کے منزل شراف پر قدم رنجہ فرمایا بطن عقبہ وہی منزل ہی
جہان علی بن بوذان سے ملاقات ہوئی اوسکا بیان ہو چکا ہی اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے
کہ اب حضرت کے ہمراہ وہی خاص خاص اصحاب اور اہل بیت باقی ہین جو مرنے والے ہین
فلما کان السحر امر فتیانہ فاستقوا من الماء فاکثروا جب صبح کا وقت ہوا حضرت
امام حسین ع نے اپنے ہمراہی جوانون کو حکم دیا کہ آج پانی بہت سا ہمراہ لینا چاہیے اُن جوانمردون
نے بہت سا پانی بھر لیا اقول قد علمت من الباب السابق علی ہذا الباب انہ لم یبق
معہ الا اخلص اصحابہ واہل بیتہ مین کہتا ہون کہ اس باب سے پہلے جو باب گذرا ہے
اوسمین بیان ہو چکا ہی کہ زبالہ یا ثعلبیہ کے مقام پر آپ نے بھیڑ بھاڑ کو چھانٹ دیا اور سوائے
خاص اصحاب اور اہل بیت کے اب کوئی آپ کے ہمراہ نہین ہی ولعل عدادھم فی ذلک
الیوم لا یزید علی خمسین او ستین وکلھم لا یلیق بھم الاستقاء اور شاید شمار مین
وہ لوگ جو باقی رہگئے تھے پچاس یا ساٹھ سے زیادہ نہونگے پھر انمین بھی سب ایسے
نہ تھے جو پانی بھرتے کچھ بڈہے تھے کچھ لڑکے کچھ معزز ایسے تھے جنکی شان پانی بھرنے کی نہتھی
فیکون الماء الذی استقوہ یکفی لمائتین او ثلث مائۃ فحسب پس ان تھوڑے آدمیونکا
پانی بھرا ہوا دو سو خواہ تین سو آدمی کے پینے کو کافی ہو سکتا ہی مع اونکے اسپ و شتر وغیرہ کے
فتذکر ما نقول فان لی فیہ غرضاً صحیحاً نثبت بہ امراً معجزاً انشاء اللہ اس بات کو
خوب یاد رکھنا چاہیے اس باب مین میری ایک غرض صحیح متعلق ہی جس سے مین ایک معجزہ
ثابت کرونگا ○ فراخی بود دعوت تنگ را ہ قال المجلسی رح ثم سار حتی انتصف

النَّهَارُ فَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ اِذْ كَبَّرَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ جناب مجلسی فرماتے ہین کہ بعد پانی
بھر لینے کے حضرت روانہ ہوئے یہانتکہ ٹھیک دوپہر کو آپ ایک مقام پر پہونچے وہان
ایک شخص نے آپ کے اصحاب مین سے نعرۂ تکبیر بلند کیا فَقَالَ الْحُسَيْنُؑ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لِمَا
كَبَّرْتَ حضرت امام حسینؑ نے پہلے بموجب آداب شریعت خود بھی تکبیر ارشاد کی اور اللہ اکبر
فرماکر اوس شخص سے پوچھا کہ تیرے تکبیر کہنے کا اسوقت کیا سبب ہی قَالَ رَاَيْتُ النَّخْلَ
اوس صحابی نے کہا کہ مجھے درخت خرما نظر آتے ہین شاید اب شہر کوفہ قریب آپہونچا
فَقَالَ لَهٗ جَمَاعَةٌ مِمَّنْ صَحِبَهٗ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْمَكَانَ مَا رَاَيْنَا فِيْهِ نَخْلَةً قَطُّ ایک
جماعت نے ہمراہیان حضرت مین سے اوس شخص سے کہا کہ اس مقام پر تو ہم نے کبھی ایک
درخت بھی خرمے کا نہین دیکھا اس رد و بدل سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب کو باوجود تعجب کے
اضطراب و تردد بھی ہوا تھا فَقَالَ الْحُسَيْنُؑ فَمَا تَرَوْنَهٗ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ
اگر درخت نہین ہی تو پھر تمکو کیا نظر آتا ہی قَالُوْا وَاللّٰهِ نَرٰى اَسِنَّةَ الرِّمَاحِ اون لوگون نے
عرض کی کہ ہمکو تو قسم بخدا نیزون کی نوکین نظر آتی ہین شاید کوئی لشکر چلا آتا ہی فَقَالَ
وَاَنَا وَاللّٰهِ اَرٰى ذٰلِكَ حضرت امام حسینؑ نے بھی قسم شرعی یاد کرکے فرمایا کہ مجھے بھی لشکر ہی کی
آمد معلوم ہوتی ہی اور ضرورت قسم کی اس مقام پر یہ ہی کہ سب لوگون کو آمد لشکر کا یقین ہو جائے
اور جو لوازم احتیاط کے لڑائی مین اور جو امور حفاظت عورات اور اطفال کے ہین اونکو
جھٹ پٹ درست کرین ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا لَنَا مَلْجَأٌ نَلْجَأُ اِلَيْهِ وَنَجْعَلُهٗ فِيْ ظُهُوْرِنَا
وَنَسْتَقْبِلُ الْقَوْمَ بِوَجْهٍ وَاحِدٍ پھر حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہان پر کوئی ایسی محفوظ جگہ بھی ہی
جدھر ہم پناہ لین اور اوس مقام کو اپنے پس پشت پر لیکر اس لشکر کا سب کے سب مگر سامنا
کرین مطلب حضرت کا یہ ہی کہ ناموس و عترت کو اوس محفوظ جگہ اوتار کر ہم مقابلہ پر دشمنون کے
تیار ہو جائین اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اپنی نصرت اور مدد آنیکا تو کسی طرف سے حضرت کو
خیال ہی تھا لهذا ایسا فرمایا فَقُلْنَا بَلٰى هٰذَا ذُوْ حُسُبٍ تَمِيْلُ اِلَيْهِ عَنْ يَسَارِكَ فَاِنْ سَبَقْتَ
اِلَيْهِ فَهُوَ كَمَا تُرِيْدُ ہم سب نے عرض کی ہان یہ ایک ٹیلہ ریگ بلند کا ہی یا ایک
چھوٹی سی پہاڑی ہی آپ اپنی بائین طرف پھر جائین اگر ان دشمنون سے پہلے آپ

اوس مقام تک پہونچ گئے تو وہ جگہ ایسی ہی جسکی آپ کو خواہش ہی یعنی وہان پر حفاظت
اہل بیت کی بخوبی ہو جائیگی فَاَخَذَ اِلَیْهِ ذَاتَ الْیَسَارِ فَمِلْنَا مَعَهٗ حضرت نے اوسی جگہ
اپنی بائین طرف کی راہ لی اور ہم سب بھی حضرت کے ہمراہ اوسی طرف چلے فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ
مِنْ اَنْ طَلَعَتْ هَوَادِی الْخَیْلِ ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ لشکر اتنا قریب آگیا کہ ہم
اونکے گھوڑون کے اگلے جوڑ بند بخوبی نظر آنے لگے فَتَبَیَّنَّاهَا وَعَدَلْنَا فَلَمَّا رَاَوْنَا عَدَلْنَا عَنِ
الطَّرِیْقِ عَدَلُوْا اِلَیْنَا پس ہم لوگ ذرا ٹھہر کر اور راستہ چھوڑ کر چلے جب اونھون نے ہمکو راستہ سے
الگ چلتے ہوئے دیکھا وہ بھی ہمارے تعاقب مین راہ چھوڑ کر دوڑے کَاَنَّ اَسِنَّتَهُمُ الْیَعَاسِیْبُ
وَکَاَنَّ رَایَاتِهِمْ اَجْنِحَةُ الطَّیْرِ اونکے نیزون کی نوکین صیقل کی ہوئی دھوپ کی شعاع مین
ایسی چمکتی تھین جیسے وہ چمکدار مکھی ہڑی جسکے تمام بدن مین چمک ہوتی ہی اور اونکے نیزون کے
پھرہرے چھوٹے چھوٹے ایسے خوشنما تھے جیسے پرندہ جانورون کے پر و بال ہوتے ہین
فَاسْتَبَقْنَا اِلٰی ذُو خُشُب فَسَبَقْنَاهُمْ اِلَیْهِ ہم نے دوڑ کر اوس ٹیلہ خواہ پہاڑی کو کہ
اور اسقدر جلد ہم پہونچ گئے کہ اون سے پہلے وہ مقام ہمارے ہاتھ آگیا وَاَمَرَ الْحُسَیْنُ ع
بِاَبْنِیَتِهٖ فَضُرِبَتْ جناب امام حسین ع نے حکم دیا کہ جلد خیمہ برپا کیے جائین پس فوراً خیمہ
برپا ہوئے اور اہل بیت اطہار اوسمین اوترے وَجَاءَ الْقَوْمُ زُهَاءَ اَلْفِ فَارِسٍ مَعَ
حُرِّ بْنِ یَزِیْدَ التَّمِیْمِیِّ حَتّٰی وَقَفَ هُوَ وَخَیْلُهٗ مُقَابِلَ الْحُسَیْنِ ع فِیْ حَرِّ الظَّهِیْرَةِ وہ لشکر
ہمراہ حر کے جس مین قریب ہزار سوار کے تھے آگیا یہانتک کہ حر سامنے حضرت امام
کے اپنا لشکر لیے ہوئے اوس دوپہر کی دھوپ مین کھڑا ہوا وَالْحُسَیْنُ ع وَاَصْحَابُهٗ
مُتَعَمِّمُوْنَ مُتَقَلِّدُوْا اَسْیَافَهُمْ اور جناب امام حسین ع مع اپنے اصحاب کے سب
عمامہ باندھے ہوئے اور تلوارین حمائل کیے ہوئے باحواس کھڑے ہوئے تھے اَقُوْلُ وَلِلّٰهِ
مِنَ الْمُعْجِزَاتِ الصَّادِرَةِ عَنِ الْحُسَیْنِ ع فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اب ہم اون معجزات کا ذکر کرتے ہین
آج کی تاریخ حضرت امام حسین ع سے ظاہر ہوئے اَلْاُوْلٰی اَمْرُ اَصْحَابِهٖ بِاسْتِقَاءِ الْمَاءِ
عَلٰی خِلَافِ مَا جَرَتْ بِهٖ عَادَتُهٗ فِیْ تِلْکَ الْمُسَافَرَةِ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ
پہلا معجزہ یہ ہی کہ آج برخلاف عادت آپ نے اپنے اصحاب سے زیادہ پانی ہمراہ لینے

حکم دیا حالانکہ از روز روانگی مدینہ آج تک کبھی ایسا حکم نہین دیا تھا فَاِن قِیلَ اِنَّہٗ
خَافَ عِزَّ الْمَاءِ فِی ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَھُوَ اِحْتِمَالٌ بَعِیْدٌ اگر کوئی شخص براہ انکار معجزہ یہ کہے
کہ آج کی منزل مین پانی کے نہ ملنے کا خوف تھا تو یہ احتمال بعید ہی لِاَنَّہٗ لَمْ یَرَ ذٰلِکَ
الْمَقَامَ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنَ الْعُرَفَاءِ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَنَّہٗ یَعِزُّ فِیْہِ الْمَاءُ قَبْلَ ھٰذَا الْیَوْمِ اسلیے
کہ آپ نے خود یہ مقام دیکھا تھا اور نہ جو لوگ شناسا آپ کے ہمراہ تھے اون سے یہ بات
سنی تھی کہ آج کی منزل مین پانی نہ ملیگا وَمَعَ ھٰذَا اَنَیَکْفِیْہِ اَنْ یَأْمُرَ بِاسْتِقَاءِ مِقْدَارٍ
مِنْہُ قَدْ یَکْفِی لِلَّذِیْنَ مَعَہٗ اگر یہ بھی فرض کیا جائے کہ آپ کو اسکی خبر تھی بس کافی تھا
کہ آپ حکم کرتے اوسیقدر پانی لینے کا جو آپ کے ہمراہی لوگون کی سیرابی مین کافی
ہوتا وَاَمَّا الْاَمْرُ بِالزَّائِدِ عَلٰی ذٰلِکَ الْمِقْدَارِ فَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْ مُوْجِبٍ غَیْرِہٖ مگر اوس مقدار
سے زیادہ پانی لینے کا کوئی اور سبب ضرور درکار ہی وَھُوَ کَوْنُہٗ سَاقِیًا لِاَعْدَائِہٖ
الَّذِیْنَ یَجِیْئُوْنَ اِلَیْہِ عِطَاشًا وَقَدْ عَلِمَ ذٰلِکَ بِعِلْمِہِ الْخَاصِ وَھُوَ لَاَمْرُ الْمُعْجِزُ مِنَ
الْمُعْجِزَاتِ اور یہ سبب وہی تھا کہ آپ کو اپنے پیاسے مہمانونکا پانی پلانا منظور تھا جو آج
حضرت سے ملین گے اَلثَّانِی ضَرْبُ الْاَبْنِیَۃِ فِی مِثْلِ تِلْکَ الْاَوْقَاتِ اَیْضًا اَمْرٌ مُعْجِزٌ
دوسرے خیمونکا برپا کرنا ایسی جلدی کے زمانہ مین یہ بھی معجزہ سے خالی نہین ہی
فَاِنَّ الْقَوْمَ لِفَرْطِ عَطَشِھِمْ کَانُوْا یُجِدُّوْنَ فِی الْمَسِیْرِ اسلیے کہ سواران لشکر حر بجہت غلبہ تشنگی
کے چلنے مین بہت جلدی کر رہے تھے وَھُمْ رُکْبَانٌ لَا مُشَاۃٌ اور وہ سب کے سب سوار تھے
پیدل نہ تھے پس بگ ٹوٹ دوڑاے ہوے گھوڑون کو آتے تھے وَمَعَ ذٰلِکَ فَکَانُوْا
زُھَاءَ اَلْفِ فَارِسٍ وَالْحُسَیْنُ ع وَاَصْحَابُہٗ لَمْ یَکُوْنُوْا اَزْیَدَ مِنْ سِتِّیْنَ کَمَا اَظُنُّہٗ
اور باوجودیکہ وہ قریب ہزار سوار کے تھے اور جناب امام حسین مع اپنے اصحاب کے کچ ساٹھ آدمیون سے زیادہ نتھے جیسا مجکو
خیال ہی وَقَدْ تَعْلَمُ اَنَّ بِنَاءَ الْاَبْنِیَۃِ وَضَرْبَ الْخِیَامِ قَدْ یَسْتَدْعِی مُھْلَۃً کَافِیَۃً
وَلَاتَ ھُنَاکَ مُھْلَۃٌ یَرْتَدُّ اِلَی الْاِنْسَانِ طَرْفُہٗ اور جسنے سفر کیا ہی وہی خوب جانتا ہی کہ
خیمونکا برپا کرنا ایک زمانہ کافی کی مہلت مانگتا ہی اور یہان بقدر چشم زدن کی بھی
مہلت نتھی کہ لشکر حر آپہونچا فَھٰذَا الْبِنَاءُ اِنَّمَا ھُوَ اَمْرٌ مُعْجِزٌ پس یہ خیمہ زنی ضرور معجزہ سے

دوسرا معجزہ

لہ الی تھی وَلٰکِن اِنْقِیَادَ الْاَصْحَابِ وَاِطَاعَتَہُمْ لِلْحُسَیْنِ ع وَجُهْدَهُمْ لِحِفْظِ نَامُوسِہٖ
اِنْصَامِمَّا لَا یُمْکِنُ الْمَزِیْدُ عَلَیْہِ لیکن فرمان برداری اور اطاعت اصحاب کی جناب
امام حسین علیہ السلام کے اور کوشش اونکی حفظ ناموس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
یہ بھی اتنی تھی کہ اوس سے زیادہ کوئی کیا کر سکتا ہی وَکُلُّ ذٰلِکَ لِلشَّجَاعَۃِ وَالْبَسَالَۃِ الَّتِی
خَصَّ اللّٰہُ اِیَّاهُمْ بِهَا اور یہ سب باتین بنظر اونکی شجاعت اور جوان مردی کے تھین جو خدا نے
اونہین سے خاص کی تھین فَاِنَّهُمْ لَمَّا اسْتَقَامُوا فِی الدِّیْنِ ظَهَرَ مِنْهُمْ مَا یَعْجِزُ عَنْ
وَصْفِہٖ صِفَةُ الْوَاصِفِیْنَ اسلیئے کہ وہ بزرگ جب اپنے دین مین پورے تھے اون سے
ایسی ایسی باتین ظاہر ہوئین جنکے بیان سے ہر شخص عاجز ہی فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَنْسِبَ
ذٰلِکَ اِلٰی وَفَاءِ الْاَصْحَابِ خَاصَّةً وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ ذٰلِکَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُعْجِزَةِ وَلَا عَزْوَ
فِیْ اَحَدِ الْقَوْلَیْنِ اب چاہو تو اس تیز دستی اور چالاکی کو وفاداری اصحاب کی طرف نسبت
دو اور چاہو اسکو معجزہ قرار دو دونون باتون مین کچھ دہوکا نہین ہی نَعَمْ بَقِیَ هٰهُنَا
اَمْرٌ مَتْرُوْکٌ فِی الرِّوَایَاتِ وَلَا بُدَّ مِنْ ذِکْرِہٖ ہان یہان پر ایک بڑا امر عظیم رہگیا ہی
جسکا روایتون مین کچھ ذکر نہین ہی حالانکہ مصائب کی تاریخ مین اوسکا ذکر بہت ضروری
وَهُوَ اَنَّ مَجِیْءَ الْقَوْمِ مُجَاهَۃً مُتَقَلِّدِیْ سُیُوْفِهِمْ مِنْ سَمْتِ الْکُوْفَةِ فِیْ مِثْلِ تِلْکَ الْاَیَّامِ
اَعْنِیْ فِیْ زَمَنِ وُرُوْدِ الْاَخْبَارِ الْمُوْحِشَةِ مِنْ غَدْرِ اَهْلِ الْکُوْفَةِ وَنَقْضِ بَیْعَتِهِمْ
وَقَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ وَهَانِیْ بْنِ عُرْوَةَ لَا بُدَّ وَاَنْ یَرْتَعِدَ مِنْهُ قُلُوْبُ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَقْرِبَائِہٖ اور وہ یہ بات ہی کہ لشکر حر کا یک بیک ہتھیارون سے مسلح ہو کر
آنا کوفہ کی طرف سے اور خصوصًا ایسے وقت مین جبکہ وحشت ناک خبرین کوفیون سے غدر
کی آچکی تھین اور بیعت کے توڑنے کا اور مسلم ابن عقیل رض اور ہانی اور عبداللہ رض بن یقطر
کی شہادت کی بھی خبر معلوم ہو چکی تھی ضرور ہی کہ اونکی آمد سے اوسوقت دل اصحاب اور
اہل بیت کے ہل گئے ہونگے وَلَا سِیَّمَا قُلُوْبُ نِسَائِہٖ لِرِقَّتِهَا وَرَاْفَتِهَا عَلَی الْاَطْفَالِ
الصِّغَارِ خصوصًا عورتون کے دل کہ رقیق القلب ہوتی ہین اور چھوٹے چھوٹے بچون پر
اونکی محبت زیادہ ہوتی ہی وہ تو زیادہ خوفناک ہوئی ہونگے وَیَزِیْدُ ذٰلِکَ الْخَوْفَ اِذَا

اَلَّتِیْ قِلَّةَ الْاَنْصَارِ وَتَفَرُّقَ الْجَمَاعَةِ مِنَ الثَّعْلَبِیَّةِ اَوْ مِنْ زُبَالَةَ قَبْلَ هٰذَا
الْیَوْمِ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اور زیادہ خوف اوسوقت سمجھ مین آتا ہو جب آدمی تامل کرے
کہ انصار آپ کے ہمراہ کم باقی رہگئے تھے اور ہزارون آدمی چلے گئے تھے جیسا منزل
ثعلبیہ اور زبالہ مین آج کی تاریخ سے ایک دن یا دو دن پہلے گذر چکا فَهَلْ یَشُكُّ اَحَدٌ
مِنْ اَهْلِ الْغَیْرَةِ اَنْ یَكُوْنَ فِیْ مِثْلِ تِلْكَ الْحَالِ وَمَعَهٗ نِسْوَتُهٗ وَاَطْفَالُهٗ ثُمَّ لَا
تَاْخُذُهُ الرَّاْفَةُ وَلَا یَضْطَرِبُ قَلْبُهٗ وَلَوْ كَانَ بَطَلًا مِنَ الْاَبْطَالِ اب کوئی صاحب
غیرت اسمین شک کرسکتا ہو کہ اگر وہ ایسی حالت مین ہو اور اوسکے ہمراہ پردہ دار عورتین
اور اطفال خردسال بھی ہون اور پھر اوسوقت اوسکا دل انکی ہمراہی پر نرم نہو جائے
اور اوسکو اضطراب دلی اپنی آبرو بچانے کا نہو غیرت دار تو کیسا ہی بہادر کیون نہو
ضرور مضطر ہو جائیگا اور اگر مضطر نہو تو اوسکی بہادری انسانی طاقت سے باہر ہو وَلٰكِنَّ
الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ رُوْحِیْ لَهُ الْفِدَاءُ لَمْ یَضْطَرِبْ اَصْلًا وَسَمِعْتَ اَنَّهٗ كَیْفَ اسْتَقَلَّ
ثَبَاتُهٗ وَكَیْفَ اَمَرَ بِضَرْبِ الْخِبَاءِ یہ حضرت ہی کا حوصلہ تھا کہ بالکل مضطرب نہین ہوئے اور سنا تمنے کہ
کیسے مستقل رہے اور کس اطمینان سے خیمہ واسطے اہل بیت کے نصب کرایا وَبَعْدَ حِفْظِ نِسَائِهٖ
عَنِ التُّهَمِ وَقَامَ ثَابِتَ الْاَرْكَانِ اور جب عورتون کی پردہ داری کا سامان کر چکے
لشکر حر کے مقابلہ مین ثابت قدم آکر کھڑے ہوئے یہ اونھین کیواسطے خصوصیت تھی
وَلٰكِنْ نِسَائُهٗ وَهُنَّ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ مَعَ مَا رَاَیْنَ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ مِنَ الْاُمُوْرِ الْهَائِلَةِ
فَاِنْ قُلْنَا اِنَّ اَصْوَاتَ النِّسَاءِ قَدْ كَانَتْ عَالِیَةً بِالْبُكَاءِ وَالْعَوِیْلِ فَلَا یَكُوْنُ
ذٰلِكَ بَعِیْدًا عَنِ الْقِیَاسِ لیکن عورتین آپ کی ہمراہ جو اس حال مین تھین اونھون نے
جب ایسے تردد اور انتشار کے وقت آمد لشکر حر کی خبر سنی ہوگی پس اگر مین کہون کہ رونے
سے انکی آواز بلند ہو گئی ہوگی اور سب چلا چلا کر روتی ہونگی یہ کہنا میرا دور از قیاس
نہین ہے وَلٰكِنَّ اَرْبَابَ الْمَقَاتِلِ وَالسِّیَرِ لَمْ یَذْكُرُوْا مِنْهَا شَیْئًا لیکن مصائب
و تاریخ نگار اس گریہ و بکا کے اس مقام پر کچھ خبر نہین لکھتے نَعَمْ قَدْ وَرَدَ
فِیْ قَضِیَّةِ مَجِیْءِ الْحُرِّ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَوْمَ عَاشُوْرَا اَنَّهٗ اِذَا اَتَاهُ

وَاَنَابَ فَذَكَرَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَخَطَايَاهُ اُمُوْرًا ان حر کے آنے کی روایت حضرت
کی خدمت مین بروز عاشورہ مین اتنا بہت لگتا ہے کہ جس وقت حر نے توبہ کی
ہے اور حق کیطرف رجوع کیا ہے اس وقت انہون نے گناہ اور خطاؤن کو یاد کرکے
توبہ کرتا جاتا تھا بہت سے جہان اور اپنے گناہ اُس نے بیان کیے مِنْهَا كَمَا فِي
اللُّهُوْفِ اَنَّهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْ كَذَا وَكَذَا وَمِمَّا اَرْعَدْتُ قُلُوْبَ
اَوْلِيَائِكَ وَبَنَاتِ نَبِيِّكَ وَصَفْوَتِكَ اور منجملہ اون باتون کے جیسا کہ لہوف مین
ہے حر نے یہ بھی کہا کہ خداوندا مین توبہ کرتا ہون اس گناہ سے اور اس گناہ
سے اور اس بڑے گناہ سے کہ مین نے اپنے آنے کے خوف سے ہلا دیے تھے
دل تیرے دوستون کے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیون
کی اور دل تیرے برگزیدگان بارگاہ کے فَقَدْ بَانَ مِنْ هٰذَا اَنَّ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ اُرْعِدَتْ قُلُوْبُهُنَّ وَخِفْنَ وَرُعِبْنَ يَوْمَ مَجِيْءِ عَسْكَرِ الْحُرِّ غَايَةَ
الرُّعْبِ اب اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ دل دختران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بسبب جن
کے ہل گئے تھے بروقت آنے لشکر حر کے اور خوف عظیم اون پر طاری
ہوا تھا لِهٰذَا كَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ بَادَرَ اِلٰى حِفْظِهِنَّ وَصِيَانَتِهِنَّ وَاشْتَدَّ
اِهْتِمَامُهٗ بِذٰلِكَ اسی سبب سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے انکی حفاظت اور
پردہ داری کی تجویز فرمائی تھی اور بڑا اہتمام سب سے پہلے اسی امر مین کیا تھا
وَلْنَنْتَقِلْ مِنْ اِكْرَامِ الضَّيْفِ وَاِنْ كَانَ يَوْمَئِذٍ عَلَى الظَّاهِرِ مُخَالِفًا لَهٗ اب چاہیے کہ ہم
مہمان کی خاطرداری مین جو توجہ حضرت نے فرمائی ہے اُسکو بیان کرین گو کہ وہ مہمان اُس روز
بظاہر حضرت کا مخالف ہے لٰكِنَّهٗ فِيْ عِلْمِ الْاِمَامِ مِنْ اَنْصَارِهٖ لیکن وہ مہمان علم امام مین
انصارین داخل ہے وَاَمَّا خَيْلُهٗ فَاِنَّهُمْ مِنَ الْحُرَّاسِ عَلَى الْفُرَاتِ الْمَانِعِيْنَ لَهٗ مِنَ الْمَاءِ
لیکن لشکر حر مین جو لوگ تھے یہ تو وہی ہین جو فرات پر نگاہبان مقرر ہون گے اور یہ
جناب امام حسین علیہ السلام کو منع کرینگے فِي الْبِحَارِ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِفِتْيَانِهٖ
اِسْقُوا الْقَوْمَ وَاَرْوُوْهُمْ مِنَ الْمَاءِ وَرَشِّفُوا الْخَيْلَ تَرْشِيْفًا بحار مین لکھا ہے کہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب اونکی پیاس سے بے تابی دیکھی بعلت اسکے
کہ اوس مین سے کسی نے پانی طلب کیا ہو آپ نے اپنے جوانان وفادار کو حکم دیا
کہ انکو پانی پلاؤ اور انکی پیاس بجھاؤ اور انکے گھوڑون کو اور اونٹون کو اتنا پانی
پلاؤ کہ جسکو ڈگڈگا کر پئین ظاہر ہو کہ اس روایت مین اون لوگون کا پانی طلب
کرنا مذکور نہین ہی اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کی سخاوت کتنی تھی اور اون
بجھاؤن نے ساتوین تاریخ سے محرم کی اسکے عوض مین کیسی شقاوت کی
فَفَعَلُوا وَاَقْبَلُوا يَمْلَئُونَ الْقِصَاعَ وَالطِّسَاسَ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ يُدْنُونَهَا
مِنَ الْفَرَسِ فَاِذَا عَبَّ فِيْهَا ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا عُزِلَتْ عَنْهُ
بس متوجہ ہوے وہ سعادت مند پانی پلانے پر اور کاسے اور طشت پانی سے
بھر بھر کے گھوڑے کے پاس لیجاتے تھے جب تین مرتبہ خواہ چار خواہ
پانچ مرتبہ وہ جانور منہ بھر کے پانی پی لیتا تھا اور سر گردن جھٹک کر اشارہ
کرتا تھا کہ اب نہ پیونگا تب کاسہ کو اوس کے سامنے سے ہٹا لیتے تھے
وَسَقَوا الْاٰخَرَ حَتّٰى سَقَوْا عَنْ اٰخِرِهَا اور سب آدمیون کو پانی پلا دیا یہانتک
کہ اس سرے سے اس سرے تک کوئی آدمی اور گھوڑا اور اونٹ باقی نرہا
قُلْتُ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ اَنَّ مِثْلَ هٰذَا السَّقْيِ لَا يُمْكِنُ اِلَّا بِالْمَاءِ الْكَثِيْرِ
مین کہتا ہون کہ اس دریادلی سے پانی پلانا بدون اسکے کہ بہت سا پانی ہو ممکن
نہین ہی وَلَا يُتَصَوَّرُ تِلْكَ الْكَثْرَةُ فِى اسْتِقَاءِ جَمْعٍ قَلِيْلٍ مِنْ
اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اتنی کثرت سے پانی بھرنا اوس تھوڑی سی
جماعت کا اصحاب حضرت سے خیال مین نہین آسکتا ہی اِلَّا اَنْ نُقِرَّ وَنَعْتَقِدَ
اَنَّ الْمَاءَ الْقَلِيْلَ قَدْ زَادَ مِقْدَارُهٗ بِالْمُعْجِزَةِ مِنَ الْحُجَّةِ
سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ہان اگر ہم اسکا اقرار کرین اور اعتقاد صحیح ہمکو
اس بات کا ہو کہ تھوڑے پانی کی مقدار معجزۂ امام حسین علیہ السلام سے
بڑھ گئے اوس وقت البتہ اس کثرت سے پانی پلانا ہو سکتا ہی

باب نوزدہم علی بن طعان محاربی جو آخر مین لشکر حر کے آیا تھا اوسپر الطاف و کرم جناب امام حسین علیہ السلام کا پانی پلانے مین اور بیان تکلیف باطنی اوس جناب کا جو اس پانی پلانے مین تھی

علی بن طعان

قَالَ عَلِیُّ بْنُ طَعَّانِ الْمُحَارِبِیُّ کُنْتُ مَعَ الْحُرِّ یَوْمَئِذٍ فَجِئْتُ فِی اٰخِرِ مَنْ جَاءَ مِنْ اَصْحَابِہٖ علی ابن طعان کہتا ہے کہ مین بھی آجکی تاریخ حر کی ہمراہیون مین تھا مگر پیچھے رہگیا تھا اور سب کے بعد اس مقام پر پہونچا فَلَمَّا رَاٰی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا بِیْ وَبِفَرَسِیْ مِنَ الْعَطَشِ قَالَ اَنِخِ الرَّاوِیَۃَ وَالرَّاوِیَۃُ عِنْدِی السِّقَاءُ جو مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے میری پیاس اور میرے گھوڑے کی پیاس دیکھی مجھسے ارشاد کیا کہ یہ اونٹ جسپر پکھال پانی کی لدی ہوئی ہے بٹھادے اور راویہ کے لفظ جو حضرت نے فرمائے تھے اوسکے معنی میرے نزدیک پکھال اور بڑی مشک کے تھے لہذا مین نہ سمجھا کہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہین قُلْتُ اِنَّمَا اَمَرَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاِنَاخَۃِ الرَّاوِیَۃِ لِاَنَّہٗ کَانَ مُشْرِفًا عَلَی الْھَلَاکِ مِنْ شِدَّۃِ الْعَطَشِ مین کہتا ہون کہ پکھال سے لدی ہوئی اونٹ کے بٹھانے کو جو حضرت نے اس شخص کو حکم دیا اسکا سبب یہی تھا کہ یہ شخص بسبب شدت تشنگی کے قریب بہلاکت پہونچ گیا تھا وَلَمْ یَاْمُرْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِہٖ اَنْ یَسْقُوْہُ اور کسی کو اپنے اصحاب مین سے آپ نے حکم ندیا کہ اسکو پانی پلائے بَلْ جَعَلَ ذٰلِکَ الْعَطْشَانَ فِیْ رِیِّ کَبِدِہٖ مُبَاشِرَۃً بِنَفْسِہٖ بلکہ اس پیاسے کو اوسکی پیاس بجھانے مین اور جگر خنک کرنے مین خود محتاج فرمایا کہ اپنی آپ مشک سے پانی پی لے لِکَیْ یَزْدَادَ غَایَۃَ الرِّیِّ فِیْ اَسْرَعِ الْاَزْمِنَۃِ تاکہ پورے طور پر سیراب ہو جائے اور بہت جلد اسکی پیاس بجھ جائے اسلیے کہ خود پانی پینے مین اور دوسرے کے پلانے مین بڑا فرق ہوتا ہے پس امام اور حجت خدا کا جو فعل خاص تھا وہ تمام ہوگیا وَلٰکِنَّہٗ لَمْ یَفْھَمْ مَا قَالَہُ الْاِمَامُ مگر اس شخص نے پیاس کی بدحواسی مین کچھ نہ سمجھا کہ حضرت

کیا ارشاد فرماتے ہین فتحیّر انّہ بما یامرہ وماذا یصنع اسکو حیرت ہوئی کہ مجھے کس چیز
کا حکم دیتے ہین اور کیا مجھے کرنا چاہیے فاذا لم یفہم المخاطب معنی الرّاویۃ بجر جسوقت
علی ابن طحان لفظ راویہ کے معنی نہ سمجھا یعنی شتر آب کش اس لفظ سے اوسکے سمجھ مین نہ آیا
بل کان عندہ من المستحیلات ان ینیخ السقاء الذی ھو لادیم الیابس لا حیوۃ لہ
بلکہ اسکے نزدیک یہ بات محال تھی کہ پکھال کو جو خشک چمڑہ ہی بے روح اوسکو مین کیونکر
بٹھا سکتا ہون اسلیے کہ بٹھانا تو خاص ذی روح کے لیے بولا جاتا ہی فقال لہ یابن الاخ
انخ الجمل حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے مسلمان بھائی کے بیٹے اونٹنی کو بٹھا دو۔
یعنی انخ الجمل الذی علیہ السقاء المملوء ماءً مراد حضرت کی یہ تھی کہ وہ اونٹ
بٹھا دے جسپر پانی سے بھری ہوئی پکھال لدی ہی قال فانختہ فقال علیہ السلام اشرب
علی ابن طحان کہتا ہے کہ اب مین نے اُس اونٹ کو بٹھایا تب حضرت نے فرمایا
کہ اب پانی پی لے فجعلت کلما اشرب سال الماء من السقاء اب میرا یہ حال ہوا کہ
جب پانی پینے کا ارادہ کرتا تھا بڑی موٹی دھار سے پانی پکھال سے بہنے لگتا تھا اور مین
پی نہین سکتا تھا قلت ومن ھھنا یعلم ان السقاء الذی امرہ الحسین علیہ السلام
ان یشرب منہ کان مملوًّا من الماء اسی جگہہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جس پکھال سے
پانی پینے کا حکم اسکو حضرت نے دیا تھا وہ لبالب بھری ہوئی تھی لم یخرج منہ قطرۃ
من الماء ولم یستعمل بعد فی ری القوم ابھی ایک قطرہ پانی کا اسمین سے نہین
نکلا تھا اور نہ ان لوگون کے پانی پلانے مین اسکے پانی کا استعمال کیا گیا تھا ولذا
یخرج منہ الماء غزیرًا کثیرًا یستصعب شربہ منہ اسی سبب سے کہ موٹی دھار
پانی کی اسکے دہانہ سے نکلتی تھی اور دھار سے پانی اسقدر بہ جاتا تھا کہ چلو باندھکر اوس
موٹی دھار سے پانی پینا دشوار تھا اسلیے کہ چلو مین ٹھہرتا نتھا فاضطر علی ابن
طحان ثانیًا اب علی ابن طحان کو دوسرا اضطرار پیدا ہوا وتحیّر انّہ کیف یسوغ لہ
الرّی اب اسکو یہ حیرت ہوئی کہ مین کیونکر اپنی پیاس بجھا سکتا ہون اسلیے کہ پانی چلو مین
ٹھہرتا نہین ہی ولعلّہ لم یتّفق لہ الی یومہ ھذا ان یستقی من السقاء لکونہ من

اَرْبَابُ الْفَضْلِ وَالسَّعَةِ اور شاید کہ علی ابن طحان کو آج کے دن تک اسکا اتفاق
نہین ہوا ہی کہ پکھال یا مشک سے چلو باندھکر پانی اس نے پیا ہو اسلیئے کہ یہ کام غریب
محتاجونکا ہی اور یہ شخص چونکہ خوشحال اور آسودہ معلوم ہوتا ہی اسنے کا ہیکو ایسی مصیبت
دیکھی ہوگی لَكِنَّ الْاِمَامَ وَالْحُجَّةَ رُوحِي لَهُ الْفِدَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْعِلْمُ بِكُلِّ مَا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ
الْاُمَّةُ فِي كُلِّ حَالَةٍ مِنْ شِدَّةٍ اَوْ رَخَاءٍ مگر امام اور حجت پر میری جان فدا ہو جاوے واجب
کہ ہر بات کو جانتا ہو جسکی طرف امت محتاج ہوتی ہو محتاجی مین یا تونگری مین یعنی ہر کسی
حاجت برآری امام سے متعلق ہو وَلِهٰذَا اَبَانَ لَهُ الطَّرِيقَ الَّذِي تَسْهُلُ لَهُ السُّقْيَا مِنْهُ
اسیواسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمادیا اوس طریقہ کو جس سے بآسانی یہ شخص
پانی پی سکے فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخْنِثِ السِّقَاءَ اَيْ اَعْطِفْهُ فَلَمْ اَدْرِ كَيْفَ اَفْعَلُ
اب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پکھال کے دہانہ کو پیچیدہ کرلے یعنی لپیٹ لے تا کہ
پتلی دھار پانی کی پکھال سے چھوٹے اور پینے مین دشوار ی نہو مجھے معلوم نتھا کہ دہانہ
کو کیونکر لپیٹتے ہین یعنی اسمین بھی اوسکو حیرت ہوئی اور لپیٹ نہ سکا قُلْتُ وَاِذَا تَاَمَّلْتَ فِي
ثَبَاتِ جَاْشِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ الَّتِي هُوَ فِيهَا مِنْ فَقْدِ الْاَعْوَانِ وَكَثْرَةِ
الْاَعْدَاءِ مین کہتا ہون اگر تامل کیجیے امام حسین علیہ السلام کی استقامت پر ایسی حالت
مین حسین آج آپ ہین کہ مددگار آپ کے گویا مفقود ہین اور دشمنون کی کثرت ہی
وَتَفَاقُمِ الْاٰلَامِ وَتَوَاتُرِ الْهُمُومِ وَاجْتِمَاعِ الْغُمُومِ صدمہ پر صدمہ اور رنج پر رنج آپ کو پہونچ رہے
ہین غم و درد کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا وَكَوْنِهِ بَعِيدًا عَنِ الْاَوْطَانِ غَرِيبًا لَا يَجِدُ مَلَاذًا يَاْوِي
اِلَيْهِ وَلَا يَصِلُ اِلَى مَوْضِعٍ يُقِيمُ اٰمِنًا فِيهِ وطن سے آپ دور ہو گئے ہین مسافر ہین کوئی ایسی
جگہہ آپ کو نہین ملتی جہان پناہ لین اور کسی ایسی جگہہ آپ نہین پہونچتے جہان چند روز امن
و امان سے قیام فرمائین لَا يَخْلُو يَوْمٌ مِنَ الْاَيَّامِ اِلَّا وَيَصِلُ اِلَيْهِ خَبَرٌ مُوحِشٌ يُذِيبُ
قَلْبَهُ وَيُوقِعُهُ عَلَى الظَّاهِرِ فِي الْاِضْطِرَابِ وَالْحَيْرَةِ کوئی دن خالی نہین جاتا کہ ادھر ادھر سے
کوئی خبر وحشتناک ایسی آپ کو نہ پہونچتی ہو جو دلگداز نہو اور بظاہر اضطراب اور حیرت
مین حضرت کو نہ ڈالدیتی ہو لٰكِنَّهُ مَعَ ذٰلِكَ ثَابِتُ الْاَرْكَانِ قَوِيُّ الْجَنَانِ كَمَا ذَكَرْنَا

فی تِلْکَ الْقِصَّۃِ مگر وہ جناب باوجود ان سب باتون کے ہر طرح سے مضبوط اور قوی دل ہین
چنانچہ اسے قصہ علی ابن طعان کو پڑھکر ہر شخص آپ کے دلیری کو جان سکتا ہی ثُمَّ اعْلَمْ
اَنَّ عَلِیَّ بْنَ طَعَّانٍ لَمَّا لَمْ یَدْرِ اَنَّہٗ کَیْفَ یَخْنِثُ السِّقَاءَ فَازْدَادَ تَرَحُّمُ الْاِمَامِ عَلَیْہِ
اب جاننا چاہیے کہ چونکہ علی ابن طعان کو یہ نہ معلوم تھا کہ پکھال کے دہانہ کو کیونکر لپیٹتے
ہین اور اسی سوچ مین پریشان ہو رہا تھا لہذا اسکی حالت زار پر ترحم امام حسین علیہ السلام
کا بڑھگیا قَالَ الرَّاوِیْ فَقَامَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَخَنَثَہٗ فَشَرِبْتُ وَسَقَیْتُ فَرَسِیْ
اب امام حسین علیہ السلام خود بنفس نفیس کھڑی ہوکر اپنی دست مبارک سے دہانہ مشک کو
لپیٹا اور پنلی دہار سے خود حضرت پانی گرانے لگے علی ابن طعان کہتا ہی کہ اب مین نے بھی
پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پلایا وَقَدْ عُلِمَ مِنْہُ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا سَقٰی
عَلِیَّ ابْنَ الطَّعَّانِ کَذٰلِکَ سَقٰی فَرَسَہٗ اَیْضًا اخیر روایت سے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح جناب
امام حسین علیہ السلام نے بنفس نفیس علی ابن طعان کو پانی پلایا اوسیطرح اوسکے گھوڑے
کو بھی خود اپنی ہاتھ سے پانی پلایا وَسَبَبُ ذٰلِکَ اَنَّہٗ کَانَ یَوْمَئِذٍ فِی اخْتِبَارٍ عَظِیْمٍ
مِنْ قِبَلِ اللّٰہِ تَعَالٰی کَمَا نَذْکُرُہٗ سبب اسکا یہ تھا کہ آج کے روز جناب امام حسین
علیہ السلام ایک بڑے امتحان خدا کی طرف سے آزمایش مین آرہے تھے چنانچہ اوس
امتحان کا ذکر ہم اب بتفصیل کیا چاہتے ہین وَکَانَ ذٰلِکَ الْاِخْتِبَارُ مَبْدَءَ الْبَلَاءِ
الَّتِیْ اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَبْتَلِیَ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّہٖ بِہٖ یہ امتحان سب سے پہلے واقع ہوا
تھا منجملہ اون امتحانات کے کی جن سے اہل بیت نبی کا امتحان خدا کو لینا منظور تھا
فَکَانَ مِنْ مَرْضِیَّاتِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَنْ یُبَاشِرَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِنَفْسِہٖ فِی السَّقْیِ
یَوْمَئِذٍ فَیَسْقِیَ اَحَدًا مِنْ اَعْدَائِہٖ وَفَرَسَہٗ اَیْضًا مُبَاشِرًا لِذٰلِکَ الْفِعْلِ بِنَفْسِہٖ
خوشنودی خدا کی یہ تھی کہ خود جناب امام حسین علیہ السلام پانی پلانے کی خدمت
بجالائین اور اپنے دشمن کو آج اپنے ہاتھ سے پانی پلائین اور اوسکے گھوڑے کو بھی
آپ ہی پانی پلائین وَلَمْ یَکْتَفِ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْاِخْتِبَارِ بِاَنْ یَکُوْنَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اٰمِرًا لِلسَّقْیِ فَحَسْبُ خداوند عالم کو اس امتحان مین اتنی بات پر کفایت

منظور نہ تھی کہ امام حسین علیہ السلام کے حکم سے اصحاب پانی پلائین بس اور خود حضرت دیکھا کرین بَلْ یَکُوْنُ کَمَنْ وُحِیَ لَهُ الْفِدَاءُ عَدَداً مَا سَمِعْتَهُ مَأْمُوْراً بِتَعْلِیْمِ الْمَبَادِیْ لِلْاِسْتِقَاءِ کَاِنَاخَةِ الرَّاوِیَةِ وَخَنْثِ السِّقَاءِ لِیَتِمَّ لَهُ الْاِمْتِثَالُ کُلَّ التَّمَامِ بلکہ امام حسین علیہ السلام اوسدن علاوہ اوس خدمت کے یعنی پانی پلانے کی جسکو سامعین سن چکے ہین اس پر بھی مامور تھے کہ پانی پینے یا پلانے کے مقدمات جو ہوتے ہین یعنی جن پر پانی پینا یا پلانا موقوف ہی اونکو بھی تعلیم کرین خود بجا لائین مثلاً بارکش اونٹنی کا بٹھانا جسکی تعلیم علی ابن طعان کو حضرت نے فرمائے یا دہانہ مشک کو لپٹنا اسکی بھی تعلیم علی ابن طعان کو حضرت نے فرمائی تھی مگر جب وہ نہ سمجھا تب اس کام کو بنفس نفیس خود حضرت علیہ السلام نے کیا تاکہ فرمانبرداری اور بجا آوری احکام الٰہی پورے طور پر آپ سے ثابت ہو جائے فَکَانَ مِنْ اَطْوَعِ الْمُطِیْعِیْنَ وَاَرْضَی الرَّاضِیْنَ مِنْ اِمْتِثَالِ اَوَامِرِ اللّٰهِ تَعَالٰی صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اسی وجہ سے کہ آپ ان سب خدمتون کو بجا لائے پروردگار کی فرمانبرداری مین سب سے زیادہ تر مطیع اور سب سے زیادہ تر خوشنودون مین شمار کی گئی کہ کیسی ہی ذلت کی بات سے امتحان ہوا بکشادہ پیشانی اوسکو بجا لائے اَقُوْلُ فَمِنْ اَهَمِّ مَا نَذْکُرُهُ هٰهُنَا اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَمَرَ فِتْیَانَهُ بِاسْتِقَاءِ الْمَاءِ لِکَوْنِهِ مُکَلَّفاً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ بِالتَّکْلِیْفِ الْبَاطِنِیْ مین کہتا ہون بہت ضروری بات جو اس مقام پر کہنی بیان کرنی ہی وہ یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہمراہیون کو بہت سا پانی بھرنے کا جو حکم دیا تھا اسکا سبب یہی تھا کہ خدا نے آپ پر اس پانی پلانے کو بنظر تکلیف باطنی کے واجب کیا تھا وَهُوَ تَکْلِیْفُهُ الْخَاصُّ اور یہ تکلیف اور وجوب حضرت کی ذات خاص سے متعلق تھا وَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ عِلْمُهُ قَبْلَ وُرُوْدِ عَسْکَرِ الْحُرِّ مَعَ اَنَّهُ مَا کَانَتْ قَرِیْنَةٌ ظَاهِرِیَّةٌ دَالَّةٌ عَلَیْهِ اور دلیل اس بیان پر یہی ہی کہ قبل آنے لشکر حر کے آپ کو معلوم ہو گیا حالانکہ کوئی قرینہ بظاہر اسکا نتھا فَعَلِمَ ذٰلِكَ مِنْ عِلْمِهِ الْمَکْنُوْنِ الْحَاصِلِ لَهُ بِتَعْلِیْمِ جَدِّهٖ وَاَبِیْهِ وَبِالنَّظَرِ اِلَی صَحِیْفَتِهِ الْخَاصَّةِ پس اس لشکر کی آمد کو آپ نے اپنے علم باطنی سے معلوم کیا تھا جس علم کی تعلیم اپنے جد و پدر سے آپکو ہوئی تھی

اور اپنی صحیفۂ خاص مین اسکو لکھا دیکھا تھا فَکُلُّ مَا فَعَلَہٗ مِنْ کَثْرَۃِ بَذْلِ الْمَاءِ وَالْمُلَاطَفَاتِ
الَّتِی قَدْ سَمِعْتَہَا فِی حِکَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ الطَّعَّانِ مَعَ عِلْمِہٖ بِاَنَّہُمْ ہُمُ الَّذِیْنَ یَمْنَعُوْنَہٗ
مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ اَیَّامٍ قَلَائِلَ پس جو کچھ آپ نے کیا زیادہ پانی خرچ کرنے سے اور وہ
الطاف اور مہربانی جو روایت علی بن طعان مین گذر چکی ہو باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ
یہ وہی لوگ ہین جو کہ چند روز کے بعد پانی آپ پر بند کرینگے اِنَّمَا فَعَلَہٗ لِاَنَّ اللّٰہَ یَبْتَلِی
اَوْلِیَائَہُ الْکَامِلِیْنَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ الْاِبْتِلَاءِ اسی واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے
یہ سب باتین کین کہ خدائے تعالیٰ اپنے کامل دوستونکا امتحان اسی قسم کا کرتا ہو وَیَنْظُرُ اِلٰی
اِمْتِثَالِہِمْ وَاِطَاعَۃِ قُلُوْبِہِمْ وَجَوَارِحِہِمْ وَاَرْکَانِہِمْ اور اون کی فرمانبرداری اور
دلی اطاعت کو اور اعضای جسمانی کی حرکات اور سکنات کو اپنے حکم کی بجاآوری مین دیکھتا ہی
فَقَدْ فَعَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَعَہُمْ فِعْلًا وَعَمِلَ بِاَعْدَائِہٖ عَمَلًا لَا یَزِیْدُ عَلٰی ذٰلِکَ
مَا یَفْعَلُ الْمَرْءُ بِاَخَصِّ اَوْلِیَائِہٖ وَاَعَزِّ اَقْرِبَائِہٖ آپ نے اون لوگون کے ساتھ بکشادہ پیشانی
وہ کام کیا کہ آدمی اپنے خاص دوستون کے ساتھ اور نہایت عزیز رشتہ دارون کے ساتھ بھی اس سے
زیادہ نہین کرتا ہو باوجودیکہ وہ دشمن تھے وَیُؤَیِّدُکَ فِی تَشْدِیْدِ الْمُدَّعٰی مَا سَمِعْتَ
مِنْ اَنَّ اَصْحَابَہٗ یَسْقُوْنَ دَوَابَّہُمْ اور اس دعوی کی تائید اوس مضمون سے ہوتی ہو
جو اوپر گذر چکا کہ اصحاب حضرت کے جب انکے اونٹ اور گھوڑون کو پانی پلاتے تھے تو
اسقدر پلاتے تھے حَتّٰی اِذَا عَبَّتْ فِیْہَا ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا کَانُوْا یَعْزِلُوْنَ عَنْہَا
الطِّسَاسَ تا اینکہ جب تین مرتبہ یا چار یا پانچ مرتبہ وہ جانور خوب پانی پی لیتا تھا اوسوقت
طشت وغیرہ اوسکے سامنے سے ہٹاتے تھے فَمَتٰی کَانَ شَأْنُہُمْ فِی سَقْیِ الدَّوَابِّ
ہٰکَذَا فَمَا ظَنُّکَ فِی سَقْیِ الْفُرْسَانِ وَالرُّکْبَانِ جب اون کا اہتمام جانورون کے
پلانے مین اسقدر تھا خیال کرنا چاہیے کہ اون کے سوارون کی پیاس
بجھانے مین اہتمام کی کیا کیفیت ہوگی وَمِنْ لَطَائِفِ الْمَقَامِ اَنَّ تَکْلِیْفَہُ
الْبَاطِنِیَّ لِسَقْیِ اَعْدَائِہٖ لَمْ یَکُنْ مُنْحَصِرًا فِی ذٰلِکَ الْیَوْمِ اور لطائف
مقام سے یہ بھی ایک بات ہو کہ یہ تکلیف باطنی جناب امام حسین علیہ السلام کی

کہ اپنے دشمنون کو پانی پلامین فقط آج ہی کے دن کے واسطے مخصوص نتھی بل الحسین
علیہ السلام سقاهم ثلاث مرات بلکہ آپ نے اپنی تمام عمر مین تین مرتبہ کوفیون کو
پانی پلایا مرۃ فی الکوفۃ حین الجدب ایک مرتبہ جب کوفہ مین قحط سالی ہوئی تھی اور پانی
نایاب ہوگیا تھا وقد استغاث الناس عند ابیہ امیر المومنین علیہ السلام
اور کوفیون نے فریاد و زاری کیے تھے جناب امیر علیہ السلام کے خدمت مین
فمع کون الحسن علیہ السلام حاضراً فی ذلک الیوم واکبر سناً واقدم علی الحسین
علیہ السلام انما امر علی الحسین علیہما السلام بذلک فدعا واستسقی
وسقی پس باوجودیکہ جناب امام حسن علیہ السلام اوسوقت موجود تھے سن مین بھی بڑے
تھے اور جناب امام حسین علیہ السلام پر مقدم تھے مگر جناب امیر علیہ السلام نے امام حسین
علیہ السلام ہی سے فرمایا کہ تم اس کام کو انجام دو آپ نے دعا کی طلب باران کی اور انکو
پانی پلایا ومرۃ ثانیۃ فی حرب صفین فانہ لما عز الماء یوماً فامر علی الحسین علیہ السلام
فاتی بالماء فسقاهم کما فی الخصائص اور دوسری مرتبہ جنگ صفین مین جب ایک دن
پانی لشکر مین بالکل نرہا جناب امیر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اوسوقت
آپ پانی لائے اور ان سب کو پلایا یہ دونون روایتین خصائص حسینیہ مین لکھی ہین
والمرۃ الثالثۃ ہی التی ذکرتہ فی ہذا الباب اور تیسری مرتبہ پانی پلانا کوفیونکو وہ تو یہی ہے
جسکا بیان اسی باب مین ہوا ہے فالحکمۃ الالہیۃ اقتضت فی ذلک اتمام الحجۃ
پس حکمت الٰہی تین بار پانی پلانے مین کوفیون کو مقتضی اتمام حجت کی تھی وهو کون الحسین
علیہ السلام من احق الاحقاء عند اہل الکوفۃ للماء اور وہ یہ بات ہے کہ جناب امام حسین
علیہ السلام سے زیادہ تر کوفیون کے نزدیک کوئی شخص دنیا مین مستحق پانی دینے کا نہ تھا
اور انکا حق پانی لینے مین کوفیون سے جسوقت یہ خود پیاسے ہون تمام دنیا سے کوفیون پر
زیادہ واجب ہو لانہ سقاهم وسکن عطشہم وبرد اکبادهم بالماء ثلاث مرات
اسلیے کہ اوس جناب نے اونکو پانی پلایا اور اونکی پیاس بجھائی اور اونکے جگر کو خنک کیا یعنی
تین مرتبہ فمع قطع النظر من انہ سبط نبیہم او حجۃ من حجج اللہ او انہ سید شباب

اَہلِ الجَنّۃِ پس قطع نظر اس بات کی کہ وہ جناب اونکے نبی کے نواسہ تھے یا یہ کہ وہ امام
زمانہ تھے یا یہ کہ وہ سردار جوانان بہشت کے تھے وَاَیضاً مَعَ قَطعِ النَّظرِ اِلَی اِستِحقَاقٍ
عَامٍّ لِکُلِّ ذِی رُوحٍ فِی المَاءِ الجَارِی وَقَد یَلَغُ فِیہِ الکِلَابُ وَالخَنَازِیرُ
وَیَشرَبُہُ الاَنعَامُ وَالدَّوَابُّ اور اس بات سے بھی قطع نظر کرو کہ آب جاری مین ہر ایک
ذی روح کو استحقاق پینے کا ہی یہان تک کہ کتے اور سور اوسمین لوٹتے ہین اور روکا
نہین جاتا ہی اور چوپایہ جانور سب اوسمین سے بے تکلف پیتے ہین کَانَت لَہٗ خُصُوصِیَّۃٌ
خَاصَّۃٌ فِی ذٰلِکَ المَاءِ بِاَنَّ الفُرَاتَ کَانَ مِن نِحلَۃِ اللہِ لِفَاطِمَۃَ الزَّہرَاءِ اُمِّہٖ حِینَ
تَزوِیجِہَا مِن عَلِیٍّ ان سب باتون کے علاوہ ایک بڑا حق امام حسین علیہ السلام کا فرات
مین یہ تھا کہ بروز عقد جناب سیدہ علیہا السلام وہ نہر مہر مین آپ کے مادر گرامی کے خدا نے
دی تھی وَاَیضًا کَانَت لِلحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ خُصُوصِیَّۃُ المُعَاوَضَۃِ مِنہُم فِی سَقیِ المَاءِ لِاَنَّہٗ
سَقَاہُم ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اور سب سے بڑھکر یہ خصوصیت معاوضہ کی تھی پانی پلانے مین کہ
آپ نے اونکو تین مرتبہ عین تشنگی مین پانی پلایا تھا فَوَا اَسَفَاہُ کَیفَ نَقُولُ مَا جَرٰی
عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ مِن شِدَّۃِ العَطَشِ پس ہزار افسوس کہ مین کس زبان سے بیان
کرون کہ شدت تشنگی سے جناب امام حسین علیہ السلام پر کیسی اذیت پہونچی وَکَیفَ کَانَ اشتِدَادُ
العَطَشِ بِہٖ وَبِاَطفَالِہٖ حَتّٰی اَنَّہٗ لَمَّا استَیئَسَ مِن حَیَاتِہٖ فَقَالَ قَولاً یُحرِقُ قَلبِی بِتَذکَارِہٖ
تا اینکہ جب اوس جناب کو اپنی زندگی سے یاس ہو گئے ایسا کلام ارشاد فرمایا کہ جسکے ذکر کرنے سے
میرا دل جلا جاتا ہی قَالَ فِی الخَصَائِصِ الحُسَینِیَّۃِ لَمَّا عَلِمَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہُم یَقطَعُونَ
بِاَنَّہٗ لَا یَعِیشُ خصائص حسینیہ مین روایت کی ہی کہ جب حضرت کو معلوم ہو گیا کہ اب کوفیون کو بھی
یقین اس امر کا ہی کہ مین زندہ نہ ہونگا فَقَد تَکَلَّمَ بِکَلَامٍ لَم یَقُل ذٰلِکَ قَبلَہٗ مِنَ الغَیرَۃِ اوسوقت
آپ نے ایسا ایک کلمہ کہا کہ اوس سے پہلے بسبب غیرت کے اوسکا آپ نے اظہار نہین کیا تھا
وَھُوَ اَنَّہٗ قَالَ اسقُونِی قَطرَۃً مِنَ المَاءِ فَقَد تَفَتَّتَ کَبِدِی مِنَ الظَّمَاءِ وَبَعدَہٗ اَیضًا لَم
یُعطُوہُ آپ نے فرمایا کہ یک قطرہ پانی کا مجھے اوسوقت پلا دو میرا جگر حرارت تشنگی سے
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہی پھر بھی اون لوگون نے نہ دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

باب بستم[۲۰] خطبہ جناب ابو عبد اللہ الحسین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وادائے فریضۂ ظہر باجماعۃ جس مین لشکر حُر بن یزید ریاحی بھی شامل تھا

قَالَ الرَّاوِی وَکَانَ مَجِیُّ حُرِّ بْنِ یَزِیْدَ مِنَ الْقَادِسِیَّۃِ روایت مین ہو کہ
حر نے جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اوسدن وہ قادسیہ
سے چلکر آیا تھا وَکَانَ ابْنُ زِیَادٍ بَعَثَ الْحُصَیْنَ بْنَ نُمَیْرٍ اَنْ یَّنْزِلَ
الْقَادِسِیَّۃَ وَیُقَدِّمَ الْحُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ فِیْ اَلْفِ فَارِسٍ یَسْتَقْبِلُ بِھِمُ الْحُسَیْنَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ابن زیاد نے حصین بن نمیر کو روانہ کر کے حکم دیا تھا کہ وہ قادسیہ
مین بطور کمک کے ٹھہرے اور حر اوسکے سامنے ہزار سوارون کو لیکر جناب
امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ کرے فَلَمَّا جَاءَ الْحُرُّ وَسَقَاہُ وَاَصْحَابَہُ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ فِی الْبِحَارِ فَلَمْ یَزَلِ الْحُرُّ مُوَافِقًا لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی حَضَرَتْ
صَلٰوۃُ الظُّہْرِ جب حر حضرت کے پاس پہونچا اور آپ نے اوسکو اور اوسکے اصحاب کو پانی
پلوایا اب بحار کی روایت یہ ہو کہ حر مع اپنے سوارون کے سامنے حضرت کے کہڑا رہا اور کچھ
کلام اور کسی قسم کے گفتگو اوسوقت تک نہین ہوئی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا فَاَمَرَ الْحُسَیْنُ
حَجَّاجَ بْنَ مَسْرُوْقٍ اَنْ یُّؤَذِّنَ اوسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے حجاج ابن
مسروق کو جو مؤذن حضرت کے تھے حکم دیا کہ اذان کہو فَلَمَّا حَضَرَتِ الْاِقَامَۃُ
خَرَجَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اِزَارٍ وَرِدَاءٍ وَنَعْلَیْنِ فَحَمِدَ اللہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ
جب اقامت کا وقت آیا حضرت امام حسین علیہ السلام صف جماعت کے آگے
آکر کھڑے ہوے اور ایک خطبہ حمد وثناء الٰہی مین پڑہا ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ
اِنِّیْ لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِیْ کُتُبُکُمْ وَقَدِمَتْ عَلَیَّ رُسُلُکُمْ اَنْ اَقْدِمْ عَلَیْنَا
بعد ادائے خطبہ آپ نے فرمایا کہ اے گروہ کوفہ مین تمہارے جوار مین نہ خود نہین آیا ہون بلکہ

تمہارے خطوط میری طلب مین پہونچے ہین اور تمہارے بھیجے ہوے چند آدمی میرے
پاس گئے ہین یہ درخواست لیکر کہ آپ ہماری طرف تشریف لاے فَاِنَّہٗ لَیْسَ
لَنَا اِمَامٌ لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْمَعُنَا وَاِیَّاکُمْ عَلَی الْھُدٰی وَالْحَقِّ زبانی یہی
لوگون نے کہا تھا اور خطون مین بھی یہی تم نے لکھا تھا کہ ہمارے واسطے کوئی امام اور
پیشوا نہین ہے آپ کے تشریف لانے سے کیا عجب ہے کہ ہمکو اور آپکو ہدایت اور حق
مین خدا اکھٹا کردے یعنی ہمکو آپ کی اطاعت سے ہدایت حاصل ہو فَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی
ذٰلِکَ فَقَدْ جِئْتُکُمْ فَاَعْطُوْنِیْ مَا اَطْمَئِنُّ اِلَیْہِ مِنْ عُھُوْدِکُمْ
وَمَوَاثِیْقِکُمْ پس اگر تم سب اب بھی اُسی عقیدہ پر باقی ہو پھر مین تو آہی پہونچا
اب تمکو ایسی بات کرنی چاہیے کہ جس سے مجھے تم پر اطمینان ہوجاے اور عہد پیمان تازہ
مجھسے کرو وَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَکُنْتُمْ لِقُدُوْمِیْ کَارِھِیْنَ اِنْصَرَفْتُ عَنْکُمْ
اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ جِئْتُ عَنْہُ اِلَیْکُمْ اور اگر تم ایسا نکرو اور میرا آنا
تمکو ناپسند ہے مین پلٹ جاؤن اُسی طرف جہان سے مین آیا ہون فَسَکَتُوْا عَنْہُ
وَلَمْ یَتَکَلَّمُوْا بِکَلِمَۃٍ یہ درخواست حضرت کی سنکر وہ سب چپ ہوگئے اور کسی نے کچھ جواب
نہین دیا قُلْتُ قَدْ بَرِءَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ اَدَاءِ الْوَاجِبِ الَّذِیْ
شُغِلَتْ بِہٖ ذِمَّتُہٗ بِالتَّکْلِیْفِ الظَّاھِرِ یہ مین کہتا ہون کہ اب بری الذمہ
ہوگئے جناب امام حسین علیہ السلام اُس واجب کے ادا کرنے سے جو بنظر تکلیف ظاہر شریعت
کے آپ پر واجب تھا وَھُوَ اَنَّ عَامَّۃَ النَّاسِ اِذَا دَعَوْا اِمَامَھُمْ لِلْبَیْعَۃِ
وَاِنْفَاذِ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاھِیْ وَلَمْ یَکُنْ ھُنَاکَ قَرِیْنَۃٌ ظَاھِرَۃٌ عَلٰی
خِلَافِ مُلْتَمَسِھِمْ فَیَجِبُ عَلَی الْحُجَّۃِ اَنْ یُجِیْبَ دَعْوَتَھُمْ وَیُبَلِّغَھُمْ مَا یَجِبُ
عَلَیْہِ مِنَ التَّبْلِیْغِ اور وہ واجب شرعی یہ ہے کہ جب عوام امت اپنی امام کو طلب کرین کہ
ہم آپ کی بیعت کرینگے اور احکام شریعت جاری کرینگے اور کوئی قرینہ بظاہر ایسا نہو کہ
انکی درخواست کے خلاف پر دلالت کرتا ہو اوس وقت حجت خدا نبی یا امام پر واجب ہے
کہ انکی دعوت قبول کرے اور اون تک اپنے تیئن پہونچائے اور جو حکم خدا کا اُسکا امت پر

بھو نچایا واجب ہی اُسکو اُن پر ظاہر کردے کَمَا فَعَلَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ جیسا کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام نے کیا کہ اُنکی بلانے پر تشریف بھی لائے اور اظہار بھی کردیا ثُمَّ لَمَّا
کَانَ ذٰلِکَ الْخِطَابُ اِلَیْہِمْ بَعْدَ سَقْیِہِمُ الْمَاءَ وَبَعْدَ الْمُلَاطَفَاتِ الَّتِی
ذَکَرْتُہَا فَلِہٰذَا لَمْ یُجِبْ اَحَدٌ مِنْہُمْ عَلٰی جَوَابٍ بَلْ سَکَتُوا پھر چونکہ یہ خطبہ
آپ نے اُنکی سامنے بعد پانی پلانے کے اور بعد بہت سے مہربانی اور الطاف کرنے کے پڑھا
تھا اسی سبب سے کسی کو جسارت جواب کی نہوئی بلکہ اگرچہ دلونمین اُنکی جو کچھ تھا وہ ظاہر نہ
مگر اُس وقت چپ رہے قَالَ الرَّاوِی فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْمُؤَذِّنِ اَقِمِ
الصَّلٰوۃَ فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ راوی کہتا ہی کہ حضرت نے اپنے مؤذن سے کہا کہ اقامت نماز کہو
چنانچہ اقامت بھی کہی گئی فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ اَتُرِیْدُ اَنْ تُصَلِّیَ بِاَصْحَابِکَ
فَقَالَ الْحُرُّ لَا بَلْ تُصَلِّیْ اَنْتَ وَنُصَلِّیْ بِصَلٰوتِکَ فَصَلّٰی بِہِمُ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کہتا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حُر سے کہا کہ تو نے اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ الگ نماز پڑھیگا حر نے عرض کی کہ نہین آپ نماز پڑھائیے اور ہم سب آپکے پیچھے نماز پڑھینگے پس حضرت
اون سب کے ساتھ نماز ظہر بجماعت پڑھی قُلْتُ اِنَّمَا قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ ظَنًّا مِنْہُ عَلَی الظَّاہِرِ اَنَّہُمْ لَمَّا اَرَادُوْا
مُحَارَبَتِیْ وَاعْتَقَدُوْا بِخِلَافَۃِ یَزِیْدَ فَعَسَاہُمْ اَنْ یَعْتَقِدُوْنِیْ بَاغِیًا عَلَیْہِ مین کہتا ہون کہ حر سے جو آپ نے
یہ پوچھا کہ تو نماز الگ پڑھیگا ظاہر حال سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ آپکو خیال ہوا جب یہ لوگ مجھسے لڑنے آئے ہیں
اور انکو اعتقاد خلافت یزید کا ہی کیا عجب ہی کہ مجکو باغی سمجھتے ہون فَلَا یَعْتَقِدُوْنَ بِاِسْلَامِیْ اَوْ بِعَدَالَتِیْ فَکَیْفَ
یَاْتَمُّوْنَ بِیْ پس اسلام میرے یا عدالت کے یہ لوگ معتقد نہونگے پس کیونکر میرے پیچھے نماز پڑھینگے فَاَجَابَ الْحُرُّ بِاَنَّہٗ
لَا یَعْتَقِدُ خُرُوْجَہٗ بَاغِیًا بَلْ یَعْتَقِدُہٗ مُسْلِمًا وَاِمَامًا عَادِلًا وَاِنَّہٗ مَعَ مَنْ صَحِبَہٗ یُصَلِّیْ خَلْفَہٗ پس حر نے
جواب دیا کہ وہ آپ کی تشریف لانے کو بغاوت نہین سمجھتا ہی بلکہ آپ کو مسلمان یا امام عادل اپنے عقیدے میں جانتا ہے
اور وہ خود مع اپنے ہمراہیون کے نماز پڑھیگا وَاَیْضًا قَدْ ثَبَتَ مِنْہُ کَرَاہَۃُ الْاِیْتِمَامِ بِمَنْ لَا یَعْتَقِدُہٗ اِمَامًا
عَادِلًا وَثِقَۃً اور یہ بھی آپ کے فرمانے سے ثابت ہوا کہ جس پیشنماز کو آدمی عادل ثقہ نجانتا ہو اسکے پیچھے
پڑھنا شریعت مین ناپسند ہی وَکَرَاہَۃُ اَنْ یَؤُمَّ الرَّجُلُ مَنْ لَا یُحْسِنُ بِہِ الظَّنَّ اور یہ بھی مسئلہ اسی قول سے حضرت کے ثابت ہوا کہ
امام اور پیش نماز کو مکروہ ہی ایسے شخص کو اپنے پیچھے نماز پڑھانی جو اسکی نسبت حسن ظن نرکھتا ہو یعنی اسکو عادل نہ

باب بست و یکم فوائد حر کے لشکر کو اپنے پیچھے نماز پڑھانے کی اور جواب ایک شبہ کا جو اسمین وارد ہوتا ہی

تذنیبٌ ههُنا اشکالٌ فقهیٌ اس مقام پر ایک اعتراض کا ذکر کیا جاتا ہی جو علم فقہ سے متعلق ہی وهو ان الحسین علیه السلام لکونه فی السفر المباح بل الواجب لا بد ان یکون مقصرا فی صلوته وہ یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام سفر مباح بلکہ واجب مین تھے ضرور چار رکعتی نمازمین قصر کرتے ہونگے والحر واتباعه لکونهم خوارج یکون سفرهم هذا حراما فلا یجوز لهم القصر اور حر مع اپنے اصحاب کے چونکہ امام پر خروج کرکے آیا تھا انکا سفر حرام تھا وہ قصر نہین کرسکتے تھے بلکہ اون پر پوری نماز پڑھنی واجب تھی وقد صلی الحر واصحابه مع الحسین علیه السلام واقتدوا به فی کلتا الفریضتین حالانکہ حر نے مع اپنے اصحاب کے دونون وقت کی نماز حضرت کے ساتھ پڑھی فان قصر هؤلاء فکیف صحت صلوتهم والحال هذه وان اتموا فهو ایضا لا یخلو عن اشکال پھر اگر ان لوگون نے بھی نماز مین قصر کیا تو انکا سفر حرام تھا کیونکر قصر کرسکتے تھے اور اگر پوری نماز پڑھتے اسمین بھی اشکال ہی علی انه کیف سال الحسین علیه السلام ان یصلوا وهم من الخوارج المنکرین للامام فلا یصح عنهم عمل لخروجهم عن الدین علاوہ یہ ہی کہ چونکہ وہ سب خارجی منکر امامت تھے کوئی عمل انکا صحیح نہ تھا پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن سے نماز پڑھنے کی درخوست کیون کی والجواب عن تلک الشبهة ان الحسین علیه السلام قد قال للحر اتصلی بصلوتک کما مر اور جواب اس شبہ کا یہ ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر سے اتنا ہی کہا تھا کہ تو جدا گانہ اپنی نماز پڑھیگا یا نہین وهذا یدل علی انه اراد استکشاف الامر من عزائمهم اور یہ فرمانا حضرت کا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ آپکی غرض اس سے یہ تھی کہ انکی نیتون کا حال دریافت کیا جائے وانهم ماذا یعتقدون فی امر امامته اور یہ بھی معلوم ہو جاے کہ انکا عقیدہ میری امامت مین کیسا ہے

وَهَلْ يَعْتَقِدُونَهُ إِمَامًا حَقًّا أَوْ يَعْتَقِدُونَ الْخِلَافَةَ لِيَزِيْدَ وَأَنَّهُ بَاغٍ عَلَيْ
الْعِيَاذُ بِاللهِ آیا اُس جناب کو امام برحق جانتے ہین یا کہ یزید کو خلیفہ جان کر اُس جنا
کو معاذ اللہ باغی سمجھتے ہین وَلَمَّا كَانَ فَرَزْدَقُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْمُوَافِقِيْنَ لِلْحُسَيْنِ
قَدْ أَخْبَرُوْهُ بِأَنَّ قُلُوْبَ أَهْلِ الْكُوْفَةِ مَعَكَ وَسُيُوْفَهُمْ عَلَيْكَ اور پھر جو
مثل فرزدق شاعر وغیرہ کی جو لوگ حضرت سے راہ مین ملتے تھے اونہون نے بیان کی
تھا کہ دل سے اہل کوفہ آپ کی امامت کے معتقد ہین مگر لڑنے پر بھی آپ سے تیار ہین
فَيَحْتَمِلُ عَلَى ظَاهِرِ الشَّرْعِ أَنَّ أَهْلَ الْكُوْفَةِ إِنَّمَا يُحَارِبُوْنَهُ لِلْأُمُوْرِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَيَظُنُّوْ
يَزِيْدَ وَأَتْبَاعَهُ سَلَاطِيْنَ الْجَوْرِ لَا أَئِمَّةَ الدِّيْنِ پس ظاہر شریعت پر احتمال ہو
تھا کہ اہل کوفہ آپ سے سلطنت دنیوی کے واسطے لڑتے ہین اور یزید اور تابعان یز
بادشاہ ظالم سمجھتے ہین امام برحق نہین جانتے فَلَمَّا أَجَابَ الْحُرُّ بِأَنَّهُ يَقْتَدِيْ بِهِ فِي الصَّلٰ
وَلَمْ يُنْكِرْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ الْاِقْتِدَاءِ پس جسوقت حر نے یہ جواب
کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیگا اور ہمراہیان حر مین سے کسی نے انکار نکیا کہ انکے پیچھے نم
پڑھنی چاہیے وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا قَالَ حَصِيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ يَوْمَ عَا
إِنَّ صَلٰوتَكَ لَا تُقْبَلُ وَقَدْ غَارَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ رَحِمَهُمُ اللهُ اور
ہمراہیان حر مین سے وہ کلام شقاوت انجام نہین کہا کہ جو حصین بن نمیر نے بروز عاشو
حضرت کو کہا تھا کہ تمھاری نماز معاذ اللہ مقبول نہین ہی یعنی خلیفہ پر خروج کیا ہی ا
اسی کلام پر حضرت حبیب بن مظاہر کو طیش آیا فَظَهَرَ مِنْ قَوْلِ الْحُرِّ وَأَتْبَاعِهِ فِيْهِ مِنْ
أَنَّهُمْ إِلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمِ لَيْسُوْا مِنَ الْخَوَارِجِ وَالنَّوَاصِبِ وَإِنْ سَارُوْا مِنَ الْكُوْفَةِ لِيَمْنَعُ
مِنَ الْمَسِيْرِ وَيَذْهَبُوْا بِهِ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ پس ظاہر ہوا حر کے اس کہنے سے کہ مین آپکے
نماز پڑھونگا اور ہمراہیان حر کی بھی انکار نکرنے سے کہ وہ سب لوگ اس وقت تک خار
اور ناصبی نہین ہین اگرچہ کوفہ سے آئے ہین کہ آپ کو اور کسیطرف جانے ندین اور ا
کے پاس لیجائین وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُ الْحُرِّ أَيْضًا كَمَا يَأْتِيْ إِنِّيْ مَا أُمِرْتُ بِقِتَالِكَ إِنَّمَا
أَنْ آتِيَ بِكَ إِلَى الْأَمِيْرِ ابْنِ زِيَادٍ اور نیز حر کی اس کلام سے بھی ظاہر ہوگا جو آیندہ

کہ مین آپ سے لڑنے پر مامور نہین ہوا ہون بلکہ مجھے تو اسیقدر حکم ہی کہ آپکو ابن زیاد کے پاس لیجاؤن فَلَمَّا ظَهَرَ مِنْ نِيَّاتِهِمْ اَنَّهُمْ لَيْسُوا مِنَ الْخَوَارِجِ اِلٰى ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَاِنْ كَانَ سَفَرُهُمْ مَعْصِيَةً قَبْلَ ذٰلِكَ الظُّهُوْرِ لٰكِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْقَصْرُ فِي الْمَقَامِ جب اُنکے نیتین ظاہر ہوگئین اور معلوم ہوا کہ اونہون نے امام پر خروج نہین کیا ہے اگرچہ یہ سفر اون کا حرام تھا لیکن اسوقت نماز کا قصر کر سکتے ہین اور اور نماز صحیح بہی ہوسکتی ہے وَاَيْضًا اِذَا رَجَعُوْا اِلٰى اَوْطَانِهِمْ فَيُحْكَمُ عَلَيْهِمْ بِالْقَصْرِ اَيْضًا جب وہ اپنے وطن کو پلٹ جاین اثناء راہ مین بہی قصر کرینگے اسلئے کہ سفر حرام سے جو شخص اپنے وطن کو پلٹے اور کسی اور وجہ سے پلٹتے وقت اُسکا سفر حرام نہو تو وہ قصر کر سکتا ہی بنا بر فتوی بعض علما کے فَثَبَتَ مِنْ هٰذَا صِحَّةُ الْاِقْتِدَاءِ وَالْاِيْتِمَامِ لِلْحُرِّ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ نماز حر اور اصحاب حر کی جو حضرت کے پیچھے پڑھتے تھے صحیح تھی اور وہ نماز قصر کے طور پر پڑھی تہی وَظَهَرَ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ اَتُصَلِّيْ لِصَلٰوتِكَ مَعْنًى اٰخَرُ وَاِنْ لَمْ يَفْهَمْهُ الْمُخَاطَبُ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْفُرْسَانِ اَيْضًا آپ کا ارشاد جو حر سے ہوا کہ آیا وہ اپنے نماز الگ پڑھیگا اسکے ایک اور معنی بھی ظاہر ہوئے اگرچہ حر اور اُسکے ہمراہیون کی سمجھ مین نہ آیا ہو وَهُوَ الْمَعْنَى الدَّافِعُ لِجَمِيْعِ الْاِحْتِمَالَاتِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا فِيْ اِيْرَادِ الشُّبْهَةِ وَجَوَابِهَا اور یہ وہ معنی ہین جو کہ تمام احتمالات مذکورہ شبہ کو دفع کرتے ہین اور جملہ احتمالات کے جواب پر شامل ہین وَتَفْصِيْلُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَتُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ الَّتِيْ تَزْعَمُهَا صَحِيْحَةً وَهِيَ لَيْسَتْ بِصَحِيْحَةٍ بَلْ بَاطِلَةٌ سَوَاءٌ قَصَرْتَهَا اَوْ اَتْمَمْتَ تفصیل اس معنی کی یہ ہے آپنے حر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی وہ نماز الگ پڑھیگا جسکو تو صحیح سمجھتا ہی اور وہ صحیح نہین ہی بلکہ باطل ہی قصر کرے خواہ پوری پڑھے فَاِنَّ صِحَّةَ الْاَعْمَالِ الْفَرْعِيَّةِ كَالصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا مَشْرُوْطَةٌ بِصِحَّةِ اُصُوْلِ الْخَمْسِ وَمِنْ جُمْلَتِهَا الْاِمَامَةُ اسلئے کہ اعمال فروع دین کے صحیح ہونے کی شرطیہ ہی کہ اصول دین کا عقیدہ صحیح ہو اور منجملہ پانچون اصول دین کے ایک امامت بھی ہی فَاِنَّ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یہ اسلئے کہ جو شخص اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے یہان تک کہ مرجاے اُسکی موت جاہلیت پر ہوگی یعنے بیدین مرے گا هٰذَا عَلٰى تَقْدِيْرِ كَوْنِ

الحُرُّ مُعْتَقِدًا بِخِلَافَةِ يَزِيْدَ یہ معنی اُسوقت مراد ہونگے کہ اگر حر خلافت یزید کا معتقد ہو
فَلَمَّا اَجَابَ الحُرُّ بِقَوْلِهٖ لَا ثَبَتَ كَوْنُهٗ مُسْلِمًا غَيْرَ بَاغٍ عَلَيْهِ جب حر نے جواب دیا کہ نہین
اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ مسلمان ہی اور آپ کو امام جانتا ہی اور آپ پر بغاوت نہین کی
اَوْ يَكُوْنُ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ تُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ الَّتِيْ تُصَلِّيْهَا مَقْصُوْرَةً
مُنْذُ يَوْمِ خُرُوْجِكَ مِنَ الْكُوْفَةِ یا مراد حضرت کی یہ تہی کہ حر سے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی
وہی نماز الگ پڑہیگا جسکو تو قصر کرکے پڑہتا ہی جس دن سے کوفہ سے چلا ہی مَعَ اَنَّهَا
لَا تَصِحُّ فَاِنَّ سَفَرَكَ حَرَامٌ يَجِبُ عَلَيْكَ اِتْمَامُ الصَّلٰوةِ اسلئے کہ سفر تیرا حرام ہی نماز
تجکو پوری پڑہنی چاہیے هٰذَا اِذَا لَمْ يَكُنِ الْحُرُّ مُعْتَقِدًا بِخِلَافَةِ يَزِيْدَ بَلْ يَعْتَقِدُ
الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِمَامًا حَقًّا لٰكِنْ اِنَّمَا اَتٰى لِيُحْجِعَهٗ طَلَبًا لِمَا فِيْهِ نَيْلُ الْعَاجِلِ
مِنْ دُنْيَاهُ یہ معنی تو آپ کے قول کے اوسوقت ہین جبکہ حر خلافت یزید کا معتقد نہو بلکہ
حضرت کو امام حق جانتا ہو مگر آپ کے راہ روکنے کے واسطے فقط بطمع دنیا کوفہ سے نکلا ہو فَيَكُوْنُ
سَفَرُهٗ حَرَامًا وَالصَّلٰوةُ لَا يَجُوْزُ الْقَصْرُ فِيْهَا وَيَثْبُتُ مَا اَخْبَرَ بِهِ الْفَرَزْدَقُ وَغَيْرُهٗ
اَنَّ قُلُوْبَهُمْ مَعَكَ وَسُيُوْفَهُمْ عَلَيْكَ پس سفر حر کا حرام ہوگا نماز کا قصر جایز نہوگا
اور جو فرزدق وغیرہ نے کہا تہا وہ ثابت ہوجائیگا کہ دل کوفیون کے آپ کی امامت
کے معتقد ہین مگر لڑنے پر بہی آپ سے طیار ہین اَوْ اَرَادَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهٖ
لِلْحُرِّ اَتُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ اَنَّهٗ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ بَاغِيًا عَلَيْهِ وَلَا مُنْكِرًا مِنْ اِمَامَتِهٖ
یا حضرت نے جو حر سے فرمایا کہ تو اپنی نماز الگ پڑہیگا اوس سے مراد یہ ہو کہ اگرچہ حر باغی
نہین ہی اور نہ آپ کی امامت کا منکر ہی لٰكِنَّهٗ يَخَافُ وَيَتَّقِيْ مِنِ ابْنِ زِيَادٍ وَغَيْرِهٖ
تُقَاةً فَلَوِ اقْتَدٰى بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الصَّلٰوةِ لَاَصَابَهٗ
ضَرَرٌ فِيْ عِرْضِهٖ اَوْ مَالِهٖ اَوْ دَمِهٖ لیکن حر کو خوف ہی اور تقیہ کرتا ہی کہ
اگر حضرت کے پیچھے نماز پڑہیگا اوسکی آبرو یا مال یا جان کو ضرر پہونچیگا
فَمَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ تِلْكَ الْحَالِ يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يَتَّقِيَ وَيُصَلِّيَ بِصَلٰوتِهٖ
عَلَى حِدَةٍ اور جو شخص ایسی حالت خوف مین ہو اوسکو بنظر تقیہ جائز ہی کہ اپنی نماز

الگ پڑھے فَکَاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَذِنَ لِلْحُرِّ اَنْ یُّصَلِّیَ بِصَلٰوتِہٖ اِنْ کَانَ خَائِفًا
پس گویا حضرت نے حر کو اجازت دی کہ اگر اوسکو خوف ہو تو اپنی نماز
جداگانہ پڑھے فَاَجَابَ الْحُرُّ بِقَوْلِہٖ لَا وَعُلِمَ مِنْہُ اَنَّہٗ لَا یَخَافُ
عَلٰی مَالِہٖ وَعِرْضِہٖ وَدَمِہٖ فِی الْاِقْتِدَآءِ بِالصَّلٰوۃِ بِہٖ پس حر نے
جواب دیا کہ اوسے حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے مین اپنی آبرو اور
مال اور جان کا کچھ خوف نہین ہے وَلَا یَخَافُ اَصْحَابُہٗ اَیْضًا
فِیْ ذٰلِكَ اور اوس کے اصحاب بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھنے
مین کچھ خایف نہین ہین هٰذَا مَا کَانَ مِنَ الْاَغْرَاضِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِالْجَوَابِ
الَّذِیْ اَتٰی بِہٖ الْحُرُّ یہان تک تو بیان اون فوائد کا تھا جو متعلق حر کے
جواب دینے سے تھے وَقَدِ اشْتَمَلَ ذٰلِكَ السُّؤَالُ اَغْرَاضًا اُخَرَ
لیکن ارشاد امام جو حر سے نماز پڑھنے کو ہوا اوسمین اور بھی چند اغراض تھے
مِنْهَا اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِخْتَبَرَ حَالَهُمْ فِیْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ
وَتَرْكِهَا اون مین سے ایک یہ بھی غرض ہو کہ آپ نے اون کے حال کا امتحان
کیا کہ پابند نماز پڑھنے کے ہین یا نماز بھی چھوڑ دی ہو وَهَلْ بَقِیَ فِیْهِمْ شَیْءٌ مِنْ
مَعَالِمِ الدِّیْنِ وَاِقَامَۃِ الشَّرَائِعِ اَمْ صَارُوْا فِی الْجَهَالَۃِ وَضَلُّوْا وَبَعُدُوْا
عَنِ الْحَقِّ حَتّٰی تَرَکُوْا سُنَنَ الْاِسْلَامِ اب کسی قدر نشانیان دین اسلام کی
اور مسائل شرعی کا برپا کرنا ان مین باقی بھی ہو یا جہالت بڑھ گئی ہو اور اسقدر
گمراہ ہو کر دین حق سے دور ہو گئے ہین کہ اسلام کے طریقے اور آداب شریعت
کو ترک کر دیا ہو وَارْتَدُّوْا عَلَی الْاَعْقَابِ فَهُمْ وَالْکُفَّارُ شَرْعٌ سَوَاءٌ اور
مثل اپنے باپ دادا کے کفر مین ہو گئے ہین پس اب یہ لوگ اور کفار دونون
برابر ہین وَاِنَّمَا کَانَ ذٰلِكَ الْاِمْتِحَانُ وَاجِبًا لِاَنَّہٗ یُرِیْدُ بَعْدَ الْفَرَاغِ
مِنْ قَوْلِہٖ هٰذَا اَنْ یُّخَاطِبَهُمْ بِخِطَابٍ اٰخَرَ اور یہ امتحان لشکر حر کا اسواسطے
واجب تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام بعد اسکے کہ اون سے درخواست نماز

پڑہنے کی کرین کچہہ اور بھی اون سے کہنا چاہتے تھے فَمَتٰی لَمْ یُعْرَفْ سِیَرُہُمْ
فِی بَقَائِہِمْ عَلَی الْاِسْلَامِ ظَاہِرًا کَیْفَ یَجُوْزُ اِلَیْہِمُ الْخِطَابُ بِالْخُطْبَۃِ
الثَّانِیَۃِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اور جب تک یہ معلوم نہو جائے کہ
یہ لوگ بظاہر دین اسلام پر باقی ہین کیونکر جائز ہو گا اونکی طرف خطاب کرنا
ایسی باتون سے جو دوسرے خطبہ مین آپ نے فرمائے ہین بعد پڑھنے نماز
عصر کے وَمِنْہَا اَنَّہُمْ اِذَا صَلَّوْا خَلْفَہٗ وَلَمْ یُنْکِرُوْا عَلَیْہِ فَقَدْ تَمَّتْ
عَلَیْہِمُ الْحُجَّۃُ ایک یہ بھی غرض حضرت امام علیہ السلام کی تھی کہ جب وہ لوگ
آپ کے پیچھے نماز پڑھ لین گے اور انکار نہ کرین گے پھر تو اون کے اوپر حجت
پوری پوری تمام ہو جائیگی فَاِنَّ مَنْ یُصَلِّیْ خَلْفَ اِمَامٍ لَا بُدَّ وَاَنْ یَعْتَقِدَہٗ
عَادِلًا اسلیے کہ جو شخص کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہی ضرور اوسکو مومن عادل
سمجھتا ہی وَلَا اَقَلَّ مِنْ اَنْ یَعْتَقِدَہٗ اَخَاہُ فِی الْاِسْلَامِ اور کم سے کم
یہ ہی بنا بر مذہب اہل سنت کے کہ اوسکو اپنا مسلمان بھائی تو سمجھتا ہی فَکَیْفَ
یَجُوْزُ لِلْمُصَلِّیْ خَلْفَ رَجُلٍ اَنْ یَقْتُلَہٗ اَوْ یُحَارِبَہٗ اب کیونکر جائز ہو گا
کہ جو شخص کسی کے پیچھے نماز پڑھے پھر اوسکو قتل کرے وَاِذَا قَتَلَہٗ اَوْ قَاتَلَ
مَعَہٗ فَصَدَقَ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُہٗ
جَہَنَّمُ اب اگر اوسکو قتل کرے یا اوس سے لڑے پس اس شخص پر مضمون
اس آیہ کا صادق ہو گا کہ جو شخص مومن کو عمداً قتل کرے ہمیشہ آتش دوزخ
سے جلیگا وَمِنْہَا اَنَّ الْحُرَّ وَاَصْحَابَہٗ وَہُمْ اَلْفُ فَارِسٍ اِذَا اقْتَدَوْا
بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الصَّلٰوۃِ فَیَشِیْعُ ذٰلِکَ الْخَبَرُ ایک یہ بھی غرض
کی تھی کہ حر اور ہزار سوار جسوقت آپ کے پیچھے نماز پڑھین گے تو یہ خبر مشہور ہوگی
حَتّٰی یَسْمَعَہٗ عَوَامُّ النَّاسِ یہان تک کہ عام مسلمان بھی اس خبر کو سنین گے
فَیَرْتَفِعُ عَنْ قُلُوْبِہِمْ شُبُہَاتُ الْخُرُوْجِ وَغَیْرِہٖ کَمَا نَسَبُوْا اِلَیْہِ
اَتْبَاعُ بَنِیْ اُمَیَّۃَ اس خبر کے سننے سے جو شبہ عوام الناس کے دل مین

پڑے ہین کہ معاذ اللہ خارجی کی نسبت بنی امیہ حضرت کی طرف دیتے ہین
وہ شبہ نکل جائین وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِمَامٌ حَقٌّ مُفْتَرَضٌ
بِطَاعَتِہٖ حَتّٰی صَلّٰی خَلْفَہٗ جَمَاعَۃٌ مِنْ مُسْلِمِی الْکُوْفَۃِ وَاَعْیَانِہِمْ
اور جانین گے عام لوگ کہ جناب امام حسین علیہ السلام امام برحق ہین اسلیے کہ
اون کے پیچھے کوفہ کے ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور نامی گرامی آدمی اوس
جماعت مین شریک تھے وَھٰذَا یَکُوْنُ اَنْفَعَ لِلشَّکِّ عَنْ قُلُوْبِہِمْ فَعَسٰی اَنْ
یَکُفُّوْا عَنْ حَرْبِہٖ وَیُطِیْعُوْہُ فِی الدِّیْنِ فَاِنْ لَمْ یَفْعَلُوْا لِبَعْدِ عِلْمِہِمْ بِذٰلِکَ
فَیَکُوْنَ الْحُجَّۃُ عَلَیْہِمْ اَتَمَّ شاید کہ اس رفع شک کے بعد آپ سے نہ لڑین اور آپ
کی اطاعت امور دین مین کرین اور اگر بعد اس علم کے بھی باز نہ آوین اوسوقت حجت
اونپر زیادہ تمام ہوگی وَمِنْہَا اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَحْسَنَ اِلَیْہِمْ فَسَقَاھُمْ وَ
نَجَّاھُمْ عَنِ الْعَطَشِ الَّذِیْ کَادَ اَنْ یَّمُوْتُوْا مِنْہُ یہ بھی ایک غرض حضرت کی تھی
کہ آپ نے اونپر احسان کیا تھا اون کو پانی پلایا تھا اور ایسی پیاس سے اونکو
نجات دی تھی کہ شاید اوسے پیاس سے وہ مرجاتے ثُمَّ اِذَا قَدْ دَنَا وَقْتُ
الصَّلٰوۃِ وَیُرِیْدُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْاِنْصِرَافَ وَلَا یَسِیْرُ مَعَہُمْ اِلَی الْکُوْفَۃِ
پھر جب بعد اس احسان مند ہونے کے وہ لوگ آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھ لین گے
اور حضرت امام حسین علیہ السلام قصد واپسی کا کرینگے اور اونکے ساتھ کوفہ کو نجاوینگے
فَعَسٰی اَنْ یَّاْخُذَھُمُ الرَّأْفَۃُ عَلَیْہِ وَعَسٰی اَنْ یَّتَنَدَّمُوْا عَلٰی مَا اَتٰی بِہِمْ مِنَ
الْمُوَاسَاتِ الَّتِیْ وَاسٰی بِہَا الْاِمَامُ اِلَیْہِمْ وَنَظَرًا اِلٰی اَنَّہُمْ اِخْتَارُوْہُ اِمَامًا
لِصَلٰوتِہِمْ پس شاید کہ اون کے دل مین ایک قسم کی محبت پیدا ہوجائے بہ نسبت
حضرت کے اور اونکو ندامت حاصل ہو اون مہربانیون کو یاد کرکے جو ابھی حضرت نے
اونپر کی ہین اور نیز اس خیال سے کہ اوس جناب کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہین
یہ فوائد جو بیان کیے گئے ہین وہی ہین جو قرینے سے ظاہر ہوتے ہین اور کیا عجب ہے
کہ حضرت اللہ کی اور بھی اغراض ہون جو ہمارے سمجھ مین نہین آئے وَاللہُ یَعْلَمُ

ف چوتھی غرض نماز پڑھانے کی

باب بست و دوم حر کے لشکر کو نماز عصر پڑھانے کے حضرت امام حسین علیہ السلام کا نصیحت کرنا اور حر کا سد راہ ہونا اور گفتگو سخت کا درمیان مین آنا جو در اصل بشارت وہی شہادت حر کی تھی

قَالَ فِي الْبِحَارِ ثُمَّ دَخَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهٗ بحار مین روایت کی ہی کہ ظہر کی نماز بجماعت پڑھا کر حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ مین داخل ہوئے اوسوقت سب اصحاب حضرت کے آپ کے پاس جا بیٹھے اسلیے کہ وہ وقت اگر خیال کیا جائے تو بڑی تشویش کا تھا وَانْصَرَفَ الْحُرُّ مَكَانَهُ الَّذِي كَانَ فِيهِ فَدَخَلَ خَيْمَةً قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ فَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ خَمْسُمِائَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ حر اپنی جگہ پلٹ آیا اور جو خیمہ اوسکے واسطے نصب کیا گیا تھا اوسمین داخل ہوا اور پانسو آدمی اوسکے ہمراہیون مین سے حر کے پاس جا بیٹھے وَعَادَ الْبَاقُوْنَ اِلٰى صَفِّهِمُ الَّذِي كَانُوْا فِيهِ ثُمَّ اَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِعِنَانِ دَابَّتِهٖ وَجَلَسَ فِي ظِلِّهَا اور باقیماندہ ہمراہیان حر اپنے صف مین پلٹ آئے جس مین پہلے کھڑے تھے اور چونکہ دھوپ بہت کڑی تھی ہر ایک نے اپنے مرکب کی باگ پکڑ لی اور اپنے اپنے گھوڑے یا اونٹ کے سایہ مین بیٹھا فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ اَمَرَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَتَهَيَّؤُوْا لِلرَّحِيْلِ فَفَعَلُوْا جب عصر کا وقت آپہونچا حضرت نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اب کوچ کی تیاری کرو چنانچہ تیاری ہوگئی ثُمَّ اَمَرَ مُنَادِيَهٗ فَنَادٰى بِالْعَصْرِ وَاَقَامَ پھر اپنے موذن کو آپنے حکم دیا اونھون نے نماز عصر کی اذان اور اقامت کہی فَاسْتَقْدَمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَامَ فَصَلّٰى بِالْقَوْمِ ثُمَّ سَلَّمَ وَانْصَرَفَ اِلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ حضرت امام حسین علیہ السلام صفون کے آگے جا کھڑے ہوئے اور اپنے اصحاب اور لشکر حر دونون کو نماز جماعت پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے اونکی طرف منہ کرکے آپ کھڑے ہوئے

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ [illegible]

لِاَهْلِهٖ یَکُنْ اَرْضیٰ لِلّٰهِ پس حمد و ثنائے الٰہی بجا لا کر آپ نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے
معلوم ہوا ے گروہ مردمان اگر تم خدا سے ڈرو اور جسکا حق امامت اور خلافت مین ہی
اوسکو پہچانو تو یہ بات نہایت خوشنودی خدا کی باعث ہی وَنَحْنُ اَهْلُ بَیْتِ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْلٰی بِوِلَایَةِ هٰذَا الْاَمْرِ عَلَیْکُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُدَّعِیْنَ
مَا لَیْسَ لَهُمْ وَالسَّائِرِیْنَ عَلَیْکُمْ بِالْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ اور ہم منجملہ اہل بیت محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہین جو بہت لائق ہین امامت اور خلافت کرنے کے تم پر
بہ نسبت ان مدعیان باطل کے جو ایسی چیز کے مدعی ہین کہ اونکے لائق نہین ہی اور ظلم
اور جور سے تم پر حکومت کر رہے ہین فَاِنْ اَبَیْتُمْ اِلَّا الْکَرَاهَةَ لَنَا وَالْجَهْلَ بِحَقِّنَا
وَکَانَ رَأْیُکُمُ الْاٰنَ غَیْرَ مَا اَتَتْنِیْ بِهٖ کُتُبُکُمْ وَقَدِمَتْ عَلَیَّ بِهٖ رُسُلُکُمْ اِنْصَرَفْتُ
عَنْکُمْ پھر اگر تم میری اطاعت کو نا منظور ہی کرتے ہو اور اب تمھاری رائے خلاف
اوس رائے کے ہی جو تم نے اپنے خطوط مین لکھی تھی اور جو زبانی تمھارے بھیجے ہوئے معتمد
آدمیون نے مجھ سے بیان کیا تھا تو مین اسی جگہ سے پلٹ جاؤن قُلْتُ اِنَّمَا دَعَاهُمْ
اِلٰی مُخَاطَبَتِهِمْ ثَانِیًا اَمْرَانِ اَحَدُهُمَا سُکُوْتُهُمْ بَعْدَ الْخُطْبَةِ الْاُوْلٰی مین کہتا ہون
کہ دوبارہ آپ کو اون سے کلام کرنا دو سبب سے مناسب تھا پہلے تو یہ کہ بعد پڑھنے
خطبۂ اول کے وہ سب چپ ہو گئے تھے اور کچھ جواب درخواست و نیت کا نہین دیا تھا
وَالثَّانِیْ اِتْمَامُ الْحُجَّةِ بِقَوْلِهٖ اِنْصَرَفْتُ عَنْکُمْ ثَانِیًا اور دوسرا سبب اتمام حجت
اونپر کرنا تھا کہ دوبارہ آپ نے پلٹ جانے کی درخواست کی جس سے یہ ظاہر ہو گیا
کہ مین نے خروج تم پر نہین کیا ہی اور مین نے اوسکو لڑائی پر برانگیختہ نہین کیا ہی
وَعَلَیْکَ بِالتَّاَمُّلِ الصَّادِقِ فِی الْخُطْبَتَیْنِ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ اَوَّلِ الْاَمْرِ
اِسْتَدْعٰی لِلْاِنْصِرَافِ الْخَاصِّ اَعْنِیْ اِلَی الْکَعْبَةِ اَوْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَلَمْ یَرْضَوْا بِهٖ
دونون خطبون مین غور اور تامل کرنا چاہیے کہ پہلے حضرت نے اپنے پلٹ جانے کی
خاص بطرف مکہ یا مدینہ کے درخواست کی اور اوسپر وہ لوگ راضی نہوئے ثُمَّ
اِسْتَدْعٰی ثَانِیًا لِلْاِنْصِرَافِ الْعَامِّ اِلٰی اَیِّ مَکَانٍ اَوْ اَیِّ بَلَدٍ غَیْرِ الْحَرَمَیْنِ

الشَّہْرِ يُفْتِيْنِ فَلَمْ يَرْضَوْا بِهٖ اَيْضًا پھر دوبارہ آپ نے عام پلٹ جانے کی درخواست
کی یعنی سوائے مکہ اور مدینہ کے جسطرف مین چاہون چلا جاؤن اسکو بھی انہون نے
منظور نہین کیا فَصَدَقَ حِيْنَئِذٍ قَوْلُهٗ وَلَوْ دَخَلْتُ فِيْ جُحْرِ هَامَّةٍ مِنْ هَوَامِّ
الْاَرْضِ لَيَسْتَخْرِجُوْنِيْ حَتّٰى يَقْتُلُوْنِيْ اب ثابت ہوگیا جو امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا تھا کہ اگر مین سوراخ مین کسی جانور کے گھس جاؤن اوسمین سے بھی مجھے نکال کر
قتل کرینگے وَثَبَتَ اَنَّهٗ كُلَّ مَنْ كَانَ يُشَاوِرُهٗ بِاَنْ يَرْحَلَ اِلَى الْيَمَنِ اَوْ اِلٰى غَيْرِهٖ مِنَ
الْبِلَادِ اَوْ يَلْجَاءَ اِلَى الْكُهُوْفِ وَالشِّعَابِ فَاِنَّمَا كَانَ رَاْيُهٗ سَخِيْفًا اِنْ كَانَ غَيْرَ نَاصِبٍ
لِعَدَاوَتِهٖ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو شخص آپ کو اِس امر کا مشورہ دیتا تھا کہ یمن کی
طرف چلے جائیے یا اور ملکون کی طرف خواہ پہاڑون کے غار مین اور کھوہ مین پناہ
لیجیے اوسکی رائے اور تجویز خراب تھی اگر وہ شخص براہ دشمنی یہ مشورہ نہین دیتا تھا
وَاِلَّا فَهُوَ يَسْتَهْزِءُ بِهٖ قَاتَلَهُ اللّٰهُ بِكُفْرِهٖ اور اگر وہ دشمن تھا تو یہ مشورہ اوسکا
بنظر استہزا اور خندہ زنی کے تھا خدا اوسپر لعنت کرے وَلْنَرْجِعْ اِلَى الرِّوَايَةِ اب ہم
بقیہ روایت بحار کی طرف رجوع کرتے ہین جب حضرت نے دوسرا خطبہ بعد نماز عصر کے
پڑھا اور خطوط کوفیون کا دوبارہ پھر ذکر کیا فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ اَنَا وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا هٰذِهِ
الْكُتُبُ وَالرُّسُلُ الَّتِيْ تَذْكُرُ حر نے جواب دیا کہ مجھے قسم بخدا نہین معلوم ہے یہ
کس کس کے خطوط ہین جنکا آپ باربار ذکر کرتے ہین اور وہ کون لوگ آپ کے پاس
بھیجے گئے تھے جنکو آپ یاد دلاتے ہین فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ
يَا عُقْبَةَ بْنَ سَمْعَانَ اَخْرِجِ الْخُرْجَيْنِ الَّذَيْنِ فِيْهِمَا كُتُبُهُمْ اِلَيَّ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ اے عقبہ بن سمعان وہ دونون خرجیان
جو ان کے خطون سے بھری ہوئی ہین میرے پاس لاؤ فَاَخْرَجَ خُرْجَيْنِ مَمْلُوَّتَيْنِ
صُحُفًا فَنُثِرَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ اوس دیندار نے دونون خرجیان لاکر رکھدین
پس وہ خطوط آپ کے سامنے پھیلا دیے گئے فَقَالَ الْحُرُّ لَسْنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ
كَتَبُوْا اِلَيْكَ حر نے کہا کہ ہم اون لوگون مین نہین ہین جنہون نے آپ کو خط لکھے ہین

وَقَدْ اُمِرْنَا اَنَّنَا اِذَا لَقِيْنَاكَ لَا نُفَارِقُكَ حَتّٰى نُقْدِمَكَ الْكُوْفَةَ اِلٰى عُبَيْدِ
اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ یعنی ہم تو اسی بات پر مامور ہوئے ہین کہ جہان آپ سے ملاقات ہو
آپ کا ساتھ نچھوڑین یہان تک کہ آپ کو کوفہ مین ابن زیاد کے پاس لیچلین
فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْمَوْتُ اَدْنٰى اِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے کوفہ مین جانے سے تو پہلے موت تجکو آجائیگی تو مجکو
کوفہ مین کب لیجا سکتا ہی قُلْتُ اَمَّا قَوْلُ الْحُرِّ بِاَنَّهٗ مَعَ مَنْ مَعَهٗ لَيْسَ مِنَ الَّذِيْنَ
كَتَبُوْا اِلَيْهِ فَلَا يُبْعَدُ اَنْ يَكُوْنَ صَحِيْحًا مین کہتا ہون کہ یہ جو حر نے کہا وہ مع
اپنے ہمراہیون کے اون لوگون مین نہین داخل ہی جنہون نے آپ کو خط لکھے
تھے عجب نہین کہ یہ کہنا حر کا صحیح ہو وَيَكُوْنُ ابْنُ زِيَادٍ اِنَّمَا اخْتَارَ وَانْتَخَبَ مِنْ
اَهْلِ الْكُوْفَةِ اَوَّلًا لِيَبْعَثَهُمْ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَكُوْنُوْا
بَايَعُوْا مُسْلِمًا رح اور ابن زیاد نے چن چن کر کوفیون مین سے اونہین لوگونکو
بھیجا ہو جنہون نے حضرت مسلم رحمہ اللہ سے بیعت نہین کی تھی اور نہ طلب مین حضرت
امام حسین علیہ السلام کے خط لکھے تھے وَالْمَصْلَحَةُ فِيْ ذٰلِكَ ظَاهِرَةٌ فَاِنَّ الشَّكَّ
فِي الْتِحَاقِهِمْ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُوْنُ مَانِعًا لَهٗ مِنْ بَعْثِهِمْ اِلَيْهِ اسلیے کہ
اون لوگون کا ملجانا حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہی مصلحت ظاہری تھی جسنے
ابن زیاد کو شک مین ڈال دیا تھا کہ اون لوگون کو حضرت کی طرف مقابلہ کرنے کو بھیجے
اَمَّا قَوْلُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ اِنَّ الْمَوْتَ اَدْنٰى وَاَقْرَبُ اِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ
يَعْنِيْ مِنْ تَقَدُّمِيْ اِلَى الْكُوْفَةِ فَهُوَ وَاِنْ وَقَعَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّهْدِيْدِ لِلْحُرِّ لیکن
حضرت کا فرمانا حر سے کہ تیری موت میرے کوفہ مین جانے سے پہلے آجائیگی اگرچہ یہ
کلام بطور تہدید اور خوف دلانے کے سرزد ہوا ہی لٰكِنَّهٗ كَلَامٌ صَادِرٌ عَنْ اَبْلَغِ
الْبُلَغَاءِ فِيْ يَوْمِهٖ هٰذَا وَحُجَّةِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ فَهُوَ تَلْمِيْحٌ مَلِيْحٌ لیکن یہ کلام ایسے
شخص کا ہی جسکے برابر آج روے زمین پر کوئی فصیح اور بلیغ نہین ہی اور کلام امام کا ہی
جو تمام خلائق پر حجت خدا ہین پس اس کلام مین ایک لطیف اور پاکیزہ کنایہ بھی ہے

كَانَّهٗ يُخْبِرُ بِشَهَادَةِ الْحُرِّ وَمَوْتِهٖ قَبْلَ دُخُوْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكُوْفَةِ
گویا کہ آپ اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ حر کی شہادت واقع ہو جائیگی قبل زان کہ آپ
کوفہ میں داخل ہوں وَاِنَّمَا اُدْخِلَ فِيْهَا رَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ
شَهَادَتِهٖ وَشَهَادَةِ الْحُرِّ اور کوفہ میں آپ کا سر مبارک داخل کیا گیا بعد آپ کی
شہادت اور حر کی شہادت کے فَصَدَقَ مَا قَالَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي
بِشَارَةٍ ثَالِثَةٍ لِلْحُرِّ بِاَنَّهٗ يَكُوْنُ مِنْ اَنْصَارِهٖ پس جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ سچ
لہذا یہ قول حضرت کا گویا تیسری بشارت ہے کہ حر آپ کے انصار میں داخل ہو کر
شہید ہونگے وَلِذٰلِكَ اَجْمَلَ فِيْ قَوْلِهٖ غَايَةَ الْاِجْمَالِ وَلَمْ يَقُلْ صَرِيْحًا بِاَنَّكَ
اِنْ تَعَرَّضْتَ لِيْ فِي الْمَسِيْرِ اَوْ اَتَيْتَ اِلَيَّ بِسُوْءِ صَنِيْعٍ لَقَتَلْتُكَ اَوْ قَتَلَكَ
اَصْحَابِيْ اسی واسطے حضرت نے اس کلام کو بہت مجمل ارشاد فرمایا اور صاف
صاف یہ نکہا کہ اگر تو مجھسے تعرض کریگا یا کسی بداطواری سے پیش آئیگا میں تجھ کو
قتل کرونگا یا میرے اصحاب کے ہاتھ سے مارا جائیگا فَمَنْطُوْقُهُ الْعَامُّ هُوَ كَوْنُ
الْحُرِّ مَيِّتًا قَبْلَ ذَهَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْكُوْفَةِ بِاَيِّ نَحْوٍ يَمُوْتُ الْحُرُّ
وَبِاَيِّ نَحْوٍ يَصِلُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْكُوْفَةِ اسلیے کہ اسکے عام معنے یہی ہیں
کہ حر کی موت واقع ہو گی قبل جانے حضرت امام حسین علیہ السلام کے کوفہ میں
کسی طرح پر حر کیوں نہ مرے اور کسی طرح حضرت کوفہ میں کیوں نہ پہونچیں وَهٰذَا
اَيْضًا مِنْ اَخْبَارِهٖ بِالْغَيْبِ وَاَكْثَرُ مُعْجِزٌ وَقَدْ وَقَعَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اور یہ قول بھی آپ کا خبر دہی غیب کی بطریق معجزہ کی تھی جسطرح آپ نے فرمایا
تھا ویسا ہی واقع ہوا وَنَرْجِعُ اِلٰى ذِكْرِ الرِّوَايَةِ ثُمَّ قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِاَصْحَابِهٖ فَقُوْمُوْا فَارْكَبُوْا فَرَكِبُوْا وَانْتَظَرَ حَتّٰى رَكِبَتْ نِسَاؤُهٗ اب ہم بقیہ
روایت بحار کو لکھتے ہیں حر کو خبر مرگ دینے کے بعد حضرت نے اپنے اصحاب سے
فرمایا بس اب اوٹھ کھڑے ہوا ور سوار ہو پس سب لوگ سوار ہو گئے اور حضرت امام حسین
علیہ السلام اتنی دیر تک منتظر رہے کہ جب اہل حرم سوار ہو چکے تب آپ سوار ہوئے

تیسری بشارت حر کی شہادت کی

فرمانا حضرت کا ... اور ... حضرت ...

فَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ اِنْصَرِفُوْا فَلَمَّا ذَھَبُوْا اِنْصَرَفُوْا حَالَ الْقَوْمُ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْاِنْصِرَافِ
جب اصحاب چلے کہ پلٹین لشکر حر بیچ مین حائل ہوا اور پلٹنے کو مانع ہوا قُلْتُ رُوِیَ
بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَخَذَ الْحُرُّ بِلِجَامِ فَرَسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَمْ اَرَ مَاخَذَہٗ
مین کہتا ہون بعض روایات مین ایسا سنا جاتا ہی کہ حر نے حضرت کے گھوڑے کے
لگام پکڑ لی مگر اس روایت کی اصل مجکو نہین ملی وَفِیْ بَعْضِھَا اَنَّ اَصْحَابَ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَ الْحُرِّ قَدْ جَرٰی بَیْنَھُمْ مِنَ الْمُشَاجَرَۃِ وَالنِّزَاعِ حَتّٰی کَانَ
اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَضْرِبُوْنَھُمْ بِالسِّیَاطِ وَیُنَحُّوْنَھُمْ عَنِ الْحَیْلُوْلَۃِ
بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْمَسِیْرِ وَلَا یُبْعَدُ فِیْھَا اور بعضی روایات مین بحار کی یہ ہی کہ اصحاب
حضرت کے اسقدر تکرار ہوئی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ ہمراہیان حر کو یہ بہادر
لوگ کوڑون سے مارتے تھے اور ہٹاتے تھے کہ رستہ سے ہٹ جائین اور چلنے سے ہمکو
نہ روکین کچھ دور نہین کہ ایسا واقعہ ہوا ہو وَنَعُوْدُ اِلَی الرِّوَایَۃِ مین بقیہ اوسی روایت
بحار کو پھر لکھتا ہون فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ مَا تُرِیْدُ
جب اسقدر جھگڑا ہو چکا اور حر آپ کے روکنے سے باز نہ آیا تو حضرت نے حر سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیری مان تیرے ماتم مین سوگ نشین ہو آخر کیا چاہتا ہی اور ارادہ
کیا کیا ہی فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ اَمَا لَوْ غَیْرُکَ مِنَ الْعَرَبِ یَقُوْلُھَا لِیْ وَھُوَ عَلٰی مِثْلِ
ھٰذِہِ الْحَالِ الَّتِیْ اَنْتَ عَلَیْھَا مَا تَرَکْتُ ذِکْرَ اُمِّہٖ بِالثُّکْلِ کَائِنًا مَنْ کَانَ
حر نے جواب دیا کہ اگر کوئی اور عرب یہ کلمہ سخت مجھے کہتا اور وہ بھی اسی حالت
پر ہوتا جس حال پر آپ اسوقت ہین تو مین بھی اوسکی مان کی نسبت یہی لفظ
کہتا جو آپ نے مجھے کہی ہی کوئی شخص کیون نہ ہوتا اور کیسا ہی بہادر اور دلیر
ہوتا وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ مَا لِیْ مِنْ ذِکْرِ اُمِّکَ مِنْ سَبِیْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ
مَا نَقْدِرُ عَلَیْہِ مگر قسم بخدا کہ مین آپ کی مان کا نام اگر لے سکتا ہون
تو اسی طرح پر لے سکتا ہون کہ جسقدر تعظیم اور تکریم مجھسے ہو سکتی ہی اوسی تعظیم

باب بست و سیم تاویل کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی جو حر کی ما ں کا ذکر مجمع عام مین آپ نے کیا اور شرح جواب حر کے کہ اوس نے کیا کہا

قَدْ یَنْبَغِیْ فِی الْمَقَامِ اَنْ نَبْحَثَ اَوَّلًا بِاَنَّ قَوْلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ لَیْسَ مِنَ الْاَقْوَالِ الَّتِیْ یَسُبُّوْنَ الْعَرَبُ بَعْضُہُمْ بَعْضًا پہلے سب سے تو یہی مناسب ہی کہ ہم ثابت کردین کہ یہ فرمانا حضرت کا حر سے کہ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یہ اون الفاظ مین نہین ہی جنسے عرب آپسمین ایک دوسرے کی دشنام دہی کرتے ہین اِذْ قَدْ وَرَدَ فِیْ اَحَادِیْثِ الْاَئِمَّۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فِیْ کَثِیْرٍ مِنْ مُخَاطَبَاتِہِمْ اسلیے کہ یہ لفظ اکثر احادیث مین ائمہ علیہم السلام سے اپنی نسبت اور دوسرون کے نسبت یکسان وارد ہوا ہے بَلْ وَفِیْ خُطْبَۃٍ خَطَبَہَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْکُوْفَۃِ یَوْمَ وُرُوْدِہٖ مَعَ اَہْلِ بَیْتِہٖ وَرُؤُسِ الشُّہَدَآءِ فَقَالَ فِیْہَا وَ اَمَّا اَنَسَ بِالْاَمْسِ ثُکْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بلکہ جو خطبہ جناب سید الساجدین علیہ السلام نے کوفہ مین اوسدن پڑھا ہی جسدن مع اہل بیت علیہم السلام اور سرہاے شہدا آپ داخل ہوے تھے آپ نے فرمایا کوفیون سے کہ تمھے نہین بھولا ہی کل کے روز جو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کربلا مین روتے تھے وَیَظْہَرُ مِنْہُ بُکَاۗءُہٗ عَلَی الْجَسَدِ الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَآءِ اس قول سے حضرت کے ثکل کے معنی یہ معلوم ہوتے ہین کہ خون آلودہ لاش پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوے روتے تھے وَاَیْضًا لَا یَخْتَصُّ ذٰلِکَ بِالْاُمِّ بَلْ یُقَالُ لِلرَّجُلِ اَیْضًا اَثْکَلَہُ اللّٰہُ اور یہ بھی معلوم ہو کہ ثکل کے لفظ فقط مان کی نسبت نہین بولی جاتی ہی بلکہ عرب مین کہتے ہین جس باپ کا بیٹا مرگیا ہو اَثْکَلَہُ اللّٰہُ یعنی اس شخص کو خدا نے بیٹے کا ماتمدار کیا ہی اب معنی ثکل کے یہ ہوے کہ بیٹے کا مرجانا باپ اوسکا ماتمدار ہو یا مان وَلٰکِنْ یُشْتَرَطُ اَنْ یَکُوْنَ

بلاأب

مَوْتُہُ مُوْرِثًا لِلْبُکَاءِ یَجْعَلُہُمَا اَوْ اَحَدَ ھُمَا مِنْ اَھْلِ الْمُصِیْبَۃِ وَالْعَزَاءِ مگر اوسے
بیٹے کے مرنے مین ثکل کے لفظ بولی جاتی ہو جسکے مرنے کا مان باپ کو رنج ہو اور اونکو
مصیبت ہو فَاِنَّ بَعْضَ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ لِشَقَاوَتِہٖ اَوْ لِعُقُوْقِ اَوْلَادِہٖ لَا یَحْزَنُ
مِنْ فَقْدِ وَلَدِہٖ اسلیئے کہ بعضے سنگ دل مان باپ ایسے بھی ہوتے ہین کہ بسبب انہی
شقاوت کے یا بہ سبب اولاد کے نافرمانی کی اپنی اولاد کے مرنے پر کچھ رنج نہین کرتے
بَلْ یَفْرَحُ بلکہ خوش ہوتے ہین کہ اچھا ہوا مر گیا وَکَذٰلِکَ مُخَالَفَۃُ الْاَبَوَیْنِ مَعَ الْاَبْنَاءِ
فِی الدِّیْنِ اور اسی طرح سے اگر مان باپ اور اولاد کے دین مین اختلاف ہو فَاِنَّہٗ اَیْضًا
مِنَ الْاَسْبَابِ الَّتِیْ لَا یَتَثَکَّلُ اَحَدُ ھُمَا عَلَی الْاَبْنَاءِ اسلیئے کہ دین کی مخالفت بھی انہین
اسباب مین داخل ہو کہ مان باپ کو اولاد کے ماتم مین نہین ڈالتی ہو وَلِاَجْلِ ذٰلِکَ
جَعَلَ الشَّارِعُ قَتْلَ الْوَارِثِ لِمُوْرِثِہٖ مَانِعًا لِجَرَیَانِ التَّوَارُثِ اسی واسطے شارع
علیہ السلام نے حکم دیا ہو کہ اگر کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کرے انہین میراث جاری
نہوگی کَمَا جَعَلَ کُفْرَ الْوَارِثِ مَانِعًا لِلْمِیْرَاثِ مُوْرِثِہِ الْمُسْلِمِ جس طرح یہ حکم شرع کا ہو کہ
اگر وارث کافر ہو جائے اور مورث مسلمان ہو تو مسلمان کے میراث کا فر کو نہ ملیگی غرض یہ ہو
کہ کفر اور اسلام کے مخالفت مان باپ اور اولاد مین گویا قرابت کو قطع کر دیتی ہو اور ایک
دوسرے سے کوئی واسطہ باقی نہین رہتا وَبِالْجُمْلَۃِ فَھٰذَا الْکَلَامُ بِشَارَۃٌ رَابِعَۃٌ لِلْحُرِّ
اور خلاصہ کلام یہ ہو کہ یہ فرمانا حضرت کا حر سے کہ تیری مان تیرے ماتم مین بیٹھی جو تھی بشارت
ہو شہادت حر کی سِیَّمَا اِذَا ضَمَمْتَہٗ اِلٰی قَوْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہُ الْمَوْتُ اَدْنٰی
اِلَیْکَ مِنْ ذٰلِکَ خصوصًا جب اس کلام کو حضرت کے اوس قول سے ملائین جو آپ نے
فرمایا تھا کہ تیری موت میرے کوفہ مین جانے سے پہلے ہوگی پھر تو اسکی بشارت ہونے مین
کچھ شک باقی نہین رہتا اور صاف ظاہر ہو گیا کہ اوسی قول اول کے آپ نے تائید مین
یہ قول فرمایا ہو وَاِنَّمَا قَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ وَلَمْ یَقُلْ قَاتَلَکَ اللّٰہُ اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ مِنَ الْکَلِمَاتِ
الَّتِیْ یُؤَدِّیْ مُؤَدَّاھَا کَمَا یُقَالُ شَالَتْ نَعَامَتُہٗ اَوْ یُقَالُ عَلٰی رَاْسِہِ الطَّیْرُ اور خاص
مان کی ماتم دار ہونے کی جو حر کی موت پر دلالت کرتی ہو اسی کو آپ نے ارشاد کیا

اور دیگر الفاظ جو موت پر دلالت کرنے والے کلام عرب مین ہین اون مین سے کوئی جو
آپ نے بددعا کا نہ کہا لِاَنَّ ذٰلِكَ الْكَلَامَ يَتَضَمَّنُ فَوَائِدَ كَثِيرَةً اسلیے کہ یہ دعا جو حضرت
نے حر کو دی بہت سے فایدون پر شامل ہی وَفِيهِ مِنَ الْحِكَمِ وَالْمَصَالِحِ مَا لَا اُحْصِي
اور اس کلام مین حکمتین اور مصلحتین اتنی ہین میری کیا طاقت ہی جو اون سب کو بیان کرکو
وَلٰكِنْ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ مَقُولٌ لیکن جس چیز کی کل مصلحتین معلوم ہو سکی
جسقدر معلوم ہو جائین اونکے بیان کو ترک نکرنا چاہیے پس اب ہم کہتے ہین اَمَّا اَوَّ
فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعٰى بِصَوْتِهٖ بِاَلْفَاظٍ تَتَضَمَّنُ ذِكْرَ اُمِّهٖ پہلی مصلحت یہ ہی
حضرت نے حر کی موت کی دعا ایسی عبارت سے فرمائی جسمین اونکی ماں کا بھی ذکر آگ
وَلَا يَخْلُوْ اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ اُمُّهٗ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ كَاُمِّ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْكَ
رَحِمَهُ اللّٰهُ وَغَيْرِهٖ اَوْ لَمْ تَكُنْ مُؤْمِنَةً اب حر کی ماں کا حال دو صورتون سے
خالی نہین ہی یا تو وہ مومنہ تھی جیسے وہب ابن عبداللہ کلبی کی ماں یا اور اصحاب
ماں یا مومنہ نتھی بَلْ كَانَتْ نَاصِبَةً لِعَدَاوَةِ اَهْلِ الْبَيْتِ بلکہ مادر حر ایک ناصبی عو
تھی جو دشمن اہل بیت ہوتے ہین فَعَلٰى تَقْدِيرِ كَوْنِهَا مُؤْمِنَةً يَكُونُ هٰذَا الدُّ
خَالِصًا لِخَتْمِ الْحُرِّ بِالْخَيْرِ وَفِيهِ رِضًى لِاُمِّهٖ وَيَكُونُ شَهَادَةُ الْحُرِّ ذَرِيعَ
لِشَفَاعَةِ اُمِّهٖ اَيْضًا پہر اگر حر کی ماں مومنہ تھی یہ دعا حضرت کی مخصوص حر کی خاتمہ بالخ
ہونے پر تھی جسمین اوسکی ماں کی بھی خوشنودی ہوگی اور شہادت حر کی ذریعہ او
ماں کی شفاعت کی ہوگی وَاِنْ كَانَتْ اُمُّهٗ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَهٰذَا الْكَلَامُ كَمَا
دُعَاءٌ بِخَيْرِ الْحُرِّ كَذٰلِكَ دُعَاءٌ لِاُمِّهٖ بِاَنْ يَهْدِيَهَا اللّٰهُ وَيُذْهِبَ عَنْهَا نَصْ
الْعَدَاوَةِ لَنَا اور اگر حر کی ماں مومنہ نتھی پس جسطرح کہ یہ دعا حر کے خاتمہ بخیر ہونے کی
اوسی طرح اوسکی ماں کے واسطے بہی یہ دعاء خیر ہی کہ خدا اوسکو ہدایت کرے اور او
دل سے ہم اہل بیت کی عداوت کو دور کر دے وَاِنَّهَا لَا شَكَّ عَلَى الْحُرِّ لَا اَنْ تَرْضٰى
وَالرِّضَاءُ بِهَا مَسْبُوقٌ بِاعْتِقَادِهَا وَتَوَقُّعِ الشَّهَادَةِ مَعَ الْاِمَامِ اسلیے کہ مادر حر ا
ماتم مین اوسی وقت روئیگی جب حر کے شہید ہونے سے راضی ہو اور راضی ہونے

پہلے اس بات کا اعتقاد اوسکو ہونا چاہیے کہ حر کا مرجانا شہادت ہی جو ہمراہ امام کے
واقع ہوئی فَيَصِحُّ اِيمَانُهَا وَيَزُولُ عَنْهَا النَّصْبُ وَاِعْتِقَادُ كَوْنِ يَزِيدَ خَلِيفَةً
اور جب حر کی مان کو یہ اعتقاد ہو جائے کہ شہادت حر کی امام کی رفاقت مین ہوئی ہی
اوسوقت ایمان اوسکا درست ہو جائیگا اور عداوت اہل بیت کی جاتی رہیگی اور یزید کی
خلافت کا بھی اعتقاد جاتا رہیگا اَلثَّانِي اِلْجَاءُ الْحُرِّ فِي جَوَابِهِ بِذِكْرِ اُمِّ الْحُسَيْنِ
صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا دوسری مصلحت حر کی مان کا ذکر کرنے مین یہ تھی کہ حر ضرور آپ کی
مان کا بھی ذکر کریگا فَاِنَّ جَوَابَهُ لَا بُدَّ وَاَنْ يَشْتَمِلَ عَلٰى ذِكْرِ الْاُمِّ اسلیے کہ اس کلام کا
جواب ضرور ہی کہ مان کے ذکر پر شامل ہو وَكَانَ كَمَا اَرَادَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ویسا ہی
واقع ہوا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو منظور تھا فَاِنَّ الْحُرَّ فِي جَوَابِهِ كَمَا سَمِعْتَ وَ
قَدْ اَقَرَّ بِاَنَّ اُمَّهُ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ اسلیے کہ حر نے جواب مین وہی کہا جو اوپر گذر
چکا ہی اور اقرار کیا کہ آپ کے مادر گرامی جناب فاطمہ علیہا السلام ہین جنکی تعظیم مجھ پر
واجب ہی وَفِي هٰذَا مِنْ اِتْمَامِ الْحُجَّةِ مَا لَا مَزِيدَ عَلَيْهِ اور اس رد و بدل مین اسقدر
اتمام حجت ہوا کہ جس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہی فَاِنَّ مَنْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُرِّ
يَعْرِفُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اُمَّهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
فَهُوَ وَمَنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ كِلَاهُمَا قَدْ تَجَدَّدَ ذِكْرُهُمَا فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ
بِاَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِبْطُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اسلیے کہ
اصحاب حر مین سے جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کو فرزند رسول جانتا تھا اور جو
نہین جانتا تھا اسوقت حر کے کہنے سے سب کو معلوم ہو گیا کہ امام حسین علیہ السلام نواسۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہین وَالثَّالِثُ لَمَّا كَانَ الْحُرُّ مَعَ اَصْحَابِهٖ قَدْ صَلّٰى
صَلٰوتَيِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ ظُنَّ مِنْهُ اَنْ يَكُونَ
فِيهِمْ مِنَ الْمُتَمَسِّكِينَ بِوِلَايَتِهٖ تیسری مصلحت یہ ہی کہ چونکہ حر نے مع اپنے اصحاب کے ظہر اور
عصر کے نماز آپ کے پیچھے پڑھی تھی اس سے بظاہر یہی گمان ہوا تھا کہ شاید ان مین کچھ
لوگ ایسے بھی ہین جو آپ کا ساتھ دین وَيَتْرُكُ الْخُرُوجَ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مِنْ اَنْصَارِهٖ اور

دوسری مصلحت

تیسری مصلحت

آپ پیچہا ئی کرنا موقوف کرین اور آپکے انصار مین داخل ہو جائین پس اس کلام مین
آپکا اگرچہ خطاب حر کیطرف تہا اور ونکو بہی سنانا منظور تہا کہ اسکے بعد حر کیا کہتا ہے اور
لوگ کیا میری نسبت کہتے ہین لیکن سواے حر کے جواب اور کسی نے کچہ نہ کہا فَظَہَرَ اَنْ
لَمْ یَکُنْ فِیْہِمْ سِوَی الْحُرِّ اَحَدٌ اَنْ یُؤْمِنَ بِاِمَامَتِہٖ اب ظاہر ہو گیا کہ اون لوگون مین
سواے حر کے کوئی اور نہ تہا جو آپکی امامت کا قایل ہوتا وَالرَّابِعُ اِخْتِبَارُ الْحُرِّ خَاصَّۃً
بِاَنَّہٗ کَیْفَ یُجِیْبُ عَنْ ذٰلِکَ الْکَلَامِ الَّذِیْ یَمُجُّ عَنْ اِسْتِمَاعِہِ الْاٰذَانُ چوتہی مصلحت یہ تہی

چوتہی مصلحت

کہ حر کا خاص امتحان لینا اس بارہ مین تہا کہ وہ ایسے کلام سخت کے جواب مین جسکے
سننے سے کان کہڑے ہوتے ہین کیسا جواب دیتا ہی وَیَشْتَعِلُ طَبْعُ السَّامِعِ غَایَۃَ
الْاِشْتِعَالِ وَلَا سِیَّمَا سَوْرَۃُ رَجُلٍ جُنْدِیٍّ لَا خَلَاقَ لَہٗ مِنْ حِفْظِ الْاٰدَابِ اور
اشتعال طبع چونکہ اس کلام کے سننے سے ہر شخص کو زیادہ ہوتا ہے خصوصاً کہ حر ایک
مرد سپاہی تہا اسکو اداب اور قرینہ سے کیا سروکار ہی پہر وہ اسوقت کسطرح سے پیش
آتا ہے وَلٰکِنَّہٗ بِحَمْدِ اللّٰہِ قَدْ کَانَ کَامِلًا فِیْ دِیْنِہٖ فَرَعٰی مَا یَجِبُ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ
مُسْلِمٍ رِعَایَۃَ حَقِّہٖ لیکن حر الحمد للہ اپنے دین مین پورا تہا اور اس امتحان مین کامل
اوترا اور جس بات کی رعایت اسپر اور جملہ مسلمانون پر واجب ہی اسکو بخوبی ادا کیا جیسا
اسکے جواب سے ظاہر ہوتا ہے اَلْخَامِسُ عَلٰی تَقْدِیْرِ صِحَّۃِ الرِّوَایَۃِ الَّتِیْ رَوَیْنَاہَا
فِیْمَا سَبَقَ اَنَّ الْحُرَّ ذَاتَ یَوْمٍ رَاٰی فِیْ مَنَامِہٖ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا

پانچوین مصلحت

وَہِیَ مَنَعَتْہُ اَنْ یَّقْتُلَ وَلَدَہَا الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ پانچوین مصلحت یہ تہی کہ اگر
روایت صحیح ہے جسکو ہم نے اس باب سے پہلے لکہا ہے کہ حر نے ایکدن جناب فاطمہ علیہا
السلام کو خواب مین دیکہا کہ اسکو منع فرماتی ہین کہ تو میرے فرزند کو قتل نکرنا فَکَانَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرَادَ بِذٰلِکَ الْقَوْلِ اَنَّ الْحُرَّ یَذْکُرُ اُمِّیْ لَا مُحَالَۃَ فِی الْجَوَابِ بس
حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر کی مان کے ذکر کرنے سے یہ ارادہ کیا کہ حر بہی اسکے
جواب مین میری مان کا ذکر کریگا وَاِذَا ذَکَرَ اُمِّیْ ذَکَرَ مَنَامَہٗ اَیْضًا اور جب میری
مان کا ذکر کریگا اپنے خواب کو بہی ضرور یاد کریگا وَہٰذَا الذِّکْرُ یَکُوْنُ صَارِفًا لَہٗ عَنْہُ

فائدہ جلیلہ

فَصَدَّ دُهٗ مِنْ مَنْعِهٖ عَنِ الْاِنْصِرَافِ وَاَنْ یَقْدِمَ بِهٖ اِلَی الْکُوْفَةِ اور یہ خواب کا یاد کرنا
حر کو باز رکھیگا اُسکے اس ارادہ سے کہ مجھے پلٹنے سے منع کرے اور مجھکو گھیر کر کوفہ کو لیجائے
وَالسَّادِسُ اَنَّ الْحُرَّ یَوْمَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْکُوْفَةِ اِذَا بُشِّرَ بِالْجَنَّةِ فَکَانَ قَدْ قَالَ
وَتَکَلَّمَ بِهٰذَا الْکَلَامِ مُخَاطِبًا لِنَفْسِهٖ حَیْثُ قَالَ ثَکِلَتْنِیْ اُمِّیْ کَیْفَ اُبَشَّرُ بِالْجَنَّةِ
وَاَنَا اَقْدِمُ عَلٰی حَرْبِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ چھٹی مصلحت یہ تھی کہ حر نے جسدن کوفہ سے
چلتا ہی خود اپنی نسبت یہی کلمہ کہا تھا جسوقت ہاتف غیبی نے اوسکو بشارت بہشت کی
دی تھی کہ میری مان میرے ماتم مین بیٹھی کیونکر مجھے بشارت بہشت کی دیجاتی حالانکہ مین تو
امام حسین علیہ السلام سے لڑنے جاتا ہون فَاَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ یُذَکِّرَهٗ
بِمَا قَالَ الْحُرُّ لِنَفْسِهٖ وَاَنْ یُذَکِّرَ الْبِشَارَةَ الْمَذْکُوْرَةَ پس ارادہ کیا حضرت امام حسین
علیہ السلام نے حر کو یاد دلانا اوسی بات کا جسکو حر نے خود اپنی نسبت چلتے وقت کہا تھا
اور اوس بشارت کا بھی یاد دلانا حضرت کو منظور تھا لِیَکُوْنَ ذٰلِكَ التَّذَکُّرُ مَانِعًا لَهٗ
عَنْ حَرْبِهٖ وَمَنْعِهٖ عَنِ الْاِنْصِرَافِ فَکَانَ کَمَا اَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَمَا سَیَاْتِیْ
بَیَانُهٗ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی تاکہ یہ بشارت جب حر کو یاد آئے گی آپ سے لڑنے کو بھی یاد آورہی
اوسکو منع کریگی اور آپ کے پلٹنے کو بہر نروکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اب آیندہ
بیان کرینگے وَهٰذِهِ التَّاوِیْلَاتُ الَّتِیْ ذَکَرْتُهَا کَاَنَّهَا تَکْفِیْ لِاِزَالَةِ الشُّبُهَاتِ اور یہ
جو تاویلین اور مصلحتین جو مین نے بیان کی ہین شاید کہ شبہات کے دور کرنے مین کافی ہون
وَاَمَّا الْمُعَانِدُ اللَّئِیْمُ فَلَمَّا لَمْ یُسْکِتْهُ مَآلُ الْحُرِّ بِثُکْلِ اُمِّهٖ بَعْدَ شَهَادَتِهٖ کَوْنُهٗ مِنْ
اَنْصَارِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَیُّ شَیْءٍ یُسْکِتُهٗ لیکن دشمن بدخصلت جبکہ اوسکو انجام
حر کا کہ اوسکی مان بعد شہادت حر کے بے فرزند ہو گئی اسی انجام نے دشمن کو چپ نہ کیا اور حر کا
انصار حسین علیہ السلام مین داخل ہونا جو متواتر ہی اسیر بھی وہ دشمن خورد و گیری سے باز
نہ آیا اب کون جواب ایسا ہی جو دشمن کو چپ کرے وَاَیُّ جَوَابٍ یُزِیْلُ الشَّكَّ عَنْ قَلْبِهٖ
فَاِنَّ الْکُفْرَ دَاءٌ لَا دَوَاءَ لَهٗ دُوْنَ الْاِسْلَامِ اور کون جواب ایسا ہی جو دشمن بے دین کے دل سے
شک کو دور کرے اسلیے کہ یہ کفر ایسی بیماری ہے جسکی کوئی دوا نہیں ہے بجز اسکے کہ آدمی مسلمان ہو جائے

فائدہ چھٹی مصلحت

فَصَدَّ ذٰلِكَ مِنْ مَنْعِهٖ عَنِ الْاِنْصِرَافِ وَاَنْ يَقْدِمَ بِهٖ اِلَى الْكُوْفَةِ اور یہ خواب کا یاد کرنا
حر کو باز رکہیگا اُسکے اس ارادہ سے کہ مجھے پلٹنے سے منع کرے اور مجھکو گھیر کر کوفہ کو لیجائے
وَالسَّادِسُ اَنَّ الْحُرَّ يَوْمَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْكُوْفَةِ اِذَا بُشِّرَ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ قَدْ قَالَ
وَتَكَلَّمَ بَعْدَ الْكَلَامِ مُخَاطِبًا لِنَفْسِهٖ حَيْثُ قَالَ ثَكِلَتْنِيْ اُمِّيْ كَيْفَ اُبَشَّرُ بِالْجَنَّةِ
وَاَنَا اَقْدِمُ عَلٰى حَرْبِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ چھٹی مصلحت یہ تھی کہ حر نے جسدن کوفہ سے
چلتا ہی خود اپنی نسبت یہی کلمہ کہا تہا جسوقت ہاتف غیبی نے اوسکو بشارت بہشت کی
دی تھی کہ میری ماں میرے ماتم مین بیٹھی کیونکر مجھے بشارت بہشت کی دیجاتی حالانکہ مین تو
امام حسین علیہ السلام سے لڑنے جاتا ہون فَاَرَادَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُذَكِّرَهٗ
بِمَا قَالَ الْحُرُّ لِنَفْسِهٖ وَاَنْ يُذَكِّرَ الْبِشَارَةَ الْمَذْكُوْرَةَ پس ارادہ کیا حضرت امام حسین
علیہ السلام نے حر کو یاد دلانا اوسی بات کا جسکو حر نے خود اپنی نسبت چلتے وقت کہا تہا
اور اوس بشارت کا بھی یاد دلانا حضرت کو منظور تھا لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ التَّذَكُّرُ مَانِعًا لَهٗ
عَنْ حَرْبِهٖ وَمَنْعِهٖ عَنِ الْاِنْصِرَافِ فَكَانَ كَمَا اَرَادَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَا سَيَاْتِيْ
بَيَانُهٗ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى تاکہ یہ بشارت جب حر کو یاد آئے گی آپ سے لڑنے کو بھی یاد آوری
اوسکو منع کریگی اور آپ کے پلٹنے کو بھی نہ روکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اب آیندہ
بیان کرینگے وَهٰذِهِ التَّاوِيْلَاتُ الَّتِيْ ذَكَرْتُهَا كَاَنَّهَا تَكْفِيْ لِاِزَالَةِ الشُّبُهَاتِ اور یہ
چہ تاویلین اور مصلحتین جو مین نے بیان کی ہین شاید کہ شبہات کے دور کرنے مین کافی ہون
وَاَمَّا الْمُعَانِدُ اللَّئِيْمُ فَلِمَا لَمْ يُسْكِتْهُ مَالُ الْحُرِّ بِثُكْلِ اُمِّهٖ بَعْدَ شَهَادَتِهٖ كَوْنُهٗ مِنْ
اَنْصَارِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَيُّ شَيْءٍ يُسْكِتُهٗ لیکن دشمن بدخصلت جبکہ اوسکو انجام
حر کا کہ اوسکی ماں بعد شہادت حر کے بے فرزند ہو گئی اسی انجام نے دشمن کو چپ نہ کیا اور حر کا
انصار حسین علیہ السلام مین داخل ہونا جو متواتر ہی اسپر بہی وہ دشمن خورد و گیری سے باز
نہ آیا اب کون جواب ایسا ہی جو دشمن کو چپ کرے وَاَيُّ جَوَابٍ يُزِيْلُ الشَّكَّ عَنْ قَلْبِهٖ
فَاِنَّ الْكُفْرَ دَاءٌ لَا دَوَاءَ لَهٗ دُوْنَ الْاِسْلَامِ اور کون جواب ایسا ہی جو دشمن بے دین کے دل سے
شک کو دور کرے اسلیے کہ یہ کفر ایسی بیماری ہی جسکی کوئی دوا نہیں ہی بجز اسکے کہ آدمی مسلمان ہو جائے

وَبَقِيَ الْكَلَامُ فِي شَرْحِ مَا قَالَهُ الْحُرُّ فِي جَوَابِ الثُّكْلِ باقی رہا کلام کرنا اس بات مین
کہ حر نے بعد سننے اس دعا کے جسمین حر کی مانکا بہی ذکر آپ نے کیا تہا جو جواب دیا اوسکا مطلب
کیا ہو وَهُوَ قَوْلُهُ لَوْ غَيْرُكَ مِنَ الْعَرَبِ إِلَى آخِرِهِ اور وہ جواب یہی تہا کہ حر نے کہا کہ اگر
کوئی اور عرب مجھے ایسی بات کہتا اور وہ بہی ایسی حالت مین ہوتا جس حالت مین
آپ ہین تو مین بہی اولٹ کر اوسکو یہی جواب دیتا وَمِنَ الْبَيِّنِ الظَّاهِرِ أَنَّهُ لَا يُرِيدُ
بِالْحَالِ الَّتِي يَرَى فِيهَا الْحُسَيْنَ مِنْ أَنَّهُ مَحْصُورٌ بَيْنَ أَعْدَائِهِ مُبْعَدٌ عَنِ الْوَطَنِ
یہ بات تو ظاہر ہے کہ حر کا ارادہ اس حالت سے جس مین امام حسین علیہ السلام کو آج
دیکہ رہا ہے کہ دشمنون مین گہرے ہوے ہین وطن سے دور بہکے گئے ہین غَرِيبٌ
عَنِ الدِّيَارِ قَلِيلُ الْأَنْصَارِ اپنے شہر اور ملک سے نکل کر مسافر ہو رہے ہین
انصار کی بہت کمی ہے قَدْ خَذَلَهُ شِيعَتُهُ وَمُحِبُّوهُ جو لوگ بظاہر آپ کی پیروی
اور محبت کے مدعی تہے سب الگ ہو گئے لَا يَرَى إِلَى أَيْنَ يَلُوذُ وَإِلَى أَيِّ
جِهَةٍ يَقْدُمُ وَإِلَى مَنْ يَسْتَغِيثُ کچہہ بن نہین پڑتا ہے کدہر جائین جو دشمنون
سے پناہ ملے اور کسطرف اب اس مقام سے جانے کا قصد کرین اور کس سے
فریاد اپنے دشمنون کی کرین حَرِيمُهُ وَنِسَاؤُهُ مَعَهُ فِي كَآبَةٍ وَحُزْنٍ اہل حرم
اور بہت سے عورتین آپ کے ہمراہ ہین جو نہایت دل شکستہ اور رنجیدہ خاطر ہو رہے
ہین يَنُحْنَ وَيَبْكِينَ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ بِأَصْوَاتٍ عَالِيَاتٍ وَعُيُونٍ سَاكِبَاتٍ
وَخُدُودٍ لَاطِمَاتٍ تہوڑی تہوڑی دیر کے بعد جب کوئی خبر خوف آمیز انکو
مخدرات کو پہونچتی ہے بیتابانہ بآواز بلند رو اوٹہتے ہین آنسوؤن کی ندیان آنکہون
سے اونکے جاری ہین بعضی عورتین جو مثل کنیز وغیرہ کے ہین وہ تو سر بہی پیٹتی
ہین اور چہرون پر طمانچہ بہی مارتے ہین ایسی حالت مین حر نے حضرت کو آج دیکہا
ہے یہ حالت تو ایسی نہین ہے جو حر کے کلام سے مراد لیجاے فَإِنَّ مَنْ كَانَ
عَلَى مِثْلِ تِلْكَ الْحَالِ لَا يَعْسُرُ عَلَى أَدَانِي النَّاسِ أَنْ يُجِيبَهُ بِالْجَوَابِ الَّذِي
يَهْجُمُ عَنِ اسْتِمَاعِهِ الْاِسْتِمَاعُ اسلئیے کہ جو شخص ایسی مصیبت مین گرفتا

ہواوسکو جواب سخت دینا ادنی ادنی آدمیون کو بھی کچھہ دشوار نہین ہوتا
وَلَا يَخَافُ مِنْهُ اَحَدٌ اَنْ يَّجْتَرِئَ عَلَيْهِ اور کوئی شخص نہین اوس سے
ڈر سکتا ہے کہ اوسے جواب تلخ دینے مین کوتاہی کرے فَكَيْفَ مَنْ كَانَ
شُجَاعًا وَحِيْدًا فَرِيْدًا فِي التَّهَوُّرِ وَالْجَلَادَةِ كَالْحُرِّ چہ جاکہ جو شخص بہادر
بے بدل ہو اور یگانہ آفاق شجاعت اور دلیری مین مثل حر کی ہو اسکو ایسے وقت سخت
کلامی کیا دشوار رہتی وَلَا سِيَّمَا لَهٗ اَعْوَانٌ زُهَاءُ اَلْفِ رِجَالٍ كُلُّهُمْ يَرْتَقِبُوْنَ
اَنْ يَّاْخُذُوا الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَاْسِرُوْهُ وَاِنْ حَارَبَ فَيَقْتُلُوْهُ
خصوصاً کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے انصار کم تھے اور حر کے ساتھ ہزار
آدمی سب کے سب اسی کے امیدوار تھے کہ حضرت کو قید کرلین اور اگر آپ
لڑین تو قتل کرین اور شہید کر ڈالین وَلَا يُمْكِنُ اَنْ يُّرِيْدَ الْحُرُّ بِالْحَالِ
الَّتِيْ يَرٰى فِيْهَا الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ فَقْدِ اُمِّهٖ وَعَدَمِ حَيَاتِهَا
سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا لِتَكُوْنَ ثَاكِلَةً لِفَقْدِ ابْنِهَا اور یہ بھی ممکن
نہین ہی کہ حر نے جس حال مین امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا اوسکی یہ مراد ہو
کہ آپ کی مادر گرامی تو زندہ نہین ہین پھر آپ کو یہ بات کہنی کہ آپ کی مان آپ کے
ماتم مین بیٹھین درست نہین ہوسکتی ہی اگر زندہ ہوتین تو مین کہہ سکتا تھا
لِاَنَّ الثُّكْلَ لَا يَخْتَصُّ بِحَيَاةِ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ كَمَا عَرَفْتَ مِنْ
كَلَامِ سَيِّدِنَا السَّجَّادِ فِيْ خُطْبَتِهٖ اس لیئے کہ ثکل کی لفظ مان باپ کی
زندگی مین بالخصوص نہین بولی جاتی ہے چنانچہ جناب سید الساجدین کے
خطبہ مین اوپر گذر چکا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت
یہ لفظ آپ نے فرمائی بَلِ الْمُرَادُ مِنْهُ عَلٰى مَا اَدّٰى اِلَيْهِ نَظَرِيْ
وَكَشَفَ اللّٰهُ غِطَاءَ الْعَمٰى عَنْ بَصَرِيْ اَنَّ الْحُرَّ يَقُوْلُ بلکہ مراد کلام حر سے
یہ ہے جسکو مین سمجھتا ہون اور خدا نے اس پردہ کو میری آنکھ سے اوٹھا دیا ہی
وہ یہ ہی حر کہتا ہو لَوْ كَانَ غَيْرُكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

يُخْبِرُنِي بِالْمَوْتِ وَيَقُولُ لِي الْمَوْتُ اَدْنٰى اِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ کہ اگر اور
کوئی شخص سواے آپ کے لیے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے میرے
مرنے کے خبر دیتا اور مجھ سے کہتا کہ تیری موت میرے کوفہ کے جانے سے پہلے
واقع ہوگی ثُمَّ يُؤَيِّدُ قَوْلَهُ بِمَوْتِي اَنْ يَتَكَلَّمَ بِثُكْلِ اُمِّي پھر
اپنے قول اول کی تائید مین میری مان کی ماتم نشینی کا ذکر کرتا وَلَمْ يَكُنْ
اِخْبَارُهُ عَنْ مَوْتِي بِقَتْلِ الشَّهَادَةِ الَّتِي بُشِّرْتُ بِهَا حِيْنَ خُرُوْجِ
مِنَ الْقَصْرِ فَهِيَ لَا مُحَالَةَ بِشَارَةٌ بِالشَّهَادَةِ وَهِيَ الْحَيٰوةُ الْاَبَدِيَّةُ
اور اوسکی خبر دہی میری موت کی بشارت اوس شہادت کی نہوتی جو مجھے قصر
امارت کو فہ سے نکلتے وقت ہوئی ہی پس آپ کا فرمانا بھی وہی بشارت ہی
بَلْ كَانَ اِخْبَارُهُ عَنِ الْمَوْتِ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَهُوَ مَوْتُ اَعْدَائِكَ
الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَكَ لَمَا تَرَكْتُ ذِكْرَ اُمِّهِ بِالثُّكْلِ كَائِنًا مَنْ كَانَ
بلکہ وہ شخص مجکو اوس موت کی خبر دیتا جو حق پر نہوگی اور وہ موت آپ کے
دشمنون کی ہی جو آپ سے لڑینگے تو ایسے شخص کے جواب مین ضرور مین بھی
اوسکی مان کے ماتم نشینی کا ذکر کرتا کیسا ہی وہ شخص بہادر اور ذی عزت ہوتا مین
ضرور اوسکو یہی جواب دیتا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَالِي بِذِكْرِ اُمِّكَ مِنْ
سَبِيْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ مَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ وَجْهَيْنِ لیکن قسم بخدا آپ کی
مادر گرامی کے ذکر کرنے کا مجھے مقدور نہین ہے سواے اسکے کہ عمدہ طریقے سے
اوس جناب کو مین یاد کرون جسقدر میری زبان مین طاقت گویائی کی ہے اور
اس تعظیم سے نام لینے کے دو سبب ہین اَمَّا اَحَدُهُمَا فَاِنَّهَا بِنْتُ نَبِيِّنَا فَلَا
يَلِيْقُ بِمُسْلِمٍ اَنْ يَذْكُرَهَا اِلَّا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا ایک سبب تو یہی ہے
کہ وہ معصومہ دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کسی مسلمان کو نہ چاہیے
کہ بے درود اور سلام کے اونکا ذکر کرے وَالثَّانِي اِنَّهَا قَدْ مَنَعَتْنِي فِي
الرُّؤْيَا مِنْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ قَاتِلِيْكَ وَبَعْدَ مَنْعِهَا فَقَدْ بَشَّرَتْنِي

الهَاتِفُ بِالجَنَّةِ اور دوسرا سبب بہ تعظیم یاد کرنے کا خاص مجکو یہ ہے کہ
اوس جناب نے خواب مین مجکو آپ سے لڑنے کو منع کیا ہی اور بعد اون کے
منع فرمانے کے ہاتف غیبی نے مجکو بہشت کی بشارت دی ہی وَلَا یَکُونُ
تَصْدِیقُ البِشَارَةِ اِلَّا اَنْ اَمُوتَ فِی وِلَائِكَ وَاُقْتَلَ فِی نُصْرَتِكَ
اور اس بشارت کی تصدیق تو اوسی وقت ہوگی جب مین آپ کی دوستی
مین مرجاؤن اور آپ کی نصرت مین قتل کیا جاؤن پس جو شخص مجکو شہادت
کی بشارت دیتا ہی اوسکا نام بجز تعظیم کے اور کسطرح پر لے سکتا ہون وَ
هٰذَا تَاوِیلُ کَلَامِ الحُرِّ نَظَرًا اِلیٰ مَا یُنَاسِبُ بِحَالِهِ مِمَّا سَلَفَ مِنْ
ظُهُورِ البِشَارَاتِ الاَرْبَعَةِ لَهٗ وَمِمَّا یَاتِی مِنْ اَقْوَالِهٖ وَ
اَفْعَالِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ القَوْلِ اور یہ تاویل کلام حر کی بنظر اوس مناسبت کے
ہے کہ اوسکو چار بشارتین اس گفتگو سے پہلے ہو چکی ہین اور نیز بنظر ملاحظہ
اون اقوال اور افعال کے جو بعد اس کلام کے حر سے واقع ہوئے وَاَظُنُّ
اَنَّ الحُرَّ قَدِ انْطَوَی قَلْبُهٗ عَلیٰ تَرْكِ مَا اُمِرَ بِهٖ مِنَ التَّعَرُّضِ
وَالمُخَالَفَةِ لِمَوْلَانَا الحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ بَعْدِ کَلَامِهٖ هٰذَا اور
مجھے ایسا گمان ہی کہ حر کو اس رد و بدل کرنے کے بعد دل سے یہی منظور ہو گیا
تہا کہ اب ہم حضرت کی وا بستی سے تعرض نکرین اور مخالفت آپ کے حکم کی
چھوڑ دین وَقَدْ نَجَّاهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ مِنَ الهَلَاكِ وَالبَوَارِ فَتَبَصَّرَ حَقَّ
الاِسْتِبْصَارِ اور خدا نے حر کو ہلاکت اور تباہی سے نجات دی۔ اور پوری ہدایت
اور بینائی اُسکو حاصل ہوئی وَتَمَّ مَا اَرَادَ الحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ ذِکْرِ الثُّکْلِ
وَغَیْرِهٖ اور جن مصلحتوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اونکی ماں کی ماتم نشینی کا اور
اسکے مر جانیکا ذکر کیا تھا وہ سب غرضین حضرت کی بہی پوری ہوئین ثُمَّ کُلَّمَا وَقَعَ بَعْدَهٗ
مِنَ الحُرِّ مِنَ الکَلِمَاتِ فَهُوَ مَحْمُولٌ عَلیَ التَّوْرِیَةِ وَالتَّقِیَّةِ پہر اس کلام کے
بعد جو کچھ حر نے بظاہر خلاف منشا امام حسین علیہ السلام کے کہا وہ توریہ اور تقیہ پر محمول ہی

باب بست وچہارم باز رہنا حر کا منع واپسی امام حسین علیہ السلام سے بعد تھوڑی سی کج بحثی کے پھر صلح آمیز باتین کرنی

لَمَّا اَجَابَ الْحُرُّ وَاَحْسَنَ الذِّکْرَ لِاُمِّ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الرَّاوِیْ فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَمَا تُرِیْدُ جسوقت حر نے ادب سے نام مادر گرامی حضرت کا لیا بحار مین اب یہ روایت ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر سے کہا کہ پھر اب تیرا کیا ارادہ ہی قَالَ اُرِیْدُ اَنْ اَنْطَلِقَ بِکَ اِلَی الْاَمِیْرِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ زِیَادٍ حر نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ کو امیر کوفہ ابن زیاد کے پاس لیچلون فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذًا وَاللّٰہِ لَا اَتَّبِعُکَ فَقَالَ الْحُرُّ اِذًا وَاللّٰہِ لَا اَدَعُکَ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تیرا کہنا تو مین کبھی نہ مانونگا کہ تیرے ساتھ اسوقت کوفہ کو چلون حر نے عرض کی کہ مین آپ کا پیچھا نچھوڑونگا قُلْتُ فَھٰذَا الْکَلَامُ حَقٌّ فَاِنَّہٗ لَمْ یَدَعِ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اَنْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کَمَا بُشِّرَ بِھَا مین کہتا ہون کہ کیا سچی بات حر نے کہی تھی اوس نے حضرت کو نچھوڑا تا اینکہ بہشت مین داخل ہوا جسطرح اوسکو بشارت ہوئی تھی وَلِذَا اَجْمَلَ فِیْ قَوْلِہٖ وَلَمْ یَقُلْ صَرِیْحًا اِنِّیْ لَا اَدَعُکَ حَتّٰی اَنْطَلِقَ بِکَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ اسی واسطے حر نے اپنے کلام مین اجمال کیا اور دوبارہ صاف صاف یہ نکہا کہ مین آپ کو نچھوڑونگا جب تک کہ آپ ابن زیاد کے پاس لے نچلون فَاِنَّ فِیْ کَلَامِہٖ ھٰذَا تَوْرِیَۃً وَاضِحَۃً اسلیے کہ اس کلام مین حر کی توریہ کھلا ہوا ہی دونون معنی اسکے ہو سکتے ہین قَالَ الرَّاوِیْ فَتَرَادَّ الْقَوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ بحار مین روایت کی ہی کہ تین مرتبہ یہی رد و بدل حر سے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئے فَلَمَّا کَثُرَ الْکَلَامُ بَیْنَھُمَا قَالَ لَہٗ اِنِّیْ لَمْ اُؤْمَرْ بِقِتَالِکَ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ لَا اُفَارِقَکَ حَتّٰی اُقْدِمَکَ الْکُوْفَۃَ جب زیادہ تکرار ہوئی آخر کو حر نے یہ عرض کی کہ مجھے آپ سے لڑنے کا حکم ابن زیاد کا نہین ہی مجھے اسی قدر حکم ہی کہ آپ سے جدا نہون جب تک کہ آپ کو کوفہ مین نہ پہونچاؤن فا

اَبَیْتَ فَخُذْ طَرِیْقًا لَا یُدْخِلُکَ الْکُوْفَۃَ وَلَا یَرُدُّکَ الْمَدِیْنَۃَ یَکُوْنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ
نَصَفًا پھر جب آپ کو کوفہ جانے سے انکار ہے تو ایسی راہ اختیار کیجئے جس راہ سے
آپ نہ کوفہ مین پہونچین اور نہ مدینہ مین یہ راہ بیچ بیچ کی ایسی ہو کہ اب اسی پر میرے
آپ کے جھگڑا فیصل ہو جاوے حَتّٰی اَکْتُبَ اِلَی الْاَمِیْرِ عُبَیْدِ اللّٰہِ فَلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ
یَرْزُقَنِی الْعَافِیَۃَ مِنْ اَنْ اَبْتَلِیَ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِکَ فَخُذْ هٰهُنَا تاکہ مین ابن زیاد کو بھی
فیصلہ لکھ بھیجون مین امید کرتا ہون خدا سے کہ وہ مجکو بچالے اُس گناہ سے کہ ایسا نہو
مجھ سے آپکی نسبت کوئی بے ادبی یا گستاخی واقع ہو اب اسی جگہ سے آپ اُسی راہ کو
اختیار کرین جسکی مین رائے دیتا ہون قُلْتُ وَقَدْ ظَهَرَ مِنْهُ اَنَّهٗ رَضِیَ بِانْصِرَافِ الْعَامِ
الَّذِیْ اِسْتَدْعَاهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی الْخُطْبَۃِ الثَّانِیَۃِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ
اس کلام سے حر کے ثابت ہو گیا کہ دوسرے خطبہ مین جو بعد نماز عصر کے آپنے مطلق پلٹ
جانیکی درخواست کی تھی اُس پر حر نے اپنی رضامندی ظاہر کی وَانْطَوٰی قَلْبُهٗ عَلَی
الْمُوَاسَاتِ الَّتِیْ یُمْکِنُ حِیْنَئِذٍ وَهُوَ کَوْنُهٗ مَعْذُوْرًا عِنْدَ اَصْحَابِهٖ اور دل حر کا مایل ہو گیا
حضرت سے بحسن سلوک پیش آنے پر جسقدر اسوقت حر سے ممکن ہی اور اُسکی یہ صورت
ہے کہ تیسری راہ کیطرف جانے کی اجازت دیدی مین حر کو اپنے ہمراہیون کے واسطے بھی عذر
صحیح تھا فَاِنَّهٗ لَمْ یُؤْمَرْ بِقِتَالِهٖ صَرِیْحًا وَکَانَ لَا یَرْضَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِمَسِیْرِهٖ
اِلَی الْکُوْفَۃِ اِلَّا بِالْقِتَالِ اسلئے کہ حر نے مجمع عام مین کہدیا کہ مجھے آپسے لڑنے کا حکم نہین
ملا ہے اور جناب امام حسین علیہ السلام کوفہ کیطرف جانے پر بدون لڑائی کے کبھی راضی
ہوتے فَاَخَذَ النَّصَفَ کَاَنَّهٗ مُفِیْدٌ لَهٗ مِنْ جِهَۃِ نَفْسِهٖ لِاَنَّهٗ لَا یُؤَاخِذُهٗ
اَحَدٌ بِتَرْکِ الْقِتَالِ پس تیسری راہ پر فیصلہ کرنا اور جھگڑا کو دور کرنا حر کے واسطے
بھی مفید تھا اسلئے کہ لڑائی ترک کرنے کا مواخذہ کوئی حر سے نہین کر سکتا ہے نہ حر
کے ہمراہی اور نہ ابن زیاد وَاَیْضًا فِیْهِ مُوَاسَاتٌ لِلْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ زَعْمِهٖ
اَنَّهٗ یَنْصَرِفُ وَیَرْحَلُ اِلٰی اَیِّ جِهَۃٍ یَشَآءُ فَیَتَخَلَّصُ مِنَ الْاَعْدَآءِ اور نیز اس تیسری
راہ پر راضی ہونے مین حر کے نزدیک ایک حسن سلوک جناب امام حسین علیہ السلام سے

تھا حر نے خیال کیا تھا کہ آپ کوفہ کے سرزمین سے چلے جائین جدہر آپ کا
جی چاہے پہر آپ دشمنون سے نجات پاجائین قَالَ السَّیِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّ الْحُرَّ
قَالَ بَلْ خُذْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم طَرِیْقًا لَا یُوْصِلُكَ اِلَی الْکُوْفَةِ وَلَا یُوْصِلُكَ
اِلَی الْمَدِیْنَةِ لِاَعْتَذِرَ اَنَا اِلَی ابْنِ زِیَادٍ بِاَنَّكَ خَالَفْتَنِیْ الطَّرِیْقَ اور جناب سید
ابن طاؤس فرماتے ہین کہ حر نے یہ عرض کی ای فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ ایسی راہ اختیار کیجئے کہ نہ کوفہ مین آپ کو پہنچائے اور نہ مدینہ مین آپکو لیجائے
تاکہ مین عذر کرون ابن زیاد سے کہ مجھسے اور جناب امام حسین علیہ السلام سے راہ مین
ملاقات نہین ہوئی کلام جناب سید رحمہ اللہ کا تمام ہوا وَهُوَ کَمَا تَرٰی فَاِنَّهٗ کَیْفَ
یُمْکِنُ ذٰلِكَ الْاِعْتِذَارُ الْکَاذِبُ وَمَعَ الْحُرِّ اَلْفُ فَارِسٍ یَشْهَدُوْنَ عَلٰی
کِذْبِهٖ وَلِقَائِهٖ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اور یہ روایت کسقدر خلاف عقل ہی کہ حر کے ہمراہ
ہزار آدمی تھے کیونکر یہ جھوٹا عذر چل سکتا تھا وہ سب لوگ حر کی دروغ گوئی پر گواہی
دیتے اور کہدیتے کہ حر سے حضرت سے ملاقات ہوئی قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اِنَّ الْحُرَّ قَالَ
لِلْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ خُذِ الطَّرِیْقَ الثَّالِثَ حَتّٰی اَکْتُبَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ اَنْ یَّعْفُوَ
عَنِّیْ ذٰلِكَ وَهٰذَا یُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ صَحِیْحًا اور ابومخنف نے یہ روایت کی ہی کہ
حر نے عرض کی کہ یا حضرت آپ تیسری راہ اختیار کرین مین ابن زیاد کو لکھتا ہون کہ مجھے
آپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے معاف رکھے اور یہ روایت ابومخنف کی ممکن ہی کہ صحیح
وَفِی الْبِحَارِ اِنَّ الْحُرَّ قَالَ وَاللّٰهِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ بُعِثْتُ لِقِتَالِكَ
اور بحار مین ایک یہ بہی روایت لکھی ہی کہ حر نے عرض کی قسم شرعی یاد کرکے کہ ای فرزند
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ضرور آپ سے لڑنے کو بہیجا گیا ہون وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ
اُحْشَرَ مِنْ قَبْرِیْ وَنَاصِیَتِیْ مَشْدُوْدَةٌ اِلَیَّ وَیَدَیَّ مَغْلُوْلَةٌ اِلٰی عُنُقِیْ وَاُکَبَّ
عَلٰی حُرِّ وَجْهِیْ فِی النَّارِ اور پناہ مانگتا ہون خدا سے کہ اپنی قبر سے جب اوٹھایا جاؤن اور
میری پیشانی کھینچ کر بندہے ہوئے ہو اور میرے ہاتھ کس کر میری گردن کی طرف جکڑے
ہوئے ہون اور منہ کے بہل دوزخ مین ڈالا جاؤن وَتِلْكَ الرِّوَایَةُ مُنَاقِضَةٌ لِقَوْلِ

فیما سبق نقلہا انی لم ابعث بقتالک اب اس روایت مین پہلی روایت بحار سے جو
گذر چکی ہی اختلاف ہی اسمین تو یہ ہی کہ مین آپ سے لڑنے کے واسطے بہیجا گیا اور پہلی
روایت مین یہ ہی کہ مین آپ سے لڑنے پر نہین مامور ہوا وکیف ما کان فالآن لا یشک
احد ولا یرتاب فی ان الحر قد تنبہ واشعر قلبہ بما یؤول الیہ امرہ
من النجاۃ اور کوئی روایت ان چار روایتون سے صحیح ہو اب اتنا تو ضرور ہر شخص
سمجھ سکتا ہی اور کسی کو اسمین اب شک وشبہ باقی نہ رہا کہ حر بیدار ہو گیا اور اپنے دلسے راہ
نجات اختیار کی فلا یبعد صحۃ ما رواہ ابو مخنف ما حاصلہ فلما جن اللیل
واظلم النہار وقد مضی من اللیل نصفہ جاء الحر وحدہ عند الحسین
علیہ السلام وشاورہ معہ باحسن الامور اب کچھ دور نہین ہی کہ وہ روایت ابو مخنف کی
صحیح ہو جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب رات ہوئی آدہی رات گذرنے کے بعد حر تنہا حضرت کی خدمت
مین آیا خیر خواہی کے ساتہ مشورہ کیا وبعد ذلک لم یتعرض بحالہ الا ولہ عذر صحیح
اور بعد اس کے پہر حضرت سے کسی بات مین تعرض نہین کیا اور اگر کیا تو کوئی عذر
صحیح بہی اوسمین تہا قال الراوی فتیاسر الحسین علیہ السلام عن طریق العذیب
والقادسیۃ وسار الحسین علیہ السلام وسار الحر فی اصحابہ بحار کی روایت ہی
کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اوسی جگہ سے عذیب اور قادسیہ کی طرف جو راہ جاتی ہی
اوسکے بائین طرف کی راہ لی اور آپ اپنے اصحاب کے ساتہ چلے اور حر اپنے ہمراہیون
کے ساتہ چلا وھو یسایرہ یقول یا حسین علیہ السلام انی اذکرک اللہ فی نفسک
فانی اشہد لئن قاتلت لتقتلن حر بہی ہمراہ چلا آتا تہا اور بار بار کہتا تہا
یا حضرت مین آپکو خدا کی قسم یاد دلا کر گواہی دیتا ہون کہ اگر آپ لڑینگے تو شہید ہو جائیگا
قلت ولما ذکر الحر قتلہ علیہ السلام اذا قاتل مع بنی امیۃ وکان ذلک
انما نشاء عن الرحمۃ والشفقۃ علیہ مین کہتا ہون جب حر نے آپکے قتل ہو جانے کا
ذکر کیا اسطرح پر کہ اگر بنی امیہ سے لڑینگے تو شہید ہو جائینگے اور بار بار اس مضمون کا ادا کرتا حر
سے بنظر شفقت اور رحم دلی کے جناب امام حسین علیہ السلام پر تہا فکانہ یقول انک تقتل و

عِيَالُكَ وَاَهْلُكَ يَبْقىٰ بَعْدَكَ وَلَيْسَ لَهُمْ مِنْ حَامٍ يَحْمِيهِمْ یس گویا حر بنظر
دلسوزی بار بار یہ عرض کرتا تہا کہ آپ شہید ہو جائینگے اور آپکے اہل وعیال بعد آپکے
ایسی مصیبت مین گرفتار ہونگے کہ اونکا حمایت کرنے والا کوئی باقی نرہیگا فَلَمَّا نَظَرَ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلىٰ مُوَاسَاتِهٖ وَرَحْمَتِهٖ عَلَيْهِ وَعَلىٰ عِيَالِهٖ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَفَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِي وَهَلْ يَعْدُو بِكُمُ الْخَطْبُ اَنْ تَقْتُلُونِي جب حضرت امام حسین
علیہ السلام نے اسکی دلسوزی کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی نسبت ملاحظہ فرمایا حر سے
کہا کہ تو مجکو موت سے ڈراتا ہی کیا تم لوگون کے اوپر جو بلا آنے والی ہے اور جو کار مشکل
تمکو درپیش ہونے والا ہے میرے شہید ہونے سے وہ رک جائیگا وَسَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ
اَخُو الْاَوْسِ لِابْنِ عَمِّهٖ وَهُوَ يُرِيدُ نُصْرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اور قریب وہ زمانہ آتا ہی کہ مین وہی کہونگا جو اوس نامی صحابی کے بہائی نے اپنے چچازاد
بہائی سے کہا تہا جسوقت کہ اُسکا بہائی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
نصرت کا ارادہ کرتا تہا فَخَوَّفَهُ ابْنُ عَمِّهٖ قَالَ اَيْنَ تَذْهَبُ فَاِنَّكَ مَقْتُولٌ لَا مَحَالَةَ
یعنی جب اوس کو اُسکے چچازاد بہائی نے خوف دلا کر کہا تو کہان جاتا ہی دشمنونکی جمعیت زیادہ ہے
تو ضرور قتل کیا جائیگا فَقَالَ ؎ سَاَمْضِيْ وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتىٰ ❊
اِذَا مَا نَوىٰ حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا ❊ برادر اوس نے اپنے چچازاد بہائی کے جواب
مین یہ اشعار پڑہے مین تو اب جاتا ہون اور جوان مرد کو کچہ ننگ و عار نہین ہی مرجانے سے
اگر نیت اُسکے تائید حق کی ہو اور مسلمان ہوکر راہ خدا مین جہاد کرے ؎ وَوَاسَى الرِّجَالَ
الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِهٖ ❊ وَفَارَقَ مَثْبُوْرًا وَوَدَّعَ مُجْرِمًا ❊ اور نیک آدمیونکی امداد
کرے اور اونکی اعانت مین جان نثاری کرے اور ہلاکت اُخروی سے جدا ہو جاے اور
حرام خدا کو ترک کرے ؎ فَاِنْ عِشْتُ لَمْ اَنْدَمْ وَاِنْ مِتُّ لَمْ اُلَمْ ❊ كَفىٰ بِكَ
ذُلًّا اَنْ تَعِيْشَ وَتُرْغَمَا ❊ اگر مین اس جہاد کے بعد زندہ رہا کسی قسم کی ندامت دنیا
اور آخرت کی مجہے نہوگی اور اگر شہید ہو گیا کوئی مجہے ملامت نکریگا ذلت رسوائی کی تو یہی
بات ہی کہ آدمی زندہ رہے اور ہر وقت اُسکو ذلت ورسوائی کا سامنا ہوا کرے کہ ناک

اسکی خاک مذلت سے رگڑی جائے اَقُولُ وَنُصَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
مین کہتا ہون اور پہلے درود محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھتا ہون
بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ کَیْفَ اَوْضَحْتَ فِی قَوْلِکَ ھٰذَا مِنْ خَبَایَا
الْاُمُوْرِ وَاَسْرَارِھَا وَفَرَّقْتَ بَیْنَ خِیَارِ النَّاسِ وَاَشْرَارِھَا میرے
مان باپ فدا ہون آپ پر کس خوبی سے آپ نے اس قول مین پوشیدہ اسرار کو
ظاہر فرمایا اور کس عمدگی سے نیک و بد آدمیون مین آپ نے فرق بتلایا وَکَیْفَ
اَدَّیْتَ الْمَطَالِبَ الْکَثِیْرَۃَ فِی الْاَلْفَاظِ الْقَلِیْلَۃِ اور کس خوبی سے آپ نے
بہت سے مطالب چند الفاظ مین بیان فرمائے اَمَّا قَوْلُہٗ وَھَلْ یَعُدْ وَبِکُمُ الْخَطْبُ
اَنْ تَقْتُلُوْنِیْ فَھُوَ رَدٌّ لِمَا اَوْصٰی بِہٖ مُعَاوِیَۃُ لِابْنِہٖ یَزِیْدَ یہ آپ کا فرمانا کہ بعد
میری شہادت کے پھر کیا سب مشکلین تمہاری رفع ہو جائینگی یہ رد ہی معاویہ کی اوس
وصیت جو مرتے وقت یزید سے معاویہ نے کی تھی اِنَّکَ اِذَا قَتَلْتَ الْحُسَیْنَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ قَبَضْتَ عَلَیْہِ فَقَدْ تَفُوْزُ بِالْمَرَامِ اے یزید جسوقت تو
حسین علیہ السلام کو قتل کریگا یا اونپر ہر طرح سے قابض ہو جائیگا اوسیوقت تو اپنی
مراد کو پہونچ جائیگا وَیَخْلُوْ اِمْرَتُکَ عَنِ الْمَفَاسِدِ وَیُوَطَّاُ لَکَ الْاُمُوْرُ اور
تیری حکومت اور سلطنت تمام مفاسد سے خالی ہو جائیگی اور جملہ ساز اور سامان
سلطنت کا درست ہو جائیگا وَیَقُوْلُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّہٗ کَذِبٌ فِیْمَا
اَوْصَاہُ آپ یہ فرماتے ہین کہ یہ غلط وصیت معاویہ نے کی بَلِ الذُّلُّ وَالْخِزْیُ
لَھُمْ بَعْدَ قَتْلِیْ اَشَدُّ وَاَزْیَدُ مِمَّا ھُوَ فِیْ حَیٰوتِیْ بلکہ ذلت اور رسوائی بنی
امیہ کے بعد میری شہادت کے بہت زیادہ ہوگی بہ نسبت اس رسوائی کے جو میری زمانہ
حیات مین ہی فَاِنَّھُمْ یَکُوْنُوْنَ اَخْزَی الْاُمَمِ وَاَذَلَّھُمْ اسلئے کہ بنی امیہ ایسے ذلیل و
خوار ہو جائینگے کہ ایسی ذلت کسی امت کو کبھی نہ پہونچی ہوگی فَوَقَعَ کَمَا قَالَ غَیْرَ مَرَّۃٍ
وہی واقع ہوا جسکی خبر آپنے بارہا دی تھی اَمَّا تَمَثُّلُہٗ بِقَضِیَّۃِ اَخِیْ الْاَوْسِ
فَلَہٗ عِنْدِیْ مَعْنَیَانِ ظَاھِرٌ وَبَاطِنٌ لیکن قصہ اخی اوس کے جہاد کی جو آپنے تمثیل بیان فرمائی

میرے نزدیک اوسکے دو مطلب ہین ایک تو بنظر ظاہر کے ہو اور ایک بنظر علم باطن
کے ہے جس سے پانچوین بشارت شہادت حر کی ثابت ہوتی ہے اَمَّا الظَّاہِرُ
فَاِنَّہٗ یُرِیْدُ نَفْسَہٗ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ نَوَیْتُ نُصْرَۃَ دِیْنِ جَدِّیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَیْسَ عَلَیَّ عَارٌ بِالْمَوْتِ ظاہری معنی یہ ہین کہ آپ اپنے اوپر اس
حکایت کو مطابق کرکے فرماتے ہین کہ میری نیت دین اسلام کے نصرت کی
ہے پس کچھ ننگ و عار مرجانے مین مجکو نہین ہے فَقَدْ وَاسَیْتُ اَفْضَلَ
الصُّلَحَآءِ وَاَصْدَقَ الصَّادِقِیْنَ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اسلیے کہ مین نے پیروی کی ہے یا حسن سلوک کا ارادہ کیا ہے اوس شخص سے
جو تمام صلحا سے افضل ہے اور نہایت راست گفتار ہو اپنے نانا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَفَارَقْتُ الْمَثْبُوْرَ وَوَدَّعْتُ الْمُحَرَّمَ اور ہلاکی
دنیا اور آخرت سے جدا ہوگیا ہون اور امر حرام کو چھوڑ دیا ہے وَہِیَ بَیْعَۃُ
یَزِیْدَ حَلِیْفِ الْخَمْرِ الْمُعْلِنِ بِالْفِسْقِ الْمُغَیِّرِ لِسُنَّۃِ جَدِّیْ اور وہ امر حرام
یہ ہی کہ مین نے بیعت یزید کو ترک کردیا جو ہر وقت شراب خوار رہتا ہے اور
کھلا ہوا فسق ظاہر کرتا ہی میری جد کی سنت مین تغیر دینا چاہتا ہے فَبَعْدَ تَرْکِ
طَاعَتِہٖ اِنْ عِشْتُ بِاَنْ رَحِلْتُ اِلَی الْاَطْرَافِ الْبَعِیْدَۃِ اَوْ غَلَبْتُ عَلَیْہِمْ
فِی الْقِتَالِ لَمْ اَنْدَمْ پس بعد ترک کرنے اطاعت یزید کے اگر مین زندہ رہا اس
طرح پر کہ دور دراز ملکون مین چلا جاؤن خواہ لڑائی مین اون سے غالب ہوجاؤن
کسی حال مین مجکو ندامت نہوگی وَاِنْ مِتُّ وَلَمْ یَتَیَسَّرْ لِیَ النَّجَاۃُ مِنْ اَیْدِیْہِمْ
فَلَا اُلَامُ اور اگر مرگیا مین اور اونکے ہاتھہ سے نجات ممکن نہوئی پس راہ خدا مین جہاد
کرنیسے مرنے پر ملامت بہی مجھے کوئی نکر سکیگا نَعَمْ اَلذُّلُّ اِنَّمَا ھُوَ اَنْ اَعِیْشَ مُنْقَادًا
لَّھُمْ وَاُرْغَمُ کُلَّ غُدْوَۃٍ وَّمَسَاءٍ کَمَا وَقَعَ مُذْ یَوْمَ خُرُوْجِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ
ہان ذلت اور خواری یہ ہی کہ مین ان لوگون کا فرمانبردار ہوکر زندہ رہون اور صبح
شام ذلت اور خواری کا سامنا رہے جسطرح از روز سفر مدینہ آجتک شبانہ روز ایسی ہی

باتون کا سا سنا رہتا ہے فَاِنِّیْ اَوَّلَ مَا لُذْتُ اِلٰی حَرَمِ جَدِّیْ فَاَخْرَجُوْنِیْ اسلئے کہ
پہلے مین نے اپنے نانا کے روضہ مبارک مین پناہ لی وہان بہی نہ رہنے پایا ثُمَّ لُذْتُ اِلٰی
حَرَمِ بَیْتِ اللّٰہِ الَّتِیْ جَعَلَہُ اللّٰہُ مَلَاذًا لِکُلِّ ذِیْ حَیَاۃٍ حَتَّی الْوُحُوْشِ وَالطُّیُوْرِ
فَلَمْ آمَنْ فِیْہِ پہر دوبارہ مین نے خانہ خدا اور کعبہ مین پناہ لے جسکو خدا نے جاے پناہ
ہر ذی روح کی گردانا ہی یہان تک کہ وحشی جانور اور پرندونکو بہی اوسمین پناہ ملتی ہے مجھے
وہان بہی نہ ملی وَقَدْ ضَیَّقُوْا عَلَیَّ حَتّٰی اَنَّنِیْ اِنْ لَمْ اَخْرُجْ مِنْہَا لَاُخِذْتُ اَوْ قُتِلْتُ
ہُنَاکَ وَلَضَاعَتْ حُرْمَۃُ الْحَرَمِ یہان تک کہ اگر مین کعبہ سے نکل نہ آتا گرفتار ہوجاتا
یا عین حرم کعبہ مین قتل کیا جاتا اور حرمت خانہ کعبہ کی ضایع ہوجاتی ثُمَّ لَمَّا خَرَجْتُ
مِنْہَا حَتّٰی اَتَیْتُ اِلٰی مَقَامِیْ ہٰذَا فَاَنْتَ الْاٰنَ تَمْنَعُنِیْ عَنِ الْاِنْصِرَافِ جب کہ معظمہ
سے نکل آیا اور اب یہان تک پہونچا یہان سے پلٹ جانے کو اب تو منع کرتا ہی وَتُرِیْدُ
اَنْ تَقْدَمَ بِیْ اِلَی الْکُوْفَۃِ فَاَیُّ خِزْیٍ اَزْیَدُ مِنْ ہٰذَا اور تو چاہتا ہی کہ مجھے لیکر
کوفہ کو روانہ ہو اب اس سے زیادہ کونسی ذلت باقی رہے وَاَیُّ رَغْمِ الْاَنْفِ اَشَقُّ
مِمَّا قُلْتُ لَکَ اور کونسی آبروریزی اس سے زیادہ تر ناگوار خاطر ہو سکتی ہی جس کو
مین نے تجھسے بیان کیا ہٰذَا ہُوَ الْمَعْنَی الْاَوَّلُ وَالْمُرَادُ الظَّاہِرُ یہ تو وہی پہلے معنے
ہین قول حضرت کے جو بنا بر ظاہر حال کے مراد ہو سکتے ہین وَاَمَّا تَاوِیْلُ الْقَوْلِ بِحَسْبِ
الْبَاطِنِ فَاِنَّ قَضِیَّۃَ اَخِیْ اَوْسٍ تُشْبِہُ قَضِیَّۃَ مُہَاجِرِ بْنِ اَوْسٍ یَوْمَ عَاشُوْرَا
وَقَضِیَّۃَ عَمِّ الْحُرِّ لیکن تاویل قول حضرت کی بنظر علم باطنی کے یہ ہے کہ قصہ برادر
اوس کا مشابہ ہے حکایت مہاجر بن اوس اور حر کے چچا کے جو بروز عاشورا بروقت
آنے حر کے خدمت امام حسین علیہ السلام مین واقع ہوا فَاِنَّہٗ مَنَعَ الْحُرَّ مِنَ اللُّحُوْقِ
بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا مَنَعَ اَخَا اَوْسٍ ابْنُ عَمِّہٖ اسلئے کہ حر کے چچا نے حر کو
منع کیا تھا کہ حضرت سے نہ ملے اور آپ کی نصرت نکرے جسطرح برادر اوس کو اُسکے
چچازاد بہائی نے نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کیا تھا اور مہاجر
بن اوس سے بہی بروز عاشورا حر سے باتین ہوئین وَسَیَاْتِیْ تَفْصِیْلُ ذٰلِکَ فِیْ بَیَانِ

اخرجونی

شہادۃِ الحُرِّ انشاءاللہ تعالیٰ اور اس حکایت کا بیان ہم اُس باب مین کرینگے
جسمین شہادت حر کی بیان ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ فکانّہٗ علیہ السلام یقول للحُرِّ
اِذَا اَرَدْتَ نُصْرَتِیْ وَخَرَجْتَ اِلَیَّ وَمَنَعَکَ عَمُّکَ وَتَکَلَّمْتَ بِکَلَامٍ لِمُهَاجِرِ بْنِ
اَوْسٍ فَاَنْشِدْ فِیْ جَوَابِہٖ مَا اَنْشَدْتُ لِاَنَّ مراد حضرت کی یہ ہو آپ حر سے فرماتے
ہین کہ جب تو بروز عاشورا میری نصرت کا ارادہ کرکے چلے اور میری خدمت مین آنے لگے
اوسوقت چچا تیرا تجکو منع کریگا اور مہاجر ابن اوس سے بہی تجسے کچہ باتین ہون تو انہین
اشعار کو تو پڑھنا وَھٰذَا مِنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِخْبَارٌ بِالْمُغَیَّبَاتِ فَفِیْ
بِشَارَۃٌ خَامِسَۃٌ لِلْحُرِّ اور یہ کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کا غیب کی
خبروہی پر شامل ہی پس یہ پانچوین بشارت ہی جو حر کو اوسکی شہادت پر دی گئی پانچوین بشارت شہادت حر کی
وَاَیْضًا فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا ذَکَرَ الْمَوْتَ لِلْحُرِّ مَرَّتَیْنِ وَلَمْ یُصَرِّحْ بِاَنَّہٗ
کَیْفَ یَمُوْتُ اور یہ بہی سمجہنا چاہیے کہ چونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر کی
موت کی خبردہی دو مرتبہ کی تھی اور اسکی تصریح نہین فرمائی تہی کہ وہ کیسی موت سے
مریگا صَرَّحَ حِیْنَئِذٍ بِاَنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ دَعَوْتُ لَکَ ھِیَ الشَّھَادَۃُ وَلَیْسَ
بِھَا عَارٌ عَلَی الْفَتٰی پس اوسوقت آپ نے تصریح فرمائی کہ جس موت کا مین نے
تیرے واسطے ذکر کیا ہو یہ وہی شہادت ہے راہ خدا مین اس موت مین
جوان مرد کو کچہ ننگ وعار نہین فَانْوِ الْحَقَّ وَجَاهِدْ فِی اللّٰہِ وَ
وَاسِ الرِّجَالَ الصَّالِحِیْنَ وَفَارِقِ الْمَثْبُوْرَ وَوَدِّعِ الْمُجْرِمَ پس نیت
اپنے حق پر درست کر اور راہ خدا مین جہاد کر نیک آدمیون سے بحسن سلوک
پیش آ ہلاک آخرت سے جدا ہو اور مجرم خدا کا ساتہ چہوڑ وَلَا تَعِیْشَ
ذَلِیْلًا مَرْغُوْمَ الْاَنْفِ اور اگر ایسا نکریگا تو جب تک زندہ رہیگا پیش
اور ذلیل اور خوار رہے گا ھٰذَا مَا اَدّٰی اِلَیْہِ نَظَرِیْ وَاَرْجُوْ
مِنَ اللّٰہِ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ فِیْہِ مِنَ الصَّادِقِیْنَ یہ وہ معنے ہین
جو میرے سمجہ مین آئے اور خدا مجکو ان معنون کے سمجہنے مین سچا کرے

باب بست و پنجم روانگی جناب امام حسین علیہ السلام کی بطرف کربلا ہمراہ حر کے اور بیان چند باتون کا جو راہ مین واقع ہوئین اور رجز خوانی حضرت طرماح کی

قد مضی منا القول فی بیان المکالمات التی جرت بینہ و بین الحر

اوپر کے باب مین اوس رد و بدل اور گفتگو کا بیان ہم کر چکے جو درمیان حر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوئی اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ حر نے ایسی راہ پر حضرت کا جانا منظور کیا جو نہ کوفہ کو جائے ہو نہ مدینہ کو قال الراوی ثم التفت الحسین علیہ السلام الی اصحابہ وقال ہل فیکم من یعرف الطریق علی غیر الجادۃ بعد اس گفتگو کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص ایسی راہ کو پہچانتا ہے جو شاہراہ سے الگ ہو فقال الطرماح نعم یا ابن رسول اللہ انا اخبر الطریق طرماح نے عرض کی کہ ہان ای فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اوس راہ کا نشان دیکھتا ہون فقال الحسین علیہ السلام سر بین ایدینا فسار الطرماح واتبعہ الحسین علیہ السلام حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم آگے چلو پس طرماح آگے بڑھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام اونہین کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اقول الطرماح بن عدی ہذا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحاب علی ذو فقہ و درایۃ مین کہتا ہون یہ طرماح بن عدی اصحاب مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور جناب امیر علیہ السلام کے داخل ہین صاحب علم اور عقل کامل تھے ولہ مع اعداء اللہ و اعداء رسولہ مناظرات مرویۃ فی کتب السیر والرجال اس بزرگ صحابی نے دشمنان خدا اور دشمنان رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑے بڑے مباحثے کیے ہین جنکا ذکر کتابون مین تاریخ اور رجال کے مصرح ہے و اما ذکرہ فی انصار الحسین علیہ السلام فلم اقف علیہ الا ہہنا

وایضاً بعد شہادۃ الحسین علیہ السلام نقلہ روی عنہ السید رحمہ اللہ رحمہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاً مع الانبیاء فی الطف مگر انکا ذکر اور انکا
شمار انصار امام حسین علیہ السلام مین سوائے اس مقام کے اور کہین مین نے نہین
پایا اور ایک روایت کو سید ابن طاؤس رحمہ اللہ نے گیارہوین شب محرم کی طرماح سے
نقل کیا ہو کہ طرماح نے بحالت بیداری دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زندہ ہمراہ اور انبیا کے میدان کربلا مین تشریف لائے ومع ذلک لم یذکر اسمہ
مع اسامی الشہداء فی الطف لا فی روایۃ ولا فی زیارۃ مرویۃ عن
الائمۃ علیہم السلام مگر مجکو نہایت تعجب ہو کہ اس بزرگ کا نام ہمراہ شہداء کربلا کے
ناموں کے کسی زیارت مین خواہ کسی روایت مین اسوقت تک میری نظر سے نہین
گذرا نعم ذکر فیہا ابنہ وتفصیل ذلک فی باب مآثر الطرماح ہان انکی بیٹی کا ذکر
زیارت مین وارد ہوا ہے اور یہ سب باتین ہم خاص طرماح کے باب مین انشاء اللہ
تعالے تفصیل بیان کرینگے وبالجملۃ فہو شیخ کبیر لا یبعد ان یکون عمرہ
یومئذ نحو تسعین او ثمانین ویکون ظہرہ قد تقوس وانحنی من تعش الجسد
اور خلاصہ کلام یہ ہو کہ طرماح پیر ضعیف تھے اور کچھ دور نہین ہو کہ اوس روز انکی عمر
قریب نوے خواہ اسّی برس کے ہو پشت خمیدہ ہو کر شل کمان کے جھک گئی ہو گی رعشہ
سے تمام بدن کانپ رہا ہو گا لا یطیق ان یسافر راجلاً فضلاً ان یسوق راحلۃ
الحسین علیہ السلام ویمشی ان مین تو ایسی راہ دشوار گذار مین پیادہ چلنے کی بھی طاقت
نہو گی چہ جا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ناقہ کی مہار پکڑ کر پیادہ چلین نعم
الا ان کان مأموراً من عند اللہ فلا بعد فی ذلک اصلاً ہان اگر خدا ے تعالی نے اس
امتحان یہ خدمت انہین کو سپرد کی ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو ان
قتل گاہ کی راہ پر بھی لیجائین پھر تو اسمین کچھ مضایقہ نہین ہے کہ خدا نے اونکو
اور طاقت بھی عطا کر دی ہو ویؤید ذلک قول الحسین علیہ السلام الطرماح منعہ
بلازم العہد وکذا لک جواب طرماح مثلاً بمثل اور اس احتمال کی تائید کرتا ہو کہ حضرت امام

علیہ السلام نے الطریق کی لفظ پر لام عہد کا داخل فرمایا یعنے اصحاب سے یہ پوچھا
کہ تم مین سے کوئی شخص اوس راہ معین کو جانتا ہے جدہر ہمکو جانا ہے اور طرماح
نے بھی اپنے جواب مین یہی عرض کیا کہ ہان اے صاحب نے ادی مین اوس راہ کو
خوب پہچانتا ہون حیث لم یقل الحسین علیہ السلام ھل فیکم من یعرف طریقا علے غیر الجادۃ
اسواسطے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عام طور سے رستہ نہین پوچھا بل
قال الطریق یعنی الطریق المعھود الذی ینتھی لا محالۃ الی الارض الموعودۃ
التی جعلھا اللہ موضع سرہ وھی ارض کربلا بلکہ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے اوس خاص اور معین راہ کو پوچھا جو راہ ضرور اوسی زمین مقدس
تک پہونچتی ہے جہان آپ کا راز شہادت کھلجائیگا اور یہ زمین کربلا کی ہے فقال الطرماح
نعم یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا اخبر الطریق یعنی الطریق الذی ترید سلوکہ
طرماح نے عرض کی کہ ہان اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آپ کو اوسی
راہ کو بتلاتا ہون یعنے جدہر چلنے کا آپ کا قصد ہو وفی روایۃ اخذ الطرماح بزمام
ناقتہ وسار ماشیا وجعل الطرماح یرتجز اور ایک روایت مین ہے کہ طرماح نے مہار
حضرت کے ناقہ کی پکڑ لی اور خود پیادہ چلے اور جوش مین اکر رجز پڑھنے لگے اقول ان کان
الطرماح مامورا بذلک الامر فھو لا محالۃ من المطلعین علے اسرارہ
مین کہتا ہون کہ اگر طرماح اس خدمت پر از جانب خدا مامور تھے پھر تو اونکو ضرور آپ
کے اسرار شہادت پر اطلاع ہوگی ویکون حینئذ فی غم وفرح وغضب
شدید وکآبۃ عظیمۃ اور اس وقت طرماح کا عجیب طرح کا حال ہوا ہوگا کہ غمناک
بھی ہونگے اور خوشی بھی اونکو ہوگی غصہ بھی ہوگا اور دل انکا تڑپ رہا ہوگا اما
الحزن والکآبۃ فبما یری ما یجری علی الحسین علیہ السلام واھل بیتہ من المصائب
والنوائب وانہ اول یوم من ایام الفجیعۃ والابتلاء رنج اور ملال کا سبب طرماح کو یہی ہے کہ دیکھ
رہے ہین آج اونکے شاہزادہ امام حسین علیہ السلام پر اور اہلبیت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسی کیسی مصیبتین گذر رہی ہین اور آج کا دن گویا پہلا

دن ہے ایام مصیبت اور امتحان الٰہی کا کہ اب راہ چلنا بھی حضرت کا بند کر دیا گیا
وَاَمَّا فَرَحُ شِمرٍ وَسُرُورُہٗ فَاِنَّہٗ یَوْمَئِذٍ سَائِقُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی مَحَلٍّ فِیْہِ مِعْرَاجُہٗ
خوشی طرماح کو اس بات کی تھی کہ آج کے دن وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ناقہ
کی مہار پکڑ کر ایسے مقام پر لئے جاتے ہین جہان پر بعد شہادت ہو جانے کے گویا حضرت
امام حسین علیہ السلام کو معراج کا مرتبہ حاصل ہوگا فَکَمَا اَنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
کَانَ سَائِقًا رَسُوْلَ اللّٰہِ ص لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ وَاٰخِذًا بِزِمَامِ بُرَاقِہٖ حَتّٰی دَنٰی فَتَدَلّٰی پس جسطرح جبرئیل
علیہ السلام کو یہ خدمت تھی کہ شب معراج کو براق کی باگ پکڑ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اوس مقام تک لے گئے جہان سے قرب الٰہی اسقدر رہوا جسکی تشبیہ دو
کمان کے فرق سے وارد ہے کَذٰلِکَ الطِّرِمَّاحُ سَائِقٌ لِسِبْطِہٖ وَفِلْذَۃِ کَبِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص
یَسُوْقُہٗ اِلٰی مَشْہَدِہٖ وَمَقْتَلِہٖ وَمُنَاخِ رِکَابِہٖ وَمَحَطِّ رِحَالِہٖ وَمَصْرَعِ اَصْحَابِہٖ وَاَہْلِ بَیْتِہٖ
اسی طرح آج طرماح کو یہ خدمت ہو کہ سبط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پارۂ جگر اون
جناب کے تھے اونکے مقام شہادت اور قتلگاہ پر مہار ناقہ کی پکڑ کر لئے جاتے ہین اوسی
زمین پر پہونچکر آپ کے اونٹون پر سے بار سفر اوتارا جائیگا اور پالان شتر گرائی جائینگے
اصحاب اور اہلبیت حضرت کے خاک وخون مین لوٹین گے وَکَمْ بَیْنَ السَّائِقَیْنِ فَرْقٌ
لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معراج مین مہار براق تھام کر لیجانے مین جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور طرماح رحمۃ اللہ کے لیجانے مین مہار ناقہ کی پکڑ کر بطرف کربلا
کے زمین اور آسمان کا فرق ہے فَاِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ سَاقَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ص اِلٰی مَکَانٍ اللّٰہُ
وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِہٖ اسلئے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اوس مکان تک لے گئے جسکو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکا
خوب جانتا ہے وَکَانَ اِیَابُہٗ وَذَہَابُہٗ بِطَرْفَۃِ عَیْنٍ وَلَمْ یَصِلْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
سُوْءٌ وَّلَا کُلْفَۃٌ اور آنا جانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چشم زدن مین واقع
ہوا اور کسی طرح کا گزند اور کسی قسم کی تکلیف حضرت کو نہین پہونچی وَالطِّرِمَّاحُ قَدْ سَاقَ
الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی مَکَانٍ لَمْ تَبْقَ فِی الدُّنْیَا مُصِیْبَۃٌ اِلَّا وَقَدْ اَصَابَتِ الْحُسَیْنَ ع فِیْہِ

اور طرماح ایسی جگہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو لیکیے جہان پہونچکر کوئی مصیبت
باقی نرہی جو وہان حضرت کو نہ پہونچی ہو اَقَا غَضبُہٗ وَغَیظُہٗ فَہُو عَلیٰ اَعدَاءِ الحُسَینِ؏ الَّذِینَ
کَانُوا قَد اَحَاطُوا بِہٖ؏ مگر غصہ اور غیظ طرماح کا پس اونہین دشمنون پر تہا جو حضرت
امام حسین علیہ السلام کو گھیرے ہوے تھے اور جنہونے ان دشمنون کو بہیجا تہا وَ کُلَّمَا
تَلَبَّثَ یَظہَرُ مِن اِنشَادِہٖ لِلاَبیَاتِ وَہِیَ ہٰذِہٖ؏ اور یہ مین نے جو بیان کیا ہے کہ طرماح کو رنج اور
خوشی اور غیظ و غضب تینون باتین اوس وقت تہین یہ کوئی امر خیالی نہین ہے
بلکہ جو اشعار رجز مین اونہون نے پڑہے ہین اونہین اشعار سے یہ سب باتین پیدا ہوتی
ہین وہ اشعار یہ ہین سہ یَا نَاقَتِی لَا تَذعَرِی بِزَجرِی ؞ وَاَصحِی بِنَا قَبلَ طُلُوعِ الفَجرِ ؞
اے میرے پسندیدہ اونٹنی میری گہرکی جہڑکی سے راہ مین کچہ خوف نکرنا اور صبح ہونے سے
پہلے ہمکو اپنی منزل پر پہونچا دینا وَہٰذَا البَیتُ یَدُلُّ عَلیٰ اَنَّ الطَّرِیقَ الَّذِی یَسِیرُ اِلَیہِ
یَعسُرُ فِیہِ المُرُورُ لِکَونِہٖ ذَاتَ اَحجَارٍ وَاَتلَالٍ یَصعُبُ النُّزُولُ عَنہَا وَالعُرُوجُ عَلَیہَا
اس بیت سے صاف ظاہر ہے کہ جس راہ سے ان بزرگ کو چلنا منظور ہے اور جس راہ کے
چلنے کا آج انکو حکم ہوا ہے نہایت دشوار گذار ہے اور ایسا نشیب و فراز پتہرون اور
ٹیلون کا اوس راہ مین ہے جن سے اوترنا اور چڑہنا بہت دشوار ہوگا اور اسقدر دل
تنگی ہوگی کہ اونٹنی کو بار بار جہڑکنا پڑیگا اور چونکہ یہ ناقہ میرے گمان مین ناقہ عضبا ہی جسپر
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوار ہوتے تہے اوسکا ادب طرماح کرتے
اسیواسطے اوسکی دلجوئی کر رہے ہین مع کَونِ المَسِیرِ لَیلًا وَہِیَ لَیلٌ مُظلِمٌ لَا یُرٰی
فِیہَا اَنجُمُ الطُّرُقِ وَجَادَّتُہَا فَکَیفَ وَہُوَ طَرِیقٌ عَلیٰ غَیرِ الجَادَّۃِ ایک تو راہ
ناہموار تھی دوسرے شب تار مین چلنا جس مین شاہراہ بھی اچھی طرح سے دکھلائی نہین
دیتی مع جاکہ ان کو ایسی راہ چلنی نصیب ہوئی جو شاہراہ سے بھی الگ ہو اور دن کو
بھی چلنا اوس راہ مین دشوار ہے اور تین سبب دلتنگی کے جمع ہوے راہ دشوار گذار
اور ناہموار اور دوسرے اسمین آمد و رفت بھی کم تیسرے شب تار وَاَیضًا یَدُلُّ قَولُہٗ
قَبلَ طُلُوعِ الفَجرِ؏ عَلیٰ اَنَّ بِکُم غَدًا فِی ذٰلِکَ المَوضِعِ لَابُدَّ مِنہُ اَن یَقَعَ وَالفَجرُ غَیرُ طَالِعٍ

یہ بھی کلام سے حضرت طرماح کے معلوم ہوتا ہے جو اونٹنی سے کہہ رہے ہین کہ طلوع صبح سے
پہلے مجھے پہونچا دینا کہ حکم یہی تھا کہ رات ہی رات مین یہ منزل طی کرکے اوس مقام پر پہونچ
جائین اور صبح نہونے پائے پس جلدی چلنا یہ جو تھا سبب لتنگی کا ہوا وَالسِّرُّ فِی ذٰلِکَ
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَنَّ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ تَکُوْنُ الْبَیْدَاءُ مُضِیْئَۃً وَیُشْرِقُ الْاَرْضُ
وَمَا عَلَیْهَا فَلَا یَکُوْنُ الْمَسِیْرُ بِذٰلِکَ الْعُسْرِ الَّذِیْ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ بِهٖ الْحُسَیْنَ
فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ شباشب کی رواروی مین یہ راز الہی معلوم ہوتا ہے کہ بعد صبح ہوجانے
کے میدان روشن ہوجائیگا اور زمین کی سب چیزین مثل باریک راہ وغیرہ کے اچھی طرح
دکھائی پڑینگے پس راہ چلنے مین ویسی دشواری اور اسقدر تکلیف نہوگی جس ابتدا سے آج
حضرت امام حسین علیہ السلام کا امتحان خدا کو منظور رہے اب تو ثابت ہوگیا کہ جو بعض شعرا
نے نظم کیا ہے وہ بھی صحیح ہے کہ ببولون کے کانٹون سے بدن اصحاب کے زخمی ہوگئے تھے
هٰذَا مَا یَظْهَرُ مِنْ ظَاهِرِ الْحَالِ وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ اَسْرَارٌ اُخْرٰی یہ وہ راز تھا جس پر
ظاہر دلالت حال کرتا ہے اور کچھ دور نہین ہے کہ شباشب چلنے مین اور بھی اسرار ہون ثُمَّ قَالَ ؎
بِخَیْرِ فِتْیَانٍ وَخَیْرِ سَفْرٍ ۞ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اٰلِ الْفَخْرِ ۞ پھر کہا طرماح رحمہ اللہ نے اے
ناقہ دل پسند تو جانتی ہے کہ تجھ پر کون شخص سوار ہے اور اس سفر کے مسافر کون لوگ ہین وہ
جوان ہین جنسے بہتر دنیا مین کوئی جوانمرد نہین ہے اور جنسے بہتر کسی مسافر نے دنیا مین
آج سفر نہین کیا ہے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آج سفر ہے جو صاحب فخر اپنے
زمانہ مین ہین اَلسَّادَۃِ الْبِیْضِ الْوُجُوْهِ الزُّهْرِ ۞ اَلطَّاعِنِیْنَ بِالرِّمَاحِ السُّمْرِ ۞ اَلضَّارِبِیْنَ
بِالسُّیُوْفِ الْبُتْرِ ۞ حَتّٰی تَجَلّٰی بِکَرِیْمِ الْفَخْرِ ۞ جب اہی خوشحالی کی کیفیت بیان کرلی اور
اہلبیت رسالت کی عظمت اور شان کا ذکر شروع کیا اب اونہین بزرگوارونکی ثنا اور صفت
مین اور ترقی کرکے کہا کہ یہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سادات ہین کہ جنکے چہرے
روشن اور شگفتہ ہین اور گندم گون نیزے چمکدار اور تیغہاے آبدار سے ایسا جہاد انہون نے
کیا کہ دین اسلام چمکا دیا یا یہ مطلب ہے کہ حسین ابن علی کی سفاخرت اور کرامت دنیا
مین ظاہر ہے اسلئے کہ وہ جناب اَلْمَاجِدِ الْجَدِّ رَحِیْبِ الصَّدْرِ ۞ اَصَابَهُ اللّٰهُ لِخَیْرِ اَمْرٍ

انکے جد بزرگوار کا سینہ کشادہ ہے یہان تک بیان اون فضائل کا تھا جو از روی نسب کے
اور نیز حسب کے ذریعہ سے حضرت کو حاصل تھے اب دعا شروع کی اور کہا کہ بہترین امارت
یعنے امامت پر خدا انکو پہونچا دے یعنے امت کو انکی اطاعت کی توفیق دے ہی اب
بہترون آغاز اور انجام دونون کا ذکر ہو چکا ثمّ قال ؎ عمّرہُ اللہ بقاءَ الدّھرِ
یا مالکَ النّفعِ معًا والضّرّ خدا میری اس شاہزادہ کی عمر اتنی دراز کرے جبتک زمانہ
باقی ہے اور اس خدا سے دعا مانگتا ہون جسکے قبضہ قدرت مین نفع وضرر یکسان ہے ولینظر
الی سیاقۃِ کلامِ ھذَا المنطیقِ البلیغ کیف یرتّبُ کلامہٗ ویحسنُ نظامہٗ دیکھنے کے
قابل ہے روانی کلام اس گویائے بلیغ کی کس عمدگی سے اپنے کلام کو مرتب کرتا ہے اور کیا اچھا
سلسلہ اپنے کلام کا درست کیا ہے ثمّ لمّا کانَ ھذَا الرّجلُ من اجلّ الصّحابۃ لحیۃً وابیۃً
وکانَ طاعنًا فی سنّہٖ پھر چونکہ طرماح ایک بزرگ صحابی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب مین بھی داخل ہین اور سن مین بھی امام
حسین علیہ السلام سے بڑے تھے فقد دعی للحسینِ علیہِ السّلامُ فی ھذَا الکلامِ کما
یدعونَ بہِ الکبراءُ فی اعمارِھم للاصاغرِ مع کونہٖ عارفًا بما یؤولُ الیہِ
امرُ الحسینِ بعدَ ایّامٍ قلائلَ اس بڑائی اور سن کے نظر سے وہ بھی دعا طول عمر کے
جناب امام علیہ السلام کو دے جو مسن اور معمر آدمی اپنے سے کم عمر لوگون کو دیتے ہین باوجودیکہ
طرماح جانتے تھے کہ چند روز کے بعد حضرت کا کیا حال ہوگا بل مع کونہٖ سائقًا الی طریقٍ
ینتھی الی مقتلہٖ فکیفَ یکونُ اضطرابُ قلبہٖ بعدَ تلکَ الدّعاءِ ان یعمّرہُ اللہُ
بقاءَ الدّھرِ مع کونہٖ عالمًا بانّہٗ یستشھدُ یومَ عاشورا وایضًا یراہُ فی قلّۃِ
الاعوانِ قلیلَ الانصارِ اب خیال کرنا چاہیئے کہ طرماح کا دل کسقدر مضطرب ہوا ہوگا
اس وقت طول عمر کی دعا حضرت کو دی ہی باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ آپ بروز عاشورا
شہید ہو جاینگے اور دیکھ رہے تھے کہ معین اور مددگار کی نایابی ہے اور انصار کی
کمی ہے ولذلکَ قالَ بعدَ ھذَا الدّعاءِ ؎ ایّد حسینًا سیّدی بالنّصرِ علی الطّغاۃِ
بقایا الکفرِ اسیواسطے بعد اس دعا کے پھر طرماح نے کہا کہ مدد کر خداوندا حسینؑ

کی نصرت اور فتحیابی سے اون نابکارون پر جو ابھی کفر پر باقی ہین یا باقیماندہ کفارون مین
سے ابھی یہ لوگ ہین وَهٰذَا الدُّعَاءُ كَانَّهٗ دُعَاءٌ لِعِلَّةِ بَقَاءِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَبَدَ الدَّهْرِ اور یہ دعا گویا دعا ہے اوس سبب کے جو طول عمر کا تمام زمانہ باعث
ہے یعنی نصرت سے فتح یابی ہو گی ثُمَّ قَالَ ؂ عَلَى اللَّعِينَيْنِ سَلِيلَيْ صَخْرٍ
يَزِيدَ لَا يَزَالَ حَلِيفَ الْخَمْرِ ❊ وَابْنِ زِيَادٍ عَهْرِ ابْنِ الْعَهْرِ ❊ ان دونون لعینون پر
فتحیابی امام حسین علیہ السلام کو عطا کر دی جو اولاد سے صخر کی ہین ایک تو یزید ہے
جو ہمیشہ شراب پیا کرتا ہے اور خم کے خم خالی کر دیے ہین اور دوسرا ابن زیاد
ہے ولد الزنا اور بیٹا ولد الزنا کا یا یہ کہ خود زانی ہے اور بیٹا زانی کا ہے وَلَمَّا بَلَغَ
الطِّرِمَّاحُ اِلٰى ذٰلِكَ الْمَبْلَغِ حَتّٰى لَعَنَ يَزِيْدَ وَابْنَ زِيَادٍ فَلَا بُدَّ اَنْ
يَكُوْنَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ مُغْضَبًا اور جسوقت رجز پڑھتے پڑھتے یہان تک
نوبت پہونچی کہ طرماح کو جوش آگیا اور کچھ خیال نہ رہا کہ ہماری جماعت قلیل
ہے اور لشکر یزید اور ابن زیاد حر کے ساتھ زیادہ ہے بیدھڑک ہو کر دونون کو
ملعون کہدیا ضرور اسوقت غیظ و غضب اونپر طاری تھا وَالْحُرُّ يَوْمَئِذٍ مِنْ
خَيْلِهِمَا قَالَ الْمُفِيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْحُرُّ تَنَحّٰى مِنْهُ
وَكَانَ يَسِيْرُ بِاَصْحَابِهٖ نَاحِيَةً اور حر آج کے دن یزید اور ابن زیاد
کے لشکر مین داخل تھا جناب شیخ مفید رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جب حر نے
یہ کلام طرماح کا سُنا ساتھ سے الگ ہو گئے اور اپنے ہمراہیون کو لیکر
دور دور چلنے لگے قُلْتُ وَلَعَلَّ ذٰلِكَ التَّنَحِّيْ اَيْضًا مِنْ عَلَائِمِ كَوْنِ
الْحُرِّ فِي الْبَاطِنِ كَارِهًا عَمَّا هُوَ عَلَيْهِ وَاِلَّا لَتَصَدّٰى بِجَوَابِ
الطِّرِمَّاحِ وَمَنَعَهٗ وَزَجَرَهٗ عَنِ التَّفَوُّهِ بِتِلْكَ الْاَقَاوِيْلِ
مین کہتا ہون حر کا الگ ہٹ جانا یہ کلام سخت سُنکر یہ بھی ایک علامت
اس بات کی ہے کہ دل سے حر کو ناگوار تھا اپنا لشکر ابن زیاد مین ہونا اور
اگر ایسا نہوتا تو ضرور طرماح کو جواب دیتا اور منع کرتا کہ ایسی باتین نہ کہہ

باب بست وششم نافع ابن ہلال مرادی کا مع تین اصحاب کے امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین آنا اور حر کا ان لوگون کو روکنا اور حضرت کا بنفس نفیس لڑنے پر آمادہ ہونا اور جواب اوس شبہہ کا کہ یہ چارون اصحاب باوجودیکہ کوفہ مین موجود تھے شریک و معین حضرت مسلم رحمہ اللہ کے کیون نہوئے

قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ وَسَارَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى انْتَهَوْا اِلَى عُذَيْبِ الْهِجَانَاتِ
ابو مخنف کہتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے یہانتک کہ چلتے چلتے
منزل عذیب ہجانات پر پہونچے وَاِذَا بِاَرْبَعِ نَفَرٍ قَدْ اَقْبَلُوْا مِنْ نَاحِيَةِ الْكُوْفَةِ
وَاِذَا هُمْ نَافِعُ بْنُ هِلَالِ الْمُرَادِيُّ وَعُمَرُ الصَّيْدَاوِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ
اَبِيْ ذَرِّ الْغِفَارِيِّ وَعُبَيْدُ اللهِ الْمَذْحِجِيُّ ناگاہ دیکھا یک کوفہ کی طرف سے چار آدمی
آتے ہوئے دکھائی دیے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ نافع ابن ہلال ہین اور عمر صیداوی
اور سعید حضرت ابوذر کے بیٹے اور عبید اللہ مذحجی ہین فَاَقْبَلُوْا اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اون چارون نے حضرت کی طرف رخ کیا فَلَمَّا نَظَرَ الطِّرِمَّاحُ اَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَةِ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنْشَاَ يَقُوْلُ ؎ يَا نَاقَتِيْ الخ جب طرماح رحمہ اللہ نے اونکو
آتے ہوئے دیکھا پہر باگ حضرت کے ناقہ کے پکڑ لے اور وہی رجز کے اشعار پڑہنے لگے جو
اوپر گذرے ہین قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمُ الْحُرُّ ابو مخنف کہتے ہین کہ حر اون کے
روکنے پر آمادہ ہوا فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَمْ تَكُنْ قَدْ عَاهَدْتَنِيْ اَنْ لَا تَتَعَرَّضَ
لِاَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ كِتَابُ ابْنِ زِيَادٍ حضرت نے اوس سے فرمایا کر تو نے
مجھ سے عہد کیا ہی کہ میرے کسی صحابی سے تعرض نکریگا جب تک کہ خط ابن زیاد کا
تیرے نام پر نہ آئے کیا یہ معاہدہ تجکو یاد نہین ہے فَاِنْ كُنْتَ عَلٰى مَا بَيْنِيْ

بَیْنَکُمْ وَالاَّ نَازَلْتُکَ فِیْ مَیْدَانِ الْحَرْبِ فَنَکُفَّ عَنْہُمُ الْحُرُّ اگر تملوگ اوسے عہد و پیمان پر باقی ہو تو بہتر ورنہ مین تمکو میدان حرب مین اوتر کر لڑنے کی طرف مجبور کرونگا یعنی مین خود تمسے لڑونگا یہ سنکر اون چارون بزرگونکے روکنے سے حر باز رہا اَقُوْلُ وَھُھُنَا مَقَاصِدُ مُھِمَّۃٌ قَدْ خَلَتِ الْکُتُبُ عَنْ ذِکْرِہَا وَلَابُدَّ مِنْہَا مین کہتا ہون کہ اس مقام پر چند باتین ضروری ہین جنکے بیان سے کتابین خالی ہین اور ذکر اونکا بہت ضروری ہی اَلْاَوَّلُ وُفُوْدُ اَرْبَعَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ وَھُمْ مِنْ خِیَارِ الْاَصْحَابِ وَقَدْ کَانُوْا فِی الْکُوْفَۃِ وَلَمْ یَنْصُرُوْا فِیْ اَیَّامِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ پہلے یہ بات ہی کہ یہ چار صحابی حضرت کے جو اس منزل پر آپسے آکر ملے اور وہ برگزیدہ اصحاب مین سے تھے باوجودیکہ وہ کوفہ مین موجود تھے اور حضرت مسلم رحمہ اللہ کے شریک حال نہوے وَکَذٰلِکَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ وَمُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَۃَ وَقَدْ شَرَحْتُ ذٰلِکَ فِیْ بَابِ آثَارِ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاہِرٍ اسیطرح حبیب ابن مظاہر اور مسلم ابن عوسجہ کہ یہ بھی کوفہ مین تھے اور شریک حضرت مسلم کے نہوے اس اعتراض کا جواب مین نے باب شہادت حبیب بن مظاہر مین تفصیل لکھا ہی وَمُلَخَّصُہٗ اَنَّ اَصْحَابَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلُّھُمْ کَانُوْا مَاْمُوْرِیْنَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ بِاُمُوْرٍ مَخْصُوْصَۃٍ خلاصہ اُس جواب کا یہ ہی کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کی ہر ایک خاص خاص باتون پر خدا کیطرف سے محکوم ہوے تھے یعنے ہر ایک کو جدا جدا خدمت سپرد ہوئی تھی وَکَانُوْا یُوَاظِبُوْنَ عَلٰی مَا اُمِرُوْا بِہٖ اور ہمیشہ یاد کیا کرتے تھے جب کہین باہم یکجا ہوتے تھے اپنے خدمات متعلقہ کو وَیَدُلُّ عَلَیْہِ مُکَالَمَاتُ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاہِرٍ لِمُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ وَمِیْثَمِ التَّمَّارِ وَرُشَیْدِ الْھَجَرِیِّ کَمَا رَوَیْتُ فِیْ بَابِ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاہِرٍ اس بات پر دلیل وہی روایتین ہین جو حبیب ابن مظاہر اور جناب مسلم رحمہ اللہ سے گفتگو ہوے اور جو گفتگو حبیب نے میثم تمار سے کی تھی اور جو بات رشید ہجری نے کہی تھی اور یہ سب روایتین مین نے باب شہادت حبیب ابن مظاہر مین بیان کی ہین وَکَانَ مِنْ شِیَمِ الصَّحَابَۃِ اَنَّھُمْ لَا یَقْتَفُوْنَ بِرَاْیِھِمْ بَلْ یَتَعَبَّدُوْنَ بِمَا نَصَّ عَلَیْہِ الْاِمَامُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور خصلت صحابہ کی یہی تھی کہ وہ اپنی رائے کو دخل نہین دیتے تھے اور عقلی ترجیحات بمقابلہ نص کے نہین کرتے تھے بلکہ امام علیہ السلام جو کچھ اونکو حکم فرماتے تھے اوسیکو حکم خدا سمجھکر بجا لاتے

فمن لم ينصر مسلم بن عقيل ولم يشترك في امره فعندي هو المانع له اعني كونه
مامورا بالحضور بالطف ونصرة الحسين عليه السلام پس جس شخص نے کوفہ مین موجود
ہوکر حضرت مسلم رحمہ اللہ کی نصرت نہین کی اور اونکے امور مین شریک نہوا مین کہتا ہون کہ اسکو
عذر یہی تھا کہ وہ کربلا مین حاضر ہونے کو حکم کیا گیا تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے
انصار مین شریک ہونے کو وہ محکوم تھا ورنہ وہ شمار اور عدد انصار حسین امام پر جہاد کرنا
تھا کربلا مین پورا نہوتا الثاني انشاد الابيات عن الطرماح ثانيا لعله اظهار لمفاخرته
بانه قد اتى بما كان مامورا به من عند الله كما ان للاصحاب الاربعة قد
امتثلوا بحضورهم عند الحسين عليه السلام في ذلك المقام دوسرے طرماح کا
دوبارہ رجز پڑھنا بنظر فخر اور مباہات کے تھا کہ ان چارون بزرگوارون کو جو اسوقت آئے
ہین معلوم ہو جائے کہ جو خدمت طرماح سے متعلق تھی اُسکو بجا لائے جس طرح کہ وہ چارون اصحاب
اپنے خدمت متعلقہ بجا لائے کہ اس مقام خاص پر حاضر ہوئے الثالث قول الحسين
للحر الم تكن عاهدتني لعدم التعرض باصحابي لم يذكر في رواية بالمطابقة تیسری یہ بات
ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حر سے جو فرمایا کہ تو عہد کر چکا ہے کہ میری کسی صحابی سے
تعرض نکریگا اسکا ذکر کسی روایت مین اوپر نہین گذرا ولا يدل عليه رواية لا ضمنا ولا
التزاما اور نہ کسی روایت کے ضمن مین یہ معاہدہ مذکور ہوا اور نہ کسی روایت سے بالالتزام
یہ معاہدہ پایا جاتا ہے فلا يبعد ان تكون تلك المعاهدة قد وقعت ليلا حين
جاء الحر عند الحسين عليه السلام كما رواه ابو مخنف پس کچھ دور
نہین ہے کہ یہ معاہدہ شب کے وقت ہوا ہو جب حر تنہا حضرت کے خدمت مین آیا تھا جیسا کہ
ابو مخنف نے حر کے آنے کی روایت کی ہے فيكون قد وقع ذلك العهد بينهما سرا
پس یہ معاہدہ درمیان حضرت کے اور حر کے پوشیدہ ہوا ہوگا الرابع قوله عليه السلام للحر
لانازلنك في ميدان الحرب يدل بظاهره انه عليه السلام يطلب البراز من
الحر بنفسه الشريف چوتھی یہ بات ہے کہ آپنے جو حر سے فرمایا کہ اگر تو میرے اصحاب سے تعرض
کریگا مین تجھسے لڑائی طلب کرونگا ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ آپ خود بنفس نفیس اوس سے مقابلہ کرنے

وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى كَمَالِ الرَّحْمَةِ وَاَتَمِّ الْحِمَايَةِ لِاَصْحَابِهٖ اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ آپ کو کمال محبت
اور پورا خیال حمایت کا اپنے اصحاب کے تھا فَاِنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّقِيَهُمْ مِنْ شَرِّ الْاَعْدَاءِ بِنَفْسِهٖ وَاِنْ كَانَ قَدْ
يُصِيْبُهُ الْجِرَاحَاتُ وَالشَّدَائِدُ الْاُخَرُ اسلیئے کہ آپ کا ارادہ ظاہر ہو گیا آپکو یہان تک گوارا تھا کہ اپنے
اصحاب کی حفاظت دشمنونسے کرونگا اگرچہ مین زخمی ہو جاؤن خواہ اور شدائد بدنی مین گرفتار ہو جاؤن وَهٰذَا
هُوَ الْوَاجِبُ بِالنَّظَرِ اِلَى النَّصَفَةِ وَالْعَدَالَةِ اور یہی بات مناسب تھی بنظر انصاف وعدالت کے فَاِنَّ اَصْحَابَهٗ
رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ لَمَّا كَانَتْ مِنْ هِمَمِهِمْ وَخُلُوْصِ نِيَّاتِهِمْ كَمَا اَظْهَرُوْهَا فِيْ لَيْلَةِ عَاشُوْرَا
اسلیئے کہ اصحاب اوس حضرت کی جبکہ اونکی ہمتین اور خلوص نیت کا یہ حال تھا جسکو شب عاشورا انہون نے
ظاہر کیا حَيْثُ قَالَ بَعْضُهُمْ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ اَعْلَمُ اِنِّيْ اُقْتَلُ وَاُذْرٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى
حَتّٰى يُفْعَلَ بِيْ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمَا تَرَكْتُ نُصْرَتَكَ چنانچہ بعض اصحاب نے شب عاشور کو یہ عرض
کی تھی کہ ای فرزند رسول اگر مین قتل کیا جاؤن اور میری خاک ہوا مین اوڑا دیجائے اور پھر قتل کیا جاؤن
اور پھر زندہ کیا جاؤن اور اسیطرح سے ہزار مرتبہ مجھپر سختی گذرے پھر بھی آپکی نصرت کو ترک نکرون وَاِنَّمَا هِيَ قَتْلَةٌ
وَاحِدَةٌ ثُمَّ هِيَ شَهَادَةٌ وَحَيَاةٌ اَبَدِيَّةٌ اور یہ تو ایک ہی مرتبہ کا مقتول ہونا ہے اور پھر اس مقتول
ہونیمین شہادت حاصل ہوگی جو حیات جاودانی ہے اسکو مین کیونکر ترک کر سکتا ہون وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَكَلَتْنِيْ
السِّبَاعُ لَوْ عِشْتُ حَيًّا بَعْدَكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ اور بعض سعادتمندون نے یہ عرض کی کہ مجکو درندہ
جانور کھا جائین اگر مین آپکے بعد زندہ رہون خدا وہ دن مجھے نہ دکھلائے ای حجت خدا تمامی مخلوقات پر وَقَالَ
بَعْضُهُمْ لَمَّا قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ اَنْ يَّتَخَلَّصَ ابْنَهٗ وَيَذْهَبَ اور بعض سعادتمندونسے جب حضرت نے فرمایا کہ تم جاؤ
اور اپنے بیٹے کو قید سے چھوڑاؤ تو اونہون نے یہ عرض کی اِنَّ الْاٰبَاءَ وَالْاَبْنَاءَ كُلَّهُمْ فِدَاءٌ لِخُطَاكَ باپ بیٹے سب آپکے قدمون پر نثار
ہو جائین وَهَلْ يَتَصَوَّرُ مُسْلِمٌ اَنْ يَّتْرُكَ اِمَامَهٗ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ وَيَسْتَخْلِصَ ابْنَهٗ کوئی مسلمان سومت ایسا خیال
کر سکتا ہے کہ اپنے امام کو اس حالتمین چھوڑ کر اپنے بیٹے کے چھوڑانیکو چلا جاوے لَمَّا كَانَ الْحُسَيْنُ عَارِفًا بِخُلُوْصِ نِيَّاتِهِمْ
تَهَيَّاَ بِنَفْسِهٖ لِلْقِتَالِ صِيَانَةً لِعِرْضِهِمْ وَنُفُوْسِهِمُ الْمُطَهَّرَةِ اور چونکہ حضرت امام حسین اونکی خلوص نیت کو جانتے تھے
اسیواسطے اونکی آبرو اور جان بچانیکے واسطے خود بنفس نفیس آمادہ جنگ کے ہوئے وَهِيَ اَعْلٰى وَاَبْهٰى فَضِيْلَةٍ لَهُمْ فَقَدْ بَرَّ يَا اَخِيْ بِهِمَا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَهَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اور یہ بہت بڑی اور بڑی ظاہری فضیلت ہے اصحاب کی اسکو خوب سمجھ
جانا چاہیئے اور حسد سے اس فرق کے سمجھنے میں اعانت طلب کرنی چاہیئے کیا احسانکا بدلا سوا احسان کے اور کسی چیز سے ہو سکتا ہے

باب بست و ہفتم عبداللہ جعفی راہزن کا حضرت سے ملنا اور شریک انصار ہونے پر اوس پر حکم جہنمی کا فرمانا اور ہرثمہ ابن مسلم کی روایت اور جواب اون اعتراضات کا جو ان دونون پر وارد ہوتے ہین

قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ ثُمَّ سَارَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالْحُرُّ یُسَایِرُہٗ حَتّٰی اَتَوْا عَلٰی قَصْرِ بَنِیْ مَقَاتِلَ
ابو مخنف کہتے ہین کہ عذیب ہجانات سے روانہ ہوکر حضرت امام حسین علیہ السلام قصر بنی
مقاتل مین پہونچے اور حر بھی مع اپنے لشکر کے ساتھ چلا آتا تھا فَاِذَا بِفُسْطَاطٍ مَضْرُوْبٍ فَقَالَ
لِمَنْ ھٰذَا الْفُسْطَاطُ فَقِیْلَ لِرَجُلٍ یَقْطَعُ الطَّرِیْقَ وَیُخِیْفُ السَّبِیْلَ اِسْمُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ الْجُعْفِیُّ
ناگاہ ایک خیمہ برپا ہوا نظر آیا حضرت نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہی لوگون نے عرض کی کہ ایک شخص
راہزن ہے جو مسافرونکو لوٹتا ہے یا چھپکر چھاپہ مارتا ہے اسکا نام عبداللہ جعفی ہے فَاَرْسَلَ
اِلَیْہِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَمَّا حَضَرَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ لَہٗ یَا ھٰذَا اِنَّکَ قَدْ
جَمَعْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ذُنُوْبًا کَثِیْرَۃً فَھَلْ لَکَ مِنْ تَوْبَۃٍ تُمَحِّصُ عَنْکَ الذُّنُوْبَ حضرت نے
ایک شخص کو اوسکے بلانے کو بھیجا جب سامنے آیا حضرت نے فرمایا اے شخص
تو نے گناہون کا بڑا ذخیرہ جمع کیا ہی اب تو ایسی توبہ کرنی نہین چاہتا ہی جس سے کچھ گناہ
تیرے دور ہو جائین قَالَ وَمَا ھِیَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْصُرُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ
عبداللہ نے عرض کی کہ وہ کیسی توبہ ہی جو آپ مجھ سے کرانی چاہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اس زمانہ
مین تو اس سے بڑھکر توبہ نہین ہے کہ ہم اہلبیت کی نصرت کرے فَقَالَ مَا خَرَجْتُ مِنَ الْکُوْفَۃِ
اِلَّا مَخَافَۃَ اَنْ اُقَاتِلَکَ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ زِیَادٍ عبداللہ نے عرض کی کہ مین کوفہ سے اسی خیال سے
نکل آیا ہون کہ اگر وہان رہتا تو ابن زیاد کے سامنے آپ سے مجکو لڑنا پڑتا وَلٰکِنْ خُذْ فَرَسِیْ
اِنِّیْ مَا طَلَبْتُ عَلَیْہِ اَحَدًا اِلَّا لَحِقْتُہٗ وَمَا ھَرَبْتُ اِلَّا وَنَجَوْتُ مگر یہ گھوڑا میرا حاضر ہے اسکو پیش
کش کرتا ہون ان دونون آپکے بہت کام آئیگا اسقدر چالاک ہے کہ جسکے پیچھے مین نے اسکو ڈالا
اوسکو پکڑ ہی لیا اور بھاگ کر مجھ سے بچ نہ سکا اور اگر مین کسی کے خوف سے بھاگا ہر چند اون

لوگون نے میرا تعاقب کیا مگر مجھے پا نہ سکے وَهٰذَا سَیْفِی الْقَاطِعُ وَدِرْعِی وَاعْفُ عَنِّی اور یہ ایک شمشیر بران اور زرہ میرا ہے یہ تینون چیزین آپکے نذر کرتا ہون قبول فرمایئے اور اپنے نصرت کرنے سے مجکو معاف رکھیے فَقَالَ لَهُ الْاِمَامُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا بَخِلْتَ عَنَّا بِنَفْسِكَ فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِمَالِكَ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس سے فرمایا کہ جب ہمارے نصرت مین تو جان اپنی دینے سے بخل کرتا ہے پھر تیرے مال کی ہمکو کچھ حاجت نہین ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالٰی وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا اور پھر آپنے اس آیہ قرآنی کی تلاوت فرمائی جس کے ظاہری معنی یہ ہین کہ مین گمراہ اور تباہ کار آدمیون کو اپنا قوت بازو نہین کرنا چاہتا ہون یعنے میرے انصار گمراہ اور تباہ کار نہین ہین وَلَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ سَمِعَ دَاعِیَ اَهْلِ الْبَیْتِ وَلَمْ یُجِبْهُ كَبَّهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور مین نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کے کان مین آواز دعوت جہاد اہلبیت کی پڑی اور پھر وہ اجابت اوس دعوت کی نکرے اور شریک جہاد نہو خدا بروز قیامت اوسکو دوزخ مین اوندھا منھ کے بھل گرائیگا ترجمہ حدیث کا تمام ہوا وَلْنَقُلْ فِیْ بَیَانِهَا مَا یَجِبُ الْبَحْثُ عَنْهُ اب ہمکو چاہیے کہ اس حدیث کے بیان مین جو جو باتین ضروری ہین اونکا ذکر کرین اَمَّا اَوَّلًا فَاِنَّهَا تَدُلُّ بِظَاهِرِهَا اَنَّ الْكَبَائِرَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ فِیْهِمَا اِتْلَافٌ لِحُقُوْقِ الْعِبَادِ اَیْضًا یُذْهِبُهُمَا بَعْضُ الْحَسَنَاتِ وَهُوَ مُخَالِفٌ لِلْقَوَاعِدِ الْعَدْلِیَّةِ پہلا امر یہ ہو کہ یہ حدیث ظاہر معنون سے اس بات پر دلالت کرتی ہے جو گناہان کبیرہ حقوق آدمیون سے متعلق ہین مثل چوری اور غصب وغیرہ کے اونکو بھی بعض قسم کے نیک اعمال دور کر دیتے ہین اور یہ بات مذہب عدل کے خلاف ہے فَكَیْفَ وَعَدَ بِهِ الْاِمَامُ وَكَیْفَ قَالَ لَهُ اِنْ نَصَرْتَنَا اَهْلَ الْبَیْتِ تُمَحِّصُكَ عَنْ تِلْكَ الذُّنُوْبِ فَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعَدْلِ عَلٰی خِلَافِهِ پس امام علیہ السلام نے ان گناہون کی بخشش کا عبداللہ جعفی سے کیونکر وعدہ کیا اور فرمایا کہ ہم اہلبیت کی نصرت تجکو ان گناہون سے نجات دیگی حالانکہ ہم لوگ جو عدل خدا کے قائل ہین سب کا اجماع اسکے خلاف پر ہے وَالْجَوَابُ عَنْ تِلْكَ الشُّبْهَةِ اَنَّهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمْ یُصَرِّحْ بِمَعْنٰی قَوْلِهِ اَنَّ تِلْكَ الذُّنُوْبَ هِیَ الَّتِیْ تَتَعَلَّقُ بِحُقُوْقِ الْعِبَادِ وَتُغْفَرُ لَهُ جواب اس

شبہ کا یہ ہی کہ اوس جناب نے بتصریح یہ نہین ارشاد فرمایا کہ یہ وہی گناہ ہین جو حقوق آدمیون
سے متعلق ہین اور یہ بخشے جائینگے بل قال اِنَّكَ قَدْ جَمَعْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ذُنُوْبًا كَثِيْرَةً بلکہ
آپنے یہ فرمایا کہ تونے ذخیرہ گناہون کا اپنے اوپر جمع کیا ہی وَجَمْعُ الذُّنُوْبِ يَدُلُّ عَلٰی تَنَوُّعِ
اَقْسَامِهَا وَاخْتِلَافِ اَحْكَامِهَا اور بہت سے گناہون کا یکجا ہونا دلالت کرتا ہی کہ وہ گناہ
طرح طرح کے تھے اور اونکے احکام بخشے جانے اور نہ بخشے جانے مین مختلف تھے فَمَا كَانَ مِنْهَا
مِمَّا لَا يَتَعَلَّقُ بِحُقُوْقِ الْعِبَادِ فَلَا بُدَّ اَنْ يَغْفِرَهَا اللّٰهُ كَمَا قَالَ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّئَاتِ پس جو گناہ عبداللہ جعفی نے ایسے کئے تھے جن مین حق تلفی آدمیون کی نہ تھی اونکو ضرور
خدا نصرت اہلبیت سے بخشدیتا چنانچہ خدانے فرمایا ہے کہ بعض نیکیان ایسی ہین جو بداعمالیون کو
دور کردیتے ہین وَالَّتِيْ فِيْهَا اِتْلَافٌ لِحُقُوْقِ النَّاسِ فَلَا اور جو گناہ عبداللہ جعفی کے حق
تلفی آدمیون پر شامل تھی نہ وہ بخشے جاسکتے ہین اور نہ اونکی نسبت صاف صاف آپنے وعدہ
فرمایا وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ لَمْ يَرْتَكِبْ ذَنْبًا فِيْ مُدَّةِ عُمْرِهٖ وَفِيْهِ اِتْلَافٌ لِحُقُوْقِ اللّٰهِ
اور کون شخص اس بات کا یقین کرسکتا ہے کہ اس شخص نے اپنے تمام عمر مین کوئی ایسا گناہ
نہین کیا جو خدا کے حقوق کے تلف کا شامل ہو وَهَلْ يُتَصَوَّرُ لِاَحَدٍ مِنَ الْعِبَادِ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ
اَنْ يَكُوْنَ مَعْصُوْمًا مِنْ تِلْكَ الذُّنُوْبِ اور کوئی بندہ خدا ایسا ذہن مین آسکتا ہی سوائے
معصوم کے جس نے ایسے گناہ نہ کئے ہون جو حقوق الٰہی سے متعلق تھے اَمَّا مَا يُقَالُ مِنْ اَنَّهٗ مِنْ
قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ فَتَبَادُرُهٗ عَنْ تَخْصِيْصِ الذُّنُوْبِ هِيَ الَّتِيْ فِيْهَا اِتْلَافٌ لِحُقُوْقِ الْعِبَادِ
لیکن یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ عبداللہ جعفی ٹھگ و راہزن تھا اسکا گناہون سے پاک کرنے
کا وعدہ کرنا کھلی ہوئی بات ہی کہ ان گناہون سے گناہ وہی مراد ہون جو ٹھگی اور راہزنی
سے پیدا ہوئے ہون فَنَقُوْلُ نَعَمِ الْمُتَبَادَرُ ذٰلِكَ لٰكِنْ عِنْدَ قِيَامِ الْقَرِيْنَةِ وَهِيَ النُّصُوْصُ الْمَرْوِيَّةُ
وَالضَّرُوْرَةُ الْمَذْهَبِيَّةُ لَا بُدَّ وَاَنْ يُصْرَفَ اللَّفْظُ عَنِ الْمُتَبَادَرِ وَيُحْمَلَ عَلٰی غَيْرِهٖ
تو مین کہتا ہون کہ ظاہر معنی تو یہی ہین لیکن بروقت موجود ہونے قرینہ کے ضرور ہی کہ ظاہری
معنی چھوڑکر اور معنے مراد لیے جائین اور قرینہ اس مقام پر بہت سے احادیث ہین یہان تک کہ
یہ مسئلہ ضروریات مذہب سے ہوگیا ہے کہ ایسے گناہ نہین بخشے جائینگے علی اللہ قول الحسینؑ

الذنوب معرفاً بلام العہد والمعہود ھی الذنوب التی تجری فیہا شفاعۃ الشافعین
علاوہ یہ ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا فرمانا الذنوب کے لفظ کا جسپر لام عہد کا داخل
ہے اوس سے تو ظاہری معنی یہ نہیں ہو سکتے جو معترض نے لکھا ہے اور معہود گناہ تو وہی ہیں
جن میں شفاعت کارگر ہو سکتی ہے اب اس لفظ کے معنوں میں دو احتمال برابر پیدا ہوئے
وکما ان المخاطب لکونہ من قطاع الطریق فیتبادر بالنظر الیہ الذنوب المتعلقۃ بحقوق العباد
جسطرح مخاطب کے راہزن ہونے سے ظاہر یہی معنے ہوتے ہیں کہ جن گناہوں کے بخشش کا اوسکی
نسبت وعدہ کیا گیا وہی گناہ تھے جو ٹھگی اور راہزنی سے متعلق ہیں فکذلک المخاطب عن الامام
یجب بالنظر الیہ ان یراد من قولہ ما یصح شفاعتہ فیہما اسی طرح دعا
کرنے والے جو امام تھے اونکی طرف نظر کرنیسے واجب یہی ہے کہ وہ گناہ مراد لیجائیں جن کی
شفاعت کا حضرت نے وعدہ فرمایا ہے فیتعارض القرینتان ولم یبق احد المعنیین متبادراً
اب دونوں قرینہ برابر لڑ گئے اور کوئی کوئی معنے ان دونوں میں سے ظاہر باقی نہ رہے فیحمل اللفظ
علی ما یقتضیہ الدلائل الاخر وھو المطلوب اب ایسے وقت اس لفظ کے معنی وہی مراد لیجائینگے
جو اور دلیلوں سے درست ہو سکیں اور یہی ہمارا مطلب ہے الثانی جعل عبد اللہ الجعفی من
اصحاب النار لعدم اجابتہ دعوۃ الجہاد وترکہ نصرۃ اھل البیت
دوسرا اعتراض یہ ہی کہ عبد اللہ جعفی کو آپنے دوزخی قرار دیا اس سبب سے کہ اوسنے دعوت جہاد کو رد
کیا اور ترک نصرت اہلبیت اپنا شعار گردانا مع انہ ھرب من الکوفۃ صیانۃ لنفسہ
من ان یحارب او یقاتل الحسین علیہ السلام وھو امر محمود لا یلام فاعلہ علیہ
حالانکہ یہ شخص کوفہ سے اسیواسطے بھاگ آیا تھا کہ اپنے تئیں حضرت سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کے
گناہ سے بچائے اور یہ اچھا کام اس نے کیا تھا جو قابل ملامت کرنے کے نہیں ہے وکذلک بذلہ
بالفرس والسیف والرمح وھو ایضاً جہاد بالاموال ونصرۃ فی الجملۃ اور گھوڑا اور
تلوار اور نیزہ اپنا وہ نذر کرتا تھا جو ایک قسم کا جہاد ہے مال کے خرچ کرنے سے اور نصرت بھی
تھوڑی بہت ہے فکیف ذمہ الحسین علیہ السلام وجعلہ من المضلین والمکبوبین
فی النار ایسے شخص کی حضرت نے کیوں مذمت کی اور اسکو ان تباہ کاروں میں داخل

جو مقصود کے بھل دوزخ مین گرائے جائینگے وکیف نفی عند اجابۃ اللہ دعوۃ مطلقا ولم یسئل
عنہ عذرہ الذی لاجلہ امتنع عن نصرتہ اور کیونکر مطلق نصرت سے انکار
کرینگے اُسکی طرف نسبت دی اور جو عذر اُسکو جہاد نکرنے مین تھا اسکو حضرت نے اوس سے نہ پوچھا
وھذا ھرثمۃ بن مسلم لما اتاہ یوم عاشورا وقد ترک نصرۃ ابن زیاد
حالانکہ ہرثمہ ابن مسلم جب بروز عاشور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین آیا لشکر کوفیان سے
نکلکر اور ابن زیاد کی نصرت چھوڑکر وامتنع عن محاربۃ الحسین ع لمعرفتہ المنزل والشجرۃ
امام سے لڑنا اُسنے ترک کیا بسبب اسکے کہ وہ مقام اور وہ درخت اُسنے پہچان لیا وتذکر
قول علی علیہ السلام بعد انصرافہ عن غزوۃ صفین اور ہرثمہ کو یاد آیا ارشاد جناب امیر علیہ السلام کا
جب آپ صفین کی لڑائی سے پلٹے ہین اور کربلا مین پہونچکر اس مقام کا اور اس درخت کا آپنے
پتہ دیا ہے اور شہادت امام حسین علیہ السلام کی پیشین گوئی فرمائی تھی وکان ھذا الرجل
ایضا مع علی علیہ السلام ہرثمہ بھی اوسدن ہمراہ رکاب جناب امیر علیہ السلام حاضر تھا فلما
حضر عند الحسین ع منیبا معتذرا وقص علیہ ما جری جب بروز عاشور توبہ کرکے عذر کرتا
ہوا خدمت امام حسین علیہ السلام مین حاضر ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد کرنا اور اپنی
شناخت اس مقام اور درخت کی سب حضرت کے سامنے بیان کی فقال لہ الحسین ع معنا
انت ام علینا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس سے فرمایا کہ تو ہماری نصرت کریگا
یا دشمنی کرکے ہمسے لڑیگا اسوقت کیا تیرا ارادہ ہی قال ھرثمۃ فقلت لا معک ولا علیک
خلفت صبیۃ اخاف علیہم عبید اللہ بن زیاد ہرثمہ لکھتا ہی مین نے عرض کی کہ یا
حضرت نہ مین آپکی نصرت کرسکتا ہون اور نہ آپ کا دشمن ہو کر آپسے لڑونگا مین نے کوفہ مین
اپنے لڑکے چھوڑے ہین ابن زیاد سے مجکو خوف ہی کہ وہ اونکو قتل نکرڈالے قال ع فامض حیث
لا تری لنا مقتلا ولا تسمع لنا واعیۃ حضرت نے فرمایا کہ ایسی جگہ تو چلا جا
جہان سے تو ہمارے قتل گاہ کو نہ دیکھ سکے یا یہ مطلب ہی کہ ہمارے قتل ہونیکو آنکھ سے نہ دیکھ سکے
اور نہ ہماری فریاد کی آواز تیرے کان مین پہونچے فوالذی نفس الحسین علیہ السلام بیدہ
لا یسمع الیوم واعیتنا احد فلا یعیننا الا اکبہ اللہ لوجہہ فی نار جہنم پس قسم

اوس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین حسین علیہ السلام کی جان ہی کہ آج جو شخص ہماری فریاد
سنکر ہماری اعانت نکریگا خدا اسکو بروز قیامت آج منھ کے بھل دوزخ مین ڈالیگا ترجمہ حدیث
تمام ہوا فَهٰذَا هَرْثَمَةُ لَمْ يَنْصُرِ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَالِهٖ وَقَدْ اَذِنَ
لَهٗ بِالْمُضِيِّ وَضَمَانَةُ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمَكْبُوْبِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ہرثمہ کا تو یہ
حال ہی کہ اوس نے مال سے بھی نصرت نہین کی اور آپنے اسکو اجازت چلے جانے کی دی اور
دوزخ سے منھ کے بھل گرنے والون سے بچا دیا وَعَبْدُ اللّٰهِ الْجُعْفِيُّ مَعَ اَنَّهٗ تَرَكَ نُصْرَةَ ابْنِ
زِيَادٍ ثُمَّ بَذَلَ مَالَهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ جَعَلَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اَصْحَابِ
النَّارِ فَكَيْفَ يُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ اور عبد اللہ جعفی نے باوجودیکہ ابن زیاد کی
رفاقت ترک کی اور مال سے اپنے حضرت کی نصرت بھی کرتا تھا اور پھر اسکو حضرت نے دوزخی
قرار دیا ان دونون روایتون کا کیونکر صحیح ہونا ہو سکتا ہے کہ دونو باہم مخالف ہین اَقُوْلُ
قَدْ اَثْبَتْنَا فِيْ بَابٍ يَلِيْقُ بِنَا اَنَّ الْحُسَيْنَ كَانَ مُكَلَّفًا بِتَكْلِيْفَيْنِ عَامٍّ وَخَاصٍّ مین کہتا ہون
کہ ہمنے ایک باب جداگانہ اس کتاب مین لکھا ہی اور اوسمین ثابت کر دیا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کو خدا کی طرف سے دو تکلیفین تھین اور دو باتین بہ نسبت جہاد کے آپ پر واجب کی گئین
تھین ایک تکلیف عام اور تکلیف خاص اَمَّا التَّكْلِيْفُ الْعَامُّ الظَّاهِرِيُّ وَهُوَ الْجِهَادُ الْعَامُّ
وَالدَّعْوَةُ اِلَيْهِ عَامَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ عام تکلیف بنظر ظاہر شریعت کے تو وہی تھی کہ جہاد فرماین
جیسا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جاری ہوا اور عام مسلمانونکو بطرف جہاد کے
طلب کرین وَهٰذَا كَانَ يَفْعَلُهٗ حَتّٰى لَمْ يَتَيَقَّنْ عِنْدَهٗ سُقُوْطُ شَرَائِطِ الْوَاجِبِ اور یہ عمل
حضرت امام حسین علیہ السلام اسوقت تک کرتے رہے جبتک آپکو یقین نہو گیا کہ شروط واجبی
جہاد کے مجھسے ساقط ہو گئین وَمِنْ جُمْلَتِهَا تَكْثِيْرُ عَدَدِ الْمُجَاهِدِيْنَ بِالدَّعْوَةِ اِلَى الْجِهَادِ
فِعْلًا وَقَوْلًا وَكِتَابًا وَتَوَاتُرًا رُسُلًا لِلسُّفَرَاءِ وَبِالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ حَثًّا وَتَرْغِيْبًا سِرًّا وَعَلَانِيَةً
نَوْمًا وَلَيْلًا قِيَامًا وَقُعُوْدًا اونہین شرطون مین سے یہ بھی تھا کہ مجاہدین کے
شمار کو بڑھانا اور مسلمانونکو اپنی طرف بلانا زبانی کہنے سے خواہ لکھنے سے خواہ اپنی طرف سے
سفیر مقرر کرکے بھیجنے سے نصیحت گوارا اور پند کرنے سے رغبت دلانے سے پوشیدہ اور علانیہ

دن اور رات کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر یہ سب اہتمام حضرت نے اچھی طرح کیا وَكُلُّ ذٰلِكَ قَدْ اَتٰى
بِهٖ حَقَّ الْاِتْيَانِ كَمَا هُوَ مَرْوِيٌّ فِي السِّيَرِ وَالْمَقَاتِلِ ان امور کے بجا لانے کا جو حق
تھا وہ بخوبی آپ نے ادا کیا چنانچہ کتب سیر اور مقاتل میں بخوبی روایت کی گئی ہی
وَيُؤَيِّدُهٗ مَا فِي الزِّيَارَةِ الْجَامِعَةِ مِنْ قَوْلِهٖ وَجَاهَدْتُمْ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
اور اسی بات کی تائید وہ فقرہ زیارت جامعہ کا کرتا ہی کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا تمام شہدا
کربلا کی طرف خطاب کر کے کہ تم سبھوں نے راہ خدا میں ایسا جہاد کیا جو حق جہاد کرنیکا تھا
وَفِي زِيَارَةِ الْحُسَيْنِ بِخُصُوصِهٖ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اور خاص
زیارت امام حسین علیہ السلام میں یہ لفظ وارد ہی کہ آپنے راہ خدا میں ایسا جہاد کیا جو حق
جہاد کرنے کا تھا وَقَدْ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْ يَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى اَنْ
وَصَلَ بِكَرْبَلَا اور یہ باتیں آپ اسوقت سے کرتے تھے جس دن سے آپ مدینہ سے روانہ ہوئے
تا اینکہ داخل کربلا ہوئے ثُمَّ اِنَّهٗ تَيَقَّنَ فِي الْيَوْمِ التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ اَنَّهٗ لَا يَنْتَظِمُ لَهٗ اَمْرُ
الْجِهَادِ الْعَامِّ بعد اوسکے نویں تاریخ محرم کی آپ کو یقین ہو گیا کہ اب جہاد عام شریعت ظاہری
میں ہی اوسکا انتظام مجھ سے درست نہیں ہو سکتا مسلمانوں سے توفیق اوٹھ گئی فَلِذٰلِكَ
خَطَبَ فِي مَسَاءِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَبَيَّنَ لِاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَنَّهٗ قَدْ سَقَطَ عَنْهُ التَّكْلِيْفُ بِالْجِهَادِ الْعَامِّ
اسیواسطے نویں تاریخ محرم کی شام کو آپنے یک خطبہ پڑھا اور بیان فرما دیا اپنے اصحاب ور
اہلبیت کے سامنے کہ جہاد کی تکلیف اب مجھ سے ساقط ہو گئی اور تم سب سے بھی ساقط ہو گئے
فَمَنْ يَرْغَبُ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَّقِيَ دَمَهٗ وَعِرْضَهٗ وَمَالَهٗ فَيَتَخَلّٰى عَنِّيْ وَيَذْهَبُ حَيْثُ يَشَاءُ فَلَا زِمَامَ
عَلَيْهِ پس جو شخص تم میں سے اسبات کا خواہشمند ہو کہ اپنی جان اور آبرو اور مال
کو بچائے میرے ساتھ سے جدا ہو جائے اور جہاں جسکو موقع ہو چلا جائے اب اسپر کچھ پابندی
بیعت کی بنظر شریعت باقی نہیں ہی وَكَانَ اِنْشَادُ تِلْكَ الْخُطْبَةِ بَيَانًا لِلْمَسْئَلَةِ الشَّرْعِيَّةِ لَا
اِخْتِبَارًا لَّهُمْ اور اس خطبہ کا ارشاد فرمانا بنظر بیان کرنے اس مسئلہ شرعی کے واجب تھا
کہ جہاد کی تکلیف ساقط ہو گئی اصحاب اور اہل بیت کی نیتوں کا امتحان کرنا منظور تھا
فَاِنَّ اسْتِقَامَتَهُمْ بِالْوَفَاءِ كَانَ مُتَيَقَّنًا عِنْدَهٗ اسلیے کہ اون بزرگوار ونکا پورا با وفا

ہونا یہ تو آپ کے نزدیک یقینی بات تھی وَلِذَا قَالَ فِی مَبْدَءِ تِلْكَ الْخُطْبَةِ اِنِّی لَا اَرٰی اَصْحَابًا خَیْرًا مِنْ اَصْحَابِیْ وَلَا اَهْلَ بَیْتٍ اَبَرَّ وَاَوْفٰی مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ ثُمَّ اَمَرَهُمْ بِالْمُضِیِّ اسی وجہ سے شروع خطبہ مین پہلے ہی آپنے کہدیا کہ مین اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب نہین پاتا ہون اور نہ اپنے اہلبیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ وفادار اور صلہ رحم بجالانے والے کسی کے اہلبیت تجویز کرتا ہون اسکے بعد آپنے اون بزرگوارون کو چلے جانے کا حکم دیا وَقَدْ بَقِیَ عَلَیْهِ جِهَادُهُ الْخَاصُّ بِهٖ وَهُوَ التَّكْلِیْفُ الْمَخْصُوْصُ الَّذِیْ لَمْ یُكَلَّفْ بِهٖ قَبْلَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَحَدٌ اب بعد ساقط ہونے شروط جہاد عام کے آپ پر جہاد خاص باقی رہا اور وہ تکلیف خاص تھی جسکی تکلیف سوائے جناب امام حسین علیہ السلام کی خدا کی طرف سے اور کسیکو نہین ہوئی تھی وَفِیْ ذٰلِكَ الْجِهَادِ اُمُوْرٌ كَثِیْرَةٌ یَخْتَصُّ بِهَا الْحُسَیْنُ دُوْنَ غَیْرِهٖ اور اس جہاد خاص مین بہت سے امور ایسے تھے جو خاص جناب امام حسین علیہ السلام کی ذات سے متعلق تھے اور کسی جہاد کرنے والے پر وہ امور خدانے واجب نہین کئے تھے مِنْهَا اَنَّ الْجِهَادَ الْعَامَّ یُشْتَرَطُ فِیْهِ ثَبَاتُ وَاحِدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ مُقَابَلَةِ اِثْنَیْنِ مِنَ الْكُفَّارِ كَمَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ الْمَجِیْدُ فَاِنْ یَكُنْ مِنْكُمْ اَلْفٌ یَغْلِبُوْا اَلْفَیْنِ پس اون مین سے ایک یہ خصوصیت ہو کہ جہاد عام مین ایک مسلمان دو کافرون سے لڑنیکا محکوم ہوا ہو جیسا خدانے قرآن مین فرمایا ہو اگر تملوگ ہزار آدمی ہوگے دو ہزار کافرون پر غالب آوگے فَاِنْ زَادَ عَدَدُ الْكُفَّارِ عَلَیْهِ سَقَطَ وُجُوْبُ الْجِهَادِ پہر اگر شمار کافرون کا دوچند سے زیادہ ہو جہاد عام کا وجوب ساقط ہو جاتا ہی وَالْحُسَیْنُ قَدْ كُلِّفَ وَحْدَهٗ فِیْ مُقَابَلَةِ ثَلٰثِیْنَ اَلْفٍ اَوْ اَزْیَدَ اور جناب امام حسین علیہ السلام کو تنہا تیس ہزار بلکہ بروایتی چہل ہزار سے لڑنے کی تکلیف از جانب خدا ہوئی تھی وَمِنْهَا عَدَمُ الْجِهَادِ عَلَی الصِّبْیَانِ وَعَلَی الْهَرِمِ وَهُوَ الشَّیْخُ الْكَبِیْرُ ازان جملہ یہ بھی ہو کہ جہاد عام لڑکون سے اور بڑے بڈھے سے ساقط ہو وَقَدْ شُرِعَ الْجِهَادُ فِیْ وَاقِعَتِهٖ عَلَی الصِّبْیَانِ مِثْلُ عَوْنٍ وَمُحَمَّدٍ وَغَیْرِهِمْ بَلْ عَلَی الْاَصَاغِرِ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ رُوْحِیْ لَهُ الْفِدَا اور جناب امام حسین کے جہاد خاص مین لڑکون پر جہاد واجب ہوا تھا مثل عون و محمد کے جو صاحبزادے عبداللہ بن جعفر کے تھے اور لڑکون پر کیا بلکہ اون سے چھوٹے لڑکون پر یہ جہاد واجب کیا گیا تھا جیسے

عبداللہ جو چھوٹے صاحبزادے امام حسن علیہ السلام کی تھی بل وَعَلَی الرَّضِیعِ الْهَالِكِ
الْعَطْشَانِ الْمُضْطَرِبِ فِي حُجُورِ النِّسَاءِ اِضْطِرَابَ السَّمَكَةِ فِي الْمَاءِ كَعَبْدِ اللهِ
ابْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَبِي وَأُمِّي لَهُمَا بلکہ شیرخوار بچون پر جو حالت پیاس مین
ہلاک ہو رہے تھے اور اگر کوئی بی بی اپنی گود مین اونکو لیتی تھی اسقدر تڑپتے تھے جسطرح چھوٹی
مچھلی پانی مین تڑپتی ہی مراد انسے جناب علی اصغر ہے ہی کہ اونپر بھی جہاد ایک قسم کا واجب
کیا گیا تھا فدا ہون جان ہماری اون دونون باپ بیٹون پر جنکی یہ کیفیت بیان ہو رہی ہے
اور جہاد مخصوص علی اصغر کا یہ تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام اوس پارۂ جگر کو ہاتھون پر رکھکر
اتنا بلند کرین کہ آپکے دونون بغلون کی سپیدی نظر آجاوے اور نشانہ تیر تمنا علی اصغر
پورے پورے ہو جاوین وَعَلَى الشَّيْخِ الْكَبِيرِ كَحَبِيبِ بْنِ مُظَاهِرٍ وَطِرِمَّاحِ ابْنِ عَدِيٍّ
اِنْ صَحَّتْ رِوَايَةُ جِهَادِهِ اور نہایت پیر دیرینہ پر بھی یہ جہاد واجب تھا جیسے حضرت حبیب
ابن مظاہر اور طرماح بن عدی بشرطیکہ طرماح کے جہاد کی روایت صحیح ہو وَعَلَى هٰذَا الْقِيَاسِ
كَثِيرٌ مِنَ الْخَوَاصِّ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي بَابٍ خَاصٍّ اسی طرح اور بہت سے امور اس جہاد مین
مخصوص حضرت سے تھے جنکو ہم نے ایک جداگانہ باب مین بیان کیا ہی فَلَمَّا تَبَيَّنَ لِلْحُسَيْنِ بِالْعَلَامَاتِ
الظَّاهِرِيَّةِ الَّتِي عَلَيْهَا مَدَارُ التَّكْلِيفِ فَاشْتَغَلَ وَتَوَجَّهَ اِلَى اَدَاءِ تَكْلِيفِهِ الْخَاصِّ
پھر جب نوین تاریخ محرم کی قریب شام آپ پر ظاہر ہو گیا بنظر علامات ظاہری کے جنپر مدار تکلیف
جہاد عام کا ہی اب آپ مشغول اور متوجہ ہوئے اپنے خاص تکلیف کے ادا کرنے پر وَشَرَعَ يُظْهِرُ
الْمُتَرَتِّبَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ اب آپنے شروع کیا اظہار اون چیزون کا جو اس تکلیف خاص
کے بجا لانے کا صلہ اجر اور ثواب سے ملنے والا تھا حَتّٰى اَنَّهُ اَرٰى اَصْحَابَهُ كَافَّةً مَنَازِلَهُمْ وَمَقَامَاتِهِمْ
فِي الْجَنَّةِ وَمَا اَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مِنْ اِعْلَاءِ مَرَاتِبِهِمْ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ
یہانتک کہ آپنے اپنے کل اصحاب کو اونکے منازل اور مقامات خلد بریں کے دکھلا دیے اور جو جو بلند
مراتب خدا نے اون بزرگوارون کو عطا فرمائے تھے وہ سب اونکے پیش نظر کر دیے اوسیوقت سے
بیخودی اور جوش لقاء الٰہی ان بزرگوارون کے دلون مین پیدا ہو گیا چنانچہ منقول ہے کہ ہر
شخص سبقت کرتا تھا کہ پہلے مجھی کو درجہ شہادت حاصل ہو خوشنودی اور رضاے الٰہی سب پر سے

وَلَمْ يَتَصَدَّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِدَعْوَةِ الْجِهَادِ الْعَامِّ اور اسوقت کے بعد سے پہر آپنے کسی جہاد عام کی دعوت نہین فرمائی وَاِذَا دَعٰی بِدَعْوَةٍ اَوِ اسْتَنْصَرَ بِاسْتِنْصَارٍ يَوْمَ عَاشُوْرَا اَوْ دَعٰی بِوَاعِيَةٍ فَذٰلِكَ مِنِ اسْتِنْصَارِهِ الْخَاصِّ اسکے بعد پہر آپنے اگر کسیکو بلایا شل حر وغیرہ کے یا نصرت طلب کی خواہ فریاد کی آواز بلند کی بروز عاشورا تو یہ باتین اوسی جہاد خاص سے متعلق تہین عام جہاد سے انکو کچھ تعلق نہین وَاِذَا تَمَهَّدَ هٰذَا فَاعْلَمْ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ يَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْيَوْمِ التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ كُلَّ مَنْ دَعَاهُ بِدَعْوَةٍ اَوِ اسْتَنْصَرَهٗ فَاِنَّمَا كَانَتْ دَعْوَتُهٗ لِلْجِهَادِ الْعَامِّ جب یہ تمہید کی مضمون معلوم ہو چکا اب یہ جاننا چاہیے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے روانہ ہونے کے دن سے لیکر نوین تاریخ محرم تک جسکو بلایا اور طلب کیا وہ دعوت جہاد عام کی تہی جو تمام مسلمانون پر واجب تہا وَيَتَرَتَّبُ عَلٰى رَدِّهَا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ مَنْ سَمِعَ دَاعِيَ اَهْلِ الْبَيْتِ الخ اور اسی دعوت کے رد کرنے پر وہ بدانجامی پیدا ہوتی تہی جسکو آپنے اپنے نانا کے حدیث سے نقل فرمایا كَمَا قَالَهٗ لِعَبْدِ اللهِ الْجُعْفِيِّ وَغَيْرِهٖ مِمَّنْ لَقِيَهٗ اَوْ كَتَبَ اِلَيْهِ بِكِتَابَةٍ چنانچہ عبداللہ جعفی راہزن سے بہی آپنے وہی فرمایا اور اور لوگون سے جو راہ مین آپسے ملے اور قابل شرکت جہاد تہے اون سے بہی زبانی اور بعضون کے نام پر بذریعہ تحریر خط کے آپنے اسی حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ فرمائی وَعَدَمُ اِجَابَةِ تِلْكَ الدَّعْوَةِ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اور اس دعوت جہاد عام کو قبول نکرنا گناہان کبیرہ مین سے بڑا گناہ تہا فَمَنْ لَمْ يُجِبْ دَعْوَتَهٗ هٰذِهٖ فَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِ قَوْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَكْبُوْبٌ فِي النَّارِ پس جس شخص نے اِس دعوت جہاد کو قبول نہ کیا اوسپر قول جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صادق آیا کہ وہ منہہ کے بہل دوزخ مین گرایا جائیگا وَلِهٰذَا عَدَّ الْحُسَيْنُ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ اسی واسطے جناب امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ جعفی کو دوزخی ارشاد فرمایا وَاَمَّا هَرْثَمَةُ بْنُ مُسْلِمٍ فَقَدْ جَاءَ عِنْدَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ لَمْ يَدْعُهُ بِدَعْوَةِ الْجِهَادِ الْعَامِّ ہرثمہ ابن مسلم وہ از خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اُسکو جہاد عام کے واسطے طلب نہین فرمایا تہا

لِاَنَّ وُجُوبُہٗ قَدْ سَقَطَ قَبْلَ مَجِیْئِہٖ کَمَا مَرَّ اسلئے کہ جہاد عام کی تکلیف بنظر مصلحت
الٰہی قبل آنے ہرثمہ کے ساقط ہو چکے تھے فَلَمْ یَکُنْ دَاخِلًا فِیْ زُمْرَۃِ الْغَیْرِ الْمُجِیْبِیْنَ لِدَعْوَۃِ
الْجِہَادِ الْعَامِّ فَلَا یَصْدُقُ عَلَیْہِ الْحَدِیْثُ الْمَرْوِیُّ فِیْ حَقِّ عَبْدِ اللّٰہِ الْجُعْفِیِّ
پس ہرثمہ اون لوگون مین داخل نہ تھا جنھون نے کی دعوت جہاد عام کو رد کیا اب اسپر وہ حدیث
نہین صادق آتی تھی جسکو امام حسین علیہ السلام نے بحق عبد اللہ جعفی ارشاد کیا تھا بَقِیَ وُجُوْبُ
نُصْرَتِہٖ فِیْ جِہَادِہِ الْخَاصِّ فَھُوَ شَرْعٌ یُعَدُّ مَخْصُوْصَۃً بِالْحُسَیْنِ ع رہا یہ امر کہ ہرثمہ بن مسلم پر
نصرت جناب امام حسین علیہ السلام کی جہاد خاص مین بھی واجب تھی اور اوسکے ترک کرنے سے بھی
اوسی دوزخی ہوتا ہے پس یہ جہاد خاص ایک شریعت جداگانہ تھی مخصوص امام حسین علیہ السلام سے
فَلَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ التَّعَرُّضُ بِہٖ وَالتَّنْکِیْرُ عَلَیْہِ وَتَطْبِیْقُہٗ عَلَی الظَّوَاھِرِ الشَّرْعِیَّۃِ اس شریعت
خاص مین کسی شخص کو تعرض کرنا جائز نہین ہے اور نہ اسمین کچھ قیل وقال کرنی چاہیئے اور نہ اسکے
حکم کو شریعت ظاہری اسلام پر مطابق کرنا چاہیئے یہ تو حکم ہی اور ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَ قَدْ اَوْجَبَ
عَلٰی بَعْضِ الْاُمَمِ السَّابِقَۃِ التَّوْبَۃَ فِیْ قَتْلِ نُفُوْسِھِمْ دیکھو قرآن مجید کو کہ خدا یتعالے نے
بعض امتہائے سابق پر توبہ کرنا اور رجوع بخدا ہونے کو اسی طرز خاص پر واجب کیا تھا کہ وہ
اپنی جان ہلاک کر ڈالے اور اپنے تئین قتل کراوے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا
اَنْفُسَکُمْ فرمایا خدا نے اون برگزیدگان الٰہی سے کہ اپنے خالق کیطرف رجوع کرو تمھاری توبہ
یہ ہے کہ اپنے تئین قتل کراؤ وحالانکہ سب جانتے ہین کہ اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈالنا حرام ہے مگر
اون بزرگوار دن پر خدا نے واجب کر دیا تھا اسیطرح جناب امام حسین علیہ السلام پر بھی یہی
حکم خدا کا تھا کہ اپنے نانا کے دین پر اپنی جان کو فدا کرین فَلَا یُقَاسُ ھٰذَا بِذَاکَ اب
شریعت خاص امام حسین علیہ السلام کو شریعت ظاہری اسلام پر ہرگز قیاس نکرنا چاہئے و
مِنْ قَبْلِ ذٰلِکَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ الْجُعْفِیِّ مَنْ سَمِعَ دَاعِیَ
اَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ فِیْ رِوَایَۃِ ھَرْثَمَۃَ مَنْ سَمِعَ وَاعِیَتَنَا الْیَوْمَ اسیواسطے جناب
امام حسین علیہ السلام نے جو حدیث عبد اللہ جعفی سے بیان فرمائی اوسمین لفظ داعی کا ارشاد
فرمایا اور ہرثمہ سے جو آپنے کہا اوسمین لفظ داعیہ کی ہے فَالدَّاعِیْ بِالدَّالِ الْمُھْمَلَۃِ یَدُلُّ عَلٰی

دَعْوَةِ الْجِهَادِ وَالْوَاعِيَةُ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ الصَّرَاخُ وَالصَّوْتُ پس لفظ داعی کی دعوت
جہاد پر دلالت کرتی ہو اور لفظ واعیہ جسکے اصل مین واویلا مچانے اور فریاد کرنے پر دلالت کرتی
ہے وَبِالْجُمْلَةِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيَّنَ لِهَرْثَمَةَ حَالَ الْحَاضِرِينَ فِي الطَّفِّ فَقَالَ إِنَّهُ
مَنْ سَمِعَ لَنَا وَاعِيَةً وَلَمْ يُجِبْ فَيَكُونُ مَحْكُوماً بِدُخُولِ النَّارِ فَبَيْنَ الْحَالَيْنِ
فَرْقٌ ظَاهِرٌ خلاصہ یہ ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہرثمہ سے یہ حکم بیان فرمایا تھا کہ آج کے
دن جو لوگ اس معرکہ مین حاضر ہین اور ہماری فریاد اور استغاثہ سنکر ہماری مدد نکرینگے وہ دوزخی
ہونگے اور ان دونون باتونمین بہت بڑا فرق ہو فَإِنَّ هَرْثَمَةَ إِنَّمَا أَنْكَرَ اسْتِنْصَارَهُ الْخَاصَّ
وَلَوْ كَانَ هٰذَا أَيْضاً وَاجِباً عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اسلئے کہ ہرثمہ ابن مسلم نے اسی جہاد خاص
کی شرکت سے انکار کیا تھا اگرچہ یہ نصرت بھی ہر مسلمان پر واجب تھی وَلِذٰلِكَ قَدْ تَرَدَّدَ الْمَجْلِسِيُّ
فِي تَأْوِيلِ الْحَدِيثِ اور اسی سبب سے جناب مجلسی رحمہ اللہ کو بحار مین اس حدیث کی
تاویل مین تردد ہوا ہے اسی نظر سے کہ حضرت نے ہرثمہ کو کیونکر اجازت چلے جانے کی دی لٰکِنَّ الْإِمَامَ
قَدْ أَسْقَطَ حَقَّهُ عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ لِأَجْلِ صِيَانَةِ صِبْيَانِهِ الَّذِينَ قَدْ كَانَ خَلَّفَهُمْ مگر امام
علیہ السلام نے اپنا خاص حق ہرثمہ سے ساقط کردیا اسواسطے کہ وہ اپنے لڑکونکی حفاظت کرے
جنکو کوفہ مین چھوڑ آیا تھا كَمَا أَسْقَطَ ذٰلِكَ الْحَقَّ عَنْ أَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ جسطرح
سے تمامی اصحاب اور اہلبیت سے اپنے اس حق کو ساقط کردیا تھا وَلَيْسَ فِيهِ مَحَلُّ تَرَدُّدٍ أَصْلاً
اور اس مین کوئی مقام تردد نہین ہو جیسا جناب مجلسی رحمہ اللہ کو ہوا وَهٰذَا أَمَّا نَقُولُهُ مِنْ أَنَّ
إِسْقَاطَ حَقِّهِ الْخَاصِّ الْمُفَوَّضِ إِلَيْهِ مِنْ عِنْدِ اللهِ إِثْبَاتُهُ أَوْ إِسْقَاطُهُ یہ وہ بات
جو ہم جواب مین اوس اعتراض کے کہتے ہین جو بہ نسبت ساقط کرنے جہاد خاص کے ہرثمہ سے وارد
یعنے یہ حق خاص خدا کیطرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو سپرد کیا گیا تھا جسکے اوپر جائز
اسکی بجا آوری کو واجب کردین اور جسے چاہین ساقط کردین وَقَدْ بَقِيَ عَلٰى هَرْثَمَةَ نُصْرَةُ الْمُسْ
الْمُسْتَضْعَفِ بِالنَّظَرِ إِلٰى أُخُوَّةِ الْإِسْلَامِ اب تیسرا اعتراض یہ باقی رہا کہ ہرثمہ پر بنظر اخوت ایمانی حضرت کی
واجب تھی یعنے جو مسلمان کمزور اور مظلوم کسی ظالم کے پنجہ مین گرفتار ہو ہر مسلمان پر اوس کی
نصرت واجب ہوتی ہو وَهٰذَا الْوُجُوبُ مُعَارَضٌ بِوُجُوبِ صِيَانَةِ صِبْيَانِهِ اور یہ نصرت

اور یہ نصرت واجب تھی مگر ساتھہ ہی اسکے اپنے بچون کی بھی حفاظت اسپر واجب تھی اب دو چیزون اسپر واجب
ہوئین ولکن نصرۃ الحسین ع من رجل واحد لا یصونہ من القتل لیکن نصرت
امام حسین علیہ السلام کی اگر تنہا ایک ہرثمہ کرتا جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل سے بچا
نہین سکتا تھا وصیانۃ اطفالہ تمت بہ وحدہٗ اور اطفال کی حفاظت تنہا اسی کے
چلے جانے سے پوری ہوگی فالمرجح قد کان موجودا فلذا قال لہ الحسین علیہ السلام
المضی فعصمہ من القتل لیحفظ عیالہ من الہلاک اسیواسطے حضرت علیہ السلام نے اوس سے
فرمایا کہ تو چلا جا اور قتل نہو تاکہ اپنے اطفال کو بچائے ہذا ما ادی الیہ نظری وقال فی
الخصائص انما امر الحسین ع ہرثمۃ ترحما علیہ وتخفیفا لہ من اشد العذاب یہ تاویل
تو وہ تھی جو میری سمجھہ مین آئے اور خصائص حسینیہ مین یہ تاویل فرمائی ہی کہ آپنے ہرثمہ کو جو
اجازت چلے جانے کی دی یہ محض ترحم اوسکے حال پر فرمایا تاکہ بہت شدید عذاب مین وہ گرفتار
نہو وہذا دابہ لاشخاص الامۃ اجمعین اور یہ خاص طریقہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کا تھا بہ نسبت اشخاص امت کے اور مطلب اس تاویل کا یہ ہی کہ اگر ہرثمہ میدان کارزار مین
موجود رہتا اور آپکی فریاد کو سنکر مدد نکرتا تو وہ کافر ہوجاتا اور شفاعت جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہتا اور اب بھی اگرچہ گنہگار رہا مگر کافر نہین ہوا بقی الکلام فی ان
الحسین ع نفی النصرۃ عن عبد اللہ الجعفی مطلقا مع بذلہ المال فنقول اب اس شبہہ کا جواب باقی رہا کہ عبد اللہ جعفی
نے باوجودیکہ مال سے نصرت کی تھی اور پھر آپنے اوسکو منکر دعوت جہاد فرمایا اب مین کہتا ہون
ان اجابۃ الدعوۃ وعدم الاجابۃ یختلف بحسب الاشخاص دعوت جہاد کا قبول کرنا
اور رد کرنا بحسب اشخاص کے مختلف ہوتا ہی فمن الناس من یستحق بنصرۃ البذل من
مالہ فقط بعض آدمی تو ایسے ہوتے ہین کہ فقط مال خرچ کرنے کی نصرت کے لایق ہوتے ہین
ومنہم من یختص نصرتہ فی صنعۃ من صنائعہ کالنجار والحداد والنعال وغیرہم من ارباب المکاسب
اور بعض لوگ ایسے ہین کہ اونکی نصرت فقط کسی دستکاری مین مطلوب ہوتی ہی جیسے بڑھئی
اور لوہار اور نعلبند وغیرہ انکا جہاد یہی ہی کہ اپنے پیشہ سے مدد کرین ومنہم من یستحق ببذل النفس
کالفرسان الابطال وغیرہم من المتہورین الفارسین فی مضمار الحرب اور بعض ایسے لوگ ہین کہ

اون کی نصرت فقط جان بازی سے متعلق ہوتی ہی جیسے سپاہی بہادر اور سواران ہرزہ کار
جو میدان جنگ مین نامور ہو چکے ہون فَکُلُّ امْرِءٍ یَخْتَصُّ بِنَوْعٍ مِنَ النُّصْرَةِ الَّتِی یَلِیقُ بِہٖ
پس ہر ایک شخص اوسی نصرت سے خاص ہے جو اوسکے لایق ہو فَمَنْ لَمْ یُجِبْ دَعْوَةَ الْجِہَادِ بِاَمْرٍ
مُخْتَصٍّ بِہٖ فَکَاَنَّمَا اَنْکَرَ وَرَدَّ الدَّعْوَةَ مُطْلَقاً پس جو شخص اجابت دعوت کی اسطرح پر
نکرے جو اوسکے ساتھ خاص ہو گویا اوس نے جہاد سے انکار کیا اور بالکل دعوت جہاد کو رد کیا
فَاِنَّہٗ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَہَا اسلئے کہ خدا کسی کو کسی امر کی تکلیف نہین دیتا ہو
جسکا تحمل اوس سے نہو سکے وَیُعْرَفُ ذٰلِکَ الْاِسْتِحْقَاقُ بِجَعْلِ الْاِمَامِ اَوْ مَنْ نَصَبَہٗ مُخْتَصاً لِشَخْصٍ
خَاصٍّ بِاَمْرٍ خَاصٍّ مِنْ اُمُورِ النُّصْرَةِ اور یہ استحقاق اسیطرح پہچانا جاتا ہو کہ امام یا نائب امام جس
شخص کو جس نصرت سے مخصوص کر دے وہی اوسکا جہاد ہو وہی اوسکی نصرت ہو فَہٰکَذَا عَبْدُ اللّٰہِ
الْجُعْفِیُّ لِکَوْنِہٖ مِنَ الْفَوَارِسِ الْاَبْطَالِ فَکَانَ یَلِیقُ بِہِ النُّصْرَةُ بِبَذْلِ نَفْسِہٖ وَلَمْ یَفْعَلْ فَہُوَ رَادٌّ
لِدَعْوَةِ الْجِہَادِ یہی حال عبداللہ جعفی کا ہوا چونکہ وہ ایک سپاہی جوان مرد تھا اوسکے لایق
یہی نصرت تھی کہ جان بازی کرتا اور اوس نے نکی پس وہ بالکل منکر دعوت جہاد ہو گیا وَاَمَّا
مَا کَانَ یَبْذُلُہٗ مِنَ الْفَرَسِ وَالرُّمْحِ وَالسَّیْفِ فَلَمْ یَکُنْ مُحْتَاجاً اِلَیْہِ اور گھوڑا اور نیزہ اور
تلوار جو دیتا تھا اسکی کچھ احتیاج نتھی کَمَا صَرَّحَ بِہِ الْحُسَیْنُ ع فَکَانَ کَمَا لَمْ یُجِبْ فَہُوَ دَاخِلٌ
فِی قَوْلِ النَّبِیِّ الَّذِی رَوَاہُ الْحُسَیْنُ ع چنانچہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اوس سے
کہدیا کہ ہمکو اسکی طرف کچھ حاجت نہین ہو اب حال عبداللہ جعفی کا ثابت ہو گیا کہ وہ منکر دعوت
جہاد تھا پس اوسی حدیث کا مصداق ہوا جسکی روایت جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمائی
اَمَّا قَوْلُ الْحُسَیْنِ لَہٗ اِنَّہٗ مُضِلٌّ فَلَا یَتَّخِذُہٗ عَضُداً فَمَعْنَی الْمُضِلِّ الْمُہْلِکُ وَالْمُضَیِّعُ
یہ بات جو حضرت نے عبداللہ جعفی سے کہی کہ وہ مضل ہو اور مین اپنا قوت بازو مضل کو نہین
قرار دیتا پس مضل کے معنے ہلاک کرنیوالے اور ضایع کرنے والے کے ہین وَمَنْ یَکُونُ اَوْلٰی
بِالتَّضْیِیعِ لِعُمْرِہٖ وَاِہْلَاکِ نَفْسِہٖ عَمَّنْ یَتَقَاعَدُ عَنْ نُصْرَةِ اٰلِ مُحَمَّدٍ ص اور کون شخص
زیادہ تر اپنی عمر کا ضایع کرنیوالا اور اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈالنے والا اس سے بڑھکر ہو سکتا ہی جو
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کرکے بیٹھ رہے وَقَدْ کَانَتِ الشَّہَادَةُ مَعَ الْحُسَیْنِ ع حیوة

اَبَدِيَّةً مِنَ السَّعَادَاتِ الَّتِي لَمْ يَفُزْ بِمِثْلِهَا اَحَدٌ مِنْ اَزَلِ الْاَزَالِ اِلٰى اَبَدِ الْاٰبِدِيْنَ
حالانکہ شہادت ہمراہ جناب امام حسین علیہ السلام کے زندگانی جاوید تھی اور ایسی سعادت تھی
کہ مثل اوسکے کسی کو ازل سے ابد تک نہ حاصل ہوئی او حاصل ہوگی اَلَا تَرٰى اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
الْجُعْفِيَّ قَدْ تَدَاخَلَهُ النَّدَمُ حَتّٰى كَادَتْ نَفْسُهٗ تَفِيْضُ اسی عبداللہ جعفی کا حال دیکھیے
کسقدر اوسکو ندامت حاصل ہوئی کہ جب یاد کرتا تھا جان بلب ہوجاتا تھا وَكَانَ يَقُوْلُ بَعْدَ
شَهَادَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ مُخَاطِبًا لِنَفْسِهٖ كَمَا رَوَاهُ فِي الْخَصَائِصِ الْحُسَيْنِيَّةِ
اور بعد شہید ہوجانے جناب امام حسین علیہ السلام اور اصحاب وان حضرت کے ہمیشہ اپنے نفس
کو ملامت کرتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا جسطرح خصائص حسینیہ مین روایت کی ہے ؎
فَيَا لَكِ حَسْرَةً مَا دُمْتُ حَيًّا ؛ تُرَدِّدُ بَيْنَ حَلْقِيْ وَالتَّرَاقِيْ بہت بڑی حسرت اور ندامت
کی بات ہے جبتک مین زندہ رہونگا یہ حسرت میرے گلوگیر رہیگی حُسَيْنٌ حِيْنَ يَطْلُبُ بَذْلَ
نَصْرِيْ ؛ عَلٰى اَهْلِ الضَّلَالَةِ وَالنِّفَاقِ ؛ بہت بڑی حسرت ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام
جسوقت مجھ سے طلب نصرت جہاد پر فرماتے تھے اوس لڑائی مین جو اونکو گمراہ اور منافقین
سے درپیش تھی غَدَاةَ يَقُوْلُ لِيْ بِالْقَصْرِ قَوْلًا ؛ اَتَتْرُكُنَا وَتَزْمَعُ بِالْفِرَاقِ ؛ ابھی کل کا
ذکر ہے کہ قصر بنی مقاتل مین مجھسے فرمایا تھا کہ تو ہماری نصرت کو چھوڑتا ہے اور ہمارے فراق
پر آنسو بہاتا ہے یہ کیا کرتا ہے وَلَوْ اَنِّيْ اُوَاسِيْهِ بِنَفْسِيْ ؛ لَنِلْتُ كَرَامَةً يَوْمَ التَّلَاقِ ؛ افسوس
ہے کہ اگر مین نے اپنی جان آپ پر نثار کردی ہوتی بروز قیامت بڑی کرامت کا مستحق ہوتا
مَعَ ابْنِ الْمُصْطَفٰى نَفْسِيْ فِدَاهُ ؛ تَوَلّٰى ثُمَّ وَدَّعَ بِانْطِلَاقِ ؛ اور ہمراہ فرزند مصطفے صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا میری جان ونیز نثار ہوجاتے کہ اونھون نے مجھ سے منھ پھیر لیا اور
رخصت ہوکر مجھ سے اپنے قتل گاہ کو روانہ ہوگئے فَلَوْ فَلَقَ التَّلَهُّفُ قَلْبَ حَيٍّ ؛ لَهَمَّ الْيَوْمَ
قَلْبِيْ بِانْفِلَاقِ ؛ اگر افسوس کرنے سے کسی آدمی کا دل پھٹ سکتا ہے تو میرا دل بھی چاہتا
ہے کہ پھٹ کر سینہ سے نکل جاے فَقَدْ فَازَ الْاُوْلٰى نَصَرُوْا حُسَيْنًا ؛ وَخَابَ الْاٰخَرُوْنَ

اِلَى النِّفَاقِ جن لوگون نے اس جہاد مین حضرت کی نصرت کی وہی لوگ اوس کرامت آخری کو پہونچ گئے
اور جن لوگون کے دل صاف نہ تھے اور نصرت سے حضرت کی باز رہے وہ اس کرامت سے قطعی ناامید ہوگئے

اقول وقد ثبت من کلامہ ھذا انہ تلھف مدی الازمان مین لکھتا ہون کہ ان اشعار سے عبید اللہ
جعفی کے ثابت ہوگیا کہ زمانہ ہاے دراز تک وہ اپنی اس حرکت پر افسوس کرتا رہا حتّی مات متلہفا
نادما بندامۃ لاتنفعہا یوم الندامۃ یہانتک کہ اسی افسوس مین مرگ گیا ایسی ندامت مین
گرفتار رہا جو بروز قیامت کہ ندامت کا دن واقعی ہے کچھ اوسکو مفید نہو گی وظھر منہ ایضا انہ
کان حریّا بالنصرۃ التی استنصرہ الامام بہ ولم یجب دعوتہ لعذر اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ
قابل نصرت کرنیکے تھا جس نصرت کے امام علیہ السلام اوس سے طالب ہوے تھے اور پھر اوسنے منظور نکیا اور کوئی
عذر صحیح بھی اوسکو ترک نصرت مین مثل ہرثمہ ابن مسلم کے نہ تھا الثالث ان الحسین ع کان یستنصر کل من
لقیہ و وجدہ اھلا للنصرۃ اور تیسری بات اس حدیث سے یہ ثابت ہوئی کہ جناب امام حسینؑ کو جو شخص رستہ
مین ملتا تھا اور قابل نصرت کرنیکے ہوتا تھا اوس سے آپ نصرت طلب کرتے تھے وھذا احد استنصاراتہ التی
ذکرتہا فی باب الاستنصارات التسع اور یہ بھی طلب ایک نصرت ہی منجملہ اون نو استنصارات کے جنکو مین نے ایک باب
جداگانہ مین لکھا ہے وبہ یدفع الشبہات التی قد مرت فی باب منزل الثعلبیۃ من روایۃ الاعراب اور
اس سے بھی وہ شبہات دفع ہو جاتے ہین جو منزل ثعلبیہ مین آپنے صحراے اعراب کو اپنے ہمراہی سے الگ کر دیا وبالجملۃ فان
الحسین لم یوثر استنصارا التی فی الطریق الا فی زھیر بن القین اور خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام حسینؑ کو سفر
کربلا مین طلب نصرت سے کامیابی نہین ہوئی اور جس سے آپنے نصرت کی چہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کسی نے منظور نہین
کیا سواے زہیر ابن القین کے الرابع انہ یلوح من تلاوتہ الآیۃ وھو عدم اتخاذ المضلین عضدا ان انصارہ
الذین اختارہ للشہادۃ لیسوا من المضلین چوتھی بات اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ آپنے جو آیہ قرآن
تلاوت فرمائی کہ مین اپنا قوت بازو تباہ کارونکو نہین کرونگا اوس سے غرض حضرت کی یہ تھی کہ جن لوگونکو مین نے اپنا
انصار قرار دیا ہے وہ مضل و تباہ کار نہین ہین ولیسوا من المشغولین بذممہم فی حقوق العباد
اور میرے انصار ایسے نہین ہین جنہون نے حق تلفی بندگان خدا کی ہو بل ھم براء من ذلک وقد ظھر
منہ انہم وان لم یکونوا معصومین لکن انہم کان بعد العصمۃ منزلۃ من التقوی فکانوا
ھم الفائزون بلکہ وہ اصحاب سب کے سب ان برائیون سے برے تھے اسی سے معلوم ہوگیا کہ
اصحاب رحمہ اللہ اوس جناب علیہ السلام کے اگرچہ معصوم نہ تھے لیکن اگر بعد معصوم کے درجہ کی کوئی
اور درجہ تقوے اور پرہیز گاری کا ہے تو یہی بزرگوار اوس درجہ پر فائز تھے چنانچہ ہر ایک اصحاب کے فضائل مین ہمنے اسکو بیان کیا ہے

الخامس اَنَّ تلاوتہ الایۃ مع روایۃ الحدیث عن جدہ وان کان یخاطب بہ
عبداللہ الجعفی لکنہ موعظۃ للحر ایضًا اور پانچوین بات اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوئی
کہ اگرچہ اس آیہ کا پڑہنا اور حدیث نبوی کا ذکر کرنا بظاہر عبداللہ جعفی کی طرف خطاب تہا لیکن
یہ نصیحت حر کی بھی تھی والغرض منہ انہ اذا یدعو القوم فی یوم عاشورا ویقول فی اخر
الاستغاثۃ ہل فیکم مسلم یسقینی قطرۃ من الماء اور غرض نصیحت سے یہ تھی کہ جب بروز
عاشورا آپ طلب نصرت کرین اور اخیر مین یہ بھی فرمائین کہ اب تم مین کوئی مسلمان باقی ہی جو ہمکو ایک
قطرہ پانی کا پلادے فانت یا حر اذا سمعت الواعیۃ یجب علیک الاجابۃ والتخلف عن
اعدائنا وترک التقیۃ لے حر جب تو اس استغاثہ کو سنے اوسوقت ہماری نصرت ظاہری
پر آمادہ ہو جانا اور دشمنون کا ساتھ چھوڑ کر ہماری پاس چلا آنا اوسوقت یہ مصلحت جس سے تو تقیہ
کر رہا ہی باقی نہ رہینگے ولکن النصر الذی یلیق بہ الیوم ہو کونہ علی الظاہر حاصرًا لہ وفی الباطن
تارکًا للتعرض عن المسیر آج کے دن کی نصرت جو حر کی لائق ہی وہ یہی ہی کہ بظاہر اور حضرت
کا محاصرہ کرتا رہے اور باطن مین آپکی نصرت کرے اور آپکو روانگی سے نہ روکے فان المصلحۃ فی
ذلک واضحۃ لان الحر اذا اظہر امرہ من متابعۃ الحسین ع وکان حصین بن نمیر واقفًا
بالقادسیۃ فیلحق بالحسین ع مصلحت تو اس بارہ مین ظاہر تھی اسلئے کہ حر اگر متابعت حضرت
کی ظاہر کر دیتا اور حصین ابن نمیر ملعون جو قادسیہ مین بطور کمک کے لشکر حر کے ٹھہرا ہوا تھا فورًا حضرت
امام حسین علیہ السلام سے ملجاتا ولا یدعہ ان یسیر الی جانب حتی یاتی بہ الی الکوفۃ اور وہ
ملعون کبھی حضرت کو کسی طرف جانے نہ دیتا تا انکہ گھیر گھار کر آپکو کوفہ مین پہونچاتا او یقیم الحرب
فی اثناء الطریق ولیس ہذا من مشتہیات الحسین علیہ السلام ومرضیاتہ یا راہ
مین لڑائی ہوتی اور یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام کی خواہش کے خلاف تھی اور آپکو پسند
بھی نہین تھے ویتضح لک ان الحر قد تاثر من کلام الحسین علیہ السلام بذکر الحدیث
النبوی اکثر مما تاثر بکلماتہ التی وقعت بینہ وبین الحسین علیہ السلام
قبل ذلک الیوم واضمر نصرۃ الحسین علیہ السلام یہان سے بخوبی
ظاہر ہوتا ہی کہ حر کے دل مین آپ کی اس حدیث نبوی پڑہنے کا بڑا اثر ہوا اور اس سے پہلے جو

گفتگو حر سے اور آپ سے ہوئی تھی اُسکا اثر اسقدر نہ تھا اسوقت سے تو حر نے پختہ ارادہ حضرت
کی نصرت کرنے کا کر لیا تھا لَمَّا كَانَ الْحُسَيْنُ ع يَسِيرُ اِلٰى اَيِّ جِهَةٍ شَاءَ وَلَا يَمْنَعُهُ الْحُرُّ
وَلَا يَضِيقُ عَلَيْهِ بِاَنْ يَّرُدَّهٗ اِلَى الْكُوفَةِ وَقَدْ كَانَ مَامُورًا بِذٰلِكَ كَمَا عَلِمْتَهٗ
پہر چونکہ جناب امام حسین علیہ السلام چلے جاتے تھے جدہر آپکا جی چاہتا تھا اور حر آپکو منع نہین
کرتا تھا اور نہ کسی طرح کی درشتی کرتا تھا کہ آپکو کوفہ کیطرف پہیر لاے حالانکہ اسی بات پر مامور تھا
جیساکہ سکا بیان اوپر ہو چکا ہی فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ زِيَادٍ اَنَّ الْحُرَّ لَعَلَّهٗ يُوَاسِي بِالْحُسَيْنِ
جب یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اور اسکو شبہ ہوا کہ شاید حر حضرت سے مل گیا ہی قَالَ رُوَاةُ الْحَدِيثِ
اَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ اِلَى الْحُرِّ كِتَابًا وَهُوَ الْكِتَابُ الَّذِي وَرَدَ فِي نِينَوٰى
اب راویان حدیث کا یہ بیان ہی کہ ابن زیاد نے حر کے نام پر ایک خط لکھا یہ وہی خط ہی جو نینوی
کے مقام پر حر کے نام پہونچا ہو وَفِي رِوَايَةِ اَبِي مِخْنَفٍ اَنَّ وُرُودَهٗ كَانَ فِي قَصْرِ بَنِي
مُقَاتِلٍ عَنِ السَّيِّدِ رَحْمَةُ اللهِ وُرُودُهٗ بِعُذَيْبِ الْهِجَانَاتِ اور ابو مخنف
کی روایت مین اس خط کا آنا قصر بنی مقاتل مین وارد ہی اور سعید ابن طاوس رحمہ اللہ کہتے
ہین کہ عذیب ہجانات مین یہ خط آیا تھا وَلَا يَبْعُدُ تَكْرَارُ وُرُودِهٖ اِلَى الْحُرِّ فِي كُلِّ الْمَنَازِلِ فَاِنَّهٗ
اَمِيرٌ عَلٰى عَسْكَرِهٖ اور کچھ دور نہین ہی کہ مکرر یہ خط ہر منزل پر آیا تھا اسلئے کہ حر اسوقت امیر
لشکر ابن زیاد تھا وَاَمَّا مَا رَوَاهُ فِي الْبِحَارِ اَنَّ الْحُرَّ وَاَصْحَابَهٗ فِي مَنْزِلٍ رِحْلَةٍ كَانُوا اِذَا
يَرُدُّونَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَهٗ نَحْوَ الْكُوفَةِ رَدًّا شَدِيدًا اِمْتَنَعُوا عَلَيْهِ
لیکن بحار مین یہ جو روایت کی ہی کہ حر اور اوسکے اصحاب منزل رحلہ مین حضرت امام حسین علیہ
السلام کو مع اونکے اصحاب کے کوفہ کیطرف پہیرتے تھے اور شدت کرتے تھے مگر حضرت نے اسکو مانا
نا رتفعوا فَلَمْ يَزَالُوا يَتَيَاسَرُونَ حَتّٰى اَنْتَهَوْا اِلٰى نِينَوٰى فَلَعَلَّهٗ لَا مَعْنٰى لَهٗ
پس وہ سب لوگ اونچے پر چڑھ گئے اور بائین طرف ہٹتے ہٹتے یہان تک چلے کہ نینوی کو
پہونچ گئے پس کیا عجب ہی کہ اس روایت کی کچھ اصل نہو اِذِ الْحُرُّ لَمَّا كَانَ بِنَفْسِهٖ اَشَارَ
اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَخْذِ النَّصَفِ مِنَ الطَّرِيقِ وَلَمَّا تَعَرَّضَ لِاَصْحَابِهِ الْوَافِدِينَ
اِلَيْهِ مِنَ الْكُوفَةِ وَذَكَرَ لَهُ الْحُسَيْنُ ع مِنْ مُعَاهَدَتِهٖ لَهٗ فَامْتَنَعَ اسلئے کہ حر گو

خود حر نے تیسری راہ چلنے کو بخوشی جناب امام حسین علیہ السلام کو اجازت دی تھی اور جسوقت
چار اصحاب حضرت کے کوفہ سے آئے اور حر اونکے آنے سے متعرض ہوا حضرت امام حسین علیہ
السلام نے اوسکو معاہدہ یاد دلایا تب وہ اونکے روکنے سے باز رہا وَاَیْضًا اَشَارَ اِلَیْہِ بِاُمُوْرٍ قَدْ
مَرَّتْ مِنَّا الْاِشَارَۃُ اِلَیْھَا فَکَیْفَ یَرُدُّہٗ وَاَصْحَابَہٗ اِلَی الْکُوْفَۃِ نیز حر نے بہت
سے امور کا جناب امام حسین علیہ السلام کو مشورہ دیا چنانچہ ہم اسکو بیان کر چکے ہین پہر بعد ایسے
باتون کے سمجھ مین نہین آتا کہ اب حر حضرت کو اور آپکے اصحاب کو کوفہ کیطرف پہیرتا ہو وَاِنْ صَحَّ ذٰلِکَ
فَلَا یَکُوْنُ اِلَّا لِلْمَصَالِحِ الَّتِیْ ذَکَرْنَاھَا اگر یہ روایت بحار کی صحیح ہی تو وہ نہین مصلحتون سے جنکو ہم بیان
کر چکے ہین مثل تقیہ وغیرہ کے شاید حر سے یہ فعل واقع ہوا ہو نعم بعد وُرُوْدِ الْکِتَابِ الَّذِیْ ذَکَرْنَاہُ
وَبَعْدَ وُصُوْلِ الْاِمَامِ ھُنَاکَ یَصِحُّ اَنَّ الْحُرَّ قَدْ مَنَعَہٗ عَنِ الْمَسِیْرِ ہان بعد آنے
خط ابن زیاد کی جسکا ذکر ابہی ہم نے کیا ہی اور بعد پہونچنے حضرت کے اس مقام پر صحیح ہی کہ حر
نے حضرت کو چلنے سے روکا قَالَ فِی الْبِحَارِ فَلَمْ یَزَالُوْا یَتَیَاسَرُوْنَ حَتّٰی انْتَھَوْا اِلٰی نَیْنَوٰی
بِالْمَکَانِ الَّذِیْ نَزَلَ بِہِ الْحُسَیْنُؑ بحار کی روایت ہی کہ بائین طرف پہرتے چلے آتے تھے
یہان تک کہ نینوی مین اوس مقام پر پہونچے جہان پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام
کیا تھا وَاِذَا رَاکِبٌ عَلٰی نَجِیْبٍ لَہٗ عَلَیْہِ السِّلَاحُ مُتَنَکِّبًا قَوْسًا مُقْبِلًا مِنَ الْکُوْفَۃِ ناگاہ
ذہوا ایک شہسوار نظر آیا جو اپنے عمدہ ناقہ پر سوار تھا اور کمان اپنے دوش پر رکھے ہوے کوفہ سے چلا
آتا تھا جَمِیْعًا یَنْتَظِرُوْنَہٗ فَلَمَّا انْتَھٰی اِلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَی الْحُرِّ وَاَصْحَابِہٖ وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلَی الْحُسَیْنِ
علیہ السلام وَاَصْحَابِہٖ دونون طرف کے لوگ اوسکے انتظار مین ٹہر گئے جب قریب آیا اوس شتر سوار
نے حر اور اصحاب حر پر سلام کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اونکے اصحاب پر سلام نہین
جاد افیہ کیا وَدَفَعَ اِلَی الْحُرِّ کِتَابًا مِنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ زِیَادٍ اَمَّا بَعْدُ فَجَعْجِعْ بِالْحُسَیْنِ حِیْنَ یَبْلُغُکَ کِتَابِیْ
ھٰذَا اور حر کو اوسنے ایک خط ابن زیاد کا دیا جس مین یہ لکھا تھا بعد القاب وغیرہ کے
کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو تنگ پکڑنا اور بہت درشتی سے پیش آنا جسوقت یہ خط میرا
تیرے پاس پہونچے وَیَقْدِمُ عَلَیْکَ رَسُوْلِیْ وَلَا تُنْزِلْہُ اِلَّا بِالْعَرَاءِ فِیْ غَیْرِ خُضْرٍ وَّلَا مَاءٍ
اور جسوقت یہ شتر سوار تیرے پاس پہونچ جاے اوس جناب کو ایسی جگہہ اوتارنا جہان گہانس

بھی نہ جمتی ہو اور نہ اوس مقام پر پانی بہم پہونچے وَقَدْ اَمَرَتْ رَسُوْلِی اَنْ یَلْزَمَکَ
وَلَایُفَارِقَکَ حَتّٰی یَاتِیَنِیْ بِاِنْفَاذِکَ اَمْرِیْ وَالسَّلَامُ اور مین نے اپنے اس بھیجے ہوے آدمی کو
حکم دیا ہی کہ تیرے ساتھ رہے اور تجھ سے جدا نہو جبتک کہ تو میرے حکم کی تعمیل کرکے اوسکی اطلاع
اسی کے ذریعہ سے مجکو دے فقط قُلْتُ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی مَا قُلْنَاہُ مِنِ اشْتِبَاہِ ابْنِ زِیَادٍ
بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْحُرِّ وَعَدَمِ تَضْیِیْقِہٖ عَلَی الْحُسَیْنِ اِلٰی یَوْمِہٖ ھٰذَا مین کہتا ہون کہ یہ خط
ابن زیاد کا دلالت کرتا ہی کہ ابن زیاد کو حر سے شبہ سازش کر لینے کا جناب امام حسین علیہ السلام
سے ہوگیا تھا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوس دن تک کسی قسم کی شدت اور تنگ گیری حر
بنسبت حضرت کے عمل مین نہین آئی تھی قَالَ فِی الْبِحَارِ فَلَمَّا قَرَاءَ الْکِتَابَ قَالَ لَھُمُ الْحُرُّ
ھٰذَا کِتَابُ الْاَمِیْرِ یَقُوْلُ فِیْہِ کَذَا وَکَذَا جب حر نے خط پڑھا سبکی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا
یہ خط ابن زیاد کا آیا ہی جسمین ایسی ایسی باتین اوس نے لکھی ہین فَاَخَذَھُمُ الْحُرُّ بِالنُّزُوْلِ
اِلٰی ذٰلِکَ الْمَکَانِ عَلٰی غَیْرِ مَاءٍ وَلَا قَرْیَۃٍ حر نے اوسی مقام پر حضرت کو مع اصحاب کے اوترنے کا
اعلان کیا جہان پر بالکل پانی نہ تھا اور نہ آبادی گانون کی تھی فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعْنَا
وَیْحَکَ نَنْزِلْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ یَعْنِی الْغَاضِرِیَّۃَ اَوْ سَفِیْنَۃَ حضرت امام حسین علیہ السلام
نے حر سے کہا وائے ہو تجھپر اے حر ہمکو آگے چلنے دے ہم اس گانو مین اوتر ینگے اور گانون سے
مراد حضرت کی غاضریہ یا سفینہ سے تھی قَالَ لَا وَاللّٰہِ لَا اَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ وَھٰذَا رَجُلٌ قَدْ
بُعِثَ عَلَیَّ عَیْنًا حر نے کہا قسم بخدا اب مجھے آپکو آگے روانہ ہونیکی اجازت دینا کا موقع نہین
باقی رہا کہ یہ شتر سوار بطور مخبر یا گوئندہ کے میرے پاس آیا ہی قَالَ السَّیِّدُ اِنَّ الْحُسَیْنَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِلْحُرِّ اَلَمْ تَاْمُرْنَا یَاحُرُّ بِالْعُدُوْلِ عَنِ الطَّرِیْقِ فَقَالَ بَلٰی اور جناب سید
نے فرمایا ہے کہ حر کو حضرت نے یاد دلایا کہ تو نے خود ہمکو راستہ سے
الگ ہو جانے کی اجازت دی تھی حر نے عرض کی کہ درست اور بجا ہی مگر اب یہ خط آیا
ہے اور مخبر بھی میرے اوپر مقرر ہو گیا جو بات بات مین مجھکو ٹوکے گا اور
ابو مخنف لکھتے ہین کہ اوس خط کو حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پڑھا دیا اور
سب کے سب روانہ ہوے تا اینکہ بدھ کے دن جس دن کہ یہ کیفیت تھی کربلا مین داخل

باب بست وہشتم ۲۸ پہونچنا جناب امام حسین علیہ السلام کا زمین کربلا پر اور نام زمین کا مکرر پوچھنا اور بیان اون امور کا جو اس پہونچنے مین تھے

قد ذکرنا فی الباب الذی قبل ھذا الباب من ورود کتاب ابن زیاد الی
حر بن یزید الریاحی ہم نے اس باب سے پہلے ابن زیاد کا خط بنام حر کے آنا بیان کیا
ہے قال ابو مخنف وساروا جمیعا حتی ان اتوا الی ارض کربلا وذلک یوم الاربعاء
ابو مخنف لکھتے ہین کہ خط کے آنے کے بعد سب کے سب روانہ ہوے تا اینکہ زمین کربلا پر بدھ کے دن
پہونچے فوقف فرس الحسین علیہ السلام من تحتہ فنزل الحسین علیہ السلام عنہا ورکب
اخری فلم تنبعث من تحتہ خطوۃ واحدۃ جب وس زمین مقدس پر پہونچے یکایک وہ گھوڑا
جسپر حضرت امام حسین علیہ السلام سوار تھے ٹھہر گیا وہ متحیر تھا اوس گھوڑے سے اوتر کر دوسرے
گھوڑے پر سوار ہوے اوسنے بھی ایک قدم آگے نہین بڑھایا ولم یزل یرکب فرسا بعد فرس
حتی رکب سبعۃ افراس وھو علی ھذا الحال پہر تو حضرت نے گھوڑے بدلنے شروع کئے یہان
تک کہ ساتھ گھوڑے آپنے بدلے اور کسی نے ایک قدم آگے نہ بڑھایا فلما رای الامام ذلک الامر
الغریب قال یا قوم ما یقال لھذہ الارض جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس امر
غریب کا مشاہدہ فرمایا اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہی اور یہ
کون سی سرزمین ہی قالوا ارض الغاضریۃ اون لوگون نے عرض کی کہ یہ زمین غاضریہ کے
کہلاتی ہے قال ھل لھا اسم غیر ھذا قالوا تسمی نینوی آپنے پہر پوچھا کہ اسکا اور بھی نام ہی
لوگون نے عرض کی کہ نینوی بھی اسکو کہتے ہین قال ھل اسم غیر ھذا قالوا تسمی کربلا پہر آپنے پوچھا
کہ اسکا اور بھی کوئی نام ہی تب اصحاب نے عرض کی کہ ہان اسکو کربلا بھی کہتے ہین قال فعند ذلک
تنفس الصعداء وقال ارض کرب وبلاء ابو مخنف لکھتے ہین کہ جب یہ نام حضرت نے سنا تو
ایک ٹھنڈی سانس اور لابنی آپنے لی اور فرمایا کہ یہ زمین مصیبت اور امتحان کی ہی ثم

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قِفُوْا وَلَا تَرْحَلُوْا مِنْهَا بعد اس سانس لینے کے آپنے فرمایا کہ بس اب ٹھہر جاؤ
اب یہان سے آگے نہ بڑہو فَھٰهُنَا وَاللّٰهِ مُنَاخُ رِكَابِنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہماری سواری اور
بار برداری کے اونٹ بٹھاے جائینگے وَھٰهُنَا وَاللّٰهِ تُسْفَكُ دِمَاؤُنَا اور اسی جگہ پر خدا کی قسم ہماری
خون ریزی ہوگی وَھٰهُنَا وَاللّٰهِ تُهْتَكُ حَرِیْمُنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہماری حرمت ضایع کیجاۓگی
وَھٰهُنَا وَاللّٰهِ تُقْتَلُ رِجَالُنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہمارے جو مرد ہین وہ شہید ہونگے وَھٰهُنَا
وَاللّٰهِ تُذْبَحُ اَطْفَالُنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہمارے اطفال خرد سال ذبح کیۓ جائینگے وَھٰهُنَا
وَاللّٰهِ تُزَارُ قُبُوْرُنَا اور اسی مقام پر قسم بخدا ہماری قبرون کی زیارت کی جایگی
وَبِهٰذِهِ التُّرْبَةِ وَعَدَنِیْ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِهٖ
اور اسی مٹی کا پیوند ہونے کا میرے واسطے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے
وعدہ فرمایا ہی اور کہنا اونکا کبھی ٹل نہین سکتا جب یہ ساری کیفیت اپنے گھوڑے پر سے اوتر
نے سے پہلے بیان فرمائی ثُمَّ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ بعد اوسکے آپنے اپنے گھوڑے پر سے اوترے
اَقُوْلُ اَمَّا اسْتِفْهَامُهٗ عَنْ اِسْمِ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ جَعَلَ اللّٰهُ لِیْ وَجَمِیْعِ
الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْهَا مُسْتَقَرًّا وَقَرَارًا فَلَیْسَ ذٰلِكَ عَلٰی حَقِیْقَتِهٖ اب مین کہتا ہون
کہ اوس زمین مقدس کا جس مین خدا مجکو اور جملہ مومنین کو بعد مرنے کے جگہ دے بار بار
نام پوچھنا کبھی نہین ہوسکتا ہی کہ بسبب لاعلمی کے آپنے پوچھا ہو وَلِاَنَّ الْقَائِدَ اِلَیْهَا
وَالْمُعَرِّفَ لِطَرِیْقِهَا كَانَ طِرِمَّاحُ بْنُ عَدِیٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ اسلیے کہ لانے والے طرف اوس زمین
کے اور راستہ تبلانے والے حضرت طرماح تھے وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ قَدِ ادَّعٰی بِمَحْضَرٍ مِّنَ
النَّاسِ اَنَّهٗ یَعْرِفُ الطَّرِیْقَ اوپر کے باب مین یہ معلوم ہوچکا ہی کہ طرماح نے مجمع عام مین
دعوی کیا تھا کہ مین اوس راہ کو پہچانتا ہون وَجَعَلَهٗ مَعْهُوْدًا بِلَازِمِ الْعَهْدِ
كَمَا جَعَلَهُ الْحُسَیْنُ ع اَیْضًا مَعْهُوْدًا اور طرماح نے اوس راہ کو معین اور معہود کر لیا
تھا جسطرح حضرت امام حسین علیہ السلام نے بہی راہ معہود اور معین کو پوچھا تھا وَالْمَعْهُوْدُ
لَا یَكُوْنُ غَیْرَ مَعْرُوْفٍ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْهُ مِرَارًا وَیُسْتَكْشَفَ عَنْهُ جِهَارًا اور جو چیز بالخصوص
معہود اور معین ہو جاے وہ ایسی نہین ہوتی ہی جسکو آدمی نہ پہچانتا ہو اسقدر کہ بار بار پوچھے

پوچھے اور اوسکے نام کی اسقدر تحقیق کرے ثم وقوف الجیاد الی بقعة ادل دلیل
علی ان الارض المعہودة قد حضرت پھر ساتھ گھوڑونکا پے درپے ٹھہر جانا اور ایک قدم آگے
نہ بڑھانا بڑی کامل دلیل اس بات پر تھی کہ وہی زمین مقدس جہان ہمکو آنا چاہیے آگئے
اب پوچھنا کیسا علی ان الحسین ع یوم خروجہ من المدینة قد اری ام سلمة
سلام اللہ علیہا تلک البقعة باعجازہ اسیطرح یہ ہی کہ خود امام حسین علیہ السلام
نے جناب ام سلمہ کو یہ زمین بطور معجزہ کے دکھلا دی تھی اور نقشہ
معرکہ کربلا کا جو بروز عاشورا واقع ہوگا اونکی آنکھون کے سامنے کر دیا تھا جسدن آپ
مدینہ سے چلے ہین فکیف یخفی علیہ اسمہا ومعرفتہا بعینہا پس کیونکر ہو سکتا کہ آپ پر نام
اس زمین کا پوشیدہ ہوتا اور شناخت اوسکی آپ نہ کر سکتے وایضا فان الحسین ع کان قد
سال الحر قبل ذلک ان ینزل فی ہذہ القریة او ہذہ یعنی الغاضریة او سفیة وہذا
ایضا دلیل علی معرفتہ تلک البقعة یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے حر سے درخواست کی تھی کہ ہم اس گانون مین یا اس گانون مین اتر نیکے اور
مراد حضرت کی غاضریہ اور سفیہ سے تھی یہ بھی دلیل اسی بات کی ہی کہ آپ وس مقام کو پہچانتے
تھے فلا بد فی ذلک الاستفہام الغیر الحقیقی من اسرار واسباب پس ضرور
ہی کہ آپکے اس نام پوچھنے مین جان بوجھ کر کچھ اسرار ہون اور اسباب بھی ہون فنقول اما وقوف
الجیاد فانہ امر معجز یعجز کل من صحبہ حتی الحر واصحابہ ایضا اب ہم سرسے
بیان کرتے ہین گھوڑونکا رک جانا یہ تو ایک اتنا بڑا معجزہ ہی جسنے آپکے تمام ہمراہیونکی عقل
حیران ہو گئی یہانتک کہ حر اور اوسکے ہمراہیون کو بھی اس معجزہ کے ظاہر ہونے سے پوری
حیرت ہوئی ہوگی ولعل الغرض الاہم فی اظہار تلک المعجزة ہو اعلامہم بانہ
کلما اخبر بہ رسول اللہ ص فی امر شہادتہ وکونہ من الائمة والاوصیاء فہو حق
ومحاربوہ کفار اور بہت بڑی غرض اس معجزہ کے ظاہر کرنے مین یہ تھی کہ سب کو
معلوم ہو جاے کہ جو کچھ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارہ شہادت امام حسین
علیہ السلام کے خبر دی ہی اور اونکو ائمہ دین اور اپنے اوصیا مین داخل کیا ہی وہ سب سچ ہی

اور جو اونسے لڑیگا وہ کافر ہو جائیگا اَفَیَتُوبُ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ اَنْ رَاَی
ذٰلِكَ فِیْ کَوْنِہٖ کَذٰلِكَ کیا اب بھی کوئی شک کر سکتا ہی آپکے معجز نما ہونے مین بعد دیکھنے
ایسے معجزہ کے جو آج تک ابتداء خلقت آدم سے کسی سے ظاہر نہین ہوا فَمَنْ شَكَّ
اَوِ ارْتَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ مِنْ عَمِیَ اَوْ تَعَامٰی پھر بعد ملاحظہ اس معجزہ کے جسکو ہزار آدمیون سے زیادہ
نے دیکھا اگر کوئی شک کرے اوسکا سبب یہی ہی کہ جہالت نے اوسکو اندھا کر دیا یا دیدہ و دانستہ
چشم پوشی کرتا ہی وَهٰذَا بَعْضُ مَا صَدَرَ عَنْهُ فِیْ اَوَّلِ یَوْمِ وُرُوْدِہٖ اَتَمَّ فِیْ اِتْمَامِ الْحُجَّةِ
وَتَشْیِیْدِ الْمَحَجَّةِ اِلٰی مَا شَاۤءَ اللّٰهُ اور یہ ایک معجزہ منجملہ اور معجزات کے جو بروز داخلہ حضرت
کے زمین کربلا پر صادر ہوے یہی معجزہ اتمام حجت مین اور دین اسلام کے استوار کرنے
مین اسقدر پورا پورا ہی جسقدر خدا نے اپنی مشیت سے اسکو مجمع عام مین ظاہر فرمایا اس
معجزہ کو چھوٹی بات نہ سمجھنے چاہیے فَاِنَّهٗ مِنْ اَخَصِّ کَرَامَاتِہٖ الَّتِیْ مَنَحَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اِیَّاهُ
کَرَامَةً لِجَدِّہٖ اسلئے کہ یہ معجزہ خاص کرامت ہی جناب امام حسین علیہ السلام کی جسکو
خدا نے اونہین کو عطا فرمایا بنظر اعزاز اونکے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنے
دین اسلام کے حقیت اس سے ظاہر ہوتی ہی ثُمَّ سُؤَالُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ اَسْمَاۤءِ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَوْ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَجَوَابُ الْاَصْحَابِ بِالْاِعْرَاضِ عَنْ ذِکْرِ اِسْمِهَا
بِاِسْمِهَا الْخَاصِّ پھر اسکو بغور دیکھنا چاہیے کہ حضرت نے تین مرتبہ خواہ چار مرتبہ نام
اوس زمین پاک کا اصحاب سے پوچھا اور وہ لوگ ٹالتے رہے کہ جو نام خاص اوس زمین کا
ہے یعنے کربلا اوسکو زبان پر نہ لائے وَتَسْمِیَتُهَا بِاَسْمَاۤءٍ اُخَرَ تَکُوْنُ لَهَا اَسْمَاۤءً اَیْضًا
فَاَظُنُّهٗ مِنْ صَنِیْعِ الطِّرْمَاحِ رح فَاِنَّهٗ کَانَ بَلِیْغًا عَرِیْفًا مَاهِرًا بِالْاَغْرَاضِ الَّتِیْ
یُظْهِرُهَا الْحُسَیْنُ ع اور طرح طرح کے نام اوس زمین کے لیتے رہے کہ وہ نام بھی اوس زمین پر
کے کسی تاویل سے ہو سکتے ہین اس رمز و کنایہ کا صادر ہونا میرے گمان مین تو یہی ہی
کہ حضرت طرماح اسکے کرنے والے تھے اور یہ بلاغت اونہین کا فعل خاص معلوم ہوتا ہی جو
کہ اعلی درجہ کے فصیح اور بلیغ تھے اور خوب جانتے تھے اور خوب پہچانتے تھے کہ مختلف نام
لینے مین اسوقت جناب امام حسین علیہ السلام کی کسقدر اغراض ہین جنکو آپ ظاہر فرمانا چاہتے

ہین پس کوئی نام باقی نرہے جس سے غرض امام کی اسوقت متعلق ہو وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ مِنْ بَعْضِ الْاَغْرَاضِ اَنْ تُسَمّٰی الْاَرْضُ الْمُقَدَّسَۃُ بِکُلِّ اِسْمٍ وَلَقَبٍ لِیَکُوْنَ اَصْرَحَ وَاَدَلَّ عَلٰی کَوْنِہَا مَحَطًّا لِرِحَالِہٖ کچھ بعید نہین ہو کہ منجملہ اون اغراض کے ایک یہ بھی غرض ہو کہ اس زمین کا کوئی نام اور کوئی لقب باقی نرہجائے تاکہ بخوبی و بصراحت تام معلوم ہوجائے کہ آپکے سفر تمام ہونے کا یہی مقام ہو فَاِنَّ فِی اجْتِمَاعِ الْاَلْقَابِ لَا یَبْقٰی فِی التَّعْیِیْنِ شُبْہَۃٌ فِی الْعَیْنِ الْمُسَمّٰی بِہَا اسلئے کہ جب سب نام کسی چیز کے شمار کر لیجائین پھر اوسکے پہچاننے مین کچھ شبہ باقی نہین رہتا ہو وَھٰذَا اَقْرَبُ الْاِحْتِمَالَاتِ فِیْ حَمْلِ الْاِسْتِفْہَامِ الصَّادِرِ عَنْ اَبْلَغِ الْبُلَغَاءِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ اور یہ تاویل بہت قریب ہو اور یہ احتمال زیادہ بصحت ہو کہ اسی وجہ سے باوجودیکہ آپ خوب پہچانتے تھے اور بار بار اوس زمین کا نام پوچھتے تھے اسلئے کہ پوچھنے والا امام ہو جو اپنے زمانہ مین فصاحت اور بلاغت اور حکمت مین ثانی نہین رکھتا کلام لغو اوس سے کیونکر صادر ہوسکتا ہو وَاَیْضًا فَاِنَّ الْمَعْلُوْمَ مِنْ طَرِیْقِ الْوِجْدَانِ اَنَّہٗ کُلَّمَا یَکُوْنُ اَحَبَّ عِنْدَ الْمَرْءِ مِنَ الْاَشْیَاءِ الْمَوْجُوْدَۃِ فَیَلْتَذُّ بِذِکْرِہٖ کُلَّمَا ذَکَرَہٗ دوسرا احتمال یہ ہو کہ عقل سلیم پر یہ بات بخوبی ظاہر ہو کہ جو چیز انسان کو زیادہ مرغوب ومحبوب ہوتی ہو جسقدر اوسکا ذکر کیا جائے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہو وَیَرُوْحُ قَلْبُہٗ تَکْرَارُ ذِکْرِہٖ بِاسْمٍ وَاحِدٍ اَوْ اَسْمَاءٍ وَاَلْقَابٍ مُخْتَلِفَۃٍ اور اوسکے مکرر ذکر کرنے سے قلب کو تازگی و راحت پہونچتی ہو کہ ایک ہی نام اوسکا مکرر لیا جائے خواہ جتنے نام اوسکے ہون سب لئے جائین سب سے راحت برابر پہونچتی ہو دَلَا سِیَّمَا اِذَا کَانَتْ تِلْکَ الْاَسْمَاءُ وَالْاَلْقَابُ دَالَّۃً عَلٰی اُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِمَحْبُوْبِیَّۃِ الْمُسَمّٰی خصوصًا اگر یہ نام اور مختلف القاب کو اون باتون پر دلالت ہو جنکے سبب سے وہ شے آدمی کو محبوب اور پسندیدہ ہوئی ہو فَیَبْتَغِی الْمَرْءُ اَنْ یَّذْکُرَ کُلَّ ھٰذِہٖ بِالضَّرُوْرَۃِ اوسوقت تو ایسے مشتاق آدمی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ سب نام ضرور زبان پر آجائین وَلَمَّا کَانَتْ تِلْکَ الْاَسْمَاءُ الَّتِیْ ذَکَرَھَا الْاَصْحَابُ کُلُّہَا دَالَّۃً عَلَی الْوَاقِعَاتِ فَلِذٰلِکَ

أَرَادَ الْإِمَامُ أَنْ تُذْكَرَ بِجُمْلَتِهَا اور چونکہ یہ چارون نام کربلا
کے جو اصحاب نے لئے تھے ہریک نام ان مین سے ایک مصیبت اور امتحان پردلالت
کرتا تھا جسکے جناب امام حسین علیہ السلام مشتاق تھے لہذا آپ کی خواہش یہ ہوئی
کہ اسیوقت بہ رمز وکنایہ اون سب مصیبتون کا بیان ہوجاے وَتَوْضِيحُ ذَٰلِكَ
أَنَّ أَوَّلَ مَا ذَكَرُوهُ وَهُوَ قَوْلُهُمْ أَرْضُ الْغَاضِرِيَّةِ اور
توضیح اس مطلب کی اس طرح پر ہے کہ پہلا نام جو اصحاب نے لیا تو یہی کہا کہ
اسکو ارض غاضریہ کہتے ہین وَالْغَاضِرِيَّةُ مَوْضِعٌ أَرْسَلَ الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَيْهِ حَبِيبَ بْنَ مُظَاهِرٍ لِاسْتِنْصَارِهِ الْأَخِيرِ مِنْ بَنِي أَسَدٍ اور غاضریہ
وہ مقام ہے جہان چھٹی تاریخ محرم کی جناب امام حسین علیہ السلام نے حبیب
ابن مظاہر کو واسطے طلب نصرت کے بھیجا تھا اور یہ آخری نصرت طلبی حضرت کی تھی
فَلَمَّا أَرَادُوا نُصْرَتَهُ وَسَارُوا مَعَ حَبِيبٍ مَنَعَهُمْ أَهْلُ الْكُوفَةِ وَكَانَ أَمِيرُهُمُ
الْأَزْرَقَ الشَّامِيَّ جب بنی اسد بارادہ نصرت ہمراہ حبیب ابن مظاہر کے چلے کوفیان
نے راہ مین اونہین روکا اور سردار اون روکنے والون کا ازرق شامی تھا جسکو
بروز عاشورا حضرت قاسم نے قتل کیا ہی فَوَقَعَ بَيْنَهُمُ الْحَرْبُ فَانْهَزَمُوا لِلْقِلَّةِ عَدَدِهِمْ
وَرَجَعَ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ مَغْمُومًا قوم بنی اسد اور لشکر شام مین لڑائی ہوئی
بنی اسد کی جماعت قلیل تھی اسلیے اونکی شکست ہوئی اور گھرون کو چھوڑکر بھی بھاگ
گئے اور حبیب ابن مظاہر غمناک حضرت کے پاس پلٹ آئے اور ماجرا بیان کیا
فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَقَدْ يَئِسَ مِنْ نُصْرَتِهِمْ
حضرت نے فرمایا کہ مدد اور قوت سواے خدا کے اور کسی سے طلب نکرنی چاہیے اور مسلمانون
کی نصرت سے اوسدن گویا آپ ناامید ہوگئے فَذِكْرُ الْغَاضِرِيَّةِ كَانَ أَشْبَهَ لِلْإِمَامِ
بِذَٰلِكَ الْغَرَضِ پس غاضریہ کا نام لینا اوسوقت حضرت کو اسی مطلب کے یاد آوری کی
نظر سے مرغوب تھا ثُمَّ قَالُوا نِينَوَىٰ ہے اسکے بعد اصحاب نے نام اس زمین کا نینوی کہا
وَأَهْلُ نِينَوَىٰ هُمُ الَّذِينَ اشْتَرَىٰ مِنْهُمُ الْأَرْضَ الْمَضْجَعَ اور باشندگان نینوی ا

ہین جن سے آپ نے یہ زمین اپنی خوابگاہ کے کیواسطے خریدی ہی اور اوسی زمین پر
آپ کی قبر بنی ہے وَاَیْضًا اَھْلُ نِیْنَوٰی هُمُ الَّذِیْنَ دَفَنُوْا جَسَدَهٗ مَعَ اَجْسَادِ الشُّهَدَاءِ
هُمْ مَعْرُوْفُوْنَ فِیْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ اَیْضًا باشندگان نینوی یہ وہ لوگ ہین جنھون نے
آپ کے جسد اطہر کو ہمراہ اجساد شہدا بارہوین تاریخ محرم کو دفن کیا بس یہ لوگ ملائکہ
آسمان کے نزدیک اسی بات مین ہمیشہ سے نامزد تھے یعنے ملائکہ آسمان مین انکا ذکر ہوا
کرتا تھا کَمَا فِیْ رِوَایَۃِ اُمِّ اَیْمَنَ رَوَاهَا زَیْنَبُ مِنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ حِیْنَ
مُرُوْرِهٖ عَلَی الْاَجْسَادِ الْعَارِیَاتِ چنانچہ ام ایمن سے جناب زینب نے اس روایت کو سامنے جناب
سید الساجدین کے اوسوقت نقل کیا ہی جب اہلبیت کا گذر قتلگاہ مین بروز عاشورا
ہوا اور جناب سید الساجدین ان اجساد مقدسہ کو خاک و خون مین غلطان دیکھ کر
اسقدر بے تاب ہوئے قریب تھا کہ روح آپ کی تڑپ کر جسم سے نکل جائے پس نینوی کا ذکر
انھین باتون کی یادآوری کے نظر سے آپکو مرغوب تھا ثُمَّ قَالُوْا کَمَا فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ
اَنَّهَا تُسَمّٰی بِشَطِّ الْفُرَاتِ پھر اصحاب نے تیسری مرتبہ بنابر بعض روایات کے یہ کہا کہ
یا حضرت شط فرات بھی یہی ہو وَفِیْهِ مِنَ الْاِخْتِصَاصِ لِوَاقِعَۃِ الْحُسَیْنِ مَا لَا مَزِیْدَ عَلَیْهِ
اور فرات کے نام سے جسقدر خصوصیت حالات امام حسین علیہ السلام کو ہے اوس سے
زیادہ کسی بشر کو خصوصیت نہین ہوسکتی فَاِنَّ الْفُرَاتَ مِنَ الْاَنْهَارِ الَّتِیْ اَعْطَاهَا اللّٰهُ
تَعَالٰی لِاُمِّهٖ فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ ع اسلئے کہ فرات اونھین چارون نہرون مین
داخل ہی جنکو خدا نے آپ کے مادر گرامی جناب فاطمہ علیہا السلام کو عطا فرمایا ہی وَمَعَ هٰذَا
الْاِخْتِصَاصِ وَهُوَ بَقِیَ عَلٰی شَطِّ الْفُرَاتِ عَطْشَانًا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ لَمْ یُذِقْ فِیْهَا مِنْ مَائِهَا قَطْرَۃً
باوجود اس خصوصیت کے کنارہ فرات پر تین روز آپ پیاسے رہے اور ایک قطرہ اوسکے
پانی سے اس زمانہ مین آپ کو پینے کو نملا ثُمَّ قَالُوْا کَرْبَلَا وَفَسَّرَهُ الْحُسَیْنُ بِکَرْبٍ وَّبَلَاءٍ
پھر اوسکے چوتھی مرتبہ اصحاب نے نام خاص اوسکا لے دیا اور کہا کہ یا حضرت کربلا یہی ہی اور
حضرت نے فرمایا کہ یہ لفظ کرب و بلا سے مشتق ہی وَغَرَضُهٗ اَنَّ الْکَرْبَ وَالْبَلَاءَ الَّذِیْ
یُشْتَقُّ مِنْهُ الْاِسْمُ وَاِنَّ اُبْتُلِیَ بِهِمَا قَبْلِیْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ اَیْضًا اور غرض حضرت کی یہ ہی کہ کرب اور بلا

جس سے یہ نام بنایا گیا ہی اگرچہ مجھسے پہلے اور انبیا کا بھی امتحان اس زمین پر تھوڑا
تھوڑا ہو چکا ہی لٰکِنَّ البَلَاءَ الَّذِی ابتَلَانَا اللّٰہُ بِہٖ ھُوَ البَلَاءُ المُبِینُ
لیکن جن مصایب سے خدا ہمارا اس زمین پر امتحان کریگا وہ بڑا بھاری امتحان ہی
جسکا ظہور تمامی مخلوقات پر قیامت تک ہوتا رہیگا ثُمَّ فَسَّرَ الکَربَ وَالبَلَاءَ بِقَولِہٖ
ھٰھُنَا وَاللّٰہِ سِتَّ مَرَّاتٍ کَمَا نُفَصِّلُ ذٰلِکَ بعد اوسکے اپنے بلا مین گرفتار ہونے کی
تفسیر آپنے فرمائی اور چھ مرتبہ قسم شرعی یاد کرکے بیان فرمایا یہ وہ جگہ ہی یہ وہ جگہ ہی
چنانچہ ہم اس قول کی شرح آگے لکھینگے قَالَ اَبُو اِسحَاقَ الاِسفَرَاینِی مِن عُلَمَاءِ
اَھلِ السُّنَّۃِ فِی کِتَابِہِ المُسَمّٰی بِنُورِ العَینِ فِی مَقتَلِ الحُسَینِ
ملا ابو اسحاق اسفراینی جو ایک بڑے عالم علما اہل سنت سے ہین اپنی کتاب مسمی
نور العین مین یہ روایت کرتے ہین اِنَّہٗ لَمَّا بَلَغَ الطَّفَّ قَالَ یَا قَومِ نَاوِلُونِی
قَبضَۃً مِن تُرَابِ ھٰذِہِ الاَرضِ کہ جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر پہنچے
اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس زمین سے ایک مشت خاک مجکو اوٹھا دو فَاَعطَوہُ قَبضَۃً
مِنَ التُّرَابِ فَشَمَّھَا ثُمَّ استَخرَجَ طِینَۃً مِن جَیبِہٖ لوگون نے ایک مشت خاک آپکو دیا
اوسکو حضرت نے سونگھا پھر ایک گیلی مٹی اپنی جیب سے نکالی وَقَالَ ھٰذِہِ الطِّینَۃُ جَاءَ بِھَا
جِبرَئِیلُ عَلَیہِ السَّلَامُ مِن عِندِ اللّٰہِ لِجَدِّی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور
فرمایا کہ یہ گیلی مٹی وہی ہی جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کے جناب سے میرے نانا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لائے تھے وَقَالَ لَہٗ ھٰذِہٖ مَوضِعُ تُربَۃِ الحُسَینِ
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ بھی خبر دی تھی کہ جسجگہ کی یہ مٹی ہی اوسی جگہ قبر حسین علیہ
السلام کی بھی ہی ثُمَّ رَمَاھَا مِن یَدِہٖ وَقَالَ کِلَاھُمَا رَائِحَۃٌ وَاحِدَۃٌ بعد اوسکے اوس اوٹھائی
ہوئی مٹی کو جو اصحاب نے آپکو دی تھی آپنے پھینک دیا اور فرمایا کہ ان دونون مٹیون کی بو
ایک سی ہی ثُمَّ قَالَ یَا قَومِ اِنزِلُوا وَلَا تَبرَحُوا بعد اوسکے آپنے اصحاب سے فرمایا کہ
سواریون پر سے اوترو اب ہمیشہ تمکو یہین رہنا ہوگا ھٰھُنَا وَاللّٰہِ مُنَاخُ رِکَابِنَا
جگہ یہ قسم بخدا ہماری سواری اور بار برداری کے اونٹ بٹھائے جاینگے تا آخر روایت جسکو

سے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ولقد ذکرت مجئ جبرئیل بالطینة عند رسول اللہ ص
فی ماتر ام سلمة عن تاریخ ابن اعثم الکوفی من مشاہیر علماء اہل السنة
مین نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مٹی لیکر خدمت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم مین تشریف لانا تاریخ اعثم کوفی سے جو ایک مشہور عالم اہل سنت کے ہین جناب ام سلمہ
رحمہا اللہ کے فضائل کے باب مین لکھا ہے وفیہا ان رسول اللہ ص شمہا وبکی بکاءً
شدیدًا اوس عالم کی روایت مین یہ بھی ہے کہ اوس مٹی کو جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سونگھا اور بے تاب ہو کر آپ رونے لگے ودفعہا الی ام سلمة وکانت
مصونة عندہا اور وہ مٹی بحکم جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہ کے پاس
محفوظ رکھی ہوئی تھی اور کسی کے پاس نہ تھی فاخراج الحسین ع من جیبہ لعلہ بعد عن جدہ ایضا
یعنی حضرت امام حسین ع کا اپنی جیب سے اوس مٹی کا نکالنا شاید اسوجہ سے ہو کہ آپکو بھی یہ مٹی جناب رسولخدا
نے کسی وقت دی ہو ویؤیدہ ان ام سلمة لما اتت یوم خروجہ من المدینة بقارورة
فیہا تلک التربة فاعطاہا الحسین ع ایضا تربة اخری وقال احفظیہما
فی قارورة اخری اور اسی احتمال کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جسوقت جناب
ام سلمہ بروز روانگی امام حسین ع مدینہ سے وہ شیشی جسمین یہ مٹی بھری ہوئی اونکے پاس امانت تھی
حضرت کے پاس لائین تھوڑی سے اور مٹی حضرت امام حسین ع نے اونکو دیکر فرمایا کہ اسکو دوسری شیشی مین
رکھو وإذا رأیت انہما صارتا دما عبیطا فاعلمی انی قد قتلت جب دیکھنا کہ دونون
خون تازہ ہو گئی ہین یقین کرنا کہ مین شہید ہو گیا وبالجملة فلما کان اتیان تلک التربة
متکررا مرة اتاہ جبرئیل ع ومرة ملک المطر والسحاب ومرة اتاہ غیرہما کما ہو
مروی فی کتب الاحادیث فلا بعد فی کونہا محفوظة عند الحسین ایضا مختصر کلام یہ ہے کہ چونکہ اس
مٹی کے بھیجنے مین خدا کو بڑا اہتمام منظور تھا اور کیون نہو کہ یہ مٹی ایک بڑا معجزہ معجزات خاتم النبیین سے ہے لہذا ایک
مرتبہ اسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے اور ایکمرتبہ فرشتہ باران اور ابر اور ایک آدھ مرتبہ اور فرشتے
بھی اس مٹی کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تھے چنانچہ فریقین کی کتابون مین مذکور
ہے پس کیا بعید ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس بھی یہ مٹی رہی ہو اور کربلا مین اپنی جیب سے نکالا ہو

باب بست ونہم کربلا مین پہونچ کر جناب امام حسین علیہ السلام کا ٹھنڈھی سانس لینا اور خاک شفا کا سونگھنا اور چہہ مرتبہ قسم شرعی کہا کر اپنے مصائب کو بیان فرمانا ان سب کے اسباب اور اسرار کیا تھے جنکا بیان کیا جاتا ہے

وَحَرِیٌّ بِنَا اَنْ نُبَیِّنَ اَسْرَارَ اَقْوَالِ الْحُسَیْنِ ع وَاَفْعَالِہِ الَّتِیْ مَضٰی ذِکْرُھَا فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ مِخْنَفٍ وَاَبِیْ اِسْحَاقِ الْاَسْفَرَایِنِیْ اب ہکو مناسب ہے اون اسرار کو بیان کرین جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بروقت پہونچنے زمین کربلا کے فرمایا اور جو کچھ اوسوقت آپ نے کیا جیسا کہ روایت ابو مخنف رحمہ اللہ اور ابو اسحاق اسفراینی مین اوپر گذر چکا لِیَتَّضِحَ لَکَ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَخْبَرَ بِکُلِّ مَا یَجْرِیْ عَلَیْہِ فِیْ ذٰلِکَ الْمَقَامِ تاکہ تجہپر معلوم ہوجاے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسوقت جو جو مصائب آپ پر زمین کربلا مین گذرنے والے تھے سب کی خبر دیدی فَاَوَّلُ مَا نَقُوْلُہٗ اِنَّہٗ لَمَّا ذَکَرَ اَصْحَابُہٗ مِنَ الْاَسَامِیْ وَالْاَلْقَابِ لِاَسْتَفْھِمَا مِنْہُمْ اَرَادَ وَکَانَ غَرَضُ الْاِمَامِ مِنْ ذِکْرِھَا اَنَّہَا تَدُلُّ عَلٰی بَعْضِ الْوَاقِعَاتِ پہلے تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب اصحاب نے حضرت کے کئی نام اوس زمین کے لئے بسبب اسکے کہ حضرت نے اون سے پوچہا اس امر خاص مین غرض حضرت کی یہ تھی کہ ہر ایک نام ایک خاص واقعہ پر دلالت کرتا وَھُوَ کَوْنُہٗ اِنْسَانًا مِنْ اِجْتِمَاعِ الْاَنْصَارِ وَسُقُوْطِ فَرْضِ الْجِہَادِ الْعَامِّ عَنْہُ وَعَنْ اَصْحَابِہٖ وَقَدْ دَلَّ عَلَیْہِ ذِکْرُ الْغَاضِرِیَّۃِ ایک واقعہ تو یہ تھا کہ انصار کے زیادہ فراہم ہونے سے آپ مایوس تھے اور جہاد عام کا وجوب آپسے اور آپکے اصحاب سے ساقط تھا اس واقعہ پر لفظ غاضریہ نے دلالت کی چنانچہ اوپر کی باب مین مذکور ہو چکا ہی وَکَوْنُہٗ بَعْدَ شَہَادَتِہٖ مُلْقًی عَلَی الرَّمْضَاءِ اِلَی الثَّانِیْ عَشَرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ ثُمَّ یَدْفِنُہٗ اَھْلُ نِیْنَوٰی وَقَدْ دَلَّ عَلَیْہِ ذٰلِکَ اللَّقَبُ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ بعد شہادت

ے آپکی لاش زمین گرم پر بارہوین تاریخ تک محرم کی پڑی رہیگی پھر بارہوین تاریخ
اوسکو باشندہ گان نینوی دفن کرینگے اسواقعہ پر لفظ نینوی نے دلالت کی وکونہ ظمآنا
عطشانا مع قرب المشرع ووجود الماء الجاری الذی یشرب منه الیهود
والنصاری وقد دل علیه ذکر شط الفرات ایک واقعہ یہ تھا کہ آپ
پیاسے رہینگے باوجودیکہ پانی کا گھاٹ قریب ہوگا اور آب روان خنک سامنے آنکھون
کے بہتا ہوگا جسکو علاوہ مسلمانون کے یہود اور نصارا بھی پی رہے ہونگے اور آپ پر
وہ پانی بند کیا جائیگا اس واقعہ پر دلالت شط فرات کے ذکر کرنے سے ہوئے وانه یبلی
فی ذلك المقام بلاء احسنا دل علیه لفظة کربلا ایک واقعہ یہ تھا کہ
آپ کا اس مقام پر پورا امتحان لیا جائیگا اس پر لفظ کربلا نے دلالت کی فلما اجتمعت
العلامات المقدرة المحتومة عند الله المکتوبة فی صحیفته الخاصة
لمضجعه ومقتله وتیقن بکونه هو ذلك المقام تنفس الصعداء جب یہ سب
علامتین اکٹھا ہو چکین جو تقدیر الٰہیہ مین حتما جاری ہوئی تھین اور آپکے صحیفہ مین
آپ کے مقتل کی یہی نشانیان تھین اور یقین ہو گیا کہ وہ مقام جسپر میرا امتحان لیا
جائیگا یہی ہی اوسوقت آپنے ایک ٹھنڈی اور لانبی سانس بھری والصعداء فی
اللغة تنفس بارد طویل اور صعداء کے معنی لغت عرب مین ایسی سانس کے ہین جو سرد
اور دراز ہو وسبب طول التنفس علی ما فسره الاطباء یکون اما وجع فی الاحشاء
او ضیق فی اعضاء التنفس ومجاری استنشاق الهواء اور لانبی سانس لینے کا سبب
جیسا طبیبون نے دریافت کیا ہی دو چیزون مین سے ایک چیز ہوتی ہی یا تو اندرونی اعضا
مین آدمی کے درد ہو یا سانس لینے کے جو اعضا ہین اون مین تنگی پیدا ہوا اور جو
راہین ہوا کی آمد رفت کے بدن مین ہین اون مین کسیوجہ سے تنگی پیدا ہو جائے وسبب
البرودة هو موت القوة الغریزیة وخمود الحرارة الاصلیة واستحالة المزاج
الحار للقلب الی المزاج البارد اور ٹھنڈی سانس لینے کا سبب آدمی کو یہ ہوتا ہی کہ قوت بدنی
فنا ہو جائے اور اصلی حرارت بدن کی بجھ جائے اور قلب کا مزاج گرم سرد ہو جائے

وَقَدْ عُدَّ النَّفَسُ الْبَارِدُ مِنْ عَلَائِمِ الْوَالِهِيْنَ الْمُشْتَاقِيْنَ اَيْضًا ٹھنڈی سانس
یعنی علامت ان لوگون کی ہے جو دلدادہ اور مشتاق کسی چیز کے ہون وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لِيْ مَا نَعٌ شَرْعِيٌّ
لَقُلْتُ اِنَّهٗ مِنْ نَفَسِ الْعُشَّاقِ اور اگر بنظر شریعت کے یہ کہنا حرام نہوتا تو مین کہدیتا کہ
ٹھنڈی سانس نشانی عاشق کی ہے وَلٰكِنَّ الشَّرْعَ قَدْ مَنَعَ مِنْ اَنْ يُطْلَقَ لَفْظُ
الْعِشْقِ وَهُوَ الْمَرَضُ الْمُسْتَهْجَنُ وَيُضَافَ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالْاَئِمَّةِ
وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ شِعَارِ الصُّوْفِيَّةِ مگر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناجائز
کیا ہے کہ لفظ عشق کی جو ایک بیماری خراب اور زبون ہے بولی جاے اور خدا یا انبیا یا ائمہ
علیہم السلام کیطرف اوسکی اضافت کیجاوے اور ایسا کلام اور یہ خصلت اور عادت
صوفیون کی ہے وہ کہتے ہین عاشق خدا اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یا عاشق حسین علیہ السلام اور ایسا کہنا گستاخی اور خلاف ادب ہے شرعًا جائز نہین ہے
وَبِالْجُمْلَةِ تَطُوْلُ النَّفَسِ يَدُلُّ عَلٰى كَوْنِهٖ مَوْجُوْعًا قَدْ ضَاقَ صَدْرُهٗ مِنْ كَثْرَةِ الْاٰلَامِ
وَشِدَّةِ الْهُمُوْمِ مختصر یہ ہے کہ لانبی سانس یعنی دلالت کرتی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام
کا سینہ تنگ ہو گیا تھا اور دم گھٹ گیا تھا بسقدر ایذا و تعب اور رنج اور ملال آپ کو پہونچا تھا
حَتّٰى اَنَّهٗ تَرَكَ حَرَمَ جَدِّهٖ وَاسْتَامَنَ حَرِيْمَ الْكَعْبَةِ وَلَمْ يَاْمَنْ فِيْهِمَا
یہان تک دشمنون نے حضرت کو تنگ کیا تھا کہ اپنے نانا کے مرقد کو چھوڑ دیا جس روضۂ
مقدس سے جدا ہونا آپ کو موت سے زیادہ ناگوار تھا اور وہان سے جدا ہو کر خانۂ کعبہ
مین پناہ لی وہان بھی پناہ نہ ملی اور پناہ ملتی تو درکنار حج بھی آپ کرنے نہ پائے
جس کو عمرہ سے بدل دیا وَخَرَجَ نَاوِيًا بِنَفْسِهَا اِلَى الْكُوْفَةِ فَخَذَلَتْهُ شِيْعَتُهٗ وَقَتَلُوْا اَخَاهُ
وَمَنْ مَعَهٗ ثُمَّ حُوْصِرَ حَتّٰى بَلَغَ هُنَاكَ مکہ معظمہ سے بخوف مقتول یا مقید
ہو جانے کے آپ نکلے اور کوفہ جانے کا ارادہ تھا اسلیئے کہ صدہا خطوط آپکے
طلب مین آئے تھے اس زمانہ مین جو لوگ مدعی آپ کے پیروی اور اطاعت
کے تھے اور دوستی کا اظہار کرتے تھے پھر گئے اور تشنہ خون ہوے
یہان تک کہ آپ کے بھائی اور نائب خاص مسلم ابن عقیل اور اون کے ہمراہیون

شہید کیا تا اینکہ وہ جناب جب قریب کوفہ کے پہونچے لشکر حر نے آپکو گھیرا اور اسی
حالت محاصرہ مین آپ کربلا تک پہونچے اس سے زیادہ تنگی نفس اور کیا ہو سکتی
ہے وَبَرْدُ النَّفَسِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ هٰذَا وَسَاعَتِهٖ
هٰذِهٖ اور ٹھنڈی سانس یعنی اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ آج کے دن یعنی دوسری
تاریخ محرم کی اور یہ ساعت جسوقت آپ کربلا مین داخل ہوے اسوقت سے گویا
آپ مرچکے اب اپنے تئین زندو شمار نہین کرتے ہین وَلَمْ يَبْقَ لَهٗ وَلِقَلْبِهِ الْمُتَيَّمِ
الْمُسْتَهَامِ حَرَارَةٌ فَهُوَ مَيِّتٌ مِنْ يَوْمِهٖ هٰذَا اور آپ کے دل مین بلکہ تمامی
بدن مین اب وہ گرمی جو روح مین ہوتی ہو باقی نہین رہی پس گویا آپ مردہ ہوگئے
وَيُؤَيِّدُهٗ مَا كَتَبَهٗ اِلٰى اَخِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فِيْ يَوْمِهٖ هٰذَا كَمَا رُوِيَ عَنِ الْبَاقِرِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اسی مضمون کے تائید کرتی ہی وہ تحریر آپ کی جو اپنے بھائی
محمد بن حنفیہ کو آج کے دن آپ نے لکھی تھی جسکو جناب امام باقر علیہ السلام روایت
فرماتے ہین اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْيَا كَاَنَّهَا لَمْ تَكُنْ الے آخرہ بعد حمد و صلوۃ کے لے
بھائی محمد حنفیہ تمکو معلوم ہو ہم اسوقت ایسا سمجھتے ہین کہ دنیا مین کبھی آئے
نہ تھے یعنے اسوقت سے ہم اپنا شمار مردون مین کر رہے ہین فَتَدَبَّرْ يَا اَخِيْ
وَاعْلَمْ اَنَّ سَيِّدَكَ وَاِمَامَكَ الْمُسْتَضْعَفَ الْغَرِيْبَ اِنَّمَا
تَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ لِاِظْهَارِ مَا اَوْضَحْتُهٗ لَكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ
مِنَ الصَّادِقِيْنَ اس مقام پر برادر مومن کو بخوبی سوچنا چاہئے اور یہ بات
جانی چاہیے کہ اوسکے سردار اور امام جنکو دشمنون نے بہت ستایا تھا یہان تک
کہ وطن بھی اونھون نے چھوڑ دیا تھا کربلا مین پہونچکر جو آہ سرد آپنے کھینچی غرض اوس
سے یہی تھی کہ اپنی شہادت کو ظاہر فرمائین جیسا مین نے اوسکو اس تاویل مین بیان
کیا ہی خدا مجکو اس تاویل کے بیان کرنے مین سچا کر دے نَعَمْ بَقِيَ الْكَلَامُ فِيْ اَنَّ
التَّنَفُّسَ الْبَارِدَ هَلْ يَدُلُّ عَلٰى وَلَهِهٖ وَغَرَامِهٖ فَقَدْ تَعْلَمُ اَنَّ غَرَامَهٗ وَشَوْقَهٗ
اِلٰى لِقَاءِ اللّٰهِ وَلِقَاءِ جَدِّهٖ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَاَخِيْهِ اِلٰى مَتٰى كَانَ ہان یہ بات

باقی رہی کہ ٹھنڈی سانس ایک بیتابی اور بیخودی اور فرط اشتیاق و لالت
کرتی ہی پس یہ تو بخوبی معلوم ہو کہ حضرت کی بیخودی اور اشتیاق ملاقات
پروردگار کا ان معنون سے صحیح ہو سکتا ہی اور اشتیاق اپنے جد نامدار
اور مادر گرامی اور پدر بزرگوار اور برادر عالی مقدار کا کسقدر تھا وکیف
توضیحہ و نشرحہ فلا یکفینی لبیانہ الف عبارۃ مجھسے اوس شوق
اور اشتیاق کی شرح کیونکر ہو سکتی اور ہزار طریقہ سے اگر اوسکا بیان کرون
تو شمہ بھی اوس کا بیان نہو سکیگا وکفی بہ موضحا ما قالہ علیہ السلام
انہ قد وعدنی جدی رسول اللہ ولا خلف لقولہ اور اس
اشتیاق کے بیان کرنے کے واسطے یہی قول حضرت امام حسین علیہ السلام کا
بخوبی کافی ہی جو آپ نے اسی وقت فرمایا ہو کہ مجھسے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے اسی زمین پر میری شہادت اور اپنی ملاقات کا وعدہ فرمایا ہو
اور اونکا فرمانا ٹل نہین سکتا ثم اخراجہ الطینۃ عن جیبہ بعد ما
ناولہ بعض الاصحاب قبضۃ من التراب وشمہ ایاہما
کان ایضا من وجوہ تعیین الموضع پھر گیلی مٹی کا اپنے جیب سے نکالنا
بعد ازان کہ اصحاب نے ایک مشت خاک آپ کو اوٹھا دی تھی اور
دونون مٹیون کو سونگھکر ایک کو پھینک دینا یہ فعل بھی آپ کا اسی
غرض سے تھا کہ موضع موعود بخوبی متعین ہو جاے جسکے پیچھے آج آپ پڑے
ہوئے ہین اور شناخت مرقد کی طرح طرح کے افکار کر رہے ہین
ولکن شم التربۃ لا یبعد ان یکون تاسیا
لجدہ ایضا لیکن مٹی کے سونگھنے مین علاوہ اس غرض کے
کہ مقتل کی شناخت ہو جاے ایک یہ بھی امر میرے خیال مین آتا ہو کہ اسمین
آپ کو پیروی اپنے نانا کے فعل کی بھی منظور تھی کہ حضرت رسالت
پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اوسکو سونگھا تھا

باب سی ام جواب اس اعتراض کا کہ خاک شفا مین کوئی بوے خاص نہین ہے پھر آپ نے سونگھ کر کیونکر پہچانا

فان قال قائل ان التربۃ لیست فیہا رائحۃ مخصوصۃ ما ھی الا ان فکیف ینسب
الیہ انہ شم وقال ھما رائحۃ واحدۃ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خاک شفا مین
سوائے اس بوے عام کے جو سب مٹیون مین ہوتی ہی کوئی خاص بو ایسی نہین ہے
جس سے کوئی آدمی اوسکو سونگھ کر پہچان لے پھر کیونکر اس بات کی نسبت حضرت امام حسین
علیہ السلام کی طرف کیجاتی ہی کہ حضرت نے اون دونون مٹیون کو سونگھ کر یہ فرمایا کہ
دونون مین ایک ہی قسم کی بوے خاص آرہی ہی قلت قد روی ارباب السیر کما
فی تاریخ ابن اعثم الکوفی عن ابن عباس انہ قال وقد شممتہا ایضا فانہا کانت
تفوح کرائحۃ المسک مین جواب مین کہونگا کہ ارباب سیر نے جیسے تاریخ اعثم
کوفی مین ابن عباس سے یہ روایت کی ہی کہ مین نے بھی اوس مٹی کو سونگھا تھا جسکو
حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت مین حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے
تھے ایسی کھلی ہوئی بو اوسکی تھی جیسی مشک کی بو تند ہوتی ہی فلا یبعد ان تلک الطینۃ
التی اخرجہا الحسین ع عن جیبہ کانت کذلک پس کچھ دور نہین ہی کہ جو
مٹی حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے جیب سے نکالی تھی اوسکی بو ویسی ہی تھی جیسی
ابن عباس کی روایت مین ہی ولکن التربۃ التی حملہا بعض اصحابہ وہے
ایضا کانت ذات الرائحۃ والان لیس فیہما من تلک
الرائحۃ شیء مگر جو مٹی اصحاب نے اوٹھا کر حضرت کو دی تھی اومین بھی اوس دن ویسی
ہی تیز بو تھی اور اب وہ اومین نہین ہی فہو من الاشکالات العویصۃ التی ارجو
من اللہ تعالی ان یوفقنی لدفعہا المعتبرۃ ایک اعتراض بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہی خدا سے مین امید
کرتا ہون کہ اسکے دفع کرنے کی مجکو توفیق دی منقول اما کون التربۃ مطلقا ذات الرائحۃ
فلیس لاحد ان یشک فیہ مین کہتا ہون کہ مٹی مین خوشبو کا ہونا عموما ایسی ظاہر بات ہی

جسمین کسی کو شک نہین کرنے کی جگہ نہین ہی وقد یتخذ منہا الشمائم واللخالخ فیشمہا
المرضا فبعض مٹی کا عطر ابتا ہی اور مٹی لخلخہ مین داخل کر کے بیمار کو سونگھائے جاتے ہے کہ باوجود
ضعیف ہونے قوت شامہ کے اوسکو سونگھتا ہی یہ تو عام خوشبو کا بیان تھا اما کونہا ذات الرائحۃ
المخصوصۃ فہو ایضا مما لا یستحیل عقلا ولا عادۃ اب رہا خاک شفا مین بوے خاص کا ہونا یہ بھی ایسی بات
ہے کہ بنظر عقل کے محال ہی نہ بنظر عادت کے فان لبعض الاماکن خواص طبعیۃ یستند الیہا طعوم
اتربتہا ومیاہہا واشجارہا اسلئے کہ بعض قسم زمین کے ایسی خدا نے پیدا کی ہی جسمین خاصتین خلقی ایسی
موجود ہین کہ انہین خاصتیون کیطرح اوس زمین کی مٹی اور پانی اور درختون کی بو منسوب ہو کر
بخوبی پہچانی جاتی ہین نعم حکم التفرقۃ بین رائحۃ ہذہ وہذہ یستدعی ذکاوۃ الحس
ہان اس سرزمین کی مٹی یا پانی یا درخت کی بو مین دوسرے سرزمین کی مٹی وغیرہ سے فرق کرنا
اور بتلا دینا کہ یہ چیز اوس سرزمین کی ہی یہ اوس سرزمین کی یہ بات قوت شامہ کے قوی ہونے
سے متعلق ہی اور یہ بھی محال نہین ہی اذ لیس لاحد ان یمنع من ذکاء الحس لاحد من الناس
اور کوئی آدمی کسی دلیل عقلی سے اسبات کو منع نہین کر سکتا ہی کہ فلان شخص مین تیزی قوت شامہ
کی نہین ہو سکتی اسلئے کہ یہ امر قدرتی اور خلقی ہی اور مزاج معتدل کی تابع ہی فیمکن ان یکون
لنبینا محمد صلعم وہو اعدل الخلائق البشریۃ ولسبطہ فی ذلک من ذکاء
الحس ما لم یتخلق لاحد منا اب بنظر اس دلیل طبعی کے ممکن ہی کہ ہمارے
نبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی آدمی معتدل مزاج خدا نے نہین پیدا کیا اور
اونکے فرزند امام حسین علیہ السلام مین یہ قوت شامہ ایسی ہو کہ برابر اسکے ہم مین کسی ایک مین مخلوق
نہوئی ہو ہذا ما نقولہ علی ما جرت بہ العادۃ من اختلاف المخلوقین فی بلادۃ الحواس وذکائہا
یہ وہ جواب ہی جو مینے اس نظر سے دیا ہی کہ آدمیون کی خلقت حواس خمسہ کند ہونے اور تیز ہونے مین مختلف
ہوتی ہی اور عادت خالق عالم کی بہ نسبت مخلوقات اسیطرح پر جاری ہی مگر لست اتوصل فی ذلک
الی امر معجز اور اس جواب مین مجھکو کچھ اسکی حاجت نہین ہے کہ مین کسی معجزہ کا قائل ہون مگر
اور بیدینون دہریون کے واسطے یہی جواب کافی ہی وقد نعم تلک الشبہۃ بذلک الامر العادی
الجاری بہ القدرۃ فی افراد الناس واصناف الانعام والطیور

یہ اعتراض تو اسی سے دفع ہو جاتا ہے کہ قدرت قادر مطلق کی ہمیشہ قوت شامہ کی کمی اور بیشی میں مختلف طور پر جاری ہے آدمی اور حیوانات چوپایہ اور پرندی سب میں سونگھنے کی قوت کم اور بیش ہوتی ہے وَاَمَّا بِالنَّظَرِ اِلَى الْمُعْجِزَاتِ بِتَذَكُّرِ وَاتْلُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى فِي سُوْرَةِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِكَايَةً عَنْ نَبِيِّنَا يَعْقُوبَ لیکن بنظر معجزہ کے پس یاد کرو اور پڑھو کلام خدا کو سورۂ یوسف میں جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے خدا نے حکایت فرمائی ہے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ اور جس وقت قافلہ مصر سے روانہ ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے خوشبو یوسف کے بدن کی آرہی ہے اور میں سچ کہتا ہوں ایسا نہو کہ تم لوگ مجھکو بسبب پیری کے خرافت اور ضعف رائی کی طرف منسوب کرو فَقَدْ شَمَّ يَعْقُوبُ رَائِحَةَ يُوسُفَ عَنْ قَمِيصِهٖ مِنْ كَنْعَانَ وَكَمْ بَيْنَ كَنْعَانَ وَمِصْرَ مِنَ الْمَرَاحِلِ وَالْمَنَازِلِ حضرت یعقوب نے بوے پیراہن جناب یوسف کنعان میں سونگھے اور پیراہن ابھی مصر سے چلا تھا خیال کرو کہ مصر اور کنعان میں کتنے منزلونکا فاصلہ تھا وَقَدْ نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ الْمَجِيدُ الَّذِي لَا يَاْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ اس ہی بات کے سند قرآن مجید سے ہم نے دی ہے جس قرآن کے سامنے اور اوسکے پیچھے امر باطل آنے پاتا ہے اسلئے کہ اوس قرآن کو ایسے حکیم نے نازل کیا ہے جو ستودہ صفات میں ہے هٰذَا عَلٰى تَقْدِيرِ تَفْسِيرِ الْاٰيَةِ بِاَنَّهٗ شَمَّ رِيحَ يُوسُفَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ یہ سند تو اوس وقت ہے جب اس آیہ کی یہی تفسیر کیجائے حضرت یعقوب نے بوے پیراہن جناب یوسف کے بروقت روانگی کاروان مصر کے سونگھے تھے چنانچہ ظاہر آیہ کا انہیں معنوں پر دلالت کرتا ہے وَاَمَّا عَلٰى تَقْدِيرِ اَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ وَاَلْقَى الْقَمِيصَ عَلٰى وَجْهِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ شَمَّهٗ وَوَجَدَ رِيحَ يُوسُفَ فَنَقُولُ اَيْضًا لیکن اگر معنی اس آیت کے یہ ہوں کہ بشیر فرستادہ حضرت یوسف علیہ السلام کنعان میں پہونچے اور کرتا حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ڈالدیا اوسکو حضرت یعقوب نے سونگھا اور پہچان کے فرمایا کہ مجھے یوسف کے بدن

کی بو محسوس ہوتے ھے اوس وقت ہم یہ بات کہینگے اِنَّ شَمَّ رَائِحَةِ عَنْ قَمِيصِهِ الَّذِي
مَسَّ بَدَنَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلْكَانَ مُمْكِنًا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کا سونگھنا ممکن
اوس کرتے سے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بدن سے مس ہوا تھا اگر حضرت یعقوب کو ممکن تھا
فَشَمُّ تُرْبَةٍ عَطَّرَهَا اللهُ بِرَوَائِحَ طَيِّبَةٍ وَهِيَ فِي يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ مَسَّهَا جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْغَيْرُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اَوْ
فِي يَدِ صَاحِبِ التُّرْبَةِ كَيْفَ يَسْتَحِيْلُ پس سونگھنا اوس مٹی کا جسمین خدا نے پاکیزہ
بو بھر دی تھی اور وہ ہاتھ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے اور حضرت
جبرئیل اور دیگر ملائکہ مقرب نے اوسکو مس کیا تھا خواہ ہاتھ مین حضرت امام حسین علیہ السلام
کے تھے جنکے واسطے خاصکر وہی مخلوق ہوئی تھی کیونکر محال ہو سکتا ہے وَهٰذَا الْحُسَيْنُ
قَدْ كَانَ يَشُمُّ اَبْعَاضَ جَسَدِهٖ رَسُوْلُ اللهِ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَجِدُ مِنْهُ رِيْحَ الْجَنَّةِ
یہ وہی حسین ہین جنکے بعض مقامات جسم کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سونگھکر
فرماتے تھے کہ مجھے اپنے اس پارہ جگر کے سونگھنے سے بوئے بہشت آتی ہے اسیواسطے مین زیادہ
سونگھا کرتا ہون وَقَدْ اَخْبَرَنَا سَيِّدُنَا زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اَنَّ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبِيْ صَبَاحًا
مُخْلِصًا لِدِيْنِهٖ فَاِنَّهٗ يَجِدُ رِيْحَ التُّفَّاحَةِ تَفُوْحُ مِنْ قَبْرِهٖ اِنْشَاءَ اللهُ اور ہمکو ہمارے
جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ جو شخص صبح کے وقت میرے والد بزرگوار
کے قبر کی زیارت خلوص نیت سے کریگا اوسکو بو اوس سیب کی قبر سے آئیگی انشاء اللہ جسکو میرے
والد بزرگوار نے بروقت شہادت کے تناول فرمایا تھا اور وہ سیب بہشت کا پھل تھا اور زمانہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین آیا تھا فَمَنْ كَانَ قَدْ خَصَّهُ اللهُ بِتِلْكَ الرَّوَائِحِ
هَلْ يَعْسُرُ عَلَيْهِ اَنْ يَشُمَّ رَائِحَةَ مَضْجَعِهٖ وَمَثْوَاهُ جس شخص کو خدا نے ایسی خوشبو پاکیزہ
سے مخصوص کیا ہو اوسپر کیا دشوار ہے کہ اپنے خوابگاہ اور قبر کی مٹی کے بو سونگھے اور
پہچانے ثُمَّ شَمُّ تُرْبَتِهٖ كَمَا اَبْكَىٰ جَدَّهٗ رَسُوْلَ اللهِ كَذٰلِكَ اَبْكَىٰ بَعْدَ شَمِّهَا اَنْ
بَعْضَ اَبْنَائِهٖ اَيْضًا آپ کے قبر کی مٹی کے سونگھنے سے جسطرح جوش بوقت جناب رسالتمآب
طاری ہوا تھا اوسیطرح بعد آپ کے شہادت کے اسکے سونگھنے سے بعض اولاد پر بھی آپکے طاری

اُرِیْدَ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ مِنْ خَوَاصِّهَا لِلْاِبْکَاءِ بعض علماء دین نے خاک شفا کے خواص سے
اسباب کو شمار کیا ہی کہ اوسکے سونگھنے سے رقت طاری ہوتی ہی حَتّٰی اَنَّ الْاَئِمَّةَ
عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاِنْ لَمْ یُخْبَرُوْا بِاَنَّهَا تُرْبَةٌ مِنْ قَبْرِهٖ
یَعْرِفُوْنَهَا مِنْ شَمِّ رَائِحَتِهَا وَیَبْکُوْنَ ائمہ علیہم السلام کی یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اون سے
کوئی بیان بھی نکرے کہ یہ خاک تربت امام حسین علیہ السلام کی ہی فقط بو سونگھ کر پہچان لیتے
تھے اور رو کر فرماتے تھے کہ یہ وہی خاک ہی کَمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکَّارٍ قَالَ زُرْتُ کَرْبَلَا
وَاَخَذْتُ مِنْ عِنْدِ الرَّاْسِ طِیْنًا اَحْمَرَ فَدَخَلْتُ عَلَی الرِّضَاءِ ابی بکار روایت کرتے ہین ایک مرتبہ
مینے کربلا کی زیارت کی اور سرہانے قبر کے سر کے قریب کی سرخ مٹی اوٹھالی اور جناب امام رضا
علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا فَعَرَضْتُهَا عَلَیْهِ فَاَخَذَهَا فِیْ کَفِّهٖ اوس مٹی کو حضرت کی خدمت
مین پیش کیا آپنے اپنی ہتیلی مین اوسکو لیا ثُمَّ شَمَّهَا ثُمَّ بَکٰی حَتّٰی جَرَتْ دُمُوْعُهٗ پھر آپنے
اوسکو سونگھا اور اسقدر روئے کہ آنسو چہرہ مبارک پر جاری ہوئے ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ تُرْبَةُ جَدِّیَ
الْحُسَیْنِؑ بعد اوسکے جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی میرے جد مظلوم امام حسین
علیہ السلام کی ہی وَیَظْهَرُ مِنْ هٰذِهِ الرِّوَایَةِ الْمَرْوِیَّةِ فِی الْخَصَائِصِ الْحُسَیْنِیَّةِ اَنَّ
التُّرْبَةَ کَانَتْ لَهَا رَائِحَةٌ خَاصَّةٌ یَعْرِفُوْنَهَا اِذَا شَمُّوْهَا الْاَئِمَّةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ
اس روایت سے جسکو خصائص حسینیہ مین ذکر کیا ہی بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ اس خاک پاک مین ایک خاص قسم
کی خوشبو ایسی ہی جسکو سونگھکر ائمہ علیہم السلام پہچان لیتے تھے اَمَّا قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا تَفُوْحُ کَرَائِحَةِ الْمِسْکِ
کَمَا رَوَاهُ فِیْ تَارِیْخِ اَعْثَمِ الْکُوْفِیْ فَعِنْدِیْ اَنَّهٗ لَمْ یُرِدْ بِهٰذَا التَّشْبِیْهِ تَشَابُهَ طِیْبِ الْمِسْکِ فِیْ نَوْعِیَّتِهٖ
لیکن قول ابن عباس کا کہ یہ مٹی مثل مشک کے بو دیتی ہی جیسا کہ اعثم کوفی مورخ اہلسنت نے ذکر کیا ہی میرے نزدیک ابن عباس کی
یہ مراد نہیں ہے کہ اس مٹی مین ایسی بو آتی تھی جو خاص مشک مین آتی ہی بَلِ الْمُرَادُ مِنْهُ ظُهُوْرُ الرَّائِحَةِ وَنَشْرُهَا وَتَاثِیْرُ الشَّامَّةِ
فِیْهَا کَانَ کَظُهُوْرِ رَائِحَةِ الْمِسْکِ بلکہ مراد ابن عباس کی تیزی بو سے مشابہت دینی کی ہی یعنے جسطرح سے کہ مشک کی بو
پھیلی ہوئی ہوتی ہی اور قوت شامہ پر اوسکا پورا اثر ہو جاتا ہی اوسیطرح اسکی بھی بو پھیلی ہوئی تھی وَهٰذَا بَابٌ وَاسِعٌ
[illegible] فِیْ بَابِ التَّشْبِیْهِ اور یہ تشبیہ کا قاعدہ عام ہی اسمین بڑی وسعت ہے
تھوڑی سی مناسبت تشبیہ کیواسطے دو چیزون مین درکار ہوتی ہی اب جواب اس شبہ کا الحمد للہ پورا ہوگیا

باب سی و یکم سبب چہارم مرتبہ حضرت امام حسین کی قسم شرعی کہاکر اپنے مصایب کربلا بیان کرنیکا

ولنعد الی ما قاله الحسین ع بعد شمّها اعنی تربتها وهو قوله قفوا ولا ترحلوا
اب ہمکو چاہیئے بیان کرین کہ بعد سونگھنے اس مٹی کے حضرت نے اصحاب سے کیا کہا ابو مخنف رح
کے روایت مین تو یہ ہو آپنے فرمایا کہ بس ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑہو وفی نور العین ولا تبرحوا
وهذا اولی فانه یدل علی دوام الوقوف وقد وقع کما افاد اور کتاب نور العین کی روایت مین یہ ہی
کہ اترو اور مقام کرو اب یہان تمکو ہمیشہ رہنا ہو اور یہ لفظ زیادہ مناسب ہو اسلیئے کہ ہمیشہ
کے رہنے پر اوس زمین پاک کے دلالت کرتا ہی پس جیسا امام علیہ السلام نے فرمایا ویسا ہی
واقع ہوا ثم قال علیه السلام فههنا والله مناخ رکابنا بعد اوسکے آپنے فرمایا کہ اسیمقام
پر قسم بخدا ہماری منزل پوری ہوگئی وقد ورد لفظة القسم فی اقواله الشریفة ههنا وفی مواضع
اخر من یوم خروجه من المدینة الی یوم عاشوراء قسم شرعی اس مقام پر چہارم مرتبہ حضرت نے یاد کی اور دیگر
مقامات مین بہی آپکے کلام مین از روز روانگی مدینہ تا یوم عاشورا اکثر قسم شرعی وارد ہی
وکنت ارتای مدی الازمان والایام انه ما الذی دعاه الی التلفظ بالقسم من غیر ضرورة ظاهرة
اور مین زمانہ نہایت دراز سے فکر کیا کرتا تھا کہ حضرت کو کونسا امر باعث ہی کہ اس سفر مین اکثر آپ
جو کچھ ارشاد فرماتے تھے اوسمین قسم شرعی بہی ضرور ہوتی تھی اور کوئی ضرورت بظاہر میری سمجھ
مین نہین آتی تھی بل کنت انسب ذلک الی الحاق الرواة اسی سبب سے مین سمجھتا تھا کہ راویون
نے اس لفظ کو ذکر حدیث مین بڑھا دیا ہی فان الله تعالی یقول ولا تجعلوا الله عرضة
لایمانکم خدا تعالی قرآن مین فرماتا ہی کہ تم لفظ الله کو نشانہ اپنے قسمون کا نہ گردانو
والعرضة قد یصیبها السهم وقد لا یصیبها فیخطی الرامی اور نشانہ کی یہ صورت ہو کہ کبھی تیر نشانہ
پر پہونچ جاتا ہی اور کبھی نہین پہونچتا ہی کہ تیر انداز خطا کرتا ہی فالایة شاملة للقسم
الصادق والکاذب کلیهما عدا ما یخرجه الدلیل وهی الضرورة الشرعیة پس یہ آیت
سچی قسم اور جہوٹی قسم دونون کے منع پر شامل ہی سواے اوس قسم کے جسکا کہانا کسی دلیل
سے جائز ہوا اور وہ یہی ہے کہ قسم کہانے کی کوئی ضرورت شرعی درپیش ہو وهذا الایة

منی قد کان عن غفلتی من السر الذی قد کشف اللہ بصری عنہ اور یہ تردد مجھے
بسبب میری غفلت کے تھا کہ جو راز پنہان آپ کی قسم یاد کرنے میں تھا اور مجھ پر کھلا نہ تھا اب خدا نے
اپنے کرم سے اوس راز کو مجھ پر کھولدیا ولعل الذی دریتہ یکون من اقوی
الاسباب واعظم الدواعی للامام علیہ السلام الیہ اور کیا عجب ہی کہ جو سبب مجکو
دریافت ہوا ہی یہی قوی تر سبب اور بہت بڑا باعث امام علیہ السلام کو اکثر قسم کھانے پر
تھا وھو انہ کلما اقسم باللہ من یوم خروجہ من المدینۃ الی یوم شہادتہ
فکانت تلک الایمان انما ھی لتاکید وقوع امور متعلقۃ بنفسہ الشریفۃ
اور وہ ضرورت یہ تھی کہ جب آپنے از روز روانگی مدینہ تا روز شہادت کسی امر میں قسم یاد کی ہے
وہ قسم فقط اسی نظر سے تھی کہ جو امور آپکی ذات خاص کی نسبت واقع ہونے والی تھی اونکے
ہونے کی تاکید آپنے فرمائی کہ یہ ضرور واقع ہونگے ولیست لہا موارد غیرہا من الامور
الدنیویۃ المنھی عنہا فی الایۃ آپکے قسم کھانیکا کوئی امر دنیاوی کا بیان تھا جس کی
نسبت آیت مذکور میں خدا نے منع فرمایا ہو والامور المتعلقۃ بنفسہ امور غریبۃ
وحوادث عجیبۃ لم یقع مثلہا فی العالم اور وہ جو امور آپکی ذات خاص سے متعلق
تھی اور وہ جنکے واقع ہونے میں آپ خبر دیا کرتے تھے ایسی غریب اور عجیب امور تھے کہ دنیا
میں کبھی کسی پر کاہے کو گذرے ہونگے فلم ترہا عین قط ولم یسمعہا اذن بلکہ وہ ایسے
امور تھے کہ نہ اونکو کسی نے کبھی آنکھوں سے دیکھا تھا اور نہ کانوں سے سنا تھا وغرابۃ الحوادث مما
یوقع السامع فی الشک عن وقوعہا اور حوادث کا عجیب اور غریب ہونا اوسکی خبر دیکی سننے
والے کو اوسکے واقع ہونے میں شک میں ڈالتی ہی بل لا ترضی لقبولہا القلوب
بل ینکرہا السامع اذا اخبر بہا پس سننے والا انکار کرتا ہی جب ایسی عجیب و غریب خبر
اوسکو سنائی جائے فوجب تاکید الخبر بالمؤکدات وھی تنتہی الی حد القسم آخرا
جب ایسی خبر عجیب ہو پس بنظر عقل اور شرع واجب ہی کہ خبر کی تاکید موکدات سے کیجاے
اور آخری درجہ یہی ہی کہ قسم کھائی جائے ویحسن زیادۃ التوکید ونقصانہ بحسب
زیادۃ الانکار ونقصانہ اور جسقدر انکار سننے والیکا کم اور بیش ہوا اوسیقدر تاکید

کلام مین کمی اور بیشی کرنی اچھی ہی الا تری الی قولہ تعالی حکایۃ عن رسل عیسیٰ
علیہ السلام انہم قالوا فی اول الامر دیکھو قرآن مجید مین خداوند عالم رسولان عیسی علیہ
السلام سے بطور روایت بیان فرماتا ہی کہ اون بزرگون نے پہلی مرتبہ جب کفار نے اونکے
رسول ہونے سے انکار کیا تو یہ ارشاد فرمایا اِنَّا اِلَیۡکُمۡ مُرۡسَلُوۡنَ تحقیق جانو کہ ہملوگ تمہارے
پاس بھیجے ہوئے ہین مؤکدین بِاِنَّ وَالۡجُمۡلَۃِ الۡاِسۡمِیَّۃِ پہلی انکار چونکہ بہت شدید نہین تھے پس
کلام مین فقط لفظ اِنَّ اور جملہ اسمیہ سے تاکید مذکور ہوئی ثُمَّ لَمَّا اَنۡکَرُوۡا ذٰلِکَ الۡکَلَامَ الۡمُؤَکَّدَ
اَیۡضًا فَقَالُوۡا رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّا اِلَیۡکُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ پھر جب کفار نے اوس کلام مؤکد کو سنکر بھی اون کی
رسالت سے انکار کیا تب ونہون نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہی کہ ہم ضرور
تمہارے پاس بھیجے گئے ہین مُؤَکَّدِیۡنَ بِالۡقَسَمِ وَاِدۡخَالِ لَامِ التَّاکِیۡدِ فِیۡ خَبَرِ اِنَّ مُحَمِّلًا عَلٰی کَ
اس کلام مین بہ نسبت پہلے کلام کے دو قسم کی تاکید اور زیادہ ہوئی ایک تو قسم اور دوسرے اِنَّ
کی خبر پر لام تاکید بڑھا دیا وَھٰذَا اَقۡصٰی مَدَارِجِ التَّاکِیۡدِ اور یہ آخری درجہ تاکید کا ہی
وَاِذَا ثَبَتَ وُجُوۡبُ التَّاکِیۡدِ فِیۡ مَوَاقِعِ الۡاِنۡکَارِ وَحُسۡنُ الزِّیَادَۃِ فِیۡہِ عَلٰی مَا یَقۡتَضِیۡہِ
الۡمَقَامُ ثَبَتَ وُجُوۡبُ اِیۡرَادِ الۡقَسَمِ اَیۡضًا عَلٰی مَا ھُوَ مُقۡتَضَی الۡحَالِ
اور جب مواقع انکار مین تاکید کرنا کلام کا واجب ہوا اور زیادہ تاکید کرنا بہ مناسبت مقام انکار
کے اچھا ثابت ہو گیا پس قسم کا وارد کرنا مناسب حال اور مقام کے بھی بہتر بلکہ واجب ثابت ہوا
وَقَدۡ بَیَّنَّا اَنَّ الۡاِخۡبَارَ الۡوَاقِعَ عَنِ الۡحُسَیۡنِ عَلَیۡہِ السَّلَامُ لِغَرَابَتِہٖ کَانَ مِنۡ
مَظَانِّ الۡاِنۡکَارِ وَاِنۡ لَّمۡ یُنۡکِرۡہُ اَحَدٌ عَلَی الظَّاھِرِ اور ہمنے اوپر بیان کیا کہ خبرین
جناب امام حسین علیہ السلام کی چونکہ عجیب اور غریب امور کے تھے اور ایسے امور ضرور قابل انکار
اور شک کرنے کے ہوتے ہین اگرچہ بظاہر اونکا کسی نے انکار نہین کیا تھا وَلٰکِنَّہٗ قَدۡ یُجۡعَلُ
غَیۡرُ الۡمُنۡکِرِ کَالۡمُنۡکِرِ لِوُجُوۡدِ اَمَارَاتِ الۡاِنۡکَارِ لیکن علم بلاغت مین یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ
جب نشانیان انکار کی موجود ہون اوس وقت غیر منکر کو منکر فرض کرکے تاکید کلام کرنے واجب
ہوتی ہی فَالۡحَکِیۡمُ الۡبَلِیۡغُ الۡعَارِفُ بِمَوَاقِعِ الۡکَلَامِ وَالۡعَالِمُ بِمُقۡتَضَی الۡحَالِ اِنَّمَا
یُجۡرِیۡ کَلَامَہٗ عَلٰی مَا یَقۡتَضِیۡہِ الۡمَقَامُ وَعَلٰی مَا یَقۡتَضِیۡہِ الۡحَالُ پس جو حکیم بلاغت

بہرا ہوا اور مقامات کلام کا پہچاننے والا ہوگا اور مقتضائے حال کو جانتا ہوگا وہ
اپنے کلام کو اوسی طرز پر وارد کریگا جیسا مقتضای مقام اور مقتضائے حال کا ہوگا
وبہذا اندفع الایراد الوارد علی کلامہ الذی موکد بالقسم اسی جواب سے یہ اعتراض
دفع ہوجاتا ہی جو آپ کے کلام موکد بقسم پر وارد کیا جاتا ہی فان اردت ان یتبین لک
انہ کیف کان حال الشک فی الامور الخاصۃ بالحسین للذین کان الغرض اسماعہم
وموعظتہم فانظر فی ابوابنا التی املیناہا فیہا ماثرہم واخبارہم پہر اگر کسی کا یہ
ارادہ ہو کہ اوس پر بخوبی ظاہر ہوجاوے کہ شک اور شبہہ امور خاص مین جناب
امام حسین علیہ السلام کے لوگونکو کیسا تہا اور اونہین لوگونکا سنانا اور نصیحت کرنا حضرت کو
منظور تہا تو اوس شخص کو لازم ہی کہ ہماری کتاب مین اون خاص مقامات کو مطالعہ
کرے جن مین ہم نے ان لوگون کا خاص خاص حال بیان کیا ہی ومع ہذا فنقول ان
ذلک الشک لم یکن مستندا الی ضعف ایمانہم ونعوذ باللہ من ذلک اور
ساتہی اسکے ہم یہ بہی کہتے ہین کہ یہ شک وشبہہ بسبب ضعف ایمان کے اون لوگونکو پناہ
بخدا نہین تہا بل لغرابۃ الواقعات وندرتہا ولمصالح اخر بلکہ یہ سبب غریب ونادر
ہونے واقعات کے اور بنظر اور مصلحتون کے تہا وقد ذکرناہا بالاستیفاء چنانچہ ہمنے ان مصالح
کو پورا پورا بیان کر دیا ہی ونذکر منہا البعض ہہنا ایضا اور بعض اصحاب کا حال اس مقام پر
بہی ہم بیان کرتے ہین وہو ان زہیر بن القین مع کونہ من اجلۃ الاصحاب وکونہ
ناصحا واعظا لغیرہ فی نصرۃ الحسین اور وہ مقام یہ ہی کہ جناب زہیر ابن قین باوجودیکہ
ایک جلیل صحابی حضرت کے تہے اور دیگر اشخاص کو نصیحت کرتے تہے اور جناب امام حسین کے نصرت
کرنے پر لوگونکو آمادہ کرتے تہے وکونہ حافظا للحدیث المروی عن سلمان رض فی ماثر
شہداء الطف اور باوجودیکہ انکو وہ حدیث یاد تہی جسکو جناب سلمان نے فضائل مین شہداء
کربلا کے بیان کیا تہا وکونہ امیرا علی میمنۃ اصحاب الحسین ع اور باوجودیکہ یہ افسر مقرر
ہوئے تہے داہنے طرف جناب امام حسین کے اصحاب کے وکونہ ثانی اثنین لسعد بن عبد اللہ اذہما
فی الطف اور باوجودیکہ زہیر ابن قین ہمراہ جناب سعد ابن عبد اللہ کے اوس معرکہ امتحان مین

کھڑی ہوئی تھی جو کسی اور صحابی سے نہین لیا گیا وَقَدْ وَقَيَا اِمَامَهُمَا عَنْ اِصَابَةِ السِّهَامِ وَضَرَبَاتِ
السُّيُوفِ ان دونون بزرگوارون نے اپنے امام کو تیر اور تلوارونکے زخمون سے بچایا وَجَعَلَا صُدُوْرَهُمَا
اَغْرَاضًا لَهَا اور اپنے سینونکو نشانہ تیر اور تلوارونکا کردیا هٰذَا لَمَّا صَلَّى الْحُسَيْنُ صَلٰوةَ الظُّهْرِ
كَصَلٰوةِ الْخَوْفِ وَالْمُطَارَدَةِ یہ مذکور اوسوقت کا ہے کہ جبوقت حضرت امام حسینؑ نے بروز عاشورا ظہر کی نماز
بطور نماز خوف کے بجماعت پڑہی تھی وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْمَحَامِدِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا فِي بَابِهِ الْخَاصِّ علاوہ ان
فضائل کے اور بہی فضائل زہیر ابن قین کے ہین جنکو مین نے انکے باب خاص مین ذکر کیا ہے وَلٰكِنَّهُ لَمَّا قُتِلَ حَبِيْبُ بْنُ
مُظَاهِرٍ فَبَانَ الْاِنْكِسَارُ فِي وَجْهِ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ فَتَحَيَّرَ مِنْ ذٰلِكَ زُهَيْرٌ لیکن جسوقت حبیب ابن
مظاہر شہید ہوئے اور چہرہ پر جناب امام حسینؑ کے اداسی چہاگئی اور دل شکستگی آپکی ظاہر ہوئی زہیر ابن قین
کو حیرت پیدا ہوئی وَلَمْ يَتَمَالَكْ حَتّٰى اَنْ قَالَ لِلْحُسَيْنِ مَا هٰذَا الْاِنْكِسَارُ الَّذِي اَرَاهُ فِي وَجْهِكَ
اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ زہیر ابن قین سے ضبط نہو سکا یہانتک کہ عرض کی جناب امام حسینؑ سے کہ آپکے چہرہ پر اوداسی
کیسی ہے کیا ہم لوگ حق پر نہین مارے جاتے ہین فَقَالَ الْحُسَيْنُ بَلٰى وَاِلٰهِ الْخَلْقِ اِنِّي لَاَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنًا
اِنِّي وَاِيَّاكُمْ عَلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے معبود خلایق کی مجکو یقین کامل ہے کہ ہم سب
ضرور حق اور ہدایت پر شہید ہورہے ہین وَقَدْ ذَكَرْنَا تَاوِيْلَهٗ فِي بَابِهِ الْمُخْتَصِّ بِهٖ ہم نے زہیر ابن قین کے
متردد ہونیکا سبب انکی شہادت کے باب مین بیان کردیا ہے وَبِالْجُمْلَةِ فَغَرَابَةُ الْاُمُوْرِ هِيَ مِنْ اَعْظَمِ
الْاَسْبَابِ لِمِثْلِ تِلْكَ الْاَقَاوِيْلِ اور خلاصہ یہ ہے کہ ان امور کا عجیب و غریب ہونا ہی سبب
تہا ایسی ایسی باتون کے کہنے اور سننے کا فَكَانَ الْوَاجِبُ عَلَى الْحُسَيْنِ اَنْ يُؤَكِّدَ كَلَامَهٗ
تَاكِيْدًا لَا يَبْقٰى بَعْدَهٗ مَحَلٌّ لِلْاِنْكَارِ وَلَا لِلْاِرْتِيَابِ اسیواسطے واجب تہا جناب امام حسینؑ پر
کہ اپنے کلام کو ایسی طرز خاص پر ارشاد فرمائین کہ بعد اوسکے پہر کسی کو موقع شک و انکار کا
باقی نرہے وَهٰذَا سِرٌّ ذَكَرْتُهٗ يَعُمُّ كُلَّ كَلَامٍ صَدَرَ عَنِ الْحُسَيْنِ وَفِيْهِ مِنْ اَدَوَاتِ الْقَسَمِ
اور یہ وہ راز مخفی تہا جسکو مین نے ذکر کیا ہے کہ عام ہے تمام اون مقامات کو جہان آپ نے اپنے کلام مین قسم
یاد فرمائی وَاَمَّا الدَّوَاعِي الْمَخْصُوْصَةُ فَذَكَرْتُهَا مَهْمَا ذَكَرْتُ كَلَامَهُ الْخَاصَّ لیکن
خاص خاص ضرور تین قسم یاد کرنے کے اونکو مین نے اوسی خاص مقام پر لکہا ہے جہان اوس خاص کلام کو
ذکر کیا ہے اب مین حضرت کے اون مصایب کا بیان کرتا ہون جنکو آپ نے قسم یاد کرکے اسوقت بیان فرمایا ہے

باب سی و دوم خبر دینا امام حسین علیہ السلام کا بروز ورود کربلا اپنے جملہ مصایب پر جو گذرنے والے ہین

نقول اول ما اخبر بہ الحسین علیہ السلام من الامور الہائلۃ الواقعۃ فی ذلک المشہد ہو قولہ ہہنا واللہ مناخ رکابنا مین کہتا ہون سب سے پہلے جس بات کی خبر حضرت امام حسین علیہ السلام نے دی اور جو امور ہولناک سردفتر مصائب کے اس مقام پر ہونے والے تھے اون مین سب سے پہلے آپ نے اسی بات کو فرمایا کہ اب ہمارا سفر تمام ہو گیا والرکاب جمال یرکب علیہا فی السفر وقطع المنازل لا مطلق الجمال اور رکاب کے لفظ زبان عرب مین اون اونٹون کے واسطے بولے جاتے ہین جن پر سوار ہو کر آدمی سفر کی منزلین طی کرتا ہی ہر قسم کے اونٹون کو رکاب نہین کہتے ہین فیدل علی انقطاع مسیرہ واتمام سفرہ اسی لفظ سے معلوم ہو گیا کہ آج سے راہ چلنا موقوف ہو جایگا اور سفر تمام ہو جایگا وہذا الکلام البلیغ کما یستفاد منہ انہ لا یرحل من ذلک الموضع کذلک یدل علی انہ الموضع الذی کان غایۃ لسفرہ ہذا اور اس کلام بلیغ نے جسطرح اس بات پر دلالت کی کہ اب اس مقام سے آپ کوچ نکرینگے اسی طرح اس کلام سے یہ بہی ثابت ہو گیا کہ غرض اور غایت آپکے اس سفر سے اسی زمین مقدس تک پہونچنے کی تہی فیتم صلوتہ من یومہ ہذا فاخبر الذین معہ بذلک اب آج کی تاریخ سے پوری نماز پڑہینگے اور قصر نکرینگے اسیواسطے تمام ہمراہیان زن و مرد کو آپ نے اس بات سے آگاہ کر دیا فقد کان واجبا علیہ اور یہ آگاہ کرنا شرعاً آپ کے اوپر واجب تہا ثم اناخۃ الرکاب وقطع المسیر فی مثل الموضع ولا فیہ ماء ولا کلاء وقد اختارہ الحسین علیہ السلام کما اختار نبینا ابراہیم علیہ السلام وقال رب انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع ہمراہ اونٹونکا بٹہلانا اور طی مسافت کو بند کر دینا ایسے مقام پر جو اوجاڑ تہا نہ وہان پانی

کی ترائی نہ گھانس کی سبزی بلکہ ویرانہ محض اور اوسکو جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنا مسکن
قرار دیا اور اختیار کیا جسطرح ہمارے نبی ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے بھی ایسا
ہی مقام اپنی سکونت کا تجویز فرماکر بارگاہ الٰہی مین عرض کی تھی کہ خداوندا مین نے اپنی ذریت
لیکر ایسے مقام مین سکونت اختیار کی ہی جو اوجاڑ ہے کہ زراعت بھی اوسمین نہین ہوتی تو ممکن
ہو کہ یہ مشابہت حضرت امام کو قصۂ جناب خلیل اللہ سے پوری پوری ہو مثل دیگر مناسبات
کے جنکو ہم عنقریب ذکر کیا چاہتے ہین فَلِذٰلِكَ يَكُونُ اَمْرُهٗ مُرِيبًا بَلْ يَنْكِرُهٗ طِبَاعُ
اَصْحَابِهٖ فَاكَّدَهٗ بِالْقَسَمِ وَقَالَ وَاللّٰهِ چونکہ چھوٹے چھوٹے بچون کا ساتھ
تھا اور بعض جانور بھی ایسے آپکے ہمراہ تھے جنکو آپ بہت عزیز رکھتے تھے جیسے ناقہ غضبا اور
ذوالجناح جو سواری مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہتے تھے بے آب
وگیاہ کے زمین پر اوترنا ایسی اوجاڑ جگہ مین ایک شبہ کا مقام ہی بلکہ آپکے اصحاب واہلبیت
کے دلون مین ضرور اسکے انکار کا خیال ہو گا اسیواسطے بطور تشدید کے آپنے قسم یاد کرکے
فرمایا کہ اسی جگہ پر ہمارا مقام ہو گا فَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ لِلْاِنْكَارِ مَجَالٌ وَلَمْ يَتَجَاسَرْ عَلَيْهِ اَحَدٌ
بعد قسم یاد کرنے کے پھر کسی کو مجال انکار باقی نرہے اور نہ کسی سے جسارت ہو سکے حتے یقول
لَهٗ كَيْفَ اخْتَرْتَ الْمَوْضِعَ لِلْاِقَامَةِ وَهِيَ كَذَا وَكَذَا غَيْرَ مَا يُعْزٰى اِلٰى اُخْتِهٖ اُمِّ
كُلْثُوْمٍ صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا اور کوئی نہ کہہ سکے کیا سمجھ کر آپنے ایسی جگہ مقام فرمایا ہی جو
ایسا اوجاڑ ہے اور ویران ہی سوائے اسکے کہ جناب ام کلثوم چھوٹی بہن آپکے اونھون نے البتہ
ذرا محبت سے کچھ پوچھا ہی جسکو ہم بیان کرینگے ثُمَّ اَخْبَرَ بِقَوْلِهٖ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَسْفَكُ دِمَائِنَا
وَهٰذَا اَيْضًا مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُوْقِعَةِ لِلشَّكِّ فِيْهَا پھر آپنے دوسری خبر یہ بیان فرمائی کہ یہی جگہ
قسم بخدا ہماری خونریزی ہو گی یہ خبر بھی اونھین امور مین داخل ہی جسمین آدمی کو شک
ہوتا ہی فَاِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ حَقٌّ يُؤَاخِذُهٗ بِذٰلِكَ اسلیے کہ کسی شخص کا
آپ کے اوپر کوئی ایسا حق نتھا کہ اوسکے طلب مین آپ سے اسقدر مواخذہ کرتا کہ اگر آپ
نہ ادا کرین تو آپ کو قتل کرین وَاَيْضًا كَانَ قَدْ اَنْكَرَ اَنَّهٗ لَا يُرِيْدُ اِجْتِمَاعَ النَّاسِ لِلدَّعْوَةِ
وَتَشْيِيْدَ اَمْرِ الْخِلَافَةِ لَمَّا اسْتَدْعٰى مِنْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زُبَيْرٍ فِيْ حَرِيْمِ الْكَعْبَةِ

اور یہ بھی معلوم ہی کہ آپ نے انکار کیا تھا کہ آدمیون کا اجتماع اپنے پاس اور امر خلافت کا درست کرنا مجکو منظور نہین ہی اور یہ انکار اوس مجمع عام مین فرمایا تھا جس مین عبد اللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ مین آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ یہان قیام کرین اور مین آپ کی نیابت مین اس امر کو انجام دونگا اور اسکو معتمد علماے اہل سنت روایت کرتے ہین فَكَيْفَ يُهْرَاقُ دَمُهُ وَهُوَ بِلَا ذَنْبٍ أَذْنَبَهُ پھر آپ کی خون ریزی کا کون سبب ذہن مین آتا کہ آپ بالکل بے گناہ تھے ثُمَّ وَإِنْ فُرِضَ أَنَّهُ كَانَ قَدِ ادَّعَى الْخِلَافَةَ لِنَفْسِهِ فَمَا بَالُ الْقَوْمِ أَنْ أَهْرَقُوا دِمَاءَ أَبْنَائِهِ وَأَصْحَابِهِ فَلِذَلِكَ وَجَبَ عَلَيْهِ تَأْكِيدُ قَوْلِهِ فَقَالَ وَاللهِ پھر اگر یہ بھی فرض کیا جائے کہ آپ بذات خود مدعی خلافت کے تھے پس اسکا کیا سبب ہی کہ اون لوگون نے آپ کی اولاد اور اصحاب کو بھی قتل کیا اسے سبب سے آپ کو ضرور تھا کہ اس خبر دہی کی قسم سے آپ تاکید فرمائین أَمَّا الْجُمْلَةُ الثَّالِثَةُ وَهُوَ قَوْلُهُ وَهَهُنَا وَاللهِ هُتِكَ حَرِيمُنَا فَهِيَ أَحْرَى بِالْإِنْكَارِ إِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِالْحَرِيمِ نِسَاءَهُ رہا تیسرا جملہ جسمین آپ نے اپنی ہتک حرمت کی خبر دی ہی یہ تو زیادہ تر انکار کے لائق تھا اگر حریم سے مراد عورتین ہون فَإِنَّ النِّسَاءَ لَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ وَيُعْذَرْنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَإِنْ قَاتَلَ رِجَالُهُمْ وَقُتِلُوا اسلیے کہ عورتون پر کچھ گناہ نہین ہوتا ہی اور ہر حال مین معذور سمجھی جاتی ہین اگرچہ اونکے مرد لڑکر اپنے دشمنون کو قتل کرین یا خود مارے جائین وَلَا سِيَّمَا وَفِيهِنَّ زَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ ع وَهُنَّ مِنْ بَنَاتِ فَاطِمَةَ ع بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خصوصا جب یہ خیال کیا جائے کہ اون مخدرات مین جناب زینب ع اور ام کلثوم بھی تھین جو نواسیان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین فَمَنْ هَتَكَ حَرِيمَهُمَا وَأَتَى إِلَيْهِمَا بِسُوءٍ فَكَأَنَّمَا هَتَكَ حَرِيمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پس جو شخص ان نبی زادیون کی ہتک حرمت کرے اور ان سے کسی قسم کی بے ادبی سے پیش آئے اوس نے ہتک حرمت جناب رسالتمآب کے اور اوسی جناب ع کی شان مین بے ادبی کی فَالْمُسْلِمُ مَعَ كَوْنِهِ عَلَى دِينِ مُحَمَّدٍ لَا يَتَجَاسَرُ عَلَيْهِ الْبَتَّةَ پس مسلمان بشرطیکہ دین محمدی پر باقی ہی

ہرگز ایسی بے ادبی نہین کرسکتا بَلِ الْكُفَّارُ اِنْ اَرَادُوْا اَنْ يَاتُوْا اِلَيْهِنَّ بِسُوْءٍ فَيَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِ دَفْعُهُمْ وَلَوْ بِبَذْلِ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ بلکہ اگر کافرونکا ارادہ ان خوزادیہان کی نسبت کسی قسم کی گستاخی کا ہو مسلمان پر واجب ہی کہ اونکو روکے اگرچہ اسمین مال اور جان مسلمان کا بہی تلف ہوجائے فَكَيْفَ لَا يُسْتَغْرَبُ ذٰلِكَ عِنْدَ سَمَاعِهٖ بَلْ هُوَ حَرِيٌّ بِالرَّدِّ وَالْاِنْكَارِ پہر یہ خبر سُنکر کیون عجیب اور غریب معلوم نہوئی ہوگی بلکہ یہ تو قابل اسی کے تہی کہ جسکا رد و انکار ضرور کیا جائے اَلَا تَرٰى اَنَّ اَكْثَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا مَعَ وُقُوْعِ تِلْكَ الْوَقَائِعِ وَظُهُوْرِ وُقُوْعِهَا وَتَوَاتُرِهَا يُنْكِرُوْنَ ذٰلِكَ کیا تمکو نہین معلوم ہی کہ اکثر مسلمان سُنّی ہون خواہ عوام شیعہ آجتک باوجودیکہ یہ امور واقع ہوچکے اور متواتر یہ روایتین کتب فریقین مین درج ہین پہر بہی ان باتونکا انکار کرتے ہین بلکہ ان مصایب کا سننا اونکو ناگوار ہوتا ہی وَيَرُدُّوْنَ قَوْلَ الْقَائِلِ بِهَا اور جو شخص اس ہتک حرمت کو بیان کرے اوسکے قول کو رد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر ایسا ہوتا تو آسمان پہٹ کر زمین پر گر پڑتا سَوَاءٌ حُدِّثُوْا بِمَا جَرٰى عَلٰى فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا مَعَ عِلْمِهِمْ بِاَنَّهَا قَالَتْ ؎

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

یہ انکار اون مسلمانون کا یکسان ہی کہ جسوقت جناب سیدہ کے مصایب وہ لوگ سنتے ہین اوسوقت بہی انکار کرتے ہین باوجودیکہ اونکو معلوم ہی کہ جناب سیدہ ع نے اپنے مصایب کو ایک مرثیہ مین نظم فرمایا ہی جسکا ایک شعر یہ بہی ہی فرماتے ہین مجہپر کچہ ایسی مصیبتین گذرین بعد وفات آپ کے ای پدر بزرگوار کہ اگر دنون پر ایسی مصیبتین گذرین تو رات ہوجائین اَوْ اُخْبِرُوْا بِمَا جَرٰى عَلٰى بِنْتَيْهَا زَيْنَبَ ع وَاُمِّ كُلْثُوْمٍ اسی طرح وہ مسلمان نادان انکار کرتے ہین بروقت سننے اون مصایب کے جو دختران فاطمہ جناب زینب اور ام کلثوم پر گذرے ہین پس جن باتون کے واقع ہوجانے کے بعد بہی لوگ اون مین شک کرتے ہین فَكَيْفَ لَا يُنْكِرُهُ النَّاسُ مَعَ قَبْلِ وُقُوْعِهٖ فَلِهٰذَا اَتٰى بِلَفْظِ الْقَسَمِ وَكَلِمَةِ اِتْيَانِهٖ یہ پس قبل واقع ہونے ایسے امر عجیب کے سننے والا کیونکر

ذکر کرنا اسی واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے قسم یاد کرکے اس خبر کو بیان کیا اور
بہت بجا اور درست ہوا بقسم اسکا بیان کرنا کہ ضروری تھا اَمَّا قَوْلُهٗ رَابِعًا
وَهُوَ الْاِخْبَارُ بِقَتْلِ رِجَالِهٖ فَكَاَنَّهٗ تَفْسِيْرٌ لِقَوْلِهٖ سُفِكَ دِمَاءُنَا
رہی چوتھی خبر جو آپ نے یہ فرمایا کہ ہمارے مرد اس زمین پر قتل کیے جائینگے
یہ قول بمنزلہ تفسیر کے ہے اوس قول سے جسمین آپ نے اپنی خون ریزی کی
خبر دی ہی وَيَجِبُ الْمُطَابَقَةُ بَيْنَ الْمُفَسِّرِ وَالْمُفَسَّرِ فَاِنَّهٗ عَطْفُ بَيَانٍ كَمَا
ذَكَرَهٗ ابْنُ هِشَامٍ فِي الْمُغْنِيْ اور مفسِّر اور مفسَّر مین مطابقت واجب ہی اسلیے کہ مفسِّر
بکسر سین عطف بیان ہی جیسا کہ ابن ہشام نے کتاب مغنی مین لکھا ہی مطلب یہ ہوا کہ
چونکہ اوس جملے پر قسم آچکی تھی لہذا یہان بھی قسم کا لانا ضرور تھا وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ
ذُبِحَ اَطْفَالُنَا فَاِنَّهٗ مِنْ اَعْجَبِ الْعُجَابِ اور اسی طرح بچون کے ذبح ہونے
کی خبر دی کہ یہ تو سب سے زیادہ عجیب خبر تھی اسمین شک کرنا یا انکار کرنا تو جیسا
مناسب ہی بخوبی معلوم ہی وَاَمَّا قَوْلُهٗ سَادِسًا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُزَارُ قُبُوْرُنَا
فَاِنَّهٗ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مِنَ الْاِنْكَارِ دَاعٍ يَدْعُو الْحَاضِرِيْنَ اِلَيْهِ لیکن چھٹی قسم جو
آپ نے اپنی قبرون کی زیارت گاہ ہونے پر ارشاد فرمائی اگرچہ اس خبر کے انکار کرنے
پر حاضرین کو کوئی ضرورت ایسی نتھی لٰكِنَّهٗ لَمَّا كَانَ مِنَ الْبِشَارَاتِ الْعَظِيْمَةِ
الْمَخْصُوْصَةِ لِلشُّهَدَاءِ مَعَهٗ دُوْنَ غَيْرِهٖ لیکن چونکہ یہ خبر ایک بشارت عظیم
تھی جو خاص تھے شہداء کربلا سے اور دیگر شہداء کو یہ مرتبہ نہین ملا تھا وَاِنِ
اسْتُشْهِدُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَمَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اگرچہ وہ لوگ ہمراہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے مجاہد تھے اور ہمراہ جناب امیر علیہ السلام کے بھی شہید ہوئے
فَعَسٰى كَانَ اَنْ يَخْتَلِجَ فِيْ قَلْبِ الْمُسْتَشْهَدِ مَعَهٗ اَنَّهٗ كَيْفَ يَكُوْنُ
لَهٗ مَزِيَّةٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ پس شاید کسی شہید کے دل مین بنسبت
شہداء کربلا کے یہ شبہہ پیدا ہوتا کہ اون شہیدون پر ہم لوگون کو کیونکر فضیلت

ہوسکتی ہی جولوگ جہاد مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید ہوئے ہین
فَوَجَبَ عَلَی الْحُسَيْنِ تَاكِيدُ قَوْلِهِ بِالْقَسَمِ لِئَلَّا يَرْتَابَ فِيهِ اَحَدٌ مِنْهُمْ
اسی لیے واجب تہا جناب امام حسین علیہ السلام پر کہ اپنے اس قول کو بہی بقسم وارد فرمائین
تاکہ آپ کے ہمراہیون مین کسیکو شبہہ باقی نرہے ثُمَّ لَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الْاَقْوَالُ
السِّتَّةُ اِخْبَارَاتٍ بِمَا يَكُوْنُ وَهُوَ مِمَّا يَتَطَرَّقُ فِي وُقُوْعِهِ الشُّبْهَةُ
يُسَاغُ قَبْلَ الْوُقُوْعِ فِيْهِ مِنَ الْاِرْتِيَابِ فَلِذٰلِكَ حَسُنَ تَوْكِيْدُهُ بِالْقَسَمِ
پہر چونکہ یہ چہ باتین بطور پیشین گوئی کے آپ نے بیان فرمائی تہین کہ آیندہ
ایسا ہونے والا ہی اور آیندہ ہونے والی بات مین شبہہ اوسکے ہونے اور نہونے
کا ہوسکتا ہے اور قبل اوسکے واقع ہونے کے شک اوسمین کرنا ممکن ہے
اسی واسطے ان چہ مقام پر بنظر تاکید کلام کے قسم وارد کرنے آپ کو مناسب تہی
وَاَمَّا قَوْلُهُ وَبِهٰذِهِ التُّرْبَةِ وَعَدَنِيْ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلِكَوْنِهٖ اِخْبَارًا بِمَا قَدْ مَضٰى فَلَا يَتَطَرَّقُ فِيْ وُقُوْعِهِ
الشُّبْهَةُ لیکن آپ کا یہ فرمانا کہ اسی زمین پاک پر مجکو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے چونکہ وعدہ فرمانا یہ گذشتہ امر کی خبر دہی
تہی اور واقع ہوچکا تہا لہذا اس وعدہ فرمانے مین شبہہ وقوع اور لاوقوع
کا نہین ہوسکتا بَلْ اِنِ ارْتَابَ فِيْهِ اَحَدٌ فَاِنَّمَا يَرْتَابُ فِيْ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَدَهٗ اَمْ لَمْ يَعِدْهُ فَلِذٰلِكَ
لَمْ يَاْتِ فِيْهِ بِالْقَسَمِ بلکہ اگر کسیکو اسمین شک ہوتا تو یہی ہوسکتا ہی کہ جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا یا نہین فرمایا اسی وجہ سے
آپ نے اس بات مین قسم نہین کہائی بلکہ اپنے سچے ہونے پر اور جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدۂ صادق دینے پر یہ ارشاد فرمایا نَعَمْ لَا
وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ وَسَوْفَ يَقَعُ لَا مُحَالَةَ ۔ وعدہ میرے نانا کا ایسا
ہی کہ اوسکے خلاف کبہی نہین ہوسکتا ہی اب قریب ہی کہ وہی واقع ہو جسکا آپ نے وعدہ فرمایا

اب سی و سوم جناب امام حسین علیہ السلام کا اپنی شہادت کی خبر دیکر گھوڑے پر سے اوترنا اور ظہور چند معجزون کا اور جناب ام کلثوم کی بیتابی اور انکا تسلی دینا

قَالَ الرَّاوِی ثُمَّ نَزَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ فَرَسِهٖ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِضَرْبِ الْخِیَامِ فَضُرِبَتْ ابومخنف اور دیگر راویون نے کہا ہی کہ اپنے مصایب بیان کرنے کے بعد حضرت گھوڑے پر سے اوترے اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ خیمے برپا کرو چنانچہ خیمے برپا کیے گئے قَالَ فِی طُوفَانِ الْبُکَاءِ قَدْ رَاَیْتُ فِی بَعْضِ الْمَقَاتِلِ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ اِغْبَرَّتِ الْبَیْدَاءُ وَصَارَ وَجْهُهٗ مُغْبَرًّا صاحب طوفان البکا لکھتے ہین مین نے بعض مصایب کی کتابون مین دیکھا ہی اس روایت کو کہ جسوقت جناب امام حسین علیہ السلام گھوڑے پر سے اوترے اور آپ کا قدم مبارک زمین کربلا سے چھو گیا تمام صحرا غبار آلودہ ہو گیا اور اسقدر خاک اوڑی کہ آپ کا چہرۂ نورانی خاک سے بھر گیا قُلْتُ حَتّٰی اضْطَرَبَتْ قُلُوْبُ الطَّاهِرَاتِ مِنْ نِسَائِهٖ لَمَّا رَاَیْنَ وَجْهَهٗ کَذٰلِكَ وَاشْتَدَّ قَلَقُهُنَّ مین کہتا ہون کہ یہ ایسا سانحہ جانگداز تہا کہ اہل بیت اطہار کے دل مضطرب ہو گئے تہے جسوقت اون مخدرات نے آپ کا چہرہ گرد سے بھرا ہوا دیکھا اور قلق اور بیتابی اونکی حد سے زیادہ ہوئی فَمَا رَوَاهُ اَبُوْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ نَزَلَ مِنَ الْفَرَسِ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَکِبَ اُخْرٰی لَا یُمْکِنُ الْجَمْعُ بَیْنَ الرِّوَایَتَیْنِ اِلَّا اَنْ نَقُوْلَ اَنَّ نُزُوْلَهٗ عَنْ فَرَسٍ ثُمَّ رُکُوْبَهٗ اُخْرٰی لَعَلَّهٗ کَانَ بِحَیْثُ لَمْ یَمَسَّ بَاطِنُ رِجْلِهٖ تُرَابَ الْاَرْضِ پس ابومخنف کی روایت کہ آپ کئی مرتبہ گھوڑے سے اوترے اور پہر دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے اور یہ روایت دونون کی صحت اس طرح پر ہوسکتی ہی کہ جب گھوڑا بدلنے کی غرض سے آپ اوترتے تھے اوسوقت کوئی موزہ وغیرہ پاؤن مین حضرت کے تہا جسکی وجہ سے آپ کا پاؤن زمین کربلا کے مٹی سے نہین بھرتا تہا ثُمَّ لَمَّا نَزَلَ اَخِیْرًا وَاسْتَوٰی قَائِمًا اَوْ جَالِسًا اَوْ نَزَعَ

الخفین عن قدمیه و مس برجله الارض فصارت الارض مغبرۃ پہر جب امیر
آپ اوترے بہ نیت مقام کرنے کے اور زمین پر کہڑے ہوئے یا بیٹھے یا موزے پانون
سے نکال ڈالے اوسوقت آپ کا پانون زمین سے چہو گیا اور غبار تمام میدان مین ا
یہ علامت زمین کے ماتم دار ہونے کی ہی قال فی نور العین وقد کان الحر اسرع وحال
بین بحر الفرات وبین الحسین علیه السلام ومن معه صاحب نور العین
کہتے ہین کہ جب حضرت اوتر چکے حر نے جلدی کرکے فرات پر قبضہ کیا اور حر کا لشکر
مین حضرت کے لشکر اور دریاے فرات کے مقیم ہوا وکان بینه وبینهم ثلثة امیال
وقیل خمسة وقیل فرسخ دوری درمیان لشکر حر اور فرودگاہ جناب امام حسین
علیه السلام کے تین میل کے تہے اور بعضون نے پانچ میل بہی لکھا ہی اور بعضون نے
ایک فرسخ لکھا ہی مین کہتا ہون کہ اتنا دور ٹہرنا حر کا یہ بہی اسی پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ دل سے حضرت کا مطیع ہوگیا تہا وروی فی مخزن البکاء عن بعض الثقات
ان ام کلثوم قالت لاخیه یا اخی ما هذه الارض وما تلك البقعة
مخزن البکا مین ایک معتمد راوی سے روایت کی ہے کہ اوسوقت جناب ام کلثوم
نے اپنے بہائی امام حسین علیه السلام سے عرض کی کہ اے بہائی یہ کیسی زمین ہے
اور کیسا وحشت ناک مکان ہی فاننا منذ وردت ونزلت بها قد استولی
الخوف العظیم علینا اسلیے کہ جسوقت سے آپ اوترے ہین اور جسوقت سے
یہان مقام ہوا ہی خود بخود ہم مصیبت زدون پر خوف عظیم طاری ہوگیا ہی کچہ اس کا
سبب ہمارے سمجہ مین نہین آتا ہی کہ بین لنا ما السر فی ذلك فانك
حجة الله علی الارض ولا یخفی علیك ما نسئله پس آپ بیان فرمایئے
کہ ہماری بے تابی اور خوف زدہ ہونے کا کیا سبب ہی کونسا راز مخفی اس مین
ہے اسلیے کہ آپ حجت خدا ہین زمین پر اور جو ہم پوچہتے ہین وہ آپ پر پوشیدہ
نہین ہوسکتا وقال الحسین علیه السلام اعلمی یا اخیة انی قد کنت
مع ابی امیر المومنین حضرت امام حسین علیه السلام نے فرمایا اے بہن

چھوٹی بہن تمکو معلوم ہو کہ مین اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ واقعہ صفین مین
تھا فَلَمَّا انْصَرَفَ وَنَزَلَ هٰهُنَا وَاسْتَقَرَّ بِهِ الْجُلُوسُ فَاضْطَجَعَ وَرَاْسُهٗ
عَلٰى فَخِذِ اَخِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جب وہ جناب جنگ صفین سے پھرے اور اسی
جگہہ اوترے جہان آج ہمارا مقام ہوا ہے اور باطمینان خاطر بیٹھے اوسکے بعد
آپ لیٹ گئے اور سر اوس جناب کا میرے بھائی امام حسن علیہ السلام کے زانو پر رکھا
ہوا تھا ثُمَّ نَامَ وَاَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَهَوَّمَتْ عَيْنَاهُ بعد اسکے سونے کے
ارادے سے آپ نے آنکھہ بند کرلی اور مین سرہانے اوس جناب کے سر مبارک
کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی آنکھہ لگ گئی اور کسیقدر سو گئے ثُمَّ انْتَبَهَ وَاسْتَيْقَظَ
مُنْشَوِّشًا مُضْطَرِبًا بَاكِيًا وَنَحُوحًا دفعۃً آپ کی آنکھہ کھل گئی اور بیدار ہوئے مگر
نہایت پریشان خاطر اور مضطرب تھے روتے تھے اور رونے سے آواز آپ کی
بلند ہوئی فَسَئَلَهُ الْحَسَنُ عَنْ ذٰلِكَ الْاَمْرِ الْغَرِيْبِ میرے بھائی امام حسن علیہ السلام
کو از حد تعجب ہوا اور والد بزرگوار سے اونہون نے پوچھا کہ آپ کی بیقراری اور
گریہ وزاری کا سبب کیا ہی فَقَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنَّ تِلْكَ الْبُقْعَةَ اَرْضُهَا بِجُمْلَتِهَا
صَارَتْ بَحْرًا عَمِيْقًا مِنَ الدَّمِ والد بزرگوار نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ اس
مکان کی تمام زمین دریاے خون ہوگئی وَزَادَ بَعْضُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ اَنَّ اَشْجَارَهَا
يَرْقُصُوْنَ لِلْاَشْجَارِ تَهْتَزُّ فِي ذٰلِكَ الْبَحْرِ بعض راویان حدیث نے اتنا اور زیادہ
کیا ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا درخت اس زمین کے اور شاخین اون درختون
کی اسی دریاے خون مین جھوم رہی ہین وَاَنَّ وَلَدِيَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ وَقَعَ
فِيْهِ وَيَضْطَرِبُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَيَسْتَغِيْثُ فَلَا يُغَاثُ وَيَسْتَجِيْرُ فَلَا يُجَارُ
اور یہ بھی خواب مین دیکھا کہ میرا فرزند حسینؑ اسی دریاے خون مین گرا پڑا ہے
اور اسپنے ہاتھہ اور پانْون مار رہا ہی فریاد کرتا ہی کوئی اوسکی فریاد کو نہین پہونچتا ہی
اور پناہ طلب کرتا ہی کہین اوسکو پناہ نہین ملتی ثُمَّ الْتَفَتَ اَبِيْ اِلَيَّ وَقَالَ يَا بُنَيَّ مَاذَا
تَصْنَعُ اَنْتَ اِذَا وَقَعَتْ تِلْكَ الْوَاقِعَةُ بعد اوسکے والد بزرگوار میری طرف متوجہ ہوکر

فرمانے لگے اے فرزند تم کیا کروگے جس دن یہ واقعہ پیش ہوگا فَقُلْتُ لَهٗ یَا اَبَتِ
اِنِّیْ اَصْبِرُ عَلَی الْبَلَاءِ وَاَسْبَحُ فِیْ ذٰلِكَ الْبَحْرِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا بُدَّ لِیْ
مِنَ الصَّبْرِ مین نے عرض کی اے پدر بزرگوار مین امتحان خدا پر صبر
کرونگا اور اس دریاے خون مین شناوری کرکے انشاء اللہ واریار ہوجاؤنگا
اور ضرور ہے مجکو صبر کرنا امتحان خدا پر قُلْتُ وَهٰذِهٖ رِوَايَةٌ طَوِيْلَةٌ
قَدْ ذَكَرْنَاهَا مُلَخَّصًا مین کہتا ہون کہ یہ روایت بہت بڑی ہے مختصر اسکا
مین خلاصہ اسکا نقل کیا ہے وَاِنَّمَا ذَكَرَهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاُخْتِهٖ
اُمِّ كُلْثُوْمٍ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِاَنَّهَا كَانَتْ تُسَلِّیْ عَنِ اسْتِيْلَاءِ الْخَوْفِ عَلٰی
نِسَائِهٖ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت ام کلثوم سے اس روایت کو
آج کی تاریخ اسی غرض سے بیان فرمایا کہ وہ معظمہ بسبب خوف غالب ہونے کے
دلون پر مخدرات حرم کے پونچھتی تہین اور یہ بہی اس روایت مین فرمادیا کہ جب
مین اس مصیبت پر صبر کرتا ہون پہر تمکو بہی صبر کرنا چاہیے اور خوف نہ کرنا چاہیے
وَقَدْ نَظَمَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ فِی الْمَرَاثِیْ اَنَّهٗ كَانَ فِیْ تِلْكَ الْبَيْدَاءِ شَجَرَةُ
سِدْرٍ بعض شعرا مداح اہل بیت نے مرثیہ مین یہ روایت نظم کی ہے
کہ صحراے کربلا مین ایک درخت بیر کا تہا وَقَدْ قَطَعَ بَعْضُ اَصْحَابِ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهَا غُصْنًا طَرِيًّا لِلْاِسْتِيَاكِ بِهٖ ایک شخص نے
اصحاب امام حسین علیہ السلام سے اوس درخت کی ایک شاخ تازہ کاٹی بغرض
مسواک کرنے کے فَسَالَ وَجَرَی الدَّمُ الْعَبِيْطُ مِنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ فَاَتٰی
بِهٖ اِلَی الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَسْئَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ پس خون تازہ اوس
درخت سے جاری ہوا وہ دیندار اوس شاخ بریدہ کو خدمت امام حسین علیہ السلام
مین لائے اور سبب اس امر عجیب کا پوچھا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ يُفْنٰی
هٰهُنَا رِجَالُنَا وَيُرَاقُ دِمَاؤُنَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے
جوانان سعادتمند اس زمین پر قتل کیے جائینگے اور بروز جمعہ یہان ہماری خون بہایا

باب سی وچہارم حضرت امام حسین علیہ السلام کا شکایت زمانہ مین شعر پڑہنا اور نسبت افعال کی طرف زمانہ کی کرنا اور جواب اس اعتراض کا کہ یہ کیونکر جایز تہا اور جناب زینب علیہا السلام کو غش آجانا

قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَاَنْشَأَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ ابی مخنف کہتے ہین کہ جب سب لوگ اوتر چکے حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے مین بیٹھے اور یہ اشعار پڑہنے لگے

يَا دَهْرُ اُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيْلٖ	كَمْ لَكَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِيْلِ
مِنْ طَالِبٍ بِحَقِّهٖ قَتِيْلٖ	وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ

ای زمانہ ناہنجار وائے ہو تجہپر کیسا برا دوست تو ہی اور کسقدر صبح وشام تجہہ مین اپنے حق کے طلب کرنے والے قتل کیئے جاتے ہین اور اپنے حق پر نہین ہوسکتے یہ بہی تیرا خاصہ ہی کہ بدلے پر اور عوض لینے پر دوسرے شخص کو تجہے قناعت نہین ہے جب تک کہ وہی شخص نہ مارا جائے جسکے تو درپے ہی اَقُوْلُ اِنَّمَا اَنْشَدَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تِلْكَ الْاَبْيَاتَ وَاَسْنَدَ اَوَّلًا اِلَى الدَّهْرِ بَعْضَ الْاَفَاعِيْلِ عَلٰى مَا جَرَتْ بِهٖ عَادَةُ اَبْنَاءِ الزَّمَانِ مین کہتا ہون کہ ان اشعار کا پڑہنا اور بعض افعال کا بطرف زمانہ کے منسوب کرنا جناب امام حسین علیہ السلام کا اسی نظر سے ہی کہ ارباب زمانہ کی عادت اسیطرح پر جاری ہوئی ہی وَهُوَ مَجَازٌ شَائِعٌ لَا اَنَّهٗ اَسْنَدَ اِلَى الدَّهْرِ حَقِيْقَةً اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ وَلِذٰلِكَ قَدْ رَدَّ الْقَوْلَ بِهٖ كَمَا سَيَاْتِيْ یہ نہین ہی کہ معاذ اللہ آپ نے حقیقتاً زمانہ کی طرف ان افعال کی نسبت کی ہی بلکہ باوجودیکہ مجازاً نسبت کی تہی اوسکو بہی اشعار آیندہ مین رد فرمایا چنانچہ آیندہ اوس شعر کو بہی ہم ذکر کرینگے فَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيَّنَ اَوَّلًا قَذَارَةَ الْخُلَّةِ لِلدُّنْيَا وَجَعَلَهَا بِئْسَ الْخَلِيْلَ جناب امام حسین علیہ السلام نے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ دنیا کی دوستی بہت خراب چیز ہی اور بہت برا دوست ہو اگر دنیا کو کوئی اپنا دوست سمجھے ثُمَّ بَيَّنَ اَنَّ فِيْهَا صَبَاحًا وَمَسَاءً يُقْتَلُ الطَّالِبُ لِحَقِّهٖ كَثِيْرًا بعد اوسکے بیان فرمایا کہ

یہ دنیا ایسا برا مقام ہی جسمین صبح و شام اپنے حق کے طلب کرنے والے بہت سے قتل
کیے جاتے ہین کما اُقتل کذالک لکونی طالباً لِلحقِّ وھی الامامۃ والخلافۃ التی جعلھا
اللہ فینا الی یوم القیامۃ جسطرح مین بھی قتل کیا جاونگا اسی سبب سے کہ مین بھی اپنے
حق کو طلب کرتا ہون یعنی امامت اور خلافت کا طالب ہون جسکو خدا نے ہم اہل بیت مین
قیامت تک قائم کیا ہی و اَمّا قولہٗ والدّھرُ لا یقنعُ بالبدیلِ ؛ فلہٗ عندی مَحامِل
لیکن یہ فرمانا حضرت کا کہ زمانہ عوض دینے پر اور بدلے پر قناعت نہین کرتا ہی اس قول کی
میرے نزدیک کئی معنی ہین اَوّلُھا وَ اَولاھا انّہٗ اشارۃٌ الی قولہ تعالیٰ وَفدیناہُ بِذبحٍ
عظیم پہلے معنی اور سب معنون سے بہتر یہ ہین کہ آپ اشارہ کرتے ہین حضرت اسمعیل کے قصہ
کی طرف جو خدا نے قرآن مین فرمایا ہی کہ ہمنے اسمعیل کا فدیہ ایک ذبح عظیم پر اوتار کھا ہے
والمرادُ مِنہ انّ اللہ تعالیٰ لمّا اَمرَ خلیلہٗ بذبحِ ولدِہٖ فاتی ابراھیمُ بمقدّماتِ الذبح
اور مراد جناب امام حسین علیہ السلام کی یہ ہی کہ جب خدا نے اپنے خلیل کو حکم دیا کہ وہ اپنے
فرزند اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرین اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے اون باتون کو ادا کیا
جو ذبح کے پہلے کیجاتی ہین ثمّ اقتضتِ المصلحۃُ الالٰھیّۃُ ان یؤخّر ذٰلک الذبح الی یوم
مُحتاجٍ فیہ الی ذٰلک بعد اوسکے مصلحت الٰہی اوس امر کی مقتضی نہوئی کہ یہ ذبح اوس روز تک
ملتوی رہے جب اسکی طرف احتیاج شدید ہوگی لِیترتّب علیہ من المصالحِ والفوائدِ
لِعامّۃِ الخلائقِ مِن دفعِ آثارِ الشِّرکِ وانارۃِ العالمِ بعدَ اظلامِہٖ لتعطّلِ حدودِ اللہ
واحکامِہٖ تاکہ نبی زادہ کے ذبح کرنے پر وہ مصلحتین اور فائدے عام خلایق کے واسطے پیدا
ہون اور وہ فایدے یہ ہین کہ شرک کے آثار زایل ہو جائین اور عالم مین روشنی دین کی
پھیل جائے بعد اسکے کہ عالم مین تاریکی اور ظلمت شرک کی پھیلی ہو اور حدود اور احکام خدا
معطل ہو چکے ہون اور یہ فایدے اوسوقت ذبح اسمعیل مین نہین پیدا ہوتے تھے
فلذٰلک اَرسلَ اللہُ الی ابراھیمَ علیہِ السّلامُ کبشاً لیذبحہٗ ویجعلہٗ علی الظاھرِ
فدیۃً لِاسمٰعیلَ ۱۲ اسی وجہ سے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دنبہ بہشت کا
بھیجا کہ اوسکو ذبح کرین اور ظاہرا وسی کو فدیہ جناب اسمعیل کا سمجھین لکن لہٗ فدیۃٌ عظیمۃٌ

لیکن اسمٰعیل اس ذبیح اللہ کا ایک فدیہ بہت بڑا ہو یہ دنبہ فدیۂ عظیم نہین ہو سکتا اسلیئے کہ اول تو
اسمٰعیل اشرف مخلوقات یعنی بنی آدم تھے دوسرے نبی زادہ پس دنبہ کی بھی کچھ حقیقت ہو جو
بنسبت حضرت اسمٰعیل کے عظیم اور بزرگ اسکو خدا ارشاد فرماتا وَهُوَ الذِّبْحُ الْعَظِيمُ الَّذِي
لَمْ يَقَعْ مِثْلُهُ مُذْ خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بَنِي آدَمَ ذِبْحُ آخَرُ یہ وہی ذبح عظیم مراد ہو جو ابتدائی خلقت
بنی آدم سے تا روز عاشور کبھی عالم مین واقع نہین ہوئی تھی فَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ يعنى لَا قَنَاعَةَ لَهُ فِي هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ بِالْبَدِيلِ
الَّذِي ذَبَحَهُ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ پس مراد جناب امام حسین علیہ السلام کے یہ ہو کہ زمانہ کو
یعنی خالق زمانہ کو قناعت نہین ہو اوس بدلی پر جسکو جناب براہیم نے عوض حضرت اسمٰعیل
کے ذبح کیا تحابل لَا بُدَّ مِنْ وُقُوعِ الذِّبْحِ الْعَظِيمِ الْمَوْعُودِ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى وَهُوَ الْحُسَيْنُ
مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيلَ بلکہ مشیت پروردگار جاری ہوئی ہو کہ ضرور وہ ذبح عظیم بھی واقع ہو جسکا
وعدہ قول خدا مین ہو چکا ہو اور وہ یہ ہو کہ اولاد اسمٰعیل سے حسین ابن علیؑ ذبح کیے جائین
وَلِذٰلِكَ اِفْتَخَرَ سَيِّدُنَا السَّجَّادُ فَقَالَ اَنَا ابْنُ الذَّبِيحَيْنِ اسی واسطے ہمارے امام زین العابدین
علیہ السلام نے فخر کیا اور فرمایا کہ مین بیٹا ہون دو ذبیحون کا یعنی ایک ذبیح اللہ حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام اور دوسرے حضرت امام حسین علیہ السلام وَالثَّانِي اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَقُولُ اِنَّ جَدِّي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ فَدَى لِي بِابْنِهِ
اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلَهُ لِي بَدِيلًا لٰكِنْ لَا بُدَّ مِنْ فِدَاءِ الْمُبْدَلِ مِنْهُ اَيْضًا
اور دوسرے معنی حضرت کے اس قول کے یہ ہین کہ اگرچہ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو مجھپر فدا کیا اور اونکو میرا بدیل یعنی عوض قرار دیا مگر
زمانہ کو اوس بدیل کے فدیہ پر قناعت نہین ہو بلکہ جسکی عوض مین ابراہیم فرزند
میرے نانا کے فدیہ دیے گئے اوسکو بھی اپنے نانا کی امت پر فدا ہونا ضرور ہو وَالثَّالِثُ
اَنَّهُ يَقُولُ لِاَصْحَابِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَقُولُونَ لَهُ مِرَارًا اَنَا نَفْدِيكَ
بِاَرْوَاحِنَا وَاَنْفُسِنَا تیسرے معنے حضرت کے اس قول کے یہ ہین آپ اپنے اصحاب اور
اہلبیت سے فرماتے ہین جو بار بار عرض کیا کرتے تھے کہ ہم اپنے دل و جان آپ پر فدا کرینگے

اَنْکُمْ وَاِنْ تَفْدُوْنَ لِیْ بِاَنْفُسِکُمْ وَلٰکِنْ قَتْلِیْ هُوَ الْاَمْرُ الْمَحْتُوْمُ الْمُقَدَّرُ لَا یَرْتَفِعُ
بِالْبَدِیْلِ کہ تم لوگ اگرچہ اپنی جانون کو مجہپر فدا کرنے کو بار بار کہتے ہو لیکن میرا شہید ہونا
امر حتمی ہو وہ بدیل اور عوض سے ٹل نہین سکتا ہو مین بہی ضرور شہید ہونگا اَلرَّابِعُ اَنَّہٗ
یُخْبِرُ بِاَنَّہٗ وَاِنْ کَانَ بَدِیْلًا اَیْ بَدَلًا عَنِ الذَّبِیْحِ الْاَوَّلِ لٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَرْضٰی بِقَتْلِہٖ
وَحْدَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْبَدَلِ چوتھے معنی یہ ہین آپ فرماتے ہین کہ اگرچہ حسین علیہ السلام ہین
یعنی بدل ذبیح اول حضرت اسمعیل کا ہو مگر خداوند عالم کی خوشنودی میرے تنہا قتل ہونے
مین بدلے اسمعیل کے نہین ہو بَلْ یُقْتَلُ مَعِیْ اَبْنَائِیْ وَاِخْوَتِیْ وَغَیْرُھُمْ مِنْ اَھْلِ
ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ رَجُلًا بلکہ میرے ہمراہ میرے دو بیٹے اور کئی بہائی اور لوگ بہی میرے عزیزون
مین سے اٹھارہ آدمی قتل کیے جائینگے وَمِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَۃٌ وَخَمْسُوْنَ اَوْ ثَلَاثَۃٌ وَسِتُّوْنَ
اَوْ اَزْیَدُ مِنْھُمْ اور میرے اصحاب مین سے چون آدمی خواہ ترسٹھ خواہ ان سے زیادہ
شہید ہونگے فقط ایک بدیل پر زمانہ کو قناعت نہین ہو وَھٰذَا الْمَعْنٰی لَعَلَّہٗ کَانَ اَشَدَّ
وَقْعًا عَلٰی سَیِّدِنَا السَّجَّادِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا یَاْتِیْ بَیَانُہٗ اور یہی معنی سمجہہ کر کیا عجب
کہ جناب سید الساجدین کو رنج اور قلق زیادہ ہوا ہو کہ گریہ گلوگیر آپ کو عارض ہوا تہا اور
جبکی بستر رنجوری پر پڑے آپ روتے تہے اور ادب سے اپنے والد ماجد سے کچہ بول نہین سکتے
تہے چنانچہ اس حدیث کا بیان آیندہ آتا ہو وَلَمَّا اَخْبَرَ عَنْ قَتْلِ نَفْسِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ رَئِیْ
الْکَاٰبَۃَ وَالْحُزْنَ کَمَا تَرٰی فَقَالَ سَلْوَۃً لِلسَّامِعِیْنَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَسِیَّمَا لِسَیِّدِنَا
جب آپ نے اپنی شہادت اور اپنے اہل بیت کی شہادت کی خبر دی اور اسمین جسقدر
اور ملال سننے والون کو ہوا تہا وہ تو ظاہر ہے اب انکی تسلی کے واسطے خصوصًا
فرزند علیل زین العابدین کی تشفی کی غرض سے یہ بیت ارشاد فرمائی
کُلُّ حَیٍّ سَالِکٌ سَبِیْلِیْ ٭ مَا اَقْرَبُ الْوَفْدُ مِنْ رَحِیْلِ جو زندہ ہو دنیا مین اسکے
یہی راہ موت کی درپیش ہو جسکو مین چلونگا مگر عجیب امر یہ ہو کہ میرے کوچ کرنے کی
دنیا سے مجکو دیر لگی تہی کیا جلد ہی میرے کوچ کا زمانہ آپہونچا اَلْوَفْدُ مُحَرَّکَۃً
وَالْفَاءِ جَمْعُ وَافِدٍ مِنَ الْوِفَادَۃِ وَھِیَ الْاِتْیَانُ بِرِسَالَۃٍ وَھُوَ صَحِیْحٌ فِی الْمَقَامِ

واو اور فا دونون پر زبر جمع وافد کے ہو اور معنی اسکے یہ ہین کہ کسی کی پیامبری مین کسی کے پاس آنا اور یہی لفظ اس مقام پر صحیح ہو بعض نسخون مین وعد کی لفظ ہو وہ اس مقام پر درست نہین ہوتے اسلیے کہ مراد امام کی اوس سے پوری نہین ہوتے یُرِیدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ کَیْفَ قَرُبَ الْوِفَادَۃُ مِنْ تَرْحِیْلِیْ عَنْ دَارِ الدُّنْیَا حضرت کی مراد یہ ہو تعجب کر کے فرماتے ہین کہ میرے پاس پیام مرگ آنے کے بعد کسقدر جلدی وہ دن آگیا جسدن دنیا سے میرا کوچ ہو جائیگا وَاِنَّمَا عَنٰی جَمْعَ الْوَافِدِ لِاَنَّہٗ قَدْ وَفَدَ اِلَیْہِ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی ھٰذَا الْیَوْمِ خَمْسُ وُفُوْدٍ اَوْ اَرْبَعٌ اور کئی مرتبہ پیام مرگ آنے کی خبر جو آپ دیتے رہے ہین اسکی وجہ یہ ہو کہ جس دن سے آپ مدینے سے چلے ہین آج کی تاریخ یعنے دوسری محرم تک پانچ مرتبہ یا چار مرتبہ آپ کو بشارت شہید ہونے کی ملی ہو نُمَرَّتَانِ اَوْ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ وَفَدَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَدْ اَتَاہُ یُنْعِیْ دو مرتبہ یا تین مرتبہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین آپ کو بشارت شہادت کی دی ہو اَوَّلُہٗ یَوْمَ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اَوَّلًا پہلے جس دن آپ مدینہ سے روانہ ہوئے ہین بطرف مکہ معظمہ کے وَالثَّانِیْ لَیْلَۃَ خَرَجَ فِیْ صُبْحِہَا مِنَ الْکَعْبَۃِ اور دوسری مرتبہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین آپ کو بشارت دی شب کو جسکی صبح کو آپ مکہ سے روانہ ہوئے وَالثَّالِثُ اِنْ صَحَّتْ رِوَایَۃُ عَوْدِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ مِنَ الْکَعْبَۃِ ثُمَّ مَسِیْرُہٗ اِلَی الْعِرَاقِ اور تیسری مرتبہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب مین بشارت دینا اوس دن تھا جب آپ مکہ معظمہ سے پلٹ کر مدینہ مین آئے اور مدینہ سے عراق روانہ ہوئے اگر یہ روایت صحیح ہو کَمَا رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ جس طرح سے ابومخنف نے اس روایت کو بیان کیا ہو اور ہمنے بھی اسکو اوس باب مین لکھا ہو جسمین حضرت مسلم علیہ السلام کی شہادت ہونچی جناب امام حسین علیہ السلام کو بیان کیا ہو وَالرَّابِعُ بَعْدَ نُزُوْلِہٖ فِیْ مَنْزِلِ الثَّعْلَبِیَّۃِ وَقَدْ اَتَاہُ ھَاتِفٌ فِی الْمَنَامِ یَقُوْلُ اَنْتُمْ تُسْرِعُوْنَ وَالْمَنَایَا تُسْرِعُ بِکُمْ اِلَی الْمَوْتِ اور چوتھی مرتبہ بشارت آپ کو منزل ثعلبیہ پر ہوئی ہو کہ ہاتف غیبی نے خواب مین پکار کر کہا تھا تم لوگ جلدی جلدی راہ چلتے ہو اور تمہاری موت تمکو جلدی بلا رہی ہو اس روایت کو

ہمنے حضرت علی اکبر کی شہادت کے باب مین لکھا ہو وَالْخَامِسُ فِیْ مَنْزِلِ خُزَیْمَةَ نَ
هَتَفَ هَاتِفٌ وَقَدْ سَمِعَتْ صَوْتَهُ زَیْنَبُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهَا فِی الْیَقْظَةِ کَانَتْ
خَارِجَةً لِبَعْضِ الْحَوَائِجِ اَنَّهُ یَقُوْلُ وَیُنْشِدُ الْبَیْتَیْنِ پانچوین بشارت منزل خزیمہ
حضرت کو ہوئی ایک ہاتف غیبی نے پکارا جسکی آواز حضرت زینب نے حالت بیداری
سنی اور وہ کسی قضای حاجت کی غرض سے نکلی تہین سنا کہ ایک ہاتف دو بیتون
پڑھ رہا ہو واٰخرُهُمَا ے علی قوم تسوقهم المنایا بمقدار الی انجاز وعد
اخیر ان دو بیتون کا یہ ہو ان لوگون پر رونا چاہیے جنکی موت انکے ایفای وعدہ
مقام پر کشش کر کے لیجاتی ہو فَلَمَّا اَخْبَرَتْ بِهِ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ یَا اُخْتَ
کُلُّ الَّذِیْ قُضِیَ فَهُوَ کَائِنٌ جب حضرت زینب نے اپنے بھائی سے یہ خبر بیان کی آپنے
فرمایا کہ اے بہن جو کچھ قضای الٰہی مین گذرا ہو وہی ہونے والا ہو فَهٰذِهٖ خَمْسٌ وَقَدْ
وَلَمْ یَمْضِ مِنْ وُقُوْعِهَا شَهْرٌ وَاحِدٌ یہ پانچ بشارتین حضرت کو آپ کی شہادت
ایسی جلدی جلدی ہوئین کہ جنکو ایک مہینہ بھی پورا نہین گذرا اسلیے کہ آٹھوین ذیحجہ
اور دوسری محرم تک کل چوبیس دن کا زمانہ ہوتا ہو بَلْ قَدْ وَقَعَ یَوْمَ خُرُوْجِهٖ مِنَ
الْمَدِیْنَةِ اَوَّلًا فَاِنَّهَا کَانَتْ فِی الْیَوْمِ الرَّابِعِ مِنْ شَعْبَانَ سوائے پہلے بشارت کے جو
چوتھی تاریخ شعبان کی آپ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی جبکہ
آپ نے مدینہ سے مکہ معظمہ کا سفر کیا بَلِ الْوِفَادَةُ الْاَخِیْرَةُ الَّتِیْ مَرْوِیَّةٌ عَنْ زَیْنَبَ
هِیَ الْحَادِثَةُ قَبْلَ وُرُوْدِ الْاِمَامِ هُنَاکَ بِنَحْوٍ مِنْ عَشَرَةِ اَیَّامٍ بلکہ آخری بشارت
جسکی جناب زینب نے روایت کی ہو اوسکو تو آج کے دن جو داخلہ کا دن حضرت کا
کربلا مین ہو ابھی کل دس روز گذرے ہین فَلِذٰلِکَ یَتَعَجَّبُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَیَقُوْلُ مَا اَقْرَبَ الْوَفْدَ مِنْ رَحِیْلٍ اسی جہت سے حضرت امام حسین علیہ السلام تعجب
کر کے فرماتے ہین کسقدر جلد دنیا سے کوچ کرنے کا دن آگیا۔ جبکے مجھے ابھی بس روز گذرے
ہین بشارت ہوئی تھی ثُمَّ لَمَّا کَانَ اَنْشَدَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْضَ الْاَشْعَارِ
اِلَی الدَّهْرِ مُجَارًا عَلٰی مَذَاقِ الْبُلَغَاءِ مِنَ الشُّعَرَاءِ وَهُوَ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِیْنَ

ہر چونکہ بعض امور کی نسبت زمانہ کی طرف حضرت نے مجازاً فرمائی تھی جیسا طریقہ شاعران
بلیغ کا ہر اور وہ جناب امام وقت اور معصوم ہین بَلْ هُوَ الَّذِیْ قَالَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ
الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ بلکہ یہ وہ برگزیدہ امام ہین جن کے
حق مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہر کہ حسین مجھسے ہی اور
مین حسین مسے ہون اور اس حدیث کی شرح مین ہمنے ایک باب جداگانہ لکھا ہی
وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِیْ نَبِیِّهٖ وَ مَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اور خداوند عالم اپنی
نبی کے حق مین یہ ارشاد کرتا ہر کہ ہمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر اور شاعری
نہین سکھلائے اور نہ یہ فعل اونکی شان کے لایق ہر فَکَرِہَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَنْ یُّنْسَبَ اِلَیْهِ اَنَّهٗ شَاعِرٌ مِّنَ الشُّعَرَآءِ لہذا جناب امام حسین علیہ السلام کو مکروہ
اور ناپسند یہ بات ہوئی کہ باوجود اس خصوصیت کے اپنے نانا سے اونکی طرف نسبت دیجاے
وہ بھی مثل اور شاعرون کے شعر کہتے تھے اور پڑھتے تھے وَ اَیْضًا قَدْ کَانَ فِیْ نِسْبَةِ
الْقَتْلِ وَ الْهَلَاکِ اِلَی الدَّهْرِ وَ لَوْ مَجَازًا مَظِنَّةٌ یَّسُوْءُ صُدُوْرُ ذٰلِکَ مِنْهُ اور بھی
نسبت کرنا قتل اور ہلاک کا طرف زمانہ کے اگرچہ مجازاً آپ کے ان اشعار مین واقع ہوا
مین ایک گمان بد تہا کہ ایسے کلام کا صادر ہونا امام سے بیجا ہے وَ قَدْ حَکَی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
عَنْ اَقْوَالِ الدَّهْرِیَّةِ اِنَّمَا یُهْلِکُنَا الدَّهْرُ اور خداوند عالم نے قرآن مین دہریہ
دہریون کا قول بطور حکایت کے یہ نقل کیا ہر وہ لوگ اسی کے قایل ہین کہ ہمکو
زمانہ ہلاک کرتا ہر اور وہی ہمارا مارنے والا ہر فَلِذٰلِکَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَدًّا لِقَوْلِهِمْ
اسی واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے دہریون کے قول کے رد کرنے مین یہ آخری شعر
ارشاد فرمایا ؎ اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَی الْجَلِیْلِ ؛ سُبْحَانَ رَبِّیْ مَا لَهٗ مِنْ مَّثِیْلِ ؛ یہ سب باتین
جنکا بیان اوپر کے اشعار مین ہوا خداے بزرگ کی طرف منسوب ہین پاک ہی ہمارا
پروردگار کوئی اوسکا مثل ور ہمتا نہین ہر جو کچھہ کرسکے فَصَرَّحَ بِطَرِیْقِ الْحَصْرِ بِاَنَّهٗ
مَا یَنْسِبُوْنَهٗ اِلَی الدَّهْرِ بَاطِلٌ لَا یَجُوْزُ الْقَوْلُ بِهٖ اب آپ نے تصریح فرمائی
حصر کردیا جو کچھہ اور جن چیزون کی نسبت طرف زمانہ کے یہ لوگ کرتے ہین محض باطل ہر

ہرگز اوسکا کہنا نچاہیے اِنَّمَا ہُوَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْاِلٰہِیَّۃِ الصَّادِرَۃِ عَنْ قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی
بلکہ یہ سب باتین خداکے حکم سے ہوتی ہین اور اوسی کی قدرت سے صادر ہوتی ہین جس
کوئی مثل اور ہمتا نہین ہو زمانہ کی کیا طاقت ہی جو کچہ کرسکے وَفِی التَّصْرِیْحِ بِذٰلِکَ
لِحُکْمٍ شَرْعِیٍّ اَیْضًا اور باوجودیکہ دہریون کا رد بہی اس شعر سے ہوگیا ایک مسئلہ شرعی
اس سے پیدا ہوا وَہُوَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمُوَحِّدَ بِاللّٰہِ وَاِنِ الْجَاَتْہُ ضَرُوْرَۃٌ شِعْرِیَّۃٌ
اَوْنُکْتَۃٌ بَدِیْعِیَّۃٌ مِنْ اِسْنَادِ تِلْکَ الْاُمُوْرِ اِلَی الدَّہْرِ وَالزَّمَانِ اور وہ حکم شرعی یہ
کہ مومن خداپرست کو اگر کوئی ضرورت شعری یا کوئی نکتہ معنوی ایسا درپیش ہو کہ
انکی نسبت زمانہ کی طرف کرے پس بنظر اوس ضرورت کے گو یہ بات جائز ہو لیکن یَجِبُ
اَوْیُسْتَحَبُّ لَہٗ اَنْ یُّصَرِّحَ فِیْ کَلَامِہِ الْمُتَّصِلِ بِذٰلِکَ مَا یُنَزِّہُہٗ عَنْہُ وَیُثْبِتُ بَرَائَتَہٗ
عَنْ ذٰلِکَ الْاِعْتِقَادِ الْبَاطِلِ لیکن واجب ہی خداپرست پر یا مستحب ہی کہ اوسی کلام مین بلا فاصلہ
ایسی بات بہی کہدے جس سے صاف ظاہر ہوجائے کہ یہ شخص اس اعتقاد باطل سے بری ہے
ہٰذَا مَا اَدّٰی اِلَیْہِ نَظَرِیْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ یہ وہ بات ہی جو میری سمجہ مین آئی ہی اور خدا بہتر جانتا
قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ؑ جَعَلَ اَبِیْ یُرَدِّدُ ہٰذِہِ الْاَبْیَاتَ فَحَفِظْتُہَا مِنْہُ ابو مخنف
روایت کرتے ہین کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے اسقدر ان ابیات
مکرر پڑہا کہ مجہے سب یاد ہوگئے وَخَنَقَتْنِی الْعَبْرَۃُ وَلَزِمْتُ السُّکُوْتَ حَسْبَ طَاقَتِیْ مین
رونے لگا اور جہان تک مجہہ مین طاقت تہی چپ رہا اور آواز بلند نرویا قُلْتُ اَمَّا تَرْدِیْدُ الْحُسَیْنِ ؑ ہٰذِہِ
الْاَبْیَاتَ فَلِتَاکِیْدِ وُقُوْعِ الْحَوَادِثِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِیْہَا مین کہتا ہون بار بار ان ابیات کا ارشاد
اوس سے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جن چیزون کے خبر ان اشعار مین آپ دے رہے ہین اونکے واقع ہونے کی
کرنی منظور تہی وَقَدْ ذَکَرَہَا قَبْلَ نُزُوْلِہٖ مِنَ الْفَرَسِ مُؤَکِّدًا بِاَیْمَانٍ بَالِغَۃٍ یَرْتَقِیْ عَدَدُہَا
حالانکہ ان مصایب کو گہوڑے کے اوترنے سے پہلے آپ بیان فرما چکے تہے اور تاکید وقوع کی نظر سے
چہ مرتبہ قسم شرعی آپ نے یاد کی تہی وَکُلُّ ذٰلِکَ لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ بِمَا یُخْبِرُہُمْ اور یہ
اہتمام اسی نظر سے تہا کہ جو لوگ آپکے ہمراہ ہین سب کو یقین ہو جاوے کہ جس بات کی آپ خبر دیتے
ہین ضرور واقع ہوگی وَاَمَّا حِفْظُ الْاَبْیَاتِ عَنْ سَیِّدِنَا السَّجَّادِ ؑ فَلَعَلَّ السَّبَبَ فِیْہِ اَنَّہٗ

مریضاً موعوکاً اور ان ابیات کا یاد کر لینا مکرر پڑہنے کے بعد جناب سید الساجدین سے
جو واقع ہوا اور ایک ہی مرتبہ آپ کے پڑہنے مین آپ سے یاد ہو سکے اسکا سبب تو یہی تہا
کہ آپ بیمار اور درد رسیدہ تہے وَكَانَتْ شَدَائِدُ الْاَعْرَاضِ قَدْ اَنْهَكَتْهُ مِنَ الْمَسِيْرِ
وَطَيِّ الْمَرَاحِلِ اور بیماریون کی سختیون نے آپ کو لاغر اور نحیف کر دیا تہا جسپر زیادہ
مصیبت یہ تہی کہ اوسی بیماری اور ضعف مین راہ چلنے اور منزلون کے طے کرنے کی بہی
ایذا آپ کو بہو نچتی تہی اور بیمار کی مسافرت جیسی ہوتی ہو خوب معلوم ہوتی ہو مَعَ مَا تَعْلَمُ
مِنْ اَنَّهٗ كَيْفَ كَانَ يُسَافِرُ وَكَيْفَ كَانَتْ اَسْبَابُ الْمَسِيْرِ مُهَيَّاةً لَهٗ اور یہ بہی خوب معلوم ہو
کیسی مصیبت کا یہ سفر اس بیماری مین آپ کو درپیش تہا اور سامان سفر بہی کیسا کیسا
آپ کے واسطے مہیا ہوتا جاتا تہا اِذْ لَا يَاْتِيْهِ فِيْ تِلْكَ الْمَنَازِلِ مَقَامٌ اِلَّا وَيُصِيْبُهٗ مِنَ الْاٰلَامِ
وَالشَّدَائِدِ مَا يَاْتِيْهِ کوئی منزل مصیبت اس بیماری مین ایسی نہین آپ پر گذرتے تہے
جسمین طرح طرح کے رنج اور صدمات کا سامنا اوس بیمار ناتوان کو نہوتا ہو فَمَنْ كَانَ
مِنَ الْمَرْضٰى فِيْ تِلْكَ الْحَالِ كَيْفَ يَصِحُّ وَيَبْقٰى لَهُ الْحَوَاسُّ الظَّاهِرَةُ عَلَى اعْتِدَالٍ بَلْ يَتَطَرَّقُ
اِلَيْهَا تَغَيُّرٌ عَظِيْمٌ جو بیمار اور مسافر ایسے شدائد مین گرفتار ہو اوسکے حواس خمسہ بہلا درست
رہ سکتے ہین بلکہ تغیر عظیم ہر قوت مین ایسے وقت زیادہ ہوتا ہو منجملہ ان قوتون کے قوت
حافظہ بہی ہو وَتَدَبُّرُ مَا اَفَادَهٗ اَبُوْهُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا كَانَ مِنْ اَوْجَبِ الْوَظَائِفِ ضعف کا
یہ حال تہا اور سمجہنا کلام امام حسین علیہ السلام کا جو اسوقت فرمایا ہو اور یہ اہتمام کہ بار بار ان اشعار
کو پڑہ رہے تہے یہ بہی جناب سید الساجدین علیہ السلام پر سب باتون سے زیادہ ضروری امر تہا
کیونکہ وہی جانشین اور خلیفہ حضرت کے تہے فَلِذَا اَحْفَظَهَا لِيَتَدَبَّرَ فِيْ نُكَاتِهَا وَغَوَامِضِ
اَسْرَارِهَا مَتٰى مَا يُفِيْقُ مِنْ شَدَائِدِ الْمَرَضِ وَالْمَلِيْلَةِ وَاَسْقَامِ الْاٰلَامِ اسی واسطے
ان اشعار کو یاد کر لیا تاکہ اوسمین خوض کرین اور جو جو نکتہ اور اسرار اس کلام مین بہرے
ہوئے ہین اونکو سمجہین جسوقت شدائد مرض اور تکان اور درد اور الم سے افاقہ ہو اور طبیعت
بقدر سنبہلے اور حواس درست ہون وَيَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْنَاهُ قَوْلُهٗ ع وَلَزِمْتُ السُّكُوْتَ
بِحَسْبِ طَاقَتِيْ يَعْنِيْ بِهٖ الْقَدْرَ الْبَاقِيَ مِنْ طَاقَتِي الَّتِيْ قَدْ اَفْنَاهَا الْمَرَضُ وَشَدَائِدُ

اَلسَّفَرِ وَتَوَاتُرُ الْاَحْزَانِ اسی بات پر جناب سید الساجدین علیہ السلام کا یہ فرمانا دلیل ہے کہ جب تک مجھ مین طاقت رہے مین چپ رہا مراد حضرت کی یہ ہو کہ جسقدر میری طاقت جسکو بیماری اور شدائد سفر اور متواتر صدمات کے پہونچنے نے زائل کر دیا تھا اوس بقیہ طاقت نے جب تک وفا کی مین چپ رہا اَوِالْمُرَادُ اَنَّہٗ لَمْ یَصْرُخْ صَرْخَۃً عَالِیَۃً بَلْ کَانَ یَبْکِیْ بِدَمْعَۃٍ مِنِّیْ مَا اقْتَدَرَ عَلَیْہِ یا مراد حضرت کی یہ ہو کہ مین نے ضبط کیا اور چلا کر نرویا آنسوؤن سے روتا رہا جب تک مجھسے ضبط ہو سکا ثُمَّ لَمَّا لَمْ یَتَمَالَکْ فِیْ بَعْدِ صُرَاخِ زَیْنَبَ عَمَّتِہٖ فَبَکٰی بُکَاءً عَالِیًا وَصَرَخَ اَیْضًا صَرْخَۃً عَظِیْمَۃً پھر جب بعد گریہ وزاری پھوپھی زینب کی طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی وہ جناب بھی چلا چلا کر رونے لگے ثُمَّ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَمَّا عَمَّتِیْ زَیْنَبُ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِکَ خَنَقَتْہَا الْعَبْرَۃُ جناب سید الساجدین اپنا حال بیان فرمانے کے بعد ارشاد کرتے ہین اور یہ روایت ابو مخنف کی ہی لیکن میری پھوپھی زینب نے جسوقت بار بار حضرت کو شعر پڑھتے ہوئے سنا انکو ایسا رونا آیا کہ آواز بند ہو گئی وَکَانَتْ ضَعِیْفَۃَ الْقَلْبِ فَاَظْهَرَتِ الْحُزْنَ وَالْجَزَعَ کیفیت پھوپھی زینب کی یہ تھی کہ صدمات اوٹھاتے اوٹھاتے دل اونکا ضعیف ہو گیا تھا ضبط کرنے کی طاقت باقی نہین تھی اسی سبب سے حزن اور بیتابی کا اظہار فرمایا اور جب نزہ سکین وَاَقْبَلَتْ تَجُرُّ اَذْیَالَہَا اِلَی الْحُسَیْنِ اور ایسی بیخودی سے اپنے بھائی کے پاس چلین دامن اونکا زمین پر لٹکتا جاتا تھا اوسکے سمھالنے کا بھی ہوش باقی نتھا وَقَالَتْ یَا اَخِیْ وَقُرَّۃَ عَیْنِیْ لَیْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِی الْحَیٰوۃَ اور کہنے لگین اے بھائی خنکی چشم زینب کاش آج مجھے موت آگئی ہوتی اور زندہ نہوتے جو آپ کے اس کلام جگرخراش کو سنتے یَا خَلِیْفَۃَ الْمَاضِیْنَ وَثِمَالَ الْبَاقِیْنَ اے باقیماندہ اون بزرگوارونکے جو مرچکے ہین اور اے خبرگیران ہملوگونکے جو باقیماندہ ہین سوا آپکے اور کسی کی آس ہمکو باقی نہین ہے فَنَظَرَ اِلَیْہَا الْحُسَیْنُ وَتَرَقْرَقَتْ عَیْنَاہُ بِالدُّمُوْعِ وَغُشِیَتْ عَلَیْہَا جناب امام حسین نے پھوپھی زینب کی طرف دیکھا اور آنکھونمین آپکے آنسو بھر آئے اور پھوپھی زینب کا یہ حال ہوا کہ غش کھا کر گر پڑین قُلْتُ الرِّوَایَۃُ قَدْ شَرَحْتُہَا فِیْ بَابِ مَاتِمِ زَیْنَبَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا مین کہتا ہون یہ روایت بہت بڑی ہے اسکو مین نے جناب زینب کے خاص باب مین

باب سی و پنجم جواب اس اعتراض کا کہ اہل حرم بی تابی کیونکر کرتے تھے اور اثبات جواز بی تابی اور بیان چند فوائد ضروری کا متعلق اون اشعار سے جنکو جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز دخلہ کربلا پڑھا ہے

نقول اولاً ان انشاد ہذہ الابیات اتفق لمولانا الحسین علیہ السلام مرتین
پہلے ہم یہ بیان کرتے ہین کہ یہ اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام نے دو مرتبہ دو دن
ارشاد فرمائے ہین مرۃ فی یوم ورودہ بکربلا ومرۃ فی آخر یوم تاسوعا وھو التاسع
من المحرم ایک مرتبہ دوسری تاریخ محرم کی جسدن آپ کربلا مین داخل ہوئے ہین اور
دوبارہ نوین تاریخ کے شام کے قریب جب آپ کو ایک شب کی مہلت لشکر عمر سعد نے
دی ہے وکلتا الروایتین مرویتان عن السید الساجدین علیہ السلام اور یہ دو
روایتین یکسان جناب سید الساجدین سے کتب احادیث مین مروی ہین وفی آخر
الروایۃ ان زینب خرت مغشیۃ علیھا فصب الحسین علیہ السلام علی
وجہھا الماء حتی افاقت من غشوتھا اور آخر مین دونون روایتون کے یہ مضمون
ہے کہ جناب زینب غش کھا کر گر پڑین حضرت امام حسین علیہ السلام نے اونکے منہ پر پانی
چھڑکا تب غش سے افاقہ ہوا فلما کانت الروایتان متحدتین فقد ذکر الراوی
صب الماء علی وجہ زینب فی الیوم التاسع ایضاً وھذا سھو من الراوی
یعنی چونکہ دونون روایتون کا مضمون اور ماخذ ایک تھا راوی نے پانی چھڑکنا چہرہ پر
جناب زینب کی نوین تاریخ بھی ذکر کر دیا حالانکہ یہ غلطی اور سہو راوی سے واقع ہوئی
لان الماء قد منع عن الحسین علیہ السلام مذ یوم السابع فمن این وجد
الماء حتی صبہ علی وجہ اختھا یوم التاسع وقد ذکرت ذلک فی باب العطش
یعنی جبکہ پانی تو ساتوین تاریخ سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر بند کر دیا گیا تھا پس
نوین تاریخ اتنا پانی کہان سے آیا جو حضرت نے جناب زینب کے چہرے پر چھڑکا اور

اس بات کا بیان مین نے باب تشنگی امام حسین علیہ السلام مین بخوبی کیا ہی اَلثَّانِي
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِزَيْنَبَ بَلْ وَلِلنِّسَاءِ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَهُ بِحَقِّي عَلَيْكِ يَا
اِذَا اَنَا قُتِلْتُ فَلَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْباً وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهاً دوسرے یہ بات ضرور
جاہیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب علیہا السلام سے اس روایت
اور دیگر مخدرات حرم سے اور روایتون مین یہ جو ارشاد فرمایا کہ اے بہن زینب
جسوقت مین شہید ہو جاؤن میرے ماتم مین کپڑے نہ پھاڑنا اور بالون کو نہ نوچنا
خراشیدہ نکرنا ازین قبیل اور بہی امور کو آپ نے منع فرمایا جو شعار جاہلونکا ماتم
مین ہی فَالْمُرَادُ مِنْهُ عَدَمُ ارْتِكَابِ ذٰلِكَ قَصْداً وَعَمْداً ایس مراد اس وصیت
یہ ہی کہ عمداً اور قصداً ایسے افعال نکرنا جو بناوٹ سے جہال عورتین کرتی ہین اَمَّا اِذَا
الْقَصْدُ وَانْدَهَشَ الْمَرْءُ وَطَارَ عَقْلُهُ وَصَارَ بِحَيْثُ لَا يُمَيِّزُ وَلَا يَعْرِفُ وَلَا
وَهُوَ مُغْشِيٌّ عَلَيْهِ لیکن جسوقت قصد نہو اور بیخود ہو جائے عقل جاتی رہے تمیز باقی
اپنا بیگانہ پہچان نہ سکے غشی کی حالت طاری ہو فَهُوَ دَاخِلٌ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ ایسے وقت آدمی
اوس حدیث کا ہو جاتا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
سے تکلیف شرعی برطرف ہی لڑکا نا بالغ اور مجنون اور جو اپنے ہوش مین نہو فَلَا
اِلَيْهِ الْخِطَابَاتُ الْوَارِدَةُ مِنَ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِي ایسی شخص پر وہ احکام امر و نہی
کے متوجہ نہین ہوتے فَمَا رُوِيَ فِي الْمَقَاتِلِ مِنْ بُكَاءِ زَيْنَبَ وَاُمِّ كُلْثُومٍ وَغَيْرِهِمَا
اِنَّمَا هُوَ فِي حَالَةِ الْاِضْطِرَابِ وَشِدَّةِ الْكَآبَةِ وَالْحُزْنِ پس جو کچھ کتب احادیث
جناب زینب اور ام کلثوم وغیرہ مخدرات حرم کے رونے وغیرہ کے امور مندرج
یا کوئی اور بات منجملہ امور مذکورہ بالا کے ان خوزادیون سے سرزد ہوئی ہی
کو بہی دیکھنا چاہیے کہ وہ کس قیامت کا وقت تھا جسمین اضطراب اور فرط ملال
غالب ہوتا ہی وَهِيَ اَوْقَاتٌ مَخْصُوصَةٌ يَنْصَدِعُ قُلُوبُ الْمُوَالِينَ الْمُحِبِّينَ
تَصَوُّرِ تِلْكَ الْاَوْقَاتِ وہ خاص خاص ایسے اوقات تھے جنکے تصور کرنے

ل دوستان اہل بیت کے شق ہوجاتے ہین کیا حال ہوا ہوگا اون مخدرات کا
جنھون نے آنکھون سے اون مصایب کو دیکھا تھا وَمِنْ تِلْكَ الْاَوْقَاتِ هُوَ هٰذَا الْيَوْمُ
اَعْنِي يَوْمَ وُرُوْدِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كَرْبَلَا اونہین اوقات مین ایک یہ بھی دن ہے
جسدن آپ مین کربلا پر پہونچے ہین فَاِنَّهٗ يَوْمٌ قَدِ اشْتَدَّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَنِسَائِهٖ
یہ دن بہی ایک سخت مصیبت کا دن تہا کہ جناب امام حسینؑ اور اونکی اہل بیت اور مخدرات
اہل حرم پر بڑی سختی مصیبت کے وارد ہوئے تھے وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَقَدْ
سَمِعْتَ اَنَّ الْحُسَيْنَؑ كَانَ قَدْ بَيَّنَ كُلَّمَا يَؤُوْلُ اِلَيْهِ اَمْرُهٗ بِالتَّفْصِيْلِ
اور کیونکر یہ دن سخت تر ایام مصیبت مین سے نہوتا اور سب کو معلوم ہے کہ آج ہی کے
دن جتنی مصیبتین اوس جناب پر گذرنے والی تہین اونکو پہلے پہل اس زمین پاک پر
پہونچنے کے ساتھ ہی مفصل بیان فرمادیا وَكَانَ وَجْهُهُ النُّوْرَانِيُّ مُغْبَرًّا بِغُبَارِ
التُّرَابِ مِنْ تُرْبَتِهٖ آپ کا چہرہ نورانی جو راہ مین کبھی گرد راہ سے غبار آلودہ نہوا تھا
یہان پہونچنے کے ساتھ ہی اوس گرد سے غبار آلودہ ہوا جسکو آپ نے بیان کیا
ہے قتلگاہ کی مٹی ہے یہ بات بہی کبھی کسی نے سُنی بہی نتھی جسکو آج آنکھون سے
دیکھا فَتَارَةً يَقُوْلُ اِنِّيْ اُقْتَلُ وَدَمِيْ يَسِيْلُ عَلٰى تِلْكَ الْاَرْضِ کبھی تو آپ یہ
فرماتے تھے کہ مین قتل کیا جاؤنگا اور میرا خون اسی زمین پر بہیگا وَتَارَةً يَنْظُرُ
اِلٰى اَنْصَارِهٖ وَهُمْ اَقِلَّاءُ عَدَدًا وَاِلٰى شَبَابِهٖ وَالْاَطْفَالِ الصِّغَارِ وَيُخْبِرُ بِاَنَّهُمْ
مَقْتُوْلُوْنَ اَيْضًا کبھی وہ جناب اپنے انصار کی طرف دیکھتے تھے جنکی جماعت بہت
تہوڑی تہی اور اپنی اہل بیت اور اعزہ کے جوانون کو اور چھوٹے چھوٹے لڑکونکو
دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ بھی سب مارے جائینگے وَتَارَةً يُخْبِرُ بِهَتْكِ حَرِيْمِ نِسَائِهٖ
وَيُؤَكِّدُ ذٰلِكَ بِالْقَسَمِ وَبِاَنَّهٗ وَعَدَهٗ بِذٰلِكَ جَدُّهٗ اور کبھی اپنے مخدرات کی
بے حرمتی کی خبر دیتے تہی اور بقسم اسکو بیان فرماتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے
ان باتون کا میرے نانا نے وعدہ فرمایا ہے وَتَارَةً يَأْمُرُ اَصْحَابَهٗ بِاَنْ يَحْضُرُوْا
عِنْدَهٗ اَهْلَ نِيْنَوٰى لِيَشْتَرِيَ مِنْهُمُ الْاَرْضَ لِمَدْفَنِهٖ اور کبھی اپنے اصحاب سے

فرماتے تھے کہ نینوی کے باشندون کو میرے پاس لاؤ کہ اپنے مقتل کی زمین اونسے
مین خرید کرونگا وَتَارَۃً يَأمُرُ اَصحَابَہٗ بِنَصبِ الخِيَامِ قَرِيبَ المَشرَعِ فَيَمنَعُونَہٗ
وَيَتَهَيَّأُونَ لِلقِتَالِ اور کبھی آپ اپنے اصحاب کو حکم دیتے تھے کہ خیمہ دریا کے قریب
برپا کرو پس اہل کوفہ اون لوگون کو منع کرتے تھے اور لڑنے پر آمادہ ہوتے تھے وَاِنَّمَا
هِمَّتُهُم كَمَا اَمَرَهُم اِبنُ زِيَادٍ اَن يَرِدَ بِمَوضِعٍ لَا فِيهِ مَاءٌ وَلَا كَلَأٌ فَيَهلِكُ هُوَ
وَعِيَالُہٗ مِنَ العَطَشِ مُذ يَومِهٖ هٰذَا کوفیون کا ارادہ یہی تہا جیسا کہ ابن زیاد کا خط
آج حر کے نام آیا ہی کہ آپ ایسے مقام پر اوترین جہان پانی اور گہاس کا نام ونشان نہو
اور آج ہی کے دن سے پیاس آپ اور آپ کے عیال کو ہلاک کرے وَهُوَ يَحتَالُ
فِي ذٰلِكَ لِيَبقَى حَيًّا اِلىٰ يَومِهِ المَوعُودِ وَهُوَ يَومُ عَاشُورَا اور آپ لڑائی سے بچتے تھے
اور ٹالتے تھے کہ کہین اوس روز تک زندہ بچ جائین جس روز کی شہادت کا وعدہ
کیا ہی اور وہ دن عاشورا کا ہی اس بچانے مین سے آپ کو کیسا کیسا خون جگر کھانا
پڑتا تھا اور کسقدر اون ملاعنہ کے سخت کلامیان انگیز کرنے پڑتے تہین وَاَصوَاتُ النِّسَاءِ
عَالِيَاتٌ بِالبُكَاءِ نَائِحَاتٌ نَاشِرَاتٌ حَاسِرَاتٌ اور عورتون کی آواز گریہ وزاری
بلند تہی نوحہ کر رہی تھین بالون کو پریشان کر دیا تھا صحن خیمہ مین برہنہ سر وبرہنہ پا
ادہر سے اودہر دوڑتی پہرتی تہین جسطرف کسی طرف شور وغل بلند ہوا سہمی جاتی تہین
وَعَسىٰ اَن تَمُوتَ بَعضُهُنَّ مِن شِدَّةِ الكَربِ وَالخَوفِ كَمَا سَمِعتَ مِن حَالِ
زَينَبَ وَاُمِّ كُلثُومٍ اور یہان تک نوبت پہونچی تہی قریب تہا کہ بعض مخدرات کی جان
نکل جائے بسبب شدت کرب اور خوف کے جیسا کہ دونون روایتون مین جناب
زینب وام کلثوم کا حال بیان ہو چکا ہی وَقَد سَمِعتَ مِن لِسَانِ اَصبَرِ الصَّابِرِينَ
اَنَّہٗ قَالَ فَخَنَقَتنِي العَبرَةُ وَلَزِمتُ السُّكُوتَ حَسَبَ طَاقَتِي اور یہ بہی تم سن چکے ہو
کہ جناب سید الساجدین ع ایسے صابر آدمی اونہون نے اپنی نسبت یہ فرمایا کہ مجھے گریہ گلوگیر
عارض ہوا اور جہان تک میری طاقت نے وفا کی مین چپ رہا وَهٰذَا يَدُلُّ عَلىٰ
اَنَّہٗ اَيضًا اِذَا لَم يُطِق فَلَعَلَّہٗ كَانَ مِنَ المُعلِنِينَ بِصَوتِهٖ فِي البُكَاءِ اور اس کلام سے

حضرت کے سمجھا جاتا ہی کہ آپ بھی جب بے طاقت ہوگئے اور تاب باقی نرہی شاید باواز بلند
آپ بھی روتے تھے وَلَا اَقُولُ ذٰلِکَ حَتماً لِاَنّی لَمْ اَظفَر بِرِوَایَةٍ تَدُلُّ عَلَیْهِ
صَرَاحَةً جناب سید الساجدینؑ کا باواز بلند رونا اوسکو مین حتماً نہین کہہ سکتا اسلیے
کہ کوئی روایت ایسی میری نظر سے نہین گذری جسمین بصراحت اسکا ذکر ہو ولکن
مُقتَضَی الحَالِ وَمَفهُومُ الحَدِیثِ یَحکُمُ جَزماً بِمَا قُلتُهُ مگر حالت موجودہ اوس
دن کے اور اس حدیث کا مفہوم یقیناً اسی پر دلالت کرتا ہی کہ حضرت بہی باواز بلند
روتے ہون فَتَذَکَّر یَا اَخِی وَتَاَمَّلْ فِی مَجمُوعِ تِلکَ الحَالَاتِ فَاِنَّکَ لَا تَجِدُ
مِثلَ ذٰلِکَ الیَومِ مِن اَیَّامِ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ اِلَّا یَومَ عَاشُورَا مومنین مذاکرو
بغور و تامل ان سب حالات کو یاد کرنا چاہیے ایسا تو کوئی دن مصیبت کا جناب امام حسین
علیہ السلام پر نہین گذرا ہی بجز روز عاشورا کے وَالفَرقُ بَینَهُ وَبَینَ عَاشُورَا
اَنَّ فِی هٰذَا الیَومِ قَد وَقَعَ الاَخبَارُ عَمَّا یَکُونُ وَفِی یَومِ عَاشُورَا قَد وَقَعَ
مَا اَخبَرَهُ فِی ذٰلِکَ الیَومِ آج کے دن اور روز عاشورا مین اتنا فرق ہی کہ آج اون
واقعات کے آپ نے خبر دی ہی اور نظرون کے سامنے وہ سب مصیبتین کردی ہین اور
عاشورا کے دن وہ سب واقع ہوگی وَاَمَّا زَینَبُ فَاِنَّهَا کَانَت قَد سَمِعَت فِی مَنزِلِ
خُزَیمَةَ هَتفَ الهَاتِفِ لیکن حضرت زینب علیہ السلام نے چونکہ منزل خزیمیہ پر
آواز ہاتف غیبی کی سنی تہی وَکَانَ الحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ قَد قَالَ لَهَا یَا اُختَاه
اِنَّ الَّذِی قُضِیَ فَهُوَ کَائِنٌ اور جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہان ای
بہن جو تقدیر کا لکھا ہی وہ ضرور ہونے والا ہی وَفَسَّرَ الاَمرَ المُقتَضَی بِهِ الیَومَ
فَلِذَا کَانَت مُضطَرِبَةً جِدّاً حَتّٰی غُشِیَت عَلَیهَا اور آج کے دن اوس مصیبت کے
حضرت امام حسین علیہ السلام نے تفسیر فرمائی کہ مقدر مین یہ یہ باتین لکھین ہین اسی
سبب سے بے تابی دل جناب زینب کے سب سے زیادہ تہی یہانتک کہ اوس معظمہ کو
غش آگیا فَهِیَ مَعذُورَةٌ مِن عِندِ اللّٰهِ فِیمَا اَظهَرَت مِن حُزنِهَا وَبُکَائِهَا
جب ایسی حالت تھی کہ اوس معظمہ کو غش آگیا اب جسقدر گریہ وزاری جناب زینب کو

حالت بے اختیاری مین ہوئے اسمین وہ جناب عنداللہ معذور ہونگے عمداً یہ فعل
آپ سے صادر نہین ہوا کیف لَا تَکُوْنُ مَعْذُوْرَۃً وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّہٖ قُلْ اِنَّمَا
اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور کیونکر جناب زینب معذور نہونگی اور خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے قرآن مین ارشاد فرمایا ہی کہدو تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مین بہی
بشر ہون جیسے تم سب ہو وَالتَّمْثِیْلُ اِنَّمَا ھُوَ فِی الْخَوَاصِّ الْبَشَرِیَّۃِ لَا فِی الْخَوَاصِّ
الْمَلَکِیَّۃِ اور تمثیل اس آیہ مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوازم بشری
مین وارد ہی اور خواص ملکی مین یہ تشبیہ نہین ہی وَمِنْ لَوَازِمِ الْبَشَرِ وَلَا سِیَّمَا النِّسَاءِ
رِقَّۃُ الْقُلُوْبِ وَالْاِضْطِرَابُ وَالْجَزَعُ حَیْثُ لَا یَقْدِرْنَ عَلَی الصَّبْرِ آدمی کے اور خصوص
عورتون کے لوازم مین سے یہ بات ہی کہ نرم دل ہوتے ہین اور اضطراب اور بے تابی انکی
زیادہ ہوتی ہی جب صبر کی طاقت باقی نرہے وَقَدْ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اِخْوَانِیْ طَیَّبَ اللّٰہُ
مَضْجَعَہٗ اَنَّ ابْنَ حَجَرٍ فِیْ کِتَابِہِ الْاِصَابَۃِ اَوْ غَیْرَہٗ مِنْ عُلَمَاءِ السِّیَرِ رَوٰی اَنَّہٗ
جُنَّ خَمْسُ مِائَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میرے ایک بہائی نے خدا اونکی قبر کو معطر کرے مجھسے یہ روایت کی ہی کہ ابن حجر
نے کتاب اصابہ مین یا کسی اور عالم نے علمای اہل سنت سے روایت کی ہی کہ پانسو صحابہ
مومنین بروز وفات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہوگئے فَمَا ھُوْا فِی
الْبَرَارِیْ وَالْجِبَالِ وَلَمْ یُفِیْقُوْا مِنْ جُنَّتِھِمْ جنگلون مین اور پہاڑون مین دوڑتے
پہرتے تہے اور جنون سے انکو کچہ بہی افاقہ نہوا حَتّٰی مَاتُوْا رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْھِمْ
اسی حالت مین وہ بزرگوار مر گئے رحمت اور برکات خدا اونپر نازل وَکَفٰی بِھٰذَا
فَخْرًا لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ پس یہی فخر اونکو دنیا اور آخرت مین کافی ہی وَ اَمَّا
حَدِیْثُ رَبَابِ بِنْتِ امْرِءِ الْقَیْسِ وَھِیَ مِنْ اَحَبِّ اَزْوَاجِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
حَتّٰی کَانَ یَقُوْلُ فِیْھَا اَلَا یُعْجِبُنِیْ دَارٌ لَا اَرٰی بِھَا فِیْھَا وَلَا سُکَیْنَۃَ رہی حکایت
جناب رباب کی جو بہت پسندیدہ ازواج امام حسین علیہ السلام مین تہین یہان تک
کہ آپ فرماتے تہے کہ مجہے وہ گہر نہین اچہا معلوم ہوتا ہی جس مین رباب اور سکینہ نہو

نمشہور عِندَ اَرباب السِّیَرِ اَنَّہا تعزّت بعزاءِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلام حیث
لا مُتصوّر فوقہا تعزیۃ مشہور علماے تاریخ مین یہ بات ہو کہ جناب رباب نے جیسی
عزاداری جناب امام حسین علیہ السلام کی ادا کی اوس سے زیادہ کوئی تعزیت ذہن مین نہین
آسکتے فَاِنَّہا لَم تجلس تحتَ مُظِلٍّ وَلا نامت تحت سقفٍ اسلیے کروہ جناب بعد روز
شہادت حضرت کے نہ کسی دیوار اور درخت کے سایہ مین بیٹھین اور نہ چھت کے نیچے کبھی
سوئین فکانت فی حرِّ الظّہائر نہارًا فی آحرِّ الشّمسِ وفی ابردِ الشّتاءِ لیلًا
فی الظِّلِّ والجمد گرمی کی ٹھیک دوپہر مین اوسی دہوپ مین بیٹھی رہتی تہین اور
جاڑون کی سخت راتون مین اوس ہین بسر کرتی تہین تبکی قیامًا وقعودًا
وجلوسًا واضطجاعًا کہڑی رہتی تھین یا بیٹھی رہتی تہین یا لیٹ جاتی تھین
مگر رونا کبھی بند نہین ہوتا تھا فلا اکتحلت ولا اختضبت ولا رجّلت نہ کبھی
سرمہ لگایا نہ کبھی خضاب کیا نہ کبھی بالون مین کنگھی کی بل ماتت وعلیہا قمیصہا
الّذی قد لبستہ فی التعزیۃ بلکہ مرگئین اور وہی ایک کرتہ جسکو اول روز
عزاداری مین پہنا تہا آپ کے بدن مین تہا فاذا نزع عنہا حین ارادوا ان یغسّلوہا
غسل المیّت وقد کان التصق بجلدہا فنزع وقد کشط معہا الجلد تجب
غسل میت دینے کے واسطے وہ کرتہ اوتار اگیا کہال بدن کی بہی اوسکے ساتھ لپٹی ہوئی
چلی آئی فاما انتم اما قد حان ان یذوب قلوب الموالین من تذکار
حالاتہا وتنشق الصّدور وتتفتّت الاکباد آہ واویلا قریب ہو کہ دل مومنین
کے اوس جناب کی مصیبت کو یاد کرکے خون ہو جائین سینے پہٹ جائین جگر کے
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین وقد شرحنا ذٰلک فی ماترہا علیہا من الرّحمۃ
والرّضوان ما اتمّہا ہم نے جناب رباب کے مصایب اور حالات اونکے خاص باب
مین لکھے ہین رحمت اور خوشنودی خدا کی پوری پوری ہو اوس وفادار بی بی پر
جس نے اپنی جان اپنی امام کی مصیبت مین دی وکذٰلک ما روی عن الصّادق
علیہ السّلام انّہ ما اختضبت منّا امرأۃ ولا ادّہنت ولا اکتحلت

وَلَا رَجَلَتْ حَتّٰی اَتَانَا رَاسُ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ زِیَادٍ جناب رباب کی تو نسبت جو کچھ
خیال کیا جائے تھوڑا ہی کہ وہ خاص زوجہ حضرت کی تھین جناب صادق علیہ السلام
یہ فرماتے ہین کہ عموماً عورات بنی ہاشم کا یہ حال تھا کسی عورت نے خضاب نہین کیا
اور نہ سر مین تیل ڈالا یا بدن مین تیل کی مالش نہین کی نہ سرمہ لگایا نہ کنگھی کی
جب تک ابن زیاد کا سر ہم اہل بیت کے واسطے نہ آلیا بَلْ قَدْ رُوِیْنَا اَنَّہٗ
لَمْ یَرْتَفِعِ الدُّخَانُ عَنْ بُیُوْتِ بَنِیْ ہَاشِمٍ خَمْسَ سِنِیْنَ بلکہ ہمکو یہان تک
روایت صحیح پہونچی ہی کہ پانچ برس تک گھرون سے بنی ہاشم کے دھوان کھانا پکانے کا
نہین اوٹھا مراد یہ ہی کہ کسی تقریب شادی یا غمی مین زیادہ پخت طعام بنی ہاشم
نہین کی فقط ضروری طعام پکا لیتے تھے اور اسی حدیث کے ملاحظہ سے بعض
علماء عشرہ محرم مین زیادہ پخت طعام کو منع کرتے ہین وَالْغَرَضُ مِنْ ذِکْرِ
تِلْکَ الْاُمُوْرِ اَنَّہٗ کُلَّ مَا وَقَعَتْ مِنْ لَوَازِمِ الْحُزْنِ وَالتَّعْزِیَۃِ لَمْ یَمْنَعْ عَنْہُ
الْاِمَامُ وَالْحُجَّۃُ سَیِّدُنَا زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکَفٰی بِنَا سُکُوْتُہٗ
وَرِضَاہُ غرض ان باتون کے ذکر کرنے سے یہ ہی کہ یہ امور مذکورہ بالا سامنے
جناب سید الساجدین علیہ السلام کے واقع ہوتے تھے اور حضرت نے کسیکو منع
نہین فرمایا اور یہ نہین کہا کہ بدعت اور حرام ہی پس ہمکو امام کا سکوت اور اون کا
راضی ہونا یہی دلیل کافی ہی اور کسی تاویل کی ہمکو حاجت نہین ہی فَمَا یُلْحِدُوْنَ
بِہٖ اَعْدَآئُنَا مِنَ النَّوَاصِبِ اللِّئَامِ لَا یَنْبَغِیْ لِمَعَاشِرِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ یَلْتَفِتُوْا
اِلٰی ھَفَوَاتِھِمْ فَلَا یَتَرَدَّدُوْا وَلَا یَشُکُّوْا عَمَّا یُوْرِدُوْنَ عَلَیْھِمْ مِنَ الْاِیْرَادَاتِ
ہم گروہ مومنین کو مناسب نہین ہی کہ جو باتین دشمنان دین اس بارہ مین کہتے
ہین اور معترض ہوتے ہین اونکی طرف التفات کرین کچھ تردد نکرنا چاہیے اور
نہ اون کے اعتراضات کو سنکر شک کرنا چاہیے وَکَفٰی بِھِمْ رَدًّا مَا اَدْرَجَہٗ
عُلَمَائُنَا الْمُتَکَلِّمُوْنَ فِیْ نَقْضِھِمْ وَرَدِّھِمْ جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا اَلَّذِیْنَ
جَعَلَ مِدَادَھُمْ دِمَاءَ الشُّھَدَاءِ عام مومنین کو اسی قدر کافی ہی دیکھو

ہمارے علمانے ان باتون کو رد کر دیا ہی اور پورا جواب ان کا دیا ہی خدا اون علما
کو جزاے خیر عطا کرے اور اونکی سیاہی خامہ کو مرتبہ اور منزلت خون شہدا کی
عطا کرے وَبِالْجُمْلَةِ فَالرِّوَايَاتُ الدَّالَّةُ عَلَى بُكَاءِ النِّسَاءِ وَصُرَاخِهِنَّ
مَحْمُولَةٌ عَلَى الْاِضْطِرَارِ وَالرِّوَايَاتُ الدَّالَّةُ عَلَى مَنْعِ تِلْكَ الْاَفْعَالِ مَحْمُولَةٌ
عَلَى الْاِخْتِيَارِ وَالْعَمْدِ اور خلاصہ یہ ہی کہ جن روایتون سے چلا کر رونا اور
باتین اہل بیت کی پائی جاتی ہین وہ سب حالت اضطرار مین واقع ہوئین اور جو
روایتین ان افعال کی منع پر دلالت کرتے ہین اونکا مطلب یہ ہی کہ اختیاراً اور
عمداً انکو نکرنا چاہیے وَقَدْ رُوِيْنَا اَنَّ زَيْنَبَ وَاُمَّ كُلْثُوْمَ كَانَتْ تَرْثِيْ اَخَاهَا
وَتَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ دَالٍّ عَلَى الْاِحْتِجَاجِ وَغَيْرِهٖ فَاِذَا بَلَغَ الْاَمْرُ اِلَى اَنْ
يَقْرُبَ حَدًّا لَا يُجَوِّزُهُ الشَّرْعُ ہم نے چند مقامات پر یہ روایت دیکھی ہے کہ
جسوقت جناب زینب یا ام کلثوم کوئی مرثیہ پڑھتی تھین یا کوئی ایسا خطبہ پڑھتی تھین
جو انکی حقیت پر اور ہدایت عامہ خلق پر شامل ہوتا تھا جب وہ مرثیہ یا خطبہ قریب
اوس حد کے پہونچتا تہا کہ اب شرعاً اوسکا جواز نہین ہی فَقَبْلَ ذٰلِكَ يَمْنَعُهَا
عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اوسی حد کے قریب جناب سید الساجدین علیہ السلام
اونکو منع فرما دیتے تھے وَكَانَ يَقُوْلُ كَمَا رُوِيَ اُسْكُتِيْ يَا عَمَّتَاهُ فَاَنْتِ
بِحَمْدِ اللّٰهِ عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلَّمَةٍ وَفَهِمَةٌ غَيْرُ مُفَهَّمَةٍ اور فرماتے تھے جناب
سید الساجدین علیہ السلام کہ بس اب اى پہوپہی زینب چپ رہو تم تو خود ایسے عالم ہو کہ
تمکو کسی کی تعلیم کی حاجت نہین ہی اور ایسے تیز فہم ہو کہ تمکو کیا کوئی سمجھا سکتا ہی فَمَنْ يَصِفُهَا
الْاِمَامُ بِاَنَّهَا عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلَّمَةٍ فَكَيْفَ تَجْزَعُ وَتَفْزَعُ اِلَى حَدٍّ لَا يُجَوِّزُهُ وَيَمْنَعُهُ الشَّرْعُ
پس جو خود اوسی اِس درجہ کی تھین جنکے حق مین امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ اونکو علم
خدادا حاصل تہا وہ کیونکر اسقدر بے تابی کر سکتی تھین جو شرعاً جایز نہو ہرگز ممکن نہین ہی کہ جناب
زینب عمداً خلاف شرع یہ امور واقع ہوئے ہون وَهٰذَا هُوَ الْاِعْتِقَادُ الَّذِيْ عَلَيْهِ اَمُوْتُ وَعَلَيْهِ
اُحْشَرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ یہ وہی اعتقاد ہی کہ جسپر مین مرونگا اور اسی پر بروز قیامت حشر کیا جاونگا انشاء اللہ تعالی

باب سی و ششم کربلا مین پہونچکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا بنام جناب محمد ابن حنفیہ کے خط لکھنا اور جواب اوس تعریض کا جو اس خط سے بنا بر قول دشمنان دین بہ نسبت مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پیدا ہوتے ہی اور خرید کرنا زمین کربلا کا

قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَقَدْ رَدَّهَا اِلٰی خِدْرِهَا ابو مخنف کہتے ہین کہ جب حضرت زینب کو ہوش آگیا تشفی اور تسلی دیکر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اونکو اپنے خیمے مین واپس کردیا یعنی خود وہ جناب اوس معظمہ کو لیجا کر اونکے خیمے مین بٹھا آئے اس اہتمام سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام پر اوسوقت بڑی بے تابی تھی اور بڑا جوش محبت اپنی بہن کا تھا اور پھر آپ سے خیمہ مین ٹھیرا نگیا وَخَرَجَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يُقَرِّبُوا الْبُيُوْتَ فَقَرَّبُوْهَا سبحان اللہ کیا استقلال حضرت کا تھا اور نفس مطمئنہ اسی کو کہتے ہین کہ باوجود اوس ملال اور صدمہ کے آپ باہر تشریف لائے اور انتظام فرودگاہ کی نظر سے اصحاب کو فرمایا کہ سب خیمہ قریب قریب برپا کرو اون سعادتمندون نے جیسا حکم تھا سب خیمہ ایسے قریب قریب برپا کیے کہ جیسا بعض روایات مین دیکھا گیا ہو کہ ایک خیمے سے دوسرے خیمے مین جانا بلا وقت ہوسکتا تھا بِاَبِیْ وَاُمِّیْ لَكُمْ فَلَمْ تَسْكُنُوْا فِیْ تِلْكَ الْبُيُوْتِ الْمُتَقَارِبَةِ اِلَّا تِسْعَةَ اَيَّامٍ مان باپ ہمارے فدا ہون اون بزرگوارون پر جنکو ان خیمون مین جو قریب قریب نصب کیے تھے نو دن سے زیادہ رہنا نصیب نہوا وَكَانَتْ ضَجِيْجُ نِسَائِكُمْ وَحَنِيْنُ اَطْفَالِكُمْ مُرْتَفِعًا اِلٰی جَوِّ السَّمَاءِ اور اونکی پردہ دار عورتون کی آواز اور بچون کے تڑپنے کی صدا آسمان تک پہونچتی تھی کہ مجتمعہ بِاَصْوَاتٍ عَالِيَةٍ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ اَلْجُوْعُ اَلْجُوْعُ اونکی آوازین بلند ہو رہی تھین پیاس اور بھوک کی فریاد برابر سنی جاتی تھی وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا

لَمَّا نَزَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِكَرْبَلَا كَتَبَ اِلٰى اَخِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ جناب امام باقر
علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب میرے جد مظلوم زمین کربلا پر پہونچے اپنے بھائی محمد
بن حنفیہ کے نام پر ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ ہے مِنَ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَالَّذِيْنَ عِنْدَهُ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ یہ خط حسین ابن علی کا ہے بنام محمد
بن علی اور اون لوگون کے نام پر جو اونکے پاس بنی ہاشم موجود ہین اَمَّا بَعْدُ
فَاِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاَنْتَظِرُ الشَّهَادَةَ الْعُظْمٰى بعد حمد و صلوۃ کے معلوم
ہو کہ مین نے دنیا کو اور دنیا مین جو کچھ ہے سب کو ترک کر دیا اور منتظر اوس شہادت کا
ہون جو بہت بڑی شہادت ہے وَعَلِمْتُ اَنَّ الدُّنْيَا كَاَنَّهَا لَمْ تَكُنْ وَالْاٰخِرَةَ كَاَنَّهَا
لَمْ تَزَلْ اور مین نے یقین کر لیا ہے کہ دنیا کبھی تھی ہی نہین یعنی مین کبھی دنیا مین
آیا ہی نہ تھا اور آخرت کا اسقدر یقین کیا ہے کہ ہمیشہ وہی آخرت ہی آخرت ہے
وَاٰثَرْتُ الْاٰخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَالسَّلَامُ دنیا کو ترک کر کے آخرت کو اختیار کر لیا والسلام
اَقُوْلُ هٰذَا رَدٌّ عَلَى الَّذِيْنَ كَانُوْا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَرَادَ
الْخُرُوْجَ طَلَبًا لِلْخِلَافَةِ وَالْاِمَارَةِ الدُّنْيَوِيَّةِ مین کہتا ہون کہ یہ کلام حضرت کا رد
کرتا ہے اون لوگون کے کلام کو جنکو ایسا خیال تھا کہ آپ نے یزید پر خروج بغرض خلافت
اور سلطنت دنیاوی کے فرمایا ہے كَمَا رَوَاهُ السَّيُوْطِيُّ فِيْ تَارِيْخِ الْخُلَفَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
اَنَّهُ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَخْرُجْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيَّرَهُ اللّٰهُ
بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ چنانچہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ابن عمر سے
روایت کی کہ اوس نے جناب امام حسین علیہ السلام سے کہا آپ خروج نکرین اسلیے کہ آپ کے
نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو خدا نے اختیار دیا تھا چاہو دنیا کو اختیار کرو چاہو
آخرت کو پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے آخرت کو اختیار کیا وَاِنَّكَ
بَضْعَةٌ مِنْهُ وَلَا تَنَالُهَا وَاعْتَنَقَهٗ وَبَكٰى وَوَدَّعَهٗ آپ بھی پارہ جسم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ و سلم ہین دنیا کبھی آپ سے موافقت نکرے گی یہ کہکر ابن عمر حضرت سے لپٹ کر خوب
رویا اور پھر حضرت کو رخصت کر دیا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ غَلَبَنَا حُسَيْنٌ بِالْخُرُوْجِ

وَلَعَمْرِی لَقَدْ رَاٰی فِیْ اَبِیْہِ وَاَخِیْہِ عِبْرَۃً اِلٰی اٰخِرِہٖ ابن عمر بعد اس دن کے ہمیشہ یہی کہا
کرتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے ہمارے مشورے کو نہ مانا اور اپنی رائے ہماری رائے پر
خروج یزید پر غالب رکھے حالانکہ مین اپنی زندگی کی قسم کہتا ہون کہ جو کچھ کوفیون نے انکے
باپ اور بھائی سے بدسلوکی کی تھی وہی اونکی عبرت کے واسطے کافی تھی آخر مین اس
روایت کے اور بہت کچھ ہے وَقَدْ کَتَبْنَا فِیْ رَدِّ مِثْلِ الْاَقْوَالِ بَابًا مُخْتَصًّا ب
اور ہم نے ایسی ایسی باتین جو لوگ حضرت سے کہتے تھے اونکے رد مین ایک باب جداگانہ لکھا
وَاَمَّا هٰهُنَا نَقُوْلُ مُجْمَلًا اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُرِیْدُ اَنْ تَرْكَ الدُّنْیَا وَاِیْثَار
الْاٰخِرَۃِ كَمَا یَقُوْلُوْنَ جَهْلًا وَعَدَاوَۃً لَا یُمْكِنُ لِیْ خَاصَّۃً اِلَّا بِعَیْنِ مَا فَعَلْتُ
لیکن اس مقام پر مجملاً ہم اسیقدر کہتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ ترک
دنیا اور اختیار آخرت کو جسطرح کہ یہ لوگ جاہل بنظر عداوت کے مجھسے کہتے ہین خاص کر
مجھسے اسی طور پر ممکن تھا جسطرح مین نے کیا وَطَرِیْقُ تَرْكِہِ الدُّنْیَا بِاَنَّہٗ كَانَ مَاْمُوْرًا بِہٖ
مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ بِاَنْ یُقْتَلَ وَیُسْتَشْهَدَ فَیَعْلُوْ بِذٰلِكَ دِیْنُ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
اور دنیا کے ترک کرنیکا طریقہ حضرت کے واسطے یہی تھا کہ آپ شہید ہوجائین اور آپ
کی شہادت سے دین خدا بلند ہو اور قیامت تک قائم رہے كَفِیَ الْجَوَابُ عَنِ التَّعْرِیْضِ
الَّذِیْ یَذْكُرُہٗ بَعْضُ الْمُبْغِضِیْنَ لِاَهْلِ الْبَیْتِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اب وہ جواب باقی رہا
بعض دشمنان اہل بیت حضرت کے اس کلام کو ایک طنز پر حمل کرتے ہین وہ
اَنَّ الْحَسَنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ كَانَ بَایَعَ مُعَاوِیَۃَ اَوْصَالَحَ مَعَہٗ فَكَانَ یُعْطِیْہِ
مُعَاوِیَۃُ مِنَ الْحُقُوْقِ وَالْاَمْوَالِ الَّتِیْ تَخْتَصُّ بِذَوِی الْقُرْبٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اور وہ اعتراض یہ ہی کہ چونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے بیعت یا صلح
کرلی تھی اسی جہت سے وہ اموال اور حقوق جو اہل بیت رسالت کے مقرر تھے
اونکو معاویہ بخدمت امام حسن علیہ السلام پہونچاتا تھا وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
لَمَّا لَمْ یُبَایِعْ یَزِیْدَ فَانْقَطَعَ عَنْہُ تِلْكَ الْاَمْوَالُ اور جناب امام حسین علیہ السلام
چونکہ یزید سے بیعت نہین کی پس وہ آمدنی اموال کی بند ہوگئی فَكَانَ یُرِیْدُ مِنْ

انی ترکت الدنیا وھو ذالک پس آپ کا یہ کلام کہ مین نے دنیا کو ترک کیا اوس سے
یہ بات بھی نکلتی ہی کہ مین نے اون اموال کو لینا ترک کردیا وفیہ تلمیح الی ما فعلہ
اخوہ اور اسمین ایک چشمک زنی بہ نسبت جناب امام حسن علیہ السلام کے پائی جاتی ہی
اقول ان فعل السبطین علیہما السلام فی القعود عن الجہاد او القیام بہ
لہ مضاھاۃ تامۃ بفعل جدھما مین کہتا ہون کہ دونون فرزند رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہاد نکرنا اور جہاد کرنا اسمین دونون کو پوری مشابہت تھی
فعل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فکما ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم فی بداءۃ امرہ کان یتقی من الکفار ویختفی تارۃ الی
الغار وتارۃ الی شعب ابی طالب پس جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ابتدائے رسالت مین تقیہ فرماتے تھے کبھی غار مین پوشیدہ ہوئے اور کبھی شعب
ابی طالب مین چھپے وتارۃ یجاھد علی الکفار ویقاتلھم فکل ما فعلہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان واجبا علیہ من قبل اللہ ولم یفعل ما فعلہ
لغرض دنیاوی اور کبھی آپ کافرون پر جہاد کرتے تھے اوراون سے لڑتے تھے
اور جو کچھ آپ نے کیا ابتدا انتہا مین وہی آپ پر خدا نے واجب کیا تھا کسی غرض دنیاوی
کی وجہ سے کوئی فعل نہین کیا ولکن اعداءہ من الکفار والمنافقین کانوا
یرمونہ فی کلتا الحالتین لیکن آپ کے دشمن کافر اور منافق دونون حالتون مین
آپ پر تہمت کرتے تھے فلما اتقی ولم یعلن رموہ بانہ جبان ضعیف القلب
یخاف علی نفسہ جب آپ نے تقیہ کیا اور اظہار نبوت کا نفرمایا اوسوقت یہ عیب
لگاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرپوک ہین ضعیف القلب ہین اپنی جان بچاتے ہین
ولما برز الی الجہاد وقاتل المشرکین طعنوا علیہ بانہ جابر قاھر طالب
للامارۃ والسلطان جب آپ نے جہاد کیا اور قتل مشرکین پر آمادہ ہوئے اوسوقت
یہ کہتے تھے کہ یہ جابر ہین اور زبردستی کرتے ہین امارت اور سلطنت کے طلبگار ہین
فکذلک تدبر یا اخی من حال سبطیہ اسیطرح جناب حسنین کا بھی حال سمجھ لینا چاہیے

فَاِنَّ الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَعَدَ رَمَوْهُ بِاَنَّهُ صَالَحَ طَلَبًا لِلدُّنْيَا وَمَيْلًا لِجَوَائِزِ الْعَطَايَا
حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب خانہ نشینی اختیار کی اونکو دشمنون نے یہ کہا کہ آپنے
صلح طمع دنیا سے کی ہو کہ معاویہ سے روپیہ اور مال ملے وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا
تَرَكَ التَّقِيَّةَ وَلَمْ يُعْطِ الدَّنِيَّةَ فِي يَدِ يَزِيْدَ لِكَوْنِهِ حَلِيْفَ الْخَمْرِ مُظْهِرًا
لِلْبِدْعَاتِ عَدُوًّا لِلْمُسْلِمِيْنَ قَاطِبَةً رَمَوْهُ بِاَنَّهُ خَرَجَ طَالِبًا لِلرِّيَاسَةِ وَحِرْصًا
لِلدُّنْيَا جناب امام حسین علیہ السلام نے جو ترک تقیہ کیا اور اپنی آبرو یزید کے ہاتھ
مین ندی اسلیے کہ وہ شراب خوار تہا بدعتون کا اظہار کرتا تہا مسلمانون کا جانی دشمن
تہا آپ کو یہ عیب لگایا کہ ریاست اور سلطنت کے واسطے آپ نے خروج کیا ہو اور دنیا کی
حرص آپ پر غالب ہو فَبِاللّٰهِ وَلِاَعْدَاءِ الدِّيْنِ كُفَّارًا كَانُوْا اَوْ مُنَافِقِيْنَ خدا سے فریاد ہو
دشمنان دین کے ہاتھ سے کافر ہون یا منافقین فَهٰذَا مَا يَقُوْلُهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِنْ تَرْكِ الدُّنْيَا وَلَيْسَ فِيْهِ تَعْرِيْضٌ اِلٰى مَا فَهِمُوْهُ ایسی بات کو حضرت امام حسین
علیہ السلام اس قول مین بیان فرماتے ہین اسمین وہ تعریض نہین ہو جسکو دشمنان نے
سمجہ رہے ہین بَلْ هُوَ يَقُوْلُ اَنَّهُ مَامُوْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَمُعَاهَدٌ عَنْ جَدِّهِ بِاَنَّهُ يَتْرُكُ
الدُّنْيَا بِتَكْلِيْفِهِ الْخَاصِّ بِهٖ بلکہ آپ یہ فرماتے ہین کہ ترک دنیا جس طرح پر مین نے کیا ہو
خدا کا حکم اور معاہدہ میرے نانا کا یہی تہا کہ مین اپنی تکلیف خاص سے اس طور پر ترک
دنیا کرون وَاَمَّا الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ اَيْضًا تَرَكَ الدُّنْيَا وَاِمْرَتَهُ لِمَا كَانَ
هُوَ تَكْلِيْفَهُ الْمَخْصُوْصُ بِهٖ لیکن جناب امام حسن علیہ السلام نے بہی دنیا اور امارت
دنیا کو ترک کیا جیسا معاویہ سے آپ نے صلح کر لی آپ نے اپنی تکلیف خاص پر عمل کیا
اَمَّا قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اخْتَارَ الْاٰخِرَةَ فَلَا تَدْرِيْ مَاذَا اَرَادَ بِهٰذَا الْقَوْلِ
مگر عبد اللہ ابن عمر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ جو کہا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا اسکا مطلب میری سمجہ مین کچہ نہین آیا
فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَدْوِ اَمْرِهٖ يَتَّقِيْ وَفِيْ اٰخِرِهٖ يُجَاهِدُ
اسلیے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابتدائے زمانہ نبوت مین تقیہ

رہتے تھے اور آخر میں جہاد کرتے رہے فَاِنْ اَرَادَ الرَّجُلُ مَا كَانَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ بَدْوِ اَمْرِهٖ فَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيْضًا مِنْ يَوْمِ شَهَادَةِ اَخِيْهِ اِلٰى اَنْ مَاتَ مُعَاوِيَةُ لَمْ يَخْرُجْ فَكَانَ فِيْ بَدْوِ اَمْرِهٖ عَلٰى مَا كَانَ جَدُّهٗ عَلَيْهِ اگر عبداللہ ابن عمر کا مطلب ہے کہ جناب رسالتمآب نے ابتدائے زمانہ نبوت میں ترک دنیا کیا اور آخرت کو اختیار کیا تھا پس جناب امام حسین علیہ السلام بھی جس دن سے حضرت امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے تا روز وفات معاویہ آپ نے بھی خروج نہیں فرمایا اور خانہ نشین رہے پس ابتدائے زمانہ امامت میں آپ کی وہی کیفیت رہی جو کیفیت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک دنیا میں تھی فَلَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ خَرَجَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى يَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْكَعْبَةِ كَانَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَنْهَجِ فَكَيْفَ يَكُوْنُ طَالِبًا لِلدُّنْيَا وَهُوَ عَلٰى سُنَّةِ جَدِّهٖ پھر جب معاویہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام مدینے سے نکلے اور مکہ معظمہ بھی آپ سے چھوٹا اس وقت تک آپ نے خروج بغرض جہاد نہیں کیا تھا اور اپنے نانا کے طریقے پر تھے پھر طالب دنیا کیونکر ہو سکتے ہیں وَاِنْ كَانَ مُرَادُ الرَّجُلِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاهَدَ الْكُفَّارَ فَقَدْ اٰثَرَ الْاٰخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيْضًا سَلَكَ مَسْلَكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ اَمْرِهٖ اور اگر عبداللہ ابن عمر کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیا اس وقت سے آپ نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑا پس امام حسین علیہ السلام نے بھی اخیر میں وہی کیا کہ جہاد پر آمادہ ہوئے فَكَيْفَ يَكُوْنُ الْمُتَّبِعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْحَالَتَيْنِ غَيْرَ مُؤْثِرٍ لِلْاٰخِرَةِ طَالِبًا لِلدُّنْيَا جب حضرت امام حسین کو اول اور آخر دونوں حالتوں میں پیروی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی کیا سمجھکر عبداللہ ابن عمر نے آپ سے یہ کہا اور کس طرح جناب امام حسین علیہ السلام معاذ اللہ تارک آخرت اور طالب دنیا ہو سکتے ہیں وَنَعُوْدُ اِلٰى مَا بَقِيَ مِنْ حَالَاتِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَهُوَ اسْتِرَاءُ الْاَرْضِ وَهُوَ اَمْرٌ مَشْهُوْرٌ بَلْ مُتَوَاتِرٌ

اب ہم باقیماندہ حالات اس دن کے بیان کرتے ہین اور وہ خرید کرنا زمین کربلا کا
ایک نہایت مشہور بات ہو بلکہ متواتر ہو وَلٰکِنَّ تِلْکَ الرِّوَایَۃَ لَا تُوجَدُ فِی الْمَقَاتِلِ الْمَشْهُورَ
وَلَمْ اَظْفُرْ بِهَا اِلٰی یَوْمِی هٰذَا لیکن یہ روایت کسی کتاب مین بمضمون مندرج بحر المصائب
نہین پائی جاتی ہو اور آج تک مجکو اسکی سند نہین ملی وَقَدْ نَظَمَهَا الشُّعَرَاءُ قَدِیْمًا
وَحَدِیْثًا شعراء مداح اہل بیت نے برابر اسکو ہر زبان مین نظم کیا ہو فَالْعَجَبُ کُلُّ
الْعَجَبِ اَنَّهُمْ کَیْفَ لَمْ یَذْکُرُوْهَا مَعَ ادِّعَاءِ بَعْضِ الْمُصَنِّفِیْنَ اَنَّهُمْ قَدِ اسْتَوْفَوا
الْکَلَامَ فِیْ مَاٰثِرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَعَسٰی اَنْ یُرْشِدَنِیَ اللّٰهُ اِلٰی اَصْلِ لَهَا
نہایت تعجب ہو کہ ایسی مشہور روایت کو ان لوگون نے ذکر نہین کیا اور شاید کہ
خدا کسی وقت مجکو اسکی اصل کسی کتاب مین بہم پونہچاوے اب تو مین بحر المصائب
سے اس روایت کو لکہتا ہون قَالَ فِیْ بَحْرِ الْمَصَائِبِ رَوٰی بَعْضُ عُلَمَائِنَا
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ اَرْضَ کَرْبَلَا اَمَرَ بِاِحْضَارِ
اَهْلِ الْقُرٰی اَهْلِ نِیْنَوٰی بحر المصائب مین بعض علما سے روایت کی ہو کہ جسوقت
امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر پہونچے حکم دیا کہ باشندگان نینوی کو بلاؤ جب
حاضر ہوئے قَالَ لَهُمْ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُقِیْمَ فِیْ اَرْضِکُمْ هٰذِهٖ وَاُحِبُّ اَنْ
اَجْعَلَهَا مَسْکَنِیْ اُن سے فرمایا کہ مین تمہاری اس زمین پر رہنا چاہتا ہون اور
مجھے پسند ہو کہ اس زمین کو اپنا مسکن قرار دون فَاِنْ بِعْتُمُوْهَا عَلَیَّ کَانَ فِیْ
ذٰلِکَ لِیْ رِضَاءٌ اگر تم اس زمین کو میرے ہاتھ فروخت کرو اسمین میری
خوشنودی ہوگی فَقَالُوْا یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعْنَا
مِنْ اٰبَاءِنَا الْاَوَّلِیْنَ اَنَّ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاِبْرَاهِیْمَ وَغَیْرَهُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ
وَالْوَصِیِّیْنَ لَمْ یَرِدْ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الْاَرْضِ اِلَّا وَقَدْ اَصَابَتْهُ
بَلِیَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَمُصِیْبَۃٌ فَخِیْمَۃٌ ان لوگون نے عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اپنے آبا و اجداد سے سنا ہو کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ
اور حضرت ابراہیمؑ وغیرہ اور نبی اور جو شخص اس زمین پر گذرا ہی بلائے عظیم اور مصیبت

زاید مین گرفتار ہوا ہو فایاک و ان تسکن فیھا آپ ہرگز اس زمین پر سکونت نہ اختیار کرین
فقال الحسین علیہ السلام کیف لا وقد جرٰی بہ القضاء من یوم خلقت السموات
والثرٰی فاشترٰی منھم النواحی التی فیھا البرکۃ والشفاء الٰی اربعۃ
امیال بستین الف درھم حضرت نے فرمایا نہ کیونکر رہونگا قضاے الٰہی اس
بات پر اوسی دن سے جاری ہولی ہو جسدن خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا یہ کہکر
آپ نے اون لوگون سے ساٹھ ہزار درہم دیکر اون مقامات کو خرید کیا جن مین خدا نے
برکت اور شفا رکھی ہو اور مسافت اور پیمایش مین وہ زمین چار میل تک ہو وفیھا
قبر سید الانس والجان وقبور اصحابہ الی الان اوسی متبرک زمین پر قبر حضرت
امام حسین علیہ السلام کی ہو جو سردار اولاد آدم اور پری جان کے ہین اور قبرین آپ کے
اصحاب کی بھی اوسی زمین پر آج تک بنی ہوئی ہو ثم تصدق بھا علیھم بشرطین
بعد اوسکے اوس زمین کو اونہین لوگون پر وقف کردیا دو شرطون سے احدھما ان
لا یزارعوا فیھا فقط ایک شرط یہ ہو کہ اوتنی زمین پر جسکو آپ نے خریدی ہو کبھی کہیتی
نکرین وثانیھما ان یرشدوا الی قبرہ من یجی من شیعتہ لزیارتہ ویضیفوہ
ثلاثۃ ایام اور دوسری شرط یہ فرمائی کہ جو آپ کا دوست زیارت قبر کے واسطے آئے
اوسکو نشان قبر بتلادین اور تین روز تک اوسکو اپنا مہمان رکھین فرضوا بھما ورجعوا
الی منازلھم وکان ذلک فی الیوم الثانی من المحرم اہل نینوی ان دونون شرطون
پر راضی ہوئے اور قیمت لیکر اپنے گہرون کو پلٹ آئے یہ معاملہ دوسری تاریخ محرم کی واقع ہوا تہا
بابی وامی ھذا الامام ما بقی بعد ذلک حیا فیھا الا اسبعۃ ایام میرے مان باپ فدا
ہون اس امام پر کس شوق سے اس زمین پر رہنے کے واسطے اسکو خرید فرمایا اور سات دن سے
زیادہ زندہ نرہے حتی قضی نحبہ عطشانا وظمآنا ونادی منادٍ من السماء
الا قتل الحسین بکربلا تا آنکہ پیاسے شہید ہوگئے اوسوقت ایک منادی نے
آسمان سے ندا بلند کی کہ اسوقت زمین کربلا پر امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے اہل نینوی کی
اجساد مطہر کے دفن کرنے کی روایت ہم نے ایک باب جداگانہ مین لکھی ہے

باب سی و ہفتم تشنگی جناب امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت اور اصحاب اور چھوٹے چھوٹے بچون کی اور بیان چند معجزات

اَلْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنِعَ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْيَوْمِ السَّابِعِ اَوْ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّامِنَةِ مشہور تو یہی ہی کہ پانی آپ پر ساتوین تاریخ سے محرم کے دن کو یا دن گذر کر آٹھوین شب سے بند کیا گیا وَهُوَ الْمُسْتَفَادُ مِنَ الزِّيَارَاتِ الْمَرْوِيَّةِ عَنِ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالرِّوَايَاتِ الْمُخْبِرَةِ بِشَهَادَتِهِ مِنْ يَوْمِ وِلَادَتِهِ اور یہی پیاس چند روزہ اون زیارتون سے بہی سمجہی جاتی ہی جو آئمہ علیہم السلام سے روایت کی گئی ہین اور اون روایتون سے بہی ثابت ہوتی ہی جو بطور پیشین گوئی از روز ولادت امام حسین علیہ السلام تا روز شہادت منقول ہوئے ہین بَلْ مِنَ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِي اِخْبَارِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْاَنْبِيَاءِ مِثْلُ اٰدَمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بلکہ اون روایتون سے بہی چند روزہ پیاس ثابت ہوتی ہی جن مین خدا نے اور انبیا کو جناب امام حسین علیہ السلام کی پیاسے شہید ہونے کی خبر دی ہے وَاَيْضًا يَدُلُّ عَلَيْهِ اَقْوَالُ الْحُرَّاسِ وَالْمَانِعِيْنَ لِلْمَاءِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِنَّهُمْ وہ روایتین جن مین محافظان فرات کے اقوال منقول ہین جنہون نے پانی حضرت پر بند کیا تہا وہ بہی اسی پر دلالت کرتے ہین کہ تین روز تک پانی بند رہا فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَا حُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذَا مَاءُ الْفُرَاتِ يَمُوْجُ فِي الْبَحْرِ يَشْرَبُ مِنْهُ الدَّوَابُّ وَالْاَنْعَامُ وَاَنْتَ لَا تَذُوْقُ مِنْهُ قَطْرَةً وہ سنگدل پکار پکار کر حضرت کا نام لیکر کہتے تہے کہ دیکہیے یہ آب فرات لہرین مار رہا ہی چرند و پرند اس مین سے پیتے ہین اور آپ کو ایک قطرہ بہی نہین ملتا ہی وَكَانَ ذٰلِكَ اَشَدَّ هَمًّا دَخَلَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهِ حَتّٰى اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِمْ بِمَا دَعَا یہ کلمات جگر خراش جناب امام حسین علیہ السلام اور اونکے اصحاب پر بہت گران گذرتے تہے یہانتک کہ آپ نے اون لوگونپر بد دعا فرمائی اور بعض ملاعنہ پر عذاب بہی نازل ہوا

من افردنا لبيانه بابا مفردا لشموله على كرامات ومعجزات شتى ہم نے
اس باب کا ذکر ایک باب جداگانہ مین کیا ہو اسلیے کہ یہ بات چند کرامات اور معجزات پر
حضرت امام حسین علیہ السلام کی شامل ہو وایضا یدل علیه ما تکلم به اصحاب
الحسين عليه السلام وموعظتهم لعمر بن سعد وشمر وغيرهما مذ يوم
التاسع الى يوم عاشورا اور اسی تین دن کی پیاس پر جو گفتگو اصحاب امام حسین
علیہ السلام نے عمر سعد اور شمر وغیرہ سے کی ہو دلالت کرتی ہو اور جو جو وعظ اور نصیحت
اون بزرگون نے اشقیا امت کو ساتوین تاریخ سے تا روز عاشورا فرمائی ہے
اوس سے بھی یہی نکلتا ہو کہ پانی بند کیا ہو فانهم كانوا يقولون بعد اظهار كونه
اماما حقا انه واطفاله يموت عطشانا اسلیے کہ وہ برگزیدگان بارگاہ الٰہی پہلے
تو حضرت کے امام برحق ہونے کو بیان کرتے تھے اوسکے بعد یہ بھی کہتے تھے کہ وہ جناب
اور اطفال اوس جناب کی پیاس سے ہلاک ہوئے جاتے ہین وہ سچے تھے کبھی
جھوٹ نہین کہہ سکتے وايضا كلماتهم حين برزوا من الحرب او وردوا
على الفرات وعدم شربهم الماء تاسفا على كونه واطفاله عطشانا
تدل على ذلك ايضا جو باتین بطور رجز کے اصحاب اور اہل بیت حضرت کے صف
جنگاہ مین کہتے تھے خواہ جب لڑتے لڑتے فرات پر پہونچ جاتے تھے اور بنظر وفاداری
پانی نہین پیتے تھے اسلیے کہ اونکو تاسف ہوتا تھا حضرت کی پیاس اور اطفال کے
یاد کرکے اور چلو مین پانی بھر کر پھینک دیتے تھے یہ روایتین بھی اسی پر دلالت کرتی
ہین کہ پانی تین روز سے بند تھا فهي روايات مستفيضة بل متواترة معنى
یہ سب روایتین اگر یکجا کیجائین تو انکا شمار سو سے زیادہ ہوتا ہو بلکہ یہ روایتین
حد تواتر کو پہونچ گئی ہین یعنی پیاس کا ذکر سب مین ایکسان ہو گو اور مضامین
بھی شامل ہون وظني ان الحسين عليه السلام كان محكوما بذلك العطش
من الله تعالى وكان هذا من خواصه دون غيره من الاصحاب والاعزة
اور مجھے گمان یہ ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام پیاسے رہنے پر خدا کی طرف سے

محکوم تھے اور یہ تشنگی جس سے آپ کا امتحان ہوا خاص آپ کی ذات سے تھے دیگر اعزہ
اور عزیز آپ کے اوس خاص تشنگی مین محکوم نہین تھے وکما انہ لم یذق من الماء
قطرۃ لم یاکل من الطعام ایضا فان البلاء والامتحان العام انما یصدق
علی صحۃ ما ذکرناہ اور جسطرح آپ نے ایک زمانہ معین تک پانی نہین پیا کھانا
نہین کھایا اسلیے کہ پورا امتحان تو اوسی وقت صادق آتا ہی جب آب و طعام دونون سے
آپ محروم رہے ہون وقد قال اللہ تعالی ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع
الآیہ وہی مفسرۃ فی الحسین علیہ السلام کما ذکرناہ فی باب اخر
اور خدا یتعالی فرماتا ہی کہ ہم ضرور تمہارا امتحان کرین گے ایک بڑے خوف سے اور
بھوک سے یہ آیت شان مین جناب امام حسین علیہ السلام کی تفسیر کی گئی ہی چنانچہ ہم
ہمنے ایک باب خاص مین لکھا ہی فالجوع المنصوص فی قولہ تعالی یلازمہ العطش
پس بھوک جسکی تصریح اس آیہ مین ہوئی ہی پیاس بھوک کو لازم ہی لان الجائع قل
ما یکون جائعا و لا یکون عطشانا اسلیے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہی بلکہ نہین ہوتا
کہ آدمی بھوکھا ہو اور پیاسا نہو فکون الحسین علیہ السلام جائعا لاجل
تلک البلاء من کونہ عطشانا پس اس امتحان مین بھوکھا رہنا حضرت امام حسین
علیہ السلام کا ضرور اس بات کو چاہتا ہی کہ آپ پیاسے بھی رہے ہون فان قلنا انہ
کان نادیا للصوم فیلزم اشکال صوم الوصال وھو محرم قطعا اگر ہم اسبات کے
قایل ہون کہ آٹھوین تاریخ سے آپ نے روزہ کی نیت کی تھی اور وہ روزہ عاشورہ تک
برابر رہا یہ تو قطعا حرام ہی اسلیے کہ صوم وصال لازم آتا ہی اور صوم وصال اسی کو کہتے
ہین کہ دن کو روزہ رکھے اور شب کو افطار نہ کرے اور صبح کو پھر رکھے ودفع ذلک لانکی
ھین اس اعتراض کا دفع کرنا بہت آسان ہی اما اولا فانہ انما یلزم صوم
الوصال اذا قصد الصائم ونوی وصال صومہ بصوم یوم یتصل بعدہ
پہلا جواب یہ ہی کہ صوم وصال اوسوقت لازم آتا ہی جسوقت روزہ دار نیت کرے
کہ مین آج کا روزہ کل کے روزہ سے ملادونگا واذا نوی الصوم من طلوع الفجر

الی غروب ذلک الیوم فینقطع صومه حینئذٍ سواءٌ افطر بمفطرٍ ام لم یفطر
اور جسوقت روزہ دار یہ نیت کرے کہ مین روزہ صبح صادق سے غروب تک رکھونگا
پس روزہ اوسکا بروقت غروب شرعی کے تمام ہوجائیگا کوئی چیز روزہ شکن استعمال
کرے یا نہ کرے ھذا علی رای من یری ان الافطار امرٌ لا یحتاج فیه الی امرٍ
سوی النیّة بقطع الصوم حین یجب ان یفطر اور یہ بات اوس تجویز پر ہی جسکے
نزدیک یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ روزہ کا افطار اور کسی چیز پر موقوف نہین ہی سوائے
اسکے کہ نیت کرے کہ جو زمانہ شرع مین روزہ کے واسطے مقرر ہی اوس زمانہ کے بعد
پھر مین روزہ سے نہونگا واما ثانیاً فنقول یمکن ان یکون الحسین علیه السلام
قد ذاق شیئاً او شرب قلیلاً من المائعات المباحة التی یقطع بها صومه
حذراً من صوم الوصال اور جواب دوسرا یہ ہی مین کہتا ہون ممکن ہی کہ جناب امام حسین
علیہ السلام نے کوئی چیز چکھہ لی ہو یا کوئی چیز پتلی ایسی کسیقدر منہ مین ڈالی ہو جس سے
روزہ کا افطار ہوجاتا ہی بخوف اس امر کے کہ پے در پے روزہ رکھنے سے صوم وصال
لازم آئے ھذا علی رای من یوجب للافطار فعلاً آخر من المفطرات یہ جواب
اس تجویز پر ہی کہ سوائے نیت کے کوئی اور فعل بھی ایسا کرنا واجب ہی جس سے روزہ ٹوٹ
جاتا ہو مثل کہانے پینے وغیرہ کے وقد اتفق ذلک لبعض اصحاب الکساء فی زمن
رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وکان ذلک سبباً لنزول سورة
هل اتی علی الانسان حین من الدهر الا یہ بھی روزہ کا رکھنا زمانہ حیات جناب
رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بعض اصحاب کسا یعنی جناب سیدہ علیہا السلام
وجناب امیر علیہ السلام سے واقع ہوا تہا اور یہی سبب تہا سورۂ ہل اتی نازل ہونے کا
فانهم صاموا ثلاثة ایام وافطروا علی الماء اسلیے کہ اون بزرگوارون نے
تین دن روزہ پر روزہ رکھا فقط پانی پر افطار کیا فجزاهم ربهم بها جزی
وانعم علیهم بتشریفاته التی لا حد لها ولا منتهی خدا نے اون بزرگوارون
کو امتحان روزون کی جزاء خیر پوری پوری عطا فرمائی اور انعام اور بخشش

اور عطائین اسقدر کین جنکی کوئی حد اور نہایت نہین ہی چنانچہ سورۂ دہر مین اونکی
تفصیل وارد ہی ولکن فرقٌ بین صیامہم المنذورۃ وبین صیام الحسین
علیہ السّلام فی اللطف لیکن بڑا فرق ہی درمیان اون تین روزون کے جنکو
اون بزرگوارون نے منت مان کر رکھا تھا اور ان فاقون مین جناب امام حسین
علیہ السلام کے جو کربلا مین آپ نے کیئے فانہم قد اطعموا ثلاثۃ ایام مسکینا
ویتیما واسیرا اسلیئے کہ اون بزرگوارون نے اگرچہ تین روزے درپے روزے
پر روزے رکھے مگر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ایک ایک روز کھانا بھی کھلایا اما
الحسین علیہ السّلام فکان لا یتمکّن ان یطعم اطفالہ فضلاً عن یتیم اخر
مگر جناب امام حسین علیہ السّلام پر وہ سخت حالت گذر رہی تھی کہ اپنے اطفال کو بھی کچھ
نہین کھلا سکتے تھے اور کسی یتیم کا دینا کیسا بل کان لا یقدر علی ان یداوی
ابنہ السّجاد ویعطی لہ الغذاء قدر ما یجب منہ تغذیۃ المرضی بلکہ آپ تو
اسقدر مجبور تھے کہ اپنے فرزند علیل جناب زین العابدین علیہ السلام کو دوا نہین
دے سکتے تھے اور جتنی غذا بیمار کو دینی واجب ہی وہ بھی آپ نہین دے سکتے تھے
لکنّ المعروف بقدر المعرفۃ مگر یہ بھی تو ہی کہ صلہ اور جزا نیکی خیر بھی خدا کی طرف
سے اوسیقدر زیادہ ملتا ہی جتنی بندہ کی معرفت یا عبادت زیادہ ہو فالصّبر
علی البلاء کلما کان الیوم اضعافا فالجزاء ایضا مثلہ پھر چونکہ صبر امام حسین کا
اور ثابت قدمی امتحانات الٰہی پر کربلا مین بہت زیادہ تھے جزا بھی اونکی ویسی ہی
خدا نے زیادہ عطا فرمائی انتہی قد جزی اللہ سبحانہ علی الصّیام المذکورۃ
فی سورۃ الدّہر من الجنّۃ والحریر وغیر ذلک من نعیم الجنّۃ میری مراد
یہ ہی کہ اون تین روزون کے صلہ مین خدا نے وہ چیزین عطا فرمائین جنکا بیان
سورۂ دہر مین کیا ہی بہشت اور حریر وغیرہ امّا صیام الحسین علیہ السّلام
فجزاءہ الشّفاعۃ الکبری والنّجاۃ الاخرویّۃ لامّۃ جدّہ المصطفیٰ ولاسیّما
لشیعتہ وزوّارہ من المصائب والبلایا اور جزا اور صلہ حضرت امام حسین علیہ السلام

تین دن کی بھوک اور پیاس کا یہ ملا کر شفاعت کبرا اور نجات بروز قیامت امت
محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور مصیبت اور بلاؤن سے امان تا روز قیامت
اون لوگون کو جو زیارت روضۂ مبارک کی کرین اور مطیع اور پیرو بھی حضرت
کے ہون وَبِالْجُمْلَةِ فَلَا رَيْبَ فِي كَوْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَمْنُوعًا عَنِ
الْفُرَاتِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّامِنَةِ اور خلاصہ یہ ہو کہ شب ہشتم جناب امام حسین
علیہ السلام فرات کے پانی سے بالکل منع کر دیے گئے تھے لَا سِيَّمَا مِنْ حِينِ
وُرُودِ الشِّمْرِ وَكَوْنِهِ عَيْنًا مَبْعُوثًا مِنَ ابْنِ زِيَادٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ خصوصاً
جسوقت سے شمر ملعون کربلا میں پہونچا جسکو ابن زیاد نے عمر سعد پر بطور مخبر کے
مقرر کرکے بھیجا تھا فَقَدِ اشْتَدَّ مَنْعُهُمْ لِأَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَمْلَئُوا
قِرْبَةً مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ اوسوقت سے بڑی شدت لشکر عمر سعد نے اس بارہ مین کی
کہ ایک مشکیزہ پانی کا بھی دریا فرات سے اصحاب حسین علیہ السلام کو بھرنے ندیتے تھے
عَدَا مَا رُوِيَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَدْ جَاءَ بِالْمَاءِ مُخْتَفِيًا أَوِ الْبَعْضُ مِنْهُمْ قَدْ تَيَسَّرَ
لَهُ الْمَاءُ لِكَوْنِ بَعْضِ الْحَرَسَةِ مِنْ أَقَارِبِهِ سوائے اوس شاذ و نادر
روایت کے جس مین یہ مذکور ہے کہ بعض اصحاب چھپ کر تھوڑا سا پانی لائے
خواہ بعض اصحاب کو تھوڑا سا پانی کسی وقت اس سبب سے ملگیا کہ محافظ گھاٹ کا
اس صحابی کے اقربا مین سے تھا وَيَظْهَرُ مِنْ تَضَاعِيفِ الرِّوَايَاتِ الْمَرْوِيَّةِ
فِي الْمَقَاتِلِ أَنَّ مَنْعَهُمْ لِلْمَاءِ كَانَ لَهُ أَقْوَى الْأَسْبَابِ أَنَّهُمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
كَانُوا يَعْلَمُونَ مِنْ شُجَاعَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
روایات کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ بڑا سبب اور قوی باعث پانی بند
کرنے کا حضرت پر یہی امر تھا کہ وہ ملعون آپ کی شجاعت اور اصحاب اور اہل بیت
کے جانتے تھے فَعَظُمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِذَا عَطِشُوا وَجَاعُوا ضَعُفَتْ
قُوَاهُمْ فَأَشْرَفُوا عَلَى الْهَلَاكِ یہ بات جانکر اون پر خوف عظیم طاری تھا اونھون نے
یہ خیال کیا کہ جب یہ لوگ پیاسے رہین اور بھوکے ہون گے آب و غذا ان پر

بند کیجاوے انکی جسمانی قوتین ضعیف ہو جاوین اور قریب بہلاکت پہونچین گے
فیکونُ قتالُھُم لِلاَعداءِ اَضعفَ وَاَوھنَ تب انکی لڑائی مین اور دشمنون
سے مقابلہ کرنے مین ضعف اور سستی پیدا ہو جاوے گی وھٰذا ھُوَ الَّذِی
دَعَاھُم اِلٰی مَنعِ المَاءِ مُنذُ الیَومِ السَّابِعِ اور یہی سبب ہو کہ اونہون نے
ساتوین تاریخ سے بہت بڑا اہتمام کیا اور پانی کو بند کیا اگرچہ ابن زیاد کا
حکم جسدن سے حر کو روانہ کیا تہا اوسی دن سے یہی تہا چنانچہ جو خطوط
حر کے نام پر آئے ہین سب مین یہی مضمون درج ہو لٰکِن لَمَّا رَجَعَ حَبِیبُ بنُ
مُظَاھِرٍ مِنَ الغَاضِرِیَّۃِ وَقَد تَفَرَّقَ جَمَاعَۃُ بَنِی اَسَدٍ لِقِتَالِھِم بِالاَزرَقِ
الشَّامِیِّ وَمَن مَعَہٗ وَانھِزَامِ بَنِی اَسَدٍ لِقِلَّۃِ عَدَدِھِم لیکن جسوقت
سے حبیب ابن مظاہر رحمہ اللہ غاضریہ سے پلٹ آئے اور جماعت بنی اسد
کے متفرق ہو گئے جن سے ازرق شامی اور اوسکے ہمراہی لوگ لڑے
تھے جو شمار مین زیادہ تھے اور بنی اسد کی جماعت بہت کم تھی وَکَانَ
ذٰلِکَ فِی اللَّیلَۃِ السَّابِعَۃِ فَنَزَلَ خَیلُ بَنِی اُمَیَّۃَ مَعَ الاَزرَقِ
اللَّعِینِ عَلٰی شَاطِیِٔ الفُرَاتِ وَحَالُوا بَینَ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ
وَبَینَ المَاءِ یہ لڑائی چھٹی تاریخ کا دن گذر کے ساتوین شب کو ہوئی
اور لشکر یزید کا جسقدر ہمراہ ازرق شامی کے تہا کنارہ فرات پر
ٹہر گیا یہی لوگ سب سے پہلے حائل ہوئے بیچ مین اوتر کر لشکر امام حسین
علیہ السلام اور دریاے فرات کے وَذٰلِکَ المَنعُ وَاِن لَم یَکُن
بِحُکمِ اَمِیرِ العَسکَرِ لِخُلُوِّ الرِّوَایَۃِ عَنِ التَّصرِیحِ بِذٰلِکَ
لٰکِن وَقَعَ اِتِّفَاقًا ان لوگون کا پانی کو بند کرنا اگرچہ بظاہر
عمر سعد کے حکم سے نہ تہا اسلیے کہ اس روایت مین اس مضمون کے
تصریح نہین ہے لیکن اتفاقًا ایسا واقع ہو گیا کہ وہ لوگ
کنارے فرات پر ٹہر گئے

باب سی و ہشتم تاریخ ساتوین کو ایک پانیکا چشمہ باعجاز امام حسینؑ علیہ السلام کے بر آمد ہونا

قَالَ فِی الْبِحَارِ وَاشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ فَاَخَذَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاْساً
تب ساتوین شب کو ازرق شامی مع اپنے ہمراہیون کے فرات پر اوترا بحار مین روایت
فرمائی ہی کہ ساتوین تاریخ دن کو پیاس نے جناب امام حسین علیہ السلام اور اون کے
اصحاب پر زبون حالی پیدا کیے اور شدت پیاس کی ہوئی اوسوقت خود حضرت
امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مین ایک بیلچہ اوٹھالیا وَجَاءَ اِلٰی وَرَاءِ الْخَیْمَۃِ
فَخَطَا فِی الْاَرْضِ تِسْعَ عَشَرَ خُطْوَۃً نَحْوَ الْقِبْلَۃِ اور پشت خیمہ کی طرف تشریف لائے
اور انیس قدم گنکر قبلے کی طرف چلے ثُمَّ حَفَرَ ھُنَاکَ فَنَبَعَتْ لَہٗ عَیْنٌ مِنَ الْمَاءِ
الْعَذْبِ اوس مقام پر حضرت نے تھوڑی سی زمین کھودی فوراً ایک چشمہ آب شیرین کا
جاری ہوا فَشَرِبَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَشَرِبَ النَّاسُ بِاَجْمَعِھِمْ وَمَلَئُوْا
اَسْقِیَتَھُمْ ثُمَّ غَارَتْ تِلْکَ الْعَیْنُ فَلَمْ یُرَ لَھَا اَثَرٌ اوس پانی کو حضرت نے
بھی پیا اور تمام آپکے ہمراہیون نے پیا اور مشکین پکھالین سب بہرلین بہر وہ چشمہ
ایسا غایب ہوگیا کہ اوسکا نشان تک باقی نرہا اَقُوْلُ ھٰذَا مِنْ کَرَامَاتِ مَوْلَانَا
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ الَّتِیْ ظَھَرَتْ مِنْہُ فِی الْیَوْمِ السَّابِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ مین کہتا ہون
کہ یہ بھی ایک بات معجزات سے جناب امام حسین علیہ السلام کے تہی جو آپ ہی کے
ہاتھ پر ساتوین تاریخ محرم کی جاری ہوئی وَلَا یَقِلُّ مِنْ کَرَامَۃِ وُقُوْفِ الْجَوَادِ یَوْمَ
وُرُوْدِہٖ فِی الطَّفِّ یہ معجزہ کچھ کم نتہا اوس معجزے سے کہ آپ کے گھوڑے ٹہر گئے
تھے جسدن آپ زمین کربلا پر پہونچے ہین وَلَعَلَّہٗ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُنْدَرِجَۃِ فِی
صَحِیْفَتِہِ الْخَاصَّۃِ میرے گمان مین یہ بھی ایک خاص امر ہی منجملہ اون امور سے جو
آپ کے صحیفہ خاص مین مندرج تھے وَلَیْسَ ھٰذَا مِنْ حَفْرِ الْاٰبَارِ کَمَا ذَھَبَ
اِلَیْہِ ابْنُ نَمَا اور یہ فعل حضرت کا کنوان کہودنے مین داخل نتہا جیسا کہ ابن

انیاد کے تابعین سے نے خیال کر کے مخبری کی لِاَنَّ الْبِئْرَ الْمَحْفُوْرَةَ لَایَکُوْنُ حَفْرُهَا
مَشْرُوْطًا بِالشُّرُوْطِ الَّتِیْ اَوْفَاهَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ حَفْرِ الْعَیْنِ الْمَذْکُوْرَةِ
اسلیے کنوئین کا کہودنا اون شروط پر موقوف نہین ہی جنکو اس چشمہ کے کہودنے مین حضرت
امام حسین علیہ السلام نے ادا کیا فَاِنَّ حَفْرَ الْبِئْرِ یُمْکِنُ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ مِنْ کُلِّ اِنْسَانٍ
اسلیے کہ کنوان کہودنا ہر یک زمین پہ جو قابل کہودنے کے ہی ہر ایک انسان سے ممکن
اَمَّا حَفْرُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِنَفْسِهٖ وَاَخْذُهُ الْفَاسَ بِیَدِهِ الشَّرِیْفَ
وَتَخَطِّیْهِ تِسْعَ عَشَرَ خُطْوَةً نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَاِیْقَاعُ ذٰلِكَ وَرَاءَ الْخَیْمَةِ فَکُلُّ ذٰلِكَ
دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ کَانَ عَالِمًا بِوُجُوْدِ نَبْعِهَا هُنَاكَ لیکن خود حضرت کا اس چشمہ کو کہود
اور اپنے ہاتہہ مین بیلچہ لینا اور اونیس[۱۹] قدم بجانب قبلہ چلنا اور پشت خیمہ پر اس فعل کو ادا
کرنا یہ سب باتین اسی پر دلالت کرتی ہین کہ آپ کو پہلے سے معلوم تہا کہ یہ چشمہ اس مقام پر
نکلیگا وَاَنَّهٗ لَا تَنْبَعُ اِلَّا اَنْ یَحْفُرَهَا بِیَدِهِ الشَّرِیْفَةِ جَعَلَنَا اللهُ فِدَاءً لِیَدِهِ الَّتِیْ
حَفَرَ بِهَا تِلْكَ الْعَیْنَ اور یہ بہی آپ کو معلوم تہا کہ یہ چشمہ کبہی نہ بر آمد ہوگا جب تک کہ آپ
بذات خاص اوس زمین کو نہ کہودین ہماری جانین فدا ہو جائین اون ہاتہون پر جن
ہاتہون سے آپ نے اس چشمہ کو کہودا تہا وَلَمْ یَاْمُرْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا بَلْ اَخَصَّ
اَقْرِبَائِهٖ کَالْعَبَّاسِ رَحِمَهُ اللهُ وَغَیْرِهِمْ بِذٰلِكَ اور کسی شخص کو اپنے اصحاب مین سے
بلکہ اپنے خاص عزیزون مین سے مثل جناب عباس رحمہ اللہ وغیرہ کے اوس کے
کہودنے کا حکم ندیا حالانکہ جناب عباس رحمہ اللہ کا خاص یہ کام تہا ثُمَّ لَمَّا کَانَ
ذٰلِكَ مِنْ اَخَصِّ کَرَامَاتِهٖ فَلِذَا قَدْ اَظْهَرَهَا اللهُ تَعَالٰی عَلٰی یَدِهٖ لِیَعْلَمَ النَّاسُ
اَنَّهٗ عَالِمٌ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ پہر چونکہ یہ بات خاص آپ کی کرامات مین سے تہی
اسی واسطے خدا نے آپ ہی کے ہاتہہ پر اسکو ظاہر فرمایا تاکہ آدمیون کو معلوم ہو جائے
کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو زمین کے خزائن اور دفائن کا علم ہی وَهُوَ الْعِلْمُ
الْمَکْنُوْنُ وَالسِّرُّ الْمَصُوْنُ الْمَخْزُوْنُ الَّذِیْ لَا یُوْجَدُ اِلَّا عِنْدَ خَوَاصِّ اَوْلِیَائِهٖ
وَحُجَجِهٖ عَلٰی خَلْقِهٖ یہ علم پوشید ہی اور راز محفوظ ہی جو بطور امانت کے رہتا ہی

کسی کو حاصل نہین ہوتا بجز خاص اولیاء اللہ کے جو خلق خدا پر حجت ہوتے ہین و ایضاً یعلم
من غور العین وانمداد اثرہا ان الحسین علیہ السلام لم یکن ماذوناً من
عند اللہ الا ان یشرب من مائہا مرۃ واحدۃ او فی یوم واحد اوس چشمے کے غایب
ہو جانے سے اور نشان مٹ جانے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو
خدا کی طرف سے اتنی ہی اجازت تھی کہ ایک مرتبہ خواہ ایک دن مین چند مرتبہ اوس پانی کو
پئین وہو الیوم السابع عندی وفی روضۃ الشہداء انہ الیوم الثامن ولا یباعدہ
الروایات الاخر یہ ماجرا ساتوین تاریخ کا میرے نزدیک ثابت ہوا ہو اور روضۃ الشہدا مین
آٹھوین تاریخ اسکی روایت کی ہو مگر اور روایتین روضۃ الشہدا کی روایت کو ضعیف
کرتے ہین تحقیق یہی ہو کہ ساتوین تاریخ یہ معجزہ صادر ہوا ومن اوضح الدلائل علی ان
جریان الماء من تلک العین بادنی تعب لحفر کان من کراماتہ الخاصۃ بہت
واضح دلیل یہ ہو کہ پانی اس چشمہ سے تھوڑی سی محنت کھودنے کی حضرت کو ہوئی اور چشمہ
نکل آیا یہ خاص آپ کی کرامت کی بات تھی فان الارض التی کانت فخیمۃ لا یمکن
حفر البئر فیہا الا نادراً اسلیے کہ جس زمین پر آپ کا خیمہ نصب تھا اوسمین کنوان کھود کر
پانی نکالنا شاذ و نادر کبھی اسمین کامیابی ہوتی ہو ولا یجری الماء فی آبارہا الا بعد
الکد الشدید والجد المتعب کما ہی الآن کذلک اگر پانی کنوئین مین نکلتا بھی ہے تو
بڑی محنت اور مشقت اور تعب کے بعد نکلتا ہو چنانچہ اب بھی وہ زمین موجود ہو وقد حفر
العباس رحمہ اللہ بئراً بعد ذلک الیوم باذن اخیہ فلم یخرج منہا الماء فطمّہا
رواہ ابو مخنف جناب عباس نے بھی اسدن کے بعد شاید آٹھوین تاریخ بحکم امام حسین
علیہ السلام کے ایک کنوان کھودا اور بڑی محنت مشقت فرمائی مگر پانی نہ نکلا ناچار اوسکو
بند کر دیا یہ روایت ابو مخنف کی بھی دلالت کرتی ہو کہ شب ہشتم سے پانی حضرت کو نصیب نہین ہوا
وفی ہذا ایماء انہ من مویدات ما نحن بصددہ اب غور کرنا چاہیے کہ اس روایت
سے ہویدا اسی بات کے ہوتی ہو کہ وہ چشمہ باعجاز امام حسین علیہ السلام ظاہر ہوا تھا سیما
اذا ضمت الیہ عذوبۃ العین ودفعۃ خصوصاً اگر اسکے ساتھ یہ بھی خیال کرو کہ وہ چشمہ

برآمد ہوکر اور دفعۃً غایب ہوگیا پہر اوسکی معجزہ ہونے مین کیونکر شک باقی رہ سکتا ہے
وَاِذْ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ تِلْكَ الْعَيْنَ قَدْ نَبَعَتْ مِنْ كَرَامَاتِهٖ فَحَقِيْقٌ بِنَا اَنْ نَقُوْلَ وَنَرْجُو
مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْقَوْلِ مِنَ الصَّادِقِيْنَ اَنَّ تِلْكَ الْعَيْنَ لَعَلَّهَا كَانَتْ مِنْ
عُيُوْنِ الْجَنَّةِ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ چشمہ آپ کے معجزہ سے برآمد ہوا اب لائق اور
سزاوار ہی ہم کہدین کہ یہ چشمہ چشمہاے جنت سے تہا اور خدا سے امید ہی کہ ہمکو اس کہنے مین
سچا کرے وَكَانَ شُرْبُ مَائِهَا لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِرَ الزَّادِ لَهٗ اور اسی چشمہ کا پانی
توشہ تہا سفر آخرت کے واسطے امام حسین علیہ السلام کو ثُمَّ لَمْ يَشْرَبْ بَعْدَ شُرْبِ مَائِهَا
مِنْ مِيَاهِ الدُّنْيَا بعد اسکے پہر آپ نے اس دنیا کا پانی ایک قطرہ بہی نہین پیا وَبَقِيَ عَطْشَانَ
حَتّٰى سَقَاهُ جَدُّهٗ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ شَهَادَتِهٖ بِكَأْسٍ
الْاَوْفٰى اور پیاسے باقی رہے اوسوقت تک کہ آپ شہید ہوگئے اور آپ کے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لبریز جام سے آب کوثر پلاکر آپ کی پیاس بجہائی جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءً
لِلْعَطَشِ الَّذِيْ كَانَ يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَالدُّخَانِ مین فدا ہو جاؤن اوس
پیاس پر جس نے کیفیت سدر کی پیدا کردی تہی یعنی آنکھون تلے اوس جناب کے اندہیرا
چہا جاتا تہا اور یہی معنی ہین اوس حدیث کے جسمین یہ وارد ہی کہ آپ کی پیاس سے ایسا
دہوان سینہ سے اوٹہتا تہا کہ آسمان کی درمیانی چیزین نظر سے چہپ جاتی تہین واضح ہو
کہ اس بیماری کا بخارات کی حرارت سے پیدا ہونا طبیب کو بخوبی معلوم ہی اور یہ ایسی بات
نہین ہی کہ جسمین طب کے قاعدہ سے کوئی شک کر سکے عام لوگ چونکہ اصلی معنی حدیث کے
نہین سمجہتے ہین اس حدیث کو سنکر بیہودہ باتین کہنے لگتے ہین وَكَيْفَ يَتَّصِفُ الْعَطْشَانُ
بِذٰلِكَ مَا لَمْ يَكُنِ الْاِنْسَانُ عَطْشَانًا مُذْ اَيَّامٍ اور کیونکر پیاس اس شدت کی ہوسکتی ہی
جس سے آدمی کی یہ صورت پیدا ہو جائے جو حدیث مین مذکور ہوئی جب تک کہ آدمی
چندروز پیاسا نرہے اَمْ كَيْفَ يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَشْرَبِ
الْمَاءَ مِنَ اللَّيْلَةِ الْعَاشِرَةِ اَوْ مِنْ صَبَاحِ يَوْمِ عَاشُوْرَا وَيَكُوْنُ عَطْشُهٗ مُبْلَغًا
اور کیونکر ممکن ہی کہ آپ نے شب عاشورا یا صبح عاشورا سے پانی نہ پیا ہو اور پیاس آپ

ن سدر اور تاریکی چشم پیدا کرے فَاِنَّهَا مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ شِعَارِنَا اللَّازِمَةِ
الْقَوْمُ بِلَا نِيَّةٍ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَا اسلیے کہ ہم گروہ مومنین کے خاص مراسم ضروری مین
ت داخل ہی کہ روز عاشورا کو روزہ بلانیت یعنی فاقہ کرتے ہین اور آب و دانہ سے
آخر عصر جو فاقہ شکنی کا وقت ہی باز رہتے ہین مَعَ اِشْتِغَالِنَا بِالْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ وَغَيْرِ
ذٰلِكَ مِنْ اٰدَابِ التَّعْزِيَةِ باوجودیکہ ہم لوگ نو دن کی ماتمداری مین خستہ ہو کر خاص
روز عاشورا بہی کسقدر رونے اور پیٹنے اور سینہ زنی اور دیگر لوازم تعزیت مین مصروف
ہوتے ہین وَلَا نَتَأَذّٰى مِنَ الْعَطَشِ مِعْشَارَ مَا وَرَدَ فِي الْاَحَادِيْثِ مِنْ اِضْرَارِ
الْعَطَشِ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اسقدر تعب و مشقت اوٹہانے کے بعد ہم لوگون کو
دسوان حصہ بہی پیاس کی وہ اذیت نہین پہونچتی ہی جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو
پہونچی تہی اور احادیث مین مذکور ہی بَلْ نَصُوْمُ فِيْ اٰخِرِ الصَّيْفِ وَلَا نَتَأَذّٰى بِهٖ بلکہ
ہم لوگ جیٹہہ کی گرمیون مین روزہ رکہتے ہین اور کچہہ زیادہ ایذا نہین پہونچتی ہے
مَعَ اَنَّ حَرَّ بِلَادِنَا لَا يَقِلُّ مِنْ حَرِّ ظَهَائِرِ الْعِرَاقِ بَلْ لَعَلَّهٗ فِيْ بَعْضِ بِلَادِنَا اَزْيَدُ
مِنْهَا باوجودیکہ گرمی ہمارے ملک کی خصوصًا دن دوپہر کے گرمی عراق کی گرمی سے کم
نہین ہی بلکہ بعض ہمارے شہرون کی گرمی کیا عجب ہی کہ وہان سے زیادہ ہو وَقَدْ ظَهَرَ
مِنْ كَوْنِ تِلْكَ الْعَيْنِ الْمَحْصُوْرَةِ مِنْ عُيُوْنِ الْجَنَّةِ سِرٌّ جَلِيْلٌ اس چشمہ کے بہشت
کے چشمون سے ہونے مین ایک اور بہی بڑا راز کہل گیا وَهُوَ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَوَّلُ مَا شَرِبَ يَوْمَ وُرُوْدِهٖ فِي الدُّنْيَا حِيْنَ وُلِدَ هُوَ اللَّبَنُ الَّذِيْ اَجْرَى اللّٰهُ عَيْنَهٗ
تَحْتَ لِسَانِ جَدِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وہ رمز یہ ہی کہ پہلے روز دنیا مین
جو کچہہ جناب امام حسین علیہ السلام نے پیا جسدن آپ پیدا ہوئے ہین وہ دودہ ہی کہ
اسکا چشمہ خدا نے آپ کے نانا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان کے نیچے جاری کیا تہا
اِظْهَارًا لِلْمُعْجِزَاتِ نَبِيِّنَا وَاِكْرَامًا لِوَلَدِهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اس دودہ کے چشمہ کے
جاری کرنے مین خدا کی مصلحت یہ تہی کہ معجزہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ظاہر ہو
اور عزت افزائی اون کے فرزند امام حسین علیہ السلام کی پوری ہو جائے ثُمَّ لَمَّا صَامَ الْحُسَيْنُ

فی اللطف وکان ضیف اللہ من الیوم السابع وکان راحلا الی اللہ تعالی پھر جب کربلا مین
نے روزہ رکھا اور ساتوین تاریخ سے مہمان خدا کے ہوئے اور جانی کا بھی ارادہ درگاہ قرب الٰہی
مین مصمم کرلیا تھا فشرب ماء من میاہ الجنان اخر ما شرب من ایام حیوتہ الفانیۃ
اول روز جب دنیا مین آئے تو اوس چشمہ سے دودھ پیا کہ وہ بھی بہشت کا چشمہ تھا اور جب
وقت دنیا سے وہ پانی پیا کہ یہ بھی چشمہ چشمہاے بہشت مین سے تھا ثم شرب اول ما شرب
اول یوم حیوتہ الباقیۃ من الکاس الاوفی من ید جدہ ۰ پھر بعد شہادت جب حیات جاو
آپ کو حاصل ہوئی پہلے دن اوس حیات کے وہ پانی پیا جو لبریز جام کوثر آپ کے نانا کے ہاتھ مین
علیہم الصلوۃ والسلام ولذلک تسمع ان الشہید المحتضر فی اللطف لما کان یاتیہ الحسین
للوداع فھو یسلم علی الحسین ع اسیواسطے روایتون مین سنا ہوگا کہ جب کسی شہید کا وقت احتضار
آتا تھا اور جناب امام حسین ع اوس وفادار کے رخصت کرنے کو تشریف لیجاتے تھے وہ شہید پہلے تو حضرت
سلام کرتا تھا ویقول لہ یا حسین ھذا جدک محمد المصطفی ص ویسلم علیک وبیدہ کاس
الاوفی لیسقیک من مائہ بعد الشہادۃ فالعجل العجل اور عرض کرتا تھا کہ یا حضرت یہ آپ کے
محمد مصطفی ص کھڑے ہوئے ہین آپ کو سلام کہہ رہے ہین اور دست مبارک مین انکے جام پانی سے بھر
ہین کے آپ کو بعد شہادت کے پلائین آپ جلد تشریف لائیے ویزیدک فی اثبات ما ادعیناہ انہ
من عیون الجنۃ قول الحسین ع اور زیادہ ثبوت ہمارے اس دعوی کا کہ وہ چشمہ چشمہای بہشت
تھا قول جناب امام حسین ع کا کرتا ہو فانہ قال کلما غلب علی العطش کنت اشم السفرجل
عندی وھی من ثمار الجنۃ فیسکن بذلک عطشی آپ نے فرمایا ہو کہ جب مجھکو پیاس کا غلبہ ہوتا
مین اوس بہی کو سونگھ لیتا تھا جو میوہ ہای بہشت مین سے میرے پاس تھی اوسکے سونگھنے سے کسیقدر
پیاس مین سکون ہوجاتا تھا والمقصود منہ واللہ یعلم انہ لما شرب من ماء الجنۃ ثم لم یشرب
ماء الدنیا فکان یشم رائحۃ الجنۃ اور مطلب یہ ہو کہ خدا بہتر جانتا ہی کہ چونکہ آپ نے چشمہ بہشت کا
اوسکے بعد دنیا کا پانی نہین پیا خوشبو بھی وہی سونگھی جو بہشت کی تھی وبقی عطشانا مستعجلا لان
لیسقی من الماء المدخر لہ عند جدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہما اور پیاسے باقی رہے اور جلدی کرتے
ہو کہ وہ پانی بہشت کا پئین جو آپ کے نانا کے پاس موجود ہی درود اور سلام خدا کا دونون بزرگوار

باب سی ونہم گیارہ ہزار آدمیون کا فرات پر پانی روکنے کے واسطے مقرر ہونا اور حضرت عباس رحمہ اللہ کا آٹھوین تاریخ کنوان کھودنا جس مین پانی نہین نکلا پھر کنوئین کو بند کردینا

قَالَ الرَّاوِی وَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِکَ اَتٰی حَفْرُ النَّهْرِ ابْنَ زِیَادٍ کَتَبَ اِلَی ابْنِ سَعْدٍ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَحْفِرُ الْاٰبَارَ وَیَسْقِیْ اَهْلَهٗ وَاَصْحَابَهٗ راوی کہتا ہی کہ جب اس چشمہ کے کھودنے کی خبر ابن زیاد کو پہونچی عمر سعد کے نام پر خط لکھا کہ مجکو خبر معلوم ہوئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کنوئین کھودتے ہین اور اپنی اہل بیت اور اصحاب کو پانی پلاتے ہین فَعَلَیْکَ بِالتَّضْیِیْقِ عَلَیْهِ وَمَنْعِهِ الْمَاءَ تجپر واجب ہی کہ بہت تنگ گیری کرے اور پانی پینے سے اوس جناب کو منع کرے قَالَ اَرْبَابُ الْمَقَاتِلِ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ بَعَثَهٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لِحِرَاسَةِ الْمَاءِ هُوَ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ فِیْ خَمْسِ مِائَةِ فَارِسٍ راویان حدیث نے کہا ہے سب سے پہلے پانی روکنے کے واسطے عمر سعد نے عمرو بن حجاج کو ہمراہ پانسو سوارون کے بھیجا فَنَزَلُوْا عَلَی الْمَشْرَعَةِ وَحَالُوْا بَیْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ وَبَیْنَ الْمَاءِ اَنْ یَّسْقُوْا یہ لوگ گھاٹ پر اوترے اور پانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور اصحاب سے حضرت کے مانع ہوئے ثُمَّ قُلْتُ لَمَّا کَانَ الْمَاءُ الَّذِیْ اَخَذَهٗ اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْعَیْنِ الْمَحْفُوْرَةِ کَثِیْرًا فَلَعَلَّهٗ لَمْ یَفْرُغْ اِلٰی صَبَاحِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مین کہتا ہون کہ جو پانی اصحاب امام حسین علیہ السلام نے پکھالون اور مشکون مین اوس چشمہ سے بھر لیا تہا جو باعجاز جناب امام حسین علیہ السلام کے برامد ہوا تہا وہ بہت تہا شاید وہ پانی تمام دن ساتوین تاریخ اور آٹھوین کی صبح تک باقی رہا وَلَعَلَّ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ لَمْ یَشْتَدَّ غَایَةَ الشِّدَّةِ عَلٰی مَنْعِ الْمَاءِ یا شاید یہ بات ہو آٹھوین شب کو اگرچہ وہ پانی چشمہ کا خرچ ہو گیا ہو مگر عمر بن حجاج نے زیادہ شدت پانی روکنے مین نہ کی ہو مَلَنَا اِلَّا تُوْجَدُ رِوَایَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اِضْرَارِ الْعَطَشِ بِالْحُسَیْنِ

وَبِمَنْ مَعَهُ بَعْدَ تَاَمُّرِهِ عَلٰى حِرَاسَةِ الْمَاءِ اسی واسطے کوئی روایت ایسی نہین پائی جاتی ہی جس سے یہ بات پیدا ہو کہ عمر بن الحجاج کے مقرر ہونے کے بعد زیادہ ایذا پیاس کی حضرت کو پہونچی وَلَا بُعْدَ اَیْضًا عَنْ عُبُوْرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ الْفُرَاتَ وَمُشَاوَرَتِهٖ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ اَیْضًا یُوْهِمُ بِنَوْعِ الصُّلْحِ فَلِذَا لَمْ یَشُدُّوْا عَلٰى مَنْعِ الْمَاءِ اور یہ بہی کچہ بعید نہین ہی کہ عمر سعد کا فرات اوترکے آنا اور جناب امام حسین علیہ السلام سے مشورہ کرنا عام لوگون کے خیال مین ایسا اثر پیدا کرتا ہو کہ اب صلح ہوئی جاتی ہی اس سبب سے ان لوگون نے پانی روکنے مین زیادہ شدت نہ کی ہو ثُمَّ لَمَّا کَتَبَ خَوْلِیٌّ اِلَى ابْنِ زِیَادٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ یَعْبُرُ الْفُرَاتَ یَبْسُطُ بِسَاطًا یُنَاجِیْ مَعَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَکَتَبَ ابْنُ زِیَادٍ اِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فِیْ ذٰلِكَ پہر جب خولی نے ابن زیاد کو خط لکہا کہ عمر سعد فرات اوترکر جاتا ہی اور فرش زین پوش وغیرہ بچہا کر دیر تک مشورہ جناب امام حسین علیہ السلام سے کیا کرتا ہی اور کچہ نہین کہلتا کہ ان دونون مین چپکے چپکے کیا باتین ہوتی ہین تب ابن زیاد نے عمر سعد کو اس بارہ مین لکہا وَاَمَرَهٗ اَنْ یَشُدَّ عَلَى الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَیَمْنَعَهٗ مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ فَقَدْ حَرَّمْتُهٗ عَلَیْهِ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ کَمَا حَرَّمُوْا عَلَى التَّقِیِّ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَحَلَّلْتُهٗ عَلَى الْکِلَابِ وَالنَّصَارٰى وَالْخَنَازِیْرِ اور حکم دیا عمر سعد کو کہ بہت تنگی سے پیش آئے اور پانی پینے سے اوس جناب کو منع کرے مین نے فرات کا پانی پینا اوس جناب پر حرام کیا ہی اور بعض روایات مین ابن زیاد کے خط مین یہ بہی مندرج ہی کہ جسطرح ان لوگون نے عثمان بن عفان پر پانی بند کیا تہا اور اوس پانی کو مباح کیا مین نے سگ اور نصاریٰ اور خوک پر فَلَمَّا قَرَاَهُ ابْنُ سَعْدٍ اَمَرَ بِحَجَرِ بْنِ الْحُرِّ وَعَقَدَ لَهٗ رَایَةً عَلٰى اَلْفَیْ فَارِسٍ وَفِی الْبِحَارِ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ فَارِسٍ جب اس خط کو ابن سعد نے پڑہا حجر بن حر کو حکم دیا اور دو ہزار سوار پر اوسکو امیر مقرر کرکے اور بروایت بحار چار ہزار سوار اوسکے ہمراہ متعین کیے وَاَمَرَهٗ اَنْ یَنْزِلَ عَلٰى مَشْرَعَةِ الْغَاضِرِیَّةِ وَیَمْنَعَ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَهٗ عَنِ الْمَاءِ حجر ابن حر کو عمر سعد نے یہ حکم دیا کہ غاضریہ کے گہاٹ پر اوترے اور پانی کو

حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر بند کرے قُلْتُ وَهٰذَا الْحُجْرُ بْنُ الْحُرِّ
كَمَا تَعْلَمُ اَنَّهٗ مَعَ اَبِيْهِ كَانَ مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
میں کہتا ہوں کہ یہ حجر ابن حر اگر حر ابن یزید ریاحی کے بیٹے ہیں پھر تو یہ بروایت صاحب
نور العین اپنے باپ کے ہمراہ جناب امام پر جان اپنی فدا کرکے شہید ہوئے فَلَعَلَّهٗ وَحْدَهٗ
فِيْ زَعْمِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اِنْ كَانَ حَارِسًا لَمْ يَشُدَّ حَقَّ التَّشَدُّدِ فِيْ مَنْعِ الْمَاءِ
پس اگر یہ تنہا نگہبان فرات رہتا عمر سعد کو کچھ اس سے بخیال حالات اسکے باپ کی بدگمانی
ہوگی کہ یہ پورا پورا بندوبست پانی روکنے کا نہ کرتا فَلِهٰذَا اَبْعَثَ بَعْدَ تَامِيْرِهٖ شَبَثَ
بْنَ رِبْعِيٍّ وَعَقَدَ لَهٗ رَايَةً عَلٰى اَرْبَعَةِ اٰلَافِ فَارِسٍ اسی بدگمانی کی نظر سے بعد روانہ
کرنے حجر ابن حر کے عمر سعد نے شبث ابن ربعی کو بھیجا اور ایک نشان کھڑا کرکے چار ہزار
سوار اس ملعون کے حوالے کیے جن پر اسکو سردار مقرر کیا وَاَمَرَهٗ اَنْ يَنْزِلَ عَلٰى مَشْرَعَةٍ
وَيُضَيِّقَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ اور اسکو حکم دیا کہ ایک گھاٹ پر یہ بھی
اوترے اور بہت تنگی سے پیش آئے کہ پانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور اونکے اصحاب تک
نہ پہونچنے پائے فَيَكُوْنُ عَدَدُ الْحُرَّاسِ اِلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَعْنِي الْيَوْمَ الثَّامِنَ مِنَ الْمُحَرَّمِ
عَلٰى رِوَايَةٍ سِتَّةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ وَعَلٰى رِوَايَةٍ ثَمَانِيَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ
پس پانی روکنے والوں کا شمار آج کی تاریخ یعنی آٹھوین محرم تک بنابر ایک روایت کے
ساڑھے چھ ہزار اور بنابر دوسری روایت کے ساڑھے آٹھ ہزار تک پہونچتا ہے وَاِنْ
حَاسَبْنَا الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْاَزْرَقِ الشَّامِيِّ كَمَا مَرَّ فَيَكُوْنُ مَبْلَغُهُمْ مَا يَقْرُبُ اَحَدَ
عَشَرَ اَلْفًا اور اگر اون لوگوں کا بھی ہم حساب کریں جو ہمراہ ازرق شامی کے ساتوین
شب سے فرات پر ٹھہر گئے تھے اب تو قریب گیارہ ہزار کے انکا شمار پہونچے گا
وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ مَنْ مَعَهٗ لَا يَزِيْدُ مَبْلَغُهُمْ عَلَى الْمِائَةِ اور جناب
امام حسین علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے سو آدمی سے زیادہ نتھے فَنَظُنُّ اَنَّهٗ
لَمْ يَبْقَ مَشْرَعَةٌ مِنْ مَشَارِعِ الْفُرَاتِ اِلَّا وَقَدْ اَحَاطُوْا بِهٖ وَيَكُوْنُ وُرُوْدُهُمْ
عَلَيْهَا اِلَى الْفُرَاسِخِ مجھے تو یہ گمان ہے کہ اب کوئی گھاٹ دریاے فرات کا باقی نرہا ہوگا

کہ جسکوان اشقیانے گہیر لیا ہوا ورکئی فرسخ تک گروہ انکا اوترا ہوا ہو گا ثُمَّ بَعْدَ
وُرُوْدِ هٰذَيْنِ الْاَمِيْرَيْنِ قَدْ نَادٰى عَمْرُوْبْنُ الْحَجَّاجِ كَمَا فِي التِّبْرِ الْمُذَابِ
يَا حُسَيْنُ هٰذَا الْمَاءُ يَلَغُ فِيْهِ الْكِلَابُ پہر بعد پہونچنے ان دونون شخصون کے یعنے حر
ابن حر اور شبث ابن ربعی کے عمرو بن الحجاج نے باواز بلند پکار پکار کہا جیسے کہ کتاب
تبر مذاب مین یہ روایت کی ہی کہ اے حسین علیہ السلام یہ پانی فرات کا دیکہیے کہ اسمین سے
کتے پی رہے ہین وَيَشْرَبُ مِنْهُ خَنَازِيْرُ السَّوَادِ وَالذِّيَابُ وَلَا تَذُوْقُ مِنْهُ
قَطْرَةً حَتّٰى تَذُوْقَ الْحَمِيْمَ اور اس سواد کے خنزیر اور بہیڑیے اس مین پیتے ہین اور تمکو ایک
قطرہ اسمین سے نملیگا تا اینکہ آب گرم دوزخ کا تمکو نصیب ہو وَكَانَ سَمَاعُ مِثْلِ
هٰذَا اَشَدَّ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مَنْعِ الْمَاءِ لِاَنَّهُ كَانَ مُحَصَّلَ كِتَابِ ابْنِ
زِيَادٍ اس کلام تلخ کا سننا جناب امام حسین علیہ السلام پر زیادہ ناگوار تہا بہ نسبت
اسکے کہ اونہون نے پانی بند کر دیا تہا اسلیے کہ یہ مضمون خلاصہ تحریر ابن زیاد کا تہا جو
عمر سعد کے نام پر اوسنے لکہی تہی وَكَوْنُهُ اَشَدَّ عِنْدِيْ مِنْ وَجْهَيْنِ اَحَدُهُمَا نِسْبَةُ
الْكِذْبِ اِلَيْهِ فِيْمَا جَرٰى عَلٰى عُثْمَانَ اس کلام کا زیادہ ناگوار ہونا حضرت پر میرے
نزدیک دو سبب سے تہا ایک تو یہ کہ ایک جہوٹہہ کی نسبت آپ کی طرف کی گئے تہی جو
واقعہ عثمان پر اور لوگون کے ہاتہہ سے گذرا ہی وَالثَّانِيْ اَنَّ دَمَهٗ كَانَ مِنْ دَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَحْمَهٗ مِنْ لَحْمِهٖ اور دوسرا سبب ناگواری کا یہ تہا کہ خون
امام حسین علیہ السلام کا خون سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا
ہوا تہا اور گوشت آپ کا حضرت کے گوشت سے اوگا تہا وَقَدْ عَدَّهُ اللَّعِيْنُ نَعْلَ اللّٰهِ
فَاهُ عَلٰى زَعْمِهِ الْبَاطِلِ ذَائِقًا لِلْحَمِيْمِ وَذَكَرَ مِنْ رِيِّ الْكِلَابِ وَالْخَنَازِيْرِ وَالذِّيَابِ
اور اس ملعون نے خاکش بدہن اپنے گمان باطل مین حضرت کی نسبت آب حمیم پینے کا
ذکر کیا اور کتے اور سور اور بہیڑیے کے سیرابی بیان کی آہ آہ قَدْ ذَابَ قَلْبِيْ مِنْ تِلْكَ
تِلْكَ الرِّوَايَةِ بِاَلْفَاظِهَا وَلٰكِنْ لَا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ وَالتَّبْدِيْلُ فِيْ نَقْلِ الرِّوَايَاتِ
ہائے ہائے دل تو میرا پگہل کر خون ہو گیا اس روایت کے پورے بیان کرنے مین

کیا اون روایت کے نقل کرنے مین تبدل و تصرف جائز نہین ہو هٰذا وَقَالَ اَبُو مِخنَف وَاشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ فَدَعیٰ بِاَخِيْهِ الْعَبَّاسِ یہ بیان تو گھاٹ روکنے کے بندوبست کا ہوچکا اب روایت ابو مخنف کی یہ ہو کہ پیاس کی جناب امام حسین علیہ السلام اور اون کے اصحاب اور اولاد پر شدت ہوئی پس اپنے بھائی حضرت عباس رحمہ اللہ کو بلایا وَقَالَ یَا اَخِیْ اِجْمَعْ اَهْلَ بَيْتِكَ وَاحْفِرُوْا بِئْرًا فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَمْ يَجِدُوْا فِيْهَا مَاءً فَطَمُّوْهَا فرمایا حضرت نے کہ اے بھائی عباسؓ اپنے عزیزون کو جمع کرو اور سب ملکر ایک کنوان کھودو چنانچہ اون سعادتمندون نے ایک کنوان کھودا وہ اندھا کنوان نکلا پانی اوسمین بر آمد نہوا لہذا اوسکو پاٹ دیا اور مٹی برابر کر دی فَتَكَظَّهُمُ الْعَطَشُ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْعَبَّاسِ یَا اَخِیْ امْضِ اِلَی الْفُرَاتِ وَاْتِنَا شَرْبَةً مِّنَ الْمَاءِ اس کنوئین کھودنے کے بعد پیاس کا اور غلبہ اون سب پر ہوا جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس رحمہ اللہ سے فرمایا کہ اے بھائی اب تم فرات پر جاکر جس طرح بنے تھوڑا سا پانی لاؤ اب خیال کرنا چاہیے کہ گیارہ ہزار آدمی پانی روکنے پر مقرر ہین فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ سَمْعًا وَّطَاعَةً جناب عباس رحمہ اللہ نے عرض کی کہ بسر و چشم ابھی جاتا ہون قَالَ فَانْضَمَّ اِلَيْهِ رِجَالٌ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے جناب عباس کے ساتھ اور بھی چند جوانمرد کئے فَصَارَ الْعَبَّاسُ اِلٰی اٰخِرِ الرِّوَايَةِ پس جناب عباس رحمہ اللہ نہر فرات پر گئے تا آخر اس روایت کے وَيَظْهَرُ مِنْ تِلْكَ الرِّوَايَةِ اَنَّ الْعَبَّاسَ رح قُتِلَ فِیْ تِلْكَ الْبَغْتَةِ وَلَمْ يَاْتِ بِالْمَاءِ اس روایت سے ابو مخنف کے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اسی لڑائی مین جناب عباس رح شہید ہوگئے اور پانی نہ لا سکے وَهُوَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ لٰكِنَّهٗ بَعِيْدٌ لَا يُسَاعِدُهُ الرِّوَايَاتُ الْمَشْهُوْرَةُ الْمُسْتَفِيْضَةُ اور اس واردات کو ابو مخنف نے نوین تاریخ دن کی حالات مین لکھا ہو لیکن یہ بات تحقیق سے دور ہو اور روایتین جو مشہور اور قریب تواتر کے ہین اس روایت سے ابو مخنف کے موافقت نہین کرتین بَلِ الصَّحِيْحُ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مُؤَرِّخُ اَهْلِ الْبَيْتِ اَنَّهٗ قَدْ ضَيَّقَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

عَلَیْهِمْ غَایَةَ التَّضْیِیْقِ بلکہ صحیح وہی روایت ہو جسکو محمد ابن ابی طالب تاریخ دان
اہلِ بیت کے ہین اونہون نے روایت کی ہو کہتے ہین عمر سعد نے جناب امام حسین ؑ
اور اونکے ہمراہیون پر حد سے زیادہ تشدد کیا اور میرے نزدیک یہ بیان محمد ابن ابی طالب
کا آٹھوین تاریخ دن کے معلوم ہوتا ہو فَلَمَّا اشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَیْنِ ؑ دَعٰی بِاَخِیْهِ
الْعَبَّاسِ فَضَمَّ اِلَیْهِ ثَلَاثِیْنَ فَارِسًا وَعِشْرِیْنَ رَاجِلًا وَبَعَثَ مَعَهٗ عِشْرِیْنَ
قِرْبَةً پس جب پیاس کی جناب امام حسین ؑ پر شدت ہوئی اپنے بھائی جناب عباس کو
بُلایا اور تیس سوار اور بیس پیدل آپ کے ہمراہ کئے اور بیس مشکین ساتھ کر دین
فَاَقْبَلُوْا جَوْفَ اللَّیْلِ حَتّٰی دَنَوْا مِنَ الْفُرَاتِ یہ سعادتمند قریب نصف شب کے روانہ
ہوئے تا اینکہ قریب فرات کے پہونچے قَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ مَنْ اَنْتُمْ فَقَالَ
رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ ؑ یُقَالُ لَهٗ هِلَالُ بْنُ نَافِعِ الْبَجَلِیْ رح اِبْنُ عَمٍّ لَکَ
جِئْتُ اَشْرَبُ مِنْ هٰذَا الْمَاءِ عمرو بن الحجاج جو سب سے پہلے پانی روکنے کو مقرر ہوا تہا
جس ملعون کی سخت کلامی ابہی اوپر کی روایت مین گذر چکی ہو اوسنے پکار کر کہا کہ تم
کون لوگ ہو جو فرات پر آئے ہو ایک شخص نے اصحاب امام حسین ؑ سے جنکا نام ہلال ابن نافع
تہا اونہون نے جواب دیا کہ تیرا مین چچازاد بہائی ہون پیاسا ہو کر فرات سے پانی پینے
آیا ہون فَقَالَ عَمْرٌو اِشْرَبْ هَنِیْئًا فَقَالَ وَیْحَکَ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَشْرَبَ وَالْحُسَیْنُ بْنُ
عَلِیٍّ ؑ وَمَنْ مَعَهٗ یَمُوْتُوْنَ مِنَ الْعَطَشِ عمرو ابن الحجاج نے کہا کہ پانی پیو گوارا ہو تمکو پانی پس
ہلال ابن نافع کہنے لگے وائے ہو تجہپر اے شقی مجھے پانی پینے کی اجازت دیتا ہو ایسے وقت کہ جناب
امام حسین ؑ اور اونکے ہمراہی پیاس سے مرے جاتے ہین فَقَالَ عَمْرٌو صَدَقْتَ وَلٰکِنْ اُمِرْنَا
بِاَمْرٍ لَا بُدَّ اَنْ نَنْتَهِیَ اِلَیْهِ عمرو بن حجاج نے کہا کہ جو کچہہ تم بیان کرتے ہو سچ ہو مین بہی
جانتا ہون لیکن ہم لوگون کو جو حکم ہوا ہو ضرور ہو کہ اوسکی بجا آوری ہم کرین اور انتہا تک اوسکی
انجام دین فَصَاحَ هِلَالٌ بِاَصْحَابِهٖ فَدَخَلُوا الْفُرَاتَ ہلال ابن نافع اپنے ہمراہیون کو پکارے
کہ اس مردود کے روکنے سے نہ رکو پس وہ سعادتمند فرات مین داخل ہوئے مجھے ایسا گمان ہو
کہ جن لوگون کے پاس مشکین تہین وہ لوگ فرات مین داخل ہوئے فَصَاحَ عَمْرٌو بِالنَّاسِ

فانتسلتنا الاشد بدا اور ادہر عمر بن حجاج نے اپنے ہمراہیونکو للکارا پس دونون گروہ مین جنگ عظیم واقع ہوئی
فکان قوم یقاتلون وقوم یملئون حتی ملئوھا و لم یقتل من اصحاب الحسین احد یہ لڑائی اس انداز سے ہوئی
کچھ لوگ اصحاب جناب امام حسین مین سے لڑتے تھے اور کچھ لوگ پانی بھرتے تھے یہانتک کہ مشکین بھر لین اور ایک
شخص بھی اصحاب مین سے شہید نہین ہوا ثم رجع القوم الی معسکرھم فشرب الحسین ومن کان معہ
فلذا اسمی العباس سقاء بعد پانی بھر لینے کے وہ پچاس سوار ہمراہ جناب عباس کے پانی لیے ہوئے اپنے
فرودگاہ لشکر کی طرف پلٹ آئے حضرت امام حسین نے بھی پانی پیا اور کل ہمراہیون نے بھی آپ کے وہی پانی
پیا اسی پانی لانے کی جہت سے جناب عباس کا لقب سقا ہوا ہے سقا کے معنی بڑے پلانے والے کے ہین
اور مبالغہ اس وجہ سے ہوا کہ ایسے وقت پانی لانا بڑی جوانمردی کا کام تھا قلت اما قول الراوی فشرب الحسین
فانی لا ارضی بہ کما قلت فیما سبق مین کہتا ہون کہ یہ راوی کا کہنا کہ حضرت امام حسین نے بھی پانی پیا اسکو
مین پسند نہین کرتا ہون چنانچہ اسکی دلیل مین اوپر لکھ چکا ہون اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ پانی تمام موجودین کو اگر
کافی ہوا ہو تو ایک مرتبہ سے زیادہ کافی نہو گا فھذا بناء منہ علی ظاھر الحال و الا لم ینقل بذلک راوی نے ظاہر حال پر
بنا کر کے یہ بات کہی ہے اور اگر اوسکو اون اسرار پر اطلاع ہوتی جنکو ہمنے اوپر لکھا ہے تو ایسا نکہتا فاشرب غیرہ فلا ادری فیہ
باسا لیکن سوا جناب امام حسین کے اور لوگونکا پینا اسمین مجھکو کچھ تامل نہین ہے ولعل السبب فی اختیارنا معاشر المومنین
اللیلۃ التاسعۃ من خصائص سیدنا العباس وما ینذرون فیھا من النذر ویطبخون المطاعم ھو
کونہ مستقر فابذلک الشرف اور شاید یہ طریقہ ہملوگونکا جو شیعیان اہل بیت سے ہین کہ آٹھوین تاریخ دن گذر کر رات کو
ماتمی مجلسین ونذر ونیاز خاص جناب عباس کے اسی شب کو کرتے ہین اسکی وجہہ یہی ہے کہ اوس شب کو حضرت عباس نے یہ شرف پایا
منصب سقا ہونیکا آپکو ملا وقد روی فی نور العین انہ استشھد فی ذلک الیوم اور کتاب نور العین مین یہ
روایت کی ہے کہ جناب عباس آٹھوین تاریخ شہید ہو گئے وہی روایۃ غریبۃ لا مستند لھا فی
کتب اخر من المقاتل یہ ایک شاذ روایت ہے جسکا پتہ اور کتابونمین نہین ملتا ہے وبالجملۃ ان صحت
تلک الروایۃ فھذا الماء الذی اتاہ العباس یمکن بقائہ الی صباح یوم تاسوعا اگر یہ روایت محمد ابن
ابی طالب کی صحیح ہو کہ جناب عباس نوین شب کو پانی لائے تو پانی بھی صبح تک نوین تاریخ کے باقی رہ سکتا ہے فی
الروایۃ التی رواھا ابن نما عن سکینۃ بنت الحسین ما یقال لھا انھا لا تدل علی خلاف ذلک لیکن وہ روایت جو
ابن نما نے مثیر الاحزان مین نقل کیا ہے جناب سکینہ سے وہ بھی اسکی صحت پر دلالت کرتی ہے اگر اس سے پانی لانا ثابت نہو تب ہو

باب چہلم بروایت جناب سکینہ بریر ہمدانی کا نوین تاریخ شب کو پانی لانا جسکو ابن نما رحہ نے روایت کی ہے

قَالَتْ سُكَيْنَةُ عَزَّ مَاؤُنَا فِي التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ حَتَّى كَظَّنَا الْعَطَشُ جناب سکینہ علیہ السلام فرماتی ہین کہ نوین تاریخ محرم کی تو اسقدر پانی کی کمی ہم لوگون پر ہوئی کہ پیاس سے ہلاکت کی نوبت پونہچائی حَتَّى نَفِدَ الْمَاءُ فَمُ كُلُّهُ وَخَلَتِ الْأَوَانِي وَجَفَّتِ الْقِرَبُ الَّتِي فِيهَا الْمَاءُ حَتَّى يَبِسَتْ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ بالکل پانی نرہا اور سب برتن خالی ہوگئے مشکین جن مین پانی رہتا تھا وہ بھی بالکل سوکھہ گئین کہ جو رطوبت مشک مین چمڑے کے بھیگنے سے پیدا ہوتی ہی گرمی کی شدت سے وہ بھی جاتی رہی فَلَمَّا أَمْسَى الْمَسَاءُ عَطِشْتُ أَنَا وَبَعْضُ فِتْيَانِنَا جب شام قریب ہوئی مجھے پیاس زیادہ لگی اور چند اور بھی لڑکے پیاسے ہوئے وَقُمْتُ إِلَى عَمَّتِي زَيْنَبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُخْبِرُهَا بِعَطَشِنَا لَعَلَّهَا اِدَّخَرَتْ لَنَا مَاءً مین اپنی پھوپھی زینب علیہ السلام کے پاس گئے کہ اونکو اپنی پیاس کی خبر دون شاید اونہون نے ہم لڑکون کے واسطے کسی قدر پانی رکھہ چھوڑا ہو قُلْتُ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى نَفَادِ الْمَاءِ كَمَا تَرٰى مین کہتا ہون کہ اس روایت سے تو معلوم ہوتا ہی کئی پہر سے پانی نملا تھا کہ مشکین اسقدر خشک ہوگئی تھین وَأَيْضًا تَدُلُّ عَلَى أَنَّ زَيْنَبَ كَانَتْ كَافِلَةً لِلْأَطْفَالِ اور یہ بھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب زینب علیہ السلام کو جہان اور خدمات تھے کل اطفال کی خبر گیری بھی اونہین کو سپرد تھی بقیہ روایت کو اب لکھتا ہون فَوَجَدْتُهَا فِي خَيْمَتِهَا وَفِي حِجْرِهَا أَخِي الرَّضِيعُ مین پھوپھی زینب کے پاس گئی وہ اپنے خیمے مین تھین اور گود مین اونکے میرے بھائی علی اصغر تھے وَهِيَ تَارَةً تَقُومُ وَتَارَةً تَقْعُدُ وَهُوَ يَضْطَرِبُ اضْطِرَابَ السَّمَكَةِ فِي الْمَاءِ دیکھا مین نے کہ میری پھوپھی کبھی کھڑی ہو جاتی ہین اور کبھی بیٹھہ جاتی ہین اور اوس بچے کی یہ کیفیت ہی کہ چھوٹی مچھلی جسطرح پانی مین تڑپتی ہی وَيَصْرَخُ وَهِيَ تَقُولُ صَبْرًا صَبْرًا يَا بْنَ أَخِي وہ تڑپتی بھی ہین

چلانے کی بھی آواز بلند کرتی ہین اور پھوپھی کہتی ہین کہ اے علی اصغر ذرا ٹھرجا اور
چپ ہوجا وَاَنّٰی لَکَ الصَّبْرُ وَاَنْتَ عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَةِ الْمَشْؤُمَةِ بھلا کب تجھسے
ٹھرا جائیگا تجھپر تو ایسی تباہ حالت گذر رہی ہے جسمین تو آج گرفتار ہی یَعُزُّ عَلٰی
عَمَّتِکَ اَنْ تَسْمَعَکَ وَلَا تَنْفَعَکَ سخت ناگوار ہی تیری پھوپھی پر کہ تیرا چلانا سنے
اور جیس پانی کے واسطے تو تڑپ رہا ہی وہ تجکو نہ پلا سکے فَلَمَّا سَمِعْتُ اِنْتَحَبْتُ بَاکِیَةً
جب مین نے اونکی یہ آواز سُنی مین بھی رونے لگی فَقَالَتْ سُکَیْنَةُ قُلْتُ نَعَمْ پھوپھی زینب نے
کہا کیا سکینہ رو رہی ہی مین نے کہا کہ ہان مین ہی تو ہون قَالَتْ مَا یُبْکِیْکِ فَقُلْتُ لَهَا حَالُ
اَخِی الرَّضِیْعِ مجھسے پوچھا کیون روتی ہی مین نے کہا علی اصغر کی حالت دیکھ کے ضبط نہین ہوا
مین بھی رو رہی ہون وَلَمْ اُعْلِمْهَا بِعَطَشِیْ خَشْیَةً عَنْ یَزِیْدَ هَمُّهَا وَوَجْدُهَا اور اپنی
پیاس کا مین نے کچھ بھی ذکر نہین کیا اس خوف سے کہ اونکا ملال اور بے تابی زیادہ
بڑھ جائیگی ثُمَّ قُلْتُ لَهَا یَا عَمَّتَاهُ لَوْ اَرْسَلْتِ اِلٰی بَعْضِ عِیَالَاتِ الْاَنْصَارِ فَلَرُبَّمَا اَنْ یَکُوْنَ
عِنْدَهُمْ مَاءٌ پھر مین نے کہا اے پھوپھی اگر تم کسی کو انصار کے عیال کے پاس بھیجین ضرور
کسی نکسی کے پاس تھوڑا سا پانی شاید ہوتا تو ملجاتا فَقَامَتْ وَاَخَذَتِ الطِّفْلَ بِیَدِهَا
وَمَرَّتْ بِخِیَمِ عُمُوْمَتِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُنَّ مَاءً یہ سنکر پھوپھی اوٹھ کھڑی ہوئین اور
علی اصغر کو ہاتھون پر رکھ لیا اور میری اور پھوپھیون کے خیمہ کی طرف گئین اون خیمون مین
بھی پانی نہ ملا فَرَجَعَتْ وَمَعَهَا بَعْضُ اَطْفَالِهِمْ رَجَاءً اَنْ تَسْقِیَهُمْ وہان سے بھی پلٹ آئین
اب بچے اور لڑکے اون کے ساتھ ہوئے اسی امید سے کہ شاید ہمکو پانی پلائین ثُمَّ جَلَسَتْ فِیْ
خِیَمِ اَوْلَادِ عَمِّی الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بعد اوسکے پھوپھی زینب خیمہ مین میرے چچا امام حسن
علیہ السلام کی اولاد مین بیٹھ گئین وَاَرْسَلَتْ اِلٰی خِیَمِ الْاَصْحَابِ لَعَلَّ عِنْدَهُمْ مَاءٌ فَلَمْ
تَجِدْ اوسکے بعد کسی کو اصحاب کے خیمون مین بھیجا شاید اونکے پاس سے پانی ملے وہان بھی
پانی نتھا فَلَمَّا آیِسَتْ رَجَعَتْ اِلٰی خَیْمَتِهَا وَمَعَهَا مَا یَقْرُبُ مِنْ عِشْرِیْنَ صَبِیًّا وَصَبِیَّةً
جب پانی ملنے سے نا امیدی ہوئی اپنے خیمہ مین پلٹ آئین اب اسوقت لڑکونکا اونکے پاس
ہجوم ہوگیا قریب بیس لڑکے اور لڑکیون کے اون کے ساتھ ہو گئے جو سب پیاس سے

بے تاب ہو رہے تھے مَرَّ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ وَهُوَ بُرَيْرُ الْهَمْدَانِيُّ وَكَانَ يُقَالُ
لَهٗ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ اوسوقت ایک شخص میرے باپ کے اصحاب مین سے پاس سے اوسی خیمہ کے
گذرے جسمین ہم سب لڑکے چلا رہے تھے اونکا نام بریر ہمدانی تہا اور سردار قاریان عرب
مشہور تھے فَلَمَّا سَمِعَ بُكَائَنَا رَمٰى نَفْسَهٗ عَلَى الْاَرْضِ وَحَثَى التُّرَابَ جب ہمارے رونے
کی آواز اونہون نے سُنی پچھاڑین کہاکر زمین پر گر پڑے اور خاک اوڑانے لگے وَنَادٰى
بِاَصْحَابِهٖ مَا عِنْدَكُمْ مِنَ الرَّاْيِ اَيَسُرُّكُمْ اَنْ تَمُوْتَ بَنَاتُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ
عَطَشًا وَفِيْ اَيْدِيْنَا قَوَائِمُ سُيُوْفِنَا اور دیگر اصحاب کو پکار کر کہنے لگے کیون بہائیو اب
تمہاری کیا تجویز ہی یہی تمکو اچہا معلوم ہوتا ہی کہ دختران فاطمہ علیہم السلام پیاس سے مرجائین
اور ہمارے ہاتہون مین تلوارین موجود ہین اور ہم کچہہ نہ کرسکین لَا وَاللّٰهِ لَا خَيْرَ فِي الْحَيٰوةِ
بَعْدَهُمْ قسم ہی خدا کی کبہی ایسا نہین ہو سکتا اور نہ کچہ لطف زندگی بعد انکے مرجانے کے ہی بَلْ
نَرِدُ قَبْلَهُمْ حِيَاضَ الْمَوْتِ بلکہ ہم لوگ ان خوزادیون سے پہلے مرجائین یہی نام آوری
ہماری ہی اَصْحَابِيْ فَلْيَاخُذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا بِيَدِ بَنَاتٍ مِنْ هٰذِهِ الْفَتَيَاتِ وَنَهْجُمُ بِهِمْ
عَلٰى مَشْرَعَةِ الْغَاضِرِيَّاتِ قَبْلَ اَنْ يَهْلِكْنَ مِنَ الظَّمَاءِ وَاِنْ قَاتَلَنَا الْقَوْمُ قَاتَلْنَاهُمْ
اے میرے اصحاب اب تو یہی اچہا معلوم ہوتا ہی کہ ایک ایک شخص ہم مین سے ایک ایک طفل کا
ہاتہہ پکڑ لے اور ان سب کو ایکبارگی ہم غاضریہ کے گہاٹ پر لیچلین قبل از ان کہ یہ پیاس سے
ہلاک ہوجائین اگر قوم جفا کار ہم سے لڑنے پر آمادہ ہو ہم بہی لڑ لینگے فَقَالَ لَهُمْ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ
اِنَّ الْحَرَسَةَ يَصُدُّوْنَ لَا مُحَالَةَ عَلٰى قِتَالِنَا یحیی مازنی یہ کہنے لگے کہ محافظان فرات ضرور
ہمسے لڑنے پر آمادہ ہونگے اور اصرار لڑائی پر کرینگے فَاِذَا اَخَذْنَا بِاَيْدِي الْفَتَيَاتِ رُبَّمَا
يَنَالُ اَحَدًا مِّنْهُنَّ سَهْمٌ اَوْ رُمْحٌ فَنَكُوْنُ السَّبَبَ لِذٰلِكَ اگر ہم ان بچون کے ہاتہ
پکڑے ہوئے فرات پر جائین گے اور لڑائی ہوئی ضرور ہی کسی نہ کسی بچے کے تیر یا نیزہ کا
زخم لگجائے اور ہلاک ہوجائے پس گویا ہم سبب ان کے زخمی کرانے کے ہونگے وَلٰكِنَّ
الرَّاْيَ اَنْ نَحْمِلَ مَعَنَا قِرْبَةً وَنَمْلَاُهَا لَهُمْ تجویز مناسب یہ ہی کہ ہم اپنے ساتہ ایک
مشک لیچلین اور فرات کے پانی سے اوسکو انکے واسطے بہر لائین فَاِنْ قَاتَلَنَا اَحَدٌ

قاتلناہ وان قتل منا احد یکون فداء لبنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اگر پانی بھرنے پر ہم سے کوئی لڑیگا ہم بھی لڑینگے اور اگر ہم مین سے کوئی مارا گیا دختران
فاطمہ علیہم السلام پر نثار ہو جائیگا فقال بریر شانک بریر نے یہ کلام یحیی مازنی کا
سنکر جواب دیا کہ جیسی تمہاری رائے ہو وہی رائے کرنا چاہیے ثم اخذوا قربۃ
ومازوا قاصدین الی الفرات وکانوا اربعۃ نفر یہ مشورہ کرکے ایک مشک ان
لوگون نے اوٹھالی اور فرات کی طرف قصد کرکے روانہ ہوئے یہ سب چار آدمی تھے
واقبلوا نحو المشرعۃ فحس بہم الحراس وقالوا من ہؤلاء القوم یہ چارون
آدمی گھاٹ کی طرف چلے جب قریب پہونچے تب محافظان گھاٹ کو انکی آہٹ معلوم
ہوئی وہ پکارے کہ یہ کون لوگ گھاٹ پر چلے آتے ہین فقال لہم انا بریر وہؤلاء
اصحابی وقد کظنا العطش نرید ان نرد الفرات بریر نے اپنا نام لیکر جواب دیا کہ
مین بریر ہون اور یہ تین شخص میرے ہمراہیون مین سے ہین پیاس نے ہمکو
بیتاب کر دیا ہے ہم فرات پر آنا چاہتے ہین فقالوا لہم مکانکم حتی نخبر رئیسنا
بخبرکم محافظان فرات نے کہا کہ ابھی اوسی جگہ ٹھہر جاؤ جہان تک آئے ہو تاکہ ہم
تمہاری خبر اپنے رئیس اور سردار کو دین جیسا وہ کہے ویسا کیا جاویگا وکان بین
بریر وبین رئیسہم (اسحٰق ابن جنوۃ) قرابۃ اتفاقی امر یہ ہوا کہ اونکے افسر اسحق
اور بریر ہمدانی سے کچھ سلسلہ قرابت کا بھی تھا فلما اخبروہ قال لہم افرجوا لہم
المشرعۃ حتی یشربوا جب محافظون نے انکی خبر اپنے سردار کو پہونچائی اوس نے
کہا کہ گھاٹ کی راہ چھوڑ دو اور راستہ کھولدو کہ یہ لوگ
جاکر پانی پی لین فلما نزلوا الی المشرعۃ واحسوا
ببرودۃ الماء انتحب بریر واصحابہ وقالوا لعن اللہ ابن سعد ہذا الماء
یجری واکباد آل الرسول لا یحمل منہ قطرۃ جب گھاٹ پر پہونچے اور پانی مین
اوترے اور پانی کی خنکی محسوس ہوئی بریر اور اونکے ہمراہی رو اوٹھے کہنے لگے
خدا کی لعنت ابن سعد پر ایسا ٹھنڈا پانی بہ رہا ہے اور جگر ہائے تشنہ آل رسول

کے پیاس بجھانے کو ایک قطرہ بھی اسمین سے نہین جاتا ہے فقال بریر یا اصحابی اذکروا ما
قد نالکم بریر نے کہا اے بھائیو یہ باتون کا وقت نہین ہے یاد کرو ان بچونکو کیسا تڑپتے ہوئے
چھوڑ آئے ہو واملئوا القربة وعجلوا فقد ذابت قلوب اطفال الحسين عليه السلام
من الظمأ مشک بھر لو اور جلدی چلو اسلئے کہ اطفال حسین علیہ السلام کے دل پیاس کے
شدت سے پگھلے جاتے ہین ولا تشربوا حتی تروی اکباد بنات فاطمة الزهراء
تم مین سے کوئی پانی نہ پئے جب تک جگر تشنہ دختران جناب فاطمہ کے ہمارے پانی لیجانے سے
سرد نہو جائین فقالوا لا واللہ یا بریر لا نشرب قبل ان تروی قلوب اطفال الحسين
عليه السلام اون سعادت مندون نے کہا کہ نہین اے بریر کبھی ایسا نہوگا ہم پانی
نہ پئین گے جب تک جگرہاے اطفال حسین علیہ السلام اس پانی سے سرد نہو جائین
فسمعه رجل من الحرسة فقال لهم ما کفیکم الورود حتی تحملوا الی هذا
الخارجي واللہ لاخبرن اسحاق بخبرکم ایک شخص نے اون محافظون مین سے
یہ باتین سن لین کہنے لگا کہ تمکو پانی مین اوترنا اور پینے کی اجازت ملنی کافی نہوئی اب
تمہارا یہ حوصلہ ہوا کہ پانی مشک مین بھر کر اس خارجی کے پاس لیجاؤ گے جسکا تم نام
لے رہے ہو قسم بخدا مین تمہاری اس حرکت کے اسحاق کو خبر پہونچاتا ہون فان اغمض
تروعنکم بسیفي هذا حتی یصل خبرکم الی الامیر اگر اسحق نے بنظر پاس قرابت
چشم پوشی کی اور تم سے متعرض نہوا مین اپنی اس تلوار سے تمکو دھمکاؤنگا جب شور
لڑائی کا اوسوقت آپ ہی آپ تمہاری خبر عمر سعد تک پہونچ جائے گی فقال بریر
یا هذا اکتم علینا امرنا ثم دنا منه وهو یرید ان یقبضه بریر نے کہا اے شخص ہمارے
اس مشورے کو تو پوشیدہ رکھ اور یہ کہکر بریر اوس شقی کے پاس گئے انکا یہ ارادہ تھا کہ
اوسکو پکڑ لین اور اتنے مین فولی منهزما واخبر اسحق بذلک وہ ملعون بھاگ گیا
ہوا اور اسحق سے جاکر اس خبر کو بیان کیا فقال اعترضوا طریقهم واتونی بهم فان
ابوا فاقتلوهم اسحاق نے کہا کہ تم لوگ اب انکی راہ روکو اور گھیر کر میرے پاس لاؤ اگر
آنے سے انکار کرین لڑو انسے اور جانے نہ دو فلما اعترضوهم قالوا یا بریر لا بد

يَحْمِلُكُمُ الْمَاءَ اِلٰى صَاحِبِكُمْ جب راہ روک کر کھڑے ہوئے اور بریر سے کہنے لگے کہ اسحق کی
اجازت نہین ہو کہ تم پانی اپنے رئیس کے پاس لیجاو فَقَالَ لَهُ بُرَيْرٌ ثُمَّ مَاذَا قَالُوا اِهْرَاقَةَ
دِمَائِكُمْ بریر نے کہا کہ اگر ہم پانی لیجائین پھر تم کیا کروگے اون اشقیا نے کہا کہ تمہارے
خون اسی جگہ پر بہائے جائین گے فَقَالَ بُرَيْرٌ اِرَاقَةُ الدِّمَاءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اِرَاقَةِ الْمَاءِ
بریر نے کہا کہ خون ریزی ہمکو زیادہ پسند ہی بہ نسبت اسکے کہ ہم مشک سے پانی بہا دین
وَيْلَكُمْ مَا ذَاقَ مِنَّا اَحَدٌ طَعْمَ فُرَاتِكُمْ وائے ہو تمپر ہم مین سے کسی نے تمہاری فرات
کے پانی کا مزہ بھی نہین چکھا پینا کیسا وَاِنَّمَا هِمَّتُنَا رَيُّ اَكْبَادِ اَطْفَالِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَعِيَالِهٖ ہمارا تو یہی ارادہ ہو کہ اطفال حسین علیہ السلام کے جگر کو اس پانی سے تر کرین اور
اون کے اہل وعیال کو پانی پلائین فَوَاللّٰهِ لَا نَدَعُكُمْ حَتّٰى تُرَاقَ دِمَاؤُنَا حَوْلَ هٰذِهِ
الْقِرْبَةِ قسم بخدا ہم تمکو مشک مین ہاتھ نہ لگانے دینگے جب تک کہ ہمارے خون گرد اس
مشک کی بہجائین فَقَالَ اَحَدُهُمْ اِنَّ هٰؤُلَاۤءِ مُسْتَمِيْتُوْنَ عَلٰى يَسِيْرِ مَاءٍ وَلَا يُجْدِيْ
هِمْ نَفْعًا ایک شقی نے اون اشقیا مین سے کہا جانے دو یہ لوگ اس تھوڑے سے پانی پر
جان دینے پر طیار ہین اور یہ تھوڑا سا پانی کچھ اونکو سودمند بھی نہین ہو وَقَالَ بَعْضُهُمْ
لَا تُخَالِفُوْا حُكْمَ الْاَمِيْرِ فَاَحَاطُوْا بِهِمْ حِلَقًا اور ایک کہنے لگا کہ حکم کے امیر
کی مخالفت نہ کرنی چاہیے پانی نہ جانے پائے پس حلقہ باندھکر ان بہادرون کو گھیر لیا
فَوَضَعَ بُرَيْرٌ وَاَصْحَابُهُ الْقِرْبَةَ عَلَى الْاَرْضِ وَجَثَوْا دُوْنَهَا بریر اور اون کے
ہمراہیون نے مشک پر آب زمین پر رکھدی اور قریب اوسکے گھٹنے ٹیککر بیٹھ گئے
وَبُرَيْرٌ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ وَا لَهْفَاهُ عَلٰى اَكْبَادِ الْبَنَاتِ صَدَّ اللّٰهُ رَحْمَتَهُ عَمَّنْ
صَدَّنَا عَنْكُنَّ اور بریر اوسوقت رو رہے تھے اور کہتے تھے ہاے افسوس حال جگر
دختران فاطمہ علیہ السلام کی خدا اپنی رحمت کو روک لے اون لوگون سے جنھون نے
ہمکو تمہارے پاس پانی پہونچانے سے روکا ہی اور منع کیا فَحَمَلَهَا رَجُلٌ عَلٰى
عَاتِقِهٖ فَاحْتَوَشَتْهُمُ الْحَرَسَةُ وَجَعَلُوْا يَرْشُقُوْنَ الْقِرْبَةَ
بِالسِّهَامِ فَاَصَابَ حَبْلَ الْقِرْبَةِ سَهْمٌ ایک سعادت مند نے

اوس مشک کو اپنے شانہ پر اوٹھا لیا پس اون اشقیا نے انکو گھیر لیا اور مشکیزہ
تیرون کی بوچھار کرنے لگے ایک تیر مشکیزہ کے تسمہ پر آکر لگا حتّٰی خاطہٗ
عَاتِقَ الرَّجُلِ وَسَالَ الدَّمُ عَلٰی ثَوْبِہٖ اِلٰی قَدَمَیْہِ وہ تیر تسمہ سے پار ہوکر
بہادر کے شانہ مین بہی در آیا اور خون بہکر اس بہادر کے کپڑون مین بہ
پائون تک بہہ کر پہونچا فَلَمَّا نَظَرَ الدَّمَ یَسِیْلُ وَالْقِرْبَۃُ سَالِمَۃٌ ق
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ رَقَبَتِیْ وِقَاءً لِقِرْبَتِیْ جب اوس وفادار نے
خون اُسکا بہہ رہا ہی اور مشک بچ گئی مشک سے پانی نہین گرا کہنے لگے شکر
خدا کا کرتا ہون جسنے میری گردن کو اس مشک کے واسطے سپر بنا دیا فَلَمَّ
رَاٰی بُرَیْرٌ اَنَّ الْقَوْمَ غَیْرُ تَارِکِیْہِ صَاحَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ جب بریر نے
کہ یہ لوگ ہمکو پانی لیجانے نہ دینگے یا یہ مطلب ہی کہ زندہ چھوڑینگے باواز بلند پکار کر
کہنے لگے وَیْلَکُمْ یَا اَعْوَانَ بَنِیْ سُفْیَانَ لَا تُثِیْرُوا الْفِتْنَۃَ وَدَعُوْا اَسْ
بَنِیْ ھَمْدَانَ فِیْ مَغَامِدِھَا وائے ہو تمپر اے مددگاران بنی سفیان کے
فتنہ خوابیدہ کو جگاتے ہو ہماری تلوار جو قبیلہ بنی ہمدان کی ہی اوس
نیام سے باہر نہ نکلنے دو مراد بریر کی یہ ہی کہ اگر ہم لڑینگے تو بڑی خون ریزی
وَکَانَ حَوْلَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَمَاعَۃٌ یہ بات اسقدر بلند آواز
بریر نے کہی تہی کہ دور تک اونکی آواز پہونچی تہی اوسوقت جناب امام علیہ
کے قریب ایک جماعت اصحاب موجود تہی وَقَالَ رَجُلٌ مِنْھُمْ اِنِّیْ اَسْمَعُ صَوْتَ
بُرَیْرٍ یَنْتَدِبُ وَیَعِظُ الْقَوْمَ ایک شخص ان مین سے بولا کہ مجھے آواز بر
کی معلوم ہوتی ہی جو پکار رہے ہین یا ہم لوگون کو بلا رہے ہین اور کوفیونکو نصیحت
کر رہے ہین فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلْحَقُوْا بِہٖ حضرت امام حسین علیہ السلام
نے فرمایا کہ فوراً اونکی کمک کو پہونچو فَرَکِبَ جَمَاعَۃٌ اِلَیْھِمْ ایک جماعت اصحاب
سوار ہوکر بریر کے پاس جا پہونچی فَلَمَّا رَاٰھُمُ الْحَرَسَۃُ رَجَعُوْا مُنْھَزِمِیْ
جب نگہبانون نے فرات کے ان سوارون کو آتے ہوئے دیکھا بہاگ کر اپ

نزدگاہ کی طرف پلٹ گئے فجاء بریر بالماء حتی دنا بالخیمة فوضع
القربة بریر وہ پانی لیکر صحیح وسالم آ پہونچے تا اینکہ اوسی خیمہ کے قریب
آئے جہان ہم سب لڑکون کو روتا چھوڑ گئے تھے اور مشک پانی سے بھری ہوئی
لاکر رکھدی وقال اشربوا یا آل الرسول هنیئا مریئا اور کہنے لگے اب پانی
پیو اے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوارا ہو تمکو اور نصیب ہو پانی پینا اور
تمہارے حلق سے اوتر جائے مین کہتا ہون کہ یہ کہنا بریر کا دلالت کرتا ہے کہ حلق
تالو اون بچون کا خشک ہوگیا تھا فتباشرت الاطفال بالماء وصحن صیحة واحدة
هذا بریر جاءنا بالماء لڑکون مین بے انداز خوشی پیدا ہوئی اور سب کے سب
ایکبارگی چلا اوٹھے کہ دیکھو بریر ہمارے واسطے پانی لائے ورمین بانفسهن علی
القربة اور سب دوڑ پڑے اور بے تابی سے اپنے تئین مشک پر گرا دیا فمنهن
من یحضنها ومنهن من یضع خدها علیها ومنهن من تلقی فوادها علیها
کوئی لڑکے اوس مشک کو اپنی گود مین لیے لیتے تھے اور کوئی لڑکے اپنا رخسارہ
اوس پر رکھے دیتے تھے اور کوئی لڑکے اپنے دل کے مقام کو مشک سے ملاتے تھے
فلما کثر ازدحامهن علی القربة انقلب الوکاء واریق الماء
جب اونکا ہجوم مشک پر زیادہ ہوا دہانہ بند مشک کا اولٹ گیا اور منہ کھلگیا
اور سب پانی خاک پر بہ گیا وتصارخت الفتیان وصحن اریق الماء
یا بریر سب لڑکے دفعة چلا چلا کر رونے لگے اور پکارے کہ بریر وہ پانی سب گر گیا
جو تم لائے تھے فجعل یلطم وجهه ویقول وا لهفا علی اکباد بنات
رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم بریر اپنے منہ پر طمانچہ مارنے لگے کہتے تھے
ہزار افسوس مین اپنی جان دیکر یہ پانی لایا تھا مگر قسمت مین نتھا کہ اس پانی سے
جگر دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرد ہون اقول هذه الروایة
کلما دلت علی امور منتظمة قل ما دلت علیها روایة اخری وانما
ذکرناها بطولها لجودة محصولها مین کہتا ہون کہ اس روایت نے

چند امور پر سلسلہ وار دلالت کی ہی کمتر کوئی روایت ایسی نظر سے گذری ہے ہم
پوری روایت اسواسطے ذکر کی کہ اسکے فوائد زیادہ ہین مِنْھَا اَنَّ خِیَمَ النِّسَا
کَانَتْ مَنْصُوْبَۃً عَلٰیحِدَۃً وَکَانَتْ مُلْتَصِقَۃً ایک بات روایت سے یہ معلوم
ہوئی کہ مخدرات حرم کے خیمے جدا جدا کھڑے کیے گئے تھے اور باینہمہ بہم ملے ہوئے
اور قریب تھے بِحَیْثُ لَا یَعْسِرُ الْاِیَابُ وَالذَّھَابُ مِنْ خَیْمَۃٍ اِلٰی اُخْرٰی لِھَتْکِ السَّ
ایسے قریب تھے کہ ایک خیمہ سے دوسرے خیمہ مین آنا جانا بخیال بے پردگی کے دشوار
وَمِنْھَا اَنَّ خِیَمَ لِاَنْصَارِ وَعِیَالِھِمْ کَانَتْ مَضْرُوْبَۃً عَلٰی نَاحِیَۃٍ وَکَانَ
الطَّرِیْقُ مِنْھَا اِلٰی خِیَمِ اَھْلِ الْبَیْتِ مَبْسُوْطًا اَیْضًا یہ بھی اس روایت سے
معلوم ہوا کہ انصار اور اونکے عیال کے خیمہ ایک طرف کھڑے ہوئے تھے اور راہ
آمد رفت کی اون خیمون سے اہل حرم کے خیمہ تک بھی ملے ہوئے تھے وَمِنْھَا
اَنَّ الْاَصْحَابَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ کَانُوْا یَبْذُلُوْنَ مُھَجَھُمْ عَلٰی فِتْیَانِ
اٰلِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ بھی اس روایت سے معلوم ہوا کہ اصحاب
حسین علیہ السلام رحمت خدا کی اون پر ہو اطفال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
اپنی جان فدا کرتے تھے وَقَدْ یَجُوْدُ رَجُلٌ بِنَفْسِہٖ وَلَا یَسْتَاذِنُ عَنِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا دَلَّتْ عَلَیْہِ الرِّوَایَۃُ اور کبھی کوئی دیندار اپنی جان پر کھیل جاتا تھا
بدون اسکے کہ جناب امام حسین علیہ السلام سے اجازت طلب کرے چنانچہ اس روایت
نے اس پر دلالت کی ہی وَمِنْھَا اَنَّ الْحَرَسَۃَ لَمْ تَکُوْنُوْا مَانِعِیْنَ لِاَعْ
قَرَابَاتِھِمْ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الْوُرُوْدِ عَلَی الْفُرَاتِ
وَرَیِّھِمْ عَنْ مَائِہٖ کَمَا دَلَّتْ عَلَیْہِ الرِّوَایَتَانِ اور یہ بھی اس روایت سے
معلوم ہوا کہ محافظان فرات اپنے رشتہ دارون کو جو اصحاب امام حسین علیہ السلام مین تھے
فرات پر جانے سے نہین روکتے تھے اور اونکو پانی پینے سے منع نہین کرتے تھے چنانچہ
ان دونون روایتون سے معلوم ہوگیا پہلی روایت مین تو ہلال ابن نافع جو رشتہ دار
عمرو بن حجاج کے تھے اونکو اجازت دی اور دوسری روایت مین بریر ہمدانی اسحاق بن حیوہ کے رشتہ دار ہوئے انسے پانی بھر

باب چہل ویکم جواب اس اعتراض کا کہ اگر پانی تین روز سے بند تھا تو پھر اصحاب حوائج ضروری مثل غسل واجب ورطہارت کیونکر کرتے تھے اور تاویل دو ایک روایتون کی جن سے پانی کی موجودگی شب عاشور تک پائی جاتی ہے

قَدْ عَرَفْتَ اَنَّ الْاَصْحَابَ لَمْ یَکُوْنُوْا اَنْ یَذُوْقُوْا مِنَ الْمَاءِ قَطْرَةً وَاِنْ وَصَلُوْا اِلَی الْفُرَاتِ وَاُجِیْزُوْا لِلشُّرْبِ اوپر کے روایتون سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اصحاب جناب امام حسین علیہ السلام کے پانی کو چکہتے بہی نتہے اگرچہ فرات پہونچ جاتے تھے اور پانی پینے کی اجازت اونکو محافظان فرات بوجہ قرابت وغیرہ کے دیتے تھے بَلْ کَانَتْ هِمَمُهُمْ مَقْصُوْرَةً عَلٰی اَنْ یُبَرِّدُوْا اَکْبَادَ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بلکہ اونکی ہمتین اور اونکے ارادے خاص یہی تھے کہ جب پانی ملے اوسکو اہلبیت کو پلائین اور اونہین کے جگر اوس پانی سے خنک کرین فَلَا یُبْعَدُ اَنْ یَکُوْنَ بَعْضُهُمْ قَدْ یَاْتِیْ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ مِنَ الطَّهَارَةِ وَاِزَالَةِ الْخَبَثِ لَیْلًا وَنَهَارًا وَلَمْ یَکُنِ الْحَرَسَةُ مُتَعَرِّضِیْنَ لَهٗ پس کیا بعید ہے کہ بعض اصحاب اپنی قضاے حاجت کے واسطے رات کو خواہ دن کو فرات پر جاتے ہون اور محافظان فرات اون سے متعرض نہوتے ہون فَقَدْ سَمِعْتَ اَنَّهُمْ کَانُوْا اَشَدَّ مَنْعًا لِلْمَاءِ اَنْ یَشْرَبَ مِنْهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اسلیے کہ یہ بھی اوپر کی روایتون مین ثابت ہوگیا کہ زیادہ شدت پانی روکنے مین اون اشقیا کو یہی تہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام پانی نہ پینے پائین وَهٰذَا مَا کَانَ یَقُوْلُهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِرَارًا اِنَّهُمْ لَا یَطْلُبُوْنَ غَیْرِیْ اور اسی بات کو جناب امام حسین علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تہے کہ ان لوگون کو خاص مجہسے عداوت ہے اور کسی سے نہین ہے وَمِنْ هٰهُنَا یَسْقُطُ

مَا يُيوهُم مِن آبَائهٖ كَيفَ يُمكِنُ اَن يَعِيشَ الاِنسَانُ فِي مِثلِ الظَّمَاءِ
وَالحَرِّ وَلَم يَذُق مِنَ المَاءِ قَطرَةً مُذ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اسی بات کے تصور
سے وہ شبہہ دور ہو جاتا ہی جو لوگ خیال کرتے ہین کہ محال ہی کیونکر ہو سکتا ہے
کہ آدمی ایسی پیاس ورایسی گرمی مین زندہ رہے اور تین شبانہ روز پانی نپے
ثُمَّ كَيفَ يَقضِي حَوَائِجَهُ الضَّرُورِيَّةَ مِن اِزَالَةِ النَّجَاسَاتِ وَالاِستِنجَاءِ
عَنِ البَولِ وَالبَرَازِ وَغَيرِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اور یہ شبہہ بہی دور ہو گیا کہ یہ لوگ یعنی
جناب امام حسین علیہ السلام کے حوایج ضروری اپنی جیسی طہارت بدن اور استنجی
بول و براز اور غسل وغیرہ ان تین دنون مین کیونکر کرتے تھے وَاَيضًا فَاِنَّ الحَرَسَةَ
وَهُم عَوَامُّ العَسكَرِ لَم يَكُونُوا يَعرِفُونَ بِاَجمَعِهِم اَصحَابَ الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَامُ
وَاَقرِبَائَهُ اور یہ بہی خیال کرنا چاہیے بہت ظاہر ہی کہ محافظان فرات عام لشکری
آدمی تھے سب کے سب اصحاب ور اقربا امام حسین علیہ السلام کو نہین پہچانتے تھے
وَلَم تَكُن لِعَوَامِّ الاَشخَاصِ مِنَ العَسكَرَينِ عَلَامَةٌ فَارِقَةٌ مِنَ الاَلبِسَةِ الخَاصَّةِ
اَو غَيرِ ذٰلِكَ اور یہ بہی نتہا کہ لشکر ابن زیاد اور ہمراہیان جناب امام حسین علیہ السلام
نے کوئی خاص نشانی کپڑے وغیرہ کی الگ الگ مقرر نکی تہی جسکو وردی کہتے ہین
حَتّٰى اِذَا رَاٰى اَحَدٌ مِن عَسكَرِ عُمَرَ بنِ سَعدٍ اَحَدًا مِن اَنصَارِ الحُسَينِ
عَلَيهِ السَّلَامُ عَرَفَ اَنَّهُ مِنهُم ایسی نشانی نتہی کہ اگر کوئی شخص لشکر عمر سعد کا
کسی کو منجملہ انصار امام حسین علیہ السلام کے دیکھتا اوسی نشانی سے پہچان لیتا کہ یہ
شخص اوس طرف کا ہی یعنی اصحاب امام حسین علیہ السلام سے ہی وَكَانَ الاِيَابُ
وَالذَّهَابُ بَينَ العَسكَرَينِ لَم يَنقَطِع اِلٰى اَن قَامَ الحَربُ بَينَهُمَا اور یہ بہی
خیال کرنا چاہیے کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کی آمد و رفت لشکر عمر سعد مین باغراض مختلف
جب تک لڑائی نہین ہوئی بند نہ تہی لوگ آتے جاتے تھے وَهُوَ فِي آخِرِ اليَومِ التَّاسِعِ
وَقَدِ انتَفَتِ النَّائِرَةُ حِينَ اِستَمهَلَ الحُسَينُ عٔ اِلٰى صَبَاحِ يَومِ عَاشُورَاءَ
نوین تاریخ لڑائی پر اشقیا پورے آمادہ ہو گئے تھے مگر یہ لڑائی رک گئی

جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک شب کی مہلت صبح عاشورا تک طلب فرمائی فمن الجائز ان یکون الایاب والذهاب من اصحاب الحسین علیہ السلام الی الفرات غیر متروك ولا ممنوع الی ذلك الیوم پس ہوسکتا ہی کہ آمد و شد اصحاب کے فرات پر چھوٹے ہو اور نہ بند کی گئی ہو نوین تاریخ تک جیسا کہ قیاس اور روایت دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی علی انہ قد سمعت من علائم مباکات القوم حین ملأ بریر القربة واراد الرجوع وقوم کانوا اشداء علی المنع علاوہ بران روایت بریر رحمہ اللہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محافظان فرات مین سے کچھہ لوگون نے یہ کہا کہ پانی لیجانے دو تھوڑا سا پانی کیا انکو نفع پہونچا سکتا ہی اور کچھہ لوگون نے روکنے پر شدت کی اور لڑائی پر آمادہ ہوئے فیمکن ان یکون فی بعض الاحیان من المتوکلین علی المشارع هم الذین لیس لهم فضل قساوة ولا معاندة لبعض الاصحاب پس ہوسکتا ہی کہ فرات کے جانے مین بعض اصحاب سے اونہین لوگونکا سامنا ہوتا ہو جنکو زیادہ قساوت اور دشمنی بعض اصحاب سے نہ تھی پس یا اپنے ضروری حوائج کو پانی سے پورا کرتے ہون وایضا قد ثبت من تلك الروایة ویظهر من غیرها ایضا ان الامراء علی الحراس ما کانوا اشد اهتماما فی ذلك بریر ہمدانی کی روایت سے اور نیز اور روایتون سے یہ بھی پایا جاتا ہی کہ افسر محافظان فرات کو کچھہ زیادہ اہتمام پانی کی حفاظت مین نہ تھا بل کانوا یضربون خیمهم فی ناحیة بعیدة من المشرع وقلما کانوا یدورون حول المشارع بلکہ افسر لوگ اپنے خیمہ گھاٹ سے الگ برپا کرکے اون مین پڑے رہتے تھے اور گشت بھی گھاٹون پر خصوصا شب کو کم کرتے تھے بدست آرام طلب اپنے اپنے خیمون مین پڑے رہتے تھے اونکو خبر بھی نہین ہوتی تھی کون آیا اور کون گیا نعم قد روی فی الاسرار عن عبد الله الانباری ان اسحق بن جشوة کان اشقی الاشقیاء فی ذلك البتہ اسرار الشہادت مین عبد اللہ انباری سے روایت کی ہی کہ اسحاق بن جشوہ کو اسی بارہ مین یعنی پانی کے روکنے مین بڑی شقاوت تھی

حَتّٰی اَنَّہٗ حِینَ حَکیٰ مَا جریٰ عَلَیہِ فَقَالَ کُنتُ اَنَا مَا اَرقُدُ الیَومَ وَاللَّیلَۃَ لِیَکُون
حِرَاسَتِی وَمَنعِی لِلمَاءِ اَتَمّ یہان تک کہ جب اِس شقی نے اپنی سرگذشت عذاب
مین گرفتار ہونے کی بددعا امام حسین علیہ السلام سے عبداللہ انبازی کو سُنائی ہے
یہ بہی کہا ہی کہ مین رات اور دن کسی وقت سوتا نتہا تاکہ میری حفاظت گہاٹ پر بخوبی
سے اور پانی کے بند کرنیکا اہتمام پورا کرون وَکُنتُ اَمَرتُ لِلحُرَّاسِ الَّذِینَ
اُمِّرتُ عَلَیہِم اَن لَا یَتَّخِذُوا اِنَاءً لِلمَاءِ خَشیَۃَ اَن یَاخُذَ اَحَدٌ ھُمُ
النَّخوَۃَ عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ فَیَسقِیہِ المَاءَ اور مین نے اون محافظون کو
جو میرے ماتحت تھے قطعی حکم دیا تہا کہ برتن پانی کا بہی اپنے پاس نرکہین بخوف اسکے کہ
کسی کا دل دردمند ہوجائے امام حسین علیہ السلام کی پیاس پر اور اوس برتن مین
پانی بہر کر حضرت کے پینے کے واسطے لیجائے وَلٰکِن لَم یُرَ فِی کُتُبِ المَقَاتِلِ کَونُہٗ
اَمِیرًا عَلَی الحُرَّاسِ غَیرَ مَا رَوَاہُ ابنُ نَمَارح وَغَیرُ مَا رَوَاہُ عَبدُاللّٰہِ
الانبازی لیکن اور کتب موجودہ مقاتل مین اس ملعون کا محافظون پر سردار مقرر
ہونا میری نظر سے نہین گذرا پس انہین دو روایتون سے یعنی روایت بریر ہمدانی
جسکو ابن نمارح نے لکہا ہی اور روایت عبداللہ انبازی جو اسرار الشہادت مین ہے
اِن روایتون سے اسکا پتہ لگتا ہی فَلَعَلَّ کَونَہٗ اَمِیرًا قَد وَقَعَ بَعدَ الاِشتِبَاہِ
وَالتُّھمَۃِ عَلَی الحُرَّاسِ الَّذِینَ مَرَّ ذِکرُھُم قَبلَ ھٰذَا پس کیا عجب ہی کہ اس ملعون کو
امیر محافظان فرات مقرر ہونا اوسوقت ہوا ہو کہ جب اون لوگون پر ابن سعد وغیرہ کو
اشتباہ ہوا جنکو پہلے محافظ مقرر کیا تہا اور اونکا بیان ہم اوپر کے باب مین کرچکے ہین
وَھٰذَا اَیضًا یُؤَیِّدُ مَا نَحنُ بِصَدَدِہٖ مِن عَدَمِ کَونِ اَصحَابِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ
مَمنُوعِینَ عَنِ المَاءِ وَسَیَاتِی فِی ذٰلِکَ تَحقِیقٌ اَنِیقٌ فِیمَا بَعدُ فَانتَظِر
اس بیان سے بہی اوس امر کا ثبوت ہوتا ہی کہ اصحاب حسین علیہ السلام عموماً فرات پر
آنے جانے سے روکے نہین جاتے تھے قبل اسکے کہ یہ ملعون مقرر ہوا اور اس بارہ مین
اور بہی تحقیق آیندہ ہم کرینگے ثُمَّ اعلَم اَنَّ تِلکَ الرِّوَایَۃَ الَّتِی رَوَاھَا ابنُ نَمَا

حرم سُکَینَۃَ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیہَا تَدُلُّ عَلیٰ اَنَّ المَاءَ قَد نَفِدَ فِی الیَومِ التَّاسِعِ
اب یہ جاننا چاہیے کہ یہ روایت جسکو ابن نما رحمہ اللہ نے جناب سکینہ سے نقل کیا ہی
دلالت کرتی ہو کہ پانی نوین تاریخ سے بالکل نتہا وَالصَّدُوقُ رَحِمَہُ اللّٰہُ رَوَی رِوَایَۃً
فِی اَمَالِیہِ وَہِیَ عَلیٰ خِلَافِ ذٰلِکَ جناب شیخ صدوق نے امالے مین روایت کی ہے
وہ اسکے خلاف ہو قَالَ فِی اِثَارَۃِ الاَحزَانِ فِی ذِکرِ حَالَاتِ اللَّیلَۃِ العَاشِرَۃِ مِنَ المُحَرَّمِ
وَفِی رِوَایَۃِ الصَّدُوقِ وَاَرسَلَ عَلَیہِ السَّلَامُ عَلِیًّا اِبنَہٗ فِی ثَلَاثِینَ فَارِسًا
وَعِشرِینَ رَاجِلًا وَہُم عَلیٰ وَجَلٍ شَدِیدٍ اثارۃ الاحزان مین غفرانماب سید دلدار علی
فرماتے ہین کہ جناب شیخ صدوق نے روایت کی ہو شب عاشور کو حضرت نے جناب علی اکبر
کو ہمراہ تیس سوار اور بیس پیادون کے بھیجا کہ فرات سے پانی بھر لائین اور جاتے وقت
ان لوگون پر بڑا خوف طاری تہا وَاَنشَاَ الحُسَینُ الاَبیَاتَ ؎ یَا دَھرُ اُفٍّ لَکَ
مِن خَلِیلِ اونکے روانہ کرنے کے بعد حضرت وہی اشعار پڑہنے لگے جو شکایت دنیا مین
دوسری تاریخ محرم کی آپ نے ارشاد فرمائی تہی ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَاشرَبُوا اِنَّ المَاءَ اٰخِرُ
زَادِکُم پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اوٹھو اور پانی پیو یہ پانی آخری توشہ
تمہارا ہو وَتَوَضَّؤُوا وَاغتَسِلُوا وَاغسِلُوا ثِیَابَکُم لِتَکُونَ اَکفَانَکُم اور وضو اور غسل کر لو
اور کپڑے اپنے دہو ڈالو کہ یہی کپڑے تمہارے کفن ہونگے وَرَوَی الحَسَنُ ابنُ مُحَمَّدٍ
الیَزدِیُّ فِی مُہَیِّجِ الاَحزَانِ عَنِ المُفِیدِ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَن سَیِّدِنَا زَینِ العَابِدِینَ
عَلَیہِ السَّلَامُ کَمَا مَرَّ عَنِ الصَّدُوقِ رَحِمَہُ اللّٰہُ اور حسن ابن محمد یزدی نے اپنی کتاب
مہیج الاحزان جو فارسی زبان مین ہو اس روایت کو شیخ مفید سے نقل کیا ہو کہ اونہون نے
جناب زین العابدین ع سے روایت کی ہو مضمون وہی ہی جو امالی صدوق سے گذرا وَفِی
کِلتَا الرِّوَایَتَینِ اَنَّ المَاءَ اٰخِرُ زَادِکُم اور دونون روایتون مین یہی لفظ ہو کہ پانی آخری
توشہ تمہارا ہو وَلَم یَروِ المُفِیدُ رح وَلَا الصَّدُوقُ رح اَنَّ عَلِیَّ بنَ الحُسَینِ ع
کَیفَ وَصَلَ اِلَی الفُرَاتِ وَکَیفَ مَلَاءَ الاَصحَابُ القِرَبَ الَّتِی کَانَت مَعَہُم
اور تعجب ہو کہ جناب شیخ مفید اور نہ شیخ صدوق رح نے اسکو بیان کیا کہ حضرت علی اکبر

فرات پر کیونکر پہونچے اور کیونکر اصحاب نے وہ مشکین پانی سے بہرین جو ہمراہ لیگئے تھے
وَهَلْ وَقَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحُرَّاسِ قِتَالٌ وَجِدَالٌ اَمْ لَا اور یہ بھی دونون بزرگون
نے نہین بیان کیا کہ اصحاب اور محافظان فرات سے لڑائی ہوئے یا نہ ہوئے وَهَلْ اَتَى
اَحَدٌ بِالْمَاءِ اَمْ لَوْ بَاتَ بِهٖ اور یہ بہی نہین ان روایتون ہو کہ جناب علی اکبر پانی لائے
یا نہین لائے فَالْعَجَبُ مِنْ مُصَنِّفِ الْخَصَائِصِ اَنَّهٗ جَزَمَ بِاِغْتِسَالِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنَ الْمَاءِ الَّذِيْ اَتَا بِهٖ عَلِيٌّ اِبْنُهٗ نہایت تعجب ہی مصنف خصائص حسینیہ
سے باوجودیکہ ان روایتون مین کہین پانی لانیکا ذکر نہین ہی اور اونہون نے یقیناً کہدیا کہ
شب عاشور کو جناب امام حسین علیہ السلام نے اوس پانی سے غسل کیا جسکو جناب علی اکبر
لائے تھے وَمِنَ الْبَيِّنِ الْوَاضِحِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ مَجِيْءُ عَبَّاسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ
قَبْلَهَا طَالِبًا لِلْمَاءِ وَمَعَهٗ اَيْضًا ثَلٰثُوْنَ فَارِسًا وَعِشْرُوْنَ رَاجِلًا كَمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اور یہ تو نہایت کہلی ہوئی بات ہی کہ جب جناب عباس شب نہم کو پانی لینے گئے مین
اور تیس سوار اور بیس پیادے اونکے ہمراہ تھے جیسا کہ ہمنے محمد ابن ابی طالب مورخ اہلبیت
سے روایت کی ہی وَقَدْ وَقَعَ الْحَرْبُ وَالضَّرْبُ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَمَا ظَنُّكَ فِي اللَّيْلَةِ
الْعَاشِرَةِ مِنَ الْمُحَرَّمِ جناب عباسؑ سے وہ سخت لڑائی ہوئی اور وہ آٹھوین تاریخ
تہی پہر شب عاشور کو ایسا ہو سکتا ہو کہ بدون جنگ عظیم کے ایک مشک پانی ہی لاہو
لِاَنَّهُمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ مِنْ صُبْحَةِ الْيَوْمِ التَّاسِعِ كَانُوْا قَاصِدِيْنَ لِلْحَرْبِ مُظْهِرِيْنَ
شِقْوَتَهُمْ كَمَا تَعْلَمُ اسلیے کہ نوین تاریخ تو یقیناً شمر ملعون آچکا تہا صبح سے سب اشقیا
لڑائی پر آمادہ ہو رہے تھے اور شقاوت اپنی باغواے شمر ظاہر کر رہے تھے جیسا کہ بخوبی
معلوم ہی فَكَيْفَ يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَى الْمَاءِ وَاِيْصَالُهٗ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ
تَقَعِ الْمُحَارَبَةُ بَيْنَ الْكُفَّارِ وَالْاَصْحَابِ الْاَخْيَارِ پہر کیونکر ممکن تہا ان لوگون کا فرات پر
پہونچکر پانی لانا اور لڑائی اشقیا سے اور اصحاب سے ہوتی اور لڑائی کا ذکر کسی روایت
مین نہین پایا جاتا ہی هٰذَا اَمَّا قَوْلُهٗ ع قُوْمُوْا وَاشْرَبُوْا فَيُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنْهُ
اَنْ تَاْتُوا الْفُرَاتَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ وَاغْتَسِلُوْا مِنْهُ رہا یہ مضمون کہ حضرت نے اصحاب کے

کہ وہ جگہ کہڑے ہو اور پانی ہو ممکن ہی اس سے مراد حضرت کی یہ ہو کہ فرات پر جاؤ اگر جاسکے
پاؤ اور وہین جاکر پانی پیو اور بناء علی آنّہ فی عدادِ الاصحاب بینَ الروایتین
اتّحادٌ وھم ثلٰثون فارساً وعشرونَ راجلاً علاوہ بران شمار اصحاب کا دونون
روایتون مین یعنی جناب عباس کی ہمراہی لوگون مین اور جناب علی اکبر کی ہی اتحاد ہی
تیس سوار اور بیس پیادے دونون روایتون مین مذکور ہین فلا یبعُدُ اَن تکونَ
تلکَ القضیّۃُ بعینِھا ھی الّتی رواھا محمّدُ بنُ ابی طالبٍ فی اللیلۃِ التاسعۃِ
پس کچھ دور نہین ہی کہ یہ روایت جناب علی اکبر کے جانے کی بعینہ وہی روایت ہو
جسکو محمد ابن ابی طالب نے نوین شب مین ذکر کیا ہی نام کی غلطی راوی سے
ہوئی کہ ایک روایت مین جناب عباس کا نام لیا اور ایک مین جناب علی اکبر کا
وانْ کانتا مختلفتینِ فتکونُ الروایۃُ الّتی رواھا ابنُ نمارٍ غیرَ صحیحۃٍ
اور اگر یہ دونون روایتین جدا جدا ہین پس جو روایت ابن نمار رحمہ اللہ نے
جناب سکینہ سے نقل کی ہی وہ صحیح نہو گی وفی ھذا المقامِ روایۃٌ اُخریٰ
وھی انّ الحسینَ علیہِ السّلامُ صبَّ الماءَ علیٰ وجہِ زینبَ فی تلکَ
اللیلۃِ اذا غشیت علیھا بعدَ استماعِھا الابیاتَ الّتی انشدَھا
الحسینُ علیہِ السّلامُ من قولہِ یا دھرُ افٍّ لکَ من خلیلٍ اسی مقام پر
ایک روایت اور بہی ہی جسمین مغالطہ راویون کو اس سے بہی زیادہ ہوا ہے وہ یہ
روایت ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب کے چہرہ پر پانی چہڑکا
اسی شب کو جب حضرت زینب کو غش آگیا تہا اون اشعار کو سُنکر جو حضرت
امام حسین علیہ السلام نے شکایت دنیا مین ارشاد فرمایا تہا رواھا ارباب
المقاتلِ عنِ الصّدوقِ والمفیدِ کما فی اثارۃِ الاحزانِ والخصائصِ وغیرِھا
اس روایت کو ارباب مقاتل نے جناب شیخ مفید اور صدوق رہ سے نقل کیا ہی
چنانچہ اثارۃ الاحزان اور خصائص حسینی وغیرہ مین مذکور ہے فھاتانِ الروایتانِ
الّتانِ یُستفادُ منھما انّ الماءَ لم یُعدَم الی اللیلۃِ العاشرۃِ

پس یہی دو روایتین ایسی ہین جن سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ پانی شب عاشور تک
ملا ہی دھما کما ترٰی ان دونون روایتون مین جو خرابیان ہین اونکو بخوبی
ہم بیان کرتے ہین اَمَّا رِوَایَۃُ الصَّدُوْقِ فَقَدْ قُلْتُ اَنَّہَا وَرِوَایَۃُ
مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاحِدَۃٌ لیکن روایت شیخ صدوق کی اوسکی نسبت
تو مین کہہ چکا کہ یہ روایت اور روایت محمد ابن ابی طالب کے ایک ہی ہے
وَقَدْ سَھَی الرَّاوِیْ فَسَمّٰی فِیْ اَحَدِھِمَا الْعَبَّاسَ وَفِی الثَّانِیَۃِ
عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کو سہو عارض ہوا ایک جگہہ پر نام جناب عباس رض
کا لیا اور دوسری روایت مین جناب علی اکبر کا نام لے لیا وَاَمَّا رِوَایَۃُ
صَبِّ الْمَاءِ عَلٰی وَجْہِ زَیْنَبَ فَتَطَرُّقُ الْاِشْتِبَاہِ اِلَیْہَا اَظْہَرُ مِنَ الْاُوْلٰی
وہی روایت جناب زینب ع کے منہ پر پانی چھڑکنے کی اوسمین اشتباہ راوی کا
اس سے زیادہ ہوا ہی فَاِنَّ وُقُوْعَ تِلْکَ الْاُمُوْرِ مَعَ اِنْشَادِ الْاَبْیَاتِ الْمَذْکُوْرَۃِ
مَرْوِیَّۃٌ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَرَّتَیْنِ اسلیے کہ ان امور کا
واقع ہونا اور ان ابیات کا جناب امام حسین علیہ السلام کو ارشاد فرمانا جناب
سید الساجدین سے دو دفعہ نقل ہوا ہی جنمین سے روایت کیا گیا ہی مَرَّۃً یَوْمَ وُرُوْدِہٖ
وَھُوَ الثَّانِیْ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَقَدْ اَنْشَدَ الْاَبْیَاتَ وَغُشِیَتْ عَلٰی زَیْنَبَ کَمَا رَوَاہُ
السَّیِّدُ رح وَاَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَیْرُہٗ ایک مرتبہ جسدن آپ کربلا مین داخل ہوئی دوسری تاریخ محرم
کی تہی اور یہی اشعار ارشاد فرمائی تہی جنکو سنکر جناب زینب ع غش آگیا تہا چنانچہ سید ابن طاؤس
اور ابو مخنف وغیرہ نے اس روایت کو ذکر کیا ہی وَمَرَّۃً فِیْ مَسَاءِ الْیَوْمِ
التَّاسِعِ اور ایک مرتبہ نوین تاریخ کی شام کو بھی یہی امور واقع ہوئے
وَالرِّوَایَتَانِ مُتَّحِدَتَانِ لَفْظًا وَمَعْنًی وَمَرْوِیَّتَانِ عَنِ السَّیِّدِ السَّاجِدِیْنَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ دونون روایتین ایک ہی مضمون کی یکسان الفاظ سے
جناب سید الساجدین علیہ السلام سے نقل کی گئی ہین فَعَسٰی اَنْ لَّمْ یَکُنْ
فِیْ حَالَاتِ لَیْلَۃِ عَاشُوْرَا لَفْظَۃُ صَبِّ الْمَاءِ وَقَدْ وَھَمَ الرَّاوِیْ فَاَضَافَ

نظراً الی ما رواہ فی الیوم الثانی پس شاید شب عاشورا کی روایت میں پانی چھڑکنے اور چہرہ پر
ملنے کے لفظ تھی راوی نے دہوکے سے اس روایت میں بھی بڑھا دیا جسطرح کہ دوسری
تاریخ کی روایت میں یہ لفظ تھی وھذا التاویل قد یقوی عندی حتی اظن ان الامر
کذلک یہی تاویل دونوں روایتوں میں میرے نزدیک قوی تر ہے بلکہ مجکو ایسا خیال ہے کہ
راوی سے دہوکہ ہوا ہے مضافاً الی روایات متظافرۃ بل متواترۃ من تاکید الحکمۃ
وشدۃ اہتمام عمر ابن سعد وغیرہ فی منع الماء علاوہ اس تاویل کے یہ بھی تو ہے
کہ بہت سی روایتیں بلکہ متواتر روایات وارد ہوئے ہیں کہ نگہبان اور محافظ کسقدر مقرر ہوتے تھے
اور عمر سعد اور شمر وغیرہ کو حکم ابن زیاد پانی روکنے پر کسقدر اہتمام تھا وایضاً مضافاً الی ما اشتہر
بل کاد ان یتواتر ان الحسین مضی وھو عطشان لم یذق من الماء قطرۃ مدۃ
ثلاثۃ ایام علاوہ اسکے مشہور بلکہ متواتر یہ بات ہے کہ جناب امام حسین پیاسے شہید ہوگئے اور
تین دن تک ایک قطرہ پانی کا نہ پایا وقد رواہ الرواۃ خلفاً عن سلف ونظمہ الشعراء
المتقدمون الی یومنا ھذا اسکو راویوں نے گذشتہ زمانہ سے آجتک ہمیشہ روایت کیا ہے
اور شعرا مرثیہ گو نے ان روایتوں کو نظم کیا ہے عربی اور فارسی ہر زبان میں وفسّروا ذلک
فی اقوالھم فبعضھم عد ذلک الزمان اثنین وسبعین ساعۃ زمانہ تشنگی کو حضرت
کے گھنٹوں میں بھی شمار کیا ہے کسی نے بہتر گھنٹہ بیان کیے ہیں فیکون ابتداء العطش
من اللیلۃ الثامنۃ الی آخر یوم عاشورا اس حساب سے ابتدائے زمانہ تشنگی
ساتویں کا دن گذر کے شب ہشتم ہوتا ہے وھذا علی تقدیر انہ لم یشرب من ماء
الدنیا بعد شربہ من ماء العین التی مضی ذکرھا اور یہ بات یعنی بہتر گھنٹوں کی پیاس
اوس بنا پر ہے کہ آپ نے اس دنیا کا پانی پھر نہ پیا بعد ازان کہ اوس چشمہ کا پانی پیا جو
ساتویں تاریخ حضرت کے اعجاز سے برآمد ہوا تھا چنانچہ اوپر کے باب میں اسکا بیان ہو چکا ہے
وبعضھم یعدہ ثمانیۃ واربعین ساعۃ فیکون مبدء العطش من
اللیلۃ التاسعۃ وھذا علی تقدیر صحۃ ما روی من مجیء العباس
بالماء وشربہ من ذلک الماء اور بعضوں نے اڑتالیس گھنٹہ کی پیاس

نقل کی ہی اور یہ بات اوسوقت صحیح ہوگی جب وہ روایت صحیح ہو کر جناب عباس آٹھوین
تاریخ دن گذر کر شب کو پانی لائے اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے بہی آدمین سے
ثُمَّ اِنَّمَا اَمْرُهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَصْحَابِهٖ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَغَسْلِ الثِّيَابِ
وَالتَّوَضِّيْ وَالشُّرْبِ لَا يُمْكِنُ اِلَّا اَنْ يَحْصُلَ لَهُمْ كَثِيْرٌ مِنَ الْمَاءِ پہر یہ بہی
خیال کرنا چاہیے کہ روایت صدوق اور مفید علیہم الرحمہ مین یہ جو وارد ہی کہ حضرت نے اصحاب
کو حکم دیا کہ نہاؤ اور کپڑے دہوؤ اور وضو کرو اور پانی پیو یہ سب باتین بدون اسکے
بہت سا پانی اونکو بہم پہونچے کیونکر ہو سکتی تہین اسلیے کہ قریب اکاسی آدمیون کے
مرد تہے اور عورتین اور لڑکے سب ملا کر ڈیڑہ سو سے زیادہ ہونگے اور جانور انکے علاوہ
کہ وہ سب پیاسے مرتے تہے وَقَدْ تَعْلَمُ مِنْ تَضْيِيْقِ الْحَرَسَةِ وَضِنَّتِهِمْ عَلٰى اَنْ يَرْكُضُوْا
بِمِلْئِ قِرْبَةٍ وَاحِدَةٍ بَلْ وَلَا يُجِيْزُوْنَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطْرَةٌ
مِنَ الْمَاءِ اور یہ تو بخوبی معلوم ہی کہ محافظان فرات کسقدر تنگی کرتے تہے اور کسقدر اونکو بخل
تہا کہ ایک مشک پانی بہر لیجانے پر راضی نہوتے تہے بلکہ جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس
ایک قطرہ پانی پہونچنا بہی اونکو ناگوار تہا فَكَيْفَ يُمْكِنُ اَنْ يَاْتِيَ عَلِيٌّ اِبْنُهٗ بِالْمَاءِ قَدْرَ مَا يَكْفِيْ
لِاِغْتِسَالِ الْاَصْحَابِ وَغَسْلِ الْاَثْوَابِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الرِّوَايَةِ الْمَرْوِيَّةِ
عَنْ اَمَالِي الصَّدُوْقِ رح پہر کیونکر ممکن ہی کہ جناب علی اکبر قریب سو مشکون کے پانی لاتے جو اصحاب
کے غسل کرنے اور کپڑے دہونے وغیرہ کو کافی ہوتا اور جتنے امور روایت امالی صدوق مین وارد
ہین سب ہو سکتے فَالرِّوَايَةُ لَا يُفْهَمُ مِنْهُ اِلَّا الْاَمْرُ بِذٰلِكَ وَاَمَّا الْاِئْتِمَارُ بِهَا كَيْفَ
وَقَعَ فَلَيْسَ فِيْهَا نَصٌّ مِنْ اَرْبَابِ الْمَقَاتِلِ الَّتِيْ وَصَلَتْ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا پس اس روایت سے
یہی سمجہا جاتا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو نہانے کا اور کپڑے دہونے کا اور
پانی پینے کا حکم دیا اب رہی یہ بات کہ آپکے ارشاد کی تعمیل ان بزرگوارون نے کیونکر کی یا
جناب علی اکبر پانی لائے اور کسقدر لائے اسکا پتہ بالتصریح نہ اس روایت سے لگتا ہی نہ اور روایتون
جو کتب مقاتل مین آجتک مین نے دیکہی ہین ان مین بصراحت معلوم ہوتا ہی پس یہ روایت کسیطرح
پانی پینے پر حضرت کے دلالت نہین کرتی ہی اور خلاف متواترات کے ہی لہذا اسقاط کرنیکے قابل ہی

باب چہلم و دوم بیان اون اسرار کا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی تین دن پیاسے رہنے مین تھے اور خدا نے صلہ اس پیاس کا جناب امام حسین علیہ السلام کو کیا عطا کیا

قَالَ فِي الْخَصَائِصِ الْحُسَيْنِيَّةِ قَدِ ابْتَلَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْعَطَشِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى نَدَبَتْهُ أُخْتُهُ بِأَبِي الْعَطْشَانِ حَتَّى قَضَى خصائص حسینیہ مین فرماتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا امتحان پیاس سے تین روز کیا گیا تا اینکہ جناب زینب نے جو بین کیے ہین اوسمین یہی فقرہ ارشاد فرمایا ہو کہ میرے باپ فدا ہون اوس پیاسے پر جسکو پانی تا دم مرگ نہ ملا یا مراد جناب زینب کی یہ ہو کہ میرے بھائی پیاسے رہے اوس زمانہ تک جسکا وعدہ ہوا تھا اوس وعدہ کو پورا کیا یہ معنی نہایت درست معلوم ہوتے ہین ثُمَّ قَالَ الْمُؤَلِّفُ فِي بَابِ مَا أَعْطَى اللّٰهُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمَاءِ مَا مُحَصَّلُهُ يَؤُولُ إِلَى مَا نَقُولُ وَقَدْ عَكَسْتُ تَرْتِيبَ الْكَلَامِ لِيَحْسُنَ لِي مَا أَنَا بِصَدَدِهِ بعد اوسکے جناب مصنف نے فرمایا اور ایک باب جداگانہ لکھا جسمین بیان اسی بات کا ہو کہ خدا نے جناب امام حسین علیہ السلام کو صلہ پانی نہ پینے کا کیا عطا فرمایا اور خلاصہ اوسکا ہم لکھتے ہین کسی قدر ترتیب کلام مین ہم نے اولٹ پلٹ کر دی ہو تا کہ ہمارے بیان مین وہ مطلب بخوبی ادا ہو جاوے جسکی ہم درپے ہین وَهُوَ أَنَّهُ كَانَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَاءِ الْفُرَاتِ أَرْبَعُ حُقُوقٍ اور وہ یہ بات ہو کہ آب فرات مین جناب امام حسین علیہ السلام کے چار حق تھے اور چارون سے آپ کو اشقیا نے محروم کیا پس مقتضاے عدل الٰہی یہی ہے کہ چار عوض آپ کو عطا فرمائے اَلْأَوَّلُ هُوَ الْاِشْتِرَاكُ الْعَامُّ لِلنَّاسِ فِي الْمَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ شُرَكَاءُ فِي الْمَاءِ وَالْكَلَأِ پہلا حق حضرت کا فرات مین یہ تھا کہ جسطرح سب آدمی پانی مین شریک اور حق دار ہوتے ہین آپ بھی اوس پانی کے حق دار تھے وَلِهٰذَا جَازَ الشُّرْبُ مِنَ الْأَنْهَارِ الْمَمْلُوكَةِ وَإِنْ لَمْ يَأْذَنِ الْمَالِكُ اسی وجہ سے جو نہر کسی

شخص خاص کی ملکیت مین ہو اوسکا پانی پینا بھی عام لوگون کو جائز ہو اگرچہ مالک
اوس نہر کا اجازت ندے بَلْ لَعَلَّ مِنْ ذٰلِکَ سَقْيُ الْكُفَّارِ اِذَا كَانُوا عِطَاشًا كَمَا
فِي الرِّوَايَةِ عَنْ مُصَادِفٍ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ بلکہ شاید
اسی عام حق کی نظر سے کافر بھی اگر پیاسے ہون اونکو پانی پلانا جائز ہی جس طرح
مصادف نے جناب صادق علیہ السلام سے راہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہو کہ حضرت
نے ایک کافر کو پانی پلایا اور مصادف نے تعجب پوچھا آپ نے فرمایا کہ جب کافر پیاس سے
جان بلب ہو تو اوسکو بھی پانی پلانا چاہیے اَلثَّانِي مِنْ حَيْثُ الْاِشْتِرَاكِ مَعَ ذَوَاتِ
الْاَرْوَاحِ لِلْحَقِّ فِي الْمَاءِ دوسرا حق جناب امام حسین علیہ السلام کا فرات مین یہ تھا کہ
کل ذی روح اور جاندار حیوانات کی شرکت ہی پانی کے حق دار ہونے مین وَلِذَا اُلْزِمَ
التَّيَمُّمُ مَعَ الْخَوْفِ مِنَ الْعَطَشِ عَلَى الْحَيَوَانَاتِ الْمَمْلُوكَةِ وَنَحْوِهَا اسی واسطے
تیمم کرنا لازم کیا گیا ہی جسوقت کہ پانی خرچ کر ڈالنے سے اس بات کا خوف ہو کہ جو
حیوانات کسی کے ملک مین ہین خواہ امانت اور عاریت وغیرہ سے اسکے پاس
ہین وہ پیاسے مرجائینگے وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
اور خداوند عالم قرآن مین فرماتا ہی کہ ہمنے زیست ہر ذیحیات کی پانی سے رکھی ہی اَلثَّالِثُ
مِنْ حَيْثُ ثُبُوْتِ حَقِّ السَّقْيِ لَهٗ عَلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ بِالْخُصُوْصِ تیسرا حق حضرت امام حسین
علیہ السلام کا معاوضہ پانی پلانے کا خاص کر اہل کوفہ پر لازم تھا فَاِنَّهٗ قَدْ سَقَاهُمْ
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِي الْكُوْفَةِ مَرَّةً حِيْنَ الْجَدْبِ وَفِي صِفِّيْنَ تَارَةً وَفِي
الْقَادِسِيَّةِ حِيْنَ الْمُلَاقَاتِ مَعَ عَسْكَرِ الْحُرِّ اسلیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے
کوفیون کو تین مرتبہ پانی پلایا ایک مرتبہ کوفہ مین جب خشک سالی پڑی تھی اور بارانی
قحط تھا دوبارہ صفین مین تیسرے مرتبہ قادسیہ مین بروز ملاقات لشکر حر کے اَلرَّابِعُ
مِنْ حَيْثُ ثُبُوْتِ حَقٍّ لَهٗ عَ فِي الْفُرَاتِ بِخُصُوْصِهٖ چوتھا حق حضرت امام حسین علیہ السلام
خاص تھا دریاے فرات مین فَاِنَّهٗ مِنْ نِحْلَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ
عَلَيْهَا السَّلَامُ حِيْنَ تَزْوِيْجِهَا بِعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسلیے کہ نہر فرات خدا

عطا کی ہوئی جناب فاطمہ علیہ السلام کو تھی جسدن نکاح جناب سیدہ کا امیر المومنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ہوا تھا فَلَمْ یُرَاعُوْا اَحَدَ هٰذِہِ الْحُقُوْقِ لَهٗ حَتّٰی سَئَلَهُمْ
ذٰلِكَ لِطِفْلِهٖ وَاَرَاهُمْ يَتَلَظّٰی فَلَمْ يَرْحَمُوْهُ پس کوفیون نے ان چار حقون مین سے ایک
حق کی بھی رعایت نہ کی یہانتک کہ اسی پانی سے ایک قطرہ آپ نے شیر خوار کے واسطے طلب کیا
اور اوس بچے کو دکھلا بھی دیا جسکے بدن سے پیاس کی گرمی کی لو اوٹھ رہی تھی اور بدن لوسکا
دہکدہا تھا پھر بھی اون لوگون کو اوس بے گناہ پر رحم نہ آیا ثُمَّ سَئَلَهُمْ ذٰلِكَ لِنَفْسِهٖ
فَلَمْ یُعْطُوْهُ وَمَاتَ عَطْشَانًا بعد اوسکے خاص اپنی ذات کے واسطے حضرت نے اون سے
پانی مانگا پھر بھی نہ دیا اور پیاسے وہ جناب شہید ہو گئے فَهٰذِہٖ اَرْبَعَةُ حُقُوْقٍ لِلْحُسَيْنِ
علیہ السّلام بِهَا كَانَ اِسْتِحْقَاقُهٗ لِلْمَآءِ اَوْلٰی وَاَتَمَّ یہی چار حق حضرت امام کے ایسے
تھے جنکے سبب سے فرات کے پانی مین کوفیون کو دینے اور پلانے مین حضرت کو پورا استحقاق
تھا جو کسی فرد بشر کو تھا وَقَدْ اَثَّرَ عَطْشُهُ الَّذِیْ قَدْ كَانَ مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ فِیْ اَرْبَعَةِ
اَعْضَاءٍ یہ تین دن کی پیاس جو حضرت کو تھی اسنے آپ کے چار اعضاے جسمانی مین اثر
کیا تھا اَحَدُهَا الشَّفَةُ الذَّابِلَةُ مِنْ حَرِّ الظَّمَاءِ پہلے تو ہونٹھ مین اثر کیا جو سوکھہ کر
پژمردہ ہو گیا تھا وَالْكَبِدُ مُفَتَّتٌ لِعَدَمِ الْمَاءِ اور جگر پارہ پارہ ہو گیا تھا پانی کے
نملنے سے کما قال ع وَاَخْبَرَ بِذٰلِكَ حِیْنَ اَظْهَرَ عَطْشَهٗ وَلَمْ يَكُنْ قَدْ اَظْهَرَهٗ
قبل ذٰلِكَ چنانچہ خود حضرت نے فرمایا اور جگر کے پارہ پارہ ہو جانے کی خبر دی جسوقت
آپنے اپنی پیاس کا اظہار کیا تھا اور اوس سے پہلے اس حال کو آپنے بیان نہین کیا تھا
وَذٰلِكَ حِیْنَ كَانَ وَاقِفًا قَدْ يَئِسَ مِنْ حَيٰوتِهٖ بِحَيْثُ عَلِمَ اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ بِاَنَّهٗ
لَا يَعِيْشُ بَعْدَ ذٰلِكَ اور یہ بات اوسوقت آپ نے بیان کی ہو جب کہڑے ہوئے تھے
اور زندگی سے یاس ہو چکی تھی اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ اشقیا جانتے ہین کہ اب
حسین بن علی علیہ السلام زندہ نہین رہ سکتے ہین قَالَ اَلْاٰنَ اِسْقُوْنِیْ قَطْرَةً مِنَ الْمَاءِ
فَقَدْ تَفَتَّتَتْ كَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاءِ فرمایا آپ نے کہ ایک قطرہ پانی کا مجھکو پلادو کہ پیاس
کی شدت سے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہین اَلثَّالِثُ اللِّسَانُ مَجْرُوْحٌ مِنْ شِدَّةِ اللَّوْكِ

كمافي حديثٍ تیسرا عضو زبان حضرت کی چباتے چباتے زخمی ہو گئی تھی قُلتُ رَ
بعضِ الرِّوایاتِ اَنَّ لِسانَهُ کانَ کالاَدِیمِ المُعَرَّقِ مین کہتا ہون کہ بعض روایات
مین یہ وارد ہی کہ آپ کی زبان مثل جلی ہوئی چمڑے کی ہو گئی تھی اَلرّابِعُ العَینُ مُظلِمَ
مِنَ العَطَشِ چوتھا عضو وہ آنکھہ ہی کہ آنکھہ مین آپ کے اندھیرا چھا گیا تھا شدت
تشنگی سے کما فی حدیثِ جبرئیلَ لِآدَمَ فَلَو تَراهُ یا آدَمُ وَهُوَ یَقُولُ اَعطَش
حَتّی یَحُولُ العَطَشُ بَینَهُ وَبَینَ السَّماءِ کالدُّخانِ جیسا کہ حدیث جبرئیل علیہ السلام
مین وارد ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جبرئیل نے کہا کاش اگر دیکھتے تم اسے
امام حسین علیہ السلام کو کہ وہ اپنی پیاس سے فریاد کر رہے ہین اوس پیاس کی ایسی
ہو کہ جگر سے بخارات اوٹھکر آنکھہ مین پہونچگئے اور آسمان کے درمیان کی چیزون
دیکھنے کو حائل ہو گئے فَیَجِبُ اَنَّهُ مُنِعَ مِنَ الماءِ مِنَ الحُقُوقِ الاَربَعَةِ و
اَثَّرَ عَطَشُهُ فی اَربَعَةٍ مِن اَعضائِهِ پس چونکہ جناب امام حسین علیہ السلام
کے چار حقوق سے منع کیے گئے اور پیاس نے اونکے چار اعضاے بدنی مین اثر کیا انکا
واجِبًا عَلَی اللهِ سُبحانَهُ اَن یُعطِیَ الحُسَینَ عَلَیهِ السَّلامُ اَربَعَةً مِنَ الاَعو
خدا پر بھی واجب تھا کہ اوس جناب کو چار قسم کے عوض عطا کرے وَقَد اَعطاهُ الله
مِنَ المِیاهِ اَربَعَةَ اَنواعٍ پانی کے اقسام مین خدا نے چار قسم کے پانی حضرت کو عطا
الاَوَّلُ الکَوثَرُ جَعَلَهُ حَقًّا لَهُ لِعَطَشِهِ وَعَطَشِ اَصحابِهِ پہلے تو آب کوثر دیا جو
بسبب آپ کے پیاسے رہنے کے اور اصحاب کے پیاسے رہنے کے ملا ہی اَروَاهُم
فِی الطَّفِّ حِینَ وُقُوعِهِم عَلَی الاَرضِ سیراب کیا خدا نے اون شہیدونکو آب کوثر
زمین کربلا پر جسوقت وہ لوگ شہید ہو کر زمین پر گرے بَل قَبلَ خُرُوجِ رُوحِهِ
فی رِوایَةٍ عَنِ ابنِهِ عَلِیِّ بنِ الحُسَینِ الشَّهِیدِ حِینَ وَقَعَ طَرِیحًا مَلَک
اون شہیدون کی روح جسم سے نکلنے نہین پاتی تھی کہ جام کوثر سے خدا اونکو سیراب کر
چنانچہ جناب علی اکبر سے یہ روایت ہی جسوقت آپ گھوڑے پر سے زخمی ہو کر گر
یا اَبَتِ هذا جَدِّی قَد رَوّانِی بِکاسٍ لا اَظمَاءُ بَعدَها اَبَدًا پکار کر

علی اکبر نے اپنے باپ سے کہا اے پدر بزرگوار یہ میرے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں
مجھکو جام کوثر پلا دیا ہے اب اسکے بعد مین کبھی پیاسا نہونگا وَیُصَدِّقُہٗ قَوْلُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہٗ حِیْنَ اَبْرَزَہٗ لِلْجِہَادِ اس روایت کی تصدیق اوس حدیث
سے ہوتی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے جب اس شاہزادہ کو جہاد کے واسطے بھیجا
تھا فرمایا تھا یَا بُنَیَّ سَوْفَ یَسْقِیْکَ جَدُّکَ بِکَاسِہِ الْاَوْفیٰ الَّذِیْ لَا تَظْمَأُ بَعْدَہٗ
اَبَدًا اے میرے فرزند قریب وہ زمانہ ہے کہ تمکو تمہارے نانا اپنی پوری جام لبریز سے
سیراب کرینگے کہ پھر تمکو کبھی پیاس نہ لگیگی وَاَیْضًا جَعَلَ اللّٰہُ الْکَوْثَرَ حَقًّا لِمَنْ بَکیٰ
عَلَیْہِ یُرْوِیْہِ مِنْہُ یَوْمَ الْعَطَشِ الْاَکْبَرِ اور نیز کوثر کو خدا نے حق اوس شخص کا مقرر
کیا جو شخص آپ کی مصیبت پر روئے اوس دن آب کوثر سے سیراب کیا جائیگا جس دن کی
پیاس سے بڑھکر کوئی پیاس نہین ہے یعنے قیامت کے دن وَقَدْ وَقَی اللّٰہُ تَعَالیٰ
الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَنِ اسْتُشْہِدَ مَعَہٗ مِنْ عَطَشِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ لِاَنَّہُمْ
قَدْ عَطِشُوْا بِالْعَطَشِ الْاَکْبَرِ یَوْمَ عَاشُوْرَا اور نیز خدا نے اوس جناب کو مع شہدائے کربلا
تشنگی روز قیامت سے بچایا اسلیئے کہ وہ لوگ بڑی پیاس کا امتحان روز عاشورا دیچکے
ہیں اِنَّ الْکَوْثَرَ وَاِنْ جُعِلَ جَزَاءً لِکَثِیْرٍ مِنَ الْاَعْمَالِ الْحَسَنَۃِ لٰکِنَّ خُصُوْصِیَّتَہٗ مع
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ الْکَوْثَرَ یَفْرَحُ بِشُرْبِ الْبَاکِیْ عَلَیْہِ مِنْہُ پھر یہ بھی جاننا
چاہیئے کہ اگرچہ کوثر بہت سے اعمال خیر کے جزا خدا نے مقرر کی ہے مگر خصوصیت جناب
امام حسین علیہ السلام کو یہ ہے کہ جب آپ کی مصیبت پر رونے والا آب کوثر پئیگا کوثر کو
فرحت اور سرور حاصل ہوگا اَلثَّانِیْ مِنْ تِلْکَ الْعَطِیَّاتِ الْاَرْبَعَۃِ مَاءُ الْجِنَانِ
دوسرا پانی جو خدا نے عوض مین تشنگی کے حضرت کو دیا وہ آب بہشت ہے یُمْزَجُ بِدُمُوْعِ
الْبُکَاءِ عَلَیْہِ فَیَزِیْدُ عُذُوْبَتُہَا کَمَا فِی الرِّوَایَۃِ الْمُعْتَبَرَۃِ آب بہشت اون آنسوؤن مین
ملا دیا جائیگا جو آپ کی مصیبت مین نکلے ہین پس اونکی شیرینی زیادہ ہو جائیگی چنانچہ ایک
روایت معتبر اسپر دلالت کرتی ہے اَلثَّالِثُ مَاءُ الدُّمُوْعِ جَعَلَہَا اللّٰہُ لَہٗ تیسرا پانی جو عوض
تشنگی آپ کو ملا ہے وہ آنسو رونے والون کے ہین آپ کی مصیبت پر جنکو خدا نے آپکے واسطے

خاص کیا ہی فَاِنَّہٗ صَرِیعُ اللّٰہِ مَعَہٗ وَاِنَّہٗ قَتِیلُ الْعَبْرَۃِ اسلیے کہ وہ جناب شہید ہوگئے اور
آنسو آپ کی آنکھوں سے جاری رہے اور شہید ہوگئے جسوقت کہ اہلِ حرم اور مخدرات عصمت کھڑے
ہوئے سامنے رو رہے تھے فَہِیَ عَلیٰ اِثْرِ اِسْمِہٖ پس یہ آنسو ایسے مخصوص اوس جناب سے ہوئے کہ
آپ کے نام لینے کے بعد مومن کی آنکھوں سے جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ مَا ھُوَ بِاِسْمِہٖ
اور بعد آپ کے نام لینے کے جو لقب آپکا تشنہ گرسنہ مظلوم وغیرہ کہا جاتا ہی اور بیان کیا
جاتا ہی اوسکے بعد جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ ذِکْرِ مُصِیبَتِہٖ اور جسوقت آپ کی مصیبت کا
ذکر ہوتا ہی اوسوقت بھی یہ آنسو جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ نَظَرِہٖ یا جب آپکے مصائب کا
حال لکھا ہوا نظر آتا ہی یا جب آپکا روضۂ مقدس یا شبیہ روضہ کی نظر آتی ہی اوسوقت
بھی یہ آنسو جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ شَمِّ تُرْبَتِہٖ اور جسوقت آپکی خاک تربت سونگھی جاتی
اوسوقت بھی آنسو جاری ہوتے ہین وَلَمَّا صَدَرَ ذٰلِکَ الْبُکَاءُ عَنِ النَّبِیِّ ؐ فِی تِلْکَ
الْحَالَاتِ کَمَا ھُوَ مَرْوِیٌّ بِلَا خِلَافٍ فَلِذَا صَارَ مَنْدُوْبًا لَنَا اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ؐ بِالْاُسْوَۃِ
الْحَسَنَتِہٖ پھر چونکہ رونا ان سب اوقات مین خود جناب رسالتمآب ؐ کا فریقین کے روایت سے ثابت
لہذا ہم امتیوں پر ضرور ہوا کہ سنت نبی کو بنظر حسن اطاعت اور پیروی کی بجا لائین اور ہم بھی ان اوقات
مین خود جناب رسالتمآب ؐ کے رونے کو یاد کرکے روئین اَلرَّابِعُ کُلَّ مَاءٍ عَذْبٍ بَارِدٍ
یَشْرَبُہٗ اَحِبَّتُہٗ وَمَوَالِیْہِ فَاِنَّ الْحُسَیْنَ ؑ فِیْہِ حَقُّ الذِّکْرِ چوتھا وہ پانی جو عوض تشنگی
امام حسین ؑ کے سمجھا جاتا وہ یہ ہی کہ جو آب سرد اور شیرین کوئی دوست اور پیروی کرنیوالا حضرت کا
پیئے پیتے وقت اوسپر لازم ہی کہ حضرت کی پیاس کو یاد کرے فَاِنَّہٗ ؑ قَالَ شِیْعَتِیْ مَا
اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِیْ اسلیے کہ خود حضرت نے فرمایا ہی کہ اے میرے دوستو جب
آب شیرین پیو تو مجکو یاد کرو وَقَالَ الصَّادِقُ ؑ اِنِّیْ مَا شَرِبْتُ مَاءً اَبَارِدًا اِلَّا ذَکَرْتُ
الْحُسَیْنَ ؑ جناب صادق ؑ فرماتے ہین جب مینے سرد پانی پیا حضرت امام حسین ؑ کو ضرور یاد کیا
وَاَسْتَیْفَاءُ ذٰلِکَ الْحَقِّ بِاَنْ تَقُوْلَ بَعْدَ شُرْبِ الْمَاءِ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَی الْحُسَیْنِ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
وَلَعَنَ اللّٰہُ قَاتِلَ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ اور یہ حق پورا اسطور پر ادا ہوتا ہی کہ بعد پانی پینے کے
یہ دعا پڑھے سلام خدا کا حسین ؑ اور اہلبیت اور اونکے اصحاب پر اور لعنت خدا کی اون سب کے قاتلوں پر

باب چہل وسوم حر ابن یزید ریاحی کا لشکر عمر سعد سے نکلکر بروز عاشورا حضوری خدمت امام حسین علیہ السلام کا ارادہ کرنا اور چند حالات اوسوقت کے جو حر کو پیش آئے اور تحقیق میں امر کی کہ حر کس وقت حضرت کی خدمت مین پہونچے

ثُمَّ لَمَّا كَانَ مِنْ اَمْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا كَانَ وَاجْتَمَعَ عَسَاكِرُ ابْنِ زِيَادٍ كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ التَّقَرُّبَ اِلَى اللهِ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ پھر جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر بعد داخل ہونے کے دشت کربلا مین گذرنا تھا گذر چکا تا اینکہ لشکر ابن زیاد بھی کربلا مین پہونچ گیا اور ایسے ایسے اشقیا اوس لشکر مین جمع ہوئے جنکے اعتقاد مین پناہ بخدا یہ بات تھی کہ حضرت کا شہید کرنا خدا کی خوشنودی کی بات ہے وَمَنَعُوْهُ مِنَ الْمَاءِ وَاَحَاطُوْهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتّٰى اَنَّهٗ اِسْتَمْهَلَ لَيْلَةً وَاحِدَةً فِي التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ ساتوین تاریخ سے تو پانی بھی حضرت پر بند ہو گیا اور ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا یہان تک نوین تاریخ کا دن گذر کے ایک شب کی مہلت آپنے طلب کی بڑی دشواری سے ملی فَلَمَّا اَصْبَحَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَدَافَعَ الرِّجَالُ اِلَى مَيْدَانِ الْحَرْبِ فَاخْتَلَفَ الرُّوَاةُ فِي خُرُوْجِ الْحُرِّ نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ مَتٰى كَانَ لشکر کے سوار اور پیادے صبح عاشورا سے صف آرائی کرنے لگے اور لڑنے پر آمادہ ہوئے اب راویون کا اختلاف ہے کہ حر ابن یزید ریاحی کسوقت نکلکر حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملے ہین فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ اَنَّهٗ خَرَجَ اِلَيْهِ بَعْدَ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يُقْتَلْ بَعْدُ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَحَدٌ رَوَاهُ الْمَجْلِسِيُّ رَحِمَهُ اللهُ

بعض راویون کا یہ قول ہے کہ حر اوسوقت نکلے ہین جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہ خطبہ طولانی ارشاد فرمایا ہے جسمین کل حالات بدانجامی یزید اور پیروان یزید کی بیان

کئے ہین اور ابھی تک کوئی شخص اصحاب امام حسین علیہ السلام مین سے شہید نہین ہوا تھا
اوسی خطبہ کو سنکر پہر حر ابن یزید ریاحی اوس لشکر سے جدا ہو گئی اور یہی روایت مشہور ہی
اور بحار مین بہی مذکور ہی وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ اِنَّهُ خَرَجَ اِلَيْهِ بَعْدَ اَنْ رَمٰى اَوَّلُ رَامٍ
عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْمًا ثُمَّ رَمٰى اِلَيْهِ مِنَ الرُّمَاةِ
مَا لَا عَدَدَ لَهُمْ وَقُتِلَ بِذٰلِكَ الرَّمْيِ خَمْسُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَمَا ذَكَرَهُ السَّيِّدُ رح اور بعض راویون نے یہ کہا ہی کہ حر ابن یزید ریاحی اوسوقت
نکلے ہین جسوقت سب سے پہلے ایک تیر عمر سعد نے حضرت کی طرف مارا اور پہر بیشمار تیر اور
بروایتے دس ہزار تیر حضرت کی طرف دفعۃً چلائے گئے کہ پچاس اصحاب حضرت کے اسی
حملے مین کام آگئے اسکو جناب سید ابن طاؤس نے لکہا ہی وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ وَهُوَ
اَبُوْ مِخْنَفٍ اِنَّهُ خَرَجَ نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِ
وَاَقْرِبَائِهِ وَاسْتُشْهِدُوْا جَمِيْعًا اور بعض راویون نے یہ کہا ہی کہ حر اوسوقت نکلے ہین اور
حضرت کے پاس پہونچے ہین جسوقت کوئی شخص آپ کے اصحاب اور عزیزون مین سے
باقی نرہا تہا سب شہید ہو چکے تھے یہ قول ابو مخنف کا ہی وَالْاَقْوٰى عِنْدِيْ خُرُوْجُهُ
بَعْدَ الْخُطْبَةِ وَاسْتِمَاعِ اُوْلَى الْاِسْتِغَاثَةِ وَالْوَاعِيَةِ اور میرے نزدیک قوی روایت
وہی ہی کہ حر بن یزید ریاحی وہ خطبہ سنکر اور پہلا استغاثہ حضرت کا سنکر نکل پڑے اور
یہی انکو حضرت نے حکم بہی دیا تہا چنانچہ ہم نے باب عبداللہ جعفی راہزن کی حالات مین
بیان کیا ہی وَتِلْكَ الْخُطْبَةُ رَوَاهَا اَكْثَرُ اَرْبَابِ الْمَقَاتِلِ نَذْكُرُ مِنْ اٰخِرِهَا
بَعْضَ مَا يُنَاسِبُ الْمَقَامَ وَاللَّفْظُ لِمَوْلَانَا الْمَجْلِسِيِّ رح اس خطبہ کو اکثر ارباب مقاتل نے
ذکر کیا ہی بہت بڑا خطبہ ہی ہم اوسمین سے چند فقرات آخر خطبہ کے جو مناسب اس مقام سے
ہین لکہتے ہین اور الفاظ وہی ہین جنکو بحار مین نقل کیا ہی قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَلَا ثُمَّ لَا تَلْبَثُوْنَ بَعْدَهَا اِلَّا كَرَيْثِ مَا يُرْكَبُ الْفَرَسُ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا آگاہ ہو جاؤ اے گروہ کوفہ اور شام بعد ان بدعتون کے جو جبر کر رہے ہو تم دنیا مین
اتنی ہی دیر رہو گے جتنی دیر آدمی گہوڑے پر چڑہتا ہی یعنی بہت جلد تباہ ہو جاؤ گے

حتّٰی یَدُوْرَ بِکُمْ دَوْرَ الرَّحٰی عَہْدٌ عَہِدَہٗ اِلَیَّ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ یہان تک تمہارا حال
ہوگا کہ آسمان کی گردش تمہارے سرون پر ایسی ہوگی اور اس طرح پر تم پیسے جاؤ گے
جسطرح غلّہ کو چکی پیستی ہی الخ یہ وہ عہد و پیمان ہی جو مجھسے میرے والد بزرگوار نے
ارشاد کیا ہی کہ میرے نانا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اونسے اس عہد و پیمان کی
خبر دی ہی فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ جَمِیْعًا وَّلَا تُنْظِرُوْنِ اب تم
اپنی قوت اور حکومت کو یکجا کرلو اور جس قدر تمکو شریک اس ظلم کرنے مین بہم پہونچین
سب کو جمع کرکے جو مکر مجھسے کرنا ہو سب کرلو اور کچہ ادنیٰ تاخیر نہ رکھو اور نہ مجھے مہلت دو
اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ہُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا اِنَّ رَبِّیْ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ مین نے خدا پر بھروسہ کیا ہی جو میرا اور تمہارا دونونکا پروردگا
ہو اور کوئی چلنے والا جاندار ایسا نہین ہی جسکی پیشانی دست قدرت مین خدا کی نہو میرا
پروردگار صراط مستقیم پر ہی اَللّٰہُمَّ احْبِسْ عَنْہُمْ قَطْرَ السَّمَآءِ وَابْعَثْ عَلَیْہِمْ
سِنِیْنَ کَسِنِیِّ یُوْسُفَ خداوندا بارش باران کو ان لوگون کے ملک سے بند کر دے
اب ایک قطرہ پانی کا نہ برسے اور سات برس تک خشک سالی اور قحط انپر ایسا پڑے
جسطرح زمانے مین حضرت یوسف علیہ السلام کے مصر مین پڑا تھا مراد حضرت کی یہ ہی کہ
آدمی کو آدمی کہا جائے اور یہ سب ہلاک ہو جائین وَسَلِّطْ عَلَیْہِمْ غُلَامَ ثَقِیْفٍ یَّسْقِیْہِمْ
کَاْسًا مُّصَبَّرَۃً ان اشقیا پر اوس لڑکے کو مسلط کر دے جو دلیر جوان ہی اور مختار ثقفی
کے نام سے مشہور ہی وہی لڑکا انکو کاسہ مرگ تلخ اور ناگوار پلائے وَلَا یَدَعُ
فِیْہِمْ اَحَدًا اِلَّا قَتَلَہٗ قَتْلَۃً بِقَتْلَۃٍ وَضَرْبَۃً بِضَرْبَۃٍ اور اوس مختار ابو عبیدہ ثقفی کو
ایسا مسلط ان پر کر دے کہ ان مین سے کسیکو نچھوڑے جسنے کسیکو قتل کیا ہی اوسکو وہ
مختار قتل کرے اور جس شقی نے ان مین سے کسیکو چوٹ کا آزار پہونچایا ہی یعنی کوڑا
یا طمانچہ وغیرہ مارا ہی اوسکو اوسی طور پہ سزا دی یَنْتَقِمُ لِیْ وَلِاَوْلِیَآئِیْ وَاَہْلِ بَیْتِیْ
وَاَشْیَاعِیْ مِنْہُمْ یہ سب باتین مختار اس غرض سے کرے کہ میرا اور میرے دوستونکا
اور میری اہل بیت اور میرے پیرو مومنین پر جو ظلم ان اشقیا نے کیے ہین اوسکا انتقام لے

فَإِنَّهُمْ غَرُّونَا وَكَذَبُونَا وَخَذَلُونَا وَأَنْتَ رَبُّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ
أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ان مکارون نے ہمکو فریب دیا اور ہمسے جہوٹ بولے یا
ہماری تکذیب کی اور ہمکو چھوڑ دیا نصرت سے ہمارے انکار کیا اسیواسطے یہ عذاب کے
قابل ہین تو ہمارا پروردگار ہی تجہیر ہمنے بہروسہ کیا ہی اور تیری طرف رجوع قلب ہمارا ہی
اور تیری ہی طرف سب کی بازگشت ہو ثُمَّ قَالَ ع أَيْنَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اُدْعُوا إِلَيَّ
عُمَرَ فَدُعِيَ لَهُ وَكَانَ كَارِهًا لَا يُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَهُ پہر حضرت نے فرمایا کہ پہر
عمر ابن سعد اوسکو میرے سامنے لاؤ لوگون نے عمر سعد کو بلایا - اوس ملعون کو اوسوقت
سامنے حضرت کے آنا بہت ہی ناپسند تہا اسلیے کہ آپ جوش خروش مین تھے اوسکو نہین
منظور تہا کہ آپ کے سامنے آئے فَقَالَ ع يَا عُمَرُ أَنْتَ تَقْتُلُنِي تَزْعُمُ أَنْ يُوَلِّيَكَ
الدَّعِيُّ ابْنُ الدَّعِيِّ بِلَادَ الرَّيِّ وَجُرْجَانَ حضرت نے فرمایا کہ اے عمر ابن سعد تو مجھکو
قتل کرتا ہی گمان تجھکو یہ ہی کہ حرامی ابن حرامی تجھکو حاکم بلاد رے اور جرجان کا مقرر کرےگا
وَاللهِ لَا تَتَهَنَّأُ بِذٰلِكَ أَبَدًا عَهْدًا مَعْهُودًا قسم ہی خدا کی ہرگز تجھکو سزاوار نہوگا یہ
عہد معین ہو چکا ہی فَاصْنَعْ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فَإِنَّكَ لَا تَفْرَحُ بَعْدِي بِدُنْيَا وَلَا آخِرَةٍ
اب کرلے جو کچھ تجھکو کرنا ہی یقین جان کہ بعد میری شہادت کے نہ دنیا مین تجھکو خوشی
نصیب ہوگا نہ آخرت مین وَكَأَنِّي بِرَاْسِكَ عَلٰى قَصَبَةٍ قَدْ نُصِبَ بِالْكُوفَةِ تَرَامَاهُ
الصِّبْيَانُ وَيَتَّخِذُونَهُ غَرَضًا بَيْنَهُمْ گویا مین تیرے سر کو اسوقت دیکھ رہا ہون کہ
ایک لانبی چھڑ پر کوفہ مین بلند کیا گیا ہو اور لڑکے اوسکو پتھر وغیرہ مار رہے ہین اور اوسکو
نشانہ بنایا ہو فَاغْتَاظَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ مِنْ كَلَامِهِ ثُمَّ صَرَفَ بِوَجْهِهِ عَنْهُ
عمر بن سعد کو یہ کلام حضرت کا سنکر غیظ و غضب طاری ہوا اور منہ اپنا حضرت کی طرف سے
پھیر لیا وَنَادٰى بِأَصْحَابِهِ مَا تَنْتَظِرُونَ بِهِ احْمِلُوا بِأَجْمَعِكُمْ إِنَّمَا هِيَ أَكْلَةٌ وَاحِدَةٌ
اور اپنے لشکر کو پکارا اب کیا انتظار باقی ہی جو انسے آویزش نہین کرتے ہو سب ملکر انپر
ٹوٹ پڑو یہ کتنے ہین ایک لقمہ سے زیادہ نہین ہین یعنی ایک ہی حملہ مین ان سب کا کام
تمام ہو جائیگا ثُمَّ إِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا بِفَرَسِ رَسُولِ اللهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمُرْتَجِزُ فَرَکِبَہٗ وَعَبَّأَ اَصْحَابَہٗ بعد اوسکے حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھوڑا طلب کیا جسکا مرتجز نام تھا اوسپر سوار ہوئے اور اپنے اصحاب کو للکارا اِلٰی اَنْ قَالَ فِی الْبِحَارِ ثُمَّ قَالَ الْمُفِیْدُ رح فَلَمَّا رَاٰی الْحُرُّ بْنُ یَزِیْدَ اَنَّ الْقَوْمَ قَدْ صَمَّمُوْا عَلٰی قِتَالِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ تا ایکہ بحار مین کہتے ہین کہ پہر جناب شیخ مفید نے یہ کہا ہو کہ جب حر بن یزید نے دیکھا کہ لشکر ابن زیاد کے لوگ بالکل آمادہ ہوگئے حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے پر اور ضرور لڑینگے قَالَ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اَیْ عُمَرُ اَمُقَاتِلٌ اَنْتَ ھٰذَا الرَّجُلَ قَالَ اِیْ وَاللّٰہِ قِتَالًا اَشَدِیْدًا اَیْسَرُہٗ اَنْ تَسْقُطَ الرُّؤُسُ وَتَطِیْحَ الْاَیْدِیْ حر بن یزید نے عمر سعد سے کہا کیون اے عمر سعد تو اس مرد بزرگ سے ضرور لڑیگا عمر سعد نے کہا ہان قسم ہو خدا کی سخت لڑائی اُنسے لڑونگا چھوٹی سی چھوٹی یہ لڑائی ہوگی کہ سر کٹ کر زمین پر گر پڑین اور ہاتھ بہو خون سے کٹکر ہوا مین اوڑتے پہرین قَالَ اَفَمَا لَکُمْ فِیْمَا عَرَضَہٗ عَلَیْکُمْ رِضًی حر نے کہا کہ جو انھون نے درخواست کی ہو پلٹ جانے کی خواہ یزید کے پاس چلے جانے کی اوسکی منظوری تملوگ نہ کروگے قَالَ عُمَرُ اَمَا لَوْ کَانَ الْاَمْرُ اِلَیَّ لَفَعَلْتُ لٰکِنَّ اَمِیْرَکَ قَدْ اَبٰی عمر سعد نے کہا کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو منظور کر لیتا مگر تیرے امیر ابن زیاد نے مطلق انکار کیا ہو فَاَقْبَلَ الْحُرُّ وَوَقَفَ مِنَ النَّاسِ مَوْقِفًا وَمَعَہٗ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِہٖ یُقَالُ لَہٗ قُرَّۃُ بْنُ قَیْسٍ یہ سنکر حر چلے اور ایک ایسی جگہہ پر جا ٹھرے جہانسے ایک موقع نکلجانیکا انکی سمجھ مین آیا تھا حر کے ساتھ ایک اور آدمی اونکا ہمقوم تھا جسکا نام قرہ بن قیس ہو فَقَالَ لَہٗ یَا قُرَّۃُ اَسَقَیْتَ فَرَسَکَ الْیَوْمَ قَالَ لَا حر نے اوسکے ٹالنے کی نظر سے اوس سے کہا کہ اے قرہ آج تو نے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا ہو یا نہین قرہ نے کہا کہ ابہی نہین پلایا ہو قَالَ فَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَسْقِیَہٗ حر نے کہا کہ تیرا ارادہ گھوڑے کو پانی پلانیکا آج نہین ہو قَالَ قُرَّۃُ فَظَنَنْتُ وَاللّٰہِ اَنَّہٗ یُرِیْدُ اَنْ یَتَنَحّٰی وَلَا یَشْھَدَ الْقِتَالَ قرہ کہتا ہو بخدا مجھے یہی گمان ہوا کہ حر کا ارادہ ہو کہ بطرف نکلجانیکا اور لڑائی مین حاضر رہنا اسکو منظور نہین ہو فَکَرِہَ اَنْ اَرَاہُ

حِیْنَ یَصْنَعُ فَلَکَ مگر چونکہ حر ایک نامور بہادر آدمی ہی اور اسوقت ہراس اور بزدلی
اسپر چھائی ہوئی بس مجھسے حیلہ کرتا ہی اور اسکو نہین منظور ہی کہ مین اسکو صف جنگ سے
نکلجاتے ہوئے دیکھون فَقُلْتُ لَہٗ لَمْ اَسْقِہٖ مین نے حر سے کہا کہ مین نے تو ابھی
گھوڑے کو پانی نہین پلایا ہی قَالَ اَنَا مُنْطَلِقٌ نَاسْقِیْہٖ حر نے کہا تو پلائے یا نہ پلائے
مین تو اپنے گھوڑے کو پانی پلانے جاتا ہون فَاعْتَزَلَ ذٰلِکَ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ فِیْہِ
یہ کہکر حر نے وہ جگہہ چھوڑ دی جہان کھڑا ہوا تھا اور ایک طرف چلا فَوَاللّٰہِ لَوْ اَنَّہٗ اَطْلَعَنِیْ
عَلَی الَّذِیْ یُرِیْدُ لَخَرَجْتُ مَعَہٗ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قسم ہی خدا کی اگر
حر مجھکو آگاہ کردیتا اپنے ارادہ پر مین بھی اوسکے ساتھہ ضرور حضرت امام حسین علیہ السلام
کی خدمت مین جاتا اَقُوْلُ وَکَذِبَ ھٰذَا الْغَادِرُ وَاَظُنُّ اَنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ
اَرْسَلَہٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ یَوْمًا بِرِسَالَتِہٖ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مین کہتا
ہون کہ جھوٹا ہی یہ مکار اور میرے گمان مین یہ وہی شخص ہی جسکو عمر سعد نے ایک دن
اپنا پیام کہنے کو خدمت امام حسین علیہ السلام مین بھیجا تھا وَنَصَحَہٗ حَبِیْبُ بْنُ
مُظَاھِرٍ بِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَمْ یَقْبَلْہُ اور حبیب ابن مظاہر نے
اسکو نصیحت کی تھی کہ نصرت جناب امام حسین علیہ السلام کی کرے مگر اسنے قبول نہین کیا
وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ اور جسکی چشم بصیرت کو خدا نورانی
نکرے اوسکو نور ایمان کہان سے حاصل ہو وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ عَمُّہٗ
وَسَیَاْتِیْ اور ابو مخنف کی روایت مین یہ ہی کہ یہ چچا حر کا تھا چنانچہ اس روایت کو ہم
لکھینگے قَالَ فِی الْبِحَارِ فَاَخَذَ یَدْنُوْا مِنَ الْحُسَیْنِ قَلِیْلًا قَلِیْلًا بحار مین کہتے ہین
کہ حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف تھوڑا تھوڑا بڑھنا شروع کیا
قَالَ لَہٗ مُھَاجِرُ بْنُ اَوْسٍ مَا تُرِیْدُ یَا بْنَ یَزِیْدَ مہاجر ابن اوس نے حر سے کہا کہتہارا
ارادہ کیا ہی اے فرزند یزید ریاحی قُلْتُ وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ مُھَاجِرٌ ھٰذَا ابْنَ
اَوْسٍ الَّذِیْ ذَکَرَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمَ وُرُوْدِ الْحُرِّ اِلَیْہِ کَمَا مَرَّ
سَابِقًا مین کہتا ہون کچھہ دور نہین ہی کہ یہ مہاجر بیٹا اوسی اوس کا ہو جسکا ذکر حضرت

امام حسین علیہ السلام نے بروز ملاقات حر فرمایا تہا چنانچہ اسکا بیان ہمنے باب ملاقات
حر مین کردیا ہو اور یہ بہی لکہہ دیا ہو کہ یہ پیشین گوئی بطور اعجاز کے حضرت نے کی ہے
فَاِنْ کَانَ ھٰذَا فَقَدْ صَحَّ قَوْلُ الْاِمَامِ بِکَلَا جُزْئِیَّۃٍ فَتَذَکَّرْ یَا اَخِیْ وَلَا تَکُنْ
مِنَ الْغَافِلِیْنَ یہ اگر مہاجر ابن اوس وہی ہو یعنی اونہین صحابی کا بیٹا ہو جنکا اوس
نام تہا پہر تو کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کا پورا پورا اوسکے دونون جز سچے ہوگئے
اوس باب کو دیکہو اور اوس کے مقام یاد کرو اور جو ہمنے لکہہ دیا ہو اوسکو نہ بہولو وَنَرْجِعُ
اِلٰی اَصْلِ الرِّوَایَۃِ وَمَقُوْلَۃِ مُہَاجِرِ بْنِ اَوْسٍ اور ہم اصل روایت کی طرف رجوع
کرتے ہین اور مہاجر ابن اوس سے اور حر سے جو باتین ہوئی ہین اوسکو بیان کرتے ہین
مہاجر بن اوس نے حر سے کہا تیرا کیا ارادہ ہو اَتُرِیْدُ اَنْ تَحْمِلَ فَلَمْ یُجِبْہُ الْحُرُّ
وَاَخَذَہٗ مِثْلُ الْاَفْکَلِ کیا تیرا ارادہ یہ ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر حملہ کریگا
حر نے کچہہ اوسکو جواب ندیا اور تمام بدن حر کا تہرا رہا تہا جوڑ بند اوسکے ہل رہے تہے
اَقُوْلُ وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ اِرْتِعَادُ مَفَاصِلِ الْحُرِّ بِتَذَکُّرِہٖ لِمَا قَالَہُ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمَ وُرُوْدِہٖ بِحَضْرَتِہٖ مین کہتا ہون حر کے جوڑ بند کا ہلنا اور بدن مین
اسوقت تہرتہری پڑجانیکا یہی سبب معلوم ہوتا ہو کہ اسوقت حر کو جو جو باتین بطور
پیشین گوئی کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے بروز اول ملاقات اس سے کہی تہین
سب یاد آگئین وَتَیَقَّنَ بِاَنَّہٗ قَدْ اَذْنَبَ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَاِنْ لَمْ یَصِلْ اِلَی
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَمْ یَتُبْ عَلٰی یَدِہٖ فَہُوَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
حر کو اسوقت یقین ہوگیا ہو کہ اگر حضرت تک نہ پہونچا اور حضرت کے ہاتہہ پر جاکر توبہ
نکی تو قعر جہنم مین پڑیگا اور اسفل السافلین مین اسکا مقام ہوگا وَالْمَوَانِعُ
مِنْ عَدَمِ الْوُصُوْلِ ظَاہِرَۃٌ فَاِنَّہٗ فِیْ عَسْکَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَالنَّاسُ قَدْ
صَمَّمُوْا عَلٰی قِتَالِہٖ اور موانع اور روکنے کی چیزین حر کو حضرت کے پاس پہونچنے کی
تو ظاہر ہین اسلیئے کہ اسوقت یہ لشکر عمر سعد مین ہو اور تمام آدمی اوس لشکر کے
حضرت سے لڑنے پر تلے ہوئے ہین فَیَکُوْنُوْنَ مَانِعِیْنَ لِکُلِّ مَنْ یُرِیْدُ

نُصْرَۃَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وہی لوگ روکنے والے اور منع کرنے والے ہین جو شخص
ارادہ نصرت امام حسین علیہ السلام کا کرے کا ہیکو اوسے جانے دینگے وَلَا یَلِیْقُ بِشَانِ
الْحُرِّ اَنْ یَرْتَعِدَ مَفَاصِلُہٗ خَوْفًا مِنَ الْحَرْبِ وَخَوْفًا عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ فَاِنَّہٗ
قَدْ ھَدَاہُ اللّٰہُ کَمَا یَاْتِیْ اور یہ بات حر کی شان کے لائق نہین ہی کہ لڑائی کے خوف
سے اوسکے جوڑ بند ہلین خواہ اپنی جان پر خوف کرتا ہو یا اپنے اہل وعیال کے خیال مین
خوف زدہ ہوا ہو اسلیئے کہ حر کو تو ہدایت آلہی پوری ہو چکی تھی چنانچہ اسکا بیان گذرچکا
اور آتا بھی ہی اب ہم بقیہ روایت کو لکھتے ہین فَقَالَ لَہُ الْمُہَاجِرُ اِنَّ اَمْرَکَ لَمُرِیْبٌ
وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ مِنْکَ فِیْ مَوْقِفٍ قَطُّ مِثْلَ ھٰذَا مہاجر ابن اوس نے حر کا بدن
جب تھراتے ہوئے دیکھا کہنے لگا تیرے حال سے اسوقت مجھے سخت تعجب ہی قسم بخدا مین نے کبھی
تجھکو اتنا ہراسان کسی لڑائی مین نہین دیکھا ہی جیسا اس وقت تیرا حال ہو رہا ہے
وَلَوْ قِیْلَ لِیْ مَنْ اَشْجَعُ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ لَمَا عَدَوْتُکَ فَمَا ھٰذَا الَّذِیْ اَرٰی مِنْکَ
اگر مجھسے کوئی پوچھتا کہ اہل کوفہ مین سب سے زیادہ شجاع اور بہادر کون ہی مین تیرا ہی
نام لیکر ٹھہر جاتا اور کسیکا نام نہ لیتا اسوقت حال تیرا کیا ہی جو اسقدر مضطر ہو رہا ہے
فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ اِنِّیْ وَاللّٰہِ اُخَیِّرُ نَفْسِیْ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَوَاللّٰہِ لَا اَخْتَارُ
عَلَی الْجَنَّۃِ شَیْئًا وَلَوْ قُطِّعْتُ وَاُحْرِقْتُ حر نے کہا اے مہاجر ابن اوس مجھے اسوقت
اس بات کا تردد ہی کہ بہشت مین جاؤن یا دوزخ کو اختیار کرون پس تجھکو معلوم
ہو جائے کہ قسم بخدا مین بہشت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دونگا اگرچہ میرے بدن کے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائین اور اوسکے بعد آگ مین جلا دیے جائین ثُمَّ ضَرَبَ فَرَسَہٗ
فَلَحِقَ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ کہکر گھوڑے کو اپنے خیز کیا اور فوراً حضرت امام حسین
علیہ السلام سے ملگیا وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اِنَّ الْحُرَّ لَمَّا عَزَمَ اللُّحُوْقَ اَقْبَلَ عَلٰی
عَمِّہٖ اِبْنِ قُرَّۃَ وَاسْتَدْعٰی مِنْہُ اَنْ یَّسِیْرَ مَعَہٗ بِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ فَاَبٰی
عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ مَالِیْ بِذٰلِکَ حَاجَۃٌ ابو مخنف کہتے ہین کہ جسوقت حر نے حضرت سے ملنے کا
ارادہ کیا اپنے چچا ابن قرہ کے پاس گیا اوس سے درخواست کی کہ میرے ہمراہ تم بھی نصرت امام حسین

کر نے چلو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اسکی کچھ حاجت نہین ہے فَتَرَکَہٗ وَاَقْبَلَ عَلٰی وَلَدِہٖ وَقَالَ
یَا بُنَیَّ لَا صَبْرَ لِیْ عَلَی النَّارِ وَلَا عَلٰی غَضَبِ الْجَبَّارِ وَلَا اَنْ یَکُوْنَ خَصْمِیْ غَدًا اَحْمَدُ
الْمُخْتَارُ چچا کو لینے تو بحال خود چھوڑ کر حر اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے فرزند
مجھکو دوزخ مین جلنا ابدالآباد پسند نہین ہے نہ اسکی مین برداشت کرسکتا ہون اور نہ غضب آلہی کا
تحمل مجھسے ہوسکیگا اور نہ اسکے برداشت مجھکو ہے کہ فردائے قیامت مین مجھسے جناب احمد مختار مدعی
خون ناحق امام حسینؑ کے ہون یَا بُنَیَّ اَمَا تَرَی الْحُسَیْنَ یَسْتَغِیْثُ فَلَا یُغَاثُ وَیَسْتَجِیْرُ
فَلَا یُجَارُ اے فرزند میرے تم نہین دیکھتے ہو کہ حضرت امام حسینؑ فریاد کرتے ہین اور کوئی اونکی فریاد کو
نہین پہونچتا ہے اور پناہ طلب کرتے ہین کسیطرح اونکو پناہ نہین ملتی یَا بُنَیَّ سِرْ بِنَا اِلَیْہِ نُقَاتِلُ
بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَعَلَّنَا نَفُوْزُ بِالشَّہَادَۃِ وَنَکُوْنُ مِنْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ اے فرزند چلو ہمارے ساتھ
اوس جناب کی طرف شاید کہ ہم درجۂ شہادت کو پہونچ جائین اور سعادتمندون مین داخل ہوجائین
فَقَالَ الْوَلَدُ حُبًّا وَکَرَامَۃً حر کے بیٹے نے کہا بسر و چشم مجھکو منظور ہے چلیے قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ
اِنَّھُمَا حَمَلَا مِنْ عَسْکَرِ ابْنِ سَعْدٍ کَاَنَّھُمَا یُرِیْدَانِ الْقِتَالَ حَتّٰی ھَجَمَا عَلَی الْحُسَیْنِ
ابو مخنف کہتے ہین یہ کہکر وہ دونون باپ بیٹے حملہ آور ہوئے اور لشکر عمر سعد سے اسطرح نکلے
لوگون کو بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرت سے لڑنے جاتے ہین یہانتک کہ یکایک خدمت مین حضرت
امام حسینؑ کے پہونچ گئے قُلْتُ وَلِاَجْلِ ذٰلِکَ قَدِ اشْتَبَہَ عَلٰی بَعْضِ الرُّوَاۃِ وَقَالَ اَنَّ الْحُرَّ
لَمْ یَکُنْ مِنْ اَنْصَارِ الْحُسَیْنِؑ بَلْ قُتِلَ مُبْغِضًا لَہٗ وَسَنَقُوْلُ فِیْمَا یَاْتِیْ مَا یُوْضِحُ ذٰلِکَ
مین کہتا ہون کہ اسطرح سے نکلنا حر کا لشکر عمر سعد سے یہی موجب اشتباہ بعض راویونکو ہوا ہے
اونسے کہدیا کہ حر انصار امام حسینؑ مین نتھے بلکہ مثل دیگر کشتگان لشکر ابن زیاد کی حر بھی
دشمنی مین حضرت امام حسینؑ کے مارے گئے اور ہم اس بات کو باب آئندہ مین بیان کرینگے
وَقَالَ السَّیِّدُ رحؒ ضَرَبَ الْحُرُّ بِفَرَسِہٖ قَاصِدًا اِلَی الْحُسَیْنِؑ وَیَدُہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ
سید ابن طاؤس عہ کہتے ہین کہ حر نے اپنا گھوڑا ابڑھایا اس ارادے سے کہ جناب امام حسینؑ
کی خدمت مین حاضر ہو اور چلتے وقت حر نے ہاتھ اپنا اپنے سر پر رکھہ لیا تھا یعنی فریادی کی
شکل بنائی تھی وَھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَنَبْتُ فَتُبْ عَلَیَّ فَقَدْ اَرْعَبْتُ قُلُوْبَ

اَوْلِيَائِكَ وَاَوْلَادِ بِنْتِ نَبِيِّكَ اور حر کہتے جاتے تھے خدا وندا مین نے تیری طرف رجوع کیا
میری توبہ قبول کرے اور پچھلے گناہون سے میرے درگذر کر اسلیئے کہ مین وہ مجرم ہون
تیرے دوستونکے دلونپر خوف طاری کیا تھا اور تیرے نبی کے دختر کے اولاد کے دل بروز عاشور
اول ڈرے خوف کے ہلا دیے تھے وَقَالَ لِلْحُسَيْنِ ع جُعِلْتُ فِدَاكَ اَنَا صَاحِبُكَ الَّذِي حَبَسَكَ
عَنِ الرُّجُوْعِ وَجَعْجَعَ بِكَ اور حضرت امام حسینؑ سے حر نے عرض کی مین فدا آپ پر
مین وہی شخص ہون جو راہ سے آپکے ہمراہ ہوا اور پلٹ جانے سے آپکو منع کیا اور بہت تنگ
آپکی نسبت مین نے کی ہی وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّ الْقَوْمَ يَبْلُغُوْنَ مِنْكَ مَا اَرٰى وَاَنَا تَائِبٌ اِلَى اللهِ
فَهَلْ تَرٰى لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ اور مجھکو یہ گمان نتھا کہ یہ لوگ اسقدر آپسے عداوت کرینگے اور اتنی
انمین ہی جیسے مین اسوقت دیکھ رہا ہون اب مین خدا سے توبہ کرتا ہون آپکے نزدیک میری تو
قبول ہی یا نہین ہی فَقَالَ الْحُسَيْنُ ع نَعَمْ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْكَ فَانْزِلْ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا
اے حر خدا توبہ تیری قبول کریگا اب گھوڑے پر سے اوتر آ فَقَالَ اَنَا لَكَ فَارِسًا خَيْرٌ مِنِّيْ لَكَ رَاجِلًا
حر نے عرض کی کہ مین گھوڑے پر سوار رہکر بہت اچھی طرح سے آپکی نصرت کرونگا بنسبت اسکے کہ
ہوجاؤن اور پیدل ہوکر لڑون شاید مراد حر کی یہ ہی کہ مین سوارونکی لڑائی مین زیادہ مشاق
اور زیادہ ہوکر اوس لطف سے مجھسے لڑا نجائیگا وَ اِلَى النُّزُوْلِ يَصِيْرُ آخِرُ اَمْرِيْ اُقَاتِلُهُمْ لَكَ عَلٰى فَرَسِيْ سَاعَةً
وَاِلَى النُّزُوْلِ مَا يَصِيْرُ آخِرُ اَمْرِيْ اور بحار مین یہ روایت زیادہ کی ہی حر نے کہا کہ مین آپکی
مین اپنے گھوڑے پر سوار رہکر ایک ساعت لڑونگا اب گھوڑے سے اوترنا میرا اوسیوقت ہوگا جب انجام میرا
اس کلام سے حر کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو کچھ آپکو الطاف وکرم اور مہمان نوازی مجھسے فرمانے ہی آتے
مجھسے کیجئیگا اب مجھکو اجازت لڑنے کی دیجیے وَقَالَ السَّيِّدُ ره قَالَ الْحُرُّ فَاِذَا كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ خَرَجَ
عَلَيْكَ فَاْذَنْ لِيْ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ بَيْنَ يَدَيْكَ سید ابن طاوسؒ نے فرمایا حر نے کہا جو کہ
پہلے آپ پر لشکر کشی کی تہی اب اجازت دیجیے کہ آپکے انصار مین سب سے پہلے میری لاش آپکے سامنے پڑی
مُصَافِحِيْ جَدِّكَ مُحَمَّدٍ غَدًا فِي الْقِيَامَةِ لِمُحَمَّدٍ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَصَاحِبِ الْمَنَاقِبِ وَابْنِ الْاَثِيْرِ اَنَّهُ قَالَ اَيْضًا فَاَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُ
اور محمد ابن ابی طالب اور صاحب مناقب اور ابن اثیر سے بحار مین یہ نقل کیا ہی کہ حر نے اوسوقت یہ بھی کہا
یہ آرزو ہی کہ فرداے قیامت مین سب سے پہلے مین آپکے نانا کے ہاتھ چومون اور مصافحہ کرون شہید

باب چہل و چہارم حر کا رخصت ہو کر لڑنے کو جانا اور کیفیت شہادت حجر بن حر اور تاویل اس روایت کی کہ حر شہید اول کیونکر ہوئے

قَالَ اَبُو اِسْحٰقَ الْاَسْفَرَایِنِیُّ وَبَرَزَ مِنْ عَسْکَرِ ابْنِ سَعْدٍ فَارِسٌ وَاَتٰی اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ اِعْلَمْ اَنِّی الْحَجْرُ بْنُ الْحُرِّ وَاَنَا اَسْتَشْہِدُ بَیْنَ یَدَیْکَ
ابو اسحاق اسفراینی کہتے ہیں کہ لشکر عمر سعد سے ایک سوار نکل آیا اور خدمت امام حسین علیہ السلام میں پہونچکر اوسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ کو معلوم ہو جائے کہ میں حجر بیٹا حر کا ہوں اور میں آپ کے سامنے شہید ہوا چاہتا ہوں وَبَرَزَ فِی قَوْمِ ابْنِ سَعْدٍ وَحَمَلَ فِیْہِمْ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْہُمْ مِائَةً وَعِشْرِیْنَ ثُمَّ قُتِلَ رَحْمَةُ اللّٰہِ
پھر حر کا بیٹا لشکر عمر سعد پر حملہ آور ہوا اور اسقدر لڑا کہ ایک سو بیس آدمیوں کو قتل (کیا) بعد اوسکے شہید ہو گیا رحمت خدا کی اوسپر ہو فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْہِ اَبُوْہُ فَرِحَ فَرَحًا شَدِیْدًا وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اسْتَشْہَدَ وَلَدِیْ قُدَّامَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
جب حر نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ اس بہادری کے بعد درجہ شہادت کو بھی پہونچ گیا حر کو درجہ غایت اسکی خوشی ہوئی اور کہنے لگے حمد کرتا ہوں میں اوس خدا کی جسنے میرے بیٹے کو پیش نگاہ امام حسین علیہ السلام کے درجۂ شہادت پر پہونچا دیا ثُمَّ اَتٰی اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا مَوْلَایَ وَلَدِیْ اُسْتُشْہِدَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَاَنَا تَابِعٌ لَہٗ پھر حر خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے آئے اور کہنے لگے کہ اے میرے مولا میرا بیٹا آپ کے سامنے شہید ہو چکا ہے اب میں بھی اوسکے پیچھے جاتا ہوں اور طالب شہادت ہوں فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِصْبِرْ حَتّٰی اٰتِیَ بِابْنِکَ
حضرت نے فرمایا کہ اے حر اتنی دیر ٹھہر جا کہ میں لاش تیرے بیٹے کی اوٹھا لاؤں وَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ فِیْہِمْ حَتّٰی قَتَلَ مِنْہُمْ ثَمَانَمِائَةٍ وَحَمَلَ الْحَجْرَ وَاَتٰی بِہٖ عِنْدَ خَیْمَةِ الْحُرِّ ثُمَّ وَضَعَہٗ بعد اوسکے حضرت نے لشکر ابن سعد پر حملہ کیا اور اس حملہ میں آٹھ سو آدمیوں کو قتل کیا اور حجر ابن حر کی لاش لاکر نزدیک خیمہ

حرم محترم کے پہونچائی اور وہان پر رکھدی قُلْتُ وَالْحُرُّ یَرٰی جَسَدَ ابْنِهٖ وَھُوَ فَرْحَانٌ
مَسْرُوْرٌ وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَیْرُہٗ مِنَ الرُّوَاۃِ اِنَّہٗ کَانَ یَحْمَدُ اللّٰہَ وَیَشْکُرُہٗ
مین کہتا ہون کہ حر نے اپنے بیٹے کی لاش دیکھی اور خوش تھا اور ابو مخنف وغیرہ اور راوی
یہ لکھتے ہین کہ اوسوقت حر حمد خدا ادا کر رہے تھے اور شکر الٰہی بجا لاتے تھے ثُمَّ قَالَ
لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَاْذَنُ لِیْ لِلْبِرَازِ وَقَالَ بَعْضُ الرُّوَاۃِ اَنَّہٗ قَالَ یَا مَوْلَایَ
بِحَقِّ جَدِّکَ اِلَّا مَا اَذِنْتَ لِیْ لِلْبِرَازِ اِلٰی ھٰٓؤُلَاءِ الطُّغَاۃِ الْکُفَّارِ پہر حر نے حضرت
امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ اب آپ مجھکو اجازت لڑنے کی دیتے ہین اور بعض
راویون نے یہ لکھا ہی حر نے عرض کی اے مولا میرے آپ کو قسم ہی اپنے نانا کی مجھے اجازت
دیجیے لڑنے کی ان تباہ کارون سے جو کافر ہو گئے ہین اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ چونکہ حر تازہ وارد تھا جناب امام حسین علیہ السلام اوسکے رخصت ہونے مین تاخیر
فرماتے تھے اور مہمان نوازی کی نظر سے اخلاق اوس سے زیادہ فرما رہے تھے جب حر نے
قسم یاد کی فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُبْرُزْ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَکَ وَبَارَکَ اللّٰہُ
فِیْکَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا اب لڑنے جاؤ
خدا تیری کوشش کو پورا کرے اور تیری ارادے مین برکت دے اور مدد اور قوت
سوائے خدا کے کسی سے نہین ہی فَبَرَزَ وَھُوَ یَقُوْلُ ؎ اَنَا الْحُرُّ وَاَنَا مُقْرِی الضَّیْفِ
اَضْرِبُ بِکُمْ فِیْ اَعْنَاقِکُمْ بِالسَّیْفِ ؛ حر نکلے اور یہ رجز پڑہنے لگے مین حر ہون اور
فقط مہمان کی ضیافت کی ہی یعنی اون کی نصرت پر اپنی جان فدا کرنے والا ہون تمہاری
گردنون مین تلوار کے زخم پہونچاؤنگا ؎ عَنْ خَیْرِ مَنْ حَلَّ بِلَادَ الْخَیْفِ ؛ اَحْمِیْ بِکُمْ
وَلَا اَرٰی مِنْ حَیْفٍ اوس شخص کی حمایت کرنے آیا ہون جس سے بہتر آج کوئی شخص
ہمارے ملک مین مکہ اور منا کی طرف سے نہین داخل ہوا ہی تمکو مارونگا اور تمہارے
قتل کرنے مین کچھ مین جور و ستم نہین سمجھتا ہون قَالَ فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ ثُمَّ حَمَلَ عَلٰی
عَسْکَرِ بْنِ سَعْدٍ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ فِیْھِمْ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ خَمْسَمِائَۃً نور العین مین
لکھتے ہین کہ پہر حر نے لشکر ابن زیاد پر حملہ کیا اور لڑتے رہے تا آنکہ پانسو آدمیون کو قتل

وَفِی رِوَایَۃِ اَبِی مِخْنَفٍ نَیِّفًا وَّثَمَانِیْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مَکَانِہٖ اور ابو مخنف کی روایت
مین ہو کہ کچھ اوپر اسّی آدمیون کو قتل کیا پہر اوسکے اپنے مقام پر پلٹ آیا وَنَادٰی بِاَعْلٰی
صَوْتِہٖ یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ یَا اَھْلَ الْمَکْرِ وَالْغَدْرِ وَالْخِذْلِ وَالْخَذْلِ تَعِسْتُمْ دَعَوْتُمْ
ھٰذَا الْاِمَامَ اِلَیْکُمْ وَزَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ تَنْصُرُوْنَہٗ وَتُقَاتِلُوْنَ عَدُوَّہٗ وَتَقْتُلُوْنَ
اَنْفُسَکُمْ دُوْنَہٗ اور باٰواز بلند پکار کر کہنے لگے اے اہلِ کوفہ صاحبانِ مکر اور بیوفائی
اور باز رہنیوالے وفاداری سے اور دہوکہ دینے والے تمنے اِس امام کو اپنے ملک مین
بلایا اور تمہارا یہ قول تہا کہ اونکی نصرت کروگے اور اون کے دشمن سے لڑوگے اور اپنی
جانین اونپر فدا کروگے حَتّٰی اِذَا اَتَاکُمْ فَکَذَّبْتُمْ بِہٖ وَتَعَلَّیْتُمْ عَلَیْہِ وَاَحَطْتُمْ بِہٖ
مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَّمَکَانٍ تا اینکہ جب وہ حضرت تمہارے جوار مین آپہونچے تمنے
بیوفائی کی اور عداوت سے پیش آئے اور ہر طرف سے اونکو گہیر لیا وَمَنَعْتُمُوْہُ مِنَ
التَّرَدُّدِ اِلٰی اَرْضِ اللّٰہِ الْوَاسِعَۃِ فَاَصْبَحَ فِیْ بَلَدِکُمْ وَحِیْدًا وَّمَنَعْتُمُوْہُ وَاَھْلَ بَیْتِہٖ
مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ الَّذِیْ یَشْرَبُ مِنْہُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَالْکِلَابُ وَالْخَنَازِیْرُ
اور تمنے اوس جناب کو ہر طرف سے جانے کو روکا اور وسعت زمین کو اونپر تنگ کردیا اور جب
تمہارے ملک مین پہونچے یکہ و تنہا رہگئے اور وہ پانی بہی اونپر بند کیا جسکو یہود اور نصاریٰ
اور سگ و خوک تک پی رہے ہین اِلٰی اَنْ قَالَ وَابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ وَاَھْلُ بَیْتِہٖ یَمُوْتُ
عَطْشًا یہان تک کہ یہ بہی حرنے کہا کہ تمہارے نبی ص کا نواسا اور اوسکی اہل بیت پیاس سے
ہلاک ہو رہے ہین بِئْسَ مَا خَلَفْتُمْ مُحَمَّدًا فِیْ وَلَدِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ لَا سَقَاکُمُ اللّٰہُ یَوْمَ
الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ بہت برا طریقہ تمہاری پیش آمد کا ہی جو بعد وفات جناب سرورِ کائنات
کے اونکے بیٹے اور اونکی ذریت سے کر رہے ہو خدا تمکو روزِ قیامت جو خوفِ عظیم کا دن
ہوگا سیراب نکرے ثُمَّ حَمَلَ ثَانِیًا فَقَتَلَ مِنْھُمْ کَذِیْرًا پہر دوسرا حملہ حرنے کیا اور
بہت سے آدمی اس حملہ مین قتل کیے وَکَانَ فَارِسًا مَّذْکُوْرًا وَّبَطَلًا مَّشْھُوْرًا
یعنے کہ حر ایک ایسا شہسوار نامی تہا جسکا ملک ملک چرچا ہوا کرتا تہا وہ ایسا دلیر تہا
جسکی بڑی شہرت تہی قَالَ فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ فَلَمَّا نَظَرَ ابْنُ سَعْدٍ اِلٰی فِعْلِہٖ قَالَ

یا ویلکم من ھذا نور العین مین کہتے ہین کہ جب عمر سعد نے حر کی یہ لڑائی دیکھی اپنے
گروہ سے پکار کر کہنے لگا وائے ہو تم پر یہ کون شخص ہے جس نے لشکر کے پرے کے
پرے خالی کر دیے ہین فقالوا لہ الحر بن یزید ھو وولدہ عصوا علینا وساروا
الی نصرۃ الحسین علیہ السلام لوگون نے کہا کہ یہ حر بن یزید ریاحی لڑ رہا ہے
اور اسکا بیٹا ہم سے بگڑ کر دونون باپ بیٹے نصرت حسین علیہ السلام کے واسطے چلے گئے ہین
فقال علیکم برماۃ النبل فاقبلوا الیہ سبعمأۃ رام عمر سعد نے کہا اسیر کماندار ہین
کرین اور تیرون سے اسکو زخمی کرین پس سات سو تیر انداز سامنے آئے اور حر کی طرف
تیر مارنے لگے وجعلوا یرشقونہ بالسہام حتی صیروہ وجوادہ مثل القنفذ
من کثرۃ النبال تیرونکی بوچھار حر پر کرنے لگے یہ حال ہوگیا کہ حر اور انکے گھوڑے
پر اتنے تیر مارے کہ بدن اوسکا مثل ساہی کے بدن کے ہوگیا تھا اس کثرت سے
بدن پر لگے ہوئے تھے ثم وقع فی عین جوادہ سہم فاضطرب بہ الجواد وشب
بہ فرماہ الی الارض حر کے گھوڑے کی آنکھ مین ایک تیر جا لگا اور وہ مضطرب ہو
اور الف ہوگیا دونون اگلے پاؤن اوٹھا لیے اسوجہ سے حر زمین پر گر پڑے فنادی
عمر بن سعد ویلکم ادرکوہ تکاثروا علیہ واحملوہ اسیرا الی قدامی
عمر بن سعد عمر سعد نے پکار کے کہا وائے ہو تم اب پہونچ جاؤ اور گھوڑے پر چڑھ بیٹھو
پس بہت سے آدمی دوڑ کر حر کے قریب پہونچ گئے اور انکو قید کرکے عمر سعد کے سامنے
فامرھم بضرب راسہ عن بدنہ فقطعوھا ورموھا الی ابی عبد اللہ
الحسین علیہ السلام عمر سعد نے حکم دیا کہ انکا سر کاٹ کر امام حسین علیہ السلام کی
طرف پھینک دو اون اشقیا نے سر کاٹا اور حضرت کی طرف پھینک دیا فاخذہ
وجعلھا بین یدیہ وقال رحمک اللہ یا حر وجعل یمسح الدم عن راسہ
وثنایاہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس سر کو لیا اور اپنے سامنے رکھا اور
لگے رحمت خدا کی ہو تجھکو اے حر اور خون حر کے سر سے اور دانتوں سے آپ پونچھنے
ویقول ما اخطأت امک اذ سمتک الحر فانت حر فی الدنیا والآخرۃ

اور فرماتے تھے تیری ماں نے خطا نہین کی ہو جو تیرا نام حر رکہا اسلیے کہ تو حر ہے دنیا اور
آخرت مین وَزَادَ اَبُو مِخْنَفٍ سَعِيْدٌ فِي الْاٰخِرَةِ وَاسْتَغْفَرَ لَهٗ وَبَكٰى عَلَيْهِ وَاَنْشَاَ
يَقُوْلُ اور ابو مخنف نے یہ لفظ زیادہ کی ہو حضرت نے فرمایا سعادت آخرت کی تجھکو
حاصل ہوئی اور دعاے مغفرت حر کے واسطے حضرت نے کی اور اوسکی مصیبت پر
حضرت رونے لگے اور یہ شعر آپ نے ارشاد فرمائے ؎ فَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِيْ رِيَاحٍ ❊
صَبُوْرٌ عِنْدَ مُشْتَبَكِ الرِّمَاحِ ❊ کیا اچھا وہ حر ہی جو یزید بن ریاحی کا بیٹا تہا بڑا صابر
اور ثابت قدم تہا جسوقت میدان مین نیزہ بازی ہونے لگی ؎ وَنِعْمَ الْحُرُّ فِيْ وَهَجِ
الْمَنَايَا ❊ اِذَا الْاَبْطَالُ تَخْطِرُ بِالصِّفَاحِ ❊ کیا اچھا حر تہا جسوقت ہنگامہ موت گرم ہوا
اور جوان مردون کے گہوڑے دوڑانے سے بغرض کشتون میدان جنگ مین گرد اور
غبار اوڑہی ؎ وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْ وَاسٰى حُسَيْنًا ❊ فَجَادَ بِنَفْسِهٖ عِنْدَ الصِّيَاحِ ❊ کیا اچھا
حر تہا اسلیے کہ اوس نے وفاداری کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اپنی جان فدا
کردی حضرت کی نصرت مین صبح کے وقت یا اوسوقت جب حضرت امام حسین علیہ السلام
طلب نصرت مین لوگون کو باواز بلند پکار رہے تھے ؎ لَقَدْ فَازَ الَّذِيْ نَصَرُوْا حُسَيْنًا ❊
وَفَازُوْا بِالْهِدَايَةِ وَالْفَلَاحِ ❊ ہر آینہ فوز عظیم کو پہونچے وہ لوگ جنہون نے نصرت
امام حسین علیہ السلام کی کی اور ہدایت اور رستگاری کو وہی لوگ پہونچے ثُمَّ اِنَّهٗ
وَضَعَ رَاْسَهٗ بَيْنَ الْقَتْلٰى وَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ بعد ان ابیات کے پڑہنے کے حضرت نے
سر حر بن یزید ریاحی کا اوسی مقام پر رکہا جہان اور شہیدون کی لاشین رکہی ہوئی
تہین اور لشکر عمر سعد پر حملہ کیا وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ فِيْهِمْ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ حَوْلَهٗ
اَلْفًا وَخَمْسِيْنَ فَارِسًا ثُمَّ وَحَمَلَهٗ وَاَتٰى بِهٖ عِنْدَ الْقَتْلٰى اور لڑنا شروع کیا آپ نے
یا انکو حر کی لاش کے گرد ایک ہزار پچاس سوارون کو آپ نے قتل کر دیا اور لاش
حر کو حضرت اوٹہا لاے اور وہین رکہی جہان اور شہیدون کی لاش رکہی ہوئی تہی
وَقَالَ لَسَيِّدُ ذٰلِكَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ وَجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اَنْتَ حُرٌّ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ یہ روایت تو ملا ابو اسحٰق کی تہی اور سید ابن طاوس علیہ الرحمہ نے

یہ روایت کی ہی کہ سر حر ابن یزید ریاحی کا حضرت نے لیا اور مٹی اونکے چہرے سے
پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم حر ہو دنیا اور آخرت مین هٰذَا مَا كَانَ مِنْ
اَمْرِ شَهَادَتِهٖ وَلْنَقُلْ لِاَنَّ مَا لَا بُدَّ مِنْ تَخْفِيْفِهٖ یہ جو کچھہ بیان کیا گیا ماجرائے
شہادت حر تہا اب ہمکو چاہیے کہ چند ضروری باتین جو متعلق حالات حر سے ہین اون کو
بیان کرین مِنْهَا اَنَّهٗ كَيْفَ يَكُوْنُ اَوَّلُ قَتِيْلٍ مِنْ اَنْصَارِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
پہلے یہ بات ہی کہ حر شہید اول انصار حسین علیہ السلام مین کیونکر ہو سکتے ہین وَ لَا يَكُوْنُ
ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مَجِيْءُ الْحُرِّ بَعْدَ الْخُطْبَةِ وَقَبْلَ رَمْيِ ابْنِ سَعْدٍ وَاَصْحَابِهٖ
اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور یہ بات کہ حر اول شہید اور حر اول اس لشکر کے تہے
اوس روایت پر تو درست ہو جاتی ہی کہ حر کا حاضر ہونا خدمت مین حضرت کے بعد پڑہنے
اوس خطبہ کے تہا اور قبل تیر مارنے عمر سعد اور اوسکے تیر اندازون کی حضرت کی طرف تہا
وَعَلٰى هٰذَا فَكَوْنُهٗ اَوَّلَ قَتِيْلٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ بِالطَّفِّ صَحِيْحٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ
وَهُوَ الَّذِيْ يَرْغَبُ اِلَيْهِ نَفْسِيْ لِمَا سَبَقَ مِنَ الدَّلَائِلِ پس ہونا حر کا اول
شہید شہدائے کربلا مین صحیح ہی کچھہ اوس پر شبہہ نہین ہو سکتا اور یہی مضمون ایسا ہی
جو مجھے مرغوب خاطر ہو رہا ہی بنظر اون دلائل کے جو مین ابواب گذشتہ مین بیان کر چکا
ہون وَاِنْ كَانَ مَجِيْءُ الْحُرِّ بَعْدَ الْحَمْلَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الرُّمَاةِ كَمَا قِيْلَ اور اگر حر کا آنا
بعد شہادت چند اصحاب کے جنکے شہادت تیر اندازون کے حملہ اول مین واقع ہوئے جیسا
کہ بعض روایت مین وارد ہوا ہو فَتَاوِيْلُهٗ اَنَّهٗ اَوَّلُ قَتِيْلٍ مِنَ الْمُبَارِزِيْنَ
مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا اَوَّلَهُ السَّيِّدُ رح وَغَيْرُهٗ مِنَ الْاَعْلَامِ
اوسوقت اول قتیل کے معنے یہ ہونگے کہ جو لوگ اصحاب حسین علیہ السلام سے مبارز
طلب ہو کر نکلے اون سب مین سے پہلے حر ابن یزید ریاحی تھے چنانچہ سید ابن طاؤس
اور دیگر علمانے یہی تاویل کی ہی اَمَّا رِوَايَةُ اَبِيْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَحِقَ بِالْحُسَيْنِ
بَعْدَ شَهَادَةِ جَمِيْعِ الْاَنْصَارِ وَالْاَقْرِبَاءِ فَلَا يَرْوِيْهِ اَحَدٌ غَيْرُهٗ فَكَاَنَّ
مِنْ سَهْوِهٖ رہی روایت ابی مخنف کی کہ حر بعد شہادت تمامی انصار و اہل بیت

حاضر خدمت ہوئے اور اسکو سوائے ابی مخنف کے اور کوئی نہین روایت کرتا ہی شاید
اوس راوی نے سہو کیا ہی جس سے ابو مخنف نے روایت کی ہی اٰما قول الحر انّہ
اوّل خارجٍ خرج علی الحسین علیہ السلام فلیس یریدہ الخارجی المشہور فانّہ
قد کان الحر لم یوم بقتالہ رہا کلام حر کا کہ وہ سب سے پہلے حضرت امام حسین
علیہ السلام پر چڑھکے آیا اور سب سے پہلے کوفہ سے اپنا رسالہ لیکر نکلا اوس سے حر کی یہ نہین
ہی کہ وہ خارجی تہا جن معنون مین لفظ خارجی کی مشہور ہی اسلیے کہ حر کو ابن زیاد کا حکم
حضرت سے لڑنیکا تہا چنانچہ حر نے خود اسکو بیان کیا ہی ولم یکن ایضاً یعرف انّ
الحسین علیہ السلام امام مفترض الطاعۃ یرتدّ من یناقشہ ویحاربہ
اور یہ بہی ہی کہ ابہی تک حر اس بات کو نہین جانتا تہا کہ جناب امام حسین علیہ السلام
امام واجب الاطاعت ہین جو شخص ان سے لڑیگا اور جہگڑا کریگا اور وہ مرتد ہو جایگا
فانّ الحسین علیہ السلام لم یصل بعد الی الکوفۃ ولم یشتہر من دعوی
امامتہ الی یوم خروج الحر بحیث یبلغ کلّ عامٍ وخاصٍ اسلیے کہ جناب امام حسین
علیہ السلام ابہی تک کوفہ مین نہین پہنچے تھے اور دعوی امامت کا آپ کے تا روز
خروج حر کے اتنا مشہور نہین ہوا تہا کہ ہر عام اور خاص کے گوش زد ہوتا
وانّما عرفہ الحر بانّہ ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یجب علی کلّ احترامہ ومحبّتہ من حیث انّہ من اہل القربی حر نے تو اسیقدر
حضرت کو پہچانا تہا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ ہین ہر مسلمان پر آپ کی
تعظیم اور آپ سے محبت کرنی واجب ہی اسلیے کہ وہ جناب اہل القربی مین داخل ہین ومع ہذا
فانّ الحر من حین خروجہ الی یوم عاشورا لم یکن یعرف انّ القوم لا یقبلون
من الحسین علیہ السلام ما یعرض علیہم ویبلغون الی تلک الغایۃ
اور با اینہمہ یہ بہی حر کو معلوم نہ تہا کہ یہ لوگ یعنی طرفداران یزید کوئی بات حضرت کی قبول
نکرینگے جسکی حضرت درخواست کرینگے اور اسدرجہ تک انکی عداوت ہو جائیگی ومع ذلک
کلّہ لم یتجاسر الحر بحضرتہ علی ما قالہ یوم وردہ الی آجہاک الی

الکوفۃ و مراد القول ثلثاً اور ان سب عذروں کے علاوہ یہ بھی خیال کرنا چاہیے
کہ حر نے کسی قسم کی گستاخی حضرت کی خدمت میں نہیں کی سوائے اوس لفظ کے جو حر نے
کہی تھی کہ میں آپ کو کوفہ کی طرف لیجاؤنگا اور تین مرتبہ اسی کے ردوبدل ہوئی تھی
وذلک انہ لم یکن لہ بدٌّ منہ للتقیۃ اور اس ردوبدل کرنیکا سبب یہ تھا کہ
حر کو بدون اس کہنے کے کوئی چارا نہ تھا اور تقیہ کی راہ سے حر نے یہ کہا تھا فانہ ان کان
یتواسی بالحسین جہاراً لا مکن یعزلہ ابن زیاد عن تلک الامرۃ اسلیے کہ اگر
حر بظاہر حضرت امام حسین علیہ السلام کی اطاعت کرتا اور ممکن تھا کہ ابن زیاد حر کو
اس عہدہ سے اور سرداری سے معزول کر دیتا ویبعث بہا حصین بن نمیر لا
محالۃ وھذا اللعین من اشد اعداء سیدنا الحسین کما یاتی فی باب حبیب
ابن مظاہر رض اور حصین ابن نمیر کو ابن زیاد ضرور بھیجتا اور یہ ملعون بڑا دشمن امام حسین کا
تھا چنانچہ باب شہادت حبیب ابن مظاہر میں اسکا بیان آتا ہے فان لم یکن الحر قد یاتی
بمثل ما اتی بہ لا مکن ان یجتمع بالحسین ع غیرہ باشد الجعجعۃ ولم یتیسر لہ
الوصول الی کربلا پھر اگر حر بظاہر اتنی روک ٹوک نہ کرتا ممکن تھا کہ سوائے حر کے اور کوئی
ملعون زیادہ تنگ گیری حضرت سے کرتا اور کربلا تک آپکا پہونچنا ممکن نہوتا ثم لا یخفی
علیک بان الحر کیف اشار الحسین ع فی سیرہ وکیف صالح معہ بالمسیر الی الطریق
الثالث وجعلہ نصفاً بینہما وکیف صحبہ فی المنازل پھر جو شخص ہماری کتاب میں اول اول سے
کو مطالعہ کریگا جسمیں ہمنے ساری کیفیت از روز ملاقات حر تا پہونچنے حضرت امام حسین ع کی زمین
کربلا پہ لکھی ہے اوسپر یہ بات نہیں مخفی رہیگی کہ حر نے کیسی کیسے مشورے حضرت کو چلنے میں دکھلائے
بظاہر حضرت سے اسباب پر مصالحہ کیا کہ آپ تیسرے راہ اختیار کریں اور اسی پر جھگڑے کو فیصل کیا
اور پھر منزلوں میں کیسی آداب اور قاعدے سے حضرت کے ساتھ رہا یہ سب باتیں حر کی خوبی پر دلالت
کرتی ہیں فانکان ذالک اعنی امتناعہ عن المسیر الی المدینۃ وصرف الحسین عن تلک
الجھۃ علی غیر التقیۃ ایضاً فلا مزید من ان تکون کبیرۃ پھر اگر مدینہ کی طرف جانے سے حضرت کو
روکنا اور اوس طرف سے پھیرنا حر نے عمداً بلا تقیہ کیا ہو جب بھی یہ فعل حر کا گناہ کبیرہ سے بڑھ نجائیگا کافر نہیں ہو سکتا

وَلَا شَائِبَةَ فِيهِ مِنَ الْاِرْتِدَادِ وَالْكُفْرِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ مِنْهُ التَّوْبَةُ فِي ظَاهِرِ الشَّرِيعَةِ کافر ہونا اور
مرتد ہوجانا کہ توبہ اوسکی ظاہر شریعت پر قبول نکیجائے یہ حکم اس گستاخی اور بے ادبی کا نہیں ہے وَغَايَةُ
مَا فِي الْبَابِ اَنْ يَكُونَ حَالُ الْحُرِّ كَمَا كَانَ حَالُ الْاَسْوَدِ وَمَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ ع نہایت درجہ
کی قباحت اس مقام پر وہی لازم آئیگی کہ حر کا حال مثل اسود کے ہو جائیگا جو اسود نے گستاخی جناب
امیر سے کی تھی وَاِنَّمَا يَثْبُتُ الْاِرْتِدَادُ اِذَا اَتَى بِهِ الْحُرُّ عَالِمًا بِمَا سَبَّهُ وَعَامِدًا فِي ذٰلِكَ التَّعَرُّضِ
اور ارتداد تو اوسی وقت ثابت ہوگا کہ جب حر نے یہ بے ادبی امام کو امام جانکر کی ہو اور عمدا یہ فعل حر سے
صادر ہوا ہو فَمَا اشْتَبَهَ عَلَى بَعْضِ الْاَعْلَامِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِيَّةِ لِلسَّيِّدِ الْجَزَائِرِيِّ
فَبَعِيدٌ غَايَةَ الْبُعْدِ پھر جو اس مقام پر بعض علما کو اشتباہ ہوا ہے جسطرح سید نعمت اللہ جزایری
نے انوار النعمانیہ میں اوسنے نقل کیا ہے پس نہایت بعید ہے کہ ایسی عالم کو ایسا شبہہ پڑے
اَمَّا قَوْلُهُ اَنَّ الْحُرَّ قَدْ ثَبَتَ مُنَازَعَتُهُ لِلْحُسَيْنِ ع وَاِسَائَتُهُ اِلَيْهِ بِالتَّوَاتُرِ وَلَمْ يَثْبُتْ اِنَابَتُهُ
وَتَوْبَتُهُ رہی یہ بات جو کہتے ہیں کہ حر کا جھگڑا کرنا حضرت امام حسین ع سے اور گستاخی کرنی یہ متواتر ثابت
ہوئی تھی اور توبہ کرنا حر کا یہ اسطرح پر ثابت نہیں ہوا ہے فَنَقُولُ لَيْتَ شِعْرِي هَلْ نَقَلَ اَحَدٌ
مِنَ الرُّوَاةِ مِنْ حَدِيثِ الْحُرِّ وَلَمْ يَنْقُلْ اِنَابَتَهُ وَقَبُولَ التَّوْبَةِ مِنْهُ لَدَى مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ ع
وَشَهَادَتَهُ وَشَهَادَةَ وَلَدِهِ وَمَا رَثَى بِهِ الْحُسَيْنُ ع اِيَّاهُ مجھکو بڑا تعجب ہے یہ نہیں سمجھ میں آتا کوئی
ایسا بھی راوی ہے جسنے ملاقات حضرت امام حسین ع سے راہ میں روایت کی ہو اور اوسکا توبہ کرنا اور پھر [illegible]
حضرت کی خدمت میں آنا اور بعد اوسکے توبہ قبول ہونیکے شہید ہونا اور اوسکے بیٹے کی شہادت اور جو مرثیہ
یا مدح وستایش حضرت نے حر کے بعد شہادت کی ہو اوس راوی نے ان باتوں کو نہ ذکر کیا فَاِنْ كَانَ
اِسَائَتُهُ فِي حَقِّ الْحُسَيْنِ ع مِنَ الْمُتَوَاتِرَاتِ فَاِنَابَتُهُ اَيْضًا كَذٰلِكَ وَاِلَّا فَلَيْسَ پھر اگر حر کے
گستاخی کرنی بہ نسبت امام حسین ع کی خبر متواتر ہو تو اوسکا توبہ کرنا اور خدمت میں حضرت کے بروز عاشورا حاضر
ہونا یہ بھی متواتر ہے اسلیے کہ راوی دونوں باتونکی ایک ہی قسم کے لوگ ہیں اگر متواتر نہیں ہے تو کوئی خبر
متواتر نہیں ہے وَقَدِ اشْتَبَهَ ذٰلِكَ عَلَى بَعْضِ الْاَعْلَامِ فَلَمْ اَدْرِ مَا السِّرُّ فِيهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ
الْحَالِ ایسی موٹی بات بعض علما پر موجب اشتباہ ہوئے مجکو نہیں معلوم ہے کہ سبب اونکے اشتباہ کا
کیا ہے اور خدا تعالی حقیقت حال کو بخوبی جانتا ہے ہماری کتاب کو دیکھنے والیکو یہ اشتباہ نہیں ہوسکتا

باب چہل و پنجم فضائل زہیر بن قین اور کیفیت ملاقات کرنے اون کے حضرت امام حسین علیہ السلام سے منزل ثعلبیہ کے بعد اور ہمراہ ہو جانا زہیر بن قین کا بعزم شہادت

إنَّ زُهَيرَ بنَ القَينِ مِن خَواصِّ أصحابِ الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلامُ وَقَد حَباهُ اللهُ تَعالى مِنَ الكَراماتِ وَالسَّعاداتِ ما يَغبِطُ بِهِ المَلائِكَةُ المُقَرَّبُونَ
زہیر بن قین جو منجملہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کے تھے اور خداتعالیٰ نے اونکو وہ بزرگیان اور سعادتین عطا فرمائی ہین جنسے ملائکہ مقربین کو غبطہ ہوتا ہی یعنے اونکے حاصل ہونے کے وہ آرزومند ہوتے ہین وَرُبَّ ما يَكونُ بِدايةُ الأمرِ لِلمَرءِ المُؤمِنِ مُخالِفٌ لِمآلِهِ فِي الظّاهِرِ لِأسبابٍ مَخصوصَةٍ لا يَعلَمُها إلّا اللهُ كَما دُوِيَ فِي مآثِرِ حُرِّ بنِ يَزيدَ الرِّياحِي رح اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آغاز مرد مومن کا بظاہر مخالف اوسکے انجام کے ہوتا ہی اوسکے اسباب بہی ایسے ہوتے ہین جنپر سوائے خدا کے اور کسیکو اطلاع نہین ہوتی چنانچہ حر ابن یزید ریاحی کا بہی یہی حال ہوا أمّا زُهَيرُ بنُ القَينِ فَهُوَ مِن حامِلِي أسرارِ الشَّهادَةِ كَما يَجِيءُ إن شاءَ اللهُ تَعالى وَلَيسَ ما يُظَنُّ بِهِ أنَّهُ كانَ كارِهاً مِنَ اللُّحوقِ بِالحُسَينِ عَلَيهِ السَّلامُ لیکن زہیر ابن قین پس وہ حامل اسرار شہادت تھے چنانچہ اسکا بیان انشاءاللہ آتا ہی اور یہ گمان صحیح نہین ہی جو اونکی نسبت کیا جاتا ہی کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آنے مین کراہت کرتے تھے اور جی چہپاتے تھے وَقَد كانَ رَحِمَهُ اللهُ فِي عامِ سِتّينَ مِنَ الهِجرَةِ خَرَجَ لِحَجِّ بَيتِ اللهِ فَوُفِّقَ لِأداءِ وَلَم يَتَمَكَّنِ الحُسَينُ عَلَيهِ السَّلامُ مِنَ الحَجِّ مَعَ كَونِهِ نازِلاً فِي الكَعبَةِ سنہ ساٹھ ہجری مین زہیر ابن قین نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور گہر سے چلے اور پہونچ گئے اور توفیق اداے حج اونکو ہوئے اور مناسک حج کو بجالائے اور رونے کا یہ مقام ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کئی مہینے سے مکہ معظمہ مین ٹہہرے ہوئے تھے اور دشمنون نے اوس جناب کو

حج ہو نہین کرنے دیا جسکو عمرہ سے بدل کر آپ نے مکہ معظمہ کو چھوڑا فلما ارتحل
الحسین علیہ السلام عن حرم اللہ تعالی متوجھا الی العراق و فرغ زھیر بن
قین من الحج و رجع یسایر و قد بلغ الحسین علیہ السلام الثعلبیۃ جب حضرت
امام حسین علیہ السلام حرم کعبہ سے نکلے اور عراق کا سفر حضرت نے کیا اور زہیر ابن قین بھی حج
سے فارغ ہوئے اور پلٹے اور جناب امام حسین علیہ السلام منزل ثعلبیہ پر پہونچ گئے قال
السید رح فحدث جماعۃ من بنی فزارۃ و بجیلۃ قالوا کنا مع زھیر بن القین
لما اقبلنا من مکۃ و کنا نسایر الحسین علیہ السلام حتی لحقناہ سید ابن طاوس
علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ایک جماعت بنی فزارہ و بجیلہ نے روایت کی ہو کہ ہم لوگ ہمراہ زہیر
ابن قین کے سفر حج مین تھے جب مکہ معظمہ سے چلے جس راہ سے جناب امام حسین علیہ السلام
عراق کو تشریف لیگئے تھے اوسیطرف ہم بھی روانہ ہوئے تا اینکہ ہم اوس جناب سے مل گئے
یعنی ہماری منزل اور مقام قریب اوس مقام کے ہو گیا جو حضرت کی منزل تھی فکان
اذا اراد النزول اعتزلناہ فنزلنا ناحیۃ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کسی منزل پر
اوترتے تھے ہم اپنا پڑاو کچھ دور حضرت کے پڑاو سے رکھتے تھے اور حضرت کی خیمہ گاہ سے
اپنی فرودگاہ کو ملا نہین دیتے تھے اقول و فی بعض الروایات انھم قالوا فلم یکن
شئ اشد علینا من ان ننازلہ فی منزلہ مین کہتا ہون کہ بعض روایتون مین یہ بھی
لکھا ہے کہ ان لوگون نے کہا ہملوگونپر اس سے زیادہ کوئی امر ناگوار نتھا کہ ہماری فرودگاہ
حضرت کی فرودگاہ سے ملجائے والمراد منہ ان زھیرا رح و اصحابہ کانوا
کارھین من الالتحاق بالحسین علیہ السلام اور مراد اس سے یہ ہے کہ زہیر بن قین
اور اونکے ہمراہیون کو جناب امام حسین علیہ السلام سے ملجانا بشدت ناگوار تھا و لا یخفی
ان صدر الروایۃ و ھو قولھم فکنا نسایر الحسین لا یناسب ذلک اور
پوشیدہ نہین ہے کہ شروع روایت کا جس مین یہ لفظ ہے کہ جنہنے وہی راہ اختیار کی تھی جدہر سے
حضرت امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے تھے اسکے مناسب نہین ہے اگر اون لوگون کو
حضرت سے ملنا ناگوار ہوتا تو اور کسی راہ کو اختیار کرتے یا اگر اور کوئی راہ انکی ایسی

تھی تو اس حساب سے چلتے کہ دو ایک منزل کا انسے حضرت سے فاصلہ رہتا ملجانے
سے اور پھر دل مین ناگوار ہونا یہ بات سمجھ مین نہین آتی ہے علٰی اَنَّ زُہَیْرًا مَعَ کَوْنِہٖ
مِنْ اَجَلِّ الصَّحَابَۃِ وَاَکْرَمِہِمْ کَیْفَ یُظَنُّ بِہٖ اَنَّہٗ کَانَ اَیْضًا کَارِہًا مِنَ اللُّحُوْقِ
بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ علاوہ یہ ہے کہ زہیر ابن قین باوجودیکہ وہ بزرگ اور معزز
صحابی حضرت امام حسین علیہ السلام کے تھے خاص اونکی نسبت کیونکر گمان ہو سکتا ہے
کہ وہ بھی کارہ تھے اور حضرت سے ملجانا اونکو بھی ناگوار تھا فَاِنْ ثَبَتَ مَا فِیْ تِلْکَ
الرِّوَایَۃِ فَاِنَّمَا ھُوَ مِنْ مَقُوْلَۃِ اَصْحَابِہٖ پھر اگر اس مضمون کو جو اس روایت
مین ہے ہم صحیح بھی مان لین تو یہ قول اون لوگون کا ہے جو اس سفر مین ہمراہ زہیر ابن
قین کی تھی خود زہیر ابن قین کی طرف اسکی نسبت کرنی ہرگز مناسب نہین ہے اِلَّا
اَنْ یَکُوْنَ زُہَیْرٌ یَتَّقِیْ بَعْضَ التَّقِیَّۃِ وَکَانَ یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ فَوَاتِ
بَعْضِ الْاُمُوْرِ ہان اگر زہیر بن قین کو کسی قسم کا تقیہ ہو اور قبل مقام مناسب کی
حضرت سے ملجانے مین بعض مصلحتون کے فوت ہونیکا اونکو خوف ہو او سوقت زہیر
بن قین کا بظاہر حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملنے کو ناگوار سمجھنا ہو سکتا ہے
قَالَ الرَّاوِیْ فَلَمَّا کَانَ بَعْضُ الْاَیَّامِ نَزَلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ مَکَانٍ لَمْ یَجِدْ
بُدًّا مِنْ اَنْ نُنَازِلَ فِیْہِ راوی کہتا ہے ایک دن ایسا ہی آیا کہ جناب امام حسین ع
ایک ایسی جگہ اوترے کہ ہمکو چارہ نہوا الگ اوترنیکا ہم بھی مجبوری اوسی مقام پر اوترے
فَبَیْنَا نَحْنُ نَتَغَدّٰی بِطَعَامٍ لَنَا اِذَا اَقْبَلَ رَسُوْلُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی سَلَّمَ
ابھی ہم لوگ سب کے سب کھانا کھا رہے تھے ناگاہ ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کا
بھیجا ہوا آیا اور ہم سب پر سلام کیا ثُمَّ قَالَ یَا زُہَیْرَ بْنَ الْقَیْنِ اِنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ
الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعَثَنِیْ اِلَیْکَ لِتَاْتِیَہٗ پھر اوس شخص نے کہا کہ اے زہیر بن القین
جناب امام حسین علیہ السلام نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اس غرض سے کہ تم حضرت کی
خدمت مین چلو تمکو بلایا ہے فَطَرَحَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنَّا مَا فِیْ یَدِہٖ کَاَنَّمَا عَلٰی رُؤُسِنَا
الطَّیْرُ سنتے ہی اس پیام کی ہماری یہ کیفیت ہو گئی کہ نوالے ہاتھ سے گر پڑے اور

موت کی صورت نظر آگئی ہم ایسا سمجھے کہ ہماری لاشین زمین مین پڑی ہوئی ہین اور مردار خوار
پرندے گوشت کہانے کے واسطے ہمارے سرون پر اوڑتے پہرتے ہین قُلْتُ وَلَیْسَ فِی
الرِّوَایَةِ تَصْرِیْحٌ بِاَنَّ زُهَیْرًا اَیْضًا کَانَ مِنَ الْخَائِفِیْنَ وَالْمَرْعُوْبِیْنَ وَکَانَ
کَارِهًا عَنِ اللُّحُوْقِ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مین کہتا ہون کہ اس فقرہ مین روایت
کے بہی تصریح اس بات کی نہین ہی کہ زہیر بن قین بہی اونہین لوگون مین داخل تھے
جنہون نے خوف سے نوالے ہاتھ سے گرا دیئے اور بدن مین اونکے تھرتھری پڑ گئی اور
نہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ زہیر بن قین کو کراہت تھی جناب امام حسین علیہ السلام کی
خدمت مین حاضر ہونے سے فَلَا نُبَالِیْ اَنْ نُاَوِّلَ الرِّوَایَةَ وَنَقُوْلُ اِنَّ اَصْحَابَ
زُهَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ الَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَهٗ قَدِ اضْطَرَبُوْا لَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ عَنْ
رَسُوْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ ہم بیدھڑک یہی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ہمراہی
زہیر بن قین کے ایسے بودے اور ڈرپوک تھے کہ مضطرب ہوگئے جسوقت پیام حضرت کا
اون لوگون نے سُنا اور اپنے ساتھ سب کو لپیٹ لیا اور کہدیا کہ ہم سب کے ہاتھ سے نوالے گر پڑے
فَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ زُهَیْرٌ سَاکِتًا وَلَمْ یَکُنْ خَائِفًا وَّلَا وَجِلًا پس کچھ دور نہین ہی
کہ زہیر بن قین یہ پیام سنکر چپ ہوگئے ہون اونکو کچھ خوف اور ہراس اوسوقت نہو
وَاَیْضًا لَا یَبْعُدُ اَنَّ زُهَیْرًا وَاِنْ کَانَ قَدْ اَضْمَرَ بِنَفْسِهِ اللُّحُوْقَ بِالْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَهٗ لَمْ یُوَافِقُوْهُ عَلٰی ذٰلِكَ بَعْدُ اور یہ بہی
کچھ دور نہین ہی کہ زہیر بن قین کا اگرچہ دلی ارادہ حضرت سے ملجانیکا تھا لیکن یہ لوگ
جو ہمراہ زہیر بن قین کے تھے وہ ابھی تک اس رائے مین زہیر ابن قین سے متفق
نہین ہوئے تھے قَالَ الرَّاوِیْ فَقَالَتْ لَهٗ زَوْجَتُهٗ وَهِیَ دَیْلَمُ بِنْتُ عَمْرٍو
سُبْحَانَ اللّٰهِ اَیَبْعَثُ اِلَیْكَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا تَاْتِیْهِ راوی کہتا ہی کہ زہیر ابن قین
کی زوجہ جنکا نام دیلم تھا عمرو کے بیٹی کہنے لگے سبحان اللہ اے زہیر ابن قین فرزند
رسول اللہ نے تمکو بلایا ہی زہے سعادت تمہاری اور پہر تم نہین جاتے ہو فَلَوْ اَتَیْتَهٗ
فَسَمِعْتَ مِنْ کَلَامِهٖ جاؤ تو سہی سُنو تو کہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہین اور کس غرض سے

تمکو بلایا ہی فَمَضٰی اِلَیْہِ زُھَیْرُ بْنُ قَیْنٍ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ مُسْتَبْشِرًا قَدْ اَشْرَقَ
وَجْھُہٗ پس زہیر ابن قین خدمت مین جناب امام حسین علیہ السلام کی گئے اور کچھ
دیر نہین لگی کہ خوش خوش وہان سے پلٹ آئے اور چہرہ اونکا بشاش تھا اور چمک
رہا تھا قُلْتُ وَھٰذَا اَیْضًا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ زُھَیْرًا رح لَمْ یَکُنْ مِنَ الشَّاکِّیْنَ
الْمُرْتَابِیْنَ وَاِلَّا فَکَیْفَ یُتَصَوَّرُ رُجُوْعُہٗ عَاجِلًا مُسْتَبْشِرًا مُشْرِقًا
وَجْھُہٗ فِیْ مِثْلِ تِلْکَ الْحَالَۃِ مین کہتا ہون کہ یہان سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ زہیر ابن
قین اپنے بارہ مین متردد اور شک کرنے والے نتھے ورنہ اتنا جلد خوش خوش پلٹ آنا
کیونکر ہو سکتا ہی اور یہ آب وتاب چہرہ پر مرنے کی خبر سنکر کیونکر آ سکتی ہی وَاِنْ قُلْتُ
اِنَّہٗ کَانَ وَجِلًا خَائِفًا وَلَمْ یَکُنْ مِنَ الْمُبَشَّرِیْنَ بِالشَّھَادَۃِ الْعُظْمٰی کَغَیْرِہٖ
مِنَ الْاَصْحَابِ قَبْلَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اور اگر ہم اسکے قایل ہون کہ زہیر ابن قین بھی
مثل اپنے ہمراہیون کے خوف اور ہراس مین تھی اور شہادت عظمیٰ کی بشارت انکو
مثل دیگر اصحاب امام حسین علیہ السلام کے آج سے پہلے نہین دیے گئے تھے لَمْ
یَبْعُدْ اَنْ یَکُوْنَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ فَسَّرَ لَہٗ ذٰلِکَ وَاَرَاہُ مَنْزِلَتَہٗ
وَکَرَامَتَہُ الَّتِیْ خَصَّ اللّٰہُ تَعَالٰی زُھَیْرًا بِھَا بس کچھ دور نہین ہی کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے زہیر ابن قین کو اسوقت اونکی منزلت اور کرامت اونکو دکھلا دی اور
جو شرف اور بزرگی زہیر ابن قین کو حاصل ہونے والی تھی اور اوس محضر مین مندرج
تھے جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے تھے وہ زہیر ابن قین کے سامنے حضرت نے
کر دی کَمَا رَوَاہُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمَ خُرُوْجِہٖ
اِلَی الْعِرَاقِ وَکَفُّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ کَفِّہٖ اوس محضر کی وہی روایت
مشہور ہے ابن عباس سے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت امام حسین علیہ السلام
کو دروازہ پر کعبہ کے دیکھا جسدن کہ آپ عراق کو روانہ ہوتے تھین اور یہ بھی دیکھا
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہاتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ مین تھا
وَجِبْرَئِیْلُ یُنَادِیْ ھَلُمُّوْا اِلٰی بَیْعَۃِ اللّٰہِ اور جبرئیل علیہ السلام پکار رہے تھے

جو بیعت کرے گو جسکو خدات بیعت کرنی ہو اگر امام حسین علیہ السلام سے بیعت کرے
وَقِیْلَ لَہٗ فِیْ ذٰلِکَ لوگون نے ابن عباس سے اعتراض کیا کہ اگر ایسی بات تھی تو پھر تم نے
کیون ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا نہین دیا قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
الَّذِیْنَ اُسْتُشْہِدُوْا مَعَہٗ کَانَتْ اَسْمَاءُہُمْ مَکْتُوْبَۃً فِی الْعَہْدِ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ
جِبْرَئِیْلُ وَلَمْ یَکُنْ اِسْمِیْ فِیْہِ ابن عباس نے کہا کہ اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام کے
جو آپ کے ہمراہ شہید ہوئے اونکے نام اوس محضر مین لکھے ہوئے تھے جسکو حضرت جبرئیل
علیہ السلام لائے تھے میرا نام اوسمین نہین داخل تھا وَالْغَرَضُ مِنْ ذِکْرِنَا تِلْکَ الرِّوَایَۃَ
ہٰہُنَا اَنَّ الْعَہْدَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ مُفَوَّضًا اِلَی الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ فَیُحْتَمَلُ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا لَقِیَ اَحَدًا مِنْ اَنْصَارِہٖ
فِیْ ذٰلِکَ السَّفَرِ یُرِیْہِ ذٰلِکَ الْعَہْدَ اور غرض ہماری ابن عباس کی روایت کی ذکر
کرنے سے اس مقام پر یہ ہی کہ جو عہد نامہ یا محضر شہادت حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے تھے
وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا اس سفر مین جو شخص منجملہ اون انصار کے
حضرت سے ملتا تھا آپ اوسکو وکھلا دیتے تھے پس زہیر بن قین کو بھی کیا عجب ہی کہ وہی محضر
آپ نے دکھلا دیا ہو فَہُوَ لَمْ یَکُنْ بَعْدُ عَارِفًا بِمَنَازِلِہٖ وَلَمْ یَکُنْ مُطَّلِعًا عَلٰی مَآلِہٖ
پس زہیر ابن قین اسوقت تک اپنے مقامات کو نہین پہچانتے تھے اور اپنے انجام پر انکو آگاہی نہ تھی
لٰکِنَّہٗ بَعِیْدٌ عَنْ سَجَایَا الْہُدَاۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ لیکن یہ بات کہ آجتک زہیر کو اپنے امور کی
اطلاع نہتھی ائمہ علیہم السلام کے طریقہ ہدایت سے دور معلوم ہوتی ہی وَکَیْفَ مَا کَانَ فَاِنَّ اَمْرَ
زُہَیْرٍ لَحَرِیْبٌ وَاِنِّیْ اِلٰی ہٰذِہِ الْغَایَۃِ لَمْ اَعْلَمْ حَقِیْقَۃَ حَالِہٖ اور جسطرح ہو زہیر ابن قین کی
اس حالت سے مجھے حیرت ہی اسوقت تک مجھکو صحیح صحیح حال انکا کتب رجال وغیرہ سے دریافت نہین ہوا ہی
وَلٰکِنِّیْ عَلٰی یَقِیْنٍ مِنْ اَنَّہٗ کَانَ مِنْ اَجِلِّ الصَّحَابَۃِ لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَانِیْہِمْ اَسْکَا
اور مجھے یقین ہی کہ زہیر بن قین ایک بزرگ صحابی تھے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دیکھئے
اَنْ یَکُوْنَ لِذٰلِکَ التَّوَقُّفِ وَجْہٌ وَجِیْہٌ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِیْ ہٰذَا اور شاید کہ تا
توقف جو زہیر ابن قین کو حضور کی خدمت مین ہوا اوسکی کوئی وجہ قوی ہوگی جسپر آجتک مجھے

اطلاع نہین ہوئی وَاَرْجُوْا مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَنْ یَکْشِفَ عَنِّیْ سِرَّہٗ اور مین امید کرتا ہون
کہ اس راز نہانی کو مجہپر واضح کردے قَالَ الرَّاوِیْ فَاَمَرَ زُھَیْرٌ رح بِفُسْطَاطِہٖ وَثِقْلِہٖ
وَمَتَاعِہٖ فَحُوِّلَ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کہتا ہی کہ جب زہیر بن قین خوش خوش
پلٹ آئے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ اور اسباب جسقدر ہمراہ ہی سب اوٹھاؤ لیچلو چنانچہ قریب خیمہ
حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ اونکا کہڑا کیا گیا اور مال و اسباب وہین رکہا گیا وَقَالَ
لِاِمْرَاَتِہٖ اَنْتِ طَالِقٌ وَاِنِّیْ لَا اُحِبُّ اَنْ یُّصِیْبَکِ بِسَبَبِیْ اِلَّا خَیْرٌ اور اپنی زوجہ سے
زہیر ابن قین نے کہا کہ مین تمکو طلاق دیتا ہون مجہکو نہین اچہا معلوم ہوتا ہی کہ بسبب میری
زوجیت تمکو سوائے بہتری کے کوئی خرابی یا ایذا پہونچے وَقَدْ عَزَمْتُ عَلٰی صُحْبَۃِ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَفْدِیَہٗ بِنَفْسِیْ وَاَقِیَہٗ بِرُوْحِیْ مین نے مصمم ارادہ کرلیا ہی
حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتہ رہنے کا اس غرض سے کہ اپنی جان اونپر فدا کردونگا اور
جب تک روح میرے جسم مین باقی ہی اونکو دشمنون کی آزار سے بچاؤنگا ثُمَّ اَعْطَاھَا مَالَھَا
وَسَلَّمَھَا اِلٰی بَعْضِ بَنِیْ عَمِّھَا لِیُوْصِلَھَا اِلٰی اَھْلِھَا بعد اوسکے زہیر بن قین نے مہر وغیرہ
جو کچہ حق اوسکا تہا دیدیا اور اوسکو بعض اوسی کے بہائی بندون کو سپرد کیا تاکہ اوسکے عزیزون
مین اوسے پہونچا دین فَقَامَتْ اِلَیْہِ وَبَکَتْ وَوَدَّعَتْہُ وَقَالَتْ کَانَ اللّٰہُ عَوْنًا وَمُعِیْنًا
وَخَارَ اللّٰہُ لَکَ وہ نیکبخت کہڑی ہوئی اور رونے لگی اور زہیر ابن قین سے رخصت ہوئی اور
کہنے لگی خدا تمہارا معین اور مددگار ہو اور تمہارے ارادے مین خیر اور برکت عطا کرے اَسْئَلُکَ اَنْ
تَذْکُرَنِیْ فِی الْقِیَامَۃِ عِنْدَ جَدِّ الْحُسَیْنِ ؑ مین تمسے یہ درخواست کرتی ہون کہ بروز قیامت جد
جد بزرگوار حسینؑ کے مجہے تم یاد کرنا اسی ذریعہ سے کہ مینے تمکو تاکید کرکے اوس جناب کی خدمت مین بہیجا تہا
غرض اوس مومنہ کی یہ ہی کہ میرے واسطے اسیقدر ذریعہ شفاعت کا بہت بڑا ہی فَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ مَنْ اَحَبَّ
اَنْ یَّتْبَعَنِیْ وَاِلَّا فَہُوَ اٰخِرُ الْعَھْدِ مِنِّیْ اور اپنے ہمراہیون سے زہیر کہنے لگے کہ جسکو میرے ساتہ سفر کی تمنا
کرنی ہو جسطرح کی رفاقت مینے حضرت امام حسینؑ کے دل مین ٹہانی ہی وہ رہی ورنہ یہی آخری رفاقت کا روز
ہو اور چلا جائے قُلْتُ ھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃُ لِحُوْقِہٖ بِالْحُسَیْنِ ؑ مین کہتا ہون کہ یہ بیان ان حالات کا ہی کہ
زہیرابن قین نے حضرت امام حسینؑ سے ملاقات کی ہو اور آپکی رفاقت مین جس دن سے داخل ہوئے

باب چہل و ششم زہیر ابن قین کی حسن رفاقت اور اشقیای امت کو وعظ اور نصیحت کرنا اور وعظ و نصیحت کی فقرات تا روز عاشورا جنسے انکی جلالت قدر اور علم اور عمل کی کیفیت ظاہر ہوتی ہو کہ یہ کیسی تھی

ثم لما ورد الحسین علیه السلام بالطف وتکامل العساکر ثمانون الف رجل ودخل عمر بن سعد ونزل قریبا من عسکر الحسین علیه السلام پھر جب جناب امام حسین علیہ السلام کربلا مین داخل ہوئے اور لشکر ابن زیاد کا شمار اسی ہزار کے قریب پہونچ گیا اور عمر سعد بھی کربلا مین داخل ہوا اور قریب لشکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے اترا ثم ارسل الی الحسین کثیر بن شہاب ثم رجلا من خزیمة ثم مرة بن قیس الحنظلی کما مر ذکرهم فی باب حبیب بن مظاہر رح بعد اوسکے براہ مکاری عمر سعد نے پہلے شہاب بن کثیر کو حضرت کی خدمت مین بھیجا اس غرض سے کہ وہ پوچھے آپ یہان کیون آئے ہین اوسکے بعد ایک دوسرا شخص جو بنی خزیمہ کا تھا اوسکو بھیجا اور وہ حضرت کے انصار مین داخل ہو گیا پھر بار سوم قرہ بن قیس حنظلی کو بھیجا اور ان لوگون کا حال مفصل ہمنے باب حبیب بن مظاہر مین لکھدیا ہے فلما کان الیوم الثامن او التاسع من المحرم فقد زحف القوم نحو الحسین علیه السلام پھر جب آٹھوین تاریخ یا نوین تاریخ محرم کی ہوئی اور لشکر ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر چڑھائی کی اور لڑنے پر آمادہ ہوا قال ابو مخنف رح فخرج الیهم زهیر بن القین ونادی باعلی صوته ایها الناس ان حق المسلم علی المسلم النصیحة اوسوقت زہیر ابن قین اپنے لشکر سے نکلکر لشکر ابن زیاد کے سامنے تنہا جا کھڑے ہوئے اور باواز بلند پکار کر کہنے لگے ایہا الناس مسلمان کا حق مسلمان پر واجب یہی ہو کہ امر حق مین نصیحت کرے ونحن الآن علی دین واحد وقد ابتلانا الله بذریة نبیکم ہمارا اور تمہارا دین اسلام ہے اور خدا نے آج ہمارا اور تمہارا دونون کا امتحان لیا ہے ذریت نبی کے ذریعے سے

لِيَنظُرَ مَا نَحْنُ وَاَنْتُمْ صَانِعُونَ وَاَنَا اَدْعُوكُمْ اِلَى نُصْرَتِهِ وَخِذْلَانِ الطُّغَاةِ
منظور الٰہی یہ ہی کہ بچشم قدرت دیکھی کہ ہم اور تم ذریت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
کیونکر پیش آتے ہین اور کیا سلوک ذریت رسول اللہ سے کرتے ہین اور مین تمکو بلاتا ہون
کہ تم میرے ساتھ آکر نصرت آل محمد کرو اور جن لوگون نے ظلم اور جو سفک دماء اطہار پر
کرنیکا سامان کیا ہی اونکا ساتھ چھوڑ دو اور اونکو رسوا کرو فَلَمَّا سَمِعُوا كَلَامَ زُهَيْرٍ قَالُوا
لَنْ نَبْرَحَ حَتّٰى نَقْتُلَ صَاحِبَكُمْ وَمَنْ يُبَايِعُهُ اَوْ يُبَايِعَ لِيَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ جب اشقیاے
امت نے کلام زہیر کا سنا کہنے لگے ہم تو اپنے ارادہ سے نہ ہٹینگے جب تک تمھارے امام کو جنکے
ساتھ تم آئے ہو قتل نہ کر لینگے اور جسنے اونکی بیعت کی ہی اوسے بھی قتل نہ کر لین یا یہ ہو کہ
کہ تمہارے امام یزید ابن معاویہ کی بیعت اختیار کرین فَقَالَ لَهُمْ زُهَيْرٌ عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ
الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَزَوَالٍ مُتَصَرِّفَةٌ بِاَهْلِهَا مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ زہیر اون سے کہنے لگے
اے بندگان خدا سوچو اس بات کو کہ دنیا ایسی جگہ ہی جسکی دولت اور نعمت مٹ جاتی ہی اور
زائل ہو جاتی ہی اور دنیادار کو دنیا ہمیشہ ایک حالت پر نہین رکھتی کبھی اوس سے موافق ہو جاتی ہی کبھی ناموافق ہوتی ہی
فَالْمَغْرُورُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا وَرَكَنَ اِلَيْهَا پس سچ مچ فریب مین وہی شخص مبتلا ہی جسکو دنیا نے
فریب دیا ہی اور جو شخص دنیا کی طرف مائل ہوا ہی وَاِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَحَقُّ بِالنَّصْرِ
وَالْمَوَدَّةِ مِنِ ابْنِ سُمَيَّةَ اور بتحقیق حضرت امام حسین علیہ السلام زیادہ تر مستحق ہین کہ
اونکی نصرت کرو اور اون سے دوستی کرو اتنا استحقاق یزید کو جو سمیہ کا بیٹا ہی نہین ہے
فَاِنْ اَنْتُمْ لَمْ تَنْصُرُوهُ فَلَا تَقْتُلُوهُ وَخَلُّوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ
لَعَلَّهُ يَرْضٰى مِنْهُ بِدُونِ قَتْلِهِ پھر اگر تم اوس جناب کی نصرت نہین کرتے ہو اتنا ہی کرو
کہ اوس جناب کو یزید بن معاویہ تک جانے دو شاید کہ یزید اوس جناب سے کسی اور بات
پر راضی ہو جاوے اور قتل نکرے یعنی مصالحہ کر لے قَالَ فَرَمَاهُ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ بِسَهْمٍ
وَقَالَ لَهُ اُسْكُتْ عَنَّا فَقَدْ اَبْرَمْتَنَا بِكَثْرَةِ كَلَامِكَ راوی کہتا ہی کہ شمر ملعون نے
ایک تیر زہیر بن قین کو مارا اور کہنے لگا کہ چپ رہو اب ہم سے کچھ نہ کہو تم نے بکتے بکتے ہمکو عاجز
کر دیا ہی فَقَالَ لَهُ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَصْحَابِهِ يَا ابْنَ الْبَوَّالِ

على عقبيه إنما أنت بهيمة فابشر بالنار يوم القيامة والعذاب الأليم زہیر بن قین
کی خوشنودی خدا کی ہوا اور اونکے خلوص نیت سے خدا راضی ہوا اوس ملعون کے جواب مین
کہنے لگے اے ناپاک بیٹے اوس شخص کے جو اولٹی دہار سے پیشاب کرتا تہا تو آدمی نہین ہی
جانور ہے بروز قیامت دوزخ مین ڈالا جائیگا اور سخت عذاب مین گرفتار رہوگا فقال الشمر
إن الله إني قاتلك وقاتل صاحبك شمر ملعون نے کہا یاد رہے مین تمکو بہی قتل کرونگا
اور تمہارے امام کو بہی فقال له زهير يا ويلك تخوفني بالقتل مع الحسين
عليه السلام وهو أحب إلي من الحيوة معكم زہیر کہنے لگے وائے ہو تجہپر اے شمر تو
مجہکو رفاقت مین حضرت امام حسین علیہ السلام کی قتل ہو جانے سے ڈراتا ہے حالانکہ
شہادت مجہکو بہت پسند ہے اوس زندگی سے جو تم لوگون کے ساتہ بسر ہو ثم أقبل
على أصحابه وقال يا معاشر المهاجرين والأنصار لا يغرنكم كلام هذا
الكلب الملعون وأشباهه فإنه لا ينال شفاعة محمد صلى الله عليه وآله
اور کے زہیر بن قین اپنے ہمراہیون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اے گروہ
مہاجرین وانصار تم فریب مین نہ آؤ کلام سے اس سگ ملعون کے اور اسیطرح اور ملعون
ایسے ہی کلام کرین اسلیئے کہ یہ ملعون شفاعت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہی
قوم قتلوا ذريته وقتلوا من نصرهم فإنهم في جهنم خالدون أبدا
جو لوگ ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرینگے اور انصار ذریت کو قتل کرینگے
تک وہ ہمیشہ جہنم مین رہینگے قال فأتى رجل من أصحاب الحسين عليه السلام
إلى زهير وقال أقبل فلعمري لقد نصحت وتكلمت فرجع زهير إلى الحسين سلام الله
علیہ راوی کہتا ہے کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام مین سے ایک شخص زہیر کے پاس آیا اور
کہنے لگا کہ بس اب آؤ پلٹ چلو قسم ہے مجہے اپنے زندگی کی کہ نصیحت کا حق تم ادا کر چکے اور
جو کہنا چاہیے تہا وہ کہہ چکے پس زہیر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف پلٹ آئے
ويظهر من آخر الرواية أن زهيرا كان يعظهم لإشارة صدرت
من الحسين ع كما هو مروي أيضا في بعض الروايات

مین کہتا ہون کہ آخر سے اس روایت کی یہ معلوم ہوتا ہی کہ زہیر نے یہ وعظ
بموجب ارشاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی تہی از خود نہین نصیحت کرنے
چنانچہ اور بعض روایتون مین اسکی تصریح بہی دیکہی ہو فَاِنَّکَانَ ھٰذَا صَحِیْحًا فَلَا
اَنْ یَکُوْنُ زُھَیْرٌ ذَا مَنْطِقٍ فَصِیْحٍ وَکَلَامٍ بَلِیْغٍ اگر یہ بات صحیح ہو بس ضرور ہی کہ
تین فصاحت مین اور بلاغت مین بہی پورے تھے لِاَنَّ اَمْرَ الْاِمَامِ لِلنَّصِیْحَۃِ اِنَّمَا
لِزُھَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ وَاَنَسِ بْنِ کَاھِلٍ وَبُرَیْرِ بْنِ خُضَیْرِ الْھَمْدَانِیْ اسلیے کہ نصیحت
حکم حضرت نے فقط تین اصحاب کو دیا تہا اور تین ہی روایتین ہمکو پہونچی ہین
بن قین ایک و انس بن کاہل دو اور بریر بن خضیر ہمدانی تین انہین
بزرگون نے بحکم امام وعظ و نصیحت کی ہی وَیُوَیِّدُہٗ مَا یَاْتِیْ مِنْ مُکَالَمَۃِ
لِاَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بُعَیْدَ ھٰذَا اور اسی بات کی تائید کرتی
وہ روایت اور اوس سے بہی ثابت ہوتا ہی کہ زہیر بن قین کو حکم نصیحت کر
امام نے دیا تہا جس روایت کو اب ہم لکہتے ہین یعنی زہیر بن قین نے جو گفتگو
اصحاب امام علیہ السلام سے کی ہی وَلَمَّا انْقَضٰی الْیَوْمُ التَّاسِعُ وَکَانَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدِ اسْتَمْھَلَ اللَّیْلَۃَ بِاِرْسَالِ اَخِیْہِ الْعَبَّاسِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
پہر جب نوین تاریخ کا دن گذر گیا اور ایک شب کی مہلت حضرت امام حسین علیہ
اپنے بہائی جناب عباس علیہ السلام کو بہیجکر طلب کی اور مل ہی گئے تَکَلَّمَا
جَمَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَصْحَابَہٗ وَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ اَجَازَ
اَنْ یَتَفَرَّقُوْا یَمِیْنًا وَشِمَالًا وَاَنْ یَتْرُکُوْہُ وَحِیْدًا وَفَرِیْدًا پہر جب رات
حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ایک خطبہ مشتمل
ثنائے الٰہی پڑہکر سب اصحاب اور اہل بیت کو اجازت دی کہ داہنے بائین
ہو جائین اور حضرت کو یکہ و تنہا چہوڑ دین اسلیے کہ جہاد عام کی تکلیف آج سا
فَتَکَلَّمَ الْاَصْحَابُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ حَتّٰی قَامَ زُھَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ رح اور
جواب مین کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کرنی شروع کی اور ایک

تینون اصحاب نے بحکم امام نصیحت کی تہی شب کو

نے اپنے خلوص عقیدت کا اظہار کر دیا بیان تہا کہ زہیر ابن قین بہی اوٹھکر
وقال یا ابن بنت رسول اللہ وددت انی اقتل ثم احیی ثم انشر
ثم اقتل هكذا الف مرة ويدفع الله عنك وعن هؤلاء الفتية الذين
بذلك القتل لفعلت کہنے لگے کہ اے فرزند دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بہت پسند ہے کہ مین قتل کیا جاؤن اور پہر زندہ کیا جاؤن پہر میرے اعضاے
پراگندہ کر دیے جاوین پہر قتل کیا جاؤن اور ہزار مرتبہ یہی تکلیف مجکو پہونچے
اور آپ سے خدا اس مصیبت کو دور کر دے آپ بچ جائین اور آپ کے جوانان اہل بیت
جو آپ کے اسوقت موجود ہین اونکی جانین بچ جائین تو مین ہزار مرتبہ جان دینے کو
موجود ہون ومما يدل على كرامة زهير بن القين رح ان الحسين عليه السلام
جعل اصحابه ميمنة وميسرة فجعل في الميمنة زهير بن القين ومعه
عشرون فارسا كما رواه ابو مخنف منجملہ دلائل کرامت زہیر بن قین کی
بڑی دلیل یہ بہی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بروز عاشورا اپنے
قلیل کو آراستہ کیا اور داہنی اور بائین صف اصحاب کی درست کی پس زہیر
قین کو اپنے داہنی طرف کہڑا کیا اور اونکے ساتہہ بیس سوار مقرر فرمائے جیسا کہ
مخنف نے روایت کی ہے وهذا من اعظم كرامته اور یہ بات زہیر بن قین
کی کرامت پر دلالت کرتی ہے کہ میمنہ مجاہدین پر وہ سرگروہ ہوئے تہے
اراد الحسين عليه السلام ان يصلي الظهر صلوة الخوف والمطاردة
زهير بن القين وسعيد بن عبد الله الحنفي ان يتقدما امامه
من تخلف عنه پہر جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ظہر کی نماز شل
کے پڑہنے کا ارادہ کیا زہیر ابن قین اور سعید بن عبد اللہ کو حکم دیا کہ تم
میرے آگے کہڑے ہو جاؤ مگر ایسے مقام پر کہڑے ہو کہ جو لوگ میرے
اونکے صف نصف پر تمہاری سیدہ رہے فقاما امامه واستشهد
وبقي زهير بن قين حتى قتل حبيب بن مظاهر یہ دونون سعادتمند

حضرت کے آگے کھڑے ہوئے اور دشمنون کے وار اپنے سر و سینہ پر روکنے لگے سعید ابن
عبد اللہ تو اوسیوقت شہید ہو گئے رحمت خدا کی اونپر ہو اور زہیر بن قین زخمی تو بہت
ہوئے تھے مگر بچ گئے یہان تک کہ آپ نے نماز تمام کی اور حبیب ابن مظاہر شہید ہو گئے
وَلَمَّا قُتِلَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَبَانَ الْاِنْكِسَارُ فِيْ وَجْهِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ جب حبیب ابن مظاہر شہید ہوئے ابو مخنف کہتے ہین کہ چہرہ پر جناب
امام حسین علیہ السلام کے ملال سے تغیر پیدا ہوا اور چہرہ آپ کا اوتر گیا فَقَامَ اِلَيْهِ
زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ وَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ مَا هٰذَا الْاِنْكِسَارُ الَّذِيْ اَرَاهُ فِيْ وَجْهِكَ زہیر ابن قین اوٹھ کھڑے ہوئے
اور سامنے حضرت کے آکر کہنے لگے اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ آپ کے
چہرے پر اوداسی کیسی مجھے نظر آتی ہے اَلَسْتَ تَعْلَمُنَا عَلَى الْحَقِّ قَالَ بَلٰى وَاِلٰهِ الْخَلْقِ اِنِّيْ
لَاَعْلَمُ يَقِيْنًا اِنِّيْ وَاِيَّاكُمْ عَلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى کیا آپ کو یقین نہین ہے کہ ہم لوگون کی
شہادت حق پر ہو رہی ہے حضرت نے فرمایا نہین اے زہیر ابن قین قسم ہے معبود خلائق کی
مین یقینًا جانتا ہون کہ مین بہی اور تم سب دین حق پر ہو اور ہدایت پر ثابت ہو قَالَ
زُهَيْرٌ اِذًا لَا نُبَالِيْ وَعَنْ نَصِيْرُ اِلَى الْجَنَّةِ وَنَعِيْمِهَا زہیر ابن قین کہنے لگے اب ہم
کچھ ہمکو خوف نہین ہے جب ہم حق پر مرتے ہین پہر تو ہماری بازگشت بہشت اور نعمت ہائے
جاودانی کی طرف ہو گی قُلْتُ وَلَيْسَ مَا يُظَنُّ اَنَّ زُهَيْرَ بْنَ الْقَيْنِ كَانَ شَاكًّا
مُتَرَدِّدًا فِيْ كَوْنِهٖ عَلَى الْحَقِّ وَاِلَّا فَكَيْفَ كَانَ يَسْئَلُ عَنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَا سَئَلَهٗ یہ جو بدگمانی بنظر جہالت کے کیجاتی ہے کہ زہیر بن قین اپنے حق پر ہونے مین شک
اور تردد مین تھے اور اگر ایسا نہوتا تو پہر حضرت امام حسین علیہ السلام سے کیون پوچھتے
یہ بدگمانی انکی نسبت صحیح نہین ہے بَلِ الدَّاعِيْ لَهٗ اِلٰى ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ بُرُوْزُ حَبِيْبِ بْنِ
مُظَاهِرٍ اِلَى الْجِهَادِ وَتَرْكُهٗ اَنْ يُصَلِّيَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ بلکہ زہیر ابن قین
کو اس سوال کرنیکا سبب یہ تہا کہ چونکہ حبیب بن مظاہر جہلا کر روانہ جہاد ہوئے تھے
اور نماز ظہر کو بجماعت پڑھنی حضرت کے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے فَتَوَهَّمَ زُهَيْرٌ

اَنَّ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدِ انْضَجَرَ عَنْہُ فَعَسٰی اَنْ لَاتَکُوْنَ شَہَادَتُہٗ مَرْضِیَّۃً عِنْدَ الْاِمَامِ وَ لِاَجَلِ ذٰلِکَ بَانَ الْاِنْکِسَارُ فِیْ وَجْہِہٖ پس زہیر بن قین کو یہ گمان ہوا کہ شاید حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس طرح پر جانا حبیب بن مظاہر کا ناگوار خاطر ہوا ہی اور اونکی شہادت اسطرح کی آپ کو پسند نہین ہوئی ہی لہذا آپ کے چہرے پر تغیر ہوگیا ہی اور یہی تغیر زہیر بن قین کے نزدیک دلیل ناگواری طبع امام علیہ السلام کا تہا فَسَئَلَ بِقَوْلِہٖ اَفَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ یہی سمجھکر زہیر بن قین نے پوچھا کیا ہم لوگون کی شہادت حق پر نہین ہی فَلَمَّا اَجَابَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِمَا اَجَابَ زَالَ عَنْہُ ذٰلِکَ التَّوَہُّمُ پس جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہ جواب دیا جو اوپر گذر چکا ہی زہیر بن قین کی تشویش جو اپنے ایک دوست کے انجام کی نظر سے تہے جاتے رہے اور وہ توہم زائل ہوگیا اور کہنے لگے کہ اب ہمکو کچہہ خوف نہین ہی عام لوگ سلسلہ روایت پر نظر نہین کرتے ہین اور جا بیجا شبہات کر دیتے ہین ہم نے کسیقدر اس بات کو باب شہادت حبیب بن مظاہر مین بیان بہی کر دیا ہی ابو مخنف نے نماز ظہر پڑہنے کی روایت اور طرح پر کی ہی قَالَ فَلَمَّا اسْتُشْہِدَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ قَامَ اِلَیْہِ زُہَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ وَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَاْذَنُ لِیْ فِی الْبِرَازِ ابو مخنف کہتے ہین کہ جب حبیب بن مظاہر شہید ہو چکے زہیر بن قین اوٹہہ کہڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ماں باپ میرے فدا ہون آپ پر آپ مجکو اجازت دیتے ہین لڑنے جاؤن واضح ہو کہ سوائے جناب حبیب بن مظاہر کے جن سے بے ادبی حصین ابن نمیر ملعون کے نہین سُنی گئی اور جہاد کو چلے گئے اور سب اصحاب کا یہی دستور تہا کہ اجازت حرب کی طلب کرکے تب لڑنے جاتے تہے یہی سبب تہا جو زہیر بن قین نے اون کی شہادت کی نسبت حضرت سے پوچہا تہا فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُبْرُزْ فَبَرَزَ زُہَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ وَ اَنْشَاَ یَقُوْلُ حضرت نے فرمایا کہ ہان اے زہیر بن قین لڑنے کو جاؤ پس زہیر بن قین رن نکلے اور رجز پڑہنے لگے ؎ اَنَا زُہَیْرٌ وَ اَنَا ابْنُ الْقَیْنِ ٭ وَ فِیْ یَمِیْنِیْ مُرْہِفُ الْحَدَّیْنِ مین زہیر ہون اور بیٹا ہون قین کا میرے داہنے ہاتہ مین وہ تلوار ہے جسکی گہاٹ

اور باڑہ دونون تیز ہین اَذُبُّ بِالسَّیْفِ عَنِ الْحُسَیْنِ ٭ اِبْنِ عَلِیِّ الطَّاهِرِ الْمَجْدِ بِیْ
تلوار سے لڑکر اپنے دشمنان کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے دفع کرونگا وہ حسین جو علی کے
بیٹے ہین جنکے نانا اور دادا دونون پاک اور پاکیزہ تھے وَعَنْ اِمَامٍ صَادِقٍ
الْیَقِیْنِ ٭ اَضْرِبُکُمْ غُلَامٌ اَسْمَرُ رَزِیْنٍ ٭ بِاَبْیَضَ صَارِمِ الْمُخَدَّ یِنِ
ایسے تلوار سے تمکو مارونگا جو تلوار گندم گون نوجوان لڑکا صاحب وقار وگران مایہ
چلاتا ہو جو تلوار صیقل کی ہوئی صاف اور دونون باڑہ ہین اوسکی تیز ہون قَالَ
ثُمَّ حَمَلَ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ خَمْسِیْنَ فَارِسًا یہ کہکر زہیر بن قین نے حملہ کیا اور
لڑتے رہے یہان تک کہ پچاس سوارون کو قتل کیا وَخَشِیَ اَنْ تَفُوْتَهُ الصَّلٰوةُ مَعَ
الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَرَجَعَ وَقَالَ یَا مَوْلَایَ خَشِیْتُ اَنْ تَفُوْتَنِی الصَّلٰوةُ
فَصَلِّ بِنَا یہان تک کہ زہیر بن قین کو خوف اسکا ہوا کہ نماز اونکے ہمراہ امام حسین
علیہ السلام کے پڑہنی فوت نہو جاے پس پلٹ آئے اور کہنے لگے کہ اے مولا ہماری نماز کے
فوت ہو جانیکا مجھکو خوف ہے آپ نماز بجماعت ہمکو پڑہا دیجیے فَقَامَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَصَلّٰی بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الظُّهْرِ حضرت امام حسین علیہ السلام اوٹھہ کہڑے
ہوئے اور اپنے اصحاب کو نماز ظہر بجماعت پڑہا لی فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ حَرَّضَهُمْ
عَلَی الْقِتَالِ وَقَالَ یَا اَصْحَابِیْ هٰذِهِ الْجَنَّةُ قَدْ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَاتَّصَلَتْ
اَنْهَارُهَا وَاَیْنَعَتْ اَثْمَارُهَا وَزُیِّنَتْ قُصُوْرُهَا وَتَاَلَّقَتْ وِلْدَانُهَا
وَحُوْرُهَا جب نماز سے آپ فارغ ہوچکے اصحاب کو لڑائی پر آپ نے آمادہ کیا اور کرائی
اور کرنے کے الفاظ یہ تھے اے میرے اصحاب دیکھو تمہارے سامنے دروازے بہشت
کے کہلے ہوئے ہین اور نہرین بہشت کی پاس پاس ملی ہوئی لہرین ماررہی ہین اور
میوے بہشت کے سب پختہ ہوچکے ہین قصرہاے جنت تمہارے واسطے آراستہ
کیے گئے ہین اور ولدان یعنی غلامان خوشرو اور حوریان خوش چشم تمہارے
واسطے اون کے چہرے چمک رہے ہین وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ وَالشُّهَدَاءُ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا مَعَهٗ وَاَبِیْ وَاُمِّیْ یَتَوَقَّعُوْنَ قُدُوْمَکُمْ

ادیتیا تشہدون بکم اور یہ دیکھو سامنے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کھڑے ہوئے ہین اور جو لوگ حضرت کے ساتھ شہید ہوئے ہین وہ بھی آپ کے ہمراہ
ہین اور میرے والد بزرگوار اور میری مان فاطمہ زہرا ہمراہ اوس جناب کے ہین سب
تمہاری بہشت مین آنے کی منتظر ہین اور آپس مین تمہارے داخلہ کی خوشخبریان
دے رہی ہین کہ اب انصار حسین بھی بہشت مین آیا ہی چاہتے ہین وَهُمْ
مُشْتَاقُوْنَ اِلَيْكُمْ فَحَامُوْا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَذُبُّوْا عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پس حمایت کرو دین خدا کی تاکہ تمہارا آج کا جہاد
تاقیامت دین اسلام کو باقی رکھے اور روشنی اوسکی پھیلتی رہے اور حرم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہانتک تم سے ہو سکے دشمنون کو ہٹا دو اور دور کرو
قال وَخَرَجْنَ النِّسَاءُ مُهَتَّكَاتِ الشُّعُوْرِ وَصِحْنَ يَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ
يَا عُصْبَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَامُوْا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَذُبُّوْا عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَنْ اِمَامِكُمْ اِبْنِ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ راوی کہتا ہے کہ اوس وقت
بیتاب ہو کر کچھ مخدرات بھی نکل پڑین اور پردے خیمون کے اولٹ دئے تھے اور چلاتی تھین
کہ اے گروہ مسلمانان و اے جماعت مومنین کی دین خدا کی پوری حمایت کرو اور حرم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنون کو دفع کرو اور اپنے امام سے جو نواسہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اس بلا کو ہٹا دو وَقَفَلَ اِمْتَحَنَكُمُ اللّٰهُ بِنَا لِتُمْ
[illegible] مُجِيْرًا لَنَا فِيْ جِوَارِ جَدِّنَا وَالْكِرَامِ عَلَيْنَا وَاَهْلِ مَوَدَّتِنَا
یعنی خدا نے تمہارا امتحان ہمارے ساتھ وفاداری مین کیا ہے پھر آج کے دن کے بعد
سے تم ہمارے ہمسایہ مین رہو گے قریب ہمارے جد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور تمہاری عزت اور آبرو ہم پر بڑھ جائیگی اور تمہارا شمار اون لوگون مین ہوگا جنھون نے
حق محبت اہل بیت علیہم السلام کو ادا کیا ہے فَدَافِعُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ عَنَّا پس دفع کرو
اعدا کو ہم سے خدا تمہارے ارادے مین برکت دے قَالَ فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ ضَجُّوْا بِالْبُكَاءِ
وَالنَّحِيْبِ وَقَالُوْا نُفُوْسُنَا دُوْنَ اَنْفُسِكُمْ وَدِمَاؤُنَا دُوْنَ دِمَائِكُمْ وَاَرْوَاحُنَا

لَكُمُ الْفِدَاءُ راوی کہتا ہی کہ جب اصحاب نے مخدرات حرم کی یہ آواز سنی ایک بارگی سب
بیتاب ہو کر رونے لگے اور فریاد گریہ وزاری کی بلند کی اون وفاداروں کو اس
کیفیت کے دیکھنے کے کب تاب تھی وہ کہنے لگے کہ ہماری جانین تمہاری جانون پر فدا ہین
اور ہمارے خون آپ کے خون سے پہلے گرینگے اور ہماری روحین آپ سب پر نثار
ہین وَلَا يَصِلُ اِلَيْكُمْ بِمَكْرُوْهٍ وَفِيْنَا الْحَيٰوةُ وَقَدْ وَهَبْنَا لِلسُّيُوْفِ نُفُوْسَنَا
وَلِلطَّيْرِ اَبْدَانَنَا کوئی شخص تمکو ہرگز نہین پہونچا سکتا ہی اور نہ کسی قسم کی بی ادبی
تمہارے جناب مین کر سکتا ہی جب تک ہماری حیات باقی ہی ہم نے اپنی جانین
تلوارون کی نذر کر دی ہین اور اپنی لاشین مردار خوار پرندون کے واسطے
دیدی ہین فَلَعَلَّهٗ نَقِيْكُمْ زَحْفَ الصُّفُوْفِ وَنَشْرَبُ دُوْنَكُمْ ضَرْبَ
الْحُتُوْفِ شاید ہمارے اس جوان مردی کے ارادے سے یہ صفین دشمنون کی جو
تمہارے خیمہ گاہ کے قریب آگئے ہین انکی دست درازی سے ہم تمکو بچالین اور تمہارے
سامنے ہملوگ کاسہائے مرگ پی لین وَقَدْ فَازَ مَنْ كَسَبَ الْيَوْمَ خَيْرًا وَكَانَ
لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مُجِيْرًا فوز عظیم کو وہی شخص پہونچیگا جو آج تمہاری نصرت سے
خیر اور برکت حاصل کرے اور مومن ہو کر تمہارے واسطے ان دشمنون سے پناہ دینے والا
قُلْتُ اٰخِرُ الرِّوَايَةِ تَدُلُّ اَنَّ اللِّئَامَ قَدْ اَرَادُوْا اَنْ يَهْتِكُوْا السُّتُوْرَ وَاَرْدَنَّ
مِنْ حَرِيْمِهِنَّ مین کہتا ہون کہ آخری فقرے اس روایت کے دلالت کرتے ہین
کہ لشکریان عمر سعد قریب خیمہ اہل حرم کے پہونچ گئے تھے اور ارادہ اون کا
یہ تھا کہ خیمہ حرم محترم مین در آئین اور بے ادبی سے پیش آئین وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ
اِضْطَرَبَتِ النِّسَاءُ فَخَرَجْنَ عَنِ الْفُسْطَاطِ وَصِحْنَ وَهٰذَا اَمْرٌ اِضْطِرَارِيٌّ
اسیوجہ سے مخدرات عصمت کو اضطراب شدید پیدا ہوا تھا اور خیمہ سے
نکل پڑین تھین یہ ایک امر اضطراری ہی اسمین کچھہ تعرض نہین کرنا چاہیے
قَالَ ثُمَّ اِنَّ زُهَيْرَ بْنَ الْقَيْنِ بَرَزَ اِلَى الْقَوْمِ وَاَنْشَأَ يَقُوْلُ
ابو مخنف کہتے ہین کہ بعد اسکے جب باقیماندہ اصحاب اہل بیت اطہار کے نزدیک

کرچکے زہیر بن قین لشکر عمر سعد سے لڑنے کو نکلے اور یہ رجز پڑھنے لگے
؎ اَقْدِمْ حُسَیْناً ھَادِیاً مَّھْدِیّاً ٭ اَلْیَوْمَ اَلْقیٰ جَدَّکَ النَّبِیَّا
سامنے سے جاتا ہون مین حسین علیہ السلام کے ایسے حسین جو ہدایت کرنے
والے ہین اور خود ہدایت یافتہ ہین آج مین آپکے نانا نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ملاقات کرونگا ؎ مُحَمَّداً وَّالْمُرْتَضیٰ عَلِیّاً ٭ وَذَا الْجَنَاحَیْنِ
الْفَتیٰ کَمِیّاً ٭ جناب محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کی ملاقات کرونگا اور ذوجناحین
یعنی جعفر طیار سے ہونگا جوکہ نوجوان اور دلاور ہتھیار بند دنیا سے
گئے ہین ؎ وَفَاطِمَ وَالطَّاھِرَ الزَّکِیَّا ٭ وَمَنْ مَّضیٰ مِنْ قَبْلِنَا
تَقِیّاً جناب فاطمہ علیہا السلام کی ملاقات کرونگا اور جناب طاہر زکی سے
ملونگا اور جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہم سے پہلے مرچکے ہین اون سب سے
ملاقات کرونگا ؎ وَاللّٰہُ قَدْ صَیَّرَنِیْ وَلِیَّا ٭ فِیْ حُبِّکُمْ اُقَاتِلُ الدَّعِیَّا
اور خدا نے مجھکو تمہارا دوستدار بنادیا ہی تمہاری دوستی مین ولدالزنا سے
لڑتا ہون قَالَ فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّیٰ قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ سَبْعِیْنَ رَجُلاً
فَارِساً وَّتَکَاثَرُوْا عَلَیْہِ فَقَتَلُوْہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ راوی کہتا ہے کہ یہ رجز
پڑھکر زہیر ابن قین نے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ ستر سوارون کو
قتل کیا پہر سب ملکر اوس دلاور پر ٹوٹ پڑے اور اون کو شہید کرڈالا رحمت
خدا کی اون پر ہو قُلْتُ ھٰذَا مَا کَانَ مِنْ اَمْرِ زُھَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ
کَمَا رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ مین کہتا ہون یہ وہ کیفیت زہیر بن قین کی ہے
جسکو ابو مخنف نے روایت کی ہی وَالْمَشْھُوْرُ مَا مَرَّ سَابِقاً مِنْ اَنَّہُ
اِذَا صَلَّی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ کَانَ زُھَیْرُ بْنُ
الْقَیْنِ وَاقِفاً اَمَامَہُ مَعَ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَنَفِیِّ مشہور
روایت ہی جو اوپر گذرے کہ جسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر بجماعت پڑہی
زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ الحنفی یہ دونون بزرگ آگے حضرت کے کہڑے ہوئے تھے

باب چہل وہفتم فضائل حبیب ابن مظاہر مین اور گفتگو اونکی جناب مسلم ابن عقیل سے اور میثم تمار سے اور سبب کیا تھا کہ وہ جہاد مین حضرت مسلم کے شریک نہوئے اور خط امام حسینؑ کا انکی طلب مین آنا

إِنَّ هٰذَا الشَّيْخُ جَلِيلٌ وَحِبْرٌ نَبِيلٌ فَقِيهٌ مُحَدِّثٌ حَافِظٌ لِلْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَكَانَ يَخْتِمُهُ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ رَاعٍ لِحُدُودِ اللهِ الَّتِي بَيَّنَهَا فِي الْكِتَابِ مُفَسِّرٌ لَهُ حبیب ابن مظاہر بڑے بزرگ آدمی تھے اور بڑے عالم باوقار تھے فقیہ تھے محدث تھے حافظ قرآن مجید تھے رات بھر مین ایک ختم قرآن مجید کا کرتے تھے حدود اور احکام خدا جو قرآن مین بیان ہوئے اونکی پوری رعایت کرتے تھے مفسر قرآن تھے أَدْرَكَ زَمَانَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَيَكُونُ مِنَ الصَّحَابَةِ الْخِيَارِ زمانۂ حیات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پیدا ہوچکے تھے مشرف بزیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے تھے پس اونہین اصحاب مین داخل ہین جو برگزیدہ اور پسندیدہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین بَذَلَ مُهْجَتَهُ فِي سَبِيلِ أَهْلِ بَيْتِهِ مُبَشَّرٌ بِهِ عَلَى لِسَانِ الصَّادِقِ الْأَمِينِ اپنی جان فدا کردی محبت اہل بیت مین اور اسی کی بشارت آپ کو ملی تھی زبان سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو مخبر صادق تھے اور امین خدا تھے يَهْوَى الْحُسَيْنَ حَتَّى قُتِلَ مَعَهُ دوستی جناب امام حسین علیہ السلام کی ان کے آب وگل مین داخل تھی یہان تک کہ ہمراہ حضرت کے شہید ہوگئے وَكَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحِبُّهُ حُبًّا حَيْثُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَقْرِبَائِهِ وَخَوَاصِّ أَعِزَّتِهِ اور جناب امام حسین علیہ السلام بہی اسقدر انکو دوست رکھتے تھے کہ ان مین اور اپنے خاص اعزہ اور اقربا مین فرق نہین سمجھتے تھے حَتَّى رُوِيَ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَتَبَيَّنِ الْإِنْكِسَارُ فِي وَجْهِهِ حَتَّى قُتِلَ حَبِيبُ ابْنُ

مظاهر وانكسر ظهره لما قتل عباس بن علي یہان تک کہ بروایت صحیح ثابت
ہوگیا ہو کہ بروز عاشورا جناب امام حسین علیہ السلام کے چہرے پر اوداسی اور شکستگی خاطر
ظاہر نہین ہوئی جب تک کہ حبیب ابن مظاہر رح شہید نہین ہوئے بعد انکی شہادت کے
پھر بالکل آپ کا چہرہ اوداس ہوگیا اور کمر آپ کی خم ہوگئی بعد شہید ہونے حضرت عباس
علیہ السلام کے اما اخبار النبي صلى الله عليه واله وسلم فقد روى المجلسي في البحار
ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يوما مع جماعة من اصحابه
مارا في بعض الطريق لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دہی شہادت
حبیب بن مظاہر کی پس بحار مین یہ روایت کی ہو کہ ایک دن وہ جناب ہمراہ ایک جماعت
اصحاب کے چلے جاتے تھے واذا هم بصبيان يلعبون في ذلك الطريق فجلس النبي
صلى الله عليه واله وسلم عند صبي منهم چلتے چلتے ان سب کا گذر ایک راہ مین ہوا
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چلے جاتے تھے دیکھا کہ کچھ لڑکے باہم کھیل رہے ہین
وہ جناب اون مین سے ایک لڑکے کے قریب جا بیٹھے وجعل يقبل ما بين عينيه
ويلاطفه ثم اقعده على حجره وكان يكثر تقبيله درمیان دونون آنکھون
اوس لڑکے کی پیشانی پر حضرت بوسہ دینے لگے اور بے انداز لطف اور مہربانی اوسپر فرماتے تھے
پھر اوس لڑکے کو آپ نے اپنی گود مین بٹھا لیا اور بہت زیادہ اوسکو پیار کرنے لگے فسئل
عن علة ذلك اصحاب نے سبب اس محبت اور پیار کرنیکا حضرت سے پوچھا فقال اني
رايت هذا الصبي يوما يلعب مع الحسين عليه السلام ورايته يرفع التراب
من تحت قدميه ويمسح به وجهه وعينيه حضرت نے فرمایا کہ سبب اسکا یہ ہو مین نے
اس لڑکے کو ایک دن حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ یہ لڑکا میرے
فرزند کے پاؤن کے نیچے کی مٹی اوٹھا کر اپنے چہرہ اور آنکھو نپر ملتا تھا فانا احبه لحبه
لولدي الحسين عليه السلام ولقد اخبرني جبرئيل انه يكون من انصاره
في وقعة كربلا مین اس لڑکے کو اسواسطے دوست رکھتا ہون کہ یہ میرے فرزند حسینؑ کو
دوست رکھتا ہو اور مجکو جبرئیلؑ نے خبر دی ہو کہ معرکہ کربلا مین یہ لڑکا میرے حسینؑ کے انصار مین ہوگا

قُلْتُ وَهٰذِهِ الرِّوَايَةُ السَّوِيَّةُ فِي كُتُبِ الْفَرِيقَيْنِ مَعَ اَنَّهَا مِنْ كَرَامَاتِ سَيِّدِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ تَدُلُّ عَلٰى كَرَامَةِ الْمَنْزِلَةِ لِحَبِيْبٍ رح بِاَعْظَمِ
الدَّلَالَةِ مین کہتا ہون یہ روایت جو کتب فریقین مین برابر منقول ہی باوجودیکہ اعجاز ان
کرامت پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلالت کرتی ہی حبیب ابن مظاہر
کی بزرگی اور افضلیت پر بہی اسکی دلالت بخوبی ظاہر ہی بِاَنَّهُ كَانَ فِي سِنِّ صِبَاهُ مُوَيَّدًا
مِنَ اللّٰهِ وَاِنَّهُ كَانَ يُحِبُّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا يُتَصَوَّرُ مِنَ الشَّرَفِ وَالْكَرَامَةِ مَنْزِلَةٌ فَوْقَهَا
یہ بات ہی کہ حبیب ابن مظاہر چہوٹپنے سے انکو تائید خدا کی طرف سے حاصل تہی اور جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو دوست رکہتے تہے اور یہ شرف اور بزرگی ایسی
جس سے بڑہکر کوئی بزرگی خیال مین نہین آسکتی وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ مَنْ كَانَ يُحِبُّهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ فَائِزًا بِدَرَجَاتٍ فَازَ بِهَا الْحَبِيْبُ وَهُوَ حَبِيْبُ
الْحَبِيْبِ اللّٰهِ اور کیونکر جس شخص کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست رکہین
وہ اون درجات کو نہ پہونچے جنکو حبیب ابن مظاہر پہونچ گئے حالانکہ وہ شخص حبیب خدا کا
محبوب ہی فَاَمَّا حَالَاتُ الصَّحَابَةِ وَالرِّفَاقَةِ لِحَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ رح مِنْ بَدْوِ الشُّعُوْرِ
فَهِيَ كَثِيْرَةٌ لَا نُرِيْدُ اَنْ نَذْكُرَهَا الْاٰنَ لیکن حالات صحبت اور رفاقت حبیب ابن مظاہر
کی ابتداء سن شعور سے وہ بہت سے ہین اونکا اسوقت بیان کرنا ہمکو منظور نہین ہے
وَلٰكِنْ نَذْكُرُ نُبَذًا مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ صَدَرَتْ مِنْهُ فِيْ اٰخِرِ عُمْرِهٖ اسوقت تو ہم
اونہین باتون کو بیان کرنا چاہتے ہین جو حبیب ابن مظاہر سے آخر عمر مین صادر ہوئے ہین
فَاَوَّلُ كِتَابَةِ كُتُبِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بْنِ
صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ وَيَلْتَمِسُوْنَ فِيْهِ قُدُوْمَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَيْهِمْ كَانَ مِنْهُمْ
حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ اَيْضًا پس پہلا خط جسکو اہل کوفہ نے جناب امام حسین علیہ السلام کے
نام پر لکہا تہا اور یہ خط گہر سے سلیمان بن صرد خزاعی کے لکہا گیا درخواست یہ تہی
کہ وہ جناب کوفہ مین تشریف لائین اون لکہنے والون مین حبیب ابن مظاہر بہی تہے وَلَمَّا
وَرَدَ مُسْلِمٌ رح بِالْكُوْفَةِ وَبَايَعُوْهُ ثُمَّ نَكَسُوْا عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ كَانَ حَبِيْبُ

مظاہر لم یظہر بہم واختفی تقیۃ منہ اور جب حضرت مسلم رح کوفہ مین داخل
ہوئے اور لوگون نے حضرت سے بیعت کی بعد اوسکے ابن زیاد کے آنے سے حالت
دگرگون ہوگئی اور جن لوگون نے بیعت کی تہی وہ لوگ پہر گئے حبیب ابن مظاہر نے کوئی
کام ایسا نہین کیا جو انکو منظور تہا اور تقیہ کرکے چپ رہے اور گہر مین بیٹہے وسبب ذلک
انہ کان محکوما بالخروج الی العراق مع الحسین علیہ السلام کما مر اور سبب اسکا
یہہ تہا کہ جناب حبیب ابن مظاہر اسی بات پر مامور تہے کہ وہ کوفہ سے باہر جاکر سفر عراق مین
حضرت امام حسین علیہ السلام کے شریک ہوکر اونکی نصرت کرین چنانچہ حدیث سابق مین
بیان ہوچکا ویدل علیہ ایضا ما رواہ ابو مخنف قال لما ورد مسلم الکوفۃ
کان فی دار مختار والناس یختلفون الیہ اور اسپر دوسری دلیل یہہ بہی ہے جو ابو مخنف
روایت کرتے ہین کہ جب حضرت مسلم رح کوفہ مین داخل ہوئے اور مختار کے گہر آپ ٹہرے ہوئے
تہے اور خلقت کوفہ کی آپ کے پاس آتی جاتی تہی و مسلم رح یقرء علیہم کتاب الحسین
علیہ السلام اور جناب مسلم خط حضرت امام حسین علیہ السلام کا جو لائے تہے وہ پڑہ پڑہ کے
انکو سناتے تہے الی ان قال وقام الیہ حبیب بن مظاہر وقال یرحمک اللہ تعالی
لقد قضیت ما علیک وانا ایضا واللہ مثل ذلک یہانتک ابو مخنف نے کہا حبیب
ابن مظاہر بہی اوس جلسہ مین کہڑے ہوگئے جسمین حضرت مسلم خط پڑہ رہے تہے اور کہنے لگے
رحمت خدا کی ہو تم پر اے مسلم تمپر جو حق واجب تہا اوسکو بخوبی تمنے ادا کردیا اور مین بہی قسم بخدا
جہان تک اپنے اوپر جو حق واجب ہے ادا کرونگا قلت ویعنی بہ انا ایضا اقضی ما علی
من نصرتہ انہ کان مامورا بخلاف ما امر بہ مسلم رح اور اس کلام سے حبیب
ابن مظاہر کی بہی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حبیب ابن مظاہر کو حکم کسی اور بات کا تہا اور وہ بات
علاوہ تہی اوس کام سے جسکو حضرت مسلم ادا کررہے تہے وہو الخروج من الکوفۃ
الی بلدہ کما رواہ المجلسی رح عن الکشی رح من مکالمتہ لمیثم التمار رح
اور وہ بات یہہ تہی کہ حبیب ابن مظاہر کوفہ سے باہر جاکر اپنے امام کی نصرت کرین اور اسی کی
موید روایت بہی کرتے ہین جسکو جناب مجلسی رح نے بحار مین کشی رح سے نقل کیا ہے

اور وہ یہ باتین تہین جو بطور راز نیاز کے حبیب ابن مظاہر اور میثم تمار سے ہوئی تہین
وَاِخْبَارُ اَحَدِ هِمَا لِصَاحِبِهٖ بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ اَمْرُ هُمَا مِنَ الصَّلْبِ وَالْقَتْ
اور ایک نے دوسرے کو اپنے دوست کے انجام کی خبر دی تھی کہ ایک کو سولی دیجائیگی اور
قتل کیا جائیگا وَیُعْلَمُ مِنْهَا اَنَّ حَبِیْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ رح کَانَ عَارِفًا بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْ
اَمْرُهٗ مَامُوْرًا بِصِحَابَةِ الْحُسَیْنِ فِی الطَّفِّ کَمَا مَرَّ ذِکْرُهٗ فِی الْحَدِیْثِ النَّبَوِیِّ اَیْ
اور اِس روایت سے بحار کی (جواب ہم لکھتے ہین) ہی معلوم ہوتا ہی کہ حبیب ابن مظاہر
انجام سے بخوبی واقف تھے اور حکم اونکو یہی تہا کہ واقعۂ کربلا مین ہمراہ حضرت امام حسین
موجود ہون چنانچہ وہ حدیث جو انکی فضیلت مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
سے اوپر گذری ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکے انصار مین داخل ہونے کے کربلا مین خبر
وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی وَالرِّوَایَةُ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ مَرَّ مِیْثَمُ التَّمَّارُ
عَلٰی فَرَسٍ لَهٗ فَاسْتَقْبَلَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ الْاَسَدِیِّ عِنْدَ مَجْلِسِ بَنِیْ اَسَدٍ
روایت بحار کی یہ ہی فضیل ابن زبیر کہتے ہین ایک دن میثم تمار اپنے گھوڑے پر چڑھے
چلے جاتے تھے سامنے سے حبیب ابن مظاہر بھی اپنے گھوڑے پر چلے آتے تھے
مقام پر یکجا ہوئے جہان پر ایک نشستگاہ یا بیٹھک بنی اسد کی تھی فَتَحَدَّثَا حَتّٰی اخْتَلَفَ
اَعْنَاقُ فَرَسَیْهِمَا وہان ٹھہر کر دونون مین اتنی دیر تک باتین ہوئین کہ گھوڑے
دونون کے تھک گئے اور گردنین اپنی بار بار جھٹکنے لگے ثُمَّ قَالَ حَبِیْبٌ لَکَاَنِّیْ
اَصْلَعَ ضَخْمِ الْبَطْنِ یَبِیْعُ الْبِطِّیْخَ عِنْدَ دَارِ الرِّزْقِ وَقَدْ صُلِبَ فِیْ حُبِّ اَهْلِ بَیْتِ
نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَیُبْقَرُ بَطْنُهٗ عَلَی الْخَشَبَةِ اخیر مین حبیب
مظاہر نے میثم تمار سے کہا اسوقت گویا مین ایک ایسے بڈھے آدمی سے باتین کر رہا
جو بہرا ہی یا یہ معنی ہین کہ پیش سر کے بال اوسکے جاتے رہے ہین پیٹ اوسکا نکلا ہی
تربوز بیچتا ہی یا خربزہ فروش ہے دار الرزق کے پاس اور وہ محبت اہل بیت رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سولی دیا جائیگا اور اوسکا پیٹ ایک لکڑی کے تختہ پر
چاک کیا جائیگا فَقَوْلُ هٰذَا مَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ اَمْرُ مِیْثَمِ التَّمَّارِ رح فَکَانَ

بِالشَّهَادَةِ وَتُخْبِرُهُ بِاَنَّكَ فِي وِلَاءِ اَهْلِ الْبَيْتِ تَفُوزُ بِتِلْكَ السَّعَادَةِ وَتَتَشَرَّفُ
بِالشَّهَادَةِ مین کہتا ہون کہ یہ انجام کار میثم تمار کا ہونے والا تہا پس حبیب ابن مظاہر
...ہا یہ اور مزاح کرنے تہے اور اوس بزرگ صحابی کو خبر دیتے تہے کہ اہل بیت رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی مین تمکو یہ سعادت نصیب ہوگی اور شہادت سے مشرف
ہوگے اب تتمہ روایت لکہتا ہون فَقَالَ مِيثَمٌ رحمہ وَاِنِّي لَاَعْرِفُ اَحْمَرَ لَهُ ضَفِيرَتَانِ
يَخْرُجُ لِنُصْرَةِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَيُقْتَلُ وَيُجَالُ بِرَاسِهِ
بِالْكُوفَةِ ثُمَّ افْتَرَقَا میثم تمار کہنے لگے کہ مین بہی ایک سرخ رنگ آدمی کو
جانتا ہون جسکے پیش سر مین دو گرہین بالون کے ادہر اودہر پڑے گئے ہین وہ اپنے
...نواسہ کی نصرت کی غرض سے کوفے سے نکلیگا اور شہید کیا جائیگا اور سر اوسکا
...مین پہرایا جائیگا یہ باتین کرکے اپنی راہ پر وہ دونون بزرگ چلے گئے فَقَالَ اَهْلُ
الْمَجْلِسِ مَا رَاَيْنَا اَكْذَبَ مِنْ هٰذَيْنِ بنی اسد جسقدر اوسجگہ بیٹہے ہوئے تہے کہنے لگے
...ان دونون سے زیادہ تر جہوٹا ہمنے نہین دیکہا قُلْتُ وَلَعَلَّ السَّبَبَ لِذٰلِكَ لِاجْتِمَاعِ
...فِي الْمَقَامِ اَنَّ حَبِيبَ بْنَ مُظَاهِرٍ كَانَ مَامُورًا بِالْاِسْتِنْصَارِ مِنْ بَنِي اَسَدٍ
...فَعَلَهُ فِي السَّادِسِ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَسَيَاتِي مین کہتا ہون کہ اس مقام خاص پر جو
نشستگاہ بنی اسد کی تہی ان دونون بزرگوارون کو یہ باتین کرنی اوسکا سبب
یہی تہا کہ حبیب ابن مظاہر مامور تہے بنی اسد سے نصرت طلبی پر چنانچہ محرم کی
...تاریخ غاضریہ مین جاکر اس حکم کی تعمیل اونہون نے کی ہے اور ہم آیندہ اسکو
...لکہینگے پس آج اونہین بنی اسد کو اس بات کا سنا دینا منظور تہا کہ گوش زدہ اثری دارد
...فَتَفَرَّقَ اَهْلُ الْمَجْلِسِ حَتّٰى اَقْبَلَ رُشَيْدُ نِ الْهَجَرِيُّ فَطَلَبَهُمَا فَسَاَلَ
...الْمَجْلِسِ عَنْهُمَا فضل ابن زبیر کہتے ہین کہ ابہی اوس جلسہ کے لوگون نے برخاست
...نہ کی تہی کہ رشید ہجری بہی وہین آپہونچے اور میثم تمار اور حبیب ابن مظاہر کی تلاش
...کرتے تہے اور اونہین لوگون سے جو وہان بیٹہے تہے پوچہنے لگے کہ حبیب ابن مظاہر
...ادہر نہین آئے تہے فَقَالُوا افْتَرَقَا وَسَمِعْنَاهُمَا يَقُولَانِ كَذَا وَكَذَا

اون لوگون نے رشید ہجری سے کہا کہ ہان آئے تھے مگر اپنی اپنی راہ چلے گئے اور ہم
اون دونون کو آج ایسی ایسی باتین کہتے ہوئے سنتی ہین فقال رشید رحم الله
میثما نسی ویزاد فی عطاء الذی یجیٔ بالراس مائة درهم رشید ہجری کہتے
کہ خدا کی رحمت ہو میثم پر اس حدیث مین کچھ بھول گئے اسمین اتنا اور زیادہ کہنا تھا
کہ جو شخص حبیب ابن مظاہر کا سر کوفہ مین لائیگا اوسکو سو درہم انعام دیا جائیگا ثم
فقال القوم هذا والله اکذبهم یہ کہکر رشید ہجری بھی چلے گئے وہ لوگ کہنے لگے
اون سے بھی زیادہ جھوٹے نکلے اقول وعلم منه ان ذلک الاجتماع انما کان
للمشاورة بینهم وکان الغرض منه استماع اهل ذلک المجلس مین کہتا
کہ اب تو رشید ہجری کے خاص اسی مقام پر آکر پہونچنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی
بات تھی اور مشورہ باہمی ہو چکا تھا کہ آج بنی اسد کو ضرور یہ باتین سنانی چاہیے ہین
ان رشیدا رح ایضا کان من جملة اصحابهم والمطلعین علی اسرار هولاء الا
الکبرة الخیار اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رشید ہجری بھی انہین اہل معرفت مین داخل
ان بزرگون کے مطلع تھے جو بزرگ نیکوکار اور پسندیدہ بارگاہ پروردگار تھے
الذین کانوا موعودین بالتشریفات الالهیة فی نصرة اهل البیت ؑ اور
بھی انہین اولیاء اللہ مین داخل تھے جنکو وعدہ دیا گیا تھا کہ بزرگیان خدا کی طرف سے
نصرت اہل بیت ؑ مین حاصل ہونگی وقد اصطفی الله سبحانه من بین الخلق
سلام الله ورحمته علیهم اجمعین ولنعد الی بقیة الروایة اور خدا نے پاک
خلقت مین انہین لوگون کو اسواسطے منتخب کیا تھا سلام خدا کا اور رحمت اوسکی
نازل ہو اب ہم بقیہ روایت فضل ابن زبیر کی لکھتے ہین فقال القوم والله ما ذهبت
الایام واللیالی حتی رأیناه مصلوبا علی باب دار عمرو بن حریث
بنی اسد کے کہتے ہین کہ ابھی چند روز و شب نہین گذرے تھے کہ ہمنے میثم تمار کو دیکھا کہ عمرو
کے دروازے پر اونکو سولی دیگئی تھی وجیٔ براس حبیب بن مظاهر وقد قتل مع
اور سر حبیب ابن مظاہر کا بھی کوفہ مین آگیا جو ہمراہ حضرت امام حسین ؑ کے شہید ہوئے تھے

شاہد امام نے سب کچھ دیکھ لیا جو کچھ ان تینون بزرگون نے کہا تہا وکان حبیب من السبعین
الرجال الذین نصروا الحسینؑ ولقوا جبال الحدید حبیب ابن مظاہر انہین ستر آدمیون مین
سے تھے جنہون نے حضرت امام حسینؑ کی نصرت کی اور لوہے کے پہاڑون سے بابھڑتے
یعنی لشکر گران ابن زیاد کا جو ہتہیارون سے بھاری ہو رہا تہا اوس سے لڑے واستقبلوا
الرماح بصدورهم والسیوف بوجوههم نیزون کے وار اپر چلتے تھے تو سینون پر
لیتے تھے اور تلوارون کے وار اپنے چہرون پر اور سرون پر روکتے تھے وهم یعرض علیهم
الامان والاموال فیابون یہی لوگ ہین کہ جنکو یزید کی طرف سے امان ملتی تھی اور مال ان کو
دیا جاتے تھے کہ نصرت امام حسینؑ کی چھوڑ دین یہ انکار کرتے تھے فیقولون لا عذر لنا
عند رسول اللہ ان قتل الحسینؑ ومنا عین تطرف حتی نقتل حوله اور کہتے تھے کہ
ہمارے واسطے کوئی عذر کی جگہ نہین ہے کہ خدمت مین جناب رسالت مآبؐ کے کرین اگر حضرت
امام حسینؑ شہید ہو جائین اور ہماری آنکھ مین بینائی باقی ہو یعنی ہم زندہ ہون اور وہ جناب
شہید ہو جائین یہی کہتے تھے وہ سب بزرگوار گرد حضرت امام حسینؑ کے بلا گردان ہو کر شہید ہو گئے
ولقد مزح حبیب بن مظاہر الاسدی فقال له یزید بن حصین الهمدانی
وکان یقال له سید القراء یا اخی لیس هذه بساعة ضحك حبیب ابن مظاہر تو صبح
عاشور کو اپنے ہمراہیون سے مزاح کر رہے تھے اسقدر اپنی شہادت کی اونکو خوشی تھی اور یزید
بن حصین ہمدانی جو سردار قاریون کے نام سے مشہور تھے کہنے لگے کہ اے بھائی یہ کونسا وقت ہنسی کا ہے
قال فای موضع احق بالسرور والله ما هو الا ان یمیل علینا هذه الطغاة
بسیوفهم فنعانق الحور العین حبیب نے جواب دیا کہ اس سے بڑھکر اور کون وقت خوشی کا ہے
دشمن خدا کی یہ لڑائی بس اسیقدر ہے کہ یہ بیدین اپنی تلوارون سے ہمارے اجسام کو بیروح کر دین
ہم مر کے اور حوریان خوش چشم سے جا کر بغلگیر ہوئے روایت بحار کی تمام ہوئی وقد ثبت من
الروایات الثلث ان حبیب بن مظاہر کان مامورا بالحضور فی الطف
ولم یشارك فی امر مسلم بن عقیل اب بخوبی ان تینون روایتون سے ثابت ہو گیا
کہ حبیب ابن مظاہر کو حکم یہی تہا کہ معرکہ کربلا مین جا کر شریک ہون اور جناب مسلم کی شرکت نکرین

فَلَمَّا قَدِمَ الْحُسَيْنُ ؑ اِلَى الْكُوْفَةِ وَبَلَغَ اِقْبَالُهُ اِلَيْهَا اَيْ بَلَغَ ذٰلِكَ حَبِيْبَ بْنَ مُـ

پھر جب حضرت امام حسین ؑ بطرف کوفہ کے روانہ ہوئے اور یہ خبر حبیب ابن مظاہر کو

کہ اب حضرت ادہر تشریف لاتے ہین وَاَظُنُّ اَنَّهٗ بَعْدَ مَا جَرٰى عَلٰى قَيْسِ بْنِ الْمُـ

الصَّيْدَاوِيِّ فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ حَسَنُ الْمُتَرْجِمُ لِلْمُجَلَّدِ الْعَاشِرِ مِنَ الْبِحَا

تَرْجَمَتُهٗ بِالْفَارِسِيَّةِ مجکو ایسا گمان ہی کہ یہ خبر حبیب ابن مظاہر کو اوسوقت لی

قیس ابن مسہر صیداوی کو منزل زرود سے آپ نے بہیجا ہی اور کوفہ مین اونکی شہادت

عبداللہ محمد حسن جنہون نے دسوین جلد بحار کا ترجمہ فارسی مین کیا ہی اور مجہے یہ ترجمہ

یوسف محمد صاحب رئیس حسین گنج ضلع سارن کے کتبخانہ مین ملا وہ ہمین لکھتے ہین اَنَّهٗ رَاٰى

الْمَقَاتِلِ اَنَّ الْحُسَيْنَ ؑ لَمَّا تَوَجَّهَ اِلَى الْعِرَاقِ كَتَبَ اِلٰى حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ وَهُوَ

کتب مقاتل مین یہ روایت دیکھی ہی کہ جب حضرت امام حسین ؑ بطرف عراق کے روانہ ہوئے حبیب

نام پر یہ خط لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اِلَى الرَّ

کامل فقیہ حبیب بن مظاہر یہ خط حسین بن علی بن ابی طالب کا ہی بنام ایک مرد

کامل فقیہ کے جسکو حبیب ابن مظاہر کہتے ہین اَمَّا بَعْدُ يَا حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ اَنْتَ

بِقَرَابَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ اَنْتَهَا كَيْفَ هِيَ بعد حمد و صلوٰۃ کے اے حبیب ابن مظاہر تم خوب جانتے

ہمکو قرابت رسول خدا کی کسدرجہ کی حاصل ہی وَاِنَّ مَعْرِفَتَكَ لَنَا اَتَمُّ وَاَعْظَمُ مِنْ غَيْرِ

ہمارے مرتبون کی شناخت بہی تمکو پوری پوری ہی اور جسقدر سچی شناخت تمکو ہی اتنی اور

وَمَعَ ذٰلِكَ فَاَنْتَ غَيُوْرٌ وَذُوْ سِيْرَةٍ حَسَنَةٍ فَلَا تَبْخَلْ بِنَفْسِكَ عَنَّا اور اسکے علاوہ

آدمی ہو چال چلن بہی تمہارا اچہا ہی تمکو چاہیے کہ ہماری نصرت مین بخل نکرو اور اپنی جان

ترک نکرو وَانْصُرْ لَنَا نُصْرَةً كَافِيَةً كَمَا اَنْتَ اَهْلٌ لَهَا اور ہماری پوری مدد

جس نصرت کے تم لائق ہو وَاِنْ وَاسَيْتَنِي الْيَوْمَ بِنَفْسِكَ وَجَاهَدْتَ مَعَنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ

فَسَوْفَ يُكَافِيْ وَيُجْزِيْكَ جَدُّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَحْسَنِ الْمُكَافَاتِ وَاَجْزَاءِ

اگر آج تم اپنی جان ہماری نصرت مین فدا کروگے اور ہمارے ساتھ دشمنونپر جہاد کروگے

قیامت تمکو ہمارے نانا محمد مصطفیٰ ؐ اچھے مکافات اور جزاے خیر دلائینگے

خط امام حسین ع بنام حبیب بن مظاہر

ب چہل و ہشتم بعد پہونچنے خط امام حسین علیہ السلام کے حبیب ن مظاہر کا حضرت کی خدمت مین روانہ ہونا اور پہونچ جانا

الراوی کان حبیبٌ فی دارہٖ مشتغلاً بالطعام اذ سمع کانّ رجلاً
الباب دقّاً راوی کہتا ہی کہ حبیب ابن مظاہر گھر مین بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے
یکایک آواز آئی کہ باہر کھڑا ہوا کوئی شخص زنجیر ہلا رہا ہی اور کواڑ کھٹکھٹا رہا ہی
عاجلاً ورای رجلاً واقفاً خلف الباب فقال لہٗ حبیب بن مظاہرٍ من انت
این اتیت حبیب ابن مظاہر جھٹ پٹ باہر نکل آئے دیکھا ایک شخص
روازہ کھڑا ہی اوس سے پوچھا تو کون ہی اور کہاں سے آیا ہی قال انا رسول الحسین
السلام الیک وعندی کتابہٗ خذہا اوسنے کہا کہ مجھکو حضرت امام حسین ع
مھارے پاس بھیجا ہی میرے پاس ایک خط ہی تم اسکو لو ثمّ اعطاہا لحبیب بن
ففضّہ وقراہ فاذا فیہ مکتوبٌ ما قد مرّ آنفاً حبیب بن مظاہر نے
خط کو لیا کھولکر پڑھا اوس خط مین وہی لکھا تھا جو ابھی اوپر بیان ہو چکا ہی فعزم
من ذلک الوقت ان یخرج من الکوفۃ ویلحق بالحسین علیہ السلام
یلحق بہٖ اوسی وقت سے حبیب بن مظاہر نے اس بات کا قصد کیا کہ آپ کوفے
ضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملین جس جگہ ملنے کا موقع ہو لکن اخفی ذلک
عن اہلہٖ واقربائہٖ حتی عن زوجتہٖ ایضاً مگر اپنے اس ارادہ کو اپنے
ور قریب لوگون سے بھی چھپایا تا اینکہ اپنی زوجہ کو بھی نہین اسکی خبر دی
کونوا مانعین لہٗ عن ذلک او یشتہر ذلک ویبلغ الی ابن زیاد
لوگ حبیب ابن مظاہر کو اس امر خیر سے مانع نہون یا اس نظر سے چھپایا کہ اس
شہرت ہوکر ابن زیاد تک نہ پہونچے وکان حبیبٌ یجدّد عزمہٗ ویترقّب
اذ دخلوا علیہ یوماً بنو اعمامہٖ وسلّموا علیہ حبیب ابن مظاہر
نے ارادہ کی تجدید کرتے جاتے تھے اور کوفہ سے باہر نکلنے کے منتظر تھے کہ ایک دن

اون کے بھائی بند جدّی قرابت دار حبیب بن مظاہر کے پاس آئے اور سلام اور بزرگ
وَقَالُوا بَلَغَنَا اَنَّکَ تُرِیدُ اَن تَخرُجَ اِلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ وَ تَہَیَّاتَ لِنُصرَ
وَقِتَالِ اَعدَائِہٖ اور کہنے لگے ہمکو خبر ملی ہی کہ تمہارا ارادہ حضرت امام حسینؑ کے پاس
جانیکا ہی اور تم آمادہ اونکی نصرت کرنے پر اور اونکے دشمنون سے لڑنے پر ہوئے ہو
لَیَعظُمُ عَلَینَا وَنَحنُ لَا نُخَلِّیکَ اَن تَفعَلَ مَا تُرِیدُ فَمَا لَنَا اَن نُقدِمَ عَلٰی تِلکَ الاُمُو
العِظَامِ وَعَلٰی شَقِّ العَصَا یہ بات ہمکو سخت ناگوار ہی اور ہم تمکو چھوڑینگے کہ تم اس ارادہ
کرو ہم لوگون کو کیا غرض ہی جو بڑے بڑے امور مین دخل دین اور شورش اور فتنہ برپا
وَنُقحِمَ فِی اُمُورِ السَّلَاطِینِ وَالخُلَفَاءِ فَنَحنُ اَقَلُّ عَدَدًا وَاَضعَفُ جُندًا ہمکو
ضرورت ہی جو بادشاہ اور خلفائی وقت کے امور سلطنت مین دخل دین ہماری جمعیت بھی
ہمارا گروہ بھی کمزور ہی فَاَنکَرَ حَبِیبُ بنُ مُظَاہِرٍ وَقَالَ تَقِیَّۃً مِنہُم اِنِّی لَا اُرِیدُ
ھٰذَا وَقَد اَصَبتُم فِیمَا قُلتُم وَتَکَلَّمَ بِکَلِمَاتٍ قَدِ اطمَئَنَّت قُلُوبُہُم فَرَجَعُوا
دَارَہُم وَحَبِیبٌ قَد بَقِیَ وَحِیدًا فِی دَارِہٖ حبیب ابن مظاہر نے اونکے سامنے
کیا اور بنظر تقیہ کہدیا کہ میرا تو یہ ارادہ نہین ہی تم جو کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو اور ایسی باتین
سامنے کہین کہ اونکو اطمینان ہوگیا اور وہ لوگ اپنے گہرون کو پلٹ گئے اور حبیب ابن مظاہر
تنہا اپنے گہر مین رہے فَاَمَّا زَوجَتُہٗ کَانَت مُؤمِنَۃً کَامِلَۃً وَقَد مَلَاَ اللّٰہُ قَلبَہَا
مِنَ الاِیمَانِ لَمَّا سَمِعَت مِن مُکَالَمَۃِ حَبِیبٍ وَاِنکَارِہٖ وَعَن نُصرَۃِ اَھلِ بَیتِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَت لِزَوجِہَا یَا حَبِیبُ ظَنَنتُ اَنَّکَ لَا تُحِبُّ
تَقُومَ نَاصِرًا لِلحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ لیکن زوجہ حبیب ابن مظاہر کی جو کامل الایمان تھیں
اور اون کا دل خدا نے ایمان سے بہر دیا تہا جب حبیب بن مظاہر کی یہ باتین اونہون نے
سُنین اور انکار کرنا نصرت اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حبیب ابن مظاہر کی زبانی
اونکے گوش زد ہوا اپنے شوہر سے کہنے لگین اے حبیب بن مظاہر مجکو گمان ہوا ہی کہ تم
امام حسین علیہ السلام نہین کرنا چاہتے ہو وَلَا تَرحَلُ اِلَیہِ فَاَرَادَ حَبِیبٌ اَن یُخفِیَ ذٰلِکَ
وَقَالَ اِنِّی لَا اُرِیدُ اَن اُوقِعَ نَفسِی فِی المَہَالِکِ وَاُقدِمَ عَلَیہَا اور تم ادہر جانیکا

خدمت مین نجاؤگے حبیب بن مظاہر کا ارادہ ہوا کہ اپنی زوجہ سے اس راز کو چھپائین
کہنے لگے کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اپنی جان جوکھم مین ڈالون اور ہلاکت مین پڑون فلما
سمعت بذلك بكت بكاء اشديدا واهوت الى حبيبها جب زوجہ نے حبیب ابن مظاہر کی
یہ بات سنی بے ساختہ رونے لگے اور قصد کیا کہ کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے وقالت ان كنت
لا تنصر لآل محمد ولا تكون من انصار مولانا الحسين فحقيق بك ان تسدل
مقنعتي هذه على وجهك وتلبس البسة النساء اور کہنے لگے اگر تمکو نصرت آل محمد نہین کرنا ہی
اور انصار حسین مین داخل ہونا تمکو منظور نہین ہی تو یہ میری اوڑھنی تم اوڑھ لو اور عورتونکا لباس
پہنکر گھرمین بیٹھو افنسيت قول نبيك انه قال الحسن والحسين ابناي طاهران امامان قاما ام قعدا
کیا تمکو اپنے نبی کا یہ کلام بھول گیا جو اونہون نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے امام ہین جہاد
کرین یا خانہ نشین ہون وقد ارسل اليك الحسين رسالة ودعاك الى نصرته وخاطبك بخطاب
الايام وانت لا تجيب دعوته باحسن الاجابة حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمہارے پاس
مخصوص ایک آدمی خط لیکر بھیجا اور نصرت کے واسطے تمکو بلایا اور اوس خط مین وہ الفاظ
لکھے جو اپنے خاص دوستون کو لکھنا چاہیئے تم اونکی دعوت جہاد کو منظور نہین کرتے ہو اور
بخوبی اوسکی تعمیل کرنا نہین چاہتے ہو فقال له حبيب اني اخاف ان اقتل معه فتكون
في البرية بلا زوج ومن يعيلك وينفق عليك حبیب ابن مظاہر نے
کہا مجھے اس بات کا خوف ہی کہ اگر مین اوس جناب کے ساتھ مارا گیا تو اس بوڑھاپے
مین بیوہ ہو جائیگی تیرے عیال کی خبر گیری اور پرورش کون کریگا اور نان ونفقہ تجھے
کون دیگا قالت يا حبيب لا تترك نصرة امامي وسيدي وذرني ان عشت
بعدك اكلت التراب آخر دهري وہ مومنہ کہنے لگی کہ اے حبیب تم میرے
امام اور آقا کی نصرت ترک نہ کرو مجھکو رہنے دو اگر تمہارے بعد مین زندہ رہی مٹی کھا کھا کر
زندگی بسر کرونگی فعلم حبيب انها مخلصة في دينها ولا يزيغها الشيطان
عن قصد السبيل جب اوس مومنہ نے یہ اخلاص ظاہر کیا حبیب ابن مظاہر کو معلوم
ہوا کہ یہ مومنہ پکی ہین اور دیانت مین پوری ہی شیطان اوسکو راہ راست سے

نہین بہکا سکتا فاخبرها بما کان یریده من الارتحال واللحوق بالحسین
علیه السلام اب حبیب ابن مظاہر نے اپنا ارادہ روانگی بطرف امام حسین علیہ السلام
اوس سے بیان کر دیا اور کہا کہ اب مین اوس جناب سے ملا چاہتا ہون فقالت
یا حبیب ان کان قد انعم الله علیک فالحقت بمولای الحسین کما اردت
فقبل یدیه ورجلیه عنی وسلم علیه پس مومنہ نے کہا کہ اے حبیب
خدا اپنا فضل کرے کہ تم زندہ اور صحیح وسالم اوس جناب تک پہونچ جاؤ جیسا تمہارا ارادہ
تو میری طرف سے بھی اوس جناب کے ہاتھ پاؤن چومنا اور سلام عرض کرنا ثم خرج
حبیب عن بیته ورتب فرسه بسرجه وقال لمولاه اذهب به خارج الکوفة
وتربص به فی مکان کذا بعد اسکے حبیب ابن مظاہر اپنے گھر سے باہر
اور گھوڑا اوسپر کسکر طیار کیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو بیرون شہر کوفہ لیجا اور فلان مقام
ٹھہر کر میرے آنیکا انتظار کر واخف نفسک عن الناس حتی لا یشعرون بذهابی
ولا یطلعون علی ارادتی اور چھپ کر جانا کہ لوگ تجکو دیکھنے نہ پائین تا کہ میرے جانے
اونکو آگاہی نہو اور میرے سبب کے ارادہ پر مطلع نہونے پاوین فسار مولاه بفرسه
ووقف بمکان امره حبیب بن مظاهر حتی طال علیه الزمان و [illegible]
گھوڑا لیکر روانہ ہو گیا اور اوسی جگہ پر جا ٹھہرا جہان پر حبیب ابن مظاہر نے اوس
حکم دیا تھا اور انکے پہونچنے مین دیر ہو گئی وکان حبیب قد تانی بخروجه لحاجة
عرضت له حبیب ابن مظاہر کو دیر کی یہ وجہ ہوئی کہ ایک کام اون کو یاد آگیا
اسی وجہ سے انکو تاخیر ہو گئی فلما سار حبیب بعد وداعه لاهله وقد مضی من
الوقت بازید مما کان یترقبه مولاه وکان قد یئس من قدومه جب حبیب
ابن مظاہر اپنے گھر سے رخصت ہو کر چلے اور جتنا زمانہ آپ نے انتظار کرنے کو اوس غلام
سے کہا تھا اوس سے زیادہ وقت گذر گیا اب انتظار کرتے کرتے وہ غلام انکے آنے سے
نا امید ہو گیا تھا فکان یخاطب الفرس ویقول له ایها الفرس ان لم یات
صاحبک فانی والله ارکب علی ظهرک واسیر الی نصرة الحسین ان شاء الله

گھوڑے سے خطاب کرکے وہ غلام کہہ رہا تھا اے اسپ با وفا اگر تیرا سوار نہ آیا تو مین
تجپر سوار ہو کر نصرت امام حسین ؑ کے واسطے انشاء اللہ چلونگا فلما بلغ حبیب ذٰلک
الموضع و کان ہو لا یتکلم بتلک الکلمات و قد سمعہ منہ فتصافحا
و صفقا صفقۃ التحسر ذاکرین لامامہما ابی عبد اللہ الحسین
علیہ السلام جب حبیب ابن مظاہر اوس مقام پر پہونچے اور وہ غلام
گھوڑے سے وہی باتین کر رہا تھا حبیب ابن مظاہر نے بھی سنی دونون آدمیون نے
آپس مین مصافحہ کیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کی بیکسی و غربت یاد کرکے کف افسوس
ملنے لگے و قال حبیب یا مولای یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
لما کان حال العبید و الاماء فی نصرتک ھکذا فکیف حال الاحرار
حبیب کہنے لگے اے میرے آقا فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب لونڈی اور
غلامون کی آپ کی نصرت کرنے مین یہ کیفیت ہے پس آزاد اور خود مختار لوگون کا کیا
حال ہوگا اور کسقدر اون کو آرزو ہوگی ثم قال لعبدہ انت حر لوجہ اللہ
فانطلق حیث شئت اور حبیب ابن مظاہر نے اپنے غلام سے کہا کہ تجکو راہ خدا مین آزاد
کردیا ہے جہان تیرا جی چاہے چلا جا فلما سمع ذٰلک بکی و قال و اللہ لا تخلیک حتی
الحقت بالحسین علیہ السلام و اذب عن امامی و سیدی و اقتل بین یدیہ
جب غلام نے اپنی آزادی کی خبر سنی رونے لگا اور کہا کہ قسم بخدا اب مین آپکو نچھوڑونگا
جب تک آپ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملنجائین اسوقت مین بھی جاکر اپنے امام اور آقا کی حمایت
کرونگا اور اونہین کے سامنے مارا جاؤنگا فسار الحبیب معہ حتی اتی الی الحسین
علیہ السلام و سلم علیہ و قبل یدیہ و رجلیہ کما اوصت لہ زوجتہ ثم لازم
خدمتہ پس حبیب ابن مظاہر روانہ ہوئے اور وہ غلام بھی ہمراہ تھا تا اینکہ خدمت جناب
امام حسین ؑ مین پہونچ گئے اور سلام بجالائے ہاتھ اور پاؤن حضرت کے چومے جسطرح پر زوجہ
حبیب ابن مظاہر نے اون سے درخواست کی تھی اور اوسکو حضرت سے بیان بھی کردیا بعد
اوسکے پھر حبیب ابن مظاہر رح ہر وقت حضرت کے ہمراہ رہے تا اینکہ کربلا مین پہونچے

باب چہل و نہم حبیب ابن مظاہر کی بجا آوری اپنے خدمات متعلقہ از روز حضوری خدمت امام حسینؑ تا روز عاشورا اور غاضریہ سے کمک

كَانَ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ مَعَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَنْ مَضَى مِنَ الشَّهْرِ
الْمُحَرَّمِ سِتَّةُ أَيَّامٍ حبیب ابن مظاہر جسوقت سے حاضر خدمت امام حسین علیہ السلام ہو
حاضر خدمت رہے تا اینکہ چھٹی تاریخ محرم کی آئی قَالَ فِي الْبِحَارِ وَأَقْبَلَ حَبِيبُ بْنُ
مُظَاهِرٍ رح فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ هٰهُنَا حَيٌّ مِنْ بَنِي أَسَدٍ بِالْقُرْبِ
أَتَأْذَنُ لِي فِي الْمَصِيرِ إِلَيْهِمْ جناب مجلسی رح فرماتے ہین کہ حبیب ابن مظاہر
خدمت مین حضرت کے آکر عرض کی لے فرزند رسول م اس جگہہ پر ایک قبیلہ بنی
کا ہے اور بہت نزدیک ہے آپ اجازت دیتے ہین کہ مین اونکے پاس جاؤن فَأَدْعُوهُمْ
إِلَى نُصْرَتِكَ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَدْفَعَ بِهِمْ عَنْكَ مین اون کو آپ کے
کے واسطے بلا لاؤن شاید خدا اونکی مدد سے یہ کمزوری اور کمی انصار آپ سے
کردے قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَذِنْتُ لَكَ فَخَرَجَ حَبِيبٌ إِلَيْهِمْ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ
مُتَنَكِّرًا حَتَّى أَتَى إِلَيْهِمْ حضرت نے فرمایا کہ مین تمکو اجازت دیتا ہون پس حبیب
ابن مظاہر رات ہی رات چھپکر خواہ بھیس بدل کر اون کے پاس گئے اور جا
فَعَرَفُوهُ أَنَّهُ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَقَالُوا مَا حَاجَتُكَ بنی اسد نے حبیب ابن مظاہر
پہچانا کہ یہ ہماری قوم قبیلہ سے ہین کہنے لگے کہ اس رات مین آنیکا کیا سبب
کیا حاجت تمکو لاحق ہے فَقَالَ إِنِّي قَدْ أَتَيْتُكُمْ بِخَيْرٍ مَا أَتَى بِهِ وَافِدٌ إِلَى قَوْمٍ
حبیب ابن مظاہر نے کہا مین ایک خبر تمکو دینے آیا ہون کہ ویسی خبر کسی ہم قوم نے
قوم کو نہ دی ہوگی جب اونسے ملا ہوگا أَتَيْتُكُمْ أَدْعُوكُمْ إِلَى نَصْرِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ
مین تمہاری پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تمکو بلا لیجاؤن کہ چلو اور اپنے نبی کے
کی نصرت کرو فَإِنَّهُ فِي عِصَابَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْفِ
رَجُلٍ لَنْ يَخْذُلُوهُ وَلَنْ يُسْلِمُوهُ أَبَدًا وہ فرزند نبی صلی اللہ علیہ و آلہ

تہوڑی سی جماعت مؤمنین کی لیکر یہان آئے ہین ایک ایک آدمی اون مین کا
ہزار آدمی سے بہتر ہے وہ لوگ کبہی اوس جناب کی رفاقت چہوڑینگے اور نہ اوس
جناب کو دشمنون کے سپرد کرینگے وَهٰذَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَاَنْتُمْ قَوْمِيْ
وَعَشِيْرَتِيْ وَقَدْ اَتَيْتُكُمْ بِهٰذِهِ النَّصِيْحَةِ فَاَطِيْعُوْنِي الْيَوْمَ فِيْ نُصْرَتِهٖ
تَنَالُوْا بِهَا شَرَفَ الدُّنْيَا اور یہ عمر سعد ہے جسنے اوس جناب کو گہیر لیا ہے
تم میری قوم اور قبیلہ کے لوگ ہو مین تمکو یہی نصیحت کرنے آیا ہون آج اگر تم میری
اطاعت کرکے اوس جناب کی نصرت کروگے دنیا کی شرف اور بزرگی کو پہونچ جاؤگے
اُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَا يُقْتَلُ اَحَدٌ مِنْكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَعَ ابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا اِلَّا كَانَ رَفِيْقًا لِمُحَمَّدٍ ص فِيْ عِلِّيِّيْنَ
مین خدا کی قسم کہاکر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین سے راہ خدا مین شہید ہوگا ہمراہ فرزند
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بشرطیکہ صابر ہوا اور امیدوار ثواب کا خدا سے ہو ضرور
اوس رفاقت مین جناب محمد مصطفےٰ ص کی اعلی علیین مین پہونچ جائیگا قَالَ
فَوَثَبَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَ اَنَا اَوَّلُ
مَنْ يُجِيْبُ اِلٰى هٰذِهِ الدَّعْوَةِ راوی کہتا ہے کہ اون سب مین سے پہلے ایک شخص
کہڑا ہوا جسکا نام عبد اللہ ابن بشر تہا وہ کہنے لگا کہ مین سب سے پہلے اس جہاد کی دعوت
قبول کرتا ہون ثُمَّ جَعَلَ يَرْتَجِزُ وَيَقُوْلُ ؎ قَدْ عَلِمَ الْفُرْسَانُ اِذَا تَوَاكَلُوْا
وَاَحْجَمَ الْفُرْسَانُ اِذْ تَثَاقَلُوْا ۔ پہر جوش مین آکر یہ رجز پڑہنے لگا بڑے بڑے سوار
جانتے ہین جسوقت وہ دہاوا کرین اور لڑنے لگین کہ مین بہادر سوارون کو روک کر کہڑا
ہوتا ہون جسوقت وہ میدان جنگ مین گہوڑے دوڑاتے ہون ؎ اِنِّيْ شُجَاعٌ بَطَلٌ
مُقَاتِلٌ كَاَنَّنِيْ لَيْثُ عَرِيْنٍ بَاسِلٌ یہ جانتے ہین سب کہ مین بہادر جوانمرد لڑنے والا
ہون گویا مین شیر بیشۂ شجاعت ہون اور دلیر ہون ثُمَّ تَبَادَرَ رِجَالُ الْحَيِّ حَتَّى الْتَأَمَ
تِسْعُوْنَ رَجُلًا فَاَقْبَلُوْا يُرِيْدُوْنَ الْحُسَيْنَ ع یہ رجز سنکر پہر تو اوس قبیلہ کے لوگ
بہکے اور نوے آدمی فراہم ہوکر نصرت امام حسین ع کے واسطے چلے فخرج

رَجُلٌ فِی ذٰلِکَ الْوَقْتِ مِنَ الْحَیِّ حَتّٰی سَارَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فَاَخْبَرَ
بِالْحَالِ اوسی قبیلہ کا ایک آدمی اوسیوقت بہوٹ کر نکلا اور عمر سعد کے پاس
اور اِس حال کو بیان کیا فَدَعَا اِبْنُ سَعْدٍ بِرَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ یُقَالُ لَہُ
الْاَزْرَقُ فَضَمَّ اِلَیْہِ اَرْبَعَمِائَۃَ فَارِسٍ وَ وَجَّہَہٗ نَحْوَ حَیِّ بَنِیْ اَسَدٍ عمر سعد
اپنے ہمراہیون مین سے ارزق شامی کو بلایا اور چار سو سوار اوسکے ہمراہ کر کے
بنی اسد کی طرف روانہ کیا فَبَیْنَمَا اُولٰئِکَ الْقَوْمُ قَدْ اَقْبَلُوْا یُرِیْدُوْنَ عَسْکَرَ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ اِذَا اسْتَقْبَلَہُمْ خَیْلُ ابْنِ سَعْدٍ عَلٰی شَاطِئِ الْفُرَاتِ
وَبَیْنَہُمْ وَبَیْنَ عَسْکَرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْیَسِیْرُ ابہی وہ لوگ بنی اسد کے بارادہ نصرت
لشکر امام حسین علیہ السلام کے رات کے وقت چلے آتے تھے کہ ناگہان سامنے لشکر ابن سعد
کنارۂ فرات پر نمودار ہوا اور اون کو حضرت کے لشکر سے ملجانے مین تہوڑا فاصلہ
رہگیا تہا فَتَنَاوَشَ الْقَوْمُ بَعْضُہُمْ بَعْضًا وَاقْتَتَلُوْا قِتَالًا شَدِیْدًا دونون گروہ آپس مین
ملگئے اور ہتہیار چلنے لگا اور بڑی بہاری لڑائی ہوئی وَصَاحَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ
بِالْاَزْرَقِ وَیْلَکَ مَالَکَ وَمَا لَنَا اِنْصَرِفْ عَنَّا لِیَشْقٰی بِنَا غَیْرُکَ حبیب ابن مظاہر نے
ازرق سے کہا ولے ہو تجہ پر ہماری اور تیری کونسی خصومت ہی تو کیون ہماری راہ کو روکتا ہی
کوئی اور سوا تیرے ہم سے شقاوت کرلیگا اور ہم اوسکو سمجہہ لین گے فَاَبَی الْاَزْرَقُ اَنْ
ازرق شامی نے حبیب ابن مظاہر کا کہنا نہ مانا اور نہین پلٹا اور لڑائی مین
وَعَلِمَتْ بَنُوْ اَسَدٍ اَنَّہٗ لَا طَاقَۃَ لَہُمْ بِالْقَوْمِ فَانْہَزَمُوْا رَاجِعِیْنَ
بنی اسد کو معلوم ہوگیا کہ اونکی طاقت اتنی نہین ہی جو لشکر عمر سعد کا مقابلہ کرین مطلب
کہ پڑا اونزدیک ہونے کی وجہ سے کمک آنیکا بہی اونکو خوف ہوا پس شکست کہا کر
گہرون کو پلٹ گئے ثُمَّ اِنَّہُمْ اِرْتَحَلُوْا فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ خَوْفًا مِنِ ابْنِ سَعْدٍ اَنْ
یُبَیِّتَہُمْ پہر اوسی شب کو بنظر خوف عمر ابن سعد کے گہرون کو بہی چہوڑ کر بہاگ گئے
کہین رات کو ہم پر شب خون کرے وَرَجَعَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فَخَبَّرَہٗ بِذٰلِکَ فَقَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ حبیب ابن مظاہر خدمت

امام حسین علیہ السلام کے پلٹ آئے اور اس حال کو بیان کیا حضرت نے فرمایا سوائے
خدا کے کسیکی طاقت اور قوت کا بھروسہ مجکو نکرنا چاہیے وقال و رحجت خیل بن
سعد حتی نزلوا علی شاطی الفرات فحالوا بین الحسین علیہ السلام واصحابہ
وبین الماء راوی کہتا ہے کہ یہی گروہ لشکر عمر سعد کا پلٹ کر کنارہ فرات پر اوترا جو
ازرق شامی کے ساتھ تہا اور فرات کے اور لشکر امام حسین علیہ السلام کے بیچ میں
اترکر پانی کی آمد و رفت میں سد راہ ہوا قلت ولعل ذلک فی الیوم السابع من
المحرم کما یدل علیہ سیاق الروایۃ میں کہتا ہون کہ اس گروہ کا فرات پر اوترنا
اور پانی کا روکنا شاید ساتوین تاریخ محرم کے تہا چنانچہ سیاق روایت اوس پر
دلالت کرتا ہے یعنی شب ہفتم دیہ لڑائی ہوئی اوسی کے صبح کو یہ لوگ فرات پر اترے
لان ارتحال بنی اسد من دورہم خوفا ان یہجم علیہم الاعداء فیصدقہ
ما رواہ عن بنی اسد ونسائہم من انہم لم یباشروا دفن
الاجساد المطہرۃ یومین خوفا من ذلک لیکن بنی اسد کا گہرون کو
چھوڑ کے چلا جانا اس خوف سے کہ دشمنون میں گہر نجائین اسکی تصدیق اوس
روایت سے ہوتی ہے کہ بنی اسد اور اون کی عورتین باوجودیکہ دل اور جان سے
حضرت پر تہین دو دن تک لاشہاے شہدا کو اسی خوف سے دفن نہیں کیا
لانہم لم یکونوا حاضرین فلما سمعوا من ارتحال العساکر
رجعوا الی منازلہم وھمو ید فنہم یہ بات ہے کہ یہ لوگ اپنے گہرون میں سے
چلے گئے تہے جب سنا کہ لشکر عمر سعد کوچ کر گیا اپنے گہرون میں آباد ہو کر
دسوین تاریخ محرم کی حضرت کے دفن کرنے پر آمادہ ہوئے وتحکی لنا
حبیب بن مظاہر کان واعظا ناصحا لکل من یراہ ان یسمع کلامہ
فی نصرۃ الحسین علیہ السلام اسیطرح سے حبیب ابن مظاہر کا یہی طریقہ تہا
کہ جسکو اپنی دانست میں جانتے تہے کہ اوسکی بات سنیگا اور مانیگا اوسکو
وعظ اور نصیحت کرتے تہے کہ نصرت امام حسین علیہ السلام کی کرے کہتا راوی

الْمَجْلِسِيُّ رَحِمَهُ اللهُ اَنَّهُ لَمَّا انْصَرَفَ كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اِلىٰ عُمَرِ بْنِ سَعْدٍ
وَلَمْ يَدَعْهُ اَبُوْ ثُمَامَةَ الصَّيْدَاوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ اَنْ يَدْخُلَ
عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ جناب مجلسی رحمہ اللہ نے روایت کی
کہ جب کثیر ابن عبد اللہ شامی عمر سعد کی طرف پلٹ گیا اور جناب ابو ثمامہ صیداوی
اوسکو ہتھیار بند خدمت امام حسین علیہ السلام مین جانے نہ دیا اسلیے کہ وہ
اشر الناس تھا فَدَعَا ابْنُ سَعْدٍ قُرَّةَ بْنَ قَيْسٍ الْحَنْظَلِيَّ تب عمر سعد نے
قرہ ابن قیس حنظلی کو بلایا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ يَا قُرَّةُ اِلْقَ حُسَيْنًا فَاسْئَلْهُ
بِهِ وَمَا ذَا يُرِيْدُ اور کہنے لگا وائے ہو تجھپر اے قرہ ملاقات کر تو جناب امام
علیہ السلام سے اور پوچھہ کہ اونکے آنیکا یہان کیا سبب ہی اور کیا اونکا ارادہ
اس روایت مین بہت بڑا اختلاف ہی ایک روایت تو یہ ہی کہ کثیر ابن عبد اللہ
تلوار کا قبضہ پکڑے ہوئے حضرت ابو ثمامہ رحمہ اللہ اوسکو خدمت امام حسین علیہ
مین لائے تھے ایک روایت یہ ہی کہ وہ پلٹ گیا اوسکے بعد ایک شخص کو بنی خزیمہ
عمر سعد نے بھیجا وہ آیا اور پھر حضرت کی خدمت سے جدا نہوا تا اینکہ شہید ہوگیا
اوسکے واپس جانے سے نا امیدی ہوئی تب معلوم ہوتا ہے عمر سعد نے قرہ
کو بھیجا ہی فَاَتَاهُ قُرَّةُ فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُقْبِلًا قَالَ اَتَعْرِفُوْنَ
هٰذَا فَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ نَعَمْ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ حَنْظَلَةَ تَمِيْمٍ
قرہ سامنے آیا جناب امام حسین علیہ السلام نے اوسکو آتے ہوئے دیکھا اصحاب سے
پوچھا اسکو پہچانتے ہو حبیب بن مظاہر کہنے لگے کہ ہان یہ شخص بنی حنظلہ تمیمی
وَهُوَ ابْنُ اُخْتِنَا وَقَدْ كُنْتُ اَعْرِفُهُ بِحُسْنِ الرَّاْيِ وَمَا كُنْتُ اَرَاهُ يَشْهَدُ
الْمَشْهَدَ یہ میرا بھانجہ ہی مین اسے ٹھیک تجویز آدمی سمجھتا تھا اور اسکی رائے
جانتا تھا مجھے ایسا خیال نہ تھا کہ یہ ابن زیاد کے لشکر مین داخل ہوکر اسطرح
فَجَاءَ حَتّٰى سَلَّمَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَبْلَغَ رِسَالَةَ عُمَرِ بْنِ سَعْدٍ
قرہ ابن قیس آیا اور حضرت پر سلام کرکے عمر سعد کا پیام بیان کیا فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ

كَتَبَ اِلَيَّ اَهْلُ مِصْرِكُمْ هٰذَا اَنْ اَقْدِمَ فَاَمَّا اِذَا كَرِهْتُمُوْنِیْ فَاَنَا اَنْصَرِفُ
عَنْكُمْ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اہلِ شہر یعنی کوفیون نے مجھکو لکھا ہے کہ آپ
آئے اب اگر میرا آنا تمکو ناگوار ہے تو مین ابھی پلٹ جاتا ہون فَقَالَ لَهٗ
حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ وَیْحَكَ یَا قُرَّةُ اَیْنَ تَذْهَبُ اِلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ
حبیب ابن مظاہر کہنے لگے واے ہو تجھپر اے قرہ اب کہان جاتا ہو قوم ظالمین کیطرف
اُنْصُرْ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ بِاٰبَائِهٖ اَیَّدَكَ اللّٰهُ بِالْكَرَامَةِ اس جناب کی
مدد کر جنکے بزرگون کی بدولت تو مسلمان ہوا ہی اور اِس مرتبہ کو پہونچا ہی فَقَالَ لَهٗ
قُرَّةُ اَرْجِعُ اِلَى صَاحِبِیْ بِجَوَابِ رِسَالَتِهٖ وَاَرٰى رَاْیِیْ قرہ کہنے لگا ابھی تو
ابن عمر سعد کے پیام کا جواب لیے جاتا ہون اسکو پہونچا کر پھر اپنے بارہ مین سوچونگا
فَانْصَرَفَ اِلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَاَخْبَرَهُ الْخَبَرَ یہ کہکر قرہ عمر سعد کی طرف پلٹ گیا
اور جو گفتگو حضرت نے کی تھی اوس سے بیان کی قُلْتُ وَلَمْ یَاْتِ اِلَى الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ كَمَا مَرَّ فِیْ بَابِ شَهَادَةِ الْحُرِّ مین کہتا ہون کہ یہ شخص نہین آیا
خدمت امام حسین علیہ السلام مین اور اسکی مکاری کا حال ہمنے باب شہادت حر مین
بیان کر دیا ہی فَلَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ یَوْمَ عَاشُوْرَا وَاَخَذَ اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ یَبْرُزُ اِلَى الْمُبَارَزَةِ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ جب بروز عاشورا
لڑائی شروع ہوئی اور اصحاب امام حسین علیہ السّلام ایک کے بعد دوسرا
لڑنے کو نکلنے لگا حَتّٰى صُرِعَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ الْاَسَدِیْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
اَبِیْ طَالِبٍ فَسَقَطَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ وَبِهٖ رَمَقٌ تا اینکہ جناب مسلم ابن عوسجہ
اسدی رحمہ اللہ زخمون سے چور ہو کر گر پڑے محمد ابن ابی طالب مورخ کہتے ہین کہ
جب مسلم ابن عوسجہ گھوڑے پر سے گرے اور ابھی کسیقدر دم واپسین انکا باقی تھا
فَمَشٰى اِلَیْهِ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمَعَهٗ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ جناب امام حسین
علیہ السلام اونکے پاس پیادہ تشریف لیگئے اور ہمراہ اوس جناب کے حبیب ابن مظاہر بھی
تھے فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَحِمَكَ اللّٰهُ یَا مُسْلِمُ فَمِنْهُمْ مَنْ

قَضٰی نَحبَہٗ وَمِنھُم مَن یَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبدِیلاً حضر
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا رحمت خدا کی ہو تمپر اے مسلم اسکو خیال کرو کسی
تو اپنا وعدہ پورا کیا جیسے تم اور کوئی ابھی اپنا وعدہ پورا کرنے کا منتظر
جیسے ہم مگر کوئی اپنے وقت معین کو بدل کر آگے پیچھے نہیں کر سکتا
دَنَا مِنہُ حَبِیبُ بنُ مُظَاھِرٍ فَقَالَ یَعِزُّ عَلَیَّ مَصرَعُکَ یَا مُسلِم
اَبشِر بِالجَنَّۃِ پھر حبیب ابن مظاہر قریب مسلم ابن عوسجہ رحمہ اللہ کے
کہنے لگے کہ تمہارا زخمی ہوکر گر پڑنا اور جان بلب ہونا مجھپر سخت ناگوار
اے مسلم بشارت ہو تمکو بہشت کی فَقَالَ قَولاً ضَعِیفاً بَشَّرَکَ اللہُ
بِخَیرٍ مسلم ابن عوسجہ رحمہ اللہ سے بات نہیں کیجاتی تھی مگر بہت ضعیف
سے آہستہ آہستہ کہنے لگے کہ تمکو بھی خدا نیکی کی بشارت دے فقال
لَولَا اَعلَمُ اَنِّی فِی الاَثَرِ لَاَحبَبتُ اَن تُوصِیَ اِلَیَّ بِکُلِّ مَا اَھَمَّک
حبیب ابن مظاہر کہنے لگے کہ اگر مجھے اس بات کا یقین نہوتا کہ میں بھی اس
تمہارے پیچھے دنیا سے کوچ کیا چاہتا ہوں تو میں بخوشی تم سے
درخواست کرتا کہ تم مجھسے وصیت کرو اوس چیز کی جو تمکو اشد ضروری
ہو یا جسکا کرنا تمکو نہایت مطلوب ہو فَقَالَ مُسلِمٌ اُوصِیکَ بِھٰذَا
وَاَشَارَ اِلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ مسلم ابن عوسجہ رحمہ اللہ کہنے لگے
کہ اب اسوقت تو کسی چیز کی وصیت کرنی اس سے زیادہ تر مطلوب نہیں
اب تو یہی وصیت ہے کہ ان سے خبردار رہنا اور حضرت امام حسین علیہ السلام
کی طرف اشارہ کیا کہ انکو میں تمہیں سونپتا ہوں فَقَاتِل دُونَہٗ
تموت انکے سامنے لڑتے لڑتے اتنی وفاداری کرنا کہ تم بھی مرجا
فَقَالَ حَبِیبٌ رہ لَاُنعِمَنَّکَ عَینًا حبیب ابن مظاہر کہنے لگے اے مسل
بات سے تم مطمئن رہو میں ایسی ہی وفاداری کرونگا جسمیں خنکی چشم
حاصل ہوگی اور تمہاری امید اتنی بر آئیگی کہ تم بھی مجھسے خوش ہو جاؤ

مجلس پنجاہم کیفیت جہاد حبیب ابن مظاہر کی اور اونکا شہید ہونا اور اونکی سر کا کوفہ مین ہو کر مکہ معظمہ مین پہونچنا اور اونکے بیٹے کی بہادری کا حال

اَمَّا الْکَیْفِیَّۃُ بُرُوْزِہٖ فَقَدْ رَوٰی اَبُوْ مِخْنَفٍ بَعْدَ مَا ذَکَرَ مِنْ رَشْقِ السِّہَامِ وَالنِّبَالِ اِلٰی اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حبیب ابن مظاہر کے میدان جنگ مین جانے کی کیفیت جسطرح پر ابو مخنف نے لکھی ہے وہ یہ ہی کہ جب عمر سعد نے تیر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف سب سے پہلے مارا اوسکے بعد تیرون کی بوچھار حضرت کی طرف ہوئی فَصَارَ اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ طَرِیْحٍ وَجَرِیْحٍ اصحاب امام حسین علیہ السلام کی یہ کیفیت ہو گئی کہ بہت سے تو شہید ہو کر راہی جنت ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو گئے قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَقَدَّمَ اَبُوْ ثُمَامَۃَ الصَّیْدَاوِیُّ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا مَوْلَایَ اِنَّا مَقْتُوْلُوْنَ لَا مُحَالَۃَ راوی کہتا ہی کہ اوسوقت ابو ثمامہ صیداوی رح آگے بڑھکر جناب امام حسین علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ اے مولا ہمارے اب ہم لوگ ضرور شہید ہو جائینگے کچھ اسمین شبہہ نہین باقی ہی وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلِّ بِنَا اَظُنُّہَا اٰخِرَ صَلٰوۃٍ نُصَلِّیْہَا دوپہر ڈہل چکی ہے نماز ظہر کا اول وقت آگیا ہی یہ نماز تو اپنی پیچھے پڑہا دیجیے جو ہمارے گمان مین ہم لوگون کی آخری نماز اس دنیا مین ہی لَعَلَّنَا نَلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی اَدَاءِ فَرِیْضَۃٍ مِنْ فَرَائِضِہٖ فِیْ ہٰذَا الْمَوْضِعِ الْعَظِیْمِ ہم امید کرتے ہین کہ ملاقات کرین پروردگار سے اس حالت مین کہ ایک فریضہ فریضہ واجبی اوسکی واجب کی ہوئی چیزون مین سے ہم نے اس مقام عظیم الشان پر ادا کیا ہو مطلب یہ ہی کہ ایک تو یہ مقام بزرگ ہی اور دوسرے اسوقت خوف مین کہ زمین پاؤن کے نیچے سے سرکی جاتی ہی اور بہی عظمت بڑہ گئی اور یہ نماز ہماری ایک یادگار نماز دنیا مین رہیگی فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَذِّنْ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ عکس بشاشت سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ثمامہ اچھا تم ہی اذان کہو خدا کی رحمت ہو وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذَکَرْتَ

الصّلوٰة جَعَلَكَ اللهُ مِنَ المُصَلِّينَ اور ایک روایت مین یہ ہو کہ حضرت نے فرمایا
اے ابو ثمامہ اسوقت مین کہ دار و گیر دشمنون کی ایسی ہو رہی ہے اور تم نماز کو نہ بھولے
اور وقت فضیلت کو یاد رکھا خدا تمکو نماز گذارون مین محشور کریگا یہ ترجمہ تو اوس صورت
پر ہی کہ یہ فقرہ دعائیہ ہو ورنہ ظاہری معنی تو یہی ہین کہ اے ابو ثمامہ خدا نے تمکو
نماز گذارون مین داخل کر دیا قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ فَلَمَّا فَرَغَ اَبُو ثَمَامَةَ عَنِ الاَذَانِ
نَادَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ اَنَسِيتَ شَرَائِعَ الاِسْلَامِ اَلَا
تَقِفُ عَنَّا الْحَرْبَ حَتّٰى نُصَلِّيَ وَنَعُودَ اِلَى الْحَرْبِ جب ابو ثمامہ اذان دے چکے جناب
امام حسین علیہ السلام نے باواز بلند عمر سعد کو پکارا کیون اے عمر سعد اسلام کے طریقے
بھلا دیے اتنی دیر لڑائی کو بند نہین کرتا کہ ہم نماز پڑھلین پھر اگر لڑائی پر موجود ہون
فَنَادَاهُ حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ لَعَنَهُ اللهُ يَا حُسَيْنُ صَلِّ فَاِنَّ صَلٰوتَكَ لَا تُقْبَلُ
حصین ابن نمیر ملعون نے پکار کر کہا کہ اے حسین تم نماز پڑھو مگر تمہاری نماز مقبول
نہین ہو فَقَالَ لَهُ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ وَيْلَكَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَتُقْبَلُ مِنْكَ يَا ابْنَ الْخَمَّارَةِ حبیب ابن مظاہر نے کہا وائے ہو تجپر حضرت امام حسین
علیہ السّلام کی نماز تو مقبول نہو اور تیری نماز قبول ہو گی اے پسر زن شراب خوار
قَالَ فَغَضِبَ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ مِنْ ذِكْرِ اُمِّهِ بَيْنَ الْعَسْكَرَيْنِ وَبَرَزَ وَاَنْشَأَ
يَقُولُ راوی کہتا ہو حصین ابن نمیر کو غصہ آگیا کہ اوسکی ماں کا نام اس خواری سے بیچ
دونون لشکرون کے لیا گیا پھر سے باہر نکل آیا اور یہ رجز پڑھنے لگا دُونَكَ ضَرْبَ السَّيْفِ
يَا حَبِيبُ ✤ وَافَاكَ لَيْثٌ بَطَلٌ نَجِيبُ ✤ نکل آؤ تلوار سے لڑنے کو اے حبیب ابن مظاہر
تمسے لڑنے کو ایک شیر نر جوانمرد اصیل و نجیب ہی نکلا ہی فِي كَفِّهِ مُهَنَّدٌ قَضِيبُ ✤ كَاَنَّهُ
مِنْ لَمْعِهِ حَلِيبُ ✤ جسکے ہاتھ مین وہ شمشیر بران ہی جو ہندوستان کے لوہے سے بنائی
گئی ہی چمک اوسکی مثل شیر دوشیدہ کے سفیدی مار رہی ہے قَالَ ثُمَّ نَادٰى يَا حَبِيبُ
اُبْرُزْ اِلٰى مَيْدَانِ الْحَرْبِ وَمُكَافَحَةِ الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ راوی کہتا ہے کہ پھر
حصین ابن نمیر نے پکار کر کہا کہ اے حبیب نکل آؤ میدان حرب مین اور نیزہ اور

زد کا مقابلہ کرو فلما سمع حبیب رحمہ اللہ کلامہ وکان واقفا بازاء الحسین
علیہ السلام سلم علیہ وودعہ وقال واللہ یا مولای انی ارجو ان اتم صلوتی
فی الجنۃ واقرأ جدک واباک منی السلام جب حبیب بن مظاہر نے حصین ابن نمیر کے
ادا سنی وہ سامنے جناب امام حسین علیہ السلام کے کھڑے ہوئے تھے حضرت پر سلام
کیا اور رخصت ہوکر پھر یہ کہا کہ اے میرے آقا مین اس بات کا امیدوار ہون کہ اب
بہشت مین جاکر پوری پڑھونگا اور آپ کے جد نامدار اور پدر عالی مقدار سے آپ کا
سلام ادا کرونگا ثم برز وھو یقول بعد اوسکے نکل آئے اور یہ رجز پڑھنے لگے ؎ انا حبیب
وابی مظاہر ٭ وفارس الھیجاء ولیث قسور یعنی مین حبیب ہون اور مظاہر کا بیٹا ہون
میدان جنگ اور شیر ہون وہ شیر جو برہنہ ہوتا ہی اور رہتا نہین پھرتا ہی ؎ وفی
یدی صارم مذکر ٭ وانتم ذو عدد واکثر ٭ میرے داہنے ہاتھ مین شمشیر بران
ہے اور تم لوگ تو گنتی مین اور شمار مین بہت سے ہو ؎ ونحن منکم فی الحروب
اصبر ایضا وفی کل الامور اقدر ٭ ہملوگ تم سب سے لڑائیون مین زیادہ پامرد ہین
اور سب باتون مین بھی ہم تم سے زیادہ توانائی اور قدرت رکھتے ہین ؎ واللہ علی حجتہ
ظہر ٭ وفیکم نار الجحیم تستعر ٭٭ خدا اپنی حجت نمائی پر موجود ہی اور اپنی حجتین
رہا ہے اور دوسرے معنی اس مصرعہ کے یہ ہین قسم بخدا ہم لوگ حجت اور دلیل کے
دعوی کرتے ہین اور غالب تم پر اسی دلیل کے سبب سے ہن تم لوگ جہنمی ہو
دوزخ تم مین بھڑک رہی ہی قال ثم حمل علی حصین لعنہ اللہ وضاربہ
کہتا ہی یہ رجز پڑھکر حبیب ابن مظاہر نے حصین ابن نمیر پر حملہ کیا اور اوسکو
جنگ سے جنبش کرنے نہ دی اور ایسا تنگ پکڑا کہ ہل نہ سکا وضربہ علی ام راسہ
خیشوم حصانہ اور ایک تلوار اوسکے سر جبین پر ایسی ماری جو ناک کے کنارے
آئی وارداہ الی الارض وھم ان یاخذ راسہ اور مار کر اوسکو زمین پر گرادیا اور
ارادہ کیا تھا کہ سر اوس ناپاک کا تن سے جدا کرلین فحمل اصحابہ علیہ واستنقذوہ
اوسکے ہمراہیون نے حبیب ابن مظاہر پر حملہ کیا اور اوسکی لاش کو اونکے ہاتھ سے چھڑا لیگئے

فَحَمَلَ عَلٰی رَجُلٍ مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ فَقَتَلَہٗ پھر حبیب ابن مظاہر نے ایک اور شخص پر حملہ کیا جو
تمیمی تھا اوسکو بھی قتل کیا وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ خَمْسَۃً وَّ ثَلَاثِیْنَ فَارِسًا
پھر حبیب ابن مظاہر لڑتے رہے تا انکہ پینتیس نامی سوار ون کو قتل کیا وَتَکَاثَرُوْا عَلَیْہِ
فَقَتَلُوْہُ رَحْ بَیْنَ یَدَیِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اب سب ملاعین بہادر پر ٹوٹ پڑے
پس سامنے جناب امام حسین علیہ السلام کے اونکو شہید کر ڈالا قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ لَمَّا قُتِلَ
بْنُ عَلِیٍّ وَحَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ رَحْ بَانَ الْاِنْکِسَارُ فِیْ وَجْہِ الْحُسَیْنِ
ابی مخنف کہتے ہیں جو وقت جناب عباسؑ شہید ہوئے تھے اور پھر جب حبیب ابن مظاہر شہید
چہرہ پر امام حسین علیہ السلام کی شکستگی پیدا ہوئی تھی او چہرہ آپ کا اوتر گیا تھا حبیب ابن مظاہر
شہادت کے بعد ثُمَّ قَالَ لِلّٰہِ دَرُّکَ یَا حَبِیْبُ لَقَدْ کُنْتَ فَاضِلًا تَخْتِمُ الْقُرْاٰنَ
فِیْ لَیْلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا خدا انکو جزا ے خیر دے
اے حبیب ابن مظاہر تم ایسے بافضیلت آدمی تھے کہ ایک ہی رات میں قرآن مجید پورا ختم کرتے
تھے قَالَ فَقَامَ اِلَیْہِ زُہَیْرُ بْنُ قَیْنٍ رَحْ وَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا ھٰذَا الْاِنْکِسَارُ الَّذِیْ اَرَاہُ فِیْ وَجْہِکَ راوی کہتا ہے
کہ زہیر ابن قین سامنے آکر عرض کرنے لگے کہ اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ
کے چہرہ پر اوداسی کیسی ہے اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّا عَلَی الْحَقِّ کیا آپ کو ہلوگونکی شہادت راہ حق
نہیں معلوم ہوتی ہے مطلب زہیر ابن قین کا یہ ہے کہ چونکہ حبیب بن مظاہر حصین ابن نمیر کا
کلام سننے سے طیش میں آکر چلے گئے تھے زہیر ابن قین کو یہ اشتباہ ہوا کہ شاید خلوص نیت
میں حبیب بن مظاہر کے کچھ فرق آیا ہے اسوجہ سے حضرت امام حسین کو کبیدہ خاطر ہوئے
قَالَ بَلٰی وَاِلٰہِ الْخَلْقِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ عِلْمًا یَقِیْنًا اِنِّیْ وَاِیَّاکُمْ عَلَی الْحَقِّ وَالْھُدٰی
حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے زہیر ابن قین یہ تم کیسا خیال کرتے ہو قسم ہے معبود خلائق کی
مجکو یقین کامل ہے کہ میں بھی اور تم سب راہ حق پر اور ہدایت پر ہوکر شہید ہوتے ہو فَقَالَ
زُہَیْرٌ اِذًا لَّا نُبَالِیْ وَنَحْنُ نَصِیْرُ اِلَی الْجَنَّۃِ وَنَعِیْمِھَا زہیر ابن قین نے عرض
کی کہ بس اطمینان ہو گیا اب ہمکو کچھ خوف نہیں ہے اور ہم لوگ بہشت اور نعمتہاے بہشت

ہوتے ہین اس جواب سے ظاہر ہوگیا کہ سبب اشتباہ زہیر ابن قین کا وہی تھا کہ خلوص نیت
حبیب ابن مظاہر مین انکو بنظر بشریت کے شک ہوا تھا قُلْتُ اَمَّا سَبَبُ ظُهُوْرِ الْاِنْكِسَارِ
فِي وَجْهِ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَتْلِ حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ فَاِنَّهُ كَانَ رَفِيْقًا
لَهُ مِنْ بَدْوِ نُشُوْءِهِ مین کہتا ہون کہ اوداسی کا چہرہ پر امام حسین علیہ السلام کے آجانا
بعد قتل حبیب ابن مظاہر کے اوسکا سبب یہ تہا کہ حبیب ابن مظاہر لڑکپن سے حضرت کے
رفیق تھے اور ساتھ کھیلے ہوئے تھے وَكَانَ يُحِبُّهُ الْحُسَيْنُ ع غَايَةَ الْحُبِّ وَقَدْ رَاٰهُ مَصْرُوْعًا
بَيْنَ يَدَيْهِ جناب امام حسین علیہ السلام انکو بہت دوست رکھتے تھے اور اب اسوقت اپنے
سامنے انکو پانون رگڑتے ہوئے دیکھا فَتَذَكَّرَ مَا قَالَ فِيْهِ جَدُّهُ وَذَكَرَ الْمُلَاطَفَاتِ
الَّتِيْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِي الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اسوقت جناب امام حسین
علیہ السلام کو وہ حدیث یاد آئی جو انکے بارہ مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرما گئے تھے اور وہ الطاف وکرم جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیب ابن مظاہر سے کیا تھا
وہ بھی آپ کو یاد آگئے جنکا ذکر ہم اوپر کے باب مین کر چکے ہین اور انکی لڑکپن کی کیفیت بھی
یاد پڑی اسی سے آپ کے چہرہ پر اوداسی آگئی یہ بات اور کسی شہید کی شہادت مین نہ تھی
ثُمَّ اَنَّ الْحُزْنَ وَالتَّضَجُّرَ فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَمُصِيْبَةِ اَصْحَابِهٖ اَيْضًا لَهُ اَجْرٌ وَثَوَابٌ
عِنْدَ اللّٰهِ فَلَا يَكُوْنُ قَبِيْحًا مَرْجُوْحًا اسکے علاوہ غمناک ہونا اور رنجیدہ خاطر ہونا اپنی
مصیبت پر اور اپنے اصحاب کی مصیبت پر اسمین بھی اجر وثواب خدا کے نزدیک تھا اور امر
مسنون ہے پہر کیونکر قبیح اور ناجائز ہو سکتا ہے اور سنت نبی کی بجا آوری مین امام سے زیادہ
کسکو استحقاق ہے قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ كَمَا نَقَلَهُ الْمَجْلِسِيُّ رح اِنَّمَا قَتَلَ حَبِيْبَ بْنَ
مُظَاهِرٍ عَلٰى مَا قِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ صُرَيْمٍ بعض راوی کہتے ہین جسطرح
بحار مین نقل کی ہے کہ قاتل حبیب ابن مظاہر ایک شخص تہا جس کا نام بدیل بن صریم کر
وَاَخَذَ رَاْسَهٗ فَعَلَّقَهٗ فِيْ عُنُقِ فَرَسِهٖ اسی مردود نے سر حبیب ابن مظاہر کا لیا تھا
جسکو اپنے گھوڑے کی گردن مین لٹکایا تہا وَفِيْ رَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ وَاَيْضًا فِيْ بَعْضِ
الْمَقَاتِلِ الْمُصَنَّفَةِ الْجَدِيْدَةِ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ اَنَّ بُدَيْلًا هٰذَا عَلَّقَ رَاْسَ

حَبِیْبٍ فِی عُنُقِ فَرَسِہٖ روضۃ الشہدا مین بہی اور نیز بعض کتب مقاتل جواب تفسیر
علماء عراق کی ہم تک پہونچی ہین اونمین بہی یہ روایت دیکھی گئی کہ اسی بدیل
ابن مظاہر کا اپنے گہوڑے کی گردن مین لٹکایا فَاَرَادَ اَنْ یُّھْدِیَ بِہٖ اِلٰی بَعْضِ
فِیْ مَکَّۃَ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا اور سر لیکر اوسکا ارادہ ہوا کہ بطور تحفہ کے مکہ معظمہ مین
اپنے بعض دوستون کے واسطے جو دشمن حبیب ابن مظاہر تہا فَلَمَّا وَصَلَ بِہٖ
اَلْکَعْبَۃِ وَاتَّفَقَ اَنَّہٗ کَانَ اِبْنُ حَبِیْبٍ رح وَھُوَ غُلَامٌ غَیْرُ مُرَاھِقٍ لَمْ یَبْلُغِ الْحُلُمَ
وَاقِفًا عَلٰی بَابِ الْکَعْبَۃِ جب بدیل کعبہ مین پہونچا اتفاقی یہ امر ہی کہ حبیب ابن مظاہر
جو ابہی بالغ نہوئے تھے دروازہ خانہ کعبہ پر کہڑے ہوئے تھے وَکَانَ یَتَعَقَّبُ قَدُوْمَ
الْمُشَاۃِ مِنَ الْعِرَاقِ فَیَسْئَلُ عَنْھُمْ خَبَرَ اَبِیْہِ وَمَا جَرٰی عَلَیْہِ فِی طَفٍّ کَرْبَلَا
وہ صاحبزادہ اسکا منتظر تہا کہ عراق کا قافلہ جو آئے اوس سے اپنے بات کی خبر
جو کچہ اوسپر معرکہ مین گذرا ہو اوسکو دریافت کرے قُلْتُ وَلَعَلَّ ھٰذَا الطِّفْلَ قَدْ اَتَتْ
بِہٖ اُمُّہٗ خَوْفًا مِنْ اِبْنِ زِیَادٍ اِلَی الْکَعْبَۃِ بَعْدَ مَا خَرَجَ حَبِیْبٌ رح لِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ مین کہتا ہون شاید اس لڑکی کو انکی مان کعبہ مین لیکر بہاگ آئی ہون ابن زیاد کے
خوف سے بعد اسکے کہ حبیب ابن مظاہر کوفہ سے بغرض نصرت امام حسین علیہ السلام نکل
اَوْ یَکُوْنُ لِمَجِیْئِہٖ اِلَی الْکَعْبَۃِ سَبَبٌ اٰخَرُ یا اس لڑکے کے کعبے مین آنے کا اور سبب
خانگی ہو وَبِالْجُمْلَۃِ فَلَمَّا رَاَی ابْنُ الْحَبِیْبِ اَنَّ الرَّاسَ مُعَلَّقٌ فِیْ عُنُقِ الْفَرَسِ
مِنْ ھَوَانِہٖ وَذُلِّہٖ وَاضْطَرَبَ قَلْبُہٗ خلاصہ یہ ہی کہ جب حبیب ابن مظاہر کے بیٹے
سر کو اسطرح پر دیکہا کہ گہوڑے کی گردن مین لٹکایا ہوا ہے اس خواری اور ذلت کو دیکہ
تعجب ہوا اور خون کا جوش دل مین پیدا ہو کر دل اسکا تڑپ گیا فَدَنٰی مِنْ بُدَیْلٍ
وَسَاَلَہٗ عَنِ الرَّاسِ وَصَاحِبِہٖ وَبُدَیْلٌ لَا یَعْرِفُ اَنَّہُ ابْنُ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاھِرٍ
بدیل کے قریب یہ لڑکا گیا اور پوچہنے لگا کہ یہ سر کسکا ہی جو اس خواری اور ذلت سے
اور بدیل کو یہ نہین معلوم تہا کہ یہ لڑکا حبیب ابن مظاہر رح کا ہے فَقَالَ لَہٗ بُدَیْلٌ
رَاسُ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاھِرٍ صَاحِبِ الْحُسَیْنِ ع وَنَاصِرِہٖ قَدْ قَتَلْتُہٗ فِی الطَّفِّ

واهتزت راسہ بدیل کہنے لگا کہ یہ سر حبیب ابن مظاہر رح کا ہے جو صحابی امام حسینؑ
کے تھے اور اونکی نصرت کرنے گئے تھے مین نے اونکو کربلا مین قتل کیا ہے اور سر اونکا جدا کر لیا
وجئت بہ الی مکۃ لاھدیہ الی بعض اصدقائی وھو مبغض لصاحب الراس ایضا
اس سر کو مین یہان لایا ہون کہ اپنے بعض دوستون کو بطور ہدیہ کے دونگا وہ بھی مثل
میرے دشمن حبیب ابن مظاہر کا ہے فلما سمع ذلک ابن حبیب اجتمع ھم الدنیا علیہ
وصب الیہ فرفع حجرا وضربہ علی راسہ وقتلہ جب حبیب ابن مظاہر کے بیٹے
نے یہ حال سنا تمام دنیا کا رنج اوسپر یکجا ہو گیا اور تڑپ کر اوسکی طرف گیا اور ایک پتھر اوٹھا کر
اوسکے سر پر ایسا مارا کہ وہ ملعون واصل جہنم ہوا واخذ راس ابیہ فقبلہ
وضمہ الی صدرہ وبکی پھر اپنے باپ کا سر لیکر اوسکو چوما اور سینے سے لگا کر بے اختیار
رونے لگے ثم دفنہ فی موضع من مکۃ یقال لہ معلی ویسمی الان ذلک
الموضع براس الحبیب رح بعد اوسکے اوسکو مکہ معظمہ کے اوس مقام پر دفن کیا جسکا معلی
نام تھا اور اب اس زمانہ مین اوسکا نام لوگ راس حبیب کہتے ہین تمّت واما جسد
حبیب بن مظاہر رح فمدفون فی رواق سیدنا الحسین علیہ السلام
وفقنا لمن امرنا ان نکتسب الاجر بزیارتہ سلام اللہ ورحمتہ ورضوانہ
علیہ اور جسد حبیب ابن مظاہر رحمہ اللہ کا رواق مین روضہ امام حسین علیہ السلام
مدفون ہے اوسی مقام پر ہمکو حکم ہے کہ زیارت حبیب ابن مظاہر رحمہ اللہ پڑھکر
ثواب حاصل کرین سلام خدا کا اور رحمت اوسکی اور خوشنودی خدا کی حبیب ابن
مظاہر رح سے ہو واما معارضۃ تلک الروایۃ بروایۃ رشید الھجری فمن فھمھا
ان بدیلا بعد اخذ العطیۃ سئل ان یعطی لہ الراس ایضا فاخذہ ثم
ذھب بہ الی مکۃ مخالفت اس روایت کی روایت رشید ہجری رحمہ اللہ سے
جو اوسکو دفع کرتے ہین کہ اسی بدیل نے سو درہم انعام پانے کے بعد سر کو بھی مانگ لیا ہو
اور ابن زیاد نے بنظر شقاوت سر کے ذلت بڑہانے کی نظر سے اسی کو دیا ہو اور یہ مکہ معظمہ
لے گیا ہو یہ تاویل کچھ بعید نہین ہے اب مخالفت دونون روایتون کی جاتی رہی الحمد للہ

باب پنجاہ و یکم فضائل جناب علی اکبرؑ اور بیان حسب اور نسب ا
جناب کا اور کیفیت رخصت ہونے کی بغرض جہاد مو
کربلا میں بروز عاشورا اور صبر کرنا امام حسین علیہ السلام کا ا
فراق پر اور اہل بیت کو بیتابی اور رونے سے منع ف

اَلْمَشْهُوْرُ مِنْ اَلْقَابِهٖ عَلِیُّ الْاَکْبَرُ وَهُوَ الْاَوْسَطُ مِنْ اَبْنَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ الـ
یُکْنیٰ بِاَبِی الْحَسَنِ مشہور لقب یا نام اوس جناب کا علی اکبر ہے اور وہ منجھلے بیٹے تھے
امام حسین علیہ السلام کی کنیت اونکی ابو الحسن تھی وَاُمُّهٗ تُسَمّٰی بِاُمِّ لَیْلٰی
مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ مادر گرامی اونکی ام لیلا تہیں میمونہ کی بیٹی وہ
ابی سفیان کی بیٹی تہیں اِس راہ سے آپ یزید کے بھانجے تھے یعنے پھوپھی
کے بیٹے تھے وَعُمْرُهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ عَلیٰ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ثَمَانِیَ
عَشَرَ سَنَةً وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ سن شریف اوس جناب کا بروز عاشورا بنا بر ر
محمد ابن ابی طالب کے اٹھارہ برس کا تہا اور یہی مشہور بہی ہے یعنی امّ لیلا کا مادر گرامی
اٹھارہ برس کا سن ہونا اور اسیکو شہرت زیادہ ہے وَفِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ سَمَّاهَا شَهْرَبَانُوْ
ملا ابو اسحق نے کتاب نور العین میں اوس جناب کے مادر گرامی کا نام شہربانو
لکہا ہے شاید یہ نام اصلی ہو اور امّ لیلا کنیت ہو وَكَیْفَ مَا كَانَ فَاُمُّهٗ لَیْسَتْ شَهْ
کَمَا عَلَیْهِ الْاِتِّفَاقُ اور کوئی نام آپ کے مادر گرامی کا کیوں نہو مگر شہربانو آپکی ماں
اسی پر علمای انساب کا اتفاق ہو وَاَیْضًا اِتَّفَقُوْا عَلیٰ اَنَّهٗ کَانَ اَشْبَهَ النَّاسِ
وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَمَا یَاْتِیْ فِیْ دُعَاءِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ حِیْنَ اَبْرَزَهٗ اِلیٰ مَیْدَانِ الْحَرْبِ اسپر بھی مورخین کا اتفاق
جناب علی اکبرؑ خلقت میں یا اخلاق میں اور گویائی میں نہایت مشابہ تھے

بات مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے چنانچہ وہ دعا جو حضرت امام حسین علیہ السلام
نے کی ہی جروقت روانگی علی اکبر کے واسطے جہاد کے اوسمین یہی الفاظ آپ نے
ارشاد فرمائے ہین وَكَانَ قَدْ رَبَّتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا هُوَ
الْمَشْهُورُ اور جناب زینب دختر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکی پرورش کی تہی جیسا
مشہور ہو وَلَعَلَّ السَّبَبَ فِي تَرْبِيَتِهِ لِزَيْنَبَ إِعْطَاءُ مَالَهُ لِمَا كَانَ جَدِّهَا
شاید سبب پرورش کرنیکا حضرت زینب کو یہ تہا چونکہ علی اکبر مشابہ صورت مین جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہے پس جناب زینب اپنے نانا کی شبیہ کی تعظیم
کرتی تہین لہذا علی اکبر کی نازبرداری زیادہ کرتی تہین وَقَالَ ابْنُ شَهْرَآشُوبَ
وَقَالَ إِنَّهُ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً جناب ابن شہرآشوب نے ایک روایت
مشہور یہ بہی لکہی ہو کہ سن جناب علی اکبر کا اوس دن پچیس برس کا تہا وَكَانَ مُطِيعًا
لِأَبِيهِ دَيِّنًا عَارِفًا بِالْأَحْكَامِ وَالسُّنَّةِ بَطَلًا مِنْهُ عَامًا جناب علی اکبر نہایت فرمانبردار
والد بزرگوار کے تہے بڑے دیندار تہے احکام قرآن و حدیث کو خوب جانتے تہے
بہادر اور شیردل تہے وَاتِّكَاءً عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ كَيِّسًا وَجِيْهًا نَبِيْهًا لَا نَظِيْرَ لَهُ
فِي الْحُسْنِ وَالْبَهَاءِ خدا پر اپنے جملہ امور مین تکیہ کرتے تہے تیز ہوش تہے بڑے آبرودار
بلندنامی انکو حاصل تہی حسن اور جمال مین بے نظیر تہے كَمَا ذَكَرَ ابْنُ إِدْرِيْسَ
أَنَّهُ قَالَ فِيْهِ جَدُّهُ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؏ لَمْ تَرَ عَيْنٌ نَظَرَتْ مِثْلَهُ
مِنْ مُحْتَفٍ يَمْشِي وَلَا نَاعِلٍ چنانچہ ابن ادریس حلی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ
امیر نے اپنے پوتے علی اکبر کی شان مین یہ شعر ارشاد فرمایا ہے کسی آنکہ نے
علی اکبر کو دیکہا ہو ایسا باحسن وجمال برہنہ پا اور پیادہ اور جوتا پہنے ہوئے چلتے
ہوئے وَأَمَّا كَوْنُهُ كَيِّسًا فَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا ارْتَحَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِنْ بَعْضِ مَنَازِلِ وَقَالَ السَّيِّدُ رَحْ حَتَّى نَزَلَ الثَّعْلَبِيَّةَ وَقْتَ الظَّهِيْرَةِ
اور تیزطبیعت ہونا جناب علی اکبر کا اوسکی سند ایک یہ بہی ہو کہ جب امام حسین علیہ السلام
کسی منازل سے بروایتے کوچ کیا اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کہتے ہین

مثلہ

جب وہ جناب منزل ثعلبیہ پر دوپہر کے وقت پہونچے توضع راسہٗ ثم رقد ثم
استیقظ واسترجع سر جھکا کر آپ کو نیند آگئی جب بیدار ہوئے تو آپ نے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ زبان پر جاری کیا فقال رایت ہاتفا یقول
انتم تسرعون والمنایا تسرع بکم الی الجنۃ پہر آپ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں
ہاتف غیبی کی آواز آئی وہ کہتا ہو کہ تم لوگ جلدی کر رہے ہو اور تمہاری موت جلدی
کر رہی ہو کہ تمکو بہشت تک پہونچا دے قلت ولما کان الاسترجاع یتعاھد بعد
الموت خصوصا وعموما بعد المصیبۃ علی ما قال عز وجل واذا اصابتہم
مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون مین کہتا ہون چونکہ استرجاع کی نسبت
دستور یہی ہو کہ بعد سننے خبر موت کے مستحب ہوا ہو اور عموما بعد کسی مصیبت کے بھی
اسکا دستور ہو جیسا خداوند عالم نے قرآن مین فرمایا کہ جب مؤمنین کو مصیبت پہونچتی
وانا للّٰہ زبان پر جاری کرتے ہین قال ابو مخنف فاقبل الیہ علی ابنہ
وقال یا ابت لما استرجعت لا اراک اللّٰہ سوء ابو مخنف کہتے ہین جناب علی
خدمت مین اپنے والد ماجد کے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار آپ نے اسوقت
یہ کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ کا زبان پر کیون جاری فرمایا خدا آپ کو کوئی روز بد نہ دکھائے فقال
یا ولدی خفقت خفقۃ فرأیت فارسا علی فرس وھو یقول القوم
یسیرون والمنایا یسیر بہم حضرت نے فرمایا اے میرے فرزند ابھی میری
ذرا سی لگ گئی تھی مین نے خواب مین دیکھا ایک گھوڑے کے سوار کو وہ کہتا ہے کہ
لوگ رواروی کر رہے ہین اور انکی موتین انکو کہینچے ہوئے لیے جاتی ہین وقد ذکر
الحسین علیہ السلام بموت نفسہ والذین معہ وقد فہم علی ابنہ
سیقع لا محالۃ عما قریب اور چونکہ صاف صاف کہدیا جناب امام حسین علیہ السلام
کہ اب آپ کے اور آپ کے ہمراہیون کی موت ہوگی اور جناب علی اکبر علیہ السلام
سمجھا کہ بہت جلد یہ موت واقع ہونے والی ہے حیث انہ شبہ الامر الآتی بالامر
الواقع فاسترجع اسلیے کہ جناب امام حسین نے امر آیندہ کو مشابہ امر گذشتہ کے

زبان پر جاری کیا یعنی اسکے واقع ہونے مین کچہ شک نہین ہو فلذا عقب
الحسین علیہ السلام بقولہ یا ابت افلسنا علی الحق اسیواسطے بعد اسکے
علی اکبر نے پہلے تو یہ کہا کہ خدا آپ کو روز بد نہ دکھلائے اور ساتھ ہی اوسکے
پوچھا کہ اے پدر بزرگوار کیا ہم لوگ حق پر نہین ہین والمراد بہ ان الموت
یدرکنا فہو علی الحق ام لا اور مراد جناب علی اکبر کی یہ ہے کہ جو موت ہم لوگون کو
کر رہی ہے وہ حق پر ہوگی یا نہوگی وسبب ذلک السؤال انہ لم یسئل
لاطمینان قلبہ اور سبب اس سوال کرنیکا یہ ہے کہ اپنے اطمینان قلب کے
واسطے نہین پوچھا تھا فانہ کان عالما عارفا علی الیقین من شہادتہ
اذ ہو من اخص اہل بیت الحسین علیہ السلام کہ جناب علی اکبر
جانتے تھے اور اپنی شہادت پر با یقین تھے اور اپنے مراتب کو خوب معلوم
اسلیے کہ وہ خاص اہل بیت مین جناب امام حسین علیہ السلام کے تھے بل غرضہ
غیرہ من الاصحاب الذین لم یفوزوا بعد الی تلک الدرجۃ
الیقین بلکہ غرض اونکی یہ تہی کہ اور اصحاب جو ابہی اس درجہ یقین کو نہین پہونچے
انکا سنانا منظور تہا اوس جواب کا جو حضرت امام حسین علیہ السلام فرمائین گے
کما انہ لم یکن غرض ابراہیم علیہ السلام فی قولہ رب ارنی کیف
تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی جس طرح
ابراہیم خلیل اللہ کی بہی غرض اپنے اطمینان قلب کی نہ تہی جب خدا سے عرض
خداوندا مجھے دکھلا دے تو کسطرح مردون کو زندہ کرتا ہے خدا نے فرمایا کہ کیا تجھکو
ہماری قدرت پر یقین نہین ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی
مجھکو یقین ہے مگر مین چاہتا ہون کہ میرے قلب کو اطمینان بہی ہو جائے
المفسرون بل قد نص بعضہم علی ان المراد بہ لیطمئن
قلوب الحضار کما فی الدر المنثور للسیوطی اسیلیے کہ مفسرین
نے تصریح کی ہے بلکہ بعض نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ مراد حضرت ابراہیم کی

اطمینان قلب اون لوگون کی تھی جو اوسوقت حاضر تھے اور درخواست ...
اس معجزے کی کر رہے تھے چنانچہ سیوطی نے تفسیر درمنثور اور تفسیر جلالین مین
لکھدیا ہی فَلَمَّا سَاَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهِ اَفَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ
الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلٰى اجب جناب علی اکبر نے اس طرحسے پوچھا کہ کیا ہم
حق پر نہین ہین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ضرور تم لوگ حق پر ہو
اَكَّدَ قَوْلَهُ بِالْقَسَمِ وَقَالَ وَاللّٰهِ نَحْنُ عَلَى الْحَقِّ پھر آپ نے اپنے قول کی تاکید
یہ کہا کہ قسم خدا کی ہم ضرور حق پر ہین وَقَالَ لِتَشْدِيْدِ اَنَّهُ قَالَ بَلٰى يَا بُنَيَّ وَاللّٰهِ
اِلَيْهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ اور جناب سید رح فرماتے ہین کہ حضرتؑ نے یہ ارشاد
ضرور حق پر ہین اے فرزند قسم ہی اوس خدا کی جسکی طرف بازگشت سب بندون
وَاِنَّمَا ذَكَرَ مِنَ الْاَوْصَافِ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْمَقَامَ يُنَاسِبُهُ اور صفات الٰہی مین سے
صفت کو خاص جو حضرت نے ذکر فرمایا اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ مقام مناسب اسی
اَيْ لِاَنَّ الْكَلَامَ اِنَّمَا وَقَعَ فِيْ مَرْجِعِ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اسلیے کہ یہ کلام جوابی تو اسی مین صادر ہوا ہی کہ بازگشت اون لوگون کی جو ہمراہ
امام حسین علیہ السلام کے تھے کسطرف ہوگے وَلَقَدْ خَصَّ اللّٰهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْنِ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ قَدِ اسْتُشْهِدُوْا يَوْمَ الطَّفِّ
بِسِتِّ خِصَالٍ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ اَحَدٍ سِوَاهُ خداوند عالم نے جناب علی اکبر کو چھہ باتین
ایسی عطا فرمائین جو کسی شہید مین شہداء کربلا مین سے نہین اَحَدُهَا اَنَّ الْحُسَيْنَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْبَسَهُ بِيَدِهِ الشَّرِيْفِ الدِّرْعَ وَالْمِغْفَرَ وَغَيْرَهُ مِنَ السِّلَاحِ
وَلَمْ يُلْبِسْهَا غَيْرَهُ كَمَا سَيَاْتِيْ پہلی فضیلت یہ ہی کہ اوس شاہزادے کو جناب
امام حسین علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے زرہ اور خود وغیرہ آلات حرب
کپڑے پہنائے تھے اور کسی شہید کو اسطرح پر آراستہ کرکے میدان جنگ مین نہین
چنانچہ اسکا بیان آتا ہی وَالثَّانِيْ دُعَاءُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ
وَعَلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ حِيْنَ بُرُوْزِهِ بِمَا لَمْ يَدْعُ بِهِ دوسری فضیلت

جناب امام حسین علیہ السلام نے لشکر ابن زیاد پر اور خصوصاً عمر سعد پر بددعا فرمائی ویسی
بددعا اور کسی وقت نہیں آپ نے فرمائی تھی اَلثَّالِثُ تِلَاوَةُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
قَوْلَهٗ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ الْاٰیَة تیسرے تلاوت کرنا حضرت امام حسین علیہ السلام کا
اس آیت قرآنی کو اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی جسکی تفسیر اور غرض تلاوت ہم آیندہ بیان کرینگے
اَلرَّابِعُ اِدْخَالُ عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِسَانَهٗ فِیْ فَمِ اَبِیْهِ بَعْدَ
رُجُوْعِهٖ عَنِ الْحَرْبِ مَرَّةً اُوْلٰی وَلَمْ یَفْعَلِ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ بِاَحَدٍ
چوتھے داخل کرنا علی اکبرؑ کا اپنی زبان کو منھ میں جناب امام حسین علیہ السلام کے
جب آئے میدان جنگ سے پہلے مرتبہ اور یہ فعل بھی امام زمانہ نے کسی سے نہیں
کیا بلکہ علی اصغر سے بھی کہ شیرخوار تھے نہیں کیا اَلْخَامِسُ اِعْطَائُهٗ خَاتِمَهٗ فَوَضَعَهٗ
فِیْ فِیْهِ پانچوین انگوٹھی دینا جناب امام حسین علیہ السلام کا جسکو جناب علی اکبرؑ نے
منھ مین رکھا اَلسَّادِسُ خُرُوْجُ زَیْنَبَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا بَعْدَ قَتْلِهٖ
مِنَ الْخَیْمَةِ وَلَمْ تَخْرُجْ بَعْدَ قَتْلِ اَحَدٍ مِّنَ الشُّهَدَآءِ چھٹے نکل آنا خیمہ سے
جناب زینب علیہا السلام کا بعد انکے شہادت کی حالانکہ کسی شہید کے شہادت کے بعد
بیتابی سے وہ جناب نہین نکلین وَلْنُبَیِّنْ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْخِصَالِ السِّتِّ
الْمَذْکُوْرَةِ بِمَا لَهَا وَمَا عَلَیْهَا عَلٰی مَا اَلْهَمَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَوْضَحِ الْبَیَانِ
لازم ہے کہ ہم ہر یک فضیلت کو بتفصیل بیان کرین اور جو فواید اونکے ہین اونکو بھی
اور جو شبہات اونپر وارد ہوتے ہین اونکو بھی دفع کرین جسطرح خدا نے ہمیں
بتایا ہے لِیَرْتَفِعَ الشُّکُوْكُ وَتَزُوْلَ الْاَوْهَامُ وَیَفْتَرِقَ بِهِ النُّوْرُ مِنَ الظَّلَامِ
تاکہ شکوک اور شبہات دور ہو جائین اور نور خدا ظلمت سے جہالت یا عناد
سے جدا ہو جائے وَنُبَیِّنُ مِنْهُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ هٰذَا
اَعْظَمُ ثَوَابًا وَاَرْفَعُ مَنْزِلَةً وَکَرَامَةً عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
اور بیان کرینگے ہم کہ جناب علی اکبر کو بہت بڑا ثواب ملا اور اون کی منزلت
اور شان خدا کے نزدیک بہت زیادہ ہے اَمَّا کَوْنُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَمِیْرَ الْعَسْکَرِ وَاِنْ نَقَلَهٗ بَعْضُ النَّاقِلِیْنَ لٰکِنِّیْ اِلیٰ هٰذِهِ الْغَایَةِ لَمْ اَقِفْ
عَلیٰ مَاْخَذِهٖ ۔ لیکن جناب علی اکبر کا سالار لشکر امام حسین علیہ السلام ہونا اگرچہ
لوگون نے اسکو ذکر کیا ہی مگر مجھے اسوقت تک اِس روایت کی اصل نہین ملی
وَلَسْتُ اُنْکِرُهٗ اَیْضًا اور مین اِس روایت کا انکار بہی نہین کرتا لَعَلَّ اَنَّ
لِذٰلِكَ اَثَرًا فِی الْکُتُبِ الَّتِیْ لَمْ یَتَیَسَّرْ لِیْ قِرَاءَتُهَا شاید کہ اِس مضمون کا وجود
کتابون مین ہو جنکا دیکہنا اسوقت تک مجھے نصیب نہین ہوا وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِكَ
بُعْدٌ بَلْ لَا اَنْسَبَ عِنْدِیْ اَنَّهٗ کَانَ حَرِیًّا بِذٰلِكَ اور کچہ بعید بہی نہین
میرے نزدیک یہی ہے کہ جناب علی اکبرؑ ہی لائق اِس لشکر کی سالاری کے تہے
اَشْبَهَ النَّاسِ خَلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَکَ
هٰذَا الْجِهَادِ کَاَنَّهٗ جِهَادُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اسلیے کہ جناب
خلقت اور گویائی مین بہت مشابہ تہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
سے اور یہ جہاد جو کربلا مین ہوا گویا جہاد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہا فَالْاَ
اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمِیْرُ عَلَی الْمُجَاهِدِیْنَ هُوَ الَّذِیْ یَکُوْنُ اَشْبَهَ خَلْقًا بِالنَّبِیِّ
الْمُضَاهَاةِ پس مناسب یہی تہا کہ اِس جہاد مین افسر مجاہدین پر وہی شخص ہو
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہا تا کہ مشابہت پوری ہو جاے وَلَا یَمْنَعُ مِنْ ذٰ
حَدَاثَةُ سِنِّهٖ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اور سالار
ہونے کو جناب علی اکبر کے اونکی کم سنی منع نہین کر سکتی ہی خدا نے قرآن پاک مین
کہ بزرگ اور باوقار زیادہ تم مین سے خدا کے نزدیک وہی شخص ہی جو سب سے زیادہ
و پرہیزگار ہو وَقَدْ نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ لَمَّا رَمَوْهُ بِصِغَرِ سِنِّهٖ کَمَا هُوَ مَ
یہ آیہ جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہی چونکہ اور لوگ آپ
کم سن ہونے سے ایک گونہ آپ کی فضیلت مین شک کرتے تہے
کتب تفسیر اور احادیث فریقین کو اور بیعت شجرہ کی باتون کو یاد کر
اگر یہ کتاب عام مسلمانون کے واسطے نہ لکہی جاتی تو اور بہی کچہ بیان

باب پنجاہ و دوم روانگی جناب علی اکبرؑ واسطے جہاد کے اور امان یزید کو قبول نکرنا اور جناب امام حسینؑ کی بیقراری دل کی کیفیت اور بد دعا کرنا پیروان یزید کو

قَالَ فِي مُخْتَصَرِ الْاَنْسَابِ عَلٰى مَا نَقَلَهُ الْاُسْتَاذُ فِي الْمَجَالِسِ الْمُفْجِعَةِ اِنَّ اَهْلَ الشَّامِ
اَعْطَوْهُ اَمَانًا مِنَ الْقَتْلِ مختصر الانساب مین لکھا ہی جسکو میرے اوستاد علیین مکان
جناب میرن صاحب قبلہ مرحوم نے مجالس مفجعہ مین نقل کیا ہی کہ اہلِ شام جناب علی اکبر کے
واسطے امان قتل سے لائے تھے لِاَنَّهُ كَانَ ابْنَ بِنْتِ الْبِنْتِ لِاَبِي سُفْيَانَ فَلَمْ
يَقْبَلْهُ اسلیے کہ وہ جناب ابو سفیان کے نواسے کے بیٹے تھے یعنی یزید کی حقیقی پہوپھی زاد
بہن کے بیٹے تھے پس بہانجے ہوئے اس قرابت کے وجہ سے آپکا پاس و لحاظ کرکے
امان انکو دیتے تھے آپ نے اس ننگ کو گوارا نہین کیا وَقَالَ وَجَاهَةُ جَدِّي
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ مِنْ وَجَاهَةِ اٰلِ مَرْوَانَ
اور فرمایا کہ آبرو اور عزت میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کی بہت بڑی ہے
وجاہت آلِ مروان سے جب تم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
قرابت کو نہ مانا تو مجھے اس قرابت کا کیا لحاظ ہو سکتا ہی قُلْتُ هٰذَا كَمَا وَقَعَ لِعَبَّاسِ
بْنِ عَلِيٍّ وَاِخْوَتِهٖ مِنَ الشِّمْرِ كَمَا ذَكَرْتُهُ فِي بَابِهٖ مین کہتا ہون کہ یہ امان ویسی
ہیطرح جناب عباس اور اون کے بہائیون کو شمر ملعون اپنی قرابت کی وجہ
سے امان دیتا تہا اور اونہون نے بہی منظور نہین فرمایا چنانچہ ہم نے اسکو جناب
عباس رح کے حالات مین لکھا ہی فَاَمَّا كَيْفِيَّةُ بُرُوْزِهٖ لِلْجِهَادِ يَوْمَ عَاشُوْرَا
فَقَدِ اخْتَلَفَ الرُّوَاةُ فِيْهِ جناب علی اکبر کا میدان جنگ مین تشریف لیجانا بروز عاشورا
راویون نے اختلاف کیا ہی رَوٰى اَبُو الْفَرَجِ فِي الْمَقَاتِلِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَوَّلُ قَتِيْلٍ مِنْ وُلْدِ اَبِي طَالِبٍ مَعَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِيٌّ ابْنُهٗ كَمَا فِي الْبِحَارِ
ابو الفرج نے مقاتل مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کی ہی کہ سب سے پہلے
اولاد جناب ابی طالب مین جو شہید ہوئے ہین جناب علی اکبر رح تھے بحار مین اسکو نقل کیا ہی

وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي زِيَارَتِهِ الْمَخْصُوصَةِ بِهِ وَمَا رَوَاهُ الْمُفِيدُ رَحِمَهُ
اور اسی بات کی تائید کرتی ہو وہ زیارت جو خاص جناب علی اکبر کے ائمہ علیہم السلام سے
منقول ہو اور جناب شیخ مفید نے بھی آپ کی شہادت کا مقدم واقع ہونا نقل کیا ہے
وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اَنَّ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ لَمَّا بَرَزَ رَ
صَارَ يَخْبِطُ الْاَرْضَ بِقِفَارِهِ وَيَنْكُشُ اور بعض روایات مین حمید ابن مسلم سے
یہ منقول ہو کہ جب احمد ابن حسن واسطے جہاد کے نکلے اور کیفیت اونکی یہ تہی کہ زمین
اوٹہاتا تہا زمین سے جب اونہون نے اپنا گہوڑا دوڑایا تہا یا لشکر کفار کو گرد برد کر دیا
اور بہت جلد گہوڑا دوڑاتے تھے وَيَجُوْلُ يَمِيْنًا مِنَ الْعَطَشِ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْظُرُهُ وَيَبْكِيْ اور وہ صاحبزادہ اپنے داہنے طرف گہوڑا دوڑاتے ہوئے پیاس
بیتابی مین چلے جاتے تھے اور جناب امام حسین علیہ السلام اپنے بھتیجے کو دیکھہ دیکھہ کر رو
فَسَمِعَ الْبُكَاءَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اَبِيْهِ فَخَرَجَ يَعْثُرُ فِي اَذْيَالِ
قَائِلًا يَا اَبَتَاهُ مَا بَالُكَ تَبْكِيْ جناب علی اکبر اپنے پدر بزرگوار کے رونے کی آواز سن
اسقدر بیتابی سے نکلے کہ دامن قبا آپ کا اولجہتا تہا اور ٹہوکر لگتی جاتی تہی زمین
گرتے تھے اور سنبہلتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے میرے صابر و شاکر پدر بزرگوار
کیا حال آپکا ہو جو اسقدر آپ روتے ہین فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَعِزُّ بِابْنِ عَمِّكَ مِنْ اَعْدَائِهِ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی اکبر
چچازاد بہائی کو دشمنون کے حربون سے نہین بچاتے ہو دیکہو کہ اونکو دشمنون نے
لیا ہو فَقَالَ يَا اَبَتَاهُ اَلْعَطَشُ اَهْلَكَنِيْ وَالْجُوْعُ اَنْهَكَنِيْ علی اکبر نے جواب
کیونکر بچاؤن مین اے پدر بزرگوار پیاس نے مجکو ہلاک کر رکہا ہو اور بہوک نے
کمزور کر دیا ہو کہ طاقت جسمانی بالکل زائل ہو گئی فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَا وَلَدِيْ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خُرُوْجُ رُوْحِكَ وَيَذْهَبُ عَنْكَ مَا تَجِدُ
جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرزند اب تمکو بہشت کے پہونچنے مین
دیر ہو کہ ادہر روح تمہارے جسم سے نکلی اور بہشت مین داخل ہوئی اور بالکل

پیاس کی سب جاتی رہیگی اَتُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ قَتِيْلاً بَيْنَ يَدَيْكَ کیا تمکو علی اکبر
یہ بات پسند ہی کہ مین تمہارے سامنے شہید ہوجاؤن فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَا وَاللّٰهِ يَا اَبَتَاهُ اَنَا اُحِبُّ اَنْ تَرَانِي قَتِيْلاً جناب علی اکبر بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے
نہین مجھسے آپ کے شہادت کب دیکھی جائیگی قسم ہو خدا کی ای پدر بزرگوار مین یہی چاہتا
ہون کہ آپ مجھکو شہید ہوتے ہوئے دیکھین فَنَزَلَ اِلَى الْحَرْبِ فَقَاتَلَ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ
اَحْمَدَ یہ کہکر جناب علی اکبر میدان حرب کو روانہ ہوئے اور اپنے چچازاد بھائی احمد بن
حسن کے ہمراہ کفار سے لڑنے لگے فَقُتِلَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ مُنْقِذُ بْنُ النُّعْمَانِ
الْعَبْدِيُّ بِنَبْلَةٍ احمد بن الحسن کو منقذ ابن نعمان عبدی نے ایک تیر سے شہید کیا
وَلَمْ يَذْكُرْ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ مَا صَارَ اِلَيْهِ مَآلُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اور اس روایت مین پھر آگے راوی نے یہ نہ بیان کیا کہ انجام کار جناب علی اکبر کا کیا ہوا
وَالْمَشْهُوْرُ بَيْنَ الرُّوَاةِ اَنَّهٗ بَرَزَ اِلَى الْجِهَادِ بَعْدَ اَخِيْهِ مِنْ عَمِّهِ الْقَاسِمِ
اور مشہور یہ روایت ہو کہ جناب علی اکبر بعد اپنے چچازاد بھائی حضرت قاسم کے میدان
جنگ مین تشریف لائے تھے وَلَمَّا اَرَادَ الْبِرَازَ فَرُوِيَ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ اَنَّهٗ قَدْ
عَلَتْ اَصْوَاتُ النِّسَاءِ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ اور جب علی اکبر نے قصد روانگی جہاد کا فرمایا
تو بعض کتابون مین یہ روایت کی ہو کہ خیمہ حرم محترم سے آواز رونے مخدرات کی بلند ہوئی
اور شور برپا ہوا وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُسْكِتُهُنَّ وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِي هٰذَا قَدِ اشْتَاقَ
اِلَى اللّٰهِ وَلِقَاءِ اٰبَائِهٖ فَلَا تَمْنَعُوْهُ مِنَ الْبِرَازِ جناب امام حسین علیہ السلام
بیبیون کو رونے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اب میرے فرزند علی اکبر کو اشتیاق
رحمت پروردگار پیدا ہوا ہو اور اپنے اباے طاہرین سے ملنے کا شوق انکو زیادہ ہے
اُنکو جانے دو مت روکو وَقَدْ كَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُلْبِسُهُ الدِّرْعَ
وَالْخُوْذَ وَغَيْرَهَا مِنْ اٰلَاتِ الْحَرْبِ وَمَعَ ذٰلِكَ حَزِيْنٌ كَئِيْبٌ اور خود جناب
امام حسین علیہ السلام اپنے ہاتھ سے علی اکبر کو زرہ اور خود پہنا رہے تھے اور سلاح جنگ
لگاتے تھے مگر دل آپ کا بیقرار رہتا اور شکستگی چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی وَفِي الْكُهُوْفِ

اَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَرَجَ وَکَانَ مِنْ اَصْبَحِ النَّاسِ وَجْھًا وَاَحْسَنِھِمْ
خُلُقًا اور لہوف مین روایت کی ہی کہ جناب علی اکبر خیمہ سے نکلے نہایت خوش رو جوان
تھے اور اخلاق انکے بہت اچھے تھے یا خلقت مین نہایت حسین تھے فَاسْتَاْذَنَ اَبَاہُ
فَاَذِنَ لَہٗ ثُمَّ نَظَرَ اِلَیْہِ نَظْرَۃَ اٰئِسٍ مِنْہُ ثُمَّ اَرْخٰی عَیْنَیْہِ وَبَکٰی اجازت
حرب اپنے والد بزرگوار سے طلب کی حضرت نے اجازت دی اور نگاہ یاس سے اپنے
پارۂ جگر کی طرف دیکھا بعد اوسکے آنکھین اپنی نیچی کرلین اور ضبط نہوا آپ رونے لگے
وَقَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَظَرَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَاَسْبَلَ عَبْرَتَہٗ
اور ملا ابو اسحٰق کہتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے رخصت کے وقت علی اکبر
کے منہ کی طرف دیکھا اور آنسو آپ کے جاری ہوئے رونے لگے فَاِنْ کَانَ یَبْکِیْ فَلَیْسَ
ھٰذَا الْبُکَاءُ لِفَقْدِ اِبْنِہٖ عِنْدِیْ اگر رونا جناب امام حسین علیہ السلام کا صحیح ہو تو
رونا میرے نزدیک اس راہ سے نہ تھا کہ جناب علی اکبر کی شہادت پر آپ روتے تھے
وَاِنَّمَا یَکُوْنُ لِاَنَّ الدُّنْیَا قَدْ تَخْلُوْ عَنْ زِیَارَۃِ شَبِیْہِ جَدِّہٖ وَتَقِلُّ الْبَرَکَۃُ
بلکہ یہ رونا اسواسطے تھا کہ انکے شہادت کے بعد دنیا زیارت ہمشکل نبی سے خالی ہوتی
اور برکت دنیا سے کم ہوئی جاتی تھی یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ مَا رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ
وَابْنُ شَھْرَ اٰشُوْبَ فِی الْمَنَاقِبِ اَنَّہٗ لَمَّا تَقَدَّمَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَاُمُّہٗ لَیْلٰی بِنْتُ اَبِیْ مُرَّۃَ بْنِ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِیْ جسطرح پر دلالت کرتی ہی اسی بات پر
وہ روایت جسکو محمد ابن ابی طالب نے اور ابن شہر آشوب نے مناقب مین ذکر کیا ہی
جسوقت جناب علی اکبر روانہ میدان ہوئے اور ماں اونکی لیلا بیٹی ابی مرہ بیٹا مسعود
کا تھا رَفَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَبَّابَتَہٗ نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلٰی
ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ غُلَامٌ اَشْبَہُ النَّاسِ خَلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ
امام حسین علیہ السلام نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اوٹھا کر یہ دعا فرمائی
تو گواہ رہنا ان ظالمون پر اسوقت ایسا ایک لڑکا اسنے لڑنے جاتا ہی جو نہایت
مشابہ تھا صورت مین اور گویائی مین تیرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے وَکُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا

نبيك نظرنا الى وجهه ؏ ہملوگ جسوقت مشتاق تیرے نبی ؐ کی زیارت کے ہوتے تھے
تو اوسکے فرزند کے منھ کو دیکھ لیتے تھے اَللّٰهُمَّ امْنَعْهُمْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ وَفَرِّقْهُمْ
تَفْرِيقًا وَاجْعَلْهُمْ طَرَائِقَ قِدَدًا خداوندا برکات زمین کی ان لوگون سے اوٹھالی
اور انکی جماعت کو پریشان کردے اور انکو متفرق اور جدا جدا کردی وَلَا تُرْضِ الْوُلَاةَ
عَنْهُمْ اَبَدًا اور کبھی ان مین سے کسی کو والی ملک اور حکمران نہونے دے فَاِنَّهُمْ
دَعَوْنَا لِيَنْصُرُوْنَا ثُمَّ عَدَوْا عَلَيْنَا يُقَاتِلُوْنَا اسلیے کہ انہین بدعہدون نے ہمکو
بلایا تھا کہ ہماری نصرت کرینگے اب آج ہمپر چڑھائی کرکے آئے ہین اور ہم سے لڑتے ہین
ثُمَّ صَاحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ مَالَكَ قَطَعَ اللّٰهُ رَحِمَكَ وَلَا بَارَكَ اللّٰهُ
لَكَ فِي اَمْرِكَ بعد اوسکے آواز بلند آپ نے پکارا عمر سعد کو اور کہا کیا تجکو ہو گیا ہے
خدا تیرے عزیزون سے تیری قرابت کو قطع کرے اور جس بات کی تو آرزو مین ہی اوسمین
برکت نہ دے وَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَنْ يَذْبَحُكَ بَعْدِيْ فِيْ فِرَاشِكَ كَمَا قَطَعْتَ
رَحِمِيْ وَلَمْ تَحْفَظْ قَرَابَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تجپر خدا
مسلط کرے اوس شخص کو جو تجکو تیرے بستر خواب پر ذبح کرے بعد میرے شہید ہو جانے کے
جسطرح تو نے میرا قطع رحم کیا ہی اور میرے قرابت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو تو نے بھلادی ہی قُلْتُ وَقَدْ وَقَعَ كَمَا دَعَاهُ فَقَدْ ذَبَحَهُ وَلَدُهُ الْاَكْبَرُ
عَلٰى فِرَاشِهٖ كَمَا ذَكَرْتُهُ فِيْ بَابِهٖ ؏ مین کہتا ہون وہی جو حضرت نے دعا فرمائی تھی
اس ملعون کے بڑے بیٹے نے اوسکو فرش خواب پر ذبح کیا چنانچہ اسکو کتب اہل سنت سے
اوسکے حالات مین مینے لکھا ہی وَلٰكِنْ هٰذَا الدُّعَاءُ بِاَلْفَاظِهٖ يَدُلُّ عَلٰى اِفْرَاطِ الْهَمِّ
اور اسکے الفاظ جگر خراش دلالت کرتے ہین کہ اوسوقت بڑا صدمہ مرجانکاہ
امام حسین علیہ السلام کو تھا وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ حَطٌّ مِنْ شَانِهٖ وَلَا نَقِيْصَةٌ
فِيْ صَابِرِيَّتِهٖ اور کسی طرح اس دعا کرنے مین خلاف شان حضرت کے نہین ہی
کسی طرح کا نقصان آپ کے صبر مین اس سے لازم آتا ہی فَقَدْ اَذِنَ اللّٰهُ تعالى
لِلْمَظْلُوْمِ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

خدا نے اجازت دی مظلوم کو اور فرمایا ہی خدا کسی بلند آواز کو دوست نہین رکہتا
جو شکایت اور بدگوئی پر شامل ہو سوا ے آواز مظلوم کے اور اوسکی ایسی آواز
دوست رکہتا ہی قَالَ ثُمَّ رَفَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَوْتَهٗ وَتَلَی اِنَّ اللّٰہَ
اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ذُرِّیَّةً بَعْضُھَا مِنْ
وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ جناب ابن شہر آشوب کہتے ہین کہ پہر جناب امام حسین علیہ
نے اپنی آواز بلند کر کے اِس آیہ کو پڑہا خدا نے برگزیدہ کیا حضرت آدمؑ کو اور حضرت
اور آل براہیمؑ کو اور آل عمرانؑ کو تمام عالم پر یہ برگزیدہ ذریتین ہین کہ بعض انکی
بعض سے افضل ہین اور خدا ہمارے اس بیان کو سن رہا ہی اور وہ جانتا ہی
واضح ہو کہ آلِ عمران سے اس آیہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہین لیکن
بزرگوار جناب امیر علیہ السلام کی اونکا بہی نام عمران تہا اسی واسطے حضرت کو
کہتے ہین پس آل عمران سے اولاد جناب ابوطالب کی بہی مراد ہو سکتی ہی قُلْتُ
اِیْمَاءٌ مِنْهُ عٓ اِلٰی کَوْنِهٖ مِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ مِنْ ذُرِّیَّةِ الْاَنْبِیَاءِ
مین کہتا ہون کہ اِس آیہ کا پڑہنا اِس غرض سے تہا کہ آپ نے باشارہ بیان کر دیا
بہی برگزیدگان الٰہی مین سے ہون جو مقبول بارگاہ خدا تہے اور ذریت مین سے
اظہار کے مین بہی ہون وَلَمَّا اشْتَمَلَتْ تِلْكَ الْاٰیَةُ عَلٰی ذِکْرِ اَرْبَعَةٍ مِنَ الْاَ
فَلَا بُدَّ لَنَا اَنْ نَذْکُرَ الْمُنَاسَبَاتِ الَّتِیْ اَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ ذِ
چونکہ یہ آیہ چار پیغمبرون کے ذکر پر شامل ہی اب ہمکو مناسب ہی کہ جن مناسبتون
غرض سے حضرت نے یہ آیہ پڑہی ہی اونکو بہی بیان کرین اَمَّا ذِکْرُ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّ
فَقَدْ کَانَ یَبْکِیْ لِفِرَاقِ الْجَنَّةِ وَفِرَاقِ حَوَّا عَلَیْهِ السَّلَامُ فَکَاَنَّهٗ اِشَارَةٌ
بُکَائِهٖ لِفِرَاقِ اِبْنِهٖ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر اس غرض سے معلوم ہوتا
جناب فراق بہشت مین اور کبہی فراق مین جناب حوا علیہا السلام کے رویا کرتے
پس جناب امام حسین علیہ السلام اشارہ کرتے ہین کہ میرا رونا فراق مین اپنے فرزند
وَذِکْرُ نُوْحٍ النَّبِیِّ لِوَجْهَیْنِ اَمَّا اَوَّلًا فَلِنُوْحِهٖ اَیْضًا کَمَا تَعْلَمُ حضرت نوح

اسوقت دو سبب سے مناسب معلوم ہوتا ہو پہلے تو یہی ہے کہ وہ جناب بھی رویا کرتے
چنانچہ تفسیر کے دیکھنے والے کو بخوبی معلوم ہو والثَّانِی وَهُوَ لانسب بما دعاہ
السَّلَامُ عَلَی الْقَوْمِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حِکَایَۃً عَنْ نَبِیِّنَا نُوحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ
دوسری وجہ حضرت کے ذکر کرنے کی یہ ہی کہ جو آپ نے بددعا امت پر اسوقت
اسکو مناسبت ہو اوس بددعا سے جو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت پر
جسطرح کہ خداوند عالم قرآن مین حکایت فرماتا ہی قَالَ رَبِّ اِنَّھُمْ عَصَوْنِیْ
وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ اِلَّا خَسَارًا وَمَکَرُوا مَکْرًا کُبَّارًا
حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی مین عرض کی خداوندا ان لوگون نے میرے
نافرمانی کی اور پیروی کی اوس شخص کی کہ جسکا مال اور اوسکا بیٹا
سوائے زیان کاری کے اور اوسکو کچھ نہین دیتا ہو اور کچھ نہین بڑہاتا ہو اور مکر
ان لوگون نے ایسا کہ بہت بڑا مکر ہے وَھٰکَذَا کَانَ قَضِیَّۃُ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ
مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ وَقَضِیَّۃُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ یہی حال ہوا عمر ابن
سعد کا اوسکے مال اور اولاد مین کہ سوائے نقصان اور زیانکاری کے کچھ نصیب نہوا
وہ لوگ کہ پیروی عمر سعد کی کرکے حضرت سے لڑے تھے اونپر یہ آیہ کیسی
صادق آئی کہ وہ پیرو ایسے بدکار کے تھے جسکے مال اور اولاد نے سوائے نقصان کے
عمر سعد کو نتیجہ نہ دیا وَھٰذَا مِنْ کَرَامَاتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اِخْبَارِہٖ
لوگون اور یہ بات منجملہ کرامات امام حسین علیہ السلام کی ہی کہ آپ نے آئندہ بات کی خبر دی
پوری پوری واقع ہوئی وَلٰکِنْ فَرْقٌ بَیْنَ دُعَاءِ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی اُمَّتِہٖ
دُعَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لیکن بہت بڑا فرق ہی بددعا مین حضرت نوح ع
اپنی امت پر آپ نے کی تھی اور بددعا مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے
نَبِیَّنَا نُوْحًا عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعَا عَلٰی کُلِّ الْاُمَّۃِ فَقَالَ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ
مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تمامی امت پر بددعا کی تھی اور
پروردگار اسطرح زمین پر کوئی چلنے والا باقی نہ رہجائے وَاَمَّا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

فَقَدْ دَعَا عَلٰی مَنْ بَایَعَ یَزِیْدَ مِنْ اُمَّةِ جَدِّهٖ خَاصَّةً اَوْ تَابَعَهٗ فِیْ ذٰلِكَ
مگر جناب امام حسین علیہ السلام نے فقط اونہین لوگون پر بددعا کی جو امت مین آپکے نانا کی
تہی اور یزید کے پیرو ہوئے تہے یا وہ کفار جنہون نے اس لڑائی مین متابعت یزید کی
فَاِنْ کَانَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَدْعُوْا عَلَیْهِمْ کَذٰلِكَ لَمْ یَبْقَ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ
مِنَ النَّاسِ پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام بہی اوسیطرح سے بددعا کرتے جسطرح حضرت
کی تہی کوئی شخص زمین پر زندہ باقی نرہجاتا اور ثبوت اسکا یہی ہو کہ جنکی نسبت آپنے
وہ سب ہلاک ہوئے اَمَّا ذِکْرُ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فَالْمُنَاسَبَةُ بَیْنَ الذَّبِیْحَیْنِ ظَاهِرَةٌ
ذکر کرنا آل ابراہیم کا پس مناسبت درمیان دونون ذبیح اللہ کے ظاہر ہے وَاَمَّا ذِکْرُ
اٰلِ عِمْرَانَ فَمِنْ وُجُوْهٍ لیکن ذکر کرنا آل عمران کا اوسکی کئی وجہین ہین مِنْهَا
عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اَیْضًا یُعَدُّ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ ازانجملہ یہ بہی ایک وجہ ہو کہ حضرت
علیہ السلام بہی آل عمران مین داخل ہین فَکَمَا اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ زَعْمِ
اَنَّهُمْ قَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ وَرَدَّ ذٰلِكَ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی فَقَالَ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ پس جسطرح عیسی کی نسبت یہود کو یہ گمان ہو کہ اونہون نے
عیسی کو قتل کیا اور سولی دی اور حرمت حضرت کی ضایع کی اور خدا تعالی نے اس گمان
کو یہودیون کے رد کرکے فرمایا نہ عیسی کو یہودیون نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ خدا نے اونکو اپنی
عزت اور جلالت کی طرف اوٹھا لیا اور چوتھے آسمان پر پہونچے کَذٰلِكَ الْحُسَیْنُ یُرِیْدُ بِقَوْلِهٖ
اِنَّکُمْ وَاِنْ تَقْتُلُوْنِیْ وَاَوْلَادِیْ تُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ هَتْكَ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اسیطرح
امام حسین کی مراد اسوقت یہ ہو کہ تملوگ اگرچہ اسوقت مجکو اور میری اولاد کو قتل کرتے ہو اور ہتک
رسول اللہ کا تمہارا ارادہ ہو وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یُعْطِیْنِیْ اَهْلَ الْبَیْتِ مِنَ الْمَنَاصِبِ الْعُظْمٰی وَالدَّرَجَاتِ
وَالْحَیٰوةِ الْاَبَدِیَّةِ مگر خدا ہم اہل بیت کو اجر ہین ان مصایب کے بڑے بڑے مرتبے اور درجات
حیات جاودانی عطا کرتا ہو وَیَجْعَلُ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ مَنْ هُوَ حَیٌّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ
الْمَهْدِیُّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُصَلِّیْ خَلْفَهٗ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اور ہماری اولاد مین
خدا پیدا کریگا جو قیامت تک زندہ رہینگے یعنی حضرت مہدی علیہ السلام جنکے پیچھے حضرت عیسی

باب پنجاہ و سوم جناب علی اکبر کا رجز پڑھنا اور زخمی ہو کر اپنے ...ی صورت جناب امام حسین علیہ السلام کو دکھلانی اور پانی طلب کرنا اور بیان فواید داخل کرنی زبان کو منھہ مین اپنی باپ کے

حمل علی بن الحسین علیہ السلام علی القوم وھو یقول ؎ انا علی بن الحسین بن علی ٭ نحن وبیت اللہ اولی بالنبی ٭ بعد رخصت ہونے کے جناب علی اکبر نے لشکر کفار پر حملہ کیا اور یہ اشعار رجز مین پڑھنے لگے مین علی بیٹا حسین ابن علی کا ہون ہملوگ برب کعبہ نہایت قریب رشتہ دار ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاللہ لا یحکم فینا ابن الدعی ٭ اطعنکم بالرمح حتی ینثنی ٭ قسم بخدا ہم اہل بیت پر ولد الزنا حاکم نہین ہو سکتا ایسا نیزہ مارونگا تمکو جو لچک سے دوہرا ہو جاتا ہو ؎ اضربکم بالسیف احمی عن ابی ٭ ضرب غلام ہاشمی علوی ٭ تلوار سے مارونگا تمسے اپنے والد بزرگوار کے حمایت کی نظر سے اور وہ پورا وار تلوار کا کرونگا جو لڑکے ہاشمی اور علوی کا وار مشہور ہی جس وار کو کوئی روک نہین سکتا فلم یزل یقاتل حتی ضج الناس من کثرۃ من قتل منھم یہ رجز پڑھکر آپ نے لڑنا شروع کیا اور اتنے آدمیون کو قتل کیا کہ ان کشتون کو دیکھکر لشکریان یزید چلا اوٹھے وروی انہ قتل علی عطشہ مائۃ وعشرین رجلا ایک روایت مین تو یہ ہی کہ اس پہلے حملہ مین باوجودیکہ پیاسے وہ جناب جان بلب تھے ایکسو بیس ۱۲۰ آدمیون کو قتل کیا وقال ابو اسحق خمس مائۃ فارس ملا ابو اسحق نور العین مین لکھتے ہین کہ پانسو سوارونکو قتل کیا وقال ابو مخنف یعدھم مائۃ وثمانین اور ابو مخنف کہتے ہین کہ ایکسو اسی آدمی کو حملہ مین قتل کیا ففعل ذلک مرارا اور اسی طرح کئی حملہ آپ نے کیے اور ہر ایک حملہ مین اسی قدر آدمیون کو قتل کیا واھل الکوفۃ یتقون قتلہ راوی کہتا ہے کہ کوفیان بچا جناب علی اکبر کے مقتول ہو جانے کو بچاتے تھے قلت ولیس ھذا لکونہ

شَبِیْہًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَلْ بِکَوْنِہٖ اِبْنَ الْاُخْتِ لِیَزِیْدَ
مین کہتا ہون کہ یہ بزرگداشت جناب علی اکبر کی اہل کوفہ اِس راہ سے نہین کرتے تھے
کہ آپ ہمشکل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور اوسی خاندان مین
یہ داخل تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ یزید کے پھوپھیزاد بہن کے آپ بیٹے تھے ثُمَّ رَجَعَ
اِلٰی اَبِیْہِ عَلٰی مَا رَوَاہُ اَکْثَرُ الرُّوَاۃِ حَتّٰی قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْاِسْفَرَائِنِیُّ ثُمَّ عَادَ اِلٰی
اَبِیْہِ کئی حملہ کرکے جناب علی اکبر اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین واپس آئے چنانچہ اکثر
راویون نے اسکو لکھا ہی یہان تک کہ ملا ابو اسحٰق نور العین مین لکھتے ہین کہ ہر اس
حملہ کرنے کے بعد جناب علی اکبر اپنے باپ کی خدمت مین واپس آئے وَقَدْ غَارَتْ عَیْنَاہُ
مِنَ الْعَطَشِ کیفیت یہ تھی کہ بسبب شدت پیاس کے دونون آنکھین اوس جناب کی
اندر گھس گئی تھین وَقَالَ یَا اَبَتِ قَدْ قَتَلَنِی الْعَطَشُ اور کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار پیاس
مجکو ہلاک کر رہی ہی وَزَادَ فِی الْبِحَارِ وَثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْہَدَنِیْ اور بحار مین اتنی عبارت
اور زیادہ کی ہی کہ لوہے کی زرہ وغیرہ کے بوجھ نے اور زیادہ مجکو پریشان کردیا ہی بسبب
دہوپ کی تمازت سے چونکہ گرم ہوگیا ہی اوسکی گرمی سے پیاس کی اور بہی شدت
ہوئی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ زرہ اور خود وغیرہ خود حضرت امام حسین
علیہ السلام نے پہنایا تھا آپ کے ادب سے اوسکو جناب علی اکبر اوتار نہین سکتے تھے
لہذا اجازت طلب کرتے ہین کہ اگر آپ حکم دین تو مین اسے اوتار ڈالون
فَہَلْ اِلٰی شَرْبَۃِ مَاءٍ مِنْ سَبِیْلٍ اَتَقَوّٰی بِہَا عَلَی الْاَعْدَاءِ تہوڑا سا پانی
کسی طرح سے ملجاتا کہ اوسکو پیکر مجھمین طاقت دشمنون سے لڑنے کی آجاتی
قُلْتُ قَدْ یَظُنُّ بَعْضُ مَنْ لَا مَعْرِفَۃَ لَہٗ اَنَّ رُجُوْعَہٗ عَنِ الْحَرْبِ لَا یَلِیْقُ
بِشَانِہٖ وَاِنَّمَا ہِیَ کُرْہٌ لَہٗ کبہی اوس شخص کو جسے معرفت اور علم نہین ہی ایسا گمان
فاسد ہوتا ہی کہ لڑائی سے پلٹ آنا لائق انکی شان کے نہین تھا اور یہ معاذ اللہ وہ
فعل ہی جسکو گریز کہتے ہین یعنی جہاد سے جان چھپانی وَاَیْضًا فَاِنَّ سُؤَالَہٗ وَطَلَبَہُ
الْمَاءَ عَنْ اَبِیْہِ لَا یَنْبَغِیْ لَہٗ وَہُوَ یَعْلَمُ مِنْ فَقْدِ الْمَاءِ مُذْ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ

اور بہی ایسے ہی نادان کہہ بیٹہتے ہین کہ پانی طلب کرنا اونکو اپنے باپ سے کیونکر مناسب
تہا حالانکہ جانتے تہے تین روز سے پانی بند ہے وَهٰذَا مِنَ التَّوَهُّمَاتِ الْفَاسِدَةِ
وَالظُّنُوْنِ الْكَاذِبَةِ اور یہ دونون باتین گمان فاسد اور غلط خیالات مین داخل
ہین فَاِنَّ الرُّجُوْعَ عَنِ الْحَرْبِ اِنَّمَا يَكُوْنُ فِرَارًا اِذَا كَانَ لِلْفِرَارِ وَالْكَرِّ
مَجَالٌ اسلیے کہ معرکہ جنگ سے پلٹ آنا فرار اوسوقت کہلاتا ہی جب بہاگنے کی کسی
طرف راہ بہی ہو وَمَنْ كَانَ مَحْصُوْرًا مِنَ الْجَوَانِبِ كُلِّهَا كَيْفَ يَكِرُّ وَاِلٰى
اَيْنَ يَفِرُّ جو شخص ہر طرف سے گہرا ہوا ہو کیونکر لڑائی سے منہہ موڑ سکتا ہی اور کدہر
بہاگ کر جا سکتا ہی اَمَّا الْوُقُوْفُ عَنِ الْحَرْبِ وَالضِّرَابِ سَاعَةً فَلَيْسَ مِمَّا
يَقْدَحُ فِي الْجَلَادَةِ لیکن دم لینا اور تہوڑی دیر لڑائی سے ٹہر جانا یہ بات کچہہ
دلیری مین کمی نہین کرتی ہے اور نہ شجاعت مین اس سے فرق آتا ہی وَلَا سِيَّمَا
اِنْ كَانَ جَائِعًا عَطْشَانًا مُدَّةَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ خصوصًا اوس بہادر کا دم لینا جو
تین دن سے بہوکہا پیاسا ہو وَاَيْضًا لَا يَبْعُدُ اَنْ يَكُوْنَ مَجِيْئُهُ اِلٰى اَبِيْهِ عَنْ اِشَارَةٍ
صَدَرَتْ اِلَيْهِ حِيْنَ الْبِرَازِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور یہ بہی کچہہ بعید نہین ہی
کہ علی اکبر کا خدمت مین اپنے باپ کے اسوجہ سے ہو کہ بر وقت روانگی جہاد کے
حضرت امام حسین علیہ السلام نے اون سے کہدیا ہو کہ تم ایک مرتبہ اور آجانا
وَمِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ اَنْ يَرٰى الْمَرْءُ اِبْنَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ وَقَدْ اَصَابَتْهُ
الْجِرَاحَاتُ وَغَارَتْ عَيْنَاهُ فِيْ اُمِّ رَاْسِهِ اسلیے کہ بہت بڑی مصیبت یہ ہی اور
امتحان کی بات ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام اپنے ایسے بیٹے کو جسکے دیکہنے
سے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہوتی تہی اس حالت مین دیکہین
کہ بدن اونکا زخمون سے چور ہو رہا ہے اور دونون آنکہین گہ ر گویا سر مین
[illegible] ہین وَيَصْبِرُ وَلَا يُذْهِبُ حِلْمَهُ الشَّيْطَانُ اس حالت سے اپنے
پسر کو دیکہین اور صبر کرین اور تحمل اون کا بجاے خود باقی رہے وَهٰذَا اِنَّمَا
هُوَ لِلْمُكَابِرِ الْمُعَانِدِ یہ دو جواب تو اوسکی سمجہانے کے واسطے تہے دیے ہین

جو بیجا حرکت کرتا ہو اور دشمن اہل بیت ہو وَ اَمَّا مَا یُنَاسِبُ فِی ذٰلِکَ اَنْ نَقُو
الْاٰخَرَ فِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَهُوَ اَنَّهٗ لَا یُبْعَدُ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ قَلْبِ عَلِیِّ بْنِ الْحُ
عَلَیْهِ السَّلَامُ هِمَّةٌ اَنْ یَعْتَنِقَهٗ اَبُوْهُ ثَانِیًا وَیُقَبِّلَ جَبْهَتَهٗ دوستان اہل
دلگداز کرنے کے واسطے یہ جواب مناسب ہو کر پلٹ آنا جناب علی اکبر کا کیا عجب
اس غرض سے ہو کہ اونکے دل مین اس بات کی آرزو تھی کہ ایک مرتبہ اور
باپ مجھسے لپٹ جائین اور پیشانی پر بوسہ دین اسی حسرت اور اشتیاق مین آ
اِذْ کَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یُحِبُّ اَبَاهُ حُبًّا شَدِیْدًا وَهُوَ اَبُو
لُوْدَاعِهٖ اسلیے کہ جناب علی اکبر کو اپنے والد بزرگوار سے بہت زیادہ محب
اور یہ آخری دن تہا کہ وہ اپنے باپ سے رخصت ہوتے تھے اَوْ یُرِیْدُ اَنْ یَا
الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمُوَاسَاةِ مَا یَبْقٰی اَثَرُهٗ اِلٰی یَوْمِ الْحَشْرِ کَمَا
بَیَانُهٗ یا غرض جناب علی اکبر علیہ السلام کی یہ تھی کہ اون کے ساتھ جناب امام
علیہ السلام ایسی محبت ظاہر کرین جسکا اثر قیامت تک باقی رہے چنانچہ اور
آتا ہو اَوْ اَنَّهٗ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی صَبْرِ اَبِیْهِ عَلٰی فِرَاقِهٖ یا یہ غرض جناب
کی تھی کہ زخمون سے چور ہو کر آئین اور دیکھین اور اونکے والد بزرگوار کیسا پورا صبر
کرتے ہین اون کے فراق پر وَاَنَّهٗ کَیْفَ یَبْتَهِلُ وَیَحْتَسِبُ عِنْدَ اللّٰهِ اور
دیکھین کہ ایسے وقت نازک مین کہ بشر کا کلیجہ منہ کو آجاتا ہی کس استقلال سے
امام حسین علیہ السلام خدا کی طرف رجوع فرماتے ہین اور اپنے اجر کی افزو
کرتے ہین وَاَمَّا الْجَوَابُ عَنْ سُؤَالِهِ الْمَاءَ وَاِظْهَارِ عَطَشِهٖ فَکَانَ عَلِیُّ
الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُشْتَاقًا اِلٰی مَا یُجِیْبُهٗ اَبُوْهُ رہا اسکا جواب کہ اونہو
علی اکبر نے کیون طلب کیا اور اپنی پیاس کیون ظاہر کی پس یہ بات ہی کہ جناب
مشتاق تھے کہ اسکا جواب والد بزرگوار کیا دیتے ہین وَ یُظْهِرُ مِنْ عُلُوِّ
وَیَفْعَلُ بِهٖ مَا لَمْ یَفْعَلْ بِاَحَدٍ مِنْ اَقْرِبَائِهٖ لِکَوْنِهٖ شَبِیْهًا بِرَسُوْلِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور اسکے مشتاق تھے کہ اسکے شان کی عظمت

امام حسین علیہ السلام ظاہر کرین اور اس طرح سے انسے پیش آئین اور وہ بات کرین
کہ کسی عزیز و قریب کے ساتھ نہین کی ہی بسبب اسکے کہ وہ جناب شبیہ جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی کما روی فی البحار ان الحسین
علیہ السلام بکی وقال فی جوابہ یا بنی یعز علی محمد وعلی علی بن ابی طالب
وعلی ان تدعوھم فلا یجیبوک وتستغیث بھم فلا یغیثوک چنانچہ بحار
مین روایت کی ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے پانی طلب کرنے کی جواب مین
علی اکبر سے یہ فرمایا اے فرزند میرے بہت ناگوار ہے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور علی ابن ابی طالب کو اور مجکو کہ تم مجسے اور اون بزرگوارون سے پانی طلب کرتے ہو
اور انکو پکارتے ہو اور ہم لوگ تمہاری حاجت براری نہین کرتے ہین اور تم فریاد کرتے ہو
اور ہم فریادرسی نہین کر سکتے اور تو کچھ اسوقت نہین ہو سکتا ہی مگر یا بنی ھات
لسانک فاخذ بلسانہ فمصہ اے فرزند اپنی زبان تم میرے منہ مین داخل کرو
پس جناب امام حسین علیہ السلام نے ہمشکل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اپنے
منہ مین لی اور اوسکو چوسنے لگے وفی بعض الروایات انہ لما ادخل لسانہ
فی فم ابیہ اخرجہ عاجلا وصرخ بالبکاء قائلا یا ابت ان لسانک وفمک
ایبس من لسانی اور بعض روایتون مین یہ وارد ہے کہ جسوقت جناب علی اکبر نے
زبان اپنی حضرت کے منہ مین داخل کی فوراً نکالکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہتے تھے
کہ پدر بزرگوار آپ کی زبان اور منہ کی خشکی تو میری زبان کی خشکی سے بھی زیادہ ہے
ثم ان فی سؤال الماء واظھار العطش من الفوائد ما لا احصیہا ایضاً پانی
مانگنے مین اور پیاس کے ظاہر کرنے مین بہت سے فائدے تھے جنکا شمار مجسے نہین
ہوسکتا ہی ولنذکر منہا ثلثا چاہیے کہ تین فائدے اور بھی ہم ذکر کرین الاولی
ان عطشہ وان کان معلوما متیقنا عند الحسین علیہ السلام لکنہ
غیر العطش الذی قد اشتد بعد القتال والبراز پہلا امر یہ ہے کہ پیاس
علی اکبر علیہ السلام کی اگرچہ معلوم اور متیقن تھے لیکن جناب امام حسین علیہ السلام نے

اَلْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذٰلِكَ فِیْ قَلْبِہٖ وَلَا یُرَخِّصُہُ الشَّرْعُ جناب امام حسین
علیہ السلام کے دل میں اس بات کی آرزو بھری ہوئی تھی کہ شبیہ رسالت مآب
آپ کی زبان کو چوسین مگر شریعت ظاہری اسکی اجازت نہین دیتی تھی لِاَنَّ لُعَابَ
الْفَمِ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِہٖ یَحْرُمُ عَلَی الْاِنْسَانِ بَلْعُہٗ وَذَوْقُہٗ اَلسُّلَیْکِ
لعاب دہن جسوقت منہ سے نکلکر باہر آئے پھر آدمی کو اوسکا نگلنا اور چکھنا حرام ہوجاتا
وَفِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَذٰلِكَ الْوَقْتِ لَمَّا کَانَ قَدْ جَفَّ اللُّعَابُ مِنْ فَمِہِمْ کَمَا
حَتّٰی رُوِیَ اَنَّ لِسَانَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ کَالْاَدِیْمِ الْمُحْتَرِقِ اور اسدن
اور اسوقت خاص مین چونکہ دونون بزرگوارون کے منہ خشک ہوگئے تھے یہانتک
کہ روایت مین وارد ہی کہ زبان امام حسین علیہ السلام کی ایسی تھی جیسے جلا ہوا چمڑا
ہوتا ہی فَمَا کَانَ مَانِعًا مِنَ الشَّرْعِ عَنْ ذٰلِكَ الْفِعْلِ اب وہ مانع شرعی باقی نہ رہا
جسکی جہت سے ایک آدمی دوسرے کی زبان اپنے منہ مین لے سکے وَقَدْ فَعَلَہٗ نَظَرًا
لِمَا کَانَ یَفْعَلُ جَدُّ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِہٖ اب اس قسم کا پیار اور ایسی
محبت کی بات حضرت نے علی اکبر سے اسی نظر سے کی اسمین یاد آوری تھی اوس پیار اور
محبت کے جو نانا امام حسین علیہ السلام کے آپ کے ساتھ کیا کرتے تھے وَفِیْ ذٰلِكَ
اِظْهَارٌ لِلْمَحَبَّةِ کَمَا لَا یَخْفٰی وَلَذَّةٌ لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی مَا لَا نِهَایَةَ لَہَا
اور اس بات مین محبت کا اظہار اسقدر ہی کہ پوشیدہ نہین ہی اور لذت جناب امام حسین
علیہ السلام کو بھی اسقدر حاصل ہوئی ہوگی جسکی کچھ نہایت نہین ہی فَاِنَّ فِعْلَ عَلِیِّ بْنِ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ الشَّبِیْہِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَدْ شَابَہَ
فِعْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اسلیے کہ علی اکبر علیہ السلام
زبان داخل کرنا منہ مین جناب امام حسین علیہ السلام کے باین نظر کہ علی اکبر علیہ السلام
ہمشکل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے نہایت مشابہ ہوا فعل جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے کرتے تھے وَلِذٰلِكَ قَالَ
الْحُسَیْنُ یَا بُنَیَّ هَاتِ لِسَانَكَ فِیْ فَمِیْ وَلَمْ یَقُلْ خُذْ لِسَانِیْ فِیْ فَمِكَ اسی واسطے

حضرت امام حسین ؑ نے علی اکبر سے فرمایا کہ اے فرزند ای شبیہ رسول اللہ ؐ تم اپنی زبان میرے
منہ میں داخل کرو یہ نہیں فرمایا کہ میری زبان تم اپنے منہ میں لو فَتَمَّتِ الْمُضَاهَاتُ الَّتِیْ
اَرَادَهَا الْحُسَیْنُ ؑ اب پوری مشابہت حاصل ہوگی اوس فعل سے جسکا اشتیاق امام حسین
کو تھا اور محبت علی اکبر کی پوری پوری ظاہر ہوگی وَهٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْتُهٗ اَرْجُوْ مِنَ الْحُسَیْنِ
وَمِنْ وَلَدِهٖ اَنْ یَّشْفَعَا لِیْ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْحَشْرِ اور یہ تاویل جو میں نے بیان کی ہے اسکا
صلہ میں جناب امام حسین علیہ السلام اور اونکے صاحبزادے سے یہی چاہتا ہوں کہ بروز قیامت
میری شفاعت خدا سے کرینگے اَلثَّالِثَةُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا شَکٰی
اِلٰی اَبِیْهِ مِنْ کَظِّهِ الْعَطَشِ وَقَدْ کَانَ شَابًّا مِنَ الْاَحْدَاثِ قَوِیَّ الْبِنْیَةِ نَامِیَ (کظاظہ)
الْاَعْضَاءِ اور تیسرا سبب یہ ہے چونکہ جناب علی اکبر علیہ السلام نے شکایت ایذای پیاس
کی اپنی باپ سے کی تھی حالانکہ وہ نوجوان تھے جسم اونکا قوی تھا اعضای جسمانی میں ابھی
نو بالیدگی کا وقت تھا وَاَبُوْهُ قَدْ کَانَ فِیْ سِنِّ الْاِنْحِطَاطِ ضَعِیْفَ الْبِنْیَةِ ذَابِلَ
الْاَعْضَاءِ اور پدر بزرگوار اونکے سن انحطاط میں جسم ضعیف ہوگیا تھا اور اعضاے
جسمانی میں روز بروز کمی ہوتی جاتی تھی وَالْعَطَشُ قَدْ کَظَّهُمَا مُنْذُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ
اور پیاس تین روز سے برابر دونوں بزرگواروں کو تکلیف دے رکھی تھی فَاَرَادَ
اَنْ یُّظْهِرَ عَطَشَهٗ عَلٰی وَلَدِهٖ مِنْ دُوْنِ اَنْ یَّشْکُوَ اِلَیْهِ سَلْوَةً لَهٗ
پس منظور ہوا جناب امام حسین علیہ السلام کو کہ اپنے اس سن ضعیفی کی پیاس اپنے
فرزند پر ظاہر کریں مگر زبان پر لفظ شکایت کی نہ آنے پائے اور پیاس کی شدت
ظاہر ہوجاے تاکہ جناب علی اکبر علیہ السلام کو پوری پوری تسلی ہوجائے فَلِذَا اَمَرَ
اِبْنَهٗ بِاِدْخَالِ لِسَانِهٖ فِیْ فَمِهٖ اسی واسطے علی اکبر کو حکم دیا کہ وہ اپنی زبان حضرت کے
منہ میں داخل کریں فَیَکُوْنَ لِسَانُ وَلَدِهٖ حَاسًّا وَلِسَانُهٗ مَحْسُوْسًا اب سوقت
زبان علی اکبر علیہ السلام کی حس کرنے والی ہوئی اور حضرت علیہ السلام کی زبان کی
خشکی محسوس ہوگئی اور یہ غرض اسیطرح بہ تمام ہوتی ہے کہ حس
کرنے والی چیز محسوس پر وارد کیجائے اور ویسا ہی ہوا

باب پنجاہ و چہارم جناب علی اکبر کا دوبارہ میدان جنگ میں جا
اور شہید ہونا اور اونکی لاش پر جناب امام حسینؑ کا پہونچنا اور جناب
زینب کا خیمہ سے نکل آنا اور جواب وس شبہ کا جو اس روایت مین ہو

قَالَ الرَّاوِی لَمَّا بَکیٰ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ اِدْخَالِ لِسَانِہٖ فِی
اَبِیْہِ قَائِلًا یَا اَبَتِ اِنَّ لِسَانَکَ لَا یَبَسُ مِنْ لِسَانِیْ راوی کہتا ہے کہ جناب علی اکبر ا
زبان منہ سے اپنے والد بزرگوار کے نکال کر رونے لگے اور کہتے تھے کہ اے پدر بزر
آپ کی زبان میری زبان سے زیادہ خشک ہوگئی ہے فَدَفَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّ
اِلَیْہِ خَاتَمَہٗ وَقَالَ خُذْ ھٰذَا الْخَاتَمَ وَاَمْسِکْہُ فِیْ فَمِکَ وَارْجِعْ اِلیٰ قِتَا
عَدُوِّکَ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دیکر اون سے کہا کہ اس انگوٹھی
لیکر اپنے منہ مین رکھو اور پلٹ جاکر اپنے دشمن سے لڑو فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنَّکَ لَا تُمْسِی
حَتّٰی یَسْقِیَکَ جَدُّکَ بِکَاسِہِ الْاَوْفیٰ شَرْبَۃً لَا تَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا مجکو پوری ا
ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے تمہارے نانا تمکو اپنے جام لبریز سے وہ پانی پلائین گے
کہ اوسکے بعد پینے کے پھر تم کبھی پیاسے نہو گے وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ اِسْحٰقَ اَنَّہٗ قَالَ
یَا بُنَیَّ قَاتِلْ فَمَا اَسْرَعَ الْمُلْتَقیٰ بِجَدِّکَ الْمُصْطَفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَیَسْقِیْ
بِکَاسِہِ الْاَوْفیٰ اور ملا ابو اسحٰق کی روایت یہ ہے جناب امام حسین علیہ السلام نے فر
اے فرزند جہاد کرو بہت جلد تم ملاقات کیا چاہتے ہو اپنے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
سے وہ اپنے پورے جام سے تمکو سیراب کرینگے وَقَالَ السَّیِّدُ رَہٗ یَا بُنَیَّ قَاتِلْ قَلِیْلًا
اور سید ابن طاوس علیہ الرحمہ نے لہوف مین یہ لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا اے بیٹے
تھوڑی دیر اور لڑو قریب ہے کہ تمکو تمہارے نانا سیراب کرین فَاَخَذَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ الْخَاتَمَ فِیْ فَمِہٖ وَرَجَعَ اِلیٰ مَوْقِفِ النِّزَالِ وَقَاتَلَ اَعْظَمَ الْقِتَا
جناب علی اکبر نے انگوٹھی اپنے منہ مین لیکر میدان جنگ کا ارادہ کیا اور پھر تکبیر

پھر آرائے شروع کی اس لڑائی مین بڑا کشت و خون ہوا وھو یقول ؎ اَلْحَرْبُ قَدْ
بَانَتْ لَهَا الْحَقَائِقُ ❊ وَظَهَرَتْ مِنْ بَعْدِهَا مَصَادِقُ جناب علی اکبر یہ رجز
پڑھنے لگے لڑائی کی حقیقتین آج کھلگئین اور خوب ظاہر ہو گیا کہ لڑائی کسکو کہتے ہین
اور مصداق لڑنے والیکا کون ہی یعنی ہم سے بڑھکر کون دنیا مین لڑ سکتا ہی کہ تین دن کے
بھوکے اور پیاسے ہین اور اسطرح سے لڑ رہے ہین ؎ وَاللهِ رَبِّ الْعَرْشِ لَا نُفَارِقُ
جُمُوعَكُمْ اَوْ تُغْمَدَ الْبَوَارِقُ ❊ قسم ہی اوس خدا کی جو پروردگار عرش کا ہی ہم تمکو
نہ چھوڑینگے اور تمھارے انبوہ کثیر کو مہلت نہ دینگے جب تک کہ تم لوگ اپنی تلوارون کو
نیام کے اندر نہ کر لو فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ تَمَامَ الْمِائَتَيْنِ یہی رجز پڑھتے پڑھتے
اور لڑتے رہے یہان تک کہ پورے دو سو آدمیون کو قتل کیا وَهِيَ رِوَايَةُ الْحَدَّادِيِّ
وَقَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ اِحْدٰى وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا دو سو آدمیون کی
مارنے کی روایت حدادی کی ہی اور ملا ابو اسحق نے ایک سو اسی آدمی کو قتل کرنا اس
حملہ مین لکھا ہی وَعَنْ شِهَابِ الدِّيْنِ اَنَّهُ قَتَلَ فِيْ تِلْكَ الْحَمْلَةِ اَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ
فَارِسٍ وَثَمَانِيْنَ رَاجِلًا اور شہاب الدین نے یہ روایت کی ہی کہ اس حملہ مین
جناب علی اکبر نے پندرہ سو سوار و اسی پیادون کو قتل کیا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَبِيْهِ
ثَانِيًا وَشَكَى الْعَطَشَ وَاَجَابَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا اَجَابَ اَوَّلًا پھر دوبارہ
جناب علی اکبر خدمت مین اپنے والد بزرگوار کے واپس آئے اور پیاس کی شکایت کی
حضرت نے وہی جواب دیا جو پہلے مرتبہ دیا تھا وَلٰكِنِّيْ لَمْ اَظْفَرْ بِتِلْكَ الرِّوَايَةِ فِيْ
كُتُبِ الْمَقَاتِلِ مگر مجھے اس روایت کا پتہ اور کتب مقاتل مین نہین ملا قَالَ
اَبُوْ مِخْنَفٍ فَكَمَنَ لَهُ مَلْعُوْنٌ فَضَرَبَهُ بِعَمُوْدِ حَدِيْدٍ عَلٰى اُمِّ رَاْسِهِ
فَانْجَدَلَ صَرِيْعًا اِلَى الْاَرْضِ ابو مخنف کہتے ہین کہ ایک ملعون کسی درخت یا ٹیلے
کی آڑ مین چھپ کر بیٹھا اوسی نے ایک گرز آہنی حضرت کے سر پر مارا کہ آپ زمین پر
قریب ہلاکت ہو کر گر پڑے وَقَالَ السَّيِّدُ رح رَمَاهُ مُنْقِذُ بْنُ مُرَّةَ الْعَبْدِيُّ
لَعَنَهُ اللهُ بِسَهْمٍ فَصَرَعَهُ اور جناب سید ابن طاوس فرماتے ہین کہ منقذ بن مرہ عبدی

ملعون نے ایک تیر حضرت کو مارا اوسی کے بعد آپ جان بلب ہوکر گر پڑے وَعَنِ الْمُفِیْدِ
وَابْنِ نَمَا فَقَرَّبَهُ ابْنُ مُرَّةَ الْعَبْدِیْ فَقَالَ عَلَیَّ آثَامُ الْعَرَبِ لَاِنْ مَرَّبِیْ
هٰذَا الْغُلَامُ وَهُوَ يَفْعَلُ بِالنَّاسِ مَا فَعَلَهُ لَاُثْكِلَنَّهُ آبَاهُ جناب شیخ مفید اور ابن نما
یہ فرماتے ہین کہ ابن مرہ عبدی قریب جاکھڑا ہوا اوس راہ کے جدہر سے جناب علی اکبر
آتے جاتے تھے اور کہنے لگا کہ اگرچہ تمام عرب کے گناہ میرے سر پر رہین گے اگر ابکی مرتبہ
یہ لڑکا میرے پاس سے ہوکر گذرا اور اسی طرح سرگرم خون کرتا رہا جس طرح یہ کر چکا مین
ضرور اسکے ماتم مین اسکے باپ کو بٹھاؤن گا یعنی انکو قتل کرونگا فَمَرَّ يَشُدُّ عَلَى النَّاسِ
كَمَا شَدَّ عَلَيْهِمْ فِي الْاَوَّلِ جناب علی اکبر اوسی طرح لڑتے ہوئے حملہ کرتے ہوئے اوسی
ملعون کے قریب ہوکر گذرے جسطرح پہلے بیدہڑک حملہ کر رہے تھے فَاعْتَرَضَهُ مُنْقِذُ
لَعَنَهُ اللّٰهُ بِسَهْمٍ فَصَرَعَهُ اسی درمیان مین منقذ ملعون نے حضرت علی اکبر کو تیر مارا
کہ آپ گر پڑے وَفِي رِوَايَةٍ صَحَّتْ عَنْ صَاحِبِ الْاَمْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَضَرَبَ
عَلٰى مَفْرَقِ رَاْسِهِ ضَرْبَةً صَرَعَتْهُ اور ایک روایت مین جو سند معتبر سے جناب
صاحب الامر علیہ السلام سے منقول ہوئی ہے یہ وارد ہے کہ اوس ملعون نے سر پر آپ کے
ایسی ضربت لگائی جس سے آپ زمین پر گر پڑے وَفِي الْعَوَالِمِ وَضَرَبَهُ النَّاسُ بِاَسْيَافِهِمْ
ثُمَّ اعْتَنَقَ فَرَسَهُ فَاحْتَمَلَ الْفَرَسُ اِلٰى عَسْكَرِ الْاَعْدَاءِ فَقَطَعُوْهُ بِسُيُوْفِهِمْ
اور عوالم مین یہ روایت کی ہے کہ بہت سے آدمیون نے ملکر تلوارون سے آپ کو زخمی کیا
پھر اوسوقت گھوڑے کی گردن مین دونون ہاتھ ڈالکر لپٹ گئے اسپ عقاب حضرت کو
لشکر اعدا کی طرف لے بھاگا اوسوقت اون لوگون نے تلوارون سے حضرت کا بدن ٹکڑے ٹکڑے
کر دیا وَاَمَّا مَا اشْتَهَرَ بَيْنَ النَّاسِ اَنَّهُ طَعَنَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِنَانُ
ابْنُ اَنَسٍ فَاَكَبَّ عَلٰى وَجْهِهِ الْاَرْضِ فَمَا رَاَيْتُ مِنْهُ اَثَرًا فِي الْكُتُبِ الْحَاضِرَةِ
عِنْدِيْ اور یہ جو مشہور ہے کہ سنان ابن انس نے ایک نیزہ حضرت کو مارا کہ آپ زمین پر
گر پڑے اوسکا نشان اب تک مجھے کسی کتاب مین نہین ملا جسقدر کتابین اسوقت مجھکو
بہم پہنچی ہین قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ فَخَرَّ مِنْ ظَهْرِ جَوَادِهِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَوٰى جَالِسًا

ملا ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ گھوڑے کی پشت سے آپ جدا ہو کر زمین پر گر پڑے بعد اسکے سیدھے ہو کر بیٹھے وَهُوَ
يَقُولُ يَا أَبَتِ هٰذَا أَحَبِّي وَهٰذَا أَبِي وَهٰذِهِ جَدَّتِي فَاطِمَةُ اور کہتے تھے اے پدر بزرگوار دیکھیے یہ
میرے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور یہ میرے جد بزرگوار علی ابن ابی طالب ہیں اور یہ میری
دادی جناب فاطمہ ہیں وزاد أبو مخنف وَهٰذِهِ جَدَّتِي خَدِيجَةُ وَكُلُّهُمْ يَقُولُونَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ ابو مخنف نے
اتنی لفظ اور زیادہ کی ہے کہ یہ نانی خدیجہ کبریٰ تشریف لائی ہیں اور وہ سب بزرگوار آپ سے کہتے ہیں کہ جلدی
تشریف لائیے وَهُمْ مُشْتَاقُونَ إِلَيْكَ حَتَّى تَجِيءَ وَاعْنِ فَقَالَ الْبَطَلُ یہ سب بزرگوار آپکے مشتاق ہیں آپ
آجائیے تاکہ بہادروں کی لڑائی سے یکسوئی ہو جاے یعنی جنگ کا خاتمہ ہو جائے فَرْبِ الْعَجَار فَلَمَّا بَلَغَ الرُّوحُ
التَّرَاقِي قَالَ رَافِعًا صَوْتَهُ يَا أَبَتَاهُ هٰذَا جَدِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَقَانِي
بِكَأْسِهِ الْأَوْفَى شَرْبَةً لَا أَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا اور بحار میں یہ روایت ہے کہ جب روح اون جناب کی پیر گردن تک
پہونچی یعنی گلے میں جان آکر اٹک گئی با آواز بلند پکار کر کہا اے پدر بزرگوار دیکھیے میرے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے مجھکو اپنا جام پر آب پلا دیا اور ایسا پلایا ہے کہ اسکے بعد پھر مجھکو پیاس نہ لگے گی اور اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ کو شربت شہادت کربلا کو قبل مرنے کے پلایا جاتا تھا وَهُوَ يَقُولُ الْعَجَلَ الْعَجَلَ فَإِنَّ لَكَ كَأْسًا مَذْخُورًا
حَتَّى تَشْرَبَهَا السَّاعَةَ اور آپ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پیام دیتے ہیں کہ جلدی کیجئے جلدی آئیے
آپ کے واسطے بھی جام لبریز موجود ہیں جنکو آپ اسیوقت پیجئے گا قُلْتُ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ أَيْضًا الْأَخْبَارُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا كَانَ قَدْ عَلِمَ مِنْ كَرْبِ الْعَطَشِ عَلَى أَبِيهِ فَلَمْ يَنْسَهُ وَهُوَ یعنی میں کہتا ہوں
غور کرنا چاہیے اے مومنین اس بات پر کہ جناب علی اکبر رح نے چونکہ اپنے پدر بزرگوار کی پیاس کو جانا اور معلوم کر لی تھی اور
جگر جلا دینے والا پیاس کہ آپ کو تھی وہ یاد تھی دم مرگ اوسکو نہیں بھولے وَذَكَرَ مَا قَالَ لَهُ جَدُّهُ فِي تِلْكَ الْحَالِ
وَقَدْ بَانَ مِنْهُ أَنَّ الْعَطَشَ الَّذِي أَصَابَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَشَدَّ وَأَمَرَّ یعنی اور اس سے ظاہر ہو گیا
پیاس جناب امام حسین علیہ السلام کی بہت زیادہ تھی اور اوسکی ایذا بھی بہت شدید تھی قَالَ السَّيِّدُ رح ثُمَّ
شَهِقَ شَهَقَاتٍ سید ابن طاؤس رح کہتے ہیں کہ پھر جناب علی اکبر نے ایک نعرہ مارا اور رہ گئے وَقَالَ أَبُو مِخْنَفٍ ثُمَّ قَضَى نَحْبَهُ
اور ابو مخنف رح کہتے ہیں کہ اپنے والد بزرگوار کے پکارنے کے بعد اپنے وعدہ کو اوس صاحبزادہ نے پورا کیا فَقَالَ فِيهَا
فَصَاحَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوكَ يَا بُنَيَّ بحار میں روایت ہے کہ جناب امام حسین نے
چلا کر کہا کہ خدا قتل کرے ان ظالموں کو جنھوں نے اے فرزند تمکو قتل کیا ہے مَا أَجْرَأَهُمْ عَلَى الرَّحْمٰنِ وَعَلَى رَسُولِهِ

وَعَلیٰ اِنْتِہَاکِ حُرْمَۃِ الرَّسُوْلِ کسقدر جرأت انکی خدا پر بڑھگئی ہی اور رسول خدا پر اور کسقدر بیخوف ہو گئے ہین
ہتک حرمت رسالت آب پر عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اب بعد تمہارے مرجانے کے خاک ہی اس دنیا پر قَالَ ابُو مِخْنَف
لَمَّا قُتِلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَیْنِ صَرَخْنَ النِّسَاءُ بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ ابو مخنف کہتے ہین کہ جب جناب علی اکبر شہید ہو گئے
عورتونکے چیخنے اور چلانیکی آواز بلند ہوئی اور گریہ اور بکا سے شور مچا یا فَصَاحَ بِهِنَّ الْحُسَیْنُ اُسْکُتْنَ فَاِنَّ
الْبُکَاءَ اَمَامَکُنَّ وَجَعَلَ یَتَنَفَّسُ الصُّعَدَاءَ جناب امام حسین نے چلا کر اونسے کہا کہ چپ رہو رونیکا وقت ابھی تمہارے
آگے آتا ہی اور ٹھنڈی ٹھنڈی سانس آپ نے لی قَالَ ثُمَّ دَعَا بِبُرْدَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَبِسَهَا وَاَفْرَغَ عَلیٰ نَفْسِهِ
الْمُبَارَکَۃِ دِرْعَهُ الْفَاضِلَ بعد اوسکے آپنے جامہ جناب رسول خدا کا طلب کیا اور اوسکو پہنا اور زرہ رسول خدا
کی جسکا فاضل نام تھا لیکے بدن پر آراستہ کی وَتَعَمَّمَ بِعِمَامَۃِ السَّحَابِ وَتَقَلَّدَ بِسَیْفِهِ ذِی الْفِقَارِ عمامہ سحاب کو
سر پر رکھا اور ذو الفقار کمر سے لگائی وَاسْتَوٰی عَلیٰ ظَهْرِ جَوَادِهِ وَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ وَفَرَّقَهُمْ عَنْهُ اور گھوڑے پر
سوار ہو کر دشمنون پر حملہ کیا اور جماعت کو متفرق کر دیا اور مجمع کو جناب علی اکبر کے پاس سے ہٹا دیا وَاَخَذَ بِرَاْسِهِ
وَوَضَعَهُ فِیْ حِجْرِهِ وَجَعَلَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ ثَنَایَاهُ الشَّرِیْفَۃِ وَجَعَلَ یَلْثِمُهُ سر اوس صاحبزادیکا اپنی
گود مین رکھ لیا خون انکی دانتون سے پونچھنے لگے اور بوسہ دینے لگے وَیَقُوْلُ یَا بُنَیَّ لَعَنَ اللّٰہُ قَاتِلَکَ مَا اَجْرَاهُمْ
عَلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِهِ وَهَمَلَتْ عَیْنَاهُ بِالدُّمُوْعِ حُزْنًا لِلْمُصَابِ اور کہنے لگے ای فرزند خدا لعنت کرے تمہارے
قاتل پر کسقدر انکی جرأت بڑھگئی ہی خدا اور رسول کی نافرمانی پر اور دونون آنکھون مین آپکے آنسو بھر آئے اپنی مصیبت
یا اوس صاحبزادے کی مصیبت پر عَنْ اَبِیْ مِخْنَفٍ قَالَ عُمَارَۃُ بْنُ سُلَیْمَانَ وَفِیْ نُسْخَۃٍ ابْنُ رَاشِدٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ
مُسْلِمٍ قَالَ ابی مخنف نے عمارہ ابن سلیمان سے روایت کی ہی اور ایک نسخہ مین ابن راشد کی لفظ ہی اس اوسنے
حمید ابن مسلم سے روایت کی ہی حمید نے کہا کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی امْرَاَۃٍ قَدْ خَرَجَتْ مِنْ فُسْطَاطِ الْحُسَیْنِ کَاَنَّهَا
الْبَدْرُ السَّاطِعُ وَهِیَ تُنَادِیْ وَاوَلَدَاهُ وَاقَتِیْلَاهُ گویا مین دیکھ رہا ہون ایک مخدرہ خیمہ سے جناب
امام حسین کے مثل ماہ تابان کے نکل پڑین اور وہ آواز بلند سے پکارتی تھین ہا ای فرزند میرے ہای شہید
میرے وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاهُ وَاغَرِیْبَاهُ وَامُهْجَۃَ قَلْبَاهُ افسوس کم انصار کی تمکو تھی افسوس کہ تم غریب
مسافر تھے افسوس ای میوہ دل میرے لَیْتَنِیْ کُنْتُ قَبْلَ هٰذَا الْیَوْمِ عَمْیَاءَ کاش آج کے دن سے پہلے
مین نابینا ہو گئی ہوتی وَلَیْتَنِیْ وُسِّدْتُ الثَّرٰی کاش مین آج پیوند خاک ہو چکی ہوتی فَتَوَثَّبَ اِلَیْهَا
الْحُسَیْنُ فَرَدَّهَا وَاَدْخَلَهَا الْخِدْرَ جناب امام حسین بیتابانہ دوڑ پڑے اور اونکو پھیر لیگئے

اور اونمین کے خیمہ مین اونکو داخل کر دیا فسئلت عنہا فقیل لی ھذہ بنت امیر المومنین ع
مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون معظمہ تھین مجھسے کہا گیا کہ یہ دختر امیر المومنین ع ہین ثم بکی الحسین ع
رحمۃ لبکائہا اونکے خیمہ مین پہونچا نیکے بعد حضرت امام حسین ع کا دل بھر آیا اور آپ بھی رونے لگے
فقال انا للہ وانا الیہ راجعون اور پھر آیہ انا للہ زبان پر جاری کیا ثم ان الحسین ع وضع
ولدہ فی حجرہ وقال یا ولدی اما انت فقد استرحت من ھم الدنیا وغمہا [illegible]
جناب امام حسین ع نے سر اپنے فرزند کا اپنی گود مین لیا اور کہنے لگے کہ اے فرزند میرے تم تو اب دنیا کے رنج
وغم سے چھوٹ گئے اور آرام مین پہونچے وبقی ابوک وما اسرع لحوقہ بک اور باپ تمہارا رنج
اوٹھانے کو باقی رہگیا اور بہت جلد تمہارا باپ بھی تمسے ملا چاہتا ہی قلت ھذا جواب لما قال
علی بن الحسین ان جدی یقول لک العجل العجل مین کہتا ہون کہ جناب امام حسین ع کا
گویا جواب اوس بات کا ہی جو حضرت علی اکبر نے عرض کی تھی کہ آپ کو جد بزرگوار آپ کے جد بلا رہے ہین
وقال السید رح انہا کانت زینب ع ولکن ابو مخنف رح لم یسمہا اما اجلالا لہا واما
لانہ لم یصل الیہ الروایۃ بتصریح الاسم جناب سید ابن طاؤس رح کہتے ہین کہ وہ معظمہ جو نکل آئی
تھین جناب زینب ع تھین مگر ابو مخنف نے جو روایت حمید ابن مسلم کی لکھی ہی اوسمین نام جناب زینب ع کا
نہین لیا بلکہ دختر امیر المومنین ع کے لفظ لکھی یہ بات ابو مخنف نے یا اسوجہ سے کی ہی کہ جلالت شان جناب
زینب ع کی اونکو نام لینے سے مانع ہوئی اور یا یہ وجہ ہی کہ حمید ابن مسلم نے خود تصریح نام کی نہین کی اور
یہی لفظ حمید ابن مسلم نے کہی فھذہ روایتان پس جناب زینب کے نکل آنے کی یہ دو روایتین تو یہ ہوئین
والثالث ما روی عن عبد اللہ قال کنت اسمعہ واذا خرجت من خیمۃ الحسین الی ان
قال فقلت لکوفی من ھذہ اتعرفہا تیسری روایت عبد اللہ کی ہی وہ کہتا ہی مین سن رہا تھا
آواز جناب امام حسین ع کی یا علی اکبر کی کہ ناگاہ خیمہ سے جناب امام حسین ع کے ایک معظمہ نکل پڑین اور
وہی الفاظ اس روایت کے بھی ہین جو حمید ابن مسلم کی روایت مین گذرے تا اینکہ یہی عبد اللہ کہتا ہی
مین نے ایک کوفہ کے رہنے والے سے کہا یہ کون معظمہ ہین تو انکو پہچانتا ہے قال نعم ھذہ زینب اخت
الحسین ع اوس کوفی نے کہا کہ ہان مجھے معلوم ہی یہ زینب خواہر امام حسین ع ہین اقول اما خروج زینب فی
تلک الحال فھو امر اضطراری لا ینافی نبیہ الاجلال عندی مین کہتا ہون اس حالت مین جناب زینب ع کا

نکال نا یہ امر اضطراری ہے اسپر اعتراض وہی جاہل کریگا جسکو عناد اور خصومت اہل بیت سے ہوگی و اما انّھا الّتی

خرجت فھو الفسطاط الّذی کان لاصحابہ یقاتلون بین یدیہ لیکن یہ بات کہ وہ خیمہ کہاں تھا [illegible]

بس وہی خیمہ تک پہنچے خیمہ سے باہر آئیں جس خیمہ کے سامنے اصحاب لڑتے تھے و کان منصوباً بفناء حریم

الحسین ع و لم یکن بعیداً منہ اور یہ خیمہ سامنے حضرت امام حسین ع کے خیمہ کے کھڑا کیا گیا تھا اور دور حضرت کے

خیمہ سے نہ تھا فلمّا حمل جسد ولدہ واتی بہ الی ذلک الفسطاط خرجت زینب ع الی ذلک الموضع

جب حضرت امام حسین ع لاش جناب علی اکبر کی اوس خیمہ تک اوٹھا لائے وہیں تک جناب زینب تشریف لائیں اور

وہاں مجمع نامحرموں کا نہ تھا و یدل علیہ قول حمید ابن مسلم ثم ان الحسین ع دخل و ولدہ [illegible]

حیث لم یقل ثم جاء الحسین ع الی میدان الحرب اور اسی خیمہ میں لاش علی اکبر کا ہونا روایت حمید ابن

مسلم سے بھی نکلتا ہے اسلیے کہ بعد واپس کرنے حضرت زینب ع کے اونکے خیمہ میں یہہ نہیں لکھا ہے کہ امام [illegible]

اپنے بیٹے کو گود میں لیکر بیٹھے یہ نہیں کہا کہ میدان حرب میں حضرت چلے آئے اور وہاں لیکر بیٹھے و ان الثانی کا

شہادتہ بعد شہادۃ اصحابہ و اھل بیتہ یہ تاویل اسوقت کی ہے کہ شہادت جناب علی اکبر کے بعد شہادت

تمامی اصحاب اور اہل بیت کی ہو و اما علی تقدیر کونہ اوّل قتیل من ولد ابی طالب فقد روی المفید

ثم امر الحسین ع فتیانہ فقال احملوا اخاکم فحملوہ حتی وضعوہ بین یدی الفسطاط الذی

کانوا یقاتلون امامہ لیکن بنابر اوس روایت کے کہ جناب علی اکبر اوّل ولد ابی طالب سے شہید ہوئے

چنانچہ اسکو ہم اوپر ثابت کر چکے پھر تو جناب شیخ مفید رح کی روایت اس مقام پر یہ ہے کہ جناب امام حسین ع نے

جوانان اہل بیت کو حکم دیا کہ تم اپنے بھائی علی اکبر کی لاش اوٹھا لاؤ چنانچہ وہ لوگ اوٹھا لائے اور اوسی خیمہ کے آگے رکھ دیا جسکے آگے

لڑتے تھے اب تو بلا تاویل اسی مقام تک حضرت زینب ع کا آنا ثابت ہو گیا اما معرفۃ اسمھا الّا اشخاص [illegible]

[illegible] رجل جاء یرکض الی الحسین ع و یقول یا اخاہ یابن اخاہ لیکن یہ شبہ کہ جناب زینب کا نام [illegible]

دیکھ کر معلوم ہوا اور کیونکر لوگوں نے پہچانا اسکا جواب ہو سکتا ہے کہ جسوقت جناب امام حسین ع نے اونکو اونکے خیمہ [illegible]

[illegible] اوسوقت آپکی زبان پر یہ لفظ جاری ہوئے ہونگے کہ ای بہن زینب ع تم کیوں نکل آئیں اور اسی کو [illegible]

لیا ہوگا اور اوسکو معلوم ہوگیا ہو کہ حضرت زینب ع نکل آئیں کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے ثم خرجت [illegible]

[illegible] و لکن نیست عقیل ہاں میدان جنگ تک نکل آنا جناب زینب کا یہ اچھی بات نہیں ہے اور اس [illegible]

جناب زینب [illegible]

باب پنجاہ و پنجم فضائل جناب عباس ع اور ثبوت اس بات کا کہ اونکی شجاعت کی بشارت قبل ولادت اوس جناب کے ہوئی تھی کتب اہل سنت سے

کُنْتُ مِنْ اَیَّامِ الصِّبٰی اَسْمَعُ مِنْ شُجَاعَةِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَلِیٍّ اَلْاَکْثَرَ مِنْ جُمْلَةِ الشُّهَدَاءِ الَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَ الْحُسَیْنِ فِی الطَّفِّ
مین ہمیشہ لڑکپن سے سنتا تھا کہ حضرت عباس ع کی شجاعت بہت زیادہ تھی بہ نسبت اون شہدا کے جو کہ کربلا مین حاضر تھے وَاَسْمَعُ اَیْضًا اَنَّهٗ کَانَ اَلْاَوْفٰی وَ اَبَرَّ مِنْ بَیْنِ اَهْلِ بَیْتِ الْحُسَیْنِ اور یہ بھی مین سنتا تھا کہ جناب عباس ع بڑے ہی وفادار تھے اور قرابت کا حق بڑی بجالانیوالے تھے جناب امام حسین ع کے اہل قرابت مین وَقَدْ نَظَمَ الشُّعَرَاءُ وَ رَوَی الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ سَجَایَاهُ مَا الْکُرْ یُرُوْ فِیْ اَحَبِّ مِنْهُمْ مداح اہلبیت نے بھی نظم کیا ہے اور راویون نے دونون فریق شیعہ و سنی کے بھی جناب عباس ع کی وہ خصلتین بیان کی ہین جو اوسکی نسبت روائتون مین نظر سے نہین گذرین وَاَیْضًا کُنْتُ اَسْمَعُ مِنَ الزُّوَّارِ لِمَرْقَدِهِ الشَّرِیْفِ عَجَائِبَ الْاُمُوْرِ وَاِنَّهَا الْاُمُوْرُ کَادَتْ اَنْ تَتَوَاتَرَ زائران مرقد جناب عباس ع سے بھی عجائب کرامات مین سنتا تھا اور وہ ایسی باتین ہین کہ حد تواتر کو پہونچ گئی ہین حَتّٰی لَمْ یَبْقَ لِاَحَدٍ مِنَ الْفِرْقَةِ الْمُحِقَّةِ فِیْ صُدُوْرِ تِلْکَ الْاُمُوْرِ شَکٌّ تا اینکہ گروہ شیعہ مین کسی کو ان کرامات کے صادر ہونے مین جناب عباس ع کے شک نہین باقی رہا وَمَعَ ذٰلِکَ فَاِنَّ اَعْدَائَنَا وَالْمُبْغِضِیْنَ لِاَهْلِبَیْتِ مُحَمَّدٍ حَالُهُمْ مَا کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ مَا یَمُجُّ عَنْ اِسْتِمَاعِهِ الْاٰذَانُ باین ہمہ تواتر اور شہرت کے پھر بھی ہمارے دشمن اور جنکو بغض اہلبیت سے ہے مدتون سے ان کرامات کے بارے مین ایسی باتین کہتے چلے آئے ہین جنکا سننا کانون سے ناگوار معلوم ہوتا ہے وَیُوْرِدُوْنَ عَلٰی تِلْکَ الْاَخْبَارِ اِیْرَادَاتٍ اوران خبرون پر جو متعلق کرامات جناب عباس ع سے ہین بہت سے اعتراض

وارد کرتے ہیں فمنہا ان ذلک یفضی الی فضیلۃ عباس بن علیؑ علی الحسین بڑا
بھاری انکا اعتراض یہ ہے کہ ایسی کرامتوں سے فضیلت حضرت عباس کی امام حسینؑ
پر لازم آتی ہے حالانکہ وہ امام برحق ہیں اور عباس اور اونکے بھائی تابع امام حسین علیہ السلام
کے تھے وکیف یصح ان یتصف التابع بصفات لا یتصف بہا متبوعہ و امامہ
پس کیونکر صحیح ہو سکتی ہے یہ بات کہ تابع میں ایسی صفتیں ہوں جو اوسکے متبوع و پیشوا میں نہوں
وہذہ الشبہۃ لشبہۃ اکثر الموالین لہ رضوان اللہ علیہ اور اسی شبہ کو سنکر
اکثر دوستداران جناب عباسؑ کے دلمیں کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے وقد کنت برہۃ من
الزمان ارجو من اللہ ان یوفقنی لجواب تلک الشبہۃ بحیث لا یبقی لتلک الشبہۃ
اثر میں تھوڑے دنوں سے خدا سے آرزو کرتا تھا کہ مجھے اس شبہ کے جواب کی ایسی توفیق
دے کہ اوس جواب کو سنکر پھر اس شبہ کا نشان باقی نرہے ولا یبقی للمعاند محل طعن
فیما نحن بصددہ اور دشمن اہلبیت کو کوئی جگہ طعن کرنے کی باقی نرہے فنقول
اما شجاعتہ فقد روی بعض علماء الانساب من اہل السنۃ ایضا انہا کانت
مبشرۃ علی لسان المخبر الصادق الامین اب ہم کہتے ہیں کہ شجاعت جناب عباسؑ
کی تو ایسی ہے کہ بعض علماء علم نسب جو اہل سنت سے ہیں انہوں نے بھی روایت کی
کہ انکی شجاعت کی بشارت زبان جناب مخبر صادق سے بھی ثابت ہوئی ہے ولم یکن
احد من الشہداء الذین استشہدوا فی الطف فائزا الی تلک الدرجۃ اور کوئی
شخص شہداء کربلا میں سے ایسا نہیں ہے جس کی شجاعت کی تحقیق اس درجہ تک
پہونچی ہو قال فی عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب عباس بن علی امیر المومنین
ویکنی ابا الفضل کتاب عمدۃ الطالب جو نسب میں اولاد حضرت ابی طالب
کے ہے اوس میں لکھا ہے کہ عباس فرزند علی امیر المومنین کے تھے ایک نام اونکا بطور کنیت
کے ابو الفضل بھی تھا ویلقب السقاء لانہ استسقی الماء لاخیہ الحسین یوم
الطف اوس جناب کو لقب سقائی بھی ملا تھا اسلئے کہ پانی بھر لائے تھے اپنے
بھائی امام حسین کے واسطے بروز طف یعنی روز عاشورہ کے سخت دنمیں ایک

قطرہ پانی کا نہر سے کوئی نہیں لا سکتا تھا وقُتِلَ دُونَ اَن یُبلِغَهُ اِیَّاهُ وقبرہ
قریبٌ مِنَ الشَّرِیعَۃِ حیثُ استُشهِدَ اور شہید ہو گئے وہ جناب بدون اسکے کہ وہ پانی
اپنے بھائیکو پہونچا سکیں قبر اون جناب کی اوسی گھاٹ کے قریب بنی ہے جس جگہ آپکی
شہادت ہوئی ہو وکانَ صاحِبَ رَایَۃِ الحُسَینِ اَخِیهِ فِی ذٰلِکَ الیَومِ عاشورہ
کے دن علمدار لشکر اپنے بھائی حسین کے یہی جناب تھے اِلٰی اَن قالَ وَقُتِلَ وَلَهُ اَربَعٌ وَثَلٰثُونَ
سَنَۃً یہانتک صاحب کتاب نے لکھا کہ سن اون جناب کا بروز شہادت چونتیس برس کا
تھا وَاُمُّهُ وَاُمُّ اِخوَتِهِ عُثمَانَ وَجَعفَرَ وَعَبدِ اللّٰهِ اُمُّ البَنِینَ بِنتُ حِزَامِ بنِ خَالِدِ بنِ
رَبِیعَۃَ مادر گرامی جناب عباس اور اونکے تینوں بھائی عثمان اور جعفر اور عبد اللہ کی
ام البنین تھیں بیٹی حزام کی بیٹی خالد کی جو بیٹی ربیعہ کی تھی ثُمَّ انتَسَبَ المُؤَلِّفُ وَسَاقَ
سِلسِلَۃَ اُمَّهَاتِ اُمِّ البَنِینَ اِلٰی اَربَعَۃٍ پھر اسکے بعد مصنف کتاب نے نسب بیان
کرنا شروع کیا ہے اور سلسلہ مادران مسمی ام البنین کو چار تک پہونچایا ہے یعنی چار ام البنین
عالی نسب تک انکی نسب کا سلسلہ ملایا ہے وَنَسَبَهُنَّ اِلَی هَوَازِنَ وَجَعفَرِ بنِ کِلَابٍ وَعَبدِ
مَنَافٍ ان چاروں مادران مسمی ام البنین کو طرف ہوازن و جعفر بن کلاب اور عبد
مناف کی نسبت دی ہے ثُمَّ قَالَ وَقَد رُوِیَ اَنَّ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ عَلِیًّا قَالَ لِاَخِیهِ
عَقِیلٍ وَکَانَ نَسَّابَۃً عَالِمًا بِاَنسَابِ العَرَبِ وَاَخبَارِهِم پھر صاحب کتاب کہتے ہیں تحقیق
کو یہ روایت پہونچی ہے کہ امیر المومنین علی نے اپنے بھائی عقیل سے فرمایا اور یہ عقیل بڑے
نساب تھے عرب کے نسب کو خوب جانتے تھے نسب کے متعلق جو خبریں ہیں اونکو خوب جانتے تھے
اُنظُر اِلَی امرَاَۃٍ قَد وَلَدَتهَا الفُحُولَۃُ مِنَ العَرَبِ لِاَتَزَوَّجَهَا فَتَلِدَ لِی غُلَامًا فَارِسًا
اے بھائی عقیل تلاش کرو ایک ایسی عورت جسکے باپ دادا اسکے بہادران عرب سے ہوں کہ
میں اوس سے نکاح کروں اور پھر اوس عورت سے میرا ایک لڑکا پیدا ہو جو شہسوار یعنی
بہادر ہو فقال لَهُ تَزَوَّج اُمَّ البَنِینَ الکِلَابِیَّۃَ فَاِنَّهُ لَیسَ اَشجَعَ مِن آبَائِهَا فَتَزَوَّجَهَا
حضرت عقیل نے کہا کہ آپ ام البنین کلابی سے نکاح کریں اونکے آبا و اجداد سے زیادہ
تر عرب میں کوئی شجاع و بہادر نہیں ہے اس جانچ کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے

حضرت ام البنین سے اپنا عقد کیا اقول وھذا من کرامات مولانا امیر المومنین
ومن علمہ الغامض الذی تعلم من اخیہ رسول اللہ صلعم میں کہتا ہوں یہ روایت
منجملہ کرامات جناب امیر علیہ السلام کی ہے اور اوس علم سے اوس جناب کی خبر دیتی ہے جسکو
آپ نے اپنے بھائی رسول اللہ ص سے سیکھا تھا لانہ اخبر بہ قبل ان یتزوج من ام البنین
اسلئے کہ اس بہادر لڑکے کے پیدا ہونیکے پہلے آپنے خبر دی قبل اسکے کہ ابھی آپنے حضرت
ام البنین سے نکاح نہیں کیا تھا وانما یرید بذلک الولد العباس رح ویصفہ بانہ یکون
فارساً بطلاً فوقع کما اخبر بہ اس فرزند سے مراد جناب امیر کی حضرت عباسؑ ہیں
انکی صفت آپ یہ فرماتے ہیں کہ سوار بہادر ہونگے ایسا ہی تو ہوا جیسی آپنے
خبر دی تھی وقد ثبت من تلک الروایۃ ان ام البنین کنیۃ لام عباس قد کناھا
بھا ابواھا تفاولاً اس روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ ام البنین کنیت مادر جناب عباسؑ
کی ہے کہ اونکی ماں باپ نے بطور فال نیک کے اسی نام سے نہاد کیا تھا اونکا مطلب یہ تھا
کہ خدا اس دختر کو صاحب اولاد بسیری کرے ایسا ہی ہوا کہ چار بیٹے ہوئے اور چاروں
اپنے امام پر نثار ہو گئے فھی کریمۃ الاصل طیبۃ الولادۃ پس جناب ام البنین شریف
خانوادہ تھیں اور پاکیزہ پیدائش پیدا ہوئی تھیں لنسب انکا عمدہ تھا ولیس ما توھم
من ظاھر اللفظ انھا کانت امۃ مملوکۃ فولدت الابناء ظاہر لفظ سے جو توہم
ہوتا ہے کہ جناب ام البنین زر خرید لونڈی تھیں اور اونسے یہ لڑکے پیدا ہوئے ایسا
نہیں ہے اما قول عباس رح انا عبد من عبید الحسین فھو ان صح فغایۃ فی الخضوع
رہا یہ قول جناب عباسؑ کا کہ میں ایک غلام ہوں غلامان حسین میں سے پس اگر یہ روایت
صحیح ہے تو نہایت درجہ کی فروتنی پر جناب عباس کی دلیل ہے لکون الحسین
اماماً ولکونہ ابناً لرسول اللہ اسلئے کہ جناب امام حسین حضرت عباسؑ کے امام
اور فرزند رسول بھی تھے وکان علی ایضاً یقول انا عبد من عبید محمد جناب امیر بھی تو
فرمایا کرتے تھے میں ایک غلام ہوں غلامان محمد سے وانما ھو ابن عمہ واخوہ ونفسہ وھما من اصل
النورین حالانکہ چچا زاد بھائی تھے اور ایک نور سے دونوں کی خدا نے خلقت فرمائی ہے

وکذلک مایذکرون فی المراثی المنظومة من اقاویل المنسوبة الی امه ام البنین یوم
ورود کتاب عمر بن سعد بالمدینة اسی طرح مرثیوں میں جو باتیں جناب ام البنین کیطرف
منسوب کیجاتی ہیں اوس روز کے جب فتحنامہ عمر سعد کا قاصد لیکر مدینہ میں آیا تھا کر آقا کے
سامنے غلاموں کا کیا ذکر کرتے ہو اوس سے مراد شاعروں کی یہ ہے کہ غلامی نہیں ہے عام لوگوں کو
دھوکے میں نہ آنا چاہیئے فالعباس ابوہ علی بن ابی طالب اشجع الناس وامہ قد اولدتھا
فحولة العرب اب معلوم ہوا کہ جناب عباسؑ کے باپ علی بن ابی طالب تھے جنسے زیادہ
تر شجاع عرب میں کوئی پیدا نہوا اور ماں اونکی ام البنین تھیں جنکی باپ دادا سے بہادری
چلی آئی فکیف لایکون العباسؑ اشجع زمانہ واربط جاشا جب ماں باپ کا یہ حال ہو
پھر کیوں نہ جناب عباسؑ اپنے زمانہ کے بڑے بہادر اور بڑے قوی دل ہونگے ولاسیما انہ
مبشر بالشجاعة قبل میلادہ خصوصا کہ وہ جناب اپنی شجاعت کی بشارت قبل
ولادت پاچکے تھے والفرق بین کونہ مبشرا بالشجاعة وبین کون بعض الشھداء
ایضا مبشرین بصفات اخر علی لسان النبی کمسلم بن عقیل وحبیب ابن مظاھر
اور فرق جناب عباس کی شجاعت سے بشارت یافتہ ہونمیں زبان سے جناب
رسالتمآب کے اور دیگر شہدا کے مبشر ہونمیں مثل مسلم بن عقیل اور حبیب ابن مظاہر
کے کیا ہوا ہے اور ظاہر ہے فان علیا کان مامورا من عند اللہ ان یتزوج من
ام البنین الکلابیة خاصة لتلد ھذا البطل الفارس اسلئے کہ جناب امیر کو خدا
کیجانب سے حکم تہا نکاح کرنیکا جناب ام البنین سے خاص کرنا کہ اونسے عباس ایسا بہادر شہسوار
پیدا ہو فکان تزوجہا منہ بامر اعطاء اللہ سبحانہ ایاھما مثل ذلک الولد لتحملہ الوقائع
والمعاھدات التی وقعت فی قضیة شہادة الحسین پس نکاح کرنا اونسے جناب امیر کا اور
عطا کرنا خدا کا اون دونوں صاحبوں کو ایسا فرزند ارجمند یہ بھی داخل ہے اون وعدوں
اور عہد پیمانوں میں جناب رسالتمآب کے جو شہادت امام حسین میں ہوئی تھی ومن
ھھنا یظھر صحة ما اشتھر ان علیا حین حضرہ وفاتہ فوض امر العباس الی الحسین
ولم یفوض الی غیرہ اور یہی جگہ سے ظاہر ہوتی ہے صحت اس مشہور بات کی کہ جناب

امیرنے بروقت وفات اپنی جناب عباسؑ کو حضرت امام حسینؑ کے سپرد فرمایا اور کسی کو
انہیں سپرد نہ کیا وکان عمرہٗ فی ذلک الیوم نحواربعۃ وعشرین سنۃ جمعًا بین الروایات
سن جناب عباس کا اوسدن یعنی بروز وفات جناب امیرؑ قریب چوبیس برس کے تھا جیسا کہ
چند روایتوں کی جمع کرنے سی ثابت ہوتا ہی وایضًا کان العباسؑ یہوی الحسینؑ من بدو عمرہٖ
یہ بہی نتیجہ اسی کا نکلتا ہی کہ حضرت عباسؑ جناب امام حسین کو ابتدای عمر سی بدل دوست رکہتی تہی لانہ
السعید الذی سعد فی بطن امہٖ اسلئے کہ وہ جناب اپنی ماں کے پیٹ سی اسی سعادت پر پیدا
ہوئی تہی کہ امام حسین کہو دوستدار رہین وقد افتخر العباسؑ بذالک لما ارتجز فی الطف
وبرز الیہ المارد اللعین کما یاتی انشاء اللہ جناب عباسؑ نے بہی اسی بات پر فخر ابنا ظاہر
کیا کہ مین حسینؑ کو دوست رکہتا ہوں جسوقت رجز پڑہی آپنے دشت کربلا مین اور
مارد ملعون پہلوان آپ کے مقابلہ کو نکلا تھا چنانچہ ہم اس لڑائی کو کتب اہلسنت سے نقل
کرینگے انشاء اللہ اما ما یقولون من لزوم مزیۃ العباس علی الحسینؑ فذلک
من الاقوال الواہیۃ لا ینبغی لنا التعرض بردھا لیکن یہ جو واہی باتین کرتے مین کہ
ان کرامات کی ظاہر ہونے سی رتبہ حضرت عباسؑ کا حسینؑ سی بڑہ جاتا ہی یہ ایسی باتین ہین
پوچ و لچر جنکی رد کرنیکی طرف ہمکو توجہ نہ کرنی چاہیئے بل نرجع الی ذکر مآثر العباسؑ
مستعینًا باللہ بلکہ ہم پہر پلٹتی ہین فضائل جناب عباس کے بیان کرنیکی طرف اور خدا سی
مدد چاہتی ہین کہ ہماری بیان مین لغزش نہ ہو اور صورت واقعی کا نقشہ کہنچ جائے

باب پنجاہ وششم جناب عباسؑ کا معرفت الہی اور ایمان مین کامل ہونا بروایت اہلسنت اور کربلا مین چند معجزین اہلبیت کے ساتھ ملکر کنوان کہودنا بحکم امام اور بیان چند پتہر کا جو اس کنوئین مین دیکھے گئے

قال فی عمدۃ المطالب روی الشیخ ابو نصر البخاری عن المفضل بن عمر انہ قال کتاب
عمدۃ الطالب مین کہتی ہین روایت کی ہی شیخ ابو نصر بخاری نے مفضل ابن عمر سی اونہون نے

یہ کہا قال الصادق جعفر بن محمد کان عمنا العباس بن علی ناقد البصیرۃ صلب
الایمان کہ جناب صادقؑ نے فرمایا ہماری چچا عباس بن علی بصیرت مین یعنی معرفت الہی
مین خوب حق اور باطل کی تمیز رکھتی تہی اور ایمان مین پوری درجہ کو پہونچی ہوئی اور کہلی ہوئے
دیندار تہی جاھد مع ابی عبد اللہ وابلی بلاء حسنا جناب امام حسینؑ کے ہمراہ انہون نے بہی جہاد
کیا اور امتحان الہی مین پوری اوتری ومضی شہیدا ودم العباس فی بنی حنیفۃ شہادت پاکر
دنیا سے گذر گئی دعوی خون ناحق جناب عباس کا بنی حنیفہ سے ہے قلت وقد ذکر الصادق
للعباس اربعۃ خصال جناب صادقؑ نے حضرت عباس کی اس حدیث مین چار خصلتین
بیان فرمائین اولھا انہ کان رح ناقد البصیرۃ پہلی صفت یہ ہی کہ جناب عباس بصیرت مین
بڑی تمیز رکہتی تہی والبصیرۃ ھو التبصر فی امور الدین والمسائل الاعتقادیۃ اور بصیرت کے
معنی یہ ہین کہ امور دین اور مسائل اعتقادیہ مین آدمی کو پوری واقفیت ہو والناقد ھو
الممیز بین الحق والباطل اور ناقد وہ شخص ہے جو حق اور باطل مین پوری تمیز کر لیتا ہو فالمراد
بناقد البصیرۃ انہ کان ممیزا بین الحق والباطل عن الامور الاعتقادیۃ پس مراد ناقد
البصیرت سے یہ ہی کہ جناب عباسؑ مسائل اعتقادی مین حق کو باطل سے جدا کر لیتی تہی
والمراد انہ کان یختلس النظر بامراد اس لفظ سے یہ ہے کہ جناب عباسؑ ہمیشہ نظر کرتی رہتی تہی
مسائل اعتقادی مین ویدوم متفکرا فی المعارف الالھیۃ ولا یخلو فی وقت من
الاوقات الا وھو باحث عن نفسہ فیھا اور ہمیشہ فکر کیا کرتے تہی اون مسائل مین
جنسے خدا پہچانا جاتا ہی اور کوئی وقت اونکی اوقات عزیز مین سی ایسا خالی نہین رہتا تہا
مگر اینکہ وہ جناب اپنی دل سی انہین مسائل مین بحث نکرتے ہون ثم قال الصادق
انہ کان صلب الایمان پہر کہا جناب امام صادقؑ نے کہ حضرت عباس ایمان مین
پختہ اور مضبوط تہی ای الجبار المستوی والماضی فیہ مراد یہ ہے کہ جناب عباس ایمان مین
پکے تہی اور برابر تہے کبھی کسی قسم کی لونکی اعتقاد مین نہ تہی اور ایمان کی درجات مین ہر درجہ
سے گذر کر کمال ایمان کو پہونچ گئے تہے وھو نتیجۃ کونہ ناقد البصیرۃ اور یہی نتیجہ
تہا اوس جناب کے تمیز کرنیکا حق اور باطل مین فانہ من کان یدیم النظر فی المعارف

الالهیة فلا محالة ینکشف عنده الحقائق الایمانیة اسلئی که جو شخص ایسے مسائل
توحید مین فکر کرتا رہیگا ضرور اوسپر یہ باتین ایمانکی کہلجائینگی فکانه ذکر الدعوی مع الدلیل
گویا که حضرت نے دعوی کو مع دلیل ذکر کر دیا ہے لان المخاطب بذلک الحدیث ھو المفضل بن عمر
وھو من اجلة العلماء بالتوحید والمعارف اسلئی که اس کلام کی مخاطب مفضل بن عمر ہین
جو بڑے عالم علم توحید اور معرفت کے اصحاب جناب صادق علیه السلام مین سے تھے فلذا ذکر
الصادق من اوصاف عمه رح ما یلیق ان یذکر عند من یکون عارفا بها بل واصلا الیها
اسیواسطے جناب صادق ؑ نے وہ صفتین اپنے چچا عباس کی بیان کین جنکا بیان کرنا ایسے
کے سامنے مناسب ہے جو اون اوصاف کو پہچانتا ہو بلکہ خود بھی اون مدارج معرفت کو
پہونچگیا ہوا امّا قوله ودم العباس فی بنی حنیفة فھو انکان من قول المصنف فخبر محض لیکن
یہ بات جو کتاب مین لکھی ہے که خون جناب عباس کا قبیله بنی حنیفه مین ہے شاید ابان بن دارم
کا شخص قاتل جناب عباس اسی قبیله سے تھا اگر یہ قول مصنف کتابکا ہے پس محض خبر کی نسبت
سے ہے اور بیان تاریخی ہے وان کان من تتمة الحدیث فھو تذکیر لنفسه وتذکیر لشیعته
اور اگر یہ قول تتمه حدیث ہے یعنی قول امام ؑ ہے پس حضرت اپنے بھی یاد دہی فرماتے ہین
اور اپنے شیعونکو بھی یاد دلاتے ہین کے لا ینسون تلک ھولاء الشھداء باسماھم وانسابھم
تا که شیعه لوگ بھول نجائین شہدا کے قاتلونکے نام و نسب کو بلکہ یاد رکھین فاذا خرج الحسین
من قبره فی الرجعة او ظهر الحجة القائم صلوٰة الله علیه ونودی یالثارات الحسین
پھر جسوقت نکل آوینگے امام حسین ؑ اپنے قبر سے زمانه رجعت مین یا ظہور فرماوینگے امام آخر الزمان
اور پکار ہوگی ہر طرف کہاں ہین انتقام لینے والے خون ناحق امام حسین علیه السلام کے آوین اپنے
امام کی خدمت مین اور جی کھولکر بدلا لین قاتلون سے فالمخلصون الذین کانوا فی حیاتهم
یدعون الله سبحانه ان یحشرھم مع امامھم لاخذ الثار پس وہ خالص شیعه جو اپنے
زمانه حیات مین خدا سے دعا مانگتے تھے که خدا اونکو اونکے امام کے ہمراہ قبر سے اوٹھاوے
واسطے انتقام لینے خون ناحق امام حسین علیه السلام کے وقد استجیبت دعوتھم فی حیاتھم الله
بعد موتھم وحشرھم کذلک اب که خدا نے اونکی دعا قبول فرمائی اور مرنیکے بعد

زمانہ رجعت میں اونکو زندہ کردیا اور اونکو اونکی امام کی ہمراہ قبر سے اوٹھایا فهم يكونوا على ذكر
من اسماء القتلة والشفقة لدماء هؤلاء الشهداء جانتے ہیں جناب صادق علیہ السلام اس
یاد دہی سے شیعوں کو یاد دیہ نام ان شہیدوں کی قاتلوں کی جنہوں نے انکی خونریزی کی ہے اللهم
اجعلنا من هؤلاء الموالين المحشورين مع امامنا وسيدنا آمين خداوندا ہمکو بھی انہیں
دوستداران اہلبیت میں داخل کردے جو اپنے امام اور آقا کے ساتھ رجعت میں زندہ ہو کر
اوٹھینگے آمین فكان الصادق يقول لمفضل بن عمر يا مفضل تحفظ انت وتذكر اخوانك
المؤمنين بالرجعة پس گویا امام جعفر صادق مفضل ابن عمیر سے فرماتے ہیں مفضل تم بھی
یاد رکھو اور اپنے برادران ایمانی کو بھی جو رجعت پر ایمان لائے ہیں یاد دلاؤ انهم يحفظون
بالعين ما بلغوا الى ان يقوم قائمنا وينتقم من اعدائنا ان دم العباس في بني حنيفة
وہ لوگ بھی یاد رکھیں اور پشت در پشت یاد کراتے چلے جائیں اوس دن تک کہ قائم آل
محمد ظہور فرما کر ہمارے دشمنوں سے انتقام لیں یاد دہی اس بات کی ہے کہ خون جناب عباس کا
قبیلہ بنی حنیفہ میں ہے ثم لما كان العباس قد قتل في زحام من الاشرار وكان فارسا
بطلا پھر چونکہ جناب عباس کی شہادت ایک جماعت بدکاروں میں ہوئی تھی اور یہ جناب
دلاور نامی اور بہادر بے بدل تھے وكان يدعي كل واحد من بينهم انه قتله
لاخذ الجائزة وقد اشتبه امر قاتله باسمه ونسبه اور ہر شخص اون میں سے اپنی ناموری
کی غرض سے مدعی اسکا تھا کہ وہی ملعون قاتل اوس جناب کا ہے تاکہ اوسی کو انعام اور
جائزہ یزید سے ملے لہذا نام ونسب اصلی قاتل کا مشتبہ ہو گیا تھا فلابد للامام والحجة ان
يصرح باسمه ونسبه كي يرتفع الخلاف ويتعين القاتل على البت پس ضرور ہے امام اور
حجۃ خدا کو کہ قاتل کے نام ونسب کی تصریح کردیں تاکہ یہ اختلاف جو موجب اشتباہ کے
جاتا رہے اور قاتل کا پتہ پورا پورا لگ جائے هذا بیان اس حدیث کی ظاہری معنوں کا
جہانتک ہو چکا ولا يخفى على العارف باساليب كلام الائمة ان هذا الحديث لكونه
مشتملا على خواص الامور يصدق بعضه بعضا في انه صادر عن ينابيع العلم
والحكمة اور چھپ نہیں سکتا ہے اوس شخص پر جو پہچانتا ہو طرز اور طریقہ کلام

ائمہ معصومین کا کہ یہ حدیث چونکہ شامل ہے خاص خاص باتون پر معرفت الہی کی اس لئی ایک ایک
جزو ہکا انکا تصدیق کرتا ہی اس بات کی کہ یہ کلام ضرور سرچشمہ علم اور حکمت سے صادر ہوا ہی فان قولہ نافذ
البصیرۃ یلزمہ کونہ صلب الایمان اسلئی کہ فرمایا جناب صادق ع کا کہ اونکی چچا عباس نافذ البصیرۃ
تہی یعنی حق و باطل کی تمیز اونکو پوری تہی اس صفت کو لازم ہی کہ ایمان بہی اوس جناب کا کامل
درجہ پر ہو وکونہ کذلک یلزمہ ان یجاہد فی سبیل اللہ حق الجہاد اور ہونا جناب عباس
کا کامل الایمان اونکو یہ بات لازم ہی کہ راہ خدا مین جو کہ حق جہاد کرنیکا ہی اسکو پورا کرین و
ھذا الجہاد ھو الذی قد کان مع الحسین کما اخبر بہ سلمان علی ما فی روایۃ زہیر بن القین
اور یہ جہاد وہی جہاد ہی جو ہمراہ ہی جناب امام حسین کے شہدائے کربلا نے کیا چنانچہ اسکی تصدیق اوس
حدیث سے ہوتی ہی جسکو زہیر بن قین نے حضرت سلمان سے نقل کیا ہی ویلزمہ ان یبلی بالامتحان
اور اس کو لازم ہی کہ جناب عباس امتحان الہی مین پورے اوترین اور کسی طرح کی لغزش نہو
ولنذکر من نتائج کونہ صلب الایمان ھھنا امورا یتضح منہا انہ رضوان اللہ علیہ کان
کان متیقنا فی دینہ اب چاہئی کہ ہم بیان کرین نتیجے حضرت عباس کے کامل الایمان ہونیکی اور چند امور
ایسی بیان کرین جنسے کہلجائے یہ بات کہ وہ جناب رحمت خدا کی اون پر ہو کیسے مضبوط
اپنے دین مین تہے وکیف کان یطیع نبیا بامرہ و لی امرہ و امامہ الحسین ع اور کیسی اطاعت
کرتے تہے وہ جناب اون احکام کی جو اونکی حاکم اور امام صادر فرماتے تہے ونکتفی منہا بما جاء
بعد ورودہ فی الطف اس مقام پر ہم اکتفا کرتے ہین اونہین چند باتونکی بیان کرنے پر
جو بعد وارد ہونے کربلا کے جناب عباس ع سے ظاہر ہوئی ہین فمنہا ما روی ابو مخنف
قال واشتد العطش بالحسین و باصحابہ واولادہ فدعی باخیہ العباس ع
ابو مخنف کہتے ہین کہ جب پیاس کی شدت ہوئی امام حسین ع اور اونکی اصحاب اور اولاد پر
بلایا حضرت نے اپنے بہائی عباس ع کو وقال یا اخی اجمع اہلبیتک واحفروا بئرا کہا حضرت
ای بہائی عباس اپنے گہرانیکے سب عزیزونکو جمع کرکے سب ملکر ایک کنوان کہودو
ففعلوا فلم یجدوا فیہا ماء فطموہا اون سعادتمندون نے کنوان کہودا مگر اوس مین
پانی برآمد نہ ہوا تب اوسکو پاٹ کر زمین برابر کردی قلت وھذہ الروایۃ تدل

عَلٰی اَنَّ الْحُسَیْنَ کَانَ مَامُوْرًا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ بِاَنْ یَاْمُرَ اِخْوَتَہٗ وَاَبْنَائَہٗ وَاَھْلَبَیْتِہٖ خَاصَّۃً
بِحَفْرِ الْبِئْرِ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکے دن امام حسینؑ کو حکم خدا تہا کہ خاص اپنے بہائی
اور بیٹے اور اہلبیت کو حکم دین کنوان کہودنے کا اور یہ ذلیل خدمت اون عزیزونسے لین جنکی عزت
خدا کی نزدیک سب سے زیادہ ہے فَلِذَا لَمْ یَاْمُرْ اَصْحَابَہٗ وَعَبِیْدَہٗ بِذٰلِکَ وَھُوَ اَیْضًا اَمْرٌ مِنْ بِکَالِیْفِہٖ
الْخَاصَّۃِ چونکہ حکم الہی یہی تہا کہ آل رسول اس خدمت کو بجا لائین لہذا امام حسینؑ نے اپنے
اصحاب کو بلکہ غلامونکو بہی یہ حکم نہ دیا اور یہ بات بہی خاص اونہین تکلیفونمین داخل ہے
جنکو خدا نے امام حسین علیہ السلام سے مخصوص کیا ہے کسی نبی اور امام پر یہ تکلیف خدا نے نہین
فرمائی ہے وَاِلَّا فَقَدْ تَعْلَمُ اَنَّ اَتْبَاعَ الْحُسَیْنِ وَعَبِیْدَہٗ الْحَاضِرِیْنَ وَھُمْ جَمَاعَۃٌ قَدْ کَانُوْا
لِامْتِثَالِ ذٰلِکَ الْاَمْرِ کَافِیْنَ ورنہ تم کو معلوم ہے کہ اصحاب امام حسینؑ کے اور غلام جو اوسوقت
حاضر تھے اور جماعت بہی انکی زیادہ تہی وہی لوگ کنوان کہودنے کیواسطے کافی تہے دَعْ مَا یَحْتَاجُ
اِلٰی شِرْکَۃِ اَقْرِبَاءِ الْحُسَیْنِ الَّذِیْنَ ھُمْ مُحْتَشِمُوْنَ وَلَھُمْ وَجَاھَۃٌ عِنْدَ اللّٰہِ اور یہ جماعت
اصحاب اور غلامونکی محتاج اس بات کی نہ تہی کہ انکی ساتھ عزیز قریب امام حسینؑ کے اس ذلیل
کام کو کرین حالانکہ اون اہلبیت کی عزت اور حرمت پیش خدا بہت زیادہ تہی
ثُمَّ خَصَّ الْخِطَابَ بِذٰلِکَ اِلٰی عَبَّاسِ بْنِ عَلِیٍّ لِکَوْنِہٖ مُحَکُوْمًا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ لِاِمْرَۃِ ذٰلِکَ الْاَمْرِ
پہر یہ بہی خیال کرنیکی بات ہے کہ خطاب خاص اس کام کرنیکا جناب عباسؑ کی طرف فرمایا ہے
اسلیے کہ علم الہی مین یہی گذرا تہا کہ افسری اس خدمت کی انہین کے نام ہو وَھِیَ
الْکَرَامَۃُ الْعُظْمٰی الَّتِیْ قَدْ خَصَّ اللّٰہُ بِھَا عَبَّاسَ بْنَ عَلِیٍّ وَاَھْلَبَیْتِہٖ اور یہ ایک بڑی
بزرگی کی بات ہے جس سے خدا نے جناب عباسؑ اور اونکے اہلبیت کو مخصوص کیا وَاِنِّیْ
کُلَّمَا اَذْکُرُ تِلْکَ الرِّوَایَۃَ یَخْطُرُ بِبَالِیْ اَنَّ الْاَصْحَابَ وَالْمَوَالِیَ لِلْحُسَیْنِ لَمَّا کَانُوْا یَنْظُرُوْنَ
اِلٰی عَمَلِ سَادَاتِ اَھْلِبَیْتِ الْحُسَیْنِ کَیْفَ کَانَتْ تَضْطَرِبُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مجہی جسوقت یہ روایت
یاد آتی ہے دل مین خیال ہوتا ہے کہ اصحاب اور غلام ہمراہیان امام حسین علیہ السلام جب دیکہتے ہونگے
اہلبیت کو ایسی مشقتین کرتے ہوے کہ مٹی کہود رہے ہین اور ٹوکرون سے بہر بہر کر مٹی پہینک
رہے ہین اور پہر پیاسے بہی ہین کسقدر اونکے دلونمین اضطراب ہوتا ہوگا وَکَیْفَ کَانُوْا یَنْظُرُوْنَ

إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ الْأَعِزَّةِ اور کیونکر دیکہتے ہونگی ان معزز لوگونکی طرف جو بظاہر ایسا ذلیل کام کر رہے تھے
وَإِنْ قُلْتُ أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْكُونَ وَيَصْرُخُونَ فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ بُعْدٌ اگر مین کہون کہ یہ اصحاب وغیرہ
اس حالت کو دیکہکر رو رہی تہی اور چلا رہے تھے تو کچہ بعید از قیاس نہوگا وَالدَّاعِي فِي
اِخْتِيَارِ الْحُسَيْنِ أَخَاهُ وَأَهْلَبَيْتِهِ لِحَفْرِ تِلْكَ الْبِئْرِ عِنْدِي أُمُورٌ أَرْبَعَةٌ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ
جس چیز نے امام حسین علیہ السلام کو اس بات پر متوجہ کیا کہ اپنے بہائی عباس اور اہلبیت کو
کنواں کہودنے کا حکم دین میرے نزدیک وہ چار باتین تہین اَلْأَوَّلُ اِخْتِبَارُهُمْ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ
وَكَسْرِ سَوْرَةِ نُفُوسِهِمْ وَتَذَلُّلُهُمْ پہلی یہ بات ہی کہ امتحان منظور تہا جناب عباس اور اپنے
عزیزونکا کہ اطاعت اپنی امام کی کیسی کرتے ہین اور اونکی شانکا توڑنا اور اونکا انکسار دیکہنا منظور
تہا وَتَسْوِيَتُهُمْ بِأَصْحَابِهِ فِي دَرَجَاتِهِمْ وَمَرَاتِبِهِمْ كَيْ لَا يَكُونُوا مَغْرُورِينَ بِالْقَرَابَةِ الَّتِي
لَهُمْ بِالْحُسَيْنِ اور برابر کرنا منظور تہا اون صاحبزادونکا درجوں مین اپنی اصحاب کی ادر مرتبہ
تاکہ اونکو گہمنڈ و غرور نہ باقی رہی اوس قرابت کا جو اونکو امام حسین علیہ السلام سی حاصل ہے
فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ اسلئی کہ خدا تعالی فرماتا ہی در حقیقت زیادہ
تر بزرگی تم مین سی خدا کے نزدیک اوسی کو ہی جو بڑا پرہیزگار ہو یا خدا سی زیادہ ڈرتا ہو فَإِنَّ حُرْمَتَهُمْ
مِنْ هٰؤُلَاءِ الْكِرَامِ مَعَ وُجُودِ الْأَصْحَابِ وَالْعَبِيدِ فِيهِ وَهُنَّ ظَاهِرُ لِأَهْلِبَيْتِهِ اسلئی کہ کنوئین
کہودنے مین ان بزرگ زادونکی باوجودیکہ اصحاب اور غلام بہی حاضر تہی بظاہر ایک سبکی اہلبیت
کی تہی وَلَمَّا أَمَرَ بِهٖ لِكِفْوَابَلْ فَعَلُوا مَا أُمِرُوا بِهٖ فَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا أَبَرَّ وَأَوْفَىٰ
مِنْ كُلِّ أَهْلِبَيْتٍ كَمَا وَصَفَهُمُ الْحُسَيْنُ فِي مَسَاءِ يَوْمِ تَاسُوعَا اور جسوقت اون صاحب
زادون نے کسی طرحکا انکار نہ کیا بلکہ جو حکم ہوا تہا اوسی بجالائی اب اون پر صادق
ہوئی یہ بات کہ ہر ایک کی اہلبیت سی اونکی وفاداری زیادہ تہی اور قرابت کی حق ادا
کرنے مین سب سے بڑہی ہوئی تہی چنانچہ نوین تاریخ شام کو امام حسینؑ نے اونکی تعریف
اسی طرح فرمائی ہے وَثَانِيهَا اِخْتِبَارُ نِسَائِهِ الطَّاهِرَاتِ فِي تَحَمُّلِ مَضَاتِهِ دوسرا
مطلب امام حسین علیہ السلام کا یہ تہا کہ آپکے ہمراہ جو بیبیان آئی ہین ان صاحبزادونکی
مائین بہنین بہو بیبیان وغیرہ اونکا بہی امتحان ہو جائی کہ جس بات مین امام کی خوشنودی ہے

گو بظاہر اوسمین ذلت اور تکلیف بہی ہو اوسکی برداشت کرتی ہین یا نہین فَاِنَّ اُمَّهَاتِ هٰؤُلَاءِ
الْكِرَامِ وَاَخَوَاتِهِمْ وَعَمَّاتِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ فَلَكُنَّ يَرَيْنَ بِاَعْيُنِهِنَّ وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ الْبِئْرَ اسلئی کہ
ان صاحبزادونکی مان بہنین پہوپہیان اور بعضونکی بی بیان اپنی آنکہونسے دیکہہ رہی تہین اور
یہ عزت دار کنوان کہود رہی تہے وَفِیْ یَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَاْسٌ وَاَبْدَانُهُمْ مُلَطَّخَةٌ بِالتُّرَابِ
كَاَنَّهُمْ اُجَرَاءُ وَعُمَّالٌ فِیْ تَعْمِیْرِ الْعِمَارَاتِ ہر ایک کے ہاتہ مین بیلچہ یا پہاوڑا تہا نازک بدن اون کے
سر سے پاؤن تک مٹی مین سنے ہوئے تہے جیسے عمارت بنانیوالی مزدور ہوتے ہین اللہ اکبر یہ فرمانبرداری
امام کی ہے اور یہ اطاعت سبحان اللہ وَمَعَ ذٰلِكَ لَمْ يَظْهَرْ تَحَزُّنٌ وَلَمْ يَتَكَلَّمْنَ بِكَلِمَةٍ تُشْعِرُ بِعَدَمِ رِضَاهُنَّ
بِذٰلِكَ اور باوجود ایسی حالت دیکہنے کے جس کے سننے سے ہمارا کلیجہ منہہ کو آتا ہے اون بزرگ
عورتونکو کسی قدر ناگواری نہ تہی اور نہ کسی نے ایک کلمہ بہی ایسا کہا جس سے اونکی ناگواری
ثابت ہوتی بَلْ لَمْ يَصْدُرْ مِنْ اَحَدٍ مِنْهُنَّ الْاِنْكَارُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا الْاِسْتِنْكَافُ بلکہ جہانتک میری
نظر سے کتابین گذری ہین مجہے کوئی روایت ایسی نہ ملی جسمین اون بزرگ عورتونکا انکار یا ناگواری
طبع معلوم ہوتی وَاِلَّا فَقَدْ تَعْلَمُ مَا لَهُنَّ مِنَ الْعِزِّ وَالشَّرَفِ وَقَدْ كَانَ يَقْتَضِيْ عَدَمَ رِضَاهُنَّ
بِذٰلِكَ هٰذَا انہین تو پہر تم کو معلوم ہے کہ اون بی بیونکی عزت اور بزرگی کسقدر تہی اوسکو
دیکہکر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونکی بزرگی اور عزت اسی کو مقتضی تہی کہ وہ اپنی اولاد کی
ایسے کام ذلیل کرنے پر راضی نہون یہ جو کچہ بیان ہوا اطاعت امام اور اون بزرگوارونکی
فرمانبرداری کا حال تہا لٰكِنْ تَدَبَّرْ يَا اَخِیْ وَارْجِعْ اِلٰى فِطْرَتِكَ السَّلِيْمَةِ فَاِنَّهَا تَشْهَدُ
عَلٰى اَنَّهٗ وَلَمْ يَكُنِ الطَّاهِرَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تَابِعَاتٍ لِمَرْضَاتِ اِمَامِهِنَّ مگر اے برادر ایمانی
ذرا سوچ لو اور اپنی عقل سلیم کیطرف رجوع کیجیے تو عقل ضرور گواہی دیتی ہے اس بات پر کہ
اگرچہ وہ صاحبزادیان اطاعت امام کی نظر سے چپ ہو گئی اور زبان سے کچہ نہ کہتی ہونگی
وَلٰكِنْ اِذَا قَامَ اَهْلُ الْمَجْدِ وَالْفَخَارِ عَلٰى تَوَلِّيَةِ اَمْرٍ مُسْتَهْجِنٍ عَلَى الظَّاهِرِ فَمَا يُصِيْبُهُمْ
مِنَ الْحُزْنِ وَالتَّحَسُّرِ وَكَيْفَ يَرْضَوْنَ بِفِعْلِهٖ لیکن جسوقت صاحبان فخر اور بزرگی باین
ہمہ جلالت قدر ایسے ذلیل کام پر مقرر ہون اور اوسکو کرین کرتے وقت اونکی دلونمین
کسقدر حزن اور ملال اور حسرت ہوتی ہوگی اور کیونکر راضی ہونگی ذلت اور خواری کی

اختیار کرلے میں ثم کیف ترضی المعظمات المخدرات من النساء ان یرون اعز اقربائهن
فی تلک الذلة والهوان ولا یبکین عالیات پھر یہ بھی سوچئے کہ یہ پردہ نشین عورتیں
کیونکر راضی ہوئی ہونگی کہ اپنے نہایت معزز رشتہ دارونکو اس ذلت اور خواری میں
دیکھ رہی ہوں اور چلا چلا کر نہ روتی ہوں ولا یخطرن ببالهن آهن فی مثل ذلک
المشهد قد اصابهن من الالام والهموم ما اصابهن اور انکے دلمیں خیال نہ گذرتا
ہوگا کہ ایسے مقام پر کسقدر رنج اور الم انکو پہونچ رہا ہے جو کبھی نہیں پہونچا تھا فظنی
ان اصواتهن قد کانت عالیات بالبکاء ولا یکون ظنی هذا من الظنون الکاذبة
پس مجھے بھی گمان ہے کہ اگرچہ ان بزرگ عورتوں نے ادب سے امام کو انکار نہیں کیا مگر
اپنی بیکسی اور بے بسی پر ضرور روتی ہونگی اور شاید کہ یہ گمان میرا غلط نہ ہوگا فلو تری الی
ترفی قلوبهن کاش اگر کوئی بچشم دل دیکھے کہ انکے دلوں کا اسوقت کیا حال تھا اور کیسی بیتابی
میں تھیں وثالثها ان الحسین اراد ان یجعل اخاه العباس فی ذلک المشهد سقاء
کما جعل النبی عمه حمزة سقاء تیسری غرض یہ تھی کہ امام حسین علیہ السلام کا ارادہ ہوا کہ
بھائی عباسؑ کو اس مجمع میں سقا بنائیں جسطرح جناب رسالتمآبؐ نے اپنے چچا حمزہ کو سقا
بنایا تھا وقد زاد الحسین لاخیه فی شرفه ان امره باتیان مقدمات السقی اولا من
حفر البئر ایضا امام حسینؑ نے اپنے بھائی کے شرف بڑھانیکے لئے اتنا زیادہ کیا کہ سقائی
کی اور باتیں بھی جو پانی پلانیکے قبل ہوتی ہیں انکا بھی حکم دیا اونمیں سے کنواں کھودنا
بھی ہے فلم یبق شک فی کونه سقاء لاتیانه بذلک الاسباب کچھ شک باقی نہ رہا
کہ جناب عباسؑ کو سقا بنانا منظور ہے جب حضرت عباسؑ کنواں کھود چکے ثم امر باتیان
الماء واعطاه القربة اسکے بعد حضرت نے پانی بھر لانیکا حضرت عباسؑ کو حکم دیا اور
ایک مشکیزہ بھی انکو عطا کیا چنانچہ اب ہم آئندہ بیان کرینگے ورابعها ان حفر تلک البئر
اظن منی انه کان قریبا من خیام النبوة الطاهرات چوتھی غرض یہ تھی کہ اس کنویں کا
کھودنا میری گمان میں قریب خیمہ ہائے اہلبیت کے تھا وکان سیدنا الحسین اراد
ان البئر اذا حفرت هناک ونبعت ماء فلکونها متصلة بخیام النبوة

الطاہرات یکون الماء تحت اقدام الاطفال الذین یموتون من العطش اور غرض امام کی یہ تہی کہ بسبب نہ ہونے اوس کنوئین کے متصل خیمۂ اہل حرم کو اگر پانی نکلا تو ہر قدم اون لڑکونکی ہوگا جو مارے پیاس کے مرے جاتے تھے لکون اضرار العطش اکثر بالاطفال فانھم لاکثیر صبر لھم علی ذلک اسلئے کہ پیاس لڑکون ہی کو زیادہ ستاتی ہے اور لڑکونکو زیادہ برداشت پیاس کی نہین ہوتی ہے واذا کان حفر البئر فی مثل المقام فلا بد ان یحفرھا اھل بیتہ الذین ھم المحارم للطاہرات من النساء جب کنوان کہودنیکی ایسی جگہ تجویز ہوئی جو خیمۂ اہلبیت کے قریب تہی اب ضرور تہا کہ یہ کنوان وہی لوگ کہودین جو اون پردہ دار عورتونکی محرم شرعی تہے ولا یقرب من ذلک المحل احد من الاجانب من اصحابہ وعبیدہ اس مقام کے قریب نجائے کوئی اجنبی آدمی اصحاب میں سے ہو یا غلامون سے فوا اسفاہ قد حفرت البئر ولم یوجد ھناک ماء کرھی بحضر من صغار البنین والبنات وامھاتھم واخواتھم افسوس صد افسوس کنوان تو کہد گیا اور پانی نہ نکلا اور یہ مصیبت ایسی جگہ پڑی جہان چہوٹے چہوٹے لڑکے اور لڑکیان اور اونکی مان اور بہنیں کھڑی ہوئی دیکہہ رہی تہین اور پانی کی پکار ہو رہی تہی فتذکر یا اخی من یاسھم وحرمانھم واعلاء اصواتھم بالبکاء والنحیب یاد کرو ای برادران مومنین اون سب کی آس ٹوٹ جانیکو اور اونکی نا امیدی کی حالت کو یقین تو ہے کہ سب چلا کر رو اوٹھے ہونگے ومن اضطراب الاطفال فی حجور امھاتھم اور میری جان فدا ہو جائے اون چہوٹے چہوٹے بچون پر جو اپنی ماؤنکی گود میں بلک رہے ہونگے ومن حرمان الحافرین ومشاقھم ومن کثرۃ عطشھم بعد الحفر اور یہ بہی تو خیال کیجئے کہ کنوان کہودنے والونکو کیسی یاس ہوئی ہوگی پانی نہ نکلنے سے اور اونکی محنت و مشقت کو بہی تو خیال کیجئے اور پیاس کی شدت جو اس تکان سے بعد کنوان کہودنے کے ہوئی ہوگی اوس کو بہی یاد کیجئے اور روئیے انا للہ وانا الیہ راجعون

باب پنجاہ و ہفتم جناب عباس کا لقب سقائی پا کر نہر فرات سے پانی

لانا امام اور لشکریون سے نوین تاریخ ایک شب کی مہلت طلب کرنی اور یزید کے امان کو زبانی شمر کے قبول نہ کرنا

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی طَالِبٍ فَلَمَّا جَنَّ اللَّیْلُ وَاشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَیْنِ دَعَا بِاَخِیْہِ الْعَبَّاسِ ؑ محمد ابن ابی طالب کہتے ہین جب رات کا وقت ہوا اور پیاس کی شدت امام حسین پر ہوئی اپنے بہائی عباس کو بلایا یہ بہی یاد رہے کہ نوان آٹھوین تاریخ دنکو کہو دا گیا تہا اور یہ روایت نوین شب کی ہے جو لکہی جاتی ہے فَضَمَّ اِلَیْہِ ثَلَاثِیْنَ فَارِسًا وَعِشْرِیْنَ رَاجِلًا وَبَعَثَ مَعَہٗ عِشْرِیْنَ قِرْبَۃً تیس سوار اور بیس پیادے حضرت عباس ؑ کے ہمراہ کیے اور بیس مشکین ساتھ کردین فَاَقْبَلُوْا جَوْفَ اللَّیْلِ حَتّٰی دَنَوْا مِنَ الْفُرَاتِ فَقَالَ عَمْرُو ابْنُ الْحَجَّاجِ مَنْ اَنْتُمْ یہ جماعت رات کے وقت روانہ ہوئی تہی یہانتک کہ نہر فرات کے نزدیک پہونچگئی عمرو حجاج جسکا پہرا اوسوقت گہاٹ پر تہا اوس نے پکار کر کہا تم کون لوگ ہو اور کہان چلے آتے ہو فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ یُقَالُ لَہٗ ہِلَالُ بْنُ نَافِعِ الْبَجَلِیُّ رح ابْنُ عَمٍّ لَکَ جِئْتُ اَشْرَبُ الْمَاءَ ایک شخص نے اصحاب امام حسین سے ہے پکار کر جواب دیا کہ مین تیرا چچا زاد بہائی ہلال ابن نافع ہون پانی پینے آیا ہون فَقَالَ عَمْرٌو اِشْرَبْ ہَنِیْئًا عمرو حجاج نے کہا اچہا بہائی پیلو پانی گوارا ہو تم کو پانی پینا فَقَالَ وَیْحَکَ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَشْرَبَ وَالْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ وَمَنْ مَعَہٗ یَمُوْتُوْنَ مِنَ الْعَطَشِ ہلال نے کہا تیرا برا ہو مجہکو تو اجازت پانی پینے کی دیتا ہے اور حسین ابن علی اور اونکے ساتھ والے بچے تک مارے پیاس کے مر رہے ہین فَقَالَ عَمْرٌو صَدَقْتَ وَلٰکِنْ اُمِرْنَا بِاَمْرٍ لَابُدَّ اَنْ نَنْتَہِیَ اِلَیْہِ عمرو نے کہا ہان بہائی تم سچ کہتے مگر ہمکو حاکم نے ایک حکم دیا ہے ضرور ہے کہ ہم اوسے انجام کو پہونچادین فَصَاحَ ہِلَالٌ بِاَصْحَابِہٖ فَدَخَلُوا الْفُرَاتَ ہلال نے اپنے ہمراہیون سے کہا ہان بہائیو گہس پڑو دریا مین یہ سننا تہا کہ سب بزرگوار فرات مین داخل ہوگئے فَصَاحَ عَمْرٌو بِالنَّاسِ فَاقْتَتَلُوْا قِتَالًا شَدِیْدًا اودہر عمرو نے اپنے ساتہیون کو آواز دی سب جہرمٹ کرکے آگئے اور

بڑی سخت لڑائی واقع ہوئی فکان قوم یقاتلون وقوم یملئون حتی ملئوها ولم یقتل
من اصحاب الحسین احد اصحاب حسین کی وفاداری اور بہادری پر ہماری جان فدا
ہو جانی چاہیے انہون نے اپنی گروہ کی دو غول کر ڈالی کچھ لوگ پانی بھرنے لگے اور
باطمینان تیسون مشکین بھر لین اور کچھ لوگ لڑنے مین مصروف ہوئے اس لڑائی مین
کوئی شخص اصحاب وفادارین سے شہید نہوا ثم رجع القوم الی معسکرہم سب
مشکونمین پانی بھر کر اور گروہ اشقیا کو شکست دیکر بصحبت بزرگوار باعزاز اپنی لشکر
کی طرف پلٹ آئی تمام بھائیو انکی پیاس اور ناامیدی پانی کی طرف سے تو سن چکے ہو اب
پانی آچکا ہے ذرا اون بچونکی بیتابی اور مشکون سے لپٹ جانیکو بھی خیال کرو فشرب
الحسین ومن معه فلذا سمی العباس سقاء جناب امام حسین نے بھی یہ پانی
پیا اور کل آپ کی ہمراہی بھی سیراب ہوئے اسی پانی پلانیکے صلہ مین جناب عباس کو
سقائی کا لقب ملا اقول السقاء مبالغة من السقی مین کہتا ہون کہ لفظ سقا
صیغہ مبالغہ ہے سقے سے اسکی معنی یہ ہین کہ بڑا پانی پلانیوالا وتحقیق المبالغة فی
حقه انه سقاهم واتی بالماء فی لیلة فدا ازدلف حول الفرات زهاء احد عشر
الف رجال بڑی پانی پلانیوالے جناب عباس اس سبب سے ہوئے کہ اون پیاسونکو
اور اپنی بھائی امام حسین کو پانی پلایا اور نہر سے پانی بھر لائی اوس راتمین کہ فرات کو
تخمینا گیارہ ہزار آدمی گھیرے ہوئے تھے وهو ومن معه کما سمعت کانوا لایزیدون
علی خمسین اور عباس اور اونکی ہمراہی جیسا کہ اوپر کی روایت مین سن چکے ہو پچاس
سے زیادہ نہ تھے پچاس آدمیونکا گیارہ ہزار سے لڑ بھڑ کر پانی چھین لانا اس سے بڑھکر
سقائی اور کوئی کیا کر سکتا ہے فکانکم صدقو وهذا الامر العجیب بل المعجز الا
ممن یکون علی بصیرة کاملة فی دینه واستقامة تامة فی ایمانه کالعباس رح
ممکن نہین ہے کہ ایسا امر عجیب بلکہ قریب بمعجزہ صادر ہو سوائی اوس شخص سے جسکو
بصیرت کامل اپنی دین مین اور پوری استواری اپنی ایمانمین ہو جیسے جناب عباس کو تھی
ولم یختلج فی قلبه ان اخاه قد بعثه مع قلة اعوانه الی الجم الغفیر اسواسطے

کہ اونکو دلمین کچہ کہٹکا نہ ہو اسواسطے کہ اونکی بہائی تہوڑے سے مددگار ونکو ساتہ ا
بڑی لشکر سے مقابلہ کرنیکو بہیجتے ہین کَمَا لَمْ یَدْخُلْہُ رَیْبٌ فِیْ قَلْبِہٖ لَمَّا اَمَرَ اَخُو
بِجَعْفَرِ الْبِئْرِ خَاصَّةً مَعَ اَهْلِبَیْتِہٖ وَکَانَ الْاَصْحَابُ وَالْمَوَالِیْ حَاضِرِیْنَ هُنَا
کچہ شک نہ ہوا دلمین اوس جناب کے جسوقت اونکی بہائی امام حسینؑ نے خا
اونکو ہمراہ اور عزیزونکو کنوان کہودنیکا حکم دیا حالانکہ اصحاب اور غلام انکے اوس
پر حاضر تہے وَهٰذَا مِنْ اَوْضَحِ الْبَرَاهِیْنِ عَلٰی کَوْنِہٖ صَلْبَ الْاِیْمَانِ کَمَا وَصَفَ
بِہِ الصَّادِقُ ؑ یہ باتین کہلی ہوئی دلیلونسی ہین اوس جناب کے کامل الایمان
ہونے پر جیساکہ جناب صادقؑ نے اونکی صفت بیان فرمائی ہے وَاَیْضًا رُوِیَ
لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ التَّاسِعُ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَقَدْ اَرَادَ الْقَوْمُ اَنْ یَقَعَ الْحَرْبُ وَلٰکِنَّ
مُتَوَقِّفِیْنَ عَنِ الْقِتَالِ یہ بہی روایت ہے کہ جب نوین تاریخ محرم کی ہوئی
لشکر عمر سعد کا یہ ارادہ ہوا کہ آج ہی لڑائی ہوجائے اور رکتی نہ تہے وَکَانَ الْحُ
یُسَوِّفُ ذٰلِکَ الْاَمْرَ اِلٰی یَوْمِ عَاشُوْرَا لِاَنَّہٗ کَانَ هُوَ الْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ لَہٗ جناب
امام حسینؑ اس لڑائی کو ٹالتے تہے عاشورہ کی دن تک اسلیے کہ وہی دن
شہادتکا آپ کے واسطے مقرر ہوچکا تہا فَدَعَا بِاَخِیْہِ الْعَبَّاسِ وَقَالَ لَہٗ
اسْتَطَعْتَ اَنْ تَصْرِفَ عَنَّا الْقَوْمَ فَاسْتَمْهِلْ لَنَا تِلْکَ اللَّیْلَةَ فَعَسٰی اَنْ
لِرَبِّنَا تَمَامَ اللَّیْلَةِ حضرت نے اپنی بہائی عباسؑ کو بلاکر کہا اے بہائی اگ
سے ہوسکے تو اسوقت انلوگونکو لڑائی سے باز رکہو ایک شب کی مہلت طل
شاید اگر توفیق الٰہی ہم سب کو ہو تمام شب عاشور نماز مین بسر کرین اور خدا
عبادت کرین وَنَدْعُوْهُ وَنَبْتَهِلَ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ اَنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ خدا سے د
مانگین گریہ وزاری کرین اور خدا خوب جانتا ہے کہ مین نماز کو بہت دو
رکہتا ہون فَقَالَ الْعَبَّاسُ سَمْعًا وَطَاعَةً ثُمَّ بَرَزَ اِلَیْهِمْ وَقَالَ اِنَّ اِبْ
نَبِیِّکُمْ یَسْتَمْهِلُ تِلْکَ اللَّیْلَةَ عباسؑ نے عرض کی بسر و چشم آپکا ارشا
بجا لاؤنگا پہر یکہ و تنہا اوس فوجکے قریب گئے اور کہا کہ تمہارے نبی کے نوا

آج کی رات مہلت طلب کرتے ہیں فالتی العباس ان یمھلوہ ودفع بذلکم ومن
العباس ع مناقب اشتہر لشکریان عمر سعد نے مہلت دینے سے انکار کیا اسکی
بعد جو کچھ جناب عباس اور اونکی مدعیائیوں تکرار ہوئی مشہور ہے والغرض من
ذکرنا تلک الروایۃ ان العباس لما کان اشجع الناس فی اصحابہ واہلبیتہ
وکان غیورا او حیثما ضرغاما میری غرض اس روایت کی ذکر سے یہ ہے
کہ جناب عباس ع چونکہ حضرت کے اصحاب اور اہلبیت میں زیادہ تر شجاعت میں
بڑھے ہوئے تھے اور غیرت دار ہونہار بہادر دلاور تھے والمطلوب اعنی الاستمہال
فی ذلک الیوم لا یتم الا بالخشوع والخضوع والالحاح اور مطلب مہلت
طلب کرنیکا نہیں پورا ہو سکتا تھا بدون فروتنی اور منت اور عاجزی کرنیکے
وہذا اشق علی الغیور من الموت عاجزی کرنی اور منت سماجت کرنی
یہ تو غیرت دار پر موت سے زیادہ ناگوار ہوتی ہے بل لا ینطلق لسانہ فی اداء مثل
تلک الرسالۃ بلکہ غیرت دار اور بہادر آدمی کی زبان چل نہیں سکتی ایسے
پیام کے ادا کرنے میں لان فیہ وہنا ظاہرا وذلۃ باطنۃ تنافی للجلادۃ
والشجاعۃ اصلا کہ ایسے پیام کے ادا کرنے میں ظاہری سبکی بھی ہے اور باطنی
ذلت بھی ہے بہادری اور شجاعت کی بالکل مخالف ہے وانما شانہ ان یجیبہم
بلسان سیفہ الماضی اوسکا تو یہ کام ہے کہ تیغ آبدار کی زبان سے اونکی سخت کلامیوں کا
جواب دے وکان من مصالح اللہ سبحانہ ان یمتحن صلوۃ ایمانہ وکمال
یقینہ مصلحت الہی میں یہ بات گذری تھی کہ جناب عباس ع کے پختگی ایمان
اور کمال یقین کا امتحان لیا جائے فکان العباس بحمد اللہ راسخا ثابتا
قدامہ ولم یصبہ زلۃ فی ذلک البلاء بل ابلی بلاء حسنا جناب عباس
ثابت قدم رہے اور اس امتحان میں کسی قسم کی لغزش نہ ہوئی بلکہ پورا امتحان بخوبی دیا
ویشیر الیہ قول الحسین لہ ان استطعت اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے
قول جناب امام حسین علیہ السلام کا جو حضرت عباس ع سے فرمایا تھا کہ اے بھائی

اگر تم سے ہوسکے تو مہلت طلب کرو یعنی اِنَّ ذَلَّلْتَ نَفْسَکَ وَلَمْ تَمْنَعْ جَلَادَتَکَ
وَسَئَلْتَ عَنْهُمْ بِالْخُضُوعِ سُؤَالَ الْمُسْتَضْعَفِ الذَّلِیْلِ یہ مطلب تہا حضرت کا کہ
اگر تم اپنی نفس کو نرم کرو اور تمہاری بہادری منع نہ کریگی اور مہلت کا سوال اونسے
ایسی نرمی سے کرو جیسے نہایت کمزور ذلیل آدمی گڑگڑا کر تا ہے وَصَبَرْتَ عَلٰی خُشُوْنَۃِ
کَلَامِهِمِ الَّذِیْ لَا یُطِیْقُ اَحَدٌ اِسْتِمَاعَهٗ اَحَدٌ وَلَوْ کَانَ ذَلِیْلًا حَقِیْرًا بَلْ جَبَانًا
ضَعِیْفَ الْقَلْبِ اور تم سے برداشت ہوسکے اونکی سخت کلامی سننے پر ایسی سخت کلامی جسکے
سننے کی برداشت کوئی نہیں کرسکتا ہے اگرچہ کیسا ہی ذلیل اور حقیر کیوں نہ ہو بلکہ ڈر
پوک اور ضعیف القلب بھی تاب نہیں لاسکتا ہے وَهٰذَا مَا اَرَادَهُ الصَّادِقُ مِنْ اَنَّ
عَمَّهُ الْعَبَّاسَ اَبْلٰی بَلَاءً حَسَنًا اور یہی مراد جناب صادقؑ کی ہے کہ چچا عباسؑ امتحان مین
بخوبی ثابت رہے جیسا کہ اوپر یہ حدیث مذکور ہوچکی ہے فَکَمَا اَنَّ الْعَبَّاسَ جَاهَدَ مَعَ
الْاَعْدَاءِ وَقَتَلَ مِئَاتٍ بَلْ وَفِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ اُلُوْفًا لِاِطَاعَۃِ الْاِمَامِ کَذٰلِکَ اَذَلَّ نَفْسَهٗ وَصَبَرَ
عَلٰی خُشُوْنَۃِ کَلَامِهِمْ بِحَسَبِ اَمْرِهٖ جسطرح جناب عباسؑ نے دشمنوں سے جہاد کیا اور
سیکڑون کو قتل کیا امام کے حکم سے بلکہ بموجب روایت نور العین ہزارونکو قتل کیا اسیطرح
تحمل و بردباری کی اونکی سخت کلامی سننے پر بموجب حکم اپنے امام کے وَلَا یُمْکِنُ ذٰلِکَ اِلَّا
اَنْ یَکُوْنَ الرَّجُلُ نَاقِدَ الْبَصِیْرَۃِ اور یہ دونون باتین فروتنی اور بہادری کی کسی شخص
مین جمع نہیں ہوسکتی ہین جبتک کہ وہ شخص معرفت الٰہی مین کامل نہو اور یہی شجاعت
اور غیرت کا حال جناب عباسؑ کی قَالَ فِیْ عُمْدَۃِ الطَّالِبِ وَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الطَّفِّ قَالَ شِمْرُ بْنُ
ذِی الْجَوْشَنِ الْکِلَابِیُّ لِلْعَبَّاسِ وَاِخْوَتِهٖ اَیْنَ بَنُو اُخْتِیْ فَلَمْ یُجِیْبُوْهُ صاحب عمدة
الطالب نے روایت کی ہے کہ بروز عاشورہ لشکر دونکی صف آرائی کے بعد شمر نے بڑھکر پکارا
جناب عباسؑ اور اونکے بھائیونکو کہ میرے بھانجے کہان ہین کسی نے ان چارون بزرگوارونمین
سے اوسکو جواب نہ دیا واضح ہو کہ بھانجا کہنے کا شمر کو یہ سبب تہا کہ وہ بہی قبیلہ بنی کلاب سے
تہا اور حضرت ام البنین بہی اسی قبیلہ سے تہین اس دور کے رشتہ سے اونکو اپنی بہن قرار دیکر
ان چارون بزرگوارونکو اپنا بہانجا کہکر پکارا تہا جب ان صاحبون نے مارے شرم کے جواب نہ دیا

تصور شرط ہی امام حسین علیہ السلام بہی پاس کہڑی ہوئی ہین کیا حالت گذری ہوگی ان
غیرت دارون پر فقال الحسین لاخوتہ اجیبوہ وان کان فاسقا فانہ بعض اخوالکم
دیکہی جناب امام حسین ع کی قدردانی کو آپنے جناب عباس ع کے بہائیون کی طرف مخاطب
ہوکر فرمایا حضرت عباس بہی نہین کہا جواب دو اسکا اگرچہ فاسق بدکار ہی اسلئی کہ یہ تمہارے
ننہال کا رشتہ دار ہی فقالوا لہ ما ترید امام کی تعمیل حکم کی نظر سے ان سعادت مندون نے
شمر سے کہا ہم سے تیرا کیا کام ہی اور کیا چاہتا ہی قال اخرجوا الی فانکم آمنون ولا تقتلوا
انفسکم شمر نے کہا میری پاس چلے آؤ مین تمہاری واسطے امان لایا ہون یزید کی کیون
اپنی تئین رفاقت حسین ع مین ہلاک کرتے ہو فسبوہ وقالوا لہ قبحت وقبح ما جئت
بہ اتامرنا ان نترک سیدنا واخانا ونخرج الی امانک اون سعادت مندون نے بےخود
ہو رہے تہے اور مارے غیرت کی کٹے جاتی تہے شمر کو اوسوقت سخت سست کہا اور
فرمایا کہ تو خود برا ہی اور جو پیام تو لایا ہی وہ بہی برا ہی اور ہم اپنے امام اور بہائی کو چہوڑ کر
تیری امان کو منظور کرینگے اور چلے آوینگے یہ نہین ہوسکتا ہے فقتل ہو واخوتہ الثلثۃ
فی ذلک الیوم جناب عباس مع اپنی تینون بہائیونکے اوسی دن شہید ہوگئے اور امان
یزید کو منظور نہ کیا وما احقہم بقول القائل کسی شاعر نے کیا سچی تعریف مین ان
بہادرونکی نظم کیا ہی قوم اذا نودوا لدفع ملمۃ والخیل بین مدعس ومکردس
یہ گروہ بہادر بےبدل تہا جسوقت کسی افت ناگہانی اور نازک وقت مین انکو مدد
کیواسطی پکاری اور میدان جنگ کی یہ کیفیت ہوکر سوار یکٹٹ گہوڑے دوڑا رہے ہون
اور پیدل کا جہرمٹ دہاوا کر رہا ہو لبسوا القلوب علی الدروع واقبلوا
یتہافتون الی ذہاب الانفس + ایسے نازک وقت مین کہ زمین پاؤن کے
نیچے سے سرکی جاتی ہو ان بہادرونکا یہ حال ہی کہ اپنے دلونکو نکال کر زرہون پر پہن لیتے ہین
اور میدان جنگ مین آتے ہین جان دینی کیواسطے اسطرح پر کہ ہر ایک بہادر
دوسرے سے آگے بڑہا جاتا ہی قلت ولیس فی تلک الروایۃ ان الحسین
امر العباس ان یجیب الشمر بل اشار الی اخوتہ مین کہتا ہون اس روایت مین

یہ بات نہین ہی کہ امام حسینؑ نے جناب عباسؑ کو حکم دیا تہا کہ شمر کو جواب دین بلکہ اونکی
بہائیونکی طرف اشارہ کرکے آپ نے فرمایا تہا وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ يَعْرِفُ مِنْ
غَيْرَتِهٖ وَجَلَادَتِهٖ اور یہی دلیل ہی اس بات پر کہ حضرت پہچانتی تہے انکی غیرت
اور بہادری کو وَاَنَّهٗ مَا كَانَ يُجِيْبُ الشِّمْرَ عَنْ ذٰلِكَ السُّؤَالِ اِلَّا بِلِسَانِ السَّيْفِ
الْمَاضِىْ فَيَقْتُلُهٗ یہ بہی حضرت جانتے تہی کہ شمر نے جس غرض سے ناموں لیکر پکارا ہی
اسکا جواب جناب عباسؑ زبان تیغ آبدار سے دینگے اور اسکو قتل کرینگے مطلب شمر کا
یہ تہا کہ میری قرابت کی وجہ سے جناب عباسؑ اور اونکی بہائیونکی جناب امام حسینؑ
اور اونکی اصحاب واہلبیت کے سامنے سبکی ہو اور آپس مین پہوٹ پڑ جائے فَاِنَّهٗ
كَانَ قَدِ امْتَلَاَ حَنَقًا وَغَيْظًا لِانْتِسَابِ الشِّمْرِ لَهٗ بِالْقَرَابَةِ وَذٰلِكَ الْمَلْعُوْنُ
هُوَ اَشْقَى الْاَشْقِيَاءِ اسلئے کہ جناب عباسؑ کا سینہ غیظ اور غضب سے بہر گیا تہا
اور بے خود ہوگئے تہے اسلئے کہ شمر نے قرابت نسبی سے آپکو اپنی گروہ مین داخل
کرکے اور اپنا بہانجہ کہکر انکو پکارا تہا حالانکہ یہ ملعون سب سے زیادہ شقی تہا
اون اشقیائے حاضرین مین سے بَلْ لَا يَبْعُدُ اَنْ يَكُوْنَ الْعَبَّاسُ مُشْرِفًا عَلَى الْهَلَاكِ
لِشِدَّةِ الْحَيَاءِ بلکہ یہ بہی کچہ دور نہین کہ جناب عباسؑ مارے شرم کے قریب ہلاک
ہوگئے ہون فَاسْتَحَى الْحُسَيْنُؑ اَنْ يُخَاطِبَهٗ فِىْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ بِذٰلِكَ الْخِطَابِ
وَيَقُوْلَ لَهٗ اِنَّ الشِّمْرَ الَّذِىْ هُوَ يَقْتُلُنِىْ مِنْ بَعْضِ اَخْوَالِكَ جناب امام
حسینؑ کو بہی شرم آئی ہوگی کہ حضرت عباسؑ ایسی غیور بہائی سے مخاطب
ہوکر فرمائین کہ یہ شمر جو میرا قاتل ہے تمہارا مادری رشتہ دار ہی اِذِ الْعَبَّاسُ
لَا يُقَاسُ اَمْرُهٗ بِاَمْرِ غَيْرِهٖ مِنْ اَبْنَاءِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِثْلِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ
وَعُمَرَ الْاَطْرَفِ اسلئے کہ جناب عباسؑ کے حالات کا قیاس اور فرزندان
موجودین علی بن ابی طالبؑ سے نکرنا چاہئے جیسے کہ محمد بن حنفیہ یا عمر اطرف کہ
اَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ فَحَرِيٌّ بِنَا السُّكُوْتُ فِىْ اَمْرِهٖ لِمَا وَرَدَ عَنِ الْاَئِمَّةِؑ جناب محمد
حنفیہ کے بارہ مین تو ہم کو بہی لائق ہے کہ سکوت اختیار کرین جیسا کہ ائمہؑ سی

منقول ہے وَاَمَّا عُمَرُ الاَطرَفُ وَهُوَ آخِرُ اَبنَاءِ اَمِيرِ المُومِنِينَ وَهُوَ الَّذِي وُلِدَ
تَوْاَمًا مَعَ اُختِهِ رُقَيَّةَ الَّتِي تَزَوَّجَت بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ رح كَمَا فِي عُمدَةِ الطَّالِبِ
یہی عمر اطرف سب سے چھوٹے فرزند علی بن ابی طالب کے اور جناب رقیہ زوجہ
حضرت مسلم کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے جیسا کہ ان سب امور کا بیان کتاب عمدۃ
الطالب میں ہے فَاُختُهُ رُقَيَّةُ سَلَامُ اللهِ عَلَيهَا كَانَ مِن بِرِّهَا وَوَفَائِهَا
اَنَّهَا كَانَت مَعَ اثنَينِ مِن اَبنَائِهَا حَاضِرَةً فِي الطَّفِّ وَاَفدَت اِبنَيهَا عَلَى
اَخِيهَا الحُسَينِ فِي ذٰلِكَ اليَومِ وَاِثنَانِ مِن اَبنَائِهَا سَارَا مَعَ اَبِيهِمَا وَقُتِلَا فِي الكُوفَةِ
جناب رقیہ بہن عمر اطرف کی وفاداری اور اپنے بھائی امام حسین کے محبت کا
تو یہ حال ہے کہ دو بیٹے اپنے لاکر کربلا میں امام حسین ع پر فدا کر دی اور دو فرزندونکو
اپنے شوہر مسلم بن عقیل کے ہمراہ کوفہ کو بھیجا وہ دونو شاہزادے کس بیکسی سے
وہان شہید ہوئے وَعَاشَت بَعدَهُم مَعَ عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ مُحتَسِبَةً قَرِيرَةً عَينَيهَا
سبحان اللہ بعد شہادت اپنے شوہر اور چارون فرزندونکے جناب سید الساجدین کے
ساتھ زندہ رہیں انہین کو اپنا فرزند اور نور چشم سمجھا کیں وَسَنَذكُرُ مَا آثَرَهَا
فِي بَابٍ خَاصٍّ لَهَا اِنشَاءَ الله ہم جناب رقیہ کے حالات کو ایک باب جداگانہ میں
لکھیں گے انشاء اللہ ایسی بہن خدا سب کو دے جیسی یہ وفادار بہن تہیں اَمَّا
عُمَرُ الاَطرَفُ فَتَخَلُّفُهُ عَن اَخِيهِ وَعَدَمُ مَسِيرِهِ مَعَ الحُسَينِ اِلَى العِرَاقِ وَبَيعَتُهُ
لِعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ وَالحَجَّاجِ لِيُدخِلَهُ الحَجَّاجُ فِي تَولِيَةِ صَدَقَاتِ اَمِيرِ المُومِنِينَ
وَغَيرُ ذٰلِكَ اَستَحيِي مِن ذِكرِهِ لیکن عمر اطرف کا جناب امام حسین ع کے ہمراہ
کربلا نہ جانا اور عبد اللہ بن زبیر سے بیعت کرنی اور نیز حجاج کی بیعت اس
غرض سے کہ حجاج اونکو تولیت صدقات امیر المومنین میں داخل کرے اور ازین قبیل
امور ایسے ہیں جنکی ذکر سے مجہے شرم آتی ہے وَظَنِّي اَنَّ النَّوَاصِبَ اللِّئَامَ قَد وَضَعُوا
تِلكَ الاَرَاجِيفَ لِمَا فِيهَا اِهَانَةٌ لِوُلدِ عَلِيٍّ ع میرا گمان یہ ہے کہ دشمنان اہلبیت نے
ایسی ایسی باتیں جہوٹی جہوٹی اسی غرض سے بنائی ہیں کہ فرزندان علی بن ابی طالب ع

کی اہانت ہو فنعوذ باللہ منہا مین خدا سے پناہ مانگتا ہون ایسی باتونکے بیان
کرنے سے انا العباس بن علی واخوته سلام اللہ علیہم فقد سمعت من بر ہم
ووفا ئہم وستسمع ما بقے فیما بعد مگر جناب عباس اور اونکے بہائیونکی وفاداری کا حال کچہ تو
اوپر سماعت مین آچکا ہے اور باقیماندہ انشاء اللہ وہ بہی آیندہ ہم بیان کرکے سنا دینگے

باب پنجاہ وہشتم اثبات کرامت جناب عباس سے وزرانہ عذاب کرنیمین اپنے قاتل کے اور تاویل لفظ امرد کی جو اس روایت مین ہے اور بعض صفات اوس جناب کی اور دفع شبہہ جو کرامت ہذا پر وارد ہوتا ہے بروایت امام احمد حنبل اور دارقطنی اور بیہقی جناب رسول کی شب یازدہم محرم مین

فی البحار عن اصبغ بن نباتة قال رایت رجلا من ابان بن دارم اسود الوجه
وکنت اعرفه جمیلا شدید البیاض بحار الانوار مین اصبغ بن نباتہ سے روایت
کی ہے وہ کہتا ہے مین نے ایک آدمی قبیلہ ابان بن دارم کو سیاہ رو دیکہا اور مین اوسے خوب
پہچانتا تہا کہ وہ مرد خوشرو تہا اور چہرہ اوسکا خوب سپید تہا فقلت له ما لدت
اعرفک مین نے اوس سے کہا شاید اب مین تجہے نہین پہچانتا ہون تو وہی خوشرو آدمی
یا کوئی اور قال انی قتلت شابا امرد مع الحسین بین عینیه اثر السجود اوس
مرد سیہ رو نے کہا کہ مین نے ایک ایسے جوان امرد کو ہمراہیان امام حسین سے قتل کیا ہے
جسکے دونو آنکہونکے بیچمین نشان سجدہ کا تہا فما بت لیلة منذ قتلته الا اتانی
فیاخذ بتلا بیبی حتی یاتی جہنم اوس روز سے کوئی شب ایسی نہین گذرتی کہ اوس
مین سویا اور وہ جوان شہید آپہونچا اور میری گردن کی ہنسلی کی ہڈیونکو پکڑکر مجہے
دوزخ تک لیجاتا ہے فیدفعنی فیہا کنارہ دوزخ کے پہونچکر مجہے دوزخ مین گرا دیتا ہے
فاصیح فما یبقی فی الحی الا سمع صیاحی مین دوزخ مین بڑا بڑا چیختا اور چلاتا ہون
اور کوئی شخص میرے کنبہ اور قبیلہ مین ایسا باقی نہین رہتا ہے جو اوس وقت میری

چلانے کی آواز سنتا ہو قَالَ وَالْمَقْتُولُ عَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ ع راوی کہتا ہے یا خود اوس شقی کا قول
کہ اوس کشتۂ ناحق کا نام عباس بن علی ہے قُلْتُ وَلَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الرِّوَايَةُ دَالَّةً عَلٰى كَرَامَاتِ
سَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ رح مَعَ كَوْنِهَا مُشْتَمِلَةً عَلٰى بَعْضِ الْاُمُورِ الْمُوحِشَةِ عَلَى الظَّاهِرِ فَلَا بُدَّ لَنَا
اَنْ نُوَضِّحَهَا حَقَّ الْاِيضَاحِ مین کہتا ہون چونکہ یہہ روایت چند کرامات اور اوصاف پر جناب
عباس کے دلالت کرتی ہے اور باینہمہ چند مضامین وحشت انگیز پر بظاہر شامل ہے پس
ضرور ہوا کہ ہم اسکی پوری شرح کردین وَنَدْفَعَ مَا يَرِدُ عَلَيْهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ اور جو جو شبہات
اس پر وارد ہوتے ہین اون سب کو دفع کردین فَنَقُولُ اَمَّا قَوْلُهُ شَابًّا اَمْرَدَ اَيْ شَابًّا
لَمْ تَنْبُتْ شَارِبُهُ وَلَمْ تَنْبُتْ لِحْيَتُهُ فَلَيْسَ عَلٰى مَا يَنْبَغِي اب مین کہتا ہون کہ یہہ جو اوس نے
کہا کہ ایک جوان امرد کو مین نے قتل کیا یعنی اوسکی مسین بھیگتی نہین اور ابھی ڈاڑہی نہین نکلی
تہی پس یہہ قول اوس کا درست نہین ہے لِاَنَّ الْعَبَّاسَ كَانَ عُمْرُهُ يَوْمَئِذٍ هُوَ اَرْبَعٌ وَثَلٰثُونَ
فَكَيْفَ يَكُونُ اَمْرَدَ بِهٰذَا الْمَعْنَى اس لئے کہ جناب کی عمر بروز شہادت چونتیس برس کی تہی پہر
وہ سبزہ آغاز کیونکر ہو سکتے ہین وَلِذَا اَمَّا رَوَاهُ الْمَجْلِسِيُّ رح عَنْ ثَوَابِ الْاَعْمَالِ لَيْسَ فِيهِ
لَفْظَةُ اَمْرَدَ یہی سبب ہو کہ کتاب ثواب الاعمال سے جو روایت جناب مجلسی رح نے بحار مین
نقل کی ہے اوس روایت مین لفظ امرد کی نہین ہے بَلْ فِيهَا قَتَلْتُ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ
الْحُسَيْنِ اَبْيَضَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ اَثَرُ السُّجُودِ بلکہ ثواب الاعمال کی روایت مین یون ہے قتل
کیا مین نے ایک ایسے مرد کو اصحاب حسین سے جسکی دونو آنکہونکی درمیانی مقام مین نشان سجدہ
تہا نَعَمْ اِذَا كَانَ اَمْرَدَ اَفْعَلَ التَّفْضِيلِ مِنَ الْمُرُودَةِ فَيَكُونُ مَعْنَاهُ الْبَالِغَ اِلَى الْغَايَةِ
فِي تَجَرُّجٍ لَهَا مِنْ جُمْلَةِ مَا عَلَيْهِ ذٰلِكَ ہان اگر لفظ امرد کی مادہ مرود اور مرودت سے
مشتق ہوا اوسوقت امرد کے معنی یہہ ہونگے کہ وہ شخص اوس نہایت اور انتہا کو پہونچ گیا تہا
جس سے تمام اون امور مین جو اوس پر لازم تہے آدمی نکل جاتا ہے وَهٰذَا الْمَعْنَى يَسْتَقِيمُ بِالنِّسْبَةِ
اِلَى الْعَبَّاسِ مِنْ اَكْثَرِ الْوُجُوهِ اور یہہ معنی اکثر طرق سے جناب عباس کی نسبت درست
ہوتی ہین اَمَّا مِنْ جِهَةِ الْعُمْرِ فَلَا رَيْبَ اَنَّ عَبَّاسَ رح تک كَانَ يَوْمَئِذٍ ابْنَ اَرْبَعًا
وَثَلٰثِينَ وَهِيَ غَايَةُ الشَّبَابِ سن کی راہ سے تو کچہہ شک نہین کہ وہ جناب اوس دن

پنتیس برس کی عمر مین تھے اور یہی انتہای سن شباب ہو اذ ینتھی الشباب فی خمس وثلثین
کما علیہ الاطباء ثم بعد ذلک سن الکھولۃ اسلئی کہ شباب کا خاتمہ پنتیس برس
کی عمر مین ہو جاتا ہے جیساکہ طبیبون کا اس پر اتفاق ہو اور چھتیسوین برس سے سن کہولت شروع
ہوتا ہو جسکو ادہیڑ کہتی ہین واما من جھۃ الایمان والوفاء وفوزہ بالمراتب العلیۃ
الاخرویۃ فانہ بلغ یومئذ من برہ ووفائہ الذی کان علیہ فی مدۃ عمرہ اقصی
الغایۃ اب بنظر کمال ایمان اور وفاداری اور حسن سفاقت اور بنظر پہونچنے اوس جناب کے
بلند مراتب اخرویہ کو پس ان معنونکا صدق اس طرح ہی کہ اوس روز وہ جناب اپنی اوس حسن
سلوک اور وفاداری سے جو تمام عمر آپ کا شعار تہا آخری درجہ پر ان اوصاف کی پہونچ گئے
حتی انہ استشھد واعطی جناحین فیطیر فی الجنۃ کما یطیر جعفر الطیار رضوان اللہ
علیھما یہان تک کہ وہ جناب شہید ہو گئے اور دو بازو اونکو عطا ہوی جنسے بہشت مین پرواز
کرتے ہین مثل حضرت جعفر طیار کے خوشنودی خدا کی دونو سے ہو وقد اشتملت الروایۃ
علی الکمالات شتی خص اللہ بھا العباس بن علی یہہ روایت چند کمالات کو بیان پر شامل ہی
جنسے خدا نے جناب عباس کو مخصوص کیا ہو منھا انہ قال بین عینیہ اثر السجود اونمین سے
ایک صفت کمالیہ یہہ ہو کہ اسی قائل نے بیان کیا کہ درمیان دونو آنکھون کے جناب عباس کے
نشان سجدہ کا تہا وھذا اذا اضفنا الیہ الوصف الذی مر عن الصادق من کونہ
صلب الایمان وکونہ نافذ البصیرۃ فھی علامۃ بینۃ علی کون العباس بالغا
باعلی درجۃ المعرفۃ والعمل ایضا اس نشان سجدہ کو جب ہم ملائین اون دونو صفات کے
ہمراہ جو کہ جناب صادق سے گذر چکی ہین یعنی جناب عباس ایمان مین استوار اور بصیرت مین نافذ
بہی تہے پس اب یہہ تینون صفات ملکر علامات یقینی ہونگی کہ وہ جناب اعلی درجہ معرفت پر
پہونچے تھے اور عمل مین پورے تھے لان اثر السجود ھناک لا یکون الا لمن کان کثیر السجود
فی صلوتہ معفر الجبینہ کما ھو شان العباد الکاملین اسلئی کہ نشان سجدہ کا اس
جگہ اوسی شخص کے ہوتا ہی جو شخص اپنی چہرہ اور پیشانی کو زیادہ رگڑتا ہو جو صفت کامل
عابدون کی ہو اما عوام المصلین فان اثر السجود لا یوجد فیھم متصلا بما بین

النّاسِ عام نماز گذارونمین یہہ نشان فقط اونکی پیشانی پراوسی جگہہ پڑتا ہی جو جگہہ قریب سرکے
بالونکو اوگنے کی ہو اَمَّا مَن کَانَ سُجُودُہٗ مُسْتَوعِبًا لِجَبْھَتِہٖ کُلِّھَا اَعْنِی بِہِ الْمَوْضِعَ الَّذِی
یُسْتَحَبُّ اِمْرَارُہٗ عَلَی الْمَسْجُودِ عَلَیْہِ وَیَکُونُ مَعَ ذٰلِکَ مُعَفِّرًا لِجَبِیْنِہٖ لیکن جو شخص سجدہ
ایسا کرتا ہو کہ تمام پیشانی اوسکی سجدہ مین رگڑتی ہو میری مراد یہہ ہے کہ وہ مقامات بہی سجدہ گاہ
خواہ زمین کے اوسکی سجدہ مین آجاتین جن پر سجدہ مین اعضاء سجدہ کا پہونچانا مستحب ہے اور یہہ وہ
شخص اون اعضا کو رگڑتا بہی ہو فَلَا رَیْبَ فِی اَنَّ اَثَرَ السُّجُودِ فِیْہِ یَنْتَہِی اِلٰی اَسْفَلِ الْجَبْھَۃِ
مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ پہر بیشک اوسکے نشان سجدہ کی انتہا پیشانی کی نیچے تک ہوگی وَلِذٰا لَمَّا وَصَفَ
اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الْعِبَادَ فِی کِتَابِہٖ قَالَ سِیْمَاھُمْ فِی وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُودِ وَلَمْ یَقُلْ فِی جِبَاھِھِمْ
اسی لحاظ سے جب خدا نے قرآن مجید مین عابدونکی تعریف کی ہے تو یہہ فرمایا ہے کہ نشانی اور علامت
اونکی یہہ ہے کہ اون کے چہرون پر کثرت سجدہ کرنیکے ہوتے ہین اور یہہ نفرمایا کہ اونکی پیشانیون پر سجدہ
کے نشان ہوتے ہین فَاِنَّ الْوَجْہَ اَعَمُّ مِنَ الْجَبْھَۃِ اسلئے کہ چہرہ کی لفظ پیشانی سے عام ہے
یَشْتَمِلُ فِی الْوَجْہِ الْجَبْھَۃَ وَالْخَدَّانِ وَمَا بَیْنَ الْعَیْنَیْنِ چہرہ مین تو پیشانی اور دونو رخسارہ
اور دو آنکہونکی درمیانی جگہہ سب داخل ہے فَثَبَتَ اَنَّ الْعَبَّاسَ رح کَانَ یُطَوِّلُ فِی سُجُودِہٖ
مَعَ تَعْفِیْرِہٖ فَیَسْتَوْعِبُ جَمِیْعَ مَا یُمْکِنُ اِمْرَارُہٗ عَلَی الْمَسْجُودِ عَلَیْہِ وَھُوَ التَّعْفِیْرُ الَّذِیْ عَدَّہٗ
ائمۃ الھدی صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ مِنْ صِفَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اب ثابت ہوگیا کہ جناب عباس رح سجدہ
مین طول دیتے تہے اور پورا سجدہ بجا لاتے تہے اسطرح کہ جتنے اعضا کا پہونچانا سجدہ گاہ وغیرہ
پر مستحب ہے اون سب کو پہونچاتے تہے اور اسی کو تعفیر کہتے ہین جسکو ہمارے ائمہ علیہم السلام نے صفات
مومنین مین شمار فرمایا ہے روحی لہ الفدا اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ سَیِّدَنَا السَّجَّادَ ع اِنَّمَا سُمِّیَ سَجَّادًا لِکَوْنِہٖ
کَثِیْرَ السُّجُودِ مُعَفِّرَ الْجَبِیْنَیْنِ کیا تم نے نہین سنا ہے کہ ہمارے سردار اور امام زین العابدین کا نام سجاد
اسی وجہ سے مشہور کیا گیا ہے کہ بہت سجدہ کیا کرتے تہے اور پیشانی سجدہ مین رگڑا کرتے تہے حَتّٰی اَثَّرَتْ
فِی بَعْضِ مَوَاضِعِ خَدَّیْہِ مِنْ کَثْرَۃِ التَّعْفِیْرِ یہان تک تو ہے کہ دونو رخسارونکے بعض مقامات
پر حضرت کے زخم پڑ گئے تہے بسبب زیادہ رگڑنے رخسارونکے سجدہ مین آہ آہ ایسے عابد پر امت نے
وہ ظلم کیا جو کسی پر نہوا ہوگا فَتَصَدَّقَ مِنْ ھٰذَا الْوَصْفِ اَیْضًا مَا قَالَہُ الصَّادِقُ ع اَنَّ

عَمَّهُ الْعَبَّاسَ قَدْ كَانَ فِي مَعْرِفَتِهِ وَاِيْمَانِهِ كَمَا وَصَفَهُ * اس قاتل کی روایت سے نشان سجود

کو پتہ سی بھی جو کچھہ جناب صادق ع نے اپنے چچا عباس کے بارہ مین فرمایا کہ وہ معرفت اور ایمان مین کامل

تھے پوری صداقت ہو گئی جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مُقْتَفِيًا لِاٰثَارِهِمْ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ خدا ہم کو

اور تم سکو بھی اونہین بزرگان دین کے احکام کا پیرو کرے کہ ہم بھی ویسا ہی سجدہ کرین جسکا ذکر

ہو رہا ہی وَمِنْهَا تَعْذِيْبُ الْقَاتِلِ مُدَّةَ حَيٰوتِهِ بِبَارِحَةٍ لَيْلَةٍ وَهِيَ كَرَامَةٌ خَاصَّةٌ لَا يُدَانِي

لِلْعَبَّاسِ ع اَحَدٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ ازانجملہ ایک صفت جناب عباس ع کی اس روایت

سے بھی ثابت ہوئی کہ اپنے قاتل کو جب تک وہ شقی زندہ رہا ہر شب عذاب فرماتے تھے اور یہہ وہی

خاص کرامت ہی جسمین اور کوئی شخص شہدای کربلا سوا اوس جناب کے مساوی نہین ہو سکتا ہے

بَعِيْدَ مَا رُوِيَ مِنْ تَعْذِيْبِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَيَزِيْدَ لَعَ كَمَا ذَكَرْنَاهُ فِيْ بَابِهِمَا سوا عذاب

کے جو عمر بن سعد اور یزید کو ہوا چنانچہ ہم نے دونو کی حالات کو دونو کے باب خاص مین لکھدیا ہے

وَيُمْكِنُ اَنَّ مِثْلَ تِلْكَ الرِّوَايَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى كَوْنِ الْعَبَّاسِ قَادِرًا مُقْتَدِرًا مِنْ

عِنْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ عَلٰى تَعْذِيْبِ الْمُسِيْئِيْنَ اِلَيْهِ وَاِلٰى اَخِيْهِ الْحُسَيْنِ صَحِيْحَةٌ لَا رَيْبَ

فِيْهَا مجھے ایسا گمان واقعی ہے کہ ایسی ایسی روایتین بیشک صحیح ہین جو کہ جناب عباس ع کے قدرت والے

ہونے پر خدا کی جانب سے اور اختیار پر دلالت کرتی ہین کہ جو شخص بے ادبی اونکی جناب مین یا اونکے

بھائی امام حسین کی جناب مین کرے اوسکو فورا سزا دیدین وَقَدْ يَظْهَرُ ظُهُوْرًا بَيِّنًا لِاَمْثَالِ

فِيْهِ وَبِوَاءَةِ الْخُدَّامِ وَالزُّوَّارِ لِمَرْقَدِهِمَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا ایسی ہی کرامتین ہمیشہ ظاہر

ہوتی رہتی ہین جو بی تمام اور خدام اور زوار روضہ مرقد شریف کی ہمیشہ دیکھا کرتے ہین اور

فَقَدْ رَسَخَ فِيْ اَذْهَانِ مَعَاشِرِنَا الشِّيْعَةِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ اَنَّ الْعَبَّاسَ ع كَثِيْرُ السَّطْوَةِ

قَوِيُّ النَّقِمَةِ اسی سبب سے ہم گروہ شیعہ کی ذہن مین یہہ بات راسخ ہو گئی ہی اور پشت در پشت

یہی عقیدہ چلا آتا ہی کہ جناب عباس ع بڑی دبدبہ اور رعب داب کے بزرگ ہین انتقام

گستاخی اور بے ادبی کرنیوالون سے لَا يُغَادِرُ مَنْ اَسَاءَ اِلَيْهِ اَوْ اِلٰى اَخِيْهِ الْاُمَّةُ الشَّقِيَّةُ

ہرگز درگذر نہین فرماتے اور بدون سزا دینے کے نہین رکتی اوس شخص کے جو اونکی جناب مین

ادبی کرے یا جناب امام حسین ع کی جناب مین گستاخی کرے حَتّٰى اَلْ الْاَحْمَرُ وَاسْمُهٗ اِلَى الْاٰنِ

النّاسَ اِذَا تَشَاجَرُوا وَتَنَافَسُوا فِي اَمْرٍ مِنْ اُمُوْرِ مَعَاشِهِمْ وَاحْتَاجُوا اِلَى الْيَمِيْنِ
یہاں تک اب نوبت پہونچی ہی اور یہی طریقہ برابر جاری ہو رہا ہی کہ وہاں کے لوگ اگر آپس مین
کسی امر خانگی اور معاملہ باہمی مین لڑتے ہین اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے اور کسی طرح طی نہین پاتا
اور انجام کار مین قسم کرنے کرانیکی حاجت ہوتی ہی وَيُعْرَضُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَحْلِفُوا عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ
اَوْ عِنْدَ قَبْرِ الْعَبَّاسِ رح اور اونسے کہا جاتا ہے کہ چلو چلکر قبر مطہر امام حسین کے پاس قسم کہاؤ یا
قبر جناب عباس کے قریب فَلَا يَرْضَوْنَ بِاَنْ يَحْلِفُوا عِنْدَ قَبْرِ الْعَبَّاسِ رح اس بات پر راضی
نہین ہوتے کہ جناب عباس کی مرقد پر جاکر قسم کہائین لِمَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَا يُغَادِرُ الْكَاذِبَ
فِي اَدَاءِ يَمِيْنِهٖ اِلَّا وَيَنْتَقِمُ مِنْهُ عَاجِلًا بِلَا مُهْلَةٍ سبب یہی ہی کہ اونکو پورا یقین ہی کہ جناب
عباس ع جھوٹی قسم کہانیوالے کو بدون انتقام اور سزا دہی فوری کے ہرگز نہین چھوڑتے اَمَّا
الْحُسَيْنُ رُوْحِيْ لَهُ الْفِدَا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ صَابِرٌ كَظِيْمٌ اَوَّاهٌ حَلِيْمٌ لیکن حسین پر میری جان فدا
ہو جائے انکو سب جانتے ہین کہ بڑے صابر ہین اور غصہ کو روکنے والے ہین اور بڑے دعاء مغفرت
کرنیوالے ہین اپنے نانا کے امت کیواسطے اور بڑے بردبار ہین رحیم دل ہین فَلَا يَعْجَلُ فِيْ عُقُوْبَةِ
الْكَاذِبِ الْمُجْتَرِيْ عَلَيْهِ اسی وجہسے جو شخص جھوٹی قسم کہانیکی جرات آپکی قبر پر کرتا ہی اوس کے
انتقام لینے مین حضرت جلدی نہین کرتے ہین وَلَا غَرْوَ فِيْهِ فَاِنَّهٗ مِنْ بَعْضِ شُئُوْنِ الْحَيٰوةِ
الَّتِيْ اَعْطَاهَا اللّٰهُ الشُّهَدَاءَ فِيْ سَبِيْلِهٖ اور کچھ اسمین مضائقہ نہین اگر ایک بہائی جلد انتقام لے اور
ایک بہائی عفو اور درگذر فرمائے اسلئے کہ یہہ دونون باتین شان سے ہین اوسی زندگی اور حیاتکی
جو خدا نے شہدا کو عطا فرمائی ہین فَيَخُصُّ بَعْضُهُمْ بِعِزٍّ اَوْ بَلِ اللّٰهُ مِنْهُمْ بَعْضًا لِمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ اَغْرَاضٌ
مُخْتَلِفَةٌ فِيْ حِفْظِ نِظَامِ الْعَالَمِ یعنی بعض شہدا کو کسی طرحکی خاص کرامت عطا ہوئی ہی اور کسی کو
اور طرح کی بنظر مختلف اغراض کے جو بنظر انتظام عالم کے حفاظت کی اوسی منتظم حقیقی پر واجب ہے
وَهٰذِهٖ مَسْئَلَةٌ كَلَامِيَّةٌ قَدْ بَرْهَنَ عَلَيْهَا عُلَمَاؤُنَا فِي الْكُتُبِ الْكَلَامِيَّةِ یہہ مسئلہ علم کلام سے متعلق
اسکی دلیل علماء کرام نے کتب علم کلام مین ذکر کر دی ہی وَبِالْجُمْلَةِ فَالْعَذَابُ الَّذِيْ ذَكَرَهٗ ذٰلِكَ
الْمَلْعُوْنُ وَهُوَ اَنَّهٗ يُلْقٰى كُلَّ يَوْمٍ فِيْ جَهَنَّمَ فَيَصِيْحُ اور مختصر کلام یہہ ہے کہ یہہ عذاب جس کو اس
شقی نے ذکر کیا ہے کہ روزانہ یہہ ملعون دوزخ مین ڈالا جاتا ہی اور جلایا جاتا ہی فَهُوَ تَصْوِيْرٌ لِمَا

يُعَذِّبُهُ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پس یہہ عذاب بطور صورت نمائی اور نمونہ کے ہوتا ہے اوس عذاب کی
جس سے بروز قیامت خدا اوسکو عذاب کریگا لَا اَنَّهٗ يَلْقَاهُ الْعَبَّاسُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ جَهَنَّمَ یہہ سمجھنا
چاہیے کہ جناب عباس اوسکو ہر شب دوزخ میں گرا دیتے ہیں خَلَا يَرِدُ عَلَيْهِ اَنَّهٗ كَيْفَ يُمْكِنُ تَعْذِيْبُهٗ
بِذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ الْحَشْرِ اب اس روایت پر یہہ اعتراض نہین کوئی کرسکتا کہ دنیا مین قبل فرجزا
کیونکر دوزخ سے عذاب ہی ممکن ہے وَكَيْفَ يُمْكِنُ لِلْخَالِدِيْنَ فِيْهَا خُرُوْجُهُمْ عَنْهَا كُلَّ لَيْلَةٍ اور نہ
کوئی کہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ دوزخکی ہمیشہ رہنے والے ہرشب دوزخ سے نکل آیا کرین یہہ اعتراض بہی
اوسی تاویل صورت نمائی سے اوٹھ گیا اَمَّا سَوَادُ وَجْهِهٖ وَعَدَمُ اِحْتِرَاقِ جِسْمِهٖ كُلِّهٖ فَلَعَلَّهٗ
لِحُزْنِهٖ وَكَاٰبَتِهٖ لِمُقَاسَاتِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنَ الْعَذَابِ رہا چہرہ کا سیاہ ہوجانا اور تمام بدن کا
جلکر سیاہ نہونا شاید اسکی یہہ وجہہ ہو کہ چونکہ ہرشب اسی عذاب مین اپنی گرفتاری دیکہتا تہا
اور شدائد کو برداشت کرتا تہا اسی سبب سے چہرہ اوسکا سیاہ ہوگیا تہا وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ عِلْمِ
الطِّبِّ اَنَّ اسْتِمْرَارَ الْحُزْنِ وَالْفِكْرِ يُوَلِّدُ الدَّمَ السَّوْدَاوِيَّ وَاَوَّلُ مَا يَظْهَرُ اَثَرُهٗ فِي الْوَجْهِ
وَاَعْضَائِهٖ علم طب مین یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ہمیشہ رنج اور ملال اور فکر کے رہنے سے خون سوداوی
پیدا ہوتا ہے اور سب سے پہلے ظہور اوسکے اثر کا چہرہ پر اور چہرہ کے دیگر مقامات پر ہوتا ہے عَلٰى اَنَّهٗ
لَا يُقَاسُ الْاُمُوْرُ الْمُعْجِزَةُ بِالْاُمُوْرِ الْجَارِيَةِ فِي الْعَادَاتِ علاوہ ان سب باتون کے معجزات کو
اون باتون پر قیاس کرنا نچاہیے جو ہماری عادت مین جاری ہین فَاِنَّ الْمُعْجِزَةَ اِنَّمَا هِيَ الْاُمُوْرُ
الَّتِيْ تَعْجِزُ اِدْرَاكُنَا عَنْ فَهْمِهَا وَمُخَالِفَةٌ لِعَادَاتِنَا اسلئے کہ معجزہ اوسی کو کہتے ہین جسکے سمجہنے
سے ہماری عقل عاجز ہو اور ہماری عادت کے برخلاف اون چیزونکا وقوع اور ظہور ہوا ہو وَ
كَيْفَ يَتَعَجَّبُ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ الْمُؤْمِنُ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَهُوَ يَقْرَءُ كُتُبَ السِّيَرِ وَيُطَالِعُ
اِبَانَةَ ابْنِ بَطَّةَ وَجَامِعَ الدَّارَقُطْنِيْ وَفَضَائِلَ اَحْمَدَ ✢ اور کیونکر تعجب کریگا مرد مسلمان
جو خدا کی آیات پر ایمان لاچکا ہے اور کتب سیر اور تواریخ کو پڑہتا ہے اور کتاب ابانہ ابن بطہ
اور کتاب جامع دارقطنی اور کتاب فضائل احمد کا مطالعہ کرچکا ہے فَقَدْ رُوِيَ فِيْهَا كَمَا فِي الْبِحَارِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحِ الْقَاضِيْ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اَعْمٰى مِنْ عَمَائِهٖ انہیں تینون معتبر کتابون سے
علماء اہلسنت کی بحار مین یہہ روایت نقل کی ہے عبداللہ بن رباح قاضی سے کہ اوسنے ایک

اندہے جو اوسکی قوم اور قبیلہ سے تہا سبب اوسکی نابینا ہونیکا پوچہا فَقَالَ کُنْتُ حَضَرْتُ کَرْبَلَا
فَنِمْتُ فَرَاَیْتُ شَخْصًا هَائِلًا قَالَ لِیْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم اُس اندہے نے کہا کہ مین بہی
معرکہ کربلا مین حاضر تہا (ای برادران اب ذرا اپنی نبی کی بے قراری کو بہی سنو اور جی کہول کر
روؤ) وہ اندہا کہتا ہی کہ مین سو گیا (میرے گمان مین گیارہوین شب محرم کا یہہ قصہ معلوم ہوتا ہے)
وہ اندہا کہتا ہی کہ خواب مین مینے ایک شخص کو شکل مہیب دیکہا وہ کہتا ہی کہ چل تجہکو محمد رسول اللہ
بلا رہی ہین فَقُلْتُ لَهٗ لَا اُطِیْقُ یعنی کہا مجہے آنحضرت کے سامنے جاتے ڈر لگتا ہی اور جانیکی تاب نہین
ہی فَجَرَّنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وہ شخص مجہے کشان کشان حضور کے سامنے لیگیا فَرَاَیْتُهٗ
حَزِیْنًا دیکہا یعنی کہ رسول مقبول ص حزین اور ملول بیٹہی ہین با آہستہ آہستہ رو رہی ہین ہای ہای
ذرا سوچو تو ای برادران کہان بیٹہی تہی اور اونکی پیارے نواسی بیمار کربلا اور نواسیان زینبؑ
اور ام کلثوم کس حال مین تہین وَفِیْ یَدِهٖ حَرْبَةٌ وَبُسِطَ قُدَّامَهٗ نِطْعٌ وہ اندہا کہتا ہی کہ ہاتہ
مین جناب رسولؐ کی ایک حربہ یعنی ہتہیار ہی اور سامنے حضور کے ایک کہال بچہی ہوئی ہے
دیکہیں وہ کہال تو نہ تہی جو کہ بیمار کربلا زین العابدینؑ سے کس سختی سے چہینی گئی تہی یہہ ظلم اوس
شقی نے کیا تہا جس نے حضرت زینب کی گوشواروں سے بہی بے ادبی کی تہی وَمَلَكٌ قَبْلَهٗ قَائِمٌ
وہی اندہا کہتا ہی کہ ایک فرشتہ جناب رسولؐ کے سامنے کہڑا ہوا ہی وَفِیْ یَدِهٖ سَیْفٌ مِّنَ النَّارِ
یَضْرِبُ اَعْنَاقَ الْقَوْمِ فَتُحْرِقُهُمْ اوس فرشتہ کے ہاتہ مین آگ کی تلوار ہی جس سے اون
لشکریان یزید کی گردن مارتا ہی پس وہ آگ انکو جلا دیتی ہی ثُمَّ یَحْیَوْنَ وَیَقْتُلُهُمْ هٰکَذَا
پہر وہ لوگ زندہ کئی جاتی ہین اور یہی معاملہ بار بار ہو رہا ہی فَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَاللّٰهِ مَا ضَرَبْتُ بِسَیْفٍ وَلَا طَعَنْتُ بِرُمْحٍ وَلَا رَمَیْتُ سَهْمًا مین نے کہا کہ سلام ہو تم پر
ای رسول اللہ بخدا کہ مینے کسی کو تلوار نہین ماری اور نہ کسی پر نیزہ چلایا اور نہ کسی کو تیر مارا فَقَالَ
النَّبِیُّ صلعم اَلَسْتَ کَثَّرْتَ السَّوَادَ جناب رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کیا تو نے لشکر یزید
مین آکر سیاہ لشکر کا نہین بڑہایا ہی مطلب یہہ ہی کہ ایک ہی آدمی کے شمار بڑہانے کا گناہ تجہ سے
ضرور ہوا ہی فَاَدْنَانِیْ وَاَخَذَ مِنْ طَسْتٍ فِیْهِ دَمٌ فَکَحَّلَنِیْ مِنْ ذٰلِكَ الدَّمِ فَاحْتَرَقَتْ
عَیْنَایَ پہر مجہے اپنی طرف کہینچ لیا اور ایک طشت خون سے بہرا ہوا آگے پاس تہا کہ اوسمین سے

میری آنکھوں میں سلائی پھیری میری دونوں آنکھیں جل گئیں فَلَمَّا انْتَبَهْتُ كُنْتُ اَعْمٰی جب خواب سے میں جاگا
اندھا ہوگیا تھا اَقُوْلُ وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ تِلْكَ الرِّوَايَةِ الَّتِيْ رَوَاهَا ثِقَاتُ الْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ
اَنَّ التَّعْذِيْبَ فِيْ عَالَمِ الرُّؤْيَا اَيْضًا قَدْ يَبْقٰى لَهٗ اَثَرٌ مِّنْ اٰثَارِ الشَّيْءِ الْمُعَذَّبِ بِهٖ اس روایت سے جسکو
تین ثقہ اور معتبر محدثین اہلسنت نے ذکر کیا ہے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ جو عذاب کہ عالم خواب میں کسی کے ہوئے ہے
اوسکا بہی کچہ نہ کچہہ اثر بعد بیداری کے باقی رہتا ہے فَاِذَا جَازَ عَمَى الْبَصَرِ مِنِ اكْتِحَالِ الدَّمِ فِيْ عَالَمِ الرُّؤْيَا
الَّتِيْ هِيَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ اب جسوقت جائز ہوا نابینا ہوجانا آنکھوں میں خون کی
سلائی پھیرنے سے عالم خواب اور رویا میں وہ رویا جو ایک جزء ہے منجملہ ستر جزء نبوت کے جیسا کہ ہم نے کتب
فریقین سے اسی مضمون کی احادیث باب رویا اور منامات میں نقل کی ہیں فَكَيْفَ لَا يَجُوْزُ سَوَادُ وَجْهِ
ذٰلِكَ الرَّجُلِ مِنْ حَرِّ النَّارِ الَّتِيْ يَرَاهَا اَنَّهٗ يُلْقٰى فِيْهَا كُلَّ لَيْلَةٍ پہر کیونکر نا جائز ہوگا اس شقی کا
سیاہ رو ہوجانا گرمی سے اوس آگ کی جسمیں ہر شب یہہ اپنے کو گرا ہوا دیکہتا ہے فَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي الْاَسْرَارَ
الْاِلٰهِيَّةَ فَحَسْبُكَ السُّكُوْتُ وَالتَّسْلِيْمُ اگر تم کو اسرار الہی پر اطلاع نہو کافی ہے کہ ایسی ایسی باتیں
سنکر سکوت اختیار کرو اَمَّا مَا شَاهَدَهٗ ذٰلِكَ الْاَعْمٰى مِنْ حُزْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَهُوَ اَمْرٌ يَقِيْنِيٌّ لیکن
اس نابینا نے جناب رسول ص کو جو حزین اور اندوہگین دیکہا ہے یہہ بات یقینی ہے ضرور وہ جناب رنجیدہ
اور غمگین ہونگے فَاِنَّهٗ كَانَ بِمَوْقِفٍ يَقْرُبُ مِنْهُ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ فِيْهِ الْاُسَرَاءُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ فِيْ
اَشَدِّ كَآبَةٍ وَحُزْنٍ اسلئے کہ وہ جناب ایسی جگہہ تہے کہ وہاں سے وہ جگہہ قریب تہی جہاں اسیران اہلبیت
کس خفت اور خواری سے بہائے گئے ہونگے کَاَنِّيْ اَنْظُرُ بِعَيْنِ قَلْبِيْ اِلَيْهِمْ وَالتَّوَجُّهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاسْتِغَاثَتِهِنَّ
اِسْتِغَاثَةً ثُمَّ اَقُوْلُ گویا میں اپنی باطنی آنکھہ سے اسوقت میدان کربلا کو دیکہہ رہا ہوں اور جناب رسول
کیطرف توجہ کر کے فریاد کرتا ہوں اور پہر کہتا ہوں اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ كُنْتَ حَزِيْنًا فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ
لَمَّا كُنْتَ تَسْمَعُ ضَجِيْجَ نِسَائِكَ وَصُرَاخَهُنَّ ای رسولخدا کیا آپ آج کی رات کو اپنے اہلبیت اطہار کی
فریاد اور زاری کی آواز سنکر محزون اور ملول ہو رہے تہے اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَظُنُّ اَنَّكَ كُنْتَ تَسْمَعُ
صَوْتَ الْبِنْتِ الصَّغِيْرَةِ لِلْحُسَيْنِ وَهِيَ كَانَتْ تَصْرُخُ وَتَقُوْلُ اَيْنَ اَبِيْ وَلَا تَسْكُنُ عَنِ الْبُكَاءِ هُنَيْئَةً
ہائے ای میرے رسول اللہ ص مجہے گمان ہے آپ کا حزن اور ملال شاید اسوجہ سے زیادہ ہوگا کہ ایک چہوٹی
صاحبزادی میرے مظلوم حسین کی صحرا میں تڑپ رہی تہی اور اپنے باپ کو ڈہونڈہ رہی تہی اور کہتی تہی

کہ میرے بابا کہاں گئو ہائے یہہ لڑکی حضرت کے سینہ پر سوتیکی خوگر تھی ساری رات تڑپ تڑپ کر اون دکھیاری
عورات کو تڑپایا کی فَاِنْ لَمْ یَعِدْکَ اللہُ بِقَوْلِہٖ وَمَا کَانَ اللہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ لَمْ یَبْقَ
عَلَی الْاَرْضِ مِنْھُمْ دَیَّارًا اگر خدا نے آپسے وعدہ نکیا ہوتا اسطرح پر کہ خدا عذاب نہ کریگا اون لوگون
کو جب تک آپ اون مین ہین تو روی زمین پر کوئی صاحب خانہ اون ظالموں سے زندہ باقی
نہ رہتا جو ہلاک نہ ہو جاتا اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

باب پنجاہ و نہم جہاد اور شہادت جناب عباس اور لڑنا مارد نامی پہلوانکا حضرت سے اور اوسکو قتل کرنا بروایت بعض علمای اہلسنت

لَقَدْ ذَکَرَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْاَسْفَرَائِیْنِیُّ مِنْ اَجِلَّۃِ عُلَمَاءِ اَھْلِ السُّنَّۃِ اَنَّ الْعَبَّاسَ رح قَدِ اسْتُشْھِدَ
فِی التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ ملا ابو اسحٰق اسفراینی جو بڑے عالم علماء اہل سنت سے ہین اونہون نے لکھا ہی
کہ شہادت جناب عباسؑ کی نوین تاریخ محرم کی ہوئی وَھٰذِہِ الرِّوَایَۃُ عِنْدِیْ مُخَالِفَۃٌ لِلرِّوَایَاتِ
الْمَشْھُوْدَۃِ لٰکِنَّھَا لِاشْتِمَالِھَا عَلٰی بَعْضِ الْاُمُوْرِ الْعَجِیْبَۃِ نَقَلْنَاھَا فِیْ کِتَابِنَا ھٰذَا وَلَمْ نَلْتَفِتْ اِلٰی
مُخَالَفَۃٍ جُزْئِیَّۃٍ فِیْ یَوْمِ الشَّھَادَۃِ یہہ روایت اگرچہ میرے نزدیک روایات مشہورہ سے تاریخ
اور یوم شہادت مین مخالف ہی لیکن چونکہ بعض کرامات عجیبہ پر جناب عباسؑ کے شامل ہی لہذا
ہم نے اس کو اپنی اس کتاب مین درج کر دیا اور تاریخ اور روز کی مخالفت جو ایک چھوٹی سی بات ہے
اوسکی طرف التفات نہین کیا قَالَ فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ ثُمَّ اشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ وَحَرِیْمِہٖ
فَشَکَوْا اِلَیْہِ ذٰلِکَ کتاب نور العین مین ملا اسحٰق لکھتے ہین کہ پہر پیاس کی شدت ہوئی امام حسین
اور اونکے اصحاب اور اہلحرم پر سبہون نے شکایت کی اوس جناب سے (یعنی یہی تو کہا ہوگا
کہ اب ہاری پیاس کے مرے جاتے ہین) فَدَعَا بِاَخِیْہِ الْعَبَّاسِ رح وَقَالَ لَہٗ یَا اَخِیْ اِذْھَبْ
اِلَی الْفُرَاتِ لَعَلَّ اَنْ تَاْتِیَ بِشَیْءٍ مِنَ الْمَاءِ اپنے بہائی عباس کو حضرت نے بلایا اور فرمایا ای بہائی
فرات پر جاؤ شاید کسی قدر پانی لا سکو فَقَالَ لَہٗ سَمْعًا وَطَاعَۃً جناب عباس نے کہا بسر و
چشم ابہی جاتا ہون فَسَارَ الْعَبَّاسُ اِلٰی اَنْ اَشْرَفَ عَلَی الْفُرَاتِ گروہ جنات اور فرات پر
جا پہونچے فَحِیْنَئِذٍ ذٰلِکَ نَزَلَ وَانْکَبَّ عَلَی الْمَاءِ وَسَقٰی جَوَادَہٗ وَاَرَادَ اَنْ یَمْلَاَ قِرْبَۃً کَانَتْ

معہ پہونچ کر پانی مین اوترے اور اپنے گھوڑے کو پانی پلایا اور چاہا کہ مشک بھر لین جو آپ کے ہمراہ تھی فحملوا
علیہ فرکب جوادہ وقاتلھم فسبقہ سبھون نے اون پر حملہ کیا آپ اپنی تلوار سے حضرت اونسے لڑنے لگے
وفکسدوا علیہ المشرعۃ وحالوا بینہ وبین الحسین وبین الماء انبوہ نے لشکر کی گھاٹ کو روک لیا
اسطرح پر کہ امام حسینؑ بھی جناب عباسؑ سے آڑ مین ہو گئے اور پھر فرات بھی جناب عباس سے اوجھل ہو گئی فحمل علیھم
وانشد یقول وہ جناب حملہ آور ہوئے اور گویا یہ اشعار رجز مین پڑھنے لگے ع نحن الفواصل
نسل الہاشمیات + نسفک دمائکم بحد المشرفیات + ہم لوگ بزرگ ہین ہاشمیات کی نسل سے
تمہاری خونریزی کرین گے مشرفی تلوار سے ع یا آل للئام وابناء الزعیات + یا جدنا لو رایت
ما حل بنا من الرزیات + ای اولاد ناکس اور کمینہ عام آدمیونکی ای جد بزرگوار ہمارے کاش آپ
دیکھتے کہ ہم پر کیسی مصیبتین گذر رہی ہین ع یا خیر عصبۃ جادت بانفسھا + حتی بارض الغاضریات
ای بہترین گروہ بنی آدم مراد اس سے آل اور اصحاب خاص محمد مصطفےٰ ہین کہ جنہون نے اپنی جانون کو راہ خدا
مین فدا کردین اور اب جہاد اونکا زمین غاضریہ تک بھی پہونچگیا ع الموت تحت ذباب السیف مکرمۃ
اذا کان بعدہ اسکان جنات + مرنا تلوار کی میلہ کے نیچے یا تلوار کی دھار کے نیچے عزت اور بزرگی کی
بات ہے اگر بعد اوس موت کے بہشت رہنے کو ملے ع لا تاسفن علی الدنیا ولذتھا + فعند جدی
تغفر کل زلات + ای عباس دنیا اور لذت دنیا کے بعد شہادت چھوٹ جانے پر افسوس نکرنا
اسلئے کہ ہمارے جد نامدار کی بارگاہ مین ہر طرح کی لغزش اور گناہ بخشے جاتے ہین مراد یہ ہے کہ بخشش گناہان
کی لذت دنیا کی لذتونسے کہین زیادہ ہے قال الراوی فحملت علیہ رجال من کل جانب ومکان
فصرخ فیھم وحمل علیھم حملۃ منکرۃ وجدل الابطال راوی کہتا ہے بہت سے لوگون نے ہر طرف سے
جناب عباسؑ پر حملہ کیا اور جناب نے بھی للکار کر بڑا سخت حملہ اون پر کیا اور بڑے بڑے بہادرون کو
زمین پر گرا دیا فلما نظر مارد بن صدیق الی العباس وفعلہ بالابطال خرق ثوبہ ولطم وجھہ
جب مارد بن صدیق نے جناب عباسؑ کی حملہ کو دیکھا اور جو بہادرونکی قتل اور قمع کی صورت ایسی ہوئی
تھی وہ خیال کی مارے غصہ کے اپنی کپڑے اوس ملعون نے پھاڑ ڈالے اور اپنے موہنہ پر طمانچے مارنے لگا
وقال لقومہ ویلکم لو کان کل منکم ملأ کفہ ترابا ولطمہ بہ لطمتموہ اور کہنے لگا کہ
تم پر وائے ہو تم پر اگر ہر ایک آدمی تم مین سے اپنی مٹھی مین خاک بھر کر اوسی مٹھی سے انکو طمانچہ مارتا

اور دی اُن انکا جسم پوشیدہ ہو جاتا اور نشان انکا باقی رہتا ثُمَّ نَادیٰ یَا مَعْشَرَ النَّاسِ مَنْ کَانَ لِیَزِیْدَ لَهٗ
بَیْعَةٌ اَوْ طَاعَةٌ فَلْیَعْتَزِلْ عَنِ الْقِتَالِ پھر بآواز بلند پکارا اے لوگو جسکو یزید سے بیعت ہو اور یا جو یزید کا
مطیع ہو اسکو لازم ہے کہ اس لڑائی سے الگ ہو جاوے فَاَنَا لِهٰذَا الْغُلَامِ الَّذِیْ قَدْ اَفْنَی الْاَبْطَالَ سلمی کہ
اب میں تنہا کافی ہوں اس لڑکے کیواسطے جس نے بڑے بڑے بہادروں کو مار کر نام و نشان انکا مٹا دیا ہے
فَقَالَ بْنُ ذِی الْجَوْشَنِ نَحْنُ نَتْرُكُ الْقِتَالَ وَنَبْعَثُ لِیَزِیْدَ کِتَابًا اَنَّكَ اَنْتَ وَاَخَاكَ تَاْتِیْ بِالْقَوْمِ
جَمِیْعًا شمر بن ذی الجوشن نے کہا ہم سب لڑائی سے الگ ہو جاتے ہیں اور یزید کو خط روانہ کرتے ہیں کہ تو
اور تیرا بھائی بھی دونو گروہ مقابل سے لڑنے کو نکلے تھے ثُمَّ اَشَارَ لِلْقَوْمِ اَنْ یَعْتَزِلُوْا عَنِ الْقِتَالِ
فَاعْتَزَلُوْا اسکے بعد شمر نے اپنی لشکر سے اشارہ کیا کہ سب لڑائی سے کنارہ کر جاؤ چنانچہ سب ہٹ گئے
وَاَقْبَلَ الْمَارِدُ اِلٰی نَحْوِ الْعَبَّاسِ وَهُوَ مُنْفَرِدٌ بِنَفْسِهٖ مُتَدَرِّعٌ بِدِرْعِهٖ وَعَلٰی رَاْسِهٖ بَیْضَةٌ عَمَّادِیَّةٌ
اور مارد چلا طرف جناب عباسؑ کے تنہا اپنی زرہ پہنے ہوئے اور سر پر اوسکی خود عمادیہ تھا یعنی بنا ہوا اس مقام کا
وَهُوَ رَاکِبٌ عَلٰی فَرَسٍ اَشْقَرَ وَبِیَدِهٖ رُمْحٌ طَوِیْلٌ وہ سوار تھا سرخ گھوڑے پر اور طولانی نیزہ ہاتھ میں لیے
ہوئے تھا فَلَمَّا نَظَرَهُ الْعَبَّاسُ قَدِ انْفَرَدَ بِنَفْسِهٖ تَاَهَّبَ لَهٗ جب دیکھا جناب عباسؑ نے کہ مارد تنہا
چلا آتا ہے وہ بھی سنبھل گئے اور اپنا سامان درست فرما لیا حَتّٰی دَنٰی مِنْهُ وَصَاحَ بِهٖ اِرْحَمْ حَالَكَ
وَاَظْهِرْ لِلنَّاسِ اِسْلَامَكَ تا اینکہ مارد قریب جناب عباسؑ کے پہونچ گیا اور چلا کر اونکو پکارا اے لڑکے
اپنی تلوار پھینک دے اور سب آدمیوں پر میری اطاعت اور فرمان بردار بن جانی کا پورا اظہار کر دے
کہ میں مارد سے ڈر گیا فَاِنَّ الَّذِیْنَ بَرَزُوْا اِلَیْكَ کَانُوْا تَابِعِیْنَ لَكَ اسلمی کہ جو لوگ مجھ سے پہلے تجھ سے
لڑنے آئے تھے وہ تیرے حسن و جمال پر فریفتہ تھے یا تیری شجاعت سے ڈر گئے تھے وَاَنَا رَجُلٌ قَدْ نُزِعَتْ مِنْ
قَلْبِیَ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَ مَکَانَهَا النِّقْمَةُ اور میں وہ شخص ہوں کہ نرم دلی مجھ سے نکل گئی ہے اور اوس کی
جگہ سزا دہی اور کینہ کشی میرے دل میں آ گئی ہے وَمَا سَجِیَّتِیْ اَنْ اَحْتَوِیَ عَلٰی کَبِیْرٍ حَتّٰی اَتْرُكَهٗ حَقِیْرًا
میری نشانی یا عادت یہ نہیں ہے کہ میں کسی بڑے نامور پر حملہ کروں اور بدون حقیر کرنیکے اوس کو
چھوڑ دوں غَیْرَ اَنِّیْ نَظَرْتُ اِلٰی حَدَاثَةِ سِنِّكَ وَصَبَاحَةِ وَجْهِكَ رَقَّ قَلْبِیْ ہاں اتنی بات
ضرور ہے کہ میں نے تمہاری نو عمری اور چہرہ کی خوبی اور حسن کا نمک دیکھا لہذا میرا دل نرم ہو گیا
کہ ایسے لڑکے کو کیا ستاؤں فَارْجِعْ وَلَا تُبَالِ بِنَفْسِكَ وَفِیْ هٰذَا الْكِفَایَةُ لِلْعَاقِلِ اب پلٹ جاؤ

اور اپنی جان کا کچھ خوف پلٹنے مین نہ کرو اسی قدر فہمایش کافی ہی عاقل کیواسطے ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا
وَإِنِّي لَمْ أَسْمَحْ بِهِ لِأَحَدٍ غَيْرِكَ وَأَنْشَدَ وَجَعَلَ يَقُولُ یعنے ایسی مروت اور ترس کہا کر اپنے دشمن
کو چھوڑ دینا سوائے تمہارے کسی اور سے نہین کی ہی یہہ کہکر پھر یہہ اشعار پڑھنے لگا ؎ إِنِّي نَصَحْتُكَ أَنْ
تَقْبَلَ نَصِيحَتِي + خَوْفاً عَلَيْكَ مِنَ الْحُسَامِ الْقَاطِعِ + یعنے بطور نصیحت کی تم کو سمجھایا اگر
تم بھی میری نصیحت کو مانو اور یہہ نصیحت اسی غرض کی ہی کہ شمشیر بران کی وار سے تم بچ جاؤ ؎
مَا رَقَّ قَلْبِي فِي الزَّمَانِ عَلَى فَتًى + إِلَّا عَلَيْكَ لِكَوْنِ نُصْحِي سَامِعٌ + میرا دل عمر بھر کبھی کسی جوان پر
نرم نہین ہوا سوائے تمہاری نوعمری پر تم کو میری نصیحت سننی چاہیے ؎ وَاعْطِ الْقِيَادَ تَعِشْ
أَرْغَدَ عَيْشٍ + إِلَّا فَدُونَكَ مِنْ عَذَابٍ وَاقِعٍ + میری فرمان برداری کرو اور مطیع ہو جاؤ
ورنہ لو اوسی عذاب کو جو ضرور واقع ہونیوالا ہی قَالَ الرَّاوِي فَلَمَّا سَمِعَ الْعَبَّاسُ عَ مِنَ الْمَارِدِ هَذَا
الْكَلَامَ قَالَ يَا عَدُوَّ اللهِ أَرَاكَ نَطَقْتَ بِالْجَمِيلِ راوی کہتا ہی جب حضرت عباس ع نے مارد کی
یہہ گفتگو سنی فرمایا ای دشمن خدا یہہ باتین تونے اچھی بنائی ہین أَمَّا الَّذِي أَمَّلْتَهُ أَنْ أَسْتَسْلِمَ
إِلَيْكَ وَأُلْقِيَ يَدِي فِي يَدَيْكَ فَإِنَّهُ بَعِيدٌ وَالْوُصُولُ إِلَيْهِ صَعْبٌ شَدِيدٌ مگر یہہ جو تو امیدوار
ہوا ہی کہ مین تیری اطاعت کردن اور اپنا ہاتھ تیری ہاتھ مین دون یعنی تیرا مطیع بنجاؤن یہہ بہت دور ہے
اور اس حد تک پہونچنا نہایت سخت اور دشوار ہی وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَهُ مِنْ مَلَاحَةِ وَجْهِي وَحَدَاثَةِ
سِنِّي فَلَيْسَ ذَلِكَ بِضَائِرِي لیکن جو تو نے میری خوشروی اور کمسنی کا ذکر کیا ہی سو یہہ بات کچھ مجھے
مضر نہین ہے لِأَنِّي أَعْرِفُ مِنْ شَرِيفِ نَسَبِي وَزَكَاةِ عَقْلِي وَمَا أَسْتَفِيدُ لَهُ فِي دِينِي اسلئے کہ مین
اپنے شریف نسب کو جو کہ جناب رسول ص تک پہونچتا ہی خوب پہچانتا ہون اور اپنی عقل پاکیزہ سے بھی
آگاہ ہون اور جو کچھ اپنی دین کی پختگی مین سیکھنا چاہیے اوسکو سیکھ چکا ہون مراد یہہ ہی کہ جو شخص عالی
نسب اور عقل مین پختہ اور دین کے احکام کا عالم ہو اوسکو خوش روی اور کمسنی کچھ ضرر نہین ہو سکتی
ہے مَعَ رِيَاضَةِ نَفْسِي وَدُخُولِهَا وَخُرُوجِهَا وَمَعْرِفَتِهَا مِنْ بُعَادِهَا اور اون تینون کی
ساتھ مین نے خود ریاضت نفسانی کی ہی اور اپنی نفس کی در آمد برآمد اور شناخت پیدا کی ہی اوس
شیطان کی جو دشمن نفس مطمئنہ کا ہی (اپنی عبادت اور معرفت الہی کا بیان فرما رہے ہین) وَالْقُدْرَةِ عَلَى
مُلَاقَاةِ الرِّجَالِ وَمُوَاجَهَةِ الْأَبْطَالِ وَالْخِبْرَةِ بِالضَّرْبِ وَالطِّعَانِ وَمُعَالَجَةِ الْفُرْسَانِ

اور بھی پوری برداشت ہے بہادروں میں دو چار ہونگی میدان جنگ میں اور دلیروں کی سامنا کرنیکی
اور اچھی اطلاع اور آگہی ہے شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں اور سوار دشمنی تلوار کی لڑائی کرنیمیں وَالصَّبْرِ
عَلَى الْبَلَاءِ وَالشُّكْرِ عَلَى الرَّخَاءِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَيْهِ وَالْإِشَارَةِ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَيْهِ اور بلا خواہ امتحان
پر صبر کرنے میں اور شکر گذاری بروقت فراخ حالی کے اور خدا پر توکل کرنے میں اور اوسی کیطرف
ہر امر کا حوالہ کرنے میں خوب مجھے پختگی ہے فَمَنْ كَانَتْ هٰذِهِ الْأَوْصَافُ فِيهِ فَلَا يَجِبُ أَنْ يَخَافَ
وَلَا يَهُولُهُ أَمْرٌ پہر جس آدمی میں اتنی صفتیں ہوں اوس کو مناسب نہیں کہ ڈرے اور نہ کوئی
امر خوفناک اوسکو ڈرا سکتا ہے وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّ رَسُولِهِ فَقَدْ خَلَتْ مِنْكَ الْفَضَائِلُ
وَالْخَصَائِلُ وَالْآدَابُ لیکن تو اے دشمن خدا و رسول تجھ میں کوئی اچھی بات اور اچھی خصلت اور نیک
عادت نہیں ہے وَقَدْ عَرَفْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ إِنِّي لِي نَصِيبًا لَا بِرَسُولِ اللّٰهِ تجھ کو خوب معلوم ہے اے دشمن خدا
کہ مجھے رسولخدا سے قرابت میں کیسی نزدیکی ہے وَأَنَا غُصْنٌ مِنْ أَغْصَانِ تِلْكَ الشَّجَرَةِ اور میں ایک
شاخ اسی درخت کی شاخوں میں سے ہوں وَمَنْ كَانَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَثِقَتُهُ بِاللّٰهِ اور جو اس درخت
کی شاخ ہے اوسکو بھروسہ خدا پر ہے فَلَا يَدْخُلُ تَحْتَ الزِّمَامِ وَلَا يَسْتَسْلِمُ مِنْ خَوْفِ الْحُسَامِ اسی
سبب سے وہ شخص کسی کی پناہ میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ تلوار کی خوف سے کسی کی اطاعت اور فرمان پذیری
کر سکتا ہے وَإِذَا كَانَ أَبِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَا رَجَعَ عَنْ مَنَازِلٍ وَلَا فَزِعَ عَنْ مُقَاتِلٍ اور جب
میرے پدر بزرگوار علی بن ابی طالب ہیں جو کسی لڑائی کی میدان میں اور لڑنیوالے سے کبھی نہیں ہٹا گئے
اور نہ کسی لڑنیوالے سے ذلیل اور خوار ہوئے وَلَا أَخْشَى مِنْ كَثْرَةِ الْقَبَائِلِ اور نہ کسی روز کثرت قبیلہ
اور خاندان سے اپنے دشمن کے ڈرے وَلَا وَلَّى الْأَدْبَارَ مِنْ كَثْرَةِ كُلِّ كَافِرٍ غَدَّارٍ نہ کبھی اونہوں نے
لڑائی سے پیٹھ پھیری اس سبب سے کہ کافر غدار کی بہیر بہاڑ زیادہ تھی وَلَا أَسْخَطَ بِفِعْلٍ مِنْ فِعْلِ الرَّحْمٰنِ
نہ کبھی ناخوشی میں ڈالگئے کسی فعل سے جو خدا نے اونکے ساتھ کیا فَأَنَا غُصْنٌ مِنْهُ وَالْوَرَقَةُ مِنَ الشَّجَرَةِ
پہر تو میں اوسی کی شاخ ہوں اور پتہ بہی تو اوسی درخت کا کہلاتا ہے جس درخت کا ہوتا ہے مرادیہ ہے کہ پتہ
جب اوسی درخت کا کہلاتا ہے پہر شاخ تو بدرجہ اولی اوسی درخت کی خواص اور لوازم پہ شامل ہوگی فَإِنْ كُنْتَ
ظَنَنْتَ أَنِّي أَسْتَسْلِمُ إِلَيْكَ فَقَدْ خَابَ ظَنُّكَ وَذَهَبَ بِهَا ضِدُّكَ پہر اگر تجھے یہ خیال خام
ہے کہ میں تیری اطاعت کر دونگا تو یہ گمان تیرا نوسیدی اور ناکامی کا انجام دیگا اور تیری آبرو مٹا دیگا کیونکہ

لَیْسَ مِمَّنْ یَأْسَفُ عَلَی الْحَیٰوۃِ وَلَا یَجْزَعُ عَلَی الْوَفَاۃِ ہم لوگ اون میں نہیں ہیں جنکو اپنے زندہ رہنے کی خواہش
ہو اور اپنی مرنے پر رو رو بکا نہیں کرتے ہیں وَاِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ اَفْضَلُ مِنْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا
میں خوب جانتا ہوں کہ بہشت میں جو کچھ ہے واسطے مہیا نعمتہائے الٰہی سے وہ افضل ہے اس دنیا کی لذتہائے
چند روزہ سے فَکَمْ مِنْ فِئَۃٍ صَغِیْرَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ شَیْخٍ کَبِیْرٍ بہت سے چھوٹے لڑکے ہیں جنکو
بڑی فضیلت خدا کی درگاہ میں ہے بڑے بوڑھے آدمی پر قَالَ الرَّاوِیْ فَلَمَّا سَمِعَ الْمَارِدُ کَلَامَ الْعَبَّاسِ
خَفَقَ عَلَیْہِ کَالْعُقَابِ الْکَاسِرِ وَظَنَّ اَنَّ الْاَمْرَ عَلَیْہِ ھَیِّنٌ راوی کہتا ہے جب مارد نے یہ کلام جناب
عباس کا سنا جھپٹ کر حملہ کیا اوس جناب پر مثل باز شکاری کے اور گمان اوسکو یہ تھا کہ اس حملہ میں امر
دار باسانی چلجائیگا فَمَکَّنَہُ الْعَبَّاسُ مِنْ نَفْسِہٖ حَتّٰی وَصَلَ اِلٰی سِنَانِ رُمْحِ الْمَارِدِ جناب عباس نے
مارد کو اپنی قریب تک آنے دیا اور نہ روکا تا اینکہ وہ جناب مارد کے نیزہ کی انی یا نوک تک پہونچ گئے فَجَذَبَہُ
الْعَبَّاسُ بِیَدِہٖ جَذْبَۃً عَظِیْمَۃً کَادَتْ اَنْ یُلْقِیَہُ اِلَی الْاَرْضِ مارد کے نیزہ کو جناب عباس نے
ایسا جھٹکا دیکر کھینچا قریب تھا کہ اوس شقی کو زمین پر گرا دیں فَخَلَّی الْمَارِدُ الرُّمْحَ مِنْ یَدِہٖ وَقَدْ انْجَلَ [illegible]
مَا مَسَکَ الْعَبَّاسُ رُمْحَہٗ مارد نے اپنی گر پڑنے کی خوف سے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور شرمندہ ہو گیا جونہی
کہ نیزہ پکڑ لے سے اور نیزہ کھینچنے سے ثُمَّ عَادَہٗ اِلَیْہِ وَقَالَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّ رَسُوْلِہٖ اَنَا اَرْجُو اللّٰہَ
اَنْ یَقْتُلَکَ بِسِنَانِ رُمْحِکَ ھٰذَا پھر حضرت نے وہی نیزہ مارد کا لیکر اوس شقی پر پلٹ کر مارا اور فرمایا
ای دشمن خدا و رسول میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ تجھ کو تیرے اسی نیزہ سے ہلاک کرے فَغَاضَ الْمَارِدُ
وَانْتَشَطَ وَعَظُمَ مِنْہُ الْاِنْتِشَاطُ مارد نے جی چھپایا اور کھسیں نکالدیں اور اوسکی گڑگڑاہٹ زیادہ
معلوم ہوئی فَھَمَّ الْعَبَّاسُ وَطَعَنَ جَوَادَہٗ عَلٰی خَاصِرَتِہٖ فَشَبَّ الْفَرَسُ وَوَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ جناب
عباس نے آہستگی سے پیش آکر اوسکی گھوڑے کی پٹھے پر نیزہ مارا گھوڑا مارد کا دونوں اگلے پاؤں اوٹھا کر
علف ہوا اور مارد زمین پر گر پڑا فَلَمْ یَبْقَ لِلْمَارِدِ طَاقَۃٌ عَلٰی قِتَالِ الْعَبَّاسِ رَاجِلًا لِعِظَمِ جُثَّتِہٖ
وَثِقَلِ خُطْوَتِہٖ وَغِلَظِ بَدَنِہٖ اب مارد کو طاقت نہ رہی کہ پیدل ہو کر جناب عباس سے لڑے
اسلئی کہ جسم اوسکا بھاری اور تن و توش کا زیادہ تھا پینترا بدلنا یعنی لڑائی میں چل پھر کر نہیں [illegible]
بوجہہ بدن کا زیادہ پڑتا تھا بدن فربہ اور موٹا تھا فَاضْطَرَبَتِ الصُّفُوْفُ وَمَاجَتِ الْاَبْطَالُ [illegible]
یزید کی صفیں سب ہل گئیں اضطراب پیدا ہوا اور بڑے بڑے بہادر جنبش میں آ گئے وَنَادٰی شِمْرٌ فِیْ [illegible]

بادروا ادرکوا صاحبکم بجواده والا فهو مقتول لا محالة شمر ملعون اپنی گروه کو پکارا اے
قوم اپنے ساتھی کیواسطے گھوڑا جلد لیجاؤ ورنہ وہ ضرور مارڈالا جائیگا قال فخرج الیه غلام اسود
یقال له صارفة بمجرة یقال لها طاویة وهی تضاهی الریح راوی کہتا ہے کہ ایک سیاه فام
لڑکا لشکر سے مارد کیطرف چلا اوسکا صارف نام تھا ایک گھوڑا لیکر جو طاویہ کے لقب سے مشہور تھی اور ایسی تیز
رفتار تھی کہ ہوا سے باتیں کرتی تھی فلما نظرها المارد صرخ بصوت کصوت البعیر یا غلام
عجل بالطاویة قبل حلول الداهیة جب مارد نے اوسکو دیکھا ایسا بلبلایا جیسے اونٹ
چلا کر بلبلاتا ہے کہ اے لڑکے طاویہ کو جلد پہونچادے قبل اسکے کہ مجھ پر بلا و مرگ نازل ہو فاسرع
الغلام الیه بها فکان العباس اسرع بالطاویة وصار علی ظهرها وہ لڑکا طاویہ کو
بہت جلد لے آیا جناب عباس نے جلدی کرکے طاویہ کو پکڑا اور اوسکی پیٹھ پر اوچک کر سوار ہوگئے
واطلق جواده فاخرق الصفوف واتی الی الحسین اپنے گھوڑے کو حضرت نے چھوڑ دیا اور صفین
لشکر کی چیر پھاڑ کر امام حسین کی خدمت میں پہونچے واما المارد لما رای العباس رکب علی الطاویة
ذهل عقله واظهر جهله واصفر لونه وارتعدت فرائصه مارد نے جسوقت دیکھا کہ جناب
عباس طاویہ پر سوار ہوگئے عقل اوسکی دنگ ہوگئی اور جہل اوسکا نمایاں ہوگیا رنگ اوسکا زرد ہوگیا اور
بند بند اوسکے ہلنے لگے وصرخ صرخة قال اغلب علی جوادی واطعن برمحی یا لها من معرة
مارد شقی چلانے لگا اور کہتا تھا ہای میرا گھوڑا چھینا جاے اور میرے نیزہ سے مجھ پر وار کیا جاوے ہای میری خرابی
اور زبون حالی پر فلما سمع الشمر کلامه اطلق عنانه الیه وتبعه سنان بن انس النخعی وخولی بن
یزید الاصبحی وجمیل بن مالک المحاربی جب شمر نے مارد کی باتیں سنیں اپنے گھوڑے کی باگ اوسکی طرف پھیری
اور شمر کے پیچھے سنان بن انس نخعی اور خولی بن یزید اور جمیل بن مالک بھی چلے ثم تبعهم الجیش وارخوا الاعنة
وقوموا السیوف ان تینوں کے چلنے کے بعد تمام لشکر انکے پیچھے چلا اور سواروں نے باگیں ہاتھ سے چھوڑ دیں یعنی بگٹٹ
گھوڑے دوڑائے اور تلواریں جنہوں نے ہاتھوں میں درست پکڑ لیں یعنی تلواریں کھینچ کر چلے وتبادروا الی
العباس ومالوا نحوه جلدی کرتے ہوئے دوڑے جناب عباس کی طرف اور اونہیں کی طرف سبھوں نے
رخ کیا فناداه الحسین یا اخی ما انتظارک بعد والله وقد ادرکتک اللئام جناب امام حسین نے
پکار کر فرمایا اے بھائی عباس اب کس بات کا انتظار ہے اس دشمن خدا کو قتل کر ہمیں دیکھو یہ بدکار لوگ تمہارے

قریب تک پہونچ گئے فنظر العباسؑ الی سرعة الرجال فکان اسرع منهم الی خصمه جناب عباسؑ

جب فوج کی جلد آنے کیطرف دیکھا تو اون اشقیا سے پہلے اپنے دشمن مقابل کے سر پر پہونچ گئے وقال له یا

منامنا الی کاسا ردیا وضربه بالسیف فقطع یده واخذ منه الرمح اور فرمایا مارد سے

اب گہونٹ گہونٹ کر پینا جام کاسہ ہلاک لاتے ہیں تیری بلانے کو یہ کہکر ایک وار تلوار کا اوس کے

ہاتھ اوسکا کاٹ لیا اور نیزہ اوس سے چھین لیا فقال له مهلاً یا عباسؑ کون لك خادماً تقال

ما اصنع بك اور دے کہا مجھے چھوڑ دو ای عباسؑ اور قتل نکرو تمہارا خادم ہوکر زندہ رہونگا آپنے کہا تو

کس کام کا ہے تجھے خادم بناکر کیا کرونگا ثم طعنه طعنة عظیمة فذبحه من اذنه الی اذنه فمات

پھر ایک نیزہ اوسکو ایسا مارا کہ وار پار ہوگیا اور کام اوسکا تمام ہوا اور مرگیا ثم حمل علی القوم وجال

فی اوسطهم وهو علی الطاویة مارد کے قتل کرنیکے بعد آپنے لشکر پر حملہ کیا اور قلب لشکر میں

دہس گئے اور اوسی طاویہ پر آپ سوار تھے فما کان غیر قلیل حتی قتل منهم مائتین وخمسین

ابھی تھوڑی دیر نگذری تھی کہ اڈہائی سو سواروں کو آپنے قتل کر ڈالا وکان قد قتل منهم خمسمائة

وعشرین اور اس حملہ سے پہلے آپنے پانچسو بیس کو قتل کر لیا تھا فرجعت منه الاعداء منکسرین

دشمنان دین شکست پاکر حضرت کے سامنے سے پھر گئے فقال له الحسینؑ یا اخی استند حتی ابادرهم

عنك امام حسینؑ نے فرمایا ای بھیا ذرا دم لیلو اور اتنی دیر ٹھہر جاؤ کہ میں اونکے سامنے رہ کر تم سے اون کو

ہٹادوں (مراد حضرت کی یہ ہے کہ تم دم لو اور میں اونسے مقابلہ کروں اللہ اللہ بھائی کی قدر دانی اور

محبت کی نظر سے یہ پیار فرما رہے ہیں اور کیوں نہو بھائی بھی تو کون بھائی عباسؑ وفادار) فقال له العباسؑ

این المفر من القضا عباسؑ نے عرض کی قضائے الٰہی سے آدمی کہاں بھاگ سکتا ہے ثم انه حمل

یقاتل حتی هلك الخیل فرجع یطلب اخاه الحسینؑ پھر بعد اس گفت وشنود کے جناب

عباسؑ لڑنے لگے یہاں تک کہ گھوڑوں کے سواروں کو برہم درہم کردیا پھر آپ پلٹے اپنے بھائی امام حسینؑ کو

تلاش کرتے ہوئے فصاح به الشمر یا ابن علی قد رجعت المارد عن الطاویة وهی التی

قد رحل عنها اخوك الحسن یوم سبط المدائن شمر چلا کر پکارا ای فرزند علی آپنے طاویہ کو جو مارد سے

چھین لیا ہے یہ وہی طاویہ ہے جسپر روز سبط مدائن آپکے بھائی امام حسنؑ نے سوار ہوکر کوچ کیا تھا

فلما وصل الی اخیه الحسینؑ ذکر له مقالات الشمر جب حضرت عباسؑ پہونچے جناب

امام حسین کی خدمت میں شمر کی باتیں سب حضرت کے سامنے بیان کردیں فقال نعم هذه الطاویة التی
کانت لملک الروم فلما قتله ابوک وهبها لاخیک الحسن ودخل عنها یوم سباط المدائن
امام حسین نے فرمایا سچ ہے یہ وہی طاویہ ہے جو بادشاہ ملک روم کے پاس تھی جب تمہارے والد بزرگوار علی نے
اوس بادشاہ کو قتل کیا اور فتح اسلام ہوئی اسی طاویہ کو تمہارے بھائی امام حسن کو حضرت نے ہبہ کیا
اور اسی پر سفر کیا تھا اونہوں نے بروز سباط مدائن فلما دنت الطاویة من الحسین جعلت تمسح
بسهابثیابه کانها لم تفارقه یوما واحدا جب طاویہ امام حسین کے قریب آئی اپنے سر کو حضرت کے
پیروں سے ملنے لگی گویا ایسی مانوس تھی کہ ایک دن بھی حضرت سے جدا نہوئی تھی ثم انه قال للعباس
ادخل الی الحریم وودع غلمهم وداع من لا یعود اسکے بعد امام حسین نے حضرت عباس سے فرمایا کہ
اب خیمۂ اہل حرم میں جاؤ اور اونسے آخری رخصت لیکر واپس ہو یہ وداع ایسا ہو کہ اب پھر پلٹنے کی امید
نرہے فدخل وکان له زوجة وولدین تلاقوه وہ جناب خیمہ میں داخل ہوئے حضرت کی زوجہ
اور دو فرزند بھائی جو تھے اون سبھوں نے حضرت سے ملاقات (اور یہ راوی نہیں لکھتا ہے کہ کیسی ملاقات
کی ہوگی اور کیونکر ملی ہونگی فقط اسی قدر لکھتا ہے) وقالوا له قد اشتد بنا العطش فقال لهم مهلا
زوجۂ عباس اور دونوں صاحبزادوں نے اسی قدر کہا کہ پیاس کی ہم پر شدت ہے (مجھے ایسا خیال ہے
کہ یہ کنایہ زوجۂ عباس کا اسطرف ہے کہ تم تو ساقی کوثر کے فرزند ہو اور آج تمہارے امام نے تمکو سقائی
کا لقب بھی دیا ہر شخص کو منصب ہے تم سے پانی مانگے ہم غریبوں کو بھی اب پیاس نے ہلاک کیا ہے ہمکو بھی تھوڑا
سا پانی لادو) جناب عباس نے فرمایا ٹھہر جاؤ صبر کرو ثم انه سمع اخاه الحسین انه یقول
ادرکنی یا اخی یہ باتیں جناب عباس کر رہے تھے کہ ناگاہ آواز سنی جناب امام حسین کی وہ حضرت
پکار رہے ہیں اے بھائی عباس جلد خبر لو میری اور پہونچو فخرج الیه فوجده یقاتل فی القوم
والخیل قد احدقت به نکل آئے جناب عباس اپنے بھائی کی آواز سنکر دیکھا کہ وہ جناب لڑ رہے ہیں
اور سواروں نے حلقہ میں حضرت کو لیا ہے وهو یدافع عن نفسه وقد قتل منهم مائتین
دیکھا کہ امام حسین سواروں کو ہٹا رہے ہیں اور دو سو اشقی کو قتل کر چکے ہیں فحمل فیهم العباس
وفصلهم عنه اور ہزاروں سوار دشمن دہنس کر جناب عباس نے حملہ کیا اپنے بھائی پر اونکی حملہ کرنیکو
روکا اور دور ہٹادیا وقال یا اعداء الله ورسوله لو کان معنا نصفکم لقتلناکم جمیعا

اور فرمایا ای دشمنان خدا و رسول اگر ہمارے ساتھ مجاہدین شمار مین بنصف تم لوگون کے ہوتے ہم تم سب کو
قتل کر ڈالتے (مراد حضرت کی یہ ہی کہ جہاد اسلام کی جو شرط خدا نے قران مین فرمائی کہ ایک مسلمان اور
دو کافر ہونے چاہین وہ شرط ہمارے جہاد سے فوت ہو رہی ہے اسی وجہہ سے اگر ہم مغلوب ہو جاین
جہاد اسلام کا نام بدنام ہوگا) فَبَیْنَمَا الْعَبَّاسُ فِی الْحَرْبِ مَعَ الْقَوْمِ اِذْ کَمَنَ لَهُ رَجُلٌ یُقَالُ
لَهُ زُرَارَةُ بْنُ مُحَارِبٍ ابھی وہ جناب لڑ رہے تھے کہ ایک ملعون جسکا نام زرارہ بن محارب تہا چھپکر
آڑ مین بیٹھا فَلَمَّا مَرَّ عَلَیْهِ الْعَبَّاسُ طَلَعَ عَلَیْهِ وَضَرَبَهُ عَلٰی یَدِهِ الْیُمْنٰی فَبَرَاهَا کَبَرْیِ الْقَلَمِ
ادہر جناب عباس کا اوسکے قریب آنا تہا کہ اوس ملعون نے سر اوٹہایا اور ایک وار تلوار کا آپکے داہنے ہاتھ
پر ایسا لگایا کہ وہ ہاتھ مثل قلم کے کٹ گیا وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ قَتَلَ مِنْهُمْ اَرْبَعَ مِائَةٍ وَخَمْسِیْنَ
اور یہ وار حضرت پر اوسوقت چلا تہا کہ آپ نے اس حملہ مین ساڑہے چار سو کفار کو قتل کر لیا تہا وَلَمْ
یَکْتَرِثْ بَلْ اَخَذَ السَّیْفَ بِیَدِهِ الشِّمَالِ وَالْتَفَتَ اِلَی الْحُسَیْنِ وَجَعَلَ یَقُوْلُ راوی کہتا ہے ہم نے یہ نہ دیکھا
کہ جناب عباس لڑائی سے رک گئے ہون بلکہ فورا تلوار بائین ہاتہہ مین حضرت نے پکڑ لی اور اپنے بھائی امام
حسین کیطرف متوجہ ہوکر یہ اشعار بطور رجز پڑہنے لگے ؎ وَاللهِ لَوْ قَطَعْتُمْ یَمِیْنِیْ * لَاُحَامِیَنْ
مُجَاهِدًا عَنْ دِیْنِیْ * بخدا اگر تمنے میرا داہنا ہاتہ کاٹ ڈالا ہی ضرور حمایت کرونگا جہاد کرکے
اپنے دین کی مراد یہ ہی کہ دین کے حمایت کی نظر سے یہ جہاد ہی اور کوئی غرض نہین ہی وَعَنْ اِمَامٍ
صَادِقِ الْیَقِیْنِ * سِبْطِ النَّبِیِّ الطَّاهِرِ الْاَمِیْنِ * اور اپنے امام کی حمایت کرونگا جو سچے
اور امانت دار خدا ہین فرزند یا نواسہ نبی پاک کے ہین جنکی القاب مین سے امین بھی ایک لقب ہے
قَالَ الرَّاوِیْ وَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ فَقَتَلَ مِنْهُمْ خَمْسِیْنَ فَارِسًا بِشِمَالِهٖ راوی کہتا ہے پھر حملہ کیا
لشکر پر اور پچاس اشقیا کو بائین ہاتہ کی شمشیر زنی سے قتل کیا فَقَرُبَ مِنْهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ شِهَابٍ
الْکَلْبِیْ فَقَطَعَ شِمَالَهٗ عبد اللہ بن شہاب کلبی نزدیک حضرت کے آکر اوسنے بایان ہاتہہ بھی جڑ سے
کاٹ ڈالا فَاَخَذَ السَّیْفَ بِسَاعِدِهٖ وَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ وَاَنْشَدَ یَقُوْلُ تلوار کو حضرت نے
بغلین اپنی دبا کر اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور یہ اشعار پڑہنے لگے ؎ یَا نَفْسُ لَا تَخْشَیْ مِنَ الْکُفَّارِ
وَاَبْشِرِیْ بِرَحْمَةِ الْغَفَّارِ * مَعَ النَّبِیِّ سَیِّدِ الْاَطْهَارِ * وَقَدْ صَنَعُوْا صُنْعَ
الْبُغَاةِ وَالْکُفَّارِ * فَاَصْلِهِمْ یَا رَبِّ حَرَّ النَّارِ * ای نفس عباس کفار سے نہ ڈر اور

رحمت خدای بخشندہ کی تجہی بشارت ہو ہمراہ نبی کے جو سردار پاکیزگان ہین براہ بغاوت بے ایمانان ہاتھ
بہی کاٹ ڈالا وہی کام کیا ہی جو باغی اسلام ہو اور کفار کرتے ہین لازم و ہمیشہ مقیم کردی خدایا انکو
دوزخ مین وَلَمْ يَزَلْ يَحْمِلُ عَلَيْهِمْ وَيَدَاهُ تَنْضَحَانِ دَمًا وَضَعُفَ مِنْهُمَا عَنِ الْقِتَالِ پہر برابر گروہ
اشقیا پر حملہ کرتے رہے اور دونو کٹی ہوئی ہاتہونسی خون بہ رہا تھا آخر اسی سبب سے لڑنے مین ضعف
لاحق ہوا وَيَقُولُ هَلْ لَا اُلَاقِي جَدِّيَ الْمُصْطَفٰى وَاَبِي عَلِيَّ الْمُرْتَضٰى بہی فرماتے تہی کہ اسی شکل سے ملاقات
کرونگا اپنی نانا محمد مصطفے صلعم اور پدر بزرگوار علی مرتضی سے فَحَمَلُوا عَلَيْهِ بَعْدَ اَنْ قَتَلَ مِنْهُمْ
خَمْسَةً وَثَلٰثِيْنَ سبہون نے ملکر اوس جناب پر حملہ کیا اور اس حملہ سے پہلے بہی پینتیس کو آپنے قتل کیا تہا
ثُمَّ ضَرَبَهُ رَجُلٌ بِعَمُوْدٍ مِنْ حَدِيْدٍ عَلٰى رَاْسِهٖ فَفَلَقَهَا فَانْصَرَعَ اِلَى الْاَرْضِ پہر ایک شقی نے
گرز آہنی حضرت کی سر پر مارا کہ سر پہٹ گیا اور زمین پر گر گئے وَهُوَ يُنَادِيْ يَا اَخِيْ يَا حُسَيْنُ عَلَيْكَ
مِنِّي السَّلَامُ اور آپنے آواز دی ای بہائی ای حسین آپ پر عباس کا سلام آخری پہونچی فَحَمَلَ الْحُسَيْنُ
عَلَى الْقَوْمِ وَحَارَبَهُمْ حَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ ثَمَانَ مِائَةِ فَارِسٍ وَاَتٰى اِلٰى عِنْدِهٖ اپنی
آواز سنکر امام حسین نے لشکر یزید پر حملہ کیا اور سخت لڑائی ہوئی تا اینکہ آٹھ سو سوار دنکو حضرت نے
قتل کیا اور اپنی بہائیکی قریب پہونچ گئے وَحَمَلَهٗ وَاَتٰى بِهٖ وَطَرَحَهٗ فِي الْقَتْلٰى وَبَكٰى عَلَيْهِ بُكَاءً شَدِيْدًا
لاش عباس کو حضرت نے اوٹہا لیا اور لائی اور لا کر کشتہ ہای شہدا جہان تہی اوسی جگہ رکہدی
اور بہت روئے امام حسین اپنی بہائی کی لاش پر ثُمَّ خَرَجَتِ النِّسَاءُ وَبَكَيْنَ عَلَيْهِ وَعَلَتْ
اَصْوَاتُهُنَّ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ پہر تو مخدرات بہی نکل پڑین اور رونے لگین اور اونکی رونے سے آوازین
بلند ہو گئین حَتّٰى بَكَتْ بِبُكَائِهِنَّ مَلٰٓئِكَةُ السَّمَآءِ یہانتک کہ ان شہزادیون کی گریہ وزاری سنکر ملائکہ آسمان سے
رونے لگے فَاَخَذَهُنَّ الْحُسَيْنُ اِلَى الْخِيَامِ وَكَانَ اللَّيْلُ قَدْ اَتٰى مخدرات کو امام خیمہ مین لیگئے اور اسوقت رات
ہوگئی تہی فقط خدا کا شکر ہے کہ اب جناب عباس جیسی میری آرزو تہی ویسا ہی تمام ہوا اب مین انکے صلہ کا امیدوار ہی جناب سے
ہون کہ پورا دلوائین اور نشئہ نعم ضرور دلوائینگی واضح ہو کہ روایت ملا ابو اسحق کی اگرچہ ایسی فضلین پر شامل ہے
جو اور کتب کو سراسر مخالف ہے خصوصا تعداد کشتہ گان جو تمام کتاب مین انہون نے لکہی ہے اکثر لوگ اوسکو مبالغہ
سمجہتے ہین ہماری غرض فقط یہی ہے کہ جناب عباس کے فضائل کی تصدیق ہو مزید کے کتب سے ہو جاوے سو وہ تو غرض پوری ہو گئی جواب
تحقیق اور تنقید روایات پر دوسری تاریخی مقاتل کے کتب یادہ تر دیگر قابل لحاظ ہین جو علمائے فریقین سے منسوب ہون

باب شصتم خواب کیا چیز ہی اور بنا قصہ حضرت یوسف اور حضرت اسمعیل ع اور امام حسین ع خواب پر بنص قران مجید اور جواب اعتراضات کا جو لوگ کرتے ہین

وَمِمَّا يُنَاسِبُ لَنَا ذِكْرُهُ هُوَ بَيَانُ مَاهِيَةِ الرُّؤْيَا وَالْمَنَامِ الَّذِي قَدْ جَرَى عَلَيْهِ مَا جَرَى عَلَى نَبِيِّنَا يُوسُفَ ع وَاِسْمٰعِيلَ ع ثُمَّ مَا جَرَى عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلعم وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَمَا ظَهَرَ مِنَ الْكَرَامَاتِ وَتَظْهَرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مناسب ہی کہ اب ہم اصلیت خواب کی بیان کرین جس کے بنا پر ہماری نبی حضرت یوسف اور حضرت اسمعیل علیہما السلام پر کیا کچھہ گذرا ہی اور ہمارے نبی محمد صلعم اور اونکی اہلبیت پر جو گذرا ہی اور جو کرامات خواب کی ظاہر ہو چکیں اور ظاہر ہو رہے ہین قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ فَنَقُولُ اِذَا نَامَ الْاِنْسَانُ فَمَاتَ نَفْسُهُ الْمُمَيِّزَةُ الْحَسَّاسَةُ وَلَا تَمُوتُ النَّفْسُ الَّتِي فِيهَا الْحَيٰوةُ وَالْحَرَكَةُ ہم کہتے ہین کہ اگر آدمی سو یا اور وہ نفس جس سے تمیز اور حس متعلق ہی مر جاتا ہی اور جس نفس سے زندگی اور حرکت اعضائے بدن کی متعلق ہی وہ نہین مرتا ہی وَالنَّوْمُ رِيحٌ تَقَدَّمُ مِنْ اَغْشِيَةِ الدِّمَاغِ فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْعَيْنِ فَتَرَتْ وَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْقَلْبِ نَامَ وَجَدَّ نیند ایک ریح اور ہوا ہی جو دماغ کی جہلیون سے نکلتی ہی اگر آنکہون کی اندر پہونچی آدمی کو سستی پیدا ہوتی ہے اور اگر دل تک پہونچی سو جاتا ہی وَهُوَ قِسْمَانِ طَبْعِيٌّ وَصِنَاعِيٌّ نیند کی دو قسمین ہین ایک طبعی ہی جو خود بخود آتی ہی اور دوسری قسم مصنوعی نیند کی ہی جو ہر وقت پیدا کیجاتی ہی وَالنَّوْمُ الصِّنَاعِيُّ يَجْلِبُهُ الْاِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى غَيْرِهِ بِاَعْمَالٍ وَحَرَكَاتٍ نَفْسَانِيَّةٍ اَوْ بَدَنِيَّةٍ مصنوعی نیند کو آدمی اپنے اوپر اور دوسرے آدمی پر بہی پیدا کر دیتا ہی چیند اعمال اور حرکات نفسانی خواہ بدنی سے فَيَكُونُ بِذٰلِكَ النَّوْمِ نَائِمًا اَيْضًا مصنوعی نیند سے بہی آدمی اوسی طرح سوتا ہی جیسے طبعی نیند سے سوتا ہی وَيُنْظَرُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَالَاتِ الْعَجِيبَةِ وَالْمَنَامَاتِ الصَّحِيحَةِ وَالْكَاذِبَةِ كَمَا فِي النَّوْمِ الطَّبْعِيِّ مصنوعی نیند کے سونیوالے پر عجیب حالات اور سچے اور جہوٹے خواب اوسی طرح ظاہر ہوتی ہین جسطرح اصلی نیند کے سونے مین وَلِلْاِشْرَاقِيِّينَ وَالصُّوفِيَّةِ فِي ذٰلِكَ مَقَالَاتٌ وَحِيَلٌ يُضِلُّونَ بِهَا الْعَوَامَّ وَهُوَ الْكَشْفُ عِنْدَهُمْ حکماء اشراقیین اور صوفی ہر جگہ کے

مصنوعی خواب کی نسبت بہت کچھ کہتے ہیں اور بہت سے حیلہ ایسے کرتے ہیں جنسے عوام اور جاہل آدمیونکو
گمراہ کردیتے ہیں اور اسی کا نام کشف اور کرامت انکی نزدیک ہے لا نرید ذکرہ مع انی اعرف
کثیرا من اعمالھم ان باتونکا بیان کرنا مجھے مقصود نہیں ہے اگرچہ اکثر اعمال کو جانتا ہوں بنظر
رعب کفای بل نقول من تدرب فی الحکمۃ الاشراقیۃ لا یحجب عنہ خواص الرؤیا
والمنام بلکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو پوری اطلاع ہوگی حکمت اشراق کی اوس پر خواص اور
آثار خواب کے پوشیدہ نہ رہینگے ولا یشک فیما بینہ العلماء الروحانیون اعنی الانبیاء
والاوصیاء علیہم السلام اور اوسے ہرگز شک باقی نہ رہیگا اون خواص اور آثار کے جو بیان کئے
ہیں جنکو علمای روحانی یعنی انبیا اور ائمہ علیہم السلام نے بیان فرمایا ہے وکیف ما کان فالعمدۃ
لنا فی ہذا الباب بل وفی کل الامور المجہولۃ التمسک بقول ہداتنا الغر المیامین
اور کیونکر نہ ہو ہمارے واسطے قابل اعتماد خواب کے خواص کے بارہ میں بلکہ جملہ امور میں جو
نامعلوم ہیں یہی واجب ہے کہ ہم اپنے انبیا اور ائمہ کی پیروی کریں جو ہمارے ہادی اور روشن
چراغ ہدایت اور صاحبان یمن اور برکت ہیں وقد ورد عنہم ان الرؤیا الصالحۃ جزء
من سبعین جزء من النبوۃ ہذا ہمارے ائمہ سے وارد ہوا ہے کہ سچا خواب ایک جزو منجملہ
ستر اجزاء نبوت کے یہ روایت اہلبیت کی ہے وفی صحیح البخاری انھا جزء من ثلثۃ
واربعین جزء من النبوۃ اور صحیح بخاری میں اہل سنت کی روایت یون ہے کہ خواب صحیح
ایک جزو منجملہ تینتالیس اجزاء نبوت کے ہے ولا ادری ما الوجہ فی تنقیص اجزاء النبوۃ
عن سبعین اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ اجزاء نبوت ستر سے کیون کم کرالی ہیں اہل سنت نے
وقال رسول اللہ صلعم من رانی فقد رانی لان الشیطان لا یتمثل فی صورتی
ولا فی صورۃ احد من اوصیائی ولا فی صورۃ احد من شیعتی جناب رسولخدا نے
فرمایا کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے گویا سچ مچ مجھے بیداری میں دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری
صورت نہیں بن سکتا ہے اور نہ کسی میرے وصی اور قائم مقام کی صورت میں خواہ میرے خاص پیرو
اور دوست کی صورت میں شیطان خواب میں نہیں آسکتا ہے ولما کان النوم ایضا من الامور
الخفیۃ حیث قال سبحانہ اللہ یتوفی الانفس فی منامھا الآیۃ پھر چونکہ نیند بھی ایک

قدرتی شے امور الٰہیہ سے ہے کہ نیم مردہ روزانہ زندہ ہوتا ہے چنانچہ خدا خود فرماتا ہے کہ اللہ ایسا
قادر ہے جو نفس ہائے حیوانی کو بحالت خواب مردہ کر دیتا ہے مراد وہی نفس ہے جس کو حس
متعلق ہے فَلَا یَنْبَغِی لَنَا نَبِیْہِ التَّعْوِیْلُ عَلٰی اَقْوَالِ الْمَلَاحِدَۃِ الْکَفَرَۃِ لہذا ہم کو نچاہیے
کہ خواب کے آثار اور احکام میں ملحدین کافرین کے کہنے پر اعتماد کریں بَلْ یَجِبُ عَلَیْنَا الْاِذْعَانُ بِمَا
اَوْحَی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِلٰی اَنْبِیَائِہٖ وَعَلَّمَ الْاَنْبِیَاءُ اُمَمَھُمْ بلکہ ہم پر واجب ہے کہ یقین کریں
خواب کی بارہ میں اون آثار اور خواص پر جو بذریعہ وحی کے خدا نے انبیا کو تعلیم فرمائی ہیں اور انہوں نے
اپنی امت کو بتلائی ہیں وَقَدْ قَسَّمَ الشَّارِعُ کَمَا فِی الرِّوَایَۃِ النَّوْمَ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَقْسَامٍ ہمارے
شریعت محمدی کے شارع نے خواب کو چار قسم پر تقسیم کیا ہے نَوْمُ الْاَنْبِیَاءِ عَلٰی اَقْفِیَتِہِمْ انبیا
پس یعنی پیٹھ کے بہل لیٹ کر سوتے ہیں وَنَوْمُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی اَیْمَانِہِمْ انبیا پر ایمان لانے والے
داہنی کروٹ سوتے ہیں وَنَوْمُ الْکُفَّارِ عَلٰی یَسَارِہِمْ کفار خواہ جو لوگ کفران نعمت کرتے
ہیں اور مصنوعی طب کی پابند ہیں وہ بائیں کروٹ سوتے ہیں اس غرض سے کہ تلی کا تیزاب جگر پر
گر کر غذا کو خوب ہضم کر دے وَنَوْمُ الشَّیَاطِیْنِ عَلٰی وُجُوْھِہِمْ شیاطین موہنہ کے بہل اوندھے
سوتے ہیں واضح ہو کہ اس حدیث کی تفسیر ہم مواعظ میں کرتے ہیں اس کتاب میں ضرورت نہیں ہے وَکَذٰلِکَ
بَیَّنُوْا اَحْکَامَ الصِّحَّۃِ وَالْغَلَطِ وَشُرُوْطَھَا اسی طرح سچے خواب اور جھوٹے کے احکام اور شروط سکو
حضرات نے بیان فرمایا ہے وَکَذٰلِکَ بَیَّنُوْا اَحْکَامَ التَّعْبِیْرِ لِلرُّؤْیَا وَاِنَّہٗ مِنْ خَوَاصِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ
اسی طرح بیان فرمایا ہے احکام تعبیر خواب کو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ امر خواص اولیاء اللہ سے ہے
وَلَاسِیَّمَا یُوْسُفُ ع فَاِنَّہٗ کَانَ مِنْ مُعْجِزَاتِہٖ خاصکر جناب یوسف ع کی معجزات سے تعبیر خواب
بھی ہے وَاَمَرَنَا بِالْاِحْتِیَاطِ فِیْ قِصَّتِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ الْمَنَامُ طَائِرًا حَتّٰی یُقَصَّ فَاِذَا قُصَّ
وَقَعَ اور ہمکو حکم دیا ہے کہ خواب کی بیان کرنے میں احتیاط کر دینا چنانچہ فرمایا ہے کہ ہمیشہ خواب مثل طائر کے
اوڑتا پہرتا ہے جب تک بیان نہ کیا جائے اور جب بیان کیا اور گر پڑا یعنی واقع ہو گیا فَکَمَا لَا یَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِ
اَنْ یَّفْتَرِیَ عَلَی اللّٰہِ وَحُجَجِہٖ فَیَقُوْلُ اِنَّہٗ رَاٰھُمْ کَذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ لَنَا التَّکْذِیْبُ لِمَنْ یَقُوْلُ
اِنَّہٗ رَاٰھُمْ جسطرح مسلمان کو جائز نہین کہ جھوٹ کہدے کہ میں نے کسی کو حجتہائے خدا سے خواب میں دیکھا ہے
اسی طرح ہم کو ناجائز ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایسا خواب اپنا بیان کرے اوس کو دروغ گو کہدیں

سبحان اللہ وَاِذَا تَمَهَّدَ هٰذَا فَنَقُوْلُ جب یہ تمہید ہو چکی اب ہم اصل مطلب کو بیان کرتے ہیں
اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قَدْ ذَكَرَ فِيْ كِتَابِهٖ سَبْعَةً مِّنَ الرُّؤْيَا وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى كَوْنِ الرُّؤْيَا مِنَ
الْاُمُوْرِ الْوَاقِعِيَّةِ الْمُؤَثِّرَةِ خدا نے قرآن میں سات خواب بیان فرمائے ہیں اور یہی دلیل ہمارے لئے کافی ہے کہ
خواب ایک امر واقعی ہے اور اثر بھی اسکا صحیح ہے اَرْبَعَةٌ مِّنْهَا فِيْ قِصَّةِ يُوْسُفَ ع اَلَّتِيْ قَصَّهَا
اَحْسَنَ الْقَصَصِ چار خواب کو حضرت یوسفؑ کے قصہ میں بخوبی خدا نے بیان فرمایا ہے لٰكِنَّ
الرُّؤْيَا الَّتِيْ رَاٰهَا يُوْسُفُ مِنْ سُجُوْدِ الْكَوَاكِبِ وَالنَّيِّرَيْنِ لَهَا مُضَاهَاةٌ لِقَضِيَّةِ رُؤْيَا
سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ كَمَا نَذْكُرُهٗ مگر وہ خواب حضرت یوسفؑ کا ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کے
سجدہ کرنے کا اوس خواب کو اسکو کچھ مشابہت ہے جناب رسالتمآب کے ایک خواب سے جو قرآن میں مذکور ہے
اور بنا شہادت امام حسینؑ ہے چنانچہ ہم سب کو بیان کریں گے انشاء اللہ وَالْخَامِسُ مَنَامُ
اِبْرَاهِيْمَ ع فِيْ ذَبْحِ اِسْمٰعِيْلَ وَهُوَ تَوْطِئَةٌ لِذَبْحِ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص پانچواں خواب جو قرآن میں
مذکور ہے وہ حضرت ابراہیم کا خواب ہے حضرت اسمعیل کے ذبح کرنے میں اور یہی خواب گویا بنا
اور تمہید ہے آل رسول اللہ صلعم کے ذبح ہو جانیکی وَاَمَّا السَّادِسُ وَالسَّابِعُ مِنَ الْمَنَامَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي
الْقُرْاٰنِ الْمَنْسُوْبَةِ اِلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ فَاَوَّلُهُمَا قَوْلُهٗ تَعَالٰى چھٹا اور ساتواں خواب جو قرآن میں مذکور ہے اور ہمارے نبی
نے دیکھے ہیں اونمیں سے پہلا خواب تو یہ ہے وَلَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ہے البتہ سچا کر دیا
خدا نے اوس خواب صحیح کو جو اسکے رسول نے دیکھا تھا کہ مسجد حرام یعنی مکہ معظمہ میں تم سب مسلمین داخل ہو گے
بے خوف دشمنوں کے اور بال سر کے ترشوائے ہوئے ناخون کٹوائے ہوئے جیسی شان حاجیوں کی ہے اور ہرگز نہ ڈرو گے
دشمنوں کی فَقَدْ كُنْتُ بُرْهَةً مِّنْ عُمُرِيْ اَتَفَكَّرُ فِيْ اَنَّهٗ لَيْسَ لِتِلْكَ الرُّؤْيَا مُنَاسَبَةٌ لِقَضِيَّةِ سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ
مَعَ تَيَقُّنِيْ عَلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مَنَامًا لَيْسَ لَهٗ عَلَاقَةٌ لِقَضِيَّةِ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ
زمانہ سے سوچ رہا تھا کہ اس خواب کو تو کسی طرح کی مناسبت قصہ امام مظلوم سے نہیں ہے پھر خدا نے اسکو قرآن میں
کیوں ذکر فرمایا حالانکہ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ قرآن میں جو خواب نبی کا مذکور ہوگا اوسکو کچھ نہ کچھ علاقہ شہید گلگون
قبا سے ضرور ہونا چاہئے لٰكِنْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيَّ فَعَلِمْتُ اَنَّ ذٰلِكَ الْمَنَامَ الْخَاصَّ مِنْ مُتَعَلِّقَاتِ قَضِيَّةِ الْحُسَيْنِ
سو خدا نے مجھپر احسان کیا اب معلوم ہوا کہ یہ خواب بھی قصہ شہادت امام حسینؑ سے پورا تعلق رکھتا ہے وقد

ذکر ابن خلکان فی وفیات الاعیان والیافعی فی مرآة الجنان والخفاجی فی ریحانة الالبا
ومحمد بن الفضل المحبی فی خلاصة الاثر رؤیا عجیبة یظهر منها تعلق تلک الرؤیا التی تخبر بفتح مکة
انها ایضا توطیة لقتل الحسین واهل بیته ابن خلکان نے کتاب وفیات الاعیان اور یافعی نے مرآة الجنان
اور خفاجی نے ریحانة الالبا اور محمد بن الفضل المحبی نے خلاصة الاثر میں ایک عجیب خواب کو نقل کیا ہے جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ خواب سولہذاکا جو فتح مکہ کی خبر دیتا ہو اوسی ہی ایسا تعلق ہے شہادت امام حسین اور
اونکے اہلبیت سے گویا کہ توطیہ و تمہید شہادت کی فتح مکہ سے اسی کی ہوئی تھی واللفظ لابن خلکان قال الشیخ
نصر اللہ بن مجلی مشارف الصناعة بالمخزن وکان من ثقات اهل السنة ہم ابن خلکان کی
عبارت کو لکھتے ہیں شیخ نصر اللہ بن مجلی مشارف صناعة مخزن کی جو ثقات اور معتمد شخص اہلسنت سے ہیں وہ
لکھتے ہیں رأیت فی المنام علی بن ابی طالب رض فقلت یا امیر المومنین تفتحون مکة فتقولون
من دخل دار ابی سفیان فهو آمن خواب میں دیکھا میں نے علی بن ابی طالب رض کو اور کہا میں نے
کہ اے امیر المومنین آپ نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا تھا تو یہ حکم دیا تھا جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے
یعنی پناہ لے اوسکو ہر طرح سے امان دیجائیگی ثم یتم علی ولدک الحسین یوم الطف ما تم اس احسان اور
بزرگداشت کے بعد آپ کے فرزند حسین پر بروز عاشورا کربلا میں اولاد ابو سفیان کے ہاتھ سے جو کچھ ایذا دہی ہوئی
سب تمام ہوگئی مطلب یہ ہے جو نتیجہ الکا یہ ہے کہ یزید کی طرف سے یہ اولٹا سلوک ہوا کہ جو شخص گھر میں آپ کے داخل ہو
اوسکو کسی طرح کی امان نہ دیجائے قال اما سمعت ابیات ابن الصیفی فی هذا فقلت لا فقال اسمعها
منه ثم جناب امیر نے مجھسے فرمایا کیا تو نے اشعار ابن صیفی متعلق اسی قصہ کے نہیں سنے میں نے عرض کی کہ جناب
نہیں سنے ہیں فرمایا اوسی شاعر سے اونکو سن لے ثم استیقظت فبادرت الی دار حیص بیص فخرج الی
یہ خواب دیکھکر میں جلد پڑا فورا حیص بیص کی (ابن الصیفی کا دوسرا نام ہے) گھر تک گیا اور پکارا وہ گھر سے
نکل آیا فذکرت له الرؤیا فشهق واجهش بالبکاء اپنا خواب میں نے اوس سے بیان کیا سنتے ہی اوس نے
گریہ گلوگیر آغاز کیا یا نعرہ مارا اور رونے پر آمادہ ہوا وحلف بالله ان کانت خرجت من فمی او خطی
الی احد اور قسم شرعی کہا کر کہنے لگا کہ ابھی یہ اشعار نہ میرے منہ سے نکلے ہیں اور نہ میں نے لکھکر کسی کو دیے ہیں
بلکہ سینہ میں محفوظ ہیں وان کنت نظمتها الا فی لیلتی هذه اور قسم ہے خدا کی کہ میں نے آج ہی رات کو
نظم کیا ہے ثم انشدنی ؎ ملکنا فکان العفو منا سجیة + فلما ملکتم سال بالدم

الابطحُ + پہر اوس نے یہہ اشعار پڑہے جب ہماری حکومت اور سلطنت تہی ہماری خصلت عفو اور
درگذر کرنیکی تہی تمہاری خطاؤں سے اور جب تم کو حکومت اور سلطنت ملی ہمارے خونسے ندیان تم نے بہا دین
وَحَلَلْتُمْ قَتْلَ الْاُسَارٰی وَطَالَمَا + غَدَوْنَا عَلَی الْاَسْرٰی نَعْفُوْ وَنَصْفَحُ + تم نے
اپنے قیدیوں کا بہی قتل حلال اور مباح کر دیا (مراد یہہ ہے کہ اہلبیت کربلا میں بمنزلہ قیدیوں کے محصور تہے
آہ آہ) اور ہم زمانہ دراز تک اپنی عہد حکومت میں قیدیوں کی خطائیں بحل کر دیتے تہے اور اونکے گناہوں سے
درگذر کرتے تہے + فَحَسْبُکُمْ هٰذَا التَّفَاوُتُ بَیْنَنَا + وَکُلُّ اِنَاءٍ بِالَّذِیْ فِیْهِ یَنْضَحُ +
پس یہی فرق کافی ہے ہمارے تمہارے درمیان ہے اور کم ظرف اور عالی ظرف میں یہی فرق ہے کہ جس برتن میں
جو ہوتا ہے وہی اوس سے ترشح کرتا ٹپکتا اور گرتا ہے قُلْتُ وَقَدْ عُلِمَ مِنْ اَمْرِ عَلِیٍّ ع فِی الرُّؤْیَا لَهٗ لِاِسْتِمَاعِ
تِلْکَ الْاَبْیَاتِ اَنَّ عَطَاءَ الْاَمَانِ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ لِمَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ اِنَّمَا کَانَ لِاِتْمَامِ
الْحُجَّةِ میں کہتا ہوں کہ جناب امیرؑ کا حکم دینا اس شخص کو ان ابیات کے سننے کا اس بات کو اظہار کرتا ہے یعنی تہا کہ
فتح مکہ کے دن جو امان دی گئی تہی ابو سفیان کے گہر میں داخل ہونے والوں کو یہہ احسان جناب رسالتمآب نے
بطور اتمام حجت کے فرمایا تہا وَاِنَّ آلَ اَبِیْ سُفْیَانَ قَدْ عَکَسُوا الْاَمْرَ فِیْ ذٰلِکَ اور یہی مطلب جناب امیرؑ کا اس حکم
سے ہے کہ آل ابو سفیان نے سلوک برعکس آل رسول سے کیا وَفَعَلُوْا مَا لَا یَفْعَلُ الرَّجُلُ بِعَدُوِّهٖ اور
ایسی بدسلوکی سے پیش آئے کہ ہرگز کوئی شقی سا شقی کیوں نہو اپنے دشمن سے بہی اسطرح پیش نہیں آتا ہے حد کہ
سے حَتّٰی اَنَّهُمْ ذَبَحُوا الْاَطْفَالَ الْمُرْتَضِعِیْنَ مِنْ ثَدْیِ اُمَّهَاتِهِمْ یہاں تک شقاوت کی
شیرخوارہ بچوں کو جو ابہی اونکا دودہ بہی نہیں چہٹا تہا ذبح کر دیا جیسے علی اصغرؑ آپکی مادر گرامی کو دودہ پلانے
کی حسرت رہ گئی کہ ستم اپنی کہا ایسے بچوں کو بہی ذبح کر ڈالا وَسَبَوْا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَجَعَلُوْهُمْ
مِنْ اُسَارٰی کَاُسَارٰی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی دختران رسول کو بندی بنایا جیسے کہ یہودی
یہود اور نصاریٰ کے جہاد اسلام میں لاتے تہے بَلْ اَرَادُوْا قَتْلَ بَعْضِهَا کَمَا وَقَعَ لِابْنِ زِیَادٍ بِاَمْرِ
زَیْنَبَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَیْهَا بلکہ بعض دختران رسول کو قتل کرنا چاہا جیسا کہ ابن زیاد نے حضرت زینب کے
قتل کا حکم دیا تہا وَلَمَّا اَنَّ تِلْکَ الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَمَرَ عَلِیٌّ ع فِیْهَا بِاسْتِمَاعِ تِلْکَ الْاَبْیَاتِ اَوْضَحَتِ الْمُنَاسَبَةَ
لِسَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِقَضِیَّةِ الْحُسَیْنِ ع اور جسطرح سے یہہ خواب نصر اللہ بن مجلی کا جس میں جناب امیرؑ نے ان
ابیات کے سننے کا حکم دیا ہے اس نے اچہی طرح واضح کر دیا کہ فتح مکہ کی خواب کے مناسبت اور تعلق ہے قضیہ شہادت

حسین ہے کذلک تصدق تلک الرؤیا ان اعمال الامۃ تعرض کل لیلۃ علی الائمۃ صلوات اللہ
علیہم کما ورد من طرق الائمۃ اور اسیطرح سے اس خواب نے نصر اللہ بن محلی نے تصدیق کردی ہمارے اس
عقیدہ کی کہ تمام امت کے اعمال ہر شب ہمارے ائمہ اطہار پر عرض کیے جاتے ہیں جیسا کہ احادیث ائمہ طاہرین سے
بخوبی ثابت ہوا الا فکیف کان یمکن لعلی علیہ السلام علم تلک الابیات التی لم تخرج بعد من فم الشاعر
ولم تکتب اگر ایسا نہوتا پھر کیونکر ہوسکتا کہ جناب امیر کو اون ابیات کا علم ہوتا جو ابھی شاعر مصنف کے منہ سے
بھی نکلے تھے اور نہ کسی جگہہ لکھے گئے تھے بل علم منہا ان الاعمال القلبیۃ ایضا تعرض علیہم بلکہ
اس خواب سے معلوم ہوا کہ اعمال قلبی امت کے بھی ہمارے ائمہ اطہار پر ہر شب عرض کئے جاتے ہیں اللہم
لا تجعلنا من المنکرین لما ثبت عنہم وثبت اقدامنا علی صراط علی علیہ السلام اے خداوند ہمکو اون لوگوں میں
داخل نکرنا کہ جو کچھ ہمارے ائمہ دین سے منقول ہوکر ثابت ہوگیا ہے اوسکا انکار کریں اور ہمارے قدم ثابت
کر دے اوسی راہ راست پر جو صراط علی علیہ السلام کی ہے اور یہی سیدھی راہ ہے آمین یارب العالمین الحمد للہ کہ مناسبت اسم جمیل ایکی بھی ثابت ہوگئی

باب شصت و یکم نتیجہ خواب یوسف ع اور ظہور اثر اوسکا اور ظہور اثر خواب دوم جناب رسول اور سلطنت بنی امیہ جو شجرہ ملعونہ ہے بروایت اہل سنت

قد ذکر سبحانہ حکایۃ عن قول یوسف فقال واذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رأیت احد عشر کوکبا
والشمس والقمر رأیتہم لی ساجدین خدا نے قرآن مجید میں حضرت یوسف کے قول کو نقل کرکے یوں ارشاد کیا ہے
اور جسوقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے بابا میں نے گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب کو خواب میں دیکھا کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں
وھی الرؤیا المبشرۃ لیوسف ع فی نبوتہ وکونہ عزیز مصر کما قال حین لقی اباہ بمصر بعد فراقہ
یا ابت ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلہا ربی حقا الآیۃ اور یہی وہ خواب ہے جسنے بشارت دی
جناب یوسف کو نبوت اور سلطنت مصر کی چنانچہ بعد فراق پدر کے پھر جب حضرت یوسف اپنے پدر بزرگوار سے ملے مصر میں
خود ہی آپ نے کہا ہے کہ اے بابا یہی تاویل ہے میرے اوس پہلی خواب کی جسکو خدا نے سچا کر دکھایا وھی التی کانت
سببا لحسد اخوتہ فاتوا بہ ما یاتی فی الباب الاتی بعد ھذا الباب اور یہی خواب سبب ہوا بغض و حسد کا
بھائیوں برادران یوسف کو اور اونہوں نے جو کچھ کیا حضرت کے ساتھ اوسکا بیان باب آیندہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ
صاحبی یوسف فی السجن وھو قولہ تعالی قال احدہما انی ارانی اعصر خمرا الآیۃ

غَیْرُ یُوْسُفَ عَنْهُمَا اَمَّا اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا لیکن وہ خواب ہمراہیان یوسف کی قید خانہ میں بس ایک نے یہہ تھا کہ اوس نے خواب مین دیکہا تھا کہ مین شراب نچوڑتا ہون اسی خواب کی تعبیر حضرت یوسف نے یہہ دی تھی کہ تو بادشاہ کو شراب پلانے پر معین ہوگا دَلَاَنَّهٗ کَانَ مَسْجُوْنًا مَحْبُوْسًا وَکَانَ یَرْجُوْ خَلَاصَهٗ عَاجِلًا لِعَدَمِ کَوْنِ الْمَلِکِ عَدُوًّا لَّهٗ کَمَا کَانَ یَزِیْدُ عَدُوًّا لِسَیِّدِنَا السَّجَّادِ پہر چونکہ جناب یوسف قید مین محبوس تھے اور اپنی رہائی کی جلد واقع ہونیکی امید حضرت کو تھی اسلئے کہ بادشاہ مصر آپکا ایسا دشمن اور تشنہ خون نتھا جسطرح کہ یزید کو عداوت یوسف آل عبا جناب سید الساجدین کی تھی ہائے ہائے منہال سے یہی تو فرمایا کہ ای منہال کیا حال پوچہتے ہو اوس شخص کا جو یزید کا قیدی ہو فَلِذَا رَجَعَ یُوْسُفُ اِلَی الْاَسْبَابِ الظَّاهِرِیَّةِ الَّتِیْ یَجِبُ عَلَی النَّاسِ التَّوَصُّلُ بِهَا مَعَ التَّوَکُّلِ عَلَی اللّٰهِ اسی وجہہ سے حضرت نے اون اسباب ظاہری پر بنا کی جن پر بنا کرنی انسان پر واجب ہے ہمراہ اوس کے توکل خدا پر بہی کرنا چاہیی فَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ایسے ہی اسباب پر بنا کرکے حضرت یوسف نے اوس قیدی سے کہا جسکو اپنی گمان مین آپ نے یہہ سمجھا تھا کہ یہہ شخص قید سے چھوٹ کر بادشاہ کا مصاحب ہوگا کہ جب تو اس درجہ کو پہونچے ذرا بادشاہ سے میرا بہی ذکر کرنا کہ آخر بیچارہ یوسف کو کس گناہ پر قید کر رکہا ہی مگر شیطان نے اوسکو بھلا دیا بادشاہ سے حضرت کی یاد دہی کو اسی وجہہ سے چند سال آپکو قید مین اور رہنا پڑا وَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِیْ اَنَّ ضَمِیْرَ الْمَفْعُوْلِ فِیْ قَوْلِهٖ اَنْسٰهُ هَلْ هُوَ رَاجِعٌ اِلَی النَّاجِیْ مِنْهُمَا اَوْ اِلٰی یُوْسُفَ مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ ضمیر انساہ کی کسطرف پھرتی ہے اوس قیدی کی طرف پھرتی ہے یا حضرت یوسف کی طرف فَاِنْ کَانَ رَاجِعًا اِلٰی یُوْسُفَ فَلَا غَرْوَ فِیْهِ اَیْضًا پھر اگر حضرت یوسف ہی کیطرف یہہ ضمیر پھرتی ہو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین ہے بَلْ اَنَّهٗ یَرْجِعُ اِلَی الْاِنْسَاءِ الَّذِیْ وَقَعَ فِی الْاُمُوْرِ الْمَنْدُوْبَةِ وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ تَرْکًا لِلْاَوْلٰی لِلْغَنِیَّةِ اسباب ظاہری پر بھروسہ کرنا سبب اسکا شیطان نے ایک امر اولی کو بھلا دیا اور ایک مسنون امر حضرت یوسف سے لظاہر ترک ہوا اور کوئسی خرابی اسمین پیدا ہوگی وَلَمْ یَکُنْ لِلْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ مَمْنُوْعِیْنَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْ یَتَوَسَّلُوْا فِیْ اُمُوْرِ مَعَاشِهِمْ اِلَی الْاَسْبَابِ الظَّاهِرِیَّةِ انبیا علیہم السلام پر حرام نتہا کہ اپنے امور معاش مین اسباب ظاہری پر بظاہر بھروسہ کرین وَاَمَّا لُبْثُهٗ بِضْعَ سِنِیْنَ فِی السِّجْنِ مُجَازَاةً لِذٰلِکَ السَّهْوِ فَهُوَ اِنْ سُلِّمَ فَلَا یَضُرُّ فِیْ حَقِّهٖ لیکن قید رہجانا حضرت یوسف کا چند سال بعوض اسی ترک اولی کے ——

کچھہ انکی عصمت کو مضر نہین ہی کیا اِنَّهَا حَسَنَةٌ لِلْاَبْرَارِ وَسَيِّئَةٌ لِلْمُقَرَّبِيْنَ اسلئی کہ یہہ فعل ابرار کو واسطی
عمل خیر کہ اپنی معاش کی فکر او تدبیر ظاہری ضرور کرین اور مقربین بارگاہ الٰہی کیو سطی بعض مقامات مین ظاہری
امور کو ترک کر دینا انسب ہے وَتِلْكَ شَرِيْعَةٌ اُخْرٰى اور یہہ شریعت کہ جسمین ظاہری امور سی بالکل جدا ہو جانا
خدا اپنی مقربان بارگاہ کیلئی انسب جانتا ہی گویا دوسری شریعت ہی کہ اسمین چون وچرا کرنا اور دم مارنیکا
ہرگز موقع نہین ہی اَلَا تَرٰى اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ النَّصْرَ عَلَى الْحُسَيْنِ ع يَوْمَ عَاشُوْرَا حَتّٰى رَفْرَفَ عَلٰى
رَاْسِهٖ كَمَا رَوَاهُ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْاِسْفَرَائِنِيْ وَاَيْضًا فِي الْكَافِيْ وَاللُّهُوْفِ کیا تمکو نہین معلوم ہے
کہ خدا نے بروز عاشورا گویا فتح مجسم کو حضرت امام حسین پر اوتارا یہانتک کہ بال و پر کہول کر حضرت کے
سر پر اوڑتے تہی چنانچہ ملا ابو اسحق اسفراینی عالم اہل سنت نے اور کافی کلینی مین اور جناب سید ابن طاوس نے کتاب
لہوف مین اسکو ذکر کیا ہی ثُمَّ خَيَّرَهُ بَيْنَ النَّصْرِ وَبَيْنَ لِقَاءِ اللّٰهِ وَمَعَ ذٰلِكَ وَعَدَهٗ اَنْ لَا يَنْقُصَ مِنْ
اَجْرِ شَهَادَتِهٖ شَيْئًا پہر خدا نے آپکو اختیار دیا تہا کہ چاہتے اپنی فتح کو منظور کرتے اور یا کہ شہید ہو کر
ملاقات پروردگار کرتے اور باینہمہ یہہ بہی خدا نے وعدہ فرمایا تہا کہ اگر فتح اپنی اختیار کروگے تو جو اجر اور
ثواب تمکو شہادت کے بعد ملنا چاہئی وہ بہی کم نہوگا اگر بعد فتح زندہ رہے اسلئی کہ مقدمات شہادت اور
امتحانات مصائب سب ہو چکی تہے لٰكِنَّ الْعَبْدَ الصَّالِحَ الْوَالِهَ فِيْ لِقَاءِ اللّٰهِ لَمْ يَلْتَذَّ اِلَى النَّصْرِ وَلَا
اِلٰى لِقَاءِ اللّٰهِ مگر یہہ بندہ صالح یعنی حسین ع میرا آقا جو کہ دلدادہ ملاقات پروردگار کا تہا ہرگز اوسنے
اپنی فتح اور نصرت کیطرف رخ بہی نہ کیا بلکہ ملاقات پروردگار ہی کیطرف متوجہ رہے وَظَنِّيْ اَنَّ لِقَاءَ اللّٰهِ
فِيْ شَهَادَتِهٖ اِنَّمَا هُوَ تَكْمِيْلُ اُمُوْرٍ كَانَتْ مَنُوْطَةً بِشَهَادَتِهٖ وَهِيَ بَقَاءُ دِيْنِ جَدِّهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
میرے گمان مین لقاء الٰہی سے مراد یہہ تہی کہ اون باتونکو پورا کرنے سی قرب الٰہی حاصل ہو جو انکی شہادت سے
گویا متعلق تہین اور وہ امور سب کے سب یہی تہی کہ دین محمدی کی بقا تا روز قیامت رہی لِاَنَّهَا تَعْقُبُ
مُعْجِزَاتٍ غَيْرَ مُتَنَاهِيَةٍ اسلئی کہ یہہ شہادت معجزات بے شمار قیامت تک دیکہایا کریگی فَلَا يَبْقٰى
بَيْنَ الْمَوْتِ وَالْحَيٰوةِ لِسَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ فَرْقٌ اَصْلًا كَمَا يَاْتِيْكَ بَيَانُهٗ بَعْدَ هٰذَا تا کہ دنیا
موت اور حیات رسولخدا کے فرق ذرا سا بہی باقی نرہی چنانچہ اسکا بیان بعد فراغ کے ان ابواب سے جو کہ انسے
متعلق ہین ہم کرینگے انشاء اللہ وَلَمَّا لَمْ يَلْتَفِتْ سَيِّدُنَا الْحُسَيْنُ اِلٰى غَيْرِ لِقَاءِ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ كَرَامَةً
خَاصَّةً لَمْ يُعْطِ اَحَدًا سِوَاهُ پہر جب نہ متوجہ ہوئے اور نہ مائل ہوے ہمارے سردار امام حسین ع کسی طرف

سوائے ملاقات الٰہی کے خدا نے اونکو وہ کرامت اور بزرگی دی تہی اونکو جد نامدار کے جو کسی کو نہیں دی تہی
فی الکافی قال ابو بصیر قلت لابی عبد اللہ ع من این اصاب اصحاب علی ما اصابہم مع علمہم
بمنایاہم وبلایاہم کتاب کافی میں ابو بصیر سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے جناب صادق ع سے عرض کی کہاں سے یا کیونکر
مصیبت میں گرفتار ہوئے اصحاب علی ع کی باوجودیکہ وہ (علم منایا اور بلایا) یعنی اپنی مرگ اور اپنی امتحانات
اور مصائب سب سے واقف تہے مراد یہہ ہے کہ جب انکو معلوم تہا کہ فلان مصیبت اسوجہ سے پڑیگی پہر اوسکی
تدبیر کیون نہ کی قال فاجابنی شبہ المغضب مما ذلک الا منہم ابو بصیر رح کہتے ہیں کہ مجھے حضرت نے
ایسا جواب دیا کہ جیسے کوئی غصہ مین بہرا ہو یعنی حضرت کو یہہ پوچہنا پسند نہ ہوا اور فرمایا یہہ شان سوائے
انکا اور کسی کی نہیں ہے یا یہہ مراد ہے کہ اور کسی سے سوا اونکے ہو نہیں سکتا کہ خود دیدہ و دانستہ بلائے الٰہی کو نظر
برضائے خدا و نظر باتمام محبت خدا اختیار کرے یا یہہ مراد ہے کہ یہہ بات اونہین سے پوچہنی چاہیے فقلت ما
یمنعک جعلت فداک میں نے عرض کی فدا ہون آپ پر سے آخر کیا چیز مانع ہے جو آپ اسکو بیان نہیں
فرماتے ہیں قال ذلک باب اغلق حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ وہ دروازہ راز الٰہی کا ہے جو بند
کر دیا گیا ہے الا ان الحسین بن علی قد فتح منہ شیئا یسیرا مگر حسین ابن علی نے اس دروازہ کو کسی قدر
کہولدیا تہا یا ابا محمد ان اولئک کان علی افواہہم اوکیۃ ہاں ای ابو محمد (ابو بصیر) یہہ لوگ خاصہ انکا
ایسے تہے کہ انکی موہنہ پر تہیلیاں بند چڑہی ہوئی تہیں کبہی کوئی راز فاش نہیں کرتے تہے قلت والذی
نفسہ مولانا الحسین ع انہ اری صحابہ واقربائہ الذین استشہدوا منازلہم فی الجنۃ یوم
عاشورا میں کہتا ہون کہ وہ دروازہ جسکو امام حسین ع نے کہولا تہا وہ یہی تہا کہ نوین محرم کو آپ نے
اصحاب اور اہلبیت پر جو شہید ہوئے کربلا میں آسمان کا دروازہ کہولکر ہر ایک کو اوسکی جگہہ اور مقام
جنت کو انکو دکہلا دیا تہا فکان یتنافس الرجل منہم علی الرجل پہر تو یہہ حال اون لوگونکا ہو گیا
کہ ہر شخص اپنے مرنے پر دوسرے سے سبقت کرتا تہا وکانوا لایرضون بقاءہم فی الدنیا
ساعۃ واحدۃ × اور ایک گہڑی بہی قیدخانہ دنیا میں رہنے سے راضی نہ تہے رحمہم اللہ اسکو ہم خاص
[illegible] باب میں لکہیں گے ولنذکر المنام الثانی الذی راہ سیدنا رسول اللہ وہو المقصود
فی ہذا الباب اب ہمکو چاہیے کہ دوسرا خواب جناب رسول خدا ص کا جو قرآن میں وارد ہے اوسکو بیان
[illegible] اور اوسی کا بیان ہمارا اصلی مقصد اس باب سے ہے قال اللہ تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی

ارینٰاک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانا کبیرا مطلب
یہہ ہے کہ جو خواب ہم نے تمکو ای محمد صلعم دکھلایا ہی اوسکو بطور آزمایش اور امتحان خلائق کے دکھلایا ہے
اور شجرہ ملعونہ جو قرآن مین مذکور ہی اوسکو ہم نے آزمایش خلائق مقرر کیا ہے اور ہم خوف دلاتے ہین
عام خلائق کو یا بنی امیہ کو پس یہہ خوف دلانی بجز گمراہی کے اور کچھ اونکو زیادہ نہین کرتی ہے مین
کہتا ہون کہ اس آیت مین لفظ یزیدہم اگرچہ بظاہر اور معنی پر وارد ہی مگر نظر بباطن جیسا کہ احادیث
مین وارد ہی کہ کلام الہی کے سات بطون ہین جب اس قصہ پر نظر کیجائے تو یزید سی بڑہ کر کون
طغیان کبیر کا مصداق ہوگا قلت الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ھی الشجرۃ الخبیثۃ التی اجتثت
فوق الارض اذ المراد منھما واحد مین کہتا ہون کہ مراد شجرہ ملعونہ سے قرآن مین وہی درخت ہی جس
خدا نے شجرہ خبیثہ سے نام رکھا فرماکر اوسکی یہہ صفت کی ہی کہ زمین پر اوسکی جڑ ہے اور کچھ اوسکو قرار
نہین ہے اور مراد اس درخت سے ہی بنی امیہ ہین اذ قد فسر الرازی فی تفسیرہ الکبیر روایۃ عن
سعید بن المسیب ان الشجرۃ الملعونۃ بنو امیۃ وعن الباقرع ان الشجرۃ الخبیثۃ بنو امیۃ
کما فی مجمع البحرین یہ اسلئے کہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین سعید بن المسیب سے روایت کی
کہ مراد شجرہ خبیثہ سے بنی امیہ ہین اور امام محمد باقرع سے مجمع البحرین لغت مین منقول ہے کہ شجرہ
خبیثہ بنی امیہ ہین ثم ثبت من قول الباقرع انھم خبیثون اب امام باقرع کے فرمانے سے
معلوم ہوگیا کہ بنی امیہ خبیث ہین وکونھم ملعونین ثبت بما نقلہ الرازی اور ان کا ملعون
ہونا فخر الدین رازی کی روایت سے ثابت ہوگیا ویدفع ما یتوھم من انہ کیف یمکن ان
یکونوا کلھم ملعونین وفیھم من الاخیار المومنین اور یہہ شبہہ دفع کیا جاتا ہی جو دل مین
پیدا ہوتا ہے کہ تمام بنی امیہ ملعون کیونکر ہونگی حالانکہ کچھ لوگ اونمین مومن بھی تھے اور شاید آیندہ بھی
بان القرآن المجید قد دل علی الملعونین منھم بلام العھد التی فی قولہ الشجرۃ یہہ شبہ
طرح سے دفع کرنا چاہئی کہ قرآن مجید نے جو دلالت کی ہے بنی امیہ کے ملعون ہونے پر مگر وہ لوگ معہود ہین
عموما سب ملعون نہین چنانچہ لفظ الشجرہ پر جو الف ولام ہے وہی اسکو ظاہر کرتا ہے فما ورد
من کونھم ملعونین علی الاطلاق یحمل علی ذلک المقید المعھود پس جو کچھ احادیث
مین وارد ہوا ہی کہ بنی امیہ مطلقا ملعون ہین در احادیث سو وہی لوگ مراد ہین جو قرآن مین

ہو چکے ولنعد الی ذکر رؤیا النبی ذکرھا اللہ سبحانہ بقولہ اذ نبئناک اب ہم رجوع کرین اوس
خواب کے بیان کرنے پر جسکو خدا نے قرآن مین فرمایا ہے کہ ہم نے تمکو ای محمد وہ خواب دکھلایا ہے وھی
ان النبی صلعم رای فی منامہ کان قردۃ تصعد منبرہ وتنزل وہ خواب یہہ تھا کہ جناب رسول نے
دیکھا کہ بندر آپکے منبر پر چڑھتے اور اوترتے ہین وعبرت بان بنی امیۃ یملکون الخلافۃ غصبا
اسی خواب کی تعبیر یہہ دیگئی تھی کہ بنی امیہ خلافت پر حاوی ہو جاینگے براہ غصب کے وروی اصحابنا
ان النبی صلعم لم یر ضاحکا قط منذ رای تلک الرؤیا ہمارے علمانے روایت کی ہے کہ جسدن سے
حضرت نے یہہ خواب دیکھا پھر کبھی کسی نے آپکو ہنستا ہوا نہ دیکھا اما الرؤیا التی راتھا ھند فھی افرح
للقلوب مما راہ نبینا کما رواہ شھر اشوب رح فی المناقب لیکن جو خواب ہند سعاویہ
کی ماں نے دیکھا وہ تو زیادہ تر کھلا ہوا ہے بنسبت اوس خواب کے جسکو جناب رسول صلعم نے دیکھا تھا چنانچہ
جناب شہر آشوب نے مناقب مین اوسکو نقل کیا ہے عن ابن عباس سئلت ھند عائشۃ ان
تسئل النبی تعبیر الرؤیا ابن عباس کہتے ہین کہ ہند نے عائشہ سے کہا کہ نبی اللہ سے خواب کی
تعبیر پوچھو فقال قولی لھا فلتقصص رؤیاھا حضرت نے فرمایا اوس سے کہو کہ اپنا خواب بیان کرے
قالت رایت کان الشمس قد طلعت من فوقی ہند نے کہا مین نے خواب مین دیکھا جیسے آفتاب
میرے اوپر کیطرف سے طالع ہوا ہے والقمر قد خرج من مخرجی اور ماہتاب میرے اوس مقام سے نکلا ہے
جدہر سے بچہ پیدا ہوتا ہے وکان کوکبا خرج من القمر اسود اور سیاہ ستارہ ماہتاب سے نکلا ہے
فشد علی شمس خرجت من الشمس اصغر من الشمس فابتلعھا فاسود الافق لابتلاعھا
اور سیاہ ستارہ نے اوس چھوٹے آفتاب پر حملہ کیا ہے جو بڑے آفتاب سے پیدا ہوا ہے حملہ کرکے اوس چھوٹے آفتاب کو
نگل گیا ہے اور اسکے نگلجانیکے بعد کنارہ ہای زمین سیاہ ہو گئی ثم رایت کواکب بدت من السماء کواکب
مسودۃ فی الارض پھر دیکھا مینے کہ چند ستارہ سیاہ آسمان سے پیدا ہوئے جنکی سیاہی زمین
تک پہونچی ہے الا ان المسودۃ احاطت بافق الارض من کل مکان مگر یہہ سیاہ ستارے ایسے
ہین جنہون نے تمام گردہ زمین کو گھیر لیا ہے اور ہر جگہہ کو احاطہ کر لیا ہے فاکتحلت عین رسول اللہ
بدموعہ ثم قال ھند ھی اخرجی یا عدوۃ اللہ مرتین آنکھہ مین جناب رسول کے آنسو بھر آئے
اور پھر فرمایا ارے ہند دور ہو ای دشمن خدا دور ہو ای دشمن خدا فقد جددت علی احزانی

وَنَعَيْتِ اِلَيَّ اَحِبَّائِيْ تونے میرے پورانے حزن اور ملال کو اسوقت پہر تازہ کردیا اور میرے اعزہ
اور اہلبیت کی خبر مرگ مجہے سنائی (شاید یہہ خواب ہندہ نے بعد چند روز گذرنے خواب سابق کے
جو فراغین اشارۃً مذکور ہو دیکہا تہا) فَلَمَّا خَرَجَتْ قَالَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا وَالْعَنْ نَسْلَهَا جب
ہندہ گہر سے باہر گئی حضرت نے فرمایا خدایا اپنے رحمت سے اسکو بہی اور اسکی اولاد کو دور کر جو
جو تیری دشمن ہو فَسُئِلَ عَنْ تَفْسِيْرِهَا فَقَالَ ع اَمَّا الشَّمْسُ الَّتِيْ طَلَعَتْ فَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ
اب لوگون نے اس خواب کی تعبیر پوچہی حضرت نے فرمایا آفتاب جو نکلا ہوا ہندہ نے دیکہا ہے
وہ تو علی بن ابی طالب ہین وَ الْكَوْكَبُ الَّذِيْ خَرَجَ اَسْوَدَ كَالْقَمَرِ فَهُوَ مُعَاوِيَةُ مَفْتُوْنٌ
فَاسِقٌ جَاحِدٌ لِلّٰهِ وَتِلْكَ الظُّلْمَةُ الَّتِيْ زَعَمَتْ اور وہ ستارہ جو سیاہ دیکہا ہی چاند کے برابر
وہ معاویہ ہے مفتون جب جاہ ہین اور فاسق بدکار منکر خدا کا اور یہی وہ ظلمت اور تاریکی ہے
جو ہندہ نے گمان کیا ہے یا کہا ہے وَرَاَتْ كَوْكَبًا يَخْرُجُ مِنَ الْقَمَرِ اَسْوَدَ فَشَدَّ عَلَى الشَّمْسِ خَرَجَتْ
مِنَ الشَّمْسِ اَصْغَرَ فَابْتَلَعَهَا فَاسْوَدَّتْ یہہ جو ہندہ نے ایک سیاہ ستارہ کو دیکہا کہ ماہتاب سے
نکلا ہے اور اس نے اوس چہوٹے آفتاب پر حملہ کیا ہے جو بڑی آفتاب سے پیدا ہوا ہے اور اس حملہ مین
وہ ستارہ اسی چہوٹے آفتاب کو نگل گیا ہے اور دنیا سیاہ ہو گئی ہے فَذٰلِكَ ابْنِيَ الْحُسَيْنُ يَقْتُلُهُ
ابْنُ مُعَاوِيَةَ فَتَسْوَدُّ الشَّمْسُ وَتَظْلِمُ الْاُفُقُ یہہ چہوٹا آفتاب میرا فرزند حسین ہے اسکو یزید بن معاویہ
قتل کریگا اوسوقت آفتاب سیاہ ہو جائے گا اور تمام روی زمین پر ظلمت چہا جائیگی وَ اَمَّا الْكَوَاكِبُ
السُّوْدُ فِي الْاَرْضِ اَحَاطَتْ بِالْاَرْضِ كُلِّ مَكَانٍ فَتِلْكَ بَنُوْ اُمَيَّةَ لیکن وہ سیاہ ستارہ زمین
پر کے جنہون نے روئے زمین کا احاطہ کر لیا ہے یعنی اونکی سلطنت دور دور پہیل گئی وہ بنی امیہ ہین
ترجمہ حدیث تمام ہوا قُلْتُ فَرُؤْيَا يُوْسُفَ ع قَدْ دَلَّتْ عَلٰى سُجُوْدِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَاَحَدَ عَشَرَ
كَوْكَبًا لَهٗ وَهُمْ اَبَوَاهُ وَاِخْوَتُهٗ تَعْظِيْمًا لَهٗ وَقَدْ وَقَعَ لَمَّا نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ اب مین کہتا ہون
کہ حضرت یوسف کی خواب نے دلالت کی تہی کہ آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارہ حضرت کو سجدہ
تعظیمی کرینگے اور اونسی مراد حضرت یوسف کی مان باپ اور گیارہ بہائی تہے اور ویسا ہی واقع ہوا
چنانچہ قران مین مذکور ہے وَقَدْ لَاقٰى يُوْسُفُ ع اَبُوْهُ وَاِخْوَتُهٗ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى سَرِيْرِ الْخِلَافَةِ
فَرِحًا جَذِلًا وَمَسْرُوْرًا حضرت کی والد بزرگوار اور بہائیون نے جب ملاقات کی تہی آپ اسی نوده

جناب تخت سلطنت پر بیٹھو تھے اور خوشدل خندان اور شادان تھے اور یہی دن ظہور تعبیر خواب
یوسف ع تہا آہ آہ ذکرت یوم ظہور تعبیر رؤیا رسول اللہ و رؤیا النبی ربما تماھذہ وھو یوم
عاشورا یوم قتل الحسین ع آہ آہ اوقت مجھی یاد آیا ہے وہ دن کون دن عاشورا کا دن جسدن سید
امام حسین شہید ہوئے ہیں اور ظہور تعبیر خواب رسول ص اور خواب بندہ کا ہوا تھا اور کیونکر ہوا تھا فالحسین
و ابوہ و جدہ لما حضر ھاھناک وجدوہ ملقی علی الرمضا مجذوذ الراس من القفا الفنہ
الرمل والتراب وغسلہ من دمہ الجاری عن جراحاتہ کالمیزاب × جناب فاطمہ مادر حسین
اور انکی پدر بزرگوار اور جد نامدار جب تشریف لائی ہیں اپنی فرزند کی دیکھنی کو کیا دیکھا کہ سر اقدس
پس گردن سی کٹا ہوا ہی اور وہ ہی گردن پر سی اوتار کر نیزہ پر چڑھایا گیا تہا لاش اطہر ریگ گرم
پر پڑی ہوئی (آہ کس بیکسی سے پڑی تہی جسکو کوئی جناب زین العابدین سی پوچھی جو فرماتے ہیں کہ اوسکو
دیکھکر قریب تہا کہ میری جان تن سے نکل جائے) کفن جناب امام حسین ع کو ملی اور ریت سے ملا تہا
اور غسل کیوں سلی پانی کہاں وہی خون جو مثل پرنالہ کے جاری تہا اوسی سے گویا غسل دیا گیا تہا
حتی انہ لا یعرف جسدہ ان لم یات براسہ جدہ و یضمہ الی جسدہ کما راہ طرماح بن
عدی ایسی حالت تہی کہ جسد مجروح آپکا کون پہچان سکتا اگر جناب رسول خدا معجزہ سی سر اقدس کو لاکر
جسد سے ملا نہ دیتے جیسا کہ حضرت طرماح بن عدی نے اسکو دیکھا ہی اور اوسی میں یہہ روایت ہی کہ
الشمس منکسفۃ فی عزائہ والقمر منخسف فی ولائہ والنجوم غائرۃ والکواکب منتثرۃ
آفتاب کو گہن لگ چکا تہا آپکی سوگ میں اور چاند گہن میں آگیا تہا آپکی محبت میں ستارہ ہای آسمان
ڈوبے ہوئے تہے اور بڑے بڑے ستارہ تھرتھرا رہے تھے والسماء باکیۃ والجبال منقطعۃ
آسمان رو رہے تھے اور پہاڑ ٹکڑی ٹکڑے ہو رہے تہی والملائکۃ باکون متحیرون سائلون
الی اللہ عز و جل فرشتہ ہای آسمان رو رہے تہی اور متحیر تھے کہ یہہ کیسی قیامت آئی ہے
اور خدا کی جناب میں بطور شکایت عرض کر رہے تہی الہی و سیدی ھذا الحسین صفیک و ابن
صفیک وقد یفعل بہ ھکذا × خداوندا یہی حسین ہیں برگزیدہ تیرے اور فرزند ہیں تیرے برگزیدہ محمد کے
اور اونکے ساتھ ایسی شقاوت کی گئی ہے فلولا ان یقام لھم ظل القائم ویقول اللہ عز ذکرہ
ھذا انتقم من ھولاء لما سکن وجدھم ولما ذھب عنھم غمھم یہہ اگر فرشتوں کی

تسلی کی غرض سے سایہ اوس جہاد کا جو کہ جناب قایم آل عبا فرماینگے خدا ظاہر فرماتا اور وہ صورت گوشت
وخون کی جو واقع ہوگی فرشتون کے آنکھون کے سامنے پھیری جاتی اور خداوند قہار یہ فرماتا
کہ دیکھو میرے فرشتو اس گوشت وخون سے مین قاتلان حسین سے انتقام لونگا ہرگز بیقراری فرشتونکی جاتی
اور اونکا خوف کم ہوتا جیسا کہ کافی مین وارد ہو وایضا لما وقع تعبیر رؤیا نبینا یوسف بخرنا
بہ عیون ابویہ یہ بہی خیال کیجئے کہ جب حضرت یوسف کی خواب کی تعبیر واقع ہوئی اونکی ماں باپ کی
آنکھین ٹہنڈی ہوگئی ہین ولما وقع ما وقع من تعبیر المنامات التی فی الحسین فانجعت جدہ
وابویہ اور جب ان خوابونکی تعبیر واقع ہوئی جنکو تعلق قضیہ امام حسین سے تھا حضرت کے ماں باپ کو رنج اور
الم مین ڈالدیا وابکت کل من خلق ربنا مما یری ومما لا یری الا ثلثۃ اشیاء وہی دمشق والبصرۃ
وآل الحکم بن العاص اور رولا دیا کل مخلوقات الہی کو جسکو ہم دیکھ سکتے ہین یا نہین دیکھ سکتے ہین ہان مگر تین
چیزین نہین روئی ہین چنانچہ احادیث مین وارد ہی ایک تو دمشق دوم بصرہ سوم اولاد حکم بن عاص کے بل بردے
من الحرث الاعور عن علی ع قال بابی وامی الحسین المقتول بظہر الکوفۃ بلکہ روایت کی گئی ہے
حرث اعور سے اوس نے جناب امیر ع سے روایت کی حضرت نے فرمایا میرے ماں باپ فدا ہون حسین پر جو
ظہر کوفہ مین قتل کیا جایگا (ظہر کوفہ ماورا النہر سے نجف تک کہلاتا ہی) واللہ کانی انظر الی الوحش
مادۃ اعناقہا علی قبرہ من انواع الوحش یبکونہ ویرثونہ لیلا حتی الصباح قسم
بخدا مین گویا دیکھ رہا ہون وحشی جانورونکو کہ اپنی گردن دراز کئے ہوئے اوسی شہید کی قبر پر طرح طرح کے وحشی
جانور رو رہے ہین اور اپنی زبانین مرثیہ پڑہ رہی ہین رات سے لیکر صبح تک فاذا کان کذلک فایاکم والجفا
جب وحشی جانورونکا یہ حال ہو پہر خبردار کہ تم لوگ اوسکی مصیبت پر رونے مین کمی نکرنا ثم لما کان
بناء قضایا یوسف ع علی الرؤیا وکذلک بناء اکثر قضایا الحسین ع علیہا پہر چونکہ
بنای قضیہ یوسف ع خواب پر تہی اوراسی طرح بنا اکثر واقعات امام حسین ع کی بہی خواب پر ہے
(چنانچہ ہم اسکو پوری طور سے بیان کرینگے) فبلغ من امر الرؤیا والمنامات الی ان اکثر المعجزات
وخوارق العادات التی تظہر فی امۃ محمد ص من بدو الامر الی یومنا ہذا بل الی یوم القیمۃ
انما یکون ظہورہا بطریق الرؤیا لہذا خواب کا یہ حال ہوا کہ اکثر معجزات اور کرامات اور
خوارق عادات جو امت محمدی مین ظاہر ہوتے ہین شروع سے یعنی ابتدای اسلام سے آج تک بلکہ تا قیامت

اونکا ظہور اور وقوع انہی خواب ہی کے طور سے زیادہ ہوتا ہے فَاِنْ اَحْصَیْنَا عَدَدَ الْمَنَامَاتِ الْمَنْقُوْلَةِ فِیْ كُتُبِ الْفَرِیْقَیْنِ فَیَزِیْدُ عَلَی الْاُلُوْفِ × اگر ہم شمار کریں اون خوابونکا جو دونو مذہب کی کتابوں میں حضرتکی متعلق مذکور ہیں لاکہوں سے شمار اونکا زیادہ ہوگا × وَاِذْ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ الرُّؤْیَا جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ × پہر چونکہ معلوم ہو چکا ہی کہ خواب ایک جزو ہی ستر اجزاے نبوت سے × وَنُبُوَّةُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صلعم لَا تَنْقَطِعُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ × اور ہمارے نبی صلعم کی نبوت بہی قیامت تک نہ منقطع ہوگی یعنی باقی رہےگی فَجُزْءُ نُبُوَّتِهٖ لَا بُدَّ لَهٗ اَنْ یَسْتَمِرَّ اِلٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ × پس اونکی نبوت کا جز بہی ضرور ہے کہ ہمیشہ باقی رہے جب تک مشیت خدا جاری ہے اوسکی باقی رہنے پر × فَاِذَا اِنْصَفَّحَتِ الْبِلَادُ فَلَا تَخْلُوْ بَلَدٌ مِنْ ظُهُوْرِ مُعْجِزَاتِهٖ بِتَوَسُّطِ الرُّؤْیَا وَالْمَنَامِ اگر شہر اور بستیان تلاش کی جائیں کمتر ایسی آبادی ملیگی جہان بذریعہ خواب کے ظہور معجزہ کا نہ ہوا ہو × وَلَا سِیَّمَا اِذَا اَنْكَرَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ × خصوصاً اگر کسی نے آپ کے معجزہ کا انکار کیا ہو اوسوقت تو ضرور اسکا ظہور ہو ہی جاتا ہے وَاَكْثَرُ ظُهُوْرِ تِلْكَ الْخَوَارِقِ بِتَوَسُّطِ الْحُسَیْنِ اَیْ فِیْ تَعْزِیَتِهٖ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِمَرَاسِمِ الْعَزَاءِ اور اکثر ظہور ایسی کرامات کا بذریعہ امام حسین ؑ اونکی عزاداری اور مراسم تعزیہ داری کی ہوتا ہے × فَالتَّوَاتُرُ الَّذِیْ هُوَ شَرْطٌ فِیْ ثُبُوْتِ الْمُعْجِزَةِ ثَابِتٌ فِیْ كُلِّ دَهْرٍ وَاَوَانٍ × معجزہ کے ظہور میں تواتر کی جو شرط ہی وہ ثابت ہر ہمارے نبی ص کے معجزہ میں ہر زمانہ میں × فَلَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ عَلٰی مَا شَرَّفْتَنَا بِدِیْنِهٖ + حمد اور ستایش خدا ہم تیری کرتے ہیں کہ تونے ہم کو ایسے دین کی ہدایت کی جسکی سچائی کا ثبوت ہر وقت ہو رہا ہے تیرے حکم سے

باب شصت و دوم برادران یوسف ؑ کا حضرت کو کوئیں میں ڈالنا اور تین کرامات کرنہ کی حضرت یوسف کی اور تین کرامات امام حسین ؑ کی کرتہ کے اور ذوالفقار اور گہوڑے اور نیزہ کا رونا بروایت شافعی امام اہلسنت

قَدْ جَرَتِ الْعَادَةُ الْاِلٰهِیَّةُ بِالنِّسْبَةِ اِلَی الْعِبَادِ عُمُوْمًا اَنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ اَحَبَّهٗ عادت الٰہی بنسبت بندگان خدا کے عام طور پر یہی جاری ہے کہ جس کو آدمی دوست رکھتا ہے

اوسی کے اسواسطے اس جانیوالے کی آزمایش زیادہ ہوتی ہے × قال اللہ تعالی انما اموالکم واولادکم
فتنۃ × خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد اور تمہارے مال یہ سب تمہارے آزمایش اور امتحان کے
اسباب ہین × فبالمال یفتتن ذو المال خاصۃ × مال سے تو امتحان فقط مالدارونکا ہوتا ہے
وبالاولاد یفتتن الاغنیاء والفقراء کلاھما × اولاد سے آزمایش غنی اور فقیر دونوکی
ہوتی ہے × وتلک الفتنۃ لابد وان تکون اعظم لخواص عبادہ × اور یہہ آزمایش ضرور ہے
کہ خاص بندون کیواسطے بہت بڑی ہو لیعلم اصطبارھم فیما اصابوا فیوجرون
باعظم الاجور × تاکہ اونکے صبر کا حال بڑے بڑے مصائب پڑنے سے معلوم ہو جاے پہر اگر صبر کرلین
اجر اور ثواب بہی اونکو زیادہ ملے × فاذا تدبرت فیما جری علی الانبیاء والاوصیاء من
آدم الی نبینا لوجدت فی حالاتھم ما یصدق ذلک اگر سوچو اون باتونکو جو انبیاء
اور اوصیا پر حضرت آدم سے ہمارے نبی صلعم تک گذرے ہین اسی دعوی کی ہمارے پوری تصدیق
ہو جائیگی × فتذکر یا اخی ما جری علی ھابیل وھو الذی کان نبینا آدم مشغوفا
بحبہ × پس یاد کرو ای بہای حضرت ہابیل کے قصہ کو جن پر ہمارے نبی حضرت آدم زیادہ فریفتہ تہے
ثم تذکر قضیۃ ابراھیم وولدہ المحبوب اسمعیل × پہر یاد کیجیے حضرت ابراہیم اور اونکے پیارے فرزند اسمعیل
کا قصہ × فانہ لما وھبہ اللہ سبحانہ علی کبرہ اسمعیل وکان مشغوفا بحبہ جب خدا نے حضرت
ابراہیم کو پیرانہ سالی مین یہہ فرزند عطا فرمایا جناب ابراہیم حضرت اسمعیل کے زیادہ فریفتہ محبت ہو رہے تہے
فاوحی اللہ تعالی الی خلیلہ ان یا ابراھیم کیف یجتمع خلتک لی مع شغفک بولدک اسمعیل × خدا نے
وحی نازل کی حضرت ابراہیم پر کہ ای ابراہیم تیری دوستی اور خلت جو مجھکو ہے وہ اسمعیل کی محبت کے ساتھ کیونکر
جمع ہو سکتی ہے کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے ؎ کہتا ہے خالق کہ ایسا پیار خوش آتا نہین + اپنا عاشق
اور کو چاہے ہمین بہاتا نہین + ثم امرہ اللہ بذبح احب اولادہ بیدہ الشریفۃ + اسکے
بعد خدا نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیارے سے پیارے فرزند کو ذبح کرین × وکذلک
الحال فی ابتلاء یعقوب بولدہ یوسف × یہی حال گذرا حضرت یعقوب کا جو زیادہ فریفتہ تہے
حضرت یوسف کی محبت مین × وکذا ما جری علی نبینا محمد لکونہ مشغوفا بحب سبطیہ
ولا سیما سبطہ الاصغر یہی کیفیت ہے ہمارے نبی محمد صلعم کی چونکہ آپ زیادہ مانوس تہے اپنے

دونو سبطین کی محبت مین اور خصوصًا چھوٹے نواسے امام حسین جنکو بہت پیار فرماتے تہے × لکنہ لما
کان محمد صلعم آخر الانبیاء وخاتم الاولیاء فلذا جمع اللہ سبحانہ فیہ کل
ما وھبہ لانبیائہ × اور پہر چونکہ ہمارے نبی خاتم انبیا اور اولیا الہی تہے اور اسی سبب سے
خدا نے حضرت مین کل اوصاف اور کرامات تمام انبیا کے جمع کردی تہین × فلذلک امتحنہ
باعظم المصائب فلم یبق مصیبۃ عظیمۃ الا وقد اصیب بھا حبیبہ بتوسط
اسی وجہہ سے خدا نے ہمارے نبی کا امتحان بہی ایسا سخت فرمایا تا اینکہ کوئی بڑی مصیبت باقی نہ رہی
کہ ہمارے نبی پر بذریعہ اونکی پیارے محبوب امام حسین کے اون پر نہ گذری ہو × فان ابتلاء المحبوب
اشق من ابتلاء نفس المرء × اسلئے کہ جس آدمی کا کوئی محبوب کسی مصیبت مین گرفتار ہو یہ بہت
شاق اور دردرسان ہوتا ہے بہ نسبت اسکی کہ وہ آدمی خود گرفتار مصیبت ہو × ولنذکر الآن
ما جری علی نبینا یعقوب ع ویوسف ع فی کونہ مظہرھما فی البین × اب سوقت حضرت
یوسف کا کنوئین مین گرایا جانا اور حضرت یعقوب کا صبر اور بیقرار ہونا ذکر کرین × قال الطبرسی
انہ لما ذھبوا اخوۃ یوسف ع بہ ووصلوا الی الصحراء × علامہ طبرسی نے تفسیر مجمع البیان
مین یون لکہا ہے کہ جب برادران یوسف آپ کو لیگئے اور صحرا مین پہونچے × واظھروا العداوۃ جعلوا
یضربونہ وھو یستغیث فلا یغاث × وہان برادرون نے اپنی عداوت ظاہر کی کہ حضرت
یوسف کو مارنے لگے وہ بیچارے فریاد کرتا تہا اور کوئی اوسکی فریاد کو نہین پہونچتا تہا × قلت ذکرت
بالاخیر من استغاثتہ سکینۃ سلام اللہ علیھا ولطم الشمر ایاھا لانھا کانت
تبکی اباھا المقتول وتمنعہ الشمر عن البکاء وتلطمہ × مین کہتا ہون اس وقت
مجہے یاد آتا ہے حضرت سکینہ کا فریاد کرنا اور شمر کا اوس محبوبہ دختر امام حسین کو طمانچہ مارنا اسلئے کہ
جناب سکینہ اپنی شہید باپ کو یاد کرکے روتی تہین شمر نے منع کیا رونے سے × فلما لم تتمالک عن البکاء
لطمھا وھی تستغیث فلا تغاث + جب سکینہ سے ضبط گریہ نہو سکا اور کیونکر ہوتا اوسوقت
بیبی لداری یون کی گئی کہ شمر نے طمانچہ مارا ہائے ہائے + وکما ان عمر یوسف ع یومئذ کان
نحو سبع سنین کذلک کانت سیدتنا سکینۃ عمرھا یومئذ نحو سبع سنین
او ثمانی سنین × اور جسطرح عمر حضرت یوسف ع کی اوس روز قریب سات برس کی تہی

جب بہائیوں نے اون پر یہہ ظلم کیا ہی اسیطرح حضرت سکینہ بہی سات خواہ آٹہہ برس کی تہین
وَلنعُودُ اِلیٰ قَضِیَّۃِ یُوسُفَ ع فَھَمُّوْا اِخْوَتُہٗ بِقَتْلِہٖ فَمَنَعَھُم یَھُودَا مِنْہُ اَیْ مَنَعَھُم
لَاوِی اب ہم قصہ یوسف کیطرف پہرتے ہین مارنے کی بعد برادران یوسف نے چاہا کہ حضرت کو
قتل کر ڈالین یہودا نام آپ کے بہائی نے قتل کرنے سے منع کیا یا لاوی نام حضرت کی بہائی مانع ہوئی
فَانْطَلَقُوْا اِلَی الْجُبِّ فَجَعَلُوْا یُدْلُوْنَہٗ فِی الْبِیْرِ وَھُوَ مُتَعَلِّقٌ بِشَفِیْرِ الْبِیْرِ پہر لیگئی حضرت کو
ایک کنوئین پر اور لٹکایا آپکو کنوئین مین ڈالنے کی غرض سے اور جناب یوسف کنوئین کی باڑہ یا کنارہ سے
لٹکے ہوئی تہی ثُمَّ نَزَعُوْا عَنْہُ قَمِیْصَہٗ × پہر اونہون نے کرتہ حضرت کی بدن سے اوتار لیا اور برہنہ
کردیا جسطرح امام حسین ع کا کرتہ بعد شہادت اوتارا تہا اور اسکا بیان اسی باب مین ہم کرین گے
وَھُوَ یَقُوْلُ لَا تَفْعَلُوْا وَرُدُّوْا عَلَیَّ الْقَمِیْصَ اَتَوَارٰی بِہٖ × آہ آہ حضرت یوسف کہتے تہے
کہ ایسا نکرو کرتہ میرا مجہی دیدو کہ اپنا بدن تو چہپا لون (معاذ اللہ کیا شقاوت تہی) فَیَقُوْلُوْنَ
اُدْعُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْاَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا یُوْنِسُکَ × اس منت اور الحاح کی جواب مین وہ لوگ
حضرت یوسف سے کہتے تھے کہ اپنی حمایتی آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارونکو بلاؤ کہ وہی تمہاری
تنہائی مین دل بہلائین × فَدَلَوْہُ فِی الْبِیْرِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ نِصْفَھَا اَلْقَوْہُ اَرَادُوْا اَنْ یَمُوْتَ
آخر کنوئین مین حضرت کو گرایا یا انکی نصف تک پہونچا اب چہوڑ دیا ارادہ یہہ تہا کہ چوٹ کی صدمے سے
حضرت مرجائین × وَکَانَ فِی الْبِیْرِ مَاءٌ فَسَقَطَ فِیْہِ ثُمَّ اَوٰی اِلَی الصَّخْرَۃِ فَقَامَ عَلَیْھَا
کنوئین مین پانی تہا اوسی مین حضرت گرے پہر ایک پتہر اوسمین تہا اوسکو پکڑ کر وہ جناب اوسی پر کہڑے
ہوگئی × وَلَبِثَ فِیْھَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ × اوسی کنوئین مین تین روز حضرت رہی × وَقَدْ قِیْلَ فِیْ تَغْذِیَتِہٖ
اَقْوَالٌ مِنْھَا اَنَّ جِبْرَئِیْلَ ع کَانَ یُوْنِسُہٗ وَیُغَذِّیْہِ × حضرت کی کہانے پہونچانیکے بارہ مین
چند اقوال کہی گئے ہین از انجملہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرئیل ع آپکے ہمدم تہے اور آپکو کہانا پہونچاتے
تھے × وَقِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ بِصَخْرَۃٍ حَتَّی ارْتَفَعَتْ مِنْ اَسْفَلِ الْبِیْرِ فَوَقَعَ یُوْسُفُ
عَلَیْھَا × از انجملہ یہہ بہی ایک قول ہی کہ خدا تعالے نے پتہر کو حکم دیا کہ وہ کوئین کی تہ سے اونچا ہوا اور
حضرت یوسف اوسی پر گری × وَھُوَ عُرْیَانٌ وَکَانَ اِبْرَاھِیْمُ الْخَلِیْلُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ جُرِّدَ
مِنْ ثِیَابِہٖ وَقُذِفَ فِی النَّارِ عُرْیَانًا × حضرت یوسف برہنہ تہی جب چاہ مین ڈالے گئے اور

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جسوقت آگ مین ڈالی گئے ہین تو سب کپڑے آپکے اوتار لئے گئے تھے آتش نمرودی مین آپ ڈالی گئے تھی × فَاَتَاهُ جِبْرَئِیْلُ ع بِقَمِیْصٍ مِنْ حَرِیْرِ الْجَنَّةِ فَاَلْبَسَهُ اِیَّاهُ فَکَانَ عِنْدَ اِبْرَاهِیْمَ ع × حضرت جبرئیل ع ایک کرتہ حریر جنت کا لاکر جناب ابراہیم کو پہنا دیا تھا اور وہ کرتہ حضرت ابراہیم ع کی پاس عمر بھر رہا فَلَمَّا مَاتَ وَرِثَهُ اِسْحٰقُ فَلَمَّا مَاتَ وَرِثَهُ یَعْقُوْبُ ع جب حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا وہ کرتہ میراث مین حضرت اسحٰق کو پہونچا اور حضرت اسحٰق کے مرنیکے بعد وہی کرتہ حضرت یعقوب کو وراثت مین پہونچا فَلَمَّا شَبَّ یُوْسُفُ جَعَلَ یَعْقُوْبُ ذٰلِكَ الْقَمِیْصَ فِیْ تَعْوِیْذٍ وَعَلَّقَهُ فِیْ عُنُقِهِ فَکَانَ لَا یُفَارِقُهُ × جب حسن و جمال حضرت یوسف کا زیادہ ہونی لگا یا چہرہ کی چمک دمک بڑہی تب حضرت یعقوب نے وہ کرتا ایک تعویذ مین لپیٹ کر حضرت یوسف کی گردن مین لٹکا دیا اوس تعویذ کو حضرت یوسف کبھی اپنے سے جدا نہین کرتے تھے × فَلَمَّا اُلْقِیَ فِی الْبِئْرِ عُرْیَانًا جَاءَهُ جِبْرَئِیْلُ ع وَکَانَ عَلَیْهِ ذٰلِكَ التَّعْوِیْذُ فَاَخْرَجَ مِنْهُ الْقَمِیْصَ فَاَلْبَسَهُ اِیَّاهُ × جب حضرت یوسف برہنہ کنوئین مین ڈالے گئے حضرت جبرئیل نے اوسی تعویذ سے اسی کرتہ کو نکال کر حضرت یوسف کو پہنا دیا × رَوٰی ذٰلِكَ مُفَضَّلُ بْنُ عُمَیْرٍ عَنِ الصَّادِقِ ع وَهُوَ الْقَمِیْصُ الَّذِیْ وَجَدَ رِیْحَهُ یَعْقُوْبُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِفِلَسْطِیْنَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ مِنْ مِصْرَ × اس روایت کو مفضل بن عمیر نے جناب صادق ع سے روایت کیا ہے اور یہہ وہی کرتہ ہے جسکی خوشبو حضرت یعقوب نے فلسطین مین سونگھی تھی جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تھا ہمکو اس کرتہ کی بنسبت اس جگہہ فقط اسی قدر کہنا ضرور ہے کہ آگ مین اسکا نہ جلنا اور حضرت ابراہیم ع کو حرارت آتش سے بچانا آج اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا ہے کہ (فائر پروف) ایک کپڑا ایسا ایجاد ہوچکا ہے جو آگ کی جلنے سے ہماری بدنکو بچاتا ہے اوسوقت یہہ کرتا ایک معجزہ تھا اسلئے کہ معجزہ اوسی عمل کو کہتے ہین کہ جسوقت وہ ظاہر ہوا اوسوقت انسانی طاقت سے باہر ہو وَ عَنْ اَبِیْ سَیَّارٍ عَنِ الصَّادِقِ ع قَالَ لَمَّا اَلْقٰی یُوْسُفَ اِخْوَتُهُ فِی الْجُبِّ نَزَلَ عَلَیْهِ جِبْرَئِیْلُ ع فَقَالَ لَهُ یَا غُلَامُ مَنْ طَرَحَكَ هٰهُنَا × ابی سیار نے جناب صادق ع سے روایت کی ہے حضرت نے فرمایا کہ جب برادران یوسف نے آپکو کوئین مین ڈالدیا حضرت جبرئیل ع آسمان سے اون پر اوترے اور کہنے لگے اے لڑکے تجھے کس نے کوئین مین گرایا ہے فَقَالَ اِخْوَتِیْ لِمَنْزِلَتِیْ مِنْ اَبِیْ حَسَدُوْنِیْ وَلِذٰلِكَ فِی الْجُبِّ طَرَحُوْنِیْ × حضرت یوسف نے کہا کہ میرے بھائیون نے بسبب اسکے کہ میرے باپ مجھے زیادہ عزیز رکھتے تھے یا کہ مجھے زیادہ چاہتے تھے اسی

حسد سے مجھکو کوئین مین بھائیون نے ڈالدیا فَقَالَ اَتُحِبُّ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ هٰذَا الْجُبِّ حضرت جبرئیل
نے پوچھا تمہاری خواہش ہے کہ اس کوئین سے تم باہر نکلو تو قَالَ ذٰلِكَ اِلَى اِلٰهِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ حضرت یوسف کہنے لگے اس امر کا اختیار ابراہیمؑ اور اسحقؑ اور یعقوبؑ کے خدا کو ہے میں
سات اٹھہ برس کا سن رکھتا ہوں اور خدا پر بہروسہ رکھتا ہوں اوسی ایذا کو وقت فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِيْلُ كَانَ
اِلٰهُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ يَقُوْلُ لَكَ قُلْ حضرت جبرئیل نے کہا ابراہیم و اسحاق اور یعقوب کے
خدا نے تم سے فرمایا ہے کہ یون میری درگاہ مین عرض کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ خداوندا مین تجہسے سوال کرتا ہون اس
سبب سے کہ تیرے لئے ہر طرح ستایش ہے کوئی اور معبود برحق سوا تیرے نہین بے مثال اور خالق
تو آسمان اور زمین کا عدم سے وجود مین لانیوالا ہے اے صاحب جلال اور صاحب اکرام اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ فِيْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا سوال یہہ ہے کہ درود اور رحمت کاملہ نازل کر محمد اور آل محمد
پر اور میرے کار دشوار مین کشایش پیدا کر دے اور اس کوئین سے بآسانی میری نجات کر دے وَتَرْزُقَنِيْ
مِنْ حَيْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ روزی دے مجھے اس قدر جہانسے گمان رکھتا ہون
اور جہانسے گمان نہین رکھتا ہون مین یا کہ مین اوسکا شمار کرسکون یا نکر سکون فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ
الْجُبِّ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّمِنْ كَيْدِ الْمَرْاَةِ مَخْرَجًا وَّاٰتَاهُ مُلْكَ مِصْرَ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبْ بسبب
توسل محمد و آل محمد کی خدا نے اوس روز یوسف کو کوئین سے فراغ حالی نکالا اور اوسی دعا کی برکت
مکر سے عورت کی بہی حضرت کو بچایا اور روزی بے حساب یون دی کہ ملک مصر کی سلطنت انکو
عطا فرمائی اَقُوْلُ هٰذَا مَا كَانَ مِنْ اَمْرِ يُوْسُفَؑ مِنَ الْقَائِهٖ فِي الْجُبِّ وَجَعْلِهٖ غَرِيْبًا نَّادِرًا وَّاِبْتَلٰى
اللّٰهُ اِيَّاهُ وَهُوَ صَبِيٌّ صَغِيْرٌ لَا ذَنْبَ لَهٗ مین کہتا ہون یہہ سرگذشت حضرت یوسف کی ہے
کوئین مین گرانے اور برہنہ کرنیکی اور خدا نے آزمایش کی اوس جناب کی حالانکہ وہ طفل صغیر اور
بیگناہ تھے (یہہ راز و نیاز کا معاملہ ہے بیچون و چرا) وَامْتَحَنَ اَبَاهُ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ وَّلَكِنْ
عُمُرَهٗ فَلَمَّا اسْتَعَانَ فِيْ دُعَائِهٖ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ خَيْرِ اٰلٍ وَّاَشْرَفِ اَهْلِ بَيْتٍ
حضرت یوسف کے والد بزرگوار کا خدا نے امتحان لیا پیرانہ سالی مین جو سن ترحم کا ہے اور جب
مدد چاہی حضرت یوسف نے اپنی دعاؤن میں درود بھیج کر محمد اور آل محمد پر اونکی مصیبت اور بلا

کروبا یہ سلوک ہمین آل اور اہلبیت کو فلما امتحن اللہ اہلبیت محمد × وابتلاھم بلاء حسنا حتی قتل الحسین
صابرا محتسبا جردوه ایضا واخذوا الثیاب عن النساء الطاہرات حتی لم یدعوا الثوب العتیق
الکفنا علی جسدہ بعد الموت × پہر جب خدا نے پورا امتحان لیا محمد اور آل محمد کا اور اچہی ازمایش اونکی
فرمائی تا انیکہ جناب امام حسین شہید ہوے صبر کرتے ہوے اور اپنے اجر اور ثواب کا حساب کرتے ہوے حضرت کو بہی
برہنہ کر دیا تہا اور مخدرات اہلبیت کے کپڑے اوتار لئے تہے جن سے پردہ شرعی فوت ہوا تہا اور جناب امام حسین
نے بسی تو پرانا کرتہ بہی اوتار لیا تہا بعد شہادت کے جسکو آپنے اسی غرض سے فرمایا تہا کہ لا یرغب فیہ احد
کہ اسکو لینے پر کسی کو رغبت نہو گی تحقیق بنا ان نذکر ما بقی من تتمۃ قمیص یوسف ثم نذکر ما
جری علی قمیص الحسین ع ونذکر من آیات ذینک القمیصین فانہ المقصود لنا فی ہذا الباب
اب ہمکو سزاوار ہے کہ بقیہ حالات حضرت یوسف کے کرتہ کے بیان کریں پہر ہم بیان کریں اون حالات کو جو امام حسین کے
کرتہ سے متعلق ہیں اور دونو کرتہ مین جو کرامات خدا نے رکہی تہیں وہ بہی بیان کریں قال المفسرون وکان فی
قمیص یوسف ثلث آیات اولہا لما جاءوا علی قمیصہ بدم کذب ولم یکن ممزوقا فعلم یعقوب
ان الدم الذی لطخوہ بہ لیس ہو دم یوسف وانما ہو دم لغیرہ × مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت
یوسف کے کرتہ مین تین آیات یعنی کرامات عظیمہ تہیں پہلی تو یہی ہے کہ جب برادران یوسف خون آلودہ کرتہ
حضرت کا لائے اور کہین سے وہ کرتہ پہٹا نہ تہا حضرت یعقوب ع کو اسی سے معلوم ہوگیا کہ یہ خون یوسف
کا نہیں ہے اسلئے کہ اگر درندہ جانور نے اونکو کہایا ہوتا کرتہ مسلم نہ رہتا والثانی انہ قد من دبر لکان
سببا لعصمتہ عن الذی نسبت الیہ المراۃ دوسری کرامت حضرت یوسف کے کرتہ کی اوسوقت
ظاہر ہوئی کہ پیچہے سے پہٹا ہوا برآمد ہوا اور اسی سبب سے آپکو اوس تہمت سے نجات ملی جو عزیز مصر کی عورت نے
حضرت پر کی تہی دیکہو قران مجید کو × والثالث حین القی قمیصہ علی وجہ ابیہ فارتد بصیرا ×
تیسری کرامت کرتہ کی یہہ تہی کہ جب حضرت یعقوب کے چہرہ پر ڈالا گیا آنکی آنکہیں کہل گئیں × واما الآیات
التی کانت لقمیص الحسین ع فہی ایضا ثلاثۃ × رہین وہ آیات اور کرامتیں جو امام حسین کے کرتہ میں تہین
وہ بہی تین ہیں اولہا لما اخذہ اسحاق بن حویۃ الحضرمی لعنہ فلبسہ ابرص وامتعط شعرہ
پہلی کرامت یہہ تہی کہ جب اسحاق بن حویہ نے جسم مجروح سے حضرت کے وہ کرتہ اوتار کر پہنا ہے (خدا لعنت
کرے اوس شقی پر کس بیرحمی سے اوتارا تہا) فورا وہ شقی مبروص ہوگیا اور بالخورہ تمام بدن مین اوسکے پیدا ہوا

وَعَرَضَ لَهُ دَاءُ الثَّعْلَبِ اور بالخورہ کا مرض اوسکو عارض ہوگیا × وَالثَّانِيَةُ اَنَّهُ وُجِدَ فِي قَمِيصِهِ مِائَةٌ
وَبِضْعَ عَشَرَةَ رَمْيَةً وَطَعْنَةً وَضَرْبَةً وَكَانَ مُلَطَّخًا بِدَمِ الْحُسَيْنِ وَهٰذَا عَكْسُ مَا مَضٰى مِنْ قَمِيصِ
يُوسُفَ × دوسری نشانی امام حسین کے کرتہ مین یہہ تھی کہ اوسمین ایکسو کئی جگہہ تیر اور نیزہ اور تلوار کے نشان
پائے گئے روحی لہ الفدا اور بالکل حضرت کی خون سے وہ کرتہ آلودہ تہا اس سے معلوم ہوا کہ فقط کرتہ ہی کے
مقام تک اسقدر زخم تیر اور نیزہ اور تلوار کے آپنے کہائے تھے اور یہہ نشانی برعکس نشان قمیص یوسف ہے
یعنی جسطرح حضرت یوسف کی کرتہ کا مسلم ہونا آپکے مجروح اور زخمی نہونے پر دلیل ہوا تہا اسی طرح امام حسین کے
کرتہ نے آپکے زخمی ہونے پر دلالت کی × دَلَّ قَمِيصُ يُوسُفَ عَلٰى اَنَّهُ لَمْ تَنْهَشْهُ الذِّيَابُ × حضرت
یوسف کی کرتہ نے صاف ظاہر کر دیا کہ آپکے جسم کو کسی بھیڑئے نے ہرگز نہین پھاڑا ہے × وَقَمِيصُ الْحُسَيْنِ
دَلَّ عَلٰى اَنَّهُ وَقَدْ نَهَشَتْهُ الذِّيَابُ الْعَادِيَاتُ وَهُمْ اٰلُ زِيَادٍ وَاٰلُ مَرْوَانَ × حضرت امام حسین کے
کرتہ نے صاف ظاہر کر دیا کہ آپکے جسم کو بہونکنے والی بھیڑیون نے پھاڑا ہے مراد انسے آل زیاد اور آل
مروان ہین جیسا کہ زیارت ناحیہ مقدسہ مین وارد ہوا ہی × وَالثَّالِثَةُ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا رَاَتْهُ سُكَيْنَةُ
سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَعَلٰى اَبِيهَا فِي مَنَامِهَا × تیسری کرامت امام حسین کے کرتہ کی وہ بڑی کرامت ہے جسکو
جناب سکینہ دختر امام حسین نے خواب مین دیکھا ہے × وَهُوَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ مِنْ وُرُودِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ
بِدِمَشْقَ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ نَمَا رح وَالسَّيِّدُ × یہہ خواب حضرت سکینہ نے دمشق مین اہلبیت کے داخل ہونے کے چوتھے
روز دیکھا تہا جیسا کہ ابن نما اور سید بن طاؤس رح نے اسکی روایت کی ہے × وَهُوَ مَنَامٌ طَوِيلٌ اِنَّ
فِيهِ الْاَنْبِيَاءَ عَلٰى نُجُبِ الْجَنَّةِ وَفِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَانَ قَابِضًا لِحْيَتَهُ يَسْقُطُ مَرَّةً وَيَقُومُ
اُخْرٰى × اس خواب مین ناقہ ہای جنت پر انبیا کو دیکھا اونمین جناب رسولخدا کو بھی ایسی بے تابی مین دیکھا
کہ اپنی ریش مبارک ہاتھ سے پکڑے ہوئے کبھی اونٹنی پر سے گر پڑتے ہین اور کبھی وہ جناب کھڑے ہو جاتے ہین
قرار کسی طرح نہین ہے × وَاَيْضًا رَاَتْ وَصِيفًا يَقُولُ لَهَا يَا سُكَيْنَةُ هٰذَا جَدُّكِ مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفٰى يَقْرَأُ
عَلَيْكِ السَّلَامَ × ایضا ایک خادم کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے ای سکینہ یہہ دیکھو آپکے نانا محمد مصطفے صلعم آ
رہے ہین اور تم پر سلام کہہ رہے ہین × وَاَيْضًا رَاَتْ خَمْسَةَ هَوَادِجَ وَفِي هَوْدَجٍ امْرَاَةٌ وَاضِعَةٌ يَدَهَا
عَلٰى رَاْسِهَا × پانچ ہودج پر عورات کو سوار دیکھا اور ایک ہودج مین ایک معظمہ سوار ہین جو اپنا ہاتھ
کو سر پر رکھے ہوے ہین × لَا تَسْقُطُ تَارَةً وَتَقُومُ اُخْرٰى وَهِيَ جَدَّتُهَا فَاطِمَةُ × یہہ بھی اسقدر زار ہین

کبھی ہودج سے گر پڑتی ہیں اور کبھی کھڑی ہو جاتی ہیں پھر دادی جناب سکینہ کی فاطمہؑ ہیں قَالَتْ سُکَیْنَۃُ فَاحْتَضَنْتُهَا
وَ وَقَفْتُ بَیْنَ یَدَیْهَا اَبْکِیْ × جناب سکینہ کہتی ہیں کہ میں اپنی دادی کی روبرو ٹھہر گئی اور رونے لگی وَاَقُوْلُ
یَا اُمَّتَاہُ جَحَدُوْا وَاللّٰہِ حَقَّنَا × اور کہتی تھی ای میری مادر گرامی قسم بخدا ہماری حق سے ان لوگوں نے
انکار کر دیا وَ بَدَّدُوْا وَاللّٰہِ شَمْلَنَا ہماری جماعت کو پریشان کر دیا یَا اُمَّتَاہُ قَتَلُوْا وَاللّٰہِ الْحُسَیْنَ
اَبَانَا ای میری مادر گرامی قسم بخدا ہمارے بابا حسینؑ کو ان لوگوں نے قتل کر دیا فَقَالَتْ کُفِّیْ صَوْتَکِ یَا
فَقَدْ اَحْرَقْتِ کَبِدِیْ فرمایا جناب فاطمہؑ نے ٹھہرا دی اپنی آواز کو ای سکینہ ٹھہر جا یا حبیبہ کہ تو نے میرے
جگر کو سوختہ کر دیا × وَقَطَعْتِ نِیَاطَ قَلْبِیْ × اور میرے علاقۂ قلب کو قطع کر دیا ھٰذَا قَمِیْصُ اَبِیْکِ الْحُسَیْنِ
مَعِیْ لَا یُفَارِقُنِیْ حَتّٰی اَلْقَی اللّٰہَ بِہٖ × دیکھ یہ کرتہ تیرے باپ کا میرے پاس ہے یہ مجھ سے جدا نہ ہو گا جب تک
اسی کو لئے ہوی میں خدا سے ملاقات نہ کروں گی اَقُوْلُ ھٰذَا اَمَارَاتُہٗ اِبْنَۃُ النَّبِیِّیْنَ × میں کہتا ہوں
یہ حال مجمل اوس کرتہ کا ہے جو کہ جناب سکینہ دختر پاکان خدا نے خواب میں دیکھا وَ تَفْسِیْرُہٗ مَا رَوَاہُ
اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الصَّادِقِؑ × اور تفسیر اور شرح کیفیت فقرہ اخیرہ خواب سکینہ کی وہ روایت کرتی ہے
جو ابان بن عثمان نے جناب صادقؑ نقل کی ہے × قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ
وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ × جناب صادقؑ فرماتے ہیں جب روز قیامت ہو گا خداوند عالم
تمامی خلائق اولین اور آخرین کو ایک ہی زمین پر جمع کریگا فَیُنَادِیْ مُنَادٍ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَنَکِّسُوْا
رُءُوْسَکُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ ابْنَۃُ مُحَمَّدٍ الصِّرَاطَ × پھر ایک منادی پکاریگا اپنی اپنی آنکھیں سب کوئی
بند کر لے اور اپنے سروں کو جھکا لے تا کہ فاطمہ دختر محمدؐ صراط پر سے گذر جائیں قَالَ فَتَغُضُّ الْخَلَائِقُ کُلُّهُمْ
اَبْصَارَهُمْ فَتَاْتِیْ فَاطِمَۃُ عَلٰی نَجِیْبٍ مِنْ نُجُبِ الْجَنَّۃِ × حضرت فرماتے ہیں کہ سب لوگ اپنی آنکھیں بند کر لیں گے
اور جناب فاطمہ ایک ناقۂ جنت پر سوار ہو کر تشریف لائیں گے یُشَیِّعُهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ فَتَقِفُ مَوْقِفًا شَرِیْفًا
مِنْ مَوَاقِفِ الْقِیٰمَۃِ × جلو میں سواری کی ستر ہزار فرشتہ ہونگے پھر آ کر وہ جناب ایک بہتر اور معزز مقام پر منجملہ مقامات
قیامت کے ٹھہریں گی ثُمَّ تَنْزِلُ عَنْ نَجِیْبِهَا فَتَاْخُذُ قَمِیْصَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ بِیَدِهَا مُضَمَّخًا بِدَمِہٖ × پھر
وہ جناب اپنی سواری کے ناقہ سے اوتریں گی اور کرتہ حسین بن علیؑ کا اپنے ہاتھ میں لے لیں گی جو تر بتر اور رنگا ہو گا خون سے
اوس شہید کے × وَتَقُوْلُ یَا رَبِّ ھٰذَا قَمِیْصُ وَلَدِیْ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا صُنِعَ بِہٖ × کہیں گی جناب فاطمہ ای میرے
پروردگار یہ کرتہ خون آلودہ میرے فرزند حسین کا ہے اور تجھ کو خوب معلوم ہے کہ اسکے ساتھ کیا کچھ کیا گیا ہے

یہان پر دو احتمال ہین ایک تو مراد حضرت کی یہہ ہو کہ جو کچھ میرے فرزند کے ساتھ کیا گیا ہی وہ تمہکو ای خدا معلوم ہی
دوسرا احتمال یہہ ہی کہ خاص اس کرتہ کے اوتارنے مین جو ایذا امام حسین کو پہونچائی ہے اور وہ صدمہ دری کی
وجہ سی مجہ سے بیان نہین ہو سکتی ہی اوسکی فریاد خدا سی فرمارہے ہین اور تصور کافی ہے کہ جسکی بدن پر اتنے
تیر اور نیزہ کے پہل گڑے ہون ایسی جسم سی کرتہ اوتارنا ہائے غضب کیسی سختی اور ایذا اسی ادترا ہوگا فیاتیہا
البِسَدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰہِ تعا یَا فَاطِمَةُ لَكِ الرِّضَا عِنْدِي × خدا کی طرف سی یہہ آواز آئی گی ای فاطمہ
اب ہمکو تمہاری خوشنودی جو کچھ ہو وہی کرنا منظور ہے × فَتَقُولُ يَا رَبِّ انْتَصِرْ لِي مِنْ قَاتِلِهِ کہینگی
جناب فاطمہ میری داد دلا دی قاتل حسین سے یا انتقام لے میرے واسطی قاتل سے × فَيَأْمُرُ اللّٰهُ تعا عُنُقًا
مِنَ النَّارِ فَتَخْرُجُ مِنْ جَهَنَّمَ فَتَلْتَقِطُ قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ كَمَا يَلْتَقِطُ الطَّيْرُ الْحَبَّ × حکم دیگا خدا ایک
پارہ آتش کو جہنم سے نکلکر قاتلان حسین کو اسطرح چن لیگا جیسی کہ چڑیا دانہ کو انچ چنتی ہے × ثُمَّ يَعُودُ الْعُنُقُ
بِهِمْ إِلَى النَّارِ فَيُعَذَّبُونَ فِيهَا بِأَنْوَاعِ الْعَذَابِ × چن لینے کے بعد وہ آگ اونکو لیکر دوزخ میں پہر اس
جائیگی وہان پہر طرح طرح کی عذاب مین وہ گرفتار ہونگے × ثُمَّ تَرْكَبُ فَاطِمَةُ نَجِيبَهَا حَتَّى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَمَعَهَا
الْمَلَائِكَةُ الْمُشَيِّعُونَ لَهَا × اسکی بعد جناب فاطمہ اپنی اوسی سواری پر سوار ہونگی اور وہی فرشتہ انکی جلو مین
ہونگے جو پہلی سے تہی × وَذُرِّيَّتُهَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَأَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ النَّاسِ عَنْ يَمِينِهَا وَشِمَالِهَا × اولاد جناب
فاطمہ کے سامنے اوسی جناب کے روان ہوگی اور دوستدار اونکی داہنے اور بائین طرف ہمراہ روانہ ہوکر بہشت
مین پہونچینگے حدیث تمام ہوچکی × قُلْتُ فَهَذَا قَمِيصُ الْحُسَيْنِ يَكُونُ ذَرِيعَةً كَامِلَةً لِشَفَاعَتِنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ آيَةٌ عَظِيمَةٌ لَا يُتَصَوَّرُ فَوْقَهَا آيَةٌ أُخْرَى × مین کہتا ہون یہ کرتہ امام حسین کا بروز
قیامت ذریعہ ہماری شفاعت کا ہوگا اور یہہ ایک بڑی کرامت ہو کرتہ کی جس سے بڑہکر اور کون سی بزرگی
ہو سکتی ہے × وَلَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ أَنَّ قَمِيصَ يُوسُفَ ع لَمَّا نُزِعَ عَنْ جِسْمِهِ لَمْ يَكُنْ جِسْمُهُ مَجْرُوحًا یہہ بہی
کچہ پوشیدہ بات نہین ہے کہ حضرت یوسف کی بدن سی جب کرتہ اوتار لیا تہا آپ کا بدن زخمی نہ تہا × وَقَمِيصُ الْحُسَيْنِ
إِذَا انْتُزِعَ مِنْهُ وَهُوَ مَسْكُوبٌ عَلَى الْأَرْضِ الرَّمْضَاءِ فِي بَدَنِهِ جِرَاحَاتٌ كَثِيرَةٌ بَلِ الْتَهَمَ عَابِرُهُمْ
اور امام حسین کے بدن سی جب یہہ کرتہ چہینا گیا ہے اوسوقت آپ زمین پر کونسی پہل تشریف رکہتے تھے جس پہل
شمر ملعون نے آپ کو لٹایا تہا میری زبان چل نہین سکتی ہی اشارہ کافی ہی نیزون کی پہل اور تیرونکی نشان
آپ کی جسم پاک مین چہپی ہوے نہین × حَتَّى أَنَّهُ شَبَّهُوا دِرْعَهُ مَعَ النِّبَالِ كَالشَّوْكِ فِي جِلْدِ الْقُنْفُذِ

تا اسکا ایک ذرہ کو نیزونکی پہلوئنسی ملاکر یہ تشبیہ دی ہے جیسے کانٹا سا ہی کے بدن پر ہوتے ہین فلذا کان نزع
القمیص عن جسمه موجبا لاذی کثیرة لا لقد رسیدتنا فاطمة ان تذکرها صارخة تخیل علیها
الی الله سبحانه × اسی سبب سے کرتہ کا اوتارنا موجب بڑای شدید تہا اور جناب فاطمہ تاب اوسکی بیان کی
نہین رکہتی تہین بس علم خدا پر حوالہ کیا × ویزیدک بیانا فی قضیة القمیص ما نظمه الشافعی فی ابیاته
من حال قمیص الحسین التی نحن بصدد ذکره × زیادہ تر کہلجاتا ہے تم پر حال امام حسین کے کرتہ کا شافعی
امام اہلسنت کے اشعار پڑہنے سے × وهی ابیات قد اشتملت علی عجائب الامور التی تکل من نعوتها
اسماع السامعین × یہ اشعار ایسے عجیب امور پر شامل ہین کہ سننے والے کو بہت کم اوسکا
یقین ہوتا ہے × فلنذکرها ونشرحها ونثبت بعض ما نظمها الشافعی من احادیث الائمة
پس ہم اون ابیات کو لکھین اور اونکی شرح کرین اور بعض مضامین ابیات مذکور کو احادیث ائمہ سے بہی ثابت کرین
رحمه الله قال الشافعی ؎ تأوه قلبی والفواد کئیب × وارق نومی فالسهاد عجیب ×
نالہ کرتی ہین آہ میرے دلسے نکلتی ہے حالانکہ دل دردمند ہو رہا ہے اور نیند میری جاتی رہی ہے عجب طرح کی
بیخوابی مجہے پیدا ہوئی ہے ؎ فمن مبلغ عنی الحسین رسالة × وان کرهتها انفس وقلوب ×
پس کوئی ایسا جو اس پیام کو یعنی بیتابی کو امام حسین تک پہونچائے اگرچہ میرا یہ حال سنکر اکثر لوگونکو
ناخوش ہونگی (یعنی شافعی کو اسقدر کیون محبت امام حسین سے ہے) اب کہ نام حسین کا زبان شافعی پر
جاری ہوا بیقرار ہو گئے اور کہتے ہین ؎ ذبیح بلا جرم کان قمیصه × صبیغ بماء الارجوان
وہ کون حسین جو بیجرم و گناہ ذبح کیے گئے اونکا کرتہ خون سے ایسا بہرکر رنگین ہو گیا تہا جیسے
ارغوان رنگ کپڑی پر جہڑکا ہو ؎ فللسیف اعوال وللرمح رنة × وللخیل من بعد الصهیل
تلوار بہی چند بار پکار کر روئی تہی اور نیزہ بہی ایسا رویا کہ آواز گریہ گلوگیر سے مشابہ تہی اور
گہوڑے ہنہنانیکے باواز بلند رو رہا تہا × کان الشافعی یرید ان ذلک القمیص اذا نزع عن جسمه
الحسین من الاذی حتی انه قد بکی سیفه عالیا × شاید مراد شافعی کی یہ ہے کہ بعد
قتل جب حضرت کی جسم مجروح سے اوتارا گیا ایسی ایذا حضرت کو پہونچی کہ انکی بے زبان تلوار بہی قدر
بلند رو اوٹہی × ولما کان لفظة اعوال جمع عویل فیظهر من قول الشافعی ان القبضة
ہے چونکہ لفظ اعوال کی جمع عویل کی ہے اب اسی قول شافعی سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید چند

مرتبہ یہ تلوار باواز روئی ہو ایک تو یہی وقت کربلا او تڑپنے کا جو ظاہر کلام شافعی کا ہی دُمِّرَتْ مِمَّا اشْتَهَرَ مِنْ
زَيْنَبَ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا وَلَمْ اَقِفْ عَلٰى مُسْتَنَدِهٖ × اور ایک مرتبہ تلوار کا وہ رونا جو کہ جناب زینب کی زبانی
مشہور ہی مگر مجھکو اوسکی سند ابھی تک نہین ملی ہے فَاِنَّهَا لَيْلَةَ الْعَاشِرِ سَمِعَتْ صَوْتًا عَالِيًا وَلَمْ تَرَ الشَّخْصَ
حَتّٰى اَتَتْ اِلٰى مَوْضِعٍ مِنَ الْخِبَاءِ وَفِيْهِ سَيْفُ الْحُسَيْنِ الْمُسَمّٰى بِذِي الْفِقَارِ وَهُوَ يَبْكِي عَالِيًا دشب دہم محرم
جناب زینب نے آواز بلند رونیکی سنی اور کوئی رونیوالا نظر نہ آیا تلاش کرتی کرتے خیمہ کے ایک مقام پر پہونچیں جہاں
ذوالفقار رکھی ہوئی تھی دیکھا کہ وہی تلوار رو رہی ہے دُمِّرَتْ اَظُنُّهٗ اَنَّ الْحُسَيْنَ لَمَّا حَفَرَ مِنْهُ
لَيَدْفِنَ فِيْهِ اِبْنَهُ الرَّضِيْعَ فَلَا يَبْعُدُ بُكَاءُ السَّيْفِ اَيْضًا حِيْنَئِذٍ × تیسری مرتبہ مجھکو گمان ہے کہ...
باواز بلند روئی ہو گی جب اوس سے بیلچے کا کام لیا گیا اور جناب امام حسین نے اپنے فرزند شیرخوار کی قبر ذوالفقار
کھودی آہ آہ وَلَا غَرَابَةَ فِيْ بُكَاءِ السَّيْفِ وَالرُّمْحِ فَاِنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ مِنْ صِفَاتِهِ الْمُتَكَلِّمُ نیزہ کا اور...
باواز بلند رونے مین کوئی تعجب اور حیرت کی جگہ نہین ہے اسلئے کہ خدا کی اسماء مقدسہ مین سے ایک متکلم ہی
یعنی کلام پیدا کردینا فَاِذَا جَازَ اَنْ يُعْطِيَ اللهُ سُبْحَانَهٗ لِلشَّجَرَةِ فِيْ طُوْرِ سَيْنَاءَ اَنْ يَتَكَلَّمَ مَعَ مُوْسٰى
جائز ہے کہ خدا نے درخت کو طور پر گویا کردیا جس نے حضرت موسی سے کلام کیا فَكَيْفَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يُعْطِيَ الْ
سَيْفَ الصَّوْتَ الْعَالِيَ بِالْبُكَاءِ پھر کیون جائز نہو گا کہ خدا ے قادر تلوار کو باواز بلند رونیکی قوت عطا
وَاِنَّهٗ اٰيَةٌ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ تَعَالٰى كَمَا فِيْ مَدِيْنَةِ الْمَعَاجِزِ اسلئے کہ ذوالفقار ایک نشانی قدرت الہی
جیسا کہ مدینۃ المعاجز مین کلام کرنا ذوالفقار کا جناب امیر سے منقول ہے وَلَا يَبْعُدُ اَنَّ الشَّافِعِيَّ اَرَادَ
اَنْكَرَتْهَا قُلُوْبُ الْاِنْكَارِ مِنْ ذٰلِكَ الْاَمْرِ الْمُعْجِزِ × اور کچھ دور نہین کہ شافعی نے جو ان اشعار مین
قلبی کا اشارہ کیا ہو شاید مراد شافعی کے انکار سے اسی معجزہ کی ہو اَمَّا بُكَاءُ الْفَرَسِ فَهُوَ مَرْوِيٌّ
وَكَيْفَ لَا يَبْكِي وَهُوَ مِنْ اَفْرَاسِ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللهِ وَهَبَهٗ لِفَلْذَةِ كَبِدِهِ الْحُسَيْنِ الَّذِيْ
لِلشَّهَادَةِ ذوالجناح کا رونا یہہ تو باتفاق فریقین ثابت ہے اور کیونکر ذوالجناح نہ روتا یہہ تو
گھوڑا ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ کا تھا جسکو اپنی پارہ جگر امام حسین کو دیا تھا اسلئے کہ شہادت
یعنی کھلی ہوئی کیو اسطے اسی فرزند کو اپنی منتخب کیا تھا وَسَوْفَ نَذْكُرُ اٰثَارَهٗ فِيْ بَابٍ خَاصٍّ بِلِيْ
ہم عنقریب اس گھوڑے کی جملہ حالات کو ایک باب جداگانہ مین روایت فریقین سے بیان کرینگے اِنْ شَاءَ اللهُ
يَذْهَبُ عَلَيْكَ اَنَّ السَّيْفَ الَّذِيْ اَخَذَهٗ جَمْعُ الْخَلْقِ الْاَزْدِيِّ اَوْ اَسْوَدُ بْنُ حَنْظَلَةَ اَوْ

ذوالجناح

النهشلي ثم وقع بعد ذلك الى بنت حبيب بن بديل فهو السيف المنهوب وهو غير ذي الفقار

پوشیده نرہے کہ جو تلوار حضرت سے بعد شہادت کے جمیع خلق ازدی یا اسود بن حنظلہ یا فلان نہشلی نے
لی تھی اور پھر وہی تلوار دختر حبیب بن بدیل کے ہاتھ آئی یہ وہ تلوار ہے جو لوٹ میں آئی تھی اور یہ علاوہ
ذوالفقار کے دوسری تلوار ہے

وان ذلك مع اشياء اخر كان مذخورا مصونا من ذخائر النبوة والامامة

اور ذوالفقار تو مع اور چیزوں کے محفوظ اور رکھی ہوئی ہے تبرکات نبوت اور امامت کے ہمراہ

والرواة لم ينقلوا من امره او لم يصل الى منهم رواية غير ما رواه في الكافي

راویوں نے ذوالفقار کا حال بعد شہادت پھر کچھ بیان نہیں کیا ہے یا کہ ابھی مجھی انکی روایتیں ملی نہیں بجز اس کے
کہ کافی میں اسقدر پتہ لگتا ہے

باسناده عن احمد بن محمد عن ابي عبد الله عن ابي الحسن الرضاء

یعنی سلسلہ سے کافی میں احمد بن محمد اونہوں نے ابی عبد اللہ اور اونہوں نے امام رضا سے روایت کی ہے

قال سألته عن ذي الفقار سيف رسول الله من اين هو

کہتے ہیں پوچھا میں نے امام رضاء حال ذوالفقار کا جو خاص تلوار جناب رسولخدا ص کی تھی کہ وہ کہاں سے آئی تھی

قال هبط به جبرئيل ع من السماء وكانت حليته من فضة وهو عندي ×

امام رضا ع نے فرمایا کہ ذوالفقار کو حضرت جبرئیل ع آسمان سے لائے تھے اور اوسکا حلیہ یعنی تہ مال مہنال چاندی کی تھی اور وہ میرے پاس ہے
پس معلوم ہوا کہ ائمہ کے پاس چلی آئی ہے × اور اب وہ ہمارے امام زمان کے پاس ہے

باب شصت و سوم شہدا کی زندگی اور اسکو خواب سے منشا بہشت اور جناب رسولخدا کا امام کے پاس خبر دینی مرگ کیواسطے تشریف لانا اور پہلی مرتبہ آنا امام حسین کے پاس اور سفر حضرت کا عراق کی طرف اور بیان اسرار اور رموز کا

نقول اولا ان الشهداء الذين قتلوا في سبيل الله لا يحسبن احدكم انهم اموات ×

پس تو ہم یہ کہتے ہیں کہ جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو کر شہید ہوئے ہیں اونہیں کوئی مردہ نہ سمجھے

بل هم احياء كما نطق به القرآن الصادق المقال ×

بلکہ وہ سب زندہ ہیں جیسا کہ ہمارے سچے قرآن نے خبر دی ہے

ثم لما كان الحيوة لها شئون كثيرة و اثار غريبة فلذلك تعمى اعين الذين

لَا يَعْرِفُونَ الْحَيٰوةَ اَلْقَا مَاهِيَ × یہہ جونکہ زندگی کے حالات بہت سی ہین اور آثار بہی اوسکی پوشیدہ
نہین ہین اسوجہ سی بند ہو جاتے ہین آنکہین اون لوگونکی جو حق معرفت نہین رکہتی اور حیوة کو بخوبی نہین سمجہتی
کہ یہہ کیا چیز ہے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَ اِنَّا جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ × خدا فرماتا ہی کہ ہم نے پانی سے
ہر زندہ شی کو پیدا کیا ہے ، فَثَبَتَ مِنْ هٰذَا التَّعْمِيمِ حَيٰوةُ كُلِّ مَا خَلَقَهُ اللّٰهُ حَتَّى الْاَحْجَارُ
اس عام ارشاد الہی سی تو معلوم ہوتا ہی کہ ایک قسم کی زندگی ہر شی کو ہے تا اینکہ پتہر بہی زندہ ہین
كَالْكِبْرِيتِ وَالْفِلِزَّاتِ اِذَا مَاتَتْ اَوْ كُلِّسَتْ فَهِيَ اَيْضًا تُحْيٰى بِمَاءِ الْحَيٰوةِ فَتِلْكَ حَيٰوةٌ
وَمَوْتٌ يَخْتَصُّ لَهَا × معدنی پتہر جیسی گندہک اور دہات کی اقسام جب مرتے ہین اور بیکار
ہوتے ہین اونکا زندہ کرنا بہی آب الحیوة سی ہوتا ہی یہہ زندگی اور موت انہین فلزات سی خاص ہے
وَفِي النَّبَاتِ حَيٰوةٌ بِمَعْنًى اٰخَرَ لَيْسَ لَنَا كَثِيرُ فَائِدَةٍ فِي تَفْصِيلِ مَعَانِي الْحَيٰوةِ × نباتات کی زندگی
اور معنون سی ہے کچہہ زیادہ فائدہ نہین ہم کو جملہ اقسام حیات کی بیان کرنے مین بَلِ الْغَرَضُ الْمَطْلُوبُ
فِي هٰذَا الْبَابِ الْمُمَهَّدِ لِذِكْرِ حَيٰوةِ الشُّهَدَاءِ اَنَّ حَيٰوتَهُمُ الَّتِي وَصَفَهُمُ اللّٰهُ تَعَ بِهَا
فَقَالَ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ اَنَّهُ مَاذَا اَرَادَ بلکہ غرض مطلوب جو اس باب مین
جو کہ شہدا کی زندگی کے بیان کرنیکو سطی ہم نے لکہا ہے کہ خدا نے جو اونکو زندہ کہا ہی اور فرمایا ہے کہ تم
زندہ رہنیکو نہین جانتے ہو اس زندگی سی خدا کی کیا مراد ہے × وَقَدْ قِيلَ فِيهِ اَقْوَالٌ وَالصَّحِيحُ اَنَّهُمْ اَحْيَاءٌ
عَلَى الْحَقِيقَةِ اِلٰى اَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ وَعَلَيْهِ اِجْمَاعُ الْمُفَسِّرِينَ × شہدا کی زندگی کے نسبت چند قول
لکہے گئے ہین اور صحیح قول یہی ہے کہ شہدا زندہ ہین در حقیقت تا روز قیامت اور اسی پر اجماع مفسرین کا ہے
فَالشُّهَدَاءُ اَحْيَاءٌ بِاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لَهُمْ فِي النَّشْاَةِ الْاٰخِرَةِ اَجْسَامًا كَاَجْسَامِهِمْ فِي دَارِ الدُّنْيَا
فَيَتَنَعَّمُونَ فِيهَا پس شہدائے راہ خدا زندہ ہین اسطرح سی کہ خدا نے اونکے لئے عالم دیگر مین بدن دنیوی
پیدا کردئے ہین جیسے بحالت زندگی دنیوی اونکے بدن تہے پس وہ ہین بدنونمین وہ متنعم ہین بنعمہائے خدا کہ
رَوَاهُ فِي التَّهْذِيبِ عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَ جَالِسًا × کتاب تہذیب
مین یونس بن ظبیان سے روایت کی ہی وہ کہتی ہین کہ مین حاضر تہا خدمت مین جناب صادق ع کی فَقَالَ مَا يَقُولُ النَّاسُ
فِي اَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِينَ × حضرت نے فرمایا کہ عام لوگ (یعنی مخالفین) کیا کہتی ہین نسبت ارواح مومنین کی
قُلْتُ يَقُولُونَ فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ خُضْرٍ فِي قَنَادِيلَ تَحْتَ الْعَرْشِ × عرض کی مین نے اونکا تو قول ہے

ہے جو سبز زندہ کے پوٹہ میں روح ایک قندیل میں زیر عرش الٰہی رہتی ہے فقال ابو عبد اللہ المؤمن اکرم علی اللہ
من ان یجعل روحہ فی حوصلۃ طائر اخضر جناب صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کو پاکی اور بزرگی ہے مومن کی قدر اور منزلت
زیادہ ہے خدا کے نزدیک اس بات سے کہ اوسکی روح کو سبز طایر کے پوٹہ میں کر دے (یعنی شرف مخلوقات کو مسخ کر کے چڑیا
اوسکو بنادے) یا یونس المؤمن اذا قبضہ اللہ صیر روحہ فی قالب کقالبہ فی الدنیا اے یونس جس وقت خدا قبض روح
مومن کی کرتا ہے اوسکی روح کو ایک قالب میں داخل کرتا ہے جو مثل اوسی قالب کے ہوتا ہے جسمیں بحالت زندگی دنیوی
وہ مومن تھا فیاکلون ویشربون فاذا قدم علیہم القادم عرفوہ بتلک الصورۃ التی کانت فی الدنیا اسی قالب میں رہ کر مومنین
کھاتے پیتے ہیں جب کوئی شخص اونکے پاس آتا ہے اوسی صورت کیوجہ سے اوسکو پہچان لیتے ہیں جو صورت اوسکی دنیا میں تھی
وعن ابی بصیر قال سئلت ابا عبد اللہ عن ارواح المؤمنین اور ابی بصیر کہتے ہیں میں نے جناب صادقؑ سے ارواح مومنین کی
حالت پوچھی فقال فی الجنۃ علی صور ابدانہم لو رأیتہ لقلت فلان حضرت نے فرمایا کہ بہشت میں اپنی اصلی صورت
میں اگر تم دیکھو فورا پہچان کر کہدوگے یہہ فلان مومن ہے قلت ذلک تخصیص الشہداء بکونہم احیاء مع کون غیرہم
فما الحیلۃ اب میں کہتا ہوں کہ شہدا کو زندہ جو قرآن میں ارشاد فرمایا حالانکہ مومنین بھی کل زندہ ہیں جیسی روایت گذری
اسکی وجہ یہہ ہے ہو تقدیم للبشارۃ بذکرہم تعالی بان الشہداء احیاء … ایک تو یہہ بات ہے
بشارت اونکے ذکر سے ہوتی ہے کہ اگرچہ اونکو لوگون نے قتل کر دیا ہے مگر پھر وہ زندہ ہی باقی رہے دوم یہہ کہ اونکو
خزانے الٰہی سے رزق ملتا ہے والمناسبۃ بین الشہید ومن النائم بان الجنۃ للشہید … الصور
… شہید میں اور سوتے ہوئے آدمی میں کیا نسبت ہے اور کیا مشابہت ہے اسکو بھی معلوم کرنا چاہیے وہ
بات ہے کہ جثہ اور بدن شہید کا بظاہر پڑا ہوا ہے اور مردار نہیں ہے فیصل الیہا اللذات کالنائم فانہ حی ویصل الیہ الصا…
… الٰہی جثہ شہدا تک پہونچتی ہیں جسطرح سوتے وقت آدمی کو عالم خواب میں لذتیں ملتی ہیں مع انکا لحس ولا …
من ذلک حالانکہ سونیوالیکو حس اسکی نہین ہوتی ہے اور نہ شعور اوسکو ہوتا ہے فرب فی النوم ما یلتذ بہ السرور
… سونیوالا بحالت خواب ایسی ایسی چیزیں دیکھتا جس سے اوسکو سرور اور لذت حاصل ہوتی ہے
… ان یطول نومہ ذلک بیدہ یہانتک تو ہے کہ بعض لوگ سکھ نیند کے سونیوالے ایسا چاہتے ہیں کہ اہر کبھی نہ جاگیں
اصحاب کہف وقد ورد … انہ یفسح لہ مد بصرہ ویقال لہ نم نومۃ العروس بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایسے
… خدا سونیوالے پر بقدر مد عین مسافت کہولدیجاتی ہے جدہر چاہے تماشا قدرت الٰہی دیکھے اور اوس سے کہا جاتا ہے کہ چین
… جیسے شب عروس سویا تھا فالموت الذی ذکر اللہ سبحانہ فی قولہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا …

الی جثة الموجودة پس جس موت کا خدا نے قرآن مین ذکر فرمایا ہے کہ خدا نیند کیوقت نفسہاے حیوانیکی توفی
کرتا ہے یہہ موت اوسی جثہ اور بدن موجود کی حس باطل کرنیکی ہے چنانچہ اوپر ہم لکھہ چکے وحصول الالتذاذ
والسرور انما هو علی حیوة اخری التی لا نملکه حتی الادراک اور سرور اور لذت کا ملنا بوقت خواب کے اوسی
کسی اور حیات پر ہے جسکو ہم پورے طور پر نہین سمجھہ سکتے ہین وبالجملة فالنوم والشهادة کانتا من اعظم
شئون القدرة الالهية اور خلاصہ کلام یہہ ہے کہ خواب اور شہادت یہہ دونو بھی گویا بڑی شانون
دو باتین ہین منجملہ شانہاے قدرت الہی کے وکما ان النوم ذریعة کاملة لوقوع الرؤیا الصادقة التی
جزء من سبعین جزءا من النبوة اور جسطرح کہ خواب آدمی کیواسطے ذریعہ کامل ہے سچی اور صحیح
واقع ہونیکا جو کہ ستر اجزا نبوت سے ایک جز بنظر حدیث کے ثابت ہو چکا ہے کذلک الشهادة فی سبیل
معراج لعبده المؤمن لوصوله الی ساحة قرب الله اسیطرح شہید راہ خدا کیواسطے شہادت زینہ ہے
ذریعے سے قرب الہی کے بلندی پر آدمی چڑھ جاتا ہے ولاجل ذلک وقع بناء قضیة سیدنا الحسین
علی الرؤیا والمنام اور اسیوجہہ سے بنا قضیہ امام حسینؑ کی رویا اور منام پر واقع ہوئی کہ یہہ بھی مناسب
کے ہے خواب سے وقد مضی منا ذکر الرؤیا والمنامات التی علیها بناء تلک الشهادة ہم نے اوپر کے
اون خوابونکا بیان کر دیا ہے جن پر بناے قصہ شہادت فرزند رسول ہوئی ہے وبقی لنا ان نفصل ال
فی منامات راها الحسین من یوم خروجه من المدینة الی الیوم الذی فاز فیه بالشهادة اب باقی
بیان کرین اون خوابہاے چند کو جنکو امام حسینؑ نے از روز روانگی مدینہ تا روز عاشورہ دیکھا ہو ونیز
والتعلقات التی فیها من التقدم والتاخر وما فیها من الاسرار الحکمة الالهیة حضرت کے خوابونمین جو
ربط اور مناسبت ہے اور جو جو تعلقات تقدیم اور تاخیر کے ہین اور جو جو اسرار اور حکمت الہی اونمین
بقدر اپنے ناقص عقل کے بیان کرین فنقول ومن جملة الخصائص التی خص الله بها نبینا محمدا صلعم
فی الرؤیا عند کل وصی من اوصیائه اب مین کہتا ہون کہ جہان اور خاص خاص بزرگیان ہمارے رسول
خدا نے عطا فرمائی ہین ایک شرف یہہ بھی دیا ہے کہ حضرت اپنے ہر وصی اور جانشین کے پاس عالم خواب
لاتے تھے وکان مجیئه هذا عند قرب رحلته من دار الدنیا اور یہہ تشریف آوری حضرت کی قریب زمانہ رحلت اوسکی
دنیا سے ہوتی تھی فی الکافی عن جریر قال قلت لابی عبد الله جعلت فداک ما اقل بقاءکم اهل البیت
اجالکم بعضها من بعض مع حاجة الناس الیکم کتاب کافی مین جریر سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ

جناب صادق کے خدمت مین عرض کی فدا ہون آپ پر یہہ تو فرمائے کہ آپ حضرات ائمہ کا زمانہ بقا دنیا مین کیون
تقدر کم ہوتا ہے اور ایک امام کی موت دوسرے کی موت سے بہت ہی نزدیک نزدیک واقع ہوتی ہے حالانکہ انکے وجود کی
حاجت خلائق کو زیادہ ہے اور طولانی عمر آپ ہی حضرات کی ہونی ضرور تھی فَقَالَ اِنَّ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا صَحِیْفَۃً فِیْھَا مَا یَحْتَاجُ
اِلَیْہِ اَنْ یَّعْمَلَ فِیْ مُدَّتِہٖ جناب صادق روحی لہ الفدا نے ارشاد فرمایا کہ ہان اسکا سبب تقدیری یہہ ہے کہ ہم مین سے
ہر امام کیواسطے خدا نے ایک صحیفہ دیا ہے (یادداشت یا سوانح عمری) کہ اوسمین کل باتین لکھی ہوتی ہین
جنکا وہ امام اپنے زمانہ امامت مین محتاج ہے احکامات الہی مین سے فَاِذَا انْقَضٰی مَا فِیْھَا مِمَّا اُمِرَ بِہٖ عَرَفَ
اَنَّ اَجَلَہٗ قَدْ حَضَرَ جب وہ سب باتین ہو چکتی ہین جنکے بجا اوری اسی امام سے خدا نے متعلق کی ہے
تو معلوم کر لیتا ہے وہ امام کہ اب اوسکی اجل معین آپہونچی ہے فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَنْعٰی
اِلَیْہِ نَفْسَہٗ وَاَخْبَرَہٗ بِمَا لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ اِنْتَھٰی بِقَدْرِ الْحَاجَۃِ اب اوسوقت جناب رسولخدا اوسکے پاس تشریف
لاتے ہین خبر مرگ دینے کے غرض سے یا اپنے پاس بلانیکے لئے اور خبر دیتے ہین کہ خدا کی درگاہ مین کیا کچھ اوسی
کیواسطے اجر اور ثواب مہیا ہو رہا ہے حدیث کے الفاظ بقدر حاجت ہو چکی فَقَدْ ثَبَتَ بِسُنَّۃِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کَانَ نَاعِیًا لِکُلِّ اِمَامٍ اس حدیث مقدس سے اتنی بات ثابت ہو گئی کہ جناب رسولخدا ہر امام کے پاس
خبر مرگ لیکر تشریف لاتے تھے وَقَدْ اَتٰی نَاعِیًا لِوَلَدِہِ الْحُسَیْنِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ امام حسین جو فرزند اوس جناب کے
تھے انکے پاس خبر مرگ لیکر وہ جناب چار مرتبہ تشریف لائے وَسَبَبُہٗ شِدَّۃُ الْاِھْتِمَامِ فِیْ وُقُوْعِ شَہَادَتِہٖ عَلٰی
حَسَبِ مَا تَقَرَّرَ بِہٖ عَھْدُہٗ مِنَ اللّٰہِ لِیَکُوْنَ تِلْکَ الشَّھَادَۃُ کَافِلَۃً مَنْفَعَۃً لِاُمَّتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اوسکا سبب اسکا
یہہ تھا کہ انکو بڑا اہتمام تھا کہ یہہ شہادت اوسیطرح سے پوری ہو جیسا کہ حضرت نے خدا سے عہد کیا ہے تاکہ
وہ شہادت امت محمدی کیواسطے دنیا اور آخرت کی مطالب برآریمین اچھی بکار آمد ہو فَاِنَّ اٰتٰی لَھَا یَوْمَ
خُرُوْجِہٖ عَنْ حَرَمِ قَبْرِ جَدِّہٖ وَھُوَ یَوْمٌ مِنَ الْاَیَّامِ الْخَمْسِ الَّتِیْ اِشْتَدَّ حُزْنُھَا عَلٰی اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَلِکَثْرَۃِ الْعَسِیَا
مدینہ منورہ کے بیچ رسولخدا کے مرقد عالی شریف اور ہی جناب رسولخدا کی اوسدن ہوئی جس روز امام حسین انکے قبر سے رخصت
ہو کر مکہ کو آرہے تھے اور کربلا کا سفر در پیش ہوا تھا آہ آہ یہہ جو تہا روز ہے منجملہ اون پانچ دنون کے
جنمین مدینے کے لوگ معہ صحابہ اور صحابیات پر شدت کی مصیبت پڑی ہے اور باواز بلند
رونا اور چلا چلا کر روئے ہین دیکھو کتب فریقین کو کہ ان پانچون دنونمین کسی صحابہ نے چلا کر رونا حرام
نہین کہا اور نہ چلا چلا کر رونے والونکو منع کیا اور رونا حرام نہیں کہا بلکہ رو رو باہم لکن اَنْحَصَتْ عَلَیْنَا فِیْ بَیَانِ تِلْکَ الْقَضِیَّۃِ التَّعْوِیْلُ عَلٰی رِوَایَۃِ تَلُوْنُ اَصْحَابُ الْاٰلِ

واوثق لاصول الدین والفروع الاعتقادیۃ للفرقۃ المحقۃ العدلیۃ ولا تخالف ضروریا من ضروریات
الدین مگر ہم پر واجب ہے کہ احوال کے بیان کرنے مین ایسی روایت پر اعتماد کرین جو نہایت مضبوط
سند مین ہو اور ہمارے اصول اور فروع دین کے مطابق ہو اور عدل خدا کے جو ہم لوگ قایل ہین اوسکے
مخالف نہو اور نہ کسی مسئلہ ضروری مذہب سے اوس روایت کو مخالفت ہو قال محمد بن ابیطالب مورخ
اھل البیت وخرج الحسین ذات لیلۃ واقبل الی قبر جدہ فقال السلام علیک یا رسول اللہ
محمد بن ابیطالب جو مورخ معتمد اہلبیت کے وہ کہتے ہین ایک شب ولید سے گفتگو کی بعد امام حسین بحالت
حزن و ملال نکلے اپنے گہر سے اور رخ کیا اپنے نانا کے قبر کیطرف (ہائے ہائے رخصت ہونے جاتے ہین) اور
کہا جا کر سلام ہو تم پر اے رسول خدا انا الحسین بن فاطمۃ فرخک وابن فرختک وسبطک الذی
خلفتنی فی امتک مین ہون حسین پسر فاطمہ آپکا فرزند اور آپکی دختر کا پسر اور آپکا نواسہ یا فرزند جسکو
آپ اپنی امت مین اپنی جگہ چہوڑ گئے تہے فاشہد علیھم یا نبی اللہ انھم خذلونی وضیعونی ولم
یحفظونی آپ گواہ رہین اے نبی خدا کہ امت کے لوگون نے مجہے چہوڑ دیا اور میری یاری اور مدد
ترک کر دیا کہ میرے حق کی کچہہ بہی حفاظت نکی وھذہ شکوای الیک حتی القاک یہی میری شکایت
آپکی امت سے جبتک کہ مین آپسے آکر ملون گا قال ثم قام فصف قدمیہ فلم یزل راکعا ساجدا
راوی کہتا ہے بعد اس گذارش کے امام حسین کہڑے ہوئے اور دونو پانون آپنے برابر کیے
ایک سیدہ مین کر دی اور پہر رکوع اور سجود مین آپ متوجہ ہوئے نمازین شروع کر دین الی ان قال
فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ خرج الی القبر ایضا تا اینکہ محمد بن ابیطالب کہتے ہین کہ جب دوسری
آئی پہر حضرت قبر جناب رسول پہ گئے وصلی رکعات فلما فرغ من صلوتہ جعل یقول اور
نمازین پڑہی جب نماز سے حضرت فارغ ہوئے اسطرح سے دعا کرنے لگے اللھم ھذا قبر نبیک محمد وانا ابن
بنت نبیک وقد حضرنی من الامر ما قد علمت خدایا یہہ قبر تیرے نبی کی ہے اور مین تیرے
نواسہ ہون اور مجہہ پر جو کچہہ گذر رہا ہے اور جیسا مجہے دشمن ستا رہے ہین اوسے تو خوب جانتا ہے اللھم انی
احب المعروف وانکر المنکر خدایا مین نیک اور اچہی بات کو دوست رکہتا ہون اور بری اور بد باتون
سے مجہے ہے یا اونکو پسند نہین کرتا ہون اسئلک یا ذا الجلال والاکرام بحق القبر ومن فیہ الا اخترت
ما فیہ لک رضی ولرسولک رضی خدایا مین تجہسے یہی سوال کرتا ہون بحق اس قبر کے اور بحق صاحب

لئے وہی بات پسند کرنا اور اوسی پر اپنی تقدیر جاری کرنا جسمین تیری خوشنودی ہو اور تیرے رسول
کی خوشنودی ہو قَالَ ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي عِنْدَ الْقَبْرِ حَتّٰى اِذَا كَانَ قَرِيْبًا مِنَ الصُّبْحِ وَضَعَ رَاْسَهٗ عَلَى الْقَبْرِ فَاَغْفٰى صاحب
کتاب کہتے ہین کہ پہر امام حسین قبر کے پاس آکر رونے لگے اور روتے روتے جب صبح قریب ہوئی سر اپنا قبر مطہر
پر رکھدیا اور چت ہو کر سو لئے فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَقْبَلَ بِكَتِيْبَةٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَبَيْنَ يَدَيْهِ
اور دیکہا کہ جناب رسول چلے آتے ہین اور ایک جماعت فرشتون کی داہنے بائین اور آگے آگے آرہی ہے حَتّٰى ضَمَّ
الْحُسَيْنَ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ عَيْنَيْهِ اَتٰى اِلٰى حضرت رسولخدا نے امام حسین کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور دونو آنکہو کے
بیچ کی جگہ پیشانی پر بوسہ دیا وَقَالَ حَبِيْبِيْ يَا حُسَيْنُ كَاَنِّيْ اَرَاكَ عَنْ قَرِيْبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِكَ اور فرمایا اے میرے پیارے
حسین مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم اب قریب ہے کہ اپنے خونین آلودہ ریگ پر پڑے ہو گے مَذْبُوْحًا بِاَرْضِ
كَرْبٍ وَبَلَاءٍ مِنْ عِصَابَةٍ مِنْ اُمَّتِيْ زمین کربلا پر تم ذبح کئے جاوگے ایک گروہ میرے امت کا وہی تمکو ذبح کریگا وَاَنْتَ
مَعَ ذٰلِكَ عَطْشَانُ لَا تُسْقٰى وَظَمْاٰنُ لَا تُرْوٰى باوجودیکہ ذبح کئے جاوگے مگر پہر بہی پیاسے ہوگے اور کوئی تمکو
پانی نہ دیگا اور تشنہ جگر ہوگے اور کوئی تمکو سیراب نکریگا وَهُمْ مَعَ ذٰلِكَ يَرْجُوْنَ شَفَاعَتِيْ لَا اَنَالَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِيْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وہ باوجود اس بدسلوکی اور خراب پیش آمد کے میری شفاعت کے امیدوار ہونگے خدا نصیب
نکرے میری شفاعت اونکو روز قیامت حَبِيْبِيْ يَا حُسَيْنُ اِنَّ اَبَاكَ وَاُمَّكَ وَاَخَاكَ قَدِمُوْا عَلَيَّ وَهُمْ مُشْتَاقُوْنَ اِلَيْكَ
اے میرے پیارے اے حسین تمہارے باپ اور مان اور بہائی پیشتر کے میرے پاس آچکے ہین یا یہ کہ اسوقت میرے
پاس آگئے ہین اور سب تمہارے انکی مشتاق ہین وَاِنَّ لَكَ فِي الْجِنَانِ لَدَرَجَاتٍ لَا تَنَالُهَا اِلَّا بِالشَّهَادَةِ اور
تمہارے لئے بہشت مین بڑے بڑے درجہ اور مرتبہ ہین کہ بدون شہادت پانیکے اون درجا تکو تم
نہین پا سکتے ہو قَالَ فَجَعَلَ الْحُسَيْنُ فِيْ مَنَامِهٖ يَنْظُرُ اِلٰى جَدِّهٖ وَيَقُوْلُ يَا جَدَّاهُ لَا حَاجَةَ لِيْ فِي الرُّجُوْعِ اِلَى
الدُّنْيَا فَخُذْنِيْ اِلَيْكَ وَاَدْخِلْنِيْ مَعَكَ فِيْ قَبْرِكَ راوی کہتا ہے کہ جناب امام حسین اپنے نانا کیطرف دیکہنے لگے اور
اسی حالت خواب مین کہنے لگے اے نانا مجہے کچہہ حاجت نہین ہے اب دنیا مین جانیکی آپ اپنے ساتہہ
مجہے لیتے چلین اور اپنے قبر مین مجہے داخل کرین فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا بُدَّ لَكَ مِنَ الرُّجُوْعِ اِلَى
الدُّنْيَا حَتّٰى تُرْزَقَ الشَّهَادَةَ وَمَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا مِنَ الثَّوَابِ الْعَظِيْمِ جناب رسول خدا نے فرمایا
ضرور ہے تمکو دنیا مین پلٹ جانا کہ شہادت کا درجہ تمکو نصیب ہو اور اون درجات کو پہونچو
جو شہادت کے صلہ مین خدا نے تمہارے لئے واجب کر دیا ہے ثواب عظیم کو فَاِنَّكَ وَاَبَاكَ

واخاک وعمک وعم ابیک لمحشورون یوم القیمة فی زمرة واحدة اسلئے کہ تم اور تمہارے باپ اور تمہارے
بہائی حسن اور تمہارے چچا جعفر طیار اور تمہارے باپکے چچا حمزہ یہہ سب بروز قیامت ایک ہی گروہ
مین محشور ہونگے حتی یدخلوا الجنة تا اینکہ یہہ سب لوگ بہشت مین داخل کئے جائینگے قال فانتبه الحسین
من نومه مرعوبا فقص رؤیاه علی اهلبیته راوی کہتا ہے یہہ خواب دیکہکر امام حسین بیدار ہوئے اور اپنے
گہرانیوالونسے اس خوابکو بیان کیا فلم یکن فی ذلک الیوم فی مشرق ولا مغرب قوم اشد غما من اهل بیت
رسول الله ولا اکثر باک ولا باکیة منهم پہر تو اوسدنکا حال یہہ ہوا کہ مشرق اور مغرب مین کوئی
قوم اور قبیلہ ایسا نہوگا جو غم اور رنج مین اہلبیت رسول سے زیادہ گرفتار ہوا اور نہ کوئی
مردان بزرگوار ونسے زیادہ روتا ہوگا اور نہ کوئی عورت دنیا مین ان مخدرات سے زیادہ رونیوالی ہوگی
تهیأ الحسین للخروج عن المدینة اور اسی خواب دیکہنے کے بعد امام حسین مدینہ سے سفر کرنے پر آمادہ ہوئے
ترجمہ روایت تمام ہوچکا اقول هذا اول المنامات واحدی الوفود لسید نا رسول الثقلین نعی سبطه الاصغر
رواه جمهور اهل السیر والمقاتل اب مین کہتا ہون کہ یہہ پہلا خواب ہے اور پہلی تشریف آوری جناب
رسولخدا کی ہے اپنے چہوٹے فرزند کی خبر مرگ لیکر جسکو علمائے سیر اور مقاتل نے بالاتفاق نقل کیا ہے
وفیه اعلام واخبار لوقوع شهادته لا محالة وهو امر بالحقیقة لا یجوز له ترکه کما کان ابراهیم
مامورا بذبح ابنه فی المنام اس خوابمین نبی اللہ اطلاع دی ہے اور آگاہ فرمایا ہے جناب امام حسین
کہ تمہاری شہادت ضرور واقع ہوگی اور ایسی خبر دہی بمنزلہ حکم اور امر کے ہوتی ہے جسکا ترک کرنا جائز
نہین ہے جسطرح حضرت ابراہیم بہی خوابمین مامور ہوئے تہے اپنے فرزند کے ذبح کرنے پر فان موته و
حیوته عنده الشرع سواء لعدم تمثل الشیطان بصورته اسلئے کہ موت اور زندگی اوس جناب کی
ہمارے عقیدہ مین برابر ہے اسلئے شیطان انکی صورت بنکر خواب مین نہین آسکتا ہے کان یجب علی
الذین یعتقدون الحسین انه صادق وانه لا یفتری علی جده بذلک ان یلقوا عما کانوا یقولونه
وممنعوله عن المسیر الی العراق اسی خوابکے سننے کے بعد جو لوگ حضرت امام حسین کو سچا جانتے تہے اور انکا
یہہ عقیدہ تہا کہ امام حسین اپنے نانا پر افترا نکرینگے اون سب پر واجب تہا اون باتونسے باز رہتے جو
کہتے پہرتے تہے اور آپکو عراق جانے سے منع کرتے تہے ولما لم یکفوا علمنا انهم اما کانوا لا یعتقدون
صادقا وانهم کانوا یعتقدون فی رسول الله غیر ما یجب ان یعتقد فیه جب وہ لوگ اپنی اذیت

بالازم ہے ہمکو یقین ہو گیا کہ یا تو وہ امام حسینؑ کو سچا نہین جانتے تہے اور یا جناب رسولؐ کی عظمت
اور جلالت بحالت موت اور حیات اونکے عقیدہ مین یکسان تہی ولنعد الی شرح المنام اب ہمکو
لازم ہے کہ اس خواب کے شرح کو بیان کرین اون لوگونسے ہمکو کیا کام ہے فاقول ولیس فیہ تعیین
الیوم قتلہ وتاریخہ ولا تعیین لوقتہ من اوقات اللیل والنہار مین کہتا ہون اس خواب مین روز شہادت
اور تاریخ اور وقت کی کچھ تعیین جناب رسولخدا نے نہین فرمائی ہے ولا تصریح لقاتلہ بالاسم والنسب
والاوصاف اخری کما یاتی فی کلمات اخر بعدہ قاتل امام حسینؑ کے نام اور نسب اور اوسکے نشانونکا
بہی اس خواب مین ابہی حضرت نے ذکر نہین فرمایا ہے جیسا کہ آیندہ جو خواب سلسلہ وار مذکور ہونگے اومین
سب کچھ ارشاد ہو جایگا وایضا فیہ بشارۃ عظیمۃ بما للحسین عند اللہ تعالی کما مر فی الحدیث
المروی عن حریز ایضا اس خواب مین بشارت عظیم ہے امام حسینؑ کو اون چیزونکی جو خدا کے درگاہ مین
امام کیواسطے مہیا ہین جیسا کہ اوس حدیث مین اوپر گذر چکا ہے جو کہ حریز نے جناب صادقؑ سے نقل
کی ہے ثم لما کان المنام المذکور مشتملا علی الاسرار والرموز ویذکرہ عوام الذاکرین علی المنابر
ویبدلون الفاظہ پہر چونکہ یہہ خواب بہی بعض اسرار اور رموز پر شامل ہے اور عام ذاکر ممبر پر اسکو
پڑہتے ہین اور الفاظ روایت کو بدل ڈالتے ہین ویزیدون فی الروایۃ بعض الامور التی ینظر الیہا
الشبہات فلابد لنا ان نبین تلک الامور وہ لوگ عوام کچھ زیادتی بہی بیان کر دیتے ہین جسکے وجہ سے
شبہات پیدا ہوتے ہین اور شان معصوم کے مناسب وہ امور نہین ہین لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم اون
اسرار کو بہی بیان کردین اور رموز کو بہی کہولدین ونذکر تلک الشبہات فندفعہا بحول اللہ تعالی
وفقنا للسداد اور اون شبہات کو بہی ذکر کر کے دفع کردین اور خدا سے امید ہے کہ ہمکو راستی اور درستی
کی توفیق دے فنقول اما اولا فصدر تلک الروایۃ دال علی سنن الزیارۃ وآداب الوداع لقبر رسول اللہ
ہم کہتے ہین کہ شروع اس روایت کا تو دلالت کرتا ہے آداب اور طریقہ زیارت وداع کرنیکے قبر جناب
رسولخدا پر وعلی ما ینبغی ان یاتی بہ المومن اذا وفقہ اللہ بہا وتشرف بزیارۃ قبرہ صلوات اللہ علیہ
اور یہہ روایت اون اعمال پر بہی شامل ہے جنکی بجا اوری مناسب ہے ہر مومن کو جسے خدا مشرف کرے
زیارت قبر رسولخدا صلعم سے وقد فعل الحسین ما فعلہ فیجب علینا الاسوۃ بہ فیما فعلہ
عند وداع الزیارۃ اور کر لیا امام حسینؑ نے جو کچھ کرنا چاہیے اب واجب ہے ہم پر کہ پیروی کرین انکی

امام کی زیارت پڑھتے ہین اور نماز زیارت جو سنتی نماز ہے اوسکے بجالانے مین فان ز
عمل یتبارک فیه کلمن زار قبر نبینا محمد صلعم اسلیئے کہ یہہ عمل زیارت ایک
عبادت ہے اسمین ہر ایک شریک ہے جو زیارت کرے قبر مطہر جناب رسول کی تقربًا
بما یلیق به فاراد ان یظهر شکواه الا علی جده و یستشفع منه الی الله تعـ
زیارت سے امام حسین فارغ ہو چکے اور جو اونکے شان کے لائق تھا اوسکو بجالا چکے
ارادہ ہوا آپ کا کہ اپنے شکایت کو پہلے اپنے نانا سے ظاہر کرین تاکہ وہ جناب خدا کے
شفیع ہون اور سفارش کرین اپنے پیارے نواسہ کی یہہ تو شب اول کا حال تہا جو بیا
ثم لما زاره فی اللیلة الثانیة زیارة الوداع و فرغ من صلوته فابتهل الی الله پھر جب
شکوا امام حسین زیارت وداع کے غرض سے گئے اور اعمال زیارت بجالا کر نماز سے بھی فارغ
اب خلوص نیت سے خدا کیطرف رجوع کیا و جعل قبر جده شفیعا له فیما سئله عن الله اور
قبر کو شفیع گردانا اوس حاجت مین جسکا اب سوال کرینگے خدا سے وقد ثبت من هذا ان الا
بقبورهم الیه جایز سائغ فی الشرع بل یظهر منه ان المؤمن اذا زار قبورهم و دعا به عو
ان یستشفع بالقبر و صاحب القبر معًا اس عمل سے امام حسین کے ثابت ہو گیا کہ قبر سے ان
شفاعت چاہنی یہہ بھی شرعًا جایز ہے اور روا ہے بلکہ یہہ بھی ظاہر ہو گیا کہ بندہ مو
زایر قبرہاے مقدسہ ہو اور کچھہ دعا بارگاہ الٰہی مین کرنی چاہے افضل یہہ ہے کہ قبر اور صاحب
شفیع قرار دیکر دعا مانگے ثم قوله اللهم انی احب المعروف وانکر المنکر یستدل به علی الا
عن بیعة یزید و فی خروجه من المدینة و عزمه الجهاد لعبحر و جه عن . کمه مع تلك الا
وضیق المجال فی الاقطار والامصار علی الحق پھر یہہ جو امام حسین نے دعا مین
خدایا مین نیکی اور اچھے امور کو دوست رکھتا ہون اور بری باتونکو ناپسند کرتا ہو
قول سے آپ استدلال کرتے ہین کہ یزید کی بیعت نکرنے مین اور مدینہ سے نکلنے مین اور مکہ سے
جہاد کا عزم کرنا باوجود کمی انصار کے اور باوجودیکہ راہین آپ پر تنگ کی گئی ہین تمام اطراف
کی ان سب باتونمین آپ حق پر ہین ولا یخالف امر من اوامر الله فیه ولا ترتکب نهیا

الواھیۃ اور ان سب باتون مین کسی حکم خدا کی آپ مخالفت نہین کرتے ہین اور نہ کوئی ایسا فعل آپ
کرتے ہین جس سے خدا نے منع کیا ہے وَاَنَّ مَا یُشِیْرُوْنَ اِلَیْہِ مِنْ وُجُوْبِ تَرْکِ
التَّعَرُّضِ لِبَنِیْ اُمَیَّۃَ فَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْہِ اور یہ بھی انکی غرض ہے کہ جو لوگ دانستہ یا نادانستہ آپکو مشورہ
دیتے ہین کہ بنی امیہ سے چھیڑ کرنی آپ کو جائز نہین اور ترک اسکا واجب ہے یہ امر آپ پر حرام ہے
اور حرام کو واجب یہ لوگ کہہ رہے ہین وَالزَّاعِمُوْنَ فِیْہِ عَلٰی خَطَاءٍ بَیِّنٍ اور جو لوگ آپکو متہم
بخودرائی کرتے ہین اور اپنے مشورہ کی مخالفت سے حضرت پر خطا کا الزام لگاتے ہین وہی سب خطا
پر ہین فَلِذٰلِکَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اخْتَرْ لِیْ مَا فِیْہِ رِضًی لَکَ وَلِرَسُوْلِکَ وَقَدْ اَظْھَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم
لَہٗ فَمَضٰی اسی سبب سے آپ دعا مین خدا سے کہہ رہے ہین خدایا میرے واسطے وہی پسند کر جسمین تیری
خوشنودی ہو اور تیرے نبی کی خوشنودی ہو اور اسی کو جناب رسولخدا نے تشریف لا کر ظاہر فرما دیا کہ جاؤ اور
شہید ہو وَلَا یَذْھَبُ عَلَیْکَ اَنَّ ھٰذَا الدُّعَاءَ وَاِنْ کَانَ لِاِعْلَاءِ مَنْزِلَتِہٖ وَرَفْعِ دَرَجَاتِہٖ لٰکِنَّہٗ
اِنَّمَا ذَکَرَہٗ بِھٰذَا الْعُنْوَانِ لِضَرُوْرَۃٍ مُلْجِئَۃٍ دَعَتْہُ اِلَیْہِ اور پوشیدہ نرہے کہ یہ دعا اگرچہ امام حسینؑ اپنے مراتب
اخروی اور منزلت کے برتری کے واسطے فرماتے تھے مگر اس عنوان خاص سے جو اسکو ذکر فرمایا وہ بنظر اوسی
ضرورت کے ہے جسنے آپکو مضطر کر دیا تھا کہ اسی پیرایہ سے آپ دعا کرین وَھُوَ اِصْرَارُ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ
الرَّاشِدِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ مِنْہُ عَلٰی تَرْکِ التَّعَرُّضِ لِبَنِیْ اُمَیَّۃَ اور وہ ضرورت یہی تھی کہ بعض صحابہ غیر مخلصین اور
تابعین آپسے اصرار کرتے تھے اور اسی پر اڑے ہوئے تھے کہ بنی امیہ سے آپ چھیڑ چھاڑ نکرین اور اظہار حق نفرمائین
فَاَشَارَ بِقَوْلِہٖ ھٰذَا فِی الدُّعَاءِ اِلٰی اَنَّ اِصْرَارَھُمْ وَاِسْتِبْدَادَھُمْ لَیْسَ عَلٰی مَا یَنْبَغِیْ وَمَعَ ذٰلِکَ
لَمْ یَکُفُّوْا عَنْ اَقْوَالِھِمُ الْوَاھِیَۃِ باوجود اس تصریح کے پھر بھی وہ لوگ اپنی واہی تباہی باتون سے باز نرہے اور برابر وہی کہتے
رہے جو کہ رہے ہو اِنَّھُمْ مَعَ کَوْنِھِمْ عَلٰی یَقِیْنٍ فِیْ ذٰلِکَ کَانُوْا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُخْفُوْا مَا قَدْ حَازَ بِاَمْرِ اللّٰہِ
عَلَانِیَۃً اسلئے کہ وہ لوگ باوجود یکہ اونکو خوب معلوم تھا کہ حضرت کے شہادت کے بعد کیا ہوگا مگر ارادہ اونکا یہی تھا
کہ وہ سب مظالم جو اہلبیت پر گزر چکے اور جنکی بنا کہانسے پڑی ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ چوریان
کھلجائین کیا یہ لوگ جانتے تھے کہ اب بھی وہ امور پوشیدہ رہین ثُمَّ بُکَائُہٗ بَعْدَ الدُّعَاءِ یَحْتَمِلُ وُجُوْھًا
پھر گریہ کرنا دعا کے بعد رونا امام حسینؑ کا چند اغراض سے معلوم ہوتا ہے اَمَّا اَنَّہٗ دَاخِلٌ فِیْ تَضَرُّعِہٖ وَاسْتِکَانَتِہٖ
اِلَی اللّٰہِ تعہ وَھُوَ اَجْوَدُ الْبُکَاءِ یا تو یہ رونا رجوع قلب سے زودتنی درگاہ الٰہی مین کرنیکی غرض سے تھا

اغراض گریستن امام بعد دعا

جو بہترین اقسام گریہ وزاری ہے اَوْ بَکٰی رَحْمَةً عَلَی الصَّالِحِیْنَ مِنْ اُمَّةِ جَدِّہٖ فَاِنَّھُمْ اَیْضًا یُصِیْبُوْنَ
مِنَ النَّوَائِبِ لِتَاَخُّرِ غَیْبَةِ وَلِیِّھِمْ بَعْدَ وُقُوْعِ شَھَادَتِہٖ یا رونا حضرت کا نیکوکاران امت پر تھا کردہ
ناکردہ گناہ بھی اشتقاے امت کے بدکاری سے مصیبت میں گرفتار ہونگے اسلیے کہ اونکے امام زمان کے غیبت کا زمانہ
طولانی ہوجائیگا بسبب واقع ہونے اسی شہادت کے وَیَتَضَرَّعُوْنَ اِلَی اللّٰہِ مُدَی الْاَزْمَانِ قَائِلِیْنَ
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ غَیْبَةَ وَلِیِّنَا وَشِدَّةَ الْفِتَنِ بِنَا وَتَظَاھُرَ الزَّمَانِ عَلَیْنَا اور ہمیشہ تا ظہور قائم
رویا کرینگے اور بارگاہ الہی مین عرض کرتے رہیں گے کہ خداوندا ہم شکایت کرتے ہیں بلکہ فریاد کرتے ہیں تجھسے اپنے
نبی کے نہونے سے اور اپنے امام کے غایب رہنے سے اور فتنہ کی شدت اور زمانہ کی خرابہ روش سے
جو ہمارے ساتھ اس زمانے کے بے وارثی مین ہورہی ہے فَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ الْاَشْقِیَاءَ لَوْ لَمْ یَاْتُوْا
بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا اَتَوْا بِہٖ لَمْ تَقَعِ الْغَیْبَةُ طَوِیْلَةً اِلٰی ھٰذَا الْمِقْدَارِ کَمَا یَاْتِیْ اسلیے کہ یہ اشقیا
اگر ایسی بے ادبی نکرتے امام حسین سے پھر اتنے طولانی غیبت کبھی نہوتی چنانچہ آیندہ ہم اسکو بیان کرینگے
فَالْحُسَیْنُ یَبْکِیْ وَکَاَنَّہٗ یُرِیْدُ مَا حَکَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ بَعْضِ الْاُمَمِ اَفَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ
السُّفَھَاءُ مِنَّا اب امام حسین رو رہے ہین اور شاید آپ کا ارادہ یون عرض کرنیکا ہے جیسا کہ بعض امتوں کا
قول خدا نے بیان فرمایا ہے کہ اونھون نے عرض کی تھی کہ خدایا ہمکو تو ہلاک کرتا ہے بسبب اوس
بدکرداری کے جو نادانون نے کی ہے اَوْ بَکٰی لِاَنَّہٗ کَانَ یُوَدِّعُ قَبْرَ جَدِّہٖ اٰخِرَ الْوَدَاعِ یا رونا امام
حسین کا اس سبب سے تھا کہ اخری رخصت کو آے تھے قبر پر اپنے نانا کے وَلَا یَرْجُوْنَ
یَزُوْرُہٗ بَعْدَ وَدَاعِہٖ ھٰذَا اور اب بظاہر امید نہ تھی کہ پھر کبھی اس قبر کی زیارت نصیب ہوگی
فَمَنْ کَانَ مُجَاوِرًا لِذٰلِکَ الْقَبْرِ لَیْلَہٗ وَنَھَارَہٗ نَاوِیًا اَنْ لَا یَتْرُکَ مُجَاوَرَتَہٗ بَعْدَ مَوْتِہٖ
اَیْضًا بَلْ یَکُوْنُ ضَجِیْعًا لَہٗ لَوْ لَمْ یُمْنَعْ کَمَا مُنِعَ اَخُوْہُ پھر جو شخص شبانہ روز اس قبر کا مجاور ہو اور
اوسکی نیت یہ ہو کہ اس قبر سے بعد مرنے کے بھی جدا نہو بلکہ پہلو مین اسی قبر کے میری بھی قبر بنے
بشرطیکہ اوسکو کوئی منع نکرے جیسے کہ اونکے بڑے بھائی امام حسن کو منع کردیا (مردہ سے
دشمنی یہ اسی مظلوم خاندان سے کی گئی تھی) ثُمَّ یَعْرِضُ لَہٗ مِنْ تَصَارِیْفِ
الزَّمَانِ اَنْ یُّدَعَہٗ وَلَا یَعُوْدُ اِلَیْہِ اَبَدًا پھر ایسے عاشق اور شیدا کے قبر
پر زمانہ کے اولٹ پلٹ سے ایسا وقت آجاے کہ اب اوس قبر سے جدا ہو رہے ہین اور

اب امید نہیں ہے کہ اس قبر تک پھر کبھی آنا ہوگا فما ظنک فی حزنه وکآبته ذرا خیال کرنیکا مقام ہے
کہ ایسا دل دادہ اوسکو اسوقت کسقدر ملال ہوا ہوگا اور پھوٹ پھوٹ کر کیسا بلبلایا ہوگا علی ان
مسیرہ ہذا ایضا یکون مع اہلہ ونسائه الی مکان لا یدری والی منزل لا یعرف
قبر سے جدا ہونیکے علاوہ سفر بھی تو کیسی مصیبت کا سفر ہے چھوٹے چھوٹے بچے اور پردہ نشین
عورتیں ساتھ ہیں اور جانا ایسا کہ ابھی یہ بھی خبر نہیں کہ کہاں جاتے ہیں اور کونسی منزل مصیبت
درپیش ہوگی وہو فی وجل شدید من اعدائه عسی ان یاخذونه ویسلبون
ویسعہ ضون لنسائه پھر اور بھی غضب یہ ہے کہ دری مسافر اپنے دشمنوں سے ڈھرکے میں ہے ایسا نہو کہ قید
کرلیں یا قتل کر ڈالیں خواہ ہتک ناموس کریں بی بیونکی چادریں چھین لیں کانوں سے گوشوارہ اوتار لیں (کہ
تیری خورادی زینب) فتارة یرید ان یرحل الی حریم الکعبة ویجعلها ملاذا له کبھی
بنظر اضطرار یہ ارادہ فرماتے تھے کہ حرم کعبہ کیطرف چلیں اور اوسکو اپنی جائے پناہ قرار دیں وتارة
یرید ان یاوی الی جبل من الجبال او یسیر الی الصحاری والبراری والقفار اور کبھی یہ دلیں
آتا ہے کسی پہاڑ کو منجملہ عرب کے اوجاڑ پہاڑوں کے اپنی جائے امن قرار دیں خواہ جنگل اور دشت ویران
جہاں بیم ہو کا عالم ہو وہاں چلے جائیں اللہ اللہ قلبه مکروب ودمعه مسکوب وفواده
مرعوب دل حضرت کا دردمند ہے آنسو آپکے پیہم جاری ہیں رعب دشمنوں کا چھایا ہوا ہے (ہائے
کیا حال ہوگا میرے آقا تمہارا اوسوقت) ونسائه نائحات ولاصواتهن بالبکاء رافعات
مخدرات حضرت کے نوحہ کر رہے ہیں اور آواز انکی بلند ہو رہی گھر میں کہرام مچا ہے ویشققن جیوبهن ویلطمن
خدودهن ناشرات شعورهن من شدة الحزن مشققات بال سر دنکے کھولے منہ پر ڈالے
ہیں اور بیقراری کی حالتیں گریبان پھاڑے ہوئے چلا رہے ہیں دل مضی علیه فی تلک الحالات
یومان اسی پریشانی اور بیتابی میں دو روز حضرت پر گزر چکے ہیں واظن بل اتیقن ان الرجال
من اہل المدینة یاتونه ویقبلون یدیه ورجلیه مجھے گمان ہے بلکہ یقین ہے گویا میری
آنکھوں تلے یہ صورت کھچی ہے کہ مدینہ کے مرد جوق جوق چلے آتے ہیں اور امام حسین کے ہاتھ
پاؤں کو چوم رہے ہیں قائلین له یا حسین یا بقیة انوار الله الخمس [illegible]
کہتے ہیں امام حسین سے اے یادگار باقیماندہ نورہاے خدا کے جو پانچ بزرگوار تھے

آپ ہمکو اب حیران اور سرگردان چھوڑکر چلے جاتے ہین وکنت مفزعًا لنا اذا المّ بنا
نیبنا جب ہم پر کوئی روز بد آتا تھا آپ ہی ہمارے جائے پناہ اور حامی اور مددگار تھے
ہمارے نبی کے سنت کے اجرا کا دارمدار آپ ہی پر تھا انما نعیش بعدک ارقاء عبید
لبنی امیۃ وال مروان آپ کے بعد تو ہم لوگ زرخرید غلام ہوجاینگے بنی امیہ اور ال مروان کے
وتعلم صلی اللّٰہ علیہ وعلی جدہ الا کان یعتنقھم ویوادعھم والدمع ساکب
والقلب منصدع لفراق ابنتہ المریضۃ التی ھی احب اقربائہ لدیہ لوگونکا
ہوگا اور جناب امام حسین فرط خلق محمدی سے اونکو رخصت کررہے ہین اور انسوونکا تار
انکھون سے بندھا ہوا ہے ایک تو اونکا رخصت کرنا اور دوسرے دل کی زیادہ بیقراری
وجہ سے ہوگی کہ بیمار بیٹی فاطمہ صغرا جسکو بہت پیار کرتے تھے وہ بھی جدا ہوتی
بیقراری بھی تو ذرا یاد کیجیے کیسے تڑپتی ہوگی وکذالک النسوۃ الھاشمیات
یاتین الی زینب وام کلثوم ویبکین طول اللیل والنھار اور اسی طرح گھر کے
عورات بنی ہاشم جناب زینب اور ام کلثوم کو لپٹ لپٹ کر رو رہی ہونگی اور رات
کوئی وقت خالی نجاتا ہوگا کہ انکی امد و رفت نہوگی فلو تری الی انکسار قلب زینب
احب اخوات الحسین وحاملۃ الاسرار ذلک المسیر کاش کوئی چشم دل دیکھا جاتا
شکستہ حالی کو کہ یہ جناب بہت بڑی غمخوار اور دوستدار ہین امام حسین کی تھین اور
الہی اس سفر مین ظاہر ہونے والے ہین سب جناب زینب پر کھلے ہوئے تھے
کی محرم راز یہی جناب تھین لاتستطیع ان تفارق اخاھا وابنائہ علیہما السلام
ربتھما فی حجرھا الوصیۃ قد مضت فیہا عن جدھا وامھا وابیھا
اور پریشانی جناب زینب کو یہ تھی کہ اپنے بھائی اور کون بھائی امام حسین اور
بیٹون سے جدا نہو سکتی تھین خصوصًا علی اکبر ہمشکل پیغمبر سے جنکو گود مین
اور محبت کے علاوہ اونکو ایک وصیت بھی اپنے نانا اور مان اور باپ
امر خاص مین تھی کہ خبردار اے زینب جب حسین سفر عراق کرین تم
اونکے ساتھ جانا (اس وصیت کو جابجا حضرت زینب اور ام کلثوم

بیان فرمادیا ہے پس جاتا تو ایسا ضرور تھا وَلَا تُقْبَلُ اَنْ تُخَالِفَ زَوْجَهَا اِنْ مَنَعَهَا عَنِ الْمَسِيْرِ مَعَ الْحُسَيْنِ
نظراً منه الى عواقب الامور اور اپنے شوہر کے اطاعت کا بھی خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ اونھوں نے بنظر اون شدنی
امور کے مثلاً خیال بے پردگی وغیرہ انکو ہمراہ جانے سے منع کر دیا اونکے حکم کی بھی اطاعت واجب تھی اسی
سو مجھے یقین ہو کہ جناب زینب کا سب سے زیادہ ابتر حال ہو گا جسکی شرح اوسی سے ہے کہ کوئی پوچھے جسپر حادثہ گزرا ہے
وكذلك حالات اخر من شدائد الالام المفجعة للحسين وسوف نذكرها مستوعباً اور ازین قبیل کے
بھی بہت حالات اوس روز کے ایسے ہین جنکی وجہ سے امام حسین کے رونیکا محل اور موقع پورا تھا جنکو ہم انشاء اللہ شرح
وبسط کتب فریقین سے ایک جداگانہ باب مین بیان کرینگے فهذا البكاء على قبر جده لانه معامل عديدة
وحوامل شديدة لا تحصى پس یہ رونا امام حسین کا اپنے نانا کے قبر پر اسکے چند احتمالات ہین اور اسباب رلانے کے بھی
بہت سے فراہم تھے فلما كثر وجده وكآبته وحزنه وانينه على قبر جده الذي كان في مرحمته
لا يطيق ان يكتحل عين حبيبه الحسين بالدمع جب امام حسین کی بیخودی اور دردمندی اور رونا آواز
دردناک اور کراہنا قبر پر اپنے نانا کے زیادہ ہو گیا اور یہ نانا وہی تو ہین جو زمانہ حیات دنیوی مین اسکی تاب رکھتے تھے
کہ اپنے پیارے نواسے کی آنکھ مین آنسو بھرنے پائے فظني انه قد اضطرب رسول الله في قبره اب مجھے
ایسا گمان ہو کہ جناب رسول قبر مین مضطرب اور بیچین ہو گئے اب یہ روایات مجھے حضور کے بیچینی کی یاد آگئین جو امام حسین کے
رونے سے آپکے اضطراب کتب فریقین مین مروی ہین ۱ ولو لم تكن عينا الحسين قد هوّنت لخرج رسول الله
عن قبره اور یہ بھی مجھے گمان ہو کہ اگر امام حسین کی آنکھ نہ لگ جاتی اور حضرت سو نجاتے جناب رسول خدا ضرور قبر سے
نکل آتے وكان يعانقه ويبكي جهاراً اور قبر سے باہر آکر اپنے گود کے پالے نواسے کو گود مین لیتے بغلگیر ہو کر باواز
بلند روتے لكنه قد نام فلقيه لقاءً ايناسب تلك الحالة لیکن چونکہ امام حسین سو گئے تھے لہذا اسی عالم
خواب کے مناسب جو ملاقات تھی اوسی طرح حضرت اپنے فرزند سے ملے ولذلك ما يتعلق بمجيء رسول الله في
المنام مع الملائكة وشرح مكالماته ونكشف السر الذي فيهمه من مجيئه في الليلة الثانية
دون الاولى اب ہمکو چاہیے کہ خواب مین تشریف آوری جناب رسول کے متعلق جو امور ہین اور تدابیر ملائکہ کا سبب
بیان کرین اور جو جو باتین حضور نے اپنے پیارے فرزند سے فرمائے ہین اور اونمین جو جو راز دنیا کے امور ایسے ہین جنکو
ہم اپنی ناقص عقل سے سمجھے ہین اوسکو لکھین اور یہ بھی ہم بیان کرین کہ دوسری شبکو حضرت جو تشریف لائے
اور پہلی شب نہ آئے اسکی کیا وجہ تھی اما مجيئه في الليلة الثانية فله عندي وجوه واسباب ثلثة

دوسری شب حضرت کے تشریف لانے کے میری رائے مین تین سبب معلوم ہوتے ہین أحدها وهو المناسب
لظواهر الاحكام الشرعية فان نبينا محمدا امره عندنا واحد حيا وميتا پہلا سبب اور وہی امر مناسب
احکام ظاہری شریعت سے ہے اور پابندی ظاہر شریعت کی ہمارے عقیدہ مین حضرت کو یکسان ہے اپنے زندہ ہونے
بحیات ظاہری خواہ بعد مرنے کے جو حیات انکو حاصل ہے لان شريعته باقية الى يوم القيمة اسلئے کہ شریعت
انکی تا قیامت باقی ہے ومجيئه بعد موته في المنام لا يفارق عن مجيئه في حال حيوته فانه قال
من رآني فقد رآني انکی تشریف آوری خواب مین بعد وفات کے آنے مین اور حالت حیات مین جبکہ پاس آپ
خواہ مین تشریف لائے ان دونون مین کچھ تفاوت نہین ہے اسلیے کہ خود فرما گئے ہین کہ جسنے مجھے دیکھا کسی حالت مین گو مین
ندیکھی اوسنے مجھے صحیح دیکھا ہے فاذا كان الامر كما ذكرت والحسين انما اظهر شكوه الى جده من امته
لخذلانهم اياه جب یہ صورت ایسی تھی جو معلوم کر چکے اب دیکھئے کہ امام حسینؑ نے اظہار شکایت اپنے نانا کے حضور اپنی
امت کا کیا ہے کہ انھون نے مجھے چھوڑ دیا خواہ تنگ کر دیا ہے وجعل جده شاهدا على ذلك اور اپنی بے کسی
ظلم اور بد سلوکی پر اپنے نانا کو گواہ گردانا ہے وسيجعله شفيعا له في ابتهاله وتضرعه الى الله سبحانه
متى ما يتبتل ويبتهل في تلك الليلة اور قریب ہے کہ اپنے نانا کو درگاہ الہی مین شفیع قرار دینگے جس وقت تضرع
اور رجوع قلبی بطرف خدا کے کرینگے اور ابھی شب اول مین یہ سب امور آپنے نہین کئے تھے فما هو الحسين بصدد
يأتي به قبل ذلك المسير كانه لم يستطع بعد بسبب جن امور کے بجا لانے کے امام حسینؑ درپے تھے کہ قبل اپنی روانگی
عراق کے اونکو بجا لائین اور اپنے نانا کو شفیع اپنا کرلین آجکی رات ابھی وہ سب باتین پوری ادا نہوئی تھین فانتظر
جده اتمام ما يجب اتمامه وهيأ لشفاعته الى الله تعالى في ذلك الامر الجليل الذي لا يبلغه
الوصف اسی سبب سے آجکی شب یعنی شب اول مین آپکے جد نامدار نے انتظار فرمایا کہ جو کچھ میرے فرزند کو بجا لانا ہے
بجا لا چکے تب مین جلکر اوس سے ملون اور آمادہ ہونگے حضور شفاعت اور سفارش کرنے پر بارگاہ الہی مین اس امر
جلیل یعنی شہادت کے پورے طور سے منظور کرانے پر اسلیے کہ یہ شہادت ایسی بزرگی اور کرامت ہے جسکے بیان سے
کوئی شخص اسکے حد ستایش کو نہین پہونچ سکتا ہے وثانيها ان مجئ رسول الله صلعم في المنام عند
ولده في مثل ذلك الزمان زائرا له بنفسه ومبشرا له بما له عند الله اور دوسرا سبب اول
یہ تھا کہ اسوقت خواب مین آنا اسی غرض سے تھا کہ خبر مرگ امام حسینؑ کو دین اور بشارت اون امور کی جو
امام حسینؑ کے واسطے درگاہ الہی مین مہیا ہورہے ہین وهو يحصل في مسيره لاهل او يحقق العزم حينئذ

زائر الحسین باعمال الوداع اور یہ سب باتیں امام کو جب حاصل ہونگی کہ جب آپ اس سفر کو اختیار کریں اور سفر کا
ارادہ جب معلوم ہوگا جب آپ زیارت وداع کے اعمال بجا لائیں وتلک الاعمال یاتی بہ الحسین فی
اللیلۃ الثانیۃ فیاتیہ جدہ ایضاً فی تلک اللیلۃ اور اعمال وداع اور رخصت کو امام حسین شب دوم میں
بجا لائیں گے اس لئے نانا بھی اوسی شب کو تشریف لائینگے وثالثہا ان الحسین قد شکی الی جدہ وکان شکواہ انہ قال
وہذا شوقی الیک حتی القاک یعنی تیسرا سبب تشریف آوری شب اول کا یہ تھا کہ امام حسین نے اپنے نانا سے شکایت
یوں کی تھی کہ اے نانا یہی شکایت میری آپ سے اوس وقت تک چلی جائیگی کہ جب تک میں آپ سے ملاقات کرونگا فان اراد لقائہ
بعد شہادتہ فلیس فیہ تشویق لجدہ بان یاتیہ اللیلۃ ویودعہ اب اگر مراد جناب امام حسین کی اس ملاقات سے
وہی ملاقات ہے جو بعد شہادت کے آپکو اپنے نانا سے ہوگی تو اس میں ایسی زیادہ شوق دہانی تھی کہ آج ہی کی شب جناب
امام حسین کو رخصت کر جائیں وان اراد وفود جدہ لاخبارہ بما ینبغی لہ ان یفعل فیسیر ہذا تحقیقہ
وبیانا سبب قیام تودیعہ وہی اللیلۃ الثانیۃ اور اگر مراد اس ملاقات سے وہی تشریف آوری تھی جو خبر مرگ لیکر اور بیان
کرنے اور ثواب کے لئے غرض سے جناب رسول خدا اپنا وصیا کے پاس لیکر آتے ہیں ایسی تشریف آوری تو اوسی روز مناسب ہے
جس روز رخصت کرنے آئینگے اور امر شہادت کی تفصیل ارشاد فرمائینگے اور یہ تو دوسری شب میں کرنے کیلئے آنا ہوا تھے
ورابعہا قد سمعت ان الحسین وضع راسہ علی قبر جدہ ثم نام یہ بیان سبب تشریف آوری شب اول کا
اور یہ بھی تمنے روایت میں سن لیا ہے کہ امام حسین اپنا سر قبر پر اپنے جد بزرگوار کے رکھکر سو گئے وہل استشعرت ان
الحسین شبہ القبر بجدہ اوصدرہ اوعاتقہ اوظہرہ اور سر قبر پر رکھکر سو جانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
حسین نے قبر مطہر کو مثل گود کے سمجھا یا مثل سینہ کے خواہ مثل دوش کے خواہ مثل پشت کے لانہا ہی المواضع
التی کان الحسین یرکب علیہا من جسدہ الشریف اسلئے کہ یہی مقامات جسد مبارک رسول کے ہیں
کہ امام حسین اونپر بحالت صغر سنی کے سوار ہوتے تھے وقد سمی نفسہ قبل ان ینام ہکذا
فی حقہ اور اس شکل کے سونے سے پہلے خود امام حسین نے اپنے کو بچہ اور دختر کا بچہ کہا تھا
ای بفعلہ وقولہ ما کان یفعلہ ویقولہ وہو صبی یدرج بین یدی جدہ یعنی بس کہ یہی
کیا اور زبان سے وہی الفاظ کہے جو لڑکپن میں آپ کہتے اور کرتے تھے جب اپنے نانا کے سامنے
گھٹنوں چلتے تھے ثم راجیا ان یفعل بہ جدہ ایضاً ما کان یفعلہ فی ایام صباہ وہو صبی اب
امیدوار ہیں امام حسین اپنے نانا سے کہ وہی نازبرداری فرمائیں اور اسیطرح سے پیش آئیں جس پیار اور محبت سے

انکی رکبین مین بیٹھ آتے تھے فهكذا افعل رسول الله بولده ومهجة قلبه پس اوسیطرح جسطرح جناب
اور سردار انبیا اپنے فرزند دلبند سے فانه لما اتاه في مناجته فضمه الى صدره وقبل ما بين
عينيه كما كان يفعله في ايام صباه پس رسول خدا صلعم خواب مین تشریف لائے آتے کے ساتھ
کو سینه سے لپٹا ہی لیا اور پیشانی پر بوسه دینے لگے (اس لذت کو کوئی میرے آقا امام حسین سے پوچھے
وخاطبه بقوله حبيبي يا حسين اور فرمایا تو بھی فرمایا که ای میرے حبیب کر حسین پیارا وهو من الخطاب
الخاصة للنبيين الاصاغر وخاطبه سبط الاصغر بنيه وهو ايضا من تلك الخصائص اور
لفظ کے ساتھ نام لیکر پکارنا یہی طریقہ چھوٹے بچونکے پکارنے اور خطاب کرنیکا آور اس خطاب سے دو مرتبه اپنے
یاد فرمایا یہ بھی اونکی خصوصیت مین داخل ہے ثم فسر له ما يؤول اليه امره في ذلك المسير بعد اس پیار کے
اب اپنا منصب خاص ادا فرمایا یعنی جس کام پر مامور ہوکر اپنے اوصیا پاس خواب مین حضرت آتے تھے پس بیان کر دیا که
تمہارے واسطے اے حسین کیا ہوگا وهو كونه مذبوحا عطشانا اور وه انجام یہی تھا که پیاسے ذبح کیے
اور پانی نه پاوگے وايضا فسر له من مآل قتلة الذين شكى الحسين اليه خذلانهم اياه
رسول نے مفصل بیان فرما دیا که انجام تمہارے قاتلونکا کیا ہوگا اور یہی وه لوگ ہین جنکی شکایت امام حسین نے اپنے نانا
کہ آپکی امت نے اونانا ہم سے منهه موڑ لیا اور آپکی وصیت جو میرے حق مین تھی بھلا دی (واضح ہو کہ جن لوگون
کسی عذر صحیح کے حضرت کی نصرت نہین کی یا دراسی کمی انصار کی وجه سے انکو بیر اپنے اونہی دو چم
حضرت کے قتل پر ہوئے ہین اور اسکو ہم ثابت کرینگے انشاء الله عقلی اور نقلی و نودنیا
الله شفاعتي الیسی ناراضی جناب رسول نے اون لوگونسے ظاہر فرمائی که صاف صاف کہدیا خدا میری
اونکو نصیب نہ کرے وانما اتاه بلفظ الدعاء ولم يقل لن ينالهم الله شفاعتي لان دعاء المظلوم
سيما النبي المظلوم لا يتخلف عن اثر القبول اور یہ فقره حضرت نے بطور بد دعا کے ارشاد فرمایا اور یه نه فرمایا
خبر دی کہ ہرگز میری شفاعت اونکو نصیب ہو گی اسلیے که دعا مظلوم کی اور خاص نبی مظلوم
اجابت سے خالی نہین جاتی ہو فثبت منه انهم معذبون لا محالة اب اس عنوان کے ارشاد
ہو گیا کہ وه لوگ ضرور عذاب مین گرفتار ہونگے ثم اظهر رسول الله قدومه وتلهفه من اقدام
عليه وانهم مشتاقون الى لقاء الحسين ذبح ہونیکی خبر رسانی کے بعد اب رسول خدا نے یہ ظاہر
پنجتن پاک مین سے وه بھی میرے پاس پہنچ چکے ہین یا انکے ہمراه میرے آسکے ہین اور

تمہارے ملنے کو اے حسین مشتاق ہیں وھذا ایضاً تشویق للحسین بما تشوق الرجل صغار ابنائہ اور یہ بھی
ایک قسم کی شوق دلانیکی بات ہے جسطرح آدمی اپنے چھوٹے بچونکو شوق دلاتا ہے اور اوسکے دل بہلانے کی باتیں کرتا ہے
ثم بین درجاتہ فی الجنان پھر اسکے بعد حضور نے ان درجات اور مراتب کو بیان فرمایا جو بہشت میں
امام حسین کیواسطے خدا نے مقرر فرمائے تھے ثم اخذ فی ترغیبہ للشہادۃ بقولہ انک لا تنال تلک
الدرجات الا بالشہادۃ پھر حضرت نے ترغیب اپنے فرزند کو بطور یہ دی کہ اے حسین ان درجات کو بدون اسکے کہ تم شہادت
اختیار کرو ہرگز نہ پاؤگے (زیادہ تر تفصیل ان درجات کے آخری خواب میں جو بروز عاشورا حضرت تشریف لائینگے
بیان ہوگی) وقد علمت مما سبق الیک ان الحسین قد نام متخیلا صغرہ وصباہ ومتمنیا
للالطفات عن جدہ فی تلک الایام یہ تو اوپر معلوم ہوچکا کہ اوسوقت امام حسین جو سوئے تھے اپنے لڑکپن اور
اپنے نانا کی ناز برداری کا خیال کرکے قبر پر سر رکھکر سوئے تھے وقد اتی جدہ ایضاً بما کان یاتی بہ منہ قولا وفعلا
اور جناب رسولخدا بھی اوسیطرح پیش آئے اپنے فرزند سے جسطرح لڑکپن میں انسے پیش آتے تھے الفاظ بھی ویسے ہی پیار کے ارشاد
فرمائے اور پیار بھی اوسی طرح سے کیا ومن سجیۃ الاطفال الصغار الرکون الی من یبدی الیہم الحب والود
اور چھوٹے بچونکی خصلت ہے کہ جب اپنے پیار کرنیوالے کو پاتے ہیں مچلجاتے ہیں اور ضد کرتے ہیں اور اوسکو نہیں چھوڑتے ہیں
فلذلک قال الحسین فی جواب قول جدہ یا جداہ لا حاجۃ لی فی الرجوع الی الدنیا اسی وجہ سے
امام حسین نے اپنے نانا کے قول کے جواب میں فرمایا کہ اے نانا مجھے کچھ حاجت نہیں ہے دنیا میں پلٹ جانیکی حتی انہ
الح علی جدہ ان یاخذہ الیہ ویدخلہ فی قبرہ الذی قد کان شبہ حجرہ او صدرہ یہانتک
مچلے اور لاڈ پر آئے کہ باصرار کہنے لگے اپنے نانا کے فرمانے کے بعد (کہ تم شہید ہوگے اور بڑے مدارج کو پہونچوگے)
کہ اے نانا اب مجھے آپ اپنے ہمراہ قبر میں لیتے چلیں اور یہ قبر وہی آپکے خیال میں ہے جسکو اپنے نانا کے گود یا سینہ تصور فرما کر
سوگئے تھے وکما ان الصبی اذا احتضنہ من یربیہ وھو مانوس بہ غایۃ الانس لا مزید علیھا
فلا یرضی ان یفارقہ وینزل عن صدرہ وعاتقہ جس طرح سے کہ بچہ جب اوسکو اوسکا پالنیوالا گود میں
اوٹھالے اور مانوس بھی زیادہ ہو اور ایسی محبت اوس پالنیوالے کو ہو جس سے زیادہ کوئی محبت متصور نہیں (اب
میں صاف کیوں نہ کہوں جیسی محبت رسول کو امام حسین سے تھی یہ کہکر اب میرا دل بیقرار ہوگیا) بہرحال وہ بچہ اپنے
پیار کرنیوالے کے گود سے کبھی اوترنے پر راضی نہیں ہوتا ہے اور نہ اوسکے سینہ سے اوترتا ہے اور نہ کاندھے سے جدا
ہوتا ہے واذا نحیتہ عنہ فھو یبکی وینضم الی محتضنہ اور جب کوئی اوس طفل کو اوسکے گود سے جدا کرنے

روتا ہے اور اوسی گھر و لینے والے سے لپٹا جاتا ہے پچھاڑین کھاتا ہوا اور چلاتا ہوا وکذلک الحسین من عادتہ
المستمرۃ فی زمن حیات رسول اللہ انہ اذا احتضنہ جدہ او رکب ھو علی صدرہ او اعتنق
صلعم لم یکن یدعہ اور یہی کیفیت امام حسینؑ کی زمانہ حیات رسول خدا مین تھی اور انکی عادت اسی قسم کی تھی کہ جب
انکے جد نامدار انکو گود مین لیتے تھے یا کہ خود امام حسینؑ سینہ پر اپنے نانا کے سوار ہوتے تھے خواہ گلے مین باہین ڈالکر لپٹ جاتے
تھے پھر کیسا ہی کوئی بہلاتا تھا مگر حضرتؐ سے جدا نہوتے تھے لما کان یلتذ بہ لذۃ لا یتصور فوقہا لذۃ اخری
سبب یہ تھا کہ امام حسینؑ کو حضور کے گود مین جا کر ایسی لذت ملتی تھی جس سے بڑھکر کوئی لذت سمجھ مین نہین آسکتی تھی
فلما وجد فی منامہ ھذا تلک اللذۃ بعینہا الان جدہ قد ضمہ الی صدرہ و قبلہ فالتذ
کما کان یلتذ وقال لا حاجۃ لی فی الرجوع الی الدنیا پھر جب عالم خواب مین وہی لذت بعینہ امام حسینؑ کو بعد
پچاس برس کے ملی اسلیے کہ حضرتؐ کے نانا نے انکو سینہ سے لگا لیا اور پیشانی بھی اوسی طرح چومی جیسے لڑکپن مین
چومتے تھے اوسی حالت لذت مین کہہ بیٹھے کہ اب مجھے دنیا مین پلٹ جانیکی کوئی حاجت نہین ہے واستدعی ان
یاخذ جدہ معہ فی قبرہ لان لقاء جدہ ھو غایۃ المامول عندہ اور درخواست کی کہ اب مجھے
کچھ حاجت نہین ہے دنیا مین پلٹ جانیکی اسلیے کہ ملنا اپنے نانا سے اور ایسا ملنا پیار اور محبت کا یہی نہایت
درجہ کے آرزو کی بات تھی ولا یذھبن بحلمک الشیطان ان الحسین قد استکرہ ان یکون مقتولا
مذبوحا دیکھو شیطانی وسوسے تمکو یہ خیال نہو کہ امام حسینؑ کو ناگوار تھا اپنا شہید ہونا اور پیاسا ذبح کیا جانا
فرام ان یتخلص منہ فخاف علی نفسہ من وقوع الفتن والمحن اور قصد کیا کہ نجات پاجاین
ایذائے ذبح اور عطش سے اور خوف ہوا انکو آزمایش الہی مین پڑنے سے اور مصیبت مین مبتلا ہونے سے فان
لفظ الروایۃ یابی عن ذلک ولیس فیہ ایماء الی تلک الھفوۃ اسلیے کہ لفظ روایت خواب کے
مخالف ہے اور کسیطرح کا اشارہ بھی روایت مین اس خراب اور غلط خیال کا نہین ہے وان رواہ راو غیر
موثق بالفاظ موھمۃ لذلک فقد افتری علی سیدنا الحسین اور اگر کسی راوی غیر معتمد نے اور
الفاظ سے یہ روایت ادا کی ہو جس سے وہم اس ناگوار کا پیدا ہو تو اوسنے ہمارے آقا امام حسینؑ پر افترا کیا ہے
وحاشاہ عن ذلک ہرگز ہرگز وہ جناب ایسے نہ تھے اور نہ ایسے امر کی نسبت اونکیطرف کرنی چاہیے
واعتقادنا فی ائمتنا سلام اللہ علیہم انھم طیبون معصومون فی یقظتہم و منامہم ہمارا فرقہ
حقہ کا عقیدہ ائمہ کے نسبت یہ ہے کہ وہ سب بارہ امام پاک و پاکیزہ اور معصوم ہین خواب اور بیداری دونو حالت

ہین وَلَیْسَ مِنْ شَاْنِھِمْ اَنْ یَتَفَوَّھُوْا بِکَلِمَۃٍ دَالَّۃٍ عَلٰی کَرَاھَتِھِمْ مِمَّا یُصَابُوْنَ بِہٖ اونکی شان اور منزلت ایسی نہین ہو کہ جو مصیبت بطور امتحان الٰہی اون پر پڑنے کی خبر وہ سنین اوس سے ناگواری طبع ظاہر فرمائین وَلَسْنَا نَعْتَقِدُ اَنَّ النَّائِمَ مِنْھُمْ کَالنَّائِمِ مِنَّا اور نہ ہمارا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح ہم لوگ غیر معصوم ہین اور جو کیفیت بحالت خواب ہماری ہوتی ہو وہی ائمہ کی بھی ہوتی ہو فَاِنَّا نَحْتَلِمُ فِیْ نَوْمِنَا وَالْاِمَامُ لَا یَحْتَلِمُ اسلیے کہ ہمکو حالت خواب مین نہانیکی حاجت ہو جاتی ہو اور امام کو نہین ہوتی ہو وَاِنَّا نَریٰ الْاَحْلَامَ الْکَاذِبَۃَ وَالْاِمَامُ لَیْسَ یَجُوْزُ لَہٗ اَنْ یَرَاھَا ہم لوگ جھوٹھے خواب بھی دیکھتے ہین اور امام کو ایسی خواب دیکھنی جایز نہین ہین وَکَذٰلِکَ اُمُوْرٌ اُخْرَیٰ یَفْتَرِقُ بِھَا یَقْظَتُنَا عَنْ مَنَامِنَا وَیَتَرَتَّبُ عَلَیْھَا اَحْکَامُ یَقْظَتِنَا وَمَنَامِنَا فِیْنَا اور اسیطرح اور بھی بہت سے امور ہین جسکے نظر سے ہمارے خواب اور بیداری مین فرق ہو اور انھین امور کی وجہ سے احکام خواب اور بیداری کے ہماری نسبت مختلف ہورہے ہین وَبِالْجُمْلَۃِ فَالْاَئِمَّۃُ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَصْدُرَ عَنْھُمْ فِیْ مَنَامِھِمْ فِعْلٌ اَوْ قَوْلٌ یُنَافِیْ عِصْمَتَھُمْ اور خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہم کبھی تجویز نکرینگے کہ ائمہ سے بحالت خواب کوئی ایسا فعل یا قول سرزد ہو جو اونکے عصمت کے مخالف ہو اَوْ یُؤْذِنُ بِتَرْکِھِمُ الْوَاجِبَ وَفِعْلِھِمُ الْحَرَامَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْقَوْلِ وَالْاِعْتِقَادِ فِیْ اَئِمَّتِنَا الْھُدَاۃِ الْمَیَامِیْنِ بِذٰلِکَ یا معاذ اللہ کوئی فعل اور قول اون حضرات سے بحالت خواب ایسا سرزد ہو جس سے کچھ ایما اور اشارہ اسطرف ہو کہ ترک واجب لازم آئے یا کوئی فعل حرام اونسے کرنے پر دلالت کرے پناہ بخدا ہم ایسے قول اور اعتقاد سے بری ہین کہ اپنے ائمہ معصومین کو جو ہادیان برحق ہین اور صاحب یمن اور برکت ہین اونکی طرف ایسا اعتقاد کرین فَقَوْلُ الْحُسَیْنِ لِجَدِّہٖ فِی الْمَنَامِ یَا جَدَّاہُ اِلَخْ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا قُلْنَاہُ امام حسینؑ کا عرض کرنا اپنے نانا سے کہ مجھے دنیا مین جانیکی اب حاجت نہین ہو اوسکی وہی مراد ہو اور اوسی لذت اور پیار اور لاڈ کے باتون مین داخل ہو جو بروقت محبت کے ہوا کرتی ہین وَکَمَا کَانَ ھٰذَا الْمَنَامُ غَیْرَ مُشْتَمِلٍ عَلٰی مَکْتُوْمِ سِرِّہٖ فِیْ اَمْرِ الشَّھَادَۃِ کَالرُّؤْیَا الَّتِیْ رَاٰھَا فِیْ مَکَّۃَ فَقَصَّہٗ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اور چونکہ یہ پہلا خواب امام حسینؑ کا شامل نہین تھا پوشیدہ راز پر مثل اوس خواب کے جو مکہ معظمہ مین آپنے دیکھا اسی سبب سے اس خواب کو حضرت نے آپنے اپنے اہلبیت اور اولاد عبد المطلب سے بیان کر دیا وَتَھَایَجَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ بِالْبُکَاءِ حَتّٰی شَبَّہُوْہُ بِیَوْمٍ مَاتَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ایک شور برپا ہو گیا عورت اور مرد سب بلبلا گئے

اور اسقدر آواز گریہ وزاری کی بلند ہوئے کہ یہ دن مشابہ ہوگیا روز وفات جناب رسولخدا صلعم سے وقد روی

فی کامل الزیارۃ انّہ لمّا ھمّ الحسینؑ بالشخوص عن المدینۃ اقبلت الیہ نساء بنی عبد المطلب

کتاب کامل الزیارۃ میں روایت کی ہو کہ جب امام حسینؑ نے مدینہ سے قصد روانگی کا فرمایا عورات اولاد عبد المطلب

آپکے خدمت میں آئین فاجتمعن للنیاحۃ حتّی مشی الیھنّ الحسینؑ فقال انشدکنّ اللّٰہ ان تبدین ھذا

الامر معصیۃً للّٰہ نوحہ اور بین کرنے کی غرض سے وہ مخدرات جمع ہوئین تا اینکہ امام حسینؑ اونکے حلقہ مین گئے

اور جاکر فرمایا تمکو خدا کی یاد دلاکر مین کہتا ہون کہ خبردار ایسا نوحہ نکرنا جو خدا کی معصیت پر شامل ہو مطلب

حضرت کا یہ ہو کہ نوحہ وزاری جو مروج عوام جہلہ مین ہو وہ نکرنی چاہیے اور نہ ایسے گریہ وزاری کرو جو رسول کی

نافرمانی پر شامل ہو فقالت لہ نساء بنی عبد المطلب فلمن نستبقی النیاحۃ والبکاء عورات

حضرت سے عرض کی کہ اب کون باقی رہا اس گھر مین جسکے فوت ہونے پر ہم گریہ وزاری اوٹھا رکھین فھو عندنا

کیوم مات رسول اللّٰہ وعلیؑ وفاطمۃ ورقیۃ وام کلثوم وزینب یہ آج کا دن ہمارے لئے

ایسا ہی جیسے آج رسول اللہ اور علی اور فاطمہ اور رقیہ اور زینب اور ام کلثوم دختران رسولخدا مرگئے ہین

یعنی آپ اون سب کے یادگار ہین فننشدک اللّٰہ جعلنا اللّٰہ فداک من الموت یا کس بیقراری کا …

پیر کنبہ کی بی بیان کہہ رہی ہین ای حسینؑ خدا کے لئے ہم سب آپ پر سے قربان ہوجائین اپنے موت کی خبر ہمکو …

واقبلت بعض عمّاتہ تقول اشھد یا حسین لقد سمعت الجنّ ناحت بنوحک وھم یقولون

بعض پھوپھیان خواہ پدری رشتہ دار مخدرات امام حسینؑ کے روبرو آکر کہنے لگین گواہ رہو ای حسینؑ کہ مین نے

جنونکو نوحہ کرتے ہوئے سنا ہو جو آپکے حال کو یون کہہ رہے ہین ؎ وانّ قتیل الطّف من آل ھاشم

اذلّ رقابا من قریش فذلّت ہر اینہ اس شہید کے شہادت نے جو کربلا کے میدان مین قتل کیا جائیگا

اور اولاد ہاشم سے ہی قریش کے گردنین جھکا دین یعنی قریش کو آپکی شہادت نے ذلیل اور خوار کردیا اور

بیشک خوار ہوہی گئی حبیب رسول اللّٰہ لم یک فاحشا ابانت مصیبتک الانوف وجلّت

کون حسین جو پیارے حبیب خدا کے ہین اور خود وہ مرد بے باک نہ تھے اور اگر فاحش خاء نقطہ دار سے پڑھا جائے

تو یہ مراد ہو کہ کسی کو امام حسینؑ نے بیکارہ اور بے ہتیار نہین کردیا بلکہ سبکی سرپرستی کرتے تھے ایسے نہ تھے کہ …

خواہ اور قبیلہ کے لوگ اونکی یاری نکرین اب خطاب کرکے حضرت کیطرف وہ جن کہہ رہے ہین کہ آپکی

مصیبت نے بڑی بڑی ناک والون کی ناکین اوڑا دین اور پھر وہ مصیبت بہت بڑی مصیبت ہوگئی

ترجمہ تمام ہوا قُلْتُ وَاِنَّمَا مَنَعَهُنَّ الْحُسَيْنُ لِلنِّيَاحَةِ اَوَّلًا اِخْتِبَارًا لَهُنَّ وَاَرَادَ اَنْ يَنْكَشِفَ عَنْ حَالِهِنَّ اَنَّهُنَّ هَلْ يَبْعَثْنَ بِالْعَزَاءِ الْمَطْلُوْبِ الْوَاجِبِ اَوِ الْمَنْدُوْبِ اَمْ يَنُحْنَ عَلَيْهِ بِنَوْحِ النِّيَاحَةِ الْمَرْسُوْمَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اب مین کہتا ہون کہ پہلے جو امام حسینؑ نے ان مخدرات کو نوحہ اور بین کرنے سے منع فرمایا تھا وہ محض نظر امتحان کے تھا ارادہ حضرت کا یہ تھا کہ انکا حال معلوم ہو جاے کہ یہ انکی گریہ وزاری مطابق حکم شرع کے بکاء واجب یا بکاء مستحب مین داخل ہے یا کہ ویسا بین کرنا چاہتے ہین جیسا کہ زمانہ جاہلیت مین عرب مین جاری تھا جو شرع مین حرام کیا گیا ہے فَلَمَّا اَظْهَرْنَ مِنْ غَرَضِهِنَّ فِي اِقَامَةِ تِلْكَ النِّيَاحِ اَنَّهُ لِفَقْدِ اَنْوَارِ اللّٰهِ وَحُجَجِهِ لَا لِنِيَاحِ الْقَرَابَةِ سَكَتَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَمْنَعْهُنَّ بَعْدَ ذٰلِكَ جب اون مخدرات نے اپنی غرض کو اس نوحہ کرنے مین ظاہر کر دیا اور کہدیا کہ ہمارا رونا نور خدا کے غایب ہونے پر ہے اور سردار انبیا اور امام الہدےٰ اور فاطمہ زہرا کی موت اور تمہاری موت کو ہم یکسان سمجھ رہے ہین اور یہہ قرابت کے نظر سے نہین اوسوقت حضرت نے سکوت فرمایا اور پھر منع نکیا کہ مشروع گریہ تھا اور ہم رونے کے کسی اقسام ایک باب جداگانہ مین لکھین گے انشاء اللہ

باب ۶۴ دوسرا خواب امام حسینؑ کا مکہ معظمہ مین تشریف اوری جناب رسولخدا کی اوسکے بعد خطبہ پڑہنا امام کا اور شرح خطبہ اور ضروری باتین متعلق شہادت اور چند شبہات کا جواب

ثُمَّ لَمَّا نَهَضَ الْحُسَيْنُ وَبَلَغَ حَرَمَ الْكَعْبَةِ وَاَقَامَ بِهَا شُهُوْرًا عَلَى مَا يَدُلُّ وَكَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَا كَانَ پھر جب امام حسینؑ چوتھی شعبان ۶۰ سنہ مدینہ کو چھوڑا اور حرم کعبہ مین پہونچے اور چند ماہ وہان مقیم رہے اور اتنے زمانہ مین جو مصایب حضرت پر گذرے گذرے حَتّٰى اَنَّهُ اَرْسَلَ ابْنَ عَمِّهِ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلٍ اِلَى الْكُوْفَةِ وَحَتّٰى اَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ اور یہانتک کہ جناب مسلم بن عقیل رح کو امام حسینؑ نے کوفہ کو روانہ کیا اور اخر کا یہ حال ہے کہ صبح یوم ترویہ کے یعنی اٹھوین ذی الحجہ کے فجر کو مکہ مین ہوے وَمَا يُدْرِيْكَ مَا يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تجہہ اکو معلوم ہے کہ یہ کون سا ترویہ کا دن تھا اور جنکے نانا کے دین کے اعمال مسنون جاری کئے ہوئے ہین اونہینکے فرزند امام حسینؑ تھے اور خانہ کعبہ مین پناہ گزین بھی ہوئے تھے وَاِنَّهُ لَيَوْمٌ كَانَ النَّاسُ يَرُوْحُوْنَ فِيْهِ اِلَى عَرَفَاتٍ یہی دن تھا کہ تمام آدمی امت محمد صلعم کے جو حج کرنیکے ارادے سے اوس روز مقام عرفات کو واسطے ادا اعمال حج کے بکشادہ پیشانی جا رہے تھے وَالْحُسَيْنُ فِي حَالٍ شَدِيْدٍ لَا يَقْدِرُ اَنْ يُتِمَّ حَجَّهُ لِوُرُوْدِ عَسْكَرِ يَزِيْدَ الَّذِيْ اَرْسَلَهُ فِي اِمَارَةِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ لِقَتْلِهِ فِي الْحَجِّ ہزار افسوس کہ اوس روز امام حسینؑ خوف شدید مین مبتلا تھے اتنی قدرت انکو نتھی کہ اعمال حج کو تمام کرین ایسے کہ

لشکر یزید کا بشکل حاجیوں کے جسکا سردار عمر بن سعد تھا مکہ میں آچکا تھا فبدل الحجۃ بالعمرۃ لاجل الخوف
بنظر مجبوری اپنے حج مسنون کو عمرہ سے بدل دیا ولو لم یفعل ذلک لاخذ فی حرم الکعبۃ او قُتِل
فیہ اور اگر ایسا نکرتے تو خواہ حضرت عین خانہ کعبہ میں گرفتار ہو جاتے یا اوسی مقام متبرک میں آپکا خون بہایا جاتا
اور آل رسول کی قربانی بجاے دنبہ اور گوسفند کے ہوتی واُفٍّ لکَ یا دہر اخوان الم تعلم ان اللہ
سبحانہ جعل بیتہ ہذا امنا للناس علی الظاہر عموما تف ہو تجھپر اے زمانہ ناہنجار
کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ خدا نے اپنے اس گھر یعنی خانہ کعبہ کو جاے پناہ عام آدمیوں کے لیے بنایا ہے جیسا کہ ظاہری معنی
اس آیت کے ہیں وعلی الحقیقۃ المراد من ذلک البیت بیت النبوۃ واہلہ فانہ امان للناس
من شدائد الدنیا والآخرۃ ان استامنوا منہ کما ورد عنہم اور در حقیقت مراد اوس گھر سے
جسکو خدا نے جاے امن فرمایا ہے اور طاہر اور مطہر کیا ہے بیت نبوت ہے اور اہلبیت اوسکے ہیں کہ یہی گھر تمام آدمیوں کے
واسطے جاے امان ہے شدائد دنیا اور آخرت سے بشرطیکہ اسی گھر سے پناہ طلب کریں یعنی انکی اطاعت میں
در آئیں چنانچہ ائمہ نے اس آیت کی تفسیر یہی فرمائی ہے فقولہ تع ومن دخلہ کان امنا یعنی بہ
من دخل فی دار محمد ص پس یہ فرمانا خدا کا کہ جو اس گھر میں داخل ہو بیخوف ہو جائیگا مراد اس سے یہی
گھر ہے ہمارے نبی صلعم کا فہیہات ثم ہیہات ان اہلبیت الرسول لا یامنون فی بیتہ
ایضا افسوس صد افسوس کہ اہلبیت رسول کو خدا کے گھر میں بھی پناہ نملی جیسے کہ امام حسین کو نملی وذکر
المنام الثانی ومجیء رسول اللہ فی ذلک المنام عند سبطہ الاصغر اب ہمکو لازم ہے کہ دوسرا
خواب امام حسین کا اور اوسمیں تشریف آوری جناب رسول خدا کی بیان کریں وہو المنام الذی
رآہ الحسین فی مکۃ قبل مسیرہ الی العراق بیوم واحد اور یہ وہی خواب ہے جو امام حسین نے
مکہ معظمہ میں قبل روانگی عراق کے ایکدن پہلے دیکھا ہے وقد اخبر بہ اخاہ محمد بن الحنفیۃ وعبد اللہ
بن عباس وعبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن جعفر ویحیی بن سعید اس خواب کو بقدر ضرورت
آپنے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن جعفر اور یحیی
بن سعید سے بیان فرمایا تھا اور بیان بھی ویسا ہی فرمایا جیسے جسکے ذمہ حق واجب امام کا ہو
ذرا خیال کیجیے کہ محبت خدا کا بیان اس خواب میں ہر ایک سے کیونکر تھا ولم یقصص رؤیاہ
علی احد منہم مگر کسی سے پورا خواب حضرت نے بیان نہیں فرمایا بل قال لاخیہ محمد انا رسول اللہ

بعد ما فارقتک فقال یا حسین اخرج فان اللہ شاء ان یراک قتیلا بلکہ اپنے بھائی محمد بن حنفیہ
سے یہ کہا کہ تشریف لائے میرے پاس رسول خدا بعد اوس گفتگو کے جب مین تمسے جدا ہوا اور مجھ سے ارشاد کیا
کہ اے حسین اب خروج کرو خدا کی مشیت جاری ہوگئی ہے تمکو شہید اور کشتہ ناحق چشم قدرت سے دیکھے
وانما صرح بذلک منہ لانہ اخو المؤتمن عندہ ولم یکن ظاناً بہ ظن السوء کان لا یمنعہ
عن المسیر الا ترحما علیہ وبرا بہ اسقدر تصریح جناب محمد بن حنفیہ سے اسوجہ سے فرمائی کہ وہ حضرت کے
بھائی تھے اور امین اور معتمد تھے مسلہ جبر کے قائل تھے عالم کامل تھے اونکو بدگمانی امام حسین کیطرف نتھی
اونکا منع کرنا سفر عراق سے فقط بنظر جوش خون و قرابت کے تھا کوئی اور غرض فاسد تھی جیسے کہ اور
لوگونکی تھی اور صاف کہدیا کہ مجھے جہاد کرنیکا حکم جناب رسول نے دیدیا اور مشیت الہی کے جاری ہونیکی
بھی خبر دیدی وقال لعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن الزبیر ان رسول اللہ امرنی بامر وانا ماض فیہ
اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر سے اصلی حال نہ چھپا کر یون ارشاد کیا کہ مجھے رسول خدا صلعم نے ایک امر کے
بجا آوری کا حکم دیا ہے اب اوسکے بجا آوری پر مین آمادہ ہوگیا ہون یہ دونو جیسے تھے اوسی طرح حضرت نے
انسے ارشاد بھی فرمایا آیندہ ابواب مین دونو کا حال انشاء اللہ کتب اہل سنت سے بیان کرونگا وقال
لعبد اللہ بن جعفر ویحیی بن سعید انی رایت رسول اللہ فی المنام وامرنی بامر وانا ماض فیہ
اور عبد اللہ بن جعفر شوہر جناب زینب اگرچہ یہ بھی عزیز قریب تھے مگر اون مدارک عالیہ پر نہ پہونچے تھے مثل
محمد بن حنفیہ کے اور یحیی بن سعید یہ بھی اوساط ناس مین تھے انسے حضرت نے یون کہا کہ مین نے رسول خدا کو
خواب مین دیکھا اور اوسی خواب مین حضرت نے مجھے ایک حکم دیا ہے اوسی حکم کے بجا آوری مین اب
متوجہ ہوا ہون فقالوا وما تلک الرؤیا ان لوگون نے یا انھین دونو نے کہا کہ آخر کیا خواب آپنے
دیکھا ہے بیان تو فرمائیے (خیال کیجیے جب امام کو خفا منظور تھا جو قرینہ سے معلوم ہوگیا تھا
اب انکو پوچھنا بجز اسکے کہ حضرت انکار صریح کردین اور کیا فائدہ تھا مگر ضبط نکر سکے اور پوچھا
فقال ما حدثت بہا ولا انا محدث بہا احدا حتی القی ربی عز وجل امام حسین نے
کہا کہ اوس خواب کو نہ مین نے کسی سے پورا بیان کیا ہے اور نہ کسی سے پورا بیان کرونگا تا اینکہ مین اپنے
پروردگار سے ملاقات نکرون ولنذکر ما فہمنا من بیان الحسین تلک الرؤیا اب ہم
بیان کرتے ہین اون امور کا جنکو ہم سمجھے ہین امام حسین کے بیانات سے جو اس خواب کے بیان مین

آپ نے کہا ہے فقوله لاخيه محمد انه مامور بالخروج اعني الجهاد مع كونه قتيلا كانه نص
في كون جهاده الخاص مغائر للجهاد المشروع یہ جو امام حسینؑ نے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ
جناب رسول نے مجھے حکم خروج کا یعنی جہاد کا دیا ہے اور ساتھ ہی اوسکے یہ بھی کہ خدا کو منظور ہے کہ تم شہید ہو…
اس سے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ جہاد امام حسینؑ کا جہاد اسلام سے جدا ہے یعنی اسمین فتحیابی نہیں ہے کہ آپ اور آپکے
ہمراہی مجاہدین سب مقتول ہو جائین ليكون قتله كاشفا عن كل ما كان مخفيا الى يومه هذا
تاکہ انکی شہادت ہونے سے جتنی باتین حقیت خلافت کی چھپی ہوئی تھین سب کھلجائین وليكون
الحسين باب الجنة والنار اور امام حسینؑ دروازہ بہشت اور دوزخ مین جانیکے ہو جائین لان امر
الخلافة ووصاية رسول الله وان كان الله ورسوله قد اوضحه بطريق الوحي وبين رسول الله…
مراتبها اسلیے کہ امر خلافت اور جانشینی رسول کو اگرچہ خدا نے بطریق وحی کے ظاہر کر دیا تھا اور جناب رسول خدا نے
ہر طرح سے مکرر سہ کرر امت کو سمجھا دیا تھا وسمى واحدا بعد واحد من الائمة والخلفاء لامته
اور ایک ایک کا نام بھی جناب رسول نے اپنے خلفا اور اماموں کا بارہ تک بتلا دیا تھا حتى انه قال من مات ولم…
امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية یہانتک ضرورت امام کی بیان فرمادی تھی کہ تا روز قیامت جو کوئی…
اور ہے امام زمانہ کو اوسنے نہ پہچانا ہو گا اوسکی موت کفر کی ہو گی لكن الامة قد اختلفت في ارائهم بعد النبي المصـ…
كما تعلم ولست اتعرض بذكرها مگر امت نے بڑا اختلاف کیا اسی مسئلہ خلافت اور امامت مین جیسا…
معلوم ہے اور مین اوسکے ذکر سے اس کتاب مین تعرض نکرونگا اسلیے کہ یہ کتاب مناظرہ اور مباحثہ کی…
وبالجملة فامر علي في امر الخلافة وكذالك امر الحسن ايضا قد خفي على بعض الامة لاسبا…
كثيرة لا نرى في ذكرها فائدة اور خلاصہ یہ ہے کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب کا حال پہلے…
ہونے مین اور اسیطرح جناب امام حسنؑ کا حال اول سے آخر تک ایسا ہے کہ بعض اشخاص امت پر بظاہر پوشیدہ…
اور اس پوشیدگی کے بہت سے اسباب تھے جنکے ذکر سے ہمکو یہان کچھ فائدہ نہین ہے اور شاید کہ…
بیان کے مناسب نہین ہے اما شهادة مولانا الحسين واهل بيته واصحابه وكيـ…
وسلب نسائه وفيهم بنات رسول الله وهتك حريم رسول الله بايدي…
ثقات التابعين لیکن شہادت امام حسینؑ کی اور آپکے اصحاب اور اہلبیت کی اور گھر کا…
مخدرات یعنی جناب زینبؑ اور ام کلثوم دختران رسول کی چادرین اوتار لینا اور ہتک حرمت…

کے کرنے لبعض معتمد اور ثقہ گروہ تابعین کے ہاتھہ سے بہہ ثواب چھپ نہین سکتی ہے وہو عمر
بن سعد وہو الذی نص علی ثقتہ الذہبی فی تہذیب الکمال وفی میزان الاعتدال اور یہہ
ثقہ اور معتمد تابعی اکابر اہلسنت کے نزدیک کون ہین عمر بن سعد جنکو ذہبی نے دونو کتاب
رجال مین یعنی تہذیب الکمال اور میزان الاعتدال مین ثقہ لکہا ہے وفی شرح المشکوٰۃ لعلی
القاری انہ کان مجتہداً فیما فعلہ وربما حسن حالہ وطاب مآلہ اور بڑے عالم ملا علی قاری
شرح مشکوٰۃ مین عمر بن سعد کو فقط ثقہ ہونا نہین لکہتے ہین بلکہ یہہ بھی اونکا ارشاد ہے کہ عمر بن سعد نے
قتل اور غارتگری وغیرہ جو جو سلوک امام حسین اور اہلبیت رسول سے کیا ہے ان سب امور مین
مجتہد تہے اور اونکا حال اچہا ہے اور انجام بھی اوسکا نیک ہے ایجاد ہاتہہ پکڑ کر بہشت مین رسول کا
گہر لٹوا کر اور کنبہ کو قتل کرا کے واہ رے بہائی مسلمانون وکون تلک الشہادۃ فی حیوۃ بعض اکابر
الصحابۃ کانس بن مالک والبراء بن عازب وزید بن ارقم الذین جمعنا اسمائہم فی باب خاص
من کتب القوم اور نیز اس شہادت کا واقع ہونا زمانہ حیات مین بعض بڑے بڑے صحابہ کے جنکے اوصاف مین دفتر
دفتر احادیث نبوی بھی طیار ہین جیسے انس بن مالک اور براء بن عازب اور زید بن ارقم وغیرہ جنکی فہرست
کتب اہلسنت سے مثل اصابہ اور اسد الغابہ وستیعاب کے ہم لکہینگے انشاء اللہ وبیعۃ بعض الثقات منہم
لیزید بن معاویۃ کعبد اللہ بن عمر مع عدم بیعتہ لعلی کما فی البخاری ومسلم اسیطرح بیعت کرنا
بعض ثقات کا انہین لوگونمین سے یزید کے جیسے عبد اللہ فرزند ارجمند خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب کا اور حضرت علی
کی بیعت انہون نے نہین کی دیکہو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو مع کون یزید حلیف الخمر معلنا
للفسق لکن قد اجتمعت فیہ الشرائط الثلثۃ للخلافۃ وہی الاجماع او الاستخلاف والغلبۃ بیعت
ان لوگون نے توکی باوجودیکہ یزید کہلا ہوا شرابی اور ظاہری فاسق تہا مگر تین شرطین جو ضروری ہو
خلافت کی ہین وہ تینون یزید مین جمع تہین اجماع بہی ہو گیا اور باپ نے اپنا جانشین بہی کیا تہا اور
تسلط اور غلبہ ایسا تہا کہ جسکو سب جانتے ہین فوقوع الشہادۃ فی مثل ہذہ الحال قد کشف عن
معایبہ واظہر الخطایا فی الآرائہ وابطل الاجماع علی الضلال یہہ مصلحت الٰہی اور حکمت بالغہ خداوندی
ایسی حالت مین امام حسین کی شہادت کا واقع ہونا ابدیدہ حق کو بخوبی ظاہر کر دیا اور جسقدر
خطائین امت پر کی تہی اور گمراہی پر اجماع کر لیا تہا ۔ بکو انکہو نسے دکہلا دیا واوضح سنن الطریق

دیجی اللغویتی قربان جان ہماری نانا اور نواسہ دونون پر کہ کیسا سیدہا رستہ کہولدیا اور جو کوئی غرق
ضلالت تہا اوسکو بچا لیا وانسد باب التاویلات الواہیۃ التی کان الشیطان یلقیہا فی روع الناس
وخلص امر الحق عن الشک والالتباس اب دروازہ تاویلات باطلہ کا بند ہو گیا جن تاویلونکو
شیطان امت کے دلونمین ڈالتا تہا اور جو امر حق تہا بالکل شک اور شبہ سے خالص ہو گیا
فصار الحسین باب الجنۃ والنار اب ہمارے مظلوم حسینؑ بہشت اور دوزخ کے دروازہ ہوگئے
قال الغزالی فی احیائہ یحرم علی الواعظ ذکر مقتل الحسین فانہ یورث البغض من الصحابۃ
سمجھکر امام غزالی نے کتاب احیاء العلوم مین کہدیا کہ شہادت امام حسینؑ کا بیان کرنا واعظ پر حرام
اسلیے کہ اسکے سننے سے بغض اور عداوت صحابہ سے پیدا ہوتی ہے قلت من شک بعد ذلک
فی کون الحسین مظلوما عن حقہ او بالغ فی التعصب واقر بکون یزید اماما وخلیفۃ لاستجماعہ
الشروط مین کہتا ہون کہ اب جسکو امام حسینؑ کے مظلوم ہونے مین شک ہو یا کہ فرط تعصب سے
عین اصول مذہب پر بنا کرکے یزید کو خلیفہ برحق جانے اور کیونکر جانے سب شرطین خلافت کی
یزید مین جمع ہو رہی ہین ثم قال قد قتل الحسین بسیف جدہ کما فی شرح القصیدۃ الھمزیۃ
پہر وہی متعصب شرح قصیدہ ہمزیہ مین اپنے اصول مذہب پر بنا کرکے کہدے کہ امام حسینؑ اپنے
نانا کے تلوار سے مارے گئے یعنی خلیفہ پر خروج کیا تہا لہذا یزید نے اونکو قتل کیا بفیک ایہا القائل الکثکث
تیرے مونہہ مین خاک پڑے اے نادان فلا یشک مومن فی کونہ خارجا عن امۃ محمد ولا فی
کونہ کافرا جو امام حسینؑ کے حق مین ایسا کہے کہ حق پر تہے یا کہ خلیفہ برحق پر خروج کیا تہا اب کوئی
مسلمان اوسکو امت محمد سے کبھی نجانیگا اور ضرور اوسکو کافر کہدیگا ولیس ہذا الحق الا الامامۃ
والخلافۃ اور جس حق سے امام حسینؑ باز رکہے گئے اور اونسے یزید نے اوسکو لینا چاہا وہ بھی خلافت اور امامت
تہی او کیا تہا ومن اعتقد کونہ اماما حقا فلا بد ان یصدقہ فی جملۃ اقوالہ فیسلم کون اخیہ وابیہ الخ
اور جو کوئی امام حسینؑ کو خلیفہ اور امام برحق جانیگا ضرور ہے کہ انکی سب باتونکو سچ مانیگا پس امام حسنؑ اور
امیر کو بھی امام او خلیفہ برحق کہیگا وسلم وجہہ مخلصا للدین للہ یہی شخص خالص بن خدا پر ایمان لائیگا
اطاعت جبکا مولا ہوگا اور یہی مسلمان ہے اللہم فلک الحمد علی ما الہمنا من الحق وھدیتنا الصراط المستقیم
خدایا کہانتک ثنا کرون کہ تو نے ہمکو حق کا الہام کیا اور سیدہی راہ اپنی ہمکو دکہلائے ومن ہذا البیان کان اوضح

انما يقال وليجري على السن العوام والخواص من المسلمين ان الحسين فدى بنفسه على امة جده اور اسی مختصر
بیان سے شاید مین نے اچھی طرح سمجھا دیا کہ جو عوام اور خواص مسلمین کے زبان پر جاری ہے کہ امام حسین نے
اپنی جان اپنے نانا کے امت پر فدا کر دی اوسکا کیا مطلب ہے وانما المراد منه انه اختار كونه قتيلا مظلوما
بل تسبى نسائه ويذبح اطفاله ويهتك حريمه ليحيي الحق ويبطل الباطل اس کہنے کا یہی مطلب ہے
کہ امام حسین نے بحکم خدا و رسول خدا یہہ جو اختیار کیا کہ وہ خود بھی مظلوم ہو کر شہید ہوں اور باوجود شجاعت
اور غیرت کے اپنے عیال کا قید ہونا گوارا فرمایا اپنے بچوں کا ذبح کیا جانا اور حرم کی ہتک حرمت بھی منظور فرمائی اس سے
غرض حضرت کی یہی تھی کہ حق کا ثبوت ہو جائے او باطل سبکے سمجھ مین باطل نظر آجاوے ثم تقع الشبهات
عن الدين ويرد دين الله المبين اور جسقدر شبہات گڑے ہوئے پھیلا دے ہین اور جو جھوٹھ کو رواج ہو گیا
ہے سب دور ہو جائے ويعلم ان الخلافة والامامة انما هي حق لاهل بيت نبيه الذين اختارهم الله
يوم خلق الخلق اور یہہ بھی حضرتکو منظور تھا کہ سبکو معلوم ہو جائے کہ خلافت اور امامت خاص کر
حق ہے اونہین اہلبیت رسول کا جنکو خدا نے بروز خلقت انسان اونہین بزرگوارونکیواسطے
دیا ہے رجعنا الى ذكر المنام الثاني وما وقع بعدها من الامور اب ہم پھر پلٹتے ہین دوسرے خواب امام
حسین کے بیان کرنے کیطرف اور جو جو باتین اسخواب دیکھنے کے بعد واقع ہوئی ہین اونکو بیان
کرتے ہین ومن لطائف الاسرار الغامضة انه كما اتى رسول الله في المنام الى الحسين وامره بالخروج كذلك
اتى امير المؤمنين الى مسلم بن عقيل رضوان الله عليه في الكوفة في تلك الليلة وبشره بالشهادة او
لطائف اسرار سے یہان پر ایک یہہ بھی امر ہے کہ جسطرح آجکی رات مکہ مین جناب رسول امام حسین
کو حکم دیا اور بشارت شہادت دینے تشریف لائے اسیطرح جناب امیر کوفہ مین اسی شبکو حضرت
مسلم کو بشارت شہادت دینے کو گھر مین طوعہ کے تشریف لائے تہے وقد ذكرنا في باب مسلم
ما يناسبه حضرت مسلم کے باب مین جو کچھہ مناسب اونکے حال ہے اس تشریف آوری مین تہا مین لکھہ چکا ہون
في هذا الباب فاقول قد علم من هذا ان شهادة مسلم كانها كانت توطئة لشهادة سيدنا الحسين
اس باب مین ہمکو یہہ کہنا ہے کہ ان دونو بزرگوارونکی تشریف آوری سے یہہ بات
معلوم ہوئی کہ شہادت جناب مسلم کی گویا ایک تمہیدی بات تھی امام حسین کی شہادتکی
ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسلم نے جو کار روائی کوفہ مین کی تھی وہ عین مطلوب

جناب رسول تھے ویؤید ذلک قراۃ الحسین بعد ما اخبر بشہادتہ قولہ تعالیٰ ومنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر اور اسکی تائید کرتا ہے امام حسین کا اس آیت کو پڑھنا بعد پہونچنے خبر شہادت مسلم کے کہ بعض لوگ ایسے ہین جنھون اپنے امر بزرگ اور کار سترگ کو پورا کردیا یعنی مسلم اور بعض ابھی منتظر وقت ہین اپنے خدمت کے بجا اور یکے ہین کہتا ہون کہ لفظ نحب کے گیارہ معنون مین سے یہہ معنی جناب امام حسین کی تلاوت مین زیادہ مناسب بحال معلوم ہوئی ہین جنکو بنیے روایت کے ترجمہ مین لکھا ہے ومن مفدہ القراین والعلامات لظہر عندی آن الذی کان یخفیہ الحسین من امر المنام لعلہ کان ما اول لہ بعد ذلک اور انہین قراین اور علامات سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو امر متعلق باموراس خواب امام حسین چھپاتے تھے شاید یہہ وہی بات ہوگی جسکو ہم اس تمہید کے بعد لکھین گے وھو ان تلک الشہادۃ وان کانت من الامور المعہودۃ لکن یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور وہ یہہ بات ہے کہ یہہ شہادت اگرچہ اسکے نسبت عہد وپیمان ہوچکا تھا مگر درگاہ بے نیازی خدا کی ایسی ہے کہ جو چاہے مٹا دے اور جو چاہے بجا ئے خود ثابت رکھے اسکے کہ لوح محفوظ کا علم اوسیکو ہے فما لم یامر اللہ نبیہ ولم یقل لہ انہ قد شاء بمشیتہ ماضیۃ لم یکن مقطوعا بہ من وقوع البداء بس جبتک خدا نے اپنے نبی سے یہہ نہ فرمادیا کہ اب ہم نے قطعی مشیت جاری کردی اس شہادتکے واقع ہونے مین اور وقت بھی مناسب اسکا آگیا اب تم مطمئن ہوجاؤ اوسوقت تک مصلحت پلٹ جانیکا احتمال ضرور باقی رہیگا فلما اذن اللہ نبینا محمد الانبیاء سبطہ نائبا واظہر بعض مقدماتہ وہو شہادۃ مسلم ثقۃ الحسین واظہر من الفرح والمسرۃ حتی انہ خطب خطبۃ ما نعتہ اور جب خدا نے اپنے نبی کو اجازت دی کہ اب جاؤ اور حسین سے کہدو کہ تمہاری شہادت اب قطعی منظور ہوئی اور اس اجازت کے ساتھہ بعض مقدمات شہادت کو بھی خدا نے ظاہر کردیا یعنی جناب مسلم شہید بھی ہوچکی اب امام حسین کو پورا یقین اپنے کشتہ اور شہید ہونیکا اور صلہ اور انعام پانیکا ہوگیا لہذا خوشی اور مسرت ظاہر فرمائے تا اینکہ ایک خطبہ بھی ارشاد کیا جسکے الفاظ یہہ ہین فی کشف الغمۃ عن کمال الدین بن طلحۃ قال لما عزم الحسین علی الخروج الی العراق قام

خطبہ نقل کتاب کشف الغمہ مین کمال الدین بن طلحہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین جب مکہ
معظمہ سے امام حسین نے سفر عراق کا ارادہ فرمایا کھڑے ہوکر یہہ خطبہ مختصر آپنے پڑھا تھا دیکھئے حضرت
اس خطبہ کے مضامین کو اور وجد اور حسرت کو حضرت کے ملاحظہ کیجئے خطبہ یہہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
وَمَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سب طرحکی ستایش خدا کیواسطے ہے اور جو خدا چاہے
وہی ہوتا ہے اور کسی طرح کی قوت کسیکو نہین ہے حتی مجھے بھی نہین ہے مگر خدا کے مدد سے
قوت ہوتی ہے وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَسَلَّمَ اور درود اور سلام ہو رسول خدا پر خُطَّ
الْمَوْتُ عَلٰی وُلْدِ اٰدَمَ مَخَطَّ الْقِلَادَۃِ عَلٰی جِیْدِ الْفَتَاۃِ خط یا نشان موت کا آدمی کے بدن پر
ایسا ظاہر یا خوشنما ہے جسطرح جوان عورت کے گردن مین گہلو بندیا ہنسلی اور طوق کا نشان ہوتا ہے
مراد یہہ ہے کہ موت جب ایسی ضروری چیز ہے پہر اوس سے ڈر کیا ہے وَمَا اَوْلَہَنِیْ اِلٰی اَسْلَافِیْ
اِشْتِیَاقَ یَعْقُوْبَ اِلٰی یُوْسُفَ مجھے کسقدر بے صبری اور یہہ کیسی بیقراری اپنے بزرگان خاندان سے
ملنے کی ہے جسقدر اشتیاق حضرت یعقوب کو حضرت یوسف سے ملنے کا تہا قُلْتُ وَاِنَّمَا عَكَسَ
التَّشْبِیْہَ وَلَمْ یَقُلْ اِشْتِیَاقَ یُوْسُفَ اِلٰی یَعْقُوْبَ مَعَ كَوْنِ الْمَقَامِ ہُوَ الْمَقَامُ مین کہتا ہون کہ حضرت نے
تشبیہ کو اولٹا ذکر کیا اور یہہ نہ کہا کہ جیسا اشتیاق حضرت یوسف کو حضرت یعقوب سے ملنے کا
تہا حالانکہ مناسب یہی تہا کہ آپ چہوٹے تہے اور اسلاف آپکے ایسے بڑے تہے لِاَنَّہٗ فِیْ ضَنْكٍ
مِّنَ الْكَرْبِ وَالْحُزْنِ مِثْلُ مَا كَانَ یَعْقُوْبُ وَاَسْلَافُہٗ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ فِیْ جِوَارِ اللّٰہِ مُتَنَعِّمُوْنَ كَمَا كَانَ
یُوْسُفُ مُتَنَعِّمًا وَہُوَ عَلٰی سَرِیْرِ الْخِلَافَۃِ اس اولٹی تشبیہ کا یہہ سبب ہے کہ امام حسین نہایت رنج
ومصیبت مین دشمنونکے مظالم سے گرفتار تہے اور ہردم رنج اور آفت کا سامنا حضرت کو
مثل حضرت یعقوب کے رہتا تہا اور بزرگ آپکے نانا اور باپ بہائی اور ماں جوار رحمت الٰہی
ونعمات الٰہی سے عیش کا سامان سب انکو مہیا تہا اب تو یہی تشبیہ اولٹی درست ہوگی
جو آپنے دی ہے وَخُیِّرَ لِیْ مَصْرَعٌ اَنَا لَاقِیْہِ میرے واسطے جو ایک مقام زمین پر گر پڑنیکا بعد
قتل کے پسند کیا گیا ہے یعنی خدا نے اوسکو منظور کیا ہے مین اوسی مقام کے ملنے کو جاتا
ہون یعنی اوس مقام پر ضرور پہونچونگا اور وہان پہونچنے سے پہلے کوئی مجھے روک نسکیگا
وَكَانَ كَذٰلِكَ اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ رِجَالَ الْحَیِّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ الَّذِیْنَ اَرْسَلَهُمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لِمُحَارَبَتِهٖ

عَنِ الْمَسِيْرِ اِلَى الْعِرَاقِ مین کہتاہون ایساہی تو واقع ہوا کیا تمنے نہین سنا ہے کہ بہت سے اشرار بنی امیہ کو عمر بن سعید نے حضرت کی روکنے کے غرض سے بہیجا تہا کہ سفر عراق نکرنے پائین فَمَنَعُوْا اَصْحَابَ الْحُسَيْنِ اَقْلَاعَ عَدَدَاضَرَبُوْهُمْ بِالسِّيَاطِ وَاَنْهَزَمُوْا جَمِيْعًا وَكَذٰلِكَ اَصْحَابَ الْحُرِّ اَيْضًا كَمَا مَرَّ بس باوجودیکہ اصحاب امام بہت کم تہے مگر اون اشقیا کو کوڑے مار مار کر بہکا دیا جسطرح کہ ہمراہیان حر کو بہی بزور ملاقات حر اسیطرح بہکا دیا تہا جیسا اوپر ہم لکہہ چکے كَاَنِّيْ بِاَوْصَالِيْ يَتَقَطَّعُهَا عُسْلَانُ الْفَلَوَاتِ بَيْنَ النَّوَاوِيْسِ وَكَرْبَلَاءَ مجہے ایسا نظر آتا ہے گویا میرے بدنکے جوڑ بند کو اور جا بجا جنگل کے وہ گاڑہے شبنم جو مثل شہد کے ہوجاتی ہے ڈہیلا کرکے جدا جدا کردے گے اور یہہ ایذ مجہے اوسمقام پر ہوگی جو درمیان نواویس (جمع ناوس ایک چہوٹا گاؤن عراق مین ہے) اور کربلا کے واقع ہے فَيَمْلَاَنَّ مِنِّيْ اَكْرَاشًا جُوْفًا وَاَجْرِبَةً سُغْبًا انہین دونو مقام کے لوگ خواہ درندہ جانور اپنے معدہ کو یا ایسے عضو کو جو جانورونمین بجائے معدہ کے ہوتا ہے اپنا پیٹ بہوکہہ مین بہرینگے یہہ کلام بطور استعارہ کے واقع ہے جسطرح فریاب عادیات کا کہ زیارت ناحیہ مین ہے اور مراد حضرت کی یہہ ہے کہ بنی امیہ جو تشنہ خون میرے ہین اوسی تقاضا اونکی حسرت میرے خونریزیسے پوری ہوگی لَامَحِيْصَ عَنْ يَوْمٍ خُطَّ بِالْقَلَمِ ہرگز چارہ اور جائے گریز نہین ہے اوس دنسے (روز عاشورا) جسکو قلم قدرت نے اس واقعہ کے واسطے لکہدیا ہے پہر چونکہ بظاہر اسکی ذکر سے ایک مجبوری یا ناگواری پیدا ہوتی تہے لہذا فرمایا رِضَى اللّٰهِ رِضَانَا اَهْلَ الْبَيْتِ جو تیری خوشنودی ہے اے معبود برحق وہی ہم اہلبیت کی بہی خوشنودی ہے نَصْبِرُ عَلٰى بَلَائِهِ ہم سب اہلبیت صبر کرینگے اوسے اللہ کے امتحان اور آزمایش پر وَيُوَفِّيْنَا اُجُوْرَ الصَّابِرِيْنَ اور وہی خدا ہم سب اہلبیت کو پورا اجر دیگا جو اجر صابرونکا اوسکے درگاہ مین مقرر ہے لَنْ تَشُذَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لُحْمَتُهٗ ہرگز جدا نہوگا رسول اللہ سے پارہ گوشت اوس جناب کا مراد حضرت کی یہہ ہے کہ جگر جگر اور دگر دگر مین کبہی اونسے جدا نہوگا وَهِيَ مَجْمُوْعَةٌ لَهٗ فِيْ حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ اور یہہ پارہ جسم یعنی حسین بن علی یکجا ہوگا اوس جناب کے پاس بہشت مین یا مراد جمیع حضرات ہین جنکی جناب رسول نے خواب اولین بروز وداع امام حسین قبر مطہر سے اپنے پاس پہونچ جانیکی خبر دی ہے یا مراد تمام ائمہ اثنا عشر ہین بدلیل فقرہ آیندہ

تقر بهم عینه و تسرّ بهم وعده انہین عزیزونکے یکجائی سے جنکی چشم رسولخدا ہوئی ہو اور انہین
حضرا تکی کارگذاری سے وعدہ رسولخدا جو خدا سے ہے پورا ہوتا ہے یا ہوگا اب جو کچھ آپکو کہنا تہا
اور اپنے متعلق خوابین جو جو آپکو حکم اور بشارت ہوئی تہی سب کہہ چکے اب حضار سے خطاب کرکے ارشاد
کرتے ہین مَن کان فینا باذلاً مُهجته موطناً علی لقاء اللہ نفسه فلیرحل معنا فانی راحل مصبحاً
ان شاء اللہ جس کسیکو ہمارے نصرت مین جان دینی منظور ہو اور دل نہادہ ملاقات پروردگار ہو
اسکو چاہیئے کہ ہمارے ساتھہ اس سفر مین چلے مین توکل صبحکو انشاء اللہ روانہ ہونگا خطبہ کی عبارت
تمام ہو چکی قلت ولا یخفی علیک ان الحسین بعد مجئ جده فی هذا المنام لیقف الفی نفوذ علی المراتب العلیة
پوشیدہ نہین ہے کہ امام حسین بعد اس دوبارہ تشریف آوری اپنے جد نامدار کے خوابین کسقدر
پورے یقین پر ہوگئے اپنے مراتب عالیہ کے پہونچنے پر اور اب ذرا سا بہی شک حضور کو نہ رہا کہ مین فدیہ امت ضرور
ہون حتی انه اعلن جهاراً فقال من یرحل معه فی سفره و یستشهد فلا محالة یلاقی ربه اسقدر حضور کا
یقین آپکو ہوگیا کہ انہوں آپ نے صاف کہدیا کہ جو کوئی آپکے ہمراہ جاکر شہید ہوگا وہ بہی ضرور پروردگار
کی ملاقات سے مشرف ہوگا اس سے بڑہ کر اور کیا یقین ہوسکتا ہے وعسی ان یقول قائل ان
شهادة الحسین عندکم لما کانت من الامور المعهودة ومن المواعید التی وعد بها اللہ سبحانه
وعهد بها اصحاب الکساء اب شاید کوئی شخص یہہ اعتراض کرے کہ امام حسین کی شہادت اور
مظلوم ہونا تو اعتقاد مین تمہارے ایک معہود اور مقرر بات تہی اور خدا کے وعدہ مین داخل تہی اور
پنجتن پاک نے اپنے زمانہ حیات مین اسکے منظور کا عہد کرلیا تہا وکان امرها مستفیضاً لعرفه الخواص
والعوام وکانما اصحاب محمد وکانوا یتباشرون بها فی ما بینهم خبر اس واقعہ کی پہیلی ہوئی تہی کہ
عام اور خاص مسلمین سب کو اسکا علم تہا خصوصاً اصحاب محمد انکا تو یہہ حال ہے کہ آپس مین جب
اسکو یاد کرتے تہے ایک دوسرے کو بشارت دیتا تہا حتی ان زهیر بن القین لما التحق بالحسین واراد
ان یودع اصحابه قال المفید انه احدث اصحابه اس خبر کی شہرت یہانتک تہی زہیر بن قین
جبہ راہ مین امام حسین سے ملے اور رفاقت آپکی اختیار کی اور اپنے ہمراہیونکو رخصت کرنے لگے جناب شیخ
مفید فرماتے ہین کہ زہیر نے اپنے ساتہیوں سے یہہ کہا فقال انی احدثکم لحدیث اذا غزونا البحر
ففتح اللہ علینا واصبنا غنائم زہیر کہتے ہین جب ہملوگ دریا پر لڑے اور خدا نے فتح اسلام نصیب کی

اور بہت کچھ غنیمت مسلمانونکے ہاتھہ آے فقال لنا سلمان أفرحتم بما فتح الله عليكم وأصبتم من الغنائم
حضرت سلمان فارسی نے ہم لوگون سے یہہ پوچھا کہ اس فتح کی تم سبکو خوشی ہوئی اور یہہ غنیمت جو ملی تم پاکر
مسرور ہوگئے فقلنا نعم ہم سبلوگون نے کہا کہ ہان بڑی خوشی ہمکو ہوئی ہے فقال إذا أدركتم شباب آل محمد
أشد فرحا بقتالكم معه مما أصبتم اليوم من الغنائم حضرت سلمان بولے کہ اگر تم لوگ جوانان آل محمدؐ کے
جہاد مین شریک ہو جاؤ اور اوس جہاد مین اونکے ہمراہ رکاب جہاد کرو تو اوسکی خوشی تمکو زیادہ ہونی چاہیے بنسبت
فتح غنیمت پانیکے مراد حضرت سلمانکی یہہ ہے کہ فتح اسلام درحقیقت وہی ہے جسکو بظاہر شکست سے لوگ نامزد
کرینگے اسلیے کہ اسلام کا ڈنکا اوسی روز سے قیامت تک بجیگا حدیث کا ترجمہ تمام ہوا فان قيل جعلنا فداك إن الحسين
متيقنا عن جده في صبابه هذا اب سوال یہہ ہے کہ پہر باوجود یقینی ہونے شہادت کے پہلے سے آج اس خوابکو دیکھکر
شگفتگی چہرہ پر امام حسینؑ کے کیون ہوئی تھی أكان الحسين في شك من أمره ولم يكن على ثقة من أمر
العهود والوصايا التي مضت فيه عن جده وأبيه کیا ابھی تک امام حسینؑ کو اپنی شہادت کی بارہ مین شک تہا اور
بہروسہ انکو اون وعدون اور وصیتون پر نہ تہا جو حق مین انکی نسبت انکے نانا اور باپ سے ہوچکی تہی قلت ليس هذا كما ظنه القائل
ونعوذ بالله منه مین کہتا ہون یہہ بات ایسی نہی جیسے کہ یہہ شخص کہہ رہا ہے اور جیسا گمان بد اس معترض نے کیا
اور ہم پناہ مانگتے ہین خدا سے کہ ایسی بدگمانی اپنے امام سے کرین ولكن المصالح الإلهية في أمور العباد وحكمة تعالى
من البداء في التكوين مراتب یہہ ہے کہ خدا کی مصلحتین بندونکے حقمین اور اوسکے انتظامی امورکی حکمتین ایسی ہی
ہین کہ اونمین تغیر اور تبدل تقدم و تاخر کا ہوا کرتا ہے ولا يسع المقام أن نذكر مستوعبا اور یہہ مقام ایسی گنجایش
نہین ہے کہ مین اونکو پورا پورا بیان کرون تذكر يا أخي قصة نبينا يونس مع أمته یاد کرو اے میرے بہائی حضرت
اونکی امت کیساتہہ کہ باوجود وعدہ حتمی نزول عذاب کا فرمایا تہا مگر جب اونکی امت نے بالحاح و زاری دعا کی
آیا ہوا پہر گیا وكذلك نبينا موسى إذ وعدهم ثلثين وجعل بعده الأربعين یعنی اسیطرح حضرت موسیٰؑ تیس روز کا وعدہ
اور چالیس روز کی بعد پلٹے وكذلك الحال في توقيت صاحب أمرنا وهو القائم من آل محمد لما رواه في الكافي اور یہی
ہمارے امام قائم آل محمدؐ کے غیبت کبریٰ کا ہے جیسا کہ کتاب کافی مین وارد ہے عن أبي حمزة الثمالي عن أبي جعفر
إن الله تبارك وتعالى قد كان وقت هذا الأمر في السبعين ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے
اے ثابت خداے تعالیٰ نے یہہ امر یعنی ظہور امام مہدیؑ کا وقت گویا ستر مین مقرر فرمایا تہا فلما أن قتل الحسين صلوات الله
عليه اشتد غضب الله على أهل الأرض فأخره إلى أربعين ومائة پہر جب امام حسین صلوات الله علیہ شہید ہوئے

پر غضب خدا زیادہ ہوگیا اب یہ ظہور امام گویا ایکسو چالیس مین ہوگا مراد یہ کہ جو مدت خدا نے ظہور امام کی
پہلے مقرر فرمائی تھی اب اوس سے دونی مدت ظہور امام کی ہوگئی وفی تلک المسئلۃ التی حارت العقول
فیہا یجب علینا الاذعان بما قالہ الصادقؑ اور اس مسئلہ مین کہ عقل ہماری دنگ ہے واجب ہے کہ ہم یقین
اوسی امر کا کرین جو کہ جناب صادقؑ نے ہمکو ہدایت فرمائی ہے فقال یا مہزم کذب الوقاتون وہلک
المستعجلون ونجی المسلمون الحدیث حضرت نے فرمایا اے مہزم جو لوگ ظہور قائم آل محمد کا وقت مقرر کر کے
بتلاتے ہین وہ جھوٹھے ہین اور جنکو جلدی پڑی ہے کہ جلدی ہو جاوے ہلاکت مین گرفتار ہین اور جو لوگ تسلیم و رضا
اپنا شعار کرتے ہین وہی نجات پاوینگے نقول ولسنا من المستعجلین لما ندعو عقیب الصلوات
بقولنا اللّٰہم عجل فرجہ لان ہکذا قد امرنا بہ اور ہم اون جلدی کرنیوالون مین داخل نہین بسبب اس
دعا کرنیکے جو ہر نماز کے بعد کہتے ہین خدایا جلد حکمرانی قائم کی کردے اسلیئے کہ اس دعا مانگنے کا تو ہمکو حکم ائمہ نے
دے دیا ہے وبالجملۃ فنضارۃ وجہ سیدنا الحسین بعد تلک الرؤیا انما ہو لدنو وقتہ الذی
کان منتظرا لہ مدۃ عمرہ حاصل کلام یہ ہے کہ بشاش ہونا امام حسینؑ کے چہرہ کا بعد اس خواب دیکھنے کے اوس کا
سبب یہ تھا کہ آپکو اب یقین ہوگیا قریب آنے اوس وقت کا جسکا انتظار تمام عمر حضرت کو تھا ولان اللّٰہ سبحانہ
قد بان لہ انجاز ما وعدہ فی شفاعۃ امتہ لرضاہ بتلک المحنۃ والابتلاء الذی لم یرض بہ احد
من الانبیاء والاوصیاء من الاولین والآخرین اور یہ بھی سبب خوشی کا حضرت کو ہوا کہ خدا نے اونکے جد امجد کو منصب
شفاعت امت کا عطا فرما دیا بسبب اسکے کہ نبی اللہ راضی ہوگئے اس امتحان کے اوپر اور اپنے پیارونکے اس بلا مین
گرفتار ہونے پر جسپر کوئی نبی اور وصی نبی اول سے آخر تک راضی نہوا۔ لنبین الآن بعض ما یجب تبیانہ
من الخصائص التی خص اللّٰہ بہا مولانا الحسین ولم یشارکہ فیہ احد منہم اب ہمکو لازم ہے کہ چند خاص
باتین امام حسینؑ کی ایسی بیان کرین جنکو خدا نے خاص اوسی جناب کو دی ہین اور کسی نبی اور وصی کو نہین عطا کین
فنقول اما الجہاد المشروع العام فی ملۃ نبینا محمد فہو قسمان اب ہم کہتے ہین کہ جہاد جو ہمارے
دین محمدی مین قرار دیا گیا ہے اوسکے دو ہی قسمین ہین جہاد دعوۃ وجہاد دفاع ایک تو جہاد وہ ہے
جو دعوت اسلام کے لیے بعد تمام حجت کے بحکم نبی و امام ہو اور دوسرا دفاع ہے جسکو حفاظت
خود اختیاری کہنا لازم ہے اور یہ حفاظت تو ہر شخص ضروری سمجھتا ہے فالاول مشروط بشروط کثیرۃ
مذکورۃ فی الکتب الفقہیۃ پہلی قسم جہاد کی چند شرطین ہین جو فقہ کے کتابون مین مذکور ہین

والغرض من هذا الجهاد غلبة المسلمين على الكفار ومنعهم من ان يأتوا بمراسم الكفر
علانية جہاد سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مسلمان غالب ہوں اور بلا مزاحمت احدے اپنے رسوم دینیہ ادا کریں
اور بت پرستی وغیرہ کو کھلے ہوئے کفار کرنے نپائیں ویحصل اما بقتلهم عن آخرهم او باسلامهم
کافة او بالمهادنة والصلح - اور یہ غرض تین طرح سے حاصل ہوتی ہے یا تو کل مشرکین قتل کر
جائیں یا سب کے سب مسلمان ہو جائیں یا صلح اور آشتی سے جو شروط مقرر ہو جائیں اونپر عملدرآمد ہو و
غرض الله سبحانه من جهاد الحسين ليس واحدا من الاغراض المذكورة من نوعي تاسس
في القسمين امام حسینؑ کے جہاد سے کوئی غرض منجملہ اغراض مذکورہ ہر دو قسم جہاد اسلام تھی فانه
لم يكن مامورا بحفاظة نفسه عن الهلاك بل كان مامورا بان يعرض نفسه ومن معه
ودفاع تو اس وجہ سے نتھا کہ حضرت آخر روز نہم محرم سے حضرت اپنے نفس کی حفاظت پر مامور نتھے
بلکہ حکم آپکو یہ تھا کہ اپنے نفس کو مع چند اعزہ اور اصحاب کے قتل کرا دو ولم یکن مامورا باستيفاء الاغراض
التي مر ذكرها في الجهاد اور اوسیوقت سے نہ امام حسینؑ در اصل محکوم تھے اون اغراض کے پورے کرنے
جو جہاد میں ہم لکھ چکے وهذا هو التكليف الخاص الذي كلفه الله تع بعد دعوته للجهاد
المشروع عوام الامة وبعد ياسه من النصرة عن المسلمين بل الصحابة والتابعين
اتماما للحجة اور یہ وہی تکلیف خاص حضرت کی تھی جسکو بعد ازانکہ آپنے مسلمانوں کو دعوت جہاد کر
اور صحابہ اور تابعین کو بھی اپنا قصد جہاد ظاہر فرما دیا پھر جب بالکل یاس ہو چکی کہ اب مسلمان ہماری نصرت
نکرینگے اور اتمام حجت پورے طور سے کر چکے تب اپنے منصب خاص کے بجا آوری پر نویں محرم کے آخر
آمادہ ہوئے فالغرض المطلوب من شهادته رفع الاشتباه واظهار الحق حقا والباطل
اصلی غرض تو اس شہادت سے اشتباہ کا دفع کرنا اور حق کو حق اور باطل کو باطل کرکے دکھلا دینا
وهذا لا ينحصر عند الله في القهر وغلبة الحق بل في مثل تلك الحال مغلوبية الحق
اولى واتم من كونه غالبا اور یہ غرض خدا کے نزدیک اسی میں منحصر نہیں ہے کہ جو حق پر ہو اوس
غلبہ اور تسلط ضرور ہو جائے بلکہ ایسی حالت خرابی دین میں ذی حق کا مغلوب اور مظلوم ہونا ہی
اظہار حق کی تھی فان الخلافة ولوازمها لما كانت تدور مع حنفها بايدي
المتلقفين اعني الناهبين على الامة بالجور اسلئے کہ خلافت رسول اور اوسکے لوازم کے

مدت سے اونھین لوگونکے ہاتھ سے پھر رہے تھے جنھون نے اسکو چھین لیا تھا اور مسلمانون پر
ظلم اور جور سے حکمران تھے حَتّٰی وَضَعُوا رِوَايَاتٍ اِفْتَرَوْا عَلٰى رَسُوْلِهِمْ اَنَّهٗ قَالَ
اِنَّ اٰلَ اَبِي طَالِبٍ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَاءَ تا اینکہ یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ انھین لوگون نے احادیث
جھوٹھی بناکر اپنے نبی پر خلاف نص قرآن یہ افترا کیا تھا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ آل ابیطالب خلیفہ
اور امام نہین ہونگے وَكَانَ عَوَامُّ النَّاسِ عَلٰى يَقِيْنٍ اَوْ ظَنٍّ غَالِبٍ مِنْ اَنَّهَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ
مِنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور عام امت کو یقین ہو گیا تھا یا کہ ظن غالب اکثر کا یہی تھا کہ وہ اہلبیت
رسول خنکی خلافت اور امامت منصوص خدا کیطرف سے ہے اونمین سے کوئی خلیفہ ہوگا وَلِاَنَّهَا
لَيْسَتْ مَشْرُوْطَةً بِعِصْمَةِ الْخُلَفَاءِ بَلْ بِعَدَالَتِهِمْ اور یہ بھی اہل اسلام کو یاد نرہا تھا کہ امامت
اور خلافت کی شرط یہ کہ خلیفہ معصوم ہو اور کم سے کم عادل تو ہو فَانْحَطَّ اَمْرُهَا وَانْحَطَّ اِلٰى اَنْ
صَارَ حَلِيْفُ الْخَمْرِ خَلِيْفَةً يَطْلُبُ الْبَيْعَةَ عَنْ سَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خلافت کی
ایسی دھجیان اوڑائین اور ایسی اسکی خواری اور ایسی اسکی عزت اور حرمت کم ہوئی تھی تا اینکہ کھلا ہوا
شرابخوار یزید او سکو یہ حوصلہ ہوا کہ سردار جوانان بہشت امام حسینؑ سے او سنے بیعت طلب کی
فَاِنْ كَانَ الْحُسَيْنُ يُجَاهِدُ كَمَا جَاهَدَ اَبُوْهُ وَغَلَبَ لَمْ تَرْتَفِعِ الشُّبُهَاتُ كُلُّهَا
اب اگر امام حسینؑ بھی ویسا ہی جہاد کرتے جیسا کہ حضرت کے والد بزرگوار نے فرمایا تھا اور غالب
بھی ہوئے مگر شبہات سب دور نہوئے وَاِنْ كَانَ يُصَالِحُ كَمَا فَعَلَ اَخُوْهُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
فَهُوَ اَيْضًا لَمْ يَكُنْ قَاطِعًا لِعِرْقِ الشُّبُهَاتِ عَلَى التَّمَامِ وَلَمْ يَكُنْ اِتْمَامُ الْحُجَّةِ عَلَى
الْوَجْهِ الْمَطْلُوْبِ اور اگر جناب امام حسینؑ صلح یزید سے کر لیتے جس طرح امام حسنؑ نے معویہ سے
کر لی تھی آپ کا صلح کرنا بھی اسوقت پورے طور سے شبہات کو قطع نکرتا اور نہ اتمام حجت
جیسا کہ مطلوب تھا ویسا ہوتا اسلیے کہ جہاد اور صلح دونو پہلے ہو چکی تھی اور بناے
اتمام حجت پڑ چکی تھی اب معلوم ہوا کہ جہاد اور صلح دونو سے بغاوت کل امت کی مرتفع ہوتی
تھی اور خدا نے جناب امیرؑ اور امام حسنؑ کو دو کام جدا جدا سپرد فرمائے تھے اور دونو اپنے
جگہ پورے ہو گئے وَاَتَمَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِالْحُسَيْنِ اور تمام کر دیا اوس امر مطلوب کو
خدا نے بذریعہ شہادت امام حسینؑ کے وَهٰذَا هُوَ الْجِهَادُ الْخَاصُّ الَّذِيْ شَرَّفَ اللّٰهُ

بِهِ الحُسَينُ وَسَبعَةَ عَشَرَ مِن اَهلِ بَيتِهٖ وَنَيِّفًا وَسِتّينَ مِن اَصحَابِهٖ وہ جہاد خاص ہے
کہ جس سے دین اسلام میں روحانیت کا اقرار علمائے نصاریٰ کرتے ہیں اور جس سے خدا نے
امام حسینؑ کو اور سترہ بزرگ اونکے اہلبیت اور کچھ اوپر ساٹھ اصحاب امام حسینؑ کو اس سے مشرف فرمایا
وَلِذٰلِكَ تَرى الحُسَينَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ جِهَارًا بَعدَ مَجِيءِ جَدِّهٖ رَسُولِ اللهِ فِي المَنَامِ الثَّانِي
اَنَّ بَنِي اُمَيَّةَ اِذَا قَتَلُونِي يَكُونُوا اَذَلَّ الاُمَمِ اسی نظر سے دیکھو کہ امام حسینؑ بعد اسکے دوسری
تشریف آوری جناب رسول کے پکار پکار کر کہتے تھے کہ بنی امیہ جب مجھے قتل کرلینگے ذلیل ترین امتوں میں
ہو جائینگے كَمَا فِي رِوَايَةِ اَبِي هَرثَمَةَ وَطِرِمَّاحِ بنِ حَكَمٍ وَعُمَرَ بنِ بُوذَانَ وَحُرِّ بنِ يَزِيدَ وَغَيرِهِم
چنانچہ روایت ابی ہرثمہ اور طرماح بن حکم اور عمر بن بوذان اور حر بن یزید میں وارد ہے اور نیز اور روایات
بھی معلوم ہوتا ہے وَاِذَا كَانَ جِهَادُ الحُسَينِ هٰذَا مُغَايِرًا لِلجِهَادِ العَامِّ فَلَابُدَّ لَهٗ مِنَ الاُمُورِ
المُغَايِرَةِ لَهٗ اور جب یہ جہاد امام حسینؑ کا اور طرح کا جہاد تھا اور جہاد عام اور طرح کا ہے اب ضرور ہے
کہ دونو جہاد میں چند امور ایسے ہوں کہ دونو میں فرق اونھیں کی وجہ سے سمجھا جائے وَنَقُولُ هٰهُنَا اَنَّ
مِن بَعضِ الشُّرُوطِ لِلجِهَادِ المَشرُوعِ اَن يَكُونَ المُجَاهِدُ حُرًّا بَالِغًا عَاقِلًا مُوسِرًا
اس مقام پر ہم مختصر طور سے کہتے ہیں کہ منجملہ شروط جہاد عام کے یہ ہے کہ مجاہد آزاد ہو کسی کا غلام نہو
اور بالغ ہو اور عاقل ہو اپنے ضروری مصارف میں غنی ہو اور محتاج نہو وَاَن يَكُونَ جَمَاعَةُ
المُجَاهِدِينَ عَلٰى نِصفِ جَمَاعَةِ العَدُوِّ وَلِكَثرَتِهِم اور ایک بھاری شرط جہاد عام کی یہ ہے کہ مسلمانوں کی
جماعت شمار میں نصف شمار دشمن کے ہو جیسا کہ قرآن میں تصریح اسکی ہو چکی وَجِهَادُ الحُسَينِ كَانَ
مَشرُوعًا عَلَى العَبِيدِ اَيضًا وَعَلَى المُعسِرِينَ الَّذِينَ كَانُوا لَم يَذُوقُوا مِنَ المَاءِ قَطرَةً
مُدَّةَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ امام حسینؑ کا جہاد غلاموں پر بھی واجب کیا گیا تھا اور ایسے تنگدست اور فاقہ کشوں پر
جنھوں نے تین روز سے ایک قطرہ پانی نہیں پیا تھا دانہ کا کیا ذکر ہے وَالجِهَادُ العَامُّ يَسقُطُ عَنِ الهَرِمِ
الكَبِيرِ وَقَد اَوجَبَ اللهُ سُبحَانَهٗ عَلٰى حَبِيبِ بنِ مُظَاهِرٍ وَطِرِمَّاحِ بنِ عَدِيٍّ اِن صَحَّ رِوَايَةُ
جِهَادِهٖ جہاد عام پیر فرتوت سے ساقط ہوتا ہے اور امام حسینؑ کا جہاد حبیب بن مظاہر اور طرماح بن عدی
رحمہما اللہ سے نہ ساقط ہوا اگر طرماح کے جہاد کی روایت صحیح ہو جائے ابھی تک مجھے پوری سند اسکی
بجز روایت لہوف کے نہیں ملی ہے اَلجِهَادُ العَامُّ يُشتَرَطُ فِيهِ البُلُوغُ الَّذِي اَكثَرُهٗ

خمسة عشر سنين واقلّه غير معلوم جہاد اسلام مین بالغ ہونیکی شرط ہے جسکی زیادہ مدت
پندرہ برس کے سن کی ہے اور کمتر مدت اوسکی معلوم اور مقرر نہین براہ سن کے وجہاد الحسين
كان على الاطفال كعون ومحمّد وغيرهم جہاد امام حسینؑ کا واجب ہوا لڑکون پر بھی جیسے عون اور
عبد اللہ وغیرہ دیگر صاحبزادہ گان بل على الصّغار المرتضعين ايضا كعبد الله الرضيع المسمّى
بعلي الاصغر بلکہ شیر خوار بچون پر بھی یہ جہاد واجب کیا گیا تھا جو ابھی دودہ پیتے ہوئے تھے
یعنی دودھ پینے کا سن تھا مگر ہائے ہائے دودھ ملتا کب ماں کا دودھ تین دن کی پیاس سے خشک
ہو گیا تھا بے دودھ کے بھی تھے اور بن پانی کے بھی مرجھائے ہوئے تھے وكان جهاده عندي
والله يعلم ان يتحرّك في مهده ساعة بعد ساعة قربان ہو جان میری اس پیاسے بچے پر انکا
جہاد میرے خیال مین یہ تھا اور خدا بہتر جانتا ہے کہ گہوارہ مین گھڑی گھڑی اوچھلین
اور تڑپین ولا يستقرّ في حجر من حجور النّساء حتّى في حجر زينب اور کسی بی بی کے گود مین علی اصغر
کو قرار نہوتا اینکہ جناب زینب ایسی فدائی اپنے بھائی کے بچون پر اونکی گود مین انکو چین نملی بموجب
روایت ابن نمارح کے ويضطرب اضطراب السمكة في الماء اور اسطرح بیقرار او مضطرب ہون
جیسے مچھلی پانی مین تڑپتی ہے انکی بیقراری سے تمام بی بیان روتی رہین آہ بھائی بشر کا کلیجہ ہے نہین جو ایسا
ایسی تڑپ اور بیقراری کبھی کا ہے کو دیکھی تھی ويرفع يديه مرارًا ليأخذه ابوه ويأتي به
الى الطّف بار بار اپنے دونو ہاتھ علی اصغر اوٹھائین اشارہ یہ ہو کہ بابا جان اگر مجھے گود مین
اور باہر لیچلین ويضعه على يديه ويرفعه حتّى يظهر بياض ابطيه كما رفع رسول الله
جدّه يوم الغدير اور یہ اشارہ تھا علی اصغر کا کہ باہر لیجا کر مجھے دونو ہاتھون پر بابا جان اوٹھا کر
اتنا بلند کرین کہ دونو سپیدی حضرت کے بغلون کی ظاہر ہو جائے اور پورا نشانہ تیر حرملہ کا مین ہو جاؤن
بار ہے یہ رمز بروز غدیر خم جناب رسول نے حضرت علی کو بھی اسی طرح سے اوٹھایا تھا ثمّ اذا
يصيبه السّهم فينظر الى السّماء اوّلًا ثمّ ينظر الى ابيه ويضحك او يتبسّم ويصير الى
روح الله وريحانه جب تیر سہ پہلو حلق پر لگ جا اور جہاد خاص پورا ہو فرض منصبی ادا کر چلین ہیلے
آسمان کی طرف دیکھیں پھر باپ کی طرف خواہ امام کو دیکھین اور باچھین کھلجائین رونا موقوف ہو جا اب کیون روتے مراد تو مل چکی اسکے بعد
رحمت الہی سے بہشت برین کو سدہارین والحسين ينظر اليه ويتمالك نفسه عن البكاء

اور امام حسین یہ سب کچھ دیکھیں اور رونیکو ضبط کریں یہ کلیجہ اور کسی کا ہو جو ایسے وقت بھی خدا ہی
کیطرف متوجہ رہے وَیَقُولُ اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَىَّ مَا نَزَلَ بِي اور کہے خداوندا آسان کردے مجھپر جو مصیبت
تونے نازل کی ہے وَفِي رِوَايَةٍ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا يَكُونُ ابْنِي هٰذَا أَهْوَنَ عَلَيْكَ مِنْ فَصِيلٍ اور ایک
روایت یہ ہے کہ امام حسین نے اوسوقت یہ دعا مانگی خداوندا یہ میرا بچا تیرے درگاہ مین اوس بچہ سے گرا ہوا
نہو جو حضرت صالح کی امت نے مارا تھا سہ اصغر تو میرا ناقہ صالح سے کم نتھا فَرُوحِي وَرُوحُ الْمُوَالِين
فِدَاكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ الرَّضِيعَ الْمُنْقَلِبَ فِي حِجْرِ أَبِيكَ بَعْدَ مَا أَصَابَكَ السَّهْمُ میری جان اور جملہ
دوستداران اہلبیت کی جانین فدا ہون تم پر اے علی اصغر وہ چھوٹے سے شہید کہ تیر ستم کھا کر اپنے
باپ کے گود مین پلٹا کھا گئے تھے لَوْ كُنْتُ حَضَرْتُ مَشْهَدَكَ لَسَأَلْتُكَ عَنِ التَّبَسُّمِ الَّذِي عَرَضَ لَكَ
حِينَئِذٍ اگر مین اوسوقت کربلا مین حاضر ہوتا ضرور اس تبسم کی وجہ تم سے پوچھتا جو تیر کھانیکے بعد آپکو آیا
تھے أَفِيمَا أَصَابَكَ مِنْ نُفُوذِ السَّهْمِ فِي حَلْقِكَ أَذًى بَلْ أَصَابَكَ مِنْهُ رَاحَةٌ كَمَا هُوَ مَوْعُودٌ
مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى فِي ذٰلِكَ الْجِهَادِ کیون اے علی اصغر کیا حلق مین تیر سہ پہلو گرنے سے تمکو اذیت نہین ہوئی
بلکہ راحت ملی تھی جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا اس جہاد کے مجاہدین کے نسبت چنانچہ ہم اسکو بیان کر چکے
يَا عَبْدَ اللّٰهِ قَدْ كُنْتَ عَطْشَانًا مُذْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَسْقَاكَ السَّهْمُ الْمَسْمُومُ دُونَ ثُلُثِ الشُّعَبِ
مِنْ مَائِهِ حَتّٰى رُوِيتَ مِنْهُ وَزَالَ عَطَشُكَ کیون اے علی اصغر تم تو پیاسے تین دن کے تھے کیا تیر
سہ پہلو زہر کا بجھا ہوا اوسکے پانی سے تم سیراب ہو گئے اور پیاس جاتی رہی يَا عَبْدَ اللّٰهِ قَدْ كُنْتَ
مُذْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ تَبْكِي فَهَلْ كَانَ بُكَاؤُكَ لِأَنْ يُصِيبَكَ السَّهْمُ فِي حِجْرِ أَبِيكَ اے علی اصغر تین دن سے
جو تم رو رہے تھے کیا اسی غرض سے روتے تھے کہ باباجان گود مین لیکر تیر تمکو کھلا دین وَجِهَادُ
الْإِسْلَامِ يُشْتَرَطُ فِيهِ كَوْنُ الْمُجَاهِدِينَ فِي الْعَدَدِ كَنِصْفِ جَمَاعَةِ الْأَعْدَاءِ جہاد اسلام کی
یہ بھی ایک شرط ہے کہ جماعت مجاہدین کی نصف ہو شمار مین جماعت سے دشمنونکے وَالْحُسَيْنُ لَمْ يَكُنْ
مَعَهُ أَزْيَدُ مِنْ مِائَةٍ وَالَّذِينَ حَارَبُوهُ كَانُوا مِائَةَ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ وَأَقَلُّ عَدَدِهِمْ
ثَلَاثُونَ أَلْفًا امام حسین کے ہمراہ سو مجاہدین سے زیادہ نتھے اور لشکر یزید مین لاکھ خواہ لاکھ سے زیادہ تھے
اور تیس ہزار سے تو کسی نے کم نہین لکھا ہے وَهٰكَذَا أُمُورٌ فَارِقَاتٌ أُخَرُ سَنَتْلُو عَلَيْكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى حجت
اور بھی بہت سے امور تفرقہ کے ہین دونو جہادونمین جنکو ہم مورخین اسلام اور نصاریٰ سے لکھینگے انشاء اللہ تعالیٰ

فاذا لم يكن جهاده بهذا النمط ويقع من المظالم التي وقعت لا يبقى لاحد من بني آدم
شك في كون الخلافة متغلبة ومبنية على اصول باطلة جب امام حسینؑ اس عنوان سے
جہاد کرین اور وہ وہ شدید ظلم اور ستم ان پر گذرین جو گذرے تب تمام اولاد آدم پر ظاہر ہو جاے کہ یہ خلافت
جن اصول اور قواعد پر گرہ کر چلی آرہی ہو بالکل ظلمی خلافت ہے اور یہ اصول سب کے سب جھوٹے ہین
ويثبت كونه مع اخيه وابيه من الائمة المنصوصين فيتم حجة الله على الخلق
اور ثابت ہو جاے کہ امام حسینؑ اور اونکے بھائی امام حسنؑ اور اونکے والد جناب امیرؑ یہ تینون امام اور خلیفہ منصوص تھے جنکو خدا اور
رسول نے امام بنایا تھا اور اسی ذریعہ سے حجت خدا تمام خلائق پر پوری ہو جاے الحمد للہ کہ یہ باب تمام ہو گیا [illegible]

باب شصت وپنجم تیسرا اور چوتھا اور پانچوان اور چھٹا خواب امام حسینؑ اور جناب زینبؑ کا اور مناسبات خوابہاے شش گانہ کے

قد بقي لنا من ابواب المنامات ان نذكر ما جرى على الحسين بعد خروجه من الكعبة
اب خواب کے ابواب مین فقط یہی باب ہمکو لکھنا رہ گیا ہے جسمین ہم اون حالات کو بیان کرینگے جو امام حسینؑ پر
بعد از روانگی مکہ معظمہ تا روز عاشورا از قسم خوابہا صحیح گزرے ہین فنقول قد ارتحل الحسين منها
حتى بلغ الثعلبية وقت الظهيرة اب ہم کہتے ہین کہ امام حسینؑ مکہ معظمہ سے کوچ فرما کر منزل ثعلبیہ
چند روز کے بعد دوپہر کیوقت پہونچے فرأى في المنام هاتفا يقول انتم تسرعون والمنايا
تسرع بكم الى الجنة اس منزل پر حضرت نے خواب مین دیکھا کہ ایک ہاتف غیبی کہ رہا ہے تم لوگ جلدی
منزلون کو طے کر رہے ہو اور تمہاری موت جلدی کر رہی ہے کہ تمکو بہشت مین پہونچا دے قلت
وهذه الرؤيا تصدق ما قاله الحسين في آخر خطبته التي مضت فيما مضى
مین کہتا ہون کہ یہ خواب تصدیق کرتا ہے اوس قول امام حسینؑ کی جو روانگی مکہ سے پہلے اپنے خطبہ مین
ارشاد فرمایا ہے کہ جسکو ملاقات خدا کی کرنی منظور ہو میرے ہمراہ چلے وايضا تصدق ما امر به جده
صلعم ایضا یہ خواب تصدیق کرتا ہے اوس حکم کی جو خواب مین جناب رسول نے امام کو خروج کرنیکا
دیا ہے ثم سار الحسين حتى نزل الخزيمية واقام بها يوما وليلة پھر ثعلبیہ سے کوچ
کرکے حضرت منزل خزیمیہ پر اوترے اور یہان پر ایک شبانہ روز کا مقام فرمایا وفي هذا المقام سمعت
اخته زينب في اليقظة هاتفا يهتف اسی مقام پر جناب زینبؑ خواہر امام حسینؑ نے بحالت

بیداری ایک ہاتف کو یہ اشعار پڑہتے ہوئے سنا سہ اَلَا یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجُھْدٍ
وَمَنْ یَبْکِیْ عَلَی الشُّھَدَاءِ بَعْدِیْ آگاہ ہو آنکھ اور ذخیرہ آنسوؤنکا پوری کوشش کرکے جمع کرلے
اور کون روئیگا شہیدان راہ خدا پر بعد میرے رونے کے سہ عَلٰی قَوْمٍ تَسُوْقُھُمُ الْمَنَایَا
بِمِقْدَارٍ اِلٰی اِنْجَازِ وَعْدِیْ اون شہیدون پر جنکو اونکی موتین کھینچے لیے جا رہی ہین ایک مقدار
معین سے طرف وعدہ کے پورا کرنے کے مین جب ان اشعار کو پڑھتا ہون اور وہ سونا جنگل
جسمین آج ہمارے مظلوم حسینؑ کا مقام ہے وہ بھی میرے پیش نظر ہوتا ہے اور جو باتین اس
منزل سے پہلے گذر چکی ہین اونکو خیال کرتا ہوں اوسوقت کیا کہون کیسی رقت مجھپر طاری ہوتی ہے
فَلَمَّا اَخْبَرَتْ اُخْتُہٗ اَیَّاہُ قَالَ یَا اُخْتَاہُ کُلُّ الَّذِیْ قُضِیَ فَھُوَ کَائِنٌ جب حضرت زینبؑ نے
یہ خبر امام حسینؑ سے کہی حضرت نے کیا کلام جامع ارشاد فرمایا اے میری بہن جو کچھ حکم الہی ہو چکا وہ
سب ہونیوالا ہے یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنَّہٗ یَاْتِیْنِیَ الْیَوْمَ خَبَرُ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَھُوَ اَحَدُ الْکَائِنَاتِ
فِیْ نَوْمِیْ ھٰذَا وَاَنَا اَیْضًا مُنْجِزٌ وَعْدَ رَبِّیْ وَاَفُوْزُ بِالشَّھَادَۃِ حضرت کی مراد یہ ہے کہ
خبر شہادت مسلم بن عقیل کی آنیوالی ہے اور یہ ایک بات اسی مقام کی شدنی امور سے ہے آج ہی کے دن اور
بھی اپنے وعدہ کو وفا کرکے شہید ہونگا وَقَدْ شَرَحْنَا الْاَبْیَاتَ فِیْ بَابِ مُسْلِمٍ رح ہمنے ان اشعار کی پوری
شرح لکھدی باب مسلم رح مین وہان پر دیکھو ثُمَّ لَمَّا ارْتَحَلَ مِنْ قَصْرِ بَنِیْ مُقَاتِلٍ قَالَ عُقْبَۃُ بْنُ سَمْعَانَ
فَسِرْنَا مَعَہٗ سَاعَۃً فَخَفَقَ وَھُوَ عَلٰی ظَھْرِ فَرَسِہٖ خَفْقَۃً ثُمَّ انْتَبَہَ پھر جب حضرت نے قصر بنی مقاتل کوچ
فرمایا اور اسی مقام پر عبداللہ جعفی رح اور طرماح بن حکم کے ملاقات کے قابل عبرت حالات کو ہمنے دونون بابون مین
جدا جدا الحمدللہ اچھے طور سے لکھا ہے) عقبہ بن سمعان (جنھون نے دو خبرجیان خطوط اہل کوفہ کے بحکم
حضرت امام حسینؑ حر کو دکھلائے تھے) وہ کہتے ہین کہ جلوگ بھی حضرت کے ہمراہ ایک گھنٹہ سے
جا رہے تھے کہ حضرت کی گھوڑے کے پیٹھ پر آنکھ جھپک گئی اور پھر حضرت بیدار ہوئے وھو یقول
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَفَعَلَ ذٰلِکَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا آنکھ اوس وقت
حضرت کی کھلی اور انا للہ اور الحمدللہ دو مرتبہ خواہ تین زبان مبارک سے ارشاد فرمایا فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ
اِبْنُہٗ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ فَقَالَ لِمَ حَمِدْتَ اللّٰہَ وَاسْتَرْجَعْتَ جناب علی اکبرؑ
نے آکر حضرت سے کہا اے پدر بزرگوار اسوقت آپنے کیا سبب ہے کہ حمد خدا بھی بجا لائے

اور استرجاع بھی فرمایا یعنی انا للہ زبان پر جاری کیا قال یا بنی انی خفقت خفقة فعن لی فارس علی
فرس حضرت نے فرمایا اے فرزند ابھی مجھے ایک جھونکا نیند کا آگیا تھا کہ ایک گھوڑیکا سوار میرے آگے سے گذرا وھو
یقول القوم یسیرون والمنایا تسیر بھم فعلمت انھا انفسنا نعیت وہ سوار یہہ کہتا ہے یہہ لوگ تو منزل طی کر رہے ہین
اور انکی موت انکے طرف چلی آرہی ہے مجھے معلوم ہو گیا کہ ہمارے موت کی خبر یہہ سنانے آئے تھے قلت اما الاسترجاع
فلظھورانہ مبتلی بمصیبة یا العالم مصیبة مین کہتا ہون انا للہ کا زبان پر حضرت کے جاری ہونا اسکا سبب
تو ظاہر ہے کہ آپ مصیبت مین گرفتار ہین اور کیسی مصیبت ہے جس سے بڑہ کر اور کون مصیبت ہوگی فقد شرع
الاسترجاع لھا خاصة اور یہہ فعل یعنی استرجاع تو مصیبت ہی کیوقت مستحب ہوا ہے واما الحمید فلکونہ
بلغ بامر اللہ جل جلالہ الی اعلیٰ من المدارج التی مر ذکرھا اب رہا کہ حمد خدا حضرت بجالائے اوسکی وجہہ یہہ ہے
کہ ان مراتب پر پہونچنے والے ہین جنکا ذکر اس باب سے پہلے ہو چکا ہے وھذہ البشارة الخمس التی ذکرنا
لیس فیھا العین لیوم شھادتہ ولا تصریح لامور اخر اور یہہ پانچون بشارتین جنکا بیان ہو چکا ہے از روز
روانگی مدینہ تا منزل قصر بنی مقاتل انمین ابھی تک نہ روز شہادت کے تعین ہے اور نہ اون امور کی
تصریح فرمائی گئی ہے جو آئندہ بشارات مین ہونگی فلما نزل بکربلا ومضی من المحرم تسعة ایام وزحف
القوم نحوہ یریدون القتال بعد العصر پھر جب آپ کربلا پہونچ گئے اور نوین تاریخ محرم کی آئی اور لشکر
یزید نے ہجوم کیا آپ پر کہ آج ہی بعد عصر کے لڑائی ہو جائے والحسین جالس امام بیتہ محتبی بسیفہ اذ
خفق براسہ علی رکبتیہ اور امام حسین سامنے اپنے خیمہ کے بیٹھے تھے تلوار زانو پر رکھے ہوئے اور دونو ہاتھ کی
حلقہ مین زانو کو لئے ہوئے کہ یکایک آپکی آنکھہ جھپک گئی اور سر آپکا زانو سے لگ گیا و
سمعت اختہ الصیحة فدنت من اخیھا خواہر امام حسین یعنی جناب زینب نے شور اور غل کی آواز
سنی اور اپنے بھائی کے پاس آئین وقالت یا اخی اما تسمع الاصوات قد اقتربت اور کہنے لگین
اے بھائی یہہ آوازین دشمنونکی آپ کیا نہین سنتے ہین دیکھئے کہ اب بہت نزدیک کی آوازیں
آرہی ہین یعنی لشکر قریب خیمہ کے پہونچ گیا ہے فرفع الحسین راسہ فقال انی رأیت رسول اللہ وھو یقول
انک تروح الینا جناب امام حسین نے سر اوٹھا کر فرمایا کہ ابھی مین نے نانا رسول کو دیکھا ہے وہ
فرماتے ہین اے حسین اب تم ہمارے پاس آیا چاہتے ہو وفی روایة السید قال انی رأیت الساعة
جدی محمدا وابی علیا وامی فاطمة واخی الحسن وھم یقولون یا حسین انک رائح الینا عن قریب وفی بعض

الرّوایات غدًا جناب سیّد ابن طاؤس کی روایت یہہ ہے کہ فرمایا امام حسینؑ نے اے بہن میں نے
ابھی دیکھا ہے کہ میرے نانا اور باپ اور بھائی اور ماں تشریف لائے اور مجھسے فرماتے ہیں
کہ اے حسینؑ تم ہمارے پاس اب جلد آنیوالے ہو اور بعض روایات میں یہہ وارد ہے
کل یعنی بروز عاشورہ تم آجاؤگے قلت وفی تلک الحکی الثالث اخبرہ جدہ انہ یستشہد غدًا
ولم یقیدھا بالمشیۃ میں کہتا ہوں کہ اب تیسری تشریف آوری میں جناب رسول نے فرمایا
حتماً کہ کل کے روز تمہاری شہادت ہوگی اور اس خبر وہی کو مقید بمشیت نہیں کیا
لما علم ان مشیۃ اللہ قد جرت فیہ جزماً اسلیئے کہ آپکو معلوم ہو گیا اور یقین ہو چکا کہ
اب مشیت الٰہی قطعاً جاری ہو چکی ہے وھذا امر لا یلیق فیہ التردد والتأمل اور یہ
ایک منصب خاص ہمارے نبی کا ہے اسمیں کچھ کلام کرنا یا شبہہ پیدا کرنا کسی کو جائز نہیں
انشاء اللہ نہ کہنے پر ثم لما بات الحسین واصحابہ تلک اللیلۃ ولھم دوی کدوی النحل
پھر جب ایک شب کی مہلت لیکر امام حسینؑ اور آپکے ہمراہی سب مصروف عبادت خدا ہوئے
یہہ کشمکش اور ایذائے جسمانی و روحانی اور فاقہ کشی اور پیاس اور اوس پر یہہ نماز اور
یہہ طاعت گذاری کہ میدان ایسا گونج رہا تھا اونکی دعاؤنکی آواز سے جیسے شہد
کی مکھیوں کے چھتّہ کے نیچے آواز آتی ہے قال فی المناقب فلما کان وقت السحر خفق
الحسین برأسہ ثم استیقظ مناقب میں مذکور ہے کہ جب صبح عاشورا ہوئی تو
جناب شہید کربلا کی آنکھ ذرا سی جھپکی اور فوراً بیدار ہوئے فقال اتعلمون ما رأیت
فی منامی الساعۃ حضار سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا تم لوگونکو معلوم ہے کہ ابھی میں نے
خواب میں کیا دیکھا ہے فقالوا وما رأیت یا ابن رسول اللہ سبھون نے عرض کی کہ یا ابن
رسول کیا خواب میں آپنے دیکھا ہے فقال رأیت کان کلاباً قد شدت علیّ لتنھشنی امام نے فرمایا
میں نے دیکھا ہے جیسے بہت سے کتون نے مجھہ پر حملہ کیا ہے تاکہ مجھے پھاڑ کھائیں
وفیھا کلب ابقع رأیتہ اشدھا علیّ اور اون کتون میں ایک ابلق کتّہ ہے وہی
سب سے زیادہ مجھہ پر حملہ کر رہا ہے واظن ان الذی یتولی قتلی رجل ابرص من
ھؤلاء القوم اور مجھے ایسا گمان ہے کہ میرا قاتل اس گروہ میں سے وہی ہوگا جسکو سپید داغ

کا رونا ہے یہہ تو قاتل کے تعین کیغرض سے بشارت ہوئی تھی اب لیجیے رابعہ بشارات اور گوش دل سے
سن لیجیے ثُمَّ اِنِّیْ رَأَیْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَعَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ پھر ایسکے بعد میں نے اپنے
نانا رسول اللہ کو دیکہا اور آپکے ہمراہ ایک جماعت اصحاب بھی آئی ہے اہم اس چوتھی
تشریف آوری کے رموز اور اسرار کو اب لکھیں گے ذرا خواب کی عبارت ختم ہوئی وَہُوَ یَقُوْلُ یَا بُنَیَّ اَنْتَ
شَہِیْدُ اٰلِ مُحَمَّدٍ قربان ہوں میں نبی پر وہ فرماتے ہیں اے میرے چہوٹے فرزند تو خاصکر شہید آل محمد
ہے اسکے لم آیندہ میں بیان کرونگا وَقَدِ اسْتَبْشَرَ بِکَ اَہْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَہْلُ الصَّفِیْحِ الْاَعْلٰی تیرے
آمد آمد کی آج آسمان کے رہنے والوں میں بشارت باہمی ہو رہی ہے یعنی دہوم ہے کہ آج حسینؑ آتے ہیں
فَلْیَکُنْ اِفْطَارُکَ عِنْدِی اللَّیْلَۃَ عَجِّلْ وَلَا تُؤَخِّرْ اے پیارے اور بہوکے پیاسے حسینؑ آجکی رات بس اب تم
ہمارے پاس آکر یہہ فاقہ تین روز کا نعمتہائے بہشت سے توڑنا فَہٰذَا مَلَکٌ قَدْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لِیَاخُذَ
دَمَکَ فِیْ قَارُوْرَۃٍ خَضْرَاءَ دیکہو اے حسینؑ یہہ ایک فرشتہ آسمان سے اوترا ہے تاکہ تمہارا خون ایک
سبز شیشہ میں بھر کر لیجاے فَہٰذَا مَا رَاَیْتُ وَقَدْ دَنَا الْاَمْرُ وَاقْتَرَبَ الرَّحِیْلُ مِنْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا
لَاشَکَّ فِیْ ذٰلِکَ بس یہی سارا ماجرا ہے جو میں نے خواب میں دیکہا ہے اب ہمارا کام قریب ختم ہونیکے آگیا
اور اس دنیا سے کوچ کرنیکا وقت نزدیک آپہونچا کچہ اسمیں شک باقی نہ رہا قُلْتُ وَہٰذَا اٰخِرُ مَجِیْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صلعم عِنْدَ سِبْطِہِ الْاَصْغَرِ اب میں کہتا ہوں یہہ آخری تشریف آوری جناب رسول کی اپنے چہوٹے
فرزند کے پاس ہے وَہُوَ رَابِعُ الْمَوْجُوْدَاتِ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی یَوْمِ عَاشُوْرَا اور یہہ چوتھی تشریف
آوری جناب رسول کی ہے امام حسینؑ کے پاس مدینہ سے روانہ ہونیکے دنسے روز عاشورا تک وَقَدْ اَتَمَّ
رَسُوْلُ اللّٰہِ کَلِمَا کَانَ یُحِبُّ اِتْمَامَہٗ لِاُمَّتِہٖ الشَّہِیْدِ فَجَاءَ یَوْمَئِذٍ مُبَشِّرًا لَّہٗ بِاَنَّہٗ شَہِیْدُ اٰلِ مُحَمَّدٍ اب جو جو امور
کہ اونکا پورا کرنا جناب رسول کو اپنے فرزند کی شہادت میں ضرور تھا اور خدا سے اونکو لینا درکار تہا سب
لیکر اور پورا کر کے آج آپ یہہ بشارت قطعی دینے آئے ہیں اور کس ساز و سامان سے آئے ہیں
جنکو میں دکہلاتا ہوں اور بشارت دے رہے ہیں کہ اے حسینؑ تم ہی خاص شہید آل محمد ہو
وَتَاَمَّلْ یَا اَخِیْ فِیْ اَلْفَاظِ الْمَنَامَاتِ الْاَرْبَعَۃِ فَاِنَّہَا تَدُلُّ بِاَلْفَاظِہَا عَلٰی غَوَامِضِ الْاَسْرَارِ اب تامل کر کے
دیکہو الفاظ کو چاروں خواب کے کہ اونسے قطعًا معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح قول رسول خدا زمانہ حیات
میں اسرار الٰہی پر شامل ہوتا تہا زمانہ وفات اور بعد موت کے بہی وہی شان ہمارے نبی صلعم کی باقی

ہے اَمَّا الرُّؤْیَا الْاُولیٰ فَقَدْ فَسَّرْتُ مَعْنَاهَا بِقَدْرِ فَهْمِیْ وَمَا فَهْمِیْ فِیْ جَنْبِ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ لیکن پہلا
خواب جو روانگی مدینہ کیوقت امام حسینؑ نے دیکہا ہے اوسکی تفسیر اور بیان اسرار
تو مین نے باب (۶۳) مین بقدر اپنے فہم ناقص کے کردیا ہے اور میرے سمجہہ کی کیا بساط
کلام رسول کے سمجہنے مین وَلٰکِنْ عَلٰی ذِکْرٍ مِنْکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم لَمْ یَاْمُرْہُ بِالْخُرُوْجِ فِیْ
مگر اتنا یاد رہے کہ اس پہلے تشریف آوری مین جناب رسول نے امام حسینؑ کو حکم جہاد کرنیکا نہ
فرمایا ثُمَّ لَمَّا اَقَامَ الْحُسَیْنُ بِمَکَّۃَ شَرَّفَہَا اللّٰہُ وَاَلَحَّ عَلَیْہِ الْکُوْفِیُّوْنَ بِاَنْ یَقْدُمَ عَلَیْہِمْ پہر جب
ماہ امام حسینؑ مکہ مین رہے اوس زمانہ قیام کیحالت کو ایک جداگانہ روزنامچہ مین لکہونگا
اور اب کوفیونکا اصرار حد سے زیادہ بڑہ گیا کہ آپ تشریف لائین ہم لوگ بے امام
ہدایت ہماری فرمائے وَیَجِبُ عَلَی الْهَادِیْ اِنْ لَمْ یَظُنَّ اَنَّهٗ لَا یَنْجَحُ فِی الْهِدَایَۃِ اَنْ یَاْتِیَهُمْ اَوْ یَبْعَثَ
مَنْ یُقِیْمُ مَقَامَهٗ فَاَرْسَلَ الْحُسَیْنُ اَخَاہُ اَوَّلًا ثُمَّ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَرْحَلَ بِنَفْسِهٖ اِلَیْهِمْ ایسے وقت ہادی پر
واجب ہے کہ ہدایت خواہونکے پاس جائے یا کسی اپنے قائم مقام کو بہیجے بشرطیکہ ہادی کو اس
گمان بنظر علامت ظاہر یہ نہو کہ امر ہدایت مین کامیابی ہرگز نہوگی چنانچہ امام حسینؑ نے
اپنے بہائی مسلم بن عقیل کو اپنا نائب کرکے بہیجا اور خود بہی آمادہ روانگی تہے فَلَمَّا انْقَطَعَ عَنْهُ خَبَرُ
اَهْلِ الْکُوْفَۃِ وَکَانُوْا کَاَنَّہُمْ تَدَبَّرُوْا عَنْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ فَیَجِبُ عَلَیْہِمُ الْخُرُوْجُ اَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ یَا حُسَیْنُ اُخْرُجْ
بِهٖ الْجِهَادَ الْمَشْرُوْعَ پہر جب حضرت مسلم کی خبر آنی بند ہوگئی اور کوفیون نے بدعہدیکی اور گویا مرتد ہوگئے
اور دین اسلام سے خارج ہوگئے اب انپر خروج کرنا واجب تہا لہذا جناب رسولخدا تشریف لائے
اور امام حسینؑ سے فرمایا کہ خروج کرو ثُمَّ لَمَّا خَرَجَ الْحُسَیْنُ دَاعِیًا اِلَی دَعْوَۃِ الْجِهَادِ بَالَغَ جُهْدَہٗ فِی الْاِ
وَلَمْ یَأْلُ جُهْدًا مِنْهُ عَلٰی مَا کَانَ یَجِبُ عَلَیْهِ بِحَسْبِ ظَوَاهِرِ الْاَحْکَامِ پہر جب امام حسینؑ بموجب حکم رسولخدا کے خروج
اور دعوت جہاد اسلام کا اعلان کردیا اور اپنی کوشش لشکر کو طلب نصرت مین اوٹہا نہ رکہا اور جسقدر حکم شریعت ظاہری کا
اسکو بجالائے کہنے اور لکہنے سے اور امت کسیطرح بیدار نہوئی حَتّٰی اَنْ قَرُبَ الْمَسَاءُ مِنْ یَوْمِ تَاسُوْعَاءَ
وَاَیِسَ الْحُسَیْنُ مِنْ نُصْرَۃٍ کَافِیَۃٍ جَامِعَۃٍ لِشُرُوْطِ جِهَادِ الْاِسْلَامِ وَقَدْ حَاصَرَہٗ عَسْکَرُ ابْنِ زِیَادٍ اب کہ نوین
تاریخ محرم کی پہونچی اور آجکی تکرار سے کہ نماز کیواسطے ایک شبکی مہلت بہی مسلمین نہ دیتے تہے
اب حضرتکو بالکل یاس ہوگئی کہ آپکی کوئی نصرت نکریگا ایسی نصرت جو شروط جہاد اسلام کو پوری کرے

سقط عنہ الجہاد المشروع والدفاع الصائلۃ عند المدافعین اب جہاد اسلام جسکی دعوت آپ
فرماتے تھے آپ پر سے ساقط ہو گیا اور دفاع کا موقع بھی نہ رہا اسلئے کہ دشمن کے روکنے کی بقدر بھی
جماعت آپکی ہمراہ تھی فخطب خطبۃ وحلی بیعتہ عن اصحابہ وقال لا ذمام علیکم فلیرحل من شاء منکم الی ای جہۃ
اب حکم ظاہر شریعت کے نظر سے حضرت نے ایک خطبہ پڑھ کر اعلان کر دیا اور اپنے بیعت کو ہمراہیوں سے جدا
کر کے فرمایا کہ اب ترک جہاد اسلام کرنیسے تملوگونپر کچھہ گناہ نہ رہا جدہر جسکا جی چاہے چلا جائے ولم یبق وصیۃ
ونصیحۃ من رسول اللہ للحسین الا واداہا من یوم خروجہ عن مکۃ الی یومہ ہذا اب کوئی وصیت اور کوئی نصیحت
جناب رسولخدا کی جو امام حسین کو خواب دوم مین فرمائی تھی از روز روانگی مکہ معظمہ تا روز نہم محرم باقی نہ رہی
جو اوسکو امام حسین بجانہ لائے ہون ولم امر اللہ المحتوم فی حقہ اور جو حکم خدا بلحاظ مصالح دین امام حسین کے
نسبت تہا وہ اب پورا ہو گیا لعم فقبقی لہ ان یروح الیہ عاجلا ہان اب تو یہی باقی رہا کہ وہ جناب قرب الٰہی کیطرف
روانہ ہون اور تمام دنیا دیکھہ لے کہ خدا اپنے خاص بندونسے کیسا کیسا کام ہدایت خلایق کا لیتا ہی فجاءہ
رسول اللہ ثالثا وقال یا حسین انک تروح الینا غدا اب تیسرے مرتبہ جناب رسول خواب مین تشریف لائے
اور فرمایا امام حسین سے کہ تم کل ہمارے پاس آجاوگے وانما جاء رسول اللہ ومعہ علی وفاطمۃ والحسن ع
تصدیقا لما قالہ رسول اللہ فی الرؤیا الاولی ان اباک وامک واخاک وایاک مجتمعون فی منزل واحد تیسرے خواب مین
جو جناب رسول کے جناب امیر اور جناب سیدہ اور امام حسن اسواسطے آئے تاکہ وہ خبر جو رسولخدا نے پہلی تشریف
آوری کے روز رحلت امام حسین مدینہ مین دی تھی کہ یہہ تینون بزرگوار اور تم اے حسین سب ایک ہی جگہہ یکجا ہونگے
اوسکی تصدیق بھی ہو جائے ولذلک قال فی تلک الرؤیا انک تروح الینا بصیغۃ الجمع ولم یقل تروح الی اسی لحاظ سے
جناب رسول نے فرمایا کہ تم ہم سبہونکے پاس کل پہونچ جاوگے بصیغہ جمع متکلم مع الغیر اور بصیغہ واحد متکلم آپنے
نہ فرمایا کہ تم میرے پاس کل پہونچ جاوگے فلما کان السحر من یوم عاشورا وعبا الحسین اصحابہ للقتال الی
... پہر جب روز عاشورا صبح ہو گئی اور امام حسین نے اپنے تہوڑے سے ہمراہیونکو آمادہ فرمایا کہ دشمنونسے
میدان جنگ مین جا کر لڑین اور یہہ بھی دکہا دین کہ ہم کیسے دلیر اور بہادر ہین وکان یفارق لحق
... مثل زینب وام کلثوم وسکینۃ ورقیۃ اور پہر اوسوقت امام حسین اپنے ایسے عزیزونسے جدا
ہوتے تھے جیسی اپنی شیدا بہن حضرت زینب اور ام کلثوم اور پیاری بیٹی سکینہ اور رقیہ بیبیے والقیا
العلیل المشرف علی الموت لمرضہ ... ایضا اپنے فرزند بیمار سے آپ جدا ہوتے تھے وہ

بیمار جو قریب بمرگ تھے بسبب شدت مرض تپ کے خواہ دستونکی بیماری سے اور کیا حال تھا جناب
سید الساجدین کا وَيُغْمٰى عَلَيْهِ غَشْوَةً بَعْدَ غَشْوَةٍ کہ اونکو غش پر غش چلی آتی تھی لَا يَتَمَكَّنُ الْحُسَيْنُ وَلَا وَلَدُهُ
مَقَامَهُ اَنْ يَعْتَنِقَ اَحَدُهُمَا بِالْاٰخَرِ وَيُوَدِّعَ وَدَاعًا لَا اجْتِمَاعَ بَعْدَهُ فِي الدُّنْيَا امام حسین اور نہ اونکے
جناب زین العابدین دونونکو اتنی قدرت تھی کہ دونو آپسمین بغلگیر ہوکر آخری رخصت ہولیں
کہ پھر اب دنیا مین دونو کاہیکو ملینگے واحسرتاہ وَقَدْ اَلَمَّ بِنِسَائِهِ حَتّٰى عَلَتْ اَصْوَاتُهُنَّ بِالْبُكَاءِ
جُيُوْبُهُنَّ وَلَطَمْنَ خُدُوْدَهُنَّ الحرم کا یہ حال تھا کہ بیخودی اور بیتابی مین آوازین اونکے رونے کی
بلند ہو رہی تھین گریبان چاک رخسارہ سوجے ہوئے وَشُعُوْرُهُنَّ مُنْتَشِرَةٌ لَا تَقْدِرِيْنَ بال
اونکے کھلے ہوئے تھے تو اونکو اسکی خبر نتھی عُيُوْنُهُنَّ سَاكِبَاتٌ لِلْعَبَرَاتِ وَلَا يَرْقَيْنَ آنکھون سے آنسو جاری
اور تھمتے ہی نتھے سُكَيْنَةُ وَرَبَابُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ سکینہ اور رباب مادر سکینہ اور زینب اور ام کلثوم سب
بیتاب تھین لَيْتَنِيْ كُنْتُ فَدَيْتُ بِنَفْسِيْ عَلَى الطَّاهِرَاتِ مِنَ النِّسَاءِ اِذْ كُنَّ فِيْ اَسْوَءِ حَالٍ میری جان فدا ہو
اون مطہرات پر کہ اوسوقت کیسی بری حالت اونکی ہو رہی تھی اور کیسے بلبلا رہے ہونگے كَاَنِّيْ اَرٰى
الْقَلْبِ اَنَّهُ تَعْتَنِقُ زَيْنَبُ اَخَاهَا وَتَقُوْلُ يَا اَخَاهُ اَتَتْرُكُنِيْ فِي الْفَلَاةِ وَتَرُوْحُ اِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ گویا مین
چشم باطن سے دیکھ رہا ہون کہ جناب زینب امام حسین سے لپٹی ہوئی فرما رہی ہین اے بھائی
مجھے ویرانہ جنگل مین چھوڑکر آپ بہشت کو سدھار رہے ہین وَسُكَيْنَةُ تُقَبِّلُ رِجْلَيْ اَبِيْهَا تَارَةً وَتُلْقِيْ
عَلَيْهِ اُخْرٰى جناب سکینہ اپنے باپ کے کبھی پاؤن چومتی ہین اور کبھی اپنے کو شدت بیتابی سے گرا دیتی
ہین قَائِلَةً يَا اَبَتِ اِلٰى هٰذَا الْيَوْمِ كُنْتَ قَدْ اَحْيَيْتَنِيْ اُنْسًا فَكَيْفَ اَحْيَا بَعْدَكَ زبان پر جناب سکینہ کے
الفاظ جاری ہونگے کیون باباجان کیا آج ہی کے دنکے واسطے میرا لاڈ اور پیار اٹھایا تھا
فرمائے تو آپکے بعد کیونکر زندہ رہونگی وَرَبَابُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا مَعَ كَوْنِهَا مَشْغُوْفَةً بِحُبِّهٖ
كَاَنَّهَا تَاَنُّ بِقَلْبٍ حَزِيْنٍ وَلَا تُبْدِيْ مَا بِهَا مِنْ صَبَابَةٍ وَكَذَا لَمْ تُفَارِقْ مَشْهَدَهٗ سَنَةً كَامِلَةً
جناب رباب مادر سکینہ چونکہ بہت مانوس تھین امام حسین سے مگر بوجہ شرم کے چپکے چپکے
رو رہی ہین اور جسقدر جوش محبت ہے اوسکو مارے شرم اور غیرت کے ظاہر نہین کر سکتی ہین اسی
سبب تو ہوا کہ سال بھر قبر امام حسین سے جدا نہوئین چنانچہ ہم اسکو کتب اہلسنت سے لکھینگے
وَكَذٰلِكَ النِّسْوَةُ الْاُخَرُ كُلٌّ مَنْ تَرَيْهَا فَهِيَ فِيْ قَلَقٍ وَاضْطِرَابٍ يُوَدِّعُ اِبْنَهَا اَوْ اَخَاهَا اَوْ زَوْجَهَا اسیطرح

مخدرات کو خیال کیجئے اوسوقت اپنے بیٹے بہائی شوہر وغیرہ کو رخصت کر رہی ہونگی اور ایک کہرام
کہر مین حضرت کے برپا ہوگا والحسین تارۃ یخرج من الخباء ویذکر اصحابہ ویعبئھم للبراز و
امام حسین کا اوسوقت یہہ حال ہوگا کہ کبہی باہر خیمہ کے نکل کر اپنے ہمراہیونکو پند اور نصیحت فرما کر اونکو
آمادہ جہاد کرتے تہے وتارۃ یدخل الخباء فاذا سمعت النساء انہ یاتی الحسین بقرع نعلیہ بادرن
الیہ مسرعات واحدقن حولہ اور کبہی وہ جناب خیمۂ الحرم مین داخل ہوتے ہین اور جب مخدرات نے
سنا کہ آپ آرہے ہین خواہ نعلین کی آواز کانمین اون دکہیاری بی بیونکے پہونچی ہوگی حضرت کے پاس
آئین اور حلقہ باندہ کر آپکو گہیر لیا وبکین عالیات اور رونیکا شور بلند ہوگا کیا خوب ایک شاعر نے
خدا کی رحمت اوسپر ہو نظم کرکے صورت دکہادی ہے اور نقشہ پورا کہینچدیا ہے ؎ شبیر برآمد ہوئے
یون خیمہ کے در سے ۔ جسطرح نکلتا ہی جنازہ کسی گہر سے ویوصیھن بالصبر ویوصیھن لکن انی لھن الصبر وقد
رحل عنھن الحسین ھو یومئذ من بقایا الانوار الخمسۃ صلوات اللہ علیھم جناب امام حسین اون
خواہریونکو صبر کی تاکید فرماتے ہین مگر کہانسے اونکو صبر آتا اسلئے کہ پنجتن پاک مین فقط یہی ایک
نور باقی ہے جو آج اس گہر سے رخصت ہوتا ہے اور پانچونسے دنیا خالی ہوئی جاتی ہی فھذا الیوم اشد الایام
التی مضت علی اہلبیت محمد پس یہی دن سب دنونسے زیادہ مصیبت کا تہا اہلبیت اطہار پر بہ نسبت
اون ایام مصیبت کے جو پہلے گذر چکے ہین ولما کان الحسین قد استوطن نفسہ ورضی بلقاء اللہ
سوف یبرز الی الاعداء پہر چونکہ امام حسین اپنے نفس کو آمادہ کرکے اور بملاقات پروردگار پر
راضی ہوچکے تہے اور قریب تہا کہ اب دشمنونسے لڑنے کو میدان جنگ مین نکلین فاتاہ جدہ کانہ
یستقبلہ مع جماعۃ من اصحابہ المخلصین اب اسوقت جناب رسولخدا تشریف لائے جیسے کوئی کسی کے
استقبال کو آتا ہے اور اس شانسے آئے کہ ایک جماعت اصحاب خاص کی بہی ہمراہ جناب رسالتمآبکے
تہی ولم یذکر الحسین اسماء الذین راٰھم فی تلک الرؤیا من اصحاب جدہ اور امام حسین نے جن
اصحاب کو ہمراہ اپنے نانا کے معرکۂ کربلا مین آتا ہوا اس خوابمین دیکہا اونکے نام کسی مصلحت سے نہین
بیان فرمائی ولکنی اقول مقتضی دقتہ ان الاصحاب الذین اخبر رسول اللہ بمجیئھم معہ لعلھم ان
یکونوا من شھداء بدر وحنین مگر بنظر مناسبت وقت جنگ وجدال کے مین کہتا ہون کہ جن اصحابکے انکی
جناب رسول نے آج کی روز دی ہی کچہہ دور نہین کہ وہ لوگ شہداء بدر وحنین سے ہون آج الشھداء کرام

مِنْ اَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ کَانُوْا اَشِدَّاءَ عَلَی الْکُفَّارِ وَلَمْ یَفِرُّوْا مِنَ الْجِهَادِ قَطُّ خواہ اور شہدا ہوں
اصحاب جناب رسول سے ہین جو کہ نہایت سخت گیر اور درشتی کرنیوالے تہے کفار پر اور کبھی کسی جہاد میں
اونہون نے فرار نہین کیا تہا وَلَمْ یُوَلُّوْا اَدْبَارَهُمْ فِیْ مَعْرَکَةٍ مِنَ الْمَعَارِکِ اور کبھی پیٹھہ نہین پھیری اونہون نے
کسی معرکہ جہاد مین جسقدر لڑائیان وہ لڑے تہے بَلْ قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا حَتّٰی صَارُوْا اِلٰی رِضْوَانِ اللّٰهِ غَیْرَ مُ
مُرْتَدِّیْنَ وَلَا شَاکِّیْنَ فِیْ دِیْنِهِمْ بلکہ وہ اصحاب سب بہادر دیندار تہے کہ لڑے اور مارے گئے اور بہشت کو پہونچے
فَاِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ یَرْجِعْ مِنَ الطَّفِّ حَتّٰی قُتِلَ الْحُسَیْنُ کَمَا یَظْهَرُ مِنْ تَضَاعِیْفِ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ
نَظْمُهُمْ مِنْ تِلْکَ الرُّؤْیَا اَیْضًا پہر اگر یہہ بات ہو کہ جناب رسولخدا وقت کربلا سے واپس نہین گئے جبتک
کہ امام حسین شہید نہین ہو چکے جیسا کہ اور بعض روایتون سے پایا جاتا ہے اور اس چوتہے خواب سے بہی
کچھہ معلوم ہوتا ہے لِدَلَالَتِهَا عَلٰی نُزُوْلِ مَلَکٍ مَعَهٗ مَاْمُوْرٍ مِنَ اللّٰهِ بِاَنْ یَاْخُذَ دَمَ الْحُسَیْنِ فِی الْ
اسواسطے کہ اس خواب مین بہی وارد ہے کہ ایک فرشتہ ہمراہ جناب رسولخدا کے آیا تہا جسکو حکم خدا یہہ تہا
کہ امام حسین کا خون ایک شیشہ مین لیکر جاوے فَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ جَمَاعَةُ صَحَابَتِهِ الْحَاضِرَةِ فِی الطَّفِّ
مِنْ مُجَاهَدَاتِ شُهَدَاءِ الطَّفِّ یَوْمَئِذٍ پس کچھہ دور نہین کہ وہ اصحاب بہی کربلا مین ہمراہ جناب رسولخدا کے
حاضر رہے ہون تاکہ دیکہین اور مشاہدہ فرمائین ان بہوکہے پیاسے بہادرونکی جانبازیون کو
وَلِیَقِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ مِنَ التَّفْرِقَةِ وَالتَّصَفُّوْ اور قیاس کرین کہ شہدائے کربلا کی
مجاہدات اور جانبازیون مین اور اونکے جہادون مین کیا فرق ہے اور انصاف کرین پیش خود بالفعل امام
وہ بہی تو شہید ہوئین فَیُذْعِنُوْا بِاَنَّ اِخْبَارَ مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِیَّةِ هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ عَلٰی شُهَدَاءِ مَغَازِیْهِ
اِنَّمَا کَانَ بِقَدْرِ مَا یَحْتَمِلُوْا مِنَ الْمَشَاقِّ جب اسطرح انصاف کرین پہر تو انکو یقین ہو جائے کہ جناب
رسول نے جو خبر دی تہی شہدائے کربلا کے فضیلت کی اپنے جہادونکی شہیدون پر وہ خبر
... بہی اسی وجہہ سے ہے کہ جس نے خدا کی راہ مین زیادہ
تحمل مشقت فرمایا ہے وہی کو ثواب بہی زیادہ ملیگا اور کربلا کے چند مجاہدین کا
اور تحمل ... تو کبہی ہوئی ہے وَاِذَا دَرَیْتَ مَا قُلْنَاهُ فَکَاَنَّکَ لَا تَرْتَابُ
فِیْ ... رَسُوْلُ اللّٰهِ ... اَصْحَابَهٗ لِمَا اَنَّهٗ یَحْتَمِلُ اِسْتِعْظَامَ وَلَدِهٖ کَذٰلِکَ یَحْتَمِلُ اَنَّهٗ کَانَ لِلّٰهِ
... جب یہہ سب باتین معلوم ہو چکین ابتو شاید کسی طرح شک باقی نرہی ... باتین کہ

اور ہی جناب رسولخدا کی مع اصحاب کے جسطرح اوسمین احتمال برگزشت امام حسینؑ کا ہی اوسیطرح
یہ بھی احتمال ہی کہ اونکے اصحاب یعنی شہدائے کربلا کے جانبازیان دکھلانے اپنے اصحاب کو منظور
تہین ثُمَّ اُنْظُرْ یَا اَخِی اِلٰی مَا یُخَاطِبُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَوْمَئِذٍ بِهٖ اب دیکھو کہ جناب رسول آج
کن الفاظ سے اپنے فرزند سے خطاب کرتے ہین وَلَاسِیَّمَا اِلٰی قَوْلِهٖ یَا بُنَیَّ اَنْتَ شَهِیْدُ اٰلِ مُحَمَّدٍ
خصوصاً یہ فرمانا حضرت کا کہ ای میرے فرزند تم ہی ہو شہید آل محمد وَلَا یَخْفٰی مَا فِیْهِ مِنْ
لَطَائِفِ الْبَلَاغَةِ وَاَسْرَارِ الْفَصَاحَةِ اس کلام مین جو جو لطایف بلاغت اور اسرار فصاحت کے بھرے
ہوئے ہین وہ ہرگز پوشیدہ نہین ہین فَاِنَّهٗ صَدَّرَ کَلَامَهٗ بِالنِّدَاءِ بِحَرْفٍ یُنَادٰی بِهِ الْقَرِیْبُ
اسلیے کہ ابتدای کلام حضرت نے ایسے حرف ندا سے فرمائی ہے جس سے نزدیک کے آدمی کو پکارتے ہین
یعنی امام حسینؑ کے پاس حضرت کھڑے ہوئے ہین ثُمَّ جَعَلَ الْمُنَادٰی وَهُوَ لَفْظَةُ بُنَیَّ مُصَغَّرًا
اِمَّا لِلتَّعْظِیْمِ کَقَوْلِهٖ ؎ دُوَیْهِیَةٌ تَصْفَرُّ مِنْهَا الْاَنَامِلُ پھر منادی یعنی لفظ بنی کو تصغیر بناکر
حضور نے ارشاد فرمایا اب یہ تصغیر یا براہ تعظیم کے ہے جیسے کہ ایک شاعر نے موت کو تصغیر بناکر اوسکو
بڑی بھاری بلا کہا کہ جس سے اونگلیان آدمی کی زرد ہو جاتی ہین اَوْ لِاِظْهَارِ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ
یا یہ تصغیر براہ شفقت اور ترحم اور پیار کے آپنے فرمائی اور پیارا ہونا امام حسینؑ کا یہ تو معلوم ہے
مَعَ کَوْنِهٖ اَصْدَقَ الْاَلْقَابِ لِاَنَّهٗ اَصْغَرُ وَلَدَیْهِ پھر لفظ بنی کے کیسا سچا لقب ہے اسلیے کہ
امام حسینؑ دونو فرزندونمین چھوٹے تھے وَلَمَّا کَانَ الْمُنَادٰی فِیْ حُکْمِ الْمُخَاطَبِ اَکَّدَهٗ بِقَوْلِهٖ اَنْتَ
فَاَفَادَ الْحَصْرَ کَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ پھر چونکہ منادی حکم مخاطب مین ہوتا ہے
اسواسطے اوسکی تاکید بھی فرماکر یون کہا کہ تم ہی ای حسین شہید آل محمد ہو اس تاکید سے ظاہر ہوگیا کہ شہید
آل محمد ہونا منحصر امام حسین مین ہی جیسا کہ قران مین خدا نے حضرت عیسیٰؑ سے حکایت کی ہی کہ حضرت
عیسیٰ نے جب خدا سے عرض کی کہ ای خدا تو ہی میرے دنیا سے اوٹھنے کے بعد امت پر نگران یا نگہبان
تھا فَکَانَ الْمَعْنٰی اَنَّکَ اَنْتَ شَهِیْدُ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَا غَیْرُکَ اب معنی قول جناب رسولخدا کے یہ ہوئے کہ
ای حسین بس تم ہی شہید آل محمد ہو سوا تمہارے اور کوئی نہین وَاِنَّمَا خُصَّ الْحُسَیْنُ بِهٰذَا الْ
خِطَابِ مَعَ کَوْنِ اَبِیْهِ وَاَخِیْهِ اَیْضًا کَذٰلِکَ یعنی یہ لقب شہید کا امام حسینؑ سے خاص جو ہوا حالانکہ
پدر بزرگوار اور برادر عالیمقدار بھی شہید ہوئے ہین لِاَنَّ مُحَمَّدًا وَاٰلَهٗ اِنَّمَا خُلِقُوْا لِلرَّحْمَةِ عَلَی الْخَلَائِقِ

عَلٰی اَنْوَاعٍ اَتَمُّھَا نَجَاتُھُمْ عَنِ الشُّبُھَاتِ فِی الدُّنْیَا وَشَفَاعَتُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اسکا سبب یہ ہے
کہ محمدؐ اور آل محمدؐ کی خلقت اسی غرض سے ہوئی ہے کہ خلایق پر رحمت اور شفقت کرین طرح طرح کی
شفقت سے پیش آئین اور سب سے بڑھکر اور پوری شفقت یہ ہے کہ خلایق کو دنیا مین شبہات سے
نجات دلائین اور بروز حشر اونکی شفاعت کرین وَکِلَاھُمَا قَدْ تَمَّتَا بِشَھَادَۃِ الْحُسَیْنِ
جَھْرًا اور یہ دونو کام یعنی شبہات کا دور ہونا اور بروز حشر شفاعت پوری ہونی امام حسینؑ کی
کھلی ہوئی شہادت سے بالکل انجام کو پہونچ گئی اَمَّا شَھَادَۃُ عَلِیٍّ فَاِنَّھَا وَاِنْ کَانَتْ
لِلْاِشَارَۃِ قَدْ صَدَرَتْ عَمَّنْ صَدَرَتْ وَلٰکِنَّھَا قَدِ اشْتَبَھَتْ عَلَی النَّاسِ بِشُبُھَاتٍ
لَیْسَ الْمَقَامُ یُسَاعِدُنِیْ بِذِکْرِھَا جناب امیرؑ کی شہادت جسکے اشارہ سے ہوئی وہ تو ایسے
تھے کہ اوس اشارہ کرنیوالیکا نام بہت سے آدمیون پر مشتبہ رہا اور یہ کتاب میری اوسکے
بیان کرنے سے مناسب بھی نہین ہے وَاَمَّا شَھَادَۃُ الْحَسَنِ فَلِاَنَّھَا اَیْضًا کَانَتْ بِاَمْرِ مُعَاوِیَۃَ کَمَا
نَصَّ عَلَیْہِ جَمٌّ غَفِیْرٌ مِنْ عُلَمَاءِ اَھْلِ السُّنَّۃِ امام حسنؑ کی شہادت مخفی بھی معاویہ کے حکم سے
تھی چنانچہ ایک گروہ کثیر علماے اہلسنت نے اسکا اقرار کیا ہے مِثْلُ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ فِی الْاِسْتِیْعَابِ وَسِبْطِ
ابْنِ الْجَوْزِیِّ فِیْ تَذْکِرَۃِ الْخَوَاصِّ وَمِزِّیِّ فِیْ تَھْذِیْبِ الْکَمَالِ وَالذَّھَبِیِّ فِیْ تَھْذِیْبِ التَّھْذِیْبِ
وَابْنِ الْوَاقِدِیِّ فِیْ مِرْاٰۃِ الْعَجَائِبِ وَالزَّمَخْشَرِیِّ فِیْ رَبِیْعِ الْاَبْرَارِ وَالْمَدَائِنِیِّ فِیْ تَارِیْخِہٖ وَالسَّمْعَانِیِّ
فِی الْاَنْسَابِ وَعَبْدِ الْقَادِرِ فِیْ حُسْنِ السِّیْرَۃِ کَمَا نَقَلَہٗ جَدِّیْ فِیْ تَشْیِیْدِ الْمَطَاعِنِ یہ تو علماے
اہلسنت جن سے ہمارے جد بزرگوار نے تشیید المطاعن مین نقل کیا ہے اونکے نام اور اونکی کتابین ہین
ابن عبد البر نے استیعاب مین اور سبط ابن الجوزی نے تذکرۃ الخواص مین اور مزی نے تہذیب الکمال مین
اور تہذیب التہذیب مین ذہبی نے اور مراۃ العجایب مین اور علامہ زمخشری نے ربیع الابرار مین اور مدائنی نے
اپنی تاریخ مین اور سمعانی نے کتاب انساب مین اور عبد القادر نے کتاب حسن السیرۃ مین لکھا ہے کہ
بحکم معاویہ امام حسنؑ کی شہادت ہوئی لٰکِنَّھَا لَمَّا کَانَتْ سِرًّا فَلِذَا قَدْ خَفِیَ اَمْرُھَا عَلٰی عَامَّۃِ
الْمُسْلِمِیْنَ لیکن چونکہ یہ شہادت ایک چھپی ہوئی بات تھی اسی وجہ سے اسکی پوری تحقیق
رہی عام مسلمانون پر اَمَّا شَھَادَۃُ الْحُسَیْنِ فَلِکَوْنِھَا جِھَارًا تَوَاتَرَ انْتِسَابُھَا اِلَی الْیَزِیْدِ
لیکن شہادت امام حسینؑ کی چونکہ بالکل کھلی ہوئی واقع ہوئی اور یزید کا قاتل ہونا متواتر ہو گیا

اب کسی کو شک اور تردد باقی نرہا وکان یزید ھو الخلیفۃ المنصوب من ابیہ والمجمع علیہ
بالاجماع الذی سنہ المسلمون فی امر الخلافۃ وحصل لہ القہر والغلبۃ اور یزید کون تھا
وہی خلیفہ جسکو اوسکے باپنے اپنا جانشین کیا تھا اور اجماع اوسپر ہو گیا تھا جس اجماع کو مسلمانونے
خلافت کیواسطے شرط کر لیا ہے اور قہر اور غلبہ بھی یزید کو پورا پورا ہو چکا اب کہ تینون باتین خلافت کے
یزید مین جمع ہو چکین پھر اب اوسکے خلیفہ ہونے مین کونسی کسر باقی رہی جب ایسا خلیفہ اولاد
رسول کو قتل کرے پھر کیون نہ دین اسلام کی ناموری ہو ولھذا اختصت بکونہا شہادۃ
مطلوبۃ لال محمد فصحّ قصرہا علی الحسین اسیوجہ سے امام حسین کی شہادت مخصوص
وہی شہادت پائی گئی جو مطلوب اور مقصود آل محمد کا تھا اور اسی وجہ سے حضرت رسولخدا نے ارشاد
فرمایا کہ ای حسین تم ہی شہید آل محمد ہو سے اسواسطے ہے دھوم اب اس شور و شین کی حسین پہ کہ یہان
شہادت حسین کی ثمّ لمّا کان الحسین شہید ال محمد علی تلک الصفۃ پھر جب امام حسین شہید
آل محمد اس طرحسے تھے کہ شبہات چہل سالہ از روز وفات سرور کائنات سب آپنے دور کردئے
وقد فرغ ممّا کان یجب علیہ فی اصلاح امور امتہ جدّہ اور جو حضرین آپ اصلاح
امور امت محمدی کے متعلق واجب تھین سبکی بجا آوری سے آپ فارغ ہو چکے تھے وادّی بما
اوجبہ اللہ علیہ من الفرائض والسنن اور جو امور واجب اور سنتی آپسے متعلق ہوئے تھے
اون سبکو ادا کر چکے تھے ثمّ اشتاق الی لقاء اللہ ولقاء اٰبائہ ان سبسے فارغ ہو کر اب آپکو
اشتیاق ملاقات پروردگار کا اور نیز اشتیاق اپنے بزرگونسے ملنے کا ہوا وقد حصل لہ من العزّ
والشرف کمال فلذا قال النبی جدّہ لا قد استبشر بک اھل السموات واھل الصفیح الاعلی اور
عزت اور شرف امام حسین کو سب کچھ حاصل ہو چکا تھا جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے اسیوجہ سے آپکے جد
نامدار نے فرمایا کہ ای حسین آسمان کے لوگ اور صفیح اعلی کے رہنے والے سب تمہارے آنیکی بشارت
دے رہے ہین یعنی انھم یستبشرون بقدومک کانّھم یقولون الیوم یاتی الینا
من ھو اکرم عباد اللہ یومئذ فی الارض مراد حضرت کی یہ ہے کہ وہ لوگ باہم خوشخبریان
دے رہے ہین تمہارے آنیکی گویا کہ وہ یون کہتے ہونگے کہ آج ہمارے یہان وہ شخص آتے ہین
جو سب سے زیادہ بزرگ ہین زمین پر آجکے روز وھو الذی لم یات الی الیوم ھذا احدٌ

وَقَدِ اتَّصَفَ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ یہ آنے والا وہ بزرگ ہے کہ آجتک ایسا بزرگ مہمان کوئی
اونکے یہان آیا نہین کہ جوان صفات سے موصوف ہو فَيُعَظِّمُوْنَهُ وَيُوَقِّرُوْنَهُ عَلٰی مَا يَلِيْقُ
بِشَانِهٖ وَيَتَبَاشَرُوْنَ بِقُدُوْمِهٖ لہذا التعظیم اور توقیر ایسے مہمان کی کرنی چاہیے جیسے
اوسکے شان کی شایان ہو اور اوسکے آمدآمد کی خوشخبری دینی چاہیے وَاَظُنُّ اَنَّ ذٰلِكَ
الْاِسْتِبْشَارَ لَمْ يَكُنْ مُخْتَصًّا بِذٰلِكَ الْيَوْمِ بَلْ هُوَ مُسْتَمِرٌّ اِلٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ میرے
گمان مین یہ بشارت دہی اور خوشخبری کچھ اوسی روز کیواسطے خاص نتھی بلکہ وہ جاری ہے
اونھین لوگومین ہمیشہ جب تک خدا کو منظور رہے وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ فِيْ مَنَامِيْ وَهُوَ مِنْ
اَعْجَبِ الْمَنَامَاتِ فَرَاَيْتُ كَاَنِّيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ اور وہ عجیب طرح کا خواب ہے
مین نے خوابمین دیکھا جیسے کہ مین بہشت مین داخل ہوا ہون وَظَهَرَ لِيْ فِيْهَا قَصْرٌ لَسْتُ اَحْفَظُ
الْيَوْمَ اَنَّهٗ كَيْفَ كَانَ بہشت مین مجھے ایک قصر یا بلند مکان نظر آیا آج مجھے اچھی طرح سے
یاد نہین ہے کہ وہ قصر کیسا تھا وَلٰكِنْ قِيْلَ لِيْ اَنَّهٗ قَصْرُ الْحُسَيْنِ ہان اتنا یاد ہے مجھسے
لوگون نے کہا کہ یہ قصر میرے امام حسینؑ کا ہے فَدَنَوْتُ مِنَ الْقَصْرِ وَهُوَ قَصْرٌ مُرْتَفِعُ
الْمَعَارِيْجِ اب مین یہ سنکر قصر کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ قصر اونچا سا مکان ہے کہ سیڑھیان
اوسمین چڑھنے کی بنی ہوئی ہین وَبَوَّابُهٗ كَاَنَّهُمْ غِلْمَانٌ مِنْ اَغْلِمَةِ الْعَرَبِ مَا اَحْسَنَ
وُجُوْهَهُمْ وَاَلْبِسَتَهُمْ دربان اوسکے لڑکے ملک عرب کے ہین اور کیسے خوشرو اور کیا اچھے
کپڑے پہنے ہوئے ہین وَهُمْ يَاْتُوْنَ مِنْ اَعْلَى الْقَصْرِ اِلَى الْاَسْفَلِ ثُمَّ يَعْرُجُوْنَ اور ان
لڑکونکی یہ حالت ہے کہ اوپر سے نیچے آتے ہین اور پھر نیچے سے اوپر چڑھ جاتے ہین فَقُلْتُ
لِبَعْضِهِمْ اَيْنَ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ الْحُسَيْنُ فَاِنِّيْ رَاغِبٌ اِلٰى زِيَارَتِهٖ مین نے کسی
ایک شخص سے پوچھا کہان ہین ہمارے سردار اور آقا امام حسینؑ کہ مجھے اونکی زیارت کرنی منظور ہے قَالَ
مَكَانَكَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ لَكَ اوسنے کہا ابھی تم اپنی جگہ پر ٹھہرو مین اجازت لاؤن تمھارے واسطے
ثُمَّ عَرَجَ وَرَجَعَ مُسْتَعْجِلًا فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ اَيُّهَا الزَّائِرُ تَعَالَ تَعَالَ فَقَدْ اَذِنَ لَكَ سَيِّدِيْ
وَمَوْلَايَ یہ کہکر وہ شخص اوپر گیا اور جلدی واپس آکر مجھسے کہنے لگا مرحبا اور شاباش ہو تجھے ای
زائر آجاؤ آجاؤ کہ تمکو میرے آقا نے زیارت کرنیکی اجازت دی ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ وَعَرَجَ بِيْ

خواب مصنف

إلى القصر حتى أدناني من عرش كان الحسين مضطجعاً عليه پھر وہی خادم میرا ہاتھ پکڑ کر
مجھے اوپر لے گیا اور اوس تخت کے پاس مجھے پہونچا دیا جس پر امام حسینؑ چت لیٹے ہوئے تھے وعليه ثياب
عدا يد إلا كلها متلطخة بالدماء حضور کے جسم مجروح پر بہت سے کپڑے پڑے ہوئے تھے مگر
سب کپڑے خون میں شرابور تھے كما كان مطروحاً في أرض مقتله وعليه جراحات كثيرة
جس شکل سے وہ جناب زخمی ہو کر زمین گرم کربلا پر پڑے ہوئے تھے تمام جسم حضرت کا آج بھی زخموں سے
چور ہو رہا آہ آہ قد ذاب قلبي وكادت أن تخرج نفسي وطار عقلي اندهشت وكدت
أن أموت ہائے ہائے میرا دل قریب تھا کہ خون ہو کر بہ جائے اور قریب تھا کہ میری جان نکل جائے عقل جاتی رہی
بیخود اور مدہوش ہو گیا اور قریب تھا کہ اوسی جگہ مر جاؤں وعليك بالنصفة يا أخي فبالله بر
فإنه من يكون مشغوفاً بحب حبيب ثم رآه في مثل تلك الحال فكيف يطيق
أن يراه وكيف لا يموت مما يحل به من الكآبة والحزن ذرا سوچنے کی بات ہے کہ جو شخص کسی کے
محبت میں دل باختہ ہو اور پھر جب اپنے اوسی حبیب کو دیکھے تو اس شکل سے دیکھے انصاف کی جگہ ہے کہ وہ دیکھنے کی
تاب لا سکے گا اور زندہ رہ سکیگا ہرگز نہ رہ سکیگا ضرور مرنے کے قریب ہو پہونچیگا فقلت له السلام عليك
يا أبا عبد الله الشهيد اب میں نے عرض کی سلام ہو تم پر اے حسین شہید فأجابني بقوله عليك السلام
حضرت نے جواب سلام دیا ثم أردت في منامي هذا أن أسئله من ألم الجراحات اوسی خواب میں میرا ارادہ ہوا
کہ میں حضرت سے زخموں کے درد اور ایذا کو پوچھوں کہ درد زخموں میں زیادہ ہو رہا ہے یا کم ہے ولكن خنقتني العبرة التي
كانت قد منعتني عن التكلم مگر دم تو میرا گھٹ رہا تھا اور رونے کی وجہ سے بولنا دشوار تھا آدھی بات نکل
سکتی تھی لہذا کچھ پوچھ نسکا وكنت أبكي عالياً اب میں چلا چلا کر رونے لگا وإذا بالذي كان عرج لي
إلى القصر أخذ بيدي وقال ودع إمامك وعجل في الرجوع فقد فزت بفوز الزيارة میں تو رونے سے
بیخود ہو رہا تھا کہ ناگاہ وہی خادم جو مجھے اوپر لیگیا تھا آکر اوس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا کہ اب اپنے امام سے
رخصت ہو لو اور جلدی کرو پلٹنے میں اب ٹھہرو فإن إمامك لا يطيق أن يتكلم بأزيد من هذا لأنه
موعوك بألم الجراحات كما تراه اسلیے کہ تمہارے امام کو زیادہ کلام کرنے کی تاب نہیں ہے زخموں کے درد کی
حضور کو ایذا ہے جیسا کہ تم بھی دیکھ رہے ہو فرجعت قهقرى وأظن أني لم أستدبر منه كان وجهه
مشاهداً اب میں پچھلے پاؤں پلٹا اور مجھے خوب یاد آتا ہے کہ جبتک حضور کا چہرہ سامنے رہا میں نے پشت اودھر

نہین کیے وکذلک الوصفاء الذین کانوا فی ذلک القصر اور یہی حال دیکھا اون خدام کا جو اوس قصر
مین حاضر تھے کہ وہ بھی پلٹتے وقت پچھلے پاؤن پلٹتے تھے ثم انی رأیت ھؤلاء الوصفاء انھم
اذا جاؤا ونزلوا تحت القصر فما کانوا یلبثون ھنیئة الا وھم یعودون الی حضرتہ
پھر مین نے یہ ایک بات عجیب دیکھی کہ وہی خدام جب قصر سے نیچے آتے ہین تھوڑی دیر بھی گذرنے نہین پاتی کہ پھر وہ
لوگ اوپر قصر کے پلٹ جاتے ہین اور حضور کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہین فسألت عن شأنھم ھذا
مین نے اونکی اس حالت سے پوچھا کہ یہ گستاخی کیسی ہے قالوا نحن لا نقدر ان نغیب ساعة عن حضرة
سیدنا ومولانا الحسین اونھون نے جواب دیا کہ ہمکو تاب نہین ہے کہ ایک گھڑی بھی اپنے مولا کے سامنے سے
الگ ہون وخلقنا اللہ والھمنا فی ولایتہ ثم انتبھت اور ہماری خلقت خدا نے ایسی ہی بنائی ہے اور
ہملوگ دلدادہ محبت امام حسین ہین اب مین سوتا ہوا خواب سے بیدار ہوا فھذا ما رأیتہ فی المنام
یہی وہ حال ہے جسکو مین نے خواب مین دیکھا ہے فاھل الصفح الاعلی وھم ملٰئکة کما فی مجمع
البحرین پس رہنے والے صفح اعلی کے وہ ملائکہ آسمانہا بلند کے ہین جیسا کہ مجمع البحرین لغت مین طریحی
نجفی لکھتے ہین فان کان القصر الذی رأیتہ فی المنام فی الصفح الاعلی فالذین رأیتھم کانھم ھم
اب اگر وہ قصر جسکو مین نے خواب مین دیکھا ہے صفح اعلی مین ہے پس جن لوگونکو مین نے دیکھا ہے شاید یہ وہی لوگ
ہین ای الذین اخبرھم رسول اللہ باستبشارھم یعنی یہ وہی لوگ ہین جنکی باہمی بشارت دینے کی
خبر رسولخدا نے امام حسین کو دی تھی بقی الکلام فی افطار الحسین عند جدہ اللیلة کما ورد
فی روایة الرؤیا اب کلام باقی رہا کہ آجکی رات امام حسین اپنے نانا کے پاس جا کر افطار کرینگے وھو
علی الظاھر الروایات التی فیھا ان رسول اللہ کان حاضرا فی الطف اور یہ مضمون افطار بظاہر
مخالف ہے اون روایات سے جنمین ایسا وارد ہوا ہے کہ جناب رسولخدا اوس روز کربلا مین حاضر تھے وفی یدہ
کاسة الاوفی وکان یسقی کل شھید مرصل بد مائہ من ذلک الماء اور دست مبارک مین بھرا
ہوا پانی کا ایک پورا کاسہ تھا اور ہر شہید کو اوسی مین سے پلا دیتے تھے کما قال علی بن الحسین
عن ابیہ یا ابت ھذا جدی محمد المصطفی قد سقانی شربة من مائہ جناب
علی اکبر نے قریب زمانہ شہادت کے پدر بزرگوار سے عرض کی تھی کہ ای بابا دیکھیے یہ میرے نانا رسولخدا ہین جنھون نے
مجھے ایک پوری مقدار پانی کی پلادی ہے اپنے ہمراہ جو پانی تھا اسمین سے وفی یدہ کاس

يسقيك منهما ويقول لك العجل العجل اور ہاتھ مین اوسی جناب کے ایک اور کاسہ ہو پانی سے
لبریز تاکہ آپکو اوسمین سے پلائین فالعمدة في تاويل الافطار على ما ادى اليه نظري ان
يراد بالافطار معناه اللغوي اور قابل اعتماد افطار کی تاویل جو میری سمجھ مین آتی ہے وہ تو یہ ہے
کہ افطار سے اس جگہ کھانا مراد ہو وان كان معه شرب الماء ايضا اگرچہ کھانیکے ساتھ پانی پینا
بھی کیون نہو وقد ثبت منه ان الحسين ع كان ضيف الله وقد اعد الله له في حضيرة
القدس من نعمائه التي اخبر ان الشهداء متنعمون بها اس لفظ افطار سے اب ثابت ہوگیا
کہ امام حسین ع مہمان خدا تھے اور آپکے واسطے خدا نے وہی نعمتین بہشت مین فراہم کردی تھین جو شہیدونکے
واسطے سامان عیش مہیا ہے والمزيد عليها انه يا كلها مع جده وابيه واخيه اور اون
نعمتون پر زیادہ تر نعمت اور لذت یہ ہے کہ وہ جناب نعمتہاے بہشت کو اپنے نانا اور پدر بزرگوار اور بھائی کے
ساتھ تناول کرین اما قول رسول الله في نزول ملك من السماء ومعه قارورة خضراء
لياخذ دم الحسين فيها اب رہا یہ ارشاد رسولخدا کا کہ ایک فرشتہ آسمان سے آیگا ہمراہ اوتراے
اور اوسکے پاس سبز شیشہ ہے تاکہ خون امام حسین ع کا اوسمین بھر لے فهذه كرامة خاصة لم
يعط الله سبحانه احدا من الشهداء پس یہ ایک خاص بزرگی امام حسین ع کی ہے جو کسی شہید کو
خدا نے نہین دی ہے فاني لم اقف الى يومي هذا على رواية تدل على ان دم الحسين قد
وصل الى الارض میرے نظر سے آجتک کوئی روایت ایسی نہین گزری جسمین یہ وارد ہو کہ خون امام حسین ع کا
ایک قطرہ بھی زمین پر گرا ہے وما ذلك الا ان الملك الذي اخبر بمجيئه رسول الله كان ياخذه
في تلك القارورة اگر یہ بات اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ زمین پر حضرت کا خون نہین گرا ہے تو اوسکا سبب
یہی ہوگا کہ جو فرشتہ آیا تھا بموجب خبر دہی جناب رسولخدا کے اوسی نے خون حضرت کا اوسی شیشہ مین
بھر لیا ہو ثم كون القارورة خضراء كانه تذكرة ودلالة على شهادة اخيه الحسن ع
پھر یہ تو خیال کرو کہ شیشہ کا سبز رنگ ہونا یاد دہی تھی اور دلیل تھی امام حسن ع کے شہادت کی فانه
لما شرب السم كان قد اخضر جسمه اسلیے کہ جب حضرت امام حسن ع کو زہر دیا گیا تھا تمام بدن آپکا
سبز ہوگیا تھا بل اذا كان يتقيا فيخرج قطعات كبده واحشائه وهي خضر بلکہ جب حضرت
قے کرتے تھے جگر کے ٹکڑے اور اندرونی اعضا کے ٹکڑے بھی سبز گرتے تھے فخضر الله ذلك اللون

مِنَ الْاَلْوَانِ بِتِلْكَ الْقَارُوْرَةِ دَالًّا عَلٰى شَهَادَةِ اَخِيْهِ وَمَا فِيْ بَطْنِهَا وَهُوَ دَمُ الْحُسَيْنِ دَالًّا
عَلٰى شَهَادَتِهٖ اب اس شیشہ کا سبز رنگ خدا نے اسواسطے مخصوص کیا کہ امام حسنؑ کی شہادت پر دلیل ہو
اور شیشہ کے اندر خون امام حسینؑ کا دلیل ہی انکی شہادت پر وَاِنَّمَا عَكَسَ فِي الدَّلِيْلَيْنِ فَجَعَلَ
الدَّالَّ عَلَى الشَّهَادَةِ الْخَفِيَّةِ ظَاهِرًا وَعَلَى الشَّهَادَةِ الظَّاهِرَةِ بَاطِنًا ان دونو دلیلون مین
اولٹا معاملہ کیون خدانے تجویز فرمایا یعنی شہادت مخفی کی دلیل سبز رنگ سے اوسکو شیشہ کے باہر اور سرخ
رنگ شہادت ظاہری دلیل کو اندر قارورہ کے رکھا لِاَنَّ الْمُحْتَاجَ اِلَى الْاِظْهَارِ مَا يَكُوْنُ خَفِيًّا اسلیے
اظہار اور نمایش کی محتاج تو وہی چیز ہوتی ہی جو پوشیدہ ہو جیسے کہ شہادت امام حسنؑ کی تھی وَلِاَنَّ
الظَّاهِرَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اَقْدَمُ فِي الرُّؤْيَةِ مِنْ بَاطِنِهٖ كَمَا اَنَّ شَهَادَةَ الْحَسَنِ اَقْدَمُ مِنْ شَهَادَةِ
اَخِيْهِ یا سبب اولٹنے کا یہ ہو کہ ظاہر چیز کا پہلے دیکھا جاتا ہے بہ نسبت اندرونی شی کے چنانچہ
شہادت امام حسنؑ کی بھی پہلے ہوئی ہے اور مقدم ہے شہادت امام حسینؑ پر وَفِيْهِ مَصَالِحُ
اُخْرٰى نُبَيِّنُهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيْدٌ اور اس اولٹا پلٹے مین اور بھی
بہت سی مصلحتین ہونگی جنکو ہم دوستداران اہلبیت اوس روز دیکھ لینگے جس روز ہر ایک شخص خدا کے
سامنے آئیگا اور اوسکے ہمراہ ایک چلانے والا اور ایک شہید یعنی گواہ بھی ہوگا وَكَاَنَّكَ بَعْدَ
مَا دَرَيْتَ مِنْ تَفْسِيْرِ الرُّؤْيَا وَالْمَنَامَاتِ لَا تَرْتَابُ فِيْ كَوْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَقْضِيَّ الْمَرَامِ
مِنْ تِلْكَ الشَّهَادَةِ اب شاید بعد واقف ہوجانے تفسیر اور تاویل خوابہاے مذکورہ ابواب کتاب
ہذا کے تمکو ہرگز شک باقی نرہیگا کہ جناب رسولخدا کا سارا مطلب اور کل مدعا پورا ہوگیا وَقَدْ
مَنَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ كَمَا كَانَ يَرْجُوْهُ وَيَقْبَلُ اللّٰهُ شَفَاعَتَهٗ فِيْهَا كَيْفَمَا اَرَادَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ اور اسکا بھی سبکو یقین ہوجائیگا کہ خدا نے ہمارے نبی کو جو جو انکی امید تھی سب پوری کردی اور
اونکی شفاعت ہمارے حق مین بروز قیامت اوسی طرح کی مقبول ہوگی جیسی اوس جناب کی
خواہش ہو گی انشاء اللہ درود اور سلام خدا کا اون پر اور اونکے اولاد پر ہو وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
عَلٰى اِتْمَامِهٖ لِهٰذَا الْبَابِ كَمَا كُنْتُ اَرْجُوْهُ مِنْ فَضْلِهٖ اب مین حمد خدا بجا لاتا ہون
کہ یہ باب ایسا تمام ہوا جیسا کہ مین اسکے تمام ہونے کی امید خدا کے فضل سے رکھتا تھا از راہ شکر
پروردگار کے وَيَتْلُوْهُ بَابُ فَضِيْلَةِ الْبُكَاءِ وَالتَّعْزِيَةِ اس باب کے بعد فضیلت بکا و عزاداری کا لکھا جاتا ہے

باب ٦٦ ثواب بکا اور مجلس عزا کی فضیلت تمام عبادتون پر اور جواب ون شبہا کا جو اسپر وارد ہوتے ہین عقلی اور نقلی دلیلون سے

کما ان اللہ سبحانہ خص نبینا محمدا واھل بیتہ بالکرامات کلہا جسطرح خدانے ہمارے نبی اور اونکے
اہلبیت کو ہر طرحکی بزرگی اور کرامات سے خاص فرمایا کذلک اختار لامتہ شرفا وکرامۃ لم یعطہا احد
من الامم اسیطرح امت حضرت محمد کیلئے ایسا شرف اور ایسی بزرگی دی جو کسی امت کو نہین
دی تھی ومن صفایا تلک الکرامات انہ سبحانہ جعل نجاتہم عن المہالک الدنیویۃ والاخرویۃ ان
یبکوا علی ما اصاب بہ محمدا واھل بیتہ اون عمدہ ترین کراماتون سے امت کیواسطے یہہ کیسی بزرگی
عطا ہوئی کہ اونکی نجات دہی شدائد دنیا اور آخرت کیواسطے یہہ راہ بتادی کہ جو مصائب محمد اور آل محمد پر
گذری ہین اون پر رویا کرین فیفوزوا بالاجر والثواب ما لا حد لہ ولا منتہی اور اس گریہ اور بکا کا نتیجہ
یہہ کہا کہ اجر اور ثواب اونکو اسقدر ملیگا جسکی کوئی حد اور انتہا نہو وقد نص النبی صلعم واوصیائہ علی
ذلک بنصوص واضحۃ وافادات لائحۃ قد استفاض نقلہا عن الرواۃ المسلمین ہمارے نبی اور
اونکے جانشینون نے اسی بارہ مین کہلی ہوئی ارشاد اور ظاہر ظاہر باتین فرمادی ہین جنکو بکثرت مسلمانونے
روایت کیا ہے حتی انہم قالوا لکل شیء ثواب الا الدمعۃ فینا یہانتک تو فرمادیا کہ ہر عمل خیر کیواسطے ایک
ثواب معین ہو مگر جو آنسو ہمارے مصیبت مین گرے اوسکا ثواب معین نہین ہوسکتا ہے للہ درہم لقد بالغوا
النصح فینا لذلک بالقول والعمل ایضا پوری نصیحت اور تاکید اسی بارہ مین ہمکو فرمائی ہر کہنے سے
بہی اور خود عمل کرکے دکہلائے گئے ہین وقد نقلنا من کتب الفریقین ما یدل علی ذلک فی باب اخر
ائمہ کے توجہ اور اہتمام اس عزاداری مین جیسا تہا اوسکو ہمنے کتب فریقین سے جداگانہ باب مین لکہا ہے
ولنذکر ہہنا ما یصدق دعوانا اسجگہ فقط ایک روایت ہم کتب اہلسنت اور ایک اپنے کتب سے لکہتے ہین جس سے
ہمارے اس دعوی کی صداقت ہوجائے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کو کسقدر اہتمام اس عزاداری اور بناء
مجلس عزا مین تہا جسکی کوئی حد اور انتہا نہین ہے ہا ہائے کیونکر نہوتا کوئی مصیبت بہی تو اس سے بڑہ کر
کسی نبی کی خاندان پر نہین گذری اور نہ ثواب ایسا کسی عبادت کا ملیگا روی عبد الرحیم فی معاہد التنصیص
نقال عبد الرحیم جو ایک معتمد عالم علماء اہلسنت سے ہین اونہون نے اپنی کتاب مسمی بہ معاہد التنصیص جسمین
شرح شعار المخلص لمفتاح سکاکی لکہی ہے روایت کرتے ہین حدثنا محمد بن سہل صاحب الکمیت قال دخلت

مع الكميت على ابى عبد الله جعفر بن محمد يعنى به الصادق فى ايام التشريق محمد بن سہل جو کمیت شاعر مداح
اہلبیت کے یار اور مصاحب تھے وہ کہتے ہین کہ مین کمیت کیساتھہ گیا خدمت مین امام جعفر صادقؑ کے اور وہ دن
کوئی دن ایام متبرکہ تشریق سے تہا یعنی گیارہوین ذی الحجہ سے تیرہوین تک فقال له جعلت
فداك الا انشدك کمیت نے عرض فدا ہون آپ پر مجہے اجازت ہو کہ چند اشعار آپکے سامنے عرض کرون
قال انها ايام عظام قال انها فيكم قال هات امام نے فرمایا کہ ایام تشریق بزرگ ایام عبادت کے ہین انمین اشعار
پڑہنا کیسا کمیت نے عرض کی کہ آپ ہی حضرات کے حال ہین وہ اشعار مین حضرت نے فرمایا اچہا اب پڑہو
ہان برادران اب اہتمام اپنے امام کا دیکہو جب آپکو معلوم ہوا کہ مرثیہ کمیت پڑہین گے وبعث ابو عبد الله
الى بعض اهله فقرب کسی کو اپنے اندر گہر کے عورات کے بلانیکو بہیجا وہ معظمہ بہی نزدیک اوسی جگہ
کے تشریف لائین کہ وہ بہی سنین فانشد فكثر البكاء پہر کمیت نے مرثیہ پڑہا اور گریہ وزاری بکثرت
ہوئی کیون نہوتی عورتین بہی رو رہی تہین حتى اتى على هذا البيت تا اینکہ کمیت اس شعر تک
پہونچے ؎ يصيب به الرامون عن قوس غيرهم + فيا آخرا اسدى له الغى اول افسوس ہے کہ ابتک
یہہ مرثیہ مجہے نہین ملا ہے مگر قیاساً اس شعر کا ترجمہ کرتا ہون ترجمہ یہہ تیر جو امام حسینؑ پر
چلا رہے ہین ان تیر اندازون نے اور لوگونکے کمانونسے یہہ تیر مارے ہین فریاد ہے اس آخری قاتل
یعنی یزید سے جسکے واسطے پہلا ظالم اس ابتدا ہی اور ظلم کو چہوڑ گیا تہا یعنی ابتدا ظلم کی اہلبیت پر جس نے
کی ہے اوسکا بقیہ یزید نے پورا کر دیا فرفع ابو عبد الله يديه فقال اللهم اغفر للكميت ما قدم وما اخر
وما اسر وما اعلن واعطه حتى يرضى جب کمیت مرثیہ پڑہ چکے امام جعفر صادقؑ نے دونو ہاتہہ اوٹہاکر
دعا کی خداوندا کمیت کی گناہ جسقدر اس مجلس سے پہلے کئے ہون اور جو بعد کرے اور گناہ پوشیدہ کی خواہ
ظاہر کی سب بخشدے اور اسقدر اسکو دنیا و آخرت مین دے کہ یہہ راضی اور خوشنود ہو جائے قلت
قد ثبت من تلك الرواية امور نحن معاشر الشيعة نقتفى فيها هداتنا الكرام فلسنا من المبتدعين
الضالين كما يقول اعدائنا مین کہتا ہون اس روایت اہلسنت سے چند امور ایسے ثابت ہوئے
جنکو ہم گروہ شیعہ اپنے امامونکے پیرو ویسے بجا لاتے ہین پہر ہم بدعتی گمراہ نہین ہو سکتے جسطرح
کہ ہمارے دشمن ہمکو الزام لگاتے ہین الاول ان اقامة العزاء يجوز لنا فى مثل ايام التشريق من
الايام التى ليست من ايام السرور كايام الاعياد والمواليد پہلا امر یہہ ثابت ہوا کہ مجلس عزا

برپا کرنی تمکو ایسے ایام متبرکہ مین جیسے کہ ایام تشریق ہین جایز ہے ہان ایام سرور اہلبیت جیسے
عیدہاے معلومہ خواہ ایام ولادت انبیا اور ائمہ مین شاید جایز ہو والثانی انہ یجوز لنا اسماع
المراثی بنسائنا عن غیر المحارم الضا و اسماعہم اصواتہن فی البکاء عامدا دوسری یہہ بات
بھی اسی روایت اہلسنت سے ثابت ہوگئی کہ نامحرم مرثیہ خوان کی اواز ہم کو اپنی پردہ دار عورات اور
اون عورات کے رونے اور بین کرنیکی آواز نامحرمونکو عمدا سنانی جایز ہے یعنی جسطرح اور چند مقامات
مین نامحرم کی آواز سنانی شریعت مین بالاتفاق جایز ٹھہری ہے اس عزاداری مین بھی جائز ہے
بلکہ مورث اجر و ثواب ہے اور یہی ہمارا عمل بھی ہے اور اسی مضمونکی اور روایات بھی جناب صادق
اور امام رضا سے ہم باب خاص مین لکھین گے انشاء اللہ والثالث وہو المقصود لنا بذکر تلک الروایۃ
انہ ثبت منہا ان البکاء والابکاء اہم الاغراض لہداتنا صلوات اللہ علیہم فیکون افضل من
کل عبادۃ اور تیسری بات جو اصل مقصود ہمارا اس روایت کے ذکر سے اس باب مین ہے اور وہ
یہی ہے کہ رونا اور رولانا اس مصیبت پر یہی بڑی غرض ہمارے نبی اور ائمہ کی ہے درود خدا سب پر
ہو پس یہی عبادت سب عبادات سے افضل ہوگی تامل یا اخی فی دعاء الصادق للکمیت اقسمت
بنبیک او احدا من اولیاء اللہ ان یدعو لاحد بعد بیانہ لحسنۃ کما دعاہ الصادق للکمیت ذرا
سوچو تو اے بھائیو کہ جناب صادق نے کیسی دعا پوری فرمائی کمیت کے حقمین کیا کسی نے ہمارے
نبی کو یا اور کسی ولی خدا کو ایسی دعا کرتے ہوے کسی نیک عمل کرنیوالے کے حقمین سنی ہے
کہ گناہان آیندہ و گذشتہ سبکے بخشے جانے پر شامل ہو یہہ روایت تو اہلسنت کے طرق سے
تھی وقد روی عن ریان بن شبیب ما ملخصہ ان الصادق فی بعض یوم العاشر من المحرم لما
فرغ من الاعمال المندوبۃ فی ذلک الیوم اب ہم اہلبیت کیطرف سے ایک روایت لکھتے ہین
کہ ریان بن شبیب کہتے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ایک عاشورہ کے دن جب امام صادق
اعمال عاشورہ سے فارغ ہوے و سجد سجدۃ الشکر فاطال فیہا باکیا متضرعا منیبا الی اللہ
سبحانہ بعد اعمال زیارت کے آپنے سجدہ شکر جب کیا سجدہ مین طول زیادہ دیا روتے رہے
اور تضرع بیحد فرماتے تھے رجوع قلب کا خداے پاک کیطرف تھا وکان یدعو للباکین علی الحسین
والحج فی المسئلۃ والاستغفار لہم اسی سجدہ مین امام حسین کی مصیبت پر رونے والونکے حقمین

کیسی کیسی پُر اثر دعائیں فرما رہے تھے اور نہایت الحاح سے خدا سے اونکی مغفرت کے طلبگار تھے
لَمّا کانَ عَلِمَ مِن تَرجِیحِ اللّٰہِ تعالیٰ و رِضائِہٖ عَن جَدِّہٖ رَسُولِ اللّٰہِ وَمِن حَقِّہٖ اِظہارُ ما الحَلُّ وَالحَرامُ فِی تِلکَ التَّعزِیَةِ
فَصَرَّحَ فِی الدُّعاءِ وَقالَ پھر چونکہ وہ جناب مجتہائے خدا سے تھے اور نائب اپنے نانا رسول خدا کے بھی
تھے اور اونکے منصب خاص کی یہہ بات تھی کہ جو چیز اس عزاداری مین حلال اور حرام ہو اوسکو بھی بیان
فرماوین لہذا اسی دعامین بصراحت ارشاد فرما دیا اَللّٰھُمَّ ارحَمِ الصَّرخَةَ الَّتِی کانَت بِنا اَو قالَ
تَکُونُ فِینا خداوندا اوس چیخنے اور چلانے کی آواز کو بھی اپنے رحمت سے ممتاز کر دے جو ہم اہلبیت
کی مصیبت سنکر پیدا ہوئی ہو یعنی چلا کر رونیوالونکو بھی بخشدے رَدًّا لِما کانُوا یَزعَمُونَ اَنَّ البُکاءَ
بِالصَّرخَةِ یَحرُمُ تَمَسُّکًا بِقَولِہٖ تعالیٰ یہہ تصریح امام نے بنظر رد کرنے اور باطل کرنے قول اون
دشمنان اہلبیت کی فرمائی ہے جنکا یہہ قول ہے کہ چلا کر رونا حرام ہے دلیل اسکی قول حقتعالی کو
یہہ کہتے ہین لا یُحِبُّ اللّٰہُ الجَھرَ بِالسُّوءِ مِنَ القَولِ اِلّا مَن ظُلِمَ خدا کو نہین پسند ہے چلا کر فریاد کرنا
کسیکا سوا مظلوم کے فَاَبطَلَ الصّادِقُ علیہ السلام ما کانُوا یَقُولُونَہٗ وَاَبانَ جَوازَ الصَّرخَةِ فِی تِلکَ التَّعزِیَةِ عَمدًا
لہذا باطل فرما دیا صادق آل محمد نے انکے قول کو اور ظاہر فرما دیا کہ اس عزاداری مین چلا کر
رونا عمدًا اور بلا اختیار سب طرح جایز ہے وَقَد بَیَّنّا فِی بابِ رُجُوعِ اَھلِ البَیتِ مِن دِمَشقَ
اِلَی المَدِینَةِ اَنَّ الصَّحابَةَ وَالصَّحابِیّاتِ قَد بَکَوا بِالصَّرخَةِ خَمسَ مَرّاتٍ ہم نے واپسی اہلبیت کی
دمشق سے مدینہ کا جو باب لکہا ہے اوسمین معتمد کتب اہلسنت سے ثابت کر دیا ہے کہ صحابہ
اور صحابیات پانچ روز علی العموم چلا کر روے ہین ثُمَّ لَمّا لَم یُقَیِّدہُ بِالاِختِیارِ اَوِ الاِضطِرارِ
وَقَد نَصَّ فِی قَولٍ آخَرَ اَنَّ التَّباکِی اَیضًا لَہٗ اَجرُ البُکاءِ پھر چونکہ حضرت نے چلا کر رونے کو اضطرار
اور اختیار سے مقید نہین فرمایا اور دوسری جگہہ یہہ ارشاد فرمایا کہ شبیہہ گریہ بنانے مین
بھی ثواب گریہ ملتا ہے فَلا یُبعُدُ اَن یَکُونَ الصُّراخُ مِن غَیرِ الدَّمعَةِ اَیضًا لَہٗ اَجرٌ ما بِمَشِیَّةِ اللّٰہِ
پھر کچہہ بعید از قیاس نہین ہے کہ خالی چلانا اور ہائے کرنا بدون آنسو نکلنے کے انشاء اللہ ہمین
بھی اجر اور ثواب ملے گا کَما یُشاھَدُ مِن بَعضِ المُوالِینَ حَیثُ لا یَخرُجُ الدَّمعُ مِن عَینِہٖ وَلَو کانَ
لِسُوءِ مِزاجٍ یَعرِضُ لِلعَینِ مِنَ الیُبسِ اَو لِقِلَّةِ البُخاراتِ الرَّطبَةِ المُستَحِیلَةِ اِلَی الدُّمُوعِ بِالکُلِّیَّةِ
اکثر دیکھا جاتا ہے بعض دوستداران اہلبیت کو کہ وہ چلاتے ہین مگر آنسو اونکے آنکھونسے نہین نکلتے

بسبب اسکے کہ اونکی آنکھہ کا مزاج خراب ہو جاتا ہے خشکی دماغ کیوجہہ سے یا وہ بخارات جو آنسو
بن جاتے ہین اونکے بدن مین کم اوٹھتے ہین یا کسی اور مرض کیوجہہ سے وھذا امر لا بد ان نبینہا
مفصلا فی غیر المقام ان شاء اللہ اور بناوٹ کا رونا خواہ فقط چلانا اور اوسپر ثواب ملنا یہہ ایک
ضروری بات ہے جسکو ہم کسی اور مقام مین انشاء اللہ مفصل بیان کرینگے وبالجملۃ لما شاع کل الشیاع
وتواتر معنی عنہم سلام اللہ علیہم فضل البکاء اور خلاصہ کلام اس جگہ یہہ ہے کہ ہرگاہ مشہور ہوا اور شاید
متواتر ہو چکے روایت ثواب گریہ کی بتواتر معنوی ولا یحصل البکاء الا ان یذکر المرء امورا باعثۃ علیہ
اور رونا تو جبھی آتا ہے جب آدمی اون چیزونکو یاد کرے جو رونیکی باعث ہین ومن لوازم الطبیعۃ
ان الامر الواحد مبکیا کان او مفرحا اذا کرر ذکرہ واستمر نقلہ یصیر کانہ امر عادی لا ینبعث نتیجۃ من الحزن و
السرور ہمارے طبیعت کا خاصہ ہے کہ ایک ہی بات رولانیوالی ہو یا خوشی پیدا کرنیوالی ہو جب مکرر
اوسکو کہین اور سنین اور برابر روزانہ اوسکا بیان ہوتا رہے پہر تو وہ بات ایک امر عادی ہو جاتا ہے نہ
اوسکے سننے سے اور یاد کرنیسے رنج پیدا ہوتا ہے اور نہ خوشی فعوام الامۃ التمسوا من علماء الدین ان یتصرفوا
فی ذلک تصرفا یحصل منہ التجدد والتفنن فی ذکر المصائب ولو کان بذکر امور باطلۃ لہذا عوام امت نے
علماء دین سے درخواست کی کہ ہم بیان مصائب مین ایسا تصرف کرین جس سے ہر روز ایک نئی بات
نیا حال پیدا ہو اور طرح طرح کے امور مصائب کے بیان کرین بلا سے جائین اگرچہ اس تصرف سے
جہوٹی باتین بھی معاذ اللہ قصہ شہادت مین کیون نہ داخل کیجائین والعلماء لکونہم علی ذکر لما خاطب اللہ بہ
رسولہ حیث قال لو اطاعکم الرسول فی کثیر من الامر لعنتم اور علماء کرام کو چونکہ یاد ہے فرمانا خدا کا جو اپنے
رسول سے کہہ چکا کہ اگر پیروی کرے تمہاری رسول اکثر امور مین یعنی جو تمہاری خواہش ہو اوسکا پابند ہو پہر تم بڑے
مشقت اور دشوار کاریمین پڑوگے سچ تو ہے جاہل اسرار الٰہی کی عقل کیا فلم یجیبوا مسئلتہم ولم یتبعوہم
لما اشتہوا یہی سوچ کر علمانے عوام کی درخواست نامنظور کی اور جو اونکی خواہش تھی اوسمین اونکی
پیروی نکی وکیف کانوا یتبعونہم وانما سئلوہ مخالف للعقل والنقل اور کیونکر علما ان عوام کی موافق
کرتے حالانکہ جو اونکا سوال تھا عقل و نقل دونو کی مخالف تھا اما العقل فلما کلفنا اللہ سبحانہ بالبکاء علی
المصائب الی یوم القیام عقلی دلیل کہلی ہوئی تو یہہ ہے کہ جب خدا نے ہمکو تکلیف دی اور ہمپر واجب کر دیا
اون مصیبت کو سنکر روز قیامت تک فان لم یخرجہا من الخواص الطبعیۃ لغیرہا من المبکیات لکان ذلک

التکلیف محالاً اب اگر ذکر مصائب اہلبیت کو خاصہ طبعی سے خدا خارج نکر دیتا بلکہ جیسے اور
خاصہ ہے کہ بار بار ذکر کرنیسے اونمین اثر گریہ پیدا کرنیکا باقی نہین رہتا ہی یہہ مصیبت بھی
ہوتی تو پہر گویا ایک امر محال کی ہمکو تکلیف خدا دیتا اور یہہ خدا سے بعید ہے فانہ یقول
لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا اسلئے خدا خود فرماتا ہے کہ اللہ کسی فرد مخلوق کو تکلیف ایسی
جو اوسکی طاقت سے باہر ہو ومن هذا البرهان ثبت ان من خصائص تلک الواقعۃ انہا من
لا بد لہا من الابکاء اور اسی دلیل عقلی سے یہہ بہی ثابت ہو گیا کہ واقعہ شہادت اور مصائب
آل رسول مین یہہ بھی کرامت اور معجزہ ہے کہ جب اوسکو یاد کرو ضرور ہے کہ رونا آجائیگا واما
فالحسین قال انا قتیل العبرۃ وفسر معناہ کما فی مجمع البحرین ما ذکرت عند احد الا
اب نقلی دلیل پس خود امام حسین فرما گئے ہین کہ مین کشتہ عبرہ ہون اور اسکی معنی مجمع البحرین
یہہ لکھی کہ خود حضرت نے تفسیر کردی کہ جسکے سامنے میرا ذکر ہو گا اوسکے سینہ مین پہلے آمد گریہ ہو
رو دیگا فالعلماء لما یجیبوا مسئلۃ العوام تصدی لذلک الخطب الجلیل الخطباء البلغاء
جب علمائے دین عوام کے اس سوال کو پورا کرنے پر متوجہ ہوئے تب اس امر جلیل کو ذاکرین
بلیغ اور شاعران مداح نے اپنے ذمہ لیا فکانوا یرثون ولکن لم یکونوا ان یفرطوا او ان
الکذب اب یہی دونو گروہ نثر اور نظم مین مرثیہ پڑہنے لگے مگر افراط اور زیادہ گوئی نہین
اور نہ جہوٹے مضامین بیان کرتے تھے کما لا یخفی علی من تصفح الکتب المدونۃ فی ذلک
کلامہم کدعبل والکمیت والکاشی ومقبل وغیرہم رحمہم اللہ جیسا کہ مخفی نہین ہے اگر کوئی
کتب کو دیکھے اور کلام شعرائے سابقین کو مثل دعبل خزاعی اور مقبل اور کمیت اور کاشی وغیرہ
رحمت خدا کی اون پر ہو وانت تعلم ان الشعر باب ایضاً فی الامور الواقعۃ لا یسع المجال
تصرف یتصرف الی ازمنۃ کثیرۃ یہہ تو معلوم ہے کہ تاریخی حالات کو نظم اور نثر مین بیان کرنا
وسعت نہین رکھتا ہے کہ زمانہ ہائے دراز تک اوسمین کوئی تصرف کرتا چلا جائے فاضطر
والخطباء حتی جاروا عن الطریق اب شعرا مضطر ہوئے اور نثر خوان بھی اسیطرح سے
راہ راست گوئی سے جدا ہو گئے فجعلوا یذکرون فی نثرہم ونظمہم امورا لا یلیق ذکرہا
اب نثر خوان اور شاعر مرثیہ کو ایسی ایسی باتین کہنے لگے جنکا بیان کرنا لائق اونکی شان

ح البیت ہونیکے شہادتکا لا یجوز انتسابہا الی اہل بیت الرسول ایضا اور نہ اون کی نسبت دینی
بیت اطہار کیطرف جایز ہے وقد شاعت تلک الاباطیل الی حد لم یبق اثرہا کان
قع یہہ جہوٹہی مضامین اب اسقدر شایع ہوگئے کہ اصلی باتین جو واقع ہوئی ہین اونکا گویا
وام کے عقیدہ مین نام ونشان ہی باقی نہ رہا بل صارت تلک القصۃ کالاسمار الاخر التی لا وجود
میری زبان جل جائے کیونکر کہون کہ اب یہہ ماجراے شہادت ایسا ہوگیا جیسے اور قصہ
نیان ہوتی ہین گڑہی ہوئی جنکا اصل کچہہ وجود نہین ہے وحان حین فیہ قال
ول اللہ صلعم اذا ظہرت البدعۃ فی امتی فلیظہر العالم علمہ وان لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ
وہ زمانہ آگیا کہ جسکے نسبت جناب رسول نے فرمایا ہے جب میرے امت مین بدعتکا
ور ہو لازم ہے کہ عالم دین اپنا علم ظاہر کرے اور اگر نکریگا تو اوس پر لعنت خدا کی
ہ ولان العوام ہداہم اللہ لیس لہم معرفۃ ولا علم حتی یمیزوا الخبیث من الطیب
معون ویبکون فیثابون ویوجرون ان لم یعرفوا وعلی جہلہم عوام مومنین چونکہ اونکو
نہین ہے کہ میرے پہلے کو پہچانین یا خلاف شان اہلبیت کے جو امور ہین اونکو سمجہہ سکین
و مرثیہ نظم اور نثر سنتے ہین اور بیچارے روتے ہین پس کیا عجب ہے کہ اونکو اجر اور
ب ملجائے اگر اپنی جہالت پر دیدہ و دانستہ اصرار نکرین واما العلماء فاختاروا فی ذلک
عن حضور المجالس التی یکفر فیہا بآیات اللہ او یستہزء بہا علماے ایسی مجلسونمین جانا
ڑ دیا جہان اگر تو ایسی ایسی مضامین باطلہ کا کہ جو مورث کفران نعمت خدا ہون یا آیات خدا
ین تمسخر کیا جاتا ہو ولکن لا یبرء ذلک عن شغل ذمتہم فی ارشاد العوام ان لم تکن التقیۃ
مانعۃ لہم فی نہیہم عن المنکر لیکن علماء بری الذمہ نہین ہو سکتی فقط اسی بات سے کہ اونہونے
سونمین جانا چہوڑ دیا ہے اور ہدایت عوام کی جسقدر ذمہ داری اونکی ہے اوسکا سرانجام
سے کیونکر ہوگا ہان اگر عوام کا اسقدر زور شور ہے کہ ذراسی بات بہی اونکے برخلاف
س کے عالم کے مونہہ سے نکلی اور در پے قتل اور ایذا دہی عالم کے ہوگئے اوسوقت بہر تو
تقیہ کرکے خانہ نشین ہی ہونا واجب ہوتا ہے اما نحن فنحمد اللہ علی ما الہمنا فسلکنا طریقا
بین العوام وقد ہدینا الوفا من الجہال مگر مین نے بحمد للہ ایسا طریقہ اپنا رکہا ہے کہ

کہ ہزارون عوام شیعہ کو بہی باتونکی ہدایت اسی ماجرائے شہادتمین کرچکا ہون اور مسئلہ
مَا یَجِبُ عَلَیۡنَا سَنُبَیِّنُهُ اِنۡشَاءَ اللّٰهُ فَرَاۤئِکَ وَکِنَایَتُهُ اور جسقدر امر حق کا پہونچا دینا مجہہ پر واجب
ہے اوسکو پہونچا رہا ہون زبانی مجلسونمین بیان کرکی خواہ کتاب باتین کی ابواب لکہہ کر انشاءاللہ تعالیٰ

باب مجلس کے عزاداروںکو مشابہت چند امور مین ہے اصحاب امام حسینؑ سے اور فقط مجالس کی شرکت باعتقاد ثواب دخول جنت کو کافی ہے

نَقُوۡلُ وَاِنَّ مِنۡ اَجَلِّ الۡفَوَائِدِ فِیۡ عَقۡدِنَا تِلۡكَ الۡمَجَالِسَ وَذِکۡرِ مَا جَرٰی عَلٰی سَیِّدِنَا الۡحُسَیۡنِ اَنَّا نَتَشَبَّهُ
بِالَّذِیۡنَ کَانُوۡا مَعَ الۡحُسَیۡنِ فِیۡ سَفَرِهٖ هٰذَا مین کہتا ہون ایک بڑا فائدہ ہمکو مجالس عزا برپا کرنے مین
اور ماجرائے مصیبت امام حسینؑ کے بیان کرنیمین یہہ ہے کہ ہمکو پوری مشابہت اکثر امور
مین ہوجاتی ہے اونلوگونسے جو حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ اس سفر عراق مین تہے عدا انا کانوا
یَخۡتَصُّوۡنَ بِهٖ مِنَ الصُّحۡبَةِ وَحُسۡنِ الرِّفَاقَةِ الظَّاهِرَةِ بجز اوس خاص امر کے جو اصحاب رضوان اللہ
علیہم کو صحبت اور رفاقت کی دولت ملی تہی اوس سے تو ہم لوگ ضرور محروم ہین تا زمانہ
جعبت لِاَنَّا اِذَا ذَکَرۡنَا مَا جَرٰی عَلَیۡهِ فِیۡ کُلِّ یَوۡمٍ مِنۡ اَیَّامِ مَسِیۡرِهٖ اَوۡ سَمِعۡنَا الۡحَالَاتِ الَّتِیۡ
کَانَتۡ تَجۡرِیۡ عَلَی الۡحُسَیۡنِ اسلئے کہ ہم نے جب بیان کیا اون چیزونکو جو حضرت پر گذرین
اور روزانہ حالات کوچ اور مقام کی بیان کئے یا ہمنے کسی ذاکر کو بیان کرتے سنا کہ وہ جناب
ایسی ایسی شدائد مین گرفتار تہے وَاَلۡقَیۡنَا بِهَا وَتَحَسَّرۡنَا عَلٰی مَا فَاتَ عَنَّا مِنۡ نُصۡرَتِهٖ وَلَوۡ بِعِدۡ اَهۡلِنَا
وَاَهۡلِنَا قَائِلِیۡنَ یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَهُمۡ اور ہمکو یقین ہوا کہ ہائے ہائے ایسے پیارے محبوب
حبیب خدا کے ان مصیبتونمین گرفتار تہے اور ہم اونکے ہمراہ تہے اور پہر ہمکو حسرت ہوئی
اور افسوس ہوا کہ ایسے وقت کی نصرت اور امداد ہم سے فوت ہوگئی کہ ہمارے امام کس
بیکسی سے امت محمدی سے نصرت کے طلبگار ہوتے تہے اور لوگ تہے کہ راہ بچاکر اور
راستہ چہوڑ کر چلتے تہے کہین ایسا نہو کہ امام حسینؑ کا سامنا ہوجائے اللہ اللہ یہہ
انقلاب زمانہ ایسی حالات سنکر حسرت ہمکو یہہ ہوئی کہ اگرچہ ہماری جان اور ہمارے اہل و عیال
تک بہی حضرت پر فدا ہوجاتے تو ہم دریغ نکرتے اور ہماری زبان پر یہہ آیت بیساختہ جاری ہوئی
اے کاش مین بہی ان پیارے اولاد رسول کے ہمراہ ہوتا دَکَانَ ذٰلِكَ التَّحَسُّرُ اَمۡرًا دَلِیۡلًا لِاَنَّا

شائبة الرياء والسمعة اذ لا يطلع عليه غير الله اور یہ حسرت یہ آرزو اور یہ دلکی تڑپ
ہماری محض قلبی ہوتی ہے جسپر سوا خدا کے کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا اور اسمیں کسیطرحکا مکر اور فریب
کا خیال ہی نہیں ہے فتکونون من خلص المومنين الذين وصفهم رسول الله صلعم بانهم
من اخوانه لانهم یؤمنون بالغیب ان حالات کے سننے سے جب ہمارے دلکی ایسی بیقراری ہوتی ہے
اسوقت ہملوگ خالص مومنین ہیں بتصدق امام حسینؑ کے داخل ہوجاتے ہیں جنکی صفت ہمارے نبی نے یون فرمائی کہ وہ مومنین
حضرتؐ کے بھائی ہیں کہ غیب پر ایمان لائے ہیں سبحان الله وبحمده ثمّ لما کان مراتب الذين
صحبوه في ذلك المسير مختلفة منهم من صحبه بقلبه وماله ولسانه واركانه
الى ان فدا بنفسه لہٰ پھر چونکہ مرتبہ اون لوگون کے جو ہمراہ امام حسینؑ ہوئے تھے بہت مختلف تھے اور
ہر قسم کے لوگ آپکے ہمراہ ہوئے تھے بعض تو ایسے برگزیدہ صحاب تھے کہ اپنے دل اور مال اور زبان
اور تمام اعضائے جسمانی اور روحانی سے شریک ہوکر اپنی جان بھی فدا کردے ومنهم من صحبه
وهو مكره قلبه وكان ينتظر وقت الفرصة ويرجوا ان يحتال حيلة ينجيها عن
مصاحبته کچھ ایسے لوگ بھی حضرتؐ کے ساتھ ہوئے کہ دلمیں اونکی ناگواری تھی اور منتظر وقت
فرصت رہتی تھی ہروقت اسکی امیدوار تھے کوئی حیلہ ایسا ملجائے جسکے ذریعہ سے آپکا ساتھ چھوٹ جائے
ومنهم من كان كلاً على مولانا الحسين لما يتفوه بكلمات طامات تنبي عن جهله
وسفاهته او نصبه للعداوة عامداً کچھ ایسے بھی لوگ تھے جنکی ہمراہی ہمارے آقا امام حسینؑ کو ناگوار
تھی اسلیے کہ وہ اشقیا ناگوار طبع باتیں ہر وقت کرتے تھے جنسے اونکی جہالت اور حماقت ثابت
ہوتی تھی یا کہ عمداً عداوت کی باتیں کہتے رہتے تھے وهكذا كانوا مختلفين في العزائم والنيات
اسیطرح وہ لوگ مختلف نیتون اور مختلف ارادہ کے آپکے ہمراہ ہوئے تھے كذلك الحاضرون
في مجالسنا هذه لا تكون اقوالهم مختلفة وامانيهم متباينة اسیطرح مجلس عزا کے آنیوالونکا
حال بھی ہے کہ انکی بھی حالات مختلف ہوتے ہیں اور انکی آرزو اور امیدین بھی یکسان نہیں ہوتی ہیں فهوم یحضرون
ویاتون الیها لاغراض دنیویة تدعوهم الى الحضور کچھ لوگ تو ایسے جمع ہوتے ہیں جنکو محض
دنیوی اغراض ہوتے ہیں اونھیں اغراض سے وہ مجلس میں چلے آتے ہیں ثواب اخروی سے کچھ اونکو غرض نہیں ہے
کاکل الاطعمة والحلاوات والاشربة والالبان واللحوم والفواکه مثلاً اسکی یہی غرض ہوتی ہے کہ جائے

مجلس مین اچھے اچھے کھانے اور مٹھائیان اور شربت آبشورہ دودھ اور گوشت اور نوالہ کھ
ملتا ہی خوب ملیگا دوسرا اور تیسرا حصہ اوڑا کر لیا چاہا ہے اف ہے ایسے لوگون پر وَلَا تَلُوْا قَلْبَهُمْ مُرْ
بِمَا لَهَا مِنَ الْأَجْرِ وَالْمَثُوبَةِ اونکے دلو نمین ذرا سا بھی یقین نہین ہوتا ہے کہ ان مجلسون مین شریک
ہونیکا کسقدر اجر اور ثواب ہے وَاِذَا شَرَعَ الْوَاعِظُ فِي بَيَانِ الْمَصَائِبِ يَشْتَهُوْنَ اَنْ يَنْقَطِ
الذِّكْرُ عَاجِلًا فَيَرْتَحِلُوْنَ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ ادھر ذاکر نے مرثیہ یا حدیث پڑھنی شروع کی اور
انکی یہی خواہش ہوئی کہین جلدی سے مرثیہ ختم ہو اور ہم حصہ لیکر اپنے گھر کو روانہ ہون وَبَعْضُ
خَذَلَهُمُ اللّٰهُ لَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَسْمَعُوْا مِنَ الْاَذْكَارِ بَلْ يُعْرِضُوْنَ عَنِ اسْتِمَاعِهَا بعض ایسے لوگ
ہوتے ہین خدا اونکو رسوا کرے کہ ذکر مصایب کا سننا اونکو منظور ہی نہین ہوتا ہے بلکہ عمدا مصایب کے
سننے سے گریز کرتے ہین وَيَشْتَغِلُوْنَ بِاَشْغَالٍ اُخَرَ اور طرح طرح کے شغل مین مشغول ہو جاتے ہین
وَاِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُمُ الْاِشْتِغَالُ بِشُغْلٍ اٰخَرَ فَهُمْ يَتَكَلَّفُوْنَ بِالسِّنَةِ وَالنَّوْمِ اور اگر کوئی شغل اور
نہ ملا پھر تو بناوٹ سے سونے لگتے ہین اور اونگھا کرتے ہین جسمین مجلس پریشان ہو جائے وَبَعْضُهُمْ
قَسْوَةً مِمَّا ذَكَرْنَاهُ اور بعضونکی شقاوت ان گروہ مذکورین کی شقاوت سے بھی زیادہ ہے فَاِنَّهُمْ
وَاِنْ كَانَ بِهِمْ سَهَرٌ مُفْرِطٌ لٰكِنَّهُمْ اِذَا حَضَرُوْا تِلْكَ الْمَجَالِسَ وَاَخَذَ الْوَاعِظُ بِالذِّكْرِ يَغْلِبُهُمُ
النَّوْمُ الْغَرِقُ اسلیے کہ یہ لوگ اگرچہ انکو مرض بیداری کا بشدت ہوتا ہے اور کسیوقت نیند نہ آئی ہو
مجلس مین اودھر آے اور ذاکر نے مرثیہ شروع کیا کس دھڑلے سے انکو نیند گھر کر آجاتی ہے جسکا کچھ
حساب نہین ہے كَمَا اَلْمُجَرِّبُ اَنْفُسَنَا وَعَمَلَ اِسْتِمَاعِهِمُ الْاَسْمَارَ الْكَاذِبَةَ الْمُخْتَلِقَةَ الَّتِيْ عَلَيْهَا
الْاَطِبَّاءُ عِلَاجًا لِتِلْكَ الْعِلَّةِ جیسے اون بیکارونکو جنکو نیند آتی ہی نہین جھوٹی کہانیان اور بنائے ہوئے
قصے جنکو طبیبون نے بیداری شدید کے مرض کا علاج اونکا سننا تجویز کیا ہے فَخَابُوْا وَخَسِرُوْا وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ اَنْ نَكُوْنَ مِنْهُمْ یہ تباہ کار لوگ ہین جنکو دنیا اور آخرت مین سوائی نصیبہ ہے ہم پناہ مانگتے ہین
خدا سے کہ ایسے تباہ کارون مین داخل ہون اَمَّا النَّاصِبُ الْمُعْلِنُ لِعَدَاوَةِ اَهْلِ الْبَيْتِ فَاِنَّهُ يَضْحَكُ
وَيَسْتَهْزِئُ بِهِمْ بَعْدَ اسْتِمَاعِ الْمَصَائِبِ لیکن دشمن اہلبیت کھلا ہوا جب مجلس مین مصایب کو سنتا ہے تو وہ
ہنستا ہے اور تمسخر کے کلمات کہتا ہے وَهٰؤُلَاءِ هُمُ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ كِفْلٌ مِنَ الْاَجْرِ وَاِنْ حَضَرُوْا لِمَجَالِسِ
اور یہ پچھلی قسم دشمن اہلبیت کی انکو ذرا سا بھی حصہ نہ ملیگا ثواب کا اگرچہ مجلس مین کیون نہ آئین اَمَّا الْمُسَاكِيْنُ

فَهُمْ اَيْضًا عَلٰى دَرَجَاتٍ مُّخْتَلِفَةٍ بِحَسَبِ اخْتِلَافِهِمْ فِى الْاِذْعَانِ وَالْاِيْمَانِ اب رہے وہ لوگ
جنکو اجر اور ثواب متناہی اونکے بھی درجات مختلف ہین جیسا اختلاف اونکے ایمان اور یقین مین ہے اور معرفت
حق کی جسقدر اونکو ہے فَاَدْنَى الْمَرَاتِبِ الْمَرْتَبَةُ اَنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوْا مَا جَرٰى عَلٰى سَيِّدِهِمْ وَاِمَامِهِمْ وَلَمْ تَسْكُبْ
عُيُوْنُهُمْ وَاِنْ كَادَ حَوٰى فَجَعَلُوْا اَنْفُسَهُمْ بَاكِيْنَ کم سے کم مرتبہ بظاہر اون لوگونکے ثواب کا یہ ہے کہ در واقع کا
حال خدا جانے کہ جب اونھون نے سنا اون مصایب کو جو اونکے آقا اور امام پر گذرے ہین اور اونکی انکھونسے
آنسو نہ نکلے اگرچہ بیچارون نے بڑی کوشش کی ناچار ہو کر اونھون نے صورت اور شبیہ رونے والونکی
بنائی وَلَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ النِّسَاكِيْ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً اور اس بناوٹ سے اونکی غرض نہ کسی کا
دکھلانا ہے اور نہ سنانا منظور ہے بَلْ اِنَّ نِيَّتَهُمْ يَرَوْنَهُمْ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ بلکہ اونکا اعتقاد یہ ہے کہ
ائمہ اور جناب سیدہ اور سرور کاینات بھی حاضر مجلس ہین یہ بیچارے جانتے ہین کہ انکے ایسی صورت
شبیہ گریہ کیوہ حضرات ملاحظہ فرمالین فَيَرْضَوْنَ عَنْهُمْ وَيَجْعَلُوْهُمْ فِىْ زُمْرَةِ مَوَالِيْهِمْ
تاکہ وہ حضرات انسے خوشنود ہو جائین اور اونکو بھی اپنے دوستونمین یا غلامان خاص مین داخل فرمائین
وَاُولٰئِكَ هُمُ الَّذِيْنَ عَدَّهُمُ الصَّادِقُ مِنَ الْوَاجِبِ لَهُمُ الْجَنَّةُ كَمَا وَرَدَ اِنَّهُ مَا لِلْبَاكِيْ فَهُوَ
لِلْمُتَبَاكِيْ یہی وہ لوگ ہین جنکو جناب صادق نے شمار کیا ہے اوس گروہ مین جسپر دخول بہشت
واجب ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو اجر اور ثواب رونے والے کا ہے وہی اجر ہے اوسکا
جو شبیہ گریہ بنائے وَاَعْلَى الْمَرَاتِبِ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيَّاكُمْ بِاَنْ نَفُوْزَ فِىْ مَجَالِسِنَا هٰذِهِ
اَنْ نَرٰى وَنُشَاهِدَ الْاَنْوَارَ الْمُطَهَّرَةَ بِاَعْيُنِنَا وَيَتَبَيَّنَ لَنَا مَا يَكُوْنُ حَالَاتُهُمْ فِىْ تِلْكَ الْمَجَالِسِ مِنَ
الْحُزْنِ وَالتَّلَهُّفِ اور اعلیٰ درجہ اور سب سے بڑھ کر مرتبہ خدا ہمکو اور تمکو بھی اوسی مرتبہ پر پہونچادے اون
لوگونکا ہے کہ ہم دیکھین انوار مقدسہ کو جو ہمارے ائمہ اور حضرات شریک ہوتے ہین اور ہمکو نظر
آئے کہ ان حضرات کا ان مجلسونمین آنے سے کیا حال ہوتا ہے اور کس طرح کا ملال انکو پیدا ہوتا ہے
اور کسقدر افسوس فرماتے ہین اور کیونکر ایسی حالت بیقراری اور گریہ وزاری کی اونپر ہوتی ہے
وَنَسْمَعُ اَنَّ سَيِّدَتَنَا الزَّهْرَاءَ كَيْفَ تَبْكِيْ وَتَئِنُّ عَلٰى وَلَدِهَا الْمَظْلُوْمِ الشَّهِيْدِ اور ہم سنین
کہ ان مجلسونمین ہماری خوزادی جناب فاطمہ زہرا کس بیقراری سے روتی ہین بَلْ نَرَى الْحُسَيْنَ
اَيْضًا قَدْ يَبْكِيْ عَلٰى مَا جَرٰى عَلَيْهِ اِذَا اَخَذَ الْوَاعِظُ بِذِكْرِهٖ بلکہ ہمکو نظر آجائے کہ امام حسین بھی

روتے ہین اپنے ماجرائے مصیبت پر جب ذاکر اونکا بیان کرنا شروع کرتا ہو فَاِذَا بَلَغْنَا اللّٰهُ
وَاِیَّاکُمْ اِلٰی تِلْکَ الدَّرَجَةِ فَقَدْ وَصَلْتُمْ اِلٰی اَعْلٰی مَدَارِجِ الشَّرَفِ پھر جب خدا ہمکو اور تمکو
اس درجہ صفائی قلب پر پہونچا دے بس اب ہم تم اعلی درجات شرف پر پہونچ جائینگے وتکونون
مِنَ الَّذِیْنَ عَنَاهُمُ الرِّضَا فِیْ قَوْلِهٖ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا یُحْیٰی فِیْهِ اَمْرُنَا کَانَ مَعَنَا فِیْ دَرَجَتِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
پھر تم اونھین لوگونمین داخل ہوگے جسکا شمار امام رضا نے یون فرمایا ہے جو کوئی بیٹھے ایسی مجلس مین
جہان ہماری امامت اور دیگر امور کا بیان ہوتا ہے اور یا یہ مراد ہے کہ ہماری حقیقت کے
دلائل از قسم معجزات اور مصائب بیان کرکے احیاء دین کیا جاتا ہو ایسی مجلس کا بیٹھنے والا ہمارے
ساتھ درجات بہشت مین بروز قیامت ہوگا وَاِذَا تَفَاوَتَتْ مَدَارِجُ الْحُضَّارِ فِیْ خُلُوْصِ
نِیَّاتِهِمْ وَاخْتِلَافِ اَغْرَاضِهِمْ فَیُقَدَّمُ قَوْمٌ وَیُؤَخَّرُوْنَ وَیَزِیْدُوْنَ وَیَنْقُصُوْنَ فِی الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ
اور جب درجہ حضار مجلس کے مختلف ہوئے بنظر خلوص نیت کے کمی اور بیشی کے اور نیز بنظر نیتونکے اختلاف کے
لہذا کوئی مقدم درجہ پر ہوتا ہے کوئی آخر درجہ پر ہے اور زیادتی اور کمی اجر اور ثواب کے ملنے مین بھی اسی
وجہ سے ہے لٰکِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمَّا وَعَدَنَا بِفَضْلِهٖ وَاَوْعَدَنَا بِعَدْلِهٖ فَقَالَ عَزَّ مِنْ
قَائِلٍ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰی اِلَّا مِثْلَهَا لَمْ خدائے
پاک نے ہرگاہ ہمسے بنظر اپنے فضل کے وعدہ کیا ہے اور بنظر عدل کے حکم عذاب سے بھی ہمکو آگاہ فرمایا ہے
وعدہ تفضل تو یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے جو کوئی ایک عمل خیر لیکر ہمارے درگاہ مین حاضر ہوگا اوسکو
دہچند ثواب ملیگا اور بنظر عدل یہ فرمایا ہے کہ جو کوئی عمل بد لیکر آئیگا اوسکو سزا برابر اوسی عمل کی ملیگی
دو چند بھی نہین پھر دس گنے کیسے فَمَنْ حَضَرَ هٰذِهِ الْمَجَالِسَ مُوْقِنًا بِاَنَّ حُضُوْرَهَا
حَسَنَةٌ وَاَیُّ حَسَنَةٍ پھر جو کوئی ہم مین سے ان مجلسونمین شریک ہوا اور یقین اوسکو یہ بھی ہو
یہان کی حاضری عمل خیر اور عبادت ہے اور کیسی عبادت کہ افضل ترین عبادات ہے
وَلَمْ یُرَاعِ مَا کَانَ یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یُرَاعِیَ مِنَ الْاٰدَابِ وَالسُّنَنِ اور اسی جانے والے نے
جو ادب و آداب اس مجلس کے ہین اونکی بھی رعایت نہ کی بَلْ وَلَمْ یَسْمَعْ مَا یُذْکَرُ فِیْهَا مِنَ
الْفَضَائِلِ وَالْمَصَائِبِ بلکہ متوجہ ہوکر بیان فضائل اور مصایب بھی اسنے نہ سنا وَاشْتَغَلَ
بِشُغْلٍ اٰخَرَ قَدْ حَجَزَهٗ عَنْ حُضُوْرِ قَلْبِهٖ اور کسی اور شغل مین مشغول ہوگیا کہ حضور

قلب کو وہی شغل اسکو مانع ہوگیا ومع ذلک لم یکن متعنتا ولا منکرا ولا مستکبرا ولا رادًا
ولا ناصبا للعدل وان باینہمہ خطا کاری کے ہرگز اسکو انکار اور استکبار اور عناد نہ تھا اور نہ فضائل
مجالس کو رد کرنیوالا تھا نہ عداوت اہلبیت کا اظہار کرنیوالا تھا بل غلبہ ھواہ فانساہ
ذکر مولاہ بلکہ خواہش نفسانی تہا اور وہی شغل کیطرف متوجہ ہونے نے اسکو مجبور کردیا لہذا اپنے آقا اور امام
کی یاد اوس وقت اسکو بھولادی فقد اتی بسیئۃ واحدۃ واحسن بحسنۃ واحدۃ اب
دیکھیے کہ یہی شخص ہے کہ ایک گناہ اس نے کیا ہے اور ایک ہی عمل خیر یعنی حضوری مجلس اسنے کیا ہے
فارجو من اللہ ان یحاسبہ حسابا یسیرا کما وعدہ اب میں اپنے خدا سے امیدوار ہوں
کہ اسکے نیکی و بدی کا حساب آسانی سے فرمائے جیسا قرآن میں وعدہ فرمایا ہے فقضیۃ العدل فی حقہ
تقتضی ان یجزی بالسیئۃ الواحدۃ بواحدۃ من العقاب اب مقتضائے عدل پروردگار تو یہی ہے
کہ ایک گناہ کی سزا اسکو ایک ہی دیجائے وقضیۃ الوعد تو ملہ ان یجزی بالحسنۃ الواحدۃ بعشر
حسنات امثالھا او بما جری [illegible] اور ثواب کا یہ شخص بموجب وعدہ الٰہی مستحق دہ چند ثواب پانیکا ہے فیسقط اللہ
سبحانہ واحدۃ من حسناتہ العشرۃ بازاء السیئۃ الواحدۃ ویعطی لہ تسع حسنات
ای تسعۃ اجور اب بنظر عدل اور انصاف کے خدا ایک اجر اسکا بعوض ایک گناہ کے ساقط کردیگا اور ۹ نو حسنہ اسکے
بے کسر باقی رہے پس نو اجر اسکو ملنی چاہییں یہ تو حساب بنظر عدل کے تھا لکنہ تعالیٰ کریم رحیم بہ
رؤف علیہ یقبل الیسیر ویعفو عن الکثیر فقال سبحانہ ان الحسنات یذھبن السیئات
مگر خدا اسکا کریم ہے اور اپنے بندہ گنہگار پر بڑا ہی مہربان ہے تھوڑے سے عمل خیر کو قبول فرماتا ہے اور بہت سے
گناہوں سے درگذر کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے کہ کچھ عمل خیر ایسے ہیں کہ وہ گناہونکو دور کردیتے ہیں (بارالٰہا
تیرے حسین کی مجلس میں حاضر ہونا بھی ایسی ہی عبادت ہے اسکو بھی انھیں حسنات میں داخل کرنا) فلا غرو فی ان
یعفو سیئۃ واحدۃ عن اللہ ای بسیئۃ واحدۃ وھی حضورہ فی تلک المجالس مع
کونہ موفقا مومنا پس کچھ دور نہیں ہے کہ خدائے کریم اوس ایک اسکے گناہ کو بھی اپنی رحمت سے بخش دے
بسبب اس عمل خیر کے جو ایسے تباہ کار سے حضوری مجلس کا ہوا وقل لمختصر بما تلونا علیک ان حضور
تلک المجالس وحدۃ وان لم یتیسر لنا التادب بآدابھا ایضا یکفینا لدخول الجنۃ انظر صاحبی کی
تقریر کا یہ ہوا کہ فقط ان مجلسوں میں جانا بھی ہمارے واسطے کافی ہے بہشتی ہونیکے واسطے گو کہ شناعت اعمال ہے ہمکو ادب ہو

آداب مجلس کالحاظ رہے بشرطان لاتکونوا من المنکرین الرادین فایاکم وایاکم ان تترکوا حضور
ماستطعتم شرطیکہ ہم لوگ منکر فضایل مجلس اور صاحب مجلس نہون اور نہ اونکے ارشادات کے
رد کرنے والے ہون اور خبردار خبردار کہ کبھی حضوری مجلس کو نچھوڑینگے

باب شصت وہشتم مجلس کے حاضرین کو شرف حضوری چہاردہ معصومین کا ملتا ہے اور کل عبادات سے اسکا ثواب کیون زیادہ مقرر ہوا

ونقول ایضاً ان تلک المجالس ہی التی روینا فیہا من حضور شفعائنا والملائکۃ حافون
باہلہا اب ہم یہ بھی کہتے ہین کہ یہی مجلسین ایسی ہین جنمین ہمارے شفیعان روز جزا بھی تشریف لاتے ہین اور
رحمت حضار مجلس کو گھیر لیتے ہین فالمکان الذی یجتمع فیہ المؤمنون المحفوفون بالملائکۃ
والذی تشرف بحضور النبی والائمۃ کلمن یدخلہ غیر منکر ولا راد فہو یکون معہم پس جو
جگہ ایسی ہو جسمین مومنین کو ملائکہ رحمت نے گھیر لیا ہو اور جو مکان کہ مشرف بحضور نبی اور ائمہ ہو رہا ہو
اوسمین جو شخص داخل ہوگا اور منکر فضیلت اور رد کرنیوالا اقوال حضرات کا نہوگا ضرور ہے کہ وہ مومن اس
مکان مین اون حضرات کے ہمراہ ہوگا وقد امرنا اللہ سبحانہ بالکون معہم حیث قال یا ایہا الذین
امنوا کونوا مع الصادقین اور ہمکو خدا نے حکم دیا ہے انھین حضرات کے ساتھ رہنے کا اسلیے کہ فرمایا ہے
قرآن مین اے مومنین تمکو لازم ہے کہ سچون کے ساتھ رہو وای صادق اصدق من نبینا محمد ومن
علی وفاطمۃ وباقی الائمۃ صلوات اللہ علیہم اور کون سچا افضل ہے سچائی مین ہمارے نبی اور
علی اور فاطمہ اور باقی ائمہ سے وانما حملنا الکون معہم علی العموم حتی جعلنا ذلک الاجتماع
ایضاً من الکون المطلوب المامور بہ ہمنے ان حضرات کے ساتھ رہنے کو جو شامل اس حضوری مجلس کے
بھی خیال کیا ہے اور کہدیا کہ ایسے معیت بھی خدا کو مطلوب ہے اور ہمکو حکم اسکا دیا ہے لان حیوتہم ومماتہم
عندنا شیٔ سواء فہم احیاء بالحقیقۃ وان لم نر اشخاصہم سبب اسکا یہ ہے کہ ان حضرات
کی زندگی اور موت مین ہمارے عقیدہ مین کوئی فرق نہین ہے اگرچہ انکی متبرک صورتین آج ہمکو نظر نہین آتی
ہین وہ ہمارا قصور ہے فالغشاوۃ المانعۃ ابصارنا للنظر الیہم قد احتوت علی اعیننا لارتکابنا
المعاصی فاظلمت عیوننا پردہ تو ہماری آنکھون مین پڑ گیا ہے جو ہمکو اونکے نورانی اجسام دکھلائی نہین دیتے
ہین اور یہ پردہ اونھین گناہون کا ہے جنکی وجہ سے ہماری آنکھون مین ایسی تاریکی چھا رہی ہے ونرجو من اللہ سبحانہ

ان يجلي ابصارنا بنور الايمان خدا سے امید ہے کہ ہماری آنکھوں میں ایمان کامل کی ایسی روشنی عطا فرمائے
فعسى ان نراهم كما يراهم الصالحون منا في يقظتهم ومنامهم رؤية مخصوصة لا يسع
المقام بذكرها پس کیا عجب ہے کہ ہم بھی اون حضرات کو دیکھیں جسطرح اور مومنین صالحین بیداری اور
خواب دونو حالتوں میں ایک خاص طریقہ سے اون حضرات کو دیکھتے ہیں جسکے بیان کی گنجایش اس جگہ ہمکو
نہیں ہے ویزیدک شغفا وغراما ان دريت ان هذا الكون معهم افضل من كل كون
تتصوران نكون معهم في زمان الغيبة تمہارا شوق اور وجد قلبی اور بھی بڑھ جائیگا اگر تمکو معلوم
ہو جائے کہ مجلس میں اون حضرات کے ساتھ رہنا اس زمانہ غیبت میں ہر قسم کے اور یکجائی اور حضوری سے
افضل ہے لان كل كون معهم في هذا الزمان لابد وان يكون الغرض المطلوب منه الاقتداء بهم
واتباعهم في اوامرهم ونواهيهم اسلیے کہ اندنوں جس قسم کی ہمراہی حضرات کی فرض کیجائے
اوس سے غرض یہی ہوگی کہ اونکی پیروی ہم کریں جس چیز کو کرنیکا حکم دیا ہے اوسے بجا لائیں اور جس
بات سے منع فرمایا ہے اوسے ترک کریں وهذا الكون والاجتماع يجمع الاقتداء
والمعية في امر جامع وغرض واحد اور یہ ہمراہی اور یکجائی جو مجالس میں ہمکو نصیب ہوتی ہے
دونو طرح کی بات کو جامع ہے یعنی پیروی حکم کی بھی ہم کر رہے ہیں اور جس غرض سے وہ حضرات
شریک مجلس ہوتے ہیں وہی غرض ہماری بھی ہوتی ہے وهو استماع ما جرى عليهم من
المصائب اور غرض یہی ہے کہ جو مصائب اون حضرات پر گذرے ہیں اونکو سنیں فاتحد الغرضان
منا ومنهم اب ہماری غرض حضوری مجلس سے بھی وہی ہے جو حضرات کی غرض ہے فالمؤمنون
الحاضرون في تلك المجامع لهم كونان معهم سلام الله عليهم پس جسقدر مومنین شریک
مجلس ہوتے ہیں اونکو دو طرح ہمراہی ان حضرات کی نصیب ہوتی ہے زہے قسمت كون معهم للاقتداء
والايتمار بما امروهم بحضورها ایک تو یہ ہمراہی ہے کہ یہ لوگ پیروی کرتے اور حکم بجا لاتے
ہیں ائمہ کا جو حضوری مجلس کا اونکو ہے وكون آخر يكونون به معهم فيها اور دوسری ہمراہی
اور اجتماع وہی ہے کہ جس طرح وہ حضرات شریک مجلس ہوتے ہیں اور عزادار بنکر تشریف
لاتے ہیں ہم بھی اوسی طرح عزادار ہو کر حاضر مجلس ہوتے ہیں وای فضل اشرف
وای شرف افضل من هذا الكون وفقنا الله واياكم ايها المؤمنون

بحضورها اور کونسی فضیلت اور بزرگی ایسی ہمراہی سے اشرف ہے اور کونسا شرف ایسی یکجائی سے افضل ہے خدا ہمکو اور سب مومنین کو اسکی توفیق دے کہ ہمیشہ ان مجلسوں مین بصدق دل حاضر ہوا کرین وَاَذْهِبْ رَيْبَ قُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ حَتّٰى لَانَشُكَّ وَلَانَرْتَابَ فِي شَيْءٍ مِمَّا اَمَرَنَا بِهٖ هُدَاتُنَا اور ہمارے اور تمہارے دلونمین جسقدر آلودگی ہو اوسکو خدا دور کردے تاکہ پھر ہمکو کسیطرحکا شک باقی نرہے جن امور کا حکم ہمارے ہادیان حق علیہم السلم نے ہمکو دیا ہے فَاِنْ اعْتَرَاكَ رَيْبٌ اَوْنَفَثَ فِي رُوعِكَ لَفَّاثٌ مِنْ شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَهُوَ اَكْثَرُ پھر اگر تمکو شک پیدا ہو یا کوئی شیطان جن ہو خواہ آدمی کے قسم سے اور یہی قسم زیادہ ہے تمہارے گوش دل مین پھونکے اور بہکائے اَنَّ الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ لَهَا اَنْوَاعٌ وَاَنْحَاءٌ يُفَضَّلُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ وَفِيهَا الْوَاجِبَاتُ وَالْمَنْدُوبَاتُ اور یون شبہہ پیدا کرے کہ عبادتونکے بہت سے اقسام ہین کہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتی ہین اونمین واجب اور سنت ہر طرح کے ہین فَكَيْفَ يُمْكِنُ اَنْ يَكُونَ حُضُورُ الْمَجَالِسِ فِي زَمَانِنَا هٰذَا اَفْضَلَ مِنْ كُلِّ عِبَادَةٍ صِيَامًا اَوْصَلَوَاتٍ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ فقط مجلسونمین شریک ہونا ہر قسم کی عبادت سے اسکا ثواب زیادہ ہو اور اسکو روزہ اور نماز سب قسم کی عبادت پر فضیلت ہو فَاَزِلْ تِلْكَ الشُّبْهَةَ بِمَا نُلْقِي عَلَيْكَ وَنَضْرِبُ لِذٰلِكَ مِثَالًا يُوضِحُ لَكَ الْحَالَ پس اپنے شبہہ کو یون دل سے اوٹھا لینا چاہیے ہم ایک موٹی سی مثال بیان کرتے ہین جس سے تمکو اسکی پوری کیفیت ظاہر ہو جائیگی وَهُوَ اَنَّ السُّلْطَانَ الرَّاعِيَ لِرَعِيَّتِهِ الْعَالِمَ بِمَصَالِحِ عِبَادِهِ الْمُطَّلِعَ عَلٰى شُرُورِ الْاَشْرَارِ وَتَمَرُّدِ الْبُغَاةِ وہ مثال یہ ہے کہ جو بادشاہ عادل اپنے رعیت کا پورا نگہبان ہو اور اپنے بندونکی مصلحتون کو اچھی طرح سے جانتا ہو بدکردارونکی شرارت پر اور باغیونکی نافرمانی پر اچھی طرح سے اوسکو خبر ہو اِنَّمَا يَنْتَظِمُ اَمْرُهُ وَتَسْلَمُ اِمْرَتُهُ عَنِ الْفَسَادِ اِذَا بَيَّنَ اَوَامِرَهُ وَنَوَاهِيَهُ عَلٰى مَا يَقْتَضِيهِ الْعَدْلُ فِي الْمُجَازَاةِ اوسکی حکومت اور سلطنت کا انتظام اوسیوقت ہوگا اور اوسکی حکومت جب ہی قائم رہیگی جب اپنی رعیت پر جسکے بجا آوریکا حکم دے اور جس سے باز رہنے کا فرمان جاری کرے محض بنیاد اون احکام کی جزا اور سزادہی مین انصاف پر قایم ہو فَيُنْفِذُ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَحْكَامًا

أحكاما يناسب بحال المحكومين لهم پس اپنے ماتحت کے اور حکام پر ویسی ہی احکام جاری
کرے فاذا علم بالقرائن والامارات ان الرعية من بلد فلاني تصر وتستنكف عن امر
خاص پھر اگر ایسے بادشاہ کو قراین اور نشانیون سے معلوم ہو جاے کہ فلان شہر اور فلان
مقام کی رعایا اصرار کریگی اور نہ مانیگی ایک خاص حکم کو اپنے جہالت سے خواہ تمرد اور بغاوت سے
فيشتد في اجراء الاحكام والعقوبات عليهم على وفق تمردهم وبغيهم ومخالفتهم
للاوامر والنواهي التي مصالح الرعية منوطة بنفاذها او بتركها اب وہ بادشاہ سختی کریگا
اجراے احکام اور سزادہی مین باغی اور متمرد لوگونکے اور وہ سختی بڑہتی جائیگی جیون جیون انکی
سرکشی بڑھیگی اور جسقدر باتین ایسی ہین کہ رعیت کی مصلحت اونھین کی بجا آوری مین منحصر ہے
کرنے مین او باز رہنے مین اونکو زیادہ جاری کریگا ويعلن جهدا امرا في بذل العطايا
والجوائز لمن رغم انوف المردة والبغاة برابر اشتہارات شاہی مکرر سہ کرر جاری ہونگے
اور انعام اور خلعت ملنے کا وعدہ ہوگا اوس شخص کو جو ایسے باغی و سرکش رعایا کی سزادہی کرے
حتى انه اذا ابذل واعطى الوفا بازاء قليل من العمل لا يعده العقلاء فاعلا للقبيح
تا اینکہ اگر وہ بادشاہ ہزارون روپیہ انعام دے بعوض ایک تھوڑے سے خدمت اور کارگزاری کے
عاقل اور سمجھدار آدمی ایسے بادشاہ کو برا نہین کہتے ولهذا قد يعطي بقتل بعوضة مائة
والالف مائة او يواخذ بقتلها مواخذة شديدة اور اسی سبب سے کبھی ایک مچھر کے قتل
کرنیکا انعام لاکھون اور سیکڑون ہزارون روپیہ تک دیا جاتا ہے خواہ اوسی مچھر کے قتل پر خلاف
حکم سخت سزادہی اور انتقام لیا جاتا ہے فالجزاء والعقاب كما انهما يزدادان وينقصان
بالنسبة الى الافعال كذلك يختلفان بالنسبة الى العاملين ومن البلدان پس انعام
اور سزادہی مین کمی اور بیشی جسطرح بہ نسبت افعال کے ہوتی ہے اوسی طرح بہ نسبت کرنیوالونکے
اور شہر اور بستیون کے بھی یہ اختلاف ہوتا ہے وهذه قضية بديهية لا ينكرها احد من
ذوي العقول والنصفة اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ شاید عاقل اور منصف
اسکا انکار نہین کرتا ہے كذلك تدبر يا اخي فيما نحن بصدده فان الله سبحانه لما
كان عالما ببغي الامة وطغيانها ونصب العداوة واعلانها من اهل بيت نبيهم

یہی سوچنا چاہیے ای برادران ایمانی ثواب گریہ کے زیادہ مقرر ہونیکی وجہ اسلیے کہ خداوند عالم
چونکہ امت کی بغاوت اور نافرمانی اور عداوت کے پیش آمد اہلبیت سے جو امت کریگی ان سب
امور سے خوب آگاہ تھا وَاَیضًا کَانَ یَعلَمُ بِعِلمِهِ المُحِیطِ اَنَّ الاَشقِیَاءَ مِن تِلكَ الاُمَّةِ
یَعمَلُونَ اَسوَءَ الاَعمَالِ اَیضًا اپنے علم سے یہ بھی خدا کو معلوم تھا کہ اشقیا سے امت بڑے
بدسلوکی سے پیش آئینگے میرے نبی کی امت سے حَتّٰی اَنَّهُم یَقتُلُونَ الرِّجَالَ بَلِ الرُّضَّعَ مِن
صِغَارِ الاَطفَالِ وَیَسبُونَ النِّسَاءَ وَیَدُورُونَهُنَّ مِن بَلَدٍ اِلٰی بَلَدٍ ایسی بدسلوکی کرینگے
جو کبھی کسی امت نے نہ کی ہو گی کہ مردونکو قتل کرینگے بلکہ شیرخوار بچونکو بھی ذبح کرینگے اور
بیگناہ عورتونکو قیدی بناکر شہر بشہر پھرائینگے اور کوئی ذلت اپنی دانست میں اوٹھانہ رکھینگے
وَمَعَ ذٰلِكَ یُوصُونَ اَخلَافَهُم اَنَّكُم اَینَمَا وَجَدتُّم مِن بَقِیَّتِهِم اَو اَمکَنَکُم عَلٰی مَحوِ اٰثَارِهِم
مِن اٰثَارِهِم وَاَذکَارِهِم فَعَلَیکُم بِمَحوِهَا مِن قَتلٍ وَتَشرِیدٍ وَسَلبٍ وَمَحوِ القُبُورِ
مَا استَطَعتُم اللّٰہ رے عداوت کہ باوجود ان سختیون کے اپنی اولاد کو وصیت
کر جائینگے کہ جہانتک تمکو بقیہ آل مصطفے کا پتہ لگجاے اور تمکو قدرت بھی انکے نام اور نشان
مٹانیکی اور اونکی یاد دل سے بھلا دینے کی ہو تمکو لازم ہے کہ ضرور مٹا دینا قتل سے خواہ اونکو
ملک سے دور نکالدینے سے خواہ سولی دینے سے اور قبر ونکے نشان مٹا دینے سے جہانتک تمسے ہو سکے
یہی کرتے رہنا حَتّٰی لَا یَبقٰی مِنهُم خَلَفٌ وَلَا یُوجَدُ لَهُم اَثَرٌ ایسا کرنا کہ انکی کوئی اولاد باقی نرہے
اور کسیطرح کا نام ونشان انکا نہ رہنے پائے وَقَد کَانَ ذٰلِكَ وَیَکُونُ یہی شعار تو رہا ان دشمنون کا
اور یہی رہیگا فَکَمَا اَنَّ اللّٰهَ سُبحَانَهُ عَلِمَ ذٰلِكَ مِن سُوءِ فِعَالِهِم كَذٰلِكَ عَلِمَ اَنَّ اُنَاسًا مِنَ المُؤمِنِینَ
وَاِن قُتِلُوا وَصُلِبُوا وَاَصَابَهُمُ الهَوَانُ وَالذُّلُّ مِن هٰؤُلَاءِ المَرَدَةِ جسطرح خدا کو یہ علم تھا کہ ظالم ایسے
ظلم کرینگے اسیطرح خدا یہ بھی جانتا تھا کہ تھوڑے سے مومنین بھی ایسے ہونگے اگرچہ قتل کیے جائیں
سولی پر چڑھا دیے جائیں اور کیسی ہی ذلت اور خواری اونکو محبت اہلبیت میں نہ کیون ہو گی
لٰکِنَّهُم لَا یَترُکُونَ التَّمَسُّكَ بِحَبلِ اَهلِ بَیتِهٖ وَاِن قُتِلُوا اٰخِرَهَا اَجمَعَهَا گروہ خاص مومنین
کبھی پیروی اہلبیت کی نچھوڑینگے اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے اونکے کر ڈالے جائیں فَقَد ثَبَتَ مِمَّا ذَکَرنَاهُ
اَنَّ تِلكَ العِبَادَةَ اَعنِی الطَّهَارَةَ وَوِلَاءَ اَهلِ بَیتِ النَّبِیِّ وَمَا یَلزَمُهُ مِنَ الفَرَحِ وَالسُّرُورِ عِندَ ذِکرِ فَرحِهِم

اَوِالْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ ذِكْرِ حُزْنِهِمْ وَمَصَائِبِهِمْ اَشَدُّ وَاَشَقُّ وَاَوْقَعُ فِي الْمَهَالِكِ عَلَيْنَا مِنْ كُلِّ
عِبَادَةٍ اب تو ثابت ہوگیا اوپر کے بیان سے کہ یہ عبادت یعنی اظہار محبت اہلبیت اور جو کچھ
اظہار محبت کے لوازم سے ہیں مثلاً انکے خوشی کے روز خوشی ہونا انکے روز مصیبت مین رنجیدہ اور
محزون ہونا رونا رلانا عزاداری بھی بڑی سخت عبادت ہے اور ہماری مہلکہ مین زیادہ ڈالنے والی ہے
بہ نسبت ہر عبادت کے وَاَيْضًا رَغْمُ اُنُوْفِ الْمُعَانِدِيْنَ وَكَسْرُ ظُهُوْرِ الْمُتَمَرِّدِيْنَ فِيْهَا اَزْيَدُ مِنْ كُلِّهَا
اور یہ بھی صاف کھل گیا کہ دشمنوں کی ناک رگڑنے اور تمرد اور بغاوت انکی توڑنے کا یہی عزاداری بڑا
ذریعہ ہے بہ نسبت اور قسم کے عبادت کے لِاَنَّهَا مُعْلِنَةٌ مُظْهِرَةٌ مُثْبِتَةٌ لِفَضَائِلِ
اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَعْدَاءُهُمْ اَنْ يَنْفِيَ ذِكْرَهُمْ عَنْ وَجْهِ الْاَرْضِ اسلیے کہ یہی
مجالس عزا اعلان اور اظہار کرتے ہین اور ثابت کرتے ہین فضائل اہلبیت کو جنکی یاد مٹانیکے
درپے دشمنان دین ہو رہے ہین فَلِذٰلِكَ عَظَّمَ اللّٰهُ اَجْرَهَا وَكَثَّرَ ثَوَابَهَا وَاَوْحٰى اِلٰى نَبِيِّهٖ
فَقَالَ تَعَالٰى اسی نظر سے خدا نے اس فعل کا اجر بڑا کر دیا اور ثواب زیادہ مقرر فرمایا اور اپنے نبی پر وحی
نازل فرمائی قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کہدو تم ای محمد امت سے کہ مین
اپنی اس جانکاہی اور مشقت کا جو تمہارے ہدایت مین کر رہا ہون اور کوئی مزد یا اجورہ نہین مانگتا ہون سوا
اسکے کہ میرے اہلبیت سے محبت کرو وَالنَّبِيُّ اَمَرَ اَوْصِيَائَهٗ بِاَنْ يَعِدُوْا وَاَعَادُوْا الْمُخْلِصِيْنَ
بِالْمَثُوْبَاتِ الْغَيْرِ الْمُتَنَاهِيَةِ فِيْ وِلَائِهِمْ اور ہمارے نبی نے اپنے جانشینوں کو حکم دیا کہ مومنین مخلصین کو
ثوابہائے غیر متناہی کا وعدہ سنا دو جو محبت اہلبیت مین انکو ملین گے فَقَالُوْا كَمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ
بْنُ حَنْبَلٍ اَيْضًا مَنْ بَكٰى عَلَى الْحُسَيْنِ اَوْ اَبْكٰى اَوْ تَبَاكٰى وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ائمہ نے فرما دیا چنانچہ احمد
بن حنبل امام اہلسنت بھی راوی ہین جو روئے یا رلائے مصیبت امام حسینؑ پر خواہ رونے کی صورت
بنائے اگر رونا نہ آتا ہو اوسپر بہشت واجب ہے آئندہ ابواب مین بھی ذرا غور کرو

باب شصت ونہم ۶۹ دوستی اہلبیت کی پوری انھین مجلسون کے برپا کرنے سے ظاہر ہوتی ہے جنکو خدا نے اجر رسالت ہمارے نبی کا قرار دیا ہے

وَنَقُوْلُ بِاَنَّ حُضُوْرَ تِلْكَ الْمَجَالِسِ مُوْقِنًا بِفَضْلِهَا مُعْتَقِدًا بِمَنْزِلَتِهَا ثُمَّ بَعْدَ الْحُضُوْرِ اِسْتِمَاعُ
فَضَائِلِ اَهْلِ الْبَيْتِ وَمَصَائِبِهِمْ اب ہم یہ بھی کہتے ہین کہ ان مجلسون مین جانا یقین کے ساتھ کہ انکو

فضیلت بڑی ہی اور ان مجلسونکی فضیلت کا اعتقاد کرکے اور پھر شرکت مجالس فضایل
اہلبیت کو متوجہ ہو کر سننا ثُمَّ الفَرحُ بِفَرحِهِم وَالحُزنُ عَلیٰ أحزانِهِم انَّمَا یَأتِي بِهِ مَن
مُؤمِنًا مُخلِصًا لَهُم المَوَدَّةَ پھر بعد سننے فضایل اور مصایب کے اہلبیت کی خوشی
اور اونکی رنج او مصیبت مین محزون اور اندوہگین ہونا یہ کام اوسیکا ہی جسکو خالص مودت
ہو وَتِلكَ المَوَدَّةُ هِيَ الَّتِي أمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ بِسُؤَالِهَا عَنِ الأُمَّةِ اور یہ مودت اور
دوستی ہی جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ اپنی امت سے اجر رسالت مین
سوال کرین اور کہدین کہ مین تمسے اپنے رسالت کا کوئی اور اجر نہین مانگتا ہون سوا
اہلبیت سے دوستی کرو وَالمَوَدَّةُ لَا تُوجَدُ إلَّا بَعدَ مَعرِفَةِ مَن تُوَدُّهُ المَرءُ حَقَّ المَعرِفَةِ
اور دوستی کسی کی کیون نہو بدون شناخت مراتب محبوب کے ہرگز ہو ہی نہین سکتی ہی مراد یہ ہی کہ جسکو
رکھین ضرور ہی کہ پہلے اوسکی قدر اور منزلت بھی تو پہچان لین کہ وہ کس قسم کی دوستی کے
لایق ہے فَإنَّ أُنَاسًا مِنَ السُّفَهَاءِ هٰهُنَا يَزعُمُونَ أنَّهُم يَوَدُّونَ القُربیٰ وَيَعرِفُونَ
جِهَارًا اسلیے کہ بہت سے نادان یہان ایسے بھی ہین جو زبانی دعوی محبت اہلبیت کا کرتے ہین
پکار کر مدعی اسکے ہوتے ہین وَيُصَنِّفُونَ الكُتُبَ وَالرَّسَائِلَ فِي ذٰلِكَ اور بڑی بڑی کتابین
چھوٹے رسالہ بھی وجوب محبت اہلبیت مین تصنیف کرتے ہین لٰكِنَّهُ إذَا أُوذُوا
لَستُ لِذِكرِهِ فِي كِتَابِي هٰذَا أفيُظهِرُونَ العَدَاوَةَ وَالشَّحنَاءَ مگر جسوقت وہ
آجاتا ہے جس مین دلی اور ظاہری محبت کا پورا فرق معلوم ہوتا ہے یہی لوگ دشمنی او باطنی
اہلبیت کو ظاہر کر دیتے ہین كَمَا يُظهِرُ النَّاصِبُ لَعَلَّهُ أو هُم جیسے کہ ناصبی اور
دشمن اہلبیت اظہار عداوت کرتا ہے ویسی ہی یہ مدعیان محبت بھی ہو جاتے ہین فمثله
الَّذِينَ قَالَ اللهُ تَعَالیٰ فِيهِم إذَا جَاءَكَ المُنَافِقُونَ قَالُوا إنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ إلیٰ قوله
يَشهَدُ إنَّ المُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ان لوگونکی ٹھیک مثل وہی ہی جو خدا نے قرآن مجید
کے حالات کو ذکر فرمایا کہ جب تمھارے پاس ای محمد منافق لوگ آتے ہین تو زبان سے کہتے
تم بے شک فرستادہ خدا ہو تا انکہ آخر آیت مین خدا نے کہدیا اور خدا شاہد ہی کہ یہ
ضرور جھوٹے ہین دل سے اقرار انکو تمھاری رسالت کا نہین ہی وَكَيفَ تَجتَمِعُ مَوَدَّةُ

فی قلب امرء لایقتدی بهداهم مع کون الاقتداء منحصرا بهم علی ما نص علیه نبینا
فی حدیث الثقلین اور کیونکر جمع ہو سکتی ہے دوستی اہلبیت کی دل مین کسی شخص کے جو پیروی احکام
دین مین انکی نکرتا ہو بلکہ اونکے مخالفونکی پیروی کرے اور محبت اہلبیت کا دم بھرتا ہو حالانکہ انکی
پیروی کو ہمارے نبی نے حدیث ثقلین مین صاف کہدیا ہے کہ ہدایت منحصر انکی پیروی کرنمین ہے
وما احسن ما روی عن ائمتنا علیہم السلام ان المحب لنا اهل البیت یعرف بسیماه اذا
ذکرنا عنده اشرق وجهه اور کیا اچھی شناخت دوست اور دشمن اہلبیت کی ہمارے ائمہ کے
احادیث مین وارد ہے فرماتے ہین کہ ہم اہلبیت کے دوست کی شناخت اوسکے تیور سے خواہ اوسکے
چہرہ مہرہ سے یون ہوتی ہے کہ ادھر ہمارا ذکر اوسکے سامنے ہوا اور چہرہ اوسکا مارے خوشی محبت کے روشن
ہوگیا اور گویا کہ باچھین کھل گئین وینبغی ان لا تبقی فضیلة الا وتذکر عنده اوسکی دلی
خواہش یہی ہوتی ہے کہ اب کوئی فضیلت باقی نرہے کہ اوسکے سامنے بیان نہو جاوے والعدو لنا وان
اظهر مودتنا بلسانه یعرف بانه اذا ذکرنا عنده وذکر فضائلنا ظل وجهه مسودا و
هو کظیم اور دشمن ہم اہلبیت کا اگرچہ زبان سے اظہار محبت بھی کرے وہ اسطرح پہچانا جاتا ہے کہ
ادھر ہمارا ذکر اوسکے سامنے ہوا اور ہمارے فضایل کا بیان شروع ہوا اور چہرہ پر اوسکی تاریکی چھا گئی اور
کبیدہ خاطر یا غصہ کا گھٹنے والا معلوم ہوتا ہے وانما یکون بغیته ان ینقطع ذکرنا اور اوسکی
دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہمارا ذکر کسی طرح موقوف ہو جاے حتی اذا کان واحد من الف یعرف
بسیماه وما اصدق وما قالوه یہانتک تو یہی کہ اگر ہزار آدمیونمین ایک بھی ہمارا دشمن بیٹھا ہوگا اوسوقت
ضرور پہچان لیا جائیگا اوسکے چہرہ کی حالت سے جیسے اوپر بیان ہوئی اور کسقدر سچی شناخت ائمہ نے
بتادی ہے وبالجملة فمودة القربی هی التی لا تصح عبادة ولا تقبل صدقة ولا تتم حسنة
الا بها اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ دوستی اہلبیت کی یہی ایسی بڑی بھاری چیز ہے کہ بدون اسکے نہ کوئی
عبادت صحیح ہو سکتی ہے اور نہ کوئی خیرات عمل اور عبادت بدون اسکے مقبول ہوتی ہے وهذا امر
مسلم عند العلماء ولا سیما من یتصدی بتالیف الکتب فی مودة القربی اور یہ وہ بات ہے
جسکو علما نے خوبی ثابت کردیا خصوصا جو لوگ مودت کے بارہ مین کتاب اور رسالہ لکھتے ہین فاذا کانت
المودة منتهیة الی تلک الغایة فتکون متقدمة علی کل العبادات مفضلة علی کل الاعمال

پھر جب دوستی اہلبیت کا مرتبہ اسقدر ہو ضرور سب عبادتوں پر مقدم ہوئی اور سب اعمال پر اسکو
فضیلت ہوگی وحضور تلك المجالس وذكر الفضائل والمصائب واستماعها واظهار
الفرح والحزن من لوازمها المساوية لها فيكون افضل الاعمال فيكون اعظم اجرا وثوابا
عند الله وذلك ما اردناه ہر ایک مجلسہ میں شریک ہونا اور فضائل اور مصائب کا بیان کرنا اور
سننا اور خوشی یا رنج کا اپنے اپنے جگہ پر ظاہر کرنا جو غرض بنا بعا ہے دوستی اہلبیت کے لوازم
کہ اسی ذریعہ سے دوستی اہلبیت کی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے) اب تو ثابت ہو گیا کہ یہ عمل
کل عبادات سے افضل ہے اور اسکا ثواب اور اجر بھی پیش خدا ہر ایک عبادت سے زیادہ ہے اور یہی
بات ہمکو ثابت کرنی تھی جو کر دے ثم لا يخفى عليك ايها الاخ المسلم ان امر الله نبيه
محمداً ان لا يسئل من الامة شيئاً في اجر رسالته الا المودة في القربى كيف جاز له
میرے اسلامی بھائیو ذرا یہ بھی تو سوچو کہ خدا نے ہمارے نبی کو اتنا بڑا حکم جو دیا کہ اپنی رسالت
اجر امت سے بجز محبت اہلبیت کے اور کچھ طلب نہ کرو یہ کیونکر جائز ہوا فان فيه حماية
ظاهرة لاهل بيته وهذه لا سجية غير المنصفين المشغوفين بحب اهلهم المتلفين
لحقوق الاباعد والاغيار اسلیے کہ اپنے عزیزوں کی محبت کی درخواست کرتے اور اونکو بڑ
چڑھانا یہ خاص طریقہ اور شعار انھیں لوگوں کا ہے جنکے مزاجمیں انصاف نہو اور اپنے عزیزوں کی محبت
میں بیخود اور دلدادہ ہوں اور اغیار کی حق تلفی کرکے اپنے خاندان کو سب پر فوقیت دیں والنبي
الهادي اب للامة لا يجوز له ان يفضل اقاربه على الاباعد اور نبی ہادی بمنزلہ باپ کے
امت کے لیے اوسکو ہرگز جائز نہیں ہے کہ اپنے اقربا کو دور کے رشتہ دار خواہ بیگانہ محض لوگوں پر فضیلت
دے بل لا بد له ان يسوي بينهم وبين عوام الناس ولا يكون اعزته احب اليه من
غيرهم بلکہ ضرور ہے کہ نبی اپنے عزیزوں کو اور عام امت کو یکساں اور برابر دیکھے اور عزیزوں کو
اغیار سے زیادہ محبوب نہوں فسوال مودة القربى عن الامة يورث طعناً عظيماً على
نبينا پس اپنے اہلبیت کے دوستی کا امت سے اس اہتمام سے سوال کرنا ضرور باعث طعن کا ہے
ہمارے نبی پر فان الكفار قالوا ويقولون لا محالة ان النبوة التي ادعاها محمد افتراءً على الله
قد ظهر كذبه حيث جعل اجر رسالته ان يودوا اهل بيته اسلیے کہ کفار نے حضرت کے

زمانہ حیات مین بھی کہا اور اب بھی یہ کہ رہے ہین کہ جس نبوت کا دعوی محمدؐ نے خدا پر افترا کرکے
کیا تھا اوسکا جھوٹھ بخوبی ظاہر ہو جب اجرا اوسی ثبوت کا اپنے اہلبیت کے ساتھ محبت کرنیکا سوال
امت سے کیا پس معلوم ہوا کہ اپنے خاندان کی عزت اور منفعت ہی غرض تھی نبی بنجانیکی فهذا كانوا
يلمزونه مرا كما هو ماثور في قضية المباهلة والغدير وقضية الطير وغيرها
اور اسی سبب سے مباہلہ اور غدیر کے روز اور قضیہ طیر وغیرہ جب نبی اسنے فضیلت اہلبیت کو
ظاہر کرکے اونکی محبت کی درخواست فرمائی ہو کفار اور منافقین برملا طعن کیا کرتے تھے کہ اپنے
کنبہ کی بڑائی انکو مطلوب ہے اور کچھ نہین دیکھو تاریخ اور سیر کی کتابین فمع كون النبي مطعونا
معابا فيه ملوما لم يأل جهدا ولم يقصر هنيئة في تبليغ ما امر الله به من اعظام
اهلبيته پھر باوجود اسقدر مطعون ہونیکے اور عیب اور خوردہ گیری دشمنونکی ہمارے نبی نے ذرا سا بھی کمی کی
اور نہ کوشش مین تامل فرمایا بلکہ جو حکم خدا نے اونکو اہلبیت کے وجوب محبت اور اطاعت کا واسطے
امت کے دیا تھا اوسکی تبلیغ فرماتے رہے فهل يمكن من الله سبحانه ان يامر نبيه بامر
يكون مبطلا لنبوته موهنا لنبيه الا ويكون فيه مصلحة تامة لاصلاح دينه
وامته پس کسی عاقل کے نزدیک یہ بات ممکن ہے کہ خدا اپنے نبی کو ایسا حکم دے جسکی بجا آوری سے نبی کی
نبوت باطل ہو جا اور نبی کی شان گھٹ جا اور ذلت اوسکو حاصل ہو ہان مگر جب وہ ایسی ہی ضروری
بات ہو کہ دین کی پوری مصلحت اوسی مین ہو اور امت کی بھلائی خاص اوسی حکم کے بجالانے
مین ہو اوسوقت البتہ ایسا حکم خدا دے سکتا ہے ولاجل ذلك صرح رسول الله مرارا في
اوقات مختلفة ان غرضه لاكرام اهلبيته وجعلهم قادة لامته ليس الا انهم لا يهتدون
الا بهم اسی ضرورت سے چند مرتبہ مختلف اوقات مین ہمارے نبی نے ارشاد کردیا کہ آپکی غرض اہلبیت کے
بزرگداشت کرنے مین اور اونکو پیشوائے امت بنانے مین فقط یہی ہے کہ امت کی ہدایت منحصر
انہین بزرگونکی پیروی اور اطاعت مین ہے اور کوئی صورت ہی نہین ہے امت کے ہدایت کی
كما ورد في حديث الثقلين وحديث السفينة وغيرهما من الاخبار المتواترة
چنانچہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ اور دیگر احادیث متواترہ مین یہی مضمون وارد ہے کہ ہدایت
امت فقط اہلبیت کے محبت اور پیروی مین منحصر ہے فالحصر المستفاد من قوله انما هو حصر

لِنَجَاةِ الْاُمَّةِ فِیْ مَوَدَّتِهِمْ بِاَنْ يَّهْتَدُوْا بِهُدَاهُمْ بس یہ جو رسولخدا نے فرمایا کہ سوائے دوستی اہلبیت کے
اور مین کچھ نہین چاہتا ہون اسکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ محبت اہلبیت ہی سے ہدایت امت
ہوگی لہذا انکے محبت کی درخواست عین درخواست اطاعت اہلبیت ہے جس سے امت کی
ہدایت ہوگی پھر اور نبی کو سوائے اسکے امت سے کونسی چیز مطلوب ہوگی اب مطلب تمام نبی کا
یہ ہوا کہ میرے نبوت کا صلہ اور مزدوری اور اجر جو کچھ ہے تمھاری ہدایت ہے اور یہ ہدایت میرے
اہلبیت کی محبت ہے مین منحصر ہے پس یہی میری درخواست تم سب سے ہے فَظَاهِرُ السُّؤَالِ
وَاِنْ كَانَ مُوْهِنًا مُوْحِشًا وَلٰكِنَّ الْبَاطِنَ لِمَا ذَكَرْتُهٗ هُوَ الْمَطْلُوْبُ مِنَ الرِّسَالَةِ فَكَيْفَ
يَكُوْنُ قَبِيْحًا پس ظاہر مین تو یہ سوال ضرور موجب سبکی کا اور موجب وحشت ہے مگر جب
باطن پر اسکے نظر کیجیے تو یہی غرض اور یہی مطلب نبی کا ہوتا ہے کہ امت کو ہدایت نصیب ہو
فَلَمَّا كَانَ اَمْرُ الْمَوَدَّةِ هٰكَذَا فَمَا ظَنُّكَ فِیْ اِعْظَامِ الْمُظْهِرِ لَهَا پھر جب محبت اہلبیت کے
اظہار کا حال ایسا ہے کہ نبی کو خدا نے امت سے اوسکے سوال کرنیکا حکم دیا اور طعن اور تشنیع کفا
پر کچھ التفات نفرمایا اب یہ بتلائیے کہ ہم جو مجالس برپا کرکے اظہار محبت اور اطاعت اہلبیت
کررہے ہین ہمکو اسکا اجر اور ثواب کسقدر ملیگا فَلَابُدَّ لَنَا مِنَ الْاِهْتِمَامِ فِیْ ذٰلِكَ وَاِنْ كَرِهَتْهَا
اَنْفُسٌ وَقُلُوْبٌ اب ہمکو ضرور ہے کہ جو کچھ اہتمام ان مجالس کے برپا کرنے مین ہم کرتے ہین
اوس سے روز افزون کرتے رہین اگرچہ ہمارے دشمنونکے دل دکھین اور اگرچہ مثل کفار اور منافقین کے
وہ ہم پر بھی طعن کرین جیسے ہمارے نبی پر کرتے ہین باب مجلس مین رونا
مثل نماز جماعت کے ثواب زائد رکھتا ہے اور بیان چند فوائد کا جنکے وجہ سے
اجر اور ثواب مجلس کا زیادہ مقرر ہوا نَقُوْلُ اِنَّ الْبُكَاءَ عَلٰى مَصَائِبِ اَهْلِ الْبَيْتِ وَاِنْ كَانَ
يُمْكِنُ لَنَا فِی الْخَلَوَاتِ الَّتِیْ هِیَ الْمَحَالُّ لِتَخْلِيْصِ الْعِبَادَةِ عَنِ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ہم یہ بھی کہتے ہین کہ رونا مصیبت
اہلبیت پر اگرچہ ہم سے تنہائی مین بھی ممکن ہے اور تنہائی مین ہر ایک عبادت مکر اور فریب نمائش
وغیرہ سے پاک ہوکر خالص ہوجاتی ہے لٰكِنَّا اُمِرْنَا بِالْعُدُوْلِ فِيْهَا عَنْ هٰذَا
الطَّرِيْقِ كَمَا اُمِرْنَا فِی الصَّلٰوةِ الْوَاجِبَةِ اَنْ نُؤَدِّيَهَا بِالْجَمَاعَةِ مگر ہمکو حکم ہوا کہ اس عبادت میں
تنہائی کا طریقہ چھوڑ کر مجمع مین گریہ وزاری کرین جس طرح کہ نماز واجب مین بھی

ہمکو یہی حکم ہے کہ اوسکو بجماعت بجالائیں فَالْاَسْبَابُ الَّتِیْ تُوْجِبُ فَضْلَ الصَّلٰوۃِ بِالْجَمَاعَۃِ
عَلَی الْمُنْفَرِدَۃِ لَابُدَّ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ تِلْکَ الْمَجَالِسِ اَیْضًا مَعَ اَشْیَاءٍ اُخَرٍ کَیْ یَزْدَادَ ثَوَابُ الْمَجَالِسِ عَلٰی
اَجْرِ الصَّلٰوۃِ بِالْجَمَاعَۃِ اب ضرور ہی کہ جو جو اسباب نماز جماعت کی فضیلت دینے والے نماز منفرد
پڑھنے پر ہوں وہ بھی مجالس عزا مین پائے جائیں اور کچھ اور بھی اسباب زاید ہوں کہ نماز جماعت
مین وہ ہون اور اونھین کی وجہ سے ثواب مجالس اجر اور ثواب نماز جماعت سے زیادہ ہو
فَالْاَسْبَابُ الْمُشْتَرَکَۃُ مِنْھَا اِتِّفَاقُ رَأْیِہٖ فِیْ کَوْنِہٖ مُتَعَزِّیًا بِتِلْکَ الْعَزَاءِ مَعَ اِخْوَانِہِ
الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَتَّحِدُ مَعَھُمْ فِیْ اَمْرٍ جَامِعٍ کَالْمُصَلِّیْ بِالْجَمَاعَۃِ اب وہ اسباب مشترک جنکی
وجہ سے مجلس کا رونا تنہا رونے سے اور نماز جماعت نماز فرادی یعنی تنہائی کے نماز سے اجر اور ثواب زیادہ رکھتی
ہے اونمین سے ایک تو یہی بات ہو کہ مجلس کے عزاداروںمین اتفاق رائے اور اتحاد عزم
ہوتا ہے کہ اپنے برادران ایمانی کے ساتھ ایک ہی طاعت پر سب آمادہ ہوکر مجلس مین آتے
ہین یعنی سب کے سب عزادار اوس مظلوم غریب کے ہوتے ہین جسکے لاش پر بھی کوئی رونے والا
نتھا اور اتفاق سے بڑکر ہمارے دین اور دنیا مین کوئی چیز مطلوب خدا اور رسول نہین ہے
چنانچہ نماز جماعت کے پڑھنے والے بھی اسی طرح اتفاق رائے کے ساتھ شریک جماعت
ہوتے ہین اور سبکی نیت ادائے نماز کی ہوتی ہے وَلِذٰلِکَ یَکْثُرُ ثَوَابُھَا بِاَضْعَافِ
الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ یُصَلِّیْھَا الْمَرْءُ مُنْفَرِدَۃً اور اسی اتفاق اور اتحاد کے برکت سے نماز جماعت کا
ثواب دوچند اور ہزار چند بڑھتا جاتا ہے تنہائی کی نماز سے حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی حَدٍّ لَا یَعْلَمُہٗ
غَیْرُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ تا اینکہ جسقدر صفوف جماعت یا عدد نمازیونکے زیادہ ہونگے ثواب کی
زیادتی بڑھتی بڑھتی اوس حد تک پہونچے گی پھر سوائے خدا کے اور کوئی اوسکو نہین جان سکتا ہے
وَکَذٰلِکَ فِیْمَا نَحْنُ فِیْہِ اور یہی حال کثرت ثواب کا مجلس عزا مین بھی ہے کہ جسقدر
لوگ زیادہ جمع ہونگے اوسیقدر ثواب سبکو زیادہ ملیگا تا اینکہ غیر متناہی اجر ہوگا وَمِنْھَا
کَوْنُ کُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْحُضَّارِ فِیْ تِلْکَ الْمَجَالِسِ شَاھِدًا عِنْدَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ لِجَمَاعَۃٍ
کَثِیْرَۃٍ حَاضِرَۃٍ عَلٰی طَاعَۃِ اللّٰہِ کَمَا یَکُوْنُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُصَلِّیْ جَمَاعَۃً اَیْضًا کَذٰلِکَ
ایک یہ بھی سبب مشترک ہے ثواب بڑہانے کا کہ ہر شخص حضار مجلس عزا گویا گواہ ہوجاتا ہے

خدا کے سامنے اپنے برادران ایمانی کی طاعت گذاری پر جس طرح کہ نماز جماعت مین بھی
ہر ایک نمازی تمام حاضرین جماعت کی نماز گذاری پر گواہ ہوتا ہے فیکون کل واحد منا شاہداً
ومشہوداً اب ہم مجلس کے حاضرین مثل حضار نماز جماعت کے ہر ایک ہم سے گواہ بھی ہے اور ہر ایک پر
گواہی بھی دی گئی ہے وکفے بنا الاشارۃ الی القسم الوارد فی الکتاب المجید اب اس جگہ
اسیقدر اشارہ کافی ہے کہ شاہد اور مشہود کی قسم خدا نے قرآن مجید مین کھائی ہے اما الامور
الخاصۃ فمنہا ان الباکی فی المجالس مبکی لغیرہ لیکن جو خاص خاص باتین مجلس عزا کی
ایسی مین کہ نماز جماعت مین وہ نہین پائی جاتی ہین اونمین سے ایک یہ بات ہے کہ رونے والا
مجلس مین آپ تو روتا ہے اور دوسرون کو اپنی حالت پریشان خواہ آواز دردناک سنا کر
رلاتا بھی ہے فان کثیراً ما یعرض لنا البکاء بسبب ما نری باکیاً یبکی ویان
بقلب حزین من غیر ان نتذکر السبب المبکی لہ اسلیے کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ
ہم پر گریہ طاری ہوتا ہے فقط اسی وجہ سے کہ ہم کسیکو روتا ہوا دیکھتے ہین اور سنتے ہین کہ دل
دردمند سے وہ شخص کراہ کراہ کر رو رہا ہے اوسوقت ہمکو بدون اسکے کہ سبب اوسکے رونے
اور بیقراری کا دریافت ہو بیساختہ رونا آجاتا ہے فنکون ماجورین باجرین اجر
للبکاء واجر للابکاء اب تو ہمکو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو رونے پر اور دوسرا ثواب رلانے پر
الٰہی کیف نشکرک علی ذلک فانک اعددت لنا ذلک الاجر علی عمل لم نرد اتیانہ
خداوندا کیونکر ہم سے تیرا شکر ادا ہو اس اجر اور ثواب کے دینے پر اسلیے کہ جس عمل خیر کا ہمنے
ارادہ بھی نہین کیا تھا اور اوسکی بجا آوری ہمارے وہم وگمان مین بھی نہ تھی اوسکا بھی ثواب
ہمکو تو نے عطا فرمایا ہے ومنہا ما امرنا ان نکون مع الصادقین وھم نبینا والائمۃ
صلوات اللہ علیہم ازانجملہ خاص امر مجلس مین یہ بھی کہ ہم اپنے نبی اور ائمہؑ کے ہمراہ یکجا ہوتے
ہین مکان واحد مین چنانچہ باب سابق مین گذرا ایس یہی دو امور فارقہ کافی ہین زیادہ اجر
اور ثواب ملنے کے مجلس مین آنے سے وایضاً فان فی دعوتنا اخواننا المؤمنین
لحضور تلک المجالس محنۃ تامۃ واستکشاف تام لقلوب الموالین یہ بھی ایک سبب
مخصوص بہ مجلس کثرت ثواب کا ہے کہ مجلس کیواسطے مومنین کے بلانے مین ایک بڑا امتحان ہے

اور دلکی حالت اچھی طور سے ہر ایک شخص کی کھلجاتی ہے فیختبر المومن بانّہ الی متٰی
یبلغ ولائہ لاھلبیت رسول اللہ مومن کا پورا امتحان ہوجاتا ہے کہ اسقدر ولاء اہلبیت سلوک حاصل ہے
حتی اذا خرج الحسین من قبرہ فی الرجعۃ لینتقم من اعدائہ او ظہر الصاحب ودعی الناس
بدعوۃ الجہاد تا اینکہ جب امام حسینؑ قبر مطہر سے زمانہ رجعت مین نکلینگے تاکہ اپنے دشمنون سے
انتقام لین خواہ ہمارے امام زمان ظہور فرما کر دعوت جہاد کرکے خلایق کو بلاینگے واستنصر
منّا اور ہم سے نصرت اور یاری طلب کرینگے فمن لا یستبق الی دعوۃ البانی للمجلس
ویستنکف او یتانّی فی حضورہ ویعتذر باعذار صحیحۃ او فاسدۃ فہو اولی بالاستنکاف
والتانّی والاعتذار فی دعوۃ الجہاد پس جو شخص کہ بانی مجلس کے بلانے پر جھٹ پٹ شریک
مجلس نہین ہوتا ہے خواہ دیر کرتا ہے مجلس کے آنے مین خواہ عذر صحیح یا عذر بیجا کرکے شریک نہین ہوتا ہے
وہی شخص جب امامؑ دعوت جہاد فرماینگے اسی طرح پیش آئیگا جس طرح مجلس کے حضور مین
پیش آتا ہے بلکہ جہاد مین تو ایسے پیش آمد کا زیادہ مستحق یہی شخص ہے لانّ حضور تلک المجالس
لیس یحتاج الی بذل الاموال ولا بذل النفوس اسلیے کہ مجلس حسینؑ مین آنے سے کچھ ہمارا
آج کل مال خرچ بھی نہین ہوتا اور نہ ہماری جان جوکھم مین پڑتی ہے ولا فیہ ہجر الاوطان
ولا تقریب الاباعد ولا تبعید الاقارب ولا نفی القرابات نہ مجلس مین آنے سے جلا
وطن ہوتی ہے اور نہ دور کے رشتہ دارونکو نزدیکی عزیز بنانا پڑتا ہے اور نہ عزیز قریب لوگون کو
بیگانہ محض کردینا پڑتا ہے اور نہ رشتہ ناتہ سب چھوڑدینا مجلس کے حضور مین لازم آتا ہے
جیسا کہ مہاجرین اور انصار کو ابتدائے اسلام مین یہ سب آفتین پیش آئی ہین بل یکفی لنا ان
نحضرھا فی مکان المآکل والمشارب فیہ معدّۃ واسباب الاستراحۃ فیہا متسقۃ
بلکہ اتنا ہی کرنا پڑتا ہے کہ ہم مجلسونمین حاضر ہون ایسے مکان مین کہ وہان کھانے پینے کا سامان
سب بڑے تکلف سے درست ہورہا ہے اور آرام اور راحت کے اسباب کا پورا انتظام ہوچکا ہے
لیس فیہا ترادف الآجال ولا مبارزۃ الابطال نہ مثل میدان کربلا اور صف جہاد
کے مجلسون مین ایک کی موت دوسرے کی موت سے قریب ہونیکا خوف ہے
اور نہ وہان بہادرونسے لڑنا پڑتا ہے فاذا استنکف او تانّی او اعتذر احد منا عن حضورھا

تِلْكَ الْمَجَالِسِ الَّتِيْ مَرَّ ذِكْرُهَا فَمَا ظَنُّكَ بِهٖ إِذَا أُدْعِيَ بِدَعْوَةِ الْجِهَادِ وَاسْتُنْصِرَ
مِنْهُ الْإِمَامُ پھر جب ایسے آرام اور راحت کی جگہ جانے سے ہم میں سے کسی کو تامل ہو جہاں
سوا آسایش کے کچھ بھی ایذا نہیں ہے اور سستی بھی کریں عذر بیجا کر کے بھی ٹالتے رہیں ابتک
تو یہی کہ ایسا شخص اگر جہاد کیواسطے بلایا جاتا اور امامؑ اوس سے طالب نصرت اور امداد ہوتے
زمانۂ جہاد امام حسینؑ میں جو گذر چکا ہے یا زمانۂ رجعت میں جو آنے والا ہے امام اوس سے طالب نصرت
اور امداد ہونگے اوسوقت ایسے بدنصیب کا کیا حال ہوگا اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ يَتَوَانَوْنَ
أَوْ يَعْتَذِرُوْنَ وَالْإِمَامُ يَدْعُوْهُمْ وَيَسْتَنْصِرُهُمْ كَالَّذِيْنَ كَانَ الْحُسَيْنُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى النُّصْرَةِ
فِيْ مَسِيْرِهٖ إِلَى الْعِرَاقِ خداوندا ہمکو اون لوگوں میں داخل نکرنا کہ امام دعوت جہاد فرماتا اور طلب نصرت کرے
اور ہم ٹال ٹول کریں خواہ عذر بیجا پیش کریں جیسے وہ لوگ تھے جنکو امام حسینؑ اپنے امداد کو بلاتے تھے
اور کیسے کیسے عذر بیجا کر کے جان چھپاتے تھے اور آخر شریک نہوتا تھا نہوئے وَأَيْضًا فَإِنَّ صَلٰوةَ
الْجَمَاعَةِ بَلِ الْعِبَادَاتِ كُلَّهَا وَاجِبَةً كَانَتْ أَوْ مُسْتَحَبَّةً لَيْسَ لَهَا شَأْنٌ غَيْرَ أَنَّهَا تُظْهِرُ
قُرْبَةَ الْعَبْدِ إِلٰى مَعْبُوْدِهٖ قُرْبَ الْمُطِيْعِ مِنَ الْمُطَاعِ فَحَسْبُ أَيْضًا چوتھا سبب خاص فضیلت مجلس کا
یہ ہے کہ نماز جماعت ہو خواہ کوئی اور عبادت واجبہ یا مندوبہ کیوں نہو اوسکے بجا آوری میں فقط
یہی بات ہوتی ہے کہ بندہ کا قرب معبود برحق سے ظاہر ہوتا ہے یعنی جو قربت اور نزدیکی فرمانبردار
اوسکے آقا اور واجب الاطاعت سے ہے اوسکا ظہور بروقت اسی اطاعت گذاری کے ہوتا ہے بس اور
کوئی بات نہیں ہوتی وَلَا يُتَصَوَّرُ فِيْهَا أَمْرٌ آخَرُ سوا اسکے اور کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی ہے أَمَّا الْبُكَاءُ
عَلٰى تِلْكَ الْمُصِيْبَةِ وَعَقْدُ الْمَجَالِسِ لِلْبُكَاءِ وَالْإِبْكَاءِ وَجَمْعُ النَّاسِ فِيْ تِلْكَ الْأَنْدِيَةِ وَتَحْرِيْضُهُمْ
عَلٰى ذٰلِكَ لَهٗ مَزِيَّةٌ عَلٰى كُلِّ الْعِبَادَاتِ بِأَنَّهٗ يُعْلِنُ وَيُظْهِرُ مَا أَتٰى بِهِ الْحُسَيْنُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ مِنْ أَوَامِرِ اللّٰهِ
لیکن اس مصیبت پر رونا اور مجلس عزا برپا کرنا اور لوگوں کو بلا کر جمع کرنا اور اونکو رونے پر آمادہ کرنا اسباب
گریہ فراہم کر کے اس عبادتکو سب عبادتوں پر ایک یہ فضیلت خاص ہے کہ یہ اہتمام اور عزا کی
مجلس گویا صورت دکھا دیتی ہے اور نقشہ کھینچ دیتی ہے اوس فرمان پذیری امام حسینؑ کا اور
جملہ شہدائے کربلا کے جسکو وہ حضرت رضائے الٰہی کے نظر سے بجا لائے اور اپنے جان اور مال
اہل و عیال سبکو راہ خدا میں نثار کر دیا وَيُبَيِّنُ نَهْيَهٗ نَفْسَهٗ عَنِ الْأُمُوْرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ

اِبَاءُہٗ وَکُلُّ عِبَادِہٖ عَنْہَا اَیْضًا یہ مجلس ظاہر کردیتی ہو کہ امام حسینؑ نے ترک فرمایا کل ایسے امور کو جو
اس حالت مین خدانے اونکے ترک کو خود اوس جناب پر بلکہ تمام خلائق پر واجب فرمایا ہے
وَاَیْضًا یُبَیِّنُ کُلَّ مَا اَتَتْ بِہٖ الْاُمَّۃُ الْمَنْعُوسَۃُ بِاَطَائِبِ اَہْلِبَیْتِ النَّبِیِّ وَہُمُ الَّذِیْنَ اَوْجَبَ
اللّٰہُ تَعَالٰی مَحَبَّتَہُمْ عَلَیْہَا اَیْضًا اس مجلس مین وہ بدسلوکیان بھی بیان کیجاتی ہین جو ستمگار امت نے
پاکیزہ اہلبیت نبی کے ساتھ کیے ہین جنکی محبت خدانے امت پر واجب کی ہو وَجَعَلَ اِطَاعَتَہُمْ
وَاجِبَۃً کَطَاعَتِہٖ اور اون حضرات کی اطاعت کو خدانے مثل اپنی اطاعت کے واجب فرمایا ہے
وَذٰلِکَ الْاِتْیَانُ وَالْاِظْہَارُ لَیْسَ مَقْصُوْدًا فِیْہَا بِالْقَوْلِ فَقَطْ اَعْنِیْ بِذِکْرِہَا الْمَصَائِبَ اور
ان سب باتون کا اظہار اور اثبات ان مجلسون مین فقط مرثیہ خوانی اور بیان مصائب ہی سے نہین ہوتا ہے
بَلْ یُظْہِرُہَا الْاَعْمَالُ الْبَدَنِیَّۃُ وَحَرَکَاتُ الْجَوَارِحِ وَمَا یَتَلَبَّسُ بِہٖ اَبْدَانُنَا بلکہ ہمارے بدن کے اعضا
اور جوارح جو کام مجلس مین کرتے ہین خواہ ہمارے بدن سے جو چیزین ملی ہوئی ہین وہ سب اظہار اونھین امور کا
کرتی ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا مِنْ لُبْسِ الثِّیَابِ السُّوْدِ وَشَقِّ الْجُیُوْبِ وَکَشْفِ الرُّؤُسِ وَحَلِّ الْاَزْرَارِ
سیاہ کپڑے ماتمی پہنے گریبان چاک کرنا سر برہنہ ہو جانا اور بند قبا اور عبا کو کھولدینا وَنَشْرِ
الشُّعُوْرِ وَلَطْمِ الْوُجُوْہِ وَالْبُکَاءِ بِالصَّوْتِ الْعَالِیْ عورتونکو بال کھولدینا منھ پر طمانچہ مارنا اور
چلا کر رونا فرق اسیقدر ہو کہ جناب زینب اور ام کلثوم ہائے بھائی ہائے بھائی کہکر روتی تھین اور ہماری
عورتین ہائے مظلوم آقا ہائے میری بی بی کے پیارے لاڈلے فرزند کہکر چلاتی ہین اور کوئی یہ بھی کہدیتی ہے
ہائے میری بی بی کے بڑے بڑے دکھونکے پالے ہوئے آقا وَکَذٰلِکَ الْاَشْیَاءُ وَالْاٰلَاتُ
الْمُنْتَسِبَۃُ الْاُخَرُ الَّتِیْ یَتَجَدَّدُ اِتِّخَاذُہَا وَتَخْتَلِفُ بِحَسَبِ اِخْتِلَافِ الْبِلَادِ وَالْاَزْمِنَۃِ اور اسیطرح
اور صدہا چیزین اور الات اور اسباب عزاداری جو رونے پر معین ہوتے ہین اور ہمیشہ جدید اشیا کے
ایجاد ہوا کرتی ہے اور ہر ملک اور مقام اور ہر زمانہ کے اختلاف سے ان اشیا مین بھی اختلاف اور
تبدل ضرور ہوتا ہے وَلِذٰلِکَ تَرٰی فُقَہَائَنَا کَثَّرَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّہُمْ لَا یَمْنَعُوْنَ الْمُتَعَزِّیْنَ
فِی الْعَزَاءِ عَنْ اِتِّخَاذِ اُمُوْرٍ تُعِیْنُ عَلَی الْبُکَاءِ مَا لَمْ تَکُنْ مُحَرَّمَۃً بِالنُّصُوْصِ الْقَطْعِیَّۃِ اور یہی
سبب ہے کہ ہمارے علما مجتہدین خدا اونکو زیادہ شمار مین کردے عزاداران حسینؑ شہید کو ایسے
امورونکے اختیار کرنے سے جو رونے اور رولانے پر معین ہون کبھی منع نہین کرتے جب تک کہ وہ

فعل یا وہ چیز یقیناً حرام ثابت ہو جا قرآن اور حدیث سے بل غایۃ جُهدِهم از تبیین
وایا حتہ بلکہ ہمارے علما کی پوری کوشش یہی رہتی ہے کہ عزاداروں کے افعال کی
جہاں تک ہو سکے جواز شرعی اور صحت کی تاویل کریں وقد سنح لبعض اجلۃ الفقہاء و
العلماءِ اُستاذی سمی جدہ ابی عبد اللہ الحسین انہ سئلہ بعض السائلین عن جواز
قراءۃ الزیارات المأثورۃ بحذاءِ الضرائح المتخذۃ فی ایام عاشوراء چنانچہ ایک اتفاق
عجیب ہوا کہ ہمارے زمانہ کے بڑے مجتہد سید العلما جناب میر نصا حب قبلہ مرحوم ہمارے
اوستاد سے ایک شخص نے پوچھا کہ تعزیہ اور ضریح جو محرم میں بنا جاتے ہیں اونکو دیکھکر اونکے
سامنے زیارت کا پڑھنا کیسا ہے ھل یجوز ویشرع ذلک کما یفعلہ العوام ام لا
اور یہ فعل جو عوام کر رہے ہیں کہ ادھر تعزیہ یا علم نظر آیا اور زیارت پڑھنے لگے شرعاً یہ جائز ہے
یا نہیں فقال رحمہ اللہ اما اذا کان ان تذکرت برؤیۃ الضریح صاحب القبر وصرت
کانک تزورہ من بعید جواب ارشاد کیا اوستاد مرحوم نے کہ اگر بروقت دیکھنے تعزیہ کے
تمکو یاد آئے صاحب قبر کی یعنی امام حسینؑ کی اور اوسوقت تمکو یہ خیال آجاکہ دور سے اوس
جناب کی زیارت کر رہے ہو وتوجہت الی سمت القبر وزرت باکیا متنبیا فھو سائغ بل
مندوب تفوز بہ الاجر المأثور فی زیارتہ من مکان بعید اور یہ نیت کرکے دل میں
کربلائے معلی کیطرف تم منہ کرو اور قبر مطہر کیطرف اشارہ کرکے زیارت پڑھو اور روتے ہو
رجوع قلب تمہارا اوسیطرف ہو پھر تو یہ زیارت پڑھنی جایز بلکہ مستحب ہو گی اور وہی اجر تمکو
ملیگا جو دور سے زیارت کرنے والوں کا مقرر ہے فعلیک ان تحول الی جھۃ مرقدہ
وتزورہ اب تم پر لازم ہے کہ تعزیہ وغیرہ کو دیکھکر بطرف کربلا کے پھر جاؤ اور جس طرح
بروقت زیارت پڑھنے کے تم عمل کرتے ہو اوسی طرح اوسوقت بھی اداب زیارت بجالاؤ
فان کان التوجہ الی نقل الضریح ھو عین التوجہ الی مرقدہ المطھر پھر اگر حسب اتفاق
تعزیہ خواہ ضریح اوسی رخ پر تم سے ہو جدھر کربلائے معلی واقع ہے مطلب یہ ہے کہ
تعزیہ کیطرف رخ کرنے سے وہی ٹھیک سمت قبر منور کی پڑجاتی ہے فاجعل الشبیہ
مذکراً لک للمشھد والقبر المطھر والمقصود بالذات لزیارتک ھو القبر المطھر لا ھذا

وقت لازم ہے کہ تعزیہ خواہ ضریح کو ذریعہ یادآوری اصل قبر اطہر کا قرار دو اور مقصود اصلی
زیارت کا وہی مرقد منور اور قبر اطہر اسوقت بھی رہے تو تعزیہ اور ضریح کی زیارت مقصود نہو
وَاِنْ قَصَدْتَ اِسْتِحْبَابَ الزِّيَارَةِ عِنْدَ رُؤْيَتِكَ الشَّبِيْهَ وَجَعَلْتَهُ مَزَارَ الزِّيَارَةِ لَكَ
مِثْلَ مَا تَجْعَلُ الْمَرْقَدَ فِيْ حَالَتَيِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فَذٰلِكَ تَشْرِيْعٌ حَرَامٌ وَبِدْعَةٌ ضَلَالَةٌ
اور اگر تعزیہ وغیرہ دیکھکر کوئی یہ قصد کرے کہ اسکے دیکھنے سے زیارت پڑھنی مستحب ہوتی
ہے اور اسی تعزیہ کیطرف زیارت پڑھنی مستحب ہے یعنی جس طرح قبر مطہر کیطرف زیارت پڑھنے مین
ثواب ہے اوسی طرح نقل قبر اور شبیہ روضہ کیطرف زیارت پڑھنے مین بھی ثواب ہے پس یہ فعل
حرام ہے اور گویا اپنی رائے سے ایک نئی شرع بنانی ہے اور یہی بدعت اور گمراہی کی بات ہے
لَا يَجُوْزُ وَلَا يُتَشَرَّعُ وَيَدْخُلُ ذٰلِكَ تَحْتَ النَّهْيِ الْوَارِدِ مَنْ زَارَ قَبْرًا بِلَا مَقْبُوْرٍ الْحَدِيْث
ایسا قصد کرکے تعزیہ کے سامنے زیارت پڑھنی ہرگز جایز نہین اور نہ موافق شرع کے ہے
اور اگر ایسا کروگے پھر تو اوسی حدیث کے مطابق تمکو معصیت ہوگی جو رسول خدا صلعم سے
مروی ہے کہ جو شخص زیارت کرے ایسے خالی قبر کی جسمین مردہ مدفون نہین ہے الی آخر حدیث تک
وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمُذَكِّرَاتِ لِلْمَصَائِبِ مُقَدَّمَاتٌ وَلَا يُحْصٰى عَدَدُهَا بَلْ تَتَجَدَّدُ حِيْنًا بَعْدَ
حِيْنٍ اور حاصل مطلب ہمارا یہ ہے کہ یاد دلانے والے امور اور اشیا کہ جن سے مصیبت کی
ہمکو یاد آجاے بمنزلہ مقدمہ کے ہین اور مقدمہ واجب کا واجب ہے اور یہ چیزین بیشمار ہین اور
ہر زمانہ مین بدلتی رہتی ہین فَاِذَا اُمِرْنَا بِاِقَامَةِ الْعَزَاءِ وَالْبُكَاءِ وَالْاِبْكَاءِ فَكَاَنَّمَا
اُمِرْنَا بِتِلْكَ الْمُقَدَّمَاتِ اَيْضًا وَاِنْ لَمْ تَكُنْ مَنْصُوْصَةً پھر جب ہمکو عزاداری کرنے کا
حکم شرع ہوچکا اور رونا اور رولانا بھی ہم پر امر شرعی ثابت ہوچکا پھر اب عزاداری اور گریہ و بکا
جن چیزون پر موقوف ہے اور جسقدر امور گریہ خیز ہین سب کا کرنا ہمکو جایز ہوگیا اگرچہ حدیث
مین اونکی تصریح نہو نَعَمْ يَبْقٰى لَنَا الْمَعْرِفَةُ بِحِلِّيَّتِهَا وَحُرْمَتِهَا فَمَا لَمْ يَكُنْ مُحَرَّمًا
عِنْدَنَا قَطْعًا لَا نَرٰى فِيْ اِتْيَانِهِ بَاْسًا بَلْ نُؤْجَرُ عَلَيْهِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ہان یہ بات باقی ہے
کہ ہم اوس فعل خاص کے حلال اور حرام ہونیکی شناخت کرلین پس جب تک قطعا اوسکے
حرمت ثابت نہو جائے اوسکے کرنے مین کچھ اندیشہ نہین ہے بلکہ انشاء اللہ ثواب اور اجر بھی ہمکو ملیگا

باب ٤٧ اداب تعزیت اور بیان اون امور کا جو کہ جائز ہین اور ہمارے ائمہ نے اونکو مورث اجر فرمایا ہے اور قول مخالفین کی رد بھی اسی جگہ کر دی ہے

فَلَمَّا انجَرَّ کَلَامُنَا بِذِکرِ الاُمُورِ المُبکِیَۃِ فَلَابُدَّ لَنَا اَن نُبَیِّنَ مَا یَسُوغُ لَنَا فِی ذٰلِکَ الغَرَضِ اِقتِفَاءً لِھُدَی اَئِمَّتِنَا الغُرِّ المَیَامِینَ چونکہ اس باب سے پہلے جو باب ہے اوسمین سلسلہ کلام اون چیزونکے بیان تک پہونچگیا جو رولانے پر معین ہوتے ہین اور ہم اونکو عشرہ محرم مین بجالاتے ہین اب ضرور ہے کہ ہم باختصار یہ بھی بیان کر دین کہ ہمارے ائمہ نے کون کون سے امور کو جایز فرمایا ہے اور اونھین کے حکم کی پیروی سے ہمکو کام ہے نَقُولُ اٰدَابُ التَّعزِیَۃِ وَالمَاتَمِ المُجَوَّزَۃِ لَنَا اُمُورٌ ہم کہتے ہین کہ عزاداری کے طریقہ اور ماتم کے ادب جو ہمارے واسطے جایز ہین شرعاً وہ چند چیزین ہین اَحَدُھَا البُکَاءُ وَالجَزَعُ وَکَونُ الاِنسَانِ مَھمُومًا وَمَغمُومًا وَالتَّاَوُّہُ وَاِظھَارُ الحُزنِ وَالکَاٰبَۃِ ایک تو اونمین سے رونا اور آدمی کا دردمند اور غمگین ہونا آہ آہ کرنا اور حزن اور ملال کا ظاہر کرنا وَتِلکَ الاُمُورُ ھِیَ نَفسُ التَّعزِیَۃِ لَا مِن لَوَازِمِھَا اور یہ سب باتین خاص عزاداری کی ہین اداب اور رسوم عزاداری نہین ہین مراد یہ کہ اور جو کچھ کیا جاتا ہے انھین امور کے پیدا کرنیکے غرض سے کیا جاتا ہے مثلاً مرثیہ خوانی اور تعزیہ علم دلدل وغیرہ سب کچھ اسی غرض سے ہم کرتے ہین کہ رونا آئے دل پر چوٹ لگے وَالتَّبَاکِی وَھُوَ اِعلَانُکَ بِالبُکَاءِ حَتّٰی تَشَبَّہَ بِالبَاکِینَ بِاِعلَانِ الصَّوتِ وَاِنخِفَاضِ الرَّاْسِ اِلَی التَّحتِ وَاِظھَارِ المَلَالِ وَاِن لَم تَبکِ بِالدُّمُوعِ بناوٹ کا رونا وہ کیونکر ہوتا ہے کہ ادمی رونیکو ظاہر کرے اسقدر کہ رونے والے کی اواز سے اسکی آواز مشابہ ہو جاے اواز تو بلند ہو اور سر اوسکا نیچے کو جھکا ہو اور آثار ملال چہرہ سے نمایان ہون اگرچہ انکھونسے آنسو نہ نکلین وَھُوَ اَمرٌ سَھلٌ یُمکِنُ فِعلُہٗ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا اور یہ بناوٹ کا رونا امر آسان ہے کہ ہر ایک آدمی ہم مین سے اسکو کر سکتا ہے سِیَّمَا فِی المَجَالِسِ الحُسَینِیَّۃِ شَرَّفَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَبقَاھَا اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ خاص کر مجلس حسین علیہ السلام مین تو بہت ہی آسان ہے خدا ان مجلسون کو شرف اور بزرگی عطا کرے اور تا قیامت انکو باقی رکھے وَقَد اُمِرنَا بِذٰلِکَ کُلِّہٖ عَن اَئِمَّتِنَا عَلَیھِمُ السَّلَامُ حَتّٰی اَنَّھُم قَالُوا اَمَّا البَاکِی فَھُوَ المُتَبَاکِی

اور یہ سب چیزین ایسی ہین کہ ہمارے ائمہ دین نے انکی بجاآوری کا ہمکو حکم دیا ہے تا اینکہ یہ بھی ارشاد
فرمایا ہے کہ جو ثواب رونے والے کیواسطے مقرر ہے وہی ثواب شبیہ گریہ بنانے والے کو بھی ملیگا
لکن بشرط ان لا یکون الغرض من التباکی امرا اخر غیر قربۃ اللہ تعالی مگر شرط یہ ہے
کہ مصنوعی گریہ سے کوئی غرض فاسد نمایش وغیرہ کی نہو بلکہ محض نظر ثواب اور رضائے
الہی کے یہ فعل کیا جاوے والحکمۃ فیہ ان کثیرا من الناس لا یجری منہ علیہ
الدموع بعلۃ عارضۃ فی العین کما ھو مبین فی علم الطب اور حکمت الہی مصنوعی
گریہ کے ثواب دینے مین یہ ہے کہ اکثر آدمی کے آنکھو نسے آنسو نہین نکلتے ہین کسی مرض
کے وجہ سے جو آنکھ مین عارض ہوتا ہے اگرچہ وہ شخص کیسی ہی کوشش کرے
فالحکیم العادل تعالی مجدہ کیف لا یجازی عبدہ علی ما کدح ولو لم تسلب
عینہ بالدمع پس حکیم عادل خدائے بزرگ کیونکر نہ ثواب دے اپنے بندہ فرمان بردار کو
اوس کوشش پر جو بندہ نے کی ہے اگرچہ اوسکی آنکھ سے بوجہ مرض کے آنسو نہ نکلے
لان المرض المانع عن سکب الدموع لیس من فعل العبد اسلیے کہ جس مرض نے آنسو
نکلنے کو منع کیا ہے وہ اس بندہ کا فعل اختیاری نہین ہے وما کان فی اختیارہ اتی بہ
فاستحق الثواب پس جو کچھ اس بندہ کے اختیار مین تھا رونیکی صورت بنانی آواز
گریہ بلند کرنی سر جھکانا یہ سب کچھ تو اسنے کر لیا اب ثواب کا مستحق ضرور ہو گیا اما ما یقولہ
العامۃ والمخالفون من حرمۃ الصراخ فقد اجبناہ فی کتابنا ھذا مرارا اب رہا جو کچھ
عام لوگ اور ہمارے مخالفین چلا کر رونیکو حرام کہتے ہین اسکا جواب ہمنے اسی کتاب کے چند مقام پر
دیدیا ہے وکفانا حجۃ قول الامام کل الجزع مکروہ سوی الجزع فینا ہمکو اپنے لیے یہی
دلیل کافی ہے کہ امام نے فرمایا سب طرح کی جزع اور فریاد و زاری ناپسندیدہ ہے سوائے اوس
فریاد و زاری کے جو ہم اہلبیت کی مصیبت پر کیجائے یعنی وہ پسندیدہ ہے والدعاء المأثور
عن الصادق ع اللھم ارحم صرخۃ کانت فینا اور جو دعا کہ جناب صادق ع نے گریہ کنندگان
امام حسین کیواسطے فرماکر یہ ارشاد کیا ہے خداوندا اپنی رحمت مین شامل کر اوس چیخنے اور چلانے
کو جو ہماری مصیبت مین چلا کر رویا ہو یہ بھی ہمارے واسطے کافی دلیل ہے الثانی والثالث

وَالرَّابِعُ لُبْسُكَ الثَّوْبَ النَّظِيفَ الطَّاهِرَ مِنَ النَّجَاسَةِ دوسری اور تیسری اور چوتھی
بات یہ ہے آداب عزاداری میں کہ کپڑا صاف اور پاکیزہ طاہر نجاست سے پہنے ہوں ہندو کا دھوبی
ہوا کپڑا کیسا ہی صاف اور اوجلا ہو وہ مراد نہیں ہے وَحَلُّ الْأَزْرَارِ سِيَّمَا أَزْرَارَ الْحَنْجَرَةِ فَهُوَ
أَيْضًا دَاخِلٌ فِي إِظْهَارِ الْمَاتَمِ بند عبا اور قبا وغیرہ کے کھولدینا خصوصا گلے کے پاس جو
بند لگاتے ہیں خواہ گھنڈی تکمہ کھولا ہوا کہ یہ بھی اظہار ماتم میں داخل ہے كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ
رِوَايَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ مِنْ آدَابِ الزِّيَارَةِ چنانچہ روایت عبد الله بن
سنان جو زیارت عاشورہ کے آداب میں ہے اوس سے بند عبا وغیرہ کا بھی کھولدینا ثابت ہے
اگرچہ اوسکو آداب زیارت میں فرمایا ہے لٰكِنَّهُ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلْتَكُنْ عَلٰى هَيْئَةِ
أَرْبَابِ الْمَصَائِبِ فَعُلِمَ مِنْهُ أَنَّ حَلَّ الْأَزْرَارِ أَيْضًا هَيْئَةٌ مِنْ هَيْئَاتِهِمْ مگر بعد اسکے یہ بھی
معصوم نے ارشاد کیا لازم ہے کہ اوسوقت مصیبت زدہ کی شکل اور صورت پر تو ہو اب اس سے
معلوم ہوا کہ بند کھولنا بھی مصیبت زدہ کی ایک صورت ہے وَأَيْضًا كَوْنُكَ حَافِيًا ایضا برہنہ پا
اور ننگے پاوں جوتہ وغیرہ نہ پہننا یہ بھی آداب عزاداری میں داخل ہے وَعَدَّ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ مِنْهَا
كَشْفَ الرَّأْسِ أَيْضًا لِكَوْنِهِ مِنْ شِعَارِ أَهْلِ الْمُصِيبَةِ بعض علما نے سر برہنہ ہونا مجلس
میں اسکو بھی تعزیت میں شمار کیا ہے اسلیے کہ یہ مصیبت زدونکا شعار اور طریقہ ہے اور
ہمارے ملک میں تو کشف الراس کا ایک فرقہ جداگانہ ہو گیا ہے اور اسقدر تشدد لوگوں نے
اسمیں کیا ہے کہ جسکے ذکر سے شرم آتی ہے کرنے والے اور نکرنے والے دونو کا تعصب خدا
دور کردے وَالْخَامِسُ وَالسَّادِسُ تَرْكُ الْخِضَابِ مِنَ الْوَسِمَةِ وَالْحِنَّاءِ كَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْأَعْلَامِ
پانچویں اور چھٹیں خضاب مہندی اور نیل کا تمام عشرہ محرم میں ترک کر دینا جیسا کہ بعض علما دین نے
فرمایا ہے وَالسَّابِعُ تَرْكُ التَّدَهُّنِ وَالتَّرَجُّلِ وَالْاِكْتِحَالِ ساتویں تیل کا ملنا اور لگانا اور
کنگھی بالونمیں کرنی سرمہ لگانا ان سبکو بھی ایام عشرہ میں ترک کردے كَمَا قَالَ الصَّادِقُ مَا اخْتَضَبَتْ
مِنَّا امْرَأَةٌ وَلَا ادَّهَنَتْ وَلَا اكْتَحَلَتْ وَلَا رَجَّلَتْ حَتّٰى أَتَانَا رَأْسُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ جیسا کہ
جناب صادق نے فرمایا کہ ہمارے کنبہ قبیلہ کے کسی عورت نے خضاب نہیں کیا اور نہ تیل لگایا اور
بالونمیں کنگھی کی جب تک ابن زیاد کا سر کٹ کر ہمارے پاس نہ آیا وَأَيْضًا فَلَمْ يَرْتَفِعِ الدُّخَانُ

من بیوتات بنی ہاشم خمس سنین کما ہو مانحن فیہ یہ بھی سامان عزا تو ہی کہ پانچ برس تک
بنی ہاشم کے گھروں سے کھانے پکنے سے دھوان اونچا نہوا جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے
یستفاد منہ ترک طبخ الاطعمۃ اللذیذۃ فی ایام الحزن اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
لذیذ اور خوش مزہ کھانیکے اقسام کے تیار کرنے پکوانے کو ایام حزن اور ملال میں ترک کر دینا
چاہیے بل یستفاد منہ استحباب ترک طبخ الطعام الزائد و لو کان غیر لذیذ بل الا
بقدر ما یجب کلہ بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ کھانا پکانے کو ترک کر دینا مستحب ہے
اگرچہ لذیذ بھی نہو ہاں اوسی قدر پکانا چاہیے جسقدر کھانا بقای حیات کے واسطے ہے و بالجملۃ
فلا یبعد ان یکون ترک مطلق الزینۃ مستحبا مندوبا اور مختصر کلام یہ ہے کہ مطلق
زینت کا ترک کرنا کیا عجب ہے کہ مستحب اور سنت ہو ایام عشرہ محرم میں فما تعارف بیننا
من طبخ الاطعمۃ اللذیذۃ فی العشرۃ الاولی من المحرم و لا سیما فی الیوم السابع والثامن
لیکن یہ رسم جو ہم لوگوں میں لذیذ اور عمدہ عمدہ کھانے پر نذر نیاز دینے کی عشرہ محرم میں ہو گئی ہے
اور خصوصا ساتوین اور آٹھوین تاریخ محرم میں جو مروج ہو گیا ہے وھی الایام التی قد کان
الحسین و اھل بیتہ ممنوعین من الماء والغذاء فھو کما تری اور یہی تاریخین وغیرہ
کی ہیں کہ امام حسینؑ اور اونکے اہلبیت پر آب و دانہ بند کر دیا گیا تھا اور شور واعطشا کا جگہ گاہ تک
بلند ہوتا تھا پس ایسے روز مصیبت میں ہمکو لذیذ طعام پکوانا اور کھانا اور یہ کہ روایات کی نظر پر
ہر مومن کو جیسا معلوم ہوتا ہو گا وہ تو ظاہر ہے لکن العلماء لا یقولون فیہ شیئا فما من العوام
ما ان یقال فیہ مگر علماء دین اس بارہ میں جو کچھ مناسب ہے اوسکو بنظر خوف عوام کہہ نہیں سکتے
ہیں اذ غایۃ ما فی الباب انہ ترک لامر مندوب فیکرہ او لا یکرہ علی اختلاف الرأیین
اسلیے کہ ایسے فعل عوام سے نہایت درجہ کی قباحت شرعی اگر پیدا ہوتی ہے تو اسیقدر ہے
کہ ایک امر مستحب کا ترک لازم آتا ہے اور مستحب کا ترک کرنا بعض علما کی رای میں مکروہ ہے
اور بعض مکروہ بھی نہیں فرماتے ہیں و لکن الائمۃ یریدون منا ان نکون محزونین
فی تلک الایام و متأدبین بآداب العزاء والماتم لیکن ائمہ علیہم السلام تو یہی فرماتے ہیں کہ
ہم لوگ شیعان اہلبیت ان دنوں میں محزون اور ملول ہوں اور جو آداب عزاداری ہیں

اونھین کو بجا لاتے ہین منجملہ اونکے طعام لذیذ کا ترک بھی ہی فھل ھذا الأ ما لاینبغی
پس یہہ رسم لذیذ کھانے پکوانے اور کھانیکی اگر آقای نامدار امام حسینؑ کی مصیبت کو خیال کرین
شاید مناسب نہو گی اور شاید کہ یہہ مزہ دار نوالہ ہمارے حلق سے نہ اوترے ونقل
بعض الموالین انہ کان یترک الماء والغذاء من الیوم الثامن الی یوم عاشو
مین نے بعض دوستداران اہلبیت کو دیکھا ہی کہ وہ آٹھوین تاریخ سی عاشورہ کے دن تک
پانی بالکل چھوڑ دیا تھا قائلاً انہ کیف ناکل فی تلک الایام وسیدنا الحسین
واطفالہ کانوا ممنوعین من الغذاء والماء اللھم ارحمہ واحشرہ مع امامہ الشہید
وہ مومن جب کوئی اوس سی کھانے یا پانیکا ذکر کرتا کہتا تھا ہی مین کیونکر کھاؤن اور پانی
انھین دنونمین تو میرے آقا امام حسین اور اونکے چھوٹے بچون پر آب ودانہ بند کیا گیا
خداوندا اپنی رحمت شامل کر اوس مومن پر اور اوسکا حشر کرنا اوسکے ساتھ جو بھوکے
پیاسے شہید ہوئے اما تزیین المجالس والمنابر فان کان الغرض منہ اجتماع الناس
عموماً فی العزاء فلا اری فیہ باساً اب رہا مکان تعزیہ خانہ کی آرایش فرش فروش
جھاڑ کنول وغیرہ سے اور اسیطرح ممبر کی زینت خواہ علم کے پٹکے زرتار وغیرہ اور
کے اقسام سے اگر غرض اس آرایش سے یہہ ہو کہ عام لوگ بھی اسی حیلہ سے شریک مجلس
اور ماتم ہو جایا کرین اور اونکے کانون تک بھی مصایب کسیقدر پہونچین پھر تو مین
کچھ اندیشہ اور خوف مجھے معلوم نہین تا الا ان یصل الی حد الاسراف والتبذیر
او یفضی الی ترک الواجب من الانفاق مگر اینکہ یہہ آرایش اور زینت حد اسراف تک
پہونچے اور فضول خرچی حرام اسمین پیدا ہو کہ واجب النفقہ کے نفقہ دینے مین خلل پڑے
خواہ اور امور واجبہ شرعیہ فوت ہو جائین کہ ایسے وقت ضرور حرام ہوگی اما لبس اللباس
الاسود او الباسہ المنابر فقال بعض العلماء انہ لم یقف علی مستند لہ اب
کپڑے ماتمی پہننا خواہ ممبرون کی سیاہ پوشش کرنی بعض علما فرماتے ہین کہ اسکے
مین کوئی سند اونکو نہین ملی ہے بل المستفاد من النصوص الصحیحۃ کراھۃ
لبس اللباس الاسود علی العمامۃ والخف والعبا بلکہ صریح روایات سے بھی ثابت ہے

سیاہ کپڑا پہننا مکروہ ہے سوائے عمامہ اور جراب اور عبا کے وما تعاهد فی بلادنا و استمر و اشتهر
ان لبس الثیاب الاخضر ایضا من البسة الماتم فلکونه غیر منهی عنه لا یبعد ان
یکون موجبا للثواب مع ما فیه حذرا عن التشبه بالرجال السود و هم ظلمة بنی العباس
اور ہمارے ملک میں جو دستور ہو گیا ہے محرم میں سبز کپڑوں کے پہننے کا اور مشہور ہے کہ یہ بھی لباس
ماتمی ہے پس چونکہ اسکے لئے کوئی حدیث کراہت اور حرمت کی نہیں پائی گئی ہے کچھ دور نہیں کہ
اسکے پہننے میں ثواب ملے علاوہ بر ان سیاہ کپڑے پہننے سے جو مشابہت ظلمہ بنی عباس سے
ہوتی ہے وہ بھی اسمیں نہیں ہے بلکہ اگر ہے تو بنا بر مشہور بنی ہاشم اور سادات سے مشابہت
سبز لباس پہننے میں ہے اما خدش الجلد و لطم الوجه اختیارا و شق الجیوب فعلمائنا
فی غیر المقام یحرمونه لیکن ماتم میں سینہ زنی کرنے سے جلد میں خراش پیدا کرنا اور منہ پر
طمانچہ مارنا گریبان پارہ کرنا اختیارا اور قصدا پس علمائے دین ان امور کو اور آدمی کے ماتم
میں تو قطعا حرام فرماتے ہیں اور بیخودی کی حالت مستثنی ہے بل الشیخ فی المبسوط ادعی
الاجماع علی المنع بلکہ شیخ رح نے کتاب مبسوط میں ان افعال کے حرام ہونے پر اور غیر عزاداری میں
اجماع کا دعوی فرمایا ہے و الاخبار ایضا تدل علی المنع اور احادیث ائمہ سے بھی ان افعال کا
ممنوع ہونا ثابت ہے لکن خرق الثیاب فی تلک العزاء فقد اختلف علمائنا فیه مگر
کپڑوں کا پھاڑنا اس مظلوم کی عزاداری میں اسکی نسبت علمائے اختلاف کیا ہے فحظر ابن ادریس
یعنی حرام ہے ابن ادریس رح کے نزدیک تو حرام ہے و بعض الاعلام قد افتی بجوازه اقتداء
بالعسکری ع فی مصیبة ابیه اور بعض علمائے دین اسکے جواز کے قائل ہیں اونکی دلیل پیروی امام
حسن عسکری ع کی کہ اپنے والد بزرگوار امام نقی کی عزاداری میں حضرت نے فعل کیا تھا و عن خالد
بن سدیر عن الصادق ع انه قال لا باس فی خرق الثیاب فان موسی ع فعل ذلک
بهرون اور خالد بن سدیر جناب صادق ع سے راوی ہیں حضرت نے فرمایا کہ کپڑے پھاڑنے میں
عزادار کو کچھ خوف حرمت نہیں اسلئے کہ حضرت موسی نے حضرت ہارون کی مصیبت میں
اپنے کپڑے پھاڑے ہیں یہ تو بیان مراسم عزا کا تھا و انی قد التزمت منذ ایام بود
العزاء وهی عشرة ایام من المحرم لما علمت ان تیا لیها العشرة مکرمة عند الله

سبحانہ اور مین نے چند سال سے یہ بھی التزام کیا ہو کہ عشرہ محرم اور مجالس عزا کو ورد
بھی کرتا ہون اسلیے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ دس روز ایسے ہین جنکی راتین خدا کے نزدیک
نہایت معزز اور مکرم ہین حتی انہ تعالی اقسم بھا فقال والفجر ولیال عشر کما فسر
فیھا تا اینکہ خدا نے قرآن مجید مین ان شبونکی قسم کھائی ہے چنانچہ فرمایا ہو قسم ہے
فجر کی یعنی صبح کی عاشورا کے اور قسم ہو دس راتونکی چنانچہ تفسیر ائمہ سے یہی دس راتین
جنمین آل محمد پر شدائد گذرے ہین معلوم ہوتے ہین اب اون فقرات وداع اور رخصت
کرنیکو جو نوین تاریخ بعد فراغ مجلس کے مین جملہ حضار کیطرف سے پڑھتا ہون لکھون
اللھم انا نحن من المتعزین بعزاء حبیب حبیبک الحسین خداوندا ہم تھوڑے
لوگ بھی عزادار ہین تیرے حبیب محمد مصطفے کے حبیب کے جنکا نام حسین ہو تھوڑے
کہنے کی یہ وجہ ہو کہ تمام مخلوقات جن اور ملک انس اور وحشت و دد و چرند پرند زمین آسمان
سب حضرت کو عزادار ہوتے ہین) وقد تعزینا علی ما مسنا مصیبتک فی تلک الایام
التسع التی مضت اور ہمنے عزاداری کی ہو اوسی طریقہ سے جسکو تیرے نبی نے
ہمارے لیے تجویز فرمایا ہو انھین نو دنونمین عشرہ محرم کے جو گذر چکے ولم یکن لنا
فیھا شغل غیر الحزن والبکاء اور ہمکو ان دنون سوای حزن اور رونیکے اور کوئی شغل
نتھا والتردد الی المجامع التی کان اخواننا المومنون یجتمعون فیھا للنیاحۃ
المشروعۃ اور یہ بھی ہمارا شغل تھا کہ جہان سنا کہ چند برادران مومنین مجلس مین جمع
ہونگے فوراً وہان گئے اور اسی آمد و رفت مین دن رات ہم رہے کہ جو گریہ و زاری برطبق
شریعت جایز ہے اوسے ادا کرین وانت الشاھد بسرنا وعلانیتنا خداوندا
تو ہی واقف اور آگاہ ہے ہمارے پوشیدہ اور ظاہر نیت اور اعمال کا فادینا بعض
ما یجب علینا بالتقصیر واتینا قلیلا من کثیر باوجود اسقدر کوشش کے
بھی ہم سے تھوڑا سا حق عزاداری کا ادا ہوا ہو حالانکہ بہت کچھ ہمکو ادا کرنا لازم تھا اور ہم
اپنی تقصیر اور کمی ادا سے حق عزاداری پر اقرار ہے مطلب یہ ہو کہ جسکی یہ نوبت ہے
اوسنے تو اپنی جان اور اولاد تک ہمارے نجات کے واسطے فدا کر دی پھر ہم

اوسکا معاوضہ چند آنسو اگر کیونکر ہو سکتا ہے شرط وفا تو یہ تھا کہ ہم بھی یا حسین
یا حسین کہتے کہتے مرجاتے وَهَلِ الْيَوْمَ قَدِ اجْتَمَعْنَا فِيهِ لِوَدَاعِ
تِلْكَ الْمَجَالِسِ یہ آج کا دن ہے کہ ہم انھیں مجلسوں کے رخصت کرنیکے غرض سے یکجا
ہوئے ہیں وَهِيَ الْمَجَالِسُ الَّتِي كَانَ فِيهَا نُزُولُ الْبَرَكَاتِ عَلَيْنَا وَشُمُولُ عَوَاطِفِكَ
الَّتِي لَمْ نَكُنْ لَهَا مُسْتَوْجِبِينَ وَلَا لَهَا مُسْتَحِقِّينَ اور یہی وہ متبرک مجلسیں تھیں جنمیں
ہم پر تیری برکتیں نازل ہوتی تھیں اور تیری وہ بے انتہا مہربانیاں ہمارے شامل
حال تھیں جنکے ہم کسی طرح سے لائق تھے اور نہ ہمکو اونکا استحقاق تھا فَأُوَدِّعُ الْوَدَاعَ
لِخَيْرِ مَجْلِسٍ قَدْ جَمَعَ لَنَا فِيهِ مِنَ الْبَرَكَاتِ مَا أَتَمَّهَا اب ہم رخصت کرتے ہیں اوس نیک
جلسہ کو جس نے ہمارے واسطے ایسی برکتیں جمع کردی تھیں گویا تمام برکات ہمکو پہونچ گئیں
وَأَعْقَبَ لَنَا مِنَ الْحَسَنَاتِ مَا أَعْظَمَهَا اور باقی چھوڑ گئیں ہمارے لیے ایسے حسنات
جو بہت بڑے اعمال خیر ہیں هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ثُمَّ هَيْهَاتَ إِذْ لَا يَعُودُ لَنَا
مَا قَدْ فَاتَ افسوس ہے صد افسوس کہ یہ ایام گذشتہ بعینہ اب نہیں پلٹ سکتے وَكَيْفَ
نَتَحَسَّرُ مِنْهَا فَإِنَّا مَا كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّ تِلْكَ الْأَيَّامَ تَنْقَضِي عَاجِلًا هٰكَذَا کیونکر ہم اونکی
حسرت ظاہر کریں اسلیے ہم براہ غفلت یہ نجانتے تھے کہ یہ ایام متبرک ایسے جلد گذر جائینگے
يَا لَهَا مِنْ خَيْرٍ مُسْتَوْدَعٍ وَنَقُولُ ہزار افسوس یہ کیسا اچھا ہمارا رفیق تھا جو آج بچھڑ گیا ہم سے
اب ہم کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ مَجْلِسٍ أُسِّسَ عَلٰى أَفْضَلِ الْعِبَادَاتِ سلام ہو
تجھپر اے بہترین مجلس جسکی بنا افضل عبادات پر تھی اَلسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ عَمَلٍ شَرَّفَنَا
بِالشَّرَفِ الْمُشَرَّفَاتِ سلام ہو اوپر اوس عمل خیر کے گریہ و بکا جسنے ہمکو بڑے بڑے
برکتوں سے مشرف کردیا اَلسَّلَامُ عَلَى الصَّرْخَةِ الْمَرْحُومَةِ الَّتِي كَانَتْ تَبْلُغُ إِلٰى
ذِرْوَةِ السَّمَاءِ سلام ہو اوس بلند آواز گریہ پر جس پر رحمت خدا نازل ہوئی امام صادق
آل محمد نے فرمائی ہے اور وہ ایسے بلند آوار تھے کہ آسمان سے مل جاتے تھے اَلسَّلَامُ
عَلَى الْبَاكِي الَّذِي سَاوَى أَجْرُهُ أَجْرَ الْبُكَاءِ سلام ہو اوس صوت گریہ پر جو
اور اوسکا اجر بھی اجر گریہ کے برابر ہو گیا ہے اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ

يُشَارِكُونَنَا فِي تِلْكَ الْعَزَاءِ سلام ہو اون فرشتونپر جو ہمارے ساتھ اس عزاداری مین شریک ہوتے تھے اب اونسے بھی ہم رخصت ہوتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَكْتُبُوْنَ اُجُوْرَنَا فِي الْبُكَاءِ سلام ہو اون نیک فرشتونپر جو ہمارے نامہ اعمال مین اجر اور ثواب گریہ لکھنے پر مامور تھے اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْجَامِعِيْنَ دُمُوْعَنَا فِي الْقَوَارِيْرِ سلام ہو اون فرشتونپر جو ہمارے آنسو شیشونمین بھر لیگئے ثُمَّ السَّلَامُ التَّامُّ عَلَى الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسَةِ الطَّاهِرَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةً فِيْ تِلْكَ الْمَجَالِسِ وَلَمْ نَرَ اَشْخَاصَهَا پھر پورا سلام اون ارواح مقدسہ پر ہو جو ان مجلسونمین تشریف لاتی تھین اور ہم اپنی بداعمالی سے اونکو دیکھ نہین سکتے تھے وَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يُذْهِبَ عَنْ بَصَرِنَا تِلْكَ الْغِشَاوَةَ فَنَرَاهَا اور کیا تعجب ہے کہ پروردگار ہماری آنکھونسے یہ پردہ اوٹھادے کہ ہم بھی اونکی زیارت سے مشرف ہون اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا وَاجْعَلْنَا مِنَ الْبَاقِيْنَ لِاِحْيَاءِ تِلْكَ الْعَزَاءِ اِلَى سَنَةٍ قَابِلَةٍ خداوندا یہ آخری رخصت ہماری نہو بلکہ اس عزاداری کے برپا کرنے کے واسطے سال آیندہ تک ہمکو زندہ رکھنا کی تجدید کرین لِلْحُسَيْنِ الْعَزَاءَ وَنَتَلَافَى مَا فَاتَ عَنَّا فِيْ اَيَّامِنَا هٰذِهِ تاکہ سال آیندہ پھر از سر نو عزاداری حسین مظلوم کی کرین اور جسقدر کمی ادائی مراسم تعزیت مین ہمسے اس عشرہ مین ہوئی ہو اوسکو سال آیندہ پورا کردین اَلسَّلَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَى الْاَشْيَاءِ الْاُخَرِ الَّتِيْ تُحْضَرُ فِيْ مِثْلِ تِلْكَ الْاَمْكِنَةِ لِتَصْوِيْرِ مَا جَرٰى عَلٰى سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ سلام ہو منبر پر اور اون چیزون پر جو امام بارہ اور عزاخانونمین اسواسطے رکھی جاتی ہین تاکہ صورت پھر جاے اون مصایب کی جو ہمارے آقا اور اونکے اہلبیت پر گذرے ہین وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور رحمت خدا کی اور برکات الٰہی ان سب پر نازل ہو الحمد للہ کہ باب فضیلت بکا و مجلس عزا ختم تمام ہوا اور بہت کچھ ابھی باقی بھی ہے لیکن جسقدر ضروری امور تھے وہ تو آچکے اب آیندہ خصائص حسنیہ مین جسقدر فضیلت بکا اور مجلس عزا کو لکھا ہے اوسکا ترجمہ مع چند امور زائد کے انشاء اللہ لکھونگا اب زمین کربلا کی خریداری جو سبب لوگون نے کیا ہے اوسکو لکھتا ہون اور جو مضامین تعصب مذہب سے متعلق تھے اونکو چھوڑ کر دیتے ہی جو بات لکھون گا جو ناگوار ہون

تتمۃ ضروریۃ اس باب کا ایک تتمہ ضروری بھی لکھتا ہے وھو الامساک فی یوم عاشوراء الذی
ھو صوم بلا نیۃ اور وہ بروز عاشور افاقہ کرنا ہے جسکو ائمہ نے روزہ بلا نیت فرمایا ہے وکانہا
اکثر الموالین من بلاد مختلفۃ یسئلون عنھا ہیں اکثر افراد ان مومنین کو دیکھا گیا ہے کہ ہمیشہ یہ سال
اسکو ضرور عالم سے پوچھتے ہیں وغایۃ اصرارھم فی ذلک علی امرین زیادہ اصرار انکو دو
چیز پر ہوتا ہے الاول تحدید وقتہ فی الانتھاء پہلا تو انکا سوال فاقہ شکنی کے وقت سے ہوتا ہے
وھو اخر العصر علی ما سمعناہ من علمائنا اور وہ وقت فاقہ شکنی کا آخر عصر ہے جیسا کہ اکثر علماء سے
ہمنے بھی سنا ہے ولم نقف الی یومی ھذا الی مستند الا گر آجتک کوئی صحیح سند اسکی ہمکو نہیں ملی ہے
فان وجد لہ ناقل نعمل بہ فیہ احتمالان اگر کوئی سند اسکی ملجائے تو میری نزدیک اسمیں دو احتمال
ہیں احدھما وھو الظاھر ان اخر العصر یراد منھا اخر وقت الفضیلۃ پہلا احتمال اور وہی
ظاہر بھی ہے کہ آخر وقت فضیلت نماز عصر کا مراد ہو اعنی حین یصیر ظل کل شئ مثلیہ فی اکثر
البلاد میری مراد یہ ہے کہ جب سایہ کسی چیز کا دونا مقدار میں اوسی شے کے ہوجائے اکثر مقامات آبادی میں
ویؤیدہ ما رواہ المجلسی رح فی فارسیتہ عن الرضاء انہ لعل العصر اور اسی کی
تائید وہ حدیث کرتی ہے جو زاد المعاد میں جناب مجلسی نے امام رضا سے نقل کی ہے والاحتمال الثانی
ان یراد من اخر العصر الوقت المخصوص لہ وھو ما یؤدی فیہ اربع رکعات ثم تغرب الشمس
بالغروب الحقیقی دوسرا احتمال آخر عصر سے یہ ہے کہ خاص وقت نماز عصر کا مراد ہو یعنی اتنا وقت
غروب آفتاب میں باقی رہے کہ چار رکعت نماز عصر کی آدمی پڑھ لے والامر فی ذلک سھل اور اس بات
میں کوئی دشواری نہیں ہے سنتی عمل ہے اور در مصیبت ہے کھانا پانی برائے نام کر لینا چاہیے تاکہ
روزہ مشابہ ہوجائے وسنذکر فی باب خاص من المجلد الثانی لھذا الکتاب تخصیص الاطہار
فی اخر العصر وبعد العصر فانہ تذکرۃ لما اصیب بہ الحسین فی ذلک الوقت اعنی اخر
العصر اور ہم جلد دوم میں اسی کتاب کے انشاء اللہ ایک باب جداگانہ لکھیں گے اوسمیں بیان ہوگا
کہ آخر عصر کی تخصیص فاقہ شکنی میں بنظر یاد دہی اوس مصیبت کے ہے جو اسوقت امام حسین کو پہونچی وبعد
العصر قریب الغروب ما جری علی اھل بیتہ من المصائب اور بعد عصر کے قریب غروب کے
جو ظلم ہوئے وارد ہوئے اہلبیت اطہار کو آب وغذا شاید اسی وقت دی تھی والامر الثانی ص

یسئلونه ویصرون علیه هو عمل الشطب وما یقوم مقامه وفی بلادنا دوسرا [جس کے]
عوام کو زیادہ اصرار ہوتا ہے وہ شطب کا استعمال یا حقہ کا پینا کہ جایز ہے یا نہیں اسکو زیادہ پوچھتے
ہیں والجواب ان الشارع لما امرنا بالامساک عن المفطرات اکلاً وشرباً اور جواب
یہ ہے کہ جب شارع نے ہمکو حکم دیا کہ اوس وقت کھانے پینے کی چیزوں سے جنسے روزہ باطل ہوتا ہے الگ
رہو اور پرہیز کرو وایصال الغبار الغلیظ الی الحلق ایضاً مما یفسد الصوم اور غبار
غلیظ کا حلق میں پہونچانا روزہ کو فاسد کر دیتا ہے فیدخل ذلک العمل ایضاً تحت هذا
النهی پس شطب یا حقہ کے پینے سے چونکہ غبار غلیظ یعنی دھواں حلق میں داخل ضرور ہوتا ہے اسلیے
یہ بھی اوسی حکم میں ہے جس حکم میں کھانے اور پینے کی ممانعت ہے فان کان ادخال الغبار الغلیظ الی الحلق
مفسد الصوم فهو منهی فی الامساک ای الامساک العرفی القائل بالفصل پھر اگر غبار غلیظ کا
حلق میں پہونچانا یا حقہ پینا روزہ کو باطل کرتا ہے پھر تو اس روزہ ... کو بھی فاسد کر دیگا اسلیے
امساک یوم عاشورا اور روزہ میں ... فرق ... فاقہ شکنی کریگا اور
فرق کسی کے نزدیک نہیں ویشمله النهی ایضاً ای قوله لا تبطلوا اعمالکم اور ہمکو جو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اعمال
کو باطل نکرو اس راہ سے بھی ہمکو حقہ پینا درست ہوگا ولاسیما بعد الزوال فانه لا یتخیر
الصائم بالصوم المندوب ایضاً فی ابقائه علی الصوم والافطار خصوصاً بعد زوال کے
سنتی روزہ میں بھی اختیار باقی نہیں رہتا ہے کہ توڑ دے یا پورا کرے وانما یحملهم الی ذلک
الفعل ما یرجف لهم ان علماء العراق ولاسیما القاطنین بارض کربلا لا یبالون فی ذلک بل
ولا یصومون فی ذلک الیوم مومنین ہند کو زیادہ جسارت جو اسکی ہوتی ہے اوسکا سبب یہی ہے کہ انکو
خبر پہونچتی ہے کہ علماء عراق اور خصوصاً کربلا معلی کے مجتہد بھی اس دن فاقہ نہیں کرتے فان کان ذلک
صحیحاً فهم یشتغلون فی یومهم بالبکاء والندبة واعمال الزیارات اگر یہ خبر صحیح ہے
تو اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ مقدس حضرات عاشورہ کی تمام روز دن اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور ادا
زیارت اور نماز کے بجالانے میں مشغول رہتے ہیں والامساک یحجبهم عن تلک المشاق
اور فاقہ کرنا ان عبادات سے ضرور مانع ہوتا ہے ... یشتغلون بالاهم ... حمل
وہ بزرگ جو ... اہم اشتغال کرتے ہیں اگر فاقہ نکیا تو کیا حرج لازم آیا اور ہم سوا دنیا کے اور کیا کرتے

باب ہفتاد و دوم زمین کربلا کا خرید کرنا اور وقف کرنا امام حسین کو کیونکر جایز تھا حالانکہ
وہ زمین عام مسلمین کی تھی اور اصلیت اس روایت کی کیا ہے اور جواب شبہا کا جو لوگون نے کی ہین

قد سألني بعض السائلين أن أرض العراق لما كانت مفتوحة عنوة كما عليه فقهاء
الشيعة مجھ سے بعض لوگون نے پوچھا کہ زمین عراق کی ہرگاہ بقہر و غلبہ مفتوح ہوئی ہے
زمانہ خلافت خلیفہ ثانی مین جیسا کہ علما شیعہ بھی اسکو کہتے ہین وكان الحسن والحسين
حاضرين في ذلك الجهاد على ما هو مأثور بالاتفاق اور حسنین بھی اس جہاد مین شریک
تھے بحکم جناب امیر کے پس یہ جہاد صحیح بھی ہوا بموجب عقیدہ اہل تشیع کے والأرض المفتوحة
عنوة لا يجوز التصرف فيها من البيع والشراء والوقف وغيره لأنها لجميع المسلمين
اور جو زمین اسطرح کی ہوتی ہے اوسکا خرید کرنا خواہ بیچنا اوسکا وقف کرنا خواہ اور کسی طرحکا تصرف کرنا
اوسمین جایز نہین ہے اسلیے کہ وہ حق عام مسلمانونکا ہوتی ہے چند مسلمان نینوی کے باشندے کیونکر
اوسکو فروخت کر سکتے تھے فكيف جاز لسيدنا الحسين شراؤها عن بعض المسلمين
ثم وقفها على مواليه پھر کیونکر جایز تھا امام حسین کو اوسکا خرید کرنا چند مسلمانون سے اور
پھر اوسی زمین کو وقف دائمی کر دینا اپنے دوستون پر قیامت تک وأيضا كيف جاز له أن حكم
بدفنه ودفن الشهداء فيها بلا إذن عام من المسلمين وهو محال عادة أيضا خود
حضرت کا اور شہدائے کربلا کو دفن کرنیکا حکم دینا امام حسین کو کیونکر جایز تھا بدون اجازت کل مسلمانون کے
اور یہ امر محال ہے کہ سبکی اجازت ہو وإذا تصرف الحسين فيها فإنما هو تصرف في الأرض التي
هي كالمغصوبة اور اگر حضرت نے ایسا کیا پھر یہ تصرف اوسی مین ہے جو مثل زمین غصبی کے ہے وكيف
تروون من فضائلها أنه من يدفن فيها أمن من الفشار والحساب وغيره اور کیونکر
فضایل اس زمین کی گروہ شیعہ نقل کرتے ہین کہ جو کوئی اس زمین مین دفن کیا جاے فشار قبر سے بروز دفن
اور حساب کتاب سے بروز قیامت بیخوف ہوگا ثم ذكر ذلك السائل من دفن الشيخين
معارضة قد تركناها صيانة عما قصدناه في كتابنا هذا من عموم النفع اسکے بعد سائل نے
شیخین یعنی خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کا روضہ جناب رسول مین دفن ہونا بطور معارضہ کے بیان کیا مگر ہم
اوس تقریر کو اس کتاب مین درج کرنا مناسب نہین جانتے اسلیے کہ ہماری غرض یہ ہے کہ شیعہ اور سنی دونو

ہماری کتاب کو پڑھیں اور ایسے مضامین کا درج کرنا ہمکو اس کتاب میں پسند نہیں ہے بل یکفی لنا ان ندفع
تلک الشبھۃ ونحامی عن امامنا وسیدنا الحسین ابتغاء لوجہ اللہ بلکہ ہمکو یہی کافی ہے کہ اس
شبہہ کا دفع بہ نسبت زمین کربلا کے کردیں اور اپنے پیشوا اور امام کی نسبت جو کچھ بیجا الزام پیدا ہوتا ہے
اوسکو ایسے طرح اوٹھا دیں کہ خوشنودی خدا کا سبب ہو اور شیعہ اور سنی دونوں کو پسند آجاے
فنقول اما اولاً فنذکر اصل الروایۃ وما ثبت عندی فی تلک القصۃ بعد ما
تفحصت نحو ثلثین سنۃ اب میں کہتا ہوں کہ پہلے تو ہم اصل روایت کو لکھیں اور جو کچھ صلیت
اس قصہ کی ہم پر ثابت ہوئی ہے تیس برس کے تلاش کے بعد اوسکو بیان کریں وانا احمد اللہ
تعالیٰ علی ما انعم علیّ باذھاب الشبھات والوصول الی مطالعۃ الکتاب المسمّٰی
بالکشکول المنسوب الی شیخنا بھاء الدین العاملی طیّب اللہ رمسہ اور خدا کا حمد بجالاتا ہوں
جس نے مجھے یہ نعمت دی کہ شبہات مجھ سے دور ہوئے اور مطالعہ کتاب کشکول شیخ بہاے علیہ الرحمۃ
مجھے نصیب ہوا قال جامعہ مما نقلہ جدی رحمہ اللہ من خطب السید الجلیل النظام ذی
المناقب والمفاخر السید رضا الدین علی بن طاووس روح اللہ روحہ جامع کتاب
لکھتے ہیں کہ منجملہ اون عبارات کے جنکو میرے جد مرحوم نے نقل کیا ہے سید بزرگ اور پاک نسب
صاحب فخر اور مناقب سید رضا الدین علی بن طاؤس سے خوشبو کرے خدا اونکی روح کو
من الجزء الثانی من کتاب الزیارات محمد بن داؤد القمی رحمہ اللہ اور یہ خطبہ ماخوذ ہے
کتاب الزیارات کی جزء دوم سے جو تصنیف ہے محمد بن داود قمی رحمہ اللہ کے ہے ان اباحمزۃ
الثمالی قال للصادق رضی اللہ عنہ اور وہ روایت یہ ہے کہ ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام
جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے عرض کی (صلوۃ اور سلام کی جگہ لفظ رضی اللہ عنہ کے ملحوظ رہے
گوشہ خاطر میں یہ تحریف چھاپنے والے کی ہے) انّی رایت اصحابنا یاخذون من طین
قبر الحسین رضی اللہ عنہ وارضاہ لیستشفوا بہ ابو حمزہ کہتے ہیں میں نے عرض کی
یا حضرت برادران مومنین کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ مٹی قبر امام حسین ع کی (خدا اونسے راضی ہو
اور اونکو راضی اور خوشنود کرے) لیجاتے ہیں اس غرض سے کہ اوسکی برکت سے طلب شفا
امراض کریں فھل تریٰ فی ذٰلک شیئاً مما یقولون من الشفاء آپ کے نزدیک بھی کچھ

اسکی اصلیت ہے جو یہ لوگ کہتے ہین کہ اس خاک متبرک سے شفاء امراض ہوتی ہے فقال یستشفی
بما بینه وبین القبر علی راس اربعة امیال حضرت نے فرمایا کہ طلب شفا کیجاتی ہے اس
مٹی سے قبر مطہر سے لیکر چار میل تک جہان کی مٹی کیون نہ اوٹھائی جائے وکذلک قبر النبی صلعم
وکذلک قبر الحسن وعلی ومحمد اسیطرح قبر نبی صلعم اور قبر حسن اور علی اور محمد کی خاک بھی
بدستور اسی حکم مین ہے فخذ لا فانها شفاء من کل سقم وجنة مما تخاف اوٹھالے
اس خاک کو اسلئے کہ یہ مٹی ذریعہ شفا ہر مرض کا ہے اور سپر ہے اوس چیز کی جس سے تو ڈرتا ہو بعد احترام
تعظیمها واخذها بالیقین البرء بحقها اذا اخذت بهم حضرت نے اوس خاک کی بزرگداشت
اور تعظیم کا حکم دیا اور فرمایا کہ اوسکو یقین کے ساتھ لینا چاہئے مراد یہ ہے کہ احتیاط اوسکے لینے مین
کرنی چاہئے یا تو خود اوٹھائے یا ایسے معتمد سے لے جسکے قول پر اوسکو یقین ہو اور اوس خاک کا حق تعظیم وغیرہ
جو کچھ ہے اوس سے ادا ہو جانا لازم ہے جب وہ اوٹھائی جائے وفی الکتاب المذکور عن الصادق ع
من اصابه علة فتداوی بطین قبر الحسین شفاه الله من تلک العلة الا ان
تکون علة السام اور اوسی کتاب مین جناب صادق سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے جسکو کوئی
مرض لاحق ہو اور خاک قبر امام حسین سے علاج کرے خدا اوسکو شفا دیگا اوس مرض سے ہان مگر
مرض موت کہ وہ تو لا علاج ہے وفی الکتاب المذکور ما روی ان الحسین اشتری النواحی
التی فیها قبره من اهل نینوی والغاضریة بستین الف درهم اوسی کتاب مین وارد ہے
کہ امام حسین نے اون مقامات اور اطراف زمین کو جہان اونکی قبر ہے ساٹھ ہزار درہم پر اہل نینوا
اور غاضریہ سے خرید کیا ہے وتصدق علیهم وشرط ان یرشدوا الی قبره ویضیفوا من
زاره ثلثة ایام اور اونھین زمینداران پر اوس زمین کو بطور خیرات کے معاف بھی کر دیا تھا
اس شرط سے کہ جو کوئی زیارت قبر کو آئے اوسے راہ بتا دین خواہ نشان قبر اوسکو دین اور تین روز
مہمانداری کرین حضرت کے زایر کی وقال الصادق ع حرم الحسین الذی اشتراه اربعة امیال فی اربعة
امیال اور جناب صادق نے فرمایا کہ حرم حسین جسکو آپنے خرید کیا تھا چار میل ہے مضروب چار
میل مین یعنی ۱۶ میل مکسر فهو حلال لولده وموالیه حرام علی غیرهم ممن خالفهم
وفیه البرکة کہ یہ زمین حلال اور مباح ہے حضرت کے اولاد اور دوستون پر اور حرام ہے اون اغیار پر جو مخالف

حضرت کے اور حضرت کے اولاد اور دوستونکی ہون اور اوسی قبہ زمین کے اندر برکت ہے ذکر السید الجلیل السید رضا الدین طاؤس رحمہ اللہ انما صارت حلالا بعد الصدقۃ لانہم لم یفوا بالشرط سید بن طاؤس رح فرماتے ہین کہ اولاد پر حضرت کے یہ زمین بعد صدقہ ہونیکے اسلیے حلال ہوئی کہ جن شروط سے حضرت نے اسکو صدقہ قرار دیا تھا اون لوگون نے وہ شرطوں کو نہ ادا کیے قال وقد روی محمد بن داؤد عدم وفائہم بالشرط فی باب نوادر الزمان جناب سید فرماتے ہین کہ محمد بن داود نے اون لوگون کے شرط کے خلاف عملدرامد کرنیکا حال بیان کیا باب نوادر الزمان مین قلت فہذا ما وصل الینا من الروایات فی شراء تلک الارض وکونہا محل برکۃ وشفاء اب مین کہتا ہون یہی روایات ہمکو پہونچی مین اسی زمین کی خرید کے بارہ مین اور اسکے محل برکت اور شفا ہونے مین مضافا الی ما نقلناہ من قول الحسین لطائفۃ الجن من انہا امان لشیعتنا وغیرہا اور اسکے علاوہ اور بھی روایات ہین جیسے امام نے گروہ جن سے ارشاد فرمایا ہے جب راہ مین سفر مکہ کے اونسے ملاقات ہوئی ہے کہ وہ میری قبرگاہ امان ہے میرے دوستونکے واسطے اور ازین قبیل اور بھی روایات فضیلت کے اس ارض مقدس کے ہین اما کونہا حلالا علی ولدہ وموالیہ فللنص الوارد عن الائمۃ وہم اعرف بحال جدنا الحسین لیکن اوس زمین کا حلال ہونا اولاد پر حضرت کے اور دوستون پر یہ تو خود ائمہ کی تصریح سے معلوم ہوگیا اور اونسے زیادہ کون آگاہ ہو سکتا ہے امام حسین کی نیت اور ارادہ سے جس ارادہ سے حضرت نے اسکو خرید فرمایا اور وقف کر دیا تھا ولیس لاحد منا محل ریب ولا تردد فی اجراء احکام الوقف علیہا عموما او خصوصا فانہ قیاس بمقابلۃ النص اب ہمکو کسی طرح محل شک اور تردد نہ کہ اجراے احکام وقف عام یا وقف خاص اس زمین پر کیونکر ہو سکتا ہے اسلیے کہ قیاس بمقابلہ نص قطعی کیونکر ہو سکتا ہے جو کچھ حدیث مین وارد ہے وہی درست ہے

باب ہفتاد وسوم جواب اعتراض کا جو خرید کرنے مین زمین کے بلا پر وارد کیا ہے عقلی اور نقلی دلائل سے بتفصیل نقول کون الارض المقدسۃ التی اشتراہا مولانا الحسین مفتوحۃ عنوۃ لا بد لنا ان نحققہ اولا ثم نتکلم علی رد تلک الشبہۃ اب ہم کہتے ہین کہ یہ زمین جسکو ہمارے آقا امام حسین نے خرید فرمایا ہے پہلے تو ہمکو اسی کی تحقیق کرنی چاہیے کہ یہ زمین جہاد مین لڑ کر

غلبہ مفتوح ہی یا نہین پھر اس تحقیق کے بعد ہم اس شبہ کے رد کرنے پر پھرینگے انشاء اللہ فاعلم
اَنَّ کَلِمَاتِ الْاَصْحَابِ مُطْبِقَۃٌ عَلٰی اَنَّ سَوَادَ الْعِرَاقِ مَفْتُوْحٌ عَنْوَۃً اب معلوم کرو کہ ہمارے
علما کا بالاتفاق یہ قول ہی کہ سواد عراق قہر اور غلبہ سے مفتوح ہوا ہے وَسَوَادُ الْعِرَاقِ عَلٰی
مَا یُسْتَفَادُ مِنْ کَلِمَاتِ عُلَمَاءِ السِّیَرِ وَاَرْبَابِ اللُّغَۃِ مُشْتَرَکٌ بَیْنَ مَوْضِعَیْنِ اور سواد عراق
لفظ بموجب تصریح علماء سیر اور اصحاب لغت کے مشترک دو مقام کے واسطے بولی جاتی ہی
اَحَدُہُمَا اَنَّ سَوَادَ الْعِرَاقِ رُسْتَاقٌ بِعِرَاقَ وَہِیَ قَرْیَۃٌ مِنَ الْقُرٰی کَمَا فِی الْقَامُوْسِ ایک تو سواد
عراق نام ہی ایک چھوٹے سے گاون کا منجملہ اور دیہات کے چنانچہ قاموس مین اسکو لکھا ہے
وَثَانِیْہِمَا اَرْضٌ طُوْلُہَا مِنْ حَدِیْثَۃِ الْمَوْصِلِ اِلٰی عَبَّادَانَ دوسرا سواد عراق ایک ٹکڑا
زمین کا ہی جسکا طول حدیثۃ الموصل (نو آباد قریہ) سے عبادان تک ہی وَعَرْضُہٗ مِنَ
الْعُذَیْبِ اِلٰی حُلْوَانَ کَمَا فِیْ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ اور عرض اوسکا عذیب سے حلوان تک ہی بموجب
تصریح صاحب مجمع البحرین لغت کے فَالسَّوَادُ الَّذِیْ ہُوَ رُسْتَاقٌ فُتِحَ صُلْحًا فِی السَّنَۃِ
الْحَادِیْ عَشَرَۃَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ عَلٰی یَدِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ ذَکَرَہُ الطَّبَرِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ وہ
سواد چھوٹا گاون تو بطور صلح کے ۱۱ سنہ ہجری مین خالد بن ولید کے ہاتھ سے زمانہ خلافت
ابو بکرؓ مین مفتوح ہوا جیسا کہ تاریخ طبری مین مذکور ہی وَالْاَرْضُ الَّتِیْ تُفْتَحُ صُلْحًا فَہِیَ عِنْدَنَا
عَلٰی ضَرْبَیْنِ اور جو زمین بطور صلح کے مسلمانون کے ہاتھ آئے ہمارے مذہب مین اوسکی دو قسمین ہین
ضَرْبٌ صَالَحَ اَرْبَابُہَا عَلٰی اَنَّ الْاَرْضَ لَہُمْ کَمَا صَالَحَ اَہْلُ سَوَادِ الْعِرَاقِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ
اَعْطَوُا الْجِزْیَۃَ ایک قسم تو یہ ہی کہ قابضان زمین مسلمانون سے اسطرح صلح کرین کہ زمین اونھین کی
ہی اور جزیہ دینا قبول کرین جیسا کہ سواد عراق کے مالکان ایسی ہی صلح کی تھی فَتِلْکَ
لِاَرْبَابِہَا وَعَلَیْہِمْ مَا صَالَحَہُ الْاِمَامُ پس یہ زمین ملک مین اونھین لوگونکے ہیگی جنھون نے
صلح کی ہو اور اون پر وہی حق دینا لازم ہی کا جس پر مصالحہ امام نے کیا ہی وَہٰذِہٖ تُمْلَکُ
بِخُصُوْصِہَا وَیَصِحُّ بَیْعُہَا وَالتَّصَرُّفُ فِیْہَا بِجَمِیْعِ اَنْوَاعِ التَّصَرُّفِ اور یہ زمین بھی خود
مملوک ہو سکتی ہی یعنی عین اسکا اور اسکی فروخت بھی جائز ہی اور جملہ تصرفات بیع وغیرہ سب
اسمین صحیح ہین اصل بالکون کر فَلَوْ فَرَضْنَا وَلَوْ فَرْضًا بَعِیْدًا اَنَّ سَوَادَ الْعِرَاقِ ہِیَ عَیْنُ قَرْیَتِی

مُسَمَّاةٍ بِنِینَوٰی فِی سَنَةِ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ فَکَانَ یَصِحُّ شِرَاءُھَا لِلْاِمَامِ ثُمَّ وَقْفُھَا وَقْفًا مُؤَبَّدًا
اب اگر ہم فرض کرین اگرچہ فرض بعید ہی ہی کہ یہی سواد وہ گانون ہو جسکا نام پچاس برس کے
بعد روز صلح سی ٦١ سنہ مین نینوی کرکے مشہور تھا پھر بھی اسکا خرید کرنا اور وقف دوام کرنا
امام حسین علیہ السلام کو جایز تھا اَمَّا سَوَادُ الْعِرَاقِ الدَّائِرُ عَلَی الْسِنَةِ بَعْضِ فُقَھَائِنَا اَنَّھَا فُتِحَتْ عَنْوَةً
لیکن جس سواد عراق کی نسبت بعض علما کے زبان پر یہ لفظ جاری ہو کہ بقہر و غلبہ مفتوح
ہوا ہو فَاِنْ کَانَ الْمُرَادُ مِنْهُ اَیْضًا تِلْكَ الرُّسْتَاقُ فَیُمْكِنُ فِیْهِ اَنَّهٗ قَدْ بَغٰی اَھْلُھَا بَعْدَ الصُّلْحِ
فَحَارَبَ الْمُسْلِمُوْنَ وَفَتَحُوْھَا عَنْوَةً ثَانِیًا پس اگر مراد اوس قریہ سی یہی سواد عراق ہے
تو ہو سکتا ہو کہ بعد صلح کے کفار نے بغاوت کرکے جزیہ نہ دیا ہو اور مسلمانون نے دوبارہ
اوسکو فتح کیا ہو وَکَیْفَمَا کَانَ فَتِلْكَ الْقَرْیَةُ رُسْتَاقٌ لَا یُعْرَفُ الْاٰنَ بِخُصُوْصِھَا حَتّٰی
یَتَبَیَّنَ لَنَا الْاَمْرُ مِنْ اَنَّھَا کَیْفَ کَانَتْ وَاَیْنَ کَانَتْ اور کچھ کیون نہو یہ سواد عراق تو ایک
گانون تھا اب آج ہم خاص کر اوسکو نہین پہچان سکتے ہین کہ وہ گانون کیسا تھا اور کہان
نینوی تھا یا اور کوئی قریہ فَاَصْلُ الْاِبَاحَةِ فِی التَّصَرُّفَاتِ کَافِیَةٌ مَا لَمْ تُعَارِضْ بِمِثْلِهٖ
پس ہر چیز مین تصرفات مسلمین کا مباح ہونا بطور بیع و شرا وغیرہ کے یہی حضرت امام حسین کے
اس فعل کے صحیح جاننے مین کافی ہے جبتک یقینا تصرفات کا ناجایز ہونا عرض ثابت
نکردی وَالثَّانِیْ مِنْ اَقْسَامِ الْاَرْضِ الْمَفْتُوْحَةِ صُلْحًا ھُوَ اَنْ یَکُوْنَ الصُّلْحُ عَلٰی اَنَّ الْاَرْضَ
لِلْمُسْلِمِیْنَ وَلِلْکُفَّارِ السُّکْنٰی فِیْھَا وَعَلٰی اَعْنَاقِھِمُ الْجِزْیَةُ دوسری قسم زمین مفتوح بہ صلح کی یہ
کہ قرارداد یون ٹھہر جا کہ زمین کے مالک مسلمان ہوی اور کفار کو بطور رعیت کے اوسمین
رہنے کی جگہ دیجاییگی اور جزیہ اونسے اسکا لیا جاییگا وَیَکُوْنُ حُکْمُھَا حُکْمَ الْاَرْضِ الْمَفْتُوْحَةِ
عَنْوَةً عَامِرُھَا لِلْمُسْلِمِیْنَ وَمَوَاتُھَا لِلْاِمَامِ ایسے زمین کا حکم وہی ہو جو حکم اوس زمین کا ہو کہ
بقہر و غلبہ فتح کے ہوئی ہو کہ اباد زمین مزروعہ ہو یا سکنے وہ تو عام مسلمانون کا حق ہے
اور افتادہ زمین حق امام کا ہو وَلَمْ یَکُنْ ھٰذَا الصُّلْحُ کَذٰلِكَ کَمَا مَرَّ عَنِ الطَّبَرِیِّ اور یہ صلح
جو سنہ مین ہوئی تھی ایسی نتھی چنانچہ تاریخ طبری سے اوپر ہم نقل کر چکے وَلَوْ فَرَضْنَا
اَنَّ الصُّلْحَ الثَّانِیَ اَوِ الْفَتْحَ بَعْدَ بَغَاوَتِھِمْ کَانَ عَلٰی ذٰلِكَ الْوَصْفِ اور اگر فرض کرین کہ صلح دوم

خواہ فتح بقہر بعد بغاوت اون لوگون کی ایسی شرط پر ہوئی تھی فعلی السائل اثباتہ اولا بالنقل
المقبول منا المرضي لنا پس معترض پر لازم ہے کہ پہلے اسکو یعنی صلح دوم خواہ جنگ کو تاریخی
واقعات سے ہم پر ثابت کردے اور ہم اوسکو برضا و رغبت قبول بھی کرلین ثم کون الصلح
علی ذلک الوصف پھر اوسکو لازم ہے کہ صلح دوم کو اسی وصف سے بھی ثابت کرے ثم علیہ
بعد ذلک اثبات کون الارض المشترات عامرۃ پھر اسکے بعد اوسپر لازم ہے کہ بروقت
صلح کے اوس زمین کا آباد اور مزروعہ ہونا بروز صلح بھی ثابت کردے ومتی مالم یثبت کونہا عامرۃ
لا یرد علینا ما اوردہ اور جب تک اوسکا آباد اور مزروعہ ہونا ثابت نکریگا وہ شبہ وارد نہوگا جو اوسنے
وارد کیا لانا نفرضہ مواتا کما یاتي واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اسلیے کہ ہم اوس
زمین کو بروقت صلح افتادہ فرض کرینگے چنانچہ آیندہ مذکور ہوگا اور جب احتمال پیدا ہوا پھر معترض
کی دلیل باطل ہوگئی وھذا کلہ علی تسلیم کون الارض المقدسۃ داخلۃ في حدود تلک
القریۃ التي ھي رستاق في العراق اور یہ سارے جوابات اور تاویلات جسقدر ہمنے لکھے ہین بعد تسلیم
کرلینے اس بات کے ہین کہ زمین کربلا معلے داخل ہے اندر حدود اوسی گانو کے جسکا نام سواد عراق
لیا جاتا تھا والا فلیس لنا حاجۃ الی ذلک بل یکفي لنا المطالبۃ من المدعي لان البیان
علیہ اور اگر ہم اسکو داخل حدود مین سواد عراق کے نہ تسلیم کرین پھر تو کچھ ہمکو جواب دینے کی
ضرورت نہین ہے بلکہ یہی کافی ہے کہ معترض سے جو مدعی ہے مطالبہ دلیل کا کرین اسلیے کہ بار ثبوت
اوسی کے ذمہ پر ہے بقي سواد العراق بالمعنی الثاني اب سواد عراق بمعنی دوم کا ذکر باقی
رہا وھي ارض فسرھا اھل اللغۃ بان طولھا من حدیثۃ الموصل الی عبادان وعرضھا
من العذیب الی حلوان اور یہ وہ زمین ہے جسکو اہل لغت نے اس طرح سے لکھا ہے کہ اسکا طول
حدیثۃ الموصل سے عبادان تک ہے اور عرض مین عذیب سے حلوان تک ہے والعراق طولہ من
الموصل الی عبادان وعرضہ من القادسیۃ الی حلوان اور عراق کی صورت یہ ہے کہ
اوسکا طول خاص موصل سے عبادان تک ہے اور عرض اوسکا قادسیہ سے حلوان تک ہے
فھي خارجۃ عن العراق وان اتصلت حدودھا بہ اب یہ سواد عراق ضرور حدود
عراق سے خارج ہوگیا اگرچہ حدود سواد عراق کے متصل عراق سے ہون

سواد عراق بمعنی دوم

وَلَنَا عَلٰی تِلْكَ الدَّعْوٰی دَلَائِلُ عَدِیْدَةٌ وَحُجَجٌ سَدِیْدَةٌ وَشَوَاهِدُ جَدِیْدَةٌ ہمارے داسطے

اس دعوی پر بہت سی دلیلین ہین اور استوار حجتین اور شاہد بھی جدید موجود ہین جس سے ہم ثابت

کر دینگے کہ سواد عراق ضرور عراق سے خارج ہے اَلْاَوَّلُ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ قَالُوْا سَوَادُ الْعِرَاقِ

فُتِحَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ وَهُوَ اَطْوَلُ مِنَ الْعِرَاقِ بِخَمْسَةٍ وَثَلٰثِیْنَ فَرْسَخًا پہلی دلیل

یہ ہے کہ علماء لغت اور ارباب سیر نے کہا ہے کہ سواد عراق زمانہ خلافت خلیفہ دوم

مین مفتوح ہوا اور وہی سواد عراق پینتیس فرسخ لانبا عراق سے ہے وَهٰذَا یَدُلُّ صَرِیْحًا عَلٰی

اَنَّهٗ غَیْرُهٗ اور یہ فقرہ (٣٥ فرسخ) کا صاف ظاہر کرتا ہے کہ سواد عراق اور جگہ ہے

عراق اور زمین ہے اسلیے کہ چھوٹائی بڑائی دو ہی چیز و زمین ہوتی ہے وَالثَّانِیْ اَنَّ الطَّبَرِیَّ

قَالَ فِیْ اٰخِرِ فَصْلٍ یَذْكُرُ فِیْهِ بَعْدَ فَتْحِ حُلْوَانَ اَنَّ حُلْوَانَ هُوَ اٰخِرُ الْعِرَاقِ دوسری

دلیل یہ ہے کہ طبری نے کہا ہے آخر مین اوس فصل کے جسمین حالات بعد فتح حلوان کے

بیان کرتا ہے کہ حلوان آخر عراق ہے وَعَرْضُ السَّوَادِ یَمُرُّ اِلٰی حُلْوَانَ فَلَا یَكُوْنُ السَّوَادُ

دَاخِلًا فِی الْعِرَاقِ اور سواد کا عرض چنانچہ اوپر گذرا حلوان تک ہے فَثَبَتَ اَنَّ حُلْوَانَ

دَاخِلٌ فِی الْعِرَاقِ وَخَارِجٌ عَنِ السَّوَادِ اب ثابت ہوا کہ حلوان عراق مین داخل ہے

اور سواد سے خارج ہے فَالسَّوَادُ غَیْرُ الْعِرَاقِ پس معلوم ہوا کہ سواد اور جگہ ہے

اور عراق اور جگہ ہے وَتَوْضِیْحُهٗ اَنَّ عَرْضَ الْعِرَاقِ یَبْتَدِئُ مِنَ الْقَادِسِیَّةِ وَیَنْتَهِیْ

اِلٰی حُلْوَانَ توضیح اسکی یہ ہے کہ عرض عراق کا قادسیہ سے شروع ہو کر حلوان تک

ختم ہو جاتا ہے یہانتک تو عراق کی زمین ہے وَعَرْضُ السَّوَادِ یَبْتَدِئُ مِنْ حُلْوَانَ

وَیَنْتَهِیْ اِلَی الْعُذَیْبِ اور سواد کا عرض عذیب سے شروع ہو کر حلوان کے حد تک ختم ہوتا

فَیَكُوْنُ حُلْوَانُ مُنْتَهًی لِلْعِرَاقِ عَرْضًا وَمَبْدَأً لِعَرْضِ السَّوَادِ اب حلوان آخر حصہ عراق

عرض مین ہے اور اوس سے نکل کر سواد عراق کی حد عرضاً شروع ہوتی ہے وَالثَّالِثُ

اَنَّ الطَّبَرِیَّ ذَكَرَ كِتَابَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی سَعْدٍ یَقُوْلُ فِیْهِ تیسری دلیل یہ ہے کہ

اسی فصل مین ایک خط خلیفہ دوم کا بنام سعد کے نقل کیا ہے اور اوس خط مین خلیفہ صاحب

لَا تَسِرْ اِلٰی مُلْكِ رَیٍّ فَاِنَّ الْمُجَاهِدِیْنَ قَدْ اَصَابَهُمْ كَلَالٌ وجہ یہ کہ ای سعد ملک رے کیطرف

رخ نکرنا اور نہ جانا اسلیے کہ مجاہدین کو اب تکان اور ماندگی زیادہ پہونچ گئی ہو وقد بلغ
الفتح الی حلوان وھو اٰخر العراق اب ہماری فتح اسلام حلوان تک ہو چکی اور یہ آخر
عراق ہے فیکفینا فی سنتنا ھذہٖ وھی سنۃ ستۃ عشر من الھجرۃ السواد والعراق
ہمکو اس سال یعنی سنہ ١٦ ہجری مین بھی کافی ہو کہ سواد اور عراق پر ہم فتحیاب ہوئے
نعطف السواد علی العراق یعطی ان المعطوف علیہ غیر المعطوف پس عطف
کرنا سواد کا عراق پر ظاہر کرتا ہے کہ معطوف علیہ سواد غیر معطوف یعنے عراق کے ہو والرابع
ان الحدود الاربعۃ للسواد خارجۃ عن حدود العراق چوتھی دلیل یہ ہے کہ چارون
حدود سواد عراق کے چارون حدود عراق سے جدا جدا ہین قال فی القاموس
والعراق ککتاب موضع من عبادان الی موصل طولا صاحب قاموس کہتے ہین لفظ
عراق بروزن کتاب ایک جگہ ہو جسکا طول عبادان سے موصل تک ہے ومن القادسیۃ
الی حلوان عرضا اور عرض اوسکا قادسیہ سے حلوان تک ہے وقال فی وجہ التسمیۃ
لانہ علی عراق دجلۃ والفرات ای علی شاطیہما عراق کے نام رکھنے کا سبب یہ
بیان کیا ہے چونکہ وہ زمین دجلہ اور فرات کے کنارہ پر واقع ہوئی ہو لہذا بنام عراق
موسوم ہوئی وسواد العراق حدہ طولا من عبادان الی حدیثۃ الموصل وعرضا
من العذیب الی حلوان اور سواد عراق طول مین عبادان سے موصل تک ہے اور عرض مین عذیب سے
حلوان تک ہے فالموصل الذی ینتھی الیہ العراق طولا بلد پس موصل
جہانتک عراق کا طول ہو وہ تو شہر ہے وحدیثۃ الموصل ھی ما حدث من
جبل بلاد ارض الموصل التی قالہ فی القاموس ھی ما بین العراق والجزیرۃ اور حدیثۃ الموصل
جو سواد عراق کے طول مین انتہا ہے (وہ ایک جدید آبادی ہو خواہ زمین جدید کہ موصل کے
پیدا ہوئی اور قاموس مین لکھا ہے کہ یہ حدیثۃ الموصل درمیان عراق اور جزیرہ کے
واقع ہے والعبادان جزیرۃ احاط بھا شعبتا دجلۃ ساکبتین فی بحر
فارس اور عبادان وہ جزیرہ ہے جسکو اون دونون شعبون نے دجلہ کے گھیر لیا ہے
جو بحر فارس مین گرے ہین یمتد منہا طول العراق وینتھی الی الموصل اسی جزیرہ کے

طول عراق شروع ہوکر شہر موصل تک پہونچتا ہے وَيَبْتَدِي مِنْهُ طُولُ سَوَادِ الْعِرَاقِ
فَيَنْتَهِي اِلَى حَدِيْثَةِ الْمَوْصِلِ اور اسی موصل سے طول سواد عراق کا شروع ہوکر
حدیثة الموصل تک پہونچتا ہے فَثَبَتَ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ اَنَّ سَوَادَ الْعِرَاقِ خَارِجٌ مِنَ الْعِرَاقِ
بِحُدُوْدِهَا الْمَحْدُوْدَةِ فَلَا تَكُوْنُ اَرْضُ نِيْنَوٰي دَاخِلَةً فِي سَوَادِ الْعِرَاقِ اب اس توضیح کر
اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ سواد عراق ضرور باہر ہے عراق سے پس اب زمین نینوی کسی طرح
سواد عراق مین داخل نہوگی فَلَا تَكُوْنُ هِيَ الَّتِي يَعُدُّهَا الْفُقَهَاءُ مَفْتُوْحَةً عَنْوَةً اب زمین
نینوی وہ زمین نہوگی جسکو ہمارے علما بقہر مفتوح کہتے ہین وَلَمَّا لَمْ تَكُنْ مَفْتُوْحَةً عَنْوَةً
وَلَا صُلْحًا وَقَدْ كَانَ يَدُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهَا فَالْقَبْضُ دَلِيْلُ الْمِلْكِ مَا لَمْ يَثْبُتْ خِلَافُهُ اور
جب زمین نینوی بقہر مفتوح نہوئی اور نہ صلح اور مسلمانونکا قبضہ اوس پر بروقت حضرت کے
خرید کرنے کے تھا پس یہی قبضہ دلیل ہے کہ اونکی ملک مین تھی جبتک اسکا خلاف ثابت نہو کہ وہ
براہ غصب وغیرہ قابض تھے فَيَكُوْنُ بَيْعُهُمْ صَحِيْحًا لِصِحَّةِ اَفْعَالِ الْمُسْلِمِيْنَ اب انکا
فروخت کرنا بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ افعال مسلمین کے محمول صحت پر ہین فَشِرَاءُ سَيِّدِ
شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَا اَقَلَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ فِعْلًا مِنْ اَفْعَالِ الْمُسْلِمِيْنَ پس خرید کرنا سردار
جوانان بہشت امام حسین کا کم سے کم یہ ہے کہ ایک مسلمان کا فعل تو ہے اور فضیلتین تو جانے دو اب کیا
معاذ اللہ حضرت کو مسلمان بھی نہ کہو گے واہ رے مسلمانون خوب اعتراض کیا ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
عَلٰى مَا هَدَانَا اور ہم ستایش اور شاخدا کی کرتے ہین جسنے ہمکو اس تحقیق کے روشن ہین ہدایت
فرمائی وَالْخَامِسُ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ وَاَحْزَابَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ بَلِ الْمُسْلِمِيْنَ كُلُّهُمْ لَمْ يُنْكِرُوْا
عَلَى الْحُسَيْنِ بِاَنَّهُ اشْتَرٰى اَرْضًا هِيَ لِلْمُسْلِمِيْنَ كَافَّةً پانچوین دلیل یہ ہے کہ عمر بن سعد السادس
اور اوسکے گروہ کے لوگ بلکہ تمام مسلمان اونمین سے کسینے حضرت کی اس خریداری زمین پر رد اور انکار
نکیا اور نہ کسی نے یہ کہا کہ آپنے ایسی زمین خریدی جو تمام مسلمانون کی ہے اور اوسکی خرید فروخت
جایز نہین ہے وَاِنَّهُ كَانَ عَلٰى مَا نَقَلَ حَافِظًا لِسِتَّةِ الْاٰفٍ اَوْ اَرْبَعَةِ الْاٰفِ اَحَادِيْثَ
اور یہ عمر بن سعد جیسا کہ بعض کا قول ہے چھ ہزار خواہ چار ہزار حدیث کا حافظ تھا وَكَانَ مُجْتَهِدًا
عِنْدَ عَلِيِّ الْقَارِيِّ مَاجُوْرًا فِيْ قَتْلِ الْحُسَيْنِ كَمَا مَرَّ فِي الْبَابِ السَّابِقِ اور یہی عمر بن سعد

مجتہد بھی تھا قتل فرزند رسول مین اسکو ثواب ملیگا جیسا کہ اس باب سے پہلے
ہم ملا علی قاری کا قول نقل کر دیا ہے فهل یرتاب احد من العقلاء ان امثال
عمر بن سعد من اعداء الحسین یبلغه شراء تلك الارض ولا یذکره جهارا ولا یرمی
الحسین بذالك الغصب مرة اب کوئی عاقل اسمین شک کریگا کہ عمر سعد ایسا دشمن
امام حسین کو اس زمین کی خریداری کی خبر پہونچی اور پھر وہ اسکو پکار پکار کر حضرت کے
معاذ اللہ الزام کے غرض سے ذکر نکرے اور نہ حضرت کو اسکا الزام لگائے کہ آپنے اس زمین کو
غصب کیا ہے والسادس ان الارض التی اشتراها الحسین کانت مواتا حین
ما اشتراها چھٹی دلیل یہ ہے کہ جو زمین حضرت نے خریدی تھی وہ افتادہ تھی جسوقت آپنے
خرید فرمایا تھا یدل علی ذلك اقوال المورخین اوسکے افتادہ ہونے پر اقوال مورخین
بتصریح دلالت کرتے ہین علی ان ابن زیاد کان اشد اهتمامه فی ان ینزل الحسین
بارض لا نفع ماء ولا کلاء علاوہ برین ابن زیاد کو بڑا اہتمام اسی امر مین تھا کہ امام حسین ایسے
زمین پر اوتار دیے جائین کہ نہ وہان سبزی گھانس کی ہو اور نہ پانی ملتا ہو وکان یرسل الحر
کتابا بعد کتاب لیجعجع ویشدد علی ذلك ابن زیاد حر کے نام خط پر خط اسی تاکید مضمون کے
بھیجتا تھا کہ ایسے مقام پر اوتریں حضرت پر سختی کرے وقد وقع کما کان یریده اور وہی
واقع ہوا جو ابن زیاد مردود کا ارادہ تھا فالارض الموات سواء فتحت عنوة او صلحا
ملك الامام افتادہ زمین کا حکم شرعی یہ ہے کہ اوسکا مالک امام ہوتا ہے خواہ بقہر اور غلبہ مفتوح ہو یا کہ
بذریعہ صلح کے ولیس للمسلمین فیها حق الا باذن الامام مسلمانونکا اوسمین کوئی حق نہین ہے
بدون اذن امام فمع کونه حقا له انما اشتراها منهم للاحتیاط فی الدین کما قلنا کرمه
پس باوجودیکہ وہ زمین خاص آپ ہی کا حق تھا اور نہر فرات آپکے مادر گرامی کے مہر مین تھی
اللہ اکبر پھر جو زمیندارون سے آپنے اوسکو خرید فرمایا وہ بنظر احتیاط شرعی کے فرمایا جیسا کہ
آئندہ ہم اوسکو بیان کرتے ہین یہ کسی اور کا فعل نہین ہے امام حسین ہین جنکو ہمارے نبی نے
حسین منی فرمایا ہے والسابع ان تلك الارض ولو سلمناها داخلة فی سواد العراق
مفتوحة عنوة او صلحا لکن لم یثبت عندنا حضور الحسین فی تلك الغزوة

ساتوین دلیل یہ ہے کہ اگر یہ بھی مان لین کہ زمین کربلا سواد عراق ہی مین داخل ہے اور بقہر یا
بصلح مفتوح بھی ہوئی ہے پھر اب چونکہ موجودگی حسنین ع کی اس جہاد مین ثابت نہین ہے
تو یہ جہاد صحیح نہوگا اور ایسے جہاد کے بارہ مین ہم جناب شہربانو کا باب جو آیندہ آتا ہے
انشاءاللہ بہت کچھ لکھینگے وَالثَّامِنُ لَوْ فَرَضْنَا حُضُورَهُمَا وَصِحَّةَ الْجِهَادِ اَيْضًا
وَسَلَّمْنَا كَوْنَهَا دَاخِلَةً فِي السَّوَادِ وَلَوْ تَبْعًا آٹھوین دلیل یہ ہے کہ اگرچہ ہم حسنین ع کا اس جہاد مین
شریک ہونا بھی مان لین اور جہاد کو بھی صحیح جانین اور ارض نینوی کو داخل سواد عراق
بھی فرض کرین اصالۃً خواہ تبعاً فبعد ذٰلك نقول اِنَّهُ لَمَّا كَانَ مُسْتَقَرُّ الْخِلَافَةِ لِعَلِيٍّ
وَمَحَلُّ اِقَامَتِهِ اَكْثَرِيًّا هُوَ الْكُوفَةُ بعد اس فرض اور تسلیم کے اب بنظر واقعات کے ہم کہتے ہین
چونکہ دار الخلافت جناب امیر ع کا اور بیشتر آپکا قیام کوفہ مین تھا فَاَحْوَالُ حَوَالِيْهَا وَهِيَ
اَرْضُ نِيْنَوٰى وَغَيْرُهَا وَكَذٰلِكَ حَالَاتُ اَهْلِهَا وَتَصَرُّفَاتُهُمْ وَلَا سِيَّمَا الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ اَتْبَاعِهِ
لَا بُدَّ وَاَنْ تَكُوْنَ مَعْلُوْمَةً لَهٗ ع وَلِلْحُسَيْنِ بِالْمُعَاشَرَةِ اَيْضًا مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ عَنْ عِلْمِهِمَا الْغَامِضِ
پس گرد نواح کوفہ کی جسقدر قریہ اور گاؤن تھے خصوصاً جنمین حضرت کے خاص پیرو اور شیعہ
رہتے تھے اور ایسے شیعہ جنکی عورات نے بیلچہ اور پھاوڑے لیکر دفن امام حسین ع اور شہدا
کا قصد کیا تھا چنانچہ آیندہ اسکو ہم لکھینگے پس ایسے جگہ کے حالات بطور معاشرت کے
بھی جناب امیر اور امام حسین ع پر بخوبی ظاہر ہونگے قطع نظر علم امامت کے جسپر بنا
احکام ظاہری شریعت کی نہین ہے ثُمَّ لَمَّا كَانَتْ تِلْكَ الْاَرْضُ الَّتِيْ فِيْهَا الْبَرَكَةُ
وَالشِّفَاءُ اَرْبَعَةَ اَمْيَالٍ فِيْ اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ پھر یہ بھی خیال کیجیے کہ یہ زمین مقدس چونکہ خدا کے
نزدیک اسکا رقبہ چار میل مضروب چار میل مین تھا وَكَانَتْ مَعْرُوْفَةً وَاَهْلُهَا
اَيْضًا كَانُوْا مَعْرُوْفِيْنَ عِنْدَ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ اُمِّ اَيْمَنَ اور یہ زمین مشہور
تھی کہ تا نزول امام حسین ع کے سے اور اہل نینوی بھی اچھی طرح معروف تھے ملائکہ آسمان کے
نزدیک چنانچہ حدیث ام ایمن سے جسکے اسی پر دلالت کرتی ہے فَلَا بُدَّ لِلْاِمَامِ وَالْحُجَّةِ
اَنْ يُعَامِلَ عَلَيْهَا بِهَا وَبِاَهْلِهَا مُعَامَلَةً يَجْمَعُ وُجُوْهَ الصِّحَّةِ عَلٰى كُلِّ فَرْضٍ وَنَقْلٍ اب ایسے
زمین مقدس پر اپنا تصرف کرنے کے واسطے امام اور حجت خدا پر ضرور تھا کہ اس زمین

اور قابضان زمین کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے کہ جسقدر صورتین مسئلہ شرعی کی اوسمین فرض ہو سکتی
ہون ہر طرح سے آپکا معاملہ صحیح اور درست ہو فالحسین روحی لہ الفداء لکونہ مضطرا بو مثل
غایۃ الاضطرار لکما تعلم پس امام حسین پر ہماری جان فدا ہو جائے چونکہ بروز خرید زمین
کیسے اضطرار اور پریشانی مین تھے جسکو اچھی طرح آپ جانتے ہین دیکھیے باب ورود
کربلا کو اسی کتاب مین وکان خائفا ایضا من انہ اذا اشتہر امرہ فی تلک المسئلۃ
فاعلانہ لابد وان یفسد واہنہا ویمنعوا اہل نینوی عن ذلک آپ کو یہی خوف
تھا کہ اگر آپکی خریداری زمین کے ارادہ کی خبر دشمنونکو ہوگی تو ضرور کوئی نہ کوئی فساد برپا کرینگے
اور اہل نینوی کو اس معاملہ سے منع کر دینگے فیفوت ما ہو لصلاح امضائہ من ظواہر
الاحکام الشرعیۃ پس بنظر ظاہر شریعت کے جن امور کا پورا کردینا آپکو منظور ہے وہ فوت ہو جاتا
فان انصفت فیما اشتہر من فعلہ لقلت انہ لا یمکن المزید علیہ پھر اگر بنظر انصاف
کوئی دیکھے اوس معاملہ کو جو حضرت کیطرف منسوب ہو رہا ہے ضرور کہنا پڑیگا ایسے وقت اضطرار مین
اس سے بڑھکر آدمی اور کیا کر سکتا ہے وان ما فعلہ مع کونہ مضطرا قریب من حد الاعجاز
اور یہ بھی کہنا کچھ بعید از انصاف نہو گا کہ جو کچھ حضرت نے ایسے اضطرار مین کیا ہے قریب معجزہ ہے کہ طاقت
بشری سے باہر ہے وبیان ذلک انہ اشتری اولا منہم الارض بستین الف درہم اب ہم
بیان کرین کہ حضرت نے کیسا معاملہ کیا اور جسقدر صورتین اس مسئلہ مین ادہر گذر چلین اون سب
حضرت کے فعل کی صحت کو ظاہر کرین پہلے تو حضرت نے ساٹھ ہزار درہم پر زمین کو اونسے خرید فرمایا ثم
وہبہم تلک الدنانیر واستدعی منہم ان یہبوا لہ حقوقہم فی تلک الارض بزعمہم او فی
نفس الامر کما نظمہ بعض المادحین اسکے بعد وہ دینار زمینداروں کو ہبہ فرما دیے اور
اونسے درخواست کی کہ تم اپنے حقوق جو اس زمین مین تمھارے گمان مین ہین خواہ نفس الامر مین ہین
اونکو مجھے ہبہ کردو ثم اشترط علیہم بشرطین پھر اونسے حضرت نے دو شرطین کین احدہما
ان لا یزرعوا علیہا قط پہلی شرط یہ تھی کہ اوس مین کبھی کھیتی نکرنا والثانی ان یرشدوا
الزائر لمرقدہ الیہ ویضیفوہ ثلثۃ ایام اور دوسری شرط یہ ہے کہ جو کوئی حضرت کے
قبر کی زیارت کرنے آئے اوسکو قبر کا نشان بتلا دینا اور تین دن اوسکو مہمان کرنا ہے ذرا سوچنے کی بات ہے

بات ہی کہ آٹھوین محرم سے دسوین تک تین روز حضرت پر کیسے گذرے ہین فالأدمن الفاعل
الشراء اولا ان الارض ان کانت لھم خاصّة بوجه صحیح فتنتقل عن ملکھم الی ملکه
پہلے خریداری کی معاملہ کرنے سے آپکی یہ غرض تھی کہ اگر یہ زمین خاص انھین کی ملک مین ہی اور
شرعی طور پر قبضہ صحیح انکا ہو رہا ہی پس خریدنے کے بعد اونکی ملک سے خارج ہوکر میری ملک مین آجاوے
فیکون ھبته لکافة المؤمنین الموالین له صحیحة ویخرج عن ملکه ایضا وعن
ملک اھل نینوی پھر اب اوسکا ہبہ کر دینا اپنے خاص مؤمنین اور دوستونکو بھی صحیح ہوگا
آپکے ملک سے بھی نکلجائیگی اور اہل نینوی کی ملک سے بھی خارج ہوجائیگی ظنا منه ان ملکھم
عسی ان لایکون صحیحا لاختلاط العامر بالموات وبالعکس آپکو گمان ظاہری یہ تھا
کہ شاید انکی ملک بھی کل رقبہ پر صحیح نہو اسلیے افتادہ اور مزروعہ اب سب باہم ملکر مخلوط
ہوگئی ہی ثم وھبھم تلک الدراھم علی ما فی بعض الروایات المنظومة فاخرجھا عن
کونھا ثمنا للمبیع مشکوک فی الملک اوسکے بعد حضرت نے وہ درہم اونکو ہبہ بھی کر دیے جیسا
بعض روایات منظومہ مین مرثیہ گویون نے نظم کیا ہے اور غرض اس سے حضرت کی یہ تھی کہ
وہ درہم قیمت اسی زمین کی نہ قرار دین جسکی ملکیت مشتبہ ہی کئی وجوہ سے وجعلھا
مجانا لا معاوضة لیصح ملک الله نایرھم اور یہ ہبہ حضرت نے بلا عوض فرمایا اسلیے کہ
اگر بالعوض ہوتی پھر تو حکم ثمن مین ہوکر وہی خرابی لاتی جو قیمت کے نام سے تھی ثم اسقط
عنھم حقوقھم علی الارض کیف کانت پھر زمینداروں سے اونکے جسقدر حقوق اس زمین کے
داخلی اور خارجی تھے سب اونسے بخشوالیے وھذا اتم له کلما کان یجب اتمامه للوقف
علی ولده وموالیه اور اس طریقہ سے جو کچھ حضرت نے تصرف کیا خواہ اپنی اولاد اور اپنے
شیعونپر وقف کر دیا ہر طرح سے جایز اور صحیح ہوگیا اما علی المذاھب الاسلامیة
کلھا فلما ذکرنا من الدلائل السبع عام مسلمانون کے مذاہب پر تو وہی دلایل ہفت
کافی ہین جو اوپر ہم لکھ چکے اور ثابت کر چکے کہ نینوی اوس زمین سے جدا ہی یعنی سواد عراق
سے واما علی المذھب الحق من اھل بیت محمد فصحة تصرفه مضافا الی ما تقدم انما الکوفة
من المواضع التی اسلم اھلھا طوعا فیصح تصرفھم فیھا عموما اسی طریق مذہب حق کے

علاوہ دلائل گذشتہ کے پس ایک تو یہ احتمال ہے کہ اہل نینوی اپنی رغبت سے ہی بنا بر اسلام مین آئے
ہون ایسے لوگونکی املاک سب اونھین کے تصرف مین رہتی ہین اور اونسے خرید کرنا بھی جایز ہے
او لکونھا من الانفال یا یہ کہ زمین کربلا انفال مین داخل ہو وہی کل ارض انجلی اھلھا
عنھا او ترکوھا او کانت مواتا لغیر المالک ولحیث او کانت آجاما او غیرھا
مما لا یزرع فاستحدثت المزارع اور یہ وہ زمین ہے کہ اوسکے مالک اوسکو اوجاڑ کر
چلے گئے ہون خواہ افتادہ ہو اور کوئی مالک اوسکا نہو اور اوسکو کوئی آباد کرے
خواہ نیستان وغیرہ کی جگہ ہو جسمین کھیتی اوسوقت تک نہوئی ہو اور از سر نو اوسکو درست
کرکے زراعت کی ہو کہ یہ جملہ اقسام انفال مین داخل ہین وملکھا للامام اور یہ تینون
قسم حق امام کے ہین کسی کو بدون اذن امام اوسمین تصرف جایز نہین ہے او لانھا
ولو کانت مفتوحۃ عنوۃ لکن یجوز التصرف فیھا ایضا باذن الامام فما ظنک
بتصرف الامام بنفسہ یا یہ وجہ ہے کہ اگرچہ زمین نینوی بالقہر مفتوح بھی ہوئی تھی مگر ایسے
زمین مین تصرف امام کی اجازت سے صحیح ہے پھر اگر امام خود اوسمین تصرف کرین تو کب
محل تردد ہوگا او لان الارض کلھا للامام کما فی الروایات الکثیرۃ وعلیہ
معاشرنا اھل الحق اور آخری دلیل سب سے بڑھکر ہمارے گروہ حق نزد
کی یہ ہے کہ تمام روی زمین کے مالک امام ہین اور یہی ہمارے اہل حق کا عقیدہ ہے
او لان المعصوم والامام کلما یفعلہ او یقول فھو الحق والاحق بالاتباع
اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ معصوم اور امام جو کچھ کرین اور جو حکم دین وہی امر
حق ہے اور اوسیکی پیروی کرنی ہمکو لایق تر ہے پس ہمارے مذہب پر
تو یہ اعتراض کسی طور سے وارد ہو ہی نہین سکتا ہے ثم اعلم ان
کلما ذکرتہ فھو من الامور الظاھرۃ اب یہ بھی
جاننا ضرور ہے کہ یہ جو کچھ ہمنے لکھا ہے یہ سب بربنا ظاہر شریعت کے
ہے اما الاحکام الخاصۃ لتلک الارض المقدسۃ المرویۃ
من طرق الفریقین فھی اذا ذکرتھا طال الکلام لیکن احکام خاص

اس زمین مقدس کے جو فریقین کے کتب مین منقول ہین اگر اونکو ذکر کرون
طول کلام زیادہ ہو وَقَدْ رُوِّیْنَا مِنْ کِتَابِ نُوْرِ الْعَیْنِ فِیْ ذِکْرِ حَالَاتِ لِقَاءِ
اَفْوَاجِ مُوْمِنِی الْجِنِّ اِنَّ الْحُسَیْنَ قَالَ لِتِلْکَ الْاَرْضِ ہم نے باب مین اسی کتاب کے
ملا ابو اسحق اسفرآئینی معتمد علماء اہلسنت سے جو حدیث نقل کی ہے اوسمین
یہ بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے جو فرمایا زمین کربلا کے نسبت تحیۃً ارشاد فرمایا
وَقَدِ اخْتَارَهَا اللّٰهُ یَوْمَ دَحَی الْاَرْضَ وَجَعَلَهَا مَعْقِلًا لِشِیْعَتِنَا وَیَکُوْنُ لَهُمْ
اَمَانًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ کربلا کو خدا نے اوسی روز پسند کیا ہے جسدن زمین کو بیدا کیا
اور بچھایا ہے اور ہمارے شیعون کے واسطے جاے پناہ مقرر فرمایا ہے
اور اقارب دنیا اور آخرت کے واسطے امان ہے اونہین کے واسطے وَکَذٰلِکَ حَدِیْثُ
اُمِّ اَیْمَنَ اور اسی طرح حدیث ام ایمن کی ہے وَاَمَّا مَا ظَهَرَتْ فِیْ تِلْکَ الْبُقْعَةِ الْمُبَارَکَةِ
مِنَ الْکَرَامَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَیَظْهَرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَهُوَ تَصْدِیْقٌ لِمَا رُوِّیْنَا مِنْ
کَوْنِهَا اَمَانًا لَنَا اب رہا ظہور کرامات اور معجزات کا جو اس زمین مقدس مین ہو چکے
اور ہوتے چلے جائینگے قیامت تک یہ ثبوت کامل ہے ہماری اون روایتونکا جنمین
وارد ہے کہ یہ زمین ہمارے واسطے امان ہے آفات دنیا اور آخرت سے وَاَنَّ فِیْ
تِلْکَ الْبُقْعَةِ عَلَمٌ مَنْصُوْبٌ لِسَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ وَلَا یَنْدَرِسُ اَثَرُهٗ یہ بھی یاد رہے
کہ اسی زمین پر ہمارے امام حسین کا نشان گڑا ہوا ہے جو کبھی مٹ نہ سکیگا اگرچہ اوسکے
مٹانے مین لوگون نے کسر باقی نہین رکھی نہر بھی کاٹ لائے کہ یہ جا زراعت بھی کرے
مگر پھر بدستور باقی رہا وَاَیْضًا مَا عَلَیْهَا مِنْ اِشَاعَةِ الْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّةِ اور یہ بھی کہ
علم دین کی اشاعت کیسی اوس زمین پر ہے اور ہوتی رہیگی وَاَنَّهٗ فِیْهَا فَضَائِلُ الْعُلُوْمِ
اَیْضًا وَتَکْمِیْلُ الْاِیْمَانِ بِالْمَبْدَاءِ وَالْمَعَادِ وَیَحْصُلُ الْهِدَایَةُ وَالْاِرْشَادُ حاجت
براری بندگان خدا کی ہر قسم کی وہان کیسی ہوتی ہے دنیا و آخرت کے جسقدر امور ہین سب کی
تکمیل وہان ہوتی ہے فَکَیْفَ یُظْهَرُهَا مَا ظَنَّ ذٰلِکَ السَّائِلُ هَلْ هٰذَا اِلَّا اللّٰهُ وَاِیَّانَا بایہمہ کرامت کیونکر ہم
اسکو غصبی جگہ کیونکر تجویز کرین جیسا کہ یہ سائل کہرہا ہے خدا ہمکو اور اوسکو دونونکو ہدایت کرے

باب حالات جناب زینبؑ اور عظمت اور جلالت اور علم اوس معظمہ کا اور بعض حالات اوس جناب کی قبل شہادت امام حسینؑ کی تا ورود کربلا

اَمَّا الحَالاتُ وَآثَارُهَا المَروِیَّۃُ مِن بَدوِ شُعُورِهَا اِلیٰ یَومِ سَارَ الحُسَینُ مِنَ المَدِینَۃِ اِلَی العِرَاقِ فَمِمَّا لَا نُرِیدُ الآنَ اِطَالَۃَ الکَلَامِ بِھَا وہ حالات اور کرامتین جناب زینبؑ کی جو ابتدائے سن شعور سے تا روز روانگی امام حسینؑ مدینہ سے بطرف عراق کے منقول ہیں اونکی بیان کرنیسے اسوقت ہم تعرض نہین کرتے ہین کہ طول کلام زیادہ ہوگا بل نقول اَنَّہٗ قَالَ فِی عُمدَۃِ الطَّالِبِ اَنَّ زَینَبَ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیھَا لَھَا بِنتٌ تُسَمّٰی عَلِیَّ الزَّینَبِی وَبِنتٌ زُوِّجَت بِالقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ الاَکبَرِ بنِ جَعفَرِ بنِ اَبِی طَالِبٍ بلکہ اس مقام پر پہلے تو مین کہتا ہون کہ عمدۃ الطالب مین جو ایک کتاب معتمد نسب آل ابیطالب مین علماء اہلسنت کی ہے یہہ لکہا ہے کہ جناب زینبؑ کی بطن سے ایک بیٹی تہی جو علی الزینبی کے نام سے مشہور تہی اور بڑی سخی اور نامی گرامی تہی اور ایک صاحبزادی تہین جناب زینبؑ جنکی شادی قاسم بن محمد اکبر بن جعفر بن ابیطالب سے ہوئی ہے قُلتُ وَاَمَّا عَونٌ وَجَعفَرٌ فَھُمَا لَیسَا مِن اَبنَاءِ زَینَبَ بَل فَوَّضَھُمَا اَبُوھُمَا وَھُوَ عَبدُ اللّٰہِ بنُ جَعفَرٍ زَوجُ زَینَبَ عٓ لِتَفدِیَھُمَا عَلیٰ اَخِیھَا کَمَا عَلَیہِ الاَصحَابُ مین کہتا ہون لیکن عون وجعفر یہہ دونون صاحبزادہ بطن زینبؑ سے نتہے بلکہ ان دونونکو جناب عبد اللہ بن جعفرؓ نے جو شوہر جناب زینبؑ کے تہے آپ کو سپرد کیا تہا کہ اونکو اپنے بہائی پر فدا کرین چنانچہ علماء ہمارے اسی امر پر متفق ہین وَاَمَّا عَلِیُّ بنُ الزَّینَبِی فَلَستُ اَدرِی اِلیٰ یَومِی ھٰذَا اَنَّہٗ مَا عَاقَہٗ عَنِ المَسِیرِ مَعَھَا فِی سَفَرِ العِرَاقِ لیکن علی زینبی کا حال اسوقت تک مجہہ پر نہین کہلا کہ بروز روانگی امام حسینؑ اونکا کسقدر سن تہا اور کون سی بات اونکو مانع ہوئی تہی جو اس سفر مین ہمراہ جناب امام حسینؑ کے نہین گئے وَالقَولُ اَنَّہٗ لَیسَ مَا یُظَنُّ بِھَا مِنَ الاَوھَامِ البَاطِلَۃِ وَالاَقوَالِ الوَاھِیَۃِ اَنَّھَا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیھَا کَانَت فَزِعَۃً مَرعُوبَۃً غَیرَ صَابِرَۃٍ عَلیٰ مَا اُصِیبَت بِھَا

فِی کُلِّ حِیْنٍ اور یہہ بھی مین کہتاہون کہ یہہ جو کہا فی جناب زینب کی طرف
جو کیجاتی ہے اور بیہودہ باتین جو لوگ کرتے ہین کہ جناب زینب
ڈرتی تھین اور بے صبری کرتی تھین جو مصیبت اون پر وارد ہوئی
یہہ سب غلط ہے اور بے اصل محض ہے فَاِنَّہَا وَاِنْ لَمْ تَکُنْ مَعْصُومَۃً
کَاُمِّہَا فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ وَلَمْ تَکُنْ لَہَا صَحِیْفَۃٌ کَمَا کَانَتْ لِاُمِّہَا لٰکِنَّہَا
عَالِمَۃٌ غَیْرُ مُعَلَّمَۃٍ پس اگرچہ وہ جناب معصومہ نتھین مثل اپنی مادر
گرامی جناب فاطمہ کے اور اونکے واسطے صحیفہ آسمانی ویسا نازل نہین
ہوا تھا جیسا جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کیواسطے لیکن وہ جناب
ایسی عالم تھین جنکو معصوم نے عالمہ غیر معلّمہ فرمایا ہے یعنی اونکو بھی علم
خداداد تھا مُتَاَدِّبَۃٌ بِاٰدَابِ اَھْلِبَیْتِ الرِّسَالَۃِ وَلَمْ یَکُنْ بَعْدَ اُمِّہَا فِی نِسَاءِ
اَھْلِبَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَحَدٌ اَوْرَعَ وَاَتْقٰی وَعَمَّتِنَا جناب زینب خوگرفتہ اونہین اخلاق اور
آداب کی تھین جو اہلبیت رسالت کی آداب اور اخلاق ہین اور بعد اپنی ماکے اوس جناب
زیادہ کوئی با احتیاط اور با استعار نہین اور زیادہ وہ عالم تہہا وَقَدْ عَلَّمَہَا عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ
عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کُلَّ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ مِنْ اُمُوْرٍ وَقَعَتْ لِھٰؤُلَاءِ الْکِرَامِ اور جناب امیر
اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام نے سب باتین حضرت زینب کو تعلیم
کردی تھین جنکی احتیاج ان بزرگوارون کو تھی اور وہ امور متعلق ان
بزرگوارون سکے تھی بَلْ مَنْ تَتَبَّعَ بِاٰثَارِہَا فَاِنَّہٗ یُوْشِکُ اَنْ یَعْتَقِدَ بِھَا
کَاَنَّہَا حُجَّۃٌ مِنْ حُجَجِ اللّٰہِ وَلَا نَعْنِیْ بِالْحُجَّۃِ الْاِمَامَ الْمُفْتَرَضَ بِالطَّاعَۃِ
بلکہ جو شخص حالات جناب زینب کو بخوبی تلاش کرکے کتب مین دیکھے
قریب ہے کہ اوسکا اعتقاد اونکے نسبت یہی ہوگا کہ جناب زینب بھی
ایک حجت اور دلیل تھین حجتہاے الٰہی مین سے اور میری مراد حجت سے
اس مقام پر امام واجب الطاعت نہین ہے بَلِ الدَّلِیْلُ الدَّالُ عَلٰی کَرَامَۃِ
نَبِیِّنَا بلکہ مراد ہماری حجت سے ایک دلیل ہے جو دلالت کرنیوالی ہے

کرامت پر ہمارے نبی کے جنکے یہہ نواسے ہین فان من بعض ماثرھا ما
یُدْهِشُ العقولَ ویترک فی الحیرۃ اوھام الفحول اسلئے بعض حالات
جناب زینب کی ایسی ہین جنکے سننے سے عقل مین خیرگی پیدا ہوتی ہے اور
بڑے بڑے علما کی عقلون کو تحیر پیدا ہوتا ہے فکیف یحق بنا الموالین لاھل
البیت ان نظن الظن السوء من فقد الصبر والتقول بکلمات لا یجوز ان
یتفوہ بہا من لہ ادنی معرفۃ بشرائع الاسلام پس کیونکر سزاوار ہم پیروان
اہلبیت کو کہ ہم بدگمانی کرین کہ جناب زینب بے صبر تھین اور وہ کلمات
کہتے تھین جنکا زبان پر لانا اونکو بھی جایز نہین ہے جسکو تھوڑی سی معرفت
احکام شریعت سے ہو اَوَما سمعت قول ابن عباس حین استشارہ الحسین
انہ قال وان عزمت جازماً فلا تفجعنی معک بنساءک کیا تم نے قول ابن
عباس کا نہین سنا ہے جب وہ مشورہ کرتے تھے امام حسین سے اور
اخیر مین اونہون نے کہا کہ اگر آپ کا عراق جانیکا ارادہ پختہ ہو گیا ہے
تو پھر ان عورتون کو ہمراہ اپنے نہ لیجائیے قال ابن عباس فسمعت صوت
کریمۃ من وراء الستر تقول لی یا سبحان اللہ انت تشیر سیدنا وامامنا
ان یترکنا فی المدینۃ وھو یسیر بین الاعداء ابن عباس کہتے ہین
کہ مین نے ایک بزرگ عورت کی آواز پردہ کے پیچھے سے سنی جو مجھسے کہتی تھین
کہ سبحان اللہ ابن عباس خوب تم مشورہ دیتے ہو ہمارے سردار اور
امام کو کہ ہمکو مدینہ مین چھوڑ جائین اور خود دشمنون مین جا کر گرفتار ہون
لا یکون ذلک ابداً اوکیف نخلی عنہ وھو الکافل لنا فی جل الامور
یہہ کبھی نہین ہو گا اور کیونکر ہم اونکو چھوڑین یہی تو ہمارے سرپرست ہین
کل امور مین قال ابن عباس فعرفت انہا کانت زینب بنت علی ابن عباس
کہتے ہین اس کلام کے طرز اور انداز سے مین نے پہچان لیا کہ یہہ زینب ہین
دختر امیر المومنین قلت وانما قالت زینبۃ ذلک ولم تقل غیرھا من نساء

اَهْلِ الْبَيْتِ لِاَنَّهَا كَانَتْ مُوْصَاةً بِهَا مِنْ اُمِّهَا وَاَبِيْهَا وَاَخِيْهَا بِذٰلِكَ
مین کہتا ہون کہ حضرت زینبؑ نے یہہ بات کہی اور کسی کو زنان اہلبیت
مین سے اسکی جرات نہوئی اسکا سبب یہی ہے کہ وہ جناب وصیت کی گئی
تہین اپنے مان اور باپ اور بہائی کے زبان سے کربلا مین حضرت امام
حسینؑ کیساتہہ جانیکی وَاَيْضًا لَمْ تَكُنْ فِيْهِنَّ اَحَدٌ اَلْمَعَ سِنًّا مِنْهَا فَتَكُوْنُ
مُطَاعَةً مُوَقَّرَةً مُكَرَّمَةً مِنْهُنَّ اور یہہ بہی سبب ہے کہ اون سے زیادہ عمر
بہی کوئی اور نہ تہا اسی وجہہ سے اور سب عورتین انکی اطاعت مین تہین
اور انکی توقیر اون سب مین زیادہ تہی وَسُكُوْتُ الْاِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ
قَوْلِهَا دَلِيْلٌ عَلٰى مَا قُلْنَاهُ اور چپ رہجانا جناب امام حسینؑ کا بعد اس گفتگو
کے جو حضرت زینبؑ نے فرمائی تہی اسی بات پر دلیل ہے جو ہمنے بیان
کی ہے وَلَمْ اَرَ فِيْ رِوَايَةٍ شَاذَّةٍ اَيْضًا اَنَّ الْحُسَيْنَ اَمَرَهَا بِتَرْكِ الْمَسِيْرِ
مَعَهُ مین نے کسی شاذ روایت مین بہی نہین دیکہا کہ جناب امام حسینؑ نے
حضرت زینبؑ کو اپنے ساتہہ چلنے کو منع کیا ہے وَكَيْفَ يَاْمُرُهَا بِذٰلِكَ
وَقَدْ كَانَ اللّٰهُ تَعَ اَرَادَ اَنْ يُّظْهِرَ عَلٰى يَدِهَا مِنَ الْاٰيَاتِ الْبَيِّنَاتِ وَعَلٰى لِسَانِهَا
مِنَ الْخُطَبِ الْجَلِيْلَةِ وَالْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ الَّتِيْ نَذْكُرُهَا فِيْمَا بَعْدُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَ
اور کیونکر منع کرتے جناب امام حسینؑ حضرت زینبؑ کو حالانکہ ارادہ خدا
یہہ تہا کہ جناب زینبؑ کے ہاتہہ پر کہلی ہوئی نشانیان حقیت دین کی
ظاہر کرے اور زبان پر اوس جناب کے بڑی بڑی خطبی اور وہ باتین
جنسے پوری ہدایت ہوتی ہی جاری کرے جنکو ہم اب ذکر کرینگے وَاَمَّا
سَبَبُ حَمْلِ الْحُسَيْنِ حَرَمَهُ وَعِيَالَهُ مَعَهُ عَلَى الظَّاهِرِ فَقَدْ قِيْلَ فِيْهِ اُمُوْرٌ
اَحْسَنُهَا مَا قَالَ السَّيِّدُ رح وَهٰذَا لَفْظُهُ لیکن سبب اہل وعیال کیساتہہ
لیجانیکا حضرت امام حسینؑ کو بنا بر ظاہر شریعت کے چند چیزین تہین جو
علمانے بیان کی ہین سب سے بہتر یہہ بات ہے جسکو جناب سیدؒ نے

اسباب ہمراہ بردن زنان
امام حسینؑ در سفر کربلا

ہوف مین لکہا ہے وَمِمَّا یُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ سَبَبًا لِحَمْلِ الْحُسَیْنِ عَ بِحَرَمِہٖ وَعِیَالِہٖ اِنَّہٗ
لَوْ تَرَکَھُنَّ بِالْحِجَازِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْبِلَادِ ممکن ہے کہ یہہ بھی سبب ہو حضرت امام حسینؑ
کو اپنے اہل وعیال سفر عراق مین ہمراہ لیجانیکا کہ اگر اونکو حضرت حجاز مین چہوڑ جاتے یا
اور شہرون مین پہونچا دیتے کَانَ یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ قَدْ اَنْفَذَ لِیَاْخُذَھُنَّ اِلَیْہِ وَیَصْنَعُ
بِھِنَّ مِنَ الْاِسْتِیْصَالِ وَسَیِّئِ الْاَعْمَالِ مَا یَمْنَعُ الْحُسَیْنَ عَ مِنَ الْجِھَادِ وَالشَّھَادَۃِ
اور یزید بن معاویہ کیطرف سے یہہ کہٹکا تہا کہ وہ اون مخدرات کو قید کرکے دمشق مین
طلب کرتا اور اونکے ساتہہ ہتک حرمت سے پیش آتا اور یہہ بات جناب امام حسینؑ کو
اوس خلوص نیت سے منع کرتی جو اس جہاد اور شہادت مین آپ نے فرمائی ہے اور وہیان پہنچا
وَیَمْتَنِعُ عَلَیْہِ بِاَخْذِ یَزِیْدَ لَھُنَّ عَنْ مَقَامَاتِ السَّعَادَۃِ اور ان مخدرات کے مقید ہوجانے
جو بحکم یزید ہوتا حضرت امام حسینؑ اون مدارج سعادت کے پہونچنے سے باز رہجاتے
جنکو اب پہونچے قُلْتُ وَیُصَدِّقُ مَا قَالَہُ السَّیِّدُ اَنَّ اَبِیْ مِخْنَفٍ رَوٰی فِیْ مَقْتَلِہٖ حَیْثُ
قَالَ وَذَکَرَتْ سُکَیْنَۃُ بِنْتُ الْحُسَیْنِ عَ اَنَا لَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ مَا کَانَ مِنْ
اَھْلِبَیْتٍ اَشَدَّ خَوْفًا مِنَّا اَھْلِبَیْتِ رَسُوْلِ اللہِ مین کہتا ہون کہ جناب سید کے
قول کی تصدیق اس سے بہی ہوتی ہے جو ابو مخنف نے جناب سکینہ سے روایت کی ہے
جناب سکینہ فرماتی ہین جسوقت ہم مدینہ سے نکلے کسی کی اہلبیت دنیا مین اوسوقت
ہم اہلبیت رسول اللہ سے زیادہ تر خوف زدہ نہو نگی وَمَا قَالَتْ سُکَیْنَۃُ لَیْسَ ذٰلِکَ
مِنْ صِغَرِ سِنِّھَا بَلْ ھِیَ فِی الشُّعُوْرِ وَالْخُبْرِ بِمَثَابَۃٍ قَدْ رُوِیَتْ عَنْھَا الْخُطَبُ الْبَلِیْغَۃُ
وَالْاِشَارَاتُ اللَّطِیْفَۃُ کَمَا نَذْکُرُھَا فِیْ مَآثِرِھَا اِنْشَاءَ اللہُ تعالیٰ اور یہہ بہی
جاننا چاہئے کہ جناب سکینہ کا یہہ کلام چہوٹپنے کے راہ سے نتہا جس طرح
نادان بچے ناسمجہی سے کہہ دیتے ہین بلکہ جناب سکینہ صاحب شعور اور
باخبر تہین جنکی خطبے کوفہ اور دمشق کے راہ مین کیسے کیسے منقول ہین اور
کیسے کیسے رمز اور کنایہ فرماتی تہین جنکو ہم باب حالات سکینہ مین انشاء اللہ
تعالیٰ ذکر کرینگے وَاَیْضًا اِضْرَامُ النَّارِ حَوْلَ الْخَنْدَقِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ

الحُسَینُ کَانَ اَشَدَّ اِهتِمَامًا بِالحِفظِ نِسَائِهٖ مِن اَن یَنَالَهُنَّ سُوءٌ فِی حَیٰوتِهٖ اور یہہ بھی جناب سیّد کے کلام کی تصدیق کرنیوالی بات ہے کہ آگ خندق مین شب عاشور جلا دینی پوری دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ اوس جناب کو مخدرات کی حفظ ا کا بڑا خیال تہا اور نہین چاہتے تہے کہ اپنے زندگی مین کوئی بات ہتک حرمت کی اہلبیت کو پہونچے بچون کا پیاس سے تڑپنا جو آگ کی حرارت سے اور بڑہ گیا تہا یہہ آپ نے گوارا کیا اور اہلبیت کی حفاظت حد کو درجہ پر پہونچائی اَمَا سَمِعتَ مِن خَدِیعَةِ شِمرٍ یَومَ عَاشُورَا لَمَّا نَزَلَ الحُسَینُ الفُرَاتَ وَهَمَّ اَن یَشرَبَ المَاءَ کیا تمنے وہ مکاری شمر کی نہین سنی ہے جو شمر ملعون نے بروز عاشور کی ہے جبوقت جناب امام حسینؑ لشکر عمر سعد کو بہگا کر فرات مین داخل ہوئے اور ارادہ یہہ کیا کہ پانی پئین بلکہ پانی چلو مین بہر لیا تہا فَنَادیٰ الشِّمرُ یَا حُسَینُ اَنتَ تَشرَبُ المَاءَ وَقَد هُتِکَ حَرِیمُکَ شمر نے براہ مکاری پکار کر کہا کہ اے حسین یہان تم پانی پی رہے ہو اور خیمہ مین اہلبیت کے دشمن پہونچ گئے فَاضطَرَبَ الحُسَینُ وَرَمیٰ المَاءَ عَن کَفِّهٖ وَرَجَعَ عَطشَانًا اِلَی الفُسطَاطِ فَوَجَدَهٗ سَالِمًا دل حضرت کا تڑپ گیا اور پانی چلو سے پہینک دیا اور فورًا اسطرف خیمہ گاہ کے تشریف لائے دیکہا کہ خیمہ صحیح وسالم ہے یہہ سب باتین تائید قول جناب سیّد کیواسطے ہمنے لکہی ہین وَهٰذَا مَا ذَکَرَهُ السَّیِّدُ مِنَ السَّبَبِ فَاِنَّهٗ بِنَاءٌ عَلَی الظَّاهِرِ یہہ جو کچہہ جناب سیّد نے بیان فرمایا اور ہمنے اوسکے تائید مین جو کچہہ ذکر کیا بنا اسکی امور ظاہری شریعت پر ہے وَاَمَّا بِحَسَبِ البَاطِنِ وَبِالشَّاْنِ الَّذِی کَانَ الحُسَینُ فِیهِ کَمَا اَخبَرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ وَمَا اَنزَلَ اللّٰهُ تَعَ فِی قَولِهٖ وَلَنَبلُوَنَّکُم بِشَیءٍ مِنَ الخَوفِ لیکن بحسب باطن اور بنظر اوس شان خاص کے جسمین حضرت امام حسین تہے اور جو خبر آپ کو جناب رسالتمآب نے دی تہی اور جو کچہہ خداوند عالم نے انکے شان مین نازل فرمایا تہا کہ ہم تملوگون کا امتحان خوف عظیم سے لینگے فَاِنَّهٗ لَا بُدَّ اَن یَکُونَ ذٰلِکَ

الخوف الذی قد امتحن اللہ بہ الحسین علیہ السلام فی سفرہ ھذا الی یوم عاشورا
من اشد المخاوف واعظمہا اسلئے کہ ضرور ہے جس خوف سے خدا نے حضرت
امام حسین کا اس سفر مین امتحان لیا تہا روز عاشور تلک وہ بہت بڑا اور عظیم تر
خوف کے اقسام مین ہو فان الرجل الغیور والمتاہل قد یعلم یقینا ان حمل
النساء فی السفر ولاسیما فی مثل السفر کیف یکون مبلغہ من الخوف
والاضطراب اسلئے کہ غیرتدار آدمی جو پابند اہل وعیال کا ہو یقینا جانتا ہے
کہ عورتونکا سفر مین لیجانا خصوصا ایسے سفر مین کسقدر خوف اور اضطراب کا سامنا
اوسکو ہوتا ہے اور کوچ اور مقام مین کیسی کیسی اوسے تشویش گذرتی ہے ولعل ذلک
مما لا یشک فیہ احد ممن لہ ادنی مسکۃ وھو غیور اور شاید کہ یہہ ایسی بات ہے
جسمین کوئی صاحب تمیز آدمی شک نہین کرسکتا ہے بشرطیکہ غیرتدار بہی ہو ثم لما کانت
زینب علیہا السلام اعرف النساء التی سرن مع الحسین فی ذلک السفر فہی
تکون فی اشد کآبۃ وحزن لا محالۃ پہر چونکہ جناب زینب سب عورتونمین جو حضرت کے
ہمراہ اس سفر مین آئی تہین زیادہ ترشناسا تہین اون امور کی جو اس سفر مین
اسی قسم کی گذرنیوالی تہی پس ضرور ہے کہ حضرت زینب کو حزن وملال کی
بہی شدت سب سے زیادہ ہو گی وبذلک یتم ذلک البلاء والصبر علیہ کما صبر
الحسین وابلی بلاء احسنا اور اسی باتین پورا امتحان جو آیہ مین مذکور ہوا ہو گیا اور
اور صبر حضرت امام حسین کا اور رضا بہ اس بلا پر راضی رہنا بہی ثابت ہو گیا وایضا من
الاسباب الداعیۃ ان النساء ما اکتسبن من السعادات والمفاخر فی تلک الواقعۃ
لم یکن حصولہا الا لکونہن مع الحسین فی سفرہ ھذا ایضا منجملہ اسباب الحرم کو
ہمراہ لیجانیکی یہہ بہی سبب تہا کہ مخدرات عصمت نے جو سعادتین اور فخر اس واقعہ مین حاصل
کین اونکا حاصل ہونا بدون اسکی نہین ہوسکتا تہا کہ وہ شہزادیان اس سفر مین ہمراہ جناب
امام حسین کے ہون والی الی یومی ھذا ما عثرت علی روایۃ تما اعتمد علیہ من حالات
زینب صلوات اللہ علیہا من یوم الخروج عن المدینۃ الی یوم رجوعہا الیہا

اِلَّا مَا فِیْهَا مِنَ الْاِضْطِرَابِ مَا الْاَمْرِ یَدُ عَلَیْهِ اور مین نے آجتک مین تک کسی روایت کو ایسا
نہین پایا ہے اون روایتون مین سے جو قابل اعتماد کے میرے نزدیک ہین اور حالات جناب
زینبؑ پر شامل ہین از روز روانگی مدینہ تا روزیکہ وہ معظمہ پہر مدینہ مین واپس آئین مگر یہہ
کہ صبر اور شکیبائی حضرت زینبؑ کی اون روایتون سے اسقدر ثابت ہوتی ہے کہ اوس سے زیادہ کیا کوئی صبر
کر سکتا ہے نَعَمْ قَدِ اضْطَرَبَ قَلْبُهَا فِیْ مَوَاضِعَ عَدِیْدَۃٍ فَلَمْ تَتَمَالَکْ مِنَ الْبُکَاءِ وَالْجَزَعِ ہان چند
مقامات ایسے بہی گذرے ہین کہ جناب زینبؑ کا اضطراب بنظر بعض اسباب مخصوصہ کے بڑہ گیا تہا
اوسوقت صبر کی طاقت باقی نہین رہی تہی اور بیخود ہو کر روئی ہین فَاَوَّلُ مَا رُوِیَ عَنْهَا
یَوْمَ خُرُوْجِهَا عَنْ مَکَّۃَ کَمَا مَرَّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ پہلا تو وہی دن ہے کہ جناب امام حسینؑ نے
مکہ سے سفر کیا ہے اور ابن عباس نے الحرم کے چہوڑ جانیکا مشورہ دیا ہے اور بعض روایتون
سے یہہ کیفیت اوس دنکی وارد ہوئی ہے جسدن حضرت مدینہ سے روانہ ہوئے ہین اوسوقت جناب
زینبؑ بیتاب ہو کر روئی ہین کہ ایسا نہو کہ میرے بہائی مجکو یہان چہوڑ جائین وَالثَّانِیْ
هُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ یُعَدُّ اَوَّلَ الْاَیَّامِ مِنْ اَیَّامِ الْمُصِیْبَۃِ وَقَدْ لَقِیَ الْحُسَیْنُ عَ الْحُرَّ مَعَ عَسْکَرِہٖ
فِی الْقَادِسِیَّۃِ اور دوسرا وہ دن ہے کہ جو پہلا دن مصیبت کا حضرت امام حسینؑ کے
ایام مصائب مین گنا جاتا ہے جسدن کہ حُرؑ نے مع لشکر کے جناب امام حسینؑ سے
ملاقات کی اور اسکو ہم نے باب ملاقات حر مین لکہدیا ہے کہ اوس دن اہلبیت
اطہار پر رعب اور خوف زیادہ طاری ہوا تہا وَاَمَّا بُکَاءُهَا فِیْ یَوْمِ وُرُوْدِ
الْحُسَیْنِ فِیْ مَنْزِلِ خُزَیْمَۃَ وَقَدْ اَتَاہُ خَبَرُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ رح اَنَّهٗ قَدْ قُتِلَ
فَاِنَّمَا کَانَ بُکَاءُ زَیْنَبَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ لِاَنَّهَا کَانَتْ مَامُوْرَۃً بِهَتْفِ
الْهَاتِفِ عَلَی الْبُکَاءِ کَمَا ذَکَرْنَاہُ فِیْ ذٰلِکَ الْبَابِ لیکن رونا
جناب زینبؑ کا بروز پہونچنے خبر شہادت مسلمؑ کی منزل خزیمہ پر
اوسکا سبب یہہ تہا کہ ہاتف غیبی نے بحکم خدا جناب زینب کا سوگوار
ہونا اور عزاداری حضرت مسلم رح کی کرنی انہین سے متعلق کی تہی
ثُمَّ لَمْ اَعْثُرْ عَلٰی اَمْرٍ وَلَمْ اَطَّلِعْ عَلٰی رِوَایَۃٍ مِنْ حَالَاتِهَا

اَلْاَمَالِیْ مِنْ حَالَاتِ وُرُوْدِ الْحُسَیْنِ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَاءَ وَسَنَذْکُرُہٗ سوا ے
ان تین روایتون کے اور کوئی روایت حالات سفر مین مین نے حضرت زینب
کی نہین دیکہی ہے اور ایک وہ روایت ہے کہ جسدن آپ کربلا مین داخل ہو
مین اوسدن کی بیتابی جناب زینب کی ایسی تہی جسکی سننے سے جگر شق
ہوتا ہے کسیقدر اسکو مین نے اوس باب مین بھی بیان کیا ہی اور اب بہی بیان کرتا ہون

باب بعض حالات جناب زینبؑ کی بروز داخلہ کربلا اور شرح اوس حدیث کی جو ان معظمہ کی بیتابیکے نسبت وارد ہی اور بیان اون رموز اور اسرار کا جو اس روایت مین ہین تفصیل تمام

اِنَّ الْحُسَیْنَ اَکْثَرَ مَاکَانَ یُخَاطِبُ فِیْ سَفَرِہٖ ھٰذَا اِمْرَأَ النِّسَاءِ فَاِنَّمَا یُخَاطِبُ بِہٖ اُخْتَہٗ
زَیْنَبَ جناب امام حسین اپنے اس سفر مین اکثر جو کچھ ارشاد فرماتے تہے عورتون سے
تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپکا خطاب جناب زینب کیطرف ہوتا تھا جو آپکی بہن تہین
لِاَنَّھَا کَانَتْ اَعْرَفُھُنَّ وَاَعْلَمُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِیْ جِئْنَ مَعَہٗ اسلیے کہ جناب زینب
بڑی شناسا تہین اور بہت زیادہ علم انکو تہا ان سب عورتون سے جو آپکے ہمراہ آئی تہین
قَالَ السَّیِّدُ وَاَبُوْ مِخْنَفٍ اَنَّ الْحُسَیْنَ لَمَّا وَصَلَ اِلٰی کَرْبَلَاءَ وَھُوَ الْیَوْمُ الثَّانِیْ مِنَ الْمُحَرَّمِ بِرِوَایَۃِ
السَّیِّدِ وَیَوْمُ الْاَرْبَعَاءِ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ مِخْنَفٍ سید ابن طاوس اور ابو مخنف نے لکہا ہے
کہ جسوقت جناب امام حسین کربلا مین پہونچے اور وہ دوسری تاریخ محرم کی تہی بنا بر روایت
سید ابن طاوس کے اور چہار شنبہ کا دن تہا بروایت ابو مخنف کے فَاَنْشَدَ الْحُسَیْنُؑ
یَقُوْلُ وَیُصْلِحُ سَیْفَہٗ ع یَا دَھْرُ اُفٍّ لَکَ مِنْ خَلِیْلٍ ٭ کَمْ لَکَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِیْلِ
پس جناب امام حسین بعد فراغت کے جملہ امور سے جنکو ہم نے اوس باب خاص
مین بیان کیا ہے جسمین داخلہ کربلا کا ذکر ہے حضرت امام حسین یہہ
اشعار پڑہنے لگے اور اپنی تلوار صاف کرتے جاتے اور کہتے تہے تف ہے

اے زمانہ ناہنجار کیسا برا دوست تو ہے اور صبح و شام کیسی کیسی بیوفائیاں تیری ظاہر
ہوتی ہیں قَالَ السَّیِّدُ سَمِعَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ عَلَیْهَا السَّلَامُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ یَا اَخِی
هٰذَا الْکَلَامُ مِمَّنْ اَیْقَنَ بِالْقَتْلِ جناب سید فرماتے ہیں کہ اشعار پڑھتے ہوئے آپکو حضرت
زینب نے بھی سنا کہنے لگیں کہ اے بھائی یہہ کلام تو اوس شخص کا ہے جو اپنے مارے
جانیکا یقین کرے فَقَالَ نَعَمْ یَا اُخْتَاہُ فَقَالَتْ زَیْنَبُ وَاثُکْلَاہُ یَنْعِی الْحُسَیْنُ
حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے بہن مجھے اپنے مارے جانیکا یقین ہو گیا ہے جناب زینب
کہنے لگیں ہائے افسوس ہمارے تباہی پر حسین اپنے مرنیکی خبر دے رہے ہیں قُلْتُ
وَفِی هٰذِهِ الرِّوَایَةِ لَمْ یُرْوَ مِنْ زَیْنَبَ سِوٰی قَوْلِهَا وَاثُکْلَاہُ وَهِیَ تُرِیْدُ فَقْدَ
حَبِیْبِهِ وَاَخِیْهِ میں کہتا ہوں اس روایت میں جناب زینب سے اور کچھ نہیں وارد
سوائے لفظ واثکلاہ کے اور مراد حضرت زینب کی اس سے یہی ہے کہ اپنے
پیارے اور عزیز بھائی کے دنیا سے جانے پر فریاد کرتی ہیں ثُمَّ قَالَ السَّیِّدُ
فَبَکَی النِّسْوَةُ وَلَطَمْنَ الْخُدُوْدَ وَشَقَقْنَ الْجُیُوْبَ قُلْتُ وَلَعَلَّ الْمُرَادَ مِنَ
النِّسْوَةِ غَیْرُ زَیْنَبَ پھر جناب سید رح نے کہا کہ عورتیں سب رو اوٹھیں اور
منہہ پر طمانچے مارنے لگیں اور کپڑے پھاڑ ڈالے میں کہتا ہوں کہ شاید مراد
عورتوں سے سوائے زینب کی اور مخدرات سے ہو اسلئے کہ اونکا حال تو اوپر کے
فقرہ میں گذر چکا ثُمَّ قَالَ السَّیِّدُ وَجَعَلَتْ اُمُّ کُلْثُوْمَ تُنَادِیْ وَا مُحَمَّدَاہُ
وَا عَلِیَّاہُ وَا اُمَّاہُ وَا اَخِیْ وَا حُسَیْنَاہُ وَاضَیْعَتَنَا بَعْدَكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ پھر جناب
سید کہتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم نے باواز بلند پکار فریاد کی اے نانا محمد مصطفی
اور علی مرتضی اے فاطمہ زہرا اے بھائی حسن اے بھائی حسین ہائے افسوس
ہم کس تباہی میں پڑینگے بعد آپ کی شہادت کے یا ابا عبد اللہ فَعَزَّاهَا الْحُسَیْنُ
وَقَالَ یَا اُخْتَاہُ تَعَزِّیْ بِعَزَاءِ اللّٰهِ جناب امام حسین نے اونکی تشفی کی اور فرمایا
کہ اے بہن صبر کرو بے صبری چھوڑ دو فَاِنَّ سُکَّانَ السَّمٰوٰتِ یَفْنُوْنَ وَ
اَهْلَ الْاَرْضِ کُلُّهُمْ یَمُوْتُوْنَ وَجَمِیْعَ الْبَرِیَّةِ یَهْلِکُوْنَ اسلئے کہ

آسمان کی خلقت سب فنا ہو جائیگی زمین کے رہنے والے سب مرجائینگے اور تمامی خلقت
خدا فنا ہو جائیگی ثم قال ع یا اُختاہ یا اُمّ کلثوم وانتِ یا زینبُ وانتِ یا فاطمہ و
انتِ یا ربابُ انظرن اذا انا قُتِلتُ فلا تشققن علیّ جیباً ولا تخمشن علیّ وجھاً
ولا تقلن ھُجراً یہہ حضرت نے فرمایا کہ اے میری بہن اے ام کلثوم اور تم بھی اے
زینب اور تم بہی اے فاطمہ اور تم بھی اے رباب دیکھو اس بات کا خیال رہے کہ جسوقت میں
شہید ہو جاؤن میری ماتم مین کپڑے نہ پھاڑنا اور خفیف خراش سے بھی چہرہ کو خراشیدہ
کرنا جس خراش کا اثر واجب نہیں ہوتا ہے مطلب یہہ ہے کہ بالکل چہرہ خراشیدہ نہونے
پائے اور بین کرنے مین وہ بیہودہ باتین جو عام عورتین کہا کرتی ہین تم نہ کہنا وفی روایۃ اخری
رواھا السیّد مقطوعۃ السند وابو مخنف اسندھا الی علی بن الحسین لکن ما رواہ
السیّد ھو الالیق بشان تلک الطاھرۃ سلام اللہ علیھا اور ایک اور روایت مین
جسکو جناب سیّد نے بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے اور ابو مخنف نے اوسکا سلسلہ جناب سید الساجدین تک
پہونچایا ہے مگر جن الفاظ سے اوس روایت کو جناب سید ابن طاؤسؒ نے ذکر کیا ہے وہی
لائق اور مناسب ہے عظمت شان جناب زینبؑ کی وما فی روایۃ ابی مخنف والکان
موثوق علیھا ایضاً ولکنہ لا یعجبنی لما لم یرض السیّد ایضاً بھا اور وہ
الفاظ کہ روایت ابو مخنف مین ہین اگرچہ ابو مخنف بہی قابل اعتماد ہے مگر مجھکو اچھے نہین معلوم ہوتے ہین
بخلاف شان جناب زینب کے وہ الفاظ ہین چنانچہ جناب سید نے بھی اونکا نسبت دینا اہل معظمہ
کی طرف پسند نہین کیا ولفظ السیّد ھکذا ان زینب لما سمعت الابیات وکانت فی
موضع منفردۃ عنہ مع النساء والبنات خرجت حاسرۃ تجرّ ثوبھا اور عبارت
جناب سید کی یہہ ہے حضرت زینبؑ نے جسوقت اپنے بھائی کو وہ اشعار پڑھتے سنا اور جدا کسی
مقام مین ہمراہ عورتون اور لڑکیون کے بیٹھی ہوئی تھین بیساختہ برہنہ سر دوڑین اور کپڑے
زمین مین لٹکتے جاتے تھے حتی وقفت علیہ وقالت واثکلاہ لیت الموت اعدمنی
الحیوۃ الیوم ماتت اُمّی فاطمۃ وابی علیٌّ واخی الحسن یا خلیفۃ الماضین
وثمال الباقین تا اینکہ حضرت امام حسینؑ کے پاس پہونچکر کھڑی ہوئین اور کہنے لگین

فریاد ہمارے بیکسی پر کاش آج مجھے موت آئی ہوتی آج موجود نہین ہین اور مر چکے ہین میری
مان فاطمہ زہرا یعنی اگر ہوتین تو کیسی بیقرار ہوتین اور کیسا اونکا حال تباہ ہوجاتا اور
میرے باپ علی مرتضیٰ اور میرے بہائی حسن بھی زندہ نہین ہین جو اس مصیبت کو دیکھتے ایک تو یہہ
اس فقرہ کی معنی اور دوسری معنی یہہ ہین کہ آپکی شہادت ایسی ہے کہ جیسے یہہ سب بزرگ
آج دنیا سے اوٹہہ گئے اے یادگار اون بزرگونکے جو گذر چکے اور مر چکے اور اے سرپرست ہمارے
جو بیکس اور مصیبت زدہ ہین آپ اپنی شہادت کی خبر ہمکو نہ سنائے وَاَبُوْ مِخْنَفٍ رَوَاہُ عَنْ عَلِیِّ
الْحُسَیْنِ ھٰکَذَا قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ فَجَعَلَ اَبِیْ یُرَدِّدُ ھٰذِہِ الْاَبْیَاتِ فَحَفِظْتُھَا وَخَنَقَتْنِی
الْعَبْرَۃُ السُّکُوْنَ حَسْبَ طَاقَتِیْ ابو مخنف جناب سید الساجدین سے اس روایت کو یون بیان کرتے جناب سید الساجدین
ہین کہ میرے پدر بزرگوار ان ابیات کو بار بار پڑہ رہے تھے اسقدر کہ مکرر پڑہا کہ مجھے بھی یاد ہوگئے
گریہ گلوگیر مجھکو عارض ہوا اور جسقدر میری طاقت نے وفا کی مین چپ رہا اور چلا کر نہین رویا
عَمَّتِیْ زَیْنَبُ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِکَ خَنَقَتْھَا الْعَبْرَۃُ وَکَانَتْ ضَعِیْفَۃَ الْقَلْبِ لیکن میری
پہوپہی زینب نے جب حضرت کو یہہ ابیات پڑہتے سنا گریہ گلوگیر اونکو عارض ہوا یہانتک
کہ آواز بند ہوگئی اور دل اونکا بہت ضعیف تہا قُلْتُ وَزَادَ بَعْضُ الرُّوَاۃِ
مِنْ شَانِ النِّسَاءِ رِقَّۃُ الْقَلْبِ وَاِنِّیْ سَاُبَیِّنُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ فِیْمَا بَعْدُ
اَنَّ زَیْنَبَ کَیْفَ کَانَتْ ضَعِیْفَۃَ الْقَلْبِ اَوْ رَقِیْقَۃَ الْقَلْبِ مین کہتا
کہ بعض راویون نے ایک لفظ یہہ بھی زیادہ کردی ہے کہ عورتونکی شان سے یہہ
ہے کہ نرم دل ہوتے ہین اور مین اب بیان کرتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ کہ جناب زینب
جناب سید الساجدین نے کس راہ سے ضعیف القلب اور نرم دل فرمایا ہے انکا
اون عورتونمین نہین ہے جو ضعیف القلب ہوتی ہین فَاِنْ صَحَّتِ الرِّوَایَۃُ عَنْ
سَیِّدِنَا السَّجَّادِ فَنَقُوْلُ اِنَّ الْحَدِیْثَ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا
یہہ روایت صحیح ہے کہ جناب سید الساجدین نے حضرت زینب کو ضعیف
فرمایا پس ہم کہتے ہین کہ حدیث کا یہہ حال ہے کہ ایک فقرہ اور جملہ حدیث
دوسرے کی خود تفسیر کر دیتا ہے فَاِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ لَمَّا قَالَ اِنِّیْ رُمْتُ السُّکُوْنَ

حَسْبَ طَاقَتِی وَمَعْلُومٌ اَنَّ طَاقَتَهٗ وَصَبْرَهٗ اَعْلٰی مِنْ کُلِّ فَرْدٍ مِنَ الْمَوْجُوْدِیْنَ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ سِوٰی اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ اور چونکہ جناب سید الساجدینؑ نے اپنے نسبت یہہ فرمایا ہے کہ مین نے بقدر اپنے طاقت کے سکوت اختیار کیا اور چپ رہا اور یقینًا معلوم ہے کہ اوس جناب کی طاقت اور آپ کا صبر زیادہ اور برتر ہے تمام موجودین کی طاقت اور صبر کی سے جو اوسوقت دنیا مین موجود تھے سوائے حضرت امام حسینؑ کے وَبِذٰلِکَ الْاِضَافَةِ لَا تَکُوْنُ زَیْنَبُ الْکُبْرٰی ضَعِیْفَةَ الْقَلْبِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی سَیِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ لَا اَنَّهَا کَانَتْ ضَعِیْفَةَ الْقَلْبِ کَغَیْرِهَا مِنَ النِّسَاءِ اب اس نظر سے بیشک جناب زینبؑ ضعیف القلب ہونگی بہ نسبت جناب سید الساجدینؑ کے نہ اینکہ جناب زینبؑ مثل اور عورتونکے ضعیف القلب تھین وَلْنَعُدْ اِلٰی ذِکْرِ الرِّوَایَةِ اَعْنِیْ لَمَّا تَمَّ کَلَامُ الطَّاهِرَةِ عَلٰی قَوْلِهَا یَا ثِمَالَ الْبَاقِیْنَ قَالَ السَّیِّدُ فَنَظَرَ اِلَیْهَا الْحُسَیْنُ فَقَالَ یَا اُخْتَاهُ لَا یَذْهَبَنَّ حِلْمُکِ اب ہم بقیہ روایت کیطرف رجوع کرتے مین یعنی جسوقت حضرت زینبؑ کہہ چکین کہ اے خبرگیران ہم باقیماندہ بیکسونکے سید ابن طاوس فرماتے ہین کہ جناب امام حسینؑ نے اونکے طرف دیکھہ کر ارشاد کیا اے بہن زینبؑ دیکھو عقل تمہاری نہ زایل ہوجائے اتنی بے صبر نہو وَاَبُوْ مِخْنَفٍ رَوٰی فِیْ ذٰلِکَ الْمَثَلَ السَّائِرَ بَیْنَ الْعَرَبِ فَقَالَ لَا یَذْهَبَنَّ بِحِلْمِکِ الشَّیْطَانُ وَمَا رَوَی السَّیِّدُ هُوَ الْمُنَاسِبُ بِشَاْنِهَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا اور ابومخنف نے اسمقام پر وہ مثل لکھدی ہے جو عرب مین بولی جاتی ہے جسکی معنی یہہ ہین کہ شیطان تمہاری عقل پر غالب نہ آجائے اور جو لفظ جناب سیدؒ کی روایت مین ہے وہی مناسب ہے شان جناب زینبؑ سے وَلَعَلَّ الْحُسَیْنَ اَرَادَ بِقَوْلِهٖ لَا یَذْهَبَنَّ حِلْمُکِ اَنَّ حِلْمَهَا وَعِلْمَهَا فِیْ اَعْلَی الْمَرَاتِبِ وَاَرْفَعِهَا فَاِنَّهَا کَانَتْ تَعْلَمُ کُلَّمَا یُصَابُ بِهٖ اَخُوْهَا شاید کہ جناب امام حسینؑ نے یہہ جو فرمایا کہ دیکھو تمہاری عقل زائل نہوجائے اسکا یہہ مطلب ہے کہ عقل اوس معظمہ کی اور علم اونکا اعلیٰ مراتب مین تہا اسلئے کہ جناب زینبؑ سب باتین جانتی تھین جو کچھہ از قسم مصیبت اونکے بھائی پر گذرنیوالی تھی فَکَیْفَ تَجْزَعُ وَلَا تَصْبِرُ

بما قد بان لها من اثار امر لسان جدها وامها وابيها واخيها ولهذا
رجعت صلوات الله عليها الى حلمها وما علمته بعد ما قال
اخوها فسئلت عما كان يشير اليه في الابيات اسی وجہہ سے حضرت زینب نے
اپنے عقل اور علم کے طرف رجوع کیا بعد اوسکے کہ حضرت امام حسین نے
اون سے یہہ فرمایا تھا اب پوچھنے لگین جناب زینب اون باتون کو جنکے طرف
حضرت امام حسین اون ابیات مین اشارہ کر رہے تھے فسئلت استقتل
نفسي لك الفداء فردعته وترقرقت عيناه بالدموع ثم قال
لو ترك القطا ليلا لنام کہنے لگین حضرت زینب کیا اب بہت جلد شہید ہو جاینگے
میری جان آپ پر فدا ہو جاے حضرت امام حسین نے رقت اپنی تھام کر فرمایا
اور آنسو آپ کے آنکھون مین بھر آئے تھے پھر آپنے کہا اگر قطا چھوڑ دیا جاتا
اور شب کو نہ ستایا جاتا تو رات کو آرام سے سوتا فقالت يا ويلتاه افتغتصب
نفسك اغتصابا اي تتغافل بهلاك نفسك وتخبرني بموتك
عاجلا وفي تلك الحالة من فقدان الناصر والمعين پس جناب زینب
کہنے لگین ہاے غضب آپ اپنے تئین مرنیکی خبر سناتے ہین یعنی آپ کی باتونسے یہہ
پیدا ہے کہ بہت جلد آپ ایسی حالت مین شہید ہو جاینگے کہ معین اور مددگار آپکا
کوئی نہوگا ولعلها صلوات الله عليها فهمت من قوله انه يقتل وحيدا
ويرخص الاصحاب واهل بيته كلهم ويردهن الى المدينة
فلا تكون مصابة ولا تكون ماجورة فلذلك قالت يا ويلتاه
شاید کہ جناب زینب حضرت کے کلام کی معنی یہہ سمجھین کہ اب آپ کو منظور ہے
تنہا شہید ہو جائین اور اصحاب اور اہلبیت کو رخصت کر دینگے اور اہل حرم کو مدینہ
بھیجدینگے پس جو مصیبتین ہمکو اوٹھانی ہین اونکے اوٹھانے مین ہماری شرکت نہوگی
اور وہ اجر و ثواب جو ہمارے واسطے مقرر ہے ہمکو نہ ملیگا اسی واسطے اسوقت
حضرت زینب نے ویلتاہ کی لفظ زبان سے ارشاد فرمائی اور سواے استفہام کے

اور جتنے مرثئے یا خطبے یا نوحے جناب زینبؑ سے منقول ہین اونمین لفظ ویل کی
حضرت زینبؑ کی زبان سے میری نظر سے نہین گذرتی ہے وَاَمَّا مَا یُقَالُ
اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ نَهَی النِّسَاءَ بِقَوْلِهٖ وَلَا تَقُلْنَ هُمَا ٢ وَهُوَ یَشْمَلُ الْوَیْلَ
اَیْضًا لِاَنَّ الْوَیْلَ اِنَّمَا یُقَالُ لِلْاَعْدَاءِ لیکن یہہ جو بعض نافہم
کہتے ہین کہ حضرت امام حسینؑ نے جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ وغیرہ کو منع فرمایا
تہا کہ تم ایسی بین نکرو جو عام عورتین کرتی ہین اور یہہ فرمانا آپ کا واویلا کو
بہی شامل ہے اسلئے کہ ویل دشمنون کیواسطے کہا جاتا ہے فَاِنَّ الْوَیْلَ
وَادٍ مِنْ جَهَنَّمَ یُعَذَّبُوْنَ فِیْهَا الْكُفَّارُ بِاَشَدِّ الْعَذَابِ كَمَا نَطَقَ
بِهِ الْقُرْاٰنُ الْمَجِیْدُ اسلئے کہ ویل نام اوس وادی جہنم کا جسمین کفار
داخل کئے جاینگے اور بڑا سخت عذاب اون پر ہوگا جس طرح قرآن مجید اسکا
شاہد ہے فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَ کُلَّمَا ذَکَرَ الْوَیْلَ فِی الْقُرْاٰنِ ذَکَرَ هٰؤُلَاءِ کَقَوْلِهٖ
یَا وَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا وَیْلٌ لِلْمُطَفِّفِیْنَ وَیْلٌ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ فَوَیْلٌ لَهُمْ مِمَّا
کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَلَکُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیَاتِ ط
اسواسطے کہ خداوند عالم نے جس جگہ قرآن مین لفظ ویل کو ذکر کیا ہے اونہین
لوگونکے واسطے ذکر کیاہے جن پر عذاب سخت ہوگا جسطرح فرمایا کہ وائے ہو
ہمپر کسنے ہمکو قبر سے اوٹہایا وائے ہو اور ویل ہے واسطے کم تولنے والونکی
اور اسیطرح سے بہتیری آیتین کہ یہہ سب اونہین لوگون کے حق مین وارد ہوئی
ہین جنکا مقام ویل مین ہوگا وَلِذٰلِکَ فَهِمَ هٰذَا الْمُتَرْجِمُ فَقَالَ فِیْ
هٰذَا الْمَقَامِ اِنَّ الْحُسَیْنَ قَالَ لَهَا وَلَا تَقُلْ وَیْلًا فَاِنَّ الْوَیْلَ لِلْاَعْدَاءِ
اسی جہت سے ہجر کے لفظ سے اس مترجم کی سمجھ مین یہہ آیا کہ حضرت نے
ویل کے لفظ کہنے سے منع فرمایا اور اپنی عبارت مین اس شخص نے یہہ کہدیا کہ
ویل نکہو ویل ہمارے دشمنون کیواسطے ہے وَقَدْ یُفِیْدُ هٰذَا الْقَائِلُ اَنَّ الْهُجْرَ
فِی اللُّغَةِ بِمَعْنَی التَّقَوُّلِ بِالْبَاطِلِ وَالْکَلَامِ الْفَاسِدِ وَلَیْسَ لَهٗ دَلَالَةٌ عَلَی الْمَنْعِ عَنْهُ

واضح ہو کہ جو روایت ... ہجر کے لفظ سے ... خاص ... کرویا ہے ١٢
غلام حسنین

اور اس کہنے والیکو یہہ نہ معلوم ہوا کہ زجر کے معنی کلام عرب مین پریشان گوئی کے ہین
ویل کے منع کرنے پر اسکو دلالت نہیں ہے فَاِنْ رَوٰى ذٰلِكَ الْقَائِلُ رِوَايَةَ الْمَنْعِ
مِنَ التَّقَوُّلِ بِالْوَيْلِ فِي النُّدْبَةِ وَلَمْ يَصِلْ اِلَيْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيْثُ فَنَقُوْلُ اگر اس شخص نے
کسی اور روایت مین دیکھا ہے کہ ویل کے لفظ سے بین کرنا منع ہے اور ہم تک وہ حدیث
ابھی نہین پہونچی ہے تو ہم یہہ کہتے ہین اِنَّ زَيْنَبَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا لَمْ تَقُلْ وَيْلَاهُ
بَلْ قَالَتْ يَا وَيْلَتَاهُ وَهٰذَا غَيْرُ ذٰلِكَ کہ جناب زینب نے لفظ ویل نہین ارشاد فرمائی ہے
بلکہ یا ویلتاہ کے لفظ کہی ہے اور یہہ لفظ اور ہے اور ویل اور لفظ ہے دونون مین بڑا فرق ہے
وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى حِكَايَةً عَنِ امْرَأَةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَتْ يَا وَيْلَتٰى ءَاَلِدُ وَاَنَا
عَجُوْزٌ وَهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا خداوند عالم نے قرآن مجید مین بطور حکایت کے زوجہ جناب ابراہیم سے
نقل کیا ہے کہنے لگین وائے ہو مجھپر یا نہایت بدبختی مجھپر ہوگی کہ میرے لڑکا پیدا ہو اور مین
اسقدر بڈھی ہو چکی ہون کہ سن یاس کو پہونچ گئی ہون اور یہہ شوہر میرے بھی نہایت
پیر ضعیف ہوگئے ہین دونون کا سن استقابل نہین ہے کہ لڑکا پیدا ہو فَثَبَتَ مِنْ هٰذَا اَنَّ
لَفْظَةَ يَا وَيْلَتَاهُ يَجُوْزُ التَّقَوُّلُ بِهٖ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ لِلْمُؤْمِنَاتِ بَلْ وَلِاَزْوَاجِ الْاَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَلَا يَشْمَلُهُ النَّهْيُ الْوَارِدُ عَنِ التَّقَوُّلِ بِالْوَيْلِ وَلَوْ وُجِدَ فِيْ
حَدِيْثٍ اٰخَرَ اب اس نظیر قرآن سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ لفظ یا ویلتاہ کی زنان مومنہ کو بلکہ
ازواج انبیا کو بھی کہنی جائز ہے بعض اوقات مین اور اگر کسی حدیث سے لفظ ویل کہنے کی ممانعت
بھی ثابت ہو جائے تو یا ویلتا کے لفظ کو وہ بھی شامل نہو گی وَلَا يَشْمَلُهٗ قَوْلُهٗ وَلَا تَقُلْنَ
هُجْرًا اَيْضًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اور نہ یا ویلتاہ کی ممانعت پر وہ کلام حضرت امام حسین کا
دلالت کرتا ہے جو آپ نے فرمایا کہ پریشان گوئی مثل عوام عورتونکے بین مین نہ کرنا الحمد للہ علی ذلک
اب ہم تتمہ روایت حضرت زینب کو بیان کرتے ہین جب جناب زینب یہہ سمجھین کہ حضرت تنہا شہید
ہو جائینگے اور ہم سب کو مدینہ پہنچا دینگے تب ارشاد کیا فَذٰلِكَ اَقْرَحُ لِقَلْبِيْ وَاَشَدُّ
عَلٰى نَفْسِيْ ثُمَّ لَطَمَتْ وَجْهَهَا وَهَوَتْ اِلٰى جَيْبِهَا وَخَرَّتْ مَغْشِيَّةً عَلَيْهَا اس بات سے میرا دل
زخمی ہوا جاتا ہے اور مجھکو اسکے سننے کی تاب نہین ہے پھر حضرت

زینب نے بیتابی مین اپنے گریبان چاک کرنیکا قصد کیا بمجرد اس ارادہ کے اوس
معظمہ کو غش آگیا اور غش کہاکر زمین پر گر پڑین قُلْتُ وَذٰلِكَ لِمَا نَالَهَا
مِنَ الْكَرْبِ وَالْحُزْنِ كَمَا ذَكَرْنَاهُ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ مین کہتا ہون
کہ غش آجانا حضرت زینب کو اسی وجہہ سے تہا کہ اوس جناب کو صدمہ عظیم
اسی وجہہ سے پہونچا تہا جو اونکی سمجہین یہہ آیا تہا کہ جناب امام حسین تنہا
شہید ہونگے اور ہم لوگ اون سعادتون سے محروم رہینگے جس طرح کہ روایت
ابن عباس مین حضرت زینب کی بیتابی بروز روانگی حضرت امام حسین مدینہ یا مکہ سے ہم
لکہہ چکے ہین فَقَامَ فَصَبَّ عَلَيْهَا الْمَاءَ حَتّٰى اَفَاقَتْ حضرت امام حسین اوٹھ کھڑے
ہوے اور اپنے دست مبارک سے پانی حضرت زینب کے چہرہ مبارک پر چہڑکا تا اونکو
غش سے افاقہ ہوا ثُمَّ عَزَّاهَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا بِجُهْدِهٖ يَعْنِيْ اَمَرَهَا
بِالصَّبْرِ بِمَا كَانَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنَ الْوَعْظِ وَالنُّصْحِ بعد اوسکے جناب امام حسین نے بقدر
اپنی کوشش کے کلمات صبر او شکیبائی ارشاد فرمائی یعنی جسقدر آپ سے وعظ او پند ممکن
تہا اوسکے ذریعہ سے صبر کرنے پر جناب زینب کو حکم دیا وَذَكَّرَهَا الْمُصِيْبَةَ بِمَوْتِ اَبِيْهِ
وَجَدِّهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اور جناب زینب کو یاد دلایا اوس مصیبت کو
جو آپکے پدر بزرگوار اور جد نامدار کی وفات مین حضرت زینب جہیل چکی تہین مطلب یہہ
ہے کہ جب تمنے اون بڑی بڑی مصیبتون پر صبر کیا تو ہمارے شہادت کی مصیبت پر صبر
کرو وَتِلْكَ الْجُمْلَةُ كَاَنَّهَا تَفْسِيْرٌ لِقَوْلِهٖ عَزَّاهَا بِجُهْدِهٖ اور یہہ جملہ
گویا تفسیر ہے اوس قول کی حضرت امام حسین کی جو اوپر گذرا کہ آپ نے
بقدر اپنی کوشش کے جناب زینب کو صبر اور شکیبائی کی تاکید فرمائی۔
هٰذَا مَا رُوِيَ مِنْ حَالَاتِهَا يَوْمَ وُرُوْدِهٖ فِي الطَّفِّ یہہ جو کچہہ
اس باب مین لکہا گیا اور یہہ روایت جو بتفصیل بیان کی گئی یہہ
اوس دن کے حالات مین جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام
کربلا مین داخل ہوے باقی ماندہ حالات کو آیندہ ابواب مین ہم لکہتے ہین انشاءاللہ تعالیٰ

باب حالات جناب زینب کی نوین تاریخ سے محرم کے تا روز عاشورا اور بیان اون باتونکا جو حضرت زینب سے خاص تہین

اَمَّا الحَالَاتُ وَالاُمُورُ الَّتِی رُوِیَت عَن زَینَب صَلوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیہَا بَعدَ یَومِ وُرُودِهَا فِی الطَّفِ اِلیٰ یَومِ عَاشُورَا لیکن وہ حالات اور وہ باتین جنکی روایت حضرت زینب سے متعلق ہے بعد اوس دنکے کہ زمین کربلا پر حضرت پہونچے ہین تا روز عاشورا فَمِنهَا اَنَّ الحُسَینَ عَلَیهِ السَّلَامُ لَمَّا عَزَمَ اَن یَبرُزَ اِلَی الاَعدَاءِ وَلَبِسَ مَا لَبِسَہ مِنَ الثِّیَابِ وَذٰلِکَ فِی الیَومِ التَّاسِعِ مِنَ المُحَرَّمِ از انجملہ یہہ ایک روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین نے قصد کیا کہ دشمنونکے مقابلہ پر جائین اور کپڑے مخصوص اوس وقت کے پہنے یہہ ذکر نوین تاریخ محرم کا ہے ثُمَّ بَرَزَ اِلَی المَیدَانِ وَخَاطَبَهُم الحُسَینُ لِاِتمَامِ الحُجَّۃِ وَعَرَّفَ لَهُمُ الخُصُوصِیَّاتِ الَّتِی کَانَت لَہٗ بِرَسُولِ اللّٰہِ پہر حضرت میدان مین تشریف لائے اور بنظر اتمام حجت لشکر ابن زیاد کیطرف خطاب کرکے جو خصوصیتین آپ کو جناب رسالت مآب سے تہین اونکو ظاہر فرمایا وَهُم اعتَرَفُوا بِکُلِّ مَا بَیَّنَ لَهُم وَمَعَ ذٰلِکَ قَالُوا قَد عَلِمنَا کُلَّ ذٰلِکَ وَلٰکِنَّا غَیرُ تَارِکِیکَ حَتّٰی تَذُوقَ المَوتَ عَطشَانًا اور اون اشقیا نے اقرار کیا اون سب باتون کا جو حضرت نے اون سے بیان کی تہین اور باانیہمہ یہہ کہنے لگے کہ جو کچہہ آپ بیان کرتے ہین سب ہمکو معلوم ہے مگر ہم آپ کو نچہوڑینگے جب تک کہ آپ پیاسے دنیا سے نہ اوٹہہ جائین فَلَمَّا خَطَبَ هٰذِهِ الخُطبَۃَ وَسَمِعَ بَنَاتُہٗ وَاُختُہٗ زَینَبُ کَلَامَہٗ بَکَینَ وَنَدَبنَ وَارتَفَعَت اَصوَاتُهُنَّ جب یہہ خطبہ آپکی بیٹیون اور بہنون کے گوش زد ہوا اور جناب زینب نے بہی سن لیا تمام مخدرات مین گریہ وزاری کا شور برپا ہوا آواز رونے کی بلند ہوئی فَوَجَّہَ اِلَیهِنَّ اَخَاہُ العَبَّاسَ وَابنَہٗ عَلِیًّا وَقَالَ لَهُمَا سَکِّتَاهُنَّ فَلَعَمرِی لَیَکثُرَنَّ بُکَاؤُهُنَّ جناب امام حسین نے حضرت عباس اور علی اکبر کو خیمہ الحرم مین بہیجا اور اون دونون سے فرمایا کہ تم جاکر انکو چپ کرادو قسم ہے مجہے اپنے زندگی کی کہ انکو ابہی بہت رونا ہے اور

رونیکا وقت چلا آتا ہے وَاَیضاً فِی ذٰلِکَ الیَومِ لَمَّا اَرسَلَ الحُسَینُ اَخَاہُ
العَبَّاسَ اِلَی القَومِ اَن یُمہِلُوہُ فِی ہٰذِہِ اللَّیلَۃِ وَاَجَابُوہُم اِلیٰ ذٰلِکَ وَجَلَسَ
الحُسَینُ فَرَقَدَ ثُمَّ استَیقَظَ اَیضاً اسی نوین تاریخ شام کے قریب حضرت امام حسینؑ نے
اپنے بہائی عباسؑ کو اون اشقیا کیطرف بہیجا کہ ایک شب کی مہلت اوس جناب کو
دین اور اون لوگون نے منظور کیا حضرت امام حسینؑ خیمہ مین بیٹہے اور کسیقدر
آپکی آنکہہ لگ گئی پہر آپ چونکے وَقَالَ مُخَاطِباً لِزَینَبَ اِنِّی رَأَیتُ السَّاعَۃَ جَدِّی
مُحَمَّداً وَاَبِی وَاُمِّی فَاطِمَۃَ وَاَخِی الحَسَنَ وَہُم یَقُولُونَ یَا حُسَینُ اِنَّکَ رَائِحٌ اِلَینَا
عَن قَرِیبٍ وَفِی بَعضِ الرِّوَایَاتِ غَداً اور مخاطب ہو کر جناب زینبؑ سے آپ نے فرمایا
مین نے ابہی ابہی نانا محمد مصطفےٰ اور پدر بزرگوار اور اپنی ماں جناب فاطمہ اور اپنے بہائی
حسن کو دیکہا ہے وہ چارون بزرگوار مجہسے کہتے ہین کہ اے حسینؑ تم ہمارے پاس
بہت جلد آنے والے ہو اور بعض روایت مین یہہ بہی ہے کہ کل ہمارے پاس
آجاؤگے قَالَ الرَّاوِی فَلَطَمَت زَینَبُ وَجہَہَا وَصَاحَت وَبَکَت فَقَالَ لَہَا
الحُسَینُ مَہلاً لَا تُشمِتِی القَومَ بِنَا راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ نے اپنے
منہہ پر ہاتہہ مارا اور چلانے لگین اور روتی تہین حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ
جانے دو دشمنون کو ہمارے رنج اور مصیبت مین خوش نکرو وَمَا نَذکُرُ
تِلکَ الاُمُورَ اِلَّا لِاَن یَتَمَکَّنَ فِی اَذہَانِ السَّامِعِینَ اَنَّ الحُسَینَ کَانَ
یُخَاطِبُہَا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِمَا بِمِثلِ ہٰذَا الخِطَابِ فِی تِلکَ الوَاقِعَۃِ لِاَنَّہَا کَانَت
عَارِفَۃً مَاہِرَۃً لِاَکثَرِ الاَسرَارِ وَالخَبَایَا ہم ان باتون کو محض اسی
نظر سے بیان کرتے ہین تاکہ سامعین کے ذہن مین یہہ بات بخوبی
جم جائے کہ حضرت امام حسینؑ جناب زینبؑ کو اس واقعہ مین کربلا کے
کل باتون سے مخاطب کرتے تہے اسلئے کہ جناب زینبؑ بخوبی شناسا تہین
اور اون اسرار کو اچہی طرح جانتی تہین وَمِن ذٰلِکَ مَا رُوِیَ اَنَّہُ لَمَّا
اَرَادَ اَن یَبرُزَ اِلَی الاَعدَاءِ یَومَ عَاشُورَا قَالَ لِاُختِہِ زَینَبَ

يَا اُخْتَاهُ اِئْتِنِي بِثَوْبٍ عَتِيقٍ لَا يَرْغَبُ فِيهِ اَحَدٌ اَجْعَلُهُ تَحْتَ ثِيَابِي
اونہین روایتون مین سے یہہ بھی ایک مضمون ہے کہ جب حضرت امام حسین نے
قصد جہاد بروز عاشورا فرمایا اپنی بہن زینب سے کہا کہ اے بہن ایک ایسا پرانا
کپڑا مجکو لادو جسکے لینے پر کوئی رغبت نکرے تاکہ مین اوسکو سب کپڑون کے
نیچے پہنلون وَهٰذِهِ الرِّوَايَةُ اَيْضًا تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ لَمْ يَثِقْ بِاَحَدٍ مِنَ
النِّسَاءِ فَاَعْلَمَ بِهِ زَيْنَبَ یہہ روایت بھی اوسی پر دلالت کرتی ہے
کہ جناب امام حسین کو اور کسی معظمہ پر اسقدر وثوق نتہا کہ وہ سنکر اس مصیبت
سخت کو کہ بعد شہادت کے آپ کے بدن سے کپڑے بھی لوگ اوتار لینگے
کوئی اور معظمہ صبر کر سکتین لہذا جناب زینب کو اس پر آگاہ کیا اور کسیکے سامنے
آپنے یہہ بات نہین کہی وَمِنْهَا مَا رَوَاهُ اَبُو مِخْنَفٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اَنَّ
زَيْنَبَ قَدْ خَرَجَتْ مِنْ فُسْطَاطِ النِّسَاءِ لَمَّا قُتِلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَقَدْ
ذَكَرْنَاهَا فِي بَابِ شَهَادَتِهِ ازانجملہ وہ بھی روایت ہے جسکو ابو مخنف نے
حمید ابن مسلم سے نقل کیا ہے کہ جناب زینب بعد شہادت علی اکبر کے خیمہ سے باہر نکل آئی ہین اور اوسکو
ہمنے باب شہادت علی اکبر مین بخوبی بشرح وبسط بیان کیا ہے اور جو اعتراض اوسپر لوگ کرتے ہین اوسکا جواب
لکہہ دیا ہے وَمِنْهَا اَنَّ الْحُسَيْنَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَذْهَبَ بِابْنِهِ الرَّضِيعِ فَاَمَرَ
لِاُخْتِهِ زَيْنَبَ يَا اُخْتَاهُ عَلَيَّ بِالطِّفْلِ الرَّضِيعِ حَتّٰى اُوَدِّعَهُ ازانجملہ
یہہ بھی روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین نے ارادہ کیا کہ اپنے شیرخوار
علی اصغر کو واسطے فدا کرنیکے لے جاوین حضرت زینب ہی سے کہا کہ اے بہن مجھے
اوس طفل شیرخوار کو لادو تاکہ مین اوسکو اوسمقام پر رکہون جہان اوسکو
ذخیرہ کے رکہنیکا مجھے حکم ہے واضح ہو کہ اس حدیث کا ترجمہ جو لوگ غلط یون کرتے
ہین کہ مین اوس طفل شیرخوار سے رخصت ہولون یہہ نکرنا چاہیے اور جو لوگ یہہ کہتے ہین
کہ حضرت امام حسین نے اس حیلہ سے علی اصغر کو طلب کیا یہہ امام پر افترا ہے صحیح یہی
ترجمہ ہے جو ہمنے لکہا ہے وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ اَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ لِاُمِّ كُلْثُومٍ

اور بعض روایات میں یہہ ہے کہ حضرت نے علی اصغر کو جناب ام کلثوم سے طلب کیا فلما
کان من امر الحسین ما کان وقد اراد القوم ان یطئوا جسدہ الشریف بالخیول
پہر جب جناب امام حسین پر سب کچھہ گذر گیا یہان تک کہ آپ شہید ہو گئے اور اشقیانے
ارادہ کیا کہ لاش مقدس پر گہوڑے دوڑائے جائیں فقد روی شیخنا ثقۃ الاسلام
فی الکافی ان الاعداء لعنھم اللہ ارادوا ذلک ولکن لم یتیسر لھم
جناب ثقۃ الاسلام کافی میں روایت فرماتے ہیں کہ دشمنوں کا ارادہ یہہ ضرور ہوا تہا
مگر اونکو یہہ بے ادبی کرنی نصیب نہیں ہوئی لانہ لما بلغ ذلک زینب بنت علی
اضطربت وبکت بکاءً اشدیدًا اسلئے کہ جب یہہ خبر حضرت زینب دختر امیر المومنین
کو پہونچی حواس حضرت زینب کی جاتی رہی اور اضطراب شدید آپ کو پیدا ہوا اور
بے اختیار رونے لگیں فقالت فضۃ امتھا یا سیدتی ان سفینۃ مولی رسول اللہ
قد انکسرت فی البحر فخرج الی جزیرۃ فاذا ھو بالاسد فضہ جو لونڈی اوس جناب
کی تہیں اپنی خوزادی کا اضطراب دیکہکر کہنے لگیں اے میری شاہزادی تمہارے
نانا رسول اللہ کا ایک غلام تہا اوسکی ناو دریا میں ٹوٹ گئی تہی ڈوبتا اور تیرتا
ہوا وہ غلام ایک جزیرہ میں جا نکلا دیکہا اوسنے کہ وہان پہ ایک شیر کہڑا ہوا ہے فنادٰی
یا ابا الحارث انا مولی رسول اللہ فھمھم بین یدیہ حتی وقفہ علی
الطریق اوس غلام نے شیر سے پکار کر کہا کہ میں غلام ہون محمد رسول اللہ کا
پس شیر آواز دیکر سامنے اسکے چلا اور اس غلام کو راہ بتلا دی راستہ پر لگا دیا فیا
سیدتی ان الاسد فی ھذہ الناحیۃ رابض فدعنی حتی امضی الیہ
فاعلمہ ما ھم صانعون بجسد اخیک الحسین پس اے خوزادی میری
یہان بہی ایک شیر رہتا ہے مجہکو جانے دیجئے جا کر اوس شیر سے بیان کرون جو
بے ادبی یہہ لوگ آپ کے بہائی کے لاش سے کرنے چاہتے ہیں قالت زینب
یا فضۃ اسرعی الیہ واخبریہ بذلک جزاک اللہ حضرت زینب نے
کہا کہ اے فضہ جلدی اوسکے پاس جا اور اس خبر کو اوس سے بیان کر

خدا تجھکو جزاے خیر دے فَمَضَتْ فِضَّةُ اِلٰی تِلْکَ النَّاحِیَةِ وَنَادَتْ یَا اَبَا الْحَارِثِ
اَتَدْرِیْ مَا فَعَلَ الْقَوْمُ بِابْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فضہ اوسی مقام تک گئین اور
اور پکار کر شیر سے کہا کہ اے شیر کچھ تجھکو خبر ہے کہ اشقیاے امت نے فرزند
رسولؐ سے کیسی بے ادبی کی ہے بَلْ قَتَلُوْہُ وَعَمَرُوْا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُوَاطِئُوْا
بِالْخَیْلِ ظَهْرَہٗ بلکہ ان لوگون نے اوس جناب کو شہید کر لیا اور اب چاہتے ہیں
کہ لاش مطہر پر گھوڑے دوڑا دین فَلَمَّا سَمِعَ الْاَسَدُ ذٰلِکَ بَکٰی وَمَشٰی اِلَی
الْمَقْتَلِ وَجَلَسَ عِنْدَ جَسَدِ الْحُسَیْنِؑ رَافِعًا یَدَیْهِ عَلَیْهِ وَعَیْنَاهُ تَسِیْلُ
بِالدُّمُوْعِ جب شیر نے فضہ سے یہہ حال سنا رونے لگا اور چلا چلتے چلتے قتلگاہ میں
آپہونچا اور جسد مبارک کے قریب جا بیٹھا اور دونون ہاتھہ اپنے اوٹھا کر
جسد مبارک کے اوپر بلند کر لئے اور آنکھون سے اوسکے آنسو بہہ رہے تھے فَمَنَعَهُمْ
عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَقَالَ انْصَرِفُوْا فَاِنَّ هٰذِهٖ فِتْنَةٌ عَظِیْمَةٌ فَانْصَرَفُوْا عَنْهُ
پس عمر بن سعد ملعون نے اون اشقیا کو منع کیا اور کہا کہ پلٹ آؤ یہہ ایک
فتنہ عظیم کی بات ہے ایسا نہو کہ لوگونکو خبر ہو اور لشکر مین بلوہ ہو جاے
اشقیا پلٹ آے اور لاش حضرتؐ کی محفوظ رہی یہہ خبر بھی حضرت زینبؑ کی رازداری

باب بعض کرامات حضرت زینبؑ کی جو بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کربلا سے لیکر کوفہ تک ظاہر ہوئی جو خاص اوس معظمہ کی ذات سے متعلق ہیں

وَمِنْ کَرَامَاتِهَا الْبَاهِرَةِ وَدَلَائِلِ عَظْمَتِهَا الظَّاهِرَةِ مَا رَوَاہُ
اَبُوْ مِخْنَفٍ فِیْ حِکَایَةِ خَوْلَی الْاَصْبَحِیِّ لَعَنَهُ اللّٰہُ فَاِنَّهٗ لَمَّا
بَقَرَ مِنْهَا مَا فَعَلَ منجملہ کرامات جناب زینبؑ کے جو ظاہر ہے اور
دلائل اونکی عظمت کی جو نہایت کھلی ہوئی بات ہے وہ روایت
جسکو ابو مخنف نے خولی اصبحی ملعون کی حال مین لکھا ہے اسلئے کہ
ملعون نے آپ کے دونون گوشوارون کی نسبت جو کچھ کیا وہ کیا
یَقْشَعِرُّ مِنْ ذِکْرِہٖ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وہ ایسی بے ادبی ہے کہ

بیان کرنیسے بلکہ یاد کرنیسے رونگٹے بدن پر کہڑے ہوتے ہین اور جنکو خوف خدا کا ہے اونکا بدن
لرز جاتا ہے حتی انہ لعنہ اللہ وان ارتکب ذلک لکنہ کان یبکی البکاء یہان تک کہ وہ
ملعون اگرچہ مرتکب اس بے ادبی کا ہوا تہا مگر خود بہی روتا جاتا تہا قالت زینب صلوٰۃ
اللہ علیہا فقلت لہ تسلبنی وانت تبکی فقال ابکی لما اصابکم اہل البیت جناب
زینب فرماتی ہین مین نے اوس ملعون سے کہا تو گوشوارے میری اوتار رہا ہے پہر روتا
ہے کہنے لگا کہ رونا مجکو تم اہلبیت کی مصیبت پر آتا ہے فقلت لہ قطع اللہ
یدیک ورجلیک واحرقک بنار الدنیا قبل نار الآخرۃ مین نے کہا خدا
کاٹے تیرے دونوں ہاتہہ اور دونوں پانوں قطع کرے اور دنیا کے آگ مین تجہکو قبل آخرت
کی آگ کے جلائے قال ابو اسحق فی نور العین وابو عبد اللہ بن محمد فی کتابہ المسمی
بقرۃ العین ما حاصلہ کہ ابو اسحاق نے کتاب نور العین مین اور ابو عبد اللہ ابن محمد نے
اپنی اوس کتاب مین جسکا نام قرۃ العین ہے جو لکہا ہے اوسکا حاصل یہہ ہے فما مضی الا
ایام قلائل حتی ظہر مختار بن ابی عبیدۃ الثقفی یطلب لثار الحسین بارض
الکوفۃ فوقع ذلک الملعون فی یدہ وہو خولی بن یزید الاصبحی ابہی تہوڑے سے دن
گذرے تہے کہ مختار ابو عبیدہ ثقفی نے خروج کیا جو عوض خون حسین طلب کرتے تہے اور سرزمین
کوفہ پر اونکا لشکر تہا کہ یہہ ملعون یعنی خولی ابن یزید اصبحی اونکے ہاتہہ لگ گیا فلما وقف
بین یدیہ قال لہ ما صنعت بارض کربلا جب یہہ ملعون سامنے مختار کے کہڑا ہوا مختار کہنے لگے
تو نے کربلا مین کیا ظلم و ستم کیا تہا فقال فعلت بعلی بن الحسین کذا وبزینب کذا اس ملعون نے
ذکر کیا کہ مین نے جناب سید الساجدین سے یہہ بے ادبی کی تہی یعنی وہ چمڑا جس پر آپ لیٹے ہوے
تہے نیچے سے حضرت کے کہینچ لیا تہا اور زینب سے یہہ بے ادبی کی تہی فبکی المختار وقال فما
سمعتہا تقول فی ذلک الوقت مختار اس دردانگیز حکایت کو سنکر رونے
لگے اور کہنے لگے کہ اوس وقت جو کچھ جناب زینب نے فرمایا تہا وہ تونے
سنا تہا کیا کہتی تہین قال سمعتہا تقول قطع اللہ یدیک ورجلیک
واحرقک بنار الدنیا قبل نار الآخرۃ یہہ ملعون کہنے لگا ہمنے

سنا تھا کہتی تھیں کہ خدا تیرے دونوں ہاتھہ پاؤں کاٹ ڈالے اور تجکو آتش دنیا مین قبل
آتش آخرت کے جلائے قَالَ الْمُخْتَارُ فَوَاللّٰهِ لَأُجِيبَنَّ دَعْوَةَ الطَّاهِرَةِ الْمَظْلُومَةِ سَلَامُ اللّٰهِ
عَلَيْهَا مختار کہنے لگے کہ دنیا مین اونکے دعا کی قبول ہونیکی تصدیق مین کرونگا اسلئے کہ وہ پاکیزہ
تھین اور مظلومہ تھین سلام خدا کا اون پر ہو ثُمَّ قَدَّمَهُ وَقَطَعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَاَحْرَقَهُ
بِالنَّارِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ وَعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا پہر اوس مردود کو آگے بلایا اور اوسکے دونوں
ہاتھہ کاٹ ڈالے اور پہر اوسکو آگ مین جلا دیا خدا اوس پر لعنت کرتا اور بڑے عذاب دردناک
اوسکو معذب کرتا یہہ روایت ان دو مورخین اہلسنت کی ہے وَذَكَرَ اَبُو مِخْنَفٍ فِي رِسَالَةِ
اَخْذِ الثَّارِ هٰذِهِ الْقِصَّةَ وَنَسَبَهُ اِلَى الْحُرِّ بْنِ كَعْبٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ اور ابو مخنف نے اپنے رسالہ
اخذ الثار مین یہی قصہ بعینہ لکہا ہے اور نسبت اس بے ادبی کی الحر بن کعب ملعون کیطرف
دی ہے وَهُوَ الَّذِي قَتَلَهُ وَعَذَّبَهُ بِذٰلِكَ الْعَذَابِ اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْتَرُ
اور یہہ وہ ملعون ہے جسکو ابراہیم بن مالک اشتر نے قتل کیا ہے اور یہی ہاتھہ پاؤں کا کاٹنا
اور آگ مین جلانا اوسکے نسبت بہی عمل مین آیا ہے وَمَآلُ الرِّوَايَتَيْنِ وَاحِدٌ مِنْ اِجَابَةِ
دَعْوَةِ الطَّاهِرَةِ الْمَظْلُومَةِ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور نتیجہ دونوں روایتوں کا ایک ہے کہ
جناب زینب کی دعا مقبول ہوئی اور اوسکی تصدیق ہو گئی وَاَيْضًا مَا رَوَاهُ الْمَجْلِسِيُّ
فِي الْبِحَارِ عَنْ سَيِّدِنَا زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ قَالَ لَمَّا مَرَّ بِنَا الْقَوْمُ اِلَى مَصَارِعِ
الشُّهَدَاءِ فَرَاَيْتُ اَبِي وَاِخْوَتِي اَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ مَسْلُوبُوْنَ وَلَمْ يُوَارَوْا وَاَيْضًا منجملہ
فضائل جناب زینب کے یہہ روایت ہے جسکو مولانا مجلسی نے
بحار مین جناب سید الساجدین سے نقل کیا ہے کہ حضرت فرماتے
ہین جب ہمکو اشقیا مقتل شہدا کے طرف لگئے مین نے اپنے والد
بزرگوار اور بہائیون کو دیکہا کہ خاک و خون مین پڑے ہین کپڑے
بہی اونکے بدن کے اوتار لئے گئے ہین دفن تو درکنار تہوڑی
مٹی بہی اون پر نہین ڈالی گئی کہ اون کے بدن چہپ جاتے
وَلَا يُعْرَجُ عَلَيْهِمْ نَفَرٌ وَلَا يُقْرَبُهُمْ بَشَرٌ كَاَنَّهُمْ

هَلبِيَتٍ مِنَ التُّرْكِ وَالدَّيْلَمِ یعنی ایسا بھی نہیں ہے کہ لاشہائے شہدا پر گذرے اور کوئی
آدمی قریب اونکے نہیں جاتا ہے بلا تشبیہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ لوگ غیر
مسلمان ترک اور دیلم کے رہنے والے ہین فَعَظُمَ ذٰلِكَ فِي صَدْرِي وَاشْتَدَّ عَلَيَّ قَلَقِي فَكَادَتْ
تَخْرُجُ نَفْسِي وَرَأَتْ ذٰلِكَ عَمَّتِي زَيْنَبُ یہ کیفیت دیکھکر مجکو بڑی دلتنگی ہوئی اور طپش
دل اور اضطراب کی مجھپر بڑی شدت ہوئی قریب تھا کہ روح میری تن سے پرواز
کرجاے میری اس کیفیت کو جب میری پھوپھی زینبؑ نے دیکھا اور اونکو معلوم ہوا
کہ اب زین العابدینؑ قریب ہے کہ مرجائین فَقَالَتْ لِي يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِي وَيَا ثِمَالَ
الْبَاقِي مَا لِي أَرَاكَ تَجُودُ بِنَفْسِكَ مجھ سے کہنے لگین کہ اے جانشین اوس امام کے جو گذر چکے
اور شہید ہو چکے ہین اور اے پرورش کرنے والے اوس امام کے جو باقی ہین اور کم سن ہین یعنی
حضرت امام باقرؑ مجھے کیا ہو گیا ہے تمھاری صورت سے مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم
اے جان اسوقت دیدو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے واضح ہو کہ یہ دوسرا کلمہ جو حضرت
زینبؑ نے ایسے وقت ارشاد کیا سواے حضرت زینبؑ کے اور کسی بشر کی کیا مجال تھی جو
اس لطیف اشارہ سے جناب سید الساجدینؑ کو تسلی دیتا یہ اسی معظمہ کی شان ہے جسکو
سواے درجہ عصمت کے اور جو مرتبہ تجویز کیا جاے سب بجا ہے فَقُلْتُ لَهَا يَا عَمَّتِي أَمَا
تَرَيْنَ إِلَىٰ تِلْكَ الْأَجْسَادِ الْمُطَهَّرَةِ وَهُمْ مُضَرَّجُونَ وَبِدِمَائِهِمْ مُلَطَّخُونَ جناب
سید الساجدین فرماتے ہین مین نے اونسے کہا اے پھوپھی تم نہین دیکھتی ہو
ان اجساد مطہرہ کو جو خون آلودہ پڑے ہوے ہین اور جنکے خون
انکے تمام اجسام مین لگے ہوے ہین فَقَالَتْ لِي لَا يُجْزِعَنَّكَ مَا
تَرَىٰ فَوَاللهِ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ص پھوپھی زینبؑ مجھسے
کہنے لگین کہ ان شہدا کی یہ کیفیت دیکھکر تمکو رونا نچاہیے قسم ہے خدا کی
جناب رسول خدا ص کے عہد و پیمان مین یہ بھی داخل ہے کہ یہ لوگ ایک
اربعین تک بے گور و کفن زمین پر پڑے رہین وَلَقَدْ أَخَذَ اللهُ
مِيثَاقَ أُنَاسٍ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَهُمْ مَعْرُوفُونَ فِي أَهْلِ

السَّمٰوٰاتِ جس طرح ان شہدا کی نسبت رسول خداؐ نے یہ ذلت ظاہری چندروزہ
گوارا فرما کر عہد کر لیا خدا نے بھی اس امت کے چند ایسے آدمیون سے ایک عہد لیا ہے
اور وہ ایسے آدمی ہین کہ اسمان کے رہنے والے سب اونکو پہچانتے ہین فَاِنَّهُمْ
يَجْمَعُوْنَ هٰذِهِ الْاَعْضَاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ فَيُوَارُوْنَ هٰذِهِ الْجُسُوْمَ الْمُضَرَّجَةَ
وہی لوگ ان اعضا کو جو پارہ پارہ کیے گئے ہین یکجا کرینگے اور ان لاشہاے خون آلودہ
کو دفن کرینگے وَيَنْصِبُوْنَ فِيْ هٰذَا الطَّفِّ عَلَمًا لِقَبْرِ اَبِيْكَ الْحُسَيْنِ لَا يُدْرَسُ
اَثَرُهٗ عَلٰى مُرُوْرِ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيْ اور اسی میدان کربلا مین تمھارے باپ حسین شہید کے
قبر کا ایسا نشان وہ لوگ بنائینگے اور وہ علامت قایم کرینگے جو کبھی نہ مٹیگی اور جب تک
دن اور رات دنیا مین گذرتے رہے ہین وہ نشان اور علامت قایم رہیگی اَقُوْلُ وَهٰذِهِ
الرِّوَايَةُ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ زَيْنَبَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا كَانَتْ عَالِمَةً بِكُلِّ مَا جَرٰى
وَمَا يَجْرِيْ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا فِي الطَّفِّ مین کہتا ہون یہ روایت دلالت
کرتی ہے کہ جناب زینبؑ سب کچھ جانتی تھین جو شہدا سے کربلا پر گذر چکا تھا
اور جو گذرنے والا تھا یہ روایت بہت بڑی ہے ام ایمن سے جناب زینبؑ
کو پہونچی تھی اور قریب زمانہ رحلت جناب امیرؑ حضرت زینبؑ نے اسکی تصدیق
اپنے والد بزرگوار سے بھی کر لی تھی اسوقت کے مناسب بھی چند
فقرے جناب زینبؑ نے بیان فرمائے ہین وَلَا يَذْهَبَنَّ عَلَيْكَ
اَنَّهَا كَانَتْ تُعَلِّمُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ اور یہ بات تم پر مخفی نرہے
اور یہ شبہہ نہو کہ جناب زینبؑ حضرت امام زین العابدینؑ کو تعلیم کرتی تھین اور
اوس امام کو اسکی خبر نہ تھی یہ کیونکر ہو سکتا ہے بَلْ اَظُنُّ اَنَّ النِّسْوَةَ
اللَّاتِيْ كُنَّ مَعَهٗ فِيْ حَمْلِ ابْنِ سَعْدٍ لَهُنَّ اِلَى الْكُوْفَةِ اَشَدَّ قَلَقًا
وَاضْطِرَابًا بلکہ مجکو یہ گمان ہے کہ جو عورتین اسوقت ہمراہ حضرت
امام زین العابدینؑ کے بحکم ابن سعد کوفہ کو جاتی تھین چونکہ اونکو
ذلت اور خواری لاشہاے شہدا کی دیکھکر نہایت قلق اور اضطراب

ہوا تھا اور عورتون کو سمجھانا اور تسلی دینی جس قدر عورتین کرتی ہین مردون سے ویسا شاید نہین ہو سکتا فَاَرَادَ الْاِمَامُ ع اَنْ یُّظْهِرَ لَهُنَّ مَا قَدْ وَعَدَ اللّٰهُ مِنْ اِعْلَاءِ کَلِمَتِهٖ وَارْتِفَاعِ مَدَارِجِ الشُّهَدَاءِ عَلٰی لِسَانِ عَمَّتِهٖ زَیْنَبَ پس امام ع نے یہ ارادہ کیا کہ جو وعدہ خدا نے اپنے دین کی ترقی اور شہداء کربلا کی بلندی درجات کا فرمایا ہے اوسکو اپنی پھوپھی زینب ع کے زبان سے ظاہر کرا دین وَهٰذَا کَانَ اَشْفٰی لِغَیْظِ قُلُوْبِهِنَّ وَاَذْهَبَ لِغُیُوْظِهِنَّ مِنْ اَنْ یَّقُوْلَهٗ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ع اور یہ بات یعنی حضرت زینب کا اس وعدہ کو بیان فرمانا جملہ مخدرات کی تشفی اور تسلی خاطر کا بڑا ذریعہ تھا اور اونکی اشک شوئی اسی مین زیادہ تھی بہ نسبت اسکے کہ خود جناب سید الساجدین ع اسکو بیان فرماتے فَالْحَدِیْثُ مَحْمُوْلٌ عَلَی التَّاوِیْلِ الَّذِیْ ذَکَرْنَاهُ پس یہ حدیث اور بیان کرنا حضرت زینب کا محمول اوسی تاویل پر ہے جو ہم نے بیان کی ہے وَنَظِیْرُ ذٰلِكَ مَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ ثُمَامَةَ رض اَنَّهٗ قَالَ یَا مَوْلَایَ قَدْ حَضَرَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ فَقَالَ الْحُسَیْنُ ع ذَکَرْتَ الصَّلٰوةَ جَعَلَكَ اللّٰهُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ اور نظیر اسکی وہ روایت ہے جو ابو ثمامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اونھون نے بروز عاشورا حضرت امام حسین ع سے عرض کی کہ اے مولا ہمارے نماز ظہر کا وقت اپہونچا حضرت نے جواب دیا کہ تمنے اسوقت جو نماز کو یاد کیا خدا نے تمکو نماز گذارون مین داخل کر لیا ہے فَاِنَّ ذِکْرَ اَبِیْ ثُمَامَةَ الصَّلٰوةَ مَا کَانَ اَنْ یُّذَکِّرَ بِهِ الْاِمَامَ ع اسلیے کہ ابو ثمامہ کو نماز کا یاد کرنا اور حضرت سے درخواست کرنی اوس سے یہ غرض نتھی کہ امام علیہ السلام کو اونھون نے نماز یاد دلائی بَلْ لِلْاَصْحَابِ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ اللّٰهِ اِذْ کَانُوْا فِیْ شَغَفٍ وَغَرَامٍ مِنْ اِبْذَالِ نُفُوْسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِمَا اَرَاهُمُ الْحُسَیْنُ مِنَ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ بلکہ اون اصحاب کو یاد دہی کرنی منظور تھی جو اوسوقت جہاد کر رہے تھے اور نہایت بیخودی سے راہ خدا مین جانبازیان کر رہے تھے اس سبب سے کہ جناب امام حسین ع نے اونکے مدارج اور مقامات اور قصر ہاے جنت اور حوریان خوش چشم اونکو دکھلا دی تھین

باب جناب زینب کا وعظ اور نصیحت کرنا اور کوفہ مین خطبہ پڑھنا اور ابن زیاد وغیرہ سے گفتگو کرنی اور جواب اس اعتراض کا کہ مجمع عام مین اور نامحرمونکو اپنی آواز سنانی کیونکر جایز تھی بنا بمذہب فریقین

اَمَّا مَا رُوِيَ مِنْ مُكَالَمَةِ مَوْلَاتِنَا زَيْنَبَ وَغَيْرِهَا مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِنَّ مَعَ النَّهْيِ الْوَارِدِ عَنِ الشَّارِعِ لِذٰلِكَ لیکن جو روایتین کتب فریقین مین اس مضمون کی وارد ہوئی ہین کہ ہماری شہزادی زینب ؑ اور دیگر مخدرات عصمت نے مجمع عام مین خطبے پڑھے یا وعظ و نصیحت خلایق کو کی حالانکہ شریعت مین نامحرم سے گفتگو کرنی جایز نہین ہے فَلَهُ مِنَ الدَّوَاعِي وَالْمُبِيحَاتِ الشَّرْعِيَّةِ بِحَسَبِ مَقَامَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ اس گفتگو کرنیکی ضرورتین اور اسکے جایز کرنیکے احکام شریعت بحسب مقامات کے طرح طرح کے تھے وَالْعَوَامُّ وَالْجُهَّالُ مِنْ شِعَارِهِمْ أَنَّهُمْ بِجَهْلِهِمْ يَتَكَلَّمُونَ فِي كُلِّ مَا يُخَالِفُ بِظَاهِرِ عِلْمِهِمْ وَهُوَ الْجَهْلُ بِكَلِمَاتٍ لَا يَنْبَغِي التَّفَوُّهُ بِهَا لِمَنْ لَهُ أَدْنَى دِرَايَةٍ فِي الْعِلْمِ عوام جاہلون کی خصلت مین یہ بات ہے کہ بظاہر جہالت کے جو انکے علم کے خلاف بات ہوتی ہے ایسی ایسی بیہودہ باتین کہتے ہین جنکا کہنا مناسب نہین ہے اوس شخص کو جسکو تھوڑا سا بھی علم شریعت کا ہو فَإِنَّ الشَّرِيعَةَ الْمُصْطَفَوِيَّةَ سَهْلَةٌ سَمْحَةٌ لَمْ تَدَعْ شَيْئًا مِنَ الْمُهِمَّاتِ إِلَّا وَسَهَّلَتْهُ وَرَفَعَتِ الْحَرَجَ عَنِ الْأُمَّةِ اسلیے کہ شریعت محمدی سہل اور آسان طریقہ ہے کوئی چیز ضروری اور مشکل ایسی نہین چھوڑ دی ہے جسکو آسان نکر دیا ہو اور حرج کو امت سے اوٹھا نہ دیا ہو أَلَا تَرَى أَنَّ الشَّرْعَ أَجَازَ لِلنِّسَاءِ التَّكَلُّمَ بِالصَّوْتِ الْعَالِي حَيْثُ يَسْمَعُهُ غَيْرُهُنَّ وَلَوْ كَانَ أَجْنَبِيًّا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمَحَارِمِ کیا تمکو نہین معلوم ہے کہ شریعت نے بلند آواز سے عورتون کو باتین کرنی جایز کر دی ہین جہان کہین کہ اونکی آواز اجنبی اور نامحرم بھی سنتا ہوگا كَالطَّبِيبِ يَسْمَعُ صَوْتَ الْمَرِيضَةِ وَكَالْقَاضِي لِصَوْتِ الشَّاهِدَاتِ وَالْمُتَخَاصِمَاتِ وَكَالْمُ

يسمع اصوات النساء اللاتي تسئلنه عن المسائل الدينية چنانچہ طبیب اجنبی کو
عورت مریضہ کا حال اوسکی زبانی سننا جایز ہے اور قاضی باشرع کو اون عورتون کی آواز
سننی جایز ہے جو کسی مقدمہ مین گواہ ہون یا مدعی اور مدعا علیہ ہون اور مفتی عالم دین کو اوس
عورت کی آواز سننی جایز ہے جو مسئلہ دینی اس سے پوچھے والمرأة الجاهلة عن
معالم الدين يجب عليها ان تتعلم الامور الواجبة قراءة او سماعة عمن
يعلمها اور جو عورت مسائل ضروری دین کی نجانتی ہو اوس پر واجب ہے کہ
مسائل ضروری کو سیکھے خود پڑھکر خواہ کسی پڑھنے والے کی آواز سنکر اوس شخص سے
جو عالم مسائل دین کا ہو وان كانت شابة او في سن الكهولة او الشيخوخة
ان لم يحل المرأة العالمة بالمسائل الدينية او رجلا من محارمها اگرچہ جاہل
عورت جوان ہو خواہ ادھیڑ سن ہو بلکہ بڈھی ہو چکی ہو جب بھی مسائل دین کا سیکھنا مرد اجنبی
سے اوس پر واجب ہے بشرطیکہ کوئی عورت یا مرد محرم عالم اوسکو بہم نہ پہونچے كذلك
مواضع الاخر التي احل الله تعالى للنساء اسماع اصواتهن للاجانب ويجمعها
الضرورة الدينية او الدنيوية التي لا ترتفع الا بالتكلم اسی طرح اور بہت سے
مقامات ہین جہان خدا نے جایز فرمایا ہے کہ عورتین نامحرمون سے باتین کرین عام قاعدہ اسکا
شریعت مین یہی مقرر ہوا ہے کہ جب کوئی ضرورت دینی یا دنیاوی مباح ایسی درپیش ہو کہ
بدون عورت سے کلام کرنیکے مرد اجنبی سے اوس مقام پر رفع ضرورت نہو اوسی مقام پر
اور اونکو نامحرمون سے باتین کرنی جایز ہین ولذلك ترى اكثر الاحاديث مروية عن بعض
ازواج النبي ص كام سلمة وعائشة وغيرهن ورواتها ليسوا من المحارم اسی سبب سے دیکھو کہ
بہت سی حدیثین ازواج رسالت مآب سے مروی ہین جناب ام سلمہ رض اور عائشہ وغیرہ کی حالانکہ
راویون روایات کے نامحرم تھے اور محض اجنبی اور بیگانہ تھے وقد رووا تلك سماعة عن
الازواج اور ان راویون نے اپنے کانون سے ازواج نبی سے یہ روایتین
سنکر بیان کی ہین واما كونهن امهات المؤمنين كافة فهو مخصوص
بحكم خاص وهو حرمة النكاح منهن لیکن یہ خیال کرنا

کہ وہ بی بیان ہی سب مسلمانون کی مان کی برابر تھین اونکی آواز ہر یک کو سننا جایز ہی خیال
باطل ہی بلکہ مان کی برابر ہونیکا حکم فقط اسی مین تھا کہ اونکی ساتھ نکاح کرنا کسی کو جایز نہو
لقولہ تعم وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَنْكِحْنَ اَحَدًا غَيْرَهٗ جیسا خدا نے فرمایا ہی ازواج نبی
کو حلال نہین ہی کہ کسی اوسے اپنا نکاح کرین وَفِي بَاقِي الْاَحْكَامِ فَالْمُسْلِمُوْنَ مُعْتَقِدُوْنَ
عَلٰی اَنَّهُنَّ تعم هُنَّ فِي الْحِلَّةِ وَالْحُرْمَةِ وَلَا سِيَّمَا فِي رَفْعِ الصَّوْتِ رہے اور احکام
مسلمانون کا اتفاق ہی کہ ازواج نبی پر حلال اور حرام ہونے مین مثل اور عورتون کی
حکم شریعت جاری ہی خصوصا غیر کو آواز سنانے مین اگرچہ اور عورتون کو بھی حرام ہی
مگر انکے واسطے خاص آیت نازل ہوئی ہی قَالَ اللّٰهُ تعم وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ خدا فرماتا ہی ازواج نبی م سے تم اپنی آواز کو پست کرکے نہ
جس طرح عورتین ناز وادا کیوقت آواز بناتی ہین ایسا نہو کہ تمھاری آواز سے
اوس شخص کو طمع دامنگیر ہو جسکی دل مین بیماری ہے یعنی شہوت پرست
ہے حَتّٰی اَنَّ اللّٰهَ تعم قَدْ حَرَّمَ عَلَيْهِنَّ الْخُرُوْجَ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ
فَقَالَ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ یہان تک اونکی پردہ داری خدا کو منظور تھی
کہ اگرچہ کیسا ہی پردہ ہوتا مگر گھر سے نکلنا ان پر حرام کر دیا گیا تھا۔ فرمایا
تم اپنے اپنے گھرون مین رہو باہر نہ نکلو وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ
اَسْمَعْنَ اَصْوَاتَهُنَّ فِيْ بَيَانِ الْاَحَادِيْثِ وَالرِّوَايَاتِ وَتَفْسِيْرِ
وَاِنَّمَا هِيَ ضَرُوْرَةٌ دَاعِيَةٌ لَهُنَّ لِاِعْلَامِ الْاَحْكَامِ و
الْمُعْجِزَاتِ جب بخوبی ثابت ہو گیا کہ ازواج نبی م نے جس وقت ا
آوازین نامحرمون کو سنائین اور احادیث اور روایات اور تفسیر
بیان کیا بنظر اس ضرورت کے کہ احکام خدا کا اعلان ہو جا
اور معجزات جناب سرور کائنات م کے ظاہر ہون فَكَيْفَ
لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ لِبَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ م فِيْ اَوْقَاتٍ مَخْصُوْصَةٍ
سِيَّمَا فِيْ وَقْتِ الْمِحَنِ وَالْفِتَنِ پھر کیونکر جایز نہو تا دختر

رسول خدا ص کو کلام کرنا اون لوگوں سے خاص خاص اوقات مین خصوصاً جو وقت امتحان
اور آزمایش کے تھے وَاَیُّ زَمَانٍ اَزْیَدُ مِحْنَةً وَفِتْنَةً مِنَ الزَّمَانِ الَّذِیْ
قُتِلَ فِیْهِ فَرْخُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص وَسُبِیَ عِیَالُهٗ اور کون سا زمانہ زیادہ امتحان
اور ازمایش کا ہو سکتا ہے اوس زمانہ سے جسمین فرزند رسول ص کی شہادت ہوئی اور عیال
اونکے دور دور پھرائے گئے فَكَانَ یَجِبُ عَقْلًا وَشَرْعًا اَنْ یُظْهِرْنَ كَوْنَهُنَّ مِنْ
ذَوَاتِ الْعِزِّ وَالْفَخَارِ وَحُرْمَةً لِلسَّیِّدِ الْمُخْتَارِ پس واجب تھا بنظر عقل و شریعت کے
کہ نبی زادیان خود ظاہر کر دیتین کہ وہ صاحبان عزت اور فخر ہین اور حرم محترم رسول خدا
کی ہین فَاِنَّ عَوَامَّ الْاُمَّةِ كَانُوْا قَدْ تَحَیَّرُوْا فِیْ دِیْنِهِمْ وَكَادَ اَنْ یَنْطَمِسَ
اَعْلَامُ الدِّیْنِ فَهٰذَا دَلِیْلٌ عَامٌّ لِجَوَازِ مُكَالَمَتِهِنَّ اسلئے کہ عوام امت کو اپنے
دین مین تحیر ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ نشانیان دین کی ناپدید ہو جائین یہ عام دلیل ہے اونکے مجمع عام
مین گفتگو جایز ہونیکی وَالْعُمْدَةُ فِیْ كُلِّ مَقَالَةٍ صَدَرَتْ عَنْ تِلْكَ النِّسَاءِ الطَّاهِرَاتِ
الْمُطَهَّرَاتِ اَنَّ الْاِمَامَ الرَّابِعَ وَالْحُجَّةَ اللّٰهِ الْقَاطِعَةَ سَیِّدَنَا وَاِمَامَنَا زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ
كَانَ حَاضِرًا فِیْ تِلْكَ الْمَقَامَاتِ اسکے بعد عمدہ دلیل ہمارے واسطے یہ ہے کہ جو کلام اُن مخدرات سے
صادر ہوا اوسکا جایز ہونا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام چہارم اور حجت خدا ہمارے سردار امام
زین العابدین ع اون مقامات مین موجود تھے فَسُكُوْتُهٗ فِیْ بَعْضِ الْمَوَارِدِ وَاِذْنُهٗ فِیْ بَعْضٍ
كَافٍ لَنَا فِیْ كَوْنِهَا مُبَاحَةً وَصَادِرَةً عَلَی النَّهْجِ الْقَوِیْمِ
امام علیہ السلام کا چپ ہو جانا بعض مقامات پر اور اجازت دینی بعض مقامات
پر یہی ہمارے واسطے دلیل کافی ہے کہ کلام کرنا ان مخدرات کا مباح تھا اور طریقہ
شریعت پر صادر ہوا تھا وَیُقَالُ لِذٰلِكَ فِیْ عُرْفِ الْمُحَدِّثِیْنَ التَّقْرِیْرُ
اور اسی کو اصطلاح محدثین مین تقریر کہتے ہین یعنی جو فعل حجت اللہ کے سامنے
کیا جاے اور وہ اوسکو منع نکرین پس وہی روایت اوسکے بجا لانے کی
سامنے معصوم کے اس فعل کی صحت اور جواز پر دلیل ہوتی ہے وَیُؤَیِّدُهٗ اَنَّهٗ ع
كُلَّمَا زَادَ عَلَی الْقَدْرِ الْوَاجِبِ مِنَ الْكَلَامِ مَنَعَهُنَّ

فمنعهٗ علیہ السلام وقال اسکتی یا عمّتا او اختی اور اسکی تائید کرتی ہے وہ روایت
جس وقت کلام کرنا ان معظمات کا قدر واجب سے زیادہ ہوجاتا تھا خود حضرت منع فرماتے
تھے اور کہتے تھے کہ اے پھوپھی چپ ہوجاؤ اور اے بہن چپ ہوجاؤ فهذا اما القول
مجملا فی ازالۃ تلک الشبهۃ واما التفصیل فنذکرہ فی کل ما روی
مقالاتهن صلوات اللہ علیهن یہ مجملی کلام تھا جو اس شبہ کے دور کرنے
کے ہے تفصیل اوسکی ہم اوسی مقام پر بیان کرینگے جہان اوس کلام کی روایت بیان
کرینگے درود خدا کا اون سب پر ہو والآن فنعود بذکر المواعظ والخطب
الجلیلۃ التی رویت عن زینب ع اور اب ہم رجوع کرتے ہین بطرف بیان کرنے
مواعظ اور خطبہای جلیلہ کے جو حضرت زینب سے منقول ہین فنقول کل ما تکلمت بہ
فقد کانت افادتها هدایۃ للناس حتی قیل فی بعض المواضع انها تتکلم بلسان
ابیها علی بن ابی طالب ع ہم کہتے ہین کہ جو کلام حضرت زینب نے کیا اوسکا ارشاد
فقط ہدایت خلایق کے واسطے تھا یہان تک کہ بعض مقامات پر لوگون نے اقرار کیا کہ وہ
اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابیطالب کی زبان سے باتین کرتی ہین منها ما تکلمت من اهل الکوفۃ
قال الشیبانی قال بشیر بن خزیم الاسدی ونظرت الی زینب بنت
علی ع یومئذ ولم ار خفرۃ قط انطق منها بعض مقامات سے
بھی ہے جو حضرت زینب نے کوفیون سے بروز داخلہ اہلبیت کوفہ میں کلام
کیا ہے جناب سید ابن طاوس فرماتے ہین بشیر ابن خزیم اسدی کہتے ہین
دیکھا مین نے جناب زینب دختر علی ابن ابی طالب کو آج کے دن اور
کوئی شرمگین عورت کبھی اون سے زیادہ تر گویا اور فصیح بلیغ نہین دیکھی
کانما تفرغ من لسان امیر المؤمنین علی بن ابی طالب
لہجہ کی یہ صورت تھی جیسے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی زبان کی
باتین کرتی ہین وقد اومأت الی الناس ان اسکتوا
فارتدت الانفاس وسکنت الاجراس اس جناب زینب

اشارہ کیا آدمیونکے طرف کہ چپ ہو جاؤ پس ایسا یہہ کیفیت ہوئی کہ اندر کی سانس
اندر اور باہر کی سانس باہر رہ گئی سب چپ ہو گئے اور شور اور غل باجونکا ٹھہر گیا
ثم قالت الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ ابی محمد وآلہ الطیبین الاخیار بعد اوسکے
کہنے لگین حمد ہے خدا کا اور درود ہو اوپر ہمارے باپ محمد اور اونکے اولاد پاک پر جو برگزیدہ ہین
اما بعد یا اھل الکوفۃ یا اھل الختل والغدر اتبکون فلا رقات الدمعۃ
ولا ھدأت الرنۃ اے اہل کوفہ اے صاحبان فریب دہی اور بیوفائی آج تم روتے ہو
خدا کرے کبھی تمہارے آنسو بند نہون روتے روتے تمہاری عمر بسر ہو اور کبھی تمہارے
رونیکی آواز نہ رکے اور نہ ٹھہرے انما مثلکم کمثل التی نقضت غزلھا من بعد
قوۃ انکاثا تمہاری مثل یہی ہے جیسے کوئی عورت اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرکے
پھر اوسکو جھٹکے دیدے کر توڑ ڈالے مطلب حضرت کا یہہ ہے کہ جب ہم اہلبیت کی خلافت کا
استحکام ہو چکا تب تمنے اپنے عہد اور پیمانکو توڑا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم تمہارا یہہ
حال ہے کہ قسم کو اپنے مکر اور فریب کا ذریعہ گردانتے ہو الا وھل فیکم الا الصلف
النطف آگاہ ہو جاؤ کہ تم مین جو ہے اوسکی مثل یہی ہے جیسے وہ بادل جو بہت گرجے اور کم برسے
اور باتین تملوگ بہت کرتے ہو اور عمل اون پر کچھ بھی نہین کرتے والصدر الشنف اور
سینے تمہارے بغض اور عداوت سے بھرے ہین وملق الاماء وغمز الاعداء باتین
چکنی ایسی بناتے ہو جیسے لونڈیان کرتی ہین کینہ تمہارے دلین ایسا ہی بھرا ہے
جیسے دشمنونکے دلمین ہوتا ہے او کمرعی علی دمنۃ او کفضۃ علی ملحودۃ یا تمہاری ایسی
مثل ہے جیسے چراگاہ کی گھاس ہری بھری اوس مقام پر ہو جہان اونٹ وغیرہ کا پیشاب
مینگنی جمع ہوتی ہو یعنی دور سے خوشنما معلوم ہو اور قریب جاؤ تو نفرت معلوم ہو یا جیسے
چاندیکا نقش و نگار کسی قبر پر خواہ مقبرہ پر کیا ہو جس سے میت کو کچھ فایدہ نہین ہے
الا ساء ما قدمت لکم انفسکم وفی العذاب انتم خالدون اب آگاہ ہو جاؤ
بہت برے کام کر چکے ہو اب خدا تمسے بالکل ناراض ہو گیا ہے اب تم
عذاب خدا مین گرفتار رہوگے اتبکون وتنتحبون ای واللہ فابکوا

كَثِيْرًا وَاضْحَكُوْا قَلِيْلًا فَلَقَدْ ذَهَبْتُمْ بِعَارِهَا وَشَنَارِهَا اب تم روتے ہو اور فریاد
گریہ وزاری کرتے ہو ہان قسم ہے خدا کی بہت روؤگے اور تہوڑا زمانہ تمہارے
ہنسنے کا باقی ہے تم نے عیب اور شرم آنکہون کا سب کہو دیا اور شرم تمہاری
آنکہونسے بالکل جاتی رہی وَلَنْ تَرْحَضُوْهَا بِغَسْلٍ بَعْدَهَا اَبَدًا اور اسکو تم نہین
یہہ چرک اور میل جسمین تم آلودہ ہوگئے ہو اور جسنے تمہارے دلونکو میلا اور کثیف کردیا ہے
یہہ وہ دہبہ ہے کہ کسی چیز کے دہونے سے نہ چہوٹیگا اور ہمیشہ رہیگا اور کہان تم اسکو دہو سکتے
ہو اور وہ داغ یہہ ہے قَتْلَ سَلِيْلِ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ فرزند گرامی خاتم پیغمبران
قتل کیے گئے وَسَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ سردار جوانان بہشت شہید
ہو گئے وَمَلَاذُ خِيَرَتِكُمْ وہ حسین ایسے تہے کہ جب تمکو کسی قسم کی حیرت ہوتی اونکی
طرف تم پناہ لیجاتے وَمَفْزَعُ نَازِلَتِكُمْ اور اگر کوئی برا وقت تم پر آتا اوسکی فریاد
اور شکایت وہ سنتے اور تمہاری شدت کو دور کرتے وَمَنَارُ حُجَّتِكُمْ اور تمہارے
دین اسلام کی حجت اور دلیل کے قوی کرنے والے تہے اونکی ذات سے حقیقت دین اسلام
روشن ہوتی تہی وَمِدْرَةُ سُنَّتِكُمْ اور رئیس تمہارے قوم کے تہے کہ مدار کار
سنت اسلام کا اون پر تہا اَلَا سَاءَ مَا تَزِرُوْنَ وَبُعْدًا لَكُمْ وَسُحْقًا
آگاہ ہو جاؤ کہ بہت برا بوجہ تباہی اعمال کا تمنے اوٹہایا ہے دوری رحمت
خدا سے تمکو ہے فَلَقَدْ خَابَ السَّعْيُ وَتَبَّتِ الْاَيْدِيْ اسلیے کہ جو دوڑ
دہوپ اور کوشش تمنے جس غرض سے کی ہے اوسمین نا امید ہو جاؤ اور
جس حکومت کے بہروسہ پر تم ہو وہ حکومت قطع ہوگئی اب نہین باقی رہی
وَخَسِرَتِ الصَّفْقَةُ اور یہہ فوری بیعت یزید جو تمنے کی ہے یا اپنے دین کو
بعوض دنیا کے فورًا بیچ ڈالا ہے یہہ سب نقصان اور زیان کاریکی باتہے
وَبُؤْتُمْ بِغَضَبِ اللّٰهِ اور ہمیشہ تم پر عذاب خدا کا رہیگا وَضُرِبَتْ عَلَيْكُمُ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اور ہمیشہ ذلت اور خواری تمکو نصیب رہیگی وَيْلَكُمْ يَا
اَهْلَ الْكُوْفَةِ اَتَدْرُوْنَ اَيَّ كَبِدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَرَيْتُمْ واے ہو

نیز اے اہل کوفہ تم جانتے ہو کون سا جگر رسول خدا کا تم نے قطع کیا ہے وَ
اَیَّ کَرِیمَةٍ لَهُ اَبْرَزْتُمْ اور کونسا عضو رئیس جناب رسالتمآب کا جسکو تمنے
جدا کر دیا ہے وَاَیَّ حُرْمَةٍ اِنْتَهَکْتُمْ اور کیسی بڑی حرمت جناب رسالتمآب کا
تمنے ہتک اور تلف کیا ہے وَلَقَدْ جِئْتُمْ بِهَا صَلْعَاءَ عَنْقَاءَ فَقْمَاءَ کَطِلَاعِ
الْاَرْضِ اَوْمِلَاءِ السَّمَاءِ تمنے حرمت جناب رسالتمآب سے ایسی برائی کی ہے جو
بہت قوی اور بہت بڑی ہے جسکی برائی کی مقدار مثل وسعت زمین یا مثل
گنجایش اور پری آسمان کے ہے اَفَعَجِبْتُمْ اَنْ مَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا تمکو ابھی
اسی مین تعجب ہے کہ آسمان سے خون برسا ہے یہہ تو بہت خفیف عذاب ہے وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَاَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ابھی تو عذاب آخرت کا تم پر
ہونیوالا ہے جسکی رسوائی بہت بڑی ہوئی ہے اور تمکو نہین سوجھتا ہے
فَلَا یَسْتَخِفَّنَّکُمُ الْمَهَلُ یہہ زمانہ مہلت کا جو تا روز قیامت خدا نے مقرر کیا ہے یہہ تمکو
اوس عذاب کے خفیف ہونیکا دہوکہ ندے اور اس مہلت سے تمکو دل خوش نہونا چاہیے
فَاِنَّهُ لَا یَحْفِزُهُ الْبِدَارُ اسلئے کہ خداوند عالم جلدی انتقام لینے مین قبل
آخرت کے کچہہ شرماتا نہین ہے وَلَا یُخَافُ فَوْتَ الثَّارِ اور نہ خدا کو اس بات کا
خوف ہے کہ آج جو انتقام نہین لیا ہے تو کل اوسکو طاقت انتقام لینے کی باقی
نہین رہے گی وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَبِالْمِرْصَادِ تمہارا پروردگار اوسی مقام پر
ٹھہرا ہوا ہے جس مقام سے انتظار وقت کیا جاتا ہے مراد حضرت کی یہہ ہے
کہ جو وقت مناسب عذاب کرنیکا آئیگا اوسی وقت تم پر عذاب نازل کیا جائیگا
قَالَ الرَّاوِیُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّاسَ یَوْمَئِذٍ حَیَارٰی یَبْکُوْنَ
وَقَدْ وَضَعُوْا اَیْدِیَهُمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ راوی کہتا ہے قسم بخدا مین نے
آدمیون کو دیکہا اوس دن اس کلام معجز نظام کو سنکر سب متحیر ہو گئے تہے
اور رو رہے تہے اور سبہون نے اپنے ہاتہہ اپنے منہہ پر رکہہ لئے تہے جو نہایت
حیرت کے وقت مین آدمی رکہتا ہے وَرَاَیْتُ شَیْخًا وَاقِفًا اِلٰی جَنْبِیْ

يَبْكِي حَتّٰى اِخْضَلَّتْ لِحْيَتُهٗ اور ایک مرد پیر کو مین نے دیکھا جو میرے پاس
کھڑا ہوا رو رہا تھا اتنا رویا کہ تمام داڑہی اوسکی آنسوؤن سے تر ہو گئی تھی
وَهُوَ يَقُوْلُ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ كُهُوْلُكُمْ خَيْرُ الْكُهُوْلِ وَشَبَابُكُمْ خَيْرُ
الشَّبَابِ وَنِسَاءُكُمْ خَيْرُ النِّسَاءِ وہ پیر مرد کہہ رہا تہا میری مان باپ
فدا ہون تم پر اے اہلبیت رسالت نیکی دنیا اور آخرت کی خاص تمہارے واسطے
ہے جو لوگ تمہارے خاندان کے ادہیڑ سن کے ہین وہ تمام دنیا کے اس سن کے
لوگون سے بہتر ہین اور جو لوگ تم مین سے جوان ہین وہ تمام دنیا کے
جوانون سے بہتر ہین اور عورتین تمہاری نیکی مین سب عورتون سے بہتر
ہین وَنَسْلُكُمْ خَيْرُ نَسْلٍ لَا يُخْزٰى وَلَا يُبْزٰى اور نسل تمہاری ہر ایک
نسل سے بہتر ہے یہہ نسل کبہی منقطع نہوگی اور کیسا ہی کوئی تمہارے
نسل کے رسوائی کے درپے ہو کبہی تمہارے نسل کی عظمت اور بزرگی نجائیگی

گفتگو حضرت زینب کی ابن زیاد سے اور جناب سید الساجدین کو غیرت سے جوش آنا

قُلْتُ اَمَّا حَدِيْثُ مُكَالِمَتِهَا بِابْنِ زِيَادِ اللَّعِيْنِ فَالْوَجْهُ فِيْهِ اَنَّهٗ لَمَّا اُدْخِلَ النِّسَاءُ
مَجْلِسَ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ السَّيِّدُ فَجَلَسَتْ زَيْنَبُ مُتَنَكِّرَةً فَسَئَلَ عَنْهَا بیان کرتا
اوس گفتگو کا جو حضرت زینب نے ابن زیاد ملعون سے کی ہے اوسکی یہہ صورت
ہے کہ جب مخدرات مجلس ابن زیاد مین داخل کی گئین سید ابن طاوس
فرماتے ہین کہ جناب زینب ایک طرف متغیر اور پریشان صورت بیٹہی ہوئی ہین
ابن زیاد نے لوگون سے پوچھا کہ یہہ کون ہین وَاَبُوْ مِخْنَفٍ يَقُوْلُ وَقَالَ
ابْنُ زِيَادٍ لِبَعْضِ مُحْجَابِهٖ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ زَيْنَبُ اُخْتُ
الْحُسَيْنِ اور ابو مخنف یہہ کہتے ہین کہ ابن زیاد نے اپنے بعض دربانون سے
پوچہا کہ یہہ کون ہین اوس نے کہا کہ یہہ زینب ہین بہن حضرت امام حسین کی
فَقَالَ لَهَا يَا زَيْنَبُ بِحَقِّ جَدِّكِ كَلِّمِيْنِيْ ابن زیاد نے کہا اے زینب
قسم ہے تمکو تمہارے نانا کی جو رسول اللہ تہے مجہسے کچہہ کلام کرو

فقالت ما تُرِیدُ یا عدوّ اللّٰه وعدوّ رسُولِه لقد هتکتنا بین البرّ والفاجر
حضرت زینبؑ نے کہا اے دشمن خدا اور دشمن رسول خدا اب تو کیا چاہتا ہے
ہماری ہتک حرمت اور آبرو ریزی تو سامنے نیک اور بد کے تو کرچکا
وفی اللّھوف انّ اوّل کلام قاله اللعین مخاطبًا لزینب انّه قال الحمد للّٰهِ
الّذی فضحکم واکذب احدوثتکم اور لہوف میں یہہ ہے کہ پہلا کلام جو ابن
زیاد ملعون نے حضرت زینبؑ سے کیا وہ یہی کہا کہ اوس ملعون نے کہا کہ حمد
اور ثنا اور ستایش اوس خدا کی کرتا ہوں جسنے تملوگون کو اس رسوائی تک
پہونچایا اور تمہاری جھوٹی خبرین اور گڑھے ہوئے افسانے معجزات اور کرامات
کی سب جھوٹی کردی فقالت انّما یفتضح الفاسق ویکذب الفاجر وهو
غیرنا حضرت زینبؑ نے کہا کہ فضیحت فاسق کو ہوتی ہے اور بدکار کو خدا
جھوٹا کرتا ہے ہم اون دونون سے الگ ہین نہ ہماری رسوائی ہوسکتی ہے
اور نہ ہماری خبرین جھوٹی ہوسکتی ہین فقال ابن زیاد کیف رأیت صنع اللّٰهِ
باخیکِ واهلِ بیتکِ ابن زیاد ملعون نے کہا کہ تم نے دیکھا کہ خدا نے تمہارے
بھائی اور تمہارے اہلبیت سے کیا کیا فقالت ما رأیتُ الّا جمیلًا حضرت
زینبؑ نے فرمایا کہ مین نے تو اپنے بھائی اور اپنے اہلبیت کا حال جو کچھ دیکھا
اچھا ہی اچھا دیکھا ہے کوئی برائی اونکے نسبت اسوقت تک نہین دیکھی هٰؤلاءِ
قوم کتب اللّٰه علیهم القتل فبرزوا الیٰ مضاجعهم یہہ لوگ کہ
جنکا تو ذکر کر رہا ہے وہ برگزیدہ آدمی تھے جن پر خدا نے شہید ہوجانیکو
واجب کردیا تھا بس اپنے اپنے خوابگاہ اور آرام کے مقامات پر گھرون سے
نکل کر پہونچ گئے اقول تُرِیدُ صلوات اللّٰه علیها بهذه الجملة انّ الّذین
استشهدوا فی الطّف کانت عبادتهم الواجبة علیهم ان یقتلوا
مین کہتا ہون جناب زینبؑ کی مراد اس جملہ کے پڑھنے سے یہہ ہے فرماتی ہین کہ جو لوگ
کربلا مین شہید ہوئے اونکی عبادت واجب یہی تھی کہ اپنے کو قتل کرادین اور شہید ہوجائین

كَمَا كَانَ فِي الْأُمَمِ السَّابِقَةِ قَوْمٌ أُمِرُوا بِأَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ بِقَتْلِ أَنْفُسِهِمْ
قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ چنانچہ پچھلی امتون مین بھی
کچھ ایسے لوگ تھے جو مامور اسی عبادت پر ہوئے تھے کہ اپنے تئین قتل کر دین خداوندعالم
فرماتا ہے رجوع کرو اپنے خالق کیطرف اور جانین اپنی دیدو فَهٰؤُلَاءِ الْبَرَرَةُ
الْكِرَامُ أَيْضًا قَدْ تَعَبَّدُوا اللّٰهَ بِأَنْ قُتِلُوا فِي الطَّفِّ كَمَا تَعْلَمُ پس یہ
شہدا کربلا بھی جو نیکوکار اور بزرگ تھے اپنے خدا کی عبادت اونہون نے
اس طور پر کی کہ میدان کربلا مین شہید ہوگئے جنکی شہادت کا حال تو بخوبی جانتا ہے
ثُمَّ قَالَتْ بَعْدَ إِعْلَانِ مَفَاخِرِ الشُّهَدَاءِ عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ پھر جناب
زینبؑ نے بعد بیان کرنے فضائل شہدائے کربلا کے یہہ ارشاد کیا وَسَيَجْمَعُ اللّٰهُ
بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ فَتُحَاجُّ وَتُخَاصَمُ قریب ہے کہ تجکو اور اون شہیدون کو خدا ایک
جگہ بروز حشر اکٹھا کریگا وہان پر دعوی اور خصومت اور دلیل سب تجھسے طلب کیجائیگی
فَانْظُرْ لِمَنْ يَكُونُ الْفَلَجُ يَوْمَئِذٍ هَبِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ مَرْجَانَةَ اب تو
خود سوچ لے کہ اوس دن رستگاری کسکو ہوگی تیری مان تیرے ماتم مین
بیٹھے اے مرجانہ کے بیٹے قُلْتُ فَانْظُرْ أَيُّهَا النَّاظِرُ إِلَى طَلَاقَةِ لِسَانِهَا
وَإِلَى السَّمَاحَةِ وَالشَّجَاعَةِ الَّتِي قَدْ خَصَّ اللّٰهُ أَهْلَبَيْتَ الرِّسَالَةِ بِهَا
مین کہتا ہون ناظر باخبر دیکھے کسطرح پر زبان فصاحت بھری ہوئی جناب
زینبؑ کی چل رہی ہے کس جوانمردی اور شجاعت سے گفتگو کر رہی ہین اسی
بامردی سے خدا نے اہلبیت رسالت کو خاص کیا ہے لَيْسَ تَخْلُو كَلِمَةٌ
صَدَرَتْ عَنْ تِلْكَ الطَّاهِرَةِ الْمُطَهَّرَةِ عَنِ الْإِرْشَادِ وَالْهِدَايَةِ
وَكَيْفَ يَجْتَرِي تِلْكَ الْجُرْأَةَ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ أَيَّدَهُ اللّٰهُ بِتَأْيِيدِهِ
کوئی کلمہ ایسا اسوقت ارشاد نہین فرمایا ہے جناب زینبؑ نے جو خالی
ارشاد اور ہدایت سے ہو اور کیونکر ایسی جرأت ایسی حالت مین کوئی
کر سکتا ہے جب تک کہ تائید خدا اوسکے شامل حال نہو قَالَ الرَّاوِي

فغضب ابن زیاد کانه هم بها راوی کہتا ہے ابن زیاد اسقدر غضبناک ہوا
معلوم ہوتا تہا کہ اس معظمہ کو قتل کریگا فقال عمرو بن حریث انها امرأة و
المرأة لا تؤاخذ بشیء من منطقها عمرو بن حریث نے کہا کہ یہہ عورت ہین اور
اور عورت سے مواخذہ نہین کیا جاتا ہے جو کچھہ چاہے جاوہ کہہ جائے فقال
ابن زیاد لقد شفی الله من طاغیتک الحسین والعصاة المردة من
اهل بیتک ابن زیاد نے کہا کہ میری تسلی خاطر اسی مین ہے کہ تم حسین اور
اپنے اہلبیت کے کم سن جوانون کو روتی ہو اور اونکے مارے جانے سے چلاتی
اور فریاد کرتی ہو فقالت لعمری لقد هتکت کهلی وقطعت فرعی واجتثثت
اصلی فان کان هذا شفاءک فقد اشتفیت پس حضرت زینبؑ نے فرمایا قسم ہے
مجہے اپنی زندگی کی تو نے ہمارے میانہ سن آدمیون کی ہتک کر ڈالی اور ہماری
شاخ یعنی لڑکون کو بہی قتل کیا اور ہماری جڑ اوکہاڑ کر پہینک دی یہہ سب تو
اپنے گمان مین کر چکا اگر اسی مین تیرے مرض عداوت کی شفا تہی تو اب تو پوری
شفا تجکو حاصل ہوئی فقال ابن زیاد هذه سجاعة ولعمری کان
ابوک شاعرا سجاعا ابن زیاد کہنے لگا یہہ عورت تو بڑی فصیح اور بلیغ
ہے کلام مین اپنے کیسے کیسے قافیہ بندی کر رہی ہے قسم مجکو اپنے حیات کی اے
زینبؑ تمہارے باپ بہی تو شاعر تہے اور کلام باقافیہ کہا کرتے تہے فقالت
یا ابن زیاد ما للمرأة والسجاعة جناب زینبؑ نے فرمایا کہ اے ابن زیاد عورت سے
او کلام باقافیہ کہنے سے کیا نسبت قلت ولعل المراد من قولها ما للمرأة رد لقول
عمرو بن حریث فانه قال انها امرأة وشبهها بعوام النسوة مین کہتا ہون
شاید مراد جناب زینبؑ کی اس کلام سے کہ عورت سے اور کلام مقفا کہنے سے کیا واسطہ یہ
ہو کہ آپنے عمرو بن حریث کے قول کو رد کیا ہو اسلئے کہ اوسنے کہا تہا ابن زیاد سے کہ
یہہ عورت ہین اور جناب زینبؑ کو مثل عام عورتون کے سمجہا تہا فقولہ
صلوات الله علیها انکم لا تعرفون منزلتی فی العلم

ولا تفهمون ما اقول لکم بل تزعمون انی امرأة کسائر النساء کما قاله ابن حرّیث پس جناب زینبؑ یہہ کہتی ہین کہ تم لوگ میرے رتبہ علم کو نہین پہچانتے ہو اور جو کچھہ مین تمسے کہتی ہون اوسکو نہین سمجتے ہو تم یہی جانتے ہو کہ مین بھی ایک عورت ہون مثل عام عورتو نکے جیسا کہ ابن حریث نے کہا ہے هذا ما رواه السیّد رحہ و اما ابو مخنف فقد روی مکالمة مولاتنا زینب بطریق اخر وهی انه لما قال ابن زیاد یا زینب کیف رأیت ما صنع اللہ باخیک اذا اراد ان یاخذ الخلافة من یزید یہہ وہ روایت تھی جسکو سید ابن طاوس نے لہوف مین ذکر کیا ہے لیکن ابو مخنف اس روایت کو اور طرح سے بیان کرتے ہین وہ یہہ روایت ہے کہ جسوقت ابن زیاد نے جناب زینبؑ سے کہا کہ اے زینبؑ کیا حال دیکھا تم نے اپنے بھائی کا اور خدا نے کیا اونکے ساتھہ کیا جب اونکا ارادہ ہوا کہ خلافت یزید سے چھین لین فخیّب امله وقطع رجاءه وامکننا اللہ تع منه اونکی امید خدا نہ بر لایا اور آرزو اونکی قطع کردی اور ہمکو یعنی بنی امیہ کو اون پر غالب کر دیا اور ہماری قدرت اور اقتدار کو بڑہا دیا فقالت یا ابن مرجانة انکان اخی طلب الخلافة فمیراثه من ابیه وجده جناب زینبؑ نے فرمایا کہ اگر میرے بھائی کو طلب خلافت تھی تو اپنے باپ اور نانا کی میراث طلب کرتی تہے واما انت فاستعد لنفسک جوابا اذا کان القاضی اللہ تع والخصم محمدا والسجن جهنم لیکن تو بہتیں خود جواب تجویز کرلے اوس دن کیواسطے کہ حاکم اور فیصلہ کرنیوالا خدا ہوگا اور دعوی دار اور مدعی تجھہ سے محمد مصطفےٰ ہون گے اور قید خانہ دوزخ کا ہوگا فغار زین العابدینؑ علی عمته وقال یا ابن اللئام الی کم تهتک عمتی وتعرفها من لا یعرفها جناب سید الساجدینؑ کو اوسوقت غیرت سے جوش آگیا اپنے پھوپھی کی وجہہ سے اور فرمایا ابن زیاد سے کہ اے پسر مردان ناہنجار کہان تک تو میری پھوپھی کی ہتک حرمت کریگا جو شخص اونکو نہین

پہچانتا ہے اوسے بھی بھجوائیگا فغضب ابن زیاد وقال لبعض حجابہ خذ
ھذا الغلام واضرب عنقہ ابن زیاد ملعون کو غیظ آگیا اور اپنے بعض
دربانون سے کہنے لگا پکڑ لے اس لڑکے کو گردن اسکی ماردے فجذبہ الحاجب
فتعلقت بہ زینب فسلبہا الحاجب اوس دربان نے جناب سید الساجدین
کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور لیچلا جناب زینب حضرت سے لپٹ گئین پس حاجب نے
جناب زینب کو حضرت سے جدا کر دیا فصاحت یا ثکلاہ اتقتلنا یا ابن زیاد
مرۃ اخرٰی فعفی عنہ اللعین لاجلہا جناب زینب نے چلا کر کہا ہاے
افسوس ہماری مصیبت پر اے ابن زیاد اب دوبارہ پھر تو ہمکو باقی ماندہ
وارث کے ماتم مین رولائیگا ابن زیاد ملعون نے بسبب بیتابی جناب زینب کے
قتل سے اوس جناب کے درگذر کیا وقال السید انہ لما امر ابن زیاد بقتل
علی ابن الحسین فقال علی اسکتی یا عمتی حتی اکلمہ جناب سید فرماتے ہین کہ
جب ابن زیاد نے جناب سید الساجدین کے قتل کا حکم دیا آپ نے فرمایا اے
پھوپھی اب آپ چپ رہئے اور مجھے اس سے باتین کرنے دیجئے ثم اقبل فقال
ابالقتل تہددنی یا ابن زیاد اما علمت ان القتل لنا عادۃ وکرامتنا
الشہادۃ پھر آپ متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ قتل کرنیکی مجکو دہمکی دیتا ہے اے ابن
زیاد تجکو نہین معلوم ہے کہ مقتول جانا ہماری عادت ہے اور کرامت
اور بزرگی ہملوگون کی شہادت مین ہوتی ہے یعنی جس چیز مین آدمی کو بزرگی
حاصل ہو اور جسکا خوگرفتہ ہو رہا ہو اوس سے وہ کیا ڈر سکتا ہے اقول وما یرون
من ان زینب او سیدنا زین العابدین فی تلک الواقعۃ کانوا من الخائفین
مین کہتا ہون کہ جو کچھ عام لوگ اور نافہم آدمی ایسی روایتین بیان کرتے ہین کہ
جناب زینب یا حضرت زین العابدین اس واقعہ مین جو دربار ابن زیاد مین پیش ہوا
خوف زدہ ہو گئے تھے او تملقوا بحضر ابن زیاد وتنسبون الیہما من الامور
التی لا یلیق بشانہم فحاشاہم عن ذلک یا یہ کہتے ہین کہ

ان بزرگوارون نے خوشامد اور چاپلوسی کی باتین ابن زیاد کے سامنے کہین
اور ان دونو بزرگوارون کی نسبت ایسے امور بیان کرتے ہین جو خلاف شان
انکے ہین ہرگز ایسا نہین ہوا اور یہہ بزرگوار ان باتون سے بری ہین اَمَّا سَیِّدُنَا
عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ فَقَدْ کَانَ ابْنًا لِاَبِیْهِ وَحُجَّةُ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ لیکن جناب
سید الساجدین یہہ تو شجاعت اور دلیری مین اپنے باپ کے بیٹے تھے اور حجت خدا زمین
پر تھے وَکَانَ عَلٰی یَقِیْنٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اَنْ لَّا یَتَیَسَّرُ لَهُمْ قَتْلُهٗ وَاِنْ شَاءُوْا ذٰلِکَ
کَمَا رُوِیَ مِنْ رِوَایَاتِ الطَّفِّ اِلٰی مَجْلِسِ یَزِیْدَ اوس جناب کو اپنے
پروردگار کے طرف سے یقین تہا کہ یہہ لوگ آپ کو قتل نہین کر سکتے ہین اگرچہ بار بار
اون لوگون نے چاہا چنانچہ وہ روایتین جو کربلا سے لیکر تا دربار یزید کتابون مین
موجود ہین سب اسی پر دلالت کرتی ہین کہ بارہا آپ نے فرمایا کہ مجھے تملوگ قتل
نہین کر سکتے ہو وَاَمَّا زَیْنَبُ فَقَدْ سَمِعْتَ مِنْ مَّقَالَاتِهَا اِنَّهَا لَا تَتَکَلَّمُ
بِکَلِمَةٍ یَکُوْنُ فِیْهِ اِیْهَامٌ مِّنَ الْهَوَانِ وَالذُّلِّ رہین جناب زینبؑ اونکی باتین
اور گفتگو تو اوپر گذر چکی ہے ایسی بات ہی اونکی زبان پر نہین آنے پاتی ہے
جسمین بو اس بات کی ہو کہ خواری اور ذلت کسی قسم کی اونکو ہوئی ہے بَلْ
هِیَ مُوْصَاةٌ مِّنْ اَخِیْهَا الْحُسَیْنِ فَاِنَّهٗ قَالَ لَهَا یَا اُخْتَاهُ لَا تُشْمِتِیْ
الْقَوْمَ بِنَا بلکہ جناب زینبؑ کو اونکے بہای جناب امام حسینؑ کی وصیت
تھی اور وہ فرما گئے تھے کہ اے بہن ایسی کوئی بات نہ کرنا جس مین دشمن
ہم پر شماتت کرین اور دل خوش ہون فَهِیَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا مَهْمَا
تَذَکَّرَتْ شَهَادَةَ اَخِیْهَا اِنَّمَا تَذْکُرُ بِعَظَمَتِهَا وَازْدِیَادِ مَدَارِجِ الشُّهَدَاءِ
سِیَّمَا بِمَحْضَرِ الْاَعْدَاءِ وَالشَّامِتِیْنَ پس یہہ جناب جب اپنے بہائی کی
شہادت کا ذکر کرتی ہین اوسکی بزرگی اور عظمت بیان کرتی ہین اور درات
شہدا کے زیادتی اور درجات کی ترقی ثابت کرتی ہین خصوصاً
دشمنون کے [illegible] اور جو لوگ شماتت کرنیوالے ہین نعم لها

بجامع مجلسیها من الرزایا ما یتصدع منه القلوب و
تجری الاکباد، ان تنہائی مین یا دوستون کے سامنے جناب زینبؑ نے
ایسے ایسے مرثیے پڑہی ہین جن کے سننے سے دل پہٹ جاتے اور جگر سوختہ ہوتے
ہین اللّٰہم انی اعوذ بک من ان نقول فی الطیب النساء و الزکی الرجال
من قول یسبک الا الحق خداوندا مین پناہ مانگتا ہون تجہسے اس بات کی کہ ان پاکیزہ
عورتون اور پاک اور پاکیزہ مردونکی شان مین جو اولاد تیرے نبی کے ہین
کوئی ایسی بات کہون جو سچی نہو بلکہ وہی کہون جو سچی ہو اور انکی شان کے خلاف
نہو و ان لا نصغی و لا نستمع من حالاتهم الا ما یلیق بشانهم آمین
ثم آمین اور ہم نہ سنین اور نہ بگوش دل متوجہ ہون اُن کے اون حالات کے
سننے پر جو لایق انکی شان کے نہین ہے قبول کرلے خدا یہہ دعا ہماری آمین ع

باب اون حالات کا بیان جو دربار یزید مین منجملہ کرامات جناب زینبؑ کی صادر
ہوئی اور شرح اوس خطبہ کی جو حضرت زینب نے دربار یزید مین پڑہا تہا

اما ما جاء من المکالمة والموعظة الحسنة و نسب الی زینب صلوات
اللہ علیہا بمحضر یزید فهو ادل دلیل علی کراماتها البالغة لیکن
جو گفت و شنید اور وعظ و نصیحت دمشق مین واقع ہوئی دربار یزید مین اور اوسکی
نسبت جناب زینبؑ کیطرف کیجاتی ہے وہ بہی بڑی دلیل ہے اوس جناب کی
کرامت پر ولقد یحرفون فی بیان تلک الواقعة ایضا کما یغیرون الحوادث
الاخر ان حالات کے بیان کرنے مین بہی بڑا تصرف کرتے ہین اور کچہہ کا کچہہ
بیان کردیتے ہین جسطرح اور حادثون کا بیان پلٹ دیا ہے اور جہوٹہی باتین
اوس مین ملادی ہین والحق ما رواه السید انه لما ادخل اهل البیت فی
مجلس یزید فوضع راس الحسین بین یدیه و اجلس النساء خلفه یعنی
خلف یزید اور سچی یہی بات ہے جسکو جناب سید ابن طاوس نے
روایت کی ہے کہ جسوقت مخدرات اہلبیت دربار یزید مین داخل کی گئین سر حضرت

امام حسینؑ کا سامنے یزید کے رکھا گیا اور زنان اہلبیت کو پیچھے اوسکے بٹھا دیا
یعنی یزید کے پیچھے لِئَلَّا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ تاکہ اہلبیت اطہار کی نظر اوسکے طرف نہ پڑے
یعنی سر کیطرف نہ دیکھیں خواہ یزید کیطرف نہ دیکھیں قُلْتُ وَلَمَّا کَانَ یَزِیْدُ لَعَنَهُ
اللّٰهُ مُتَّکِئًا عَلٰی سَرِیْرِهٖ وَمُسْتَنِدًا بِوِسَادَتِهٖ فَکَانَ ذٰلِکَ مَانِعًا مِنَ النَّظَرِ اِلٰی
رَاْسِهِ الشَّرِیْفِ وَاَیْضًا اِلٰی یَزِیْدَ میں کہتا ہوں کہ چونکہ یزید اپنے تخت پر تکیہ
لگائے بیٹھا ہوا تھا اور مسند اوسکی آراستہ تھی اسطرح کا بیٹھنا یزید کا اہلبیت اطہار
کو سر اقدس امام حسینؑ کے دیکھنے سے مانع تھا اور یزید کیطرف بھی دیکھنے سے آڑ بنی تھی
وَلَمْ یَنْقُلِ السَّیِّدُ وَلَا مِنَ الرُّوَاةِ اَنَّ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْبَیْتِ نَظَرَ اِلَی الرَّاْسِ
الشَّرِیْفِ اِلَّا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَزَیْنَبُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا جناب
سید ابن طاؤس نے اپنے راویوں سے یہہ نہیں نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے اہلبیت اطہار
مین سے سر اقدس کو اوسوقت دیکھا ہو سوائے جناب سید الساجدین اور حضرت زینبؑ
کے فَاَمَّا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ فَلَمْ یَاْکُلِ الرُّؤُسَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَبَدًا جناب
سید الساجدین کے دل پر وہ صدمہ پہونچا کہ تمام عمر کبھی آپ نے سر
جانوروں کے نہیں کہائی وَهٰذِهٖ اٰلِهٖ وَاٰیَةٌ نَعْطِیْ اَنَّهٗ لَمْ یَرَ الرَّاْسَ مَکْشُوْفًا
اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ اس روایت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ سر مقدس کھلا ہوا حضرت
امام حسینؑ کا جسطرح یزید کے سامنے رکھا تھا اس شکل سے آج تک آپنے نہیں دیکھا تھا
وَاَمَّا زَیْنَبُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا فَلَمَّا رَاَتْهُ اَهْوَتْ اِلٰی جَیْبِهَا فَشَقَّتْهُ لیکن جناب
زینبؑ جو اپنے بہائی کی محبت مین دلدادہ تہین اونہون نے جب اس سر کو اس حالت سے دیکھا
باوجودیکہ اتنی بڑی صابرہ تہین جس صبر کا حال لاش اطہر کے دیکھنے کے باب مین ہم لکھ چکے ہین تڑپ
گئین اور بے خود ہو گئین اور گریبان پارہ پارہ کر ڈالا ایسا معلوم ہوتا ہے اس واقعہ سے کہ اوسوقت
سے زیادہ کبھی کوئی صدمہ آپ کو نہیں پہونچا تھا ثُمَّ نَادَتْ بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ یُفْزِعُ الْقُلُوْبَ
یَا حُسَیْنَاهُ یَا حَبِیْبَاهُ بعد اوسکے اس آواز دردناک سے چلا اوٹھین کہ تمام حاضرین
کے دل ہل گئے اور کیونکر نہ ہلجاتے القاب اور اوصاف بھی تو اپنے بہائی کے ایسے

بیان کئے جو انہیں معظمہ کی زبان خاص سے جاری ہونی چاہئے کہنے لگیں اے
میرے حسین اے میرے پیارے بھائی جنسے زیادہ کوئی مجھے پیارا نتھا یَا سَیِّدَ
اَهْلبَیْتَاهُ اے سردار ہم سب اہلبیت کے جو اسوقت موجود ہین یا یہہ مراد ہے کہ جتنے اہلبیت روز
عاشورا تک موجود تھے اونکے سردار یَابْنَ مُحَمَّدَاهُ یَا رَبِیْعَ الْاَرَامِلِ وَالْیَتَامٰی اے
فرزند محمد مصطفٰے اے پرورش کرنیوالے بیوہ عورتون کے اور یتیم بچون کے اس کلام
سے مراد حضرت کی یہہ ہے کہ رات کو چھپ چھپ کر حضرت بیوہ اور یتیمون کے واسطے
روزیان لیجاتے تھے چنانچہ پشت مبارک پر گھٹے پڑ گئے تھے اور نشان بن گئے تھے یَا قَتِیْلَ
اَوْلَادِ الْاَدْعِیَاءِ اے کشتہ جور وستم اولاد ولد الزنا کے قَالَ الرَّاوِیْ فَاَبْکَتْ
کُلَّ مَنْ سَمِعَهَا راوی کہتا ہے کہ اس بین کا ایسا اثر پڑا کہ جسکے کان تک آواز
پہونچی وہ رو رہا تھا اور تمام حاضرین کو آپ نے رُلا دیا قُلْتُ وَهٰذَا کَاَنَّهٗ تَمْهِیْدٌ
مِنْهَا لِمَا کَانَتْ تُرِیْدُ اَنْ تَقُوْلَ بَعْدَ ذٰلِکَ مین کہتا ہون کہ یہہ بین جناب
زینب کی بطور تمہید کے ہین اوس خطبہ کے واسطے جس کا پڑھنا بعد اس کے
حضرت کو منظور ہے قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ لَمَّا وُضِعَ الرَّاْسُ الشَّرِیْفُ بَیْنَ یَدَیْ
یَزِیْدَ سَمِعَ غُرَابًا یَنْعِقُ ابو مخنف کہتے ہین کہ جسوقت سر مقدس اوس جناب
کا سامنے یزید کے رکھا گیا ایک کوے کے بولنے کی آواز یزید نے سنی کہ وہ بول رہا ہے
قُلْتُ وَهٰذِهِ الْقَضِیَّةُ رَوَاهَا اَبُوْ اِسْحٰقَ اَیْضًا فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ وَیُصَدِّقُهَا مَا
رُوِیَ عَنْهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ مِنْ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی قَاتِلِ الْحُسَیْنِ
کَعَذَابِ قَابِیْلَ الَّذِیْ قَتَلَ هَابِیْلَ مین کہتا ہون کہ اس زاغ کے آنیکی روایت
ابو اسحٰق نے کتاب نور العین مین بھی لکھی ہے اور تصدیق قصہ زاغ کی وہ روایت کرتی ہے
جو ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ قاتل حسین پر عذاب اتنا ہو گا جتنا عذاب قابیل قاتل
ہابیل پر ہو گا کَمَا رَوَاهُ فِی الْبِحَارِ فِیْ نُزُوْلِ اِثْنٰی عَشَرَ مَلَکًا عَلَی النَّبِیِّ چنانچہ بحار مین
اس مضمون کو اوس روایت مین ذکر کیا ہے جسمین بارہ فرشتون کا نازل ہونا جناب رسالتمآب
روایت مین جناب امام حسین نے نقل کیا ہے قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَ بَعَثَ الْغُرَابَ اَیْضًا فِیْ قَضِیَّةِ

هَابِيْلَ كَمَا قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ اسلیئے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ہابیل کے قتل
ہو جانے کے بعد بھی ایک زاغ کو بھیجا تہا چنانچہ قرآن مجید مین خداوند عالم فرماتا ہے
فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا
وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ
النَّادِمِينَ ایک زاغ کو خدا نے بھیجا جو اپنی چونچ سے زمین کہود رہا تہا تاکہ ایک
مرے ہوئے زاغ اپنے بہائیکی لاش کو زمین مین چہپا وے قابیل کہنے لگا کہ وا ہو مجہپر
مجہسے اتنا بھی نہو سکا اور اتنی بھی عقل مجہے نہوئی کہ مثل اس زاغ کے زمین کہود کر اپنے
بہائیکی لاش کو دفن کر دیتا اس سانحہ کے واقع ہونیسے قابیل شرمندہ اور نادم ہو گیا
وَلَعَلَّ الْغَرَضَ مِنْ بَعْثِ الْغُرَابِ بِحَضْرَةِ يَزِيْدَ أَنَّهُ كَانَ يَنْعِي الْحُسَيْنَ وَيُخْبِرُ أَنَّهُ لَمْ
يُدْفَنْ جَسَدُهُ مَعَ رَأْسِهِ اور شاید زاغ کے بہیجنے سے دربار یزید مین منظور الٰہی
یہہ تہا کہ وہ زاغ سنانے حضرت امام حسین کے لایا تہا اور خبر دیتا تہا کہ
ابھی تک پوری لاش اوس جناب کی سر سمیت دفن نہین کی گئی فَيَصِحُّ مَا رُوِيَ
مِنْ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ دَفَنَهُ فِي عِشْرِيْنَ مِنْ صَفَرٍ وَهُوَ يَوْمُ الْأَرْبَعِيْنَ پس صحیح
ہو جائیگی یہہ روایت کہ جناب سید الساجدین نے بیسوین صفر کو سر حضرت کا
جسد مبارک سے ملا کر دفن کیا وَلْنَعُدْ إِلَىٰ رِوَايَةِ أَبِي مِخْنَفٍ وَنَقُولُ أَنَّ
يَزِيْدَ كَأَنَّهُ فَهِمَ مِنْ صَيْحَةِ الْغُرَابِ أَنَّهُ يَنْعِقُ بِالشَّرِّ لَهُ اب ہم روایت
ابو مخنف کی بقیہ کو بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یزید بھی تو ڈرا کوا تہا گویا کہ اوس
زاغ کے بولنے سے یہہ سمجہ گیا کہ میری تباہی کی بد خبری لایا ہے اسلیے
کہ وہ جاہل بد مست شگون کا قائل تہا فَأَنْشَأَ يَزِيْدُ يَقُوْلُ شعر
يَا غُرَابَ الْبَيْنِ مَا شِئْتَ فَقُلْ ☆ إِنَّمَا تَنْدُبُ أَمْرًا قَدْ فُعِلْ
یزید یہہ شعر پڑہنے لگا اے زاغ ابلق یا سرخ منقار جو تیرے
جی مین آئے کہہ لے آج تو ایسی بات پر روتا ہے اور فریاد کرتا ہے
جو ہو چکی ہے اب کیا اوسکی تلافی ہو سکتی ہے كُلُّ مُلْكٍ وَنَعِيْمٍ زَائِلٌ

وَبَانَ الدَّهْرُ يَلْعَبُ بِكُلٍّ ہر یک بادشاہ کی سلطنت اور نعمت دنیا و یکو زوال
ہو جاتا ہے اور زمانہ کا تھپیڑا سب سے اسی طرح پر ہوا کرتا ہے لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوا
وَقْعَةَ الْخَزْرَجِ مَعَ وَقْعِ الْأَسَلْ کاش آج میرے وہ بڑے بوڑھے زندہ ہوتے
جو کہ جنگ بدر میں موجود تھے اور واقعہ خزرج کا اور اسل کا اونہوں نے دیکھا تھا
خزرج ایک قبیلہ ہے جو ایک درخت اسل کے قریب اوسپر یہہ واردات گذری ہے
جسکو یزید یاد کر رہا ہے لَأَهَلُّوا وَاسْتَهَلُّوا فَرَحًا ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تُشَلْ
اگر یہہ کشت خون اولاد نبی کا جو اونہیں کے مردون سے براہ انتقام لیا گیا ہے اسکو وہ
دیکھتے خوشی سے اونکے چہرے چمک اوٹھتے پھر کہنے لگتے کہ اے یزید خدا کرے
تیرے ہاتھ نہ تھکین لَسْتُ مِنْ خِنْدِفَ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلْ
مین قبیلہ خندف کے لڑکون مین داخل نہین ہون کہ انتقام نہ لیتا اولاد احمد سے اون باتونکا
جو وہ میرے بزرگون سے کر گئے ہین لَعِبَتْ هَاشِمُ بِالْمُلْكِ فَلَا خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْيٌ
نَزَلْ بنی ہاشم نے ملک حجاز مین ایک کھیل کھیلا تھا جو نبوت کا دعویٰ کیا تھا نہ کوئی
خبر خدا کی طرف سے آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی جو کچھہ مشہور کر رکھا ہے سب
جھوٹھہ ہے قَدْ أَخَذْنَا مِنْ عَلِيٍّ ثَأْرَنَا وَقَتَلْنَا الْفَارِسَ اللَّيْثَ الْبَطَلْ
ہمنے علی ابن ابیطالب سے اپنا انتقام لے لیا اور اوس شہسوار کو قتل کیا جو شیر نر
اور بہادر تھا هٰذَا مَا أَنْشَدَهُ اللَّعِينُ فِي تِلْكَ الْحَالِ یہہ وہ اشعار ہین جنکو
یزید ملعون نے اوسوقت دربار عام مین پڑہا ہے اور مختلف طور پر ان اشعار کو راوی نے
ذکر کیا ہے ابن ابی الحدید معتزلی اور دیگر علمائے تاریخ اہلسنت نے ان اشعار کو
یزید کیطرف نسبت دی ہے انکار نہین ہو سکتا ہے کہ یزید نے یہہ اشعار نہین پڑہی
باب خطبہ پڑہنا جناب زینبؑ کا دربار یزید مین بعد سننے اون اشعار کے
جنکو یزید نے پڑہا تھا جو شامل ایسے مضامین پر تہے جنکا سننا ناگوار ہے
قَالَ السَّيِّدُ فَقَامَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ سید
ابن طاؤس فرماتے ہین کہ جب یزید وہ اشعار پڑھ چکا جناب زینبؑ دختر

علیؑ ابن ابیطالب کہڑی ہوئین اور کہنے لگین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ
صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ حمد خدا کا ہے جو کل موجودات کا
پالنے والا ہے اور درود خدا کا اوسکے رسول پر اور آل رسول پر ہو صَدَقَ
اللّٰهُ کَذٰلِکَ یَقُوْلُ ثُمَّ کَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَاؤُا السُّوْٓءٰٓی اَنْ
کَذَّبُوْا بِاٰیَاتِ اللّٰهِ وَکَانُوْا بِهَا یَسْتَهْزِءُوْنَ سچا ہے خدائے پاک یہ
تو وہ بہی فرماتا ہے کہ پہر انجام کار اون لوگون کا جنہون نے برائی پر کمر باندہی
اور بید شرک برائی کرنے مین ہو گئے یہہ ہوا اور یہان تک اونکی نوبت
پہونچی کہ ظاہری آیات خدا کی تکذیب کرنے لگے اور ہنسی اور مذاق سے آیات
الٰہی سے پیش آنے لگے یعنی تیرا حال بہی اسوقت اے یزید یہی ہے اَظَنَنْتَ
یَا یَزِیْدُ حَیْثُ اَخَذْتَ عَلَیْنَا اَقْطَارَ الْاَرْضِ وَاٰفَاقَ السَّمَآءِ فَاَصْبَحْنَا نُسَاقُ
کَمَا تُسَاقُ الْاُسَرَآءُ اَنَّ بِنَا هَوَانًا عَلَی اللّٰهِ تجکو یہہ خیال
ہے اے یزید کہ چونکہ ہم پر تو نے بزعم خود وسعت زمین اور آسمان کو تنگ کر دیا
اور ہم تیرے قیدی ہوکر شہر بشہر اس طرح پہرائے جاتے ہین جسطرح بندے بادشاہون
پہرائے جاتے ہین کہ اس واقعہ سے خدا کے نزدیک کچہہ ہماری ذلت ہوئی اور ہماری عزت مین
کمی آگئی ہے وَبِکَ عَلَیْهِ کَرَامَةً وَاِنَّ ذٰلِکَ لِعِظَمِ خَطَرِکَ عِنْدَهٗ اور تیری
واسطے خدا کی جناب مین کوئی بزرگی ہوئی ہے اور یہہ بہی تو سمجہہ رہا ہے کہ ہماری یہہ ذلت
ظاہری تیرے مقابلہ مین اس سبب سے ہوئی ہے کہ تیرا مرتبہ خدا کے نزدیک بڑا ہے فَشَمَخْتَ
بِاَنْفِکَ یہہ خیال باطل کرکے تو پہولے نہین سماتا ہے وَنَظَرْتَ فِیْ عِطْفِکَ جَذْلَانَ
مَسْرُوْرًا اور تو نے اپنے فربہی چہرہ سے جو شکنین پڑ گئی ہین اونکو دیکہہ
تو بہت خوش اور فرحان اور شادان ہو رہا ہے حَیْثُ رَاَیْتَ الدُّنْیَا
لَکَ مُسْتَوْثِقَةً وَالْاُمُوْرُ مُتَّسِقَةً اور سبب تیرے غلط فہمی
یہہ ہے کہ اسباب دنیاوی کو آج تو اپنے پاس فراہم دیکہہ رہا ہے
اور دنیا تجہسے موافقت کر رہی اور امور سلطنت کا تیرے انتظام درست

وَحِيْنَ صَفَا لَكَ مُلْكُنَا وَسُلْطَانُنَا اور اسوقت نے تجھکو دھوکھا دیا ہی کہ ہماری
سلطنت اور ہمارا ملک اوس بیخرخشہ تیری حکومت ہوگئی ہی مَهْلًا مَهْلًا ذرا ٹھہر جا
کچھ دیر نہین ہی دیکھ تو کیا تجھپر گذریگا أَنَسِيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تعم وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ
کیا تو بھول گیا ہی جو خدا قران مین کہتا ہی تم یہ نہ سمجھو کہ ہم کافرونکو جو مہلت دیتے ہین
اور دیر مین اونپر عذاب نازل کرتے ہین یہ اونکے واسطے اچھی بات ہی بلکہ ہم تو مہلت انکے
واسطے دیتے ہین کہ وہ گناہ زیادہ کرین اور اونکے واسطے ایسا عذاب ہے جو اونکو رسوا
کرنے والا ہی قُلْتُ وَلَمَّا كَانَ يَزِيْدُ قَدِ ادَّعَى أَنَّمَا جَرَى عَلَى أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صلعم فَهُوَ مِنَ
الِانْتِقَامِ وَالنِّقْمَةِ وَهُوَ عَدْلٌ وَلَيْسَ بِظُلْمٍ مین کہتا ہون چونکہ یزید نے دعوی کیا تھا
کہ جو کچھ اہلبیت رسول اللہ صلعم پر گذرا وہ انتقام مین داخل ہی اور انتقام عدل کی بات ہے
ظلم نہین ہی أَبْطَلَتْ قَوْلَهُ زَيْنَبُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا بِقَوْلِهَا اوسکے قول کا ابطال
حضرت زینب ع نے اس طرح پر کیا أَمِنَ الْعَدْلِ يَا ابْنَ الطُّلَقَاءِ تَخْدِيْرُكَ حَرَائِرَكَ
وَإِمَاءَكَ وَسَوْقُكَ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم سَبَايَا کیا یہی عدل ہی ای بیٹے اوس گروہ کے
جسکو پیغمبر صلعم نے بخشا تھا کہ تو نے اپنی عورتونکو اور لونڈیونکو پردہ مین بٹھایا اور دختران رسولخدا صلعم
قید کرکے پھرایا ہی وَقَدْ هَتَكْتَ سُتُوْرَهُنَّ وَأَبْدَيْتَ وُجُوْهَهُنَّ اونکی تو نے پردہ دری
کی اور اونکی وجاہت کو تو نے کھو دیا تَحْدُوْ بِهِنَّ الْأَعْدَاءُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ اونکے
دشمن اونکو کھینچے کھینچے ایک شہر سے دوسرے شہر تک لیے پھرتے ہین وَيَسْتَشْرِفُهُنَّ
أَهْلُ الْمَنَاهِلِ وَالْمَنَاقِلِ راہ چلنے والے ادمی اور جو لوگ اپنے گھرون مین بیٹھے ہین
اونکی طرف تاکتے اور جھانکتے ہین وَيَتَصَفَّحُ وُجُوْهَهُنَّ الْقَرِيْبُ وَالْبَعِيْدُ
وَالدَّنِيُّ وَالشَّرِيْفُ اونکے چہرونکو سب لوگ غور سے دیکھتے ہین نزدیک کے
ادمی ہون خواہ دور کے کمینہ ہون یا شریف ہون لَيْسَ مَعَهُنَّ مِنْ رِجَالِهِنَّ
وَلِيٌّ وَلَا مِنْ حُمَاتِهِنَّ حَمِيٌّ دختران رسول صلعم کے ہمراہ اونکے مردون مین سے جو محرم
اور ... تھے کوئی ولی باقی نرہا اور نہ کوئی اونکا حمایت کرنے والا اونکے ساتھ موجود ہے

یہ عدل اور انتقام نہین ہی بلکہ عین ظلم ہی وَکَیفَ تُرتَجیٰ مُراقَبَۃُ ابنِ مَن لَفَظَ فُوہُ
اَکبادَ الاَذکِیاءِ وَنَبَتَ لَحمُہُ مِن دِماءِ الشُّھَداءِ اور کیا امید ہوسکتی ہی اوس
عورت کے بیٹے سے جو پاکیزہ ادمیون کا جگر کھاچکی ہی اور خون اوسی بیٹے کا شہدا کے
خون سی پیدا ہوا ہی وَکَیفَ لَا یَستَبطِیٔ فِی بُغضِنا اَھلَ البَیتِ مَن نَظَرَ اِلَینا بِالشَّنَفِ
وَالشَّنَآنِ وَالاِحَنِ وَالاَضغانِ اور کیونکر رکا رہیگا اہلبیت سے بغض کرنے مین جو شخص ہمکو نظر
دشمنی اور اعتراض اور کینہا و دیرینہ کے دیکھے ثُمَّ تَقُولُ غَیرَ مُتَأَثِّمٍ وَلَا مُستَعظِمٍ لَأَھَلُّوا
وَاستَھَلُّوا فَرَحًا + ثُمَّ قالُوا یا یَزِیدُ لَا تُشَلَّ + ای یزید ان مظالم کے بعد پھر تو کلمات کفر
کہہ رہا ہے اور توبہ کا خیال کبھی تجھے نہین ہی اور نہ ان کلمات سے گناہ عظیم پیدا ہونیکا تجھے اندیشہ ہے
اور وہ یہ کلام کہ اچھی کہ اگر کشتگان بدر کفار تیرے بزرگ تجھے آل رسول سے یہ گستاخی کرتے
دیکھتے پکار پکار کہتے خوش ہو کر کہ ای یزید تیرا ہاتھ اس کشت و خون سے نہ تھکے مُنتَحِیًا عَلیٰ
ثَنایا اَبی عَبدِ اللہِ سَیِّدِ شَبابِ اَھلِ الجَنَّۃِ تَنکُتُھا بِمِخصَرَتِکَ یہ کلمات کفر کر رہا ہے
اور ساتھ ہی اوسکے دندان مبارک امام حسین سردار جوانان بہشت کیطرف توجہ کرکے چھڑی سے اون کو
ٹھونک رہا ہے اور اسی مجلس مین یہ بیداد کر رہا ہے وَکَیفَ لَا تَقُولُ ذٰلِکَ وَقَد نَکَأتَ القَرحَۃَ
وَاستَأصَلتَ الشّافَۃَ بِاِراقَتِکَ دِماءَ ذُرِّیَّۃِ مُحَمَّدٍ وَنُجُومِ الاَرضِ مِن آلِ
عَبدِ المُطَّلِبِ کیون ایسی باتین تو نہ کہے کہ جو زخم ابھی بھرا نہ تھا اوسکو پھر سے تونے
اوبھارا اور تازہ کر دیا کہ خون ذریت محمد کا جو زمین کے ستارہ اولاد عبد المطلب سے تھے بہایا
تَھتِفُ بِاَشیاخِکَ زَعَمتَ اَنَّکَ تُنادِیھِم فَلَتَرِدَنَّ وَشِیکًا مَورِدَھُم اپنے بزرگو کو
تو پکار رہا ہے اور تجھے گمان ہی کہ اونکو پکار رہا ہے بہت جلد تو بھی وہین پہونچیگا جہان وہ کفار
پہونچے ہین وَلَتَوَدَّنَّ اَنَّکَ شُلِلتَ وَبُکِمتَ وَلَم تَکُن قُلتَ ما قُلتَ وَفَعَلتَ
ما فَعَلتَ تجھے آواز آئیگی کہ تیرا ہاتھ شل ہو گیا اور گونگا ہو جائیگا کچھ نہ بول سکیگا
اور جو تو کہتا ہی کبھی نہ ہوگا کہ کہہ چکا اور کر چکا جو کہنا اور کرنا تھا اَللّٰھُمَّ خُذ بِحَقِّنا وَانتَقِم
مِن ظالِمِنا خداوندا اب ہمارا حق لے لے حق تلف کرنے والونسے اور انتقام لے
ہم پر ظلم کرنے والے سے وَاَحلِل غَضَبَکَ بِمَن سَفَکَ دِماءَنا وَقَتَلَ حُماتَنا

نازل کراوین جنھون نے ہماری خونریزی کی ہے اور ہمارے حامی اور مددگارونکو قتل کیا ہے فواللہ
ما فریت الا جلدک قسم بخدا اے یزید ہماری خونریزی سے تونے اپنی ہی کھال ادھیڑی
ولا حززت الا لحمک اور اپنا ہی گوشت تونے کاٹا ہے لتردن علی رسول اللہ بما
تحملت من سفک دماء ذریتہ تو پہونچیگا خدمت رسولخدا مین اسطرح سے کہ بار خونریزی
ذریت رسول کا تیری گردن پر ہوگا اور وبال ہتک حرمت رسول اللہ کا تجھپر
ہوگا جو تونے اونکی عترت اور عزیزونکی نسبت کیا ہے حیث یجمع اللہ شملہم یہ تیری حاضری
رسولخدا کی خدمت اوس جگہ ہوگی کہ جہان خدا اونکی پریشان جماعت اہلبیت کو یکجا کردیگا
ویلم شعثہم اور اونکی پریشان حالی کی یکجائی سے اصلاح کردیگا ویاخذ بحقہم اور اونکا حق
جو برباد کیا گیا ہے اوسکی عوض سے خدا ادا کردیگا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل
احیاء عند ربہم یرزقون جو لوگ راہ خدا مین قتل کئے گئے ہین اونکو مردہ نہ سمجھو بلکہ زندہ ہین اور اپنے
پروردگار کی ساحت قرب مین روزی پاتے ہین حسبک باللہ حاکما خدا ہی کافی ہے تیرے لئے حکم کرنیوالا
وبمحمد خصیما اور محمد ص کافی ہین دعوی کرنیکے واسطے پیش خدا پاک وبجبرئیل ظہیرا اور حضرت جبرئیل
ہی مددگار کافی ہین وسیعلم من سوی لک ومکنک من رقاب المسلمین اور قریب ہے
جنہون نے تیری سلطنت اور خلافت درست کردی ہے اور تیری سلطنت مین مسلمانونکی گردنین باندھ
دی ہین یعنی اونپر تو حکمران ہو رہا ہے بئس للظالمین بدلا خراب ہے ظالمونسے جو انتقام لیا جائیگا
ایکم شر مکانا واضعف جندا اور کون ہے تم مین سے جسکی جگہ بری ہے روز محشر اور جسکا گروہ بہت ہی کمزور ہے
ولئن جرت علی الدواہی مخاطبتک انی لاستصغر قدرک اگرچہ مجھپر سختیان واقع
ہو رہی ہین مگر مین تیری قدر اور منزلت کو کم سمجھ رہی ہون واستعظم تقریعک واستکثر توبیخک
اور بہت زیادہ تجھ سے درشتی کر رہی ہون اور زیادہ تجھے ملامت کر رہی ہون اور ڈرا رہی ہون لکن
العیون عبری والصدور حری یہ سب تو ہے مگر آنکھین ہماری رو رہی ہین اور سینے مین حرارت ہے
الا فالعجب کل العجب لقتل حزب اللہ النجباء بحزب الشیطان الطلقاء آگاہ ہو کہ تعجب
اور بہت تعجب ہے کہ برگزیدہ لوگ گروہ خدا کے کیونکر گروہ شیطانی کے ہاتھ سے جو گرفتہ تھے
فہذہ الایدی تنطف من دمائنا والافواہ تتحلب من لحومنا پس یہی ہاتھ گروہ شیطانی

جنسے ہمارے خون ٹپک رہے ہین اور یہی منھ گروہ اشقیا کے جو ہمارے گوشت کھا رہے ہین وَتِلْكَ الْجُثَثُ الطَّوَاهِرُ
الزَّوَاكِي تَنْتَابُهَا الْعَوَاسِلُ اور وہ لاشہاے پاک اور پاکیزہ جنپر بار بار تیز بھیڑیان دوڑ رہی ہین وَتَعْفُرُهَا
اُمَّهَاتُ الْفَرَاعِلِ اور اون لاشونکو ڈھونڈھ سونگھا اور بجو کی گرد مین آلودہ کر رہی ہے اور اگر تعفو
بوا و بڑھا جا معنی یہ ہوتی ہین کہ جنگلی حیوانات کے دوڑنے سے جو گرد اوٹھتی ہے اوسمین لاشین بٹ
گئی ہین کہ اونکا نشان نہین ملتا ہے وَلَئِنِ اتَّخَذْتَنَا مَغْنَمًا لَتَجِدُنَا وَشِيكًا مَغْرَمًا اگر آج تو ہمکو اپنا مال غنیمت
سمجھ رہا ہے بہت جلد تو ہمکو موجب تاوان اور زیان اپنا پائیگا حِينَ لَا تَجِدُ إِلَّا مَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ یعنی
اوسوقت ہو گی جسوقت تجھکو وہی سزا ملیگی جو کچھ تیرے ہاتھونسے مظالم برپا ہوئے ہین وَمَا رَبُّكَ
بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ اور تیرا خدا بندونپر ظلم نہین کرتا ہے وَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكَى وَعَلَيْهِ الْمُعَوَّلُ خدا سے شکایت کرتی ہون
اور اوسی پر بھروسہ ہے فریادرسی کا فَكِدْ كَيْدَكَ وَاسْعَ سَعْيَكَ وَنَاصِبْ جُهْدَكَ جو تیرا مکر ہو اوس
اور جو کوشش تجھسے ہو سکتی ہو اوسمین اوٹھا نہ رکھ اور اپنی کوشش پوری کرکے ظاہر کردے فَوَاللّٰهِ لَا تَمْحُو
ذِكْرَنَا وَلَا تُمِيتُ وَحْيَنَا قسم بخدا ہم اہلبیت کا ذکر تو مٹا نہین سکتا ہے اور نہ ہمارے گھر مین جو وحی نازل ہوئی
اوسکو نابود کرسکتا ہے وَلَا تُدْرِكُ أَمَدَنَا اور نہ تو ہمارے بقا سلطنت کو پا سکتا ہے (جو قیامت تک ہے)
وَلَا تَرْحَضُ عَنْكَ عَارَهَا تجھسے یہ دھبہ ننگ و عار کا کبھی نہ دھویا جائیگا وَهَلْ رَأْيُكَ إِلَّا
فَنَدٌ وَأَيَّامُكَ إِلَّا عَدَدٌ تیری عقل ضعیف ہے اور تیرے دن حکومت کے اب شمار مین چند رہگئے ہین وَجَمْعُكَ
إِلَّا بَدَدٌ تیری جمعیت اب متفرق ہوا چاہتی ہے يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِي أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ
جسدن پکارنے والا آواز دیگا خبردار ہو کہ خدا کی لعنت ہے ظالمون پر فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي
خَتَمَ لِأَوَّلِنَا بِالسَّعَادَةِ وَالْمَغْفِرَةِ پس حمد خدا کا ہی جسنے ہمارے بزرگ اول کا خاتمہ سعادت اور مغفرت پر
وَلِآخِرِنَا بِالشَّهَادَةِ وَالرَّحْمَةِ اور ہمارے آخر بزرگ کا خاتمہ شہادت اور رحمت پر کیا وَنَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ
يُكْمِلَ لَهُمُ الثَّوَابَ وَيُوجِبَ لَهُمُ الْمَزِيدَ ہم خدا سے دعا کرتے ہین کہ اونکا ثواب پورا کردے اور زیادتی اجر و
ثواب کے اونکو لائق کرے وَيُحْسِنَ عَلَيْنَا الْخِلَافَةَ اور خلافت جانشینی پیغمبر کی ہمکو اچھی طرح نصیب
إِنَّهُ رَحِيمٌ وَدُودٌ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ بے شک وہ خدا رحیم ہے اور نیک
بندون کا دوستدار ہے وہی خدا کافی ہے ہمکو اور بہترین نگہبان وہی ہے
واضح ہو کہ حال وفات جناب زینب ع بتحقیق فن ابھی تک مجھے دریافت نہین ہوا ہے

باب ٨٢ عمر ابن سعد کا قاتل جناب امام حسینؑ کا ہونا کتب سماوی سے ثابت ہے، اور خبر دی جناب رسالتمآبؐ اور امیر المومنینؑ نے بروایت فریقین اس بات کی کہ یہی ملعون قاتل امام حسینؑ کا ہے

فی البحار عن امالی عن اصبغ ابن نباتة قال بینا امیر المؤمنین یخطب الناس وهو یقول سلونی قبل ان تفقدونی بحار مین امالی سے روایت کی ہے اصبغ ابن نباتہ کہتے ہین ایکدن جناب امیرؑ آدمیونکو وعظ و پند کر رہے تھے اثناء خطبہ مین آپنے فرمایا کہ پوچھو مجھسے جو پوچھنا ہو قبل اسکے کہ مین دنیا سے اوٹھ جاؤن فواللہ لا تسئلونی عن شیء مضی ولا عن شیء یکون الا انبأتکم به قسم ہے خدا کی کوئی گذشتہ اور آئندہ بات ایسی تم نہین پوچھوگے جسکی خبر تمکو مین ندون فقام الیه سعد بن ابی وقاص فقال یا امیر المؤمنین اخبرنی کم فی راسی ولحیتی من شعرة سعد ابن ابی وقاص کو اس کلام کے سننے کی تاب نہ باقی رہی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے امیر المومنینؑ آپ بیان تو کیجیے کہ میرے سر مین اور داڑھی مین کتنے بال ہین فقال ع له اما واللہ لقد سئلتنی عن مسئلة حدثنی خلیلی رسول اللہ ص انک ستسئلنی عنها حضرت نے اوس سے کہا آگاہ ہو اے سعد ابن وقاص تو نے مجھسے وہ بات پوچھی جسکی خبر مجھکو میری خلیل رسول اللہ دے چکے ہین کہ تو مجھسے یہ سوال ضرور کریگا وفی بعض الروایات انه قال ولولا الذی سئلت عنه یعسر برهانه لاخبرتك اور بعض روایت مین یہ ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر اس جواب کا ثبوت دشوار نہوتا یعنی شمار کرنا سر اور داڑھی کے بالونکا مشکل نہوتا تو مین اسکو بھی بیان کر دیتا بعد اسکے حضرت نے ایسی بات کہی کہ جسکا پہچاننا دشوار نہو وهو قوله وان فی بیتك لسخلا یقتل ابنی

الحسین اور یہ وہ بات ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تیرے گھر مین ایک لڑکا ہے جو میرے
فرزند حسین کو قتل کریگا و عمر بن سعد یومئذ یدرج بین یدیہ عمر ابن سعد کا
سن اوسدن اتنا کم تھا کہ وہ گھٹنیون چلتا تھا و روی فیہ عن سالم
ابن حفصۃ قال قال عمر بن سعد للحسین یا ابا عبد اللہ ان قبلنا
ناسا سفہاء یزعمون انی اقتلک اوسی بحار مین سالم ابن حفصہ سے
روایت ہے وہ کہتا ہے کہ عمر سعد نے ایکدن جناب امام حسین ع سے کہا
کہ ای حسین ع ہمارے سامنے کچھ لوگ ایسے احمق ہین جنکا قول یہ ہے یا اونکو خیال ایسا ہے کہ
مین آپکو قتل کرونگا فقال لہ الحسین ع انہم لیسوا سفہاء ولکنہم حلماء
حضرت امام حسین ع نے جواب مین کہا کہ وہ احمق نہین ہین بلکہ صاحبان عقل ہین اور یہ
کہتے ہین اما انہ یقر عینی ان لا تاکل بر العراق بعدی الا قلیلا آگاہ ہو اے عمر سعد
میری خنکی چشم اور خوشنودی یا تسلی خاطر اسی مین ہے کہ میرے قتل کرنیکے بعد تجکو عراق کے
گیہون کھانے تھوڑے دن نصیب ہونگے یعنی تو بھی تھوڑے زمانہ بعد میری شہادت کے
مارا جائیگا قلت وہذا ما قالہ الحسین ع لابن سعد کان قبل الواقعۃ
بسنین کثیرۃ مین کہتا ہون کہ یہ جو حضرت امام حسین ع نے عمر سعد سے کہا قبل واقعہ
کربلا کے برسون پہلے یہ آپنے خبر دی تھی فان استعجاب عمر بن سعد یدل صریحا
علی انہ کان لا یشعر بقلبہ تلک الواقعۃ ولم یضمرہا ایضا اسلیے کہ
تعجب کرنا عمر ابن سعد کا صریح اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اوسکے دل کو
آگاہی اس بات کی نہ تھی اور نہ اپنے دل مین اسکو پوشیدہ کیا تھا و الا لم ینسب
القائلین بذلک الی السفاہۃ ورنہ جو لوگ اسکو قاتل حضرت امام حسین ع
کا کہتے تھے اونکو سفاہت کیطرف منسوب نکرتا و اما قول الحسین ع
انہم لیسوا سفہاء بل حلماء فمعناہ انہم یعلمون
ذلک عن مخبر صادق اور یہ فرمانا حضرت امام حسین ع کا کہ وہ
لوگ احمق نہین ہین صاحبان عقل ہین اسکے معنی یہ ہین کہ اون لوگون نے

کسی مخبر صادق سے اس خبر کو سنکے ولا یبعد انھم سمعوا عن علیؑ
کما مر اور کچھ دور نہین کہ جناب امیرؑ سے اونھون نے سنا ہو جیسا کہ اور یہ حدیث
گذر چکی والبحار ہے عن عبد اللہ ابن شریک العامری قال کنت اسمع اصحاب
علیؑ اذا دخل عمر بن سعد من باب المسجد یقولون ھذا قاتل الحسینؑ
ایضا عبد اللہ ابن شریک عامری نے روایت کی ہے کہ مین سنتا تھا اصحاب جناب
امیرؑ جسوقت عمر سعد کو دروازہ مسجد سے اتے ہوئے دیکھتے تھے کہتے تھے
کہ یہی قاتل ہے امام حسینؑ کا وذلک قبل ان یقتل بزمان طویل اور یہ بات آپکے
زمانہ شہادت سے بہت دن پہلے کی ہے وفی البحار عن کتاب النجوم قال روینا
باسناد الی محمد بن جریر الطبری فی کتاب دلائل الامامۃ باسنادہ
عن حذیفۃ بحار مین کتاب النجوم سے روایت کی ہے مصنف کتاب نے اپنے
سلسلہ کو محمد ابن جریر طبری کی کتاب دلائل الامامت تک پہونچایا اونھون نے اپنے
اسناد سے حذیفہ سے روایت کی قال سمعت الحسین یقول واللہ
لیجتمعن علی قتلی طغاۃ بنی امیۃ ویقدمھم عمر بن سعد وذلک فی حیوۃ
النبیؐ حذیفہ کہتے ہین مین نے سنا تھا جناب امام حسینؑ فرماتے تھے قسم خدا کی میرے
قتل کرنے پر بنی امیہ بیدین جمع ہونگے اور آگے آگے اونکے عمر ابن سعد ہوگا اور یہ خبر دی
حضرت نے زمانہ حیات جناب رسالتمآبؐ مین کی تھی فقلت لہ انبأک بھذا
رسول اللہ فقال لا حذیفہ کہتے ہین مین نے امام حسینؑ سے کہا کہ آیا یہ بات آپ سے
رسول اللہ نے کہی ہے حضرت نے کہا کہ نہین مین خود کہتا ہون قال فاتیت النبیؐ
فاخبرتہ حذیفہ کہتے ہین یہ سنکر مین خدمت مین جناب رسالتمآبؐ کے حاضر ہوا
اور مین نے عرض کی کہ آج امام حسینؑ ایسا کہتے تھے فقال علمی علمہ وعلمہ
علمی جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کیا مضایقہ اسمین ہے میرا علم
حسین کا علم ہے اور حسین کا علم بعینہ میرا علم ہے کچھ مغائرت نہین ہے
لانا نعلم بالکائن قبل کینونتہ اسلیے کہ ہم اہلبیت جو امر شدنی ہے

یعنی جو آئندہ ہونیوالا ہی اوسکے ہونے سے پہلے جانتے ہین اقول والنقل من
بدایة امرہ فی الکوفة اب ہمکو چاہیے کہ ابتدا ابناء فساد کی جو کوفہ مین اسنے
ڈالی ہی اوسکو بیان کرین وھو انہ کان نعمان بن بشیر ھو الخلیفة لیزید
الی الکوفة ابتدا یہ ہی کہ نعمان بن بشیر یزید کیطرف سی کوفہ پر حکمران تھا فلما بلغہ
ان اھل الکوفة یبایعون مسلم بن عقیل رح فصعد المنبر وحمد اللہ واثنی
علیہ وذکر النبی فصلی علیہ جب نعمان کو خبر پہونچی کہ اہل کوفہ حضرت مسلم سی
بیعت کر رہے ہین منبر پر چڑھگیا اور حمد وثنائ الٰہی بجالایا اور جناب رسالت مآب صلعم کا
ذکر کرکے اون پر درود بھیجا ثم قال معاشر الناس انی واللہ لا اقاتل من
لا یقاتلنی ولا اتحرش بمن لا یتحرش بی لعداوسکے اوسنے کہا سب آدمی
آگاہ ہو جائین مین اوس شخص سی نہین لڑونگا جو مجھسے نہ لڑے اور نہ اوس سی بے ادبی
کرونگا جو مجھسے بے ادبی نکرے فاحذرو الفتنة وشق العصا علی السلاطین تمکو
ڈرنا چاہیے کہ بادشاہی معاملات مین فتنہ اور فساد واقع نکرو اور ایسی بات سے بچو
جو امور سلطنت مین خلل انداز ہو فان صح ذلک عندی علی احد منکم لاضربن
عنقہ اگر بیعت مسلم سی تم مین سی کسی شخص کا حال صحیح معلوم ہو گیا ضرور اوسکی مین گردن
مارونگا ولو لم یکن لی ناصر ولا معین اگرچہ کوفہ مین کوئی میرا معین اور مددگار
بھی باقی نرہے فقام الیہ عبد اللہ بن شعبة الحضرمی وقال
ایھا الامیر ان ھذا الامر لا یکون الا بالغشم والقھر وسفک الدماء
عبد اللہ ابن شعبہ حضرمی اوس جلسہ مین اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے امیر
یہ انتظام سلطنت کا بدون جور اور ستم اور قہر اور غلبہ اور خون ریزی حق یا ناحق
کے فقط باتون سے نہین ہوتا وھذا الذی تکلمت بہ کلام
المستضعفین اور یہ جو تو کہ رہا ہے بودی اور بزدلونکی باتین ہین فقال
النعمان اکون من المستضعفین فی ذات اللہ ولا اکون من
الظالمین نعمان نے کہا مجھکو بودا رہنا خدا کے سامنے اچھا ہے

اس بات سے ظالمون مین میرا شمار کیا جاوے ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ یہ کہکر نعمان
ابن بشیر منبر سے اوتر آیا وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شُعْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ
وَكَتَبَ اِلٰى يَزِيْدَ ابو مخنف کہتے ہین کہ عبد اللہ بن شعبہ حضرمی اوس جلسہ سے اوٹھکر آیا
اور یزید کے نام پر یہ خط لکھا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلٍ وَرَدَ الْكُوْفَةَ وَقَدْ بَايَعَتْهُ
شِيْعَةُ الْحُسَيْنِ ع فَاِنْ كَانَ لَكَ فِي الْكُوْفَةِ حَاجَةٌ فَانْفِذْ اِلَيْهِ رَجُلًا قَوِيًّا
بعد معمولی باتون کے معلوم ہو کہ مسلم ابن عقیل کوفہ مین پہونچے اور پیروان حسین ع نے
اونسے بیعت کی اگر تجکو کوفہ کی حکومت کی احتیاج ہے تو ایک مرد قوی اپنی طرف سے
یہان بھیجدے فَاِنَّ النُّعْمَانَ ضَعِيْفٌ اَوْ يَتَضَاعَفُ اسلیے کہ نعمان جو تیری
طرف سے حاکم کوفہ کا ہے یا تو سچ بزدلا ہے یا اپنی تئین بزدلا بناتا ہے اوس سے
انتظام نہوگا وَكَانَ اَوَّلَ كَاتِبٍ يَزِيْدَ فِيْ حَرْبِ الْحُسَيْنِ ع یہ شخص پہلا آدمی ہے جس نے
یزید سے خط کتابت حضرت امام حسین ع سے لڑنے کی ہے ثُمَّ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلَيْهِ
فَهُوَ الْكَاتِبُ الثَّانِيْ بعد اسکے عمر سعد نے بھی یزید کے نام پر اسی مضمون کا خط لکھا یہ دوسرا
خط تھا یزید کے نام پر جو کوفہ سے گیا ثُمَّ لَمَّا كَانَ مِنْ اَمْرِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ رح بَعْدَ مَجِيْءِ
ابْنِ زِيَادٍ مَا كَانَ وَاُحْضِرَ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ زِيَادٍ پھر حضرت مسلم پر بعد آنے
ابن زیاد کے جو کچھ گذرنا تھا گذر چکا یہان تک کہ دربار ابن زیاد مین آپ پہونچے
وَعَلِمَ اَنَّهُ يُقْتَلُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ لَا مَحَالَةَ اور آپ کو یقین ہو گیا کہ
آج مین ضرور قتل کیا جاؤنگا قَالَ اِذَا كَانَ لَا بُدَّ مِنْ قَتْلِيْ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ
رَجُلًا قُرَشِيًّا اُوْصِيْهِ بِوَصِيَّتِيْ حضرت مسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے
قتل کرنا ضرور تجکو منظور ہے مین چاہتا ہون ایک قریشی آدمی ایسا ہو جسکو
مین وصیت کرون فَقَامَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عمر ابن سعد ملعون اوٹھ کھڑا
ہوا اور کہا مجھسے وصیت کیجیے فَقَالَ اَوَّلُ وَصِيَّتِيْ شَهَادَةُ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ حضرت مسلم نے کہا پہلی وصیت میری

یہ ہے تو گواہ رہنا کہ مین اقرار کرتا ہون کہ خدا ایک ہے کوئی اوسکا شریک نہین ہے
اور محمدؐ رسول اوسکے ہین اور علی ولی خدا ہین وَالثَّانِیَۃُ تَبِیْعُوْنَ دِرْعِیْ ھٰذِہٖ
وَتُوْفُوْنَ عَنِّیْ اَلْفَ دِرْھَمٍ اِقْتَرَضْتُھَا فِیْ بَلَدِکُمْ دوسری وصیت یہ ہے
کہ یہ میری زرہ فروخت کرکے وہ قرض ہزار دینار کا ادا کرنا جو مین نے کوفہ مین لیا ہے
وَالثَّالِثَۃُ اَنْ تَکْتُبُوْا اِلٰی سَیِّدِیَ الْحُسَیْنِ اَنْ یَّرْجِعَ عَنْکُمْ تیسری وصیت یہ ہے
کہ میرے سردار امام حسینؑ کو لکھ بھیجو کہ وہ کوفہ کیطرف آنے سے پلٹ جائین فَقَالَ
بَلَغَنِیْ اَنَّہٗ خَرَجَ بِنِسَائِہٖ وَاَوْلَادِہٖ فَیُصِیْبُہٗ مَا اَصَابَنِیْ مجکو خبر ہوئی ہے
کہ وہ اپنی عورتون اور لڑکون کو لیکر ادھر آتے ہین اگر یہان آئے تو وہ بھی اسی مصیبت
مین گرفتار ہونگے جسمین آج مین گرفتار ہون فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَّا مَا ذَکَرْتَ
مِنَ الشَّھَادَۃِ فَکُلُّنَا نُقِرُّ بِھَا عمر سعد ملعون کہنے لگا کہ یہ کلمہ شہادت جو تم زبان پر لائے ہو
ہم سب مسلمانون کو اوسکا اقرار ہے وَاَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ بَیْعِ دِرْعِکَ وَقَضَاءِ
دَیْنِکَ فَنَحْنُ اَوْلٰی اِنْ شِئْنَا قَضَیْنَا وَاِنْ شِئْنَا لَمْ نَقْضِہٖ اور یہ جو تم نے اپنی زرہ بیچ کر
قرض ادا کرنیکی وصیت کی ہے ہمکو اختیار ہے چاہینگے ہم ادا کرینگے چاہینگے نکرینگے فَاَمَّا الْحُسَیْنُ
فَلَابُدَّ اَنْ یَّقْدُمَ عَلَیْنَا وَنُذِیْقُہٗ الْمَوْتَ غُصَّۃً بَعْدَ غُصَّۃٍ رہی تیسری وصیت
یہ نسبت امام حسینؑ کے اونکو ضرور ہے ہمارے طرف آنا اور ہم ضرور اونکو شربت موت کا
ایک ایک گھونٹ پلائینگے ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ وَاَخْبَرَہٗ بِذٰلِکَ بعد اوسکے
یہ ملعون ابن زیاد کیطرف متوجہ ہوا اور حضرت مسلمؑ کی وصیت پوری پوری اوسکو
کہدی فَقَالَ لَہُ ابْنُ زِیَادٍ قَبَّحَکَ اللّٰہُ مِنْ مُّسْتَوْدَعِ سِرٍّ ابن زیاد نے کہا خدا
تیرا برا کرے تو پوشیدہ امر مین رازدار مسلمؑ کا تھا اور مجھسے تو نے کہدیا وَاللّٰہِ
لَوْ اَبَاحَ اِلَیَّ سِرَّہٗ لَکَتَمْتُ عَلَیْہِ وَقَضَیْتُ حَاجَتَہٗ
قسم بخدا اگر وہ اپنا راز مجھے سپرد کرتے مین پوشیدہ بھی رکھتا اور
اونکی حاجت براری بھی کرتا وَلٰکِنْ حَیْثُ اَفْشَیْتَ سِرَّہٗ فَلَا یَخْرُجُ اِلٰی
حَرْبِ الْحُسَیْنِ فِی الْاَوَّلِ غَیْرُکَ مگر جب تو ایسا بے دیانت ہے

کہ راز مسلم کا فاش کردیا اور حمیت قریشی تجھکو نہین ہی پس جناب امام حسینؑ سے
لڑنیکو بھی سب سے پہلے سوای تیرے کوئی اور نہ نکلیگا قلت وکان عمر بن سعد منتظرا
لورود الحسینؑ الی العراق مین کہتا ہون کہ عمر سعد دن گنا کرتا تھا انتظار مین اس بات کے
کہ جناب امام حسینؑ عراق مین کب پہونچینگے وکان ابن زیاد ولی عمر بن سعد بحکومة
الری فی تلک الایام التی وصل الحسینؑ بکربلا ابن زیاد ملعون نے بنظر حکمت عملی
عمر سعد کو انھین دنون مین حکومت ری کی سند لکھدی تھی جس زمانہ مین حضرت امام
حسینؑ کربلا مین پہونچے فلما کتب ابن زیاد الی الحسینؑ کتابا یتہدده بالقتل
ولم یجب الحسینؑ جوابا فغضب عدو الله من ذلک اشد الغضب جب
ابن زیاد نے ایک خط حضرت امام حسینؑ کو لکھا جسمین آپ کو خوف دلاتا تھا کہ مین
قتل کرونگا اور اس خط کا جواب حضرت نے کچھ نہ دیا اس دشمن خدا کو اس بات سے نہایت
غضب پیدا ہوا والتفت الی عمر بن سعد وامره بقتال الحسینؑ فاستعفی عمر بن سعد
من ذلک ابن زیاد نے اسی غیظ و غضب مین عمر سعد کو حکم دیا کہ تو جناب امام حسینؑ سے
لڑنے جا عمر بن سعد نے انکار کیا فقال ابن زیاد فاردد الینا عهدنا بعینه کتابه
الذی کتب فیه بولایة الری لابن سعد ابن زیاد نے کہا کہ اگر نہین جاتا ہے تو وہ سند
حکومت ری جو مین نے تجھکو لکھدی ہی مجھے پھیر دے هذا ما ذکره المولانا المجلسی
فی البحار یہ وہ روایت ہی جسکو مولانا مجلسی نے بحار مین ذکر کیا ہے واما ابو مخنف فقال
وقد نادی ابن زیاد بعسکره وقال من یاتینی براس الحسینؑ
فله ملک الری عشر سنة اور ابو مخنف کہتے ہین کہ ابن زیاد نے اپنی
لشکر مین منادی کرادی اور کہا کہ جو شخص سر امام حسینؑ کا لے آئے پس اس
اوسکو ملک ری کی حکومت ملیگی فقام الیه عمر بن سعد وقال انا
ایها الامیر عمر سعد اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ میرا کام ہے
ای امیر ابن زیاد قلت وهو الاوفق لما سبق من جوابه فی الوصیة
الثالثة لمسلم بن عقیل مین کہتا ہون کہ یہی روایت ابو مخنف ۱۲

مناسب ہے اوس بات کے جو عمر سعد نے جو ابن تیسری وصیت حضرت مسلم ابن عقیل کی
کہی تھی ومعاضدۃ لما قال لہ ابن زیاد بانک اول من یخرج الی حرب الحسین اور یہ
روایت ابو مخنف کی مطابق اوس قول سے ابن زیاد کے جو عمر سعد سے کہا تھا کہ تو سب سے
پہلے جناب امام حسین ع سے لڑنیکو نکلیگا قال ابو مخنف فقال ابن زیاد امض الیہ
وخذ بکظمہ وامنعہ من شراب الماء ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے عمر سعد سے
کہا کہ اب تو روانہ ہو اور اوس جناب کا ناک میں دم کر دے اور پانی بھی اونکو نہ دینے دے
فقال ایھا الامیر امھلنی شھرا فقال لا افعل عمر سعد نے ابن زیاد سے کہا کہ اے امیر
ایک مہینہ کی مہلت مانگتا ہوں ابن زیاد نے کہا یہ نہوگا فقال لہ عشرۃ ایام فقال لا افعل
ثم نھض من وقتہ عمر سعد نے دس دن کی مہلت مانگی ابن زیاد نے کہا یہ بھی مجھے
منظور نہیں ہے فوراً روانہ ہونا چاہیے پھر تو عمر سعد اوسی وقت اوٹھ کھڑا ہوا

باب ۸۳ عمر سعد کا اپنے بیٹوں سے اور بھانجے سے مشورہ کرنا اور کامل نام ایک مرد دیندار جو سعد وقاص کے دوست تھے اونکی گفتگو

قال فی روضۃ الشھداء انما استشار عمر بن سعد من ابنائہ
واقاربہ فی حرب الحسین ع روضۃ الشہداء میں روایت کی ہے جسوقت عمر سعد نے
اپنے بیٹوں سے اور دیگر اہل قرابت سے اپنے مشورہ کیا لڑائی میں جناب امام حسین ع کے
فقال لہ ابنہ الاصغر یا ابت ھیھات ھیھات ما اجراک علی
حرب الحسین وھو سبط سیدنا رسول اللہ عمر سعد کے چھوٹے
بیٹے نے کہا افسوس صد افسوس کیسی جرأت آپکو امام حسین ع سے لڑنے پر ہے
باوجودیکہ وہ فرزند جناب رسالتمآب ص کے ہیں وقد کان ابوک یفدی بنفسہ
علی النبی وانت الیوم ترید قتل اولادہ ابھی کلکہ کی بات ہے
کہ تمھارے باپ اپنی جان رسول خدا پر نثار کرتے تھے اور تم
آج رسول خدا ص کی اولاد کے قتل کرنیکا ارادہ کرتے ہو اما تخاف اذا
اوردت یوم الحشر علی رسول اللہ فما تقول لہ وای

عُذْرٍ لَكَ عِنْدَ لاَفِي ذٰلِكَ تجکو خوف نہین ہی جب تو بروز حشر سامنے جناب
رسالتمآبؐ کی جائیگا کیا کہیگا اور کیا عذر تجھے اس بارہ مین آپکے جناب مین کرنیکا موقع
ملیگا علی انہ قد کتبت الی الحسینؑ ثلث کتابۃ ووعدتہ بنصرتہ حتی خرج
من الکعبۃ وھو واثق علی ما وعدتہ اسکے علاوہ تو نے تین خط امام حسینؑ کو لکھے اور
انکی نصرت کا وعدہ کیا اسی وجہ سے وہ جناب کعبہ سے چلے اور تیرے وعدہ پر انکو بڑا بھروسا
تھا شاید اسکی یہ مراد ہے کہ ہملوگ قریشی بنی ہاشم ہین بنی امیہ نہین ہین ہمکو اپنی قوم کا ساتھ
دینا چاہیے وانت ترید ان تخلف ما وعدتہ فالی اللہ المشتکی
وھل ھذا الا غدر آج تیرا ارادہ وعدہ خلافی کا ہوا ہے خدا سے
فریاد کرتا ہون یہ وعدہ خلافی سوای عذر اور فریب کے اور کیا بات ہے وعلیک اللوم
الی یوم القیمۃ یہ ملامت اور نکوہش تا قیامت تجھپر رہیگی اما تعلم ما یقول
لک من کان ادنی مروۃ فی ذلک تجکو نہین معلوم ہے کہ جسکو تھوڑی سی بھی مروت
ہوگی وہ اس بیوفائی اور بدعہدی کے زمانہ مین کیا کچھ تجکو کہیگا فالتفت عمر بن سعد الی
ابنہ الاکبر المسمی بحفص وقال یا بنی ما تقول فی ذلک
عمر سعد یہ باتین سنکر اپنے بڑے بیٹے کے طرف متوجہ ہوا جسکا حفص نام تھا
اور کہنے لگا کہ ای فرزند تو کیا کہتا ہے اور تیری کیا رای ہے قال حفص
لعنہ اللہ القول ما قال اخی لکنہ نسیۃ آجل حفص ملعون کہنے لگا
کہ بات تو یہی سچی جو میرا چھوٹا بھائی کہہ رہا ہے لیکن قرض اور ادھار کی
بات ہے دیر مین وصول ہوگی وما اعطاک عبید اللہ بن زیاد
وھو نقد عاجل اور ابن زیاد کہ حکومت رے تجکو دیتا ہے
وہ معاملہ نقدی ہے اور جلدی اوسمین کامیابی ہے والعاقل
لا یضیع النقد بالنسیۃ ولا یبیع العاجل بالآجل ولا
یختار الغایب علی الحاضر اور عاقل نقد معاملہ کو ضایع کرکے قرض کا
بھروسہ نہین کرتا ہے اور جس چیز مین فوری نفع ہو اوسکو بعوض

اوس چیز کے فروخت نہین کرتا ہو جسکا نفع دیر مین ملے اور غایب چیز کو حاضر پر ترجیح نہین دیتا ہو قَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ صَدَقْتَ یَا بُنَیَّ اَلْاٰنَ اٰخْتَرْتُ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَلَا اَخَافُ عَمَّا یَؤُوْلُ اِلَیْہِ اَمْرِیْ عمر سعد نے کہا پس تو سچ کہتا ہو اب مین نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور انجام آخرت سے نہین ڈرتا وَاَیْضًا قَالَ فِیْہِ اِنَّ حَمْزَۃَ ابْنَ مُغِیْرَۃَ وَھُوَ ابْنُ اُخْتِ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَمَّا رَاٰی خَالَہٗ قَدْ عَزَمَ عَلٰی حَرْبِ الْحُسَیْنِ اَیْضًا اوسی کتاب مین روایت کی ہو کہ حمزہ ابن مغیرہ عمر سعد کا بھانجہ جب اوس نے دیکھا کہ اوسکا ماموں عمر سعد لڑنے پر امام حسینؑ سے پورا آمادہ ہو گیا قَالَ لَہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ قَدْ تَھَیَّأْتَ لِقِتَالِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَتَعْلَمُ اَنَّ حَرْبَہٗ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ کہا اوسنے عمر سعد سے مجھے معلوم ہوا کہ تو نے حضرت امام حسینؑ سے لڑنیکا پختہ ارادہ کیا ہے باوجودیکہ تو جانتا ہے کہ اوس جناب سے لڑنا بڑا گناہ عظیم ہو وَاَیْضًا فِیْہِ قَطْعٌ لِلْاَرْحَامِ وَاَنَّکَ تُرْمٰی بِالْغَدْرِ وَتَرْکِ الْوَفَاءِ اسکے علاوہ ہملوگ قریشی ہین اپنے ہم قوم سے لڑنے مین اپنی قرابت کا بھی قطع کرنا لازم آتا ہے اور پھر تجکو غدر کیطرف بھی لوگ نسبت کرینگے اور وفاداری کے بھی خلاف ہے کہ ہملوگ نمک پروردہ اوس خاندان کے ہین فَلِمَ اِخْتَرْتَ ذٰلِکَ مَعَ اَنَّ فِیْہِ مِنَ الْمَفَاسِدِ مَا تَرٰی پس کیا سبب ہے جو تو اس ننگ دنیا اور آخرت کو اختیار کرتا ہے حالانکہ جو اسمین مفاسد ہین اون سبکو تو خوب جانتا ہے فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ یَا ابْنَ الْاُخْتِ اِنْ لَمْ اَفْعَلْ فَذٰلِکَ یُؤَوِّلُ اِلٰی زَوَالِ نِعْمَتِیْ وَسَلْبِ الْاِمَارَۃِ وَالْجَاہِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْہِ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ عمر سعد نے کہا اے میرے بھانجے اگر مین اس کام کو نکروں تو میری دولت زایل ہو جائے اور وہ حکومت اور عہدہ مجھ سے چھن جائے جو ابن زیاد نے مجھے عطا کیا ہے فَقَالَ لَہٗ حَمْزَۃُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِنْ تَرَکْتَ الْاِمَارَۃَ وَالْخُرُوْجَ

عَنِ اللهِ دُنیا وَتَرْكَ مَافِیهَا اَولیٰ مِنْ اَنْ یَجیءَ بِعَبدٍ اِلَی اللهِ وَعَلَیْهِ مُطَالَبَۃٌ
مِنْ دَمِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ حمزہ نے کہا قسم بخدای لاشریک کہ دنیا کی امارت کا
ترک کردینا اور دنیا سے نکل جانا اور دنیا کی تمام چیزونکو چھوڑ دینا بہت بہتر ہے
اس بات سے کہ کوئی بندہ خدا کے سامنے جاے اور اوسکی گردن پر مواخذہ خون حسین کا ہو
فَتَفَکَّرَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَخَافَ وَتَرَدَّدَ فِی عَزْمِہٖ بَلْ اَرَادَ اَنْ یَمْنَعَ
نَفْسَہٗ عَنْ ذٰلِكَ اس کلام کے بعد عمر سعد متفکر ہوا اور ڈرا اور عزم مین اوسکی تردد ہو گیا
بلکہ ارادہ کیا کہ اس فعل سے باز رہے لٰکِنْ قَدْ غَلَبَتْ عَلَیْہِ شَقَوَتُہٗ فَاخْتَارَ رِضَاءَ
الْمَخْلُوْقِ عَلٰی رِضَاءِ الْخَالِقِ وَعَمِیَ بَصَرُہٗ عَنْ رُؤْیَۃِ الْحَقِّ وَتَصَدّٰی لِلْحَرْبِ
لیکن آخرکار شقاوت نے اوس پر غلبہ کیا خوشنودی مخلوق کی خدا کی خوشنودی
پر مقدم کردی اور آنکھ اوسکی حق بینی سے اندھی ہوگئی اور لڑائی پر حضرت سے
آمادہ ہوگیا وَفِی مَدِیْنَۃِ الْمَعَاجِزِ اَنَّ ابْنَ زِیَادٍ اَمْهَلَہٗ وَقَالَ اَمْهَلْتُكَ
مدینۃ المعاجز جو ایک کتاب معتمد ہے اوسمین یہ لکھا ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد کو مہلت دی
فَانْصَرَفَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلٰی مَنْزِلِہٖ وَجَعَلَ یَسْتَشِیْرُ قَوْمَہٗ وَاِخْوَانَہٗ وَمَنْ یَثِقُ
بِہٖ مِنْ اَصْحَابِہٖ عمر سعد اپنے گھر پلٹ آیا اپنی قوم اور بہائیون سے اور جس جس پر اسکو
اعتماد تھا سب سے اس بارہ مین مشورہ کرنے لگا فَلَمْ یُشِرْ عَلَیْہِ اَحَدٌ بِذٰلِكَ کسی نے اسکو
بھی اوسکو اس کام کرنیکا مشورہ ندیا وَکَانَ عِنْدَہٗ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْخَیْرِ یُقَالُ لَہٗ
کَامِلٌ وَکَانَ صَدِیْقًا لَہٗ مِنْ قَبْلُ ایک نیک آدمی بھی عمر سعد کے رفیقون مین تھے
جنکا نام کامل تھا یہ پرانے دوست تھے عمر ابن سعد کے فَقَالَ لَہٗ یَا عُمَرُ اَرَاكَ تَهِیْئَتُ
وَحَرَکَتَہٗ فَمَا الَّذِیْ اَنْتَ عَازِمٌ عَلَیْہِ کامل نے کہا کہ اے عمر ابن سعد مین تجھے دیکھتا ہون
آمادہ ہو رہا ہے کیا کہین چلنے کا ارادہ ہے اور کون سا امر اہم درپیش ہے جسکا تو نے قصد کیا ہے
وَکَانَ کَامِلٌ کَاسْمِہٖ ذَا عَقْلٍ وَدِیْنٍ کامل بڑے صاحب عقل اور دیندار
آدمی تھے فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِنِّیْ وُلِّیْتُ اَمْرَ هٰذَا الْجَیْشِ
فِیْ حَرْبِ الْحُسَیْنِ عَ عمر سعد نے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہے بلکہ مجھے اس لشکر کی

سرداری ملی ہی جو امام حسینؑ سے لڑنے جاتا ہی وَاِنَّمَا قَتْلُہٗ عِنْدِیْ وَاَہْلَبَیْتِہٖ کَاُکْلَۃٍ
اُکِلَ اَوْ شَرْبَۃِ مَاءٍ اور اونکا اور اونکی اہلبیت کا قتل کرنا میری نزدیک اتنا آسان ہی
جیسے کوئی ایک نوالہ کھالی اور ایک گھونٹ پانی پی لی وَاِذَا قَتَلْتُہٗ خَرَجْتُ اِلٰی
مُلْکِ الرَّیِّ جب انکی قتل سی مجکو فراغت ہو جائیگی تب ملک ری کو جاؤنگا وہ
البتہ ایک مہم ہی فَقَالَ لَہٗ کَامِلٌ اُفٍّ لَکَ یَا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ تُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَ
الْحُسَیْنَؑ یَا عُمَرُ قَدْ اَسْفَفْتَ الْحَقَّ وَضَلَلْتَ الْہُدٰی کامل کو جو اس جا پرے او
ہونے لگی تف ہے تجھ پر ای ابن سعد تو امام حسینؑ کی قتل کا ارادہ کرتا ہی تو نے حق کو
پوشیدہ کر دیا اور ہدایت کھو بیٹھا اَمَا تَعْلَمُ اِلٰی مَنْ تَخْرُجُ وَلِمَنْ تُقَاتِلُ
کیا تجکو نہین معلوم ہی کس سی لڑنے جاتا ہے اور کسکو قتل کریگا وَاللہِ لَوْ اُعْطِیْتُ
الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا عَلٰی قَتْلِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ لَمَا فَعَلْتُ فَکَیْفَ
تُرِیْدُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ بْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللہِ ؐ قسم ہی خدا کی اگر تمام دنیا کی دولت
مجکو ملجای ایک مسلمان کے قتل کرنے پر جو امت محمدؐ مین ہی ہرگز نکرون چہ جائیکہ تو
حسینؑ کو قتل کرتا ہے جو نواسہ رسول اللہ کی ہین وَمَا الَّذِیْ تَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللہِ
اِذَا اُوْرِدْتَ عَلَیْہِ وَقَدْ قَتَلْتَ وَلَدَہٗ وَقُرَّۃَ عَیْنِہٖ وَثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ اور کیا تو
کہیگا جسوقت جناب سرور کائناتؐ کے سامنے جائیگا اور تو اونکی فرزند اور خنکی
چشم اور میوہ دل کو قتل کر چکا ہوگا وَاِنَّہٗ فِیْ زَمَانِنَا بِمَنْزِلَۃِ جَدِّہٖ فِیْ زَمَانِہٖ
امام حسین ہماری زمانہ مین ایسی ہین یعنی حجت خدا ہین جسطرح اونکی جد اپنی زمانہ مین حجت خدا
تہے وَطَاعَتُہٗ فَرْضٌ عَلَیْنَا کَطَاعَتِہٖ اور اونکی اطاعت ہم پر اوسی طرح واجب ہے جس طرح
اونکی نانا کی اطاعت واجب ہے وَاِنَّہٗ بَابُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ امام حسینؑ کو یہ سمجھنا چاہیے
کہ دروازہ بہشت ہین اپنی دوستون کی واسطے اور دروازہ دوزخ ہین اپنی دشمنون کی
واسطے فَاخْتَرْ لِنَفْسِکَ مَا اَنْتَ مُخْتَارٌ اب تجھے اختیار ہی چاہی بہشت کو
اختیار کرے چاہے دوزخ کو وَاِنِّیْ اَشْہَدُ بِاللہِ اِنْ حَارَبْتَہٗ اَوْ قَتَلْتَہٗ
اَوْ اَعَنْتَ عَلٰی قَتْلِہٖ لَا تَلْبَثُ بَعْدَہٗ فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَلِیْلًا یعنی خدا کی

گواہ کرکے کہتا ہون کہ اگر تو حضرت سے لڑا یا اونکو شہید کیا یا اونکو قتل کرنیمین تو نے اعانت کی
بعد اوس جناب کے بہت تھوڑے دنون تو زندہ رہیگا فقال لہ عمر بن سعد افبالموت
تخوفنی عمر سعد نے کامل سے کہا کہ تم مجھکو موت سے ڈراتے ہو وانی اذا فرغت من قتلہ اکون
امیرا علی سبعین الف فارس واتولی ملک الری اور مین جب قتل سے اوس جناب کے
فراغت پاؤنگا ستر ہزار سوارونکا افسر ہونگا اور ملک ری میرے زیر حکومت ہوگا
فقال لہ انی احدثک بحدیث صحیح ارجو لک فیہ النجاۃ ان وفقت لہ
کامل نے کہا مین تجھسے ایک خبر صحیح بیان کرتا ہون جسکے بیان کرنیمین مجھکو اسکی امید ہے
کہ اگر تو اوسکو سنکر قبول کریگا تیری نجات ہوجائیگی اعلم انی سافرت مع ابیک
سعد الی الشام فانقطعت بی مطیتی عن اصحابی فتہت وعطشت تجھکو
معلوم ہو کہ مین نے ایکمرتبہ تیرے باپ سعد کے ہمراہ سفر کیا تھا بطرف شام کے پس بسبب
تھک جانے اوس جانور کے جس پر مین سوار تھا اپنے ہمراہیون سے چھوٹ گیا اور
اوس میدان مین حیران پھر رہا تھا اور پیاس نے مجھپر غلبہ کیا فلاح لی دیر راہب
فملت الیہ ونزلت عن فرسی واتیت الی باب الدیر لاشرب ماء مجھے
ایک عبادتخانہ راہب کا نظر پڑا اوسی طرف مین چلا گیا اور اپنے گھوڑے سے
اوترکر دروازہ پر دیر نصرانی کے پہونچا تاکہ پانی پیون فاشرف علی راہب من ذلک
الدیر وقال ما ترید ایک راہب اوس دیر سے نکل آیا اور مجھسے کہنے لگا تو کیا چاہتا ہے
فقلت لہ عطشان مین نے کہا پانی کی تلاش مین آیا ہون اور مین پیاسا ہون فقال
لی من امۃ ھذا النبی الذین یقتل بعضہم بعضا علی حب الدنیا مکالبۃ
ویتنافسون فیہا علی حطامہا اوس راہب نے کہا کہ تو اوسی نبی کی امت مین ہے جسکی
امت کے لوگ آپسمین ایک دوسرے کو قتل کرتے ہین دنیا کی محبت مین اور اونکا ایسا حال ہے
جیسے کتے آپسمین ہڈی وغیرہ پر لڑتے ہین اور دنیا کی خوشنما چیزونپر آپسمین
نفسانیت کرتے ہین فقلت لہ من الامۃ المرحومۃ امۃ
محمد ص مین نے کہا کہ نہین مین تو اوس امت مرحومہ مین سے ہون جو

امت محمدؐ کی کہلاتی ہو فقال اِنَّکُمْ اَشَرُّ اُمَّۃٍ فَالْوَیْلُ لَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ راہب نے
کہا کہ تملوگ بدترین امت ہو کہ تمہارے واسطے بروز قیامت وہ مقام دوزخ
مین تجویز ہوگا جسکا ویل نام ہے اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ کُتُبِنَا اَنَّکُمْ تَقْتُلُوْنَ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ
ہمکو اپنی آسمانی کتابون سے خبر ملی ہے کہ تملوگ اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کروگے
وَتَسْبُوْنَ نِسَائَہٗ وَتَنْہَبُوْنَ اَمْوَالَہٗ اور اونکی عورتون کو در بدر ملکون پھراؤگے
اور انکے مال کو لوٹو گے فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَاھِبُ نَحْنُ نَفْعَلُ ذٰلِكَ کامل کہتے ہین مین نے
اوس سے کہا کہ اے راہب ہملوگ ایسا کرینگے قَالَ نَعَمْ اِنَّکُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ
ضَجَّتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُوْنَ وَالْبِحَارُ وَالْجِبَالُ وَالْبَرَارِیُّ
وَالْقِفَارُ وَالْاَطْیَارُ بِاللَّعْنَۃِ عَلٰی قَاتِلِہٖ فِی الدُّنْیَا راہب نے کہا
ہان جب تم ایسا کروگے فریاد آسمان اور زمین اور دریا اور پہاڑ اور جنگل اور ویران
زمین اور طایرونکے لعنت کرینگے اوس جناب کے قاتل پر دنیا مین بلند ہوگی اِلٰی
اَنْ قَالَ اِنِّیْ لَاَرٰی فِیْكَ قَرَابَۃً مِنْ قَاتِلِ ھٰذَا الْاِبْنِ الطَّیِّبِ اور بہت
کچھ اوس راہب نے کہا یہانتک مجھ کہنے لگا ایسا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تجھسے اور قاتل
اس فرزند پاک و پاکیزہ نبیؐ سے کچھ قرابت بھی ہو وَاللّٰہِ لَوْ اَنِّیْ کُنْتُ اَدْرَکْتُ
اَیَّامَہٗ لَوَقَیْتُہٗ بِنَفْسِیْ مِنْ حَرِّ السُّیُوْفِ قسم خدا کی اگر مین اوس دن تک زندہ
رہتا اونکو تلوارونکی دھار سے بچاتا اپنی جان اوس صاحبزادہ پر فدا کرتا فَقُلْتُ
یَا رَاھِبُ اِنِّیْ اُعِیْذُ نَفْسِیْ اَنْ اَکُوْنَ مِمَّنْ یُقَاتِلُ اِبْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
مین نے کہا اے راہب پناہ مانگتا ہون خدا سے اس بات کی کہ قاتلون مین
فرزند رسول کے ہون قَالَ اِنْ لَمْ تَکُنْ فَرَجُلٌ قَرِیْبٌ مِنْكَ
بِسَبَبٍ اَوْ نَسَبٍ راہب نے کہا کہ اگر تو اونمین سے نہین ہے تو کوئی اور شخص
تیرا رشتہ دار قریب نسب کے ذریعہ سے خواہ اور کسی ذریعہ سے ہوگا
مگر تجکو اوس سے قربت ضرور حاصل ہے وَاِنَّ قَاتِلَہٗ عَلَیْہِ نِصْفُ عَذَابِ
اَھْلِ النَّارِ اوس صاحبزادے کے قاتل پر تمام اہل دوزخ کے عذاب سے نصف کے برابر عذاب

کیا جائیگا وَاِنَّ عَذَابَهُ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ اور اوس قاتل کا
عذاب بہت شدید ہے بہ نسبت عذاب فرعون اور ہامان کے ثُمَّ رَدَّ الْبَابَ فِیْ وَجْهِیْ
وَدَخَلَ یَعْبُدُ اللّٰهَ وَاَبٰی اَنْ یَّسْقِیَنِیَ الْمَاءَ یہ کہکر زور سے دروازہ کا پٹ اوسنے
بند کرلیا یا یہ معنی ہین کہ اس طرح بند کیا کہ تھوڑا سا پٹ کھلا رہا تاکہ مجکو دیکھے کہ ٹھیرتا ہے
یا چلا جاتا ہے اور خود دیر مین داخل ہوکر عبادت الٰہی مین مصروف ہوا اور انکار کردیا کہ مین
تجکو پانی نہین پلاونگا قَالَ کَامِلٌ فَرَکِبْتُ فَرَسِیْ وَلَحِقْتُ اَصْحَابِیْ کامل کہتے ہین جب مجھے
یاس ہوگئی کہ پانی ندیگا گھوڑے پر اپنے سوار ہوا اور اپنے ہمراہیون سے آکر مل گیا فَقَالَ لِیْ
سَعْدٌ مَا اَبْطَاءَکَ عَنَّا یَا کَامِلُ فَحَدَّثْتُهُ بِمَا سَمِعْتُهُ مِنَ الرَّاهِبِ مجھسے میرے
باپ سعد وقاص نے کہا کہ اتنی دیر اے کامل تو ہمسے الگ کیون رہا تھا مین نے سعد وقاص
سے وہ حکایت بیان کی جو راہب سے سنی تھی فَقَالَ لِیْ صَدَقْتَ سعد وقاص نے
مجھسے کہا کہ تو سچ کہتا ہے ثُمَّ اِنَّ سَعْدًا اَخْبَرَنِیْ اَنَّهُ نَزَلَ بِهٰذَا الرَّاهِبِ مَرَّةً
مِنْ قَبْلِیْ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِیْ یَقْتُلُ اِبْنُهُ اِبْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص بعد اوسکے
سعد وقاص نے مجھسے بیان کیا کہ وہ خود بھی ایک مرتبہ اسی راہب کے طرف میرے جانے سے
پہلے گذرا تھا راہب نے سعد وقاص سے یہ کہا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جسکا بیٹا فرزند رسول ص
کو قتل کریگا فَخَافَ اَبُوْکَ سَعْدٌ مِنْ ذٰلِکَ وَخَشِیَ اَنْ تَکُوْنَ قَاتِلَهُ فَاَبْعَدَکَ
عَنْهُ وَاَقْصَاکَ تیرے باپ کو اس راہب کے پیشین گوئی سے خوف ہوا تھا اور اوسکو ناپسند
یہ بات تھی کہ تو اوس جناب کا قاتل ہو لہذا تجکو اوسنے دور کردیا تھا اور دور مقام پر
تجکو بھیجدیا تھا یا یہ معنی ہین کہ تیرے باپ نے اپنے پاس سے تجکو الگ کردیا تھا فَاحْذَرْ
یَا عُمَرُ اَنْ تَخْرُجَ عَلَیْهِ پس ڈر تو اے عمر ابن سعد اوس جناب پر خروج کرنے سے فَاِنْ
خَرَجْتَ عَلَیْهِ یَکُوْنُ عَلَیْکَ نِصْفُ عَذَابِ اَهْلِ النَّارِ اگر تو حضرت سے
لڑنے گیا تجھپر نصف عذاب دوزخیونکا ہوگا فَبَلَغَ الْخَبَرُ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ فَاسْتَدْعٰی
بِکَامِلٍ وَقَطَعَ لِسَانَهُ فَعَاشَ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ وَمَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ
یہ خبر کامل کے نصیحت کرنیکی ابن زیاد کو پہونچی اوسنے اون کو بلاکر زبان انکی

کاٹ ڈالی ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم وہ کامل الایمان زندہ رہے پھر مر گئے رحمت خدا کی او نپر ہو ثُمَّ نَهَضَ اِبْنُ سَعْدٍ اِلَى كَرْبَلَا بعد اس واقعہ کے ابن سعد نے کربلا کیطرف کوچ کیا قُلْتُ فَهٰذَا اَمَارَةٌ دِيَ فِي كَوْنِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ ع مِنَ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ مین کہتا ہون کہ یہ وہ روایت ہے جس سے معلوم ہوا کہ عمر ابن سعد کے قاتل امام حسین ع ہونے پر کتب اسمانی مین خبر دیگئی تھی

باب ۸۴ عمر بن سعد کو ابن زیاد نے کیون امیر لشکر منتخب کیا تھا اور کربلا مین پہونچکر عمر سعد نے کیا کیا فریب ہی کی اور اسپر اعتماد لوگونکو کیون تھا

لَقَدْ رَاَيْتُ فِي بَعْضِ كُتُبِ الرِّجَالِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ قَبْلَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ مِنْ ثِقَاتِ الصَّحَابَةِ مین نے بعض کتب رجال مین دیکھا ہے اور معتمد علماء سنا بھی ہے کہ عمر سعد قبل معرکہ کربلا کے ثقات صحابہ سے گنا جاتا تھا وَهٰذَا عَلٰى تَقْدِيْرِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ وُلِدَ فِي زَمَنِ حَيٰوةِ النَّبِيِّ ص فَقَدِ اشْتَرَطَ اَرْبَابُ الرِّجَالِ كَابْنِ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيِّ فِي الْاِصَابَةِ اَنَّ مَنْ اَدْرَكَ صُحْبَةَ النَّبِيِّ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةِ سِنِيْنَ يُعَدُّ فِي الصَّحَابَةِ عمر ابن سعد کا صحابی ہونا اس راہ سے درست ہو سکتا ہے اگر اسکی پیدائش زمانہ حیات جناب سرور کائنات مین ہوئی ہو اسلیے کہ ارباب رجال نے مثل ابن حجر عسقلانی کے کتاب اصابہ مین یہ شرط کی ہے کہ جو شخص چھ برس کا آپ کے زمانہ مین تھا وہ بشرط حضوری مجلس جناب رسالت مآب ص کے صحابہ مین شمار کیا جائیگا وَقَدْ رُوِيَ فِي الْخَصَائِصِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رض اَنَّهٗ حَضَرَ يَوْمَ الْكُوْفَةِ فَرَاَى اِبْنَ زِيَادٍ يَقْرَعُ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ ع وَيَطْعَنُ فِي فَمِهٖ وَاَنْفِهٖ اور خصائص حسنیہ مین ایک روایت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر سعد زمانہ حیات رسالت مآب ص مین موجود تھا وہ روایت زید ابن ارقم کی ہے کہ وہ کوفہ مین اوسدن موجود تھے جسدن سر جناب امام حسین ع کا مع اہلبیت ابن زیاد کے دربار مین داخل ہوا اور دیکھا اوس بزرگ صحابی نے ابن زیاد ملعون کو جو بے ادبی دانتون اور منھ سے جناب امام حسین ع کے چھڑی رکھنے کے وہ ملعون

کرتا تھا قُلتُ وَقَدْ رَوَی البُخَارِیُّ فِی الصَّحِیحِ اَنَّ اَنَسَ ابنَ مَالِکٍ اَیضاً
کَانَ حَاضِراً فِی ذٰلِکَ الیَومِ بِمَحضَرِ ابنِ زِیَادٍ مین کہتا ہون کہ صحیح بخاری مین
یہ بھی لکھا ہے کہ انس ابن مالک بھی اوس وقت دربار ابن زیاد مین حاضر تھا مگر
اسنے ابن زیاد کے بے ادبی پر کچھ لحاظ نکیا وَلِذٰلِکَ قَالَ سِبطُ ابنِ الجَوزِیِّ
کَمَا فِی عُمدَۃِ القَارِی شَرحِ صَحِیحِ البُخَارِیِّ اَمَا کَانَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنَسٍ مِنَ الحُقُوقِ اَن یُنکِرَ عَلٰی ابنِ زِیَادٍ فِعلَہٗ
اور اسی سبب سے انس ابن مالک کو سبط ابن الجوزی نے مطعون کیا اور الزام دیا چنانچہ
علینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین سبط ابن الجوزی کا یہ قول لکھا ہے ایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا انس پر کوئی حق نتھا اور یہ کیسا صحابی تھا کہ اسنے ابن زیاد کی
اس بے ادبی پر اعتراض نکیا وَیَقبُحُ لَہٗ مَا وَقَعَ مِن قَرعِ ثَنَایَا الحُسَینِ بِالقَضِیبِ
کَمَا فَعَلَ زَیدُ بنُ اَرقَمَ ابن زیاد کے اس فعل کی برائی بیان کرتا جب وہ ملعون
چھڑی دندان ہای مبارک جناب امام حسینؑ پر رکھتا تھا جسطرح زید ابن ارقم صحابی
دیندار نے ابن زیاد کو روکا یہ روایت بخاری وغیرہ کی مین نے فقط تصدیق موجودگی
زید ابن ارقم رح کی روایت کیواسطے ذکر کی ہے اب اوسی روایت خصائص کا تتمہ
لکھتا ہون فَقَامَ وَقَالَ اِرفَع قَضِیبَکَ عَن هَاتَینِ الشَّفَتَینِ فَوَاللّٰہِ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
لَقَد رَاَیتُ ثَنَایَا رَسُولِ اللّٰہِ صلعم تَرشِفُ ثَنَایَاہٗ زید ابن ارقم اوٹھ کھڑے ہوئے اور
ابن زیاد سے کہنے لگے اوٹھا لے اپنی چھڑی کو ان دونو ہونٹون پر سے قسم ہے اوس خدا کی
جسکے سوائے کوئی معبود برحق نہین ہے مین نے اپنی آنکھونسے جناب رسولخدا صلعم کو ان
دانتون کو چوستا ہوا دیکھا ہے وَکَانَ یَوماً جَالِساً فِی المَسجِدِ فَدَخَلَہٗ جَمَاعَۃٌ مِن
قُرَیشٍ مَعَھُم عُمَرُ بنُ سَعدٍ اور ایکدن جناب رسالتمآب صلعم مسجد مین تشریف رکھتے تھے
کہ ایک جماعت قریش حاضر ہوئی اونکے ہمراہ عمر سعد بھی تھا فَتَغَیَّرَ وَجھُہٗ
وَحَالُہٗ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ صلعم مَا اَصَابَکَ عمر سعد کے دیکھتے ہی
اپکا چہرہ متغیر ہو گیا اور حالت آپ کی دگرگون ہو گئی حاضرین نے

[illegible]

[illegible]

عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کا کیا حال اسوقت ہے اور کیا صدمہ آپکو پہونچا ہے جو آپکا
چہرہ متغیر ہو گیا فقال انی ذکرت ما یلقی من اھلبیتی من قتل و حرب و شتم
و تطرید و تشرید مخبر صادق نے فرمایا کہ اسوقت مجھے یاد آگیا جو ظلم میری اہلبیت پر
ہونے والا ہے کہ وہ قتل کیے جاوینگے اونسے لوگ لڑینگے اونسے لوگ سخت کلامی کرینگے
اونکو لوگ دور دور پھراوینگے جھڑکیاں دینگے و ان اول راس یحمل علی رمح راس
ولدی الحسین اور پہلا سر جسکو مسلمان نیزہ پر چڑھاوینگے میرے فرزند حسینؑ کا
سر ہوگا فھذہ الروایۃ تدل علی کون عمر بن سعد من الصحابۃ
وقد سمعت ان البخاری روی عنہ فی کتابہ عدۃ روایات
اور میں نے معتمدین سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں چند روایتیں ایسی ہیں جنکا راوی
عمر ابن سعد ہے مگر میں نے بچشم خود ابھی تک ان روایتوں کو نہیں دیکھا و بالجملۃ
فانہ کان عالما بالاخبار و لا ریب فی کونہ تابعیا اور حاصل کلام یہ ہے
کہ عمر سعد عالم اخبار اور احادیث کا تھا اور محدث تھا اور اسکے تابعی ہونے میں
کچھ شک نہیں ہے تابعی اوسکو کہتے ہیں جسنے اصحاب رسالت مآب کو دیکھا ہو
وکان من خیار التابعین عند الناس وقد کان موثوقا
علیہ عندھم دشمنان اہلبیت کے نزدیک عمر ابن سعد نہایت پسندیدہ
اور برگزیدہ شخص تھا اور اسپر اون لوگونکو بہت وثوق اور اعتماد تھا و لذا
اختارہ ابن زیاد امیرا علی المحاربین لسیدنا الحسینؑ
فانہ اذا افتی بقتلہ فلا یشک احد فی جواز قتلہ اسی واسطے
ابن زیاد نے اسکو اوس لشکر پر افسر مقرر کیا تھا جو حضرت امام حسینؑ سے لڑنے
گیا تھا مطلب ابن زیاد کا یہ تھا کہ جب یہ عالم معتمد حضرت کے قتل کا فتوی
دیگا پھر عوام الناس کو کچھ شبہ حضرت سے لڑنے میں اور معاذ اللہ آپ کے
قتل کے جایز ہونے میں باقی نرہیگا و مع ذلک فانہ کان فی المکر
والخدیعۃ فی ابلغ المدارج حلیفا للشیطان اور باوجود اس علم کے

مکر اور فریب میں بھی اسکو پورا پورا کمال حاصل تھا شیطان کا جانشین کہنا چاہیے
قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ وَاَوَّلُ رَايَةٍ سَارَتْ اِلَى حَرْبِ الْحُسَيْنِ ع رَايَةُ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ
تَحْتَهَا سِتَّةُ اٰلَافِ فَارِسٍ ابو مخنف کہتے ہیں کہ پہلا نشان جو حضرت امام حسین ع سے
لڑنے کے واسطے بلند ہوا اور کوفہ سے نکلا یہ وہی جھنڈا تھا جو عمر سعد کے ہاتھ میں تھا
اور ماتحت اسکے چھ ہزار سوار تھے وَاَوَّلُ سَهْمٍ رُمِيَ اِلَى الْحُسَيْنِ ع وَاَصْحَابِهٖ
رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يَوْمَ عَاشُوْرَا سَهْمٌ رَمَاهُ ابْنُ سَعْدٍ اور پہلا تیر جو حضرت امام حسین ع
اور انکے اصحاب حلت مآب پر چلایا گیا عاشورہ کے دن یہ وہی تیر تھا جسکو ابن سعد نے
مارا ہے وَقَالَ يَا قَوْمِ اشْهَدُوْا اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ اَوَّلُ رَامٍ رَمٰى اِلَى الْحُسَيْنِ ع اور پکار کر
اس مردود نے کہا کہ سب لوگ گواہ رہیں کہ عمر ابن سعد وہی شخص ہے جسنے سب سے پہلے
حضرت امام حسین ع کیطرف تیر مارا ہے قُلْتُ ثُمَّ رَمَاهُ الرَّامُوْنَ حَتّٰى رُوِيَ اَنَّ
مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ قَدِ اسْتُشْهِدَ وَبِذٰلِكَ خَمْسُوْنَ رَجُلًا میں کہتا ہوں
کہ بعد عمر سعد کے تیر مارنے کے پھر اسقدر بارش تیر حضرت کیطرف ہوئی کہ پچاس اصحاب
حضرت کے اسی حملہ میں کام آگئے وَلَمَّا اَيَّدَ ابْنُ زِيَادٍ بِعَقْدِ رَايَاتِ عُرْوَةَ ابْنِ قَيْسٍ
وَشَبَثِ بْنِ رِبْعِيٍّ وَسِنَانِ بْنِ اَنَسٍ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِهِمْ حَتّٰى تَكَامَلَ الْعَسْكَرُ ثَمَانُوْنَ
اَلْفَ فَارِسٍ عَلٰى رِوَايَةِ اَبِيْ مِخْنَفٍ اور جب ابن زیاد نے عمر سعد کی کمک کرنیکے
واسطے نشان زیادہ کرنی شروع کیے ایک نشان عروہ ابن قیس کو دیا اور شبث ابن ربعی کو اور
ایک سنان بن انس نخعی کو اور بھی نشان زیادہ کرتے کرتے تا اینکہ اسی ہزار سوار ونکو روانہ کیا
بنا بر روایت ابی مخنف کی وَلَيْسَ فِيْهِمْ شَامِيٌّ وَلَا حِجَازِيٌّ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ اَهْلِ
الْكُوْفَةِ حَتّٰى نَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْ عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ ع ان اسی ہزار سوار ونمیں کوئی شخص شامی اور
حجازی نتھا بلکہ یہ سب کوفہ کے رہنے والے تھے کوفہ سے روانہ ہو کر کربلا میں پہونچے اور قریب لشکر امام
حسین کے جا کر اترے فَدَعٰى عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ كَثِيْرَ بْنَ شِهَابٍ وَقَالَ انْطَلِقْ اِلَى الْحُسَيْنِ وَقُلْ لَهٗ مَا الَّذِيْ
جَاءَ بِكَ اِلَيْنَا وَاَقْدَمَكَ عَلَيْنَا بعد فراہمی اس لشکر کے عمر سعد نے کثیر
ابن شہاب کو بلا کر کہا کہ تو جا حضرت امام حسین ع کے پاس اور اونسے کہنا کہ آپ کو

ہماری سرزمین کیطرف آنیکا کیا سبب ہے اور کیون آپ ادھر آئے ہین وھذا من
المخدعة والغدر بما اتهمهما وابلغهما کانه لایعرف بما جاء به الحسین
وقد کتب الیه ثلث کتابة یامره القدوم الی الکوفة کما مر یہ کتنا بڑا مکر
اور فریب ابن سعد کا ہے کہ جان بوجھکر ایسا انجان بنتا ہے اسکو معلوم ہی نہین ہے کہ حضرت
کیون تشریف لائے ہین حالانکہ تین خط آپکے طلب مین خود اسی بیحیا نے لکھے
تھے چنانچہ روضة الشہدا سے یہ روایت ہم اوپر لکھ چکے ہین فلما جاء کثیر و
وقف بازاء الحسین ونادی یا حسین ما الذی جاءبک الینا واقدمک
علینا جب کثیر ملعون آکر سامنے حضرت امام حسین ع کے کھڑا ہوا اور دور سے اوسنے آپکا
نام لیکر پکارا کہ آپکو ہمارے ملک مین آنیکا کون امر باعث ہوا ہے اور کون آپکو ہماری طرف
لایا ہے قال الحسین ع اتعرفون هذا الرجل فقال ابو ثمامة الصیداوی هذا
من اشر اهل الارض حضرت امام حسین ع نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم اس بے ادب کو
پہچانتے ہو ابو ثمامہ صیداوی رح نے عرض کی کہ یا حضرت یہ بڑا شریر آدمی ہے دنیا مین
اسکے برابر کوئی بدذات نہین ہے یہ پہلی شرارت عمر سعد کی تھی کہ ایسے ملعون کو حضرت کیطرف
بھیجا فقال ع اسئلوه ما یرید فقال ارید الدخول علی الحسین حضرت نے فرمایا
اس سے پوچھو کیا چاہتا ہے کثیر نے کہا کہ مین حضرت امام حسین ع کی خدمت مین آنا چاہتا ہون
فقال زهیر بن القین القِ سلاحک وادخل زہیر ابن قین رض نے کہا کہ ہتھیار اپنے
کھول کر رکھدے اور چلا آ فقال لست افعل فقال انصرف فانصرف الی عمر بن سعد
واخبره بذلک کثیر نے کہا کہ مین ہتھیار نہ کھولونگا زہیر ابن قین نے کہا کہ پلٹ جا
وہ ملعون پلٹ گیا اور عمر سعد سے یہ روداد بیان کی فانفذ برجل اخر من خزیمة
وقال امض الی الحسین فقل له ما الذی اتی بک الینا واقدمک علینا
پھر عمر سعد نے ایک اور آدمی بنی خزیمہ کا بھیجا اور اوس سے کہا کہ تو جاکر
حضرت امام حسین ع سے پوچھ کہ آپکو ہماری طرف آنیکا سبب کیا ہے
اور کسنے آپکو بلایا ہے فاقبل حتی وقف بازاء الامام ع فنادی

الحُسَینُ اَتَعرِفُونَ ھٰذَا الرَّجُلَ یہ شخص بھی آکر سامنے حضرت کے کھڑا ہوا حضرت امام حسینؑ نے
باواز بلند اصحاب سے پوچھا تم اسکو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے فَقَالُوا ھٰذَا الرَّجُلُ فِیہِ الخَیرُ اِلَّا
اَنَّہٗ شَھِدَ ھٰذَا المَوضِعَ الفَظِیعَ لوگون نے عرض کی کہ یہ ایک ایسا آدمی ہے کہ اس مین
کسی قدر خوبی ہے سوائے اس برائی کے کہ اسوقت یہ لشکر عمر سعد سے آتا ہے
اور ہم اسکی برائی پر آگاہ نہین ہین فَقَالَؑ اِسئَلُوہُ مَا یُرِیدُ فَقَالَ اُرِیدُ الدُّخُولَ
عَلَی الحُسَینِؑ آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کیا چاہتا ہے اوسنے عرض کی کہ مین خدمت
امام حسینؑ مین حاضر ہونا چاہتا ہون فَقَالَ لَہٗ زُھَیرُ بنُ القَینِ اَلقِ سَلَاحَکَ
وَادخُل فَقَالَ حُبًّا وَّکَرَامَۃً ثُمَّ اَلقٰی سَلَاحَہٗ زہیر ابن القین نے کہا کہ اچھا ہتھیار
اپنے کھول ڈالو اور چلے آؤ اوسنے کہا بسر و چشم مجکو منظور ہے پھر اوسنے ہتھیار نکالکر
الگ رکھدیے وَدَخَلَ عَلَی الحُسَینِؑ یُقَبِّلُ یَدَیہِ وَرِجلَیہِ وَقَالَ یَا مَولَایَ
مَا الَّذِی جَاءَ بِکَ اِلَینَا وَاَقدَمَکَ عَلَینَا پھر خدمت مین حضرت کے
داخل ہوا اور بے تاب ہوکر ہاتھ پانون آپکے چومنے لگا اور کہنے لگا کہ اے میرے مولا
آپکو ادھر آنیکا کیا سبب ہوا اور کیون آپنے ادھر کا قصد کیا اور اپنی تئین بلا مین پھنسایا
فَقَالَؑ کُتُبُکُم حضرت نے فرمایا کہ تمھین لوگون نے خط لکھ لکھ کر مجھے بلایا ہے فَقَالَ
لَعَنَ اللہُ الَّذِینَ کَاتَبُوکَ فَھُمُ الیَومَ مِن خَوَاصِّ ابنِ زِیَادٍ لَعَنَھُمُ اللہُ
وہ کہنے لگا لعنت خدا کی اون لوگون پر جنھون نے آپکو خط لکھے آج وہ ملعون خاص
مشیر ابن زیاد کے ہین فَقَالَؑ اِرجِع اِلٰی صَاحِبِکَ وَاَخبِرہُ بِذٰلِکَ حضرت نے
فرمایا کہ تو پلٹ جا اوسکے پاس جسنے تجھے بھیجا ہے اور یہی جواب اوس سے بیان کردے
فَقَالَ یَا مَولَایَ مَنِ الَّذِی یَختَارُ النَّارَ عَلَی الجَنَّۃِ فَوَاللہِ لَا اُفَارِقُکَ
حَتّٰی اَلقٰی حِمَامِی اوسنے عرض کی اے مولا میرے کون ایسا ہے جو
دوزخ کو اختیار کرے اور بہشت کو چھوڑدے قسم خدا کی ان قدمونکو اب نچھوڑونگا جب تک
انھین قدمونکے نیچے مرنجاؤن فَقَالَ لَہُ الحُسَینُؑ وَاصَلَکَ اللہُ کَمَا وَاصَلتَنَا
بِنَفسِکَ حضرت امام حسینؑ نے اوس سے ارشاد کیا خدا تجکو اپنے جوار رحمت مین

پهونچادی جس طرح تو نے اپنی جان فدا کرنیکا ہمیر ارادہ کیا ہے ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْحُسَیْنِ حَتّٰی
قُتِلَ پھر وہ شخص خدمتمین حضرت کے مقیم رہا تا اینکہ درجۂ شہادت پر پہونچا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ
عَبَرَ الْفُرَاتَ وَصَارَ یَخْرُجُ کُلَّ لَیْلَۃٍ وَیَبْسُطُ بِسَاطًا وَیَدْعُوْ الْحُسَیْنَ
وَیَتَحَدَّثَانِ حَتّٰی یَمْضِیَ مِنَ اللَّیْلِ شَطْرُہٗ بعد اس واردات کے اب عمر سعد نے
یہ شروع کیا کہ فرات کے اس پار اوتر آیا اور ہر شب تھوڑا سا فرش بچھا کے حضرت
امام حسین ع کو بلاتا تھا اور دونومین باتین ہوا کرتی تھین تا اینکہ تھوڑی سی رات
گذر جاتی تھی وَقَدْ اَدْرَکَتْہُ عَلَی الْحُسَیْنِ ع اَلرَّحْمَۃُ وَالرِّقَّۃُ کسی قدر نرم دلی اور
مہربانی امام حسین ع پر اوسکو ہوئی تھی قُلْتُ ھٰذَا مَا رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَاِنْ کَانَ الْاَمْرُ
کَمَا رَوَاہُ فَھُوَ اَثَرٌ مِنْ کَلَامِہِ الْبَالِغِ فِی الْاِحْتِجَاجِ وَالْاِسْتِدْلَالِ عَلٰی کَوْنِہٖ
اِمَامًا وَحُجَّۃً مین کہتا ہون کہ یہ روایت ابو مخنف کی ہے اگر یہ بات صحیح ہو تو یہ اثر آپ کے
اوس کلام کا تھا جو آپ نے اپنے امام اور حجت ہونیمین مدلل بیان کیا ہوگا وَلٰکِنَّ الْاُمُوْرَ
الَّتِیْ صَدَرَتْ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ بَعْدَ ذٰلِکَ الزَّمَانِ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ
قَلْبُہٗ رَقِیْقَۃً عَلَی الْحُسَیْنِ سَاعَۃً لیکن جو باتین ابن سعد سے صادر ہوئین بعد اُس
وقت کے وہ تو اسی پر دلالت کرتی ہین کہ اُس ملعون کو کبھی ایک لحظہ بھی حضرت کے
حال پر رحم دلی نہین ہوتی تھی وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّہٗ مِنَ الْمَنْصُوْصِیْنَ عَلٰی عَدَاوَتِہٖ
فِی الْکُتُبِ السَّمَاوِیَّۃِ فَاِنِّیْ لَا اَثِقُ بِمَا رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ لع اور یہ تو کامل کی روایت سے
معلوم ہو چکا کہ عمر ابن سعد بموجب تصریح کتب آسمانی کی حضرت کی قاتلونمین تھا اور دشمنی اسکی
ازل سے لکھی ہوئی تھی پس مجکو ابو مخنف کی اس روایت پر اعتماد نہین ہے وَاِنْ کَانَ فَھُوَ
اَیْضًا مِنْ مَکَائِدِہٖ وَیُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنْ یَرْضَی الْحُسَیْنُ وَیُبَایِعَ یَزِیْدَ فحسب اور اگر
بناوٹ سے کچھ رحم دلی کرتا بھی ہو تو یہ مکر اس شیطان کا چاہتا تھا کہ جناب امام حسین
راضی ہو جائین اور یزید سے بیعت کرلین فَلَمَّا لَمْ یَرْضَ الْحُسَیْنُ ع عَلٰی مَا کَانَ
ابْنُ سَعْدٍ بِصَدَدِہٖ فَفَعَلَ مَا فَعَلَ دَمَّرَہُ اللّٰہُ کہ جب حضرت امام حسین اسکے
فریب دہی پر راضی نہوئے پھر جو شقاوت اُسنے کی اوسکو باب آیندہ مین ہم لکھتے ہین انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۸۵ عمر بن سعد کی فریب دہی اور دیدہ اور دانستہ معجزات کا انکار کرنا اور تمسخر اور استہزا معجزات پر اور بعض نتائج بدکرداری جو اس ملعون کو ملی

لما بلغ ابن زیاد ان عمر بن سعد یناجی الحسین ع فکتب الیہ ابن زیاد ان یمنع الحسین من الماء جسوقت ابن زیاد کو خبر پہونچی کہ عمر سعد حضرت امام حسین ع سے مشورہ کرتا ہے تو اوسنے عمر سعد کو لکھا کہ پانی حضرت پر بند کردے فدعی ابن سعد بحجار ابن الحر وغیرہ وامرھم بحراسۃ الماء وتضییقھم علی الحسین ع کما ذکرتہ فی باب العطش پس عمر سعد نے حجار ابن حر وغیرہ کئی افسرونکو گھاٹون پر مقرر کیا اور اونکو حکم دیا کہ بہت درشتی سے پیش آئین چنانچہ اسکو مین نے باب تشنگی امام حسین ع مین مفصل بیان کیا ہے ومن ھذا الیوم بدا ابن سعد باظہار العداوۃ والضغائن التی کانت لہ من الحسین ع اسی دن سے عمر سعد نے وہ عداوتین اور کینہ ظاہر کرنے شروع کئے جو اسکے دل مین جناب امام حسین ع کے طرف سے بھری ہوئی تھی وقد بلغ من شقوتہ ان الحسین ع لما خطب الخطبۃ واسمعھم وانذرھم وبالغ فی نصحھم فلم یسمعوا ولم یقبلوا منہ شقاوت اسکی یہانتک پہونچی کہ جسوقت حضرت امام حسین ع نے ایک خطبہ آٹھوین تاریخ یا نوین تاریخ کی صبح کو پڑھا اور تمام حضار لشکر ابن زیاد کو اپنی حقیقت کی باتین سنائین اور معصیت الٰہی سے اونکو ڈرایا اور نصیحت کا جو ذریعہ تھا اوسکو حد تک پہونچا دیا اون لوگون نے آپکے وعظ و پند کو نہ سنا کچھ قبول نکیا فدعی الحسین رجل یقال لہ انس بن کاھل فقال لہ امض الی ھؤلاء القوم وذکرھم اللہ تع ورسولہ عساھم یرجعون واعلم انھم لا یرجعون ولکن لیکون لی حجۃ علیھم یوم القیامۃ پس جناب امام حسین ع نے اپنے اصحاب مین سے ایک شخص کو جنکا نام انس بن کاہل تھا ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور انکو خدا اور رسول خدا ص کی یاد دلاؤ شاید کہ یہ لوگ شقاوت سے باز آئین اور مین جانتا ہون کہ نہین باز آئینگے لیکن اتمام حجت ہوجائیگی اور قیامت کے دن انکا عذر کچھ باقی نرہیگا فانطلق انس حتی دخل علی

عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْهِ انس ابن کاہل گئے اور عمر سعد کے پاس
پہونچے یہ مردود بیٹھا ہوا تھا انس ابن کاہل نے اسپر سلام نہین کہا فَقَالَ يَا اَخَا كَاهِلٍ
مَا مَنَعَكَ اَنْ تُسَلِّمَ عَلَيَّ اَلَسْتُ مُؤْمِنًا وَاللّٰهِ مَا كَفَرْتُ مُذْ عَرَفْتُ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ عمر سعد نے کہا کہ ای بھائی کاہل کے بیٹے کیا چیز تمکو منع کرتی ہی جو تم نے
سلام بھی مجھپر نہین کیا مجکو مسلمان بھی نہین جانتے ہو قسم خدا کی مین کبھی کافر نہین ہوا
جب سی مین نے خدا اور رسول کو پہچانا فَقَالَ لَهٗ اَنَسٌ رض كَيْفَ عَرَفْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَاَنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَهٗ وَاَهْلَبَيْتِهٖ وَمَنْ نَصَرَهُمْ انس علیہ الرحمہ نے کہا کیونکر
تو نے خدا اور رسول کو پہچانا ہی حالانکہ فرزند رسول اور اونکی اہلبیت کو اور جو اونکے مددگار ہین
سب کو تو قتل کرنا چاہتا ہے فَنَكَّسَ بْنُ سَعْدٍ رَاسَهٗ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّ قَاتِلَهُمْ
فِي النَّارِ لَا مُحَالَةَ وَلٰكِنْ لَا بُدَّ اَنْ اُنْفِذَ اَمْرَ الْاَمِيْرِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ عمر سعد نے
سر جھکا لیا اور کہنے لگا قسم بخدا مین جانتا ہون کہ ان لوگون کے قتل کرنے والے
بے شک جہنمی ہین مگر ابن زیاد کے حکم کی بجا آوری بھی مجکو ضرور ہے وَكَانَ
عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ يُرِيْدُ الْعُجْلَةَ وَلَا يُمْهِلُ الْحُسَيْنَ يَوْمًا عمر سعد کو اسقدر
جلدی منظور تھی حضرت کے شہید کرنے مین کہ ایکدن کی مہلت بھی نہین دیتا تھا
قَالَ السَّيِّدُ رح لَمَّا رَاَى الْحُسَيْنُ ع حِرْصَ الْقَوْمِ عَلَى الْقِتَالِ قَالَ لِاَخِيْهِ
الْعَبَّاسِ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَصْرِفَهُمْ عَنَّا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ فَافْعَلْ جناب سید
ابن طاؤس فرماتے ہین جب دیکھا جناب امام حسین نے کہ لشکر ابن سعد لڑنے پر ہٹ کر رہا ہی اور
کسی طرح اب لڑائی نہین ٹلتی اپنے بھائی جناب عباس سے فرمایا اگر تمسے ہو سکے آجکے دن یعنی نوین
تاریخ یہ رکجائین اور لڑائی نہو تو اسکو کرنا چاہئے اس حدیث کے جملہ فوائد مین نے جناب عباسؑ کے
باب مین لکھے ہین لَعَلَّنَا نُصَلِّيْ لِرَبِّنَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ اَنِّيْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ
وَتِلَاوَةَ الْقُرْاٰنِ كِتَابِهٖ شاید ہم اس تمام رات مین شب بیداری کرین اور
نمازین پڑھین خدا خوب جانتا ہے کہ مین نماز اور تلاوت قرآن کو بہت دوست
رکھتا ہون فَسَاَلَهُمُ الْعَبَّاسُ ع جناب عباسؑ نے اونلوگون سے

مہلت ایک دن کی طلب فرمائی اس مقام پر اتنی بات ضرور مین کہتا ہون کہ تخصیص جناب
عباسؑ کی اس خدمتگذاری مین یہ تھی وہ جناب بہت بہادر اور غیور تھے اور یہ کام منت اور
سماجت اور عاجزی کا نسی پورا ہوتا تھا پس امتحان خدا یہی تھا کہ ایسا بہادر اور غیور آدمی ان
بیدینون سی عاجزی کرے اور اس ننگ کو گوارا کرے جو اوسپر بہت شاق اور ناگوار ہے چنانچہ
جناب عباس اطاعت حکم خدا اور امام مین اپنا خون جگر پیکر رہگئے اور منت اور عاجزی سے
ایک شب کی مہلت مانگی اولیاء اللہ کا یونہین امتحان ہوتا ہے فتوقف عمر بن سعد عمر
ابن سعد نے مہلت دینے مین توقف کیا فقال لہ عمرو بن الحجاج الزبیدی واللہ لو انھم
من الترک والدیلم وسألونا مثل ذلک لاجبناھم فکیف وھم آل محمدؐ فاجابوہ
عمرو ابن حجاج زبیدی کہنے لگا قسم بخدا اگر یہ لوگ ترک اور دیلم کے ہوتے اور ہم سے
مہلت مانگتے ہم ضرور منظور کرتے چہ جا کہ یہ آل محمدؐ ہین اور ایک دن کی مہلت انکو
نہین ملتی ہے یہ سنکر اون لوگون نے منظور کیا اور مہلت ملی وکان اللہ تعالی
یظھر آیاتہ ویتم الحجۃ بعد الحجۃ لیستیقظوا من سنۃ الغفلۃ
اور خداوند عالم اپنے آیات کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا تھا اور حجت کے بعد حجت پوری
کرتا تھا تا کہ یہ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہو جائین لکنھم کلما زادت
الحجۃ زادت عصبیتھم لیکن جسقدر اتمام حجت زیادہ ہوتا تھا اونکی ہٹ دھرمی
اور بیدینی بڑھتی جاتی تھی وان اتفق لبعضھم ان یستبصر فعمر بن سعد کان
یحتال حیلۃ ویوقعھم فی غفلۃ یا لھا من غفلۃ اور اگر کسی شخص کو کچھ تنبیہ
ہوتا بھی تھا پس عمر سعد اپنے مکر اور حیلہ سے پھر اوسکو شک مین ڈالدیتا تھا اور
غفلت مین اوسی پھیر لاتا تھا ثم لما خطب الحسینؑ یوم عاشورا خطبۃ وبین
فیھا ما یؤول الیہ امرھم من حبس المطر والجدب والقتل وغیر ذلک
پھر روز عاشورا جو خطبہ جناب امام حسینؑ نے پڑھا اور اوسمین بیان فرمایا کہ
بعد میری شہادت کے تملوگون پہ خدائے قہار کیطرف سے ایسے ایسے عذاب
نازل ہونگے کہ پانی نہ برسیگا اور قحط سالی ایسی پڑیگی جس طرح سے جناب یوسف کے

قید ہونے کے زمانہ کے بعد پڑی تھی اور مختار ابن عبیدہ ثقفی خروج کر کے چن چن کر تم سبکو
قتل کریگا اور یہی سب باتین آپنے اس بڑی خطبہ بین بیان فرما دی تھین جنکو ہزارون
آدمی نے سنا ہے ثُمَّ قَالَ اَیْنَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اُدْعُوْا لِیْ عُمَرَ بعد اوسکے کہ آپ
جوش خروش مین تھے اور معجز بیانی کر رہے تھے آپنے یہ فرمایا کہ یہ عمر سعد کہان ہے
اوسکو میرے سامنے بلاؤ فَدُعِیَ لَہٗ وَکَانَ کَارِھًا لَا یُحِبُّ اَنْ یَّاْتِیَہٗ
لوگون نے عمر سعد کو بلایا اوس وقت ایسا رعب حضرت کا سب پر غالب تھا
کہ یہ ملعون بھی سامنے آنیکو پسند نہین کرتا تھا فَقَالَ یَا عُمَرُ اَنْتَ تَقْتُلُنِیْ
حضرت نے فرمایا کہ اے عمر سعد تو مجکو قتل کرنا چاہتا ہے تَزْعَمُ اَنْ یُّوَلِّیَکَ
الدَّعِیُّ ابْنُ الدَّعِیِّ بِلَادَ الرَّیِّ وَجُرْجَانَ تجکو یہ خیال ہے کہ ابن زیاد حرامی
پسر حرامی تجکو حاکم بلاد رے اور جرجان کا کر دیگا وَاللہِ لَا تَتَھَنَّأُ بِذٰلِکَ اَبَدًا
قسم ہے خدا کی تجکو کبھی سزاوار اور مبارک نہو گا کہ مجھکو تو قتل کرے اور ملک رے
اور جرجان کی حکومت کرے عَھْدًا مَّعْھُوْدًا فَاصْنَعْ مَا اَنْتَ صَانِعٌ
یہ بھی عہد میرے نانا نے خدا سے کر لیا ہے جو مین تجکو خبر دیتا ہون اب جو تیرا
جی چاہے کر لے فَاِنَّکَ لَا تَفْرَحُ بَعْدِیْ بِالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اور بعد میری شہادت کے
نہ دنیا مین تو خوش رہیگا نہ عاقبت مین وَکَاَنِّیْ بِرَاْسِکَ عَلٰی قَصَبَۃٍ قَدْ نُصِبَ
بِالْکُوْفَۃِ تَرَامَاہُ الصِّبْیَانُ وَیَتَّخِذُوْنَہٗ غَرَضًا بَیْنَھُمْ گویا مین اسوقت
دیکھ رہا ہون کہ تیرا سر کٹا ہوا ایک نیزہ پر کوفہ مین بلند کیا گیا ہے اور لڑکے اوسپر
ڈھیلے پتھر وغیرہ مار رہے ہین اور تیرے سر کو نشانہ بنایا ہے فَاغْتَاظَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ مِّنْ کَلَامِہٖ
ثُمَّ صَرَفَ بِوَجْھِہٖ عَنْہُ عمر سعد ملعون کو یہ کلام حضرت کا سنکر بہت طیش آیا اور اپنا
منھ حضرت کی طرف سے پھیر لیا قُلْتُ وَقَدْ وَقَعَ کَمَا اَخْبَرَ بِہِ الْحُسَیْنُ علیہ السلام لَمْ
یَزِدْ وَلَمْ یَنْقُصْ مین کہتا ہون کہ جو کچھ جناب امام حسین نے فرمایا تھا
ہو بہو وہی واقع ہوا نہ کچھ زیادہ ہوا نہ کچھ کم ہوا اَمَّا کَیْفِیَّۃُ وِلَایَۃِ الرَّیِّ
فَقَدْ رَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ بَعْدَ اَنْ ذَکَرَ کَیْفِیَّۃَ دُخُوْلِ حَرَمِ

بیان ناکامی عمر سعد و روایت صحیح بخاری

رسول اللہ ص فی مجلس ابن زیاد الی ان قال
رہی کیفیت عمر سعد کو حکومت رے
ملنے کی اوسکو صحیح بخاری مین یون لکھا ہے پہلے تو اوس واردات کو بیان کیا جو اہلبیت اطہار
پر دربار ابن زیاد مین گذری تا اینکہ بخاری کی روایت یہ ہے ولما اجتمع عبید اللہ
بن زیاد وعمر بن سعد بعد قتل الحسین ع قال عبید اللہ لعمر ائتنی بالکتاب الذی
کتبت الیک فی معنی قتل الحسین ومناجزتہ جب ابن زیاد اور عمر سعد دونون بعد
شہادت حضرت امام حسین ع کے یکجا ہوے ابن زیاد نے عمر سعد سے کہا کہ وہ خط مرا لا تو جو
مین نے تیرے نام پر لکھا ہے در بارہ قتل امام حسین ع اور اونکی کشش کرنے یا میرے پاس لانیکے بارہ مین
یا لڑنیکے بارہ مین فقال ضاع عمر سعد نے کہا کہ وہ خط تو میرے پاس سے گم ہو گیا فقال
لتجیئننی بہ فی ہذا الیوم وان لم تاتنی بہ فلیس لک عندی جائزۃ ابدا ابن زیاد
نے کہا کہ تجھے لانی ہے آج ضرور وہ خط مجکو لا دے اور اگر تو نہ لائیگا پھر تجکو صلہ اور انعام کبھی
نہ دونگا اترکہ معتذرۃ فی عجائز قریش فی ایام الحرب مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو قریش کی
بڈھی عورتون کے سامنے زمانہ جنگ کا عذر کیا چاہتا ہے کہ مجکو ابن زیاد نے مجبور کر دیا تھا
الست انت القائل ـہ فواللہ ما ادری وانی لحائر ۭ افکر فی امری علی خطرین
کیون عمر سعد تو یہ نہین کہتا تھا اور تیرا اعلانیہ یہ قول تھا کہ قسم خدا کی مجھے کچھ نہین بن پڑتا
اور حیرت مین پڑا ہون اپنے انجام کو سوچتا ہون دو باتون کا مجھے اندیشہ ہے اأترک
ملک الری والری منیتی ام ارجع ماثوما بقتل حسین کیا کرون اگر حسین کو
قتل نہین کرتا ہون تو ملک رے کی حکومت چھوڑنی پڑیگی اور یہ حکومت میری آرزو
ہے یا حضرت کو شہید کر کے یہ بڑا گناہ اپنے سر پر رکھ لون قال عمر واللہ لقد
نصحتک فی الحسین ع نصیحۃ لو استشارنی بہا ابی سعد کنت
قد ادیت حقہ عمر سعد نے کہا اے ابن زیاد مین نے وہ خالص فرمان برداری
تیری کی ہر معاملہ مین جناب امام حسین ع کی کہ اگر میرا باپ مجھے حکم دیتا اور اوسکے
اطاعت مین اتنی کرتا تو آج اوسکے حق سے مین ادا ہو گیا ہوتا فقال ابن
زیاد کذبت یا لکع ابن زیاد نے کہا جھوٹھا ہے تو اے فرومایہ اور جھا

فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ زِيَادٍ اَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ صَدَقَ عثمان ابن زیاد کا بھائی کہنے لگا کہ عمر سعد سچ کہتا ہے وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ بَنِيْ زِيَادٍ رَجُلٌ اِلَّا فِيْ اَنْفِهٖ خِزَامَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَنَّ حُسَيْنًا لَمْ يُقْتَلْ قسم خدا کی مجھے تو یہی پسند تھا کہ قیامت تک اگرچہ میرے باپ زیاد کی اولاد میں سے ہر ایک کی ناک چھیدی جاتی اور اوسمیں بال کی رسی ڈالکر در بدر ذلیل پھرائی جاتی یہ سب کچھ گوارا تھا مگر جناب امام حسینؑ قتل نہ کیے جاتے قَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَاللّٰهِ مَا رَجَعَ اَحَدٌ بِشَرٍّ مِمَّا رَجَعْتُ عمر سعد کہنے لگا قسم ہے خدا کی کسیکو دنیا اور آخرت کی بدانجامی ایسی نہیں نصیب ہوئی جیسی مجھکو ہوئی اَطَعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ وَعَصَيْتُ اللّٰهَ وَقَطَعْتُ الرَّحِمَ ابن زیاد کی مین نے اطاعت کی اور خدا کی نافرمانی کی اور اپنی قرابت کو بھی قطع کیا وَخَرَجَ مَغْمُوْمًا وَهُوَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ دربار ابن زیاد سے نکلا بہت رنجیدہ تھا اور کہتا تھا کہ کھلی ہوئی زیانکاری جسکی خبر خدا نے قرآن مین دی ہے وہ یہی ہے جو مجھکو حاصل ہوئی صحیح بخاری کی روایت تمام ہوئی عمر سعد کے قتل ہونیکے حالات ایک باب جداگانہ مین لکھے جائینگے مگر ایک روایت اوسکی بدانجامی کی یہان لکھی جاتی ہے وَفِي الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اُتِيَ بِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ بَعْدَ مَا قُتِلَ وَاِنَّهٗ لَفِيْ صُوْرَةِ قِرْدٍ فِيْ عُنُقِهٖ سِلْسِلَةٌ بحار مین جناب صادق ع سے روایت کی ہے بقسم حضرت ارشاد کرتے ہین کہ عمر سعد پر بعد مقتول ہونیکے یہ عذاب کیا گیا ہے کہ وہ بندر کی صورت مین ہو گیا ہے اور گلے مین اوسکے زنجیر پڑی ہوئی ہے فَجَعَلَ يَعْرِفُ اَهْلَ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْرِفُوْنَهٗ اب اوسکا یہ حال ہے کہ وہ اہل دنیا کو پہچانتا ہے اور اہل دنیا اوسکو نہین پہچانتے قَالَ الْمَجْلِسِيُّ رح وَالتَّاوِيْلُ فِيْهِ تَغَيُّرُ الْجَسَدِ الْمِثَالِيِّ اَوْ اَجْزَاءِ جَسَدِهِ الْاَصْلِيِّ اِلَى الصُّوْرَةِ الْقَبِيْحَةِ جناب مجلسی رحمہ اللہ کہ تاویل اس روایت کی یہ ہے کہ جسد مثالی عمر سعد کا خواہ اجزاء جسد اصلی اس بری صورت کیطرف بدل گئی ہین اور مین کہتا ہون کہ بندر اور سور ہو جانا بعض امتہای سابقہ کا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے جو تاویل دفع تناسخ کی ہم اہل اسلام آیۂ قرآنین کے تئین کی ہے وہی تاویل یہان بھی جاری ہو سکتی ہے

باب ٨٦ آخری رخصت اہل حرم کیواسطے جناب امام حسین کا خیمہ گاہ مین آنا اور رخصت کرنا اور جناب ام کلثوم کا درخواست کرنا کہ ہمکو مدینہ بھیجدیجئے او جواب اس اعتراض کا کہ اوسوقت اس درخواست کا کیا موقع تھا

قال الراوی ولما قتل عبد اللہ الرضیع فی حجر ابیہ ولم یبق احد من الذین یتوقعون للشہادۃ وفرغ الحسین ع عن دفنہ راویان مصائب لکھتے ہین کہ جب علی اصغر تیر ستم سے گود مین اپنے باپ کے شہید ہو چکے اور جتنے لوگونکی شہادت کا وعدہ ہوا تھا اونمین سے اب سوا حضرت کے کوئی باقی نرہا اور وہ فضیلت بھی علی اصغر کو مل چکی جو اور کسی شہید کو نہین ملی تھی یعنی خود امام زمان نے اپنے ہاتھ سے اونکی قبر بھی بنائی اور دفن سے فارغ ہوگئے ثم رجع الی خیام النساء لیودعھن بعدا وسلوہ جناب خیمہ اہلحرم طرف چلے تاکہ اونکو رخصت کرین قال المجلسی رح فی کتابہ المسمی بجلاء العیون انہ علیہ السلام طلب نساءہ جناب مجلسی نے جلاء العیون مین اس آخری رخصت کے بارہ مین لفظ لکھی ہے کہ آپنے مخدرات عصمت کو طلب کیا [illegible] اذا ھن اذ طلبھن قریب الباب ولم ینزل عن فرسہ ولم یدخل الخیمۃ ظاہر اس لفظ کا اور [illegible] اوسوقت کا یہی ہے کہ آپنے مخدرات کو قریب دروازہ خیمہ کے طلب فرمایا اور گھوڑے سے نہین اوترے نہ خیمہ مین داخل ہوئے کھڑے کھڑے اون لوگونکو دیدار آخری مین نگاہ حسرت آمیز سے دیکھ لیا اما لانہ کان مستعجلا لطلب المبارزۃ عن الکفار اگر یہ بات صحیح ہو کہ آپ گھوڑے پر سے نہین اوترے تو اوسکے کئی سبب ذہن مین آتے ہین ایک یہ بات تھی کہ لشکریان کوفہ کی مبارزطلبی تھی اور آپ جلدی کر رہے تھے کہ وقفہ اونکے ساتھ لڑنے مین نہو اور دیر ہو جانے سے اونکو خیال ہو کہ لڑنے سے جی چھپاتے ہین واما لفرط غرامہ الی لقاء اللہ تع یا یہ سبب تھا کہ ملاقات الہی کا شوق آپکو جلدی کرا رہا تھا اور توقف ناگوار تھا او لانہ کرہ ان یجلس عند النساء ویری من کربھن وحزنھن وبکیھن زینب وام کلثوم من بلائھم ودائھم

ابنٖ علی امّہٖ وجلہٖ یا یہ سبب تھا کہ بیتابی دل گوارا نکیا کہ آپ اون مصیبت زدہ
عورتونکے پاس اوسوقت بیٹھین اور اونکا تڑپنا اور چلانا اور وہ حالت بیتابی کی دیکھ
دیکھین جنمین حضرت زینب اور امّ کلثوم بھی تھین جو بڑی معزز امانت ماں باپ اور نانا کی
حضرت کی سپردگی مین آئی تھین وایضاً فیھنّ من ازواجہٖ اللاتی قتل ابناءھنّ
ایضاً اونھین بیبیوں مین خاص آپکی ازواج مین سے وہ بی بیان تھین جنکے فرزند شہید
ہوگئے تھے فانّھنّ لکونھنّ من قبائل اخر لم تکن فائزات بدرجات
المصابرۃ التی فزن بھا بنات رسول اللہ ص اسلیئے کہ یہ بی بیان چونکہ اور قبیلہ کی
تھین صبر اور شکیبائی کے اون درجون تک نہین پہونچ سکتی ہین جس درجہ کا صبر دختران رسول ص
کو تھا پس اونکی بیتابی ضرور زیادہ ہوگی ولا سیّما امّ عبد اللہ الرضیع فانّھا
قد رأت ما جری علی ابنہ انّہ اصابہ السّھم وقد انقلب فی حجر ابیہ
الحسین ومات وھی واقفۃ علی باب الخیمۃ کما روی خصوصاً علی اصغرؑ کی مان کی
بیتابی جنھون نے اپنے بچے کو ابھی دیکھا تھا کہ جسوقت اونکے تیر لگا اپنے باپکے گود مین تڑپ
لپٹ گئے اور مر گئے اور مادر علی اصغرؑ در خیمہ پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھین چنانچہ بعض
روایتون مین وارد ہے فھل یشکّ احدٌ فی انّہ اذا رأت امّ رضیع ولدًا فی تلک
الحالۃ المشؤمۃ ولا تموت کسی کو شک ہوسکتا ہے اس بات مین کہ جو مان اپنے
شیرخوار بچے کو اس حالت مین دیکھے اور مر نجائے وان بقیت حیّۃ فلا اقلّ
من ان تکون مشرفۃ علی الھلاک لا محالۃ اگر مر بھی جائیگی
تو وہ مان قریب بہلاکت ضرور ہو جائیگی فالحسینؑ کانّہ
لم یرض ان یراھا وھی تکون علی تلک الحال پس امام حسینؑ
کو شاید یہ بات پسند نہوئی کہ مادر علی اصغرؑ کو جو ابھی تازہ مصیبت مین
گرفتار ہوئی ہین اس حالت پر دیکھین اَولانّہ کان موعوکًا
لشدّۃ وجع الجراحات ولا سیّما جراحۃ النبل
التی اصابت الی کتفہٖ یا گھوڑے سے نہ اوترنے کا حضرت کے

یہ سبب تھا کہ زخمون مین آپکے درد ہو رہا تھا خصوصًا یہ زخم تازہ جو شانہ پر ابھی لگا
تھا اور یہ تیر سہ پہلو کا زخم تھا اِذْ رَمیٰ حَرملَۃُ ابنُ الکاہِلِ الاَسدِی عَبدَ اللّٰہِ
الرَّضیعَ وَقَد حَمَلَہُ الرّامُونَ فِی الطَّفِّ مِن عَسکَرِ ابنِ زیاد یعنی وہی زخم تھا کہ
جو تیر حرملہ نے علی اصغرؑ کو مارا تھا اور تیر لگاتے وقت اوس ملعون نے دعوی کیا تھا
کہ اسی تیر سے حلق علی اصغر اور شانہ اونکے باپ کا زخمی کرونگا اور ایسا ہی ہوا اور جو
قدر انداز لشکر ابن زیاد کی تھی اونھون نے اس ملعون کو تیر اندازی کی داد دی وَمِنَ
البَیِّنِ الوَاضِحِ اَنَّ الجَرِیحَ یُؤذِیہِ اَدنیٰ حَرَکَۃٍ اور یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ
زخمی کو تھوڑا سا بھی ہلنا بدن کا بڑی ایذا دیتا ہے سِیَّمَا النُّزُولُ مِنَ الفَرَسِ ثُمَّ
رُکُوبُہٗ خصوصًا ایسے زخمی کا گھوڑے پر سے اوترنا اور پھر اوسپر سوار ہونا کہ اسمین تو
ایذای شدید ہوتی ہے وَلَا سِیَّمَا اِذَا لَم یَکُن اَحَدٌ اَن یُسَوِّیَہٗ رَاکِبًا عَلیٰ ظَہرِ
الجَوَادِ اور پھر خاصکر ایسے زخمی کا اوترنا جسکا کوئی سوار کرانے والا اور گھوڑے کے
پشت پر درست بیٹھانے والا باقی نہو لِکَونِہٖ وَحِیدًا فَرِیدًا اَقَلَّ قَتلِ
اَنصَارِہٖ وَاَعوَانِہٖ فَکَیفَ یَنزِلُ عَنِ الفَرَسِ ثُمَّ کَیفَ یَرکَبُ بَعدَ النُّزُولِ
اسلیئے کہ وہ جناب یکہ و تنہا باقی رہگئے تھے یار اور مددگار سب شہید ہو چکے تھے
کس طرح گھوڑے سے اوترے اور اوترنیکے بعد پھر سوار کیونکر ہوتے وَاِن کَیفَ
مَا کَانَ قَالَ المَجلِسِیُّ رح فَنَادَی الحُسَینُؑ بِاَعلیٰ صَوتِہٖ وَاِن کَانَ ضَعِیفًا وَ
ضَعِیفًا لِکَثرَۃِ سَیَلَانِ الدَّمِ عَن جِرَاحَاتِہٖ یَا اَہلَبَیتَ الطَّہَارَۃِ
وَالمُطَہَّرَاتِ مِنَ النَّبُوَّۃِ یَا مَحَلَّ العِصمَۃِ وَالطَّہَارَۃِ اور کچھ یون نہو جائے
آپ نہ اوترے ہون خواہ اوترے ہون مگر اب روایت جناب مجلسیؒ کی یہ ہے
کہ حضرت نے باواز بلند پکارا اگرچہ آواز آپ کی بسبب زیادہ خون بہنے کے
زخمون سے ضعیف اور کم زور ہو گئے تھے اور پکارتے وقت یہ کلمات
زبان پر لائے ای اہلبیت طہارت اور اسکے معنی یہ ہین کہ اے اُس گھر کے
رہنے والے جس گھر مین نبوت جناب رسولؐ کی ختم ہو چکی اور ای پاکیزہ

ہوئے تو زینب جنکی ماں کے واسطے چادر تطہیر نازل ہوئی اور وہ معدن عصمت اور طہارت یعنی
معصوم اور پاکیزہ گناہوں سے ابتدا سے قیامت تک جو ہوگا وہ تمہی سے پیدا ہوگا یہ صفات بیان
کرکے اور اون خواتینوں کے نام آپنے لینے شروع کئے اور فرمایا یا زینب ویا ام
کلثوم ویا رباب ویا سکینہ علیکن منی السلام اے زینب اور اے ام کلثوم
اور اے رباب اور اے سکینہ تم سب پر حسین کا سلام ہے پھر ان چار ناموں کی تخصیص اس
روایت میں ہے وھذا آخر وداعی لکم فیا زینب الوداع ویا سکینہ
الوداع یہ آخری رخصت حسین کی ہے اب اس گھر میں پھر آنا نہوگا پس اے زینب
الوداع اور اے سکینہ الوداع وقال ابو مخنف ثم نادی صلوٰۃ اللہ علیہ یا
ام کلثوم ویا زینب ویا سکینہ ویا رقیہ ویا عاتکہ ویا صفیہ علیکن
منی السلام ابومخنف روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے آواز دیکر بلایا اے ام کلثوم
اور زینب[٢] اور سکینہ اور رقیہ اور صفیہ اور فرمایا کہ تم سب پر میرا سلام ہو فھذا
آخر الاجتماع وقد قرب الافتجاع یہ آخری صحبت ہے غنیمت جانو اب مصیبت
اور دردمندی کا زمانہ یعنی میری شہادت کا وقت قریب آگیا ہے فصاحت
ام کلثوم وقالت یا اخی قد استسلمت للموت جناب ام کلثوم[٣] یہ سنکر
چلائیں اور کہنے لگیں کہ اے بھائی کیا اب آپنے مرنیکا پختہ ارادہ کرلیا ہے
فقال یا اختاہ کیف لا یستسلم من لا ناصر لہ ولا معین حضرت نے فرمایا
اے میری بہن کیونکر مرنیکا ارادہ وہ شخص نکرے اور آمادہ مرگ نہو جسکا کوئی مددگار
اور معین باقی نہو فقالت یا اخی ردنا الی حرم جدنا جناب ام کلثوم[٤] نے فرمایا
کہ اگر ارادہ شہادت آپنے پختہ کرلیا ہے تو ہملوگونکو ہمارے نانا کے حرم میں پہونچا
دیجیے فقال یا اختاہ ھیھات ھیھات لو ترک القطا لنام
فاین الرحیل حضرت نے فرمایا دور ہے وہ زمانہ یا دور ہو گیا ہے
وہ زمانہ اگر قطا یعنی کو استا یا نجاتا اور اپنے بس میں ہوتا تو آرام سے سوتا
مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے دشمن نہ ستاتے تو مدینہ سے یہان تمکو

کیون لاتا اور اگر مین تمکو پہونچانے جاؤن تو کوچ دنیا سے کون آسمیا یہ دیدے اگر تمکو مدینہ
مین پہونچاؤن تو کوچ اور مقام کی مصیبتین جو تمپر گذرنے والی ہین وہ کون اوٹھائیگا
اقول وَفِی بَعضِ الرِّوَایَاتِ اِستِدعَاءُ الرَّدِّ عَن زَینَبَ ع وَفِی بَعضِهَا عَن سَکِینَۃَ ع
مین کہتا ہون کہ بعض روایات مین مدینہ پھیر لیجانیکی درخواست جناب زینب ع سے بھی کورع
اور بعض روایتون مین یہ درخواست جناب سکینہ کی وارد ہے فَاِنَّهَا لِصِغَرِ سِنِّهَا
عَسٰی اَن تَتَکَلَّمَ بِهٰذَا الکَلَامِ اسلیے کہ جناب سکینہ ع بوجہ کمسن ہونیکے شاید ایسی بات
کہہ سکتی تھین وَاِن کُنتُ لَا یُعجِبُنِی صُدُورُ تِلکَ المَقَالَةِ فِی ذٰلِکَ الوَقتِ عَن
سَکِینَةَ اَیضًا اگرچہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ یہ کلام ایسے وقت مین جناب سکینہ سے
بھی صادر ہوا ہو فَاِنَّهَا کَانَت جَارِیَةً وَلَم تَکُن صَبِیَّةً قَد اَحتَجَّت عَلَی
اللِّئَامِ وَاَفحَمَت فُصَحَائَهُم مِنَ الکُوفَةِ اِلَی الشَّامِ کَمَا حَکَینَاهُ فِی مَآثِرِهَا
اسلیے کہ جناب سکینہ اوس دن باتمیز لڑکی تھین بچہ نہین اونکا شمار تھا کیسے کیسے
دلائل اپنے خطبہ مین بیان کیے ہین اور فصحاء عرب کے لوگ گویا کوفہ سے شام تک بند کردیے تھے
چنانچہ ہمنے اسکو خاص باب حالات سکینہ مین لکھا ہے وَاَمَّا زَینَبُ وَاُمُّ کُلثُومٍ فَنِسبَةُ ذٰلِکَ
القَولِ اِلَیهِمَا عَلٰی حَقِیقَتِهٖ بَعِیدٌ غَایَةَ البُعدِ وَحَاشَاهُمَا عَن ذٰلِکَ
لیکن جناب زینب ع اور ام کلثوم ع پر نسبت کرنا اس کلام کا اونکی طرف کہ اونھون نے سچ
سچ مدینہ مین واپس کرنیکی درخواست کی نہایت بعید ہے اور پناہ بخدا وہ ایسا کیونکر
کرسکتی ہین لِکَونِهِمَا عَالِمَتَینِ بِکُلِّ مَا یَجرِی عَلَیهِمَا فِی ذٰلِکَ الیَومِ وَفِی
مَا بَعدَهُ مِنَ الاَیَّامِ اسلیے کہ وہ خوزادیان بخوبی جانتی تھین جو کچھ اونپر روز عاشورا
گذرنے والا تھا اور بعد اوسکے جو کچھ اونپر گذرنے والا تھا وہ بھی اونکو معلوم تھا وَاَنَّ
اَخَاهُمَا مُشرِفٌ عَلَی المَوتِ فَاقِدٌ لِلاَنصَارِ مَحصُورٌ بَینَ الاَعدَاءِ
لَا یَجِدُ مَلجَأً وَلَا مَلَاذًا اور یہ بھی وہ دونو خوزادیان دیکھ رہین تھین کہ اونکے
بھائی جان بلب ہین انصارون مین سے کوئی باقی نہین ہے کہین پناہ
نہین ملتی اور نہ کہین جائے امن اونکے واسطے ہے فَسُؤَالُهُمَا فِی ذٰلِکَ الوَقتِ

لِرَدِّهِمَا اِلَی حَرَمِ جَدِّهِمَا کَاَنَّهٗ اِیْذَاءٌ لِلْحُسَیْنِ ؑ پس ایسی وقت اون خوزادیون کو
مدینہ کیطرف واپس کرنیکی درخواست کرنی ایک قسم کی ایذا دہی تھی بہ نسبت امام
حسین ؑ کے وَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اَنْ اَتَحَرَّشَ بِبَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
وَاَظُنَّ فِیْهِمَا مِثْلَ الظَّنِّ اور مین توبہ کرتا ہون درگاہ الٰہی مین اس بات کہ بے ادبی
کرون بہ نسبت دختران رسول اللہ کے اور یہ گمان فاسد اونکی طرف کرون بَلِ
الْمُسْتَفَادُ مِنَ الرِّوَایَاتِ اَنَّ زَیْنَبَ وَاُمَّ کُلْثُوْمٍ کَانَتَا مِنْ حَامِلَاتِ
الْاَسْرَارِ لِتِلْکَ الْاُمُوْرِ الْجَلِیْلَۃِ وَالرَّزَایَا الْعَظِیْمَۃِ بلکہ روایات
صحیحہ سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ جناب زینب اور ام کلثوم دونو رازدار تھین امور
شہادت اور مصایب عظیمہ کے اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ زَیْنَبَ سَلَامُ
اللّٰہِ عَلَیْهَا حِیْنَ اَشَارَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِی الْکَعْبَۃِ اِلَی الْحُسَیْنِ ؑ
بَعْدَ مَقَالَاتٍ کَثِیْرَۃٍ کیا تم نے وہ کلام جناب زینب ؑ کا نہین سُنا
جسوقت ابن عباس نے خانہ کعبہ مین جناب امام حسین ؑ سے گفتگو کی اور بعد بہت سی باتون کے
یہ بھی کہا فَاِنْ عَزَمْتَ عَلَی الشَّهَادَۃِ فَلَا تَحْمِلِ النِّسْوَۃَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِکَ
اِلَی الْعِرَاقِ اگر آپ کا پختہ ارادہ اختیار کرنے شہادت کا ہو گیا ہے تو آپ اپنی اہلبیت
مین سے عورتون کو ساتھ نہ لیجائیے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُ صَوْتَ کَرِیْمَۃٍ
مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ وَهِیَ تَقُوْلُ ابن عباس کہتے ہین کہ پردہ کے اندر سے ایک
بزرگ بی بی کی آواز مین نے سُنی وہ کہتی ہین هَیْهَاتَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتُشِیْرُ سَیِّدَنَا
وَاَخَانَا اَنْ لَا یَسِیْرَ بِنَا مَعَہٗ وَیَتْرُکُنَا هٰهُنَا اے ابن عباس کیا اچھی رائے دیتے ہو
تم ہمارے سردار اور بھائی کو کہ ہملوگونکو اپنے ہمراہ نہ لیجائین قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَعَرَفْتُ
اَنَّهَا زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فَسَکَتُّ ابن عباس کہتے ہین کہ
اس درد آمیز تقریر سے مین نے پہچان لیا کہ یہ جناب زینب ؑ ہین دختر امیر المومنین ؑ
پھر مین چپ ہو گیا اور دوبارہ نہ کہہ سکا وَکَذٰلِکَ قَوْلُ زَیْنَبَ ؑ یَوْمَ التَّاسِعِ
مِنَ الْمُحَرَّمِ وَاَظُنُّ اَنَّهَا قَالَتْ بَعْدَ اَنْ جَمَعَ الْحُسَیْنُ ؑ

اَصْحَابَہ وَخَطَبَ خُطْبَۃً قَالَ فِیْ اٰخِرِھَا وَلْیَاْخُذْ کُلُّ رَجُلٍ مِّنْ اَھْلَبَیْتِیْ
بِیَدِ اَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ وَیَرْحَلْ اِلٰی اَیْنَ یَشَآءُ اسی طرح وہ کلام بھی جناب زینبؑ کا
یاد کرنا چاہیے جو نوین تاریخ محرّم کے فرمایا تھا جسوقت قریب شام حضرت امام حسینؑ نے
اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ جسمین سب لوگونکو اجازت چلے جانیکی
آپنے دی تھی اخیر مین اوس خطبہ کے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری اہلبیت مین جو لوگ محرم شرعی
کسی عورت کے زنان اہلبیت مین سے ہین اپنے اپنے محرم کا ہاتھ پکڑ کر ان عورتونکو بھی ساتھ
لیجائین مجھے ایسا گمان ہے کہ جناب زینبؑ نے یہی سنکر اوس کلام کو ارشاد فرمایا کہ جسکو
مین اب لکھتا ہون وَاِنْ رَوَاۃُ الرُّوَاۃِ بَعْدَ اِنْشَادِ الْحُسَیْنِؑ الْاَبْیَاتَ الْمَشْھُوْرَۃَ
یَا دَھْرُ اُفٍّ لَّکَ مِنْ خَلِیْلٍ اگرچہ راویون نے جناب زینبؑ کا قول بعد پڑھنے اشعار
مشہورہ کے نقل کیا ہے جو مذمّت دنیا مین جناب امام حسینؑ نے پڑھے تھے فَلَمَّا
سَمِعَتْ زَیْنَبُ تِلْکَ الْاَبْیَاتَ بَکَتْ جب جناب زینبؑ نے یہ اشعار سنے بیساختہ رونے
لگین وَجَآءَتْ عِنْدَ اَخِیْھَا تَجُرُّ اَذْیَالَھَا حَتّٰی غُشِیَتْ عَلَیْھَا ثُمَّ اَفَاقَتْ
نَعَرَّاھَا الْحُسَیْنُؑ روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئین بیخودی ایسی تھی کہ دامن زمین مین
لٹکتے تھے اور اسقدر صدمہ ہوا کہ غش آگیا پھر جب غش سے افاقہ ہوا جناب امام حسینؑ نے
انکو سمجھایا اور تسلّی کی باتین کین فَقَالَتْ اَتَغْتَصِبُ نَفْسَکَ اِغْتِصَابًا اسے
تُخْبِرُنِیْ بِقَتْلِکَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا جناب زینبؑ نے کہا کہ مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے کہ آپ تنہا اپنے
مرنیکی خبر دیتے ہین آپکا ارادہ ہے کہ تنہا یہان ہین اور ہملوگ خدمت سے جدا ہو جائین
تُرِیْدُ اَنْ لَّا اَفُوْزَ بِاللّٰہِ رَجَاتِ الْمُعَدَّۃِ لَنَا مِنَ الصَّبْرِ فِیْ اِنْتِھَاکِ الْحُرْمَۃِ
وَغَیْرِھَا اور آپکا اب یہ ارادہ ہوا ہے کہ ہملوگ اون درجات اور مراتب سے
محروم رہین جو صبر کرنے سے ہتک حرمت وغیرہ پر خدا نے ہمارے واسطے
مقرر کیے ہین وَلَا یُبْعِدُ اللّٰہُ قَالَتْ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا سَمِعَتْ عَنِ الْحُسَیْنِؑ
مِنْ رَّدِّھِنَّ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ اور کچھ دور نہین ہے کہ یہ کلام حضرت زینبؑ نے
اوسوقت کیا ہو جب سُن لیا تھا کہ جناب امام حسینؑ اہلبیت کو مدینہ

روانہ کرنیکو کہ رہے ہین ھٰذا اما کان من امر زینب یہ جو کچھ بیان ہوا وہ جناب
زینب ع کے حالات تھے واما ام کلثوم فھی ایضا کانت عالمۃ بما یجری
علیھا من الآلام لیکن جناب ام کلثوم اونکا بھی حال یہ ہے کہ جو مصایب
اونپر گذرنے والے تھے سب کو بخوبی جانتی تھین وموصاۃ من ابیھا واخیھا
وجدھا لمقاسات الاحزان کما یظھر من مکالماتھا المرویۃ عنھا الموصی
وصیت تھی مصایب کے برداشت کرنیکی جیسا انکے کلام سے جو خطبون مین روایت
کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے وقد روی فی اسرار الشھادۃ مما جری علی
الطاھرات بمحضر ابن زیاد اسرار الشہادت مین ذیل مین اون حالات کے جو ابن زیاد
کے دربار مین اہلبیت اطہار پر گذرے ہین روایت کی ہے قالت ام کلثوم
فبینما نحن کذالک اذ ترای شخص وھو یقول جناب ام کلثوم فرماتی ہین
ہملوگ دربار ابن زیاد مین ابھی موجود تھے کہ ایک شخص کی صورت نظر آئی اور وہ یہ
پڑھتا تھا واللہ ما جئتکم حتی بصرت بہ بالطف منعفر الخدین
منحورا قسم خدا کی مین تمھاری خدمت مین حاضر نہین ہوا مگر یہ کہ پہلے مین نے
دیکھ لیا کہ زمین کربلا پر وہ جناب اس طرح پر پڑے ہوئے ہین کہ رخسارہ اونکے
خاک مین آلودہ ہو رہے ہین اور گردن کے نیچے سے سر جدا کر دیا گیا ہے قالت
ام کلثوم من انت جب وہ شخص یہ مرثیہ پڑھ چکا اور بیتابانہ روتا بھی تھا جناب
ام کلثوم نے پوچھا کہ تو کون شخص ہے فقال رجل من الجن اسلمت علی
یدا ابیک امیر المؤمنین فی بیر ذات العلم اوسنے کہا کہ مین ایک جن
ہون آپکے والد بزرگوار کے ہاتھون پر بیر العلم مین مسلمان ہوا تھا وقد وجبت
علی نصرتکم فجئت والامر قد فات مجھپر آپ کی نصرت
واجب ہوئی تھی مگر اوس وقت پہونچا کہ جان نثاری کا وقت جاتا رہا اللہ
علی یا آل رسول اللہ ص ما اصابکم مجھپر
سخت ناگوار ہے اے آل رسول جو آپ پر مصیبت پڑی ہے الک

حاجۃ ای جناب ام کلثوم اسوقت کچھ آپکو حاجت ہی کہ مین اوسکو بر لاؤن فقالت
امض لشانک بارک اللہ فیک فللہ المشیۃ فینا لا تقدر ان ترفع قضاہ
جناب ام کلثوم ع نے جواب دیا کہ تو اپنا کام کر خدا تیری ارادہ مین برکت دے ہماری حق مین
خدا کی مشیت ہی جاری ہوئی ہی ہماری کیا طاقت ہے جو قضائے الہی کو بدل سکین
اور اپنے مصایب کو خواہ ان ظاہری ذلتونکو روک سکین بذلک اخبرنا
رسول اللہ صلعم الحدیث یہ جو کچھ ہمپر گذر رہا ہے سبکی خبر ہمکو ہمارے نانا رسول اللہ ص
نے دی ہی یہ حدیث تمام ہوئی فمن کانت عالمۃ بعواقب الامور ھکذا
کیف تسئل اخاہا ان یردھا الی المدینۃ پس جو خود ہی اسقدر اپنے
انجام کے باتونکو جانتی ہون کیونکر وہ اپنے بھائی سے کہ سکتی ہین کہ ہمکو مدینہ اسوقت
پہونچا دیجیے ولا سیما انہا کانت تعلم ان المدینۃ النبویۃ لیس فیہا امان
لاھل البیت بل ھی محل خطر و مھلکۃ عظیمۃ ایضا خصوصا کہ جناب ام کلثوم
جانتی تھین کہ مدینہ مین بھی اہلبیت کو کسی قسم کی امان نہین ہے بلکہ وہ مقام بھی جاے خطرہ او
مہلکہ عظیم کا ہی کما روی ابو مخنف عن عمارۃ قالت سکینۃ حین خرجنا من المدینۃ
وما اھل بیت اشد غما ولا خوفا منا اھل بیت رسول اللہ ص چنانچہ ابو مخنف نے
عمارہ سے روایت کی ہے فرمایا جناب سکینہ ع نے جسوقت ہم مدینہ سے نکلے ہین کسیکے اہلبیت
دنیا مین زیادہ رنجیدہ اور مبتلائے خوف اوسوقت نہو نگے جسقدر کہ ہم اہلبیت رسول صلعم
کو اوسوقت رنج اور خوف تھا ویؤیدہ ما فی الارشاد فصار الحسین ع
الی مکۃ وھو یقرأ فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم
الظالمین جناب سکینہ ع کے قول کی تائید اوس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ارشاد مین شیخ مفید رح
نے فرمایا ہی کہ جناب امام حسین ع جسوقت مدینہ سے نکلے مکہ معظمہ جانے کے ارادہ سے
یہ آیہ پڑھتے تھے جو حضرت موسی ع نے فرعون کے شہر سے نکلتے وقت پڑھی تھی
جسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ نکلے حضرت موسی ع ڈرتے ہوئے اور امیدوار خدا سے تھے
کہ یہ خوف ہمسے دور کر دے اور کہتے تھے کہ پروردگار مجھے ظلم ظالمین سے نجات دے

اس آیہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جسقدر خوف ہلاکت جناب موسیٰؑ پر بروقت روانگی تھا اوتنا ہی خوف حضرت امام حسینؑ کو بھی اوسوقت تھا وَلِذَا رَوَی السَّیِّدُ فِی اللُّهُوفِ عَنِ السَّیِّدِ الْمُرْتَضیٰ عَلَمِ الْهُدیٰ رح فِی اَسْبَابِ حَمْلِ الْحُسَیْنِ نِسَاءَہٗ مَعَہٗ اسیواسطے جناب سید نے لہوف مین جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی روایت کی ہے کہ اسباب ہمراہ لیجانے امام حسینؑ کے اہلحرم کو کیا کیا تھے منجملہ اون اسباب کے یہ بھی ایک سبب تھا اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ وَّاثِقًا مِنْ صِیَانَتِهِنَّ فِی الْمَدِیْنَةِ وَلَا فِی مَحَلٍّ آخَرَ کَمَا صَانَہٗ مَادَامَ حَیًّا کہ جناب امام حسینؑ کو اپنے اہلحرم کی عزت اور آبرو کی حفاظت پر مدینہ مین چھوڑ جانے سے یا کسی اور مقام مین پہونچا دینے سے اسقدر اطمینان نہتھا جیسی حفاظت تا زمانہ حیات چندروزہ آپ نے فرمائی فَقَدْ ظَهَرَ مِمَّا قُلْنَا اَنَّ السُّکَیْنَةَ اَیْضًا لَا یَلِیْقُ بِهَا التَّکَلُّمُ بِهٰذَا الْکَلَامِ عَلیٰ مَعْنَاہُ الْحَقِیْقِی اب اس روایت سے جناب سکینہ کے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اونکو بھی جان بوجھکر مناسب نہتھا کہ مدینہ کیطرف واپس کردینے کی درخواست کرتین فَیَجِبُ اَنْ نُّاَوِّلَهَا بِنَا وِیْلَاتٍ سَدِیْدَةٍ وَّنُبَیِّنَ اَنَّ ذٰلِکَ الْقَوْلَ قَدِ اشْتَمَلَ عَلیٰ غَوَامِضِ الْاَسْرَارِ وَهِیَ عِنْدِیْ خَمْسَةٌ اب واجب ہے کہ درخواست واپسی مدینہ کی ہم درست معنی بیان کرین اور اچھی تاویلین اسکی کرکے اس بات کو ثابت کردین کہ یہ درخواست دختران فاطمہؑ کی بہت سے رازہاے مخفی پر شامل تھی اون مین سے پانچ باتین میرے سمجھ مین آئی ہین

باب پانچ تاویلین جناب زینب اور ام کلثومؑ کی اوس قول کی جسمین اون خواہروں نے بروز عاشورا اپنے مدینہ واپس کرنیکی درخوست کی تھی

اَمَّا اَوَّلًا فَهُوَ التَّاوِیْلُ الْعَامُّ فِیْ کُلِّ قَوْلٍ وَّفِعْلٍ صَدَرَ عَنْهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ سب سے پہلے وہی عام تاویل ہے ہر ایک قول اور فعل جناب امام حسینؑ اور اونکی اہلبیتؑ کی جو خاص

اوس دن اون بزرگوارونسے صادر ہوئے ہین وھو اتمام الحجۃ واظہار
الشکوی علی اللہ تع وھذا باب واسع یسع حمل جل الامور علیہ اور
یہ دو تاویل اتمام حجت کی ہے اور اظہار شکایت بحضور پروردگار بروز قیامت یعنی ہملوگونکو
ظالمون نے اسقدر مجبور کیا تھا کہ باوجودیکہ بے گناہ عورتون نے اپنے نانا کے حرم مین واپس
کردینے کی درخواست کی یہ بھی ہم نہ کرنے پائے اگر جناب زینب یا ام کلثوم ع یہ درخواست
نفرماتین تو بروز حشر جناب امام حسین ع خدا سے یہ شکوہ کیونکر کرسکتے اور یہ رفع حجت
کی تاویل بڑی گنجایش کی ہے کہ کل امور تاویل طلب مین جاری ہوسکتی ہے واما ثانیا
فان النسوۃ الطاہرات ولاسیما زینب وام کلثوم ع وان کانتا فائزتین
بمراتب الروحانیۃ لکن کیف تفارقان عن لوازم البشریۃ دوسری تاویل
یہ ہے کہ وہ برگزیدہ عورتین خصوصاً جناب زینب اور ام کلثوم اگرچہ مراتب روحانی کو
پہونچگئی تھین لیکن لوازم بشری سے کیونکر جدا ہوسکتی ہین قال اللہ تع مخاطباً
لنبیہ قل انما انا بشر مثلکم یہانتک کہ خدا نے اپنے نبی کی شان مین فرمایا ہے
کہدو تم ای محمد ص کہ مین بھی آدمی ہی ہون مثل تمھارے ومن شان النسوۃ عموماً
رقۃ القلوب وتذکار الامور المھیجۃ للاحزان فی مثل تلک
الاوقات اور عورتون کی شان سے یہ بات ہے کہ نرم دل ہوتی ہین اور رخصت کے
وقت ایسے امور کا ذکر کرنا جس سے گریہ وبکا کا ہیجان ہوجاے اور جو آدمی نہ روتا ہو وہ بھی
رو اوٹھے یہ تو خاص عورتونکا کام ہے ولاسیما الاخوات الصغار کانھن
والبنات شرع سواء فی ذلک خصوصاً چھوٹی بہنین جو بیٹیونکے برابر ہوتی ہین وہ تو
خاص ایسی ہی باتون کیواسطے پیدا ہوتی ہین الاترے ان الحسین ع وان
کان قد نادی النساء کلھن باسمائھن ولکن اول من
تکلمت منھن ھی ام کلثوم وبعدھا سکینۃ سلام اللہ علیہما
اسی جگہ پر خیال کرو کہ جناب امام حسین ع نے اگرچہ ایک ایک عورت کا اہلبیت
مین سے نام لیکر پکارا تھا مگر سب سے پہلے حضرت ام کلثوم ع نے جواب دیا اوسکے بعد

جناب سکینہؑ بولین ہذا ثُمَّ لَمَّا کَانَ الْحُسَیْنُؑ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ مُوَدِّعًا
لَهُنَّ آخِرَ الْوَدَاعِ وَالْوَدَاعُ اَیْضًا مِنَ اللَّوَازِمِ الْبَشَرِیَّۃِ پھر چونکہ اسوقت جناب
امام حسینؑ اہلبیت سے آخری رخصت کو آئے تھے اور رخصت کرنا عزیزونکا یہ بھی
لوازم بشریت مین داخل ہے یعنی امام زمانہ بھی اوسوقت وہ کام کرنے آئے تھے
جو متعلق بشریت ہے وَاِنْ کَانَتْ تِلْکَ اللَّوَازِمُ مَنْدُوْبَۃً عَنِ الشَّرْعِ
لٰکِنَّهَا مِنْ اٰدَابِ الْاُلْفَۃِ وَالْمَوَدَّۃِ فِی الْقُرْبٰی اگرچہ ان لوازم بشری کا بجالانا
شریعت مین بھی جایز بلکہ مستحب مقرر ہوا ہے سبب اسکے جواز کا یہی ہے کہ دوستی
اور محبت اور قرابت اور یگانگت کی یہ باتین ہین فَحِیْنَئِذٍ یَجُوْزُ وَیَصِحُّ مِمَّنْ
کَانَتْ اَشَدَّ حُبًّا وَاَوْلٰی قَرَابَۃً اَنْ تَتَکَلَّمَ بِکَلِمَاتٍ تَکُوْنُ تَذْکِرَۃً
لِلْاَقْرِبَاءِ پس اسوقت کہ امام زمانہ خود محبت کے طالب ہین اور لوازم قرابت بجالاتے
ہین جایز تھا اور صحیح تھا کہ جسکو زیادہ آپ سے محبت ہو اور قرابت مین نزدیکی حاصل ہو
وہ ایسی باتین کرے جو عزیزون کی یاد دلانے والی ہون وَهِیَ الْاُمُوْرُ الْجَامِعَۃُ
لَهُمْ بِالْقَرَابَۃِ وَالْمَحَبَّۃِ لِیَزْدَادَ وُا حُبًّا وَمَحَبَّۃً فِیْمَا بَیْنَهُمْ تاکہ اون باتون کے
ذکر کرنے سے محبت کا جوش پیدا ہو اور دوستی بڑھ جائے اور گداز طبیعت مین پیدا ہو
اور جوش دل مین سبھونکے آجائے وَلَیْسَ لَهُمْ خُصُوْصًا وَلِکَافَّۃِ النَّاسِ
عُمُوْمًا جَامِعٌ لِذٰلِکَ الْاِتِّحَادِ مِنْ ذِکْرِ الْمُنْتَسِبِیْنَ بِالْاُمِّ وَاتِّصَالِهِمْ
نَسَبًا بِجَدِّهِمْ لِلْاُمِّ اور وہ قرابت اون بزرگوارون مین بلکہ تمام آدمیون مین
اسی مین منحصر ہے کہ مان کیطرف سے جو رشتہ پیدا ہوتا ہے اور نانا کا ذکر اوسی محبت کو یاد
دلاتا ہے اوس سے زیادہ آدمی کیواسطے کوئی اور رشتہ نہین ہے وَمَعَ کَوْنِ ذٰلِکَ جَامِعًا
لِتِلْکَ الْاُمُوْرِ فَلَا مَزِیْدَ عَلَیْهِ فِی الشَّرَفِ وَالْکَرَامَۃِ اَیْضًا اور باوجودیکہ نانا کے
ذکر کرنے سے جوش محبت پیدا ہوتا تھا خاص ان بزرگوارون مین یہ رشتہ شرف
اور کرامت کو بھی ایسا شامل تھا جس سے بڑھکر کوئی شرف دنیا
اور آخرت مین ہو نہین سکتا فَاِنَّ جَدَّهُمْ وَهُوَ نَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ

خَيْرُ جَدٍّ وَ جَدٍّ كَمَا اَنَّهُمْ خَيْرُ الْاَبْنَاءِ وَ الْبَنَاتِ اسلیے کہ نانا اونکے
جو ہمارے نبی تھے سب کے اجداد سے بہتر تھے جسطرح یہ اہلبیت بہترین اولاد پسری
اور دختری تھے فَذَكَرَ جَدَّهُمْ وَ اِنْ كَانَ بِعُنْوَانِ حَرَمِهٖ وَ حَرِيْمِهٖ
شَرَّفَهُمَا اللّٰهُ تعہ وَ لٰكِنْ فِيْهِ مَزِيْدُ فَضْلٍ وَ شَرَفٍ لَهُمْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ پس
نانا کا نام لینا اگرچہ اس عنوان سے تھا کہ حرم اور حریم کی اضافت اونکے طرف
کی گئی تھی لیکن کسی عنوان سے کیون نہ ذکر نانا کا آئے فضیلت برادن بزرگوار نکے
ہرحال مین دلالت کرتا تھا فَكَاَنَّهَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا تَذْكُرُ عِظَمَ
شَانِهَا وَ سُمُوَّ مَكَانِهَا لِكَوْنِهَا مِنْ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم پس گویا کہ جناب
ام کلثوم ع اپنی عظمت شان کو یاد کرتی ہین کہ وہ نواسی ہین جناب رسالتمآب ص کی
وَ اَيْضًا تَذْكُرُ اَخَاهَا اَنْ يَسْلُكَ بِهَا مِنَ الْمُوَاسَاتِ وَ يُلَاطِفُهَا
بِمُلَاطَفَاتٍ كَانَ جَدُّهَا يُلَاطِفُهَا اور اپنے بھائی کو یاد دلاتی ہین کہ ہمارے
ساتھ اون مہربانیون اور الطاف سے پیش آئین جس طرح ہمارے نانا ہمسے پیش آتے تھے
وَ نَظِيْرُ ذٰلِكَ مَا حَكَاهُ سُبْحَانَهٗ عَنْ نَبِيِّنَا هَارُوْنَ ع قَالَ يَا ابْنَ اُمَّ
لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا بِرَاْسِيْ اور نظیر اسکی قرآن مجید مین حضرت ہارون کے قول سے
ہوسکتی ہے کہ جب حضرت موسیٰ ع غضبناک تھے تو حضرت ہارون نے جناب موسیٰ سے
یہ فرمایا کہ اے بیٹے میری مان کے مجھسے آپ خفا ہون او مجھپر امت گمراہ کا غصہ نکالین
مین نے کسی طرح کی کمی انکی فہمایش مین نہین کی ہے قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ اِنَّ التَّعْبِيْرَ بِقَوْلِهٖ
يَا ابْنَ اُمَّ تَذْكِرَةٌ لَهٗ بِالشَّفَقَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ لِلْاُمَّهَاتِ عَلَى الْاَبْنَاءِ
مفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت ہارون نے بھائی کے لفظ کہے اور اوسکی تعبیر پسر مادر سے
اسواسطے فرمائی کہ جناب موسیٰ ع کو مہر مادری کی یاد دلائین اس سے ثابت ہوا کہ قرابت
مادری کی یاد دہی سے جوش محبت پیدا ہوتا ہے وَ اَيْضًا لَمَّا كَانَ حَرَمُ
جَدِّهَا مَلَاذَهَا وَ مَلَاذَ كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُؤْمِنٍ بِمُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ
پھر چونکہ مدینہ منورہ یا روضہ جناب رسالتمآب جائے پناہ جناب ام کلثوم کی تھی

بلکہ ہر ایک مسلمان کی جو محمدؐ و آل محمدؐ کا پیرو ہو سبکی جا پناہ وہی ہو وَقَدْ صَارَ مِنْ
بَغْيِ الْمُعَانِدِيْنَ كَمَا تَرٰى اور آج دشمنون کی عداوت سے اوس متبرک مقام کا
یہ حال ہو گیا ہے کہ خاص دختران رسالت مآبؐ کو بھی اوسمین پناہ نہین ملتی ہے
فَكَاَنَّهَا تَسْتَدْعِيْ اَنْ يَّدْعُوَ الْحُسَيْنُ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ حَرَمَ جَدِّهَا
مَلَاذًا لَهُمْ وَيَرُدَّهَا عَلٰى مَا كَانَ پس گویا کہ جناب ام کلثومؑ درخواست کرتی ہین
کہ جناب امام حسینؑ دعا کرین تا کہ خدا اوس حرم کو جائے پناہ اہلبیت کر دے
اور اوس مکان متبرک کو اوسی حالت پر رد کر دے جسپر پہلے تھا ثُمَّ لَمَّا كَانَ
تَذْكَارُ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ بِهَا كَانَ اَهْلُبَيْتِ الرَّسُوْلِ مُحْتَرَمِيْنَ وَقَدْ فَاتَتْ
لِعِصْيَانِ الْاُمَّةِ الْيَوْمَ وَمَضَتْ حَتّٰى كَاَنَّهَا لَمْ تَكُنْ پھر چونکہ ذکر کرنا اون امور کا جنکے ذریعہ سے
اہلبیت رسول اللہ کو عزت حاصل ہوئی تھی اور آج وہ باتین نافرمانی امت سے باقی نہین ہین اور گذر
گئین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور کبھی ہوئے نتھے فَذِكْرُهَا فِيْ تِلْكَ الْحَالَةِ
وَهُوَ نِدَاءٌ لِمَا فَاتَ يَكُوْنُ سَلْوَةً لَهُمْ پس اون باتونکا یاد کرنا اون امور کی
یاد آوری تھی جو گذر چکی ضرور اونکا یاد کرنا تسلی دہندہ ہو گا وَيَدُلُّ عَلٰى
مَا قُلْنَاهُ قَوْلُهُ عٓ هَيْهَاتَ مُكَرَّرًا اَيْ بَعُدَ ذٰلِكَ الزَّمَانُ الَّذِيْ
تَذْكُرُهُ اسی بات پر دلالت کرتا ہے جو حضرت امام حسینؑ نے ۲ دو مرتبہ مکرر فرمایا اور
ہیہات کے لفظ کہے مطلب حضرت کا یہ ہے کہ وہ زمانہ ناز و نعم کا جسکو بہن تم
یاد کر رہی ہو وہ اونھین بزرگونکے ساتھ گیا وَاَمَّا تَمَثُّلُ الْحُسَيْنِ عٓ بِالْمَثَلِ السَّائِرِ
وَهُوَ قَوْلُهُ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ تَلَهُّفَهُ لیکن آپکا فرمانا بطور
تمثیل کے کہ اگر کوا اپنے آشیانہ مین ستایا نجاتا تو آرام سے سوتا اس سے
مطلب آپکا بھی یہی ہے کہ آپ اپنی حالت موجودہ پر افسوس کرتے ہین
وَكَوْنُهُ مَجْبُوْرًا مَقْهُوْرًا لَا يَقْدِرُ عَلٰى اِتْيَانِ
مَا تَمَنَّتْهُ اُخْتُهَا مِنْهُ اور اپنا مجبور اور ستم رسیدہ ہونا آپ بیان
کرتے ہین کہ جس بات کی آرزو آپکے ہمشیر نے کی ہے اوسکے انجام دینے

آج آپکو قدرت نہین ہی فَاِنَّ الْقَطَا مِنَ الطُّيُورِ الَّتِي لَا يَتْرُكُ اَنْ يَنَامَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَاَكْثَرُ مَا يَسْكُنُ بِالْعَرَاءِ وَيَخْتَارُ وَكْرَهَا فِي اَرْضٍ بِلَا مَاءٍ وَلَا كَلَاءٍ اسلیئے کہ قطا وہ چڑیا ہے جو اوجاڑ مکان مین رہتی ہی جہان آبادی نہو اور اکثر اپنا آشیانہ اوس زمین پر کرتی ہی جہان پانی اور گھاس نہو وَالْخَوْفُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِصْطِيَادِ لَيْلًا اَزْيَدُ مِنْهُ بِالنَّهَارِ اور خوف شکار ہو جانیکا اس پرندہ کو بہ نسبت دن کے شب کو زیادہ ہوتا ہے، وَهٰذَا التَّمْثِيلُ مِنْهُ تَامٌّ لِكَوْنِ ابْنِ زِيَادٍ قَدْ اَمَرَ اُمَرَاءَ عَسْكَرِهٖ اَنْ يُنْزِلُوهُ فِي اَرْضٍ بِلَا كَلَاءٍ وَلَا مَاءٍ یہ تمثیل ایز اوپر آپکے پوری بیان فرمائی اسلیئے کہ ابن زیاد نے اپنے لشکر کے سردارونکو حکم دیا تھا کہ حضرت کو ایسی جگہ اوتارین جہان گھاس اور پانی نہو ایک تشبیہ تو قطا سے آپکو یہ ہوئی وَاَيْضًا كَانَ الْخَوْفُ عَلَيْهِ لَيْلًا مَخَافَةَ اَنْ يَبِيتُوا عَلَيْهِ اَزْيَدَ مِنَ النَّهَارِ ایضا دوسری مشابہت یہ تھی کہ رات کو شب خون گرنیکا خوف آپ پر بہ نسبت دن کے زیادہ ہوتا تھا وَلِذٰلِكَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ لَا يَنَامُونَ لَيْلًا اسیواسطے خود وہ جناب اور آپکے اصحاب شب کو نہین سوتے تھے بلکہ بعض روایتون مین دیکھا گیا ہی کہ خیمہ کے گرد اصحاب رات بھر گشت کیا کرتے تھے وَذٰلِكَ التَّمْثِيلُ مِمَّا يُصَدِّعُ الْقُلُوبَ وَيُفَتِّتُ الْاَكْبَادَ یہ تمثیل حضرت کی ایسی ہی جسکے سونچنے سے دل پھٹا جاتا ہی اور جگر کے ٹکڑی ٹکڑی ہوئے جاتے ہین کس مصیبت عظیم کو آپ بیان کر رہی ہین فَيَالَهَا مِنْ مُصِيبَةٍ مَا اَعْظَمَهَا وَاَعْظَمَ رَزِيَّتَهَا فِي الْاِسْلَامِ افسوس ہزار افسوس کیسی بڑی مصیبت تھی اور کسقدر اثر اوس مصیبت کا دین اسلام مین پڑا ہی وَاَمَّا ثَالِثًا فَحَلُّ مَسْئَلَةٍ مُعْضَلَةٍ لَا يَحُلُّهَا اِلَّا الْاِمَامُ وَالْحُجَّةُ ع اور تیسری تاویل درخواست جناب ام کلثوم کی یہ ہے کہ آپ کو منظور تھا ایک مسئلہ مشکل حل ہو جای جسکو سوا ے امام اور حجت اللہ کے کوئی حل نہین کرسکتا ہے وَهِيَ اَنَّهَا قَاسَتْ وَتَخَيَّلَتْ اَنَّ الْاِمَامَ وَالْحُجَّةَ اِذَا فَقَدَ الْاَعْوَانَ وَالْاَنْصَارَ وَصَارَ

وَحِيْدًا فَرِيْدًا لَمْ يَبْقَ لَهُ رَجَاءُ الْفَتْحِ عَلَى الظَّاهِرِ وہ مسئلہ یہ تھا کہ
جناب ام کلثوم نے قیاس کیا اور اونکے خیال مین یہ بات گذری کہ امام زمانہ جسوقت
اوسکے انصار مفقود ہو جائین اور یکہ و تنہا رہجاے کہ بظاہر فتحیابی کی امید ڈشمنون
باقی نرہے فَهَلْ يَجُوْزُ لَهُ لِحِفْظِ حَرِيْمِهِ اَنْ يُظْهِرَ الْمُعْجِزَةَ فَيَطْوِي الْاَرْضَ
لَنَا وَيَرُدُّنَا اِلٰى حَرَمِ جَدِّنَا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ پس ایسے وقت امام کو آپنے
حرم کی حفاظت کرنی بطور معجزہ کے جایز ہے کہ طیّ الارض کی معجزہ سے اسوقت
ہم سب کو ہمارے نانا کے حرم مین پہونچا دین یا نہین جایز ہے كَمَا اَتٰى بِتِلْكَ
الْمُعْجِزَةِ يَوْمَ خُرُوْجِهِ عَنِ الْمَدِيْنَةِ فَاَرٰى اُمَّ سَلَمَةَ رض مَضْجَعَهٗ
وَقِتَالَهٗ وَمَقْتَلَهٗ جس طرح کہ جناب ام سلمہ کو اپنی خوابگاہ اور قتل گاہ اپنے صحاب کے
اور لڑائی معجزہ طی الارض آپنے دکھلا دی تھی جسدن آپنے مدینہ سے کوچ کیا ہے فَاِنَّ الْاَسْرَ
وَالْهَتْكَ فِيْهِ هُوَ اَنْ ظَاهِرٌ عَلٰى رَاْيِ عَوَامِّ الْاُمَّةِ اسلیے کہ عورتون کے
قید ہوتے اور بے پردگی مین عوام امت کے نزدیک ایک قسم کی ذلت ہوتی ہے وَيُؤَيِّدُ
ذٰلِكَ اِضْرَامُ النَّارِ حَوْلَ الْخَنْدَقِ لِصِيَانَةِ النِّسَاءِ اور اس خیال کے جناب
ام کلثوم کے اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ حفظ ناموس کی غرض سے آپ نے گرد
خندق کے اگ روشن کرا دی تھی جناب ام کلثوم کو یہ خیال ہوا کہ جب اسقدر اہتمام
ہماری پردہ داری کا منظور ہے پھر کیا عجب ہے کہ معجزہ سے ہمکو مدینہ پہونچا دینا حضرت
منظور کرینگے فَكَانَ سُؤَالُهَا لِبَيَانِ جَوَازِ تِلْكَ الْمَسْئَلَةِ وَعَدَمِ جَوَازِهَا
پس درخواست کرنی جناب ام کلثوم کی بغرض دریافت کرنے اس مسئلہ کے تھی کہ
ایسا کرنا امام کو جایز ہے یا نہین جایز ہے فَاَجَابَ الْحُسَيْنُ ع بِقَوْلِهٖ لَوْ تُرِكَ
الْقَطَا يَعْنِيْ بِهٖ اَنَّهٗ وَكُلُّ نَبِيٍّ وَوَصِيِّ نَبِيٍّ غَيْرُ مَاْذُوْنٍ بِهٖ سِيَّمَا وَقَدْ
سَبَقَ الْوَعْدُ پس جواب دیا حضرت امام حسین ع نے مثل مشہور بیان کرکے اور اوس سے
مراد آپ کے یہ ہے کہ مین ہون یا کوئی نبی یا وصی نبی کسی کو اسوقت ایسے
معجزہ کے ظاہر کرنے کی اجازت نہین ہے خصوصًا جبکہ وعدہ اہلبیت کے

اسیری وغیرہ کا ہو چکا ہو وان کنت قادراً علی ذلک بالمعجزۃ اگرچہ مجکو قدرت تملوگونکو
پہونچا دیتی کی مدینہ مین براہ معجزہ خدا نے دی ہو دو دلیل ہو قولہٗ ؑ فاین الرحیل
انکان المراد منہ رحیل نسائہ الی الکوفۃ والشام الذی ھو احد
المواعید الماخوذۃ منہ اور اسی بات کی تائید وہ کلام حضرت کا کرتا ہو جو آپ نے
فرمایا کہ پھر کوچ کون کریگا اگر مراد اس سے یہ ہو کہ تم لوگ جب مدینہ مین پہونچ جاؤگی تو کوفہ
اور شام تک کوچ کرینگی جو مصیبتین ہین اور اونکا بھی مجھسے وعدہ لیا گیا ہے اون
مصیبتون کو کون جھیلیگا اما رابعاً فان النسوۃ اللاتی کن مع بنات رسول اللّٰہ
من ازواج الحسین ؑ ومن اقارب اصحابہ لایقاس ام جناب ام
کلثوم سلام اللّٰہ علیہا فی مقاسات الاحزان وتحمل المصائب چوتھی دلیل
یہ ہو کہ جو عورتین ہمراہ دختران جناب رسالت مآب ؐ کی اس سفر مین تھین ازواج امام
حسین مین سے خواہ اصحاب اور انصار کی رشتہ دار عورتین اونکا حال صبر اور شکیبائی
اور تحمل مصایب مین مثل جناب ام کلثوم کے نہین ہو سکتا فلا یبعد کونھن
زاعمات ای قائلات بمثل ذلک القول فی خلواتھن پس کچھ دور نہین ہے
کہ جب وہ عورتین دختران فاطمہ علیہا السلام سے الگ بیٹھتی ہون تو باہم خود با مین اس قسم
کی باتین کرتی ہون وھو ان الحسین ؑ قادر علی ان یردنا الی حرم جدہ
او الی ای موضع مصؤن باعجازہ فلم لا یفعل ذلک وہ باتین یہ مین
کہتی ہونگی کہ جناب امام حسین ؑ کو براہ معجزہ قدرت اس بات پر ہو کہ ہملوگون کو
اپنے نانا کے مرقد تک خواہ اور کسی مقام مین پہونچا دین پھر یہ معجزہ کس دن کے واسطے
اوٹھا رکھا ہو آج کے دن سے بڑھکر یہ معجزہ کسدن کام آئیگا وقد کان قبل ذلک
بیوم یشیر الی اصحابہ والرجال من اھلبیتہ ان یاخذ کل واحد منھم
بید نساء منھن ویذھب بھن حیث یشاء حالانکہ کل شام کو خود ہی کہتے تھے
اپنے اصحاب اور اہلبیت سے کہ تم مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک عورت کا
ہاتھ پکڑ کے جہان مناسب جانے انکو پہونچا دے فلا یبعد ان تکون

اُمُّ کلثومٍ قد سألت اخاها بذٰلک ردًّا لزعمهنّ ممّا یجیب به اخوها
پس کیا عجب ہے مدینہ پہونچا دینے کی درخوست جناب ام کلثوم نے اونھین عورتونکے
قول کے رد کرنے کے نظر سے کی ہو یعنی جب میرے بھائی انکار کرینگے اوس سے معلوم ہوجائیگا
کہ یہ گمان ان عورتون کا صحیح نہین ہے فیکون المراد من قوله ع لو ترک
القطا امّا اوّلًا فانّه غیر مأذونٍ فیه من اللّٰه تم پس اب مراد قول جناب
امام حسین ع کی جو آپ نے فرمایا کہ اگر قطا چھوڑ دیا جاے تو آرام سے سوے پہلے تو یہ ہوگی
کہ آپ کو خدا کیطرف سے اس معجزہ کے ظاہر کرنیکی اجازت نہین ہے وامّا ثانیًا فانّ
الاصحاب والاعزّة ما لم یحاربوا ولم یقاتلوا لم یکن لاهل الکوفة
لهم التعرض بسوءٍ لنسائهنّ اور دوسری مراد حضرت کی یہ ہے کہ میرے عزیز اور
اصحاب جبتک کوفیونسے لڑے تھے اور اونکو قتل نہین کیا تھا اوسوقت تک ان اشقیا کو
ان عورتونسے بری طرح پیش آنیکی کوئی وجہ نتھی کلہ شام تک اسکا موقع تھا کہ اگر ان
عورتونکو الگ کر دیا جاتا تو انسے کوئی متعرض ہوتا والاٰن فکلّهم قتلوا منهم
مِأتٍ والوفًا فلا یمکن ان لا یتعرضوا منهنّ ای من ازواجهنّ وامّهاتهنّ
الی ایّ مکانٍ ارتحلن اور آج تو ان بہادرون نے سیکڑون اور ہزارون اشقیا کو
قتل کیا ہے اب نہین ممکن ہے کہ یہ اشقیا انکی عورتونسے متعرض نہون
نہین کیون نہ یہ عورتین چلی جائین فردّهنّ الی حرم جدّهنّ ممّا لا طائل
تحته ای اب انکا مدینہ کے طرف پہونچا دینا کچھ مفید نہین ہے وامّا ثالثًا فانّ
المدینة وایضًا حریم الکعبة زادهما اللّٰه شرفًا انّما ارتحل الحسین
عنهما لانّهما یجب علی کلّ مسلمٍ حفظ حرمتهما یانحوین تاویل یہ ہے کہ
مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ خدا دونو کی بزرگی زیادہ کرے جناب امام حسین ع ان دونو مقام سے
یہی سونچکر چلے آئے تھے کہ ان دونو مکان متبرک کی حرمت کا محفوظ رکھنا ہر ایک
مسلمان پر واجب ہے وان کان قد وقع ما وقع فی الطفّ علی الحسین
واهله فی حریم الکعبة او حرم جدّه لکان فیه وهنًا وضیعة

لحرمتهما اور اگر یہ خونریزی وغیرہ جو کربلا مین جناب امام حسینؑ اور اونکے اصحاب و اہلبیت کے
ہوئی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین ہوتی اسمین حرمت خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی ضائع
ہو جاتی جس طرح ابن زبیرؓ ضائع کی اسی نظر سے آپنے اون دونو مقامونکو چھوڑا فھذا ما کان
یجب علیہ نظرًا الی صیانۃ الحرمین یہ بات یعنی اون دونو مقامونکو چھوڑنا بنظر حفاظت
حرمت حرمین شریفین کے تھا وایضًا فلما کان الحرمان من بعض اوطانہ ایضًا
ولا یرضی الغیور من الناس ان یصاب فی موطنہ ویھان عند القاطنین
فیہ کما یرضی بہ فی السفر والبلاد البعیدۃ اور دوسرا سبب مکہ معظمہ اور مدینہ
منورہ چھوڑنیکا آپکو یہ تھا کہ غیرت دار آدمی نہین پسند کرتا ہے کہ اوسے کسی قسم کی
مصیبت یا اوسکی کسی طرح کی اہانت اوسکے وطن مین ہو اور ہموطن لوگونکی نظر مین
ذلیل اور خوار ہو جائے اور اوس مصیبت کو سفر مین اور دور دراز ملکون مین گوارا کر لیتا ہے
ولما کانت الکوفۃ ایضًا قد استوطنھا علیؑ فلا یبعد تحول الحسینؑ
عن الکوفۃ الی کربلا اور چونکہ شہر کوفہ کو بھی جناب امیرؑ نے اپنا وطن کر لیا تھا
کچھ دور نہین ہے کہ یہی سونچکر جناب امام حسینؑ کوفہ کی راہ سے پھر کر کربلا کیطرف آئے ہون
یعنی وہ بھی مثل وطن کے ہے وہان بھی ان مصایب کا اپنے اوپر واقع ہونا آپکو گوارا نہوا
ثم لما کان یزید واتباعہ یریدون ان لا یدعوا نسائہ واھلہ الا
ان یھتکوھن فان وقع ذلک فی المدینۃ کان اشق واشد علیہ پھر چونکہ
یزید اور پیروان یزید کا ارادہ تھا کہ آپکے حرم محترم کی ہتک حرمت ضرور کرین اگر یہ بات
مدینہ مین واقع ہوتی نہایت شاق اور بشدت آپکو ناگوار تھی فاجاب الحسینؑ بقولہ
لو ترک القطا وایدہ ولو یکن من الاعداء وصول یعنی فی المدینۃ فالتحقیق
اقرب من ذلک اسی واسطے جناب امام حسینؑ قطا کی نظیر بیان فرمائی ہے یعنی ترک آبادی
مین نکی ہے اور تائید اسکی اس قول سے فرمائی کہ اگر مدینہ مین دشمن دست درازی تمھارے
طرف کرین وہ رسوائی اس سے زیادہ ہے بہ نسبت کربلا مین گھر لٹنے وغیرہ کے
وکیف لا یکون ذلک فان ام سلمۃؓ وان کانت زوج النبیؐ وام المومنین

ولكن نهب دارها في المدينة اور کیونکر اہلبیت امام حسینؑ کی مدینہ میں لوٹی جاتی
حالانکہ جناب ام سلمہؓ جو زوجہ نبیؐ اور ام المومنین تھیں باایں ہمہ اونکا گھر بھی بعد شہادت
جناب امام حسینؑ کے لوٹ لیا گیا لما نهب دار الحسين ع بكربلا ظننا منهم
انها كانت حاملة لامانات الحسين ع فما ظنك بام كلثوم و زينب
وسكينة كما رواه في البحار جس طرح کربلا میں جناب امام حسینؑ کا گھر لوٹا گیا حضرت
ام سلمہؓ پر بدگمانی یہ تھی کہ اونکے پاس مال اور اسباب جناب امام حسینؑ کا امانت ہے
پھر جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ اور سکینہؑ مدینہ میں کیونکر محفوظ رہ سکتی تھیں یہ روایت جناب
ام سلمہ کے گھر لوٹے جانیکی بحار سے لکھی گئی ہے قال في جلاء العيون ثم انه طلب
ابنه زين العابدين ع وفوض اليه اسرار الامامة وجعله وصيه ثم
اوصاه جلاء العیون میں روایت کی ہے کہ بعد رخصت کرنے اہل حرم کے حضرت نے جناب زین العابدینؑ
کو طلب فرمایا اور اسرار امامت اونکو سپرد کئے اور اپنا جانشین اونکو مقرر کرکے اونکو وصیتیں فرمائیں
فهذه الرواية قد رواها اهل العلم یہی روایت صحیح ہے جسکو صاحبان علم نے
بیان کیا ہے اسلیے کہ امام زمانہ پر اپنا وصی کرنا آخر زمانہ حیات میں واجب ہے گو بطور معجزہ کے
کیوں نہو ويؤيد ذلك تكراره مجيئه الى الخباء رجاء ان يفيق علي
ابنه من الغشوة فيوصيه بما يجب الوصية به اور اسی روایت کی تائید
وہ روایتیں کرتی ہیں جن سے آپکا مکرر پلٹ پلٹ کر قتلگاہ سے خیمہ میں آنا ثابت ہوتا ہے
اسی امید سے آتے تھے کہ جناب سید الساجدینؑ کو غش سے افاقہ ہو جائے تاکہ جو ضروری
وصیت کرنی ہے آپ کر دیں وفي رواية انه فوض الكتب والودائع من
الانبياء لام سلمة رض يوم خروجه عن المدينة وامرها بتفويضها على
بن الحسين ع وفي رواية انه فوض كتابا لبنته فاطمة الكبرى اور ایک
روایت میں ہے کہ کچھ تحریرات اور ودائع انبیاء علیہم السلام جناب ام سلمہ کو آپنے سپرد کیا اور فرمایا
کہ انکو جناب زین العابدینؑ کو دیدینا اور تیسری روایت ہے جناب باقرؑ سے کہ ایک تحریر جناب فاطمہ کبریٰ کو
بروز عاشورا آپنے دی کہ اپنے بھائی کو دیدینا یہ دونوں روایتیں بھی صحیح ہیں تحریر اسرار امامت کی علیحدہ تھی باقی خود حضرت نے زبانی

باب امام حسین ع نے ایک شب کی مہلت کیوں طلب کی تھی

قد وصل الیّ فی تلک الایام اوراق عدیدۃ مطبوعۃ لبعض الموالین وسمّاها بالقول الفیصل فیه تعرض لتلک المسئلۃ مجھے اندنون ایک کتاب چھپی ہوئی آئی جسکا نام قول فیصل ہے تصنیف بعض محبان اہلبیت کی اوسمین اس مسئلہ کو بھی کسیقدر لکھا ہے فاقول بما یجب علینا ان نثنی الثناء علیه لانه جاهد فی حمایة الدین بقدر وسعه فجزاه الله خیر الجزاء پس تو مجھپر واجب ہے کہ آپ ہر اور ایمانی کی ثنا و صفت کرون جسنے بقدر اپنی طاقت کے پوری کوشش حمایت دین مین کی ہے ثم نکر علی تشئیل ما هو بصدده بحسب طاقتی و نسئل التوفیق من الله پھر مین رجوع کرون تائید و استوار کرنے پر اوس مطلب کے جسکے درپے مصنف کتاب ہوئے ہین ونقول ان المصالح فی الاستمهال الذی نسب الی مولانا الحسین ترجع الی اعدائه والی موالیه کلیهما الی یوم القیمة ہم کہتے ہین کہ مہلت مانگنے کی روایات جو امام حسین ع کیطرف منسوب ہین اور ضرور ایسا ہی واقع ہوا ہے اس مہلت طلبی کی مصلحتین دشمنان حضرت کی نسبت بھی تھین اور دوستان کے واسطے بھی قیامت تک اما بالنسبة الی اعدائه فان مقتضی الرحمة من الله سبحانه انه یمهل العصاة والکفار لعلهم یرجعون دشمنان امام حسین ع کی نسبت اسکی مصلحت یہ ہے کہ رحمت الہی کا مقتضا یہ ہے کہ بندہ ہای گناہگار بلکہ کفار کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلد عذاب نہین کرتا ہے کہ شاید اب بھی توبہ کرین اور حق کیطرف رجوع کرین فکذلک سیدنا الحسین اراد رحمة علی امة جده عساهم ان یرجعوا الی انفسهم ویقبلوا ما کان یقول لهم اسیطرح امام حسین ع نے اپنے نانا کی امت پر بنظر رحم یہ خیال کیا کہ شاید رات بھر مین اور خصوصا ہماری نماز اور دعا کی مشغولیت شبینہ دیکھکر اب بھی سوچین اور سمجھین کہ ہم قابل قتل کے نہین ہین والثانی ان مجیء الشمر ومثله مع کتابة ابن زیاد کان قد هیج الناس واغراهم علی قتال الحسین ع دوسری مصلحت یہ بھی کہ شمر کا اوسی روز ابن زیاد کا خط لیکر آنا اور عمر سعد پر سختی کی دہمکی آکر لڑائی مین دیر کرین اسنے ایک جوش خروش لوگون مین لشکر یزید کے پیدا کر دیا تھا فاراد الحسین ع انهم اذا امهلوه تلک اللیلة تسکن تلک النائرة الملتهبة امام حسین ع کو منظور ہوا کہ رات بھر کی اگر مہلت انھون نے دی تو یہ جوش خروش جو اسوقت عوام لشکر کو ہو رہا ہے فرو ہو جائیگا اور یہ آگ جو اسوقت اس شقی کی آنے سے بھڑکی ہے کسیقدر بجھ جائیگی فیسمعون مقالتی ومواعظی علی اکبر شانه

جو وعظ اور پند آخری مجھے کرنا ہے کلھ کر روز اوسکو سن تو لینگے فانما ھو لجدال لا مذکر لیس علیہم
بمصیطر اسلیے کہ امام حسین بھی مثل اپنے نانا رسول کی امت کی یاد دہی کرنیکا منصب رکھتے تھے کچھ اوپر
گھار زبردستی کرنے پر مامور نہ تھے والثالث اظھار الشقاوۃ عن عمر بن سعد وبغضہ من آل محمد
بل من الذین یستمھلونہ لیلۃ واحدۃ للصلوۃ وھو لا یرضی بان یصلوا تیسری شقاوت
عمر بن سعد کی (جو ثقہ معتمد اور چھ ہزار حدیث کا حافظ ہے اور مجتہد ہے) حضرت عام لوگونپر تا روز
ظاہر کرتے تھے کہ آل نبی سے بلکہ عام نمازیونسے کسقدر اسکو بغض ہے کہ ایک شب کی مہلت نماز پڑھنے
واسطے نہیں دیتا ہے فان الحسین قد کان صرح بذلک کما رواہ السید وغیرہ حیث قال
العباس ان استطعت ان تصرفھم عنا فی ھذا الیوم لعلنا نصلی لربنا اسلیے کہ امام حسین نے تصریح
کردی تھی اسی بات کی کہ نماز پڑھنے کے واسطے مہلت لیجاتی ہے چنانچہ سید ابن طاؤس رح اور دیگر مورخین
نے حضرت کا قول جسکی رسالت جناب عباس نے فرمائی ہے یہی نقل کیا ہے اپنے بھائی عباس سے آپنے فرمایا کہ
تمسے ہوسکے آجکے دن انکو لڑنے سے باز رکھو شاید اگر توفیق الہی شامل حال ہمارے ہو اپنے پروردگار کی
اسی شب میں پڑھیں فانہ یعلم انی احب الصلوۃ وتلاوۃ القرآن کتابہ اسلیے کہ خدا جانتا ہے
کہ میں نماز کو دوست رکھتا ہوں اور قرآن مجید کے تلاوت کو بھی دوست رکھتا ہوں قلت وھذا ابلغ
فی اتمام الحجۃ علیھم لانھم قد تجدد لھم العلم بذلک القول انھم یحاربون اھل
القبلۃ اور اس تصریح کرنیمیں اوسوقت بھی پورا اتمام حجت اوسپر ہوگیا کہ وہ لوگ مسلمان اہل قبلہ سے
لڑنا اور نمازیونکو قتل کرنا چاہتے ہیں اور عمر سعد اونکا سرگروہ ہے قال السید رح فتوقف عمر بن سعد
عمر بن سعد نے مہلت دینے میں توقف کیا فقال لہ عمرو بن الحجاج الزبیدی واللہ لو انھم من
الترک والدیلم وسألونا مثل ذلک لاجبناھم فکیف وھم آل محمد ع عمرو بن الحجاج نے کہا کہ
قسم بخدا اگر یہ لوگ کفار ترک اور دیلم کے ہوتے اور ہمسے اپنی نماز کے لیے مہلت مانگتے یعنی گو وہ نماز انکے
عقیدہ میں صحیح نہ تھی مگر ہم ضرور اونکا سوال پورا کردیتے اور مہلت دیتے چہ جائیکہ یہ آل محمد ہیں اور نماز کی مہلت
مانگتے ہیں اور مہلت نہیں ملتی ہے فاجابوھم الی ذلک اب جاکر مہلت دینی منظور ہوئی قلت فھذا عمر بن سعد
ھو الذی لما کان بالکوفۃ یستمھل عن حرب الحسین من ابن زیاد وکان یتوقف فی ذلک من کتابہ
یہی عمر سعد ہے کہ جب کوفہ میں تھا اور ابن زیاد نے اوسکو حضرت سے لڑنے بھیجا تھا تو اسنے مہلت مانگی تھی اور توقف کرتا تھا کہ دل

ابن زیاد اختیار کرون یا نہ کرون فھذا الیوم یوم ان الحسین استمھلہ لیلۃ واحدۃ للصلوۃ والدعاء رضی بہ
ایک تو وہ دن تھا جسکو ابھی آٹھ روز سے زیادہ نگذرے ہونگے اور ایک آج کا دن ہے کہ خود امام حسینؑ ایک شب کی مہلت نماز
کیواسطے طلب کررہے ہین اور یہ راضی نہین ہوتا ویکون غدا اول الامر یرمون الی الحسین اور کل بروز عاشور ابھی عمر سعد
پہلا تیر مارنیوالا ہوگا امام حسینؑ کیطرف جسکو دیکھکر الکثر تیر دفعۃً آپکے لشکر پر چلینگے والرابع ان الحسین
کان یظھر انہ لیس بنادیء منھم بالحرب بل یدافع دفاعا کیف ما تیسر لہ یہ چوتھی غرض مہلت مانگنے
کی یہ تھی آپکو اسبات کا اظہار کرنا تھا کہ ابتداے جنگ ہماری طرفسے نہین ہے جیسا کہ دین اسلام کا طریقہ ہے کہ جھگڑا
[...] کر لڑنا اور خلق خدا کو بطمع ملک و مال ستانا ہرگز نہ چاہیے بلکہ آپ لڑائی کو ٹالتے ہی تھے اور چاہتے تھے کہ اگر بچے
تو ابھی بات ہے جسطرح ٹل سکے وقد وقع لہ مثل ذلک التسویف مرارا فمنھا یوم ورود عسکر الحر
اور ایسی ٹال ٹول چند مرتبہ حضرت نے کی ہے چنانچہ جس روز لشکر حر بن یزید آپسے ملا ہے وقال لہ بعض اصحابہ
ایقاع الحرب فانھم اقلاء وسیاتی بعدھم ما لا قبل لنا بھم اور بعض اصحاب نے عرض یہی
کی تھی آج انسے لڑنا ہمکو آسان ہے کہ تھوڑے ہین اور پھر تو تمام لشکر آئیگا کہ ہم اونکے مقابلہ مین تاب
نہ لا سکینگے فقال انی لا ارید البداءۃ بالحرب منھم اوسوقت بھی حضرت نے یہی فرمایا تھا کہ مین
اپنی طرف سے ابتداے حرب نہین کرونگا ثم انہ ع اظھر من استمھالہ انہ لا یرضی بالحرب وان لم یکن بادیا بل
مشغولا بالمبارزۃ تھا پھر یہ بھی خیال کرو کہ حضرت نے مہلت مانگ کر یہ بھی ثابت کردیا کہ شور اور فساد اور جھگڑے کی
ابتدا کرنی تو درکنار آپسے وہ لوگ طلب جنگ کرتے ہین یہ بھی آپکو پسند نہین ہے اور پانچوے حضرت راضی ہین تحریر (?) والخامس
انہ اراد انھم یرونہ واصحابہ متلبسون تلک اللیلۃ بالصلوۃ والتلاوۃ ویکون لھم دوی
کدوی النحل لعلھم ان یرجعوا الی انفسھم ویعفوا عن حربہ اور پانچوین مصلحت یہ تھی کہ حضرت لشکر ان
اور اس لشکر کو حضرت کے اور آپکے اصحاب کی نماز اور تلاوت قرآن کو دیکھینگے اور صحراے کربلا کا اوس طرح گونجنا
ملاحظہ کرینگے جیسے شہد کی مکھی کی چھتے کے نیچے آواز گونج کی آتی ہے شاید کہ اپنے دلمین سمجھین کہ ایسے برگزیدگان خدا کو
قتل کرنا ہرگز نچاہیے اور آپسے زمین کل خواہ کچھ لوگ توقف کرین وان لم یتقوا فقد اتممتم علیھم الحجۃ
بکمالھا التمام اور اگر اس عبادت کو دیکھکر انکو بصیرت نہو تو پس حجت خدا پوری طور پر انپر تمام ہوجائیگی
قال فی البحار نعبر فی تلک اللیلۃ من عسکر عمر بن سعد اثنان وثلثون
رجلا بحار مین روایت کی ہے کہ اس شب کو رکوع و سجود اور قیام اور قعود کو دیکھکر بتیس آدمی لشکر عمر سعد سے

آپکے طرف آگئے وَكَذٰلِكَ يَتِمُّ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَصِلُ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْخَبَرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اسیطرح
قیامت تک جسکو یہ خبر پہونچیگی یہی سبب کا دمی ہین نہو نیوالا ہو سکو آپکی صفائی ارادہ کا اقرار کرنا پڑیگا اور مقصد ہے آپکو یہی تھی
بات ایک شب کی مہلت یعنی مین امام حسینؑ کے اصحاب اور اہلبیت کے کسقدر فوائد متصور تھے
جنکا ظہور بدون اس مہلت طلبی کے دشوار تھا اور جاندنی رات کو امام حسینؑ نے شب تار کیون فرمایا
قَالَ السَّيِّدُ وَجَلَسَ الْحُسَيْنُ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَقَالَ يَا اُخْتَاهُ سید ابن طاؤس کہتے ہین کہ مہلت ملنیکے بعد امام
مظلوم بیٹھے اور پھر آنکھ لگ گئی اور پھر جاگ پڑے اور اپنی بہن کو پکارا (زینبؑ کو) اور فرمایا اِنِّيْ رَاَيْتُ اِلٰى اٰخِرِ الرُّؤْيَا
پھر آپنے اپنا خواب اور تشریف آوری جناب رسولؐ کی بیان فرمائی جسکو ہم باب خواب مین لکھ چکے کہ امام آج مین روز
شہادت کے تعیین جناب رسولخدا نے فرمادی وَلَعَلَّهٗ كَانَ اَحَدَ الْاَسْبَابِ الْمَانِعَةِ لَهٗ مِنْ قِتَالِ هٰؤُلَاءِ اور شاید
ایک یہ بھی سبب آپکو ایکروز کی مہلت مانگنے کا تھا کہ ابھی جدنامدار نے تعیین روز نہین فرمائی ہو اور بدون حکم نبی کے
جو برابر بشارات آپکو ہوتے تھے کوئی کام حضرت نے نہین کیا ہو دیکھو ہمارا ابواب کتاب ہذا کو باب ۔ سے لیکر باب ۔
تک وَبَعْضُ الرُّوَاةِ رَوٰى ذٰلِكَ الْمَنَامَ قَبْلَ اسْتِمْهَالِهٖ هٰذَا اور بعض راویون نے اس خواب کا ذکر قبل مہلت
مانگنے کے کیا ہے وَلَا ضَيْرَ فِيْهِ اَيْضًا فَاِنَّ الْاِسْتِمْهَالَ عَلٰى ذٰلِكَ الْفَرْضِ يَكُوْنُ عَلٰى مَا اَمَرَ بِهٖ جَدُّهٗ
اور اسمین بھی کچھ اندیشہ نہین ہے اسلیے کہ اگر اس خواب کے بعد آپنے مہلت مانگی ہے پس بجا اوری اوسی حکم کی ہے
کہ آپکے جدنامدار نے ہدایت کی ہے کہ فردا تمکو ہمارے پاس آنا ہوگا وَاَمَّا عَلٰى رِوَايَةِ السَّيِّدِ رح فَيَنْتَسِبُ
ذٰلِكَ اِلٰى عِلْمِهِ الْمَكْنُوْنِ اَعْنِيْ اَنَّهٗ كَانَ عَالِمًا بِمَجِيْءِ جَدِّهٖ اِلَيْهِ اٰمِرًا لَهٗ بِذٰلِكَ اور اگر یہ تشریف آوری جناب
رسولؐ کی بعد مہلت مانگنے کی ہوئی ہے جیسی روایت جناب سید رح کی ہے تو اسکو علم امامت کیطرف رجوع کرینگے اور
کہینگے کہ امام حسینؑ کو معلوم تھا کہ جناب رسولؐ آپکو یہ بشارت دینے خواب مین آئینگے وَكَيْفَمَا كَانَ فَهُوَ
سَبَبُ سَادِسٌ لِاسْتِمْهَالِهٖ تِلْكَ اللَّيْلَةَ اور کچھ کیون نہو پہلے خواب دیکھا خواہ بعد مہلت
مانگنے کے دیکھا یہ چھٹا سبب ضرور ہے آپکے مہلت مانگنے کا وَالسَّابِعُ اَنَّ الْاَصْحَابَ
وَاَهْلَ بَيْتِهِ الَّذِيْنَ صَحِبُوْهُ فِيْ تِلْكَ الْمَسِيْرِ وَاِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ يَعْرِفُ مَنْزِلَتَهٗ وَمَا لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ
مِنَ الْاَجْرِ ساتوان سبب مہلت لینے کا یہ تھا کہ اصحاب اور اہلبیت حضرت کے
اگرچہ بعض اونمین سے ایسے تھے جو اپنے مراتب اور مدارج قرب الٰہی کو بعد شہادت کے
جانتے تھے وَلٰكِنْ لَمْ يُبَيِّنِ الْحُسَيْنُؑ اَظْهَرَ لَهُمْ كُلَّمَا كَانَ يَجِبُ

ساتواں سبب

الجہاد لا لہم الی ذلک الیوم لمصلحۃ خاصۃ کہ امام حسینؑ اون سب بزرگونکو جہاد کا سبب
نہین فرمایا تھا آجکے دن تک نظر ایک خاص مصلحت کے وہی انہ لم یکن مستقیما بلحاظ الظاہر و علیہ
المعول فی احکام الشریعۃ ان الامۃ تاتی بہ من ترک النصرۃ و الخذلان لان ہکذا اور وہ مصلحت یہ تھی
کہ آپکو بنظر علم ظاہری جس پر مدار احکام شریعت کا ہے ایسا یقین تھا کہ امت محمدی ایسی بدسلوکی آپکے ساتھ کریگی
اور اسقدر برا برتاؤ آپ سے ہوگا کہ آپکی نصرت بالکل نکرینگے وقد تیقن اسقط اللہ الیوم عنہ
فرض الجہاد اب اس مہلت مانگنے کے وقت یورا یقین ہوگیا کہ ہماری نصرت سے مسلمانون نے
ہاتھ اوٹھالیا اب کوئی نصرت نکریگا اور یمن اور بصرہ وغیرہ سے بھی مدد نہ پہنچیگی واتاہ رسول اللہ
فی المنام مبشرا لہ بامرہ الخاص اب جناب رسولخدا پھر خواب مین تشریف لاکر وہ خاص بشارتین
آپکو دیگئے جسکو مین لکھ چکا فاراد الحسین ان یظہر ما کان لم یظہرہ علیہم الی ذلک
الوقت اب حضرت نے چاہا کہ جو مدارج اور مراتب شہداء کربلا کے ہین اونکو سب پر ظاہر کردین قال
السید رح فجمع الحسین اصحابہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم اقبل علیہم جناب سید رح
فرماتے ہین کہ حضرت نے شب عاشورا کے ہوتے ہی اپنے ہمراہیونکو جمع کرکے حمد اور ثناء الہی بجا لاکر اوسکے بعد
طرف اصحاب کے طرف رخ کرکے فرمایا اما بعد فانی لا اعلم اصحابا اصلح منکم وقلت وفی بعض الروایات
خیرا من اصحابی پس بعد حمد اور صلوۃ کے مین کسی کے اصحاب کو بہتر اور لائق تمسے نہین جانتا ہون
اور بعض روایات مین یہ لفظ وارد ہے کہ اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب کو نہین جانتا ہون ولا
اہلبیت افضل من اہلبیتی وفی بعضہا ابر واوفی من اہلبیتی اور نہ کسیکے اہلبیت یعنی عزیز اور
رشتہ دارونکو افضل اپنے عزیزونسے مین جانتا ہون اور بعض روایات مین یون ہے کہ وفاداری اور حق
قرابت کا بجا لانے والا کسی کا عزیز میرے عزیزونسے زیادہ میرے نزدیک نہین ہے فجزاکم اللہ جمیعا
عنی خیرا خدا تم سب کو اے اصحاب اور اہلبیت جزاء خیر دے وہذا اللیل قد غشیکم
فاتخذوہ جملا اب یہ رات پردہ پوشی کی آگئی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور چلے جاؤ وزاد فی مدینۃ
المعاجز عن علی بن الحسین فانجوا بانفسکم فلیس المطلوب غیری اور مدینۃ المعاجز
مین جناب سید الساجدینؑ سے اسقدر زیادہ روایت کی ہے کہ اپنی جان بچاؤ دوبارہ معنی ہین کہ اپنی
اپنی راہ کشادہ چلے جاؤ جسطرف جسے جانا ہے اسی شب مین ڈھونڈ لو اسلیے کہ

یزید اور اوسکے گروہ کو سوای میرے اور کسی دوسرے کا نہین ہے ولو قتلونی ما فکروا فیکم با حج
ترحمکم اللہ اور جب مجھے قتل کر لینگے پھر تمھاری کچھ فکر انھین نہو گی کہ کہان ہین لیس تم سب
نجات پا جاوگے خدا کی رحمت تم پر ہو فانتم فی حل وسعۃ من بیعتی وعھدی الذی
عاھدتمونی اب تمکو میری بیعت سے الگ ہو جانا جایز ہے اور کسی طرح کی بازپرس نہین ہے اوس
عہد کو توڑنے مین جو تم نے مجھ سے کیا ہے وزاد السید ولیاخذ کل رجل منکم بید رجل من
اھلبیتی وتفرقوا فی سواد ھذا اللیل سید ابن طاؤس نے یہ لفظ بھی زیادہ کی ہے حضرت نے
فرمایا کہ تم مین سے ہر ایک مرد میرے اہلبیت کے کسی مرد کا ہاتھ پکڑے اور اسی شب اندھیرے وقت مین الگ
الگ چلا جا قلت ولیس فیہ ذکر النساء کما یقولہ عوام الذاکرین مین کہتا ہون اس
روایت مین جناب سید کے لفظ عورات مخدرات کا نہین ہے جیسا کہ عام ذاکر اسکو کہدیتے ہین
وانما ذکر الرجال من اھلبیتہ فلان فیھم من لم یسافر قط فیکون غیر عارف
للطریق مگر مردان اہلبیت کا ذکر اس غرض سے حضرت نے کیا کہ بہت سے خورد اون مین ایسے تھے جنھون نے
کبھی سفر نہین کیا تھا اور راہ سے آشنا نہ تھے فاراد الحسین من اصحابہ انھم یفرقون بھم
ویصلونھم الی مکان یناسب لھم لغرض الحفظ والصیانۃ پس جناب امام حسینؑ کا یہ ارادہ
تھا کہ ان نابلد عزیزونکو اصحاب اپنے ہمراہ لیجائین اور ایسی جگہ پہونچادین کہ انکی حفظ جان کے
مناسب ہو وانما ذکر سواد اللیل وھی لیلۃ العاشر والقمر فیہ مضیئ لقلۃ ظلمتہ
انسباغ اللیل فلہ عندی تاویلات صحیحۃ سیاہی شب کا ذکر حالانکہ وہ رات دسوین تاریخ کی تھی
اور اوسمین چاندنی قریب پانچ سبع (۵/۷) شب کے ہوتی ہے مثلاً اگر جیٹھ کا مہینہ تھا اور ساڑھے دس
گھنٹہ کی رات تھی پھر تو ساڑھے سات گھنٹہ کی چاندنی ہو گی اسکی تاویلین صحیح میرے نزدیک ہین
اما اولا فان اللہ سبحانہ یقول وجعلنا اللیل لباسا پہلی تاویل تو یہ ہے کہ خدا قرآن مین
فرماتا ہے کہ ہمنے رات پردہ یا چھپانے والی چیز پیدا کیا ہے فاللیل سواء کانت مظلمۃ او مشرقۃ
لباس لنا پس رات اندھیری ہو خواہ چاندنی رات ہو دونو ہمارے واسطے پردہ پوش ہین
سیما بعد غوور النجوم ونوم العیون خصوصاً بعد نصف شب کے جب
ستارے دوب جائین اور آدمیونمین سونے سے سناٹا پڑجاسے فاثانی

اَنَّ اَغْبِرَاْرَ الْجَوِّ وَاَطْرَافِ الْاَرْضِ كَمَا يَكُوْنُ فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ فَهُوَ لَا مَحَالَةَ يَسْتُرُ وَجْهَ الْقَمَرِ
وَيُظْلِمُ ضَوْئَهٗ وَاِنَارَتَهٗ فَيَصِيْرُ اللَّيْلُ اَلْيَلَ وَاَظْلَمَ دوسری تاویل یہ ہے کہ آسمان کا گرد آلودہ ہونا
ان دنون جیسا ہوتا ہے اور اندھی جسقدر آتی ہے وہ ضرور چاند کے چہرے کو چھپا دیتی ہے اور چاندنی کو
میلی کر دیتی ہے اسی سبب سے شب ماہ گویا شب تار ہو جاتی ہے فیصح قولہ سواد اللیل اب چاندنی
غبار کیوجہ سے میلی ہو گئی اور تاریکی پھیلی ہوئی ہے درست ہو گیا فرمانا حضرت کا کہ اس شب کی سیاہی
غیر مترقب مین چلے جاؤ وَالثَّالِثُ اَنَّ لَفْظَةَ السَّوَادِ مَعَ اللَّيْلِ وَاِنْ كَانَ الْمُتَبَادِرُ مِنْهُ الظُّلْمَةَ
اللَّيْلِيَّةَ وَلٰكِنْ لَفْظَةُ هٰذَا اَدَلُّ اَلْمَخْصُوْصِ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ السَّوَادِ هٰهُنَا سَوَادٌ اٰخَرُ تیسری
تاویل یہ ہے کہ لفظ سواد کی شب کے ساتھ اگرچہ اوسکے کھلے ہوئے معنی صاف تاریکی شب کے ہوتے ہیں مگر اشارہ
خاص کرکے جو حضرت نے فرمایا کہ اس رات کی تاریکی مین چلے جاؤ اوس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص کوئی
اور قسم کی تاریکی مراد ہے فَاِنْ فَرَضْنَا اَنَّهَا كَانَتْ غَيْرَ مُغْبَرَّةٍ اَيْضًا فَاِنَّهٗ اِذَا اَنَّهُمْ اِنْ
خَتَارُوا التَّخْلِيَةَ عَنْهُ فَيَدْعُو اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَنْ يُّظْلِمَ اللَّيْلَ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰى اَعْيُنِ
الْحَرَسَةِ اَغْشِيَةً فَلَا يُبْصِرُوْنَ يُخْفِيْ اَشْخَاصَهُمْ عَنْهُمْ پھر اگر ہم یہ بھی فرض کرین کہ وہ شب
غبار آلودہ بھی نتھی آپکو یہ منظور ہوا کہ اگر یہ لوگ مجھسے جدائی پسند کرین دعا خدا سے کرونگا یا تو مین اسکو
تاریک کردونگا یا کہ نگاہبان اور چوکی پہرہ والے لشکریان یزید کی آنکھون پر ایسا پردہ ڈالدے کہ
اونکو یہ لوگ نظر نہ آئین اور بلا مزاحمت چلے جائین وَلْنَنْقُلْ مِنَ الْغَرَضِ الثَّانِيْ مِنْ تَوَلُّانَا
الْحُسَيْنِ عَ فِي الْاِسْتِمْهَالِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَلْنَرْجِعْ اِلٰى ذِكْرِ الرِّوَايَةِ نَالَ
فِيْ مَدِيْنَةِ الْمَعَاجِزِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ عَنْ سَيِّدِ السَّجَّادِ اب ہم یہ روایت مدینۃ المعاجز
کی جو امام زین العابدین سے منقول ہے لکھتے ہیں کہ جب امام حسین نے اپنے اصحاب اور اہلبیت سے تاریکی شب مین
چلے جانیکو فرما چکے فَقَالَ اِخْوَتُهٗ وَاَهْلُهٗ وَالْاَنْصَارُهٗ بِلِسَانٍ وَّاحِدٍ يَا سَيِّدَنَا يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ
لَا خَذَلْنَاكَ اَبَدًا آنحضرت کے بھائی اور اعزہ اور انصار سب نے یکزبان ہو کر کہا اے ہمارے سردار اے
حسین ہم کبھی آپکو نچھوڑینگے وَاللّٰهِ لَا وَمَا ذَا يَقُوْلُ النَّاسُ تَرَكُوْا اِمَامَهُمْ وَكَبِيْرَهُمْ وَسَيِّدَهُمْ وَحْدَهٗ
حَتّٰى قُتِلَ قسم بخدا ہم آپکو نچھوڑینگے اور کیا ہمکو لوگ کہینگے کہ اپنے امام اور اپنے بزرگ اور سردار کو تنہا چھوڑ دیا
یہانتک کہ وہ شہید ہو گئے یہان تک تو بنظر غیرت اور شرم دنیوی کے کلام تھا اب یہ سمجھے

[illegible]

وتتلو بیننا وبین اللہ عذرا ولا نخلیک الی ان نقتل دونک خدا اور ہمارے درمیان مین ہماری طرف سے
عذر ہوگا اور ہم آپکو نہ چھوڑینگے یہان تک کہ قتل کئے جائین فقال یا قوم انی فی غد اقتل
وتقتلون کلکم معی ولا یبقی منکم واحد حضرت نے فرمایا ای میری گروہ مین کل قتل
کیا جاؤنگا اور تم سب بھی قتل ہوگے کوئی تم مین سے نہ بچیگا فقالوا الحمد للہ الذی اکرمنا
بنصرک وشرفنا بالقتل معک سبھون نے کہا خدا کو حمد اور ستایش ہے جسنے ہم کو
آپکی نصرت کرنے سے بزرگی عطا کی اور ہمکو آپکے ہمراہ شہید ہونے سے مشرف کیا اولا
ترضی ان نکون معک فی درجتک یا ابن رسول اللہ کیا آپکی یہ مرضی نہین ہے
کہ ہم لوگ آپکے ہمراہ اوسی درجہ مین ہو جائین جو آپکا خدا کے بارگاہ مین ہے ای فرزند رسول
فقال جزاکم اللہ خیرا ودعا لہم بخیر اب حضرت نے فرمایا خدا تمکو جزائے خیر دے
اور خاتمہ بخیر ہونے کی سبکو آپنے دعا دی فاصبح وقتل وقتلوا معہ اجمعون
پس صبح عاشورا ہو کر اوسی روز آپ بھی اور وہ سب دیندار آپکے ہمراہ شہید ہوگئے
فقال لہ القاسم بن الحسن وانا فیمن یقتل فاشفق علیہ حضرت قاسم فرزند
امام حسن ع نے کہا کیا مین بھی اونھین لوگون مین ہون جو قتل کئے جاینگے اس پوچھنے سے
آپ پر شفقت طاری ہوئی بھائی کی اولاد تھی فقال لہ یا بنی کیف الموت عندک قال
یا عم احلی من العسل بنظر شفقت اور امتحان آپنے پوچھا ای فرزند مرنا تمکو گوارا ہے
یا نہین اور اس مرنیکو کیسا سمجھتے ہو حضرت قاسم کہنے لگے ای چچا شہد سے زیادہ شیرین میرے
نزدیک یہ مرنا ہے جب مرگ کی لذت کا اقرار وہ کر چکے فقال ای واللہ فداک عمک
انک لاحد من یقتل من الرجال بعد ان تبلی ببلاء عظیم وابنی عبد اللہ حضرت نے
فرمایا قسم بخدا فدا ہو تجھپر چچا تیرا حسین تو بھی ایک شہید منجملہ شہدا کے ہے (ذرا شیرینی
موت کی جو قاسم نے کہی ہے یاد رہے اور امام حسین کا پیار سے فرمانا بھی آیندہ اسکو ہم لکھینگے)
مگر ای قاسم پہلے تم سے ایک امتحان عظیم لیا جائیگا اوسکے بعد شہید ہوگے (اللہ اکبر
ذکر داماد سے کس عنوان سے ہو رہا ہے اور سچ ہے تازہ عروس کو چھوڑنا اس عمر
مین فی الواقع سخت امتحان ہے) ای قاسم اور میرا فرزند عبد اللہ (علی اصغر ابھی

انھیں شہید این ہی) حضرت قاسم کو بنظر غیرت کے تاب نہ ہی فقال یا عمِ ویصلون الی
النساء حتی یقتل عبد اللہ وھو رضیع حضرت قاسم کہنے لگے اے چچا کیا دشمنان دین
عورتون مین گھس جائینگے یا مراد یہ ہے کیا یہ بیچاریان بھی قتل کیجائینگی یہانتک کہ شیر خوار بچہ
بھی قتل ہوگا فقال فداک عمک یقتل عبد اللہ اذا جفت روحی عطشا و صرت
الی خیمنا فطلبت ماء و لبنا فلا اجد قط امام حسین ع نے فرمایا فدا ہو چچا تیرا اے قاسم
علی اصغر اوسوقت شہید ہونگے جب میری روح مارے پیاس کے خشک ہوجائیگی
اور مین اپنے خیمون کے طرف آونگا اور پانی اور دودھ طلب کرونگا (منظر آتمام حجت)
اور ہرگز نپاونگا (پانی اپنے واسطے اور دودھ شیر خوار کے واسطے اب معلوم ہوگیا کہ کسی عورت کے
منجملہ زنان موجودہ کے دودھ نہوگا بلکہ جسطرح کہ روح پیاس سے خشک ہوگئی تھی اون مخدرات
کا دودھ بھی خشک ہوگیا تھا) فاقول ناولونی ابنی لاشرب من فیہ اوسوقت مین
عورتون سے کہونگا لاؤ مجھے دو میرے فرزند کو تاکہ مین علی اصغر کے منھ کی رطوبت چوسکر پیون قلت
لعلہ ع کان یرید ان یظہر معجزۃ من معاجزہ کما کان جدہ یرضعہ لبنا یخرج
من تحت لسانہ مین کہتا ہون اوسوقت امام حسین ع کا ارادہ یہ ہوگا کہ ایک معجزہ اپنا ظاہر کرین
اور علی اصغر کے منھ مین چشمہ آب خواہ چشمہ شیر جاری کردین جسطرح جناب رسول خدا امام
حسین کو دودھ پلاتے تھے اور زیر زبان رسول ع کے چشمہ شیر جاری ہوتا تھا و لا غرو فیہ فانہ فی ذلک
الیوم اخرج لاصحابہ نہرا احلی من العسل و ابیض من اللبن و للقاسم بن الحسین من
خاتمہ عینا من الماء فارتوی منہ کما فی مدینۃ المعاجز ایضا اور یہ بھی اسمین شبہ نہین ہے
اسلیے کہ اسی عاشورہ کے دن حضرت نے اپنے اصحاب کے واسطے ایک نہر پانی کی جاری کردی جسکا پانی شہد سے
زیادہ شیرین اور دودھ سے زیادہ سپید تھا اور حضرت قاسم کو اپنی انگوٹھی کے منہ مین رکھنے سے اوسکو ایسا
معلوم ہوا کہ چشمہ آب ہے اور حضرت قاسم سیراب ہوگئے چنانچہ مدینۃ المعاجز مین بھی روایت ہے رجعنا الی
بقیۃ الروایۃ اب ہم بقیہ روایت جسمین حضرت قاسم سے امام حسین ع علی اصغر کا حال بیان فرما رہے ہین ذکر
کرتے ہین فیاتونی بہ فیضعونہ علی یدی اے قاسم عورتین علی اصغر کو لاوینگی اور میرے دونون ہاتھون پر
رکھ دینگی فاحملہ لادنیہ من فی فیرمیہ فاسق لعنہ اللہ بسہم فینحرہ و ہو یناغی من علی اصغر کو

اوٹھالونگا کہ اپنے منھہ کے پاس اوسکو لاؤن اوٹھانیکے حالت مین ایک فاسق ملعون انکو تیر ماریگا
کہ یہ قربانی ہوجائینگے اور اوسوقت علی اصغر کھیل رہے ہونگے فیقبض دمہ فی کفی فارفعہ الی السماء
علی اصغر کا خون میری کفدست پر گریگا اوسکو مین بطرف آسمان کے پھینک دونگا واقول اللھم صبراً واحتساباً
فیک اور کہونگا مین خداوندا یہ ظلم اور ستم تو دیکھہ رہا ہے اور مین صبر کرتا ہون اور تیری رضا مین سب گوارا
تو ہی اسکا اجر دیگا فتعجلنی الاسنۃ منھم والنار تستعر فی الخندق الذی فی ظھر الخیم ابیرہ
ادس لشکر کی مجھہ سے جلدی طلب جنگ کرینگے یا مراد یہ ہے کہ میرے قتل پر اونکو جلدی ہوگی اور آگ اون خندق مین
بھڑک رہی ہوگی جو پشت پر خیمونکے ہے فاکر علیھم فی امر اوقات فی الدنیا اب مین اونپر حملہ کرونگا یا اونکو الٹ
پلٹونگا ایسے وقت کہ جس سے زیادہ تلخ اور ناگوار وقت دنیا مین ہو نہین سکتا (مراد حضرت کی یہ ہے کہ لاشہاے
اعزہ اور اصحاب سامنے پڑے ہین خود بھی زخمون سے چور ہین علی اصغر بھی شہید ہوچکے اور دفن بھی ہوچکے
ناموس کی حفاظت کا خیال ایکطرف لگ رہا ہے جاتے ہین تو خوف ہے کہ اشقیا گھر مین گھس پڑین اور جسقدر
مصائب سوچے جائین سب کا سامنا ہے اور شان کرار غیر فرار بھی ایسے ہی وقت مین دکھلانی ضرور ہے
اسلیے کہ بہادر کے ایسے وقت کی یہی تو ہے جسکی قسم تمام دنیا کھائیگی حتی کہ مخالف اور غیر مذہب والے
فیکون ما یرید اللہ اب جو کچھہ خدا کو منظور ہے وہ ہوجائیگا مراد یہ ہے کہ خنجر مجھہ پر چل جائیگا فیلی ویکیب
وارتفع الصراخ والبکاء من ذراری رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فی الخیم یہ کہکر خود حضرت بھی
رونے لگے اور ہم سب بھی روئے اور آواز رونے اور چلانیکی اولاد رسول اللہ کے خیمہ سے بلند ہوئی ویسئلنی زھیر بن
القین وحبیب بن مظاھر عن علی اور زہیر بن القین اور حبیب بن مظاہر مجھسے زین العابدین کا حال پوچھینگے
فیقولون یا سیدنا فسیدنا علی فیشیرون الی ماذا یکون من حالہ اور کہینگے ای ہمارے سردار یہ تو ارشاد
کیجیے کہ پھر ہمارے سید زین العابدین اور اشارہ اونکا یہ ہوگا کہ انکا کیا حال ہوگا بچینگے یا یہ بھی تہ تیغ ہوجائینگے
فاقول مستعبراً ما کان اللہ لیقطع نسلی من الدنیا مین جواب دونگا اور روتے ہوے آواز میری اوسوقت گریہ کی
ایسا نہین ہے کہ میری نسل کو دنیا سے قطع کرے فکیف یصلون الیہ وھو اب ثمانیۃ ائمۃ اور کیونکر ان دشمنوں کا دسترس اونپر
ہوسکتا ہے کہ قتل کرین حالانکہ زین العابدین آٹھہ اماموں کے باپ ہین ترجمہ روایت تمام ہوا

باب ۸ بیان اون امور کا جو صحابہ حضرت سے اس مہلت مانگنے مین متعلق ہے

اما الامور التی کانت قد بقیت تمامھا لاصحابہ فمنھا اظھار امرہ علیھم بقولہ وقد نزل

بنا الامر ما ترون كما رواه البعض وہ باتین جو اس مہلت لینے مین حضرت کے اصحاب سے متعلق تھین
ان مین سے ایک تو یہی ہے کہ آپکو منظور تھا کہ ان لوگون پر اظہار اسکا فرما دین کہ اب ہماری نوبت یہانتک پہونچ چکی
کہ ایک شب کی مہلت نماز کیواسطے بھی ہمکو نہین ملتی ہے اور کسیطرح امید فتح اور جان کے بچنے کی باامداد و اعانت
کی اب باقی نہین رہی چنانچہ اسی خطبہ مین آپنے ارشاد کردیا کہ دیکھو اب ہماری کیفیت یہ ہوگئی ہے وایضا ما اخبر
من قتله وقتلهم كانه نص على انه ليس في ذلك الحرب موعدة من الله سبحانه ان يؤيده
بنصره كما ايده جده في مواطن كثيرة اور یہ بھی حضرت نے خبر دی کہ سب مارے جائینگے صاف صاف
ظاہر کرتی ہے کہ اس لڑائی مین خداوند قادر کا وعدہ ہماری امداد اور نصرت کا نہین ہے جیسا کہ آپکے جد نامدار
کی تائید بہت سے مقام پر خدا نے کی ہے فمن كان منهم واقفا على ما يؤول اليه امره في تلك الغزوة
كحبيب بن مظاهر او زهير بن القين فلم يكن محتاجا الى ذلك پس جو لوگ اصحاب مین سے
انجام اس لڑائی کا جان بوجھکر اور رازدار ہوکر شریک ہوئے تھے انکو تو کچھ حاجت نہ تھی اس تصریح
اور بیان کی جو امام حسینؑ نے اسوقت کی ہے وہ تو مرنے پر مامور بھی تھے اور ہمیشہ سے انکی آرزو بھی
واما غيرهم من الاصحاب فلا بد لهم ان يعلموا او يخبروا بما لهم من الاجر والكرامة
عند الله لكونهم باذلين مهجهم في نصرة دين الله على وجه مخصوص رہے اور لوگ
اصحاب مین سے جو ابھی تک اپنے مراتب اور مدارج اجر اور کرامت پر آگاہ نہ تھے انکو آگاہ کردینا اور انکو
خبر دینی ان امور کی ضرور تھی جو بعد اس خطبہ کے حضرت ظاہر کرینگے اسلیے کہ وہ بھی تو اپنی جان
فدا کرنے والے تھے نصرت دین کی اس طرز خاص پر جو ابتداے اسلام سے آجتک کسی نے
نہین کی ہے فلما اخبرهم بانهم مقتولون غدا لا محالة ان صحبوه ولم يفارقوه
وان شاؤا واختاروا ان ينجوا بانفسهم فلا ملام عليهم ولا معصية يعصون بها
جب حضرت نے خبر دی کہ وہ سب قتل ہو جائینگے اگر آپکے ہمراہ رہے اور حضرت سے جدا نہوے اور اگر
چاہین اور اختیار کرین کہ انکی جان بچ جاے یہ بھی جائز ہے اور کچھ ضرور نہین ہے کہ خواہ مخواہ وہ
اور کسی طرحکی معصیت نہین ہے آپکی رفاقت کو ترک کرنے مین چنانچہ اسکو ہم نے باب عبد الله بن جعفر
اور ہرثمہ ابن مسلم مین بخوبی بیان کردیا ہے فلذا قال وليس المطلوب غيري
کی نظر سے حضرت اور مراد یا مطلوب یعنی جسکا قتل خدا کے نزدیک بقاے دین خواہ دفع شبہات کے لیے

نظر سے ضروری ہے وہ فقط میری ذات ہے اور وہ مطلب تنہا میری شہادت سے حاصل ہو سکتا ہے
یا یہ مراد ہو کہ یزید کو اپنی سلطنت کے پوری فرصتی اور بے خرخشہ ہونے میں فقط یہی خیال ہو موجب دہشت اپنے
باپ کے کہ حسین دنیا میں نہ ہیں اور کسی سے کچھ غرض نہیں ہے اگر رہا تو کیا اور نہ رہا تو کیا اب رہا حصول مدارج
اور علوی مراتب کا جسکو خیال ہو وہ ہمارے ساتھ اپنی جان دے فقالوا الحمد للہ الذی اکرمنا بنصرک
وشرفنا بالقتل معک اب اس ارشاد کے بعد جو لوگ رازدار واقف اسرار تھے اونہوں نے کہا کہ
الحمد للہ کہ ہمکو خدا نے کرامت اور بزرگی عطا کی کہ آپکی امداد کریں اور ہمکو آپکے ہمراہ شہید ہو جانے کا
شرف عطا فرمایا وانما جمعوا النصر بالقتل لئلا یتوھم ان النصر کیف یاتی مع کونھم
واما مھم مغلوبین نصرت اور مددگاری کو ہمراہ مغلوب ہونے اور مقتول ہونے کے انکے اصحاب نے یکجا کر دیا
اسکی وجہ یہی ہے تا کہ اب کسی کو یہ توہم نہو کہ نصرت فقط اوسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ حفاظت جان
کی ہو جاوے اوس شخص کی جسکی نصرت کیجاوے اور جب یقینا مرنا ہے اور بچاؤ نہو گا انکے مدد کرنے سے
پھر ایسی نصرت سے کیا فائدہ ہو الا ان النصر قد یاتی علی انحاء شتی لیس المقام یسعنے
بذکرھا علی التفصیل اسلئے کہ نصرت بیشمار طرح سے ہوتی ہے جسکی تفصیل کو ہم نہیں ذکر کر سکتے الا تری
ان رسول اللہ وعلیا وفاطمۃ والحسن علیھم السلام کلھم کانوا مامورین بان یعاھدوا
بعھد شھادۃ الحسین ع کیا تمکو معلوم نہیں ہے کہ جناب رسول خدا ص و علی اور فاطمہ اور امام حسن ع
سے عہد لیا گیا تھا اور محضر شہادت پر سبکی دستخط کرائی گئی تھی کہ شہادت امام حسین اسی طرح سے ہوگی
فکلوا اجلا منھم کان ملتزما باداء ما یوسس لسان ذلک علی ما سنبینہ فی باب خاص
اور ہر ایک بزرگ ان چاروں بزرگوار دینوں سے اپنے اپنے زمانہ میں بالتزام اور لزوم کوشش کرتا تھا کہ
یہ بنا جسکی بنا دین جو خدا نے شہادت جہری امام حسینؑ سے ڈالی ہے اسکے استحکام کو درپے ہو کر ایسی ہی امر
کرے تا کہ شہادت انجام کو پہونچے اور اس راز سربستہ کو ہم ایک باب خاص میں جلد دوم میں اسی کتاب کے
اچھی طرح سے لکھینگے انشاء اللہ جسکے پڑھنے سے مخالف اور موافق دونو کو تسکین ہو جاویگی وبالجملۃ
فالنصر الذی اراد ولاھو تایید الحسین فیما ھو بصدد اثباتہ اور خلاصہ یہ ہے کہ جو نصرت
اس جگہ مراد اصحاب ہے وہ یہی ہے کہ جس چیز کا ثابت کرنا امام حسینؑ کو اپنی شہید ہونے سے
منظور تھا اوسکی تائید اصحاب کے شہادت سے بھی پوری طور سے ہو جاوے من ظھور ما ذکرنا لک

والامورِ الخوارقِ للعاداتِ وهی لا یُمکنُ الا ممن یکونُ وجیهاً عندَ اللهِ فضلهُ اوطلبُ البیعةِ
منهُ انما هو هدمٌ للاسلامِ یہ تائید اسی وجہ سے ہوئی کہ اصحاب سے کرامات اور خوارق عادات ظاہر
ہوئین اور ظہور معجزات اور کرامات اوسی شخص سے ہوتا ہے جو خدا کی درگاہ مین وجاہت اور مرتبہ تقرب رکھتا ہو
اب ایسے لوگونکو قتل کرنا خواہ اونسے فاسق شرابخوار کا بیعت طلب کرنا دین اسلام کی بیخ کنی تھی اور کیا تھا
ولنذکر غرامَ بعضِ الاصحابِ ووجدَهم وولهَهم بعدَ استماعِ تلکَ الخطبةِ
اب ہم بعض اصحاب کی بیخودی اور شوق لقاء الٰہی کو بیان کرین جو بعد سننے اس خطبہ امامؑ کے اونپر طاری
ہوئی ہے قال السیدُ رح ثمَّ قامَ مسلمُ بنُ عوسجةَ وقالَ قولاً جمیلاً الیٰ ان قالَ واو لم یکن معی
سلاحٌ اُقاتلهم بهِ لقذفتهم بالحجارةِ ولم اُفارقکَ او اموتَ معکَ جناب سید لہوف مین
فرماتے ہین کہ بعد یکزبان بولنے اصحاب کے مسلم بن عوسجہ رح کھڑے ہوئے اور اچھی اچھی باتین کرنیکے بعد یہ کہنے لگے
کہ اگر میرے پاس کوئی ہتھیار بھی نہو گا تو انسے لڑون پتھرونسے ان اشقیا کو مارونگا اور آپکو نچھوڑونگا تا اینکہ آپکے
ہمراہ مرجاؤن ثمَّ ذکرَ السیدُ رح مقالةَ سعیدِ بنِ عبدِ اللهِ الحنفی رح وهو الذی وقیٰ امامهُ
من السهامِ والسنانِ حتیٰ سقطَ شهیداً بعدَ فراغِ الحسینِؑ عن صلوةِ الظهرِ پھر جناب سید رح نے
گفتگو حضرت سعید بن عبد اللہ حنفی کی نقل کی ہے یہ وہ بزرگ ہین جنھون نے نماز ظہر کیوقت امام حسینؑ کو بروز عاشورا
تیر اور نیزہ سے بچایا اپنے سر پر اور جگر اور سینہ پر روکتے تھے کھڑے رہے جب حضرت فارغ ہوئے اور پھر گر پڑے اور شہید ہوئے
سبحان اللہ اب اونکا قول سید رح کی روایت سے نقل کرون ولو علمتُ انّی اُقتلُ فیکَ ثمَّ اُحییٰ ثمَّ
اُحرقُ ثمَّ اُذریٰ یُفعلُ ذلکَ بی سبعینَ مرةً ما فارقتکَ حتّیٰ القیٰ حمامی سعید کہنے لگے اگر مجھے
یقینا معلوم ہو جائے کہ مین آپکی نصرت مین قتل ہو کر پھر زندہ کیا جاؤن اور زندہ کر کے جلایا جاؤن اور
میری خاک ہوا اور اڑا دیجائے اور یہ سختی مجھپر ستر مرتبہ کیجائے جب بھی مین آپکو نچھوڑونگا جبتک مین اپنی عروس
موت سے ہم آغوش نہون جو آپکے ہمراہ مجھے نصیب ہوتی ہو وانما هی قتلةٌ واحدةٌ ثمَّ انالُ الکرامةَ التی
لا انقضاءَ لها ابداً اے مولا میرے حسینؑ یہ تو ایک ہی مرتبہ کا مرنا ہے اور پھر مرنیکے بعد وہ بزرگی مجھے ملیگی جو
کبھی نہ زائل ہوگی ثمَّ قامَ زهیرُ بنُ القینِ رحمهُ اللهُ وقالَ مقسماً عبد اللہ کے بعد حضرت
زہیر بن القین کھڑے ہوئے یہ بھی انھین کے ساتھ نماز پڑھاتے وقت آگے کھڑے تھے اور قسم کھا کر بولے واللہ
یا ابنَ رسولِ اللهِ لوددتُ انّی قُتلتُ ثمَّ نُشرتُ الفَ مرةٍ وانَّ اللهَ تعالیٰ قد دفعَ القتلَ

عنك وعن هؤلاء الفتية من اخوانك وولدك واهل بيتك قسم ہے خدا کی ای فرزند رسول
مجھے پسند ہے کہ قتل کیا جاؤن اور پھر زندہ ہون اور اسی طرح ہزار مرتبہ میرے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے اور اسکے
عوض مین آپ سے اور آپکی گروہ اعزہ اور اولاد سے قتل ہونیکی سختی دفع ہوجائے اور سب کی جانین بچ جائین
اس سے زیادہ اور لیجیے بروایت لہوف قال الراوي وتكلم جماعة من اصحابه بنحوه راوی کہتا ہے
کہ ایک جماعت اصحاب حضرت نے اسی طرح کی تقریر کی جو سعد بن عبد اللہ اور زہیر بن القین کی تھی وقالوا
انفسنا لك الفداء نقيك بايدينا ووجوهنا فاذا نحن قتلنا بين يديك نكون قد وفينا
لربنا وقضينا ما علينا اور یہ کہا ہماری جانین آپ پر فدا ہو جائین ہم اپنے ہاتھون اور چہرون سے آپکو بچائینگے
ہاتھون سے وار کرکے اور وار دشمنون کا روکے اور چہرہ تیر اور شمشیر کے وار کا سپر کرکے پھر جب بچاتے بچاتے اور
لڑتے لڑتے ہم مار ڈالے جائینگے سامنے حضور کے اوسوقت ہمکو یقین ہوگا کہ اپنے پروردگار کے حکم کی پوری
تعمیل کی اور جو ہم پر محبت اہلبیت اور اطاعت امام واجب تھی اوس حق سے ادا ہو گئے اور ایک خاص
جوش ایمانی لیجیے وقيل لمحمد بن بشر الحضرمي قد اسر ابنك بثغر الري لوگون نے محمد بن بشر حضرمی سے
کہا کہ تمہارا بیٹا ری کی گھاٹی مین قید کیا گیا ہے جاؤ اوسکو چھوڑاؤ فقال عند الله احتسبه
ونفسي ما كنت احب ان يوسر وانا ابقى بعده یہ صبر اور تحمل اللہ اللہ کہنے لگے مین خدا سے اوسکا
اور اپنا اجر و ثواب سمجھ لونگا مجھے پسند نہ تھی یہ بات کہ وہ فرزند قید ہو جائے اور مین زندہ باقی رہون یہ محبت
پدری کا جوش تھا اور چونکہ اس کلام سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اوسکی رہائی کی رغبت انکو ہے فسمع
الحسين ع قوله فقال رحمك الله انت في حل من بيعتي فاعمل في فكاك ابنك امام حسین کے بھی
یہ کلام گوش زد ہوا فرمایا ای محمد بن بشر رحمت خدا کی تم پر تم میری بیعت سے آزاد ہو مین اوٹھا لیتا ہون اوسکا
وجوب اتباع کو اب کہ تمھاری جوش محبت پدری ایسی ہے اوسکی چھوڑانیکی فکر کرو اور میرے ساتھ سے جدا ہو جاؤ
یہ فرمانا امام کا تھا کہ محمد بن بشر بیقرار ہو گئے فقال اكلتني السباع حيا ان فارقتك بیخود ہو کر بولے
مجھے درندہ جانور زندہ پھاڑ ڈالین خدا کرے اگر مین آپ سے جدا ہو جاؤن (کیون ای برادران ایمانی
ایسے وفادار اصحاب کبھی کسیکے سنے ہین) قلت فهذا السبب التام لاستمهاله تلك الليلة
فانه لو لم يعش تلك الليلة كيف كان يظهر خلوص اصحابه ھکذا مین کہتا ہون یہ اتمام سبب ہے آپکے
مہلت لینے کا تھا اسلیے کہ اگر آجکی شب آپ مع ہمراہیون کے زندہ نہ رہتے یہ خلوص نیت بدون

بیان اصحاب کے کیونکر ظاہر ہوتا وایضاً کیف یتیسر لنا تبکیت اعدائنا وافحامہم فی جواب طعنہم ان الحسین قد کان مصراً علی اہلاک نفسہ ومن معہ اور اگر آپ اسطرح اجازت عام کل ہمراہیونکو الگ ہو جانیکی ندیتے پس آج ہمکو اپنے دشمنونکی طعن اور تشنیع کی جوابدہی کیونکر آسان ہوتی اور ہم کیونکر اونکو چپ کردیتے جب وہ یہ طعن پیش کرتے کہ امام حسینؑ نعوذ باللہ ایک ضدی اور ہٹ کے آدمی تھے اپنی جان اور اپنے ہمراہیونکی جان اوسی ضد اور سخن پروری مین کھودی وانّما اباح لہم التخلیۃ واسقط عنہم وزر عدم النصرۃ ومع ذلک لم یفارقوہ فثبت انہ لم یکن ترکہم لہم فی اہلاک نفوسہم اور حضرت نے اونکو اپنی بیعت سے نکلجانا مباح اور جائز فرمادیا اور جو گناہ اور بار عظیم ترک نصرت مین تھا وہ بھی اونسے ساقط فرمادیا اور پھر بھی وہ دیندار آپ سے جدا نہوئے اب ثابت ہوگیا کہ امام حسینؑ بجبر واکراہ اونکی ہلاکت مین پڑنیکے درپے نہ تھے وقد ساوی امرہم بالحسین فی التخییر بین حفظ النفس او لقاء اللہ تعالیٰ اب اونکا حال بھی مثل حال امام حسینؑ کے ہوگیا کہ جس طرح خدا نے امام حسینؑ پر بروز عاشورا نصرت نازل کرکے اونکو اختیار دیا تھا چاہین فتح اختیار کرین اور اپنی جان بچالین اور چاہین پروردگار کی ملاقات شہید ہوکر حاصل کرین چنانچہ اسکو ہم کتب فریقین سے لکھ چکے ہین وبذلک التسویۃ استحقوا ان یکونوا معہ فی الدنیا والآخرۃ وہو غایۃ المأمول لہم رضوان اللہ علیہم اور اسی مساوات کے وجہ سے اونکو استحقاق ہوگیا کہ دنیا اور آخرت کے دونو جہان مین وہ لوگ حضرت کے ہمراہ اوسی درجہ مین ہین جو درجہ حضور کا ہے ثم لما اظہروا من خلوص نیاتہم ہکذا فلنقل ما فعل بہم الحسین من مجازاتہم فی ذلک الوقت وایضاً فی یوم قتلہم پھر جب اون دینداروں نے اپنے خلوص نیت کا اسطرح اظہار کردیا اب ہمکو لازم ہے بیان کرین کہ اسکی عوض مین امام حسینؑ نے کیا اونکی عزت افزائی فرمائی جو کسی صحابی کی کسی نے آجتک نہین کی ہے

باب ۹ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے کیا سلوک دنیا مین فرمایا اور کسقدر اونکی عزت افزائی فرمائی اور ثبوت اسکا کتب فریقین سے بطور جدید و مرغوب

لا یخفی ان کل اختبار وابتلاء یکون لاظہار المحبۃ والاطاعۃ فہو ادون واہون من تعریض النفس للقتل یہ بات تو کھلی ہوئی ہے کہ جو امتحان اظہار محبت و اطاعت کی غرض سے کسی کا لیا جاوے اس سے بہت آسان ہے اور کمتر ہے کہ ہم سے اپنی جان دینے کا امتحان لیا جاوے اپنی جان ہو خواہ اپنی اولاد اور اعزہ کی

وَلِذٰلِكَ سُمِّيَ اِبْرَاهِيْمُ ع خَلِيْلَ اللّٰهِ لِاَنَّهٗ اَقْدَمَ عَلٰى ذَبْحِ وَلَدِهٖ اِسْمٰعِيْلَ وَاِنْ لَّمْ يَذْبَحْ اسی
سبب سے تمام انبیا مین خلیل کا لقب حضرت ابراہیمؑ کو ملا اسلیے کہ حضرت آمادہ ہوگئے اپنے ہاتھ سے
ذبح کرنے پر اپنے فرزند اسمعیلؑ کو اگرچہ وہ ذبح سے بچ گئے اَمَّا اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ لَمَّا اَظْهَرُوْا اَمْرَ وَجْدِهِمْ
وَغَرَامِهِمْ فِيْ كَوْنِهِمْ فِدَاءً بِاَنْفُسِهِمْ لِلْحُسَيْنِ فَكَانَ يَجِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُجَازِيَهُمْ بِمَا يَلِيْقُ
بِهِمْ مِنَ الْاَجْرِ لیکن اصحاب حسینؑ نے جب اپنا شوق اور وجد قلبی ظاہر کردیا کہ اپنی جانونکو امام حسینؑ
پر فدا کردینگے اور محض خوشنودی خدا کی وجہ سے نہ کسی اور غرض دنیوی کی راہ سے تو اب خدا پر بھی واجب
تھا کہ اونکو فوراً ایسی جزائے خیر دے جو اونکے لائق ہو فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ مَقَالَاتِهِمُ الَّتِيْ نَقَلْنَاهَا فِي الْبَابِ
السَّابِقِ فَاَوَّلُ مَا فَعَلَ الْحُسَيْنُ ع بِهِمْ اَنَّهٗ دَعَا لَهُمْ فَقَالَ ارْفَعُوْا رُؤُوْسَكُمْ وَانْظُرُوْا جب وہ دیندار اپنا
اپنا جوش دلی ظاہر کرچکے جسکو ہم نے اس باب سے پہلے لکھدیا ہے پس سب سے پہلے امام حسینؑ نے اونکے ساتھ جو سلوک
فرمایا وہ یہ ہے کہ دعا کی اونکے حق میں اور یہ بھی فرمایا کہ ہاں اب اپنے اپنے سر اوٹھاؤ اور آسمان کیطرف دیکھو فَجَعَلُوْا
يَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَوَاضِعِهِمْ وَمَنَازِلِهِمْ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَهُمْ هٰذَا مَنْزِلُكَ يَا فُلَانُ وہ سب دیندار
آسمان کیطرف دیکھنے لگے اور اپنی اپنی منزل اور مقام بہشت کے اونکو نظر آگئے اور امام حسینؑ بتلانے لگے کہ یہ تیرا
گھر ہے اے فلان شخص وَعَنِ الصَّادِقِ ع اَنَّهٗ كُشِفَ لَهُمُ الْغِطَاءُ حَتّٰى رَاَوْا مَنَازِلَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَكَانَ الرَّجُلُ
مِنْهُمْ يُقْدِمُ عَلَى الْقَتْلِ لِيُبَادِرَ اِلٰى حَوْرَاءَ يُعَانِقُهَا وَاِلٰى مَكَانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اور جناب صادقؑ سے بحار مین
روایت کی ہے حضرت نے فرمایا کہ پردہ اونکے سامنے سے اوٹھا دیا گیا تھا اسقدر کہ اپنی منزل اور مقامات بہشت کو
دیکھ لیا اسی وجہ سے ایک آدمی دوسرے پر سبقت کرتا تھا کہ پہلے وہی شہید ہوکر جھٹ پٹ اپنی حور سے جا ملے اور اپنی
جگہ پر بہشت کے قبضہ کرے وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا رُوِيَ فِي الْكَافِيْ اَنَّ الْحُسَيْنَ قَدْ فَتَحَ مِنْهُ شَيْئًا يَسِيْرًا
اور یہی مراد اور مطلب ہے اوس حدیث کا جو کافی مین وارد ہے امام حسینؑ نے اس راز سربستہ مین سے تھوڑا سا کھولدیا تھا اونکے
لَهُمْ مَعَ الْحُسَيْنِ اَنَّهُمْ لَا يَجِدُوْنَ اَلَمَ مَسِّ الْحَدِيْدِ یعنی پھر اس دروازہ بہشت کھلنے کے بعد امام حسینؑ نے یہ بھی اون سے
بیان فرمادیا کہ تلوار اور تیر اور نیزہ کے لگنے سے جو ایذا ہوتی ہے وہ تمکو اے جانبازو یقین نہوگی فِيْ مَدِيْنَةِ الْمَعَاجِزِ عَنْ
اَبِيْ جَعْفَرٍ ع قَالَ الْحُسَيْنُ لِاَصْحَابِهٖ قَبْلَ اَنْ يُقْتَلَ کتاب مدینۃ المعاجز مین امام محمد باقرؑ سے روایت
کی ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا قبل اسکے کہ آپ شہید ہوں قبل شہادت کا جس قدر زمانہ تھا سب سے زیادہ
مناسب یہی وقت ہے کہ بعد تقریر اصحاب کے حضرت نے فرمایا ہو مگر مین پورے طور سے تعیین وقت نہین کرتا ہون امام اونکے

ارشاد نقل کرون اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم قَالَ لِیْ اِنَّ قَالَ ع اِنَّکَ تُسْتَشْهَدُ بِهَا وَيُسْتَشْهَدُ مَعَكَ
جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِكَ لَا يَجِدُوْنَ اَلَمَ مَسِّ الْحَدِيْدِ بیشک مجھسے رسولخدا ص نے فرمایا زمین عراق کا ذکر
کرکے تا اینکہ حضرت نے فرمایا کہ تم ای حسینؑ اوسی مین شہید کیے جاؤگے اور تمہارے ساتھ ایک جماعت اصحاب
کی بھی شہید ہوگی اونکو ایذا لوہے کے ہتھیار سے زخم کھانیمین نہوگی وتلا یا نار کونی بردا وسلاما علی
ابراہیم اور جناب رسولخدا ص نے یہ آیت پڑھی جو خدا نے آتش نمرود کو پکار کر فرمایا تھا ای آگ سرد ہوجا
مثل اولی اور تمرگ کی اور اسکی ساتھ ایسی سردی ہو کہ سلامتی جان کی بھی ابراہیم پر رہے یعنی زیادہ سرد
ہوکر اونکو ایذا نہ دے یکون الحرب علیک وعلیہم بردا وسلاما یہ لڑائی ای حسینؑ تمپر اور اون
تمہاری اصحاب پر برد یعنی خوشگوار اور سلامتی ایذا زخمونسے دینیوالی ہوگی فابشروا فواللّٰہ لئن
قتلونا فانا نرد علی نبینا پس بشارت ہو تمکو اور خوش ہوجاؤ قسم بخدا اگر یہ لوگ ہمکو اور تمکو قتل
کرینگے تو ہم سب اپنے نبی کے پاس پہونچ جاینگے ترجمہ حدیث تمام ہوا قُلْتُ وَاِنَّمَا تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ص
اٰیۃ کُوْنِیْ النَّارُ بَرْدًا اَرَادَ اَلْمَنْ يَزْعُمُ اَنَّ الْحُسَيْنَ وَاَصْحَابَهٗ لَمَّا كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَنْ يُصِيْبَهُمْ
الْاَذٰى وَالْمُ الْجِرَاحَاتِ فَالصَّبْرُ الَّذِيْ يَنْسُبُوْنَ اِلَيْهِمْ عَلٰى اَيِّ اَذًى دَفَعَ اب مین کہتا ہون کہ یہ
آگ کے سرد ہونیکی آیت جناب رسول نے جو تلاوت فرمائی فقط اسی غرض سے فرمائی تا کہ رد ہوجاے شبہہ
اون لوگونکا جو کہتی ہین یا کہینگے قیامت تک جب امام حسینؑ کو اور نیز تمامی شہدای کربلا کو معلوم تھا کہ لڑائی
مین ایذا زخم کی اونکو نہوگی پھر صبر اور تحمل امام حسینؑ کا جو تملوگ بیان کرتے ہو آخر کس چیز پر تھا وعلی
ما عجبت من صبرہ ملئکۃ السموات اور کونسی آپکے صبر کرنے پر تعجب فرشتونکو ہوا وایضا اذا لم یتاذو
فعلی ما استحقوا من الاجر والثواب الذی انتم تدعون لہم اور یہ بھی اونکا قول ہے کہ جب ایذا اونہین
نہوئی پھر اجر اور ثواب کس عمل سے اونکو ملا جسکے تملوگ دوستان اہلبیت اونکے واسطے مدعی ہوتے ہو فلا فتح
رسول اللّٰہ ص ذلک الدخل المقدر بتلاوتہ تلک الایۃ وشبہ حالہم بحالۃ ابراہیم ع فی
کونہ ملقی فی النار وقد کانت بردا وسلاما علیہ اسی اعتراض اور شبہہ کو دفع کرنیکی غرض سے
جناب رسولخدا ص نے یہ آیت پڑھی اور شہدای کربلا کی حالت ایذا نہ پانیکو حضرت ابراہیم کی حالت سے
تشبیہ دی کہ جس طرح حضرت ابراہیم آگ مین ڈالی گئے اور آگ اونپر سرد ہوگئی مگر اجر اور ثواب اونکو بارگاہ
الٰہی سے ضرور ملا اوسی طرح شہدای کربلا کو بھی اگرچہ ایذای زخم وغیرہ نہوئی مگر اجر اور ثواب ضرور ملے گا

فانہم امنوا وایقنوا بان اللہ تعالیٰ صادق فی وعدہ وقادر علی ان یبدل الاذی بالراحۃ او
یخلق الحس اللامسۃ عن ابدانہم کما امن وایقن ابراہیم ع بقدرۃ اللہ تعالیٰ علی سلب
الحرارۃ عن النار وجعلہا بردا وسلاما علیہ ۴ ثواب ملنیکی وجہ یہ ہے کہ شہدائے کربلا کا ایمان مع اتھا
اور یقین کامل اونکو ہو گیا تھا کہ خدا کا وعدہ زبانی رسول کے سچا ہے ایک تو خدا کی سچائی پر ایمان اونکا
درست رہا اور دوم اوسکی قدرت پر ایمان درست تھا وہ یقین رکھتے تھے کہ خدا قادر ہے کہ ایذا کو
راحت سے بدل دے اور یا اونکی بدنمی حس اور شعور کو باطل کر دے جسطرح حضرت ابراہیم ع کا ایمان کامل ایسا
تھا کہ خدا آگ کی گرمی دور کر سکتا ہے اور اوسکی ایذا دہی مجھ سے آگ کو سرد کرکے دفع کر سکتا ہے اذ ای
عمل افضل اجرا وثوابا من الایمان بصفاتہ تعالیٰ مجدہ اور کون سا عمل قلبی یا جسمانی افضل ہے
اجر اور ثواب میں خدا کی صفات پر ایمان لانے اور یقین کرنے سے اما حدیث نقل الصبر فصبرہ
علی المصائب الاخر التی تواترت فلا ضیر ان قلنا انہ لم یصبر علی الم الجراحات رہا صبر کے
بارہ میں جو معترض کہتا ہے کہ ایذا نہ تھی پھر صبر کیسا پس اگر ہم اسکو مان بھی لیں تو کچھ ضرر نہ ہوگا اور کسی
اور قسم کی ایذا اور مصائب حضرت پر کسقدر گذرے ہیں جن پر آپ نے صبر کیا ۔ والحکمۃ فی سلب الالم
عنہم انہم یطیقوا ویتقووا فی مکافحۃ السنان والضرب بالسیوف الی ان یتیقن کل من یراہم
ویسمع من حالاتہم فی الحرب والضرب یومن بانہم کانوا من اولیاء اللہ اور حکمت الٰہی اوسکے
اس ایذا اور درد کے اوٹھا لینے میں یہ تھی کہ اونکو ایسی طاقت اور توانائی ہو جائے کہ زخمیں اور وار کریں اور زخمی
زخمی ہو کر پھر حملہ کریں کہ جو شخص اونکی ایسی حالت کو دیکھے یا سنے تا قیامت اوسکو یقین ہو جائے کہ وہ لوگ
دوستان خدا سے تھے اور تائید الٰہی اونکی شامل تھی ثم بعد ذلک لما قتلوا واستشہدوا اعلم ان قاتلیہم
اعداء اللہ علی البت پھر جب بعد اظہار ایسی کرامت کے شہید بھی ہو جائیں تو اونکا قتل ہو جانا کوئی معمولی
آدمیونکی قتل سے مشابہ نہ ہو اور بالیقین ثابت ہو جائے کہ اونکے قاتل ضرور دشمن خدا تھے لان الاشیاء تعرف
باضدادہا ہر شے اپنی مخالف کے دیکھنے سے پہچانی جاتی ہے مومن کا حال کافر ہی کی حالت دیکھکر ایسی
طرح معلوم ہوتا ہے ولذا کرہما حصل لہم بعد ذلک الاستبشار نقلا عن بعض ثقات
علماء اہل السنۃ اب ہم بیان کرتے ہیں کہ اس بشارت پانے کے بعد اونکا حال لڑائی اور دلیری میں کیا ہو گیا تھا
اور یہ کیفیت ہم بعض معتبر علماء اہلسنت سے نقل کریں ولان البیان ہو عدم الالم من مثل جراحات

فَحَرِيٌّ بِنَا اَنْ نُوْرِدَ الرِّوَايَةَ عَنْ اَبِي الْحَدِيْدِ فِيْ مِنْ شَرْحِهٖ لِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ اور چونکہ بیان
اسی حال کا ہو کہ لوہی کی ہتھیاروں سی اون بزرگوارونکو ایذا نہین ہوتی تھی لہذا کیا اچھی بات ہو کہ اس روایت
کی تصدیق ہم ابن ابی الحدید معتزلی سی اونکی شرح نہج البلاغة سی نقل کرین وَهِيَ هٰذِهٖ قِيْلَ لِرَجُلٍ شَهِدَ
يَوْمَ الطَّفِّ مَعَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَيْحَكَ اَقَتَلْتُمْ ذُرِّيَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وہ روایت یہ ہے کہ کسی نے ایک شخص
لشکریان عمر سعد سی کہا اور یہ مخاطب بھی معرکہ کربلا مین حاضر تھا کہ آہ تجھپر تملوگونے ذریت رسولؐ کو
قتل کیا فَقَالَ عَضَضْتَ بِالْجَنْدَلِ اِنَّكَ لَوْ شَهِدْتَ مَا شَهِدْنَا لَفَعَلْتَ مَا فَعَلْنَا اوسنے کہا تو سنگریزہ چباتا ہے یعنی بدعقل تو بھی اگر اوس
معرکہ مین ہوتا جسمین ہم تھی وہی کرتا جو ہمنے کیا ہو ثَارَتْ عَلَيْنَا عِصَابَةٌ اَيْدِيْهَا فِيْ مَقَابِضِ
سُيُوْفِهَا كَالْاُسُوْدِ الضَّارِيَةِ ہمپر ٹوٹ پڑا تھا ایک گروہ دلیرونکا جنھونے اپنی تلوارونکے قبضہ
ایسی زور سی پکڑ لیے تھے جیسے کہ شیر درندہ اپنے پنجہ مین شکار کو گرفت کرتا ہو تَحْطِمُ الْفُرْسَانَ يَمِيْنًا وَ
شِمَالًا ہماری فوجکی سوارونکو وہ داہنے طرف اور بائین طرف مسمار کر دیتے تھے وَتُلْقِيْ اَنْفُسَهَا عَلَى
الْمَوْتِ اپنی جان ذرہ پر گرے پڑتے تھے لَا تَقْبَلُ الْاَمَانَ وَلَا تَرْغَبُ فِي الْمَالِ امان دیجاتی تھی اوسکو
قبول نہین کرتے تھے اور طمع مال کی طرف اونکو رغبت ہی نہ تھی وَلَا يَحُوْلُ حَائِلٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْوُرُوْدِ عَلٰى حِيَاضِ
الْمَنِيَّةِ اَوِ الْاِسْتِيْلَاءِ عَلَى الْمُلْكِ کوئی چیز اونکو حائل ہو کر مرجانے سے خواہ تمام ملک پر قبضہ کر لینے سے
روک نہین سکتی تھی فَلَوْ كَفَفْنَا عَنْهَا رُوَيْدًا لَاَتَتْ عَلٰى نُفُوْسِ الْعَسْكَرِ بِحَذَافِيْرِهَا
اگر ہم اوس گروہ کی قتل سی باز رہتے اور انکو خلاف طریقہ عرب اونپر ٹوٹ نہ پڑتے تمام لشکر کے جانونپر پہنچاتے
کوئی ہم مین سے زندہ نہ بچتا فَمَا كُنَّا فَاعِلِيْنَ لَا اُمَّ لَكَ اب تو ہی بتا دے ای احمق کہ آخر ہم کیا کرتے اگر اسطرح اونسی
پیش نہ آتے ای پڑے پائی ہوئی لاوارث اور بی نام و نشان مادر کی جنی لڑکے قُلْتُ وَاِنَّمَا ذَكَرْتُ تِلْكَ
الرِّوَايَةَ لِيُعْلَمَ اَنَّهُمْ كَيْفَ كَانُوْا مَعَ قِلَّتِهِمْ عَلٰى ضَعْفِ قُوَاهُمْ جُوْعًا وَعَطَشًا اَشِدَّاءَ
عَلَى الْكُفَّارِ یہ روایت مین نے اسی غرض سی لکھی ہو تاکہ معلوم کرو کہ وہ صحاب برگزیدہ باوجودیکہ شمار مین بہت
ہی کم تھے اور بھوک اور پیاس نے اونکو بہت ہی کمزور بھی کر دیا تھا اوسپر بھی کیسے قوی اور شیر دل تھے
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ كَمَا هُوَ مِنْ مُقْتَضٰى اِيْمَانِهِمْ آپسمین کیسے نرم دل تھے یعنی نبی کے حق ادا کرنے پر کیسی ہمت اونکی پوری
تھی سی مہاجر ایسے ہوتے ہین انھین انصار کہتے ہین وَمِنَ الْعَجَبِ الْعُجَابِ لَسُهُوْنَا اِنْ صَحَّ مَا رَوَيْنَاهُ
فِيْهَا اَنَّهُ قُتِلَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ خَمْسُوْنَ رَجُلًا فِيْ اَوَّلِ حَمْلَةٍ حَمَلَهَا الْعَسْكَرُ بَعْدَ رَمْيٍ

عمر بن سعد الیہ اور نہایت تعجب خیز یہ بات ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہو جسکو بالاتفاق تمام مورخین
لکھتے ہین کہ پہلا وار تیرونکا جو لشکر یزید نے کیا تھا عمر بن سعد کے تیر پھینکنے کے بعد اور اوس وار مین پچاس نفر
اصحاب امام حسین علیہ السلام سے کام آئے فلا یتصور ان یزید عدد تلک العصابۃ التی نقلناھا من روایۃ
ابن ابی الحدید علی احد وثلثین اب یہ باقیماندہ لوگ جنکی جرأت اور بہادری کا حال ابن ابی الحدید
کی روایت مین مذکور ہے اکتیس سے زیادہ نہونگے وفیھم الاطفال ایضا اور انھین اکتیس مین چھوٹے چھوٹے
لڑکے بھی تھے اللہ اکبر فما ظنک بعد ذلک وھل یبقی ریب فی کونھم مؤیدین بتائید اللہ سبحانہ
اب اس تصور کے بعد کیا تمھارا گمان ہوتا ہے اور کیا اب بھی کچھ شک باقی رہیگا کہ یہ لوگ محض تائید الٰہی سے
لڑ رہے تھے طاقت بشری ایسی کب ہو سکتی ہے فاذا کانت قلۃ عددھم الی ذلک الحد وکان مما یستحیل
ان یظھر منھم تلک البسالۃ الا ان یؤیدوا بتائید اخر پھر جب انکی جماعت شمار مین اسقدر کم تھی اور
ضعف اور نقاہت علاوہ اور بنظر عادت محال تھا کہ ایسی دلیری اور جوانمردی اور زور بازو دکھلا کر شہید ہوں
ہان مگر کوئی تائید خدا ایسی ہو اونکو پہونچی اوسوقت البتہ یہ اظہار شجاعت ہو سکتا ہے واشد الاذی ھو کونھم
عطاشا اور سب سے زیادہ ایذا اور اذیت اونکو پیاس ہی کی تھی کہ یہ مارے ڈالتی تھی نعم ثاقب المناقب من کتاب
البستان عن الرضا علیہ السلام ثاقب المناقب مین کتاب البستان سے روایت امام رضا علیہ السلام کی یون درج ہے قال ھبط علی
الحسین ملک وقد شکی اصحابہ الیہ العطش فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ ایک فرشتہ نازل ہوا امام حسین علیہ السلام پر اوسوقت
جبکہ انکے اصحاب نے پیاس کی شکایت حضرت سے کی تھی (میرے گمان مین وقت شکایت وہی ہے جب لڑنے سے عجز اونکو ہوتا ہوگا)
فقال ان اللہ یقرئک السلام ویقول ھل لک من حاجۃ فرشتے نے عرض کی کہ خدا آپکو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے
اے حسین علیہ السلام کچھ تمکو اوسوقت حاجت ہے کچھ ہمسے طلب کرتے ہو فقال الحسین علیہ السلام ھو السلام ومنہ السلام امام حسین علیہ السلام نے عرض
کی کہ خدا خود سلام ہے اور اوسکی دی ہوئی سلامتی سبکو ملتی ہے وقد شکا الی اصحابی ما ھو اعلم بہ من
العطش میرے اصحاب نے اسوقت جو شکایت پیاس کی مجھسے کی ہے اوسکو خدا زیادہ جانتا ہے یعنی اوسیکو خوب روشن ہے
یا مراد یہ ہے کہ انکی پیاس بجھانیکی مصلحت کو خدا مجھسے زیادہ جانتا ہے مین فرمانبردار ہون اگر اوسکی مرضی ہے تو انکی پیاس بجھا کر
پھر انکی جانبازی ملاحظہ فرما فاوحی اللہ الی الملک قل للحسین خط لھم باصبعک خلف ظھرک پھر وہ وحی فرشتہ کی
خدا نے وحی فرمائی کہدو حسین علیہ السلام سے اپنے پس پشت ایک لکیر انکے واسطے کھینچدین تا کہ یہ لوگ سیراب ہو جائیں فخط الحسین
باصبعہ السبابۃ حضرت نے انگشت شہادت سے ایک لکیر کھینچی فجری نھر ابیض

مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَاَصْحَابُهٗ اسی نشان ایک نہر جاری ہوئی جسکا پانی دودھ سے زیادہ سپید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا پھر خود حضرت نے پیا اور صحاب نے بھی پیا انتہٰی بقدر الحاجۃ بقدر حاجت حدیث لکھ چکی وکذٰلک رِوَایَۃُ الْقَاسِمِ بْنِ الْحَسَنِؑ مِنْ خَاتَمِہٖ وَنَذْکُرُہٗ فِیْ بَابِہٖ اِنْشَاءَ اللّٰہُ اسی طرح سیراب ہونا حضرت قاسم بن الحسن کا امام حسینؑ کی انگوٹھی منھ میں لیکر جسکو ہم باب قاسم میں انشاء اللہ جلد دوم کتاب ہٰذا میں لکھینگے وَمَا یُوْرَدُ عَلٰی مِثْلِ تِلْکَ الرِّوَایَاتِ مِنْ اَنَّھَا تُنَافِیْ اِبْتِلَائَھُمْ بِالْعَطَشِ اور جو اعتراض ایسی روایات میں کیا جاتا ہے کہ یہ روایتیں اوس امتحان کے مخالف ہیں جو حضرت سے اور تمامی شہداء کربلا کے لیا گیا تھا فَجَوَابُہٗ اَنَّ الْاِخْتِبَارَ قَدْ تَمَّ بِزَمَانٍ یَسِیْرٍ قَبْلَ ذٰلِکَ الْوَقْتِ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ امتحان تین روز پیاسا رہنے کا تھوڑی دیر اسوقت سے پہلے تمام ہو گیا تھا وَقَدْ اَنْکَرَ الرِّضَاؑ اَیْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ مِنْہُ حَیْثُ قَالَ مِنْ اَیْنَ لَکَ ذٰلِکَ کَمَا نَذْکُرُہٗ فِیْ بَابِ شَہَادَتِہٖ اِنْشَاءَ اللّٰہُ چنانچہ امام رضاؑ نے ابن سنان پر بھی انکار کر کے فرمایا کہ تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت پیاسے دنیا سے گئے اس روایت کو باب شہادت امام حسینؑ جلد دوم میں انشاء اللہ لکھینگے کَمَا تَمَّ اِبْتِلَاءُ اِبْرَاہِیْمَؑ فَلَمْ یُحْمِلِ السِّکِّیْنَ جب امتحان حضرت ابراہیمؑ کا تمام ہو گیا اور چھری گذر نہ سکی اور کاٹ نہ سکی وَوَصَفَہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِقَوْلِہٖ وَقَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اور خدا نے اونکی صفت کر کے یہ فرمایا کہ ای ابراہیم تمنے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا وَعَمَّمَ الْقَوْلَ بَعْدَ ذٰلِکَ بِقَوْلِہٖ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور پھر عام طور پر تمامی خاصان بارگاہ کے نسبت فرما دیا کہ ہم اسیطرح جزا اور ثواب دیتے ہیں نیکی کرنیوالوں کو یعنی گو وہ امتحان مقدمات ہی تک پہونچے مگر ثواب پورا دیتے ہیں فَلْیَدْخُلْ فِیْہِ الْحُسَیْنُؑ وَاَصْحَابُہٗ اَنَّھُمْ فَاِنَّھُمْ عَطَشُوْا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَاِنْ لَمْ یَمُوْتُوْا عِطَاشًا لِاَنَّ اللّٰہَ اَذَاقَھُمْ بِمَنِّہٖ اب اس [illegible] حکم میں امام حسینؑ اور اونکے اصحاب بھی داخل ہو گئے اگرچہ پیاسے دنیا سے نہ اوٹھے ہوں کہ خدا نے مرتے وقت اونکو اپنے احسان سے سیراب کر دیا فَلَا یَذْھَبَنَّ حِلْمُکَ دیکھو شیطانی وسوسہ سے عقل جاتی نہ رہے اور راہ راست سے نہ بہکو

باب ۹۱ اون اعتراض کا بیان جو مہلت لینے میں اہلبیت سے متعلق تھے

اَمَّا مَا کَانَ یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَفْعَلَ بِاَھْلِ بَیْتِہٖ وَنِسَائِہٖ فَھُوَ اَمْرٌ نَذْکُرُہٗ فِیْ اَبْوَابٍ شَتّٰی رہیں وہ باتیں جنکا بجالانا حضرت کو اپنے اہلبیت اور مخدرات عصمت او طہارت کے ساتھ ضرور تھا اور بدون اون

بجا آوری کی سرانجام اون امور کا دشوار تھا اور اسی شب اونکو حضرت نے کہا ہیں او نمین سے چند باتین ایسی
ہین جنکو ہم جدا جدا ابواب مین لکھینگے ولیلۃ کرہنہا امور مہمۃ ہٰذہ منہا ایضا مگر چند ضروری باتون کا
اختصار یہان پر ہم لکھدین فاولہا انما ردی انہ قال لبنی عقیل کفاکم قتل مسلم بن عقیل ہم لوگ تو بہت ہیں
حضرت نے اولاد عقیل سے ارشاد کیا کہ بس کافی ہے تمہاری کت اسی قدر کہ مسلم بن عقیل ہمارے نصرت مین شہید ہو چکے
وہذا انما صرح بہ رحمۃ علی اختہا رقیۃ سلام اللہ علیہا و ابنہا الباقین معہا اور نیز
آپ نے فقط اسی غرض سے فرمائی تھی کہ رقیہ آپکی بہن زوجہ مسلم رح بیوہ ہو چکی تھیں اور نیز اونکو بڑی شفقت تھی اور اونکی
دو بیٹی جو ہمراہ اپنی ماں کے آئی تھیں انپر بھی آپکا دل بھر آتا ہوگا کہ یتیم اب کیونکر پلینگی اور انکی ماں کی وارثی کون کریگا
لکنہا کانت بنت ابیہا امیر المومنین و طالبۃ لوفاء زینب و ام کلثوم سلام اللہ علیہن
مگر حضرت رقیہ کسکی دختر تھیں علی ع کی بیٹی تھیں انکو پاس وفاداری اور محبت اپنی علاتی بھائی امام حسین کا
ویسا ہی تھا جیسا کہ زینب اور ام کلثوم ع کو تھا اور انکی آرزو یہی تھی کہ حقیقی بہن مین اور مجھ مین
فرق نہ باقی رہے عاشق زار تھیں امام حسین ع کی شوہر اور دو فرزند کو کوفہ مین جان دینا گوارا کیا اور قدم بقدم
لائین کربلا مین بھائی پر نثار کرنیکو واظنہا کانت تبلدو تہاد او توصی بنی عقیل للبر والوفاء ملا ابو
اخبرت بقتل زوجہا مجھے گمان ہے بلکہ یقین ہے کہ جسدن خبر شہادت حضرت مسلم کی انکی پہنچی
خونزادی شبانہ روز اپنی سسرالی رشتہ دارونکو قال ابو مخنف ثم قال لاولاد مسلم بن عقیل حسبکم
من القتل بابیکم مسلم بن عقیل فقد اذنت لکم ابو مخنف کہتے ہیں کہ خاص فرزندان مسلم رح سے خطاب کرکے
حضرت نے فرمایا بس کافی ہے تمہارے لیے کہ تمہارے باپ مسلم شہید ہو چکے ہیں مین نے تمکو اجازت دی چلے جاؤ فقالوا معاذ اللہ یا ابن
اذا نحن ترکناک بارض الطف نماذا یقول الناس لنا کان ذلک ابدا اون جوانون نے کہا
ای ہمارے سردار اور آقا فرمائیے تو سہی اگر ہم آپکو مین کربلا پر چھوڑکر چلے جائین تو خلقت ہمکو کیا کہیگی یہ کبھی نہ ہوگا
نفدیک بارواحنا وانفسنا و نقاتل معک الاعداء حتی نورد موردک ہم اپنی جان و دل سے آپ پر فدا ہون
آپکے ہمراہ دشمنون سے لڑکر اوسی مقام پر پہونچینگے جہان آپ آج پہونچنے والے ہین فقبح العیش بعدک برا ہو اوس زندگی کا
جو آپکے بعد ہو یہ حال تو اولاد عقیل کا ہے اور باب رقیہ دختر علی ع مین جلد دوم کے ہم اور بھی کچھ لکھینگے انشاء اللہ قلت
واما اولاد الحسین ع فقد ذکرنا نبذا من مقالات قاسم بن الحسن ع فیما مضی و نفصل القول فی ذلک
فی باب آخر اب یہی اولاد امام حسین ع کی بس تھوڑا سا حال جناب قاسم کا تو اوپر کے باب مین ہمنے لکھا ہے مگر مفصل

باب شہادت قاسم بن الحسن میں انشاء اللہ لکھینگے اما کیفیۃ العباس بن علی ع واخوتہ نقل مضی فی بابہ
الخاص رہی حالات جناب عباس اور اونکے بھائیوں کے لیے مخصوص باب ہے (ترجمہ) حالات جناب عباس کے پورے طور پر بیان کر دیے
فی ھذا المقام ما یجب ان نقولہ ان ارباب المقاتل یتفقون علی ان الحسین لما اجازھم بترک نصرتہ
وقال لہ اخوتہ وابنائہ وابناء عبد اللہ بن جعفر یا ابن رسول اللہ فما یقول لنا الناس اور اس مقام
جو ہمکو کہنا ضرور ہے وہ یہی ہے کہ جب حضرت نے اونکو رخصت کی بابت سنائی تمام مورخین متفق ہیں کہ اسکے جواب میں کل
عزہ آپکے بھائی اور بیٹے اور پسران عبد اللہ جعفر نے کہا کہ پھر ہمکو خلقت کیا کہیگی اذا ترکنا شیخنا و
کبیرنا وابن بنت نبینا لم نرم بسہم معہ ولم نطعن معہ برمح ولا نضرب بسیف جسوقت ہم
اپنے بزرگ اور بڑے جد کو اور اپنے نبی کے نواسہ کو چھوڑکر چلے جائیں اور نہ کوئی تیر ہمارے بدن پر اونکی رفاقت
مین لگا ہو اور نہ کوئی نیزہ ہم پر چلا ہو اور نہ کوئی وار تلوار سے دشمنوں پر کیا ہو اور اوسکے بعد سب نے اپنے
شہید ہونیکی رائے ظاہر کی وھذا ابتدا لک القول عباس بن علی ع سب سے پہلے یہ کلام حضرت عباس نے
کیا تھا ثم بعد ذلک لما انتصف اللیل قالت زینب سلام اللہ علیہا مررت الی فسطاس
عباس واخوتہ لاریہ فی ای حالۃ من حالاتہ وای شغل لہ فی ذلک الوقت پھر اس گفتگو کے
جب آدھی رات گذر گئی جناب زینب فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھائی عباس کے خیمہ کیطرف عمداً گذری کہ دیکھوں کہ میرے وفادار
بھائی عباس اسوقت کس کام میں مشغول ہیں اور کون شغل اونکو اسوقت ہے فرأیتہ جاثیاً وحولہ اخوتہ
وھو یقول دیکھا میں نے کہ عباس دو زانو بیٹھے ہیں اور گرد اونکے بیٹوں بھائی اونکے حلقہ باندھے ہوے ہیں اور عباس
اونسے یوں کہہ رہے ہیں اخوتی ان اجزتمونی فلارید ان اظہر علیکم ما اتمنی منکم فقالوا قل
ما بدا لک میرے بھائیو اگر تم مجھے اجازت دو تو میں اپنی ایک آرزو کو تم پر ظاہر کروں اون وفادار بھائیوں نے جواب دیا
جو کچھ آپکے دل میں ہے اوسکو کہہ ڈالیئے ونقبل ما تتمنی منا ولا نقطع رجاءک منا جس بات کی آرزو آپکو
ہم سے ہے اوسیکو ہم قبول کرینگے اور ہمسے جو امید آپکو ہے اوس امید کو ہم قطع نکرینگے قال العباس
اخوتی قد کنتم ترون ما حل بالحسین وانہ الیوم فی کآبۃ وغربۃ لا یتصور فوقہا
مزید حضرت عباس کہنے لگے اے بھائیو دیکھتے ہو کہ آج امام حسین ع پر کیسی حالت گذر رہی ہے اور کس
دکھ اور درد میں آکر اس دشت میں گرفتار ہو گئے ہیں جس سے زیادہ کوئی درد اور مصیبت خیال
ہی میں نہیں آسکتی ہے ونحن بقی لنا ولکم لا بد لنا الی اعلا اعلی الساعات

عَلَیۡہِمۡ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمۡسُ اِشۡتَدَّ نَارُ الۡحَرۡبِ وَالضَّرۡبِ اب چند گھڑیان باقی رہین ہم تم دشمنان حسین سے
اُنکو نکلینگے اور ادھر آفتاب نکلا اور آتش حرب و ضرب روشن ہوئی فَانۡظُرُوۡا اَیُّہَا الۡاِخۡوَانُ دَمَعَاشِرَ بَنِیۡ ہَاشِمٍ
اَنۡ لَّا یَکُوۡنَ اَحَدٌ اَسۡبَقَ مِنۡکُمۡ فِی الۡبِرَازِ مِنۡ اَصۡحَابِ الۡحُسَیۡنِ ؑ ہان دیکھو خبردار اے بھائیو اور گروہ
بنی ہاشم تم سے پہلے کوئی غیر اصحاب حسین ؑ مین سے میدان جنگ مین نجانے پائے ورنہ ہمارے خاندان کا نام بدنام ہوگا وَیَقُوۡلُ
النَّاسُ اِنَّ الۡفِتۡیَانَ مِنۡ بَنِیۡ ہَاشِمٍ تَضَرَّعُوۡا اِلٰی اَصۡحَابِ الۡحُسَیۡنِ وَانۡجُوۡا بِاَنۡفُسِہِمۡ فَاَرۡسَلُوۡہُمۡ
اِلَی الۡقِتَالِ خَوۡفًا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ خلقت خدا یہی توکہیگی دیکھو کیسے کیسے جوانان بنی ہاشم اپنی جان بچاکر
غرض سے پہلے اصحاب حسین ؑ کو لڑنے بھیجا اور اونکی پناہ مین تھوڑے زندہ رہے یہ بڑی غیرت اور شرم کی بات ہے
فَعَلَیۡکُمۡ اَنۡ تَفۡدُوۡا بِاَنۡفُسِہِمۡ قَبۡلَ بِرَازِ الۡاَصۡحَابِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ تمپر بنظر شجاعت خاندانی کے واجب ہے
کہ اونسے پہلے تم اپنی جان فدا کرو فَقَالُوۡا سَمۡعًا وَّطَاعَۃً اون بیٹون بھائیون نے کہا کہ بسر و چشم ہم ایسا ہی
کرینگے وَکَانَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنۡ وُلۡدِ ہَاشِمٍ کَانَ یُسَابِقُ یَسۡتَبِقُ اِلَی الۡبِرَازِ اسی طرح ہر ایک ہاشمی
سبقت کرتا تھا کہ انصار سے پہلے وہی مارا جائے اور شہید ہو سِیَّمَا الۡعَبَّاسُ وَعَلِیُّ بۡنُ الۡحُسَیۡنِ ؑ وَالۡقَاسِمُ
خصوصا جناب عباس اور علی اکبر اور قاسم بن الحسن ؑ یہ بزرگوار سب سے پہلے جان نثاری پر تلے ہوئے تھے
قُلۡتُ اِنۡ صَحَّتۡ تِلۡکَ الرِّوَایَۃُ فَاِنَّمَا ہُوَ مِنۡ قَبِیۡلِ الۡاِبۡرَازِ مین کہتا ہون کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو
کہ جناب عباس نے ایسا فرمایا تو رجز کی قسم سے ہوگی اور شجاعت خاندانی یاد دلانے کے نظر سے وَاِلَّا
فَکَانَ یَکۡفِیۡہِ الۡمَوۡعِظَۃُ بِنُصۡرَۃِ الۡاِمَامِ الطَّاہِرِ الۡبَاقِیۡ مِنَ الۡاَنۡوَارِ الۡخَمۡسِ ورنہ جناب عباس ؑ ایسے
عالم کامل کو اسی قدر نصیحت اپنے بھائیونکو کرنی کافی تھی کہ امام حسین ؑ کے مرنے سے خاتمہ انوار پنجتن پاک کا ہوتا ہے جبتک ہم
زندہ رہین یہ نور برقرار رہے اور دنیا کو بے نور اسکے اوٹھ جانے سے نہ دیکھین وَلَا یُعۡجِبُنِیۡ
مَارَوَاہُ ذٰلِکَ الرَّاوِیۡ اور مجھے جناب عباس کیطرف ایسے مضمون کی نسبت کرنی پسند نہین ہے

باب ٩٢ مہلت لینے مین اون اغراض کا بیان جو علم باطن سے متعلق تھین اور مصالح دامادی قاسم بن الحسن ؑ کے

نَقُوۡلُ مَا مَرَّ مِنَ الۡاَغۡرَاضِ وَالۡاَسۡبَابِ کَانَتۡ مَبۡنِیَّۃً عَلٰی مَا ہُوَ الظَّاہِرُ اب ہم
کہتے ہین یہ جو اغراض مہلت لینے کے اوپر بیان ہوچکے سب کی بنا امور ظاہری پر تھی اَمَّا
الۡاَغۡرَاضُ الۡمَخۡفِیَّۃُ فَاَہَمُّہَا الۡاِتۡیَانُ بِوَصِیَّۃِ اَخِیۡہِ فِیۡ حَقِّ ابۡنِ عَمِّہِ الۡقَاسِمِ

كما مرت الاشارة اليها من قوله للقاسم انه يستشهد بعد ان يبتلى ببلاء عظيم يوشيد
اغراض مین کو بڑی بھاری غرض مہلت لینے مین یہ تھی کہ اپنے بڑے بھائی امام حسنؑ کی وصیت بجا لائے تھے نسبت
حضرت قاسمؑ کے چنانچہ اپنے قاسمؑ سے کہدیا اور باب ۹ مین اشارہ اسکی طرف گذر بھی چکا ہے کہ ان ایام
تم بھی شہید ہوگے مگر شہادت سے پہلے ایک بڑا امتحان تمسے لیا جائیگا وانما كان عظيما لانه يعظم عند
كل من يسمعها ويخبر بها اور اس امتحان کا امتحان عظیم ہونا اس وجہ سے ہے کہ جو شخص اسکو سنتا ہے
اور جسکو اسکی خبر پہنچتی ہے بیشک اوسکو بڑا اور سخت معلوم ہوتا ہے، فان المخبرين بتلك الواقعة
لا يخلو امرهم اما ان يكونوا من مواليه او من اعداء آله داماد قاسمؑ کا قصہ جنکے گوش زد
ہوتا ہے دو حال سے خالی نہین ہے یا تو وہ دوستدار اور پیرو امام حسینؑ کا ہے یا دشمن اوس جناب کا، فالاعداء
يلمزونه ويرمونه وينسبونه الى امور نعوذ بالله من ان ينسب اليه تلك الامور
دشمنون کا تو یہ حال کہ اس قصہ کو سنکر حضرت کی شان مین ایسے ایسے کلمات درشت کہتے ہین کہ
ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین کہ اون کلمات کو زبان پر لائین اور امام حسینؑ کیطرف اونکی نسبت دین
اما الموالون فهم فى ذلك على اصناف متعددة بحسب عقولهم وايمانهم
وعقائدهم دوستداران اہلبیت اس خبر کو سنکر چند قسم کے ہوجاتے ہین جسقدر جسکا ایمان اور
عقل کامل اور ناقص ہے، اوسیقدر اس قصہ کو صحیح اور غلط ہونیمین خیال کرتا ہے، فالضعفاء منهم فى العقول
لعلهم لا يرضون ان تحتمل ويصححها ضعیف العقل مومنین تو شاید اونکو ہرگز پسند
نہین ہے کہ یہ قصہ صحیح ہو اور ایسے وقت یہ نکاح واقع ہوا ہو ولا يدركون هؤلاء ان فى انكار
تلك الواقعة وفى عدم وقوعها يفوت اغراض كثيرة لاجلها اوصى امام الى
امام بتلك الوصية اور یہ لوگ نہین سمجھتے ہین کہ دامادی قاسمؑ سے انکار کرنے مین اور اس
واقعہ کے واقع نہونے مین بہت اغراض ہدایت اور اتمام حجت فوت ہوتے ہین جنکے سبب سے
ایک امام نے دوسرے امام کو وصیت کی تھی وما اشتهر بين الناس ان تلك الوصية
ايضا كانت مكتوبة فى عوذة حملها القاسم تلك الليلة فعمل بما فيه نظر
اور یہ روایت جو عام لوگون مین مشہور ہے کہ داماد بنانیکی وصیت بھی امام حسینؑ کے نسبت اوسی
تعویذ مین درج تھی جسکو حضرت قاسم نے اوسی شب کو کھولا تھا مجھے اسمین کلام ہے وایضا

اَنَّ الْقَاسِمَ جَعَلَ تِلْكَ الْعُوْذَةَ ذَرِيْعَةً طَلَبَ بِهَا الْبِرَازَ اِلَى الْحَرْبِ یہ بھی روایت مجھے
پسند نہیں ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ اسی تعویذ کو حضرت قاسمؑ نے ذریعہ اپنے طلب رخصت کا گردانا
وَقَدْ مَرَّ عَنْ سَيِّدِنَا السَّجَّادِ اَنَّ الْحُسَيْنَ اَخْبَرَ الْقَاسِمَ بِكَوْنِهٖ شَهِيْدًا لَا مَحَالَةَ ابھی
باب (۸۹) میں روایت جناب سید الساجدین سے گذر چکی ہے کہ امام حسینؑ نے قاسمؑ کو خبر دیدی تھی کہ تم
بھی کل ضرور شہید ہوگے وَلْنَذْكُرْ بَعْضَ الْمَصَالِحِ الَّتِيْ فَهِمْنَاهَا بِقَدْرِ الْوُسْعِ وَاَنَّهٗ كَانَ
مِنْ اَعْظَمِ الْبَلَايَا لِاَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ اب ہم بیان کریں بعض مصلحتیں اس نکاح اور بیاہ کی جنکو
ہمنے بقدر اپنے عقل اور علم کے سمجھا ہے اور یہ بھی ہم بیان کریں کہ بڑا کڑا اور سخت امتحان اہلبیت
نبوت سے بھی لیا گیا ہے اَلْمَصْلَحَةُ الْاُوْلٰى اِظْهَارُ الرِّضَا عَنْهُمْ بِقَضَاءِ اللّٰهِ پہلی مصلحت یہ تھی
کہ اپنے آہلبیت کی خوشنودی اور رضامندی ثابت کردینی منظور تھی اون مصائب پر جسمیں مصلحت خدا نے
اونکو ڈالا تھا وَلَيْسَ لِاِظْهَارِهٖ سَبِيْلٌ اَبْلَجُ وَلَا طَرِيْقٌ اَظْهَرُ مِنْ اِبْقَاعِ الْعُرْسِ وَاِتْيَانِ
مَا يَلِيْقُ مِنَ الْاُمُوْرِ اللَّازِمَةِ لِلسُّرُوْرِ دنیا میں خوشی اور خوشنودی ظاہر کرنیکی اس سے بہتر اور
کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آدمی اپنا گھر شادی اور بیاہ کا گھر بنائے اور جو لوازم خوشی اور مسرت کے ہیں
ایسے وقت اونکو ادا کرے وَلَا يُبَالِيْ كَوْنَهٗ مَعَ صِهْرِهٖ مَقْتُوْلًا بِالْاَمْسِ اور کچھ پروا نکرے
کہ خود بھی مع اپنے داماد کے کل ضرور شہید کیا جائیگا وَالثَّانِيَةُ اِخْتِبَارُ النِّسَاءِ وَلَا سِيَّمَا اُمُّ الْقَاسِمِ
اَنَّهَا هَلْ تَرْضٰى بِقَتْلِ اِبْنِهَا لِكَوْنِهٖ عَرُوْسًا دوسری مصلحت مخدرات حرم کا امتحان صبر اور
رضا لینا منظور تھا خصوصاً مادر قاسمؑ کا کہ آیا اس فرزند نوعروس (کہ جسنے ابھی دلہن کا کچھ لطف بھی
نہیں دیکھا ہے اور صبح کو شہید ہوگا ساری ارمان دولہا اور دولہن کے خاک میں ملجائینگے) بعد اس عقد
کرنیکے مادر قاسمؑ انکی شہادت پر راضی ہوئی ہیں یا نہیں وَالثَّالِثَةُ اِخْتِبَارُ الْقَاسِمِ نَفْسِهٖ
فَاِنَّهٗ مَعَ كَوْنِهٖ عَلَى الْاَمَامِ اَهْفَا بَلَغَ الْحُلُمَ اَمْ لَمْ يَبْلُغْ اَنَّهٗ كَيْفَ يَرْضٰى بِلِقَاءِ اللّٰهِ وَلَا يَشْتَاقُ
اِلٰى لِقَاءِ عَرُوْسِهٖ تیسری مصلحت خود حضرت قاسمؑ کا بھی امتحان لینا تھا اور بڑا کڑا امتحان تھا
کہ باوجودیکہ ابھی وہ صاحبزادے کم سن تھے بالغ ہوئے تھے یا نہوئے تھے اور یہ عنفوان شباب خواہ
ترنگین کے دن لذت پرستی کے انھیں دنوں میں بعد عقد کے لقاء الٰہی پر راضی رہینگے یا کہ اپنی دولہن کے
مشتاق ہوکر شہادت سے باز رہینگے وَالرَّابِعَةُ اِعْظَامُ اَمْرِ الْوَصِيَّةِ وَاِظْهَارُ وُجُوْبِ الْعَمَلِ

بها ولو كان في مثل تلك الحالة جو کچھ مصلحت تھی کہ امر وصیت کمزوری ہونیکا ثبوت ہو جاے
اور سب پر ظاہر کردیگے کہ وصیت کا بجالانا اسقدر ضروری اور امر عظیم ہے کہ ایسے وقت نازک میں بھی اسکو
بجالانا چاہیے وما يقال من انه لما كان على يقين من شهادة القاسم فكان ازدواجه
عبثا فقد سقط وجوب الاتيان بها اور جو نادان لوگ شبہہ کرتے ہیں کہ حضرت قاسمؑ کے مرجانیکا
انکو یقین تھا پھر ایک رات کیواسطے دولہا بنانا فعل عبث تھا اب وصیت کی بجاآوری واجب نہ تھی
فالجواب انه خلط لظواهر الاحكام بالامور الباطنية والاسرار الالهية التي
ليست مدار تلك الاحكام عليها اسکا جواب یہ ہے کہ یہ شبہہ اسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ احکام
ظاہر شرع کو احکام باطن اور اسرار الٰہی سے ملادیتے ہو اور مدار احکام ظاہر کا اس علم پر نہیں ہے مطلب یہ ہے
کہ امام حسینؑ کو اگر یقین شہادت قاسم کا تھا تو علم امامت سے تھا اور ظاہری آثار سے مرجانا اور زندہ
رہنا دونو ممکن تھے على انه زيادة الاجر والثواب للانبياء واولياء الله انما هي
لانهم يصبرون مع علمهم بوقوع تلك الامور علاوہ یہ ہے کہ انبیا اور اولیاء اللہ کو جو اجر اور
ثواب زیادہ ملنے کا اوسکی وجہ یہی ہے کہ اونکو پہلے سے علم ہوتا تھا اون مصایب میں مبتلا ہونیکا ومع ذلك
يصبرون ويقاسون الآلام اور باوجود علم کے پھر خدا کی امتحان پر صبر کرتے تھے اور اون مصیبت
اور دکھونکی برداشت کرتے تھے فهل للحسين اذا كان يعلم ان بنته فاطمة اذا زوجت بالقاسم
فهي تبقى ثيبة ما دامت حية ولا تحت بعل غيره اب ہمارے آقا امام حسینؑ کو خیال کیجیے کہ اگر اسکا
علم پہلے سے تھا کہ فاطمہ کبریٰ کا عقد آج قاسم سے کردینگے تو اگرچہ کوئی لذت اس عروسی کی صاحبزادی کو
نہ ملیگی مگر ہماری غیرت کے ہمیشہ تا زندگی یہ دختر رانڈ رہیگی اور عقد ثانی نکریگی ثم اختار مع ذلك
ابتلائها صلوات الله عليها مدة عمرها فهل يمكن ذلك الصبر الا عن الامام او النبي
اور باوجود اس علم کے اس امتحان سخت کو فاطمہ کبریٰ کے واسطے اختیار کیا اور تا قیامت اوس پیاری دختر کو
بیوہ قاسم کے کہلانا منظور فرمایا اور رنڈاپے کی مصیبت میں اونکو ڈالا کیا سواے امام اور نبی کے ایسا
صبر کسی سے ممکن ہے وهل يمكن لبنت من البنات ان تصبر على ذلك في ديار ولا يتعارف بقاء
المنكوحات فيها ثيبة اور کیا ممکن ہے کسی دختر سے کہ ایسے ملک میں جہاں نکاح ثانی میں عرفا کوئی مضایقہ نہو
بلکہ مروج ہو وہاں پر وہ دختر بنظر اظہار مصالح الٰہیہ کے اپنی بیوہ رہنے پر صبر کرے یہ اہلبیت رسولؐ ہی کا جگر تھا

وهل يتصور لأم من امهات الأبناء الأيتام ان تمنع ولدها الذي تزوج في تلك الليلة
ولم تزف بعد عن التكلم مع الزوجة وتأكد عليه ان يستعجل الى البراز ومكافحة
الضرب والسنان اور کیا کسی ماں سے بجز مادر قاسم کے یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے یتیم فرزند کو جو دکھوں سے
پالا ہو اور ابھی تازہ عروس رات بھر کا بیاہا ہوا زفاف اور وصال کی نوبت بھی نہ آئی ہو دو باتیں
عروس سے بطور وصیت کے کرنے سے بھی منع کرے اور کہے بیٹا دیکھو عروس کی باتوں میں دلدادہ نہ ہو جاؤ اپنے چچا
کی نصرت میں جلدی کرو اور لڑو اور جان دو وهل يمكن للعروس ان ترضى وتجيز بعلها للبراز في اول
يوم تزويجها وتصبر متجرعة غصص الحزن ولا تبدي ما بها من صبابة اور کیا کسی دلہن سے
جو ایک نئی بیاہی ہو ممکن ہے کہ اپنے دولہا کے مرنے پر راضی ہو اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت دے
پہلے دن میں بیاہ کے اور صبر کرے ایسی سخت مصیبت پر اور رنج اور ملال کی گھونٹ پی رہی ہو
اور مارے شرم کے اپنی محبت اور اپنی لاوارثی اور تمام عمر کی بیوگی اور فراق کے صدمہ کو زبان پر بھی
نہ لائے (کیونکہ اے بھائیو بہو بیٹیوں والو تو ذرا انصاف کرو فاطمہ کبریٰ اوس وقت کسقدر کراہ کراہ کر
رخصت کرتی ہونگی اور کیسی حالت اونکے چہرہ کی ہوگی واظن انها لما اجازته فقالت للقاسم
فأين التلاقي مجھے گمان ہے کہ جب نوشاہ کو رخصت کر چکیں اور یقین ہو گیا ہوگا کہ اب پلٹ کر میدان جنگ
سے نہ آئینگے کس درد سے پوچھا ہوگا کہ اچھا یہ تو بتلائیے کہ اب ملاقات ہوگی قال يوم الحشر عند ابائي
و ابائك قاسم نے کہا ہوگا اب ملاقات بروز حشر ہوگی جہاں ہمارے اور تمہارے آباء کرام جمع ہونگے فقالت
اعطني علامة منك لاتوسل بها من معرفتك كما هو مروي مشهور فاطمہ کبریٰ نے کہا کہ اب کوئی
اپنی نشانی مجھے دیجئے جسکے ذریعہ سے میں آپکو بروز حشر پہچان سکوں فمزق معي كمه القميص قطعة واعطاها
وقال خذيها واحفظيها فانك تعرفيني بها انشاء الله حضرت کی آستین میں سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر دولہن کو دیا اور کہا
لیجیئے ہماری یہی نشانی ہے اسکو محفوظ رکھیے اسی سے بروز حشر ہمکو پہچان لینا قلت فليست ادري الى
يومي اذ ذلك الفعل من القاسم لاي غرض كان میں کہتا ہوں کہ مجھے آجتک معلوم نہوا کہ یہ
فعل مضطربانہ جو نکا ایسا حضرت قاسم نے کس غرض سے کیا تھا فان كشف الله ذلك السر عني فعسى ان اذكره
في باب شهادته اگر خدا نے اس راز سربستہ کو مجھپر کھولدیا شاید اسکو میں جلد دوم کے باب شہادت قاسم میں لکھونگا
انشاء الله وقد بقي الخبايا في الزوايا ابھی مصالح مہلت مانگنے کے باقی ہیں پھر

باب ۹۳ کثرت سے رویاے صادقہ کے یزید کا خوف زدہ ہوکر اہلبیت سے آشتی کرنا اور خواب کنیز یزید اور ہند زوجہ یزید کا

لا یخفی ان کثرۃ المنامات وخوارق العادات التی راٰھا عوام المسلمین بعد شہادۃ الحسینؑ کانت بحیث قد اضطرب قلوب السامعین کتب سیر اور تواریخ کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت رویاے صادقہ اور خوارق عادات جنکو عام مسلمانون نے ہر مقام کے بعد شہادت جناب امام حسینؑ کے دیکھا وہ اسقدر تھے کہ دیکھنے والے تو در کنار سننے والون کے بھی دل مضطرب ہو گئے تھے وکادت تخرج ارواحھم وغلب علیھم من الخوف والفزع ما لا مزید علیہ دیکھنے والے اور سننے والون کی روح قریب تھا کہ جسم سے نکل جاے اور اسقدر خوف اور ترسناکی اون پر غالب ہو گئی تھی جس پر زیادتی متصور نہین ہو سکتی حتے ان یزید مع شقاوتہ قد ارتعدت مفاصلہ وجزم علے ظہور الفتنۃ وشق العصا یزید باینہمہ کہ اسقدر شقاوت اوسمین تھی اوسکے بھی مارے خوف کے جوڑ بند ہل گئے تھے اور اوسکو یقین ہو گیا تھا کہ اب فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے اور بلوہ ہو جائیگا وقد حکی ارباب السیر منہا کثیرۃ فمنہا ما حکی ابو اسحق الاسفراینی فی کتابہ المسمی بنور العین ارباب سیر اور تواریخ نے بہت سی حکایتین اس قسم کی لکھی ہین اوسمین سے دو ایک باتین مناسب اس باب کے ہم لکھتے ہین جنکو ملا ابو اسحاق اسفراینی جو عالم معتبر اہلسنت کے ہین اونھون نے کتاب نور العین مین لکھا ہے قال وزادنی تنکیت ثنایا الحسین واذا بغراب علی شرایف القصر یزعق فلما سمعہ یزید ارتعدت فرایصہ وتغیرت احوالہ کہتے ہین کہ یزید ملعون جب چوب بید سے دندانہاے امام حسینؑ سے بے ادبی زیادہ کر چکا ناگاہ ایک کوا قصر یزید کے بلند مقام پر آکے بیٹھ کر بولنے لگا جب

یزید نے اوسکے بولنے کی آواز سنی بدن مین اوسکے تھرتھری پڑگئی اور حالت اوسکی دگرگون ہوگئی مین کہتا ہون کہ اس زاغ کے معجزے کو تفصیل مین نے جناب زینبؑ کے باب مین لکھا ہے ثُمَّ قَالَ صَاحِبُ الْكِتَابِ قَالَ الشَّهْرُ وَرْزِي بَيْنَمَا نَحْنُ وَاقِفُونَ يَوْمًا مِنَ الْاَيَّامِ عِنْدَ يَزِيْدَ وَاِذَا بِامْرَأَةٍ لَمْ اَرَ اَحْسَنَ مِنْهَا ملا ابو اسحاق کہتے ہین کہ شہر وزی روایت کرتا ہے ہم لوگ یزید کے پاس ایک دن موجود تھے اونھین دنون مین جب اہلبیت اطہار دمشق مین آئی ہین ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک عورت چلی آتی ہے جس سے بڑھکر حسین عورت ہمنے کبھی نہین دیکھی تھی وَهِيَ تَرْفُلُ فِي اَذْيَالِهَا وَلَمْ تَزَلْ مُقْبِلَةً حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى يَزِيْدَ وَقَالَتْ لَهُ مَا هٰذَا الرَّاْسُ قَالَ رَاْسُ الْحُسَيْنِ عہ یہ عورت باوجود اس حسن اور جمال کے گھبرائی ہوئی تھی اور بیتاب دوڑتی ہوئی آتی تھی کہ دامن اوسکے زمین مین لٹکتے جاتے تھے اور اوسکو اسکی خبر نتھی یہان تک کہ یزید کے پاس پہونچ گئی اور کہنے لگی کہ یہ کیسا سر تیرے سامنے رکھا ہوا ہے یزید نے کہا کہ یہ سر حسین ابن علی کا ہے فَقَالَتْ هٰذَا وَاللهِ يَعِزُّ عَلٰى جَدِّهٖ وَاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ اوس عورت نے یزید سے کہا کہ یہ حرکت تیری قسم بخدا بشدت ناگوار ہے انکے نانا محمد مصطفیٰؐ اور انکے پدر بزرگوار اور انکی مان فاطمہ زہراؑ اور انکے تمامی اہلبیت کو اور سب کا دل دکھ رہا ہے وَاللهِ لَقَدْ رَاَيْتُ السَّاعَةَ وَاَنَا نَائِمَةٌ كَاَنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ فُتِحَتْ وَهَبَطَتْ مِنْهَا خَمْسُ مُلُوْكٍ بِاَيْدِيْهِمْ كَلَالِيْبُ مِنْ نَارٍ قسم خدا کی مین نے ابھی خواب دیکھا ہے اور مین سو رہی تھی جیسے سب کہ دروازہ آسمان کے کھل گئے ہین اور پانچ فرشتہ آسمان سے اوترے ہین اور اونکے ہاتھون مین آگ کی سیخین یا دستپناہ ہین جو دہک رہے ہین وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَمَرَنَا اللهُ الْجَبَّارُ اَنْ نُحْرِقَ هٰذِهِ الدَّارَ اور وہ کہتے ہین کہ ہمکو خداوند قہار نے حکم دیا ہے کہ اس گھر کو جہان ایسی بے ادبی کی باتین ہو رہی ہین جلا دین

فَالتفت يَزِيدُ اِلَيهَا وَقَالَ وَيلَكِ اَنتِ فِي مِلكِي وَنِعمَتِي وَتَقُولِي هٰذَا الكَلَامَ يَزيد
اوس عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ داے ہو تجھپر تو میری مملوک ہے اور میری نمک
پروردہ ہو کر بہار نعمت بسر کرتی ہے اور پھر ایسا کلام گستاخی کا کہتی ہے وَاللهِ
لَاَقتُلَنَّكِ اَشَدَّ قَتلَةٍ قسم بخدا مین تجکو ضرور قتل کرونگا اور بری طرح سے قتل کرونگا
قَالَت وَمَا الَّذِي يُنجِينِي مِن ذٰلِكَ قَالَ تَرقِي المِنبَرَ وَتَسُبِّي عَلِيًّا وَاَولَادَهُ
اوس عورت نے کہا کہ پھر ایسی بھی کوئی بات ہے کہ مجھے تیری ناراضی سے نجات
دے اور قتل سے بچ جاؤن یزید نے کہا کہ ہان منبر پر چڑھکر علی ابن ابی طالب
اور اونکی اولاد کو تو برا کہے فَقَالَت اَفعَلُ ذٰلِكَ فَاَمَرَ بِجَمعِ
النَّاسِ وَقَالَ لَهَا قُومِي وَارقِي المِنبَرَ وَافعَلِي مَا اَمَرتُكِ
اوس عورت نے کہا کہ اچھا مین یہی کرونگی پس یزید نے حکم دیا کہ دربار مین مجمع ہو
جب مجمع ہو چکا اس عورت سے کہا کہ اوٹھ کھڑی ہو اور منبر پر جا کر جو مین نے
حکم دیا ہے اوسکو بجا لا فَقَامَت عَلٰی اَقَلِّ مِن مَهلِ وَرَقَت المِنبَرَ وہ عورت
کھڑی ہو گئی اور منبر پر چڑھگئی وَقَالَت يَا مَعشَرَ النَّاسِ اِعلَمُوا اَنَّ يَزِيدَ
يَاْمُرُنِي اَن اَسُبَّ عَلِيًّا وَاَولَادَهُ کہنے لگی کہ سب ادمی واقف ہو جائین کہ یزید
مجکو حکم دیتا ہے کہ مین علی ابن ابی طالب؏ اور اونکی اولاد کو برا کہون وَهُوَ السَّاقِي
عَلَی الحَوضِ وَلِوَاءُ الحَمدِ بِيَدِهِ وَوَلَدَيهِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهلِ الجَنَّةِ
اور علی ابن ابی طالب کا یہ مرتبہ کہ حوض کوثر پر بروز قیامت وہی سب کو سیراب
کرینگے ور لواے حمد اونھین کے ہاتھ مین ہو گا اور اولاد اونکی یعنی حسنین
علیہم السلام دونو سردار تمامی جوانان بہشت کے ہین فَاسمَعُوا
مَا اَقُولُ اَلَا لَعنَةُ اللهِ عَلٰی يَزِيدَ وَعَلٰی مَن تَابَعَ وَشَايَعَ
فِي قَتلِ الحُسَينِ اب سب لوگ سن لین جو مین کہتی ہون خدا کی لعنت
اور تمام اون لعنت کرنے والون کی لعنت یزید پر ہو جسکو خدا نے
قران مین بلفظ لاعنین یاد کیا ہے اور خدا کی لعنت اون لوگون

پر ہو جنھون نے یزید کی بیعت کی ہے اور جو لوگ پیروی یزید کر کے قتل مین جناب امام حسینؑ کے شریک ہوئے ہین وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى عَلِيٍّ وَوُلْدِهِ وَشِيْعَتِهِمْ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اور درود نا محدود خدا کا علی پر اور اونکے دونو صاحبزادون پر اور اونکے پیرو اور دوستون پر ہو جب سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے روز قیامت تک عَلَيْهَا اَحْيٰى وَعَلَيْهَا اَمُوْتُ وَعَلَيْهَا اُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تعم انھین اعتقادات پر مین زندہ رہی ہون اور انھین پر مرونگی اور انھین اعتقادات پر قبر سے اوٹھائی جاونگی انشاء اللہ تعم فَغَضِبَ يَزِيْدُ مِنْ كَلَامِهَا وَقَالَ مَنْ يَكْفِيْنِيْ شَرَّهَا یزید کو اوسکا کلام سنکر طیش آگیا اور کہنے لگا کہ کوئی حاضر ہے جو اسکی شرارت سے مجکو رہائی دے یعنی اسکو قتل کرے فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الضَّارِ اَنَا اَكْفِيْكَ ایک مرد و قبیلہ بنی ضار سے اوٹھکر کہنے لگا کہ مین اسکا کام تمام کر کے تجکو خوش کرتا ہون فَقَامَ وَضَرَبَهَا بِسَيْفِهٖ فَمَاتَتْ رَحِمَهَا اللّٰهُ وہ شقی اوٹھکھڑا ہوا اور ایک تلوار اوسکو ماری کہ وہ جان بحق تسلیم ہوئی خدا کی رحمت اوس پر ہو قُلْتُ وَلِكَثْرَةِ ظُهُوْرِ الْمُعْجِزَاتِ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامَاتِ الَّتِيْ رَاهَا يَزِيْدُ وَاَهْلُ دِمَشْقَ لَا يُبْعَدُ صِحَّةُ مَا رُوِيَ فِي الْبِحَارِ عَنِ الْمَنَاقِبِ مین کہتا ہون کہ بسبب زیادہ ظاہر ہونے معجزات کے جو حالت بیداری اور خواب مین ہوئے اور یزید اور اہل دمشق نے اونکو دیکھا اور سنا کچھ دور نہین ہے کہ جو روایت بحار مین صاحب مناقب سے نقل کی ہے وہی صحیح ہو وَهِيَ اَنَّ يَزِيْدَ اَدْخَلَ نِسَاءَ اَهْلِ الْبَيْتِ فِيْ دَارِهٖ وَاَمَرَ اَنْ يُصْلَبَ رَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ وہ روایت یہ ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ زنان اہلبیت یزید کے گھر مین داخل کیے جائین اور سر جناب امام حسینؑ کا یزید کے دروازہ پر لٹکایا جاوے وَيُرْوٰى اَنَّهَا كُنَّ اُمَّ لَيْلٰى مَعَهُنَّ وَهِيَ مِنْ اَخَصِّ اَهْلِ الْقَرَابَاتِ لِيَزِيْدَ اسی روایت کی تائید اس سے

زنان اہلبیت کا [illegible] عورتون کا رونا

بھی ہوتی ہی کہ جناب ام لیلی مادر علی اکبرؑ جو حقیقی پھوپھی زاد بہن یزید کی تھین یہ بھی ہمراہ
اہلبیت کے آئی تھین اسی لحاظ سے اپنے گھر مین اہلبیت کو اوتارا ہوگا قال فلما دخلت النسوۃ
دار یزید لم یبق من آل معاویۃ ولا آل ابی سفیان الا استقبلن بالبکاء
والصراخ والنیاحۃ علی الحسین جب اہلبیت گھر مین یزید کے داخل ہوئی کوئی
عورت آل معاویہ اور آل ابی سفیان سے باقی نہی جسنے گریہ وزاری اور نوحہ باواز بلند جناب
امام حسینؑ پر نکیا ہو والقین ما علیہن من الثیاب والحلی واقمن الماتم
علیہ ثلثۃ ایام اور جو کپڑے عمدہ اور زیور پہنے ہوئے تھین وہ سب اوتار ڈالے اور
تین روز ماتم حضرت کا برپا کیا وھذا اما رواہ فی البحار یخالف لما ھو المشہور
من قصۃ السجن وحبسہن فیہ یہ روایت جو بحار مین نقل کی ہی مخالف ہے
اوس مشہور روایت کے جسمین قیدخانہ کا ذکر ہے اور اہلبیت کا قیدخانہ مین مقید ہونا اس
روایت سے نہین ثابت ہوتا ہی ولکنہ اوفق وانسب بالروایۃ التی فیہا ذکر
ورودھن بکربلا یوم الاربعین لیکن یہ روایت نہایت مناسب ہے اوس روایت سے
جسمین اہلبیت کا بروز اربعین کربلا مین پہونچنا مذکور ہوا ہے ولا یبعد ان یکون
ادخالھن فی بیتہ بعد ما راہ من الامور المعجزۃ ان دونو روایتون کا اختلاف
اس طور پر دفع ہو سکتا ہی کہ پہلے یزید نے اہلبیت کو قیدخانہ بھیجا ہو اور پھر جب بہت سے
معجزات ظاہر ہوئے اور یزید خوفناک ہوا تب اونکو اپنے گھر مین رہنے کی تکلیف دی ہو اب
دونو روایتین درست ہو جاتی ہین ومنہا ما ذکرہ ابو اسحاق ان یزید دخل فی
منزلہ ووضع الطست الذی فیہ راس الحسینؑ منجملہ ان روایات کے جو امور معجزہ پر شامل
ہین ایک یہ بھی روایت ہے جسکو ملا اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یزید ایکدن اپنے گھر مین داخل ہوا
اور وہ طشت جسمین سر حضرت امام حسینؑ کا تھا اوسکو اپنے سامنے رکھا فجعل یبکی ویلطم
علی وجھہ ویقول ما کان لی وللحسین یزید روتا تھا اور اپنے منھ پر طمانچہ مارتا تھا
اور کہتا تھا کہ مجھے کیا کام تھا جو مین نے امام حسینؑ کو قتل کیا وفی بعض الروایات
ما لی ولقتل الحسین ولکن ابی اسحاق ترک التصریح بہا این

کہتا ہون کہ بعض روایات مین بتصریح مذکور ہے کہ یزید نے کہا کہ مجکو کیا سروکار تھا جو مین نے اوس جناب کو قتل کیا لیکن ملا ابو اسحق نے اس لفظ کو اپنی عبارت سے اوڑا دیا وَلِهٰذَا یَسْتَدِلُّ مَنْ لَامَعْرِفَةَ لَهٗ اَنَّ یَزِیْدَ قَدْ تَابَ وَاَنَابَ اور اسی رونے سے یزید کے جس شخص کو معرفت اور علم نہین ہے وہ استدلال کرتا ہے کہ یزید نے توبہ کرلی وَلَایَدْرِیْ هٰذَا الْقَائِلُ اَنَّ فِیْ قَتْلِ اٰحَادِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا اَوْعَدَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِی الْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اور یہ شخص نہین جانتا ہے کہ ادنے سے مومن کے قتل کرنے مین خداوند عالم نے قران مین کیسے سزا ئے سخت کا وعدہ فرمایا ہے فقال وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا فرمایا خدا نے قران مین کہ جو شخص ایک مومن کو بھی دیدہ و دانستہ قتل کرے اوسکی سزا یہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا وَاَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰۤی اَنَّ مَنْ قَتَلَ مُسْلِمًا مُّتَعَمِّدًا فَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ اور تمام مسلمانونکا اجماع اس بات پر ہے کہ جو شخص عمدًا کسی مسلمان کو قتل کرے دنیا مین اوسکی توبہ نہین قبول کیجاتی ہے وَیُحَدُّ وَیُؤْخَذُ مِنْهُ الْقِصَاصُ فِی الدُّنْیَا لَامُحَالَةَ حد شرع اوسپر جاری ہوگی اور قصاص ضرور لیا جائیگا اَمَّا فِی الْاٰخِرَةِ فَقَدِ اخْتُلِفَ فِیْهِ رہا آخرت کا حال کہ وہان بھی یہ توبہ مقبول ہوگی یا نہوگی اسمین اختلاف ہے وَظَاهِرُ الْقُرْاٰنِ وَالْمَرْوِیِّ عَنْ اَهْلِبَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَاْبٰی عَنْ ذٰلِکَ اَیْ لَایَغْفِرُهُ اللّٰهُ اور ظاہر آیہ قران کا اور احادیث اہلبیت رسالتمآب کا اس سے انکار کرتے ہین یعنی آخرت مین بھی اوسکی توبہ مقبول نہوگی خدا اوسکو نہ بخشیگا وَاَمَّا فِیْ قَضِیَّةِ سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ ع فَقَدْ رَوَی الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ اَنَّ قَاتِلِیْهِ یُعَذَّبُوْنَ بِاَشَدِّ الْعَذَابِ لَامُحَالَةَ لیکن جناب امام حسین ع کے حال مین تو فریقین روایت کرتے ہین کہ آپکے قاتل بڑے سخت عذاب مین گرفتار ہین فَهٰذَا مِنَ الْمُسْتَثْنَیَاتِ الَّتِیْ لَایَجُوْزُ الْبَحْثُ عَنْهَا یہ تو ایک خاص بات ہے اسمین کسیکو بحث ہی نہین کرنی چاہیے وَاَمَّا مَا اشْتَهَرَ اَنَّ سَیِّدَنَا السَّجَّادَ ع قَدْ عَلَّمَ یَزِیْدَ صَلٰوةَ الْغَفِیْلَةِ وَدُعَاءَ التَّوْبَةِ فَاِنِّیْ اِلٰی تِلْکَ الْغَایَةِ لَمْ اَجِدْ لَهٗ مَاْخَذًا صَحِیْحًا مِنَ الْکُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ اَصْلًا + لیکن یہ جو مشہور ہے

کہ سید الساجدین ؑ نے یزید کو نماز غفیلہ پڑھنے کو حکم دیا اور دعا توبہ تعلیم فرمائی پس مین نے تو آج تک
کسی کتاب معتبر مین اس روایت کو نہین دیکھا ہو فَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ فِی التَّوْبَۃِ نَفْعٌ
کَیْفَ یُلَقِّنُہُ الْاِمَامُ مَا لَا یَجِدُ بِہٖ نَفْعًا اگر یزید کی توبہ قابل قبول دنیا اور آخرت
مین نہتھی پھر امام کیونکر اوسکو ایسی چیز بتلا سکتے تھے جسکا کرنا محض لغو تھا اور کچھ فائدہ اوسمین
نہتھا قُلْتُ ھٰذَا اِنْ صَحَّ فَھُوَ مِنْ کَرَامَۃِ نَفْسِہِ الطَّاھِرَۃِ کَمَا اَنَّ جَدَّہٗ اَیْقَظَ
اِبْنَ مُلْجَمٍ وَسَقَاہُ شَرْبَۃً مین کہتا ہون کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ آپکے کرامت نفس پر
دلالت کرتی ہو جس طرح آپکے جد نامدار علی ابن ابیطالب ؑ نے اپنے قاتل کو نماز کیواسطے جگایا حالانکہ
نماز اوسکی کب مقبول تھی اور بعد زخمی ہونیکے اوسکو شربت بھی پلوایا گوکہ وہ واجب القتل تھا
یہ اسرار خاصان خدا کے ہین ثُمَّ لَا یَدُلُّ ذٰلِکَ عَلٰی اَنَّ تَوْبَتَہٗ قَدْ قُبِلَتْ عِنْدَ اللّٰہِ
اور نیز یہ روایت کسی طرح اسپر دلالت نہین کرتی ہو کہ یزید کی توبہ خدا نے قبول کی بَلِ
الْمَرْوِیُّ اَنَّہٗ لَمْ یُوَفَّقْ لِقِرَاءَۃِ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَنْطِقْ لِسَانُہٗ بِالدُّعَاءِ بلکہ اسی
روایت مین یہ بھی مشہور ہو کہ یزید کو توفیق نماز غفیلہ پڑھنے کی نہوئی اور نہ دعا توبہ کے الفاظ
اوسکی زبان سے نکلے امام ؑ نے اپنے فعل کو پورا کردیا ثُمَّ بَعْدَ مَا دَوَّنَ اَرْبَابُ السِّیَرِ مِنْ
تَعْذِیْبِ قَاتِلِیْہِ وَمِنْ حَالَاتِ یَزِیْدَ وَمَآلِہٖ کَیْفَ یَرْتَابُ اَحَدٌ
فِیْ کَوْنِہٖ مُعَذَّبًا مُخَلَّدًا فِی النَّارِ پھر بعد ملاحظہ اون روایات کے
جو ارباب سیر اور تاریخ نے حضرت کے قاتلون کو گرفتار عذاب ہونے کے
لکھے ہین اور حالات یزید اور اوسکے انجام کی خرابیان بیان کی ہین
کون شخص ایسا ہے جسکو یزید کے معذب ابدی ہونے مین اور ہمیشہ دوزخ
مین رہنے مین شک ہوسکتا ہے وَلْنَذْکُرِ الْاٰنَ مَا نَحْنُ
بِصَدَدِہٖ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ بَعْدَ رِوَایَۃِ بُکَاءِ یَزِیْدَ اب ہم
جس بات کے درپے ہین اوسکو بیان کرتے ہین ملا ابو اسحاق بعد ذکر روایت
گریہ یزید کے کہتے ہین قَالَتْ ھِنْدٌ زَوْجَۃُ یَزِیْدَ
لَمَّا اَخَذْتُ مَضْجَعِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ رَاَیْتُ کَاَنَّ اَبْوَابَ

السماء فقد فتحت ہند زوجہ یزید کہتی ہے کہ اوس شب کو جب مین سوئی دیکھا مین نے
گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہین والملائکۃ باجمعہم قد نزلت وھم یدخلون
الی راس الحسین ع اور بہت سی جماعت فرشتونکی اوتری ہے اور وہ سب اوس مقام پر
آتی ہین جہان سر اقدس جناب امام حسین ع کا رکھا ہوا ہے ویقولون السلام علیک
یا ابا عبد اللہ اور سب فرشتے حضرت پر سلام کرتے ہین فبینما انا کذلک
اذ نظرت سحابۃ قد نزلت من السماء وفیہا رجال کثیرۃ ابھی مین
یہ دیکھ رہی تھی کہ ایک لکہ ابر نمودار ہوا اور آسمان سے اوترا اوسمین بہت سے
مرد تھے وبینہم رجل قمری اللون فاقبل حتی دنی من راس
الحسین ع اونھین مردون مین ایک بزرگ ہین جنکا رنگ مثل ماہتاب کے ہے وہ اوترے
یہان تک کہ سر مقدس کے پاس پہونچگئے وانکب علیہا وھو
یقول السلام علیک یا ولدی قتلوک ومن شرب
الماء منعوک اتراھم ما عرفوک وہ بزرگ سر اقدس کے
طرف جھکے اور فرماتے تھے سلام ہو تجھپر اے میرے فرزند ان لوگون نے تمکو
شہید کیا اور پانی پینے سے منع کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو اونھون نے
پہچانا نتھا وانا جدک المصطفی وھذا ابوک
علی ن المرتضی وھذا اخوک الحسن ع وھذا عمک
جعفر ع مین تمھارا نانا محمد مصطفی ص ہون یہ تمھارے باپ علی ع ہین یہ تمھارے
بھائی حسن ع یہ چچا تمھارے جعفر طیار سب تمھارے زیارت
کو آئے ہین وھکذا الی اخرھم اسی طرح جناب رسالت مآب
نے جتنے بزرگوار تشریف لائے تھے سب کے نام جدا جدا لیے
فعند ذلک ارتعبت فانتبہت من نومی وطلبت زوجی
فوجدتہ فی مکان مظلم وعلی وجہہ بیدیہ یلطم
مجھے اوس وقت رعب غالب ہوا اور خواب سے ڈر کر چونک پڑی

اور یزید کی مین نے تلاش کی مین نے اوسکو دیکھا ایک اندھیرے مکان مین بیٹھا ہوا ہے اور
منھ پر اپنے طمانچہ مار رہا ہی ویقول مالی وللحسین بار بار یہی کہتا ہی کہ مجھ کیا ہوا تھا
جو مین نے حسین کے ساتھ یہ بدسلوکی اور برائی کی فقلت لہ اسکت حتی
اخبرک بما رأیت فسکت مین نے اوس سے کہا ذرا چپ ہو جا مین تجھسے بیان کرون
کہ مین نے اسوقت کیا خواب مین دیکھا ہی پس یزید چپ ہو گیا ثم قصصت علیہ
الرؤیا وھو منکس راسہ پھر مین نے اپنا خواب اوس سے بیان کیا اور یزید سر جھکائے
ہوئے چپ سنا کیا وزاد فی البحار فی تتمۃ الرؤیا قالت ھند واذا بنور
قد انتشر علی راس الحسین علیہ السلام اور بحار مین ہند کے خواب کے آخر مین اتنے لفظ اور
بڑھا دی ہی ہند نے کہا کہ مین نے ایک نور دیکھا جو سر مطہر جناب امام حسین پر پھیل گیا
وھذہ الروایۃ کانھا مشھورۃ لاریب فیھا اور یہ روایت ہند کے
خواب دیکھنے کی کتب فریقین مین وارد ہی اور درجہ شہرت کو پہونچگئی ہی اسکی صحیح ہونے مین کوئی
شک نہین ہی وھو اخر الرؤیا من تلک المنامات واخر الکرامات التی لم
یتمکن یزید ان یتعدی علی اھل البیت بعد ذلک یہ آخری خواب ہے جو ہند نے دیکھا
منجملہ بہت سے خوابون کے جو عامہ خلایق سے اون ایام مین منقول ہوئے ہین اور آخری کرامت
بھی خواب کے اقسام سے پھر اسکے بعد یزید کو قدرت نہی جو اہلبیت پر ظلم کرتا

باب ۹۴ اہلبیت کا دمشق سے رخصت ہونا بعد ایک ہفتہ کو ماتمداری کے اور کربلا مین پہونچنا اور مفصل روایت جابر ابن عبد اللہ انصاری کی

قال ارباب المقاتل ولفظ الروایۃ علی ما فی البحار فلما اصبح یزید استدعی بحرم رسول اللہ
راویان مصایب کہتے ہین اور یہ روایت جسکو ہم لکھتے ہین بحار کی ہی جب صبح کو یزید اوٹھا یعنی اوسی صبح کو
جسکی شب کو ہندہ نے خواب دیکھا ہے حرم رسول اللہ کو طلب کیا یا یہ معنی ہین کہ اہلبیت اطہار سے درخواست کی اور یہی
اسوقت بہت مناسب ہی اسلیے کہ دوبارہ دربار عام مین طلب کرنا میری نظر سے کسی روایت مین نہین گذرا اور یزید
کا خوفناک ہونا اور پشیمان ہونا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے فقال لھن ایما احب الیکن المقام
عندی او الرجوع الی المدینۃ ولکم الجائزۃ السنیۃ مخدرات عصمت

سے کہنے لگا کہ اب کیا تمکو منظور ہے اور کسمین تمھاری خوشی ہے میرے پاس دمشق مین بآرام
تمام رہنا یا مدینہ کو پلٹ جانا اور مین نے تمھارے واسطے بہت کچھ مال اور اسباب دینا
تجویز کیا ہے اَقُولُ وَاعْلَمُوا اَیُّهَا الْاِخْوَانُ اَنَّ اَیَّامَ الْبَلَاءِ وَالْاِمْتِحَانِ الَّتِی
کَانَ اللّٰهُ قَدِ امْتَحَنَ بِهَا اَهْلَبَیْتِ نَبِیِّکُمْ قَدِ انْقَضَتْ وَکَیْفَ اسْتَقَامُوْا
فِیْهِ مین کہتا ہون اب معلوم کرو اے برادران دینی کہ جتنے دن بلا اور امتحان کے ایسے
تھے جسمین خدا نے تمھارے نبی کی اہلبیت کا امتحان لینا صبر و شکیبائی مین
از روز ازل مقرر کیا تھا سب گذر گئے اور کیا خوب استقامت اور بامردی ان بزرگوارون
نے فرمائی فَلَمْ تُصِبْهُمْ لَذَّۃُ الْاَقْدَامِ وَلَمْ تُصِبْهُمْ مِنَ الشَّکْوٰی شَیْءٌ
کسی مقام پر ان برگزیدگان الٰہی کا قدم راہ صبر سے لغزش مین نہ آیا اور نہ کسی مصیبت پر
کیسی ہی سخت کیون نتھی انھون نے شکایت کی اور ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ تقدیر الٰہی ہمارے
نسبت اسی مین جاری ہے بَلْ صَبَرُوْا عَلٰی مَا اُوْذُوْا فَوَصَلُوْا اِلٰی مَا وُعِدُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ
لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بلکہ جسقدر ایذا انکو زیادہ پہونچائی گئی اوتنا ہی صبر انکا بڑھتا گیا پس
بدولت اسی صبر کے اون مراتب کو پہونچے جنکا خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا اسلیے کہ خدا
ہرگز وعدہ خلافی نہین کرتا ہے وَهَلْ سَمِعْتُمْ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَؑ اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ
اَنَّ اَحَدًا مِنْ وُلْدِہٖ صَبَرَ کَمَا صَبَرَ هٰؤُلَاءِ الْکِرَامُ اور جب سے خلقت حضرت
آدمؑ کی ہوئی آج تک کسی فرد بشر کا حال سنا گیا ہے کہ جسنے باوجود قدرت رد مصیبت کے
ایسا صبر کیا ہو جس طرح اہلبیت اطہار نے کیا قَالَ فِی الْبِحَارِ اِنَّ اَهْلَ الْبَیْتِ
قَالُوْا نُحِبُّ اَوَّلًا اَنْ نَنُوْحَ عَلَی الْحُسَیْنِ بحار مین روایت کی ہے یزید
کی درخواست کے جواب مین اہلبیت نے یہ فرمایا کہ پہلے تو ہم یہ چاہتے ہین کہ
گریہ و زاری اور نوحہ و فغان جناب امام حسینؑ پر کرین وَفِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ اَنَّهُمْ
قَالُوْا یَا یَزِیْدُ نَحْنُ مُنْذُ فَارَقْنَا الْحُسَیْنَؑ وَعُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ زِیَادٍ
لَمْ یُمَکِّنَّا مِنَ الْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ اور نور العین مین ملا ابو اسحاق کہتے ہین
کہ اہلبیت نے یہ فرمایا اے یزید جب سے ہم جناب امام حسینؑ سے

جدا ہوے اور ابن زیاد نے ہمکو دمشق مین روانہ کیا کسی وقت ہمکو ممکن نہوا کہ ہم رو سکتے
یا چلا سکتے اس روایت سے تصدیق اوس فقرہ کی ہوتی ہے جو بعض راویون نے
اس مقام پر نقل کیا ہے وَاِنْ دَمَعَتْ مِنَّا عَيْنٌ قُرِعَتْ بِالسِّنَانِ ترجمہ اسکا
بلفظہ کرنے سے جگر شق ہوتا ہے مگر بکنایہ مین کہتا ہون کہ اگر کوئی آنکھ ڈبڈبا جاتی تھی
اور اوسمین آنسو بھر آتا تھا نوک نیزہ کا گزند اوسکو پہونچاتے تھے قَالَ فِي الْبِحَارِ ثُمَّ
اُخْلِيَتْ لَهُنَّ الْحُجَرُ وَالْبُيُوتُ فِي دِمَشْقَ بحار مین فرمایا ہے کہ بعد اس درخواست کے
ماتمداری کیواسطے حجرہ اور گھر اہلبیت کے لیے خالی کرا دیے گئے اور یہ پہلی مجلس ماتم
امام حسینؑ کی تھی جو اہلبیت نے دمشق مین برپا کی قُلْتُ وَتَفَكَّرُوا فِي حَالَاتِهِنَّ
فَاِنَّ بَعْدَ الْاِذْعَانِ بِذٰلِكَ وَالْاِطْمِينَانِ عَلٰى اَنَّ اَحَدًا لَا يَمْنَعُهُنَّ عَنِ
الْبُكَاءِ وَالصُّرَاخِ اب سوچنا چاہیے کہ جو بیچاری عورتین اسقدر ستم رسیدہ ہون
کہ اپنے وارثون کے غم مین اونکے آنکھون مین آنسو بھی نہ آنے پاتے ہون اور یک بیک اونکو
اطمینان حاصل ہو جائے کہ اب کوئی ہمکو چلا کر رونے سے منع نکریگا فَكَيْفَ كُنَّ مِنْ شِدَّةِ
النِّيَاحِ وَالصُّرَاخِ وَمَا كَانَ اَمْرُهُنَّ فِي ذِكْرِ الْمَصَائِبِ وَالْاٰلَامِ اب کسقدر زور زور
وہ رونے لگین ہونگی اور کسقدر بیان مصایب مین انکی زبان کھلے ہوگی فَاِنَّ مِنْ جِبِلَّةِ
الْاِنْسَانِ اَنَّهٗ مَتٰى كَانَ مَرْعُوبًا مَقْهُوْرًا مَمْنُوْعًا عَنِ الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ عَلٰى مَوْتِ
الْاَقْرِبَاءِ يَتَجَرَّعُ غُصَصَ الْحُزْنِ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ اسلیے کہ آدمی کا خلقی امر یہ ہے
کہ جب وہ خوفناک ہو اور ڈرایا جائے منع کیا جائے کہ اپنے عزیزون کے مرنے پر
بیتاب نہونے پائے نہ رونے پائے وہ شخص رقت کو ضبط کرتا ہے مگر دم اوسکا گھٹا جاتا ہے
اور بڑی دشواری سے ضبط ہو سکتا ہے اور قریب بہلاکت پہونچتا ہے وَمَتٰى زَالَ عَنْهُ
الْخَوْفُ يَصْرَخُ صُرَاخًا عَالِيًا وَيَبْكِيْ بُكَاءً طَوِيْلًا اور جب ایکبار کی اوسکا خوف
جاتا رہے فوراً چلا اوٹھتا ہے اور بے اختیار رونے لگتا ہے یہی بیتابی اور بے اختیاری
جناب زینب اور ام کلثومؑ کی تصور کرنی چاہیئے فِيْمَا كَانَتْ تَقُوْلُ وَبِمَا تَرْثِيْ
بِهٖ اَخَاهُمَا وَابْنَ عَلِيًّا اب کیا کہکر جناب زینبؑ اپنے بھائی

دمشق مین سات روز اہلبیت علیہم السلام نے مجلس عزا برپا کی

کو روتے ہونگی اور کیسے بین جگرخراش کرتے ہونگے جب آپ پروردہ آغوش جناب علی اکبر کو
یاد کیا ہوگا جنکی شہادت کے بعد بیتاب ہوکر خیمہ سے باہر نکل پڑی تھین وَمَا تَقُولُ
اُمُّ کُلْثُوم وَهِيَ اَشَدَّ قَلْقًا مِنْهَا لِفَقْدِ حَامٍ يَحْمِيهَا اور جناب ام کلثوم ع
کیا کہکر روتی ہونگی یہ تو سب سے زیادہ دل شکستہ تھین جنکا کوئی وارث اور سرپرست
دنیا مین نتھا وَبَعْدَ ذٰلِكَ فَمَا تَقُولُ سُكَيْنَةُ وَرَبَابُ فِي رِثَاهُمَا اسکے بعد
یہ خیال کرنا چاہیے کہ جناب سکینہ اور رباب جنکو حضرت امام حسین ع بہت دوست
رکھتے تھے اونکے بین جگرخراش کیسے ہونگے وَكَذٰلِكَ النِّسْوَةُ الْاُخَرُ اور اسی طرح
ہر ایک بی بی جنکے وارث شہید ہوگئے مختلف الفاظ سے طرح طرح کے بین کرتی ہونگی
فَاِنَّ الرُّوَاةَ وَاِنْ لَمْ يُصَرِّحُوا بِذٰلِكَ وَلٰكِنِّي اَعْلَمُ بَلْ كَاَنِّي اَنْظُرُ بِعَيْنِ
الْقَلْبِ وَاَسْمَعُ بِهِ اَنَّ تِلْكَ الْمَرَاثِيَ وَتِلْكَ النِّيَاحَ قَدْ كَانَتْ تَبْلُغُ
اِلٰى نُجُومِ فَوْقِ السَّمَاءِ اگرچہ راویون نے تفصیل ان باتون کی نہین کی ہے اور تصریحات
بین اہلبیت کے ذکر نہین کیے مگر مجکو بخوبی معلوم ہے اور میری دل کی آنکھ اوس مجلس کو
دیکھ رہی ہے اور بگوش دل مین سن رہا ہون کہ یہ مرثیے اور نوحے اہلبیت کے
جو اوس دن ہوئے ہین ایسے تھے کہ انکی آواز عرش الٰہی تک پہونچتی ہوگی اور زمین
اور آسمان ہل رہے ہونگے وَلِذَا قَالَ الرَّاوِي وَلَمْ تَبْقَ هَاشِمِيَّةٌ وَلَا قُرَشِيَّةٌ
اِلَّا وَشَدَّتْ الْاَوْسَاطَ كَمَا فِي نُورِ الْعَيْنِ وَلَبِسَتْ السَّوَادَ كَمَا فِي الْبِحَارِ
یہ وہ سخت ماتم تھا اور وہ تلاطم گریہ وزاری کا تھا چنانچہ راوی کہتا ہے کہ
دمشق مین کوئی عورت ہاشمی اور قریشی باقی نہ رہی جس نے کمر باندھ کر ماتم
نکیا ہو جس طرح کہ ملا ابو اسحق عالم اہلسنت نور العین مین لکھتے ہین اور
نہ کوئی عورت قرشی اور ہاشمی باقی تھی جس نے سیاہ ماتمی کپڑے
نہ پہنے ہون جس طرح بحار مین روایت فرمائی فَنَدَبُوهُ سَبْعَةَ
اَيَّامٍ كَمَا فِي نُورِ الْعَيْنِ سات شبانہ روز تک یہ گریہ وزاری اور ماتم
برپا رہا جیسے کتاب نور العین مین لکھتے ہین اسی سے سمجھنا چاہیے

کہ کس شدت اہتمام سے یہ مجلس برپا کیگئی تھی فلما کان الیوم الثامن قال فی
البحار دعاھن یزید وعرض علیھن المقام فابین وارادوا الرجوع
الی المدینۃ جب اٹھوان دن ہوا بحار مین روایت کی ہی یزید نے اونکو بلاکر
درخواست کی کہ دمشق مین رہین اہلبیت نے وہان رہنے سے انکار کیا اور
مدینہ پلٹ جانیکا قصد کیا فاحضر لھن المحامل وزینھا وامر بالانطاع
الابریسم وصب علیھا الاموال پس محملین اونکے واسطے درست کرکے
حاضر کردین اور ریشمی جھولین پالکی اوٹنون پر ڈالین اور مال و زر اون پر لدوایا
وقال یا ام کلثوم خذوا ھذہ الاموال عوض ما اصابکم اور کہا
نام لیکر جناب ام کلثومؑ کا کہ اے ام کلثوم ان مالونکو لو یہ عوض ہے اون مصیبتونکا جو
تمکو پہونچین فقالت ام کلثوم یا یزید ما اقل حیاءک واصلب
وجھک تقتل اخی واھل بیتی وتعطینی عوضھم جناب ام کلثوم نے
فرمایا کہ اے یزید کسقدر تو بے شرم اور شوخ دیدہ بے غیرت ہے میرے بھائی کو
اور میرے عزیزونکو قتل کرکے اوسکا عوض تو یہ مال مجکو دیتا ہے قال ابو اسحق
فلما ابت زینب دعا یزید بقائد من قوائدہ وضم الیہ الف فارس
ملا ابو اسحق کہتے ہین کہ جب حضرت زینب نے انکار کیا یزید نے ایک شتربان خاص اپنے
شتربانون مین سے بلواکر ہزار سوار اوسکے ہمراہ کیے وامرہ ان یسیر بھم الی
المدینۃ او ای مکان شاؤا وان یقضی لھم جمیع ما یلزمھم اور
اوس افسر کو حکم دیا کہ انکو مدینہ لیجائے یا جہان جانیکا یہ قصد کرین وہان پہونچادے
اور جس چیز کی انکو حاجت ہو کوچ مقام مین سب کو آمادہ اور مہیا کردے یعنی سفر مین
کسی قسم کی ایذا اور تکلیف انکو نہ پہونچے قلت وکانت الجمال سریعۃ السیر
اور مین کہتا ہون کہ یہ اونٹ یقین ہے کہ بہت تیز رفتار ہونگے جنکو یزید نے
انکی سواری مین دیا تھا والا فکیف یمکن ورودھن بارض
کربلا فی عشرین من صفر ورنہ کیونکر ممکن تھا کہ بیسوین صفر

دلائل اثبات ورود اہلبیت کربلا میں بروز اربعین

کو یہ قافلہ زمین کربلا پر پہونچتا و مع ھذا لا یبعد ان سیدنا السجاد قد اشار الی
القائد ان یسیر بھن فی اسرع الاوقات من اقصر الطرق اور باینہمہ کہ اونٹنیاں
تیز رفتار تھیں کچھ دور نہیں ہے کہ جناب سید الساجدینؑ نے اوس افسر سے فرمایا ہو کہ بہت
جلد اس قافلہ کو لیچلے اور بہت سیدھے رستہ سے جاے جو اوسکے علم میں ہو حیث لا یفوت
منھن یوم الاربعین عن زیارۃ الشھید المظلوم تاکہ اس قافلہ سے زیارت اربعین کا
دن فوت نہو جاے فان الزیارۃ فی ذلک الیوم کانت من اہم الامور المسنونۃ
اسلیئے کہ زیارت اربعین کے دن کی بہت بڑا فعل سنتی تھا جسکا بجالانا پہلے امام اور
حجۃ اللہ کو کرنا چاہیے وکذالک ایضا فان سیدنا السجاد لا یبعد ان یکون
قد وعد اباہ ان یاتی لزیارتہ یوم الاربعین ان استطاع الی ذلک
سبیلا اسی طرح مجکو یہ بھی خیال ہے کہ جناب سید الساجدین نے شاید اپنے پدر
بزرگوار سے وعدہ کیا ہو کہ میں زیارت اربعین کو پہونچ جاونگا اگر ان ظالموں کے
قید سے چھوٹا اور یہاں تک زندہ پہونچ سکا وایضا فان المروی من طرق
العامۃ والخاصۃ بکاء السماء والارض علی الحسینؑ اربعین صباحا
اور یہ بھی ایک دلیل ہے کہ فریقین نے روایت کی ہے زمین اور آسمان چالیس دن تک
جناب امام حسینؑ پر روئے ہیں فلا یبعد ان یکون ذلک البکاء لان راسہ
الشریف لم یلحق بجسدہ الی یوم الاربعین پس کچھ دور نہیں ہے کہ زمین اور
آسمان کا رونا اسی وجہ سے ہو کہ چہلم کے دن تک سر مقدس جسد سے ملا کر دفن نہیں کیا
گیا تھا جسکو جناب سید الساجدینؑ نے بروایت مشہور چہلم کے دن دفن کیا ہے وقد
روی فی نور العین ان یزید جشی الراس بالمسک والکافور وسلمھا لھم
فاخذوھا وساروا الی کربلا اور کتاب نور العین میں روایت کی ہے کہ یزید نے
سر مطہر کو مشک اور کافور سے پاک کر کے اہلبیت کو سپرد کیا اور سکو لیکر
وہ قافلہ بطرف کربلا کے روانہ ہوا انتہی اجل من الروایات وھی
مشھورۃ بیننا یہ بھی ایک روایت ہے حالات میں سر اقدس

کی اور یہی روایت یعنی کربلا مین لاکر دفن کرنیکی ہماو گو نہین زیادہ مشہور ہے کہ چہلم کے دن
جناب سید الساجدین ع ہمراہ جسد اطہر کے سر کو دفن کیا وَاَمَّا مَا یُظَنُّ
مِنْ اَنَّ نَبْشَ الْقَبْرِ حَرَامٌ فَکَیْفَ کَانَ یَسُوْغُ لَہٗ ذٰلِکَ اور یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے
کہ قبر کو کھولکر دوبارہ دفن کرنا حرام ہے پھر کیونکر جناب سید الساجدین ع کو یہ فعل کرنا
جایز تھا فَجَوَابُہٗ اَنَّہٗ مِنَ الْمَوَاضِعِ السَّبْعِ الَّتِیْ یَجُوْزُ نَبْشُ الْقَبْرِ فِیْھَا جواب
اس اعتراض کا یہ ہے کہ سات مقام پر قبر کا کھولنا جایز ہے منجملہ اونکے یہ بھی ایک
مقام ہے وَھُوَ اَنَّہٗ اِذَا وُجِدَ مِنْ بَعْضِ الْمَیِّتِ بَعْدَ دَفْنِہٖ شَیْءٌ فِیْہِ عَظْمٌ
وَلَحْمٌ فَیَجُوْزُ نَبْشُ الْقَبْرِ وَیُدْفَنُ ذٰلِکَ الْبَعْضُ مَعَ جَسَدِہٖ یہ وہ مقام ہے
کہ جب میت کے بدن کا کوئی ٹکڑا ایسا ملے جسمین ہڈی اور گوشت ہو پس جایز ہے کہ
قبر کھولکر اوس ٹکڑہ کو ہمراہ جسد کے دفن کردین عَلٰی اَنَّہٗ قَدْ رُوِیَ فِیْ بَعْضِ
الرِّوَایَاتِ اَنَّ الْحُسَیْنَ ع وَاَصْحَابَہٗ لَمْ یُدْفَنْ اَجْسَادُھُمْ اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ
وَبَقُوْا عَلَی الْاَرْضِ غَیْرَ مَدْفُوْنِیْنَ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا علاوہ یہ ہے کہ بعض روایتین ایسی
بھی ہین کہ جناب امام حسین ع اور اصحاب حضرت کے چالیس روز تک بے دفن و کفن
زمین کربلا پر رہے فَاِنْ صَحَّتْ تِلْکَ الرِّوَایَۃُ فَلَا حَاجَۃَ اِلٰی نَبْشِ الْقَبْرِ اَیْضًا
اگر یہ روایت صحیح ہو پھر تو قبر کھولنے کی بھی کچھ احتیاج نہوگی بِاَبِیْ وَاُمِّیْ کَیْفَ
اِخْتَبَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِیَّاہُ حَتّٰی اَنَّہٗ لَمْ یُعْلَمْ بَعْدُ اَنَّہٗ مَتٰی دُفِنَ وَھَلْ دُفِنَ رَاْسُہٗ مَعَ
جَسَدِہٖ اَوْ لَمْ یُدْفَنْ مَعَہٗ فدا ہون مان باپ ہمارے اوس شہید مظلوم پر کیا سخت
امتحان خدا نے اونکا لیا آجتک یہ بھی نہین معلوم ہو کہ سر اوس جناب کا ہمراہ جسد کے
دفن ہوا یا نہین اور نہ اسکی تحقیق ہوئی کہ لاش اوس جناب کی کس دن دفن کی گئی

باب ۹۵ جواب اس اعتراض کا کہ چہلم کو اہلبیت کربلا مین کیونکر پہونچے

ثُمَّ نَقُوْلُ اَمَّا وُرُوْدُھُمْ بِاَرْضِ کَرْبَلَا یَوْمَ الْاَرْبَعِیْنَ فَقَدِ اخْتُلِفَ فِیْہِ ہم کہتے ہین
کہ چہلم کو دن پہونچنا اہلبیت کا زمین کربلا پر اسمین بڑا اختلاف ہے فَاَکْثَرُ عُلَمَائِنَا مُتَرَدِّدُوْنَ
فِیْہِ لِاَنَّ کُتُبَ السِّیَرِ وَالْمَقَاتِلِ الَّتِیْ وَصَلَتْ اِلَیْنَا لَا

لَا يُوجَدُ فِيهَا تِلْكَ الرِّوَايَةُ اسلیے کہ جو معتبر کتابین سیر اور تاریخ کی ہو
ئی ہین اونمین اس روایت کا پتہ نہین ہے نَعَمْ رَوَاهُ السَّيِّدُ رح فِي
اللُّهُوفِ وَأَيْضًا رَوَاهُ فِي نُورِ الْعَيْنِ ہان سید ابن طاوس نے لہوف مین
اور ملا ابو اسحاق اسفرائنی نے کتاب نور العین مین اس روایت کو ذکر کیا ہے
فَإِنْ صَحَّتِ الرِّوَايَتَانِ فَوُرُودُهُمْ يَوْمَ عِشْرِينَ مِنْ صَفَرٍ فِيهَا
مُسْتَبْعَدٌ جِدًّا اور اگر یہ دو نو روایتین صحیح بھی ہون پھر بھی اونکا پہونچنا
بیسوین کو زمین کربلا پر نہایت بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے لِبُعْدِ الْمَسَافَةِ
مَا بَيْنَ دِمَشْقَ وَكَرْبَلَا وَلٰكِنْ مَسِيرُهُمْ أَوَّلًا فِي حَادِي عَشَرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ
إِلَى الْكُوفَةِ مُتَيَقَّنٌ اسلیے کہ دمشق اور کربلا مین فاصلہ بہت ہے اگر گیارہوین
تاریخ محرم کے اہلبیت کا بطرف کوفہ کے جانا یہ تو امر یقینی ہے ثُمَّ مِنْهَا إِلَى دِمَشْقَ
ثُمَّ مِنْ دِمَشْقَ إِلَى كَرْبَلَا إِنَّمَا هُوَ فِي مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ لَا كَيْفَ يُمْكِنُ
قَطْعُ تِلْكَ الْمَسَافَةِ فِي أَيَّامٍ قَلَائِلَ پھر کوفہ سے دمشق کو جانا اور دمشق
سے پلٹ کر کربلا مین پہونچنا ان تھوڑے سے دنوں مین کیونکر ممکن تھا بلکہ زاد المعاد مین
علامہ مجلسی اسکو قریب بمحال تجویز کرتے ہین عَلَى أَنَّ الرُّجُوعَ إِلَى الْمَدِينَةِ مِنْ
دِمَشْقَ لَا يَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يَسِيرُوا إِلَى الْعِرَاقِ علاوہ بر ان دمشق سے
مدینہ کو پلٹنا اسکا محتاج نتھا کہ یہ قافلہ عراق کیطرف آتا فَهٰذَا مَا أُورِدَ عَلَى
تِلْكَ الرِّوَايَةِ یہ وہ اعتراض ہے جو اس روایت پر کیا گیا ہے أَقُولُ
قَدْ ثَبَتَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ لَمْ يَسْتَقِرُّوا
بِدِمَشْقَ أَزْيَدَ مِنْ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ وَفِي بَعْضِهَا أُسْبُوعًا كَامِلًا
مین کہتا ہون کہ بعض روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہلبیت اطہار
تین دن سے زیادہ دمشق مین نہین ٹھہرے اور بعض روایات مین ایک ہفتہ
کا قیام اہلبیت کا دمشق مین پایا جاتا ہے وَارْتَحَلُوا مِنْ كَرْبَلَا
إِلَى الْكُوفَةِ فِي حَادِي عَشَرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ اور کربلا سے کوفہ کو

جواب اعتراض [illegible]

گیارھوین محرم کو چلو فلا یبعد ان یکون بین ابن زیاد و یزید وسائط
متعددۃ فی ارسال الخبر کما ھو دأب السلاطین وکان یصل الیھما الخبر
ویعود فی عشرۃ ایام واقل پس کچھ دور نہین ہو کہ درمیان ابن زیاد اور یزید کے
ایسے ذریعہ متعدد اور مختلف خبر رسانی کے ہون کہ کوفہ سے دمشق کو آمد و رفت خبر کے دس دن
کم مین ہو جاتی ہو جیسا طریقہ بادشاہون مین جاری ہے فیکون مسیرھم
الی دمشق بعد ان یاذن یزید فی الیوم العشرین من المحرم او قبلہ
اس سبب سے ممکن ہے کہ دس روز مین ابن زیاد نے یزید سے اجازت روانگی سرہا شہدا
مع اہلبیت کے منگوائی ہو اب بیسوین تاریخ محرم کی انکی روانگی کوفہ سے بطرف
دمشق کے ممکن ثابت ہو گئے بیسوین محرم سے بیسوین صفر تک تیس ۳۰ دن ہوتے ہین
ولا یخفی ان حمل ابن زیاد الرؤس والسبایا کان عن الطریق الغیر
الجادۃ اور یہ بھی مخفی نہین ہے کہ ابن زیاد نے سرہائے شہدا اور اہلبیت کو بطرف دمشق
کے شاہراہ سے روانہ نہین کیا تھا وکان الذین سار وا مع ھؤلاء الکرام فی
کل یوم وفی کل مقام علی حذر وخوف من المبیت علیھم کما ھو
ما ثور مستفیض اور یہ اشقیا جو ہمراہ اہلبیت کے محافظ مقرر ہوئے تھے ہر روز
اور ہر مقام مین خوف و خطر مین رہتے تھے اور شب خون کرنیکا ہر مقام مین انکو اندیشہ
تھا اسلیئے کہ بعد شہادت حضرت کے دنیا کا رنگ ہی پلٹ گیا تھا جیسا کہ بکثرت
اور شہرت اہل تاریخ اسکو بیان کرتے ہین فلاجل ذلک یجدون فی السیر
ویقطعون المراحل فی الیوم الواحد مسیرۃ اربعۃ ایام اسی خوف کے
وجہ سے جلدی بھاگے جاتے تھے اور ایکدن مین چار چار دن کی راہ طے کرتے تھے وقد
ذکر ابو مخنف وغیرہ من منازلھم التی ساروا فیھا من الکوفۃ الی دمشق
واحدا بعد واحد ابو مخنف اور دیگر مورخین نے اون منزلون کا نام بنام ذکر
کیا ہے جن مین ان اشقیا نے راہ طے کی ہے اور مقام کیا ہے کوفہ سے دمشق
تک ہر ایک منزل کا جدا جدا نام لکھا ہوا ہے فلا یزید علی عشر

المنازل یہ منزلیں جنمیں ان لوگون نے مقام کیا ہے دس سے زیادہ نہین ہین والمسافة
التي بين الكوفة ودمشق ليست بزائدة من ثلث مائة اميال بكثير
اور مسافت درمیان کوفہ اور دمشق کے حساب جغرافیاوی سے بھی تین سو میل سے
اسقدر زیادہ نہین ہے کہ چار سو میل کو پہونچے پس اس حساب سے بھی پندرہ کوس سے
سترہ کوس تک کی ایک منزل اگر رکھی جاے دس ہی منزل ہوتے ہین اور اونٹ
کی رفتار خصوصا عرب کے اونٹ کیواسطے بیس کوس چلنا روزانہ کچھ دشوار نہین ہے
فورودهم بدمشق يمكن ان يكون في ثلثين من المحرم وهو مروي
في بعض الروايات اب کوفہ سے دمشق مین دس منزل کرکے پہونچنا روایت سے بھی
ثابت ہوا اور مسافت کے حساب سے بھی ممکن ہے کہ تیسوین تاریخ محرم کی داخل
اہلبیت کا دمشق مین ہو سکتا ہے چنانچہ بعض روایات مین یہی تاریخ ورود اہلبیت
کی دمشق مین مذکور ہو چکی وفي بعض الروايات اول يوم من الصفر كما نظمه
بعض الشعراء في المراثي اور بعض روایات مین پہلی تاریخ صفر کی اہلبیت اطہار
دمشق مین داخل ہوئے ہین فان قلنا بقيام اهل البيت بدمشق ثلاثة ايام او
سبعة ايام فلا يبعد ان يكونوا قد ساروا منها الى العراق في اليوم الرابع او الثامن
من الصفر پس اگر ہم اہلبیت کا قیام دمشق مین تین روز یا سات روز تجویز کرین اس
حساب سے انکی واپسی بطرف کربلا کے چوتھی صفر کو ٹھہرتی ہے اگر چوتھی کو چلے تو بیسوین تاریخ
تک سترہ روز مین اور اگر آٹھوین کو چلے تو بیسوین تاریخ تک تیرہ دن ہے پس جو قافلہ
دس دن مین کوفہ سے دمشق کو پہونچا ہو اوسکو سترہ دن یا تیرہ دن مین پلٹ آنا
کیونکر محال ہو سکتا ہے بل اذا تاملت من احوالهم في الرجوع
فانك تتيقن منه انهم حين الرجوع ما كانوا خائفين ولا
مجبورين اگر بخوبی تامل کیا جاے کہ پلٹتے وقت اہلبیت اطہار کا کیا حال تھا
یقینی یہ بات ثابت ہو جائیگی کہ بروقت واپسی نہ انکو کچھ خوف تھا نہ کسی
طرح سے مجبور تھے وكان القائد مطيعا لهم في كل ملتمسهم

اور رہبر اور قافلہ ہاشمی ہر لیمین مطیع اور فرمان بردار اہلبیت کا تھا فلا یستعمل
قطع تلک المسافۃ فی ثلثۃ عشر او سبعۃ عشر ایام پس کچھ دور نہین ہے
کہ تیرہ دن مین خواہ سترہ دن مین دمشق سے کربلا کو پہونچ گئے ہون اور اونٹون کا
تیز رفتار ہونا یہ تو اوپر بیان ہی کر چکے ہین فثبت امکان الایاب
واللذہاب عقلاً و نقلاً فی ثلثین یوماً اب ہم نے ثابت کر دیا کہ اہلبیت کا
آنا جانا کوفہ سے دمشق تک تیس روز مین ممکن ہے اور روایت سے بھی ثابت کر دیا کہ ایسا
ہی کچھ واقع ہوا و اما عدم نقل الروایۃ من ارباب السیر فلما ذکرہ
السید رح و ہو اقرب زماناً من تلک الواقعۃ و کذلک ابو اسحٰق
الاسفرائینی من علماء اہل السنۃ رہی یہ بات کہ ارباب سیر نے اس
روایت کو کمتر لکھا ہے پس جسوقت جناب سید ابن طاوس نے اسکو ذکر کیا جنکا زمانہ
بہ نسبت زمانہ جناب علامہ مجلسی رح کے بہت قریب تر اس واقعہ سے تھا اور اسی طرح
ملا ابو اسحٰق اسفرائینی علماء اہلسنت نے بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے فلا بعد
ان تکون الروایۃ مرویۃ فی الکتب التی لم تصل الینا
اصولہا پس ضرور یہ روایت قدیم کتابون مین مذکور ہو گی جو ہم تک نہین پہونچی ہین
یہ انکار یا تردد جناب مجلسی کا مشابہ اوسی کے ہے جو اونھون نے لکھدیا
کہ قصہ دامادی قاسم در کتب معتبرہ بنظر فقیر نگذشت حالانکہ زیارت اربعین کیسی مشہور روایت ہے

باب ۹۶ جابر ابن عبد اللہ انصاری کا مع قافلہ بنی ہاشم مدینہ سے کربلا مین اوسی دن پہونچنا جسدن اہلبیت دمشق سے پہونچے ہین

قال فی نور العین اما علی و اخواتہ فانہم لما خرج بہم القائد
من دمشق و وصلوا الی بعض الطرق ملا ابو اسحٰق نور العین مین لکھتے ہین کہ
جناب سید الساجدین اور اونکی بہنین مع اور قافلہ کے جب اونکو رہبر لیکر دمشق سے
چلا اور ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان دو راہہ تھا قال لہم بالله

عَلَيْكَ يَا دَلِيْلَنَا اُمُرُ بِنَا عَلٰى طَرِيْقِ كَرْبَلَا لِكَيْ نُجَدِّدُ عَهْدًا بِنَا
جناب سید الساجدینؑ اور دیگر اہلبیت نے نعمان ابن بشیر سے کہا کہ ای ہمارے
قافلہ باشی تجکو ہم قسم خدا کی دلاتے ہین اب ہمکو اس دوراہہ سے ایسے راہ پر
لیچل جو کربلا کو جاتی ہے تاکہ ہم اوس عہد و پیمان کی تجدید کرین جو ہم مین اور شہدای
کربلا مین ہوا ہے فَقَالَ لَهُمْ سَمْعًا وَطَاعَةً فَسَارَ بِهِمْ اِلٰى اَنْ دَخَلُوْا
كَرْبَلَاءَ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ عِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ صَفَرٍ زہیر نے عرض کی بسر وچشم
اور اس قافلہ کو لیکر چلا تا اینکہ داخل کربلا ہوئے اور یہ داخلہ بیسوین شہر صفر کو تھا
وَقَالَ السَّيِّدُ رح فَوَجَدُوْا هُنَاكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ
وَجَمَاعَةً مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَرِجَالًا مِنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور لہوف مین فرمایا
کہ اہلبیت اطہار نے کربلا مین جابر ابن عبد اللہ انصاری کو پایا اور ایک جماعت
بنی ہاشم کی اور کچھ لوگ مرد جو اہل قرابت جناب رسالت مآبؐ کے تھے وہ بھی
وہان آگئے تھے قَدْ وَرَدُوْا لِزِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَافَوْا
فِيْ وَقْتٍ وَاحِدٍ وَتَلَاقَوْا بِالْبُكَاءِ وَالْحُزْنِ وَاللَّطْمِ یہ قافلہ مدینہ کا بھی
مثل قافلہ اہلبیت کے زیارت کرنے قبر امام حسینؑ کے آیا تھا دونو قافلے
ایک ہی وقت کربلا مین پہونچے ملاقات ان دونو قافلونکی کس درد اور مصیبت
کی تھی سبب آدمی رو رہے تھے اور سب کے سب نالہ اور فریاد کرتے تھے سر پیٹتے تھے
منھہ پر طمانچہ مارتے تھے وَاَقَامُوا الْمَاتَمَ الْمُقَرِّحَةَ لِلْاَكْبَادِ ماتم امام حسینؑ کا ایسا
برپا کیا جس سے جگر شق ہو جاتے ہین وَاجْتَمَعَ اِلَيْهِمْ نِسَاءُ ذٰلِكَ السَّوَادِ
گرد و پیش مقامات اور گانون کی عورتین بھی اس ماتم مین اکر شریک ہوئین
اَقُوْلُ هٰذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ مِنْ خِيَارِ
الصَّحَابَةِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم مین کہتا ہون کہ یہ جابر ابن عبد اللہ
انصاری برگزیدہ صحابہ ہین اصحاب رسالت مآبؐ مین سے وَهُوَ
اَوَّلُ زَائِرٍ قَصَدَ اِلٰى زِيَارَةِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ ع اور

پہلے زائر ہین جو زیارت کرنے امام حسینؑ کی کربلا مین آئے تھے وکان دینا
کریم الاصل نذکرہ فی باب آخر فی زیارۃ للذکرہ یہ بڑے دیندار بزرگ
خانوادہ تھے انکے حالات کا بیان ایک باب جداگانہ مین ہم کرینگے قال فی
مہیج الاحزان وقد روی عن محمد بن ابی القاسم الطبری عن اعمش
عن عطیۃ العوفی انہ قال کنت مع جابر بن عبد اللہ الانصاری
فی سیرہ لزیارۃ الحسینؑ مہیج الاحزان مین کہتے ہین روایت کیگئی ہے
محمد ابن ابی القاسم طبری سے اونھون نے روایت کی ہے اعمش سے اعمش نے
عطیہ عوفی سے وہ کہتے ہین کہ مین ہمراہ جابر ابن عبد اللہ انصاری کے اوس سفر مین تھا
جو بقصد زیارت امام حسینؑ اونھون نے کیا تھا فلما نزلنا کربلا جاء جابر
رحمہ اللہ الی شط الفرات واغتسل ولبس اللباس الجدید جب ہم کربلا
مین پہونچے جابر علیہ الرحمہ کنارہ فرات کے گئے اور غسل کیا اور نئے کپڑے پہنے
ثم تبخر بسعد وقصد نحو القبر بعد اوسکے موتھا جو خوشبو گھاس ہے اوسکی
دھونی لی اور قبر کیطرف چلے واشتغلنا بذکر اللہ تعالیٰ حتی دنونا من
القبر اور یاد خدا مین ہم سب لوگ مصروف ہوئے یہان تک کہ قبر کے قریب
پہونچے فقال جابر لمن یصحبونہ الصقوا یدی بقبر الحسینؑ فرخ
رسول اللہ جابر نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ میرا ہاتھ قبر امام حسینؑ سے جو فرزند
رسول خدا ہین ملادو فلما مس بیدہ القبر لم یتمالک من البکاء
وغشی علیہ فرششت الماء علی وجہہ جب ہاتھ جابر کا قبر سے
چھو گیا پھر اونکو تاب گریہ باقی نرہے اسقدر روئے کہ غش کھا کر گر پڑے عطیہ
کہتے ہین کہ مین نے پانی اونکے چہرہ پر چھڑکا فلما افاق فقال یا حسینؑ
ثلاثا جب غش سے جابر کو افاقہ ہوا جس طرح کوئی زندہ آدمی کو پکارتا ہے تین مرتبہ
جابر نے یا حسینؑ یا حسینؑ کہکر پکارا فلما لم یسمع الجواب قال حبیب
لا یجیب حبیبہ جب جواب آواز نہ سنی کہنے لگے کہ آج محبت جاتی رہی ہے

حبیب اپنے حبیب کو جواب نہین دیتا، وَاَنّٰی لَکَ الْجَوَابُ وَقَدْ
شُخِصَتْ اَوْدَاجُکَ عَلٰی اَشْیَاجِکَ اور کیونکر تم جواب دے سکتے ہو اور تمہارے
حلق بریدہ کی رگین گلے اور پیچھے والی درمیان جمیل اور شانہ کی لٹک رہین ہین یعنی گردن سے
آگے اور پیچھے لٹکتی تھین وَفُرِّقَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَرَاْسِکَ اور آپکے دونو ہاتھ اور سر مین
جدائی کر دی گئی ثُمَّ زَارَ الْحُسَیْنَ ع بِزِیَارَۃٍ مَرْوِیَّۃٍ فِی الْکُتُبِ وَھِیَ زِیَارَۃُ
الْاَرْبَعِیْنَ بعد اوسکے جابر نے وہ زیارت پڑھی جو کتابون مین منقول ہے جسکو زیارت
اربعین کہتے ہین اَقُوْلُ وَلَا یُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ جَابِرٌ رح فَعَلَ ذٰلِکَ اِلَّا بِتَعْلِیْمِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ص اَوْ عَلِیٍّ ع مین کہتا ہون کہ یہ افعال جو کہ جابر علیہ الرحمہ بجالائے
ممکن نہین ہے کہ بدون تعلیم جناب رسالت مآب یا جناب امیر ع بجالائے
ہون فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ اسلیے کہ یہ سب افعال عبادات مین داخل
ہین وَلَا یَجُوْزُ التَّشْرِیْعُ فِیْھَا سِیَّمَا عَنْ اَمْثَالِ جَابِرٍ رح عبادت مین تشریع
جائز نہین یعنی اپنی طرف سے کوئی نئی عبادت پیدا کرنی خصوصا جابر ایسے صحابی
مقدس سے وَاَمَّا النِّسَاءُ الطَّاھِرَاتُ فَاِنَّھُنَّ لَمَّا رَاَیْنَ
الْمَوْقِفَ وَمَصَارِعَ الشُّھَدَاءِ فَکَیْفَ نَقُوْلُ مَا جَرٰی عَلَیْھِنَّ
مِنَ الْکَرْبِ وَالْقَلَقِ رہے اہل حرم اونھون نے جسوقت اپنے
فرودگاہ اور شہدا کی قتلگاہ کو دیکھا اور اپنے جلے ہوئے خیمون کی راکھ
اونکو نظر آئی کیا بیان کرون کہ اونکے طپش دل کی کیا کیفیت تھی وَکَانَ
بَعْضُھُنَّ یَقُوْلُ بِلِسَانِ حَالِھَا ایک ایک بی بی اپنے
خاص مصیبت کو یاد کرکے زبان حال سے یون بیان کرتی تھی
؎ فَنَادَ عَ لِسَانُ حَالِ بَنَاتِ طٰہٰ ٭ وَھُنَّ مِنَ الْبُکَاءِ
تَرَنَّمِیْنَا زبان حال سے دختران رسول خدا ص گویا یہ نوحہ پڑھتی
اور رونے کی آواز اون کی اس نوحہ کے پڑھنے مین بلند تھی
؎ فَقَدْنَا اَھْلَنَا قَمَرًا مُضِیْئًا ٭ بِنُوْرِھِمْ ھُدَا لَا یَھْدِیْ

الْتَائِصِينَا اسی جگہ پر ہم نے اپنا چاند کھویا ہے جسکی روشنی تمام دنیا مین پھیلی
ہوئی تھی اور گم گشتگان راہ کو وہ ہدایت کرتی تھی ٭ هُنَا شَنَّ الْحِرَابُ
عُلُوجُ حَرْبٍ + هُنَا شَنَّتْ خُيُولُ الْحَرْبِ فِينَا اسی جگہ ہم سے طریقہ لڑائی
اور مجادلہ کا گبر اور بیدینان بنی امیہ نے جاری کیا تھا اور اسی جگہ لشکر بنی حرب ابن
امیہ نے ہمکو لوٹا تھا یا یہ معنی ہین کہ اسی جگہ بے دینان بنی امیہ نے تازیانہ کی
دست درازی ہمپر کی تھی اور اونکے لشکریون کے گھوڑے ہر طرف پھیلے ہوئے پراگندہ پھرتے
تھے هُنَا ذُبِحَ الْحُسَيْنُ بِسَيْفِ شِمْرٍ + هُنَا قَدْ نَوَّعَنْهُ الْحِيسْنَا یہ وہ مقام ہے
جس جگہ حسین تشنہ خنجر شمر سے ذبح کیے گئے تھے یہ وہ مقام ہے جہان پر آپ گھوڑے
سے گرے تھے اور پیشانی آپکی خاک مین آلودہ ہوئی تھی هُنَا الْعَبَّاسُ فِي يَوْمٍ عَبُوسٍ
بِبَالِ الْمَاءِ قَدْ أَمْسَى رَهِينَا یہ وہ مقام ہے کہ بھائی حضرت امام حسین کے جناب عباس
اوس روز سخت اور مصیبت آگین مین پانی طلب کرنے نہر پر گئے تھے اور اوسی پانی کے
پیچھے اپنی جان دی اور کنارہ فرات پر پھنس گئے پھر پلٹ کر ہم لوگون تک نہ آسکے
هُنَا ذُبِحُوا الرَّضِيعَ بِسَهْمِ حِقْدٍ + فَمَا رَحِمُوا الصِّغَارَ الْمُرْضَعِينَا وہ جگہ جو
سامنے نظر آتی ہے اوسی جگہ پر علی اصغر کو تیر ستم لگا تھا اور ایسی شقاوت کی کہ چھوٹے
چھوٹے بچے دودھ پیتے ہوئے پر بھی اونکو رحم نہ آیا هُنَا قَدْ طَيَّرَتْ أَسْيَافُ
جَوْرٍ + أَكُفَّ الْقَانِتِينَ الْمُنْفِقِينَا یہ وہ مقام ہے جہان پر ظلم کی تلوارون نے
کاٹ کر اوڑا دیے اونلوگون کے جنکے ہاتھ دو کام کرتے تھے یا تو وہ ہاتھ دعا
اور مناجات مین بدرگاہ الہی بلند ہوتے تھے یا خلق خدا پر بخشش اور عطا
کے مین وہ ہاتھ کھلے رہتے تھے هُنَا صَبَغَتْ نَوَاصِينَا دِمَاءٌ
ذُبِحَ بَنِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَا اسی مقام پر ہمنے اپنے بالون کو اور پیشانیون کو
خون اون شہدا کے رنگین کیا تھا جو اولاد امیر المومنین علی ابن ابی طالب ع
کی اور یہان پر ذبح کیگئی هُنَا عَلَوْا رُؤُسَ بَنِي عَلِيٍّ + رَأْسَ بَنِي
بَنِي عَقِيلِينَا یہ وہ مقام ہے جہان سرہاے اولاد علی اور اولاد عقیل کو

نیزہ پر چڑھایا تھا ھٰھُنَا خَرَقُوا الْخِیَامَ وَاَحْرَقُوْھَا وَقَسَّمُوْا فِیْنَا فِی الْخَائِنِیْنَا
یہ وہ مقام ہی کہ ہمارے خیمے پہلے تو پھاڑ ڈالے تھے بعد اوسکے جلادی تھی اور ہمارا
مال اور اسباب لوٹ کر انھین خیانت پیشون نے اپسمین تقسیم کیا تھا قُلْتُ وَتِلْکَ
الْاَشْعَارُ قَدْ رَوَاھَا فِیْ مُھَیِّجِ الْاَحْزَانِ جَرْیًا عَلٰی لِسَانِ الْحَالِ
وَلَمْ یُسْنِدْھَا اِلٰی اَحَدٍ مِّنْھُنَّ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِنَّ مین کہتا ہون
کہ ان اشعار کو جو بطور مرثیے اور ہین کے ہین مہیج الاحزان مین ذکر کیا ہے
اور بطور زبان حال ان سے تعبیر کی ہے کسی ایک کیطرف مخدرات
عصمت اور طہارت سے درود خدا کا سب پر ہو انکی نسبت نہین کی ہے
فَلَعَلَّھَا مِنْ مُصَنَّفَاتِ بَعْضِ الشُّعَرَاءِ الْمَادِحِیْنَ قَدْ نَظَمَھَا عَلٰی
مِنْوَالِ الْقَصِیْدَۃِ الْمَرْوِیَّۃِ الْمَنْسُوْبَۃِ اِلٰی اُمِّ کُلْثُوْمٍ وَھِیَ قَوْلُھَا شاید کہ
یہ اشعار بعض شعراء مداح اہلبیت نے بطور حکایت زبان کے نظم کیا ہی اور وزن اور
قافیہ ان اشعار کا وہی رکھا ہی جو اشعار جناب ام کلثوم سے مروی اور مشہور ہین جبکہ
وہ خود وہان مدینہ مین داخل ہوئی ہین جسکا مطلع یہ ہے ؎ مَدِیْنَۃَ جَدِّنَا
لَا تَقْبَلِیْنَا فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِیْنَا اے مدینہ ہمارے نانا کے اب
ہمارے مدینہ مین آنیکو تو قبول نکر اور ہمکو مدینہ مین رہنے کے قابل نہ سمجھ ہم کیا تجکو منہ
دکھلائین کیسے کیسے عزیزونکو اور وارثونکو کھوکر اور کیسے کیسے رنج اور مصائب اوٹھاکر
ہم آئے ہین جنکا بیان کس زبان سے ہوسکے قَالَ صَاحِبُ الْکِتَابِ اِنَّہٗ قَدْ
حُکِیَ مِنْ اٰثَارِ زَیْنَبَ اَنَّھَا لَمَّا وَصَلَتْ اِلٰی قَبْرِ اَخِیْھَا اَھْوَتْ
اِلٰی حَبِیْبِھَا وَبَکَتْ وَقَالَتْ وَااَخِیْ وَاحُسَیْنَاہُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ قَالَتِ الْیَوْمَ
مَاتَ اَبِیْ وَحَلَّ الثُّکْلُ بِالزَّھْرَاءِ ہان صاحب کتاب نے یہ حکایت بیان کی ہی
کہ جناب زینب جب قریب اپنے بھائی کے قبر کے پہونچین گریبان چاک کر دیا اور رونے
لگین کہتی تھین اے بھائی حسین آپ قبر مین سو رہے ہین اور جناب ام کلثوم رو رہی تھین کہتی تھین
آج میرے باپ گویا مر گئے اور آج میری مان فاطمہ بے فرزند ہو گئین اور بیتابی سے رو رہی تھین

باب ۹۶ اہلبیت کا کربلا سے واپس ہو کر قریب مدینہ کے پہونچنا

وَاِذْ قَدْ مَضٰی مِنَّا الْقَوْلُ بِدُخُوْلِھِنَّ فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا وَقِیَامِھِنَّ فِیْھَا ثَلٰثَۃَ
اَیَّامٍ اِقَامَۃً لِعَزَاءِ الشُّھَدَاءِ مَعَ طَائِفَۃٍ مِّنَ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ الَّذِیْنَ
قَدْ جَاءُوْا مَعَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ چونکہ اس
باب سے پہلے ہمنے داخلہ اہلبیت کو دمشق سے پلٹ کر زمین کربلا پر بیان کیا ہے
اور یہ بھی لکھا ہے کہ تین دن ماتمداری شہدا کی اہلبیت نے وہان کی اونکے
ساتھ وہ عورتین اور مرد بھی شریک ماتم تھے جو قافلہ مدینہ سے ہمراہ جابر ابن عبد اللہ
انصاری کے آیا تھا فَنَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمَرَ سَیِّدُنَا السَّجَّادُ ع بِالرَّحِیْلِ
عَنْھَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لِیَسْعٰی جَدَّہٗ مُحَمَّدَ نِ الْمُصْطَفٰی ص اب اسکے بعد ہم کہتے ہین
کہ جب تین دن ماتمداری کو گذر چکے جناب سید الساجدین ع نے حکم دیا کہ اب مدینہ کو
چلنا چاہیے تاکہ ماتم پرسی کرین اپنے نانا محمد مصطفیٰ ص کے مزار پر وَقَدْ نَظَمَ بَعْضُ
قُدَمَاءِ الشُّعَرَاءِ فِی الْمَرَاثِیْ وَاِنْ کُنْتُ لَمْ اَجِدْ اِلٰی حِیْنِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَثَرًا مِّنْہُ
فِیْ کُتُبِ الْمَقَاتِلِ اَنَّ زَیْنَبَ صَلَوٰۃُ اللّٰہِ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ تَارِکَۃً
مُجَاوَرَۃَ قَبْرِ اَخِیْھَا اور بعض قدیم شعرائے اہلبیت نے مرثیون مین نظم کیا ہے
اگرچہ مین نے آجتک کسی کتاب معتبر مین اس روایت کا نشان نہین پایا ہے
وہ یہ روایت ہے کہ جناب زینب گوارا نہین کرتی تھین کہ اپنے بھائی کی قبر سے
جدا ہون بلکہ وہین رہنے کا ارادہ تھا وَکَانَتْ تَقُوْلُ مَالِیْ بِالْمَدِیْنَۃِ وَکَیْفَ اَسِیْرُ
اِلَیْھَا وَقَدْ فَقَدْتُ حَبِیْبِیْ وَسَیِّدِیْ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ مِنْ اَعِزَّتِیْ
وَالْاَکْثَرِیْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ فَمَا اَقُوْلُ اِذَا سَئَلَنِیْ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ تو منہ
بین جگر خراش کرتی تھین کہ اب مدینہ سے مجھے کیا کام ہے اور کیونکر
مدینہ کو جاؤن حالانکہ مین نے اپنے بھائی اور سردار کو اور اٹھارہ عزیزون کو
اور بہت سے انصار کو اس زمین پر ہاتھون سے کھویا ہے اور کیا کہونگی
مین جب اہل مدینہ مجھ سے پوچھینگے لٰکِنَّ سَیِّدَنَا السَّجَّادَ

اَمَرَهَا بِالرَّحِيْلِ وَاَمْرُهٗ كَانَ طَاعَةً لیکن جناب سید الساجدین نے اون سے فرمایا کہ آپ کو
چلنا چاہیے چونکہ وہ امام زمانہ تھے اونکے حکم کی اطاعت واجب تھی فَلِذَا اِرْتَحَلَتْ
مَعَ النِّسَاءِ اسیواسطے جناب زینب بھی ہمراہ سب عورتوں کے روانہ ہوئین وَكَانَ
قَائِدُهُمْ نُعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يُهَيِّئُ لَهُمْ كُلَّمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ مِنْ رَفْعِ الْحَوَائِجِ
پیش رو قافلہ کا نعمان بن بشیر تھا جسکو یزید نے دمشق سے اسی خدمت پر مقرر کیا تھا
جو کچھ اونکو راہ مین درکار ہوتا تھا اور جسکی حاجت ہوتی تھی سب موجود کر دیتے
تھا بَلْ رَاَيْتُ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ اَنَّهٗ لَمْ يَنَمْ فِيْ لَيْلَةٍ مِنَ اللَّيَالِيْ مُذْ
خَرَجَ مِنْ دِمَشْقَ اِلٰى اَنْ وَصَلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بلکہ مین نے بعض روایات مین دیکھا ہے
کہ نعمان ابن بشیر کسی شب کو نہین سوئے جسدن سے اہلبیت کو لیکر دمشق سے
روانہ ہوئے اوس دن تک کہ مدینہ مین پہونچے وَلَقَدْ اَحْسَنَ اَدَاءَ حَقِّهٖ
فِي الْحِرَاسَةِ لَهُمْ اور جو حق حفاظت اور نگہبانی کا تھا اوسکو پورا پورا ادا کیا
قَالَ الْحُسَيْنُ الْكَاشِفِيْ فِيْ رَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ مَا حَاصِلُهٗ اَنَّ نُعْمَانَ
بْنَ بَشِيْرٍ كَانَ مُوَاظِبًا لِحِرَاسَتِهِمْ ملا حسین کاشفی نے روضۃ الشہدا مین
جو لکھا ہے اوسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ نعمان بن بشیر شبانہ روز حفاظت و
نگہبانی مین اہلبیت کے مصروف تھے وَاِنَّهُمْ مَتٰى شَاؤُا وَارْتَحَلُوْا وَفِيْ اَيِّ
مَوْضَعٍ اَرَادُوْا اَنْ يُقِيْمُوْا فَتَوَقَّفَ فِي الْمَقَامِ اور فرمانبرداری کا تو یہ حال تھا
کہ اہلبیت جس وقت اونکا جی چاہتا تھا کوچ کرتے تھے اور جس مقام پر جی
چاہتا تھا مقام کرتے تھے اوسی جگہ نعمان بن بشیر بھی ٹھہر جاتے تھے وَلَمَّا تَهَيَّاَتِ
النِّسْوَةُ الطَّاهِرَاتُ الرُّكُوْبَ كَانَ نُعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ يَتَنَحّٰى
عَنْهُنَّ مَعَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ مِنَ الْحُرَّاسِ رَاعِيًا لِلسِّتْرِ
اور جب وہ خوزادیان سوار ہونے لگتی تھین نعمان ابن بشیر دور ہٹ
جاتے تھے اور اپنے ہمراہیون کو بھی دور ہٹا دیتے تھے بخیال
پردہ داری کے وَهٰكَذَا اِنْفَعَلَ اِلٰى اَنْ وَصَلُوْا

قَرِیْبًا مِنَ الْمَدِیْنَةِ اور اسی کوچ مقام مین نعمان ابن بشیر خدمت گذاری کرتے رہے
تا اینکہ قریب مدینہ کے وہ قافلہ پہونچا وَ رَوٰی فِیْ اِثَارَةِ الْاَحْزَانِ عَنِ الْمُفِیْدِ رح
کَذٰلِکَ کتاب اثارۃ الاحزان مین جناب غفران مآب نے شیخ مفید رح سے ایسا ہی
کچھ نقل کیا ہے وَ زَادَ فِیْهِ وَ یَنْزِلُ مِنْهُمْ حَیْثُ اَرَادَ اِنْسَانٌ مِنْ جَمَاعَتِهِمْ وُضُوْءً
اَوْ قَضَاءَ حَاجَتِهٖ لَمْ یَحْتَشِمْ فَصَارَ مَعَهُمْ فِیْ حَمْلِ النُّعْمَانِ اتنی بات روایات
مین جناب شیخ مفید کے زیادہ ہے کہ اوتر پڑتے تھے جو لوگ اوس قافلہ مین وضو کا یا اور
کسی قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تھے اور نعمان بن بشیر تنگدل نہین ہوتے تھے یا اون
لوگون کو ناراض نہین کرتے تھے اور جو شخص کسی قضاء حاجت کیوجہ سے اوتر
پڑتا تھا اور قافلہ کے پیچھے ہوجاتا تھا اوسکو نعمان بن بشیر کے ملازمین بارکش وغیرہ
اپنے ہمراہ لے لیتے تھے یا اپنی سواری پر بیٹھا لیتے تھے وَلَمْ یَنَارُ لَهُمْ فِی الطَّرِیْقِ
درمیان منزل اور پڑاؤ کے جہان رسد ملنے کا ٹھکانا ہوتا تھا اوس مقام پر کبھی
اس قافلہ کو نعمان بن بشیر نے نہین اوتارا وَ رَفَقَ بِهِمْ کَمَا اَوْصَاهُ یَزِیْدُ
وَ یَرْعَوْنَهُمْ حَتّٰی دَخَلُوا الْمَدِیْنَةَ بہت نرمی سے پیش آتے تھے اس قافلہ
سے جسطرح کہ یزید نے اونکو حکم دیا تھا اور سب لوگ جسقدر ہمراہ نعمان بن بشیر کے
مامور ہوئے تھے اسی پاسداری کی شرائط بجالاتے تھے تا اینکہ یہ قافلہ مدینہ مین پہونچا
وَ هٰکَذَا رَوَاهُ عَنِ الطَّبْرَسِیْ رح اور اسی طرح لفظ بلفظ اثارۃ الاحزان مین علامہ
طبرسی رح سے روایت کی ہے وَ یَظْهَرُ مِنْ اَقَاوِیْلِ الرُّوَاةِ اَنَّهُمْ کَانُوْا
مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِهِمْ عَنْ دِمَشْقَ اِلٰی یَوْمِ وُصُوْلِهِمْ
اِلَی الْمَدِیْنَةِ یَسِیْرُوْنَ لَیْلًا وَ یُقِیْمُوْنَ نَهَارًا عَلٰی مَا اَوْصَاهُ
یَزِیْدُ راویون کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسدن یہ قافلہ دمشق سے
روانہ ہوا تا روزیکہ مدینہ پہونچا رات کو یہ لوگ چلتے تھے اور دن کو مقام
کرتے تھے جس طرح پر کہ یزید نے انکو سمجھا دیا تھا وَ هٰلْ اَعْتَبَرَ مَا
اَوْصَابِهِ ابْنُ زِیَادٍ فَاِنَّهُمْ کَانُوْا یَرْحَلُوْنَ نَهَارًا

كَمَا مَرَّ فِي بَابِهِ اور یہ طریقہ جسکا یزید نے حکم دیا تھا برعکس اوس طریقہ کے تھا
جسکا ابن زیاد شقی نے حکم دیا تھا جب اہلبیت کوفہ سے دمشق کو روانہ کئے گئے
ہین اسلیے کہ وہ اشقیا جنکو ابن زیاد نے محافظ مقرر کیا تھا دن کو چلتے تھے
اور رات کو مقام کرتے تھے چنانچہ ہمنے اسکو باب روانگی اہلبیت کوفہ سے
دمشق کو لکھا ہے وَظَنِّي اَنَّ يَزِيدَ اَمَرَهُمْ بِذَالِكَ مِنْ وُجُوهٍ اَحَدُهَا
وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ فِي قَطْعِ مَنَازِلِ الْحِجَازِ میرے گمان مین یزید کا حکم دینا کہ انکو
رات کو لیجانا کئی وجہون سے تھا ایک تو یہی وجہ ہے کہ سفر حجاز مین ابتک مروج ہی ہے
اَنَّهُمْ يَسِيرُونَ لَيْلاً وَيُقِيمُونَ نَهَاراً کہ وہانکا قافلہ رات کو چلتا ہے
اور دن کو مقام کرتا ہے وَالثَّانِي حِرَاسَتُهُنَّ عَنْ اِضْرَارِ الشَّمْسِ
وَقَدْ تَقَشَّعَتْ وُجُوهُهُنَّ لِمَا اَصَابَهُنَّ فِي مَسِيرِهِنَّ مِنَ الْكُوفَةِ
اِلَى دِمَشْقَ اور دوسرا سبب یہ تھا کہ دھوپ کی ایذا سے یہ محفوظ رہین اسلیے
کہ بعض خوزادیون کے کوفہ سے دمشق تک سفر کرنے مین یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ
چہرہ کے پوست اوتر گئے تھے وَالثَّالِثُ عَدَمُ خُرُوجِهِنَّ فِي الْيَوْمِ
مِنْ مَنْزِلٍ اِلَى مَنْزِلٍ اور تیسرا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان خوزادیون کا
دستور یہی تھا کہ اپنے وطن مین بھی ایک مکان سے دوسرے مکان کو اگر جاتی تھین تو
شب کو جاتی تھین دنکو نہین جاتی تھین وَهُوَ السَّبَبُ الْغَالِبُ فِي شِكَايَةِ
هَتْكِ السِّتْرِ لِاَهْلِ الْبَيْتِ ع اور یہی سبب قوی ہے جو شکایت بے پردگی
اہلبیت ع کی زیادہ روایتون مین وارد ہے اسلیے کہ پردہ کا رواج مختلف طور پر
ہوتا ہے جس خاندان کی عورتین دنکو محافہ یا محمل وغیرہ پر سوار ہو کر نہین نکلتی
ہین اگر دس پردے ڈالکر محمل مین سوار ہون اور دن کو نکلین اونکی بے پردگی
یہی ہے چنانچہ ہمارے ہندوستان مین اگر مقنعہ اور چادر اوڑھکر
شریف زادی باہر نکلے ضرور بے پردگی کا الزام اوسپر لگایا جائے گا
وَلَعَلَّهُنَّ اِنَّهُنَّ فِي زَمَنِ اِقَامَتِهِنَّ بِالْكُوفَةِ فِي اَيَّامِ خِلَافَةِ عَلِيٍّ اَيْضاً

اِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ یَخْرُجْنَ لَیْلاً اسلیے کہ ان خوزادیونکا میری گمان مین یہی دستور
معلوم ہوتا ہے کہ جب زمانہ خلافت جناب امیرؑ مین یہ کوفہ مین تشریف رکھتی تھین اگر
کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلتی تھین شاید رات ہی کو نکلتی تھین حَتّٰی اِنَّ سَیِّدَةَ
النِّسَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا قَدْ اَوْصَتْ اَنْ تُدْفَنَ لَیْلاً وَلَمْ تَرْضَ بِاَنْ
تُحْمَلَ جَنَازَتُهَا نَهَارًا یہانتک کہ جناب سیدہؑ نے وصیت کی تھی کہ مجھے رات کو دفن کرنا
اور اسپر راضی نہوئین کہ دن کو اونکا جنازہ اوٹھایا جائے وَاِنْ کَانَ التَّعْجِیْلُ فِی
الدَّفْنِ مِنَ السُّنَنِ الْمُؤَکَّدَةِ اگرچہ دفن کرنیمین جلدی کرنی سنت موکدہ ہے وَلٰکِنَّ اللّٰهَ
اَجْرٰی مَشِیَّتَهٗ فِیْهَا کَمَا اَوْصَتْ بِهٖ مگر خداوند عالم اپنی مشیت بھی اوسی طرح جاری فرمائی
جیسی آپنے وصیت کی تھی یعنی مقدمات تجہیز و تکفین بجالاتے رات ہوگئی کہ ترک سنت بھی
نہونے پایا اور وصیت بھی آپکی رات کے دفن کی پوری ہوگئی قَالَ فِیْ رَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ
فَلَمَّا وَصَلُوْا اِلٰی مَوْضَعٍ یَقْرُبُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ وَاَیْضًا فِیْ اَسْرَارِ الشَّهَادَةِ عَنِ
الْحَارِثِ بْنِ کَعْبٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَتْ لِیْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَلِیٍّؑ وَهِیَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ عَلٰی مَا فِیْ
رَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ جب یہ قافلہ قریب مدینہ کے پہونچا روضۃ الشہدا اور اسرار الشہادت مین
حارث بن کعب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے فاطمہؑ دختر امیر المومنین یعنی جناب ام کلثوم نے
فرمایا جیسا کہ تصریح اس نام کی روضۃ الشہدا مین ہے قُلْتُ لِاُخْتِیْ زَیْنَبَؑ قَدْ وَجَبَ عَلَیْنَا حَقُّ
هٰذَا الرَّجُلِ لِحُسْنِ صُحْبَتِهٖ لَنَا جناب ام کلثوم فرماتی ہین مین نے اپنی بہن زینب سے کہا کہ نعمان
ابن بشیر کا حق بنظر حسن خدمت کے جو اسنے راہ مین ہمارے ساتھ کیا ہے واجب ہوگیا فَهَلْ
لَكِ اَنْ تَصِلَهٗ ای بہن کچھ تمہارے پاس ہے جو اسکو عوض خدمتگذاری کا دیا جائے
فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لَنَا مَا نَصِلُهٗ بِهٖ اِلَّا اَنْ نُعْطِیَهٗ حُلِیَّنَا جناب زینبؑ نے فرمایا اور تو
ہمارے پاس کچھ نہین موجود ہے مگر یہ زیور ہی اسکو دیدینا چاہیے فَاَخَذْتُ سِوَارِیْ
وَدُمْلُجِیْ وَسِوَارَ اُخْتِیْ وَدُمْلُجَهَا اِلَیْهِ جناب ام کلثومؑ فرماتی ہین کہ مین نے اپنا
کنگن اور بازو بند اور بہن زینبؑ کا کنگن اور بازوبند لیکر اوسکے پاس بھیجا وَاعْتَذَرْنَا
مِنْ قِلَّتِهَا فَقُلْنَا هٰذَا بَعْضُ جَزَائِكَ لِحُسْنِ صُحْبَتِكَ اِیَّانَا اور اس عطیہ

کے کم ہونیکا ہمنے عذر کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ تھوڑا سا عوض دنیوی ہی تیری حسن خدمت کا
جو ہمارے ساتھ بجا لایا ہی فقال لو کان الذی صنعت للدنیا کان فی دون ھذا
رضای نعمان بن بشیر نے عرض کی کہ اگر مین نے بطمع دنیا آپ کی خدمت کی ہوتی
تو اس انعام اور بخشش سے کم مین راضی ہو جاتا یہ تو آپ بہت کچھ دیتی ہین و لکن
ما فعلتہ الا للہ و قرابتکم من رسول اللہ ص مگر مین نے آپ کی خدمت
خوشنودی خدا کی غرض سے کی ہی اور پاسداری آپکی قرابت جناب رسالتمآب ص
سے جو ہی اوسکو بجا لایا ہون صلہ دنیاوی نہین چاہتا ہون و فی الاسرار
عن الفصول المھمۃ انھا کانت فاطمۃ بنت الحسین ع اقول ھذا سھو
من الراوی حیث قال بنت الحسین ع بدل قولہ بنت علی ع اسرار الشہادت مین
اس روایت کو فصول مہمہ سے نقل کیا ہی لیکن اوسمین فاطمہ بنت الحسین ع کے لفظ ہے
اور مین کہتا ہون کہ یہ راوی کی غلطی ہے اوسنے بنت علی کے مقام پر بنت الحسین
کہدیا ہے لان اکثر الرواۃ ینسبون ذلک القول الی ام کلثوم اسلیے کہ اکثر
راوی اس عطیہ کو جناب ام کلثوم ع کیطرف منسوب کرتے ہین و فی مقتل ابی مخنف
ان تلک العطیۃ کانت بعد وصولھم الی المدینۃ اور مقتل ابو مخنف
مین یہ ہی کہ مدینہ مین پہونچکر یہ انعام اہلبیت نے نعمان کو عطا فرمایا تھا و لا یبعد ان
تکون الصلۃ منھم مرتین مرۃ فی اثناء الطریق و مرۃ بعد وصولھم الی
منازلھم اور کچھ دور نہین ہی کہ یہ صلہ دو مرتبہ اہلبیت نے دیا ہو ایکمرتبہ اثناء راہ مین
جب قریب مدینہ کے پہونچے اور دوبارہ جب اپنے گھر مین پہونچگئے ثم ان المفھوم من احدی
الروایتین عدم قبول نعمان تلک العطیۃ و احد ٰہما تدل علی قبولھا
و ھو الاقوی عندی پھر یہ بھی جاننا چاہیے کہ دو مرتبہ اس عطیہ کے واقع ہونے پر یہ
بھی ایک دلیل ہے کہ ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نعمان نے اس عطیہ کو
قبول نہین کیا اور ایک روایت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ اوسنے
قبول کر لیا اور یہی بات میرے نزدیک نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے فان

مِنْ شِعَارِ اَهْلِ الْبَيْتِ اَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَاخُذُوْنَ مَا اَعْطَوْا اَحَدًا اسلیے کہ
اہلبیتؑ کا یہ دستور تھا کہ جو کچھ کسیکو دیتے تھے پھر واپس نہین لیتے تھے وَاَيْضًا لَمَّا
كَانَ تِلْكَ الْحُلِيُّ مِنَ الْاَشْيَاءِ الَّتِيْ اُخِذَتْ عَنْهُنَّ يَوْمَ عَاشُوْرَا اور یہ بھی
سمجھنا چاہیے کہ یہ زیور وہی تھا جو بروز عاشورا اون خوزادیون سے اشقیا
نے چھین لیا تھا چنانچہ روایت جناب زینبؑ کی گوشوارونکی مشہور ہے وَكَانَ
يَزِيْدُ قَدْ رَدَّهَا عَلَيْهِنَّ يَوْمَ اِرْتِحَالِهِنَّ عَنْ دِمَشْقَ فَاِنَّهَا لَا مَحَالَةَ
كَانَتْ تَذْكِرَةً لَهُنَّ لِلْمَصَائِبِ اور یزید ملعون نے یہ زیور واپس دیے تھے جس دن
اہلبیت دمشق سے چلے تھے بس ان چیزونکا انکے پاس رہنا ہر وقت اونھین مصایب کو یاد دلا
تھا جو انپر گذر چکے تھے فَلِذٰلِكَ لَا يُسْتَبْعَدُ بَلْ يُتَيَقَّنُ اَنَّهُنَّ قَدْ اَعْطَيْنَ اِيَّاهَا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ
اسیواسطے کچھ بعید نہین ہے بلکہ یقینی امر یہی ہے کہ اون زیورونکو اہلبیت نے نعمان ابن بشیر کو دیدیا

باب ۹۷ نعمان بن بشیر کو خبر دہی اہل مدینہ کیواسطے جناب سید الساجدینؑ کا روانہ کرنا

قَالَ السَّيِّدُ فِي اللُّهُوْفِ قَالَ بَشِيْرٌ فَلَمَّا قَرُبْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَحَطَّ رَحْلَهُ
وَضَرَبَ فُسْطَاطَهُ وَاَنْزَلَ نِسَائَهُ لہوف مین سید رحؒ نے روایت کی ہے کہا بشیر نے کہ جب ہم قریب
مدینہ کے پہونچے سید الساجدینؑ وہان پر اوترے اور اپنا خیمہ نصب کرایا اور مخدرات حرم کو بھی اوتارا
وَقَالَ يَا بَشِيْرُ رَحِمَ اللهُ اَبَاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا فَهَلْ تَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهُ اور فرمایا
حضرت نے ای بشیر خدا کی رحمت ہو تیرے باپ پر جو شاعر مداح ہم اہلبیت کا تھا تو بھی
کچھ نظم کرسکتا ہے قُلْتُ بَلٰى يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اِنِّيْ لَشَاعِرٌ مین نے عرض کی کہ جناب
ای فرزند رسولؐ مین بھی ویسا ہی شاعر ہون جسکی آپ کو تلاش ہے قَالَ
فَادْخُلِ الْمَدِيْنَةَ وَانْعَ اَبَا عَبْدِ اللهِؑ حضرت نے فرمایا کہ اب تو مدینہ
مین جاکر سنانی جناب امام حسینؑ کی اشعار مین اہل مدینہ کو سنا دے
قُلْتُ وَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذَا اِسْتِحْبَابُ نَظْمِ الْفَضَائِلِ وَالْمَصَائِبِ
الصَّحِيْحَةِ مین کہتا ہون کہ اس حکم سے جناب سید الساجدینؑ کے
ثابت ہوتا ہے کہ نظم کرنا صحیح فضائل اور مصائب کا مستحب ہے لِاَنَّ

النبی والرثا احسن ما یؤدیان فی النظم وان للنظم فی ذلک لاثر الیس ذلک
فی النثر اسلیے کہ سنانے موت کی خواہ بین بہت خوبی سے نظم مین ادا ہوتا ہے
اور کلام منظوم کو ان مضامین کے ادا کرنے مین ایسا اثر ہے جو نثر مین نہین ہو ولذلک
اکثر النیاح والمراثی المرویۃ عن النساء الطاہرات فی مصائب الحسینؑ
ایضا منظومۃ اسی واسطے اکثر نوحہ اور مرثیہ جو مخدرات اہلبیتؑ سے مصایب
امام حسینؑ مین منقول ہین وہ بھی سب منظوم وارد ہوئے ہین وایضا یرجح ذلک
ما روی عن الائمۃ من الاعزاز للشعراء المادحین والراثین مثل
الکمیت والفرزدق ودعبل وغیرہم اور مصایب منظومہ کی ترجیح ان روایتون سے
بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ائمہ علیہم السلام شعراء مادحین اور مرثیہ گو کی ہمیشہ عزت افزائی
فرماتے تھے مثل کمیت اور فرزدق اور دعبل وغیرہ کے وکذٰلک المنامات
الصادقۃ المرویۃ فی کتب الفریقین تدل علی ان رسول اللہ والائمۃ
علیہم السلام فی زمن حیوتہم وبعد مماتہم لا یزالوا یدعون
للمادحین من الشعراء کما ذکرتہ فی باب خاص اسی طرح سے وہ سچے
خواب جو کتب فریقین مین نقل کئے گئے ہین وہ بھی دلالت کرتے ہین کہ جناب
رسالت مآبؐ اور ائمہؑ اپنے زمانہ حیات مین اور بعد وفات کے ہمیشہ شعراء
مداح کے واسطے دعاء خیر فرماتے رہے ہین چنانچہ ہمنے اس مضمون کو معتبر کتب اہلسنت سے
ایک باب جداگانہ مین لکھا ہے وقد قال سبط ابن الجوزی فی تذکرتہ ان
حسان بن ثابت لما انشد قصیدتہ التی یصف فیہا من غدیر خم
ووصایۃ علی واستخلافہ سبط ابن الجوزی جو ایک بڑے عالم اہلسنت کے
ہین اپنی کتاب تذکرہ مین لکھتے ہین کہ حسان بن ثابت علیہ الرحمہ جو مداح نبیؐ
مشہور ہین جب اونھون نے وہ قصیدہ تصنیف کیا جس مین حدیث
غدیر خم کو اور وصی کرنا جناب امیرؑ کا اور خلیفہ مقرر ہونا اوس جناب کا
نظم کیا ہے قال وروی عن النبی انہ لما سمعہ ینشد

هٰذِهِ الْاَبْيَاتَ قَالَ لَهٗ يَا حَسَّانُ لَا تَزَالُ مُؤَيَّدًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ مِمَّا نَصَرْتَنَا اَوْ نَافَحْتَ عَنَّا بِلِسَانِكَ سبط ابن الجوزی کہتے ہین کہ روایت کی گئی ہے کہ جناب رسالتمآب نے جو وقت سنا کہ حسان یہ اشعار پڑھ رہے ہین فرمایا ای حسان تمکو ہمیشہ تائید ملیگی روح القدس سے اوس سبب سے کہ تم نے ہم اہلبیت کی نصرت کی اور ہمارے مخالفین پر حجت لانے سے اونکی زبان بند کر دی وَاَيْضًا رُوِيَ فِيْ مَعَاهِدِ التَّنْصِيْصِ عَلٰى شَوَاهِدِ التَّلْخِيْصِ اللَّذِيْ صَنَّفَهٗ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَحْمَدَ الْعَبَّاسِيُّ ایضا کتاب معاہد التنصیص مین جو شرح ابیات تلخیص المفتاح سکاکی کی ہے جسکو عبد الرحیم ابن عبد الرحمن بن احمد العباسی نے تصنیف کیا ہے اور یہ بھی ایک بڑے عالم علماء اہلسنت سے ہین فَقَالَ وَحَدَّثَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدِ الْاَسَدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلعم فِي النَّوْمِ صاحب کتاب کہتے ہین روایت کی ابراہیم ابن سعد اسدی نے کہ اپنے باپ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے ایک شب جناب رسالتمآب کو خواب مین دیکھا فَقَالَ لِيْ مِنْ اَيِّ النَّاسِ اَنْتَ قُلْتُ مِنَ الْعَرَبِ جناب سرور کائنات نے فرمایا کہ تو کون آدمی ہے مین نے عرض کی کہ عرب ہون قَالَ صلعم اَعْلَمُ فَمِنْ اَيِّ الْعَرَبِ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ حضرت نے فرمایا کہ یہ تو مین جانتا ہون کہ تو عرب سے ہے اب یہ بتلا کہ تو کس قبیلہ سے ہے مین نے عرض کی کہ مین قبیلہ بنی اسد سے ہون قَالَ صلعم اَسَدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قُلْتُ نَعَمْ حضرت نے فرمایا کہ وہ اسد بن خزیمہ کا بیٹا تھا مین نے عرض کی کہ ہان ای رسول اللہ صلعم مین اوسی کے اولاد مین ہون قَالَ صلعم اَتَعْرِفُ كُمَيْتَ بْنَ زَيْدٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْنُ عَمِّيْ وَمِنْ قَبِيْلَتِيْ حضرت نے فرمایا کہ کمیت بن زید شاعر کو بھی تو پہچانتا ہے مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم وہ میرے برادر عم ہین اور میرے قبیلہ سے ہین اونکو اور مین بخوبی پہچانتا ہون قَالَ صلعم اَتَحْفَظُ مِنْ شِعْرِهٖ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ حضرت نے فرمایا کہ تجکو کچھ اشعار کمیت کے یاد ہین مین نے عرض کی کہ ہان یاد ہین قَالَ صلعم اَنْشِدْنِيْ طَرِبْتُ مَا شَوْقًا اِلَى الْبِيْضِ اَطْرَبُ ✦ حضرت نے فرمایا کہ وہ قصیدہ کمیت کا پڑھ جسکا یہ مطلع ہے

کہ مین وجد مین آگیا ہون اور بیخود ہو گیا ہون اور میری بیخودی کچھ براہ حسن پرستی محبوبان خوش روکی نہین دوسرا مصرع اسکا اگرچہ اس روایت مین نہین ہے مگر وہ بھی ہم لکھتے ہین وَلَا لَعِبًا مِنِّی وَذُو الشَّیْبِ یَلْعَبُ + اور نہ یہ بیخودی میری بطور لہو لعب کے ہے اسواسطے کہ مین بڈھا ہون بڈھا بھی کبھی کھیلتا ہے قَالَ فَاَنْشَدْتُہٗ حَتّٰی بَلَغْتُ اِلٰی قَوْلِہٖ سعد اسدی کہتا ہے کہ یہ قصیدہ مین نے پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ کمیت کے اس شعر تک پہونچا ؎ فَمَا لِیَ اِلَّا آلَ اَحْمَدَ شِیْعَۃٌ + وَمَا لِیَ اِلَّا مَشْعَبَ الْحَقِّ مَشْعَبٌ میرے واسطے سوای آل محمد ص کے اور کوئی قابل پیروی کرنیکے نہین ہے یعنی سوے آل رسول ص کے مین کسی کی پیروی نہین کرتا اور نہ میرے واسطے کوئی راہ دنیا اور آخرت مین ہے سوے اس راہ اور طریقہ حق کے کہ آل رسول اللہ کی پیروی کرون فَقَالَ لِیْ ص اِذَا اَصْبَحْتَ فَاقْرَءْ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَقُلْ لَہٗ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ بِھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اے سعد جب صبح کو تو کمیت سے ملے ہمارا اسلام اوس سے کہدینا اور یہ کہنا کہ اس قصیدہ کی برکت سے خدا نے تجکو بخشدیا قُلْتُ فَلِذَا قَالَ سَیِّدُنَا السَّجَّادُ لِنُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ اَنْ یَنْعِیْ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِاَشْعَارٍ مین کہتا ہون چونکہ فضایل اور مصایب کا مشتہر کرنا یہ خاص خدمت شعراء اہلبیت سے متعلق ہے اور اونکی بخشش کا یقینی ذریعہ ہے لہذا جناب سید الساجدین نے یہ پورا انعام بجا آوری خدمات کا نعمان ابن بشیر کو دیا اور حکم فرمایا کہ اہل مدینہ کو سنائی جناب امام حسین ع کی ایسے اشعار مین جاکر سنائے قَالَ السَّیِّدُ رح قَالَ بَشِیْرٌ فَرَکِبْتُ فَرَسِیْ وَرَکَضْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ الْمَدِیْنَۃَ جناب سید رح لہوف مین فرماتے ہین کہ بشیر کہتے ہین جب مین نے یہ ارشاد حضرت کا سنا فورا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور بیک لخت دوڑاتا آیا تا اینکہ مدینہ مین داخل ہوا فَلَمَّا بَلَغْتُ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص رَفَعْتُ صَوْتِیْ بِالْبُکَاءِ وَاَنْشَاْتُ اَقُوْلُ جب مسجد نبی مین پہونچا چلا کر مین رونے لگا اور ضبط نہو سکا اور یہ اشعار پڑھنے لگا ؎ یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ بِھَا + قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَاَدْمُعِیْ مِدْرَارٗ اے ساکنان مدینہ اب تمکو مدینہ مین رہنا بے لطف ہے کہ جناب امام حسین ع

شہید ہو گئے آنسو ونکی جھڑی تمھاری آنکھون سے لگنی چاہیے اَلْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ
مُضَرَّجٌ ۔ وَالرَّأْسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ يُدَارُ ۔ جسم شریف اوس جناب کا زمین کربلا
پر خون آلودہ پڑا ہوا تھا اور سر مبارک اوسی زمانہ مین نیزہ پر پھرایا جاتا تھا یَا اَهْلَ
يَثْرِبَ شَيْخُكُمْ وَاِمَامُكُمْ ۔ هَلْ فِيكُمْ اَحَدٌ عَلَيْهِ يَغَارُ ۔ اے ساکنان مدینہ
تمکو معلوم ہو کہ یہ کس کا سر ہے حسین ع کی سنانی مین لایا ہون جو تم سب کے سردار تھے اور سب کے
امام اور پیشوا تھے اب کوئی تم مین صاحب غیرت ایسا بھی ہے جسکو یہ خبر سنکر غیرت
دامنگیر ہو قَالَ قُلْتُ هٰذَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ع مَعَ عَمَّاتِهِ وَاَخَوَاتِهِ قَدْ
حَلُّوا بِسَاحَتِكُمْ وَنَزَلُوا بِفِنَائِكُمْ وَاَنَا رَسُولُهُ اِلَيْكُمْ ۔ بشیر کہتے ہین یہ اشعار پڑھکر
مین نے کہا کہ یہ جناب سید الساجدین ع اپنی پھوپھیون اور بہنون کے ہمراہ مدینہ سے باہر اوترے
ہین اور تمھارے شہر کے قریب آگئے ہین مجھے تمھارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ اونکی فرودگاہ کا مقام
تمکو بتلادون قَالَ فَمَا بَقِيَتْ فِي الْمَدِينَةِ مُخَدَّرَةٌ وَلَا مَحْجُوبَةٌ اِلَّا وَبَرَزْنَ مِنْ
خُدُورِهِنَّ مَكْشُوفَةً شُعُورُهُنَّ مُخَمَّشَةً وُجُوهُهُنَّ بشیر کہتے ہین پھر تو مین نے یہ
دیکھا کہ مدینہ مین ایک شور قیامت برپا ہوا کوئی عورت آبرودار اور پردہ دار باقی نرہی جو
اپنے گھر سے نہ نکل پڑی ہو بال چہرون پر بکھرے ہوئے روتی تھین اور منھ اپنے نوچ رہی تھین
ناخون کی خراش سے چہرے زخمی ہو گئے تھے يَدْعُونَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ وَعَظَائِمِ الْاُمُورِ
روتی تھین واویلا وامصیبتاہ کے آوازین بلند ہوئین اور اونہین بڑی بڑی مصیبتون کی بیان
کرتی تھین اور اون چیزونکو یاد کرتی تھین جو اس خاندان کی بزرگی پر دلالت کرتی ہین
فَلَمْ اَرَ بَاكِيًا وَلَا بَاكِيَةً اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مین نے اپنی تمام عمر مین اسقدر رونے
والے زن و مرد نہین دیکھے جو آج کے دن اہل مدینہ کی کثرت تھی وَلَا اَمَرَّ عَلَى
الْمُسْلِمِينَ مِنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ص اور نہ اس دن سے زیادہ سخت اور تلخی
عیش پیدا کرنے والا مسلمانون پر کوئی دن گذرا ہے بعد اوس دن کے جسدن
جناب رسالتمآب ص کی وفات ہوئی قُلْتُ وَقَالَ فِي رَوْضَةِ
الشُّهَدَاءِ رُوِيَ فِي زَهْرَةِ الرِّيَاضِ اَنَّ الْفَزَعَ حَدَثَ لِاَهْلِ الْمَدِينَةِ

فِي خَمْسَةِ اَيَّامٍ روضۃ الشہدا مین کتاب زہرۃ الریاض سے روایت کی ہے کہ بیتابی سے
رونا اور خوف اہل مدینہ کو پانچ دن واقع ہوا وَقَدْ عَلِمَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ اَنَّ الْقِيٰمَةَ
قَدْ قَامَتْ یہان تک کہ اہل مدینہ کو ایسا معلوم ہوا تھا کہ گویا قیامت قایم ہو گئی
فَاَوَّلُهَا يَوْمٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم فِيْ اُحُدٍ وَقَدْ نَادٰى اِبْلِيْسُ فِي الْمَدِيْنَةِ اَلَا
اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ پہلا تو وہ دن ہے کہ جناب رسالتمآب جنگ احد مین تھے اور
مسلمانونکو ہزیمت ہوئی تھی ابلیس ملعون نے مدینہ مین پکارا آگاہ ہو اے ساکنان
مدینہ کہ جناب محمد مصطفی صلعم شہید ہو گئے فَهَاجَ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ
وَلَمْ يَتَمَالَكُوْا حَتّٰى اَنَّ اَزْوَاجَهٗ وَبَنَاتِ هَاشِمٍ وَالْبَتُوْلَ الْعَذْرَاءَ
قَدْ خَرَجْنَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَ اَرْتَحَلْنَ اِلٰى اُحُدٍ آدمیو نمین رونے اور چلانے کا
شور اٹھا اور کسی کو یارائے ضبط باقی نرہا یہان تک کہ ازواج حضرت کی اور دختران
ہاشم اور جناب فاطمہ علیہا السلام کے سب مدینہ سے نکل پڑین اور احد کو روانہ ہو گئین وَالثَّانِيْ
يَوْمٌ قُبِضَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم فَلَمْ يَبْقَ فِي الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا وَقَدْ اَصَابَهٗ
مِنَ الْحُزْنِ وَالْفَزَعِ دوسرا وہ قیامت کا دن تھا جسدن وفات جناب سرور
کائنات کی ہوئی ہے اوسدن بھی کوئی مدینہ مین باقی نرہا جو رنجیدہ اور ترسناک نہو
وَالثَّالِثُ يَوْمٌ نُعِيَ فِيْهِ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ بِقَتْلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ع فِي
الْكُوْفَةِ اور تیسرا وہ دن تھا جسدن اہل مدینہ کو خبر شہادت علی ابن ابیطالب ع
کی کوفہ سے آئی تھی فَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ فِي الْحُزْنِ وَالْكَآبَةِ كَيَوْمٍ مَاتَ فِيْهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم یہ دن بھی حزن اور بیتابی کا اونمین ایسا تھا جیسا روز وفات جناب
رسالتمآب صلعم کا گذرا ہے وَالرَّابِعُ يَوْمٌ عَزَمَ فِيْهِ الْحُسَيْنُ ع اِلَى
الْكُوْفَةِ مَعَ اَخَوَاتِهٖ وَنِسَآئِهٖ وَعِيَالِهٖ وَكَانُوْا يُوَدِّعُوْنَ
كُلُّهُمْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَاِنَّهٗ كَانَ اَشَدَّ فَزَعًا وَمَاتَمًا
لَهُمْ چوتھا وہ دن تھا کہ جناب امام حسین ع نے ارادہ سفر عراق کا کیا تھا
اور اپنی بہنون کو اور عورتون کو ہمراہ لئے جاتے تھے اور یہ سب زن و مرد

اہل مدینہ سے رخصت ہوئی تھی عورتین مدینہ کی جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ سے لپٹ لپٹ کر روتی تھین اور مردون نے باہر تا روضہ جناب رسالتمآبؐ کہرام مچا رکھا تھا یہ دن بھی اہل مدینہ پر نہایت شدید مصیبت اور ماتم کا گذرا ہے اور مفصل کیفیت اس گریہ و بکا کی ہمنے اوس باب مین لکھی ہے جسمین روانگی جناب امام حسینؑ کا مدینہ سے بطرف مکہ ذکر کیا ہے اَلْخَامِسُ هُوَ الْيَوْمُ الَّذِيْ رَجَعَتِ النِّسْوَةُ الطَّاهِرَاتُ مِنَ الْعِرَاقِ فَوَصَلُوْا اِلٰى اَطْرَافِ الْمَدِيْنَةِ پانچوان ہی دن ہے کہ حرم محترم عراق سے پلٹ کر قریب مدینہ کے ٹھہرے ہین وَقَدْ خَرَجَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ لِيَسْتَقْبِلُوْهُنَّ بِالْعَزَاءِ وَالْمَاتَمِ اور مدینہ کے زن و مرد نکل پڑے تھے تاکہ پرسہ دین اہلحرم کو اور ماتمداری کرین هٰذَا اَمَارَهٗ وَالَّا فِي الرَّوْضَةِ یہ وہ روایت ہے جو روضۃ الشہداء مین ہے اور اسی سے نقل کی ہے وَلٰكِنْ لَمْ يُرَ فِي الْكُتُبِ الْحَاضِرَةِ عِنْدِيْ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ رض قَدْ خَرَجَتْ مَعَهُنَّ لیکن جسقدر کتابین مین نے دیکھی ہین کسی مین یہ روایت نظر سے نہین گذری کہ ہمراہ ان پرسہ دینے والی عورتون کے مدینہ سے باہر جناب ام سلمہ بھی تشریف لائی تھین وَكَذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا لَمْ اَقِفْ عَلٰى اَنَّ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰى بِنْتَ الْحُسَيْنِ خَرَجَتْ مِنْ دَارِهَا اور اسی طرح یہ بھی نہین معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ صغرا رض دختر امام حسینؑ کی گھر سے نکلی ہین اَمَّا عَدَمُ خُرُوْجِ اُمِّ سَلَمَةَ فَظَاهِرٌ لِاَنَّهَا كَانَتْ مَمْنُوْعَةً مِنَ الْخُرُوْجِ عَنْ بَيْتِهَا بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ جناب ام سلمہ کا مدینہ سے باہر نہ آنا یہ تو ظاہر ہے کہ وہ جناب اپنے گھر سے باہر نکلنے کے بحکم قرآن مجید منع کر دی گئی تھین اور بنظر اطاعت حکم خدا کسی وجہ کو ازواج نبیؐ سے حکم باہر نکلنے کا نتھا وَاَمَّا فَاطِمَةُ الصُّغْرٰى فَلَعَلَّهَا كَانَتْ مَرِيْضَةً ضَعِيْفَةً لَا تَقْدِرُ عَلَى الْمَسِيْرِ لیکن جناب فاطمہ صغرا شاید وہ بیماری سے اسقدر کمزور ہو گئی تھین کہ یہان تک آنیکی اونمین طاقت نتھی اونکا تو اسوقت تک زندہ رہنا ہی ایک بڑی تعجب کی بات ہے، وَاِلَّا فَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهُمَا كَانَتَا اَحْرٰى بِالصُّرَاخِ وَالنِّيَاحِ مِنْ غَيْرِهِنَّ ورنہ تمکو معلوم ہے کہ جناب ام سلمہ اور فاطمہ صغریٰ سے بڑھکر مدینہ مین اور کون تھا اس ماتم پرسی مین شریک ہونے کے واسطے اور کسکو زیادہ ملال اور صدمہ ان دونو سے زیادہ ہوگا قال

السَّیِّدُ رح قَالَ بَشِیرٌ فَقُلْتُ اَنَا بَشِیرُ بْنُ حَزْلَمٍ وَجَّهَنِي مَوْلَايَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ؑ
وَهُوَ نَازِلٌ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا مَعَ عِيَالِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَیْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَنِسَائِهِ لہوف مین روایت ہی کہ بعد پڑھنے اشعار کے بشیر نے اہل مدینہ سے کہا کہ مین
بشیر ابن حزلم ہون مجھکو میرے مولا امام زین العابدین ؑ نے بھیجا ہے اور وہ جناب فلان
مقام پر اوترے ہین اونکے ہمراہ اہل و عیال جناب امام حسین ؑ کے بھی تشریف لائے ہین قَالَ فَتَرَكُونِي
مَكَانِي وَبَادَرُوا بشیر کہتے ہین کہ اون لوگون نے مجھکو تو میری جگہ پر چھوڑا اور سب کے
سب دوڑ پڑے فَضَرَبْتُ فَرَسِي حَتَّى رَجَعْتُ اِلَيْهِمْ مین نے بھی اپنے گھوڑے کو
چھیڑا اور اوسی رستہ پر لگایا جدھر انبوہ چلا جاتا تھا فَوَجَدْتُ النَّاسَ قَدْ
اَخَذُوا الطَّرِيقَ وَالْمَوَاضِعَ فَنَزَلْتُ عَنْ فَرَسِي وَتَخَطَّأْتُ رِقَابَ النَّاسِ حَتَّى
قَرُبْتُ مِنْ بَابِ الْفُسْطَاطِ مین نے دیکھا تمام گلی کوچے سب آدمیون سے بھر گئے ہین گھوڑے کا
گذر دشوار ہے اسلیے گھوڑے پر سے مین اوتر پڑا گھوڑے پیسے کہوا چھپلتا تھا آدمیونکے سر و
گردن پر پانون رکھکر گرتے پڑتے مین نے اپنی تئین قریب اوس خیمہ کے پہونچایا جسمین جناب
سید الساجدین ؑ تشریف رکھتے تھے وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ؑ دَاخِلًا فَخَرَجَ وَمَعَهُ
خِرْقَةٌ يَمْسَحُ بِهَا دُمُوعَهُ اوس وقت حضرت اندرون خیمہ تشریف رکھتے تھے
آپ نکل آئے اور ایک کپڑا آپکے ہاتھ مین تھا جس سے اپنے آنسو پونچھ رہے تھے وَخَلْفَهُ
خَادِمٌ وَمَعَهُ كُرْسِيٌّ فَوَضَعَهُ لَهُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَهُوَ لَا يَتَمَالَكُ مِنَ
الْعَبْرَةِ پیچھے آپکے ایک خادم کرسی لیے ہوئے تھا اوسکو بچھا دیا آپ اوسپر بیٹھ گئے مگر
رقت کا ضبط آپسے نہین ہو سکتا تھا فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُ النَّاسِ بِالْبُكَاءِ وَكَثُرَ
حَنِينُ النِّسْوَانِ وَالْجَوَارِي آپکی صورت دیکھتے ہی حشر برپا ہو گیا اور آواز رونیکی
بلند ہوئی عورتین اور لڑکیان سب کے سب ایکبارگی چلا اوٹھے فَاَقْبَلَ النَّاسُ مِنْ كُلِّ
نَاحِيَةٍ يُعَزُّونَهُ ہر طرف سے آدمی چلے آتے تھے اور آپکو پرسہ دیتے تھے اور جو حال بیتابی
کا اونکے تھا اوسکو کون بیان کر سکتا ہے فَضَجَّتْ تِلْكَ الْبُقْعَةُ ضَجَّةً
شَدِيدَةً اور مختصر یہ ہے کہ وہ زمین گونج رہی تھی فریاد و نالہ و آہ سے اہل مدینہ

كى فاومأ علي بن الحسين بيده أن اسكتوا فسكنت فورتهم
جناب سيد الساجدين نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ چپ ہو جاو فوراً
اونکا جوش خروش موقوف ہوگیا بعد اوسکے آپ نے خطبہ پڑھا شرح جسکی ہم جداگانہ لکھینگے

باب ۹۸ بیان اس امر کا کہ جناب سید الساجدین مدینہ سے باہر کیون ٹھہرے اور ذکر چند امور ضروری اور مصلحتون کا جنکا سمجھنا بہت ضروری ہے

قلت وانما فعل ذلك الامام الهمام ان ضرب فسطاطه خارج المدينة
واخبرهم بمجيئه ولم يدخل المدينة فجأة لمصالح عديدة میں کہتا ہون
یہ فعل امام زمانہ کا کہ مدینہ سے باہر خیمہ برپا کر کے آپ ٹھہرے اور اپنی تشریف آوری کی خبر
مع اہلبیت کے اون سے کہلا بھیجی اور دفعتہ مدینہ میں داخل ہونیکی اسمین بہت سی
مصلحتین معلوم ہوتی ہین ونذكر منها بعض ما ادى اليه نظري وافعال الائمة
وحجج الله تعالى اعرف بها اوبعض مصلحتون میں سے چند مصلحتین جو مجھے سمجھ مین آئی ہین
اونکو میں بیان کرتا ہون اور تمام مصلحتون کو امام اور حجت خدا خوب جانتے ہونگے
فالاول اختبار اهل المدينة من انهم كيف يأتونه ويعزونه
ويولولون في تلك العزاء پہلی مصلحت یہ تھی کہ اہل مدینہ کا امتحان لینا منظور
تھا کہ آنکی خبر سنکر وہ لوگ کیونکر آتے ہین اور کس طرح سے مراسم تعزیت
بجالاتے ہین اور کتنا جوش اونکے دلون مین اس عزا کیلیے پیدا ہوتا، وكم فيها
ممن يحزن على ما اصابنا ويتألم لذلك اور کتنے آدمی مدینہ مین ایسے ہین
جو ہماری مصیبت مین دل شکستہ اور محزون ہوتے ہین اور اونکو رنج اور الم
اسکا پہونچا ہے وكم من اهل المدينة على خلاف ذلك
وهم من اتباع اعدائنا اور کتنے لوگ برخلاف اس حالت کے ہین
اور وہ لوگ ہمارے دشمنون کے پیرو ہین فيعرف ذلك من خروجهم
عن المدينة مسرعين ونائحين على الحسين عليه السلام

اس بات کی شناخت اسی سے بخوبی ہوجاے گی کہ جنکو ملال ہماری مصیبت کا ہے پڑا مدینہ سے دور
پڑینگے اور روتے پیٹتے ہوے اپنے اپنے گھروں سے مصیبت میں جناب امام حسینؑ کے بیتابانہ آئینگے
فَيُمْتَازُ اَعْدَائُهُ وَالْمُتَوَقِّفُوْنَ عَنِ الْخَالِصِيْنَ مِنْ اَتْبَاعِ اَهْلِ الْبَيْتِ
اور دشمن لوگ خواہ جو لوگ متوقف یعنی بیچ بیچ کے ہیں نہ ادھر نہ اودھر ان دونو کی
شناخت ہوجائیگی اور بخوبی جدا ہوجائینگے اون لوگوں سے جو پیرو ہم اہلبیت کے ہیں
فَاِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ قَدْ كَانَ يَوْمَ تَوَجُّهِ الْحُسَيْنِ ع اِلَى الْعِرَاقِ مَنْ تَجَافَتْ
قَذَاءَ عَيْنَيْهِ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ ع كَمَرْوَانَ وَغَيْرِهٖ اسلیے کہ مدینہ میں بھی بروز روانگی
امام حسینؑ طرف عراق کے ایسے لوگ موجود تھے جنکے آنکھوں کے تنکے نکل گئے اور کھٹک
جاتی رہی حضرت کے شہید ہوجانے سے یعنی وہ ملعون خوش ہوئے آپکی شہادت سے مثل
مروان وغیرہ کے وَقَدْ ظَهَرَ اَتَمَّ الظُّهُوْرِ وَعُرِفَ ذٰلِكَ بِاَظْهَرِ الْمَعْرِفَةِ مدینہ کے
باہر ٹھہرنے میں یہ بات بخوبی ظاہر ہوگئی اور اچھی طرح پر اسکی شناخت ہوگئی فَمَنْ لَمْ
يَحْضُرْ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِتَعْزِيَةِ اَهْلِ الْبَيْتِ مَعَ كَوْنِهٖ ثَاوِيًا فِي الْمَدِيْنَةِ
وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ عُذْرٌ مِنَ الْمَرَضِ وَغَيْرِهٖ فَعُلِمَ مِنْهُ اَنَّهٗ كَذٰلِكَ پس جو شخص
مدینہ سے باہر ماتم پرسی کرنے نہیں آیا حالانکہ مدینہ میں اوس دن موجود تھا اور کوئی
عذر بیماری وغیرہ کا بھی اوسکو نتھا اسی سے معلوم ہوگیا کہ وہ ذیل میں دشمنوں کے
داخل ہے اَوَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ السَّيِّدُ رح اِنَّ سَيِّدَنَا السَّجَّادَ لَمَّا فَرَغَ
مِنْ اِنْشَادِ الْخُطْبَةِ کیا تمنے نہیں سنا ہے سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ
جب جناب زین العابدین علیہ السلام خطبہ پڑھنے سے فارغ ہوئے فَقَامَ صَفْوَانُ بْنُ
صَعْصَعَةَ بْنِ صُوْحَانَ وَكَانَ زَمِنًا فَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ مِمَّا عِنْدَهٗ مِنْ زَمَانَةِ
رِجْلَيْهِ چونکہ جناب سید الساجدینؑ نے شکایت اہل مدینہ فرمائی تھی لہذا صفوان نام ایک
شخص اوٹھ کھڑے ہوے جو زمین گیر تھے اور اپنے دونو پانوں کے بیکار
ہونیکا عذر کیا کہ مجھپر جہاد ساقط تھا اور اسی مرض کی وجہ سے میں حاضر
کربلا نہوسکا فَاَجَابَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَبُوْلِ مَعْذِرَتِهٖ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِهٖ

وَشَكَرَ لَهُ وَتَرَحَّمَ عَلٰى اَبِيْهِ حضرت نے اوسکی معذرت قبول فرمائی اور اوسکے
طرف اپنا حسنِ ظن بیان کیا اور اوسکی ثنا فرمائی یا اوسکی سپاس گذاری مین کچھ کلمات
ارشاد فرمائے اور اوسکے باپکے حق مین دعاء رحمت یاد کی وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ
سَيِّدَنَا السَّجَّادَ قَدْ شَكَا اِلَيْهِمْ مِنْ تَرْكِ نُصْرَتِهِمْ لِاَبِيْهِ اور یہ مضمون بھی
روایت کا دلالت کرتا ہے کہ جناب سید الساجدینؑ نے اہل مدینہ کی شکایت کی تھی اس
بارہ مین کہ اونھون نے آپکے والد ماجد کی نصرت اور امداد نہین کی اَفَلَمْ يَكُنْ مِنْ بَيْنِ
الْحَاضِرِيْنَ الْبَاكِيْنَ اَحَدٌ اَنْ يَحْتَمِلَ اِلَيْهِ بِعُذْرٍ صَحِيْحٍ عَاقَهُ عَنِ الْمَسِيْرِ مَعَ
الْحُسَيْنِ ع اِلَى الْعِرَاقِ غَيْرُ صَفْوَانَ بْنِ صَعْصَعَةَ کیا کوئی ایک آدمی ان ہزارون
رونے والون مین ایسا نتھا سوا صفوان بن صعصعہ کے جو اپنا عذر صحیح بیان کرتا جسکی وجہ
سے وہ شخص ہمراہ حضرت امام حسینؑ کے عراق کو نہین گیا تھا اَلثَّانِيْ مِنَ الْمَصَالِحِ فِيْ عَدَمِ
دُخُوْلِهِ فُجَاءَةً اَنَّ مِنَ اللَّوَازِمِ الْبَشَرِيَّةِ خِلْقَةً وَعَادَةً اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا
اُخْبِرَ بِخَبَرٍ اَوْ اُحِسَّ بِشَيْءٍ يَسُرُّهُ اَوْ يَحْزُنُهُ دَفْعَةً دوسری مصلحت یکایک مدینہ
مین داخل ہونیکی جناب سید الساجدین کو یہ تھی کہ آدمی کی خلقت اور عادت اس بات
کی ہے اگر دفعۃً اوسکو کوئی خبر خوشی یا رنج کی پہونچی یا کوئی ایسی چیز دیکھی جس سے دفعۃً خوشی
یا رنج پیدا ہوتا ہے فَقَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ سَبَبًا لِمَوْتِهِ الْفُجَائِيَّةِ فَرَحًا اَوْ كَآبَةً
دفعۃً خوشی یا رنج کے پہونچنے سے آدمی کو مرگ مفاجات ہو جاتی ہے وَلِذَا مَنَعَ
الْاَطِبَّاءُ عَنْ اِخْبَارِ الْمَرِيْضِ فُجَاءَةً بِمِثْلِ ذٰلِكَ اسی واسطے طبیبون نے
بیمار کے سامنے دفعۃً ایسی خبر بیان کرنیکو منع کیا ہے فَكَذٰلِكَ سَيِّدُنَا السَّجَّادُ ع
وَاَهْلُهُ وَهُمْ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ وَاَصَابَهُمُ
الذُّبُوْلُ یہی حال جناب سید الساجدینؑ اور اہلبیت کا تھا جسدن آپ قریب مدینہ کے
پہونچے ہین پچھلی کیفیتونکو یاد کرکے اوسدن رنج وملال آپکا زیادہ تھا اور رونیکی تاب نہین
رہی تھی چہرے اون سب بزرگوارونکے متغیر ہوگئے تھے لاغری حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی
وَاَدْرَكَهُمُ النُّحُوْلُ لِمَا قَاسَوْا مِنْ عَظِيْمِ الرَّزَايَا بدن گھل گئے تھے اس سبب سے کہ سخت مصیبتین

جمیل کر تشریف لائے تھے فاذا کان قد دخل علی احصن اقربائه الذین کانو
فی المدینة کام سلمة ولا سیما فاطمة المریضة وکانت مشرفة علی الموت
اگر اس حالت سے آپ مع اہلبیت کے مدینہ مین دفعتہً داخل ہوتے اور جناب ام سلمہ
یا آپ کی بیمار بہن جو مرض سے قریب ہلاکت تھین آپکو دیکھتین لم یکد ان
یریهم علی تلک الحالة المشئومة الا وقد هلکت احد منهن
لا محالة لفرط الغرام وشدة الکآبة کچھ دور نتھا کہ شدت رنج وملال سے
فاطمہ صغرا تو ضرور ہلاک ہوجاتین فاراد الامام ان یخبرهم اولا بقدومه
ثم یاتی علیهم پس امام کا بنظر حکمت یہ ارادہ ہوا کہ پہلے اپنے آنیکی خبر
ان لوگون کو پہونچادی جائے اوسکے بعد آپ مع اہلبیت کے گریان ونالان مدینہ
مین داخل ہون والثالث من المصالح انه کان مختبرا لوجاهته بعد ابیه
تیسری مصلحت دفعتہً مدینہ مین داخل نہونیکی یہ تھی کہ آپکو اپنی عزت اور شان کا امتحان
لینا منظور تھا کہ بعد شہادت والد بزرگوار کے اب بھی آبرو کچھ باقی ہے یا نہین وبعد ما
صار طریدًا اخذ ولا من الکوفة الی الشام اور بعد اسکے کہ آپکو ایک قسم کی ذلت
حاصل ہوئی تھی کوفہ سے شام تک جس کیفیت سے آپ گئے وہ تو معلوم ہے حتی
کان یقول ؎ اقاد ذلیلا فی دمشق کانني + من الزنج عبد غاب
عنه نصیر + یہان تک کہ خود آپ فرماتے ہین مجھے دمشق مین اس طرح سے لیگئے جیسے
کوئی غلام حبشی ہوتا ہے جسکا مددگار اوسکے ساتھ نہو فکانه اختبر هل له وجاهة
باقیة عند اهل المدینة اولم تبق گویا کہ آپ امتحان کرتے تھے کہ اب کچھ عزت
اور آبرو میری اہالیان مدینہ کے نزدیک باقی رہی یا نہین باقی ہے امتناعهم
عن الصراخ والبکاء حین اشار الیهم ان یسکتوا لیکن آپکا رعب
اور دبدبہ جو اسی سے ظاہر ہوگیا کہ جسوقت آپ نے اشارہ کیا کہ چپ ہوجاؤ
سب چپ ہوگئے یہان تک کہ لڑکے اور بچے بھی چپ ہوگئے فسکتت
لقوته فهو من کرامات الخاصة التی خصه الله بها

تیسری مصلحت

حُجَجِہٖ وَاَوْلِیَآئِہٖ اور وہ جوش و خروش رقت کا جس سے وہ میدان گونج رہا تھا
فوراً برطرف ہو گیا اور یہ ایک معجزہ خاص ہے اوس جناب کا ایسے ہی معجزون سے
حجت خدا اور اولیاء اللہ پہچانے جاتے ہین فَاِنَّ فِیْ تِلْکَ الْحَالَۃِ کَیْفَ یَکْفِیْ
الْاِیْمَاءُ بِالسُّکُوْتِ اسلیے کہ اس حالت جوش خروش مین محض اشارہ کرنا چپ رہنے
کے واسطے کیونکر کافی ہو سکتا ہے وَالرَّابِعُ مِنَ الْمَصَالِحِ اَنَّہٗ عٓ اَظْهَرَ
عَلَی النَّاسِ اِسْتِقَامَۃَ اُمِّ سَلَمَۃَ فِیْ اِتِّبَاعِ السُّنَنِ وَالْوَاجِبَاتِ چوتھی مصلحت
یہ تھی کہ حضرت نے تمام آدمیون پر پابندی احکام شریعت کی ظاہر کر دی پوری پوری
بہ نسبت جناب ام سلمہ کے اور واضح کر دیا کہ اطاعت حکم خدا و رسولؐ یون کرنی
چاہیے لِاَنَّهَا لَمْ تَخْرُجْ مِنْ بَیْتِهَا مَعَ کَوْنِهَا اَشَدَّ تَلَقًا وَاِضْطِرَابًا اسلیے
کہ جناب ام سلمہ گھر سے باہر نہین نکلین حالانکہ دل اونکا کسقدر بیتاب تھا اور قلق اونکو
کتنا شدید تھا جناب امام حسینؑ اور جناب زینب اور جناب ام کلثومؑ کو پالا اور پرورش
کیا تھا بیٹے اور بیٹیان کہی ہی تھین وَلَیْسَ فِی الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ وَّلَا اِمْرَأَۃٌ اَوْلٰی
بِالْخُرُوْجِ مِنْهَا فِیْ ذٰلِکَ التَّعَزِّیْ مدینہ مین اوس وقت جناب ام سلمہ سے زیادہ
کوئی مستحق گھر سے نکل پڑنیکا اس عزاداری مین اور ماتم پرسی مین نہ تھا فَاِنَّهَا وَاِنْ
لَّمْ تَخْرُجْ وَلٰکِنْ تَکُوْنُ فِیْ ضِیْقٍ مِنَ الْکَآبَۃِ وَکَادَتْ اَنْ تَمُوْتَ اسلیے کہ
اگرچہ اوس جناب نے صبر کیا اور نہ نکلین مگر حال اونکا یہ ہوگا کہ قریب مرنیکے نوبت
پہونچگئی ہوگی وَالْخَامِسُ مِنَ الْمَصَالِحِ تَصْدِیْقُ لِقَوْلِ جَدِّہٖ پانچوین مصلحت
مدینہ مین فوراً داخل ہونے مین یہ تھی کہ ہزارون آدمیون پر اپنے نانا کے قول کی تصدیق کرانی
آپ کو منظور تھی فَاِنَّہٗ صٓ لَمَّا اَخْبَرَ بِشَهَادَۃِ وَلَدِہِ الْحُسَیْنِ
بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَکَانُوْا یَبْکُوْنَ عَلَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ اَنْتُمْ تَبْکُوْنَ
عَلَیْہِ الْیَوْمَ وَلٰکِنْ لَا تَنْصُرُوْنَہٗ اسلیے کہ جب رسولخدا نے
شہادت جناب امام حسینؑ کی خبر صحابہ کے روبرو بیان فرمائی تھی
اور سب رونے لگے تھے اور مکرر ایسا اتفاق ہوا تھا چنانچہ جناب

چوتھی مصلحت

پانچوین مصلحت

رسالت مآبؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ آج تم روتے ضرور ہو مگر جو لوگ تم مین
سے زندہ رہینگے اون مین سے بہت کم ایسے ہین جو اس مظلوم کی نصرت اور مددگاری کرینگے
وَصَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ص فِيمَا أَخْبَرَ بِهٖ فَإِنَّكَ عَرَفْتَ أَنَّ الْحُسَيْنَ ع مِنْ
يَوْمِ خُرُوجِهٖ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَمِنْهَا إِلَى الْعِرَاقِ كُلَّ مَنْ لَقِيَهٗ
مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَيَبْكِي عَلٰى مَا يَجْرِي عَلَيْهِ سچ فرمایا تھا
جناب رسالت مآبؐ نے اور وہی ہوا جو کچھ آپنے کہا تھا چنانچہ سب کو معلوم ہے
کہ جس وقت سے جناب امام حسینؑ مدینہ سے نکل کر مکہ معظمہ مین آئے اور وہان
سے عراق کو روانہ ہوئے جو شخص راہ مین منجملہ صحابہ اور تابعین کے آپ سے
ملتا تھا اور بناوٹ سے آپکی حالت موجودہ پر روتا تھا فَالْحُسَيْنُ ع يُشِيرُ
إِلَيْهِمْ بِنُصْرَتِهٖ پس جناب امام حسینؑ اپنی نصرت کی اون لوگون سے درخواست
کرتے تھے مگر وہ لوگ ایسی بات کب سنتے تھے فَيَحْتَالُونَ فِي ذٰلِكَ حِيَلًا
عَجِيبَةً وَيَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ بِأَعْذَارٍ بَارِدَةٍ عجیب عجیب حیلہ کرتے تھے
اور نامعقول عذر پیش کرتے تھے بَلْ أَكْثَرُهُمْ كَانُوا يَمْنَعُونَهٗ عَنِ الْمَسِيرِ
إِلَى الْعِرَاقِ مَعَ عِلْمِهِمْ بِأَنَّهٗ يُقْتَلُ مَظْلُومًا بلکہ اکثر تو اون مین سے
آپ کو عراق کیطرف جانے سے منع کرتے تھے باوجودیکہ اونکو معلوم تھا کہ جناب
امام حسینؑ مظلوم ہو کر شہید ہو جائینگے حَتّٰى قُتِلَ وَاسْتُشْهِدَ وَحَتّٰى
سُبِيَ نِسَائُهٗ وہ لوگ تو عذر ہی پیش کرتے رہے آپکی شہادت بھی ہو گئی
اور اہلبیت بھی مقید ہو گئے وَأَصَابَهُمْ مِنَ الْقَتْلِ وَالْأَسْرِ وَغَيْرِهٖ
مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى الْمَدِينَةِ اور جو مصیبتین قتل ہونیکی یا قید ہونے
وغیرہ کی پہونچنی تھین سب پہونچ گئین اور مدینہ تک واپس آ گئے فَالْيَوْمَ أَيْضًا
تَرٰى مِنْ كَثْرَةِ الْبَاكِينَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
آج بھی رونے والون کی کثرت جیسی ہو ویسی دیکھنے مین آرہی ہے
فَكَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ ع يُشِيرُ إِلٰى مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ جَدِّهٖ

أَنَّكُمْ تَبْكُوْنَ عَلَيْنَا وَلٰكِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا مِنَ النَّاصِرِيْنَ یس گویا جناب سید الساجدین ع
اوسی حدیث نبوی کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ تم ہمارے مصایب پر تو روتے ہو مگر تم
نے ہماری نصرت نہین کی اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ ذَمَّهُمْ رَسُوْلُكَ
بِاَنَّهُمْ يَبْكُوْنَهٗ وَلَا يَنْصُرُوْنَهٗ خداوندا ہملوگونکو اون لوگون مین نہ داخل کرنا
جنکے حق مین تیری نبی ص نے یہ فرمایا ہے کہ مصیبت حسین ع پر یہ لوگ روینگے اور
نصرت اونکی نکرینگے وَاجْعَلْنَا فِيْ اَيَّامِ حَيٰوتِنَا مِنْ اَنْصَارِهٖ بِاَنْ تَأْتِيْ نُصْرَةً
تَلِيْقُ بِنَا فِيْ اَيَّامِ غَيْبَتِهِمْ اور ہمکو جب تک ہم زندہ رہین اوس جناب کے
انصار مین داخل کردے ایسی نصرت کرین جو ہمارے لایق ہو زمانہ غیبت ائمہ علیہم السلام
مین وَاِذَا مِتْنَا فَاجْعَلْنَا مِنَ الطَّالِبِيْنَ بِثَارِهٖ مَعَ اِمَامٍ مَهْدِيٍّ ظَاهِرٍ
نَاطِقٍ بِالْحَقِّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ ص اور جب ہم مرجائین ہمکو اون لوگون مین داخل کرنا
جو عوض خون ناحق امام حسین ع کے طلبگار ہونگے ہمرکاب جناب امام مہدی کے جو ظاہر ہونگے
اور حق کو ظاہر کرینگے اور آل محمد مین سے ہونگے وَلِذٰلِكَ اَمَرَنَا الْاَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
اَنَّا اِذَا ذَكَرْنَا مَصَائِبَ الْحُسَيْنِ وَبَكَيْنَا عَلَيْهِ فَيَجِبُ عَلَيْنَا اَنْ نَعْتَقِدَ
بِقُلُوْبِنَا وَنُجْرِيَ عَلٰى اَلْسِنَتِنَا يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا اوسین
اوپر کے دل سے رونے والونکو دیکھکر ہم پیروان اہلبیت کو ہمارے اماموں نے حکم دیا ہے کہ جب ہم
مصایب امام حسین ع کو یاد کرین اور رقت ہمپر طاری ہو اوسوقت ہمپر واجب ہے کہ اپنے دل سے
اعتقاد کرین اور زبان سے بھی اسکو جاری کرین افسوس کاش اگر ہم لوگ ہمراہ جناب امام حسین ع
کے مثل اونکے انصار کے دشت کربلا مین حاضر ہوتے اونکی نصرت کرکے فوز عظیم کو پہونچتے یعنی
شہادت حاصل کرتے یا اوس جناب کے دشمنون پر غالب آتے وَلَمَّا ذَكَرْنَا مِنَ النُّصْرَةِ
هٰهُنَا وَلَوْ اسْتِطْرَادًا فَيَجِبُ عَلَيْنَا اَنْ نَذْكُرَ مُجْمَلًا مَا يَنْبَغِيْ لَنَا مِنَ النُّصْرَةِ
فِيْ اَيَّامِ حَيٰوتِنَا هٰذِهٖ چونکہ اس مقام پر ذکر نصرت کا بلا قصد آگیا ہے اگرچہ یہ باب
تفصیلی بیان نصرت کا نہین ہے پھر ہمپر واجب ہے کہ باختصار بیان کردین کہ ہم کو
اپنی دنیاوی زندگی مین جو زمانہ غیبت علیہ السلام کا ہے کس طرح کی حضرت

کرنی چاہیے وقد سمعت من قول النبیؐ لحسان بن ثابت انہ دعا لہ
بکونہ مؤیداً بروح القدس لنظمہ ابیاتاً فی وصایۃ علیؑ حدیث
جناب رسالتمآبؐ کی تذکرہ سبط ابن جوزی سے اوپر گذر چکی ہے کہ جناب
رسالتمآبؐ نے حسان بن ثابت کے حق مین دعا فرمائی کہ تمکو ہمیشہ تائید
روح القدس کی رہے اور یہ دعا صلہ مین اوسی قصیدہ کے تھی جو حسان
بن ثابت نے وصی مقرر ہونے جناب امیرؑ کی نسبت حالات یوم غدیر مین
نظم کیا تھا فھذا نصرۃ لسانیۃ پس زبان سے تو نصرت اس زمانہ مین یہی ہے
کہ ہم فضایل اور مصایب اہلبیت کو نظم کرین خواہ نثر مین بیان کرین وایضاً
منھا اقامۃ العزاء وتذکار المصائب وتالیف القلوب لعوام
الامۃ یہ بھی نصرت اسی زمانہ غیبت کی ہے کہ مجالس عزا برپا کرین اور مراسم
تعزیت بجالائین مصایب اہلبیت کو یاد کرین عام مسلمانون کی تالیف
قلوب کرین تاکہ وہ لوگ بھی بکشادہ پیشانی ہماری مجلسون مین شریک ہون
اور تعصب اونکا جاتا رہے واظھار الفضائل التی قد ثبت نقلھا
بالتواتر علی لسان نبیہ اور وہ فضایل اہلبیت کے جو متواتر کتب
اہل اسلام مین مندرج ہین اونکو عوام امت پر ظاہر کرین واشاعۃ المظالم
والبدع التی جرت علیھم من اعدائہ اور جو ظلم اور بدعتین اہلبیتؑ
پر اونکے دشمنون سے گذری ہین اونکو تمام عالم مین پھیلائین اور اسقدر مشہور کرین
کہ چھوٹے بڑے عالم اور جاہل سب کو اون مظالم کے واقع ہونیکا یقین ہو جائے
وکل ذلک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ لئلا یرتاب قلوب الناس
فیھا اور یہ سب باتین تالیف قلوب وغیرہ کی حکمت اور دانشمندی سے ہون
اور نصیحت گوارا اونکو کیجائے تاکہ اونکے دلون مین ہماری طرف سے شک اور شبہ
نرہے ولا تضجروا عن استماعھا وعن حضور المجالس التی یحیی فیھا ذلک الذکر
اونکو ہماری باتین سننے سے اور اون مجلسون مین آنے سے دلتنگی نہو جسمین ذکر فضائل اور مصایب ہم کرتے ہین

باب داخل ہونا اہل حرم کا مدینہ مین بروز جمعہ اور جناب ام سلمہ رح
کا روضۂ مقدس مین آنا ایک ہاتھ مین وہ شیشہ لیے ہوئے جسمین بروز عاشورا
خاک کربلا خون ہوگئی تھی اور دوسرے ہاتھ سے فاطمہ صغرا کا ہاتھ پکڑے ہوئے
قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ بَعْدَ ذِكْرِ مَجِيءِ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ وَعَوْدِهِ اِلَى الْمَنْزِلِ مَا لَفْظُهٗ
ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ جب نعمان بن بشیر سنانی جناب امام حسینؑ
کی اہل مدینہ کو سنا کر اوسی مقام پر پلٹ گئے جہان پر سید الساجدینؑ مع اہلبیت کے
کھڑے تھے ابو مخنف کا بیان ہے قَالَ بَعْضُ مَوَالِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ
ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَنَعَى اِلَيْهِ وَلَدَيْهِ وَقَالَ هٰذَا مَا لَقِيْنَا مِنَ الْحُسَيْنِؑ
ایک غلام نے عبداللہ بن جعفر ابن ابی طالب کی خبر شہادت اونکے دونو بیٹون کی
عبداللہ کو سنائی یہ وہ دونو صاحبزادے ہین جنکا نام عون اور محمد تھا
اور زیر تربیت جناب زینب علیہا السلام کے تھے اور بعد اس خبر سنانیکے
اوس غلام نے یہ کہا کہ امام حسینؑ کے ساتھ دینے سے یہ پھل ہمکو ملا کہ ہمارے
دونو صاحبزادے قتل کیے گئے فَحَذَفَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بِفَرْوَةِ نَعْلِهٖ
ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ اللَّخْنَاءِ اَتَقُوْلُ فِي الْحُسَيْنِؑ بِمِثْلِ
هٰذَا الْكَلَامِ عبداللہ بن جعفر نے اوس بے ادب کو ایک جوتا کھینچکر مارا
اور پھر کہا کہ اے بے ختنہ کی ہوئے عورت کے جنے ہوئے تو جناب امام حسینؑ
کی شان مین ایسی بات کہتا ہے وَاللّٰهِ لَوْ اِنِّيْ شَاهَدْتُهٗ
لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَا اُفَارِقَهٗ حَتّٰى اُقْتَلَ مَعَهٗ قسم ہے خدا کی
اے بے ادب اگر مین ہمراہ اوس جناب کے ہوتا کبھی جدا نہوتا تا اینکہ مین بھی
شہید ہو جاتا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى جُلَسَائِهٖ وَقَالَ يَعِزُّ عَلَيَّ وَاللّٰهِ اَنْ
لَا اَسْتَشْهِدْتُ مَعَهٗ وَلٰكِنْ وَاَسَاهُ وَلَدَايَ بعد اوسکے اپنے
ہمنشینون کیطرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے قسم بخدا مجھپر سخت ناگوار
ہے کہ مین نے ہمراہ جناب امام حسینؑ کے درجہ شہادت

حاصل نہین کیا کسی قدر اشک شوئی اور رفع ندامت اسی مین ہوتی ہو کہ میرے
بیٹون نے اپنی جان فدا کر دی اور مجکو دنیا اور آخرت مین سرخرو کر گئے قال السّیّد رح
ثُمَّ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ بِاَهْلِهٖ وَعِیَالِهٖ وَنَظَرَ اِلٰی
مَنَازِلِ قَوْمِهٖ وَرِجَالِهٖ لہوف مین فرماتے ہین کہ بعد خطبہ پڑھنے کے اور اہل
مدینہ سے مراسم تعزیت ادا کرینگے جناب سید الساجدین ع شہر مدینہ مین اپنے اہل
وعیال سمیت داخل ہوئے اور اپنی قوم اور اہلبیت کے گھرونکو جو اوجڑ گئے تھے
دیکھا فَوَجَدَ تِلْكَ الْمَنَازِلَ تَنُوْحُ بِلِسَانِ اَحْوَالِهَا اون گھرونکو جو ویران
ہوگئے تھے ایسا پایا کہ زبان حال سے گویا نوحہ کر رہی ہین وَتَنُوْحُ بِاِعْلَانِ الدُّمُوْعِ وَ
اُرْسَالِهَا لِفَقْدِ حُمَاتِهَا وَرِجَالِهَا اِلٰی اَنْ قَالَ السَّیِّدُ رح در و دیوار سے
گویا آنسو جاری ہین اسلیے کہ جو مرد اور خانہ داری کے بندوبست کرنے والے اون
گھرون کے تھے وہ سب شہید ہوگئے اور رانڈین یا یتیم بچے باقی رہگئی ہین جنکا کوئی پرسان
حال نہین ہے تا اینکہ جناب سید نے یہ کہا فَلَوْ نَظَرْتَ اِلٰی اِنْكِسَارِ قَلْبِهٖ
وَقَدْ تَقَمَّصَ بِقَمِیْصِ الْحُزْنِ ہائے ہائے اوسوقت کی دل شکستگی جناب
سید الساجدین کی کوئی دیکھتا کہ سر سے پانون تک جامہ مصیبت آپ نے
پہن لیا تھا اور کس بے تابی سے رو رہے تھے شَاكِیًا اِلٰی جَدِّهٖ مَا اَعْتَرَاهُ
مِنَ النَّوَائِبِ مُكَفْكِفًا لِفَقْدِ اَبِیْهِ بِالدُّمُوْعِ السَّوَاكِبِ اپنے والد بزرگوار
کے نہونے سے بڑے بڑے آنسوون سے رو رو کر اونکی موجودگی اپنے نانا سے طلب
کر رہے تھے یا یہ مراد ہے کہ ہاتھ آنکھون پر رکھے ہوئے اپنے باپ کی راہ کو تک
رہے تھے کہ اب آیا ہی چاہتے ہین جیسے دور کی چیز کو کوئی دیکھتا ہے اور
آنکھون سے آنسو جاری تھے لَا تَرْقَى لَهٗ عَبْرَةٌ وَلَا تَبْرُدُ لَهٗ
زَفْرَةٌ نہ تو آنسوون کی روانی آنکھون سے بند ہوتی تھی اور سانس جو روتے
روتے پھول گئی تھی وہ سینے مین ہی نہین سماتی تھی یا آہ گرم سرد ہوتی تھی
یا آواز چلانیکی بند ہوتی تھی مِنْ قَلْبٍ حَزِیْنٍ بِاِظْهَارِ الشَّجَنِ

ور غمگین تھا اندوہ اور ملال کو ظاہر کرتی ہین قال ابو مخنف فسمعنا ثکلمان
حضرات زینب وام کلثوم وعاتکۃ وصفیۃ ورقیۃ وسکینۃ ابو مخنف کہتے ہین کہ جب
یہ قافلہ قبر جناب رسالت مآب پر پہونچا ام لقمان نے جناب زینب اور ام کلثوم اور عاتکہ
اور صفیہ اور رقیہ اور سکینہ کے رونے کی اواز سنی فخرجت حاسرۃ الراس ومعہا
اترابہا وام ہانی ورملۃ واسماء وبنات عقیل بن ابی طالب یجعلن یبکین
ویندبن الحسین علیہ السلام برہنہ سر ام لقمان نکل پڑین اور اونکے ہمراہ اونکی ہم سن عورتین تھین اور ام ہانی
اور رملہ اور اسما اور دختران عقیل بن ابی طالب سب آئین اور ماتم مین شریک ہوئین
اور گریہ و بکا جناب امام حسین علیہ السلام پر کرتی تھین قال وکان دخولھم المدینۃ یوم الجمعۃ
والخاطب یخطب الناس فذکروا الحسین علیہ السلام وما جری علیہ ابو مخنف کہتے ہین
داخلہ اہلبیت کا مدینہ مین بروز جمعہ ہوا تھا مسجد نبی مین خطبہ جمعہ کا پڑھکر جب خطیب
فارغ ہوا اوس وقت ماجرا شہادت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیان کیا اور تمام سرگذشت انکی
سب لوگ بیان کر رہے تھے فتجددت الاحزان واشتملت علیھم المصائب وصار و
یبکون باک وناحب رنج اور ملال سب پر تازہ ہو گیا اور مصیبتین سب کی یکسان ہو گئین کوئی
او نمین سے روتا تھا اور کوئی رقت کے مضمون بیان کرتا تھا اور بین کرتا تھا واقبلت
اھل المدینۃ بامرھا وکان اشبہ الایام بموت النبی صلعم اور تمامی اہل مدینہ زن و مرد
سب حاضر ہوئے اور وہ دن مشابہ تھا اون ایام کے جو وفات جناب رسالت مآب کا دن تھا
الی ان قال فاقامت الرجال والنساء یندبون الحسین فی المدینۃ خمسۃ عشر
یوما تا اینکہ ابو مخنف نے یہ بیان کیا کہ زن و مرد نے مدینہ کے امام کا ماتم کو پندرہ روز برپا کیا
قال واقبلت ام کلثوم الی مسجد رسول اللہ صلعم باکیۃ العین حزینۃ القلب کہتے ہین
ابو مخنف کہ جناب ام کلثوم علیہا السلام مسجد جناب رسالت مآب مین داخل ہوئین آنکھون سے
آنسو جاری تھے اور دل مغموم ہو رہا تھا فقالت السلام علیک یا جداہ انی ناعیۃ
الیک ولدک الحسین علیہ السلام وہ کہنے لگین سلام ہو تم پر اے جد بزرگوار مین سنانے والی ہون
آپکے فرزند حسین علیہ السلام کی قال فحن القبر حنینا عالیا وضجت الناس بالبکاء

کہتے ہین ابو مخنف کہ ایک نالہ کی اواز قبر سے بلند ہوئی جسکو
روا وکھٹے قَالَ وَاَمَّا زَینَبُ ؑ فَاِنَّهَا اَخَذَتْ بِعُضَادَةِ مَسْجِدِ الرَّ
وَقَالَتْ یَاجَدَّاهُ اَنَا نَاعِیَةٌ اِلَیْکَ اَخِی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ ابو مخنف رح
کہتے ہین کہ جناب زینب ؑ بازو دروازہ مسجد کا پکڑ کر کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ اے نانا
مین پرسہ دیتی ہون تمکو اپنے بھائی حسین ؑ کا وَهِیَ لَا تَجِفُّ لَهَا عَبْرَةٌ وَلَا تَفْتُرُ مِنَ
الْبُکَاءِ وَدُمُوْعُهَا جَارِیَةٌ عَلٰی خَدَّیْهَا آنسو انکے خشک نہین ہوتے تھے اور
جوش رقت مین کمی نہین ہوتی تھی دونو رخسارہ آنسوؤنسے تر ہو رہے تھے اَقُوْلُ
وَاَشَدُّ حُزْنًا وَاَقْرَحُ لِلْقُلُوْبِ مَجِیْئُ اُمِّ سَلَمَةَ رح مین کہتا ہون بڑی مصیبت کی
خبر جسکی سننے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور جسکے تصور سے تاب ضبط آدمی کو باقی نرہے تشریف
لانا جناب ام سلمہ کا مسجد نبوی مین اہلبیت ؑ کی ملاقات کیواسطے قَالَ فِی رَوْضَةِ
الشُّهَدَاءِ اِنَّ اَهْلَبَیْتِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانُوْا فِی بُکَاءٍ وَ
نَحِیْبٍ عِنْدَ قَبْرِ جَدِّهِمْ روضۃ الشہدا مین یہ روایت کی ہے کہ اہلبیت رسول
اپنے نانا کے قبر کے پاس گریہ وزاری مین مصروف تھے اِذْ اَقْبَلَتْ اِلَیْهِمْ اُمُّ سَلَمَةَ
اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَخَرَجَتْ مِنْ حُجْرَتِهَا ناگاہ جناب ام المومنین ام سلمہ اپنے
حجرہ سے نکلکر اونسے ملنے کو چلین وَفِیْ اِحْدٰی یَدَیْهَا قَارُوْرَةٌ فِیْهَا تُرْبَةٌ
قَدْ سَلَّمَهَا اِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ص وَهِیَ قَدْ صَارَتْ دَمًا عَبِیْطًا یَوْمَ عَاشُوْرَ
کس طرح پر چلین کہ ایک ہاتھ مین تو آپکے خون سے بھرا ہوا وہ شیشہ تھا جو خاک
تربت امام حسین علیہ السلام بروز عاشورا خون تازہ ہوگئی تھی اور جناب رسالت
مآب نے انکے پاس امانت رکھوائی تھی فَاُمُّ سَلَمَةَ کَانَتْ قَابِضَةً لَهَا فِیْ اِحْدٰی
یَدَیْهَا پس جناب ام سلمہ ایک ہاتھ مین اپنے یہ شیشہ لیے ہوئے تھین جسمین امانت سپرد
کی ہوئی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی وَاَخَذَتْ بِیَدِهَا
الْاُخْرٰی اِحْدٰی یَدَیْ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰی بِنْتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهِیَ
الْمَرِیْضَةُ الَّتِیْ سَلَّمَهَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَیْهَا یَوْمَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِیْنَةِ

غرا کا ہاتھ پکڑے ہوئی تھین یہ مریض دختر جناب امام حسین
...تا دی ہین جنکو مدینہ سے چلتے وقت آپنے جناب ام سلمہ رح کو سپرد کیا تھا
وام سلمۃ رح کانت تبکی وتصرخ ولا تتمالک من بکائہا جناب ام سلمہ رح
روتی ہوئی اور چلاتی ہوئی چلی آتی تھین اور کسی طرح بر تاب گریہ او نہ تھا فلما
دخلت ھی عند قبر رسول اللہ ورآھا زینب وام کلثوم وعلی بن الحسین ع
قد تجددت احزانھم جب اس حالت سے جناب ام سلمہ قبر جناب رسالت مآب ع
کے قریب پہونچین اور اونکو جناب زینب اور ام کلثوم اور سید الساجدین اور تمامی
اہلبیت نے دیکھا رنج وملال از سر نو سب پر طاری ہو فضج الناس بالبکاء
ثانیا وثالثا تمام آدمی دوبارہ چلا چلا کر رونے لگے حتی کانت القیامۃ
قد قامت بینھم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شور قیامت برپا ہوا ہے ثم ان ام سلمۃ
اعتنقت بنات رسول اللہ وبنات الحسین علیہ السلام وعلیا ابنہ وبکت
بکاء عالیا اوسکے بعد حضرت ام سلمہ رح دختران رسول خدا اور دختران امام حسین ع اور جناب
سید الساجدین سے گلے ملکر چلا چلا کر رونے لگین قلت واشد البکاء واصعب النیاح
انہ لما اعتنقت فاطمۃ الصغری باخواتھا وعماتھا واخیہ
مین کہتا ہون کہ سب سے زیادہ اوسوقت حشر برپا ہوا ہوگا جس وقت
اپنی بہنون سے اور پھوپھیون سے ملی ہونگی اور اپنے بھائی جناب سید الساجدین سے
یہ کہا ہوگا کہ اے بھائی میرے باپ کو کہان چھوڑ آئے فلا یبعد ان تکون ...
الھلاک کچھ دور نہین ہے کہ اوسوقت قریب مرگ کے نوبت انکی پہونچ گئی ہو
ثم علی بن الحسین ع خرج من عند قبر جدہ ودخل علی عمہ محمد بن
الحنفیۃ واخبرہ بقتل ابیہ ابو مخنف کہتے ہین کہ بعد اس واردات کے جناب
سید الساجدین ع روضہ مبارک سے نکلکر اپنے چچا محمد ابن حنفیہ کے پاس تشریف لائے اور
اونکو اپنے والد بزرگوار کی شہادت کی خبر دی فبکا حتی غشی علیہ محمد حنفیہ
اسقدر روئے کہ روتے روتے اونکو غش آگیا فلما افاق من غشوتہ قال بالحرمۃ

عنی یا ابا عبد اللہ کیف طلبتم ناصرا فلم تنصروا و معینا فلم تعانوا
تھا تو اب اونکو غش سے افاقہ ہوا کہنے لگے اے ابا عبد اللہ آپ کیسے معین و
مددگار طلب کرتے تھے اور کسی نے اونکی نصرت نکی فریاد کرتے تھے کوئی اونکی فریاد کو نہ پہونچا
اور معین طلب کرتے تھے کسی نے اونکی اعانت نکی و فی بعض نسخ ابی مخنف رح فلما افاق
من غشوته قام و تلا ع و تقلد سیفه و رکب جواده و صعد الجبل والناس ینظرون
و غاب و ما ظهر الا فی وقت ظهر المختار بعض نسخون مین ابی مخنف کے ہے کہ جب محمد حنفیہ کو غش سے
افاقہ ہوا کھڑے ہوئے اور زرہ اپنے بدن پر پہنی تلوار کمر مین لگائی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے
سب دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہوگئے پھر اوسی روز لوگونکو صورت دکھلائی جب مختار نے خروج کیا

خاتمہ کتاب

خدا کا شکر ہے کہ بڑی مصیبت اوٹھا کر یہ پہلی جلد بابتین کی تمام ہو کر چھپ بھی گئی حق بجانب ہے
کہ مصائب کی کتاب مصیبت اوٹھا کر تمام ہو۔ پٹنہ مین کاتب نہ ملنے کی مصیبت سے دس
بارہ کاتبان ایسی بدخط ہین کہ ہمکو شرم آتی ہے مگر مجبوری [illegible] اور چار سال کی مدت [illegible]
نے ہمکو مجبور کیا اور کسکا شکوہ کرین ہمارا اپنا قصور ہے [illegible] طبع کا تکملہ یادگار
کرینگے اوسکا دو چند روپیہ ہمارا اسکے طبع اور اعلان مین اختلاف مطابع اور نقل و
حمل مین خرچ ہوا ہے اگر (۹۰۰) کا تخمینہ تھا (۱۸۰۰) کے قریب خرچ ہے
ایک ہزار چھپوا کر پورا روانہ کرنا جسکا محصول ڈاک اگر جوڑا جائے کسقدر ہوتا ہے
پھر برادران ایمانی کی یہ حالت ہے کہ آج تک سیکڑون روپیہ باقیات کا پڑا ہے
اور کسی طرح نہین دیتے نہین بھیجتے اور نہ کتاب واپس کرتے ہین۔ جن لوگون نے پیشگی قیمت
دی اونکا شکریہ ہمکو ضرور ادا کرنا ہے کہ اونھون نے چار اور تین برس انتظار کیا اور ہمتک طلبی نہین فرمائی